noorcentre.com

شرعی معیارات

شرعی معیارات کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI
هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية
ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

Vol. : 1 & 2

شرعی معیارات

Vol.	Shariah Standards		Page
1	Urdu	01 - 26	i (3)
2	Urdu	27 - 58	728 (679)
	Eng	Shariah Standrds	1405 (1356)

شرعی معیارات برائے اسلامی مالیاتی ادارے کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

noorcentre.com

1

شرعی معیارات

شرعی معیارات کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

Shariah Standards
01 to 26

(Vol. 1 of 2)

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI
هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية
ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

①

شرعی معیارات

(Vol. 1 of 2)

شرعی معیارات برائے اسلامی مالیاتی ادارے کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

Shariah Standards
01 to 26

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
نیشنل لائبریری آف پاکستان، اسلام آباد، پاکستان
اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
شرعی معیارات۔ اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے، منامہ۔ 2017
1400 صفحات : 24x17 سم
1۔ فائنانس (اسلامی قانون)
آئی ایس بی این : 978-969-9306-10-5

AAOIFI اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے
پی او باکس 1176، منامہ، مملکت بحرین
فون: 17375400(973+) - فیکس: 17250194(973+)
ای میل: info@aaoifi.com
ویب سائٹ: www.aaoifi.com

مکتبہ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)

ناشر : مکتبہ معارف القرآن کراچی
طبع جدید : شعبان ۱۴۳۹ھ ۔ مئی ۲۰۱۸ء
فون : 35031565, 35123130 (92-21)
ای میل : info@mmqpk.com
ویب سائٹ : www.mmqpk.com
www.maktabamaarifulquran.com

جملہ حقوق بحق "اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے" محفوظ ہیں

کسی بھی قسم کے ترجمے، اشاعت، مزید اجرا، اس اشاعت کے کسی بھی جز کی کسی بھی شکل میں جزوی یا کلی اشاعت و استعمال چاہے وہ الیکٹرانی ہو میکانکی ذریعے سے ہو یا کسی اور معروف ذریعے سے جو اب تک ایجاد ہو چکی ہیں یا بعد میں ایجاد ہوں گی جن میں فوٹوگرافی، ریکارڈنگ یا معلومات ذخیرہ کرنے کی دیگر صورتیں شامل ہیں، غرض کسی بھی طرح سے اشاعت سے پہلے ادارے (ایوفی) سے تحریری اجازت ضروری ہے۔

شرعی معیارات عربی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوئے ہیں۔ دونوں نسخوں میں کسی بھی فرق کی صورت میں عربی نسخہ کو ترجیح دی جائے گی۔ "اکاؤنٹنگ و آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے" ایسے کسی بھی قسم کے منفی نتائج سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتا ہے جو کسی شخص کو اس کتاب کے مضامین پر عمل کرنے یا کرنے سے گریز کرنے کی صورت میں پیش آئی ہوں۔

noorcentre.com

فہرست

ادارے کا تعارف

۱- کرنسی کی تجارت ۶۳

۲- ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ ۸۵

۳- ٹال مٹول کرنے والا مدیون [قرضدار] ۱۰۱

۴- مقاصہ ۱۲۱

۵- ضمانتیں ۱۳۵

۶- روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی ۱۶۳

۷- حوالہ ۱۸۷

۸- مرابحہ ۲۱۱

۹- اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک ۲۴۷

۱۰- سلم اور متوازی سلم ۲۸۳

۱۱- استصناع اور متوازی استصناع ۳۰۵

۱۲- شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسام شرکت ۳۳۵

۱۳- مضاربہ ۳۷۹

۱۴- لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] ۴۰۵

۱۵- جعالہ ۴۳۳

۱۶- تجارتی دستاویزات ۴۵۳

۱۷- سرمایہ کاری صکوک ۴۷۷

۱۸- قبضہ ۵۰۹

۱۹- قرض ۵۳۱

۲۰- منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت ۵۵۵

۲۱- مالیاتی دستاویزات ۵۷۵

۲۲- عقودِ امتیاز ۶۰۵

۲۳- وکالت اور فضولی کا تصرف ۶۲۹

۲۴- مشترکہ تمویل ۶۵۵

۲۵- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا ۶۷۳

۲۶- اسلامی انشورنس ۶۹۹

noorcentre.com

List of Vol. 2

۲۷- اشاریہ جات ۷۳۱

۲۸- اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات ۷۴۷

۲۹- ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب ۷۵۹

۳۰- تورُّق ۷۷۹

۳۱- مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے ۷۹۳

۳۲- ثالثی ۸۱۵

۳۳- وقف ۸۳۷

۳۴- افراد کو اجرت پر رکھنا ۸۶۷

۳۵- زکوٰۃ ۸۹۳

۳۶- مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر ۹۳۵

۳۷- کریڈٹ ایگریمنٹ ۹۵۱

۳۸- آن لائن مالی معاملات ۹۷۵

۳۹- رہن اور اس کی جدید تطبیقات ۹۹۹

۴۰- مضاربت پر مبنی سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم ۱۰۲۵

۴۱- اسلامی ری انشورنس ۱۰۵۱

۴۲- مالی حقوق اور ان میں تصرّف ۱۰۷۹

۴۳- دیوالیہ ہونا ۱۱۰۵

۴۴- سیال سرمایہ - حصول اور استعمال ۱۱۲۷

۴۵- اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت ۱۱۴۱

۴۶- وکالت برائے سرمایہ کاری ۱۱۵۹

۴۷- مالیاتی معاملات میں نفع کے تعیین کے اصول ۱۱۷۷

۴۸- بھروسے پر مبنی خیارات ۱۱۸۹

۴۹- وعدہ اور دوطرفہ وعدہ ۱۲۰۳

۵۰- درختوں کی آبپاشی ۱۲۱۹

۵۱- سلامتی کے خیارات ۱۲۴۱

۵۲- سوچ و بچار کے خیارات ۱۲۵۷

۵۳- عربون [بیعانہ] ۱۲۷۵

۵۴- شرط کے تحت عقود فسخ کرنا ۱۲۹۱

۵۵- مقابلے اور انعامات ۱۳۰۵

۵۶- سرمایہ کاری کے منتظم پر ضمان ۱۳۲۵

۵۷- "سونا" اور اس کے متعلقہ اصول وضوابط ۱۳۴۳

۵۸- فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری ۱۳۷۵

noorcentre.com

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن

برائے اسلامی مالیاتی ادارے (ایوفی)

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے (هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية- أيوفي) جس کا سابقہ نام ہیئۃ المحاسبۃ المالیۃ للمصارف المالیۃ الاسلامیۃ تھا، کی بنیاد الجزائر میں یکم صفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء کو متعدد اسلامی مالیاتی اداروں کے دستخط سے ایک بنیادی معاہدہ کے نتیجے میں رکھی گئی۔ مورخہ ۱۱ رمضان ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۱ء کو بحرین میں ایک ایسے مستقل تشخص رکھنے والے عالمی ادارے کی رجسٹریشن ہوئی جو اپنی بنیاد میں ایک غیر نفع بخش ادارہ ہو۔

ایوفی کا مطمح نظر اسلامی مالیاتی اداروں کی جانچ، جائزے اور حسابی معائنے کی فکر کی ترقی اور اس فکر کی نشر و اشاعت مختلف وسائل کے ساتھ کرنا مثلاً تربیتی دورے، مختلف مجالس کا انعقاد، میعادی نشریے اور تحقیقاتی بحثوں کی تیاری و ترتیب وغیرہ۔ اسی طرح ان اداروں کے لیے معیارات کی تیاری، نشر و اشاعت، تفسیر و توضیح اور مناسب ردوبدل کرنا ایوفی کے اہداف میں سے ہیں۔

اور یہ تمام امور شریعت اسلامیہ کے متفقہ احکام اور بنیادوں کے تحت کرنا کہ شریعت ہی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ضابطہ حیات ہے اور ساتھ ہی ان امور کو ایسے ماحول کے تحت انجام دینا جن میں یہ ادارے نشوونما پاتے ہیں۔ ان اقدامات سے جہاں مالیاتی گوشواروں کے صارفین میں اعتماد کو تقویت ملے گی وہیں ان کو سرمایہ کاری اور اسلامی مالیاتی اداروں میں رقوم جمع کرنے اور ان کی خدمات سے استفادہ کرنے کی تحریک بھی ملے گی۔

ایوفی کی تاسیس سے ماقبل کے مراحل انتظامی اور تکنیکی لحاظ سے حد درجہ بڑی کاوشوں پر مشتمل ہیں۔ اس کی بنیاد ایک سادہ ورکنگ پیپر بنا تھا۔ جو مارچ ۱۹۸۷ء میں اسلامک ڈویلپمنٹ بینک نے استنبول میں بورڈز

noorcentre.com

آف گورنرز کے سامنے پیش کیا تھا۔ جس کے بعد اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے معیارات کی بطریق احسن تیاری کے امکانات کا جائزہ لینے کے لیے کئی کمیٹیاں بنیں۔ ان کمیٹیوں کی تگ و دو سے کئی جائزے اور تحقیقات سامنے آئیں۔[۱]

۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۱ء میں ایوفی کی فعالیت سے سن ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۵ء تک ادارہ کا تنظیمی ڈھانچہ ان اجزاء پر مشتمل تھا: نگران کمیٹی جو سترہ اراکین پر مشتمل تھی، اکاؤنٹنگ اسٹینڈرڈز بورڈ جو اکیس اراکین پر مشتمل تھا، شرعی کمیٹی جو چار اراکین پر مشتمل تھی۔

اس نظام پر چار سال کاربند رہنے کے بعد نگران کمیٹی نے ایک جائزہ کمیٹی تشکیل دینے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کمیٹی کے مقاصد میں ادارے کے بنیادی نظام اور تنظیمی ڈھانچے کا جائزہ لینا تھا۔ ادارے کے بنیادی نظام اور تنظیمی ڈھانچے میں چند کلیدی تبدیلیوں کے بعد، جن تبدیلیوں کو نگران کمیٹی کا اعتماد حاصل تھا، ادارے کا نام بدل کر "اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے" [ایوفی] رکھ لیا گیا۔

ادارے کے تنظیمی ڈھانچے میں بھی ردوبدل کی گئی تاکہ جنرل اسمبلی، بورڈ آف ٹرسٹیز (جو کہ نگران کمیٹی کی جگہ بنائی گئی)، اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ اسٹینڈرڈز بورڈ جو کہ قبل ازاں فقط اکاؤنٹنگ بورڈ تھا، مجلسِ عاملہ، شرعی کمیٹی، اور سیکرٹریٹ جنرل جس کی سربراہی سیکرٹری جنرل کرتے ہیں، کی صورت میں ادارے کے خدوخال ابھر سکیں۔[۲]

اسی طرح بنیادی نظام کا ردوبدل ادارہ کے مالیاتی طریقۂ کار پر بھی ہوا۔ ماضی میں فنڈ کا حصول بانی اراکین سے حصہ داری کی بنیاد پر ہوا کرتا تھا (بانی اراکین میں اسلامک ڈیولپمنٹ بینک، دارالمال الاسلامی گروپ، الراجحی بینکنگ اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن، دلۃ البرکہ اور کویت فائنانس ہاؤس شامل تھے)، بنیادی

---

(۱) یہ تمام تحقیقات اور جائزے "معايير المحاسبة للمصارف الإسلامية" کے عنوان سے پانچ جلدوں میں مرتب ہوچکے ہیں۔ جو کہ جدہ سعودیہ میں اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کے معہد الاسلامی للبحوث والتدریب میں سیریل نمبر ۱۲۱۰۲۱/۳۳۲ کے تحت موجود ہیں۔

(۲) کتاب کی اشاعت کے بعد بھی انتظامی ڈھانچے میں کچھ اہم تبدیلیاں لائی گئی ہیں جن میں سب سے اہم علیحدہ گورنس و اخلاقیات بورڈ [Governess and Ethics Board] کا قیام ہے۔

noorcentre.com

نظام کی ترمیم شدہ صورت میں ”وقف وصدقہ فنڈ“ کے قیام پر اتفاق ہوا۔ جس میں تمام رکن ادارے شمولیت کی فیس (فقط ایک بار) دے کر اپنا حصہ ملاتے ہیں۔ ادارے کی سرگرمیاں وقف فنڈ، سالانہ رکنیت فیس، وظائف، عطیات، وصایا اور دیگر ذرائع سے رواں رہتی ہیں۔

نظام کی ان تبدیلیوں کی زد میں ادارہ کی رکنیت بھی آئی جو کہ اب بانی اراکین، غیر بانی اراکین اور مبصر اراکین پر مشتمل ہے۔

سال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۸ء ادارہ کے بنیادی نظام میں تبدیلیاں اور ترامیم مکمل ہوگئیں۔ ان تبدیلیوں میں ہیئتِ اہداف کو وسعت دینا بھی شامل تھا، جیسا کہ شق چار میں صراحت کی گئی ہے کہ ایوفی شریعتِ اسلامیہ کے احکامات کو مندرجہ طریقوں سے وسعت دے گی:

۱- اکاؤنٹنگ، آڈیٹنگ اور بینکاری کے میدانوں میں اس فکر کا فروغ جس کا تعلق اسلامی مالیاتی اداروں سے ہے۔

۲- اسلا؛ اروں سے متعلقہ فکر کا فروغ اور اس کا انطباق تربیتی دوروں، مختلف مجالس کے انعق ن نشریوں، مختلف تحقیقاتی بحثوں اور جائزوں وغیرہا وسائل کے ذریعے کرنا۔

۳- ا تی اداروں کے لیے اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے معیارات کی تیاری، اشاعت اور ان کی ا تاکہ ان کی ہم آہنگی ان حسابی تجربات کے ساتھ ہوسکے جن سے اسلامی مالیاتی ادارے نے مالی گوشوارں کی تیاری میں مدد لیتے ہیں۔ اسی طرح ان کی ہم آہنگی آڈیٹنگ کے ان اطلاقات سے بھی ہو جن سے ان مالی گوشواروں میں مدد لی جاتی ہے جو اسلامی مالیاتی ادارے تیار کرتی ہیں۔

۴- اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے معیارات کا جائزہ اور ردوبدل کرنا، تاکہ اسلامی مالیاتی کی سرگرمیوں اور اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کی فکری اور عملی سرگرمیوں میں نمو و ترقی کا جاری رہے۔

۵- اسلامی مالیاتی اداروں کی سرگرمیوں کے حوالے سے ایسے تجاویز و بیانات کا جائزہ، تیاری، اشاعت اور ترامیم جو بینکاری، سرمایہ کاری اور انشورنس کے شعبوں سے متعلقہ ہوں۔

۶- اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے معیارات، بینکاری، سرمایہ کاری، اور انشورنس سے متعلقہ تجاویز و بیانات جو ادارہ کے تحت نشر ہوئے ہیں، کا متعلقہ نگران جہات، اسلامی مالیاتی اداروں اور ہر اس ادارے

noorcentre.com

میں جس میں مالی اسلامی سرگرمی موجود ہو نیز اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے اداروں میں عملی نفاذ کے لیے کوشاں رہنا۔

اسی طرح بنیادی نظام کی ترمیموں میں یہ بھی طے پایا کہ غیربانی اراکین کو "وابستہ اراکین" پکارا جائے۔ جیسا کہ شق تین میں صراحت موجود ہے کہ ان وابستہ اراکین کا انتخاب مندرجہ ذیل اقسام میں سے ہوگا:

(أ) ایسے اسلامی مالیاتی ادارے جو اپنی تمام سرگرمیوں میں شریعت اسلامی کے احکام کی پیروی کرتے ہوں

(ب) ایسے نگران و منتظم ادارے جو اسلامی مالیاتی اداروں نگرانی کرتے ہوں۔ اس زمرے میں مرکزی بینک اور تمام مالیاتی ادارے اور اس جیسے دیگر شعبہ جات شامل ہیں۔

(ج) اچھی ساکھ کے حامل فقہ اسلامی کے علمی اور تحقیقی ادارے۔

جبکہ مبصر اراکین کا انتخاب مندرجہ ذیل اقسام سے ہوگا:

(أ) ایسے ادارے اور انجمنیں جو اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ میں قیامِ نظم کی ذمہ داریوں کو دیکھتی ہیں۔ یا اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے معیارات کی تیاری کو دیکھتی ہیں۔

(ب) اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کی کمپنیاں اور تربیتی ادارے جو اسلامی مالیاتی اداروں کی اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کا اہتمام سنبھالتی ہوں

(ج) ایسے مالیاتی ادارے جو دیگر سرگرمیوں کے ساتھ اسلامی مالیاتی سرگرمی بھی رکھتے ہیں۔

(د) اسلامی مالیاتی اداروں کے صارفین۔ چاہے وہ افراد ہوں یا ادارے

بنیادی نظام کی ترمیموں کی شق آٹھ میں اس بات کی صراحت کی جاچکی ہے کہ ہر رکن، رکنیت فیس سالانہ وابستگی فیس اور ادارہ کے نظام العمل اور ضوابط کا پابند ہوگا، اسی طرح ان ترمیموں میں شرعی کمیٹی کو ختم کر کے مجلسِ شرعی کے قیام پر اتفاق ہوا تھا جس کی تفصیل آگے تنظیمی ڈھانچے کے ذیل میں بیان ہوں گی۔

اس کے ساتھ ساتھ ادارہ نے اپنی رکنیت سازی کو وسعت دیتے ہوئے معاون اراکین کو بھی شامل کیا ہے جن کا انتخاب ان تمام مالیاتی اداروں سے کیا جاتا ہے جن کے اسلامی مالیاتی اداروں، ان کے پراڈکٹس یا ہیئۃ المحاسبہ والمراجعہ سے باہمی تعاون کی بنیاد پر تعلقات ہوں۔

noorcentre.com

ان ہی تبدیلیوں کے نتیجے میں ادارہ اکاؤنٹنگ، آڈیٹنگ، اسلامی بینکاری اور مالیاتی تجزیوں کے شعبہ جات میں سر ٹیفیکٹس اور لائسنس جاری کرتا ہے مزید یہ کہ ادارہ ذاتی تشخص میں اور دیگر اداروں کے ساتھ مل کر تربیتی ورکشاپس اور اہلیت سازی کے میدانوں میں بھی مصروفِ عمل ہے۔

noorcentre.com

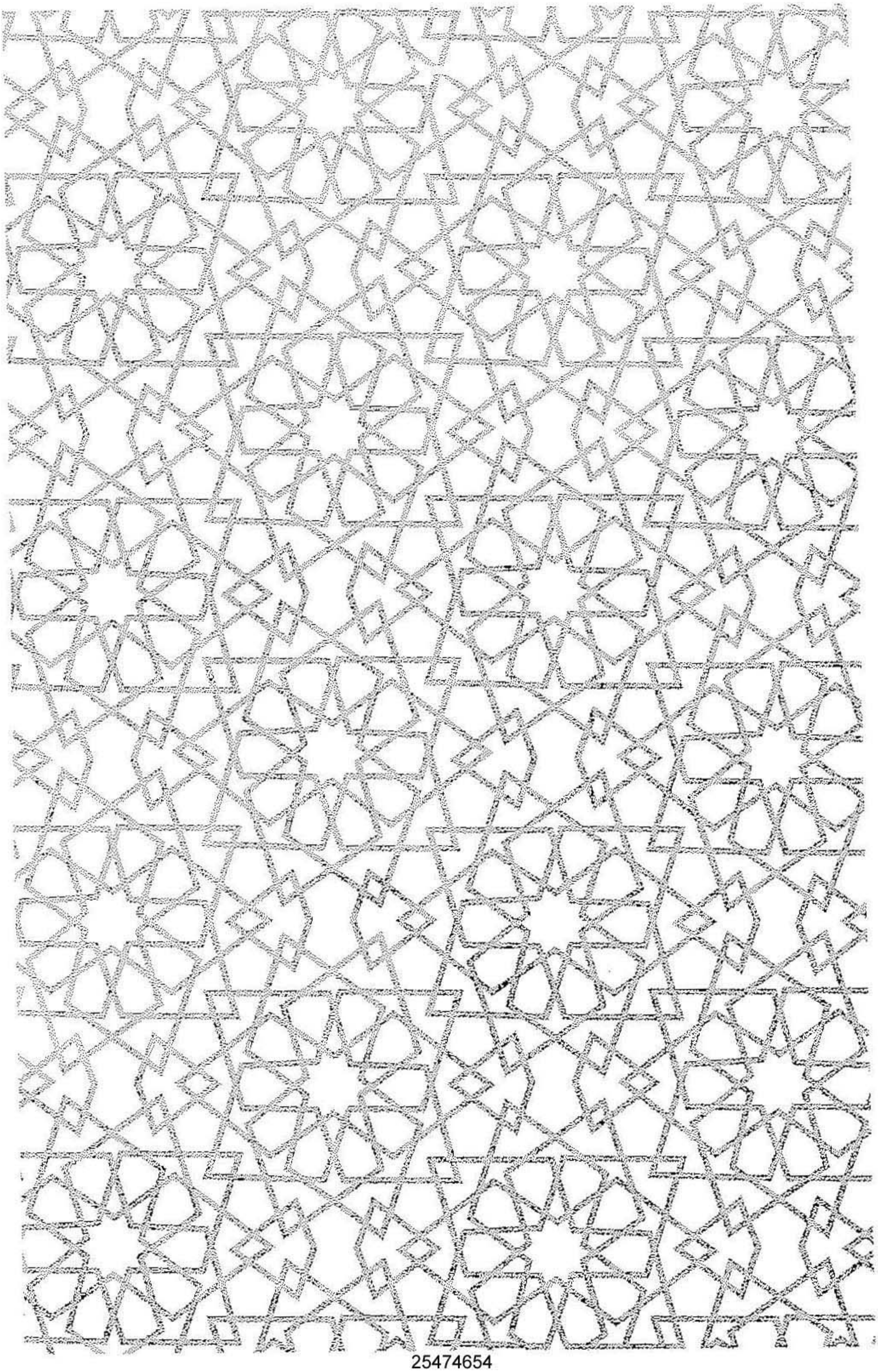

25474654

کرنسی کی تجارت

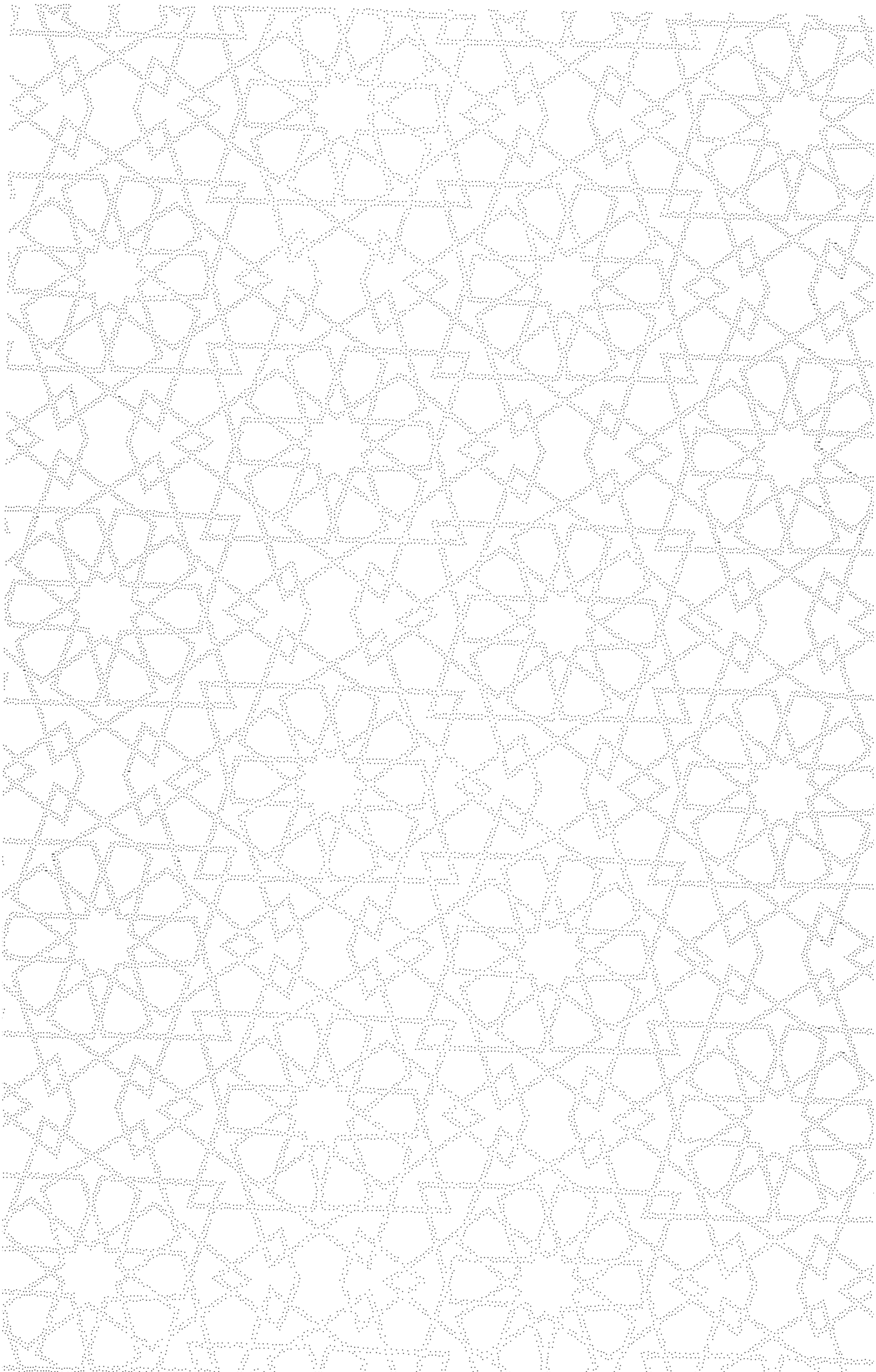

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ.. ٦٦

معیار کا متن.. ٦٧

١-معیار کا دائرۂ کار.. ٦٧

٢-کرنسی کی تجارت کے شرعی احکامات.. ٦٧

٣-معیار کے اجرا کی تاریخ.. ٧٣

معیار کی منظوری.. ٧٤

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد.. ٧٥

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں.. ٧٧

ضمیمہ (ج) فرہنگ.. ٨٣

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد کرنسی کی تجارت کے احکام، اس کی شرائط اور اس کے شرعی ضوابط، جائز اور ناجائز صورتیں اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے) میں بعض رائج صورتوں کا بیان کرنا ہے۔

والله الموفق...

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار کرنسی کے حقیقی اور حکمی قبضے کے معاملات، کرنسی کی تجارت کے لیے جدید ذرائع کے استعمال، دونوں فریقوں کے ذمہ ادائیگیوں کا مختلف کرنسیوں میں تصفیہ، منی مارکیٹ میں کرنسیوں کے معاملات، کرنسی کی تجارت کے لیے دوطرفہ وعدے، کرنسی کی اُدھار خرید وفروخت، کرنسی کے معاملات میں مبیع یا ثمن میں سے ایک کے مؤخر ہونے کے معاملے اور مالیاتی اداروں میں کیے جانے والے بعض دیگر معاملات کے شرعی احکامات پر مشتمل ہے۔

یہ معیار کرنسی کے علاوہ دیگر اشیا کی خرید وفروخت کے معاملات، سونے چاندی کی ڈھلائی اور ان کی خرید وفروخت کے احکام پر اثر انداز ہونے کے معاملات، بیع صرف میں دیون کے حوالہ اور بِل ڈسکاؤنٹنگ کے معاملات پر لاگو نہیں ہوگا۔

۲- کرنسی کی تجارت کے شرعی احکامات

۲/۱ درج ذیل شرعی اصولوں کی رعایت کرتے ہوئے کرنسی کی تجارت کرنا جائز ہے:

۲/۱/۱ دونوں فریقوں کے جدا ہونے سے پہلے مجلسِ عقد میں دونوں عوضوں پر قبضہ کرلیا جائے، چاہے قبضہ حقیقی ہو یا حکمی۔

۲/۱/۲ ایک قسم کی کرنسی کے تبادلے میں یہ ضروری ہے کہ دونوں طرف کرنسی کی مقدار برابر ہو، اگرچہ ایک طرف کاغذی نوٹ ہوں اور دوسری طرف اسی ملک کے دھاتی سکے ہوں، مثلاً کسی ملک کے ایک پونڈ کا کاغذی نوٹ اسی ملک کے ایک پونڈ کے دھاتی سکے کے بدلے میں۔

noorcentre.com

۳/۱/۲ اس معاملے میں دونوں فریقوں میں سے کسی نے خیارِ شرط نہ رکھا ہو اور دونوں یا کسی ایک کرنسی کی ادائیگی مؤخر بھی نہ ہو۔

۴/۱/۲ کرنسی کی تجارت نہ تو ذخیرہ اندوزی کی غرض سے ہو اور نہ ایسے طریقے سے ہو جس سے افراد یا معاشروں کو نقصان پہنچتا ہو۔

۵/۱/۲ کرنسی کی تجارت مستقبل کے سودوں کے بازار میں نہ ہو۔

۲/۲ مستقبل کے سودوں کے بازار میں کرنسی کا تبادلہ جائز نہیں ہے، چاہے یہ معاملہ مستقبل میں واجب الاداء حوالوں کے تبادلے پر مشتمل ہو یا کرنسی کے ایسے اُدھار سودے پر مشتمل ہو جس میں دونوں فریق دونوں عوضوں پر مجلسِ عقد میں قبضہ نہ کر رہے ہوں۔

۳/۲ کرنسی کا مستقبل کا سودا بہر حال منع ہے اگرچہ اس کا مقصد کسی ایسے سودے کے نفع کو محفوظ کرنا ہو جو کسی ایسی کرنسی میں ہوا ہو جس کی قدر میں کمی کا اندیشہ ہو۔

۴/۲ مستقبل میں کرنسی کی قیمت میں متوقع کمی سے ہونے والے نقصان سے بچنے کے لیے ادارہ درج ذیل معاملات انجام دے سکتا ہے:

۱/۴/۲ مختلف کرنسیوں میں باہم متبادل قرضوں کے معاملات کیے جائیں اور ان معاملات میں نہ کوئی فائدہ لیا جائے اور نہ کوئی فائدہ دیا جائے، بشرطیکہ یہ باہمی قرض کے معاملات ایک دوسرے کے ساتھ مشروط نہ ہوں۔

۲/۴/۲ اُسی کرنسی میں کسی اثاثے کو خرید لیا جائے یا مرابحہ کا معاملہ کر لیا جائے۔

۵/۲ ادھار کے معاملے (مثلاً مرابحہ) کی قسطوں کی ادائیگی کے وقت ادارہ اور گاہک کا اس بات پر اتفاق کر لینا جائز ہے کہ قسطوں کی ادائیگی کسی دوسری کرنسی میں ادائیگی کے دن کی بازاری قیمت کے مطابق ہوگی۔

۶/۲ کرنسی کی تجارت میں قبضہ

۱/۶/۲ جس مقدار میں کرنسی کی خرید و فروخت کا معاملہ طے کر لیا جائے تو دونوں فریقوں کا جدا ہونے سے قبل ایک دوسرے کو مکمل مقدار سپرد کرنا اور قبضے میں لے لینا

ضروری ہے۔

۲/۶/۲ کرنسی کی خرید و فروخت کے جواز کے لیے عوضین میں سے کسی ایک کا قبضہ میں لینا کافی نہیں ہے، اور نہ ہی اس بات کی اجازت ہے کہ دونوں عوضوں پر جزوی قبضہ کر لیا جائے۔ اگر جزوی طور پر قبضہ کیا گیا ہو تو جس قدر حصے پر قبضہ مکمل ہوا ہے اُسی حصے تک عقد معتبر ہوگا اور بقیہ میں درست نہیں ہوگا۔

noorcentre.com

۳/۶/۲ قبضہ حقیقی اور حکمی دونوں طرح ہو سکتا ہے۔ مختلف اشیا پر قبضہ اُن کی نوعیت اور ان کے متعلق عرف کے بدلنے سے مختلف ہو سکتا ہے۔

۴/۶/۲ حقیقی قبضہ ہاتھ در ہاتھ تبادلہ کرنے سے ہوتا ہے۔

۵/۶/۲ حکمی قبضہ مکمل تصرف کا اختیار حاصل ہو جانے سے ثابت ہو جاتا ہے، اگرچہ طبعی طور پر قبضہ نہ ہوا ہو۔ شریعت اور عرف میں حکمی قبضہ کی بعض صورتیں یہاں بیان کی جاتی ہیں:

(الف) درج ذیل صورتوں میں گاہک کے کھاتے میں رقم منتقل کر دینے سے حکمی قبضہ حاصل ہو جائے گا:

۱- براہ راست یا بینک منتقلی کے ذریعے گاہک کے کھاتے میں کوئی رقم جمع کر دی جائے۔

۲- جب گاہک اپنے ہی کھاتے کے ذریعے ادارے سے کرنسی کے تبادلے کا نقد معاملہ کرے۔

۳- جب ادارہ گاہک کی ہدایت کے مطابق اس کے کھاتے سے رقم منہا کرے اور اس کے عوض گاہک کے اپنے ہی دوسرے کھاتے میں یا کسی دوسرے شخص کے کھاتے میں دوسری کرنسی جمع کر دے، چاہے یہ کھاتہ اسی ادارے میں ہو یا دوسرے ادارے میں۔ ان تمام صورتوں میں ادارے پر عقدِ صرف کے تمام شرعی اصولوں کی

noorcentre.com

پابندی لازم ہے۔

رقوم کی منتقلی میں بازار کے عرف کے مطابق ہونے والی تاخیر معاف ہے، تاکہ وصول کرنے والے کو حقیقی قبضہ اور تصرف کا حق حاصل ہوجائے۔ گاہک کے لیے شرعاً جائز نہیں ہے کہ دورانِ منتقلی اس رقم کو استعمال کرے الّا یہ کہ وہ رقم اس کے کھاتے میں منتقل ہوچکی ہو اور اس رقم کا آگے منتقل کرنا ممکن ہو۔

(ب) چیک سپرد کرنے سے، بشرطیکہ چیک لکھنے والے کے کھاتے میں وہی کرنسی اتنی مقدار میں موجود ہو جو چیک پر درج ہے اور ادارہ اس قدر کرنسی ادائیگی کے لیے علیحدہ کردے۔

(ج) فروخت کنندہ کا کریڈٹ کارڈ کے حامل سے خریداری کے بعد دستخط شدہ رسید وصول کرنا، بشرطیکہ کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ بغیر کسی تاخیر کے یہ رقم کارڈ قبول کرنے والے کے سپرد کردے۔

۲/۷ کرنسی کی خرید وفروخت میں وکیل بنانا

۲/۷/۱ کسی دوسرے شخص کو کرنسی کی ایسی خرید وفروخت کے لیے وکیل بنانا جائز ہے جس میں اس کو ادائیگی اور قبضے کا بھی وکیل بنایا جائے۔

۲/۷/۲ کسی شخص کو صرف کرنسی فروخت کرنے کے لیے اس طرح وکیل بنانا جائز ہے جس میں اس کو قبضے کا وکیل نہ بنایا جائے، بشرطیکہ مؤکل یا کوئی دوسرا وکیل دونوں فریقوں کے جدا ہونے سے پہلے قبضہ کرلے۔

۲/۷/۳ عقدِ صرف کے مکمل ہونے کے بعد صرف قبضے کے لیے وکیل بنانا جائز ہے، بشرطیکہ دونوں فریقوں کے جدا ہونے سے پہلے دونوں وکیل کرنسی پر قبضہ کرلیں۔

۲/۸ کرنسی کی تجارت میں جدید مواصلاتی وسائل کا استعمال

۲/۸/۱ دونوں فریقوں کے جدید وسائل کو استعمال کرتے ہوئے دو مختلف مقامات پر بیٹھ کر

کرنسی کے تبادلے کا معاملہ کرنے میں وہی احکامات لاگو ہوں گے جو ایک ہی مجلس میں بیٹھ کر عقد کرنے پر لاگو ہوتے ہیں۔

noorcentre.com

۲/۸/۲ اگر ان وسائل کو استعمال کرتے ہوئے ایک متعیّن وقت کے لیے ایک پیشکش کر دی جائے تو اس متعیّن وقت میں یہ پیشکش کرنے والے شخص پر لازم رہے گی۔ یہ عقد اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک فریق ثانی اس کو قبول نہ کرلے اور دونوں فریقوں دونوں عوضوں پر حقیقی یا حکمی قبضہ نہ کرلیں۔

۹/۲ کرنسی کی تجارت میں دوطرفہ وعدہ کرنا

۱/۹/۲ کرنسی کی خریدوفروخت کے لیے دوطرفہ وعدہ کرنا جو دونوں فریقوں پر لازم ہو، شرعاً جائز نہیں ہے، چاہے یہ وعدہ کرنسی کی قیمت میں کمی کے خطرہ سے بچنے کے لیے کیا جائے۔ البتہ یکطرفہ وعدہ کرنا درست ہے، اگرچہ وہ وعدہ لازم ہو۔

۲/۹/۲ مالیاتی شعبوں میں معروف "کرنسیوں کی متوازی خریدوفروخت" (parallel purchase and sale of currencies) کے معاملات شرعاً جائز نہیں ہیں کیونکہ ان معاملات میں درج ذیل خرابیاں پائی جاتی ہیں:

(الف) دونوں کرنسیوں (عوضوں) پر ادائیگی اور قبضہ نہیں پایا جاتا۔ اس صورت میں یہ کرنسی کی اُدھار فروخت ہوگی۔

(ب) ایک عقدِ صرف میں دوسرے عقدِ صرف کی شرط کا پایا جانا۔

(ج) عقدِ صرف میں دوطرفہ وعدہ کا لازم ہونا۔

۳/۹/۲ شرکت ومضاربت میں ایک شریک دوسرے شریک کو کرنسی میں ہونے والی متوقع کمی سے حفاظت کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ البتہ کوئی تیسرا شخص رضاکارانہ طور پر کسی شریک کو اس کی ضمانت دے سکتا ہے، بشرطیکہ عقد میں اس ضمانت کی شرط نہ ہو۔

noorcentre.com

۱۰/۲ ذمہ میں واجب الاداء مختلف کرنسیوں کا تبادلہ

مختلف کرنسیوں کی واجب الاداء ذمہ داریوں کا باہم تبادلہ جائز ہے جس کے نتیجے میں دونوں ذمہ داریوں کی ادائیگی ہو رہی ہو اور دونوں فریق بری الذمہ ہو رہے ہوں۔ اس معاملہ کی درج ذیل مختلف صورتیں بھی ہو سکتی ہیں:

۱/۱۰/۲ دو ذمہ داریوں کی باہم تلافی، اس طور پر کہ اگر ایک کے ذمہ دوسرے کے دینار لازم ہوں اور دوسرے کے ذمہ پہلے کے دراہم لازم ہوں، اور دونوں اپنے مکمل یا کچھ ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے تبادلہ کے وقت کے نرخ پر اتفاق کرلیں۔ اس معاملہ کو مقاصّہ بھی کہا جاتا ہے۔

۲/۱۰/۲ قرض دینے والا اپنے ایک کرنسی کا قرض دوسری کرنسی میں وصول کرے، بشرطیکہ معاملہ نقد ہو اور تبادلے کا نرخ ادائیگی کے دن کا ہو۔

۱۱/۲ کرنسی کا تبادلہ اور ترسیل ایک ساتھ انجام دینا

ایسی کرنسی میں ترسیل کی سہولت دینا جائز ہے جو ترسیل کنندہ کی جانب سے جمع کرائی گئی کرنسی سے مختلف ہو۔ عقدِ صرف کے اس معاملہ میں حقیقی یا حکمی قبضہ پہلی کرنسی کی ادائیگی کر کے بینک ڈرافٹ بنوانے سے حاصل ہو جائے گا، جس کے بعد ترسیل کرانے والے کی جانب سے خریدی گئی دوسری کرنسی کو منتقل کر دیا جائے گا۔ ادارے کے لیے ترسیلِ زر کی اجرت لینا جائز ہے۔

۱۲/۲ اداروں کے ذریعے کرنسی کے تبادلہ کی چند صورتیں

۱/۱۲/۲ ناجائز صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ملکیت میں موجود کرنسی کی مقدار سے زیادہ کا معاملہ کیا جائے۔ جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ادارے کی جانب سے گاہک کو اُدھار کی سہولت دی جائے اور وہ اس سہولت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملکیت میں موجود رقم سے زیادہ کا معاملہ کر لے۔

۲/۱۲/۲ ادارے کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ گاہک کو اس شرط پر قرضہ دے کہ وہ کرنسی کا

تبادلہ صرف اسی کے ساتھ کرے گا، البتہ اگر یہ شرط نہ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

noorcentre.com

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے اپنے چوتھے اجلاس میں کرنسی کی تجارت سے متعلق معیار کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے پہلے اجلاس میں، جو کہ بروز ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء کو بحرین میں منعقد ہوا تھا، کرنسی کی تجارت سے متعلق شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

اسی روز ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء کرنسی کی تجارت کے معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۳-۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷-۳۰ جون ۱۹۹۹ء کو منعقدہ اجلاس میں شریعہ کمیٹی نے تحقیق کا جائزہ لیا اور اُس میں کچھ ترامیم کیں۔ کمیٹی نے اپنے تیسرے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۹-۱۱ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا، معیار کے ابتدائی مسودہ کا بھی جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کے پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے دوسرے اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۱۰-۱۵ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ کو متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ پر اُن کی رائے حاصل کر کے جلسۂ سماعت میں اس پر غور کیا جا سکے۔

جلسۂ سماعت ۲۹-۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیس سے زیادہ شرکاء شریک ہوئے جن میں ماہرینِ شریعت، پروفیسر، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ مرکزی بینکوں، مالیاتی ادارے اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شریعہ کمیٹی کے ممبران نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جو کہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور ان کا

noorcentre.com

جواب دیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے پانچویں اجلاس میں جو کہ ۲۲ ۔ ۲۴ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶۔ ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ عوامی جلسۂ سماعت کے دوران پیش کی گئیں یا مجلس کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں، اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چوتھے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵ ۔ ۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹ ۔ ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شریعہ کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس معیار پر مجلسِ شرعی کے اکثر ممبران نے اتفاق کیا جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

کرنسی کے تبادلہ سے متعلق دلائل

نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث ثابت ہیں جو کرنسی کی تجارت سے متعلق احکام کو بیان کرتی ہیں۔ سب سے مشہور حدیث وہ ہے جسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر سرابر، ہاتھ در ہاتھ بیچو، اور جب ان میں سے کسی چیز کا تبادلہ دوسری چیز سے ہو تو جس طرح چاہو بیچو [یعنی کمی بیشی کی اجازت ہے] جبکہ معاملہ نقد ہو"۔ (۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "سونے کو سونے کے بدلے مت بیچو مگر جب دونوں طرف سونے کی مقدار برابر ہو، انہیں ایک دوسرے سے کمی بیشی کرکے مت بیچو اور نہ اس میں سے غیر موجود کو موجود کے بدلے بیچو"۔ (۲) یہ دونوں احادیث اس بات میں صریح ہیں کہ سونا ایک الگ جنس ہے اور چاندی ایک الگ جنس۔ بہت سے اسلامی فقہ (۳) کے ادارے اس بات پر دلائل کی روشنی میں فیصلہ جاری

---

(۱) صحیح مسلم۔

(۲) صحیح بخاری۔

(۳) اس کی ایک مثال وہ فتویٰ ہے جس کو کویت کی فتویٰ کمیٹی نے جاری کیا ہے، جس میں ہے کہ: "مختلف قسم کی کرنسیوں کے کاغذی نوٹ کو ایک دوسرے کے بدلے فروخت کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ ہر کرنسی ایک الگ جنس ہے اور اُس کی اپنی شناخت ہے جیسا کہ سونا یا چاندی۔ لہٰذا ایک معین کرنسی جیسا کہ ڈالر کو ایک دوسری کرنسی جیسا کہ ہندی روپیہ کے بدلے فروخت کرنا جائز ہے، اگرچہ کمی بیشی کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ سونے کو چاندی کے بدلے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے البتہ دونوں کرنسیوں پر مجلس میں ہی قبضہ کرنا ضروری ہے۔ بہرحال اگر ایک ہی معین کرنسی =

noorcentre.com

کر چکے ہیں کہ دینار، درہموں کے مقابلے میں ایک مختلف جنس ہے۔ موجودہ دور کے فقہاء نے کاغذی اور دھات کی کرنسیوں کو صحیح احادیث میں منصوص شدہ سونے اور چاندی کی کرنسی پر قیاس کیا ہے۔ ہر ملک کی کرنسی دوسرے ملک کی کرنسی کے مقابلے میں ایک علیحدہ جنس سمجھی جائے گی اس لیے کہ تمام کرنسیاں مجمع الفقہ الاسلامی [1] کی قرارداد کے مطابق اصطلاحی کرنسی ہیں لہٰذا یہ ثمن ہونے کے باوجود جنس کے اعتبار سے مختلف سمجھی جائیں گی۔

اسی وجہ سے ایک ہی جنس کی کرنسیوں کے تبادلہ کی صورت میں دونوں عوضوں کے درمیان برابری اور دونوں فریقوں کے جدا ہونے سے پہلے دونوں پر قبضہ شرط قرار دیا گیا ہے۔ البتہ مختلف جنس کی کرنسیوں کے تبادلہ کی صورت میں برابری تو ضروری نہیں لیکن اُسی مجلس میں دونوں عوضوں پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔

کرنسیوں کی تجارت کا شرعی حکم

بنیادی طور پر کرنسیوں کی تجارت جائز ہے اس لیے کہ یہ صورت سونے، چاندی اور نقدی کی تجارت کے جواز پر موجود دلائل کے عموم میں داخل ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یہ کمانے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جو کہ اصلاً جائز ہے، جب تک کہ حرمت یا کراہت کا کوئی سبب نہ پایا جائے۔ اس کی دلیل وہ احادیث ہیں جو کہ کرنسیوں کے تبادلہ کے بارے میں مروی ہیں اور "باب الصرف" میں فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق جو حکم ان احادیث سے مستنبط کیا گیا ہے، وہ عمومی ہے۔ البتہ اگر شرعی ضابطوں میں سے کسی کی خلاف ورزی ہو تو تجارت حرام ہے۔

برابری اور دو طرفہ قبضہ کی شرط

ایک ہی کرنسی کے تبادلہ کی صورت میں برابری اور مجلس میں دونوں فریقوں کے قبضہ کی شرط کی دلیل اور مختلف کرنسیوں کے تبادلہ کی صورت میں صرف مجلس میں دونوں فریقوں کے قبضہ کی شرط کی دلیل، احکامِ

= کی کچھ رقم کو اسی کرنسی کے بدلے فروخت کیا جائے جیسا کہ ہندی روپیوں کو ہندی روپیوں کے بدلے، تو کمی زیادتی حرام ہے۔ مجموعہ فتاویٰ شرعیہ، دارالافتاء کویت، ۳/۱۶۰ فتویٰ نمبر ۷۸۸۔

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی۔ قرارداد نمبر ۲۱ (۳/۹)۔

شرعیہ کے مآخذ کے پہلے پیراگراف میں گزر چکی ہے۔

noorcentre.com

حکمی قبضہ

حکمی قبضہ معیار میں ذکر کردہ صورتوں میں حقیقی قبضہ کی طرح ہے، اس لیے کہ شریعت نے قبضہ کرنے کا کوئی ایک طریقہ مقرر نہیں کیا۔ اس کا مدار لوگوں کے عرف پر ہے، لہٰذا جب قبضے سے تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہوجائے اور چیز ضمان میں آجائے تو اس سے حکمی قبضہ حاصل ہوجائے گا، جیساکہ معیار میں ذکر کردہ صورتوں میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے ایک قرارداد[۱] حکمی قبضہ کی صورتوں سے متعلق جاری کی ہے جس کے بعد بعض اہلِ فتویٰ نے حکمی قبضہ کی مزید کئی صورتیں بھی اس میں شامل کردی ہیں جیساکہ کریڈٹ کارڈ کا تصفیہ۔[۲]

"البرکہ" کے نویں اجلاس[۳] میں مضاربہ یا مشارکہ کے عقد میں ایک شریک کا دوسرے شریک کو کرنسی کے متوقع نقصان سے بچانے کے لیے ضمانت دینے کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

کرنسی کے تبادلہ اور قبضہ کرنے وکیل بنانا

کرنسی کے تبادلے کا وکیل بنانا شرعی اعتبار سے درست ہے۔ اس لیے کہ ہر وہ کام جس کو خود کرنا جائز ہے اس کے لیے دوسرے کو وکیل بنانا بھی درست ہے۔ لہٰذا جس طرح ایک شخص کا خود کرنسی کا تبادلہ کرنا درست ہے اسی طرح اس کام کا دوسرے کو وکیل بنانا بھی جائز ہے۔ البتہ عقد کے فوراً بعد قبضہ کی شرط کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ عقد کرنے والا شخص کرنسی پر قبضہ کرے، چاہے وہ مؤکل ہو یا وکیل۔ مزید یہ کہ اگر کسی کو صرف قبضہ کرنے کا وکیل بنایا جائے تو قبضہ سے پہلے جدا ہونے میں اعتبار دونوں

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی۔ قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۳)، رسالہ المجمع چھٹا شمارہ، ۲/۷۸۵

(۲) فتویٰ ۶/۱۲ کا متن ہے: کریڈٹ کارڈ ہولڈر کا دستخط کرکے رسید کا دے دینا چیک کی طرح قبضہ دینے کے قائم مقام ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قوی ہے جیساکہ ماہرین نے بیان کیا ہے۔ اس لیے کہ اس رسید کو قبول کرنا تاجروں پر لازم ہے اور کریڈٹ کارڈ ہولڈر فوری طور دین سے بریٔ الذمہ ہوجاتا ہے، اور تاجر کو اس طریقے سے قیمت کی ادائیگی کرنے پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۳) نویں ندوہ البرکہ (۹/۵)۔

noorcentre.com

فریقوں کا ہے نہ کہ وکیل بالقبض کا۔

کرنسی کی تجارت میں جدید مواصلاتی وسائل کا استعمال کرنا

اس کی دلیل یہ ہے کہ معاہدوں میں اصل بنیاد باہمی رضامندی ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو باہمی رضامندی پر رہنمائی کردے اُس کا اعتبار کیا جائے گا اگرچہ اس کی بنیاد رواج پر ہو اور جدید مواصلاتی وسائل بھی اسی قبیل سے ہیں۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے ان جدید وسائل سے متعلق ایک قرارداد[1] جاری کی ہے، یہ قرارداد اُن تمام وسائل سے عقد کے مکمل ہونے کی توثیق کرتی ہے جس کی فقہاء نے اجازت دی ہے، جیسے لکھ کر یا بامقصد اشارہ کر کے عقد کرنا۔ لہٰذا یہ اجازت تمام جدید وسائل پر مشتمل ہے جیسے ٹیلیگرام، فیکس یا انٹرنیٹ۔

کرنسی کی خرید و فروخت میں دو طرفہ وعدہ کرنا

جمہور فقہاء کے مذہب کے مطابق کرنسی کی خرید و فروخت میں دو طرفہ وعدہ کرنا جو کہ دونوں پر لازم ہو، حرام ہے۔ اس لیے کہ تبادلہ کرتے وقت دونوں جانب سے ایسا وعدہ کرنا جو کہ دونوں پر لازم ہو، بالکل عقد کے مشابہ ہے اور چونکہ دو طرفہ وعدہ میں دونوں فریق قبضہ لینے میں رغبت نہیں رکھتے، اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔

مالیاتی اداروں کے درمیان یہ رائج ہے کہ وعدہ پورا کرنا لازم سمجھا جاتا ہے اگرچہ اس کے لازم ہونے کی صراحت نہ کی گئی ہو۔ البتہ عقد صرف میں یکطرفہ وعدہ ممنوع نہیں ہے اگرچہ وعدہ لازم ہو۔

دونوں فریقوں کے ذمہ واجب الاداء مختلف کرنسیوں کا تبادلہ

ذمہ میں لازم کرنسیوں کا تبادلہ صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس معاملہ سے ذمہ کی مکمل ادائیگی کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ دونوں فریق اپنے ذمے واجبات سے سبکدوش ہو رہے ہوں اور یہ معاملہ ذمہ کے تبادلہ کی ممنوعہ صورتوں میں شامل نہیں ہے۔ معیار میں ذکر کردہ بعض صورتوں کے بارے میں تصریحات موجود

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد نمبر ۵۲ (۳/۶)۔

ہیں۔ جس میں سے ایک حدیث وہ ہے جو کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے ایک سوال کرنا ہے، میں بقیع میں اُونٹ بیچتا ہوں اور میں دنانیر کے بدلہ بیچتا ہوں اور دراہم وصول کرلیتا ہوں، اور دراہم کے بدلے بیچتا ہوں اور دنانیر وصول کرلیتا ہوں، میں اس کو اس کے بدلے میں وصول کرلیتا ہوں اور اس کو اس کے بدلے میں دیتا ہوں"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تبادلہ اُسی دن کے نرخ کے حساب سے ہو اور تم دونوں کے درمیان جُدا ہوتے وقت کوئی چیز باقی نہ رہ گئی ہو۔"[۱] جیسا کہ "مقاصہ" کی بعض صورتیں اسی قبیل سے ہیں جس کی شریعت میں اجازت ہے۔

noorcentre.com

عقدِ صرف اور حوالہ کو جمع کرنا

عقدِ صرف کے حوالہ کے ساتھ صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ایک اُس رقم کے بینک ڈرافٹ پر قبضہ کرنے سے حکمی قبضہ حاصل ہوجاتا ہے جو دوسری کرنسی کو خرید کر آگے ترسیل کرنے کے لیے جمع کرائی گئی ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اس صورت سے متعلق ایک قرارداد جاری کی ہے، جس کا متن یہ ہے "جب حوالہ میں مقصد رقم کو اُس کرنسی میں ادا کرنا ہے جو کہ ٹرانسفر کرانے والے کی جانب سے جمع کرائی گئی کرنسی سے مختلف ہے تو یہ عمل بیع صرف اور حوالہ دونوں کو جمع کرتا ہے، اور ٹرانسفر سے پہلے اس پر صرف کے احکام جاری ہوں گے۔ بیع صرف گاہک کا بینک میں رقم کو جمع کرادینے سے اور بینک کے اپنے حساب میں بیع صرف کی قیمت پر گاہک کی جمع کرائی گئی رقم کے عوض دوسری کرنسی کے مختص کرلینے سے مکمل ہوجائے گی، اور اس کے بعد اس رقم کو گاہک کی ہدایت کے مطابق ٹرانسفر کردیا جائے گا"۔[۲]

---

(۱) اس حدیث کو امام ابوداوٗد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام حاکم رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی موافقت کی ہے۔ نیز یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بھی روایت کی گئی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ پر موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد نمبر ۸۴ (۹/۱)۔

noorcentre.com

کرنسی کی خرید وفروخت کی چند صورتیں

وہ صورت جس میں بینک اُن گاہکوں کو اُدھار سہولت فراہم کرتا ہے جو کرنسی کے لین دین میں رغبت رکھتے ہیں، جس کے ذریعے سے گاہکوں کو اپنی غیر مملوکہ کرنسی کی خرید وفرخت کی سہولت مل جاتی ہے، جبکہ غیر مملوکہ اشیا کو فروخت کرنا شرعاً منع ہے۔ البتہ اگر بینک گاہک کو یہ کرنسی بطور قرض دے تو اس صورت میں گاہک اپنی مملوکہ کرنسی میں ہی معاملات کر سکتا ہے [جو شرعاً جائز ہے]۔ لیکن یہ حکم اس وقت مختلف ہو جائے گا جب بینک اس قرض کے ساتھ اس بات کی شرط لگا دے کہ گاہک کرنسی کا لین دین اسی بینک کے ساتھ کرے گا۔ اس لیے کہ اس صورت میں قرض اور عقد معاوضہ کے جمع کرنے کی خرابی لازم آتی ہے جو قرض دینے والے کے لیے نفع کی شرط پائے جانے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ ہاں اگر بینک یہ شرط نہ لگائے تو یہ خرابی ختم ہو جائے گی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

کرنسی کی تجارت

منافع کمانے کی غرض سے کرنسی کو خرید کر بیچنا۔ کرنسی کی تجارت اور کرنسی کی خرید وفروخت میں باہیں معنیٰ فرق ہے کہ تجارت میں خریدتے وقت ہی منافع کی غرض سے بیچنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ کرنسی کی خرید وفروخت ہو یا کرنسی کی تجارت، دونوں پر عقدِ صرف کے احکام لاگو ہوتے ہیں۔

واجب الاداذمہ داریوں میں عقدِ صرف

دونوں فریقوں کے ذمہ واجب الاداء ذمہ داریوں کا تبادلہ کرکے عقدِ صرف مکمل کرنا، اس طور پر کہ ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ میں دنانیر واجب ہوں اور دوسرے کے پہلے کے ذمہ میں دراہم واجب ہوں اور وہ دونوں اپنے واجبات کا تبادلہ کرکے عقد صرف کرلیں۔

مقاصّہ یا قرضوں کو باہم تبادلے سے ختم کرنا

دو افراد کا آپس میں سے ایک کے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے بدلے ختم کرنے پر اتفاق کرلینا۔ یہ عقد صرف میں اس طرح ممکن ہے کہ ایک شخص کے ذمہ میں دوسرے کے لیے ایک کرنسی واجب ہو اور دوسرے کے ذمہ میں پہلے کے لیے ایک دوسری کرنسی واجب ہو اور دونوں افراد باہمی رضامندی سے پورے یا کچھ ذمے کے تبادلہ پر عقد کرلیں۔

حکمی قبضہ میں تخلیہ

اس سے مراد عقد کرنے والے کا موضوعِ عقد پر بغیر کسی رکاوٹ کے تسلط پالینا ہے۔

noorcentre.com

خیارِ شرط

اس بات کی شرط لگانا کہ عاقدین میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو اختیار کی مدت کے دوران عقد کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

بیعِ صرف میں دوطرفہ وعدہ

یہ ہے کہ دو افراد آنے والے معین یا غیر معین وقت میں عقدِ صرف کرنے کا دوطرفہ وعدہ کرلیں۔

کرنسی کی متوازی خرید وفروخت

اس میں دو کرنسیوں کے درمیان فوری بازار میں معین مدت کے لیے تبادلہ کیا جاتا ہے اور اسی وقت مستقبل کے بازار میں انہی کرنسیوں کو طے شدہ قیمت پر فروخت کرنے کا معاملہ بھی انجام دیا جاتا ہے۔ مروجہ استعمال کے مطابق دوسرے الفاظ میں اسے یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ فوری بازار میں جس کرنسی کی فروخت ہوچکی ہو اس کرنسی کو فوری بازار کی اس قیمت پر خریدنا جو مستقبل کے بازار کے رائج نرخ کے مطابق ہو تاکہ دونوں کرنسیوں میں درپیش شرح سود کی موافقت ہوسکے۔ کرنسی حوالے کرنے کے طے شدہ وقت پر ہر فریق اس طے شدہ شرح سود کے مطابق اپنی کرنسی کو واپس کرتا ہے۔

ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ

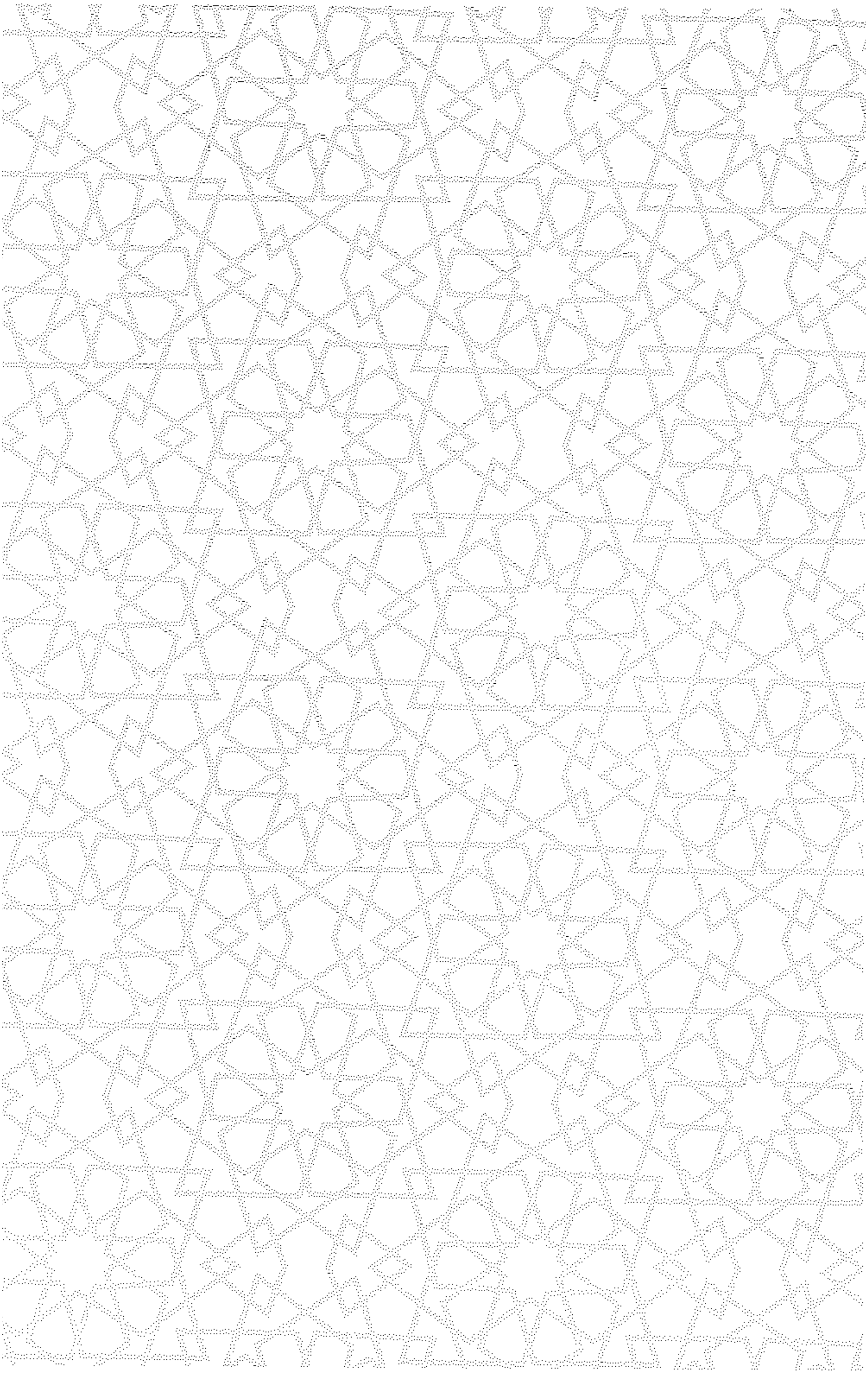

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۸۸

معیار کا متن ۸۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۹

۲- کارڈز کی خصوصیات ۸۹

۳- مختلف قسموں کے کارڈز کے شرعی احکامات ۹۲

۴- عمومی احکام ۹۳

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۴

معیار کی منظوری ۹۵

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۶

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۸

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق معیار کا مقصد ان کی اقسام اور ان کی خصوصیات کو بیان کرنا ہے، اس کے علاوہ اس کا مقصد ایسے شرعی اصول و قواعد طے کرنا ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کی جانب سے جاری کردہ کارڈز کے ذریعے انجام پانے والے معاملات، ان کارڈز کے حاملین اور استعمال کرنے والوں پر لاگو ہو سکیں اور مختلف حالات میں ان کارڈز کے ذریعے معاملات کے شرعی احکامات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ڈیبٹ کارڈ، کریڈٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے بیان پر مشتمل ہے جنہیں مالیاتی ادارے اپنے گاہکوں کے لیے جاری کرتے ہیں، تاکہ گاہک ان کارڈز کے ذریعے اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکال سکیں، قرض حاصل کر سکیں یا اشیا کی خریداری یا سہولیات حاصل کرنے کے بعد قیمت کی ادائیگی کر سکیں۔ ان کارڈز کی درج ذیل قسمیں ہیں:

- ڈیبٹ کارڈ
- چارج کارڈ
- کریڈٹ کارڈ

۲- کارڈز کی خصوصیات

ان خصوصیات میں سے کچھ تو ایسی ہیں جو اکثر کارڈز میں مشترک ہیں اور بعض خصوصیات ایسی ہیں جو ہر کارڈ کے لیے الگ ہیں۔

۲/۱ ڈیبٹ کارڈ کی خصوصیات

۲/۱/۱ مالیاتی ادارہ کی جانب سے یہ کارڈ اس شخص کو جاری کیا جاتا ہے جس کے اکاؤنٹ میں کچھ رقم ہو۔

۲/۱/۲ یہ کارڈ اپنے حامل کو اکاؤنٹ میں موجود بیلنس کی حد تک رقم نکالنے اور خریدی گئی اشیا اور حاصل کی گئی خدمات کی ادائیگی کا اہل بناتا ہے۔ ان صورتوں میں گاہک کے اکاؤنٹ سے رقم فوراً منہا ہو جاتی ہے، اور حاملِ کارڈ اس کارڈ سے اُدھار

noorcentre.com

حاصل نہیں کر سکتا۔

۲/۱/۳ عام طور پر گاہک کو اس کارڈ کے استعمال کے بعد کسی فیس کی ادائیگی نہیں کرنی پڑتی الّا یہ کہ اس کارڈ کو کارڈ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ کسی دوسرے بینک سے نقد رقم نکالنے یا کسی دوسری کرنسی میں خرید و فروخت کے لیے استعمال کیا جائے۔

۲/۱/۴ یہ کارڈ کبھی فیس کے عوض اور کبھی بغیر فیس کے جاری کیا جاتا ہے۔

۲/۱/۵ بعض مالیاتی ادارے کارڈ کے ذریعے ادائیگی حاصل کرنے والے سے خریدی گئی اشیا کی قیمت یا سہولیات کے معاوضہ کے تناسب سے فیس وصول کرتے ہیں۔

۲/۲ چارج کارڈ کی خصوصیات

۲/۲/۱ چارج کارڈ مخصوص مدت کے لیے متعین حد تک اُدھار کی سہولت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ نیز یہ کارڈ ادائیگی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

۲/۲/۲ یہ کارڈ اشیا و خدمات کا معاوضہ ادا کرنے اور نقد رقم حاصل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۲/۲/۳ اس کارڈ کے اصول و ضوابط میں حاملین کو اُدھار لوٹانے کی مدت میں تجدید کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ حاملِ کارڈ پر ادارے کی طرف سے بھیجے گئے حساب کے وصول کرنے کے بعد متعین مدت کے دوران خریدی گئی اشیا کی قیمت ادا کرنا لازم ہے۔

۲/۲/۴ اگر حاملِ کارڈ واجبات کی ادائیگی میں مجوزہ مدت سے بھی تاخیر کر دے تو حاملِ کارڈ پر سود لاگو ہوگا۔ لیکن یہ سود ادارہ کی جانب سے لاگو نہیں کیا جائے گا۔

۲/۲/۵ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ حاملِ کارڈ سے اشیا یا خدمات کی خریداری پر کچھ وصول نہیں کرتا۔ البتہ کارڈ قبول کرنے والے سے اس کارڈ کی وجہ سے بیچی گئی اشیا کی قیمت یا سہولیات کے معاوضہ میں وصول کی گئی رقم کا متعین فیصدی حصہ (بطورِ فیس) وصول کرتا ہے۔

۲/۲/۶ بینک اس بات کا التزام کرتا ہے کہ ادھار کی حد کے اندر چارج کارڈ قبول کرنے والے فریق کو سامان اور خدمات کا معاوضہ مقررہ مدت کے اندر دے دے۔

noorcentre.com

بینک کا خدمات اور بیچی گئی چیزوں کے معاوضہ کی ادائیگی کا یہ التزام کرنا انفرادی اور آزادانہ حیثیت میں ہے، اس کا حاملِ کارڈ اور کارڈ قبول کرنے والے فریق کے آپس کے تعلقات سے کوئی ربط نہیں ہے۔

۲/۲/۷ کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو یہ براہِ راست اور ذاتی حق ہے کہ وہ حاملِ کارڈ کی جانب سے کی گئی ادائیگیوں کو حاملِ کارڈ سے واپس وصول کرے۔ معاہدہ کی رو سے ادارہ کا یہ حق خالص اور مستقل ہے۔ یہ حق حاملِ کارڈ اور کارڈ قبول کرنے والے فریق کے مابین طے شدہ عقد کے تعلقات سے بالکل جدا ہے۔

۲/۳ کریڈٹ کارڈ کی خصوصیات

۲/۳/۱ یہ کارڈ متعین حد تک اُدھار کی سہولت دیتا ہے اور اس میں متعین مدت میں ادھار کی مدت کی تجدید کی جاتی ہے۔ کریڈٹ کارڈ ادائیگی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

۲/۳/۲ حاملِ کارڈ منظور شدہ اُدھار کی مدت کی حد تک اشیا و خدمات کی قیمت کی ادائیگی اس کارڈ سے کر سکتا ہے اور نقد رقم نکلوا سکتا ہے۔

۲/۳/۳ کریڈٹ کارڈ سے سامان کی خریداری یا خدمات کا معاوضہ ادا کرنے کی صورت میں حاملِ کارڈ کو ایک مہلت دی جاتی ہے جس کے اندر ادائیگی کرنے سے کوئی سود لاگو نہیں ہوتا جبکہ حاملِ کارڈ کو سود کے عوض مزید مہلت بھی دی جاتی ہے۔ البتہ نقد رقم نکلوانے کی صورت میں حاملِ کارڈ کو واپس ادائیگی کے لیے مفت مہلت نہیں دی جاتی۔

۲/۳/۴ جو شرائط اوپر پیرا ۲/۲ کی شق ۲/۲/۵، ۲/۲/۶ اور ۲/۲/۷ میں مذکور ہیں، وہ یہاں بھی لاگو ہوں گی۔

noorcentre.com

۴- مختلف قسموں کے کارڈز کے شرعی احکامات

۴/۱ ڈیبٹ کارڈ

بینک کے لیے ڈیبٹ کارڈ جاری کرنا جائز ہے اگر حاملِ کارڈ صرف اپنے اکاؤنٹ میں موجود رقم کا استعمال کرے۔ نیز کارڈ استعمال کرنے پر کسی قسم کے سودی فوائد لاگو نہ کیے جائیں۔

۴/۲ چارج کارڈ

چارج کارڈ کا اجراء درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۴/۲/۱ حاملِ کارڈ پر عائد واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے سود کی شرط نہ لگائی جائے۔

۴/۲/۲ اگر ادارہ حاملِ کارڈ پر یہ شرط لگائے کہ وہ ضمانت کے طور پر ایک متعیّن رقم بینک میں رکھوائے جس کو وہ اپنے استعمال میں نہیں لاسکے گا، تو اس بات کی صراحت ضروری ہے کہ بینک اس رقم سے مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرے گا اور اس کا نفع طے شدہ شرح کے مطابق حاملِ کارڈ اور بینک کے درمیان میں تقسیم کیا جائے گا۔

۴/۲/۳ بینک اس بات کی شرط ضرور لگائے کہ حامل کارڈ اس کارڈ کو شرعی اعتبار سے حرام کاموں میں استعمال نہیں کرے گا بصورت دیگر بینک کارڈ ضبط کرنے کا حق رکھتا ہے۔

۴/۳ کریڈٹ کارڈ

اداروں کے لیے کریڈٹ کارڈ جاری کرنا جائز نہیں ہے جس کو استعمال کر کے حاملِ کارڈ ادھار کی سہولت حاصل کرتا ہے اور اس کی ادائیگی قسطوں میں سود کے ساتھ کرتا ہے۔

۴- عمومی احکام

noorcentre.com

۱/۴ بینکوں کا 'کارڈز کی نگرانی کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں' کے ساتھ معاہدہ کرنے کا حکم

۱/۱/۴ اداروں کے لیے کارڈز کی نگرانی کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں کی رکنیت حاصل کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اُن غیر شرعی شرائط کو قبول کرنے سے اجتناب کریں جو ان تنظیموں کی جانب سے بعض اوقات لاگو کی جاتی ہیں۔

۲/۱/۴ اداروں کے لیے کارڈز کی نگرانی کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں کو رکنیت کی فیس دینا اور اُن کی طرف سے فراہم کردہ سہولیات کا معاوضہ دینا جائز ہے بشرطیکہ یہ فیس سود کی ادائیگی پر مشتمل نہ ہو اگرچہ بلاواسطہ ہی کیوں نہ ہو جیسے اُدھار میں مہلت کے اضافہ کی بنیاد پر فیس میں اضافہ کرنا۔

۲/۴ کارڈ جاری کرنے والے اداروں کا کارڈ قبول کرنے والے سے فیس وصول کرنا

کارڈ جاری کرنے والے اداروں کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ کارڈ قبول کرنے والے سے اشیا و خدمات کے معاوضہ کے تناسب سے ایک فیصدی حصہ بطورِ فیس کے وصول کریں۔

۳/۴ بینک کا حاملِ کارڈ سے فیس وصول کرنا

کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے لیے جائز ہے کہ وہ حامل کارڈ سے رکنیت کی فیس، کارڈ کے استعمال کی مدت کی تجدید کرانے کی فیس اور کارڈ تبدیل کرانے کی فیس وصول کرے۔

۴/۴ کارڈ سے سونا، چاندی اور نقدی خریدنا

ڈیبٹ کارڈ سے سونا، چاندی یا کرنسی خریدنا جائز ہے۔ اسی طرح چارج کارڈ سے بھی اس بات کی اجازت ہے بشرطیکہ بینک کارڈ قبول کرنے والے کو بغیر کسی تاخیر کے فوری طور پر واجبات کی ادائیگی کر سکتا ہو۔

۵/۴ کارڈ سے نقد رقم نکلوانا

۱/۵/۴ حاملِ کارڈ کو اس بات کی اجازت ہے کہ کارڈ کے ذریعے نقد رقم نکلوائے، چاہے

noorcentre.com

اکاؤنٹ میں موجود رقم کی حد تک ہو یا کارڈ جاری کرنے والے ادارے کے معاہدہ کے مطابق اس سے زیادہ ہو، بشرطیکہ اس زائد رقم نکلوانے پر کوئی سود لاگو نہ ہو۔

۲/۵/۴ کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ کارڈ سے نقد رقم نکلوانے کی خدمت پر ایک مناسب متعین فیس مقرر کرے مگر یہ فیس نکلوائی جانے والی رقم کی مقدار کے تناسب سے نہ ہو۔

۶/۴ بینکوں کی طرف سے حاملینِ کارڈ کو دی جانے والی ترجیحی سہولیات کا حکم

۱/۶/۴ بینک کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ حاملِ کارڈ کو ایسی سہولیات دے جو شرعاً حرام ہیں جیسے زندگی کا مروجہ انشورنس یا ممنوعہ مقامات میں مفت داخلہ کی سہولت یا حرام تحائف کی فراہمی۔

۲/۶/۴ حاملینِ کارڈ کو ایسی ترجیحی سہولیات دینا جائز ہے جو شریعت میں حرام نہیں ہیں جیسے حاملِ کارڈ کو کسی خدمت کے حصول میں ترجیح دیے جانے کی سہولت دینا یا ہوٹل، ائیر لائن یا ریسٹورنٹ میں ریزرویشن کے وقت رعایت اور قیمت میں کمی کی سہولت دینا وغیرہ۔

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق معیار کی اپنے چوتھے اجلاس میں منظوری دی، جو ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے پہلے اجلاس میں، جو بروز ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء بحرین میں منعقد ہوا تھا، ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق شرعی معیار کو ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ کے معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۳-۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷-۳۰ جون ۱۹۹۹ء کو منعقدہ اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے تحقیقی مسودہ کا جائزہ لیا اور اُس میں کچھ ترامیم کیں۔ کمیٹی نے اپنے تیسرے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۹-۱۱ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا، معیار کے ابتدائی مسودہ کا بھی جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کی پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے دوسرے اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۱۰-۱۵ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ پر ان کی رائے حاصل کر کے جلسۂ سماعت میں اس پر غور کیا جا سکے۔

جلسۂ سماعت ۲۹-۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیس سے زائد شرکاء شریک ہوئے جن میں ماہرینِ شریعت، پروفیسرز، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ مرکزی بینکوں، مالیاتی ادارے اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شرعی معیارات کی کمیٹی کے ممبران

نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جو کہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور اُن کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

noorcentre.com

شرعی معیارات کی کمیٹی نے اپنے پانچویں اجلاس میں جو کہ ۲۲-۲۴ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ عمومی اجلاس کے دوران پیش کی گئیں یا کمیٹی کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں، اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چوتھے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شریعہ کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس معیار کے کچھ حصہ کی مجلسِ شرعی کے تمام ممبران نے اتفاقِ رائے سے منظوری دی جبکہ کچھ حصہ کی منظوری اکثر ممبران کی رائے کے مطابق کی گئی جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

(۱) ڈیبٹ کارڈ

معیار میں ذکر کردہ شرائط کے مطابق ڈیبٹ کارڈ جاری کرنا جائز ہے کیونکہ شرائط کے مطابق اس کو جاری کرنے سے کسی شرعی ممانعت کا ارتکاب لازم نہیں آتا، اور معاملات میں اصل اباحت ہے۔

(۲) چارج کارڈ

معیار میں ذکر کردہ شرائط کے مطابق چارج کارڈ جاری کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ کارڈ کسی شرعی ممانعت پر مشتمل نہیں ہوگا۔ نیز اس کارڈ کے معاملات میں حاملِ کارڈ کو اُدھار کی ایسی سہولت نہیں ملتی ہے جس کے بدلے اُس کو سود دینا پڑے۔ البتہ چارج کارڈ کے عقد میں شامل شرائط کی وجہ سے کبھی حرمت بھی آسکتی ہے یا حاملِ کارڈ اس طرح کا معاملہ کرے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

(۳) کریڈٹ کارڈ

جیسا کہ معیار میں ذکر کیا گیا ہے کہ کریڈٹ کارڈ جاری کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد ایسے معاہدہ پر ہوتی ہے جس میں حاملِ کارڈ قرض حاصل کر کے معین سود کے اضافہ کے ساتھ قرض کی مدت میں تجدید کرا سکتا ہے، جبکہ سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ سود کی حرمت قرآن و سنت کی صریح اور واضح نصوص اور مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے۔ نیز اس کی حرمت دین کے اُن مسائل میں سے ہے جو کہ بدیہی طور پر معلوم ہیں۔ بہر حال اگر کریڈٹ کارڈ کو اس طرح جاری کیا

جائے کہ جس سے سود اور دیگر شرعی ممنوعات کا ارتکاب لازم نہ آئے تو اسے جاری کرنا جائز ہے۔

noorcentre.com

(۴) اداروں کا کارڈز کی نگرانی کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ معاہدہ کرنا جائز ہے

کیونکہ یہ معاہدے کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی پر مشتمل نہیں ہیں۔ ادارے جو فیس ادا کرتے ہیں، وہ اُن خدمات کی اُجرت ہے جو بین الاقوامی تنظیموں کی جانب سے فراہم کی جاتی ہیں جیسے لائسنس کا اجراء، مختلف معاملات میں واجب الاداء دیون کا تصفیہ وغیرہ، لہٰذا ان معاملات میں سودی قرضہ کی خرابی نہیں پائی جا رہی ہے جبکہ اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ اداروں کے معاملات ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ تک محدود رہیں جو سود کی شرط سے خالی ہیں اور کریڈٹ کارڈ کے معاملات انجام نہ دیے جائیں۔

(۵) اس بات کی اجازت ہے کہ ادارے اُس فریق سے جس نے رقم کی وصولی بذریعہ کارڈ قبول کی ہے، فیس وصول کریں جو کہ اشیا کی قیمت اور خدمات کے معاوضہ کے تناسب سے ہو۔ اس لیے کہ یہ دلّالی، مارکیٹنگ یا دین کی وصولی کی خدمت کے معاوضہ کی طرح ہے۔

(۶) اداروں کے لیے جائز ہے کہ وہ حاملِ کارڈ سے رکنیت، کارڈ کے استعمال کی مدت کی تجدید یا کارڈ کی تبدیلی کی فیس وصول کرے کیونکہ یہ فیس کارڈ کے استعمال اور اس کی خدمات سے استفادہ کے بدلے میں ہے۔

(۷) ڈیبٹ کارڈ سے خریداری میں حکمی قبضہ حاصل ہو جاتا ہے جو کہ شرعاً معتبر ہے۔ لہٰذا اگر خریدار سونے، چاندی یا خریدی گئی کرنسی پر قبضہ کر لے اور کارڈ کو استعمال کر کے کارڈ قبول کرنے والے فرد کی رسید پر دستخط کر دے تو حکمی قبضہ حاصل ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں ہے کہ اکاؤنٹنگ انٹری سے قبضہ حکمی حاصل ہو جاتا ہے۔[1] اور اسی وجہ سے کارڈ سے سونے، چاندی اور کرنسی کی خریداری میں قیمت اور فروخت شدہ شے دونوں پر ایک مجلس میں قبضہ کی شرط پوری ہو جاتی ہے۔

(۸) حاملِ کارڈ کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ کارڈ سے اپنے اکاؤنٹ میں موجود رقم کو نکالے

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۴)۔

noorcentre.com

کیونکہ یہ اپنا مال لینا ہے۔ اسی طرح اس بات کی بھی اجازت ہے کہ وہ اپنے موجودہ فنڈ سے زیادہ رقم بینک سے نکالے جبکہ ادارہ نے اس کی اجازت دی ہو اور زیادہ رقم نکالنے پر سود کی ادائیگی کی شرط نہ لگائی ہو کیونکہ یہ جائز طریقے سے قرض دینا ہے۔

جن صورتوں میں حاملِ کارڈ پر استعمال سے پہلے زرِ ضمانت جمع کرانے کی شرط لگائی گئی ہو تو ادارے کے لیے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ حاملِ کارڈ کو اس رقم کے منافع حاصل کرنے سے روکے؛ کیونکہ یہ «كلُّ قرضٍ جرَّ نفعًا فهو ربا» کی قبیل سے ہے۔ اسی وجہ سے اس کا متبادل یہ ہے کہ اس رقم کو مضاربہ کی بنیاد پر اکاؤنٹ میں جمع کیا جائے۔

ٹال مٹول کرنے والا مدیون (قرضدار)

(ترمیم شدہ معیار)

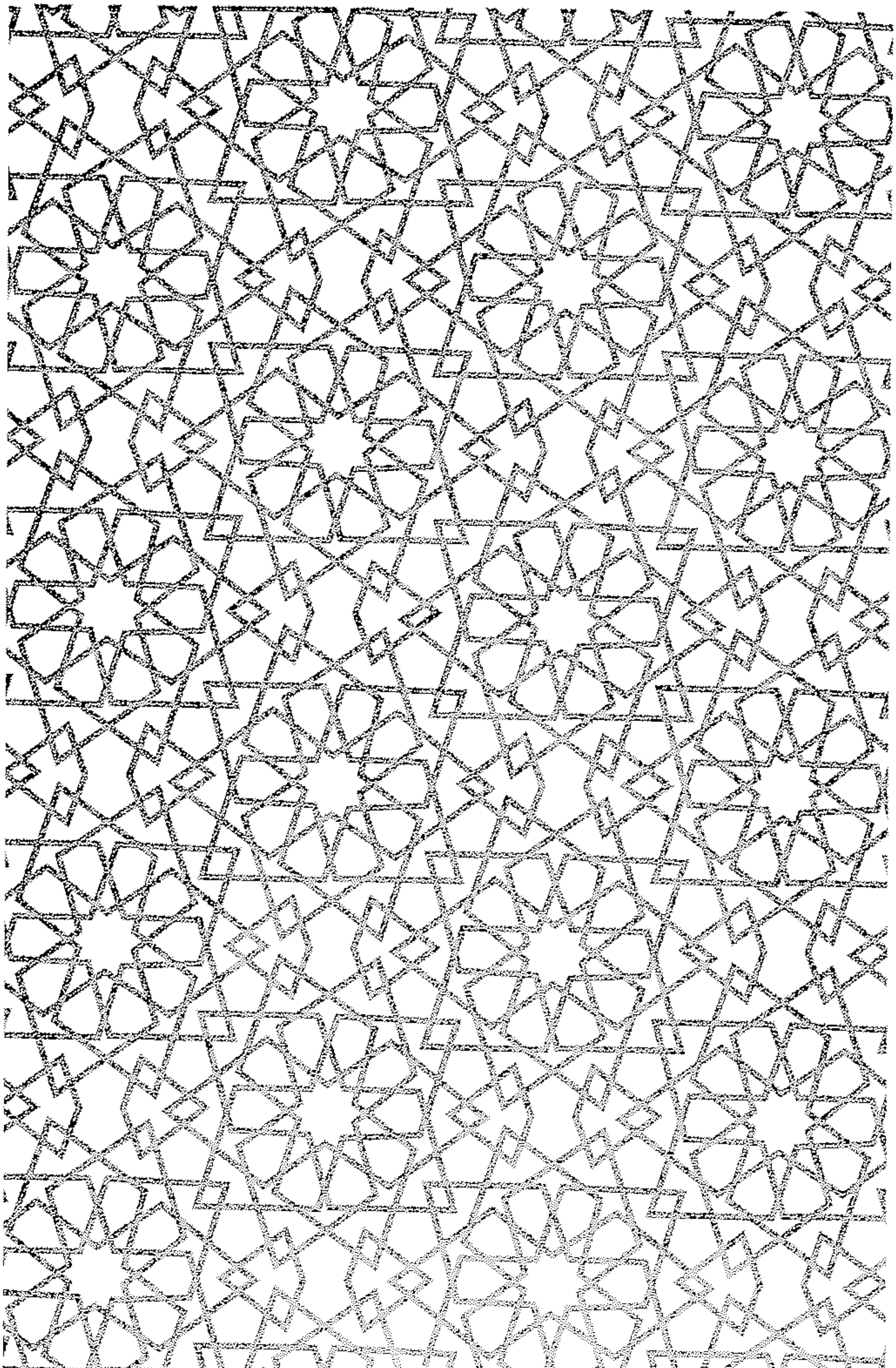

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۰۴
معیار کا متن ۱۰۵
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۵
۲- شرعی حکم ۱۰۵
۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۸
معیار کی منظوری ۱۰۹
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۰
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۲
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۹

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات کے ان احکامِ شرعیہ کو بیان کرنا مقصود ہے جو مالدار مدیون افراد کی جانب سے دیون کی وقتِ مقررہ پر ادائیگی میں تاخیر کرنے سے متعلق ہیں، نیز ان احکامِ شرعیہ کو بیان کرنا بھی مقصود ہے جو کفالت دینے والوں اور ٹھیکیداروں کی جانب سے اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں تاخیر کرنے سے متعلق ہیں، اور شرطِ جزائی کے حکم کو بیان کرنا بھی اس معیار کا مقصد ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اس مدیون]قرضدار[کے بیان پر مشتمل ہے جو قدرت کے باوجود ٹال مٹول کر رہا ہو، اور اس ضامن کے بیان پر مشتمل ہے جو باوجود قدرت کے ٹال مٹول کر رہا ہو، اور اس ٹھیکیدار یا کنٹریکٹر کے بیان پر مشتمل ہے جو کام کی تکمیل میں تاخیر کر دیں اور معاہدے میں موجود شرطِ جزائی کی بنا پر مدیون ہو جائیں۔

یہ معیار ان معاملات پر مشتمل نہیں ہوگا جہاں مدیون تنگدست ہو یا دیوالیہ ہو گیا ہو، یا مدیون نے کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے ادائیگی میں تاخیر کی ہو۔

۲- شرعی حکم

۱/۲ ٹال مٹول کرنے والا مدیون

۱/۱/۲ مدیون کا دَین کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔

۲/۱/۲ مدیون جب واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اُس پر مالی عوض کی شرط جائز نہیں ہے، خواہ یہ مالی عوض نقد کی صورت میں ہو یا کسی اثاثہ کی صورت میں ہو، اس صورت کو شرطِ جزائی کہا جاتا ہے، خواہ مالی عوض کی مقدار پہلے سے طے ہو یا نہ ہو۔ نیز چاہے یہ مالی عوض فوت شدہ نفع (یعنی متوقع نفع کے ضائع ہونے) کا عوض ہو یا کرنسی کی قدر تبدیل ہو جانے کی وجہ سے لگایا گیا ہو۔

۳/۱/۲ دَین کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر ٹال مٹول کرنے والے مدیون سے عدالتی کارروائی کے ذریعے نقد یا کسی چیز کی صورت میں مالی جرمانے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۴/۱/۲ ٹال مٹول کرنے والا مدیون دعویٰ کے تمام اخراجات برداشت کرے گا نیز وہ

noorcentre.com

اخراجات بھی برداشت کرے گا جو دائن [قرض دینے والے] نے اپنے دَین کی وصولی کے لیے برداشت کیے ہوں۔

۵/۱/۲ دائن کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ رہن کو نقد میں تبدیل کرنے کے لیے اُس کو بیچنے کا مطالبہ کرے، اسی طرح دائن کو یہ شرط لگانے کا بھی حق ہے کہ مدیون اس کو قیمت وصول کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کیے بغیر رہن کو بیچنے کا اختیار دیدے۔

۶/۱/۲ معاہدہ میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ اگر باوجود قدرت کے مدیون نے قرض کی ایک قسط میں بھی تاخیر کی تو بقیہ تمام اقساط فوری طور پر واجب الادا ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ مدیون کو نوٹس دینے اور مناسب مدت گزرنے کے بغیر اس شرط کا اطلاق نہ کیا جائے۔ یہ اُس وقت ہے جب ہنگامی حالات واقع نہ ہوئے ہوں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "مقاصہ"، شق ۵/۱۔

۷/۱/۲ اگر مرابحہ کے معاملات میں مبیع اپنی سابقہ حالت پر قائم ہو اور خریدار قدرت کے باوجود قیمت کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہو، بعد میں دیوالیہ ہو جائے تو فروخت کنندہ [ادارے] کو یہ حق حاصل ہے کہ گاہک کو دیوالیہ قرار دلانے کے عمل میں جانے کے بجائے مبیع کو واپس لے لے۔

۸/۱/۲ اُدھار کے معاملات، جیسے مرابحہ، میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ مدیون یہ التزام کرے کہ باوجود قدرت کے ادائیگی میں ٹال مٹول کرنے کی صورت میں وہ متعیّن رقم یا واجب الادا رقم کا ایک حصہ صدقہ کرے گا بشرطیکہ یہ رقم ادارے کی مجلسِ شرعی کی سرپرستی میں صدقہ کے مصارف میں خرچ کی جائے۔

۲/۲ ضامن

۱/۲/۲ دائن کے لیے جائز ہے کہ مدیون یا ضامن میں سے جس سے چاہے دَین کا مطالبہ کرے بشرطیکہ ضامن نے یہ شرط نہ رکھی ہو کہ دَین کا مطالبہ پہلے مدیون سے

کیا جائے گا۔

noorcentre.com

۲/۲/۲ قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرنے والے حکومتی ادارے پر وہی احکامات لاگو ہوں گے جو ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر ہوتے ہیں۔

۳/۲ ٹھیکیدار/کنٹریکٹر

ٹھیکیداری، اِستصناع اور فراہمیٔ اشیا کے معاہدات میں شرط جزائی کو لاگو کرنا جائز ہے۔ شرط جزائی کی رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں ٹھیکیدار اور حکومتی کنٹریکٹر پر وہی احکامات لاگو ہوں گے جو قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر ہوتے ہیں۔ ٹھیکیدار کے واجبات میں سے کٹوتی کرنا جائز ہے۔

۴/۲ باوجود قدرت کے ٹال مٹول کرنے پر غیر مالی سزائیں

ادارے کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینے والے مدیون کا نام اُن گاہکوں کی فہرست میں شامل کردے جن سے معاملات کرنا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے (بلیک لِسٹ) اور دیگر بینکوں کو اس سے متنبہ کردے، چاہے یہ تنبیہ دیگر بینکوں کی جانب سے اس کے متعلق استفسار کے وقت ہو یا براہِ راست بینکوں کے ایک دوسرے سے اُس لِسٹ کے باہمی تبادلہ کے ذریعہ ہو۔

۵/۲ عمومی احکامات

۱/۵/۲ ادارے کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ ٹال مٹول کرنے والے مدیون کے حالات اور اس کے مالی معاملات کی نگرانی کے لیے ہر قسم کے جائز اور قانونی ذرائع اختیار کرے۔

۲/۵/۲ اگر ٹال مٹول کرنے والا مدیون ادائیگی کے وقت واجب الادا دَین سے کچھ زائد دیدے تو اس کے قبول کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، بشرطیکہ اس اضافے پر کوئی تحریری یا زبانی یا ذہنی یا عرفی یا متفقہ شرط نہ ہو۔

۳/۵/۲ ادارے کے لیے یہ شرط لگانا جائز ہے کہ ادھار معاملات میں دَین کی ادائیگی میں

noorcentre.com

تاخیر کی صورت میں ادارے کو گاہک کے اپنے پاس کھولے گئے کسی بھی اکاؤنٹ سے دَین وصول کرنے کا حق ہوگا، چاہے وہ اکاؤنٹ کرنٹ ہو یا سیونگ اور اگر اکاؤنٹ اسی کرنسی میں ہو جس میں دَین واجب ہوا ہے تو اس کام کے لیے مدیون کی اجازت بھی ضروری نہیں ہے۔ البتہ اگر اکاؤنٹ دوسری کرنسی میں ہو تو موجودہ بازاری نرخ کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرحِ تبادلہ متعین کرنا ضروری ہے۔

۶/۲ ٹال مٹول کرنے کا ثبوت

جب مدیون وقت مقررہ پر معمول کے مطالبہ کے بعد دَین کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس طرزِ عمل سے اس کا ٹال مٹول کرنا ثابت ہو جائے گا۔ بشرطیکہ مدیون اپنا تنگدست ہونا ثابت نہ کرے۔

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ٹال مٹول کرنے والے مدیون سے متعلق معیار کی اپنے چوتھے اجلاس میں منظوری دی، جو ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے اڑتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے پہلے اجلاس میں، جو کہ بروز ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۸ء کو بحرین میں منعقد ہوا، ٹال مٹول کرنے والے مدیون سے متعلق شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

بروز ہفتہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء ٹال مٹول کرنے والے مدیون سے متعلقہ معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو مقرر کیا گیا۔

۱۳-۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷-۳۰ جون ۱۹۹۹ء کو منعقدہ اجلاس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے تحقیقی مسودہ کا جائزہ لیا اور اُس میں کچھ ترامیم کیں۔ اسی طرح کمیٹی نے اپنے تیسرے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۹-۱۱ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا، معیار کے ابتدائی مسودہ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کی پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے دوسرے اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۱۰-۱۵ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ پر اُن کی رائے حاصل کر کے جلسۂ سماعت میں غور کیا جاسکے۔

جلسۂ سماعت ۲۹-۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقد ہوا، جس میں تیس سے زیادہ شرکاء شریک ہوئے، جن میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹی کے اساتذہ، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ مرکزی بینکوں، مالیاتی ادارے اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شریعہ مطالعاتی

کمیٹی کے ممبران نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جو کہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور اُن کا جواب دیا۔

noorcentre.com

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے اپنے پانچویں اجلاس میں جو کہ ۲۲-۲۴ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ جلسۂ سماعت کے دوران پیش کی گئیں یا کمیٹی کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں، اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چوتھے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا، اور اس معیار کے کچھ حصہ کی مجلسِ شرعی کے تمام ممبران نے اتفاقِ رائے سے منظوری دی جبکہ کچھ حصہ کی منظوری اکثر ممبران کی رائے کے مطابق کی گئی جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات کی نظر ثانی کمیٹی نے قطر میں محرم ۱۴۳۳ھ مطابق نومبر ۲۰۱۱ء کو اپنے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی۔ بحث وتمحیص کے بعد کمیٹی نے اضافہ، حذف اور جملوں کی تبدیلی سے متعلق کئی ترامیم کو مناسب سمجھا اور منظوری کے لیے ترامیم کو مجلسِ شرعی کے ملاحظہ کے لیے پیش کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اڑتیسویں اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶-۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم پر غور کیا جو کہ کمیٹی نے نظر ثانی کے بعد پیش کی تھیں، اور بحث وتمحیص کے بعد مجلسِ شرعی نے مناسب ترامیم کو منظور کیا اور معیار کی موجودہ نظرِ ثانی شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

ٹال مٹول کرنے والا مدیون

مدیون پر وقتِ مقررہ پر قرض ادا کرنا واجب ہے۔ جو مدیون قرض ادا کرنے پر قادر ہو، شرعاً اُس کا ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے"،[1] اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: "باوجود قدرت کے ٹال مٹول کرنے والے کی عزت اور سزا حلال ہے"۔[2] نیز نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے قول "ہر حقدار کا حق ادا کرو" کی تصدیق فرمائی۔[3] علماء کرام کا ایسے مدیون کو سزا دیے جانے کے جواز پر اتفاق ہے۔[4] تاہم تنگدست مدیون کو آسانی حاصل ہونے تک

---

(۱) صحیح بخاری ۲/۷۹۹ مطبوعہ دار القلم۔ دمشق ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء صحیح مسلم ۱۰/۲۸۸ مطبوعہ مع شرح النووی: مکتبہ مصریہ، قاہرہ۔ ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء مسند احمد ۲/۲۴۵، ۷۱ مطبوعہ مکتبِ اسلامی، دمشق۔

(۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے ۴/۳۹۹، ۳۸۸۔ امام ترمذی کے سوا سنن کی کتابوں کے مصنفین، امام بیہقی، امام حاکم اور امام ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے۔ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے۔ نیل الاوطار ۵/۲۴۰ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۱ء، فیض القدیر ۵/۴۰۰ مطبوعہ مصطفیٰ محمد، قاہرہ، ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء۔

(۳) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا یہ قول روایت کیا ہے۔ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی یہ بات نبی کریم ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سلمان نے سچ کہا"۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ سننِ ترمذی ۲/۶۶ مطبوعہ بولاق۔

(۴) بدائع الصنائع ۷/۱۷۳ دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۲ء۔ المہذب ۳/۲۴۵ مطبوعہ دار القلم، دمشق، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء، المغنی ۴/۵۰۱ مکتبہ الریاض الحدیثۃ، ریاض۔ حاشیہ قلیوبی ۲/۲۸۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت، د۔ت، معجم الاصطلاحات الاقتصادیۃ صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ المعہد العالمی للفکر الاسلامی۔ ورجینا۔ متحدہ امریکا ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء، =

بہر حال مہلت دی جائے گی۔

noorcentre.com

مالی جرمانہ کی شرط لگانا اور عدالتی چارہ جوئی کے ذریعے اس کا مطالبہ کرنا

مدیون پر ادائیگی میں تاخیر کی بناء پر کوئی جرمانہ ادا کرنے کی شرط لگانا اور عدالت کے ذریعے اس کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے، چاہے یہ شرط ادھار معاملے کی ابتداء میں ہو یا ادھار کی مدت کے اختتام پر ہو، کیونکہ یہ سود ہے اور ایسی شرط باطل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مسلمانوں پر اپنی شرائط کی پاسداری لازم ہے سوائے اُن شرائط کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام کر دے"۔ [1] اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سود خور زمانہ جاہلیت میں یہی کہا کرتے تھے کہ: "یا تم قرض ادا کرو یا اس پر اضافہ دو؟"۔ اور اس وجہ سے بھی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کی جانب سے ہر ایسے قرض کی ممانعت ثابت ہے جو کوئی فائدہ کھینچ کر لائے۔ اور اسی بناء پر مجمع الفقہ الاسلامی نے ایک قرارداد جاری کی ہے، جس کا متن یہ ہے کہ: "ادائیگی میں تاخیر کی بناء پر کسی جرمانہ کی شرط لگانا شرعاً جائز نہیں ہے"۔ [2]

دیون کی ادائیگی میں تاخیر پر شرطِ جزائی کا حکم لگانا درست نہیں ہے، اس لیے کہ دیون میں اضافہ ربا ہے، البتہ دیون کے علاوہ استصناع اور ٹھیکیداری کے معاہدوں میں اس کی صورت مختلف ہے۔ چونکہ عدالت کا فیصلہ عاقدین پر لازم ہوتا ہے، لہٰذا اس جرمانہ کو نہ خود لازم کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس کے التزام پر عدالت کی مدد لینا جائز ہے۔

عدالتی چارہ جوئی کے اخراجات

ٹال مٹول کرنے والا مدیون عدالتی چارہ جوئی اور اس سے متعلقہ دیگر اخراجات برداشت کرے گا

= دلیل المصطلحات الفقہیۃ الاقتصادیۃ صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ کویت فائنانس ہاؤس، کویت، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء۔

(۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سننِ احمد ۱/۳۱۲، ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے جید سند کے ساتھ سننِ ابنِ ماجہ ۲/۷۸۴ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی، قاہرہ۔ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک مطبوعہ حیدرآباد، ہندوستان۔ ۱۳۵۵ھ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سننِ بیہقی ۶/۱۵۶، ۷۰، ۱۰/۱۳۳ مطبوعہ حیدرآباد ہندوستان۔ ۱۳۵۵ھ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن الدارقطنی ۳/۲۷، ۴/۲۲۸ مطبوعہ دارالمحاسن للطباعۃ۔ قاہرہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد نمبر ۵۱، رسالہ مجمع الفقہ الاسلامی، اشاعت ۶ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳، اور اشاعت ۷ جلد ۲ صفحہ ۹۔

noorcentre.com

کیونکہ وہی ان اخراجات سبب بنا۔[1]

رہن کو بیچنا

مدیون کی طرف سے گروی رکھوائے ہوئے مال اور مدیون کے قبضہ میں موجود اموال کو بیچنے کا مطالبہ کرنا جائز ہے تاکہ ان اموال کو بیچ کر دَین وصول کیا جاسکے، اسی طرح مدیون سے رہن کے بیچنے کا اختیار حاصل کرلینا بھی جائز ہے کیونکہ دائن کو اصلاً رہن بیچنے کی اجازت ہے اور مدیون سے اِس اختیار کو حاصل کرلینے سے رہن بیچنے کے معاملات مختصر ہوجاتے ہیں۔[2]

قسطوں کی ادائیگی کا فوراً لازم ہونا

دائن کو اس بات کا حق ہے کہ مدیون کی جانب سے کسی بھی قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے تمام قسطوں کی ادائیگی فوراً لازم ہونے کی شرط لگادے۔ اسی کے مطابق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد جاری ہوئی ہے، جس کا متن یہ ہے: "اُدھار چیز فروخت کرنے والے شخص کا مدیون کی جانب سے قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی بناء پر مقررہ وقت سے پہلے تمام قسطوں کی ادائیگی لازم ہونے کی شرط لگانا شرعاً جائز ہے جبکہ مدیون نے عقد کے وقت اس شرط پر اتفاق کیا ہو"۔[3] یہ شرط صحیح ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت پر کوئی نص موجود نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یہ دائن کی ایک جائز مصلحت کو ثابت کرتا ہے[4] اور

---

(۱) اس بات کی بعض علماء نے صراحت کی ہے جیسے ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اختیارات میں اور مختصر الفتاویٰ صفحہ نمبر ۳۴۶ میں اور مرداوی رحمۃ اللہ علیہ نے انصاف میں اور شیخ محمد بن ابراہیم نے دیکھیے: بحث الشیخ ابن منیع فی اعمال الندوۃ الفقہیۃ الرابعۃ۔ صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۷۔ کویت فائنانس ہاؤس ۱۴۱۶ھ۔ ۱۹۹۵ء۔

(۲) الروض المربع ۲۷۴، ۲، دار التراث۔ قاہرہ

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۵۱، شمارہ نمبر ۶ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۳، اور شمارہ ۷ جلد ۲ صفحہ ۹ اور اسی کی توثیق قرارداد نمبر ۶۴/۲/۷ کے ذریعے کی گئی ہے۔ دیکھیے ملک عبدالعزیز یونیورسٹی کا رسالہ الاقتصاد الاسلامی صفحہ ۸۹۔

(۴) ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر یہ کہا کہ میں معاملے سے اُدھار کو ختم کرتا ہوں اور اسے چھوڑتا ہوں تو دَین کی ادائیگی فوری طور پر لازم ہوجائیگی۔ حاشیہ ابنِ عابدین: ۵/۱۵۷ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء اور کویت فائنانس ہاؤس کے مجلسِ شرعی نے اس کی تائید کی ہے۔ فتویٰ نمبر ۵۴۲ الفتاویٰ الشرعیۃ فی المسائل الاقتصادیۃ، کویت فائنانس ہاؤس، جلد ۴ صفحہ ۱۸۔

بہرحال قسطوں کی ادائیگی فوری طور پر لازم ہونے کی شرط کے نفاذ سے پہلے مدیون کو اطلاع دینا، یہ اُس کو یاددہانی کرانے اور ادائیگی کے لیے مناسب مہلت دینے کے قبیل سے ہے۔

noorcentre.com

مبیع کو واپس لینے کا حق

جب مبیع مرابحہ و دیگر معاملات میں بعینہٖ باقی ہو اور خریدار قیمت کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہو پھر وہ دیوالیہ ہوجائے تو فروخت کنندہ کو اس بات کا حق ہے کہ وہ خریدار کو عدالت سے دیوالیہ قرار دیے جانے کے بجائے مبیع کو واپس لے لے جبکہ وہ مبیع اسی حالت میں باقی ہو کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے کوئی سامان بیچا پھر اُس کا مالک دیوالیہ ہوگیا اور فروخت کنندہ کو وہ چیز بعینہٖ مل جائے تو فروخت کنندہ اُس چیز کا دیگر دائنین کے مقابلے میں زیادہ حقدار ہے"۔[1]

ٹال مٹول کرنے والے مدیون کا صدقہ کی ادائیگی کی شرط کو اپنے اوپر لازم کرنا

ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر دَین سے زائد ایک متعین رقم کا صدقہ اپنے اوپر لازم کرنے کی شرط لگانا، جسے ادارہ صدقہ کے مصارف میں خرچ کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ التزام بالتبرع کی قبیل سے ہے جو کہ مالکیہ کے مذہب میں معروف ہے۔ اور یہ فقہاء مالکیہ میں سے ابوعبداللہ بن نافع اور محمد بن ابراہیم بن دینار رحمہما اللہ کا قول ہے۔[2]

ضامن

ضامن سے ہر وہ مطالبہ کیا جاسکتا ہے جو مدیون سے کیا جاسکتا ہے کیونکہ ضمانت نے دَین کے مطالبہ میں ایک کی ذمہ داری کو دوسرے کی ذمہ کے ساتھ ملادیا ہے۔ اس کی دلیل باری تعالیٰ کا حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی ارشاد ہے: ﴿وَ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ﴾ کہ (اور میں اس بات کا کفیل ہوں)۔[3] اس کے علاوہ اس وجہ

(۱) صحیح بخاری ۲/۸۴۶، صحیح مسلم ۱۰/۲۲۱ مزید دیکھیے: المہذب للشیرازی ۳/۲۵۳ مطبوعہ دارالقلم دمشق ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

(۲) دیکھیے کتاب: امام حطاب کی تحریر الکلام فی مسائل الالتزام اور کویت فائنانس ہاؤس کے فتاویٰ ندوہ فقہیہ رابعہ۔

(۳) سورۃ یوسف: ۷۲۔

noorcentre.com

سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بات کی توثیق فرمائی جب انہوں نے ایک مرحوم کے دَین کی ضمانت لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”یارسول اللہ! وہ (دو دینار) میرے ذمہ ہیں“۔ (۱) اُصولی طور پر دَین کا مطالبہ مدیون یا ضامن کسی سے بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہی دَین کی ضمانت لینے کا مقتضیٰ ہے۔ جب تک کہ یہ شرط نہ ہو کہ دَین کا مطالبہ ترتیب سے ہوگا، یعنی ابتداءً مدیون سے مطالبہ کیا جائے گا، اگر وہ ادائیگی نہ کرے تو ضامن سے مطالبہ کیا جائے گا۔ ترتیب کی شرط لگانا درست ہے اور مسلمانوں پر اپنی عائد کردہ جائز شرائط کی پاسداری لازم ہے۔

ٹھیکیدار یا کنٹریکٹر

ٹھیکیداری، اِستصناع اور اشیا سپلائی کے معاہدات میں شرطِ جزائی کی صراحت کرنا جائز ہے اس لیے کہ یہ شرط اُن شرائط میں سے ہے جن کو معاہدہ کے ساتھ لگانا دُرست ہے، کیونکہ یہ شرط نہ حلال کو حرام کرتی ہے اور نہ ہی حرام کو حلال کرتی ہے۔ دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: ”مسلمانوں پر اپنی عائد کردہ شرائط کی پاسداری لازم ہے مگر وہ شرط جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے“۔ (۲) نیز حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ”جس شخص نے اپنے اُوپر کوئی شرط خوشی سے بغیر کسی کی زبردستی کے عائد کی تو اُسے پورا کرنا لازم ہے“۔ اسی سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد منظور ہوئی ہے، جس کا متن یہ ہے: ”استصناع کے معاہدے میں عاقدین کی باہمی رضامندی سے شرطِ جزائی شامل کیا جاسکتا ہے [لیکن یہ شرط اس وقت تک ہی نافذ العمل ہے] جب تک کہ مدیون پر کوئی ہنگامی حالات واقع نہ ہوئے ہوں“۔ (۳) اس وجہ سے بھی کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں معاہدہ میں لگائی گئی تمام شرائط کا دُرست ہونا ہی اصل ہے۔ اسی بات کو سعودی عرب کی ہیئۃ کبار العلماء نے اتفاق رائے سے منظور کیا ہے، جس کا متن یہ ہے: ”مجلس بالاتفاق یہ بات منظور کرتی ہے کہ شرطِ جزائی جس کی شرط معاہدوں میں لگانے کا عرف ہے، ایک ایسی شرط ہے جو کہ صحیح اور معتبر ہے“۔

---

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۰۳/۲، ۸۰۰ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ و دیگر نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(۲) اس کی تخریج صفحہ نمبر ۱۱۳ پر گذر چکی ہے۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قراردادیں: قرارداد نمبر ۶۵ (۷/۳) نیز رسالہ المجمع ساتواں صورت، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۲۳۔

[1] نیز یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ شرطِ جزائی کی اجازت اُن معاملات میں ہے جن میں مقصود نقدی کے بجائے عمل یا کوئی اثاثہ ہو، (جیسے اِستصناع اور ٹھیکیداری کے معاملات)۔

noorcentre.com

باوجود قدرت کے ٹال مٹول کرنے والے مدیون کے لیے غیر مالی سزائیں

اِن سزاؤں کی دلیل مذکورہ حدیث ہے جس سے فقہاء کرام نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے: ''باوجود قدرت کے ٹال مٹول کرنے والے کی عزت اور سزا حلال ہے''۔ [2] لہٰذا اُس کے ٹال مٹول کی وجہ سے شکایت کرنا حرام غیبت میں سے نہیں ہے بلکہ دوسرے اداروں کو اس سے متنبہ کرنا ضروری ہے، جس کا تعلق ضروری خیر خواہی میں سے ہے۔

عمومی احکامات

(الف) اِستطاعت کے باوجود بلا عذر دَین کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والے مدیون کے حالات کی چھان بین کرنا؛ یہ مدیون کی نگرانی کی قبیل سے ہے جس کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ اُس مال سے دَین وصول کیا جاسکے جس کو ٹال مٹول کرنے والے مدیون نے دائن سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ نیز اس عمل کو دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی نہیں شمار کیا جائے گا۔

(ب) مدیون کا محض اپنی مرضی سے بغیر کسی شرط یا عرف کے دَین کی مقدار میں کچھ اضافہ کرکے دینا حسنِ اداء کے قبیل سے ہے؛ باری تعالیٰ کے اِس ارشاد کے مطابق: ''نیکی کرنے والوں پر کوئی پابندی نہیں ہے''۔ [3] نیز حدیث میں ہے کہ: ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو تم میں ادائیگی میں سب سے بہتر ہو''۔ [4] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً دَین کو اضافے کے ساتھ واپس ادا

---

(۱) ابحاث ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب، جلد اول، الشرط الجزائی، مطبوعہ مکتبہ ابن خزیمہ، ریاض، ۱۴۱۲ھ۔

(۲) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر ۱۱۲ میں گذر چکی ہے۔

(۳) سورۃ التوبہ:۹۱۔

(۴) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فیض القدیر ۳/۴۹۷۔

noorcentre.com

کرتے تھے۔ البتہ اس کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ معاہدہ میں اس کی شرط نہ لگائی جائے اور نہ ہی اس کا کوئی عرف ہو کیونکہ عرف کو بھی شرط کی طرح ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ نیز جس چیز کا عرف رائج ہو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُسے شرط لگا کر طے کیا گیا ہو۔ مذکورہ دلائل کی روشنی میں مدیون جو اضافہ ادا کرے، دائن کے لیے اُسے قبول کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(ج) بینک کا دَین کی وصولی کے لیے ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر اپنے پاس موجود کسی بھی اکاؤنٹ سے دَین وصول کرنے کی شرط لگانا ایک صحیح شرط ہے اور مسلمانوں پر اپنی عائد کردہ شرائط کی پاسداری لازم ہے۔ نیز یہ مقاصہ کی ایک صورت ہے جس کے لیے اگرچہ مدیون کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اُدھار معاملات میں اس کی صراحت کردی جائے تاکہ نزاع کے وقت معاملات اختصار کے ساتھ تکمیل کو پہنچ سکیں اور اس مسئلہ کے لیے اُس مشہور مسئلہ سے مماثلت دیکھی جاسکتی ہے جس میں صاحبِ حق کو بلا اجازت اپنا حق وصول کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کی بنیاد شرعی دلائل پر ہے، جن میں سے ایک نبی کریم ﷺ کا حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو کہا گیا جملہ ہے: "جو مال معروف طریقے پر تمہیں اور تمہارے بچے کو کافی ہو جائے، وہ تم لے سکتی ہو"۔ (1)

(1) امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اللؤلؤ والمرجان: نمبر ۱۱۱۵۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ٹال مٹول [المطل]

کسی ذمہ داری یا واجبات کی ادائیگی میں بغیر کسی عُذر کے تاخیر کرنا۔

عمداً تاخیر کرنے والا [المماطل]

ایسا مالدار مدیون جو واجب شُدہ دَین کو مطالبہ کے باوجود کسی شرعی عُذر کے بغیر ادا نہ کرے۔

جرمانے کی شرط [شرط جزائی]

دونوں فریقوں کا کسی متعین رقم پر اتفاق کرنا جو کہ کام کی انجام دہی میں تاخیر کرنے پر لازم ہوگی۔

مقاصّہ

(ترمیم شدہ معیار)

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۲۴

معیار کا متن ۱۲۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۵

۲- مقاصّہ کی تعریف اور اُس کی اقسام ۱۲۵

۳- مقاصّہ کو جاری کرنے کے لیے دوطرفہ وعدے کرنا ۱۲۷

۴- مقاصّہ سے متعلق کچھ عصری تطبیقات ۱۲۸

۵- کرنسی کا تبادلہ ۱۲۸

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۸

معیار کی منظوری ۱۲۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۲

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۳۳

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد مقاصہ کی تعریف، اس کے احکام، شرائط وضوابط اور اس کی جائز وناجائز صورتوں کو بیان کرنا ہے، اور اُن اہم عملی صورتوں کو بیان کرنا ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کو پیش آتی ہیں۔

واللہ الموفق...

---

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان معاملات کے بیان پر مشتمل ہے جن میں دَین کے واجبات مقاصہ [تصفیہ/set off] کے طور پر ادا کیے جائیں۔ یہ معیار ان معاملات پر مشتمل نہیں ہے جن میں واجبات کی ادائیگی بذریعہ حوالہ، دَین سے بری کرنے یا صلح سے ہو، دائن [قرض دینے والے] کے اپنے واجبات کی وصولی کے لیے مدیون کے کسی اثاثہ پر قبضہ کر لینے سے ہو یا باہمی رضامندی سے اقالہ کر لینے سے ہو، اس لیے کہ ان کے لیے مستقل معیارات ہیں۔

۲- مقاصہ کی تعریف اور اُس کی اقسام

مقاصہ یہ ہے کہ دائن مدیون کے اُن دیون کو جو اس سے وصول کرنے تھے، اپنے ذمہ واجب الاداء دَین کے عوض ساقط کر دے جو اُسی مدیون کے لیے دائن کے ذمہ لازم تھا۔

مقاصہ کی دو قسمیں ہیں: لازمی مقاصہ اور متفقہ مقاصہ۔

۲/۱ لازمی مقاصہ

لازمی مقاصہ جبری یا لازمی طور پر متعاقدین کے فائدے کے لیے یا متعاقدین میں سے کسی ایک کے فائدے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں: جبری اور طلبی۔

۲/۱/۱ جبری مقاصہ یہ ہے کہ دو دَین ایک دوسرے کے عوض خود بخود ساقط ہو جائیں اور اس کے لیے کسی مطالبہ یا باہمی رضامندی یا کسی ایک فریق کی رضامندی کی ضرورت نہ ہو۔

۲/۱/۲ جبری مقاصہ کی شرائط یہ ہیں:

(الف) دونوں فریقوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دائن بھی ہو اور مدیون بھی۔

noorcentre.com

(ب) دونوں دیون اپنی جنس، نوعیت، صفات اور نقد یا اُدھار ہونے میں ایک دوسرے کے مُساوی ہوں۔ اور اگر یہ دُیون مقدار کے اعتبار سے باہم متفاوت ہوں تو مقاصہ اتنی مقدار میں جاری ہوگا جتنی مقدار میں دونوں دُیون باہم مشترک ہیں اور زائد دَین والا شخص بقیہ دَین کی حد تک دوسرے کا دائن رہے گا۔

(ج) دونوں دیون میں سے کسی کے ساتھ بھی تیسرے شخص کا حق متعلق نہ ہو مثلاً مرتہن [جس کے پاس کوئی شے بطورِ رہن رکھوائی گئی ہو] کا حق، تاکہ اسے نقصان نہ پہنچے۔

(د) مقاصہ کے نتیجہ میں کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو جیسے ربا یا ربا کا شبہ۔

۳/۱/۲ طلبی مقاصہ یہ ہے کہ دونوں دیون کا مقاصہ اُس فریق کے مطالبہ پر کیا جائے جس کا دَین اپنی صفت کے اعتبار سے دوسرے سے زیادہ قوی ہو اور یہ فریق اپنے زائد حق سے صلح کے طور پر دستبردار ہو رہا ہو، چاہے وہ فریق جس کا دَین صفت کے اعتبار سے کم ہے اس مقاصہ پر راضی ہو یا انکار کردے۔

۴/۱/۲ طلبی مقاصہ کی شرائط یہ ہیں:

(الف) دونوں فریقوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دائن بھی ہو اور مدیون بھی۔

(ب) وہ فریق جس کا دَین زیادہ قوی ہے وہ اپنے زائد حق سے دستبردار ہونے پر راضی ہو۔ وہ زائد حق یا تو دَین کی صفت کے اعتبار سے ہو مثلاً اُس کا دَین رہن یا کفالت کے ذریعے مضبوط ہو، یا دَین کی مدّت کے اعتبار سے ہو مثلاً اُس کے دَین کی مدت کم ہو، یا اس اعتبار سے ہو کہ اُس کا دَین فوری واجب الاداء ہو اور دوسرے فریق کا دَین مؤجل ہو۔

(ج) دونوں دیون اپنی جنس، نوعیت میں مساوی ہوں مگر صفات اور مدت میں مساوی نہ ہوں۔ اگر دونوں دَین مقدار میں مختلف ہوں تو مقاصہ اتنی مقدار میں جاری ہوگا جس میں دونوں باہم مشترک ہیں اور جس کا دَین زائد ہے وہ اس زائد

مقدار کی حد تک بدستور دوسرے کا دائن رہے گا۔

(د) مقاصہ کے نتیجہ میں کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو جیسے ربا یا ربا کا شبہ۔

noorcentre.com

۲/۲ متفقہ مقاصہ

۲/۲/۱ متفقہ مقاصہ یہ ہے کہ دونوں فریق باہمی رضامندی سے اپنے دیون کو ساقط کردیں اور باہمی ذمہ داری ختم کردیں۔

۲/۲/۲ متفقہ مقاصہ کی شرائط یہ ہیں:

(الف) دونوں فریقوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دائن بھی ہو اور مدیون بھی۔

(ب) دونوں فریقوں اس مقاصہ پر راضی ہوں۔

(ج) مقاصہ کے نتیجہ میں کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو جیسے ربا یا ربا کا شبہ۔

۲/۲/۳ مقاصہ متفقہ تمام دیون میں جائز ہے چاہے دیون جنس، نوعیت، صفات اور مدت کے اعتبار سے باہم برابر نہ ہوں۔ اس لیے کہ دونوں فریقوں نے رضامندی ظاہر کرکے زائد حق سے دستبرداری کا اظہار کیا ہے۔ اور اگر یہ دیون مقدار میں بھی برابر نہ ہوں تو مقاصہ اتنی مقدار میں ہوگا جس میں دونوں دیون مشترک ہیں اور زائد دَین والے کو یہ حق حاصل ہے کہ بقیہ دَین کا مدیون سے مطالبہ کرے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) کرنسی کی تجارت، شق ۲/۱۰/۱)۔

۳- مقاصہ کو جاری کرنے کے لیے دوطرفہ وعدے کرنا

ادارے کا صارفین کے ساتھ یا دیگر اداروں کے ساتھ دوطرفہ وعدہ کرنا جائز ہے کہ مستقبل میں وجود میں آنے والے دیون کا مقاصہ کیا جائے گا، اور اس کے لیے وہی شرائط لاگو ہوں گی جو شق ۲/۱ اور ۲/۲ میں مذکور ہیں۔

اگر دونوں دیون مختلف کرنسی میں ہوں تو دوطرفہ وعدہ کی بنیاد پر مقاصہ میں کرنسی کے تبادلہ کے لیے وہی نرخ لیا جائے گا جو اس روز کا بازاری نرخ ہو تاکہ سودی معاملہ پر اتفاق کرنے سے بچا جا سکے۔

noorcentre.com

۴- مقاصہ سے متعلق کچھ عصری تطبیقات

مقاصہ سے متعلق عصری تطبیقات میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۴/۱ ادارہ اور صارف ادھار کی خرید و فروخت میں واجب ہونے والے دیون میں مقاصہ کو شرط قرار دے سکتے ہیں، جیساکہ اکثر اداروں میں اس طرح کا مقاصہ کرنے کا معمول ہے جو کہ set off and consolidation کے نام سے معروف ہے۔ یہ لازمی اور متفقہ مقاصہ دونوں ہوسکتے ہیں بشرطیکہ ان کی شرائط پوری ہو رہی ہوں۔ معاہدہ میں ابتداءً مقاصہ کی شرط لگانے میں یہ فائدہ بھی ہے کہ کرنسی کے مختلف ہونے اور دو مختلف دیون کی صفات مختلف ہونے پر بوقتِ مقاصہ مستقل عقد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۴/۲ چیک جاری کرنے والے اور چیک قبول کرنے والے ادارہ کے درمیان کلیئرنگ ہاؤس کے ذریعے مقاصہ ہوتا ہے، اور یہ لازمی یا متفقہ مقاصہ میں سے کوئی بھی ہوسکتا ہے جس کی شرائط پوری ہوجائیں۔

۴/۳ مقاصہ بین الاقوامی یا قومی سطح پر قائم مختلف مالیاتی اداروں کے نیٹ ورک سسٹم کے ذریعے بھی ہوتا ہے، جیسے ڈیبٹ کارڈ یا کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے اور ان کی نگرانی کرنے والے ادارے، اور یہ لازمی یا متفقہ مقاصہ میں سے کوئی بھی ہوسکتا ہے جس کی شرائط پوری ہوجائیں۔

۵- کرنسی کا تبادلہ

کرنسی کا ایسا تبادلہ (swap) جو ربا کی بنیاد پر انجام پاتا ہے، جائز نہیں۔ اس معاملہ میں سودی دستاویزات کے سود کا دوسری سودی دستاویزات کے سود سے مقاصہ کیا جاتا ہے۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مقاصّہ سے متعلق معیار کی اپنے چھٹے اجلاس میں منظوری دی، جو کہ ۲۵ - ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹-۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے اڑتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے دوسرے اجلاس میں، جو کہ ۱۰ - ۱۴ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ - ۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا تھا، مقاصہ سے متعلق معیارِ شرعی ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۲۷ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۰۰ء بروز منگل کو مقاصہ سے متعلقہ معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۸ - ۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰ - ۲۱ جون ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقدہ اجلاس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور اس میں کچھ ترامیم کیں۔ اسی طرح کمیٹی نے اپنے چھٹے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۲۰ - ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ - ۱۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا، معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کے بحث و مباحثے اور تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔ کمیٹی نے ۵ - ۶ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱ - ۲ نومبر ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے ساتویں اجلاس میں معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور مجلسِ شرعی کو مسودہ پیش کرنے سے پہلے اس مسودہ میں مزید مناسب ترامیم کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے پانچویں اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے ان کی آراء حاصل کی جاسکیں۔

جلسۂ سماعت ۴ - ۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ - ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیس سے زائد شرکاء شریک ہوئے جن میں ماہرینِ شریعت، پروفیسرز، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ مرکزی

بینکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شرعی تحقیقاتی کمیٹی کے ممبران نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جو کہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور اُن کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

noorcentre.com

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں جو کہ ۱۶ – ۱۷ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ – ۱۲ مارچ ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ جلسۂ سماعت کے دوران پیش کی گئیں یا کمیٹی کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں۔ اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چھٹے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵–۲۹ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹ – ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس معیار کے کچھ حصہ کی مجلسِ شرعی کے تمام ممبران نے اتفاقِ رائے سے منظوری دی جبکہ کچھ حصہ کی منظوری کا فیصلہ کثرتِ رائے کی بنیاد پر کیا گیا جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے قطر میں محرم ۱۴۳۳ھ مطابق نومبر ۲۰۱۱ء کو اپنے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی۔ اور بحث و تمحیص کے بعد کمیٹی نے اضافہ، حذف اور جملوں کی تبدیلی سے متعلق کئی ترامیم کو مناسب سمجھا اور منظوری کے لیے ترامیم کو مجلسِ شرعی کے ملاحظہ کے لیے پیش کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اڑتیسویں (۳۸) اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان – یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ – ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم پر غور کیا جو کہ کمیٹی نے نظرِ ثانی کے بعد پیش کی تھیں۔ بحث و تمحیص کے بعد مجلسِ شرعی نے مناسب ترامیم منظور کیں اور معیار کی موجودہ نظرِ ثانی شدہ صورت کی حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مقاصہ کے مشروع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس پر تعامل چلا آرہا ہے اور اس کی ممانعت کہیں بھی منقول نہیں ہے۔ شرعی اعتبار سے حقیقتاً لین دین کے بغیر بھی دائن و مدیون اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوسکتے ہیں۔ نیز ایک شخص کا دوسرے سے اتنی رقم کا مطالبہ کرنا جو اُس کے ذمہ میں دوسرے کے لیے لازم ہیں، ایک بے فائدہ کام ہے اور شریعت بے فائدہ کاموں کا حکم نہیں دیتی۔ جب مقاصہ، طلبی ہو تو وہ فریق جس کا حق زیادہ ہے وہ اپنے زائد حق سے دستبردار ہوتا ہے اور اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ جب مقاصہ، متفقہ ہو تو اس کی مشروعیت کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ”مسلمانوں پر اپنی شرائط کی پابندی لازم ہے مگر وہ شرط جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے“۔ (۱)

(۱) سننِ ترمذی ۳/۶۳۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، احمد محمد شاکر و دیگر کی تحقیق کے ساتھ۔ سننِ بیہقی ۷/۲۴۸، ۲۴۹۔ دیکھیے امام مناوی کی فیض القدیر ۶/۲۷۲ مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ، مصر ۱۳۵۶ھ۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

دَین اور قرض

دَین وہ ہے جو کسی بھی سبب کی وجہ سے ذمہ میں ثابت ہو چاہے (وہ کوئی شے معین نہ ہو) نقد رقم ہو یا سامان یا اشیا کی کوئی طے کردہ منفعت ہو یا کوئی طے کردہ خدمات ہوں۔ جیسا کہ اُدھار بیع کی صورت میں ثمن یا قرض کا بدل۔

قرض اور دَین کے مابین تعلق یہ ہے کہ دَین کا مفہوم قرض سے زیادہ عام ہے۔ ہر قرض دَین ہے لیکن ہر دَین قرض نہیں ہے۔ اسی وجہ سے قرض دَین کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

فوری دَین

وہ دَین جس کی ادائیگی فوری طور پر یا دائن کے مطالبہ پر لازم ہو، چاہے دَین اصل میں ایسا ہی ہو یا اُدھار دَین کی مدت ختم ہو گئی ہو۔

ادھار دین

وہ دَین جس کی ادائیگی مستقبل میں کسی معین وقت پر لازم ہو۔ کبھی کبھار یہ معین اوقات میں قسط وار ادا کیا جاتا ہے۔

صفت

صفت وہ وصف ہے جو ایک جنس کی دو اشیا میں سے ایک کو دوسرے سے ممتاز کر دے۔ جیسا کہ اعلیٰ یا ادنیٰ معیار کا ہونا، رہن، کفالت یا لیٹر آف گارنٹی کے ساتھ دَین کا مضبوط ہونا یا اکاؤنٹ میں موجود رقم کو منجمد

noorcentre.com

کر دینے کے ساتھ دَین کی توثیق۔

بری کرنا

دوسرے کے ذمہ میں اپنے حق کو ساقط کر دینا۔

صلح

ایسا معاہدہ جس کے ذریعے دونوں فریقوں میں تنازع ختم ہو جائے۔

اِقالہ

دونوں فریقوں کی رضامندی سے عقد کو ختم کرنا اور اس کے حکم اور آثار کو کالعدم قرار دینا۔

ضمانتیں

(ترمیم شدہ معیار)

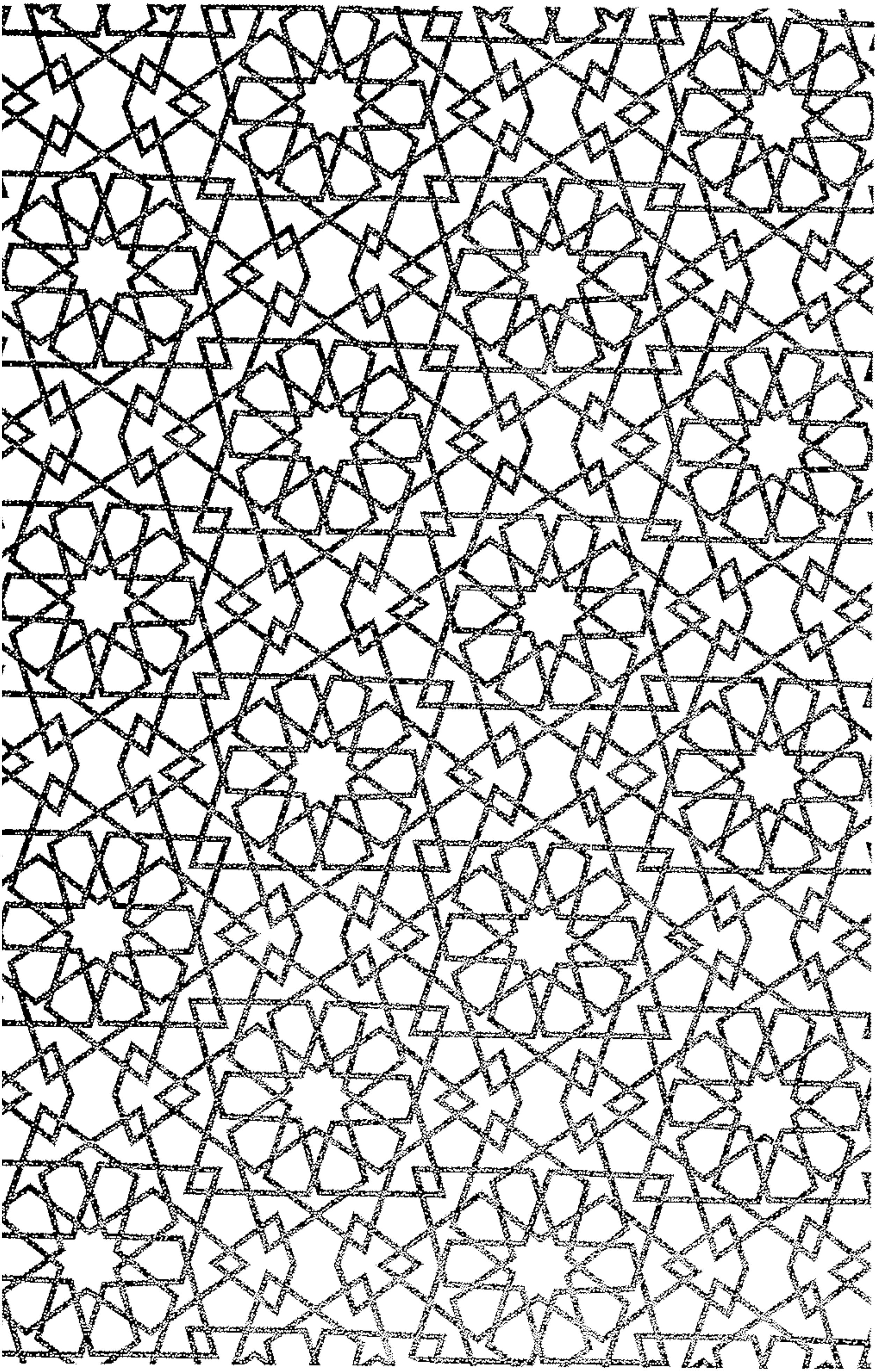

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۳۸
معیار کا متن ۱۳۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۳۹
۲- ضمانت کے عمومی احکامات ۱۳۹
۳- کفالت ۱۴۱
۴- رہن ۱۴۴
۵- ضمانت کے مقاصد پورا ہونے کی کچھ صورتیں ۱۴۴
۶- ضمانتوں کی موجودہ صورتیں ۱۴۴
۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۴۹
معیار کی منظوری ۱۵۰
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۵۱
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۵۳
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۶۱

noorcentre.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ضمانتوں کے احکامات، اس کی جائز اور ناجائز صورتوں اور اسلامی بینکوں میں رائج اہم عملی تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مختلف ضمانتوں [guaruntees] کے بیان پر مشتمل ہے جن سے مقصود مالی ذمہ داریوں کو محفوظ بنانا اور دیون کو ٹال مٹول اور ضائع ہونے سے بچانا ہو، جیسے تحریری دستاویز، گواہی، کفالت، رہن، چیک اور پرومیسری نوٹ وغیرہ۔ اسی طرح اس معیار میں یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ کون سی ضمانت جائز ہے اور کون سی ممنوع ہے۔ ضمانت اور امانت میں فرق بھی بیان کیا جائے گا۔

اس معیار میں غصب، جنایات اور نقصان کی وجہ سے لازم ہونے والے تاوان سے بحث نہیں ہوگی۔

۲- ضمانت کے عمومی احکامات

۲/۱ ضمانت کی مشروعیت اور اس کا عقد کے مناسب ہونا

۲/۱/۱ عقودِ معاوضات مثلاً خرید وفروخت میں اور حقوق جیسے انٹلیکچول پراپرٹی کے معاملات میں ضمانت کی شرط لگانا جائز ہے۔ عقد میں ضمانت کی شرط لگانے سے کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔ اسی طرح ضمانت اور عقد کے ایک ساتھ جمع ہونے میں کوئی خرابی نہیں ہے، اس لیے کہ دَین کی توثیق اُن امور سے ہے جو عقدِ مضمون کے مناسب ہیں۔

۲/۱/۲ ایک سے زائد ضمانت لینے میں کوئی ممانعت نہیں ہے، جیسے کفالت اور رہن کو جمع کرلینا۔

۲/۲ عقودِ امانات میں ضمانت لینا

۲/۲/۱ عقودِ امانت جیسے وکالت یا ودیعت میں کفالت یا رہن کی شرط لگانا جائز نہیں، اس

noorcentre.com

لیے کہ یہ عقد کے تقاضے کے خلاف ہے۔ البتہ اگر ضمانت لیتے وقت یہ شرط لگادی جائے کہ زیادتی، غفلت یا عقد کی شرائط اور شقوں کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی ضمانت دی جارہی ہے، تب اس کی اجازت ہے۔ خاص طور پر مشارکہ یا مضاربہ کا عقد، اس لیے کہ مضارب، شریک، اور سرمایہ کاری کے وکیل پر ضمانت کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، چاہے ضمانت اصل سرمایہ کی ہو یا نفع کی ہو۔ اسی طرح ان معاملات کی مارکیٹنگ کے لیے یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ یہ مضمون [محفوظ] سرمایہ کاری ہے۔

۲/۲/۲ وکالت اور کفالت کو ایک عقد میں جمع کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ دونوں کے تقاضے ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ نیز سرمایہ کاری کے وکیل پر ضمانت کی شرط لگانا معاملہ کو سودی قرض میں تبدیل کردے گا کیونکہ اصل مال اور اس سرمایہ کاری پر نفع کا حصول دونوں کی ضمانت پائی جارہی ہے۔ البتہ اگر وکالت کے عقد میں کفالت کی شرط نہ لگائی جائے اور اس کے بعد وکیل ایک علیحدہ معاہدہ کے تحت ان لوگوں کی کفالت دیدے جن کے ساتھ یہ معاملات کرے گا تو یہ کفیل بن جائے گا، لیکن وکیل ہونے کی حیثیت میں ضامن نہیں ہوگا۔ چنانچہ اگر اس کو وکالت سے معزول کردیا جائے تب بھی وہ بدستور کفیل رہے گا۔

۳/۲ کرایہ پر دی گئی اشیا کا ضمان

کرایہ پر دی گئی اشیا کا ضمان اس کے مالک پر ہے اور یہ اشیا کرایہ دار کے پاس امانت ہیں۔ لہٰذا کرایہ دار پر کفالت یا رہن کی شرط لگانا جائز نہیں کہ کرایہ کی چیز کے ہلاک ہونے پر کرایہ دار سے ضمان حاصل کیا جائے، جب تک کہ یہ شرط نہ ہو کہ کرایہ دار کی زیادتی، غفلت یا شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے نقصان کی صورت میں کفالت یا رہن سے نقصان پورا کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر کرایہ دار کی غفلت یا زیادتی کے بغیر کوئی نقصان ہوا تو مالک اس کا ذمہ دار ہوگا۔ اسی طرح اگر ضرورت پیش آئے تو انشورنس کے اخراجات برداشت کرنا مالک کی

ذمہ داری ہے اور اسی طرح بنیادی دیکھ بھال کے وہ اخراجات بھی مالک کے ذمہ ہیں جو کرایہ پر دی گئی چیز کے قابلِ منفعت ہونے کے لیے ضروری ہوں۔

noorcentre.com

۴/۲ تحریری دستاویز اور گواہی

۱/۴/۲ تحریری دستاویز کے ذریعہ معاملات کی توثیق شرعاً مستحب ہے، چاہے کوئی معمول کی تحریر مرتب کرلی جائے یا باقاعدہ سرکاری طرز پر تحریر کیا جائے۔ بہرحال معاملہ کو تحریر کرنے میں اور ایسی دستاویز تیار کرنے میں جنہیں عدالت میں بطور ثبوت پیش کیا جاسکے، عرف کا اعتبار ہے۔ جھوٹے کاغذات بنوانا یا معاہدہ کے نکات کو چھپانا یا دستاویزات ضائع کردینا تاکہ اس سے دوسرے لوگوں کا حق ضائع ہو، حرام ہے۔

۲/۴/۲ مالی معاملات میں گواہی کے ذریعہ توثیق شرعاً مستحب ہے۔ اسی طرح گواہ بننا مستحب ہے اور بوقت ضرورت گواہی دینا واجب ہے۔ جھوٹی گواہی دینا حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

۳/۴/۲ حرام معاملات کی توثیق تحریر یا گواہی سے جائز نہیں ہے جیسے سودی قرض۔

۳۔ کفالت

۱/۳ کفالت کی مشروعیت اور اس کی اقسام

۱/۱/۳ ادارے کے لیے گاہک پر یہ شرط لگانا جائز ہے کہ وہ ایک یا ایک سے زائد کفیل پیش کرے تاکہ اس کے ذمہ ادارہ کے دیون کی ضمانت ہوسکے۔

۲/۱/۳ کفالت کی دو قسمیں ہیں: پہلی کفالت یہ ہے کہ کفیل کو مکفول عنہ [مدیون] سے رجوع کا حق حاصل ہو۔ یہ کفالت مدیون کے مطالبہ یا اس کی رضامندی سے ہوتی ہے۔ دوسری کفالت یہ ہے کہ کفیل کو مکفول عنہ [مدیون] سے رجوع کا حق حاصل نہ ہو۔ یہ وہ کفالت ہے جو مدیون کی اجازت کے بغیر ہوتی ہے۔ (اور یہ

noorcentre.com

تبرّع ہے)۔

۳/۱/۳ کسی ادارے کو اس بات کا حق حاصل نہیں کہ کسی کی ایسی کفالت لے جس میں مدیون سے مطالبہ کا حق نہ ہو، الّا یہ کہ بینک کو تبرع کی اجازت ہو۔

۴/۱/۳ کفالت کو کسی معین مدت کے ساتھ مؤقّت کرنا جائز ہے۔ ضمانت کی رقم کی انتہائی حد معیّن کرنا جائز ہے۔ ضمانت کو کسی شرط کے ساتھ مقیّد کرنا اور اسی طرح کسی شرط پر ضمانت کو معلق کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ضمانت کو مستقبل کی طرف منسوب کرنا جائز ہے اس طور پر کہ کفالت کی ابتداء بعد میں آنے والے وقت پر ہو۔ ضمانت کے مستقبل کی طرف منسوب ہونے کی صورت میں دَین قائم ہونے سے پہلے کفیل کفالت سے رجوع بھی کرسکتا ہے، جبکہ اپنے رجوع سے متعلق دائن کو آگاہ کردے۔

۵/۱/۳ محض عقدِ کفالت کے عوض اجرت لینا اور دینا ناجائز ہے۔ کفیل کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ مکفول عنہ [مدیون] سے کفالت سے متعلق حقیقی اخراجات کا مطالبہ کرے۔ جب گاہک ادارے کو مطلوبہ کفالت پیش کرے تو ادارے پر اس بات کی تحقیق لازم نہیں ہے کہ گاہک نے یہ کفالت کس طرح حاصل کی ہے۔ (دیکھیے شق ۱/۱/۶ اور ۲/۱/۶)

۲/۳ مجہول چیز کی ضمانت لینا، اسی طرح ایسے دَین کی ضمانت لینا جو واجب ہی نہیں ہوا ہو

ایسے دیون کی کفالت لینا درست ہے جس کی مقدار معلوم نہ ہو۔ اسی طرح ایسے دَین کی کفالت بھی درست ہے جو اب تک ذمہ میں لازم ہی نہ ہوا ہو۔ شرعاً اس کی اجازت ہے کہ دَین کے لازم ہونے سے پہلے کفیل، مکفول لہٗ (قرض دینے والے) کو بتا کر اپنی کفالت سے رجوع کرلے اس کو 'ضمان السوق' اور 'ضمان العہدہ' بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس کی مثالوں میں سے یہ صورت ہے کہ کفیل کا خریدار کو قیمت لوٹانے کی ضمانت دینا کہ اگر خریدی گئی چیز میں تیسرے شخص کا حق ظاہر ہوگیا۔ اس معاملے کو 'ضمان الدرک' کہا جاتا ہے۔

۳/۳ عقدِ کفالت کے تقاضے

noorcentre.com

۳/۳/۱ دائن کو یہ حق حاصل ہے کہ دَین کا مطالبہ مدیون سے کرے یا کفیل سے کرے۔ اس کو دونوں سے مطالبہ کا اختیار ہے اور کفیل کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ کفالت میں ترتیب کو شرط قرار دے کہ دائن پہلے مدیون سے مطالبہ کرے گا اور اگر مدیون انکار کردے تو کفیل سے رجوع کرے۔

۳/۳/۲ جب دائن مدیون کو دَین سے بری کردے تو ساتھ ہی کفیل بھی اپنی ذمہ داری سے بری ہوجائے گا۔ لیکن اگر دائن کفیل کو بری کردے تو اس سے مدیون کا دَین معاف نہیں ہوگا۔ اگر کفیل دائن سے دَین سے کم کسی رقم پر صلح کرلے تو کفیل مدیون سے اسی رقم کا مطالبہ کرے گا جو اس نے ادا کی ہے نہ کہ وہ رقم جس کی اس نے ضمانت لی تھی، تاکہ اس سے ربا لازم نہ آئے اور اگر کفیل نے دائن سے خلافِ جنس کوئی اثاثہ دے کر صلح کی تو کفیل دَین یا جو اس نے عملی طور پر ادا کیا ہے، ان میں سے جو کم ہو اس کا مدیون سے مطالبہ کرے گا۔

۳/۳/۳ کفالت کا عقد دَین کے عقد کے ضمن میں ہو یا مستقل ہو، دَین کے عقد سے پہلے ہو یا بعد میں ہو، تمام صورتیں جائز ہیں۔

۳/۳/۴ جب ادارہ مضاربہ، مشارکہ اور وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر معاملات انجام دیتا ہو تو اس صورت میں ادارے کے لیے جائز نہیں کہ وہ سرمایہ کاروں کا سرمایہ واپس کرنے کے لیے کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی ضمانت دے، اس لیے کہ یہ صورت مضارب، شریک یا سرمایہ کاری کے وکیل کی طرف سے راس المال کی ضمانت کا باعث بنے گی، اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔ (دیکھیے شق ۲/۲/۱، ۲/۲/۲، ۲/۲/۲)

۳/۳/۵ اگر ادارہ نے اپنے اُدھار معاملات میں گاہک پر یہ شرط لگائی ہو کہ گاہک اس معاملہ میں کفیل فراہم کرے گا اور پھر گاہک نے کفیل فراہم نہیں کیا تو ادارے کو یہ

noorcentre.com

حق حاصل ہے کہ گاہک پر کفیل لانے کو لازم قرار دے یا عقد کو فسخ کر دے۔

۴- رہن

رہن: کسی معین شے کو جس کی مالیت ہو یا ایسی چیز کو جو اس کے حکم میں ہو، دَین کے وثیقہ کے طور پر رکھوانا تاکہ جب دَین کی ادائیگی متعذر ہو تو اس سے یا اس کے ثمن سے دَین وصول کر لیا جائے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۹) "رہن")۔

۵- ضمانت کے مقاصد پورا ہونے کی کچھ صورتیں

۱/۵ قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر پر اقساط کے فوری واجب الاداء ہونے کی شرط لگانا

معاہدہ میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ اگر مدیون نے قرض کی بعض اقساط میں تاخیر کی تو بقیہ تمام یا بعض اقساط فوری طور پر واجب الادا ہو جائیں گی، جب کہ ہنگامی حالات واقع نہ ہوئے ہوں۔ اس شرط کا اطلاق مدیون کو نوٹس دینے اور مناسب مدت گزرنے کے بعد کیا جائے۔

۲/۵ ثمن کی بروقت ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں ادھار بیع کو فسخ کرنا

فروخت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ اُدھار بیع میں یہ شرط لگائے کہ اگر خریدار نے ادھار مدت کے بعد اتنے دنوں میں ثمن ادا نہیں کیا تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو عدالت سے رجوع کیے بغیر بیع کو فسخ کرنے کا حق ہو گا تاکہ بیچنے والا اپنا حق محفوظ کر سکے۔

۶- ضمانتوں کی موجودہ صورتیں

۱/۶ لیٹر آف گارنٹی

۱/۱/۶ لیٹر آف گارنٹی جاری کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، یہ اجرت محض ضمان کے مقابلہ میں ہے اور اس میں عمومی طور پر ضمان کی رقم اور اس کی مدت کو ملحوظ رکھا

جاتا ہے، چاہے یہ گارنٹی کسی مارجن کے عوض جاری کی گئی ہو یا بلا مارجن ہو۔

۲/۱/۶ لیٹر آف گارنٹی کی درخواست کرنے والے سے گارنٹی کی دونوں قسموں (ابتدائی اور انتہائی) کے اجرا پر آنے والے انتظامی اخراجات وصول کرنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ اجرتِ مثل سے زیادہ نہ ہو۔ جن صورتوں میں کلی یا جزوی طور پر گارنٹی کے اجراء کے لیے سیکورٹی یعنی مارجن حاصل کیا گیا ہو وہاں گارنٹی کے اخراجات متعین کرنے میں اس سیکورٹی کی ادائیگی کے لیے پیش کی جانے والی حقیقی خدمات کو ملحوظ رکھنا جائز ہے۔

noorcentre.com

۳/۱/۶ ادارہ کے لیے ایسے گاہک کو گارنٹی جاری کرنا جائز نہیں ہے جو سودی قرضہ کے حصول یا حرام معاملہ کے لیے گارنٹی کی درخواست کرے۔

۲/۶ ڈاکومنٹری کریڈٹ

ڈاکومنٹری کریڈٹ: ادارہ کی طرف سے ایک تحریری وعدہ ہے جو ادارہ خریدار کی درخواست پر اور اس کی ہدایت کے مطابق فروخت کرنے والے کو دیتا ہے، جس میں ادارہ فروخت کرنے والے کو طے شدہ مواصفات کے مطابق مقررہ مدت میں سامان کے کاغذات وصول ہونے پر متعین رقم کی حد تک ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ تحریری وعدہ کبھی ادارہ اصالۃً اپنی طرف سے بھی جاری کرتا ہے۔ یہ ادائیگی بل کی وصولی، بل ڈسکاؤنٹنگ اور اسی طرح نقد ہو سکتی ہے۔ رقم کی ادائیگی نقد کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے، ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کو قبول کرنے اور اس کی کٹوتی [ڈسکاؤنٹنگ] کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکومنٹری کریڈٹ کے ذریعہ ادارہ معاہدہ اور مواصفات کے مطابق سامان کے کاغذات وصول ہونے کی شرط پر بیچنے والے کو ادائیگی کا التزام کرتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ")

۳/۶ چیک یا پرومیسری نوٹ کا استعمال

مدیون سے چیک یا پرامسری نوٹ وصول کرنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے (بشرطیکہ

noorcentre.com

قانونی رکاوٹ نہ ہو) تاکہ اس کی بناء پر مدیون کو اوقاتِ مقررہ پر اپنی اقساط ادا کرنے پر مجبور کیا جاسکے اور پوری ادائیگی ہونے پر یہ چیک وغیرہ اس کو واپس کر دیے جائیں گے یا ادائیگی نہ ہونے پر ان کے ذریعے واجبات وصول کر لیے جائیں۔ چیک اور پرامیسری نوٹ پیش کرنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بینک سے اس بات کا التزام لے کہ اس چیک وغیرہ سے مقررہ وقت پر صرف واجب الاداء دَین کی حد تک رقم وصول کی جائے گی، اس سے زیادہ وصول نہیں کی جاسکتی۔

۶/۴ دَین کی انشورنس کروانا

دیون کا اسلامی انشورنس کرایا جاسکتا ہے، مروجہ غیر اسلامی انشورنس کروانا جائز نہیں ہے۔

۶/۵ اکاؤنٹ منجمد کرنا (رقم نکلوانے کا اختیار سلب کرنا)

۶/۵/۱ ادارہ کے لیے جائز ہے کہ وہ گاہک کے دَین کی توثیق کے لیے، جو گاہک نے بعد میں قسطوں میں ادا کرنا ہے یا معین وقت پر ادا کرنا ہے، یہ شرط لگائے کہ ادارہ دَین کی وصولی کے لیے گاہک کا سیونگ اکاؤنٹ منجمد کر سکتا ہے یا اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا حق بالکل روک سکتا ہے، یا صرف دَین کی حد تک رقم نکلوانے کا حق روک سکتا ہے۔ اور یہ آخری صورت زیادہ بہتر ہے۔ سیونگ اکاؤنٹ میں موجود رقم کا نفع مضارب کا حصہ نکالنے کے بعد گاہک کو ملے گا۔

۶/۵/۲ ادارہ کے لیے اپنے دَین کے معاملات میں کرنٹ اکاؤنٹ منجمد کرنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اکاؤنٹ ہولڈر کی خواہش اور پیشکش ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ بھی منجمد کیا جاسکتا ہے۔

۶/۶ سرمایہ کاری کے نقصان کی تلافی کے لیے تبرّع کا التزام (اسے طرفِ ثالث کی طرف سے ضمانت بھی کہتے ہیں)

مضارب یا سرمایہ کاری کے وکیل اور شرکاء کے علاوہ کسی تیسرے شخص کا رضا کارانہ طور پر کاروبار کے نقصان کی تلافی کا التزام کر لینا جائز ہے، جبکہ یہ التزام عقدِ مضاربت یا عقدِ

وکالت سے مربوط نہ ہو۔

noorcentre.com

۶/۷ شیئرز کی انڈر رائیٹنگ

۶/۷/۱ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ یہ التزام کرے کہ کسی کمپنی نے جو شیئرز فروخت کرنے کے لیے پیش کیے ہیں، اگر پیشکش کی مدت کے بعد وہ باقی رہ گئے تو ادارہ یہ شیئرز خرید لے گا [اس التزام کو انڈر رائٹنگ کہتے ہیں]۔ بشرطیکہ یہ بیع اُسی قیمت پر ہو جس پر عوام کو خریداری کی پیشکش کی گئی تھی اور یہ ضمانت بلا عوض ہو۔

۶/۷/۲ انڈر رائیٹنگ دینے والے کے لیے ضمانت کے علاوہ دیگر خدمات پیش کر کے اُن کا عوض لینا جائز ہے۔ مثلاً فیزیبلیٹی رپورٹ یا شئیرز کی مارکیٹنگ وغیرہ۔

۶/۸ نیلامی اور ٹینڈر کی ضمانت، مرابحہ کا سیکورٹی ڈیپازٹ اور عربون

۶/۸/۱ نیلامی اور ٹینڈر میں ضمانت لینا جائز ہے۔ اس میں وہ زرِ ضمانت بھی شامل ہے جو اس نیلامی یا ٹینڈر میں حصہ لیتے وقت ابتداءً وصول کیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ رقم بھی شامل ہے جو اس نیلامی یا ٹینڈر میں امیدوار سے اُس کے کامیاب ہونے پر وصول کی جاتی ہے۔ یہ تمام رقوم ٹینڈر جاری کرنے والی کمپنی کے پاس امانت سمجھی جائیں گی اور عربون شمار نہیں ہوں گی۔ کمپنی اس رقم کو اپنی دیگر رقوم کے ساتھ خلط کرنے کی وجہ سے ضامن سمجھی جائے گی۔ اس رقم کو ضبط کرنا جائز نہیں ہے، البتہ صرف حقیقی نقصان کی تلافی کی جا سکتی ہے۔ گاہک کی رضامندی سے اس کے فائدہ کے لیے سیونگ اکاؤنٹ میں اس رقم کی سرمایہ کاری کی جائے گی، الّا یہ کہ گاہک ہی اس رقم کو کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کرانے کا مطالبہ کرے۔

۶/۸/۲ مرابحہ کے گاہک سے خریداری کے وعدہ کی توثیق کے لیے رقم وصول کرنا جائز ہے، جب کہ یہ وعدہ لازم ہو۔ یہ رقم ہامشِ جدیہ [زرِ ضمانت] شمار ہوگی اور بینک کے پاس بطور امانت ہوگی، عربون شمار نہیں ہوگی اس لیے کہ ابھی تک عقد مرابحہ منعقد نہیں ہوا ہے۔ اور اس پر وہی احکامات لاگو ہوں گے جو شق ۶/۸/۱ میں

noorcentre.com

بیان ہوئے ہیں۔ اور گاہک کے وعدہ سے منحرف ہوجانے کی صورت میں صرف حقیقی نقصان اس رقم سے وصول کیا جاسکتا ہے، یعنی کسی دوسرے شخص کو بیچنے کے بعد لاگت اور قیمتِ فروخت کا فرق وصول کیا جاسکتا ہے۔

٦/٨/٣ عقد مکمل ہونے کے بعد خریدار یا کرایہ دار سے عربون وصول کیا جاسکتا ہے، کہ اگر اس نے خیار کی مدت میں عقد کو فسخ نہ کیا تو یہ رقم عوض یعنی قیمت یا کرایہ کا جز شمار ہوگی۔ اگر خیار کی مدّت میں خریدار یا کرایہ دار نے اس عقد کو فسخ کر دیا تو فروخت کرنے والا یا مالک اس رقم کو رکھ سکتا ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ ادارہ عربون سے اپنا حقیقی نقصان وصول کرنے کے بعد زائد رقم سے دستبردار ہوجائے۔

٦/٩ دَین وصول کرنے کا ترجیحی حق اور مدیون کی متابعت کا حق

٦/٩/١ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیچے گئے معین اثاثے اور گاہک کے لیے تیار کیا گیا سامان اپنے مفلس مدیون سے واپس وصول کرلے، جبکہ یہ اثاثے اسی حالت میں موجود ہوں۔

٦/٩/٢ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ضمانت کے اثاثوں کی تفتیش اور چھان بین جاری رکھے، جیسے رہن کے اثاثے وغیرہ، جبکہ اس رہن رکھنے والے نے اس میں ایسا تصرف کیا ہو جس سے بینک کا دَین وصول کرنے کا حق ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔

٦/٩/٣ جن دائنین نے رہن لیا ہوا ہے اُن کا حق دیگر عام دائنین سے مقدم ہوگا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (٣٩) "رہن")

٦/٩/٤ ادارہ کے دیوالیہ، تحلیل ہونے کی صورت میں جو لوگ ادارہ کی تحلیل اور تصفیہ کا کام انجام دے رہے ہیں انہیں تحلیل اور تصفیہ سے متعلق اپنے واجبات وصول کرنے کا سب سے پہلے ترجیحی حق ہوگا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (٤٣) "دیوالیہ ہونا")۔

۷-معیار کے اجرا کی تاریخ

noorcentre.com

یہ معیار ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے چھٹے اجلاس منعقدہ ۲۵-۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹-۲۳ مئی ۲۰۰۱ء شرعی معیار "ضمانتیں" منظور کیا۔[۱]

---

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے اڑتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے دوسرے اجلاس میں، جو کہ ۱۰ - ۱۴ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸ - ۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا تھا، ضمانتوں سے متعلق شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

بروز منگل ۲۷ رمضان مطابق ۴ نومبر ۲۰۰۰ء ضمانتوں سے متعلقہ معاملات پر تحقیق اور معیار کا ابتدائی مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۸ - ۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰ - ۱۲ جون ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقدہ اجلاس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور اس میں کچھ ترامیم کیں۔ اسی طرح کمیٹی نے اپنے چھٹے اجلاس میں جو کہ بحرین میں ۲۰ - ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ - ۱۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا، معیار کے ابتدائی مسودہ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے کمیٹی کے ممبران کی پیش کردہ تجاویز کی روشنی میں ترامیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

کمیٹی نے ۵ - ۶ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱ - ۲ نومبر ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے ساتویں اجلاس میں معیار کے مسودہ کا جائزہ لیا اور مجلسِ شرعی کو مسودہ پیش کرنے سے پہلے اس مسودہ میں مزید ترامیم کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے پانچویں اجلاس میں پیش ہوا، جو کہ مکہ مکرمہ میں ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں مزید ترامیم منظور کیں اور مسودہ متعلقہ ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ پر جلسۂ سماعت میں غور سے پہلے اُن کی رائے حاصل کی جاسکے۔

جلسۂ سماعت ۴ - ۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ - ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیس سے زیادہ شرکاء شریک ہوئے جن میں ماہرینِ شریعت، پروفیسرز، دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ ساتھ

noorcentre.com

مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے بھی شامل تھے۔ شرعی تحقیقاتی کمیٹی کے ممبران نے جلسۂ سماعت میں تحریری آراء جو کہ اجلاس سے پہلے بھیجی گئیں اور جو اجلاس کے دوران پیش کی گئیں، کو سنا اور اُن کا جواب دیا۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں جو کہ ۱۶ - ۱۷ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ - ۱۲ مارچ ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا تھا، اُن تجاویز کا جائزہ لیا جو کہ جلسۂ سماعت کے دوران پیش کی گئیں یا کمیٹی کو تحریری طور پر بھیجی گئی تھیں، اور مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چھٹے اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۵ - ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹ - ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء) کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم کا جائزہ لیا جو کہ معیار میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے منظور کی تھیں اور مزید مناسب ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس معیار کے کچھ حصہ کی مجلسِ شرعی کے تمام ممبران نے اتفاقِ رائے سے منظوری دی جبکہ کچھ حصہ کی منظوری اکثر ممبران کی رائے کے مطابق ہوئی جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کے لیے مقررہ کمیٹی نے قطر میں محرم ۱۴۳۳ھ مطابق نومبر ۲۰۱۱ء کو اپنے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی۔ بحث و تمحیص کے بعد کمیٹی نے اضافہ، حذف اور جملوں کی تبدیلی سے متعلق کئی ترامیم تجویز کیں اور ترامیم کو منظوری کے لیے مجلسِ شرعی کو پیش کیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اڑتیسویں اجلاس میں جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو منعقد ہوا تھا، اُن ترامیم پر غور کیا جو کہ کمیٹی نے نظرِ ثانی کے بعد پیش کی تھیں۔ بحث و تمحیص کے بعد مجلسِ شرعی نے مناسب ترامیم کو منظور کیا اور معیار کی موجودہ نظرِ ثانی شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

ضمانتوں کی مشروعیت اور ان کا عقود کے مناسب ہونا

ضمانتوں کی شرط لگانے کی مشروعیت کے دلائل وہ ہیں جو کہ ضمانتوں کی مختلف اقسام میں سے ہر قسم کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ اس میں مال کی حفاظت ہے جو کہ شریعت کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔

امانت کے معاہدوں میں ضمانت

امانت کو بعینہ حوالہ کرنا اور مطالبہ پر اس کو ادا کرنا واجب ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا﴾ [1] (اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانات کو اس کے اہل افراد کو ادا کرو)۔ اور امانات معاوضہ کا محل نہیں ہوتیں، ان کا مقصد یا تو مال کی حفاظت کرنا ہوتا ہے جیسے ودیعت یا احسان کے طور پر چیز کو استعمال کرنے کی اجازت دینا ہوتا ہے جیسے عاریت، جس شخص کے ہاتھ میں یہ امانات ہوتی ہیں مالک انہیں اس کا اہل اور امین سمجھ کر ان کے سپرد یہ امانات کرتا ہے اور امانت رکھنے والا شخص امانت کا ضامن نہیں ہوتا۔ البتہ زیادتی یا کوتاہی یا کسی حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا امین ذمہ دار ہے کیونکہ ان صورتوں میں امانت کی بنیادی ذمہ داری میں کوتاہی ہوئی ہے۔

تحریری دستاویز یا گواہ

معاہدہ کو تحریری شکل دینا شرعاً مستحب ہے، یہی جمہور فقہاء کا قول ہے۔ اس کے برخلاف ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) سورۃ النساء: ۵۸۔

noorcentre.com

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ﴾ (اے ایمان والو! جب تم کسی معین میعاد کے لیے اُدھار کا کوئی معاملہ کرو تو اُسے لکھ لیا کرو)۔ نیز ﴿وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ﴾[1] (اور جو معاملہ اپنی میعاد سے وابستہ ہو، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، اُسے لکھنے میں اکتاؤ نہیں) کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ واجب ہے۔

جمہور علماء کا استدلال یہ ہے کہ یہ آیت بذاتِ خود مدیون کے قابلِ بھروسہ ہونے کی صورت میں تحریری معاہدہ چھوڑنے کی اجازت دیتی ہے ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ﴾[2] (اگر تم ایک دوسرے پر بھروسہ کرو تو جس پر بھروسہ کیا گیا ہے وہ اپنی امانت ٹھیک ٹھیک ادا کرے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے)۔

تحریری دستاویز مرتب کرنے میں عُرف کا اعتبار ہے کہ اسے عدالت میں ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکے۔ کیونکہ شریعت نے تحریری معاہدہ کے لیے کوئی طریقہ معین نہیں کیا ہے۔

گواہی کے ذریعے سے معاہدہ کو پختہ کرنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى﴾[3] (اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو، اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اُن گواہوں میں سے ہوجائیں جنہیں تم پسند کرتے ہو تاکہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے)۔

گواہی کا درجہ فقہاء کے نزدیک تحریر سے زیادہ ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں گواہی کی حیثیت میں تبدیلی آگئی ہے کہ قوانین گواہی کو بہت کم جگہوں پر معتبر مانتے ہیں اور تحریری ثبوت کو عام طور پر اہمیت دیتے ہیں۔

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۸۲۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۲۸۳۔

(۳) سورۃ البقرۃ: ۲۸۲۔

کفالت

noorcentre.com

کفالت کی مشروعیت اور اس کی اقسام

قرآن کریم، حدیث، اجماع اور عقلی طور پر کفالت کا ثبوت موجود ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾ (۱) (اُنہوں نے کہا کہ ہمیں بادشاہ کا پیمانہ نہیں مل رہا اور جو شخص اسے لا کر دے گا، اُس کو ایک اُونٹ کا بوجھ انعام میں ملے گا۔ اور میں اس انعام کو دِلوانے کی ذمہ داری لیتا ہوں)۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاد فرمایا کہ کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر کوئی قرضہ لازم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ تین دینار لازم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یا رسول اللہ! آپ ان کی نمازِ جنازہ پڑھا دیجیے، ان کے قرضہ کی ادائیگی میری ذمہ داری ہے"۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ (۲) ایک روایت میں ہے کہ "میں ان کے قرضے کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہوں"۔ (۳)

فقہاءِ کرام نے کفالت کی مشروعیت پر اجماع کیا ہے۔ لوگوں کو آپس کے معاملات کی آسانی کے لیے کفالت کی ضرورت پڑتی ہے خاص طور پر جب کہ معاملہ ایسے شخص کے ساتھ ہو جس سے پہلے واسطہ نہ پڑا ہو اور کفالت، عقد اور اس کی مصلحت کا تقاضا بھی ہے۔

کفالت کی اجرت لینا منع ہے کیونکہ یہ نیکی کا کام ہے اور فقہاء کا اس کی ممانعت پر اجماع ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ یہ [کفالت] قرض واپس لوٹانے پر رضامندی کا اظہار ہے، اس کے مقابلے میں کوئی عوض لینا جائز نہیں ہے جیسا کہ بذاتِ خود قرض دینے پر کوئی عوض لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے۔

---

(۱) سورۃ یوسف: ۷۲۔

(۲) صحیح بخاری ۲/۸۰۰ دار ابنِ کثیر والیمامہ۔

(۳) سنن نسائی ۷/۳۱۷، سننِ ابنِ ماجہ ۲/۸۰۴، سننِ بیہقی ۴/۵۹۔

noorcentre.com

نامعلوم چیز یا وہ چیز جو ابھی تک لازم نہیں ہوئی اُس کی ضمانت لینا

نامعلوم چیز کی ضمانت لینے کے جواز کی شرعی دلیل اس حدیث کا عموم ہے "کفیل ضامن ہے"[1] کیونکہ اس حدیث میں معلوم یا نامعلوم چیز کی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ دوسری وجہ یہ بھی کہ نامعلوم چیز کی ضمانت لینے سے کوئی ضرر لازم نہیں آتا کیونکہ یہ جہالت بہر حال ختم ہوگی اور کفیل کو دَین لازم ہونے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس کی کفالت کی وجہ سے اُس پر کیا لازم ہوا ہے۔ جو چیز ذمہ میں واجب ہی نہ ہوئی ہو اُس کی ضمانت صحیح ہونے کی دلیل باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾[2] (جو شخص اسے [بادشاہ کا پیمانہ] لا کر دے گا، اُس کو ایک اُونٹ کا بوجھ انعام میں ملے گا۔ اور میں اس انعام کو دلوانے کی ذمہ داری لیتا ہوں)۔ کیونکہ اس آیت میں حق ثابت ہونے سے پہلے ہی ایک اُونٹ کے برابر سامان انعام میں دلوانے کی ضمانت لی گئی ہے۔

دائن کا مدیون یا کفیل میں سے کسی سے بھی مطالبہ کے حق کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ حق دونوں کے ذمہ میں لازم ہے۔ لہٰذا دائن کو ان دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرنے کا اختیار ہے۔ کفالت میں ترتیب وار مطالبہ کرنے کی شرط مالکیہ کا ایک قول ہے[3] اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے[4] کہ مدیون اگر مالدار ہے تو کفیل سے مطالبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے الا یہ کہ مدیون ادائیگی سے منع کر دے۔ لہٰذا ترتیب وار مطالبہ کی شرط کہ "پہلے مدیون سے مطالبہ کیا جائے گا پھر کفیل سے" مؤثر ہوگی، بلکہ اصولی ترتیب بھی یہی ہے۔

---

(۱) سننِ ابوداؤد، ترمذی، احمد بن حنبل (الدراری المضیۃ ۱/۳۹۹، دار الجیل) سننِ ابنِ ماجہ ۲/۸۰۴۔ دار الفکر۔ سننِ بیہقی ۶/۲۲۔ مکتبہ دار الباز۔

(۲) سورۃ یوسف: ۷۲۔ زعیم سے مراد کفیل ہے۔

(۳) البیان والتحصیل لابن رشد ۱۱/۲۹۱۔

(۴) بدائع الصنائع ۷/۳۴۲۳۔

بروقت ادائیگی نہ کرنے پر تمام اقساط کا فوری طور پر لازم ہونا

noorcentre.com

اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے "مسلمانوں پر اپنی شرطوں کی پابندی لازم ہے"۔[1] ایک وجہ یہ بھی کہ مدت مدیون کا حق ہے، لہٰذا وہ چاہے اس حق سے مطلقاً دستبردار ہو جائے یا دَین کی تقویت کے لیے ادائیگی میں تاخیر کرنے کے ساتھ معلق کردے اور قرض خواہ کو اس بات کی قدرت دے کہ وہ ایک قسط کے بعد دوسری قسط کا مطالبہ کرنے کے بجائے پورے دَین کا ایک ساتھ مطالبہ کرلے، تاکہ کہیں مدیون مال لے کر بھاگ نہ جائے۔

اس شرط کی مشروعیت سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۵۱ جاری ہو چکی ہے۔

ثمن کی عدمِ ادائیگی کی صورت میں اُدھار بیع کو فسخ کرنے کا حق

اس کی دلیل یہ ہے کہ بیچنے والا مہلت دینے پر اُس وقت راضی تھا جب اس کے واجبات کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے برخلاف حنفیہ کے، جو دائن کے حق کو صرف تقاضہ کرنے کے ساتھ محدود کرتے ہیں سوائے اُس صورت کے جب بیچنے والے نے خود اپنے لیے فسخ کے حق کی شرط رکھی ہو (مسلمانوں پر شرطوں کی پابندی لازم ہے)۔[2]

ضمانتوں کی موجودہ عملی صورتیں

لیٹر آف گارنٹی

محض ضمانت دینے پر اُجرت لینے کے عدمِ جواز پر دلیل یہ ہے کہ یہ کفالت ہے جو کہ نیکی کے کاموں میں سے ایک کام ہے۔ کیونکہ یہ قرض کی ادائیگی پر رضامندی کا اظہار ہے جس کے مقابلہ میں کوئی عوض نہیں لیا جاسکتا۔ ضمانت دینے پر کوئی عوض لینا فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر منع ہے۔ البتہ لیٹر آف گارنٹی کا اجرا ایک خدمت ہے جس پر اُجرت لینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

---

(۱) سنن بیہقی ۶/۷۹،۷/۲۴۹، مکتبہ دار الباز۔ سننِ دارقطنی ۱۰/۲۷ دار المعرفہ۔ مصنف ابنِ ابی شیبہ ۴/۴۵۰ مکتبۃ الرشد۔ شرح معانی الاثار ۹۰، دار الکتب العلمیہ۔

(۲) اس کی تخریج پیچھے گذر چکی ہے۔

noorcentre.com

کسی حرام کام کے لیے لیٹر آف گارنٹی جاری کرنے کی ممانعت کی دلیل، گناہ کے کاموں پر معاونت/مدد کرنے کی حرمت ہے۔ حدیث "اللہ تعالیٰ سود کھانے والے، اس کے وکیل بننے والے، اس کو لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت بھیجتے ہیں"۔[1] ضامن کا کام، گواہ اور تحریر کرنے والے سے بھی زیادہ قوی ہے۔

لیٹر آف کریڈٹ (ایل سی)

لیٹر آف کریڈٹ پر اجرت لینے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک ایسی خدمت ہے جس میں درخواست کرنے والے کی مصلحت کے لیے کئی کام انجام دینے پڑتے ہیں اور اس پر معاوضہ لینا بینک کا حق ہے۔

چیک اور پرومیسری نوٹ کو استعمال کرنا

چیک اور پرومیسری نوٹ کو ضمانت کے لیے حاصل کرنے کی دلیل وہی ہے جو ضمان کی مشروعیت سے متعلق بالعموم ذکر کی گئی ہے۔

قرضوں کی انشورنس کروانا

اسلامی انشورنس تبرع کی بنیاد پر قائم ہے جس میں غرر معاف ہے۔ جو قسطیں طے شدہ طریقے کے مطابق ادا کی جاتی ہیں، وہ انشورنس میں شریک تمام افراد کے فائدہ کے لیے ہوتی ہیں اور اسلامی انشورنس کی مشروعیت سے متعلق رابطہ عالمِ اسلامی[2] کی مجمع الفقہ الاسلامی سے اور مؤتمر الاسلامی کے زیرِ انتظام مجمع الفقہ الاسلامی[3] سے کئی قراردادیں جاری ہو چکی ہیں۔ اسلامی انشورنس میں جو کفالت کے معنی پائے جاتے ہیں، اس پر کوئی مشروط عوض طے نہیں ہوتا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۶) "اسلامی انشورنس")۔

---

(۱) صحیح مسلم ۳/۱۲۱۹ دار احیاء التراث العربی اور تمام صحاحِ ستہ میں اس کو روایت کیا گیا ہے۔ نیل الاوطار للشوکانی ۵/۲۹۶ دار الجیل۔

(۲) الدورۃ الاولیٰ۔ القرار الخامس۔

(۳) قرارداد نمبر ۹ (۲/۹)۔

اکاؤنٹ کو منجمد کرنا

noorcentre.com

سیونگ اکاؤنٹ کو منجمد کرنے کی شرط لگانے کے جواز کی دلیل، نقدی کو رہن رکھنے کا جواز ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ اکاؤنٹ منجمد کرنے سے مقصد اکاؤنٹ ہولڈر پر ادارہ کے واجبات لازم ہونے کی صورت میں مقاصہ پر قدرت حاصل کرنا ہے۔ یہ رہن کی قبیل سے ہے جو عنقریب ذمہ میں واجب ہونے والے دَین کی توثیق کے لیے رکھا جاتا ہے۔ ادارہ کو کرنٹ اکاؤنٹ کو منجمد کرنے کی شرط لگانے سے روکنے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں اُدھار بیع اور قرض کو جمع کرنا لازم آتا ہے۔

تیسرے شخص کا ضامن بننا

تیسرے شخص کے ضامن بننے سے متعلق مسئلہ کی دلیل یہ ہے کہ یہ راس المال میں خسارہ کو تبرعاً پورا کرنے کا التزام ہے اور یہ تبرع ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ﴾[1] "نیک لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے" کی بناء پر جائز ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں تحریر ہے: "شرعاً اس بات میں کوئی ممانعت نہیں ہے کہ prospectus یا مضاربہ کے صکوک میں اس بات کی صراحت کی جائے کہ ایک تیسرا شخص جو کہ اپنی شخصیت اور ذمہ میں عاقدین سے منفرد ہے، تبرّعاً کسی عوض کے بغیر کسی خاص پروجیکٹ کے متوقع نقصان کی مخصوص حد تک تلافی کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس میں شرط یہ ہے کہ یہ التزام مضاربہ کے عقد سے الگ اور مستقل ہو یعنی اس التزام کو پورا کرنا عقد کے نفاذ اور عاقدین پر عقد کے احکامات مرتب ہونے کی شرط نہ ہو۔ لہٰذا حاملِ صکوک اور مضارب کو اس بات کا کوئی حق نہیں ہے کہ مضاربت کو ختم کرنے یا اپنے التزامات کو پورا نہ کرنے کا اعلان کریں اس بناء پر کہ تبرع کرنے والے نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اور یہ استدلال درست نہیں ہوگا کہ عقد میں اس ضمانت کا اعتبار کیا گیا تھا"۔[2]

شئیرز کی انڈر رائیٹنگ

اگر یہ ضمانت کسی عوض کے بغیر ہو تو یہ کفالت بغیر اُجرت کے ہے جو کہ شرعاً جائز ہے۔ اور اگر یہ کسی

---

(۱) سورۃ التوبہ:۹۱۔

(۲) قرارداد نمبر ۳۰ (۴/۵)۔

noorcentre.com

عوض کے بدلہ میں ہوتواس کے عدمِ جواز کی دلیل وہی ہے جو ضمانت پر اُجرت لینے سے متعلق گزر چکی ہے۔ (دیکھیے شق ۱/۶)۔

ٹینڈر میں ضمانت، مرابحہ میں سیکورٹی ڈیپازٹ، اور بیعانہ

ٹینڈر اور سیکورٹی ڈیپازٹ میں ضمانت کے مشروع ہونے کی دلیل وہی ہے جو ضمانتوں کی مشروعیت کے ذیل میں بالعموم گزر چکی ہے۔ یہ دونوں جائز ہیں کیونکہ اس میں وعدہ سے انکار کی صورت میں پیش آنے والے صرف حقیقی نقصان کا عوض لیا جارہا ہے۔ اور بیعانہ کے جواز سے متعلق دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام کی موجودگی میں عمل ہے اور اسی بناء پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے۔ عربون سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد[1] اور شرعی معیار نمبر (۵۳) "عربون" جاری ہو چکا ہے۔

دَین کی وصولی میں ترجیحی حق اور متابعت کا حق

بعض حقوق جیسا کہ تصفیہ کرانے والوں کی اُجرت کو ترجیح دینے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے کام کی اجرت ہے جو مصلحت کی خاطر عدالتی حکم سے ثابت ہو چکا ہے۔ دیوالیہ شخص کے مال میں ترجیح دیے جانے کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "جس شخص نے کوئی سامان بیچا پھر خریدار دیوالیہ ہو گیا، بیچنے والا اپنی چیز بعینہ دیوالیہ شخص کے مال میں موجود پائے تو وہ دوسرے قرض خواہوں کے مقابلے میں اُس چیز کا زیادہ حقدار ہے"۔[2] کویت فائنانس ہاؤس کی جانب سے منعقد ہونے والی دوسری فقہی مجلس نے بہت سی فقہی جزئیات کی روشنی میں اس سے متعلق قرارداد جاری کی ہے۔ مدیون کا پیچھا کرنے کا حق رکھنے کی دلیل قرض دینے والے کا اپنا قرض وصول کرنے پر قدرت حاصل کرنا اور اپنے حق کی حفاظت کرنا ہے۔

---

(۱) قرارداد نمبر ۷۲ (۸/۳) عربون سے متعلق۔

(۲) امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اس حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے: جس شخص نے اپنے مال کو بعینہ ایسے آدمی کے پاس پایا جو کہ مفلس ہو چکا ہے تو وہ اُس کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔ صحیح بخاری ۲۴۰۲، صحیح مسلم ۱۵۵۹۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

مضمونات

وہ جو عقد کی وجہ سے یا قبضہ کی وجہ سے ضمان میں آئے۔

امانات

وہ چیزیں جن کا ضمان زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے بغیر لازم نہیں آتا۔

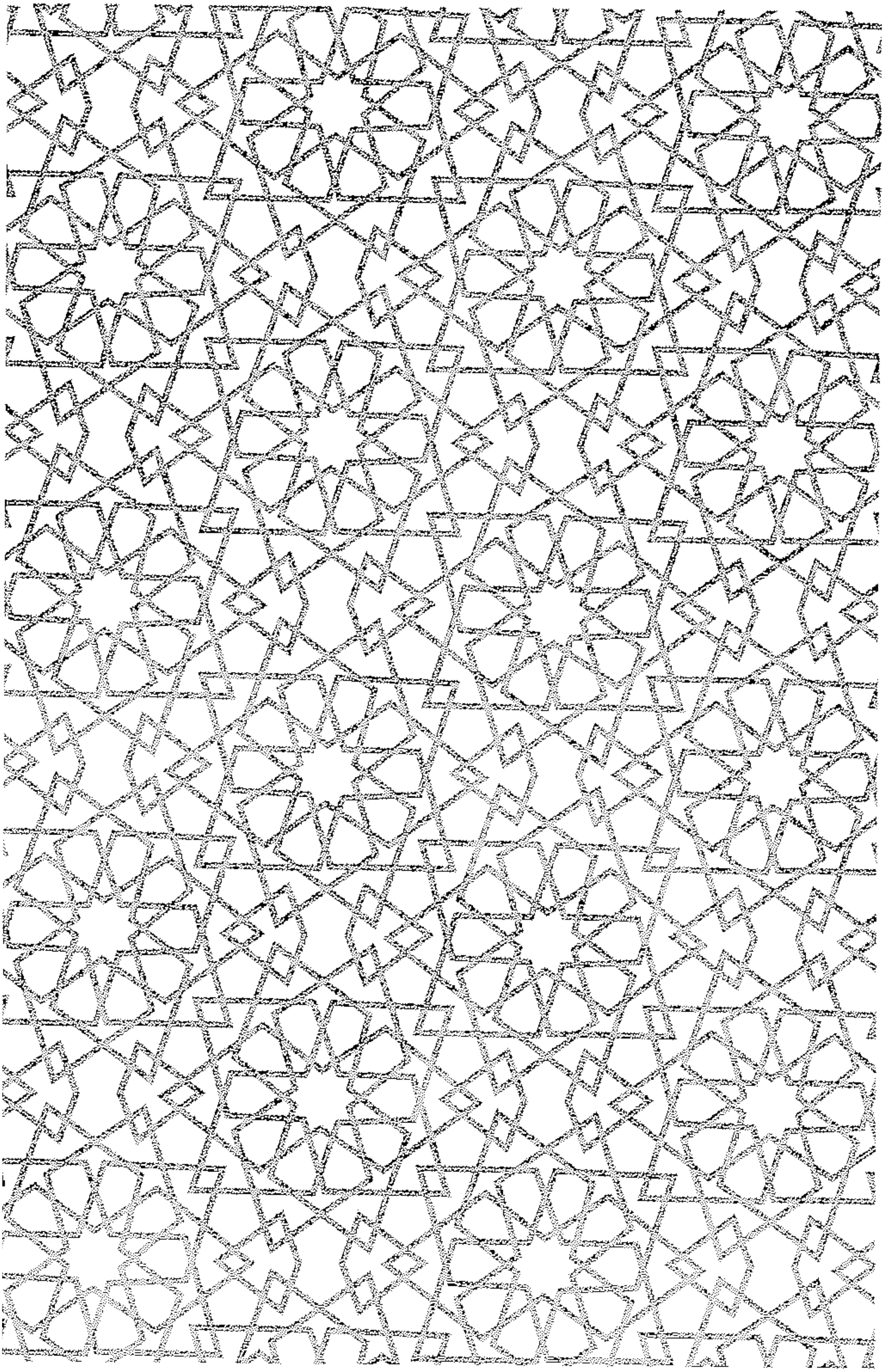

روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی

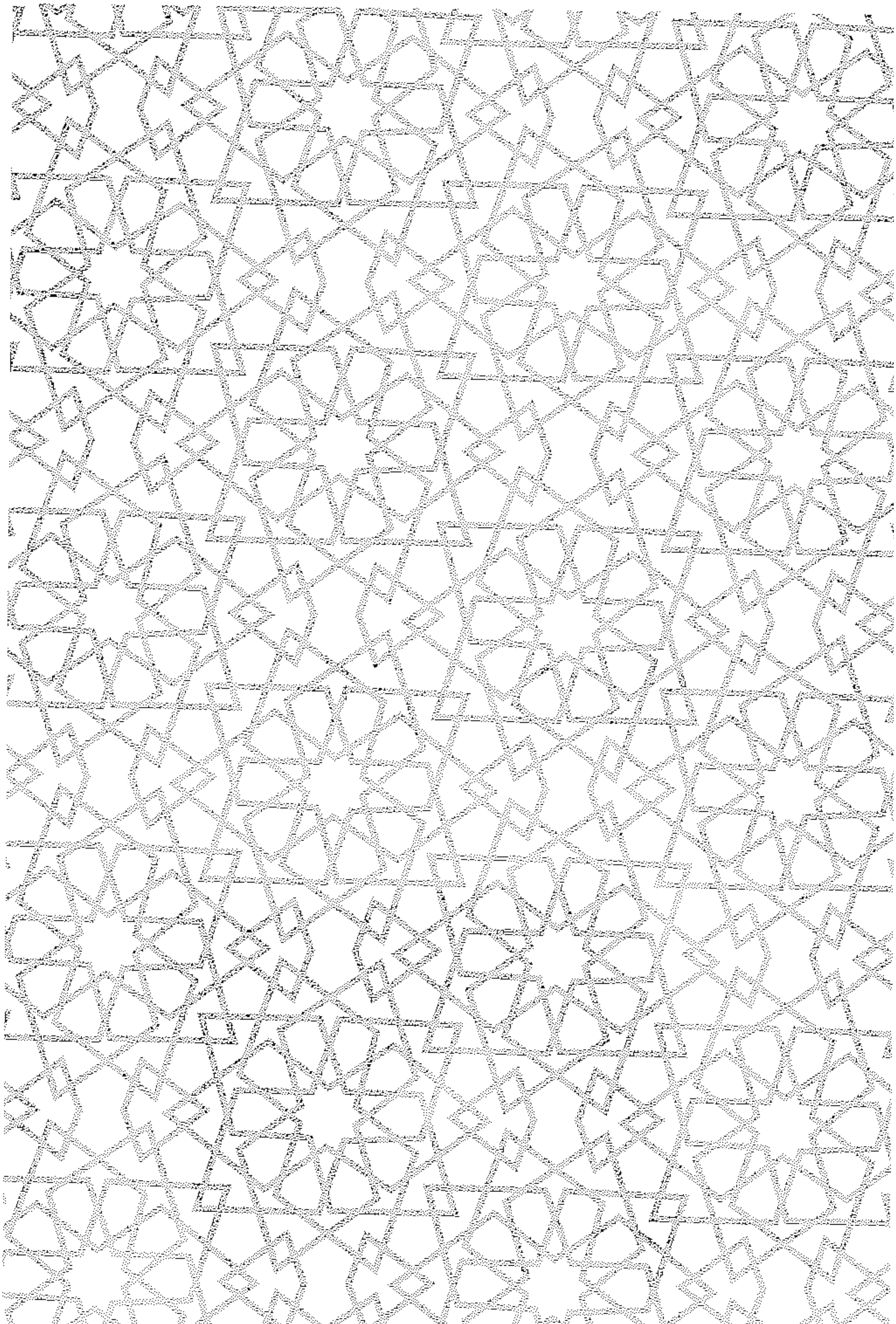

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۶۶
معیار کا متن ۱۶۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۶۷
۲- تبدیلی کا دورانیہ ۱۶۷
۳- تبدیلی کے لیے درکار ضروری اقدامات ۱۶۸
۴- بینکوں کے ساتھ معاملات ۱۶۹
۵- جائز طریقوں کے مطابق بینکاری خدمات کی فراہمی ۱۷۰
۶- سود کی بنیاد پر لیے جانے والے اموال پر تبدیلی کا اثر اور اس کے شرعی متبادل ۱۷۰
۷- سرمایہ کاری پر تبدیلی کے اثرات ۱۷۲
۸- تبدیلی سے پہلے بینک کو حاصل ہونے والی غیر شرعی وصولیوں کے بارے میں لائحہ عمل ۱۷۲
۹- داخلی یا خارجی تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے بینک پر لازم شدہ غیر شرعی ادائیگیوں کے بارے میں لائحہ عمل ۱۷۴
۱۰- غیر شرعی آمدن سے خلاصی کا طریق کار ۱۷۵
۱۱- تبدیلی سے پہلے بینک پر واجب ہونے والی زکوٰۃ ۱۷۵
۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۷۶
معیار کی منظوری ۱۷۷
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۷۸
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۸۰

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان مراحل، طریقوں، اور کارروائیوں کو بیان کرنا ہے جن کو ملحوظ رکھنا روایتی [سودی] بینک کی ایک اسلامی بینک (بینک/بینکوں)[1] میں تبدیلی کے لیے ضروری ہے جو اپنے مالیاتی امور اور تعلقات میں شرعی اصول وضوابط کی پابندی کا التزام کرتا ہو اور اسلامی بینکاری کے حوالہ سے لاگو ہونے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور اس کے مقاصد کے حصول کا اہتمام کرتا ہے۔ اسی طرح اس معیار میں اسلامی بینکاری کی ان مخصوص سرگرمیوں کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جو سودی بینک کے اسلامی بینک میں تبدیل ہونے سے پہلے تک رائج سرگرمیوں کا متبادل ہوں گی۔

واللہ الموفق...

(۱) "بینک/بینکوں" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی بینکوں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان بنیادی نکات پر مشتمل ہے جن کا تعلق فوری طور پر ایک طے شدہ مدت کے اندر جس کا اعلان کیا جائے گا، مکمل طور پر سودی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی سے ہے۔ یہ تبدیلی کی قرارداد داخلی طور پر ہو یا بیرونی طور پر بینک کی ملکیت کے حصول میں دلچسپی رکھنے والوں کے طرف سے ہو۔ اسی طرح یہ معیار ان نکات پر بھی مشتمل ہے جن کا تعلق تبدیلی کی مدّت سے، تبدیلی کے نتیجہ میں اموال کے حصول اور ان کے استعمال کی کیفیت پر پڑنے والے اثر سے، تبدیلی سے پہلے بینک کے اوپر لازم شدہ ذمہ داریوں اور حقوق سے ہے، چاہے ان ذمہ داریوں کو ادا کر دیا گیا ہو اور حقوق کو حاصل کیا جا چکا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور ان امور کا تعلق ان غیر شرعی اثاثوں اور ان میں تصرف سے بھی ہے جو بینک کے پاس تبدیلی سے پہلے موجود ہوں۔

بینک کی جائز سرگرمیوں اور ان سرگرمیوں سے حاصل شدہ آمدنی سے یہ معیار بحث نہیں کرتا کیونکہ ان کے جاری رہنے اور ان سے فائدہ اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ ہی ان پر تبدیلی کا کوئی اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح یہ معیار سودی بینک کی طرف سے اسلامی بینکاری کے لیے ذیلی ادارے یا شعبے قائم کرنے سے متعلق بھی نہیں ہے۔

۲- تبدیلی کا دورانیہ

۲/۱ روایتی [سودی] بینک کو اسلامی بینک میں تبدیل کرنے کے حوالہ سے شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا اور تبدیلی ہو جانے کے بعد تمام نئی سرگرمیوں میں شرعی اصول وضوابط کی پابندی ضروری ہے۔ البتہ تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے انجام دی جانے والی سرگرمیوں کے

noorcentre.com

بارے میں اصولی بات یہ ہے کہ ان سے فوراً گلو خلاصی حاصل کی جائے اور اس میں بالکل تاخیر نہ کی جائے سوائے یہ کہ بینک کے واقعاتی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت یا حاجت کی بنیاد پر ناجائز معاملات کو جاری رکھا جائے تاکہ بینک کے نظام کو ناکام ہونے کے خطرے اور تباہی سے بچایا جاسکے۔ ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ ان ناجائز معاملات کے نتائج اور اثرات سے اس معیار میں بیان کیے گئے طریقۂ کار کے مطابق نجات حاصل کی جائے۔

۲/۲ اگر بینک شق ۲/۱ کے ں فوری طور پر تبدیلی کے بجائے مرحلہ وار تبدیلی کا فیصلہ کرتا ہے تو تبدیلی کے مکمل ہونے تک وہ اسلامی بینک شمار نہیں ہوگا اور بینک مالکان پر لازم ہوگا کہ وہ جلد از جلد اس تبدیلی کو مکمل کرلیں تاکہ ناجائز کاروباری سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے گناہ سے نجات مل سکے۔ اس سلسلہ میں تبدیلیوں کے مختلف مراحل میں اس معیار سے رہنمائی لی جاسکتی ہے۔

۲/۳ تبدیلی کے دوران پیش آنے والے معاملات اور حرام منافع سے شق ۸ - ۱۱ میں بیان کردہ تفصیلی طریقِ کار کے مطابق معاملہ کیا جائے۔

۳- تبدیلی کے لیے درکار ضروری اقدامات

۳/۱ تبدیلی کے عمل کی کامیابی کے لیے ضروری طریقِ کار کو اپنانا، ضروری وسائل کی فراہمی، غیر شرعی معاملات کا متبادل تیار کرنا اور تبدیلی کو صحیح طور پر نافذ کرنے کے لیے اہل افراد کا تقرر ضروری ہے۔

۳/۲ اسلامی بینک میں تبدیل ہونے والے بینک کے لیے انتظامی طریقِ کار کی رعایت رکھنا ضروری ہے جس میں انتظامی اداروں کی طرف سے مطالبہ کی صورت میں لائسنس میں ترمیم کرنے، میمورینڈم آف ایسوسی ایشن اور آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن میں متعلقہ اداروں کی منظوری سے ترمیم کرنا شامل ہے، تاکہ اس ترمیم اور تبدیلی کے ذریعہ اسلامی بینکاری کے

موافق اہداف و مقاصد کو شامل کیا جاسکے اور منافی امور (شقوں) کو ختم کیا جاسکے۔

nboorcentre.com

۳/۳ بینک کے بنیادی ڈھانچہ کی تنظیم نو کے ساتھ ساتھ کاروبار کے طریقوں، ملازمت کی ذمہ داریوں، قواعد و ضوابط اور اس کی شرائط کو نئی ساخت کے مطابق ڈھالنا۔

۴/۳ ایوفی کے جاری کردہ انتظامی معیارات [governance standards] کے مطابق معاملات کی شرعی نگرانی کے لیے مجلسِ شرعی اور اسی طرح شرعی اصولوں کی مطابقت کو یقینی بنانے کے لیے اندرونی طور شرعیہ کمپلائنس کا شعبہ قائم کرنا۔

۵/۳ ماڈل/اسٹینڈرڈ معاہدات اور دیگر دستاویزات میں ترمیم یا ان کی نئے سرے سے شرعی احکام کے مطابق تیاری۔

۶/۳ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بینکوں میں کھاتے کھولنا اسی طرح ملک اور بیرون ملک روایتی [سودی] بینکوں کے پاس موجود کھاتوں کو درست کرنا (دیکھیے شق ۲/۴)، اور ان سے تعلق بھی بقدرِ ضرورت رکھنا۔

۷/۳ اسلامی بینکاری کے لیے افرادی قوت مہیا کرنے اور ان کو اس سے متعلق مختلف امور کی انجام دہی کے قابل بنانے کے لیے حکمتِ عملی وضع کرنا۔

۸/۳ ایوفی کی طرف سے جاری کردہ آڈٹنگ، اکاؤنٹنگ، انتظامی و اخلاقی ضابطوں سے متعلق جاری کردہ معیارات کے نفاذ کے لیے ضروری عملی اقدامات کرنا۔

۴- بینکوں کے ساتھ معاملات

۱/۴ مرکزی بینک کے ساتھ معاملات کے طریقہ میں ایسی ترمیم کی کوشش کرنا جس سے تمام معاملات میں شریعت کے اصولوں اور خاص طور پر سود سے متعلق احکام کی پابندی ممکن ہوسکے، چاہے وہ معاملات رقم جمع کرانے سے متعلق ہوں یا سرمایہ کے حصول سے یا اس کے علاوہ۔ قانونی تقاضے کے تحت مرکزی بینک کے پاس بطور محفوظے [reserve] رکھوائے جانے والے سرمایہ کا ایک ممکنہ متبادل یہ ہوسکتا ہے کہ بجائے نقد رقم کو منجمد کرنے

noorcentre.com

کے وہ بانڈز مرکزی بینک کے پاس رکھوائی جائیں جو بینک کے مدیون گاہکوں کے دیون سے متعلق ہوں، نیز حکومتی سرمایہ کاری شرعی طریقوں کے مطابق کی جائے۔ کلیئرنگ کے لیے متبادل طریقۂ کار یہ ہوسکتا ہے کہ مرکزی بینک کے پاس صرف کرنٹ اکاؤنٹ کھولا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان پر سود کی صورت میں ملنے والے نفع سے نجات حاصل کی جائے۔ مرکزی بینک سے سرمایہ کے حصول کے طریقۂ کار میں یہ ترمیم ہوسکتی ہے کہ مرکزی بینک کا اپنے پاس کھاتہ سرمایہ کاری کی بنیاد پر کھول کر سرمایہ حاصل کیا جائے۔

۲/۴ سودی بینکوں کے ساتھ معاملات کی اس طور پر تصحیح ہو کہ سود پر کوئی معاملہ نہ ہو بلکہ شرعی طور پر قابلِ قبول طریقوں کو استعمال کیا جائے۔

۳/۴ اسلامی مالیاتی اداروں میں کرنٹ اور سیونگ اکاؤنٹس کھول کر ان کے ساتھ مشترکہ سرمایہ کاری، سرمایہ کے ٹرانسفر کے معاہدات اور لیٹر آف کریڈٹ [LC] کے معاملات کے ذریعہ تعلقات کو وسعت دی جائے۔

۵- جائز طریقوں کے مطابق بینکاری خدمات کی فراہمی

بینکاری خدمات کی فراہمی کے عوض سودی منافع حاصل کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے شرعی متبادل پر عمل کیا جائے، مثلاً جن لیٹر آف کریڈٹس (LCs) میں پیشگی مکمل رقم فراہم نہیں کی جاتی ان میں شرعی قواعد کے مطابق مرابحہ، مشارکہ یا مضاربہ کی بنیاد پر معاملہ کیا جائے۔ بینک کے لیے صرف اس طرح کی سہولت فراہم کرنے کے عوض اجرت لینا درست نہیں، البتہ عملی طور پر اس سہولت کی فراہمی کے لیے ٹرانزیکشن کرنے کی صورت میں ٹرانزیکشن سے (اس کے احکام کے مطابق) حاصل ہونے والی رقم میں اس اجرت کی رقم کو بھی ملحوظ رکھا جاسکتا ہے۔

۶- سود کی بنیاد پر لیے جانے والے اموال پر تبدیلی کا اثر اور اس کے شرعی متبادل

۱/۶ ان تمام سابقہ روایتی [سودی] معاملات کے اثرات کا تدارک ضروری ہے جن کے تحت بینک نے سود کی بنیاد پر نقد اثاثے حاصل کیے ہوں، چاہے یہ معاملات افراد کے ساتھ

ہوں، بینکوں کے ساتھ ہوں یا مرکزی بینک کے ساتھ۔ اس میں مختلف کھاتوں میں موجود رقم، ترجیحی حصص، سودی سرمایہ کاری کی دستاویزات اور قرض کی دستاویزات کی شرائط داخل ہیں جنہیں بینک نے تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے جاری کیا ہو۔ (دیکھیے شق ۹)

noorcentre.com

٦/٢ بینک پر لازم ہے کہ اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے ضروری سرمایہ کے حصول اور اپنی ناجائز ذمہ داریوں کی ادائیگیوں کے لیے صرف شرعی طریقوں تک محدود رہے۔ چند جائز متبادل طریقے یہ ہیں:

٦/٢/١ بینک مالکان کا مزید سرمایہ لگا کر بینک میں اپنے حصص بڑھا دینا، اسی طرح سرمایہ کاری اکاؤنٹ اور کرنٹ اکاؤنٹ کھولنے کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا۔

٦/٢/٢ مضاربہ، مشارکہ یا اجارہ کی بنیاد پر شرعی قواعد کے مطابق اسلامی صکوک جاری کرنا۔

٦/٢/٣ سلم کے معاملات کرنا جس میں بینک کی حیثیت فروخت کنندہ کی ہو، یا استصناع کا معاملہ کرنا جس میں بینک کی حیثیت صانع کی ہو اور قیمت پیشگی ادا کرنے کی شرط ہو اگرچہ استصناع میں قیمت کی ادائیگی کو مؤخر کرنا بھی درست ہے۔۔

٦/٢/٤ بینک کے بعض اثاثوں کو فروخت کر کے ان اثاثوں کو کرایہ پر حاصل کر لینا، اس سلسلہ میں اجارۃ منتہیہ بالتملیک میں مذکور قواعد و ضوابط کی پابندی ضروری ہوگی، نیز اثاثوں کی فروخت اور کرایہ داری کے دونوں معاملات الگ الگ اور ایک دوسرے سے مربوط نہ ہوں۔

٦/٢/٥ شرعی اصول و ضوابط کے مطابق "تورُّق" کرنا یعنی کسی اثاثہ کو ادھار پر خرید کر نقد قیمت پر پہلے فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کو فروخت کرنا۔

٦/٣ اگر بینک کے پاس موجود سرمایہ میں کسی غیر شرعی معاملہ کے نتیجہ میں اضافہ ہوا یا اس سے کچھ ریزرو بنائے گئے ہوں تو ان کے ساتھ بھی دیگر غیر شرعی حقوق اور اثاثوں والا معاملہ کیا جائے گا۔ (دیکھیے شق ۸ اور ۱۰)۔

noorcentre.com

۷- سرمایہ کاری پر تبدیلی کے اثرات

۷/۱ سودی قرض پر مبنی سرمایہ کاری کو روکنا اور اس کے بجائے جائز مالیاتی اور سرمایہ کاری طریقوں کا استعمال کرنا ضروری ہے، مثلاً مضاربت، شرکت کی مختلف اقسام، شرکتِ متناقصہ، زرعی شعبہ میں رائج شرکت کی مختلف اقسام جیسے مزارعت، مغارست، مساقات وغیرہ، ادھار خرید وفروخت کے ذریعہ سرمایہ کاری، مرابحہ، سلم، استصناع، عام اجارہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک اور اس کے علاوہ سرمایہ کاری اور تمویل کے دیگر جائز طریقے۔

۷/۲ بینک نے جو سودی قرضے تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے فراہم کر رکھے ہوں ان کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہیے، چاہے یہ قرضے طویل مدت کے لیے ہوں یا مختصر دورانیہ کے لیے، نیز اس بات کی کوشش کرنا چاہیے کہ بطور قرض فراہم کیے گئے اصل سرمایہ کو سرمایہ کاری کی کسی ایسی صورت میں تبدیل کر لیا جائے جو شریعت کے مطابق ہو اور جہاں بینک کے لیے ایسا کرنا ممکن نہ ہو وہاں ان قرضوں پر حاصل ہونے والے سود سے نجات حاصل کرنا بہر حال ضروری ہے جس کا طریقہ شق ۱۰/۲ میں مذکور ہے۔

۸- تبدیلی سے پہلے بینک کو حاصل ہونے والی غیر شرعی وصولیوں کے بارے میں لائحہ عمل

۸/۱ تبدیلی سے پہلے حاصل ہونے والے بینک کے غیر شرعی اثاثہ جات

جس مالیاتی دورانیہ میں بینک کی تبدیلی کا فیصلہ ہوا اس سے متعلقہ درج ذیل اقدامات ضروری ہیں:

۸/۱/۱ اگر سودی بینک کو اسلامی بینک میں تبدیل کرنے کی غرض سے خریدا گیا ہے تو نئے مالکان پر خریداری سے قبل حاصل شدہ سودی منافع یا غیر شرعی آمدنی سے نجات حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔

۸/۱/۲ اگر سودی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی موجودہ مالکان کی طرف سے انجام

پائے، تو اس صورت میں جس مالیاتی دورانیہ میں تبدیلی واقع ہوئی اس کی ابتداء سے بینک کو حاصل شدہ سود اور غیر شرعی آمدنی سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ البتہ وہ غیر شرعی آمدنی جو مذکورہ مالیاتی دورانیہ سے پہلے حاصل ہو چکی، اس کے بارے میں دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ بینک کے حصص مالکان اور کھاتہ دار جنہوں نے اس غیر شرعی آمدن کو وصول کیا ہے وہ اس سے نجات حاصل کریں، بینک پر ضروری نہیں۔

noorcentre.com

۳/۱/۸ ایسی آمدنی جس کے جائز ہونے کے بارے میں شبہ ہو اور وہ ابھی وصول نہیں کی گئی یا کسی ایسے شخص کی اجتہادی رائے کی بناء پر جو اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو، اور معاملہ ایسا ہو جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو یا کسی معتبر مذہب کی اتباع کی بنیاد پر یا کسی ایسے اہل علم کی رائے کی وجہ سے جس کی علمی حیثیت مسلم ہو، جائز سمجھ کر وصول کر لی گئی تو اس کو سے نجات حاصل کرنا ضروری نہیں، چاہے یہ آمدنی اس دورانیہ میں حاصل ہوئی ہو جس میں تبدیلی واقع ہوئی یا اس سے پہلے۔

۴/۱/۸ اگر بینک کا حق نقدی کے علاوہ کسی حرام اثاثہ پر ہو تو اس کو تلف کرنے کی نیت سے حاصل کرنا درست ہے۔ اور اگر بینک کا حق کسی حرام اثاثہ کی قیمت یا حرام خدمت کی اجرت کی صورت میں ہو تو اس کو کسی خیراتی مد میں دینے کی نیت سے وصول کرنا درست ہے اور یہی حکم ان تمام حرام اثاثوں کی قیمت کا ہے جو بینک نے تبدیلی واقع ہونے کے دورانیہ میں حاصل کی ہو۔ اور دونوں ہی صورتوں میں بینک اپنا حق اس کے پاس نہ چھوڑے جس پر یہ لازم ہے، تاکہ ایک چیز اور اس کا بدل ایک ہی شخص کے پاس جمع نہ ہوں۔

۵/۱/۸ روایتی سودی بینک جب اسلامی بینک میں تبدیل ہو چکا ہو اور تبدیلی کے وقت بینک کی ملکیت میں حرام اثاثے موجود ہوں تو ان کو تلف کرنا ضروری ہے۔ اور اگر بینک نے ایسا کوئی اثاثہ فروخت کیا ہو اور ابھی تک اس کی قیمت وصول نہ کی ہو

noorcentre.com

توبینک اس قیمت کو وصول کر کے کسی خیراتی مصرف میں خرچ کرنے کا پابند ہوگا۔

۸/۱/۶ اگر بینک کا کوئی اثاثہ ایسی جائیداد کی صورت میں ہو جہاں غیر شرعی خدمات فراہم کی جاتی ہوں تو اس کو جائز خدمات کی فراہمی میں تبدیل کرنا ضروری ہے۔

۹- داخلی یا خارجی تبدیلی کے فیصلہ سے پہلے بینک پر لازم شدہ غیر شرعی ادائیگیوں کے بارے میں لائحہ عمل

۹/۱ داخلی طور پر تبدیلی

۹/۱/۱ اگر بینک پر اصل قرضوں یا دیون کے علاوہ کسی سود کی صورت میں کوئی ادائیگی لازم ہو تو کسی بھی جائز طریقہ سے اس سود کی ادائیگی سے بچا جائے اور سوائے انتہائی مجبوری کے اس کو ہرگز ادا نہ کیا جائے۔

۹/۱/۲ اگر یہ ادائیگی کسی غیر شرعی خدمت کی فراہمی کی صورت میں لازم ہو تو بینک اس ذمہ داری کو منسوخ کرنے کی کوشش کرے اور جو کچھ معاوضہ اس مد میں لیا جا چکا ہے وہ واپس کر دے چاہے اس منسوخی کی وجہ سے کوئی جرمانہ ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

۹/۲ تبدیلی کے ارادے سے خریدنے والے نئے مالکان کی طرف سے تبدیلی

اگر بینک کی خریداری کے وقت بینک پر واجب الاداء غیر شرعی حقوق [مثلاً سود یا حرام اثاثے] کو اس معاہدہ سے مستثنیٰ کرنا ممکن ہو اس طور پر کہ ان حقوق کی ادائیگی فروخت کنندہ پر ہی لازم رکھی جائے تو اسی صورت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر یہ ضروری ہو کہ بینک کو اس کے تمام اثاثوں سمیت خریدا جائے جس میں بینک پر واجب الاداء غیر شرعی حقوق بھی شامل ہوں تو اس صورت میں ان تمام حقوق کو جلد از جلد ختم کرنا ضروری ہے چاہے ان حقوق کی قبل از وقت ادائیگی کی وجہ سے قرضداروں کو قرض کی مقدار میں کمی کی صورت میں رعایت دینی پڑے۔

۳/۹ غیر شرعی رہن کے بارے میں لائحہ عمل

noorcentre.com

بینک کے اثاثوں سے جتنے بھی غیر شرعی رہن متعلق ہوں ان کا جلد از جلد تصفیہ کرنا ضروری ہے۔ جبکہ بینک کی تبدیلی خارجی طور پر ہو تو فروخت کنندہ کو پابند بنایا جائے گا کہ وہ ان اثاثوں کی جگہ اپنے پاس سے رہن کا بندوبست کرے۔

۱۰- غیر شرعی آمدن سے خلاصی کا طریق کار

۱/۱۰ بینک پر لازم ہے کہ ایسی تمام غیر شرعی آمدنی فوری طور پر خیراتی مد میں صرف کردے جو تبدیلی سے پہلے بینک کے پاس آئی ہو اور جس کو ختم کرنا [ملکیت سے خارج کرنا] اس معیار میں بیان کردہ احکام کے مطابق ضروری ہو، البتہ اگر ایسا کرنے سے بینک کی سرگرمیاں معطل ہونے یا بینک کے دیوالیہ ہوجانے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں غیر شرعی آمدنی سے مرحلہ وار خلاصی حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

۲/۱۰ غیر شرعی آمدن کو خیراتی اور عمومی بہبود کی مد میں خرچ کرنا ضروری ہے، نیز بینک کے لیے اس سے براہ راست یا بالواسطہ مادّی یا معنوی طور پر کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ چند خیراتی مدات بطور مثال یہ ہیں: تحقیق و تربیت، عوامی امداد کے وسائل مہیاء کرنا، ضرورتمند اسلامی ممالک کو مالی اور فنی مدد فراہم کرنا، علمی مراکز اور یونیورسٹیوں کی اعانت، اسلام کی اشاعت سے متعلق ادارے یا جس طرح بینک کے مجلسِ شرعی کی جانب سے طے کیا جائے۔

۱۱- تبدیلی سے پہلے بینک پر واجب ہونے والی زکوٰۃ

اگر سودی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی نئے مالکان کی جانب سے ہو جنہوں نے تبدیلی کے ارادہ سے بینک خریدا ہے تو ان پر اس سے پہلے عرصہ کی زکوٰۃ واجب نہیں، بلکہ یہ سابقہ مالکان پر واجب ہے، نئے مالکان کے حق میں وجوبِ زکوٰۃ کا سبب تبدیلی کے وقت سے پایا جائے گا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلق معیار نمبر (۳۵) میں بیان کردہ احکام لاگو ہوں گے۔ البتہ اگر تبدیلی موجودہ

noorcentre.com

مالکان کی جانب سے ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو تو اس کے ادائیگی کی ذمہ داری مالکان حصص پر ہوگی، کیونکہ زکوٰۃ کا مطالبہ انہی سے ہے اگرچہ مال حرام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ زکوٰۃ کا نکالنا در حقیقت اس سود اور حرام آمدنی کا ایک جز نکالنا ہے جس سے نجات حاصل کرنا ان مالکانِ حصص پر واجب ہے۔

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے "روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی" کے عنوان سے اس معیار کو مدینہ منورہ میں اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ مؤرخہ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کے دوران منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی اپنی پانچویں اجلاس مؤرخہ ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو ترجیحی بنیادوں پر "روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی" کے معیار کو مرتب کرنے کا فیصلہ کیا۔

بروز پیر مؤرخہ ۲۹ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۰۰ء شرعی مشیر کو معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے ۱۵ - ۱۶ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۹ - ۱۰ مئی ۲۰۰۱ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اجلاس میں اس معیار کے مندرجات پر مباحثہ کے بعد شرعی مشیر کو مباحثہ اور دیگر ارکان کے تبصروں کی روشنی میں طے پانے والی ترامیم شامل کرنے کا حکم دیا، جیساکہ کمیٹی نے بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے دسویں اجلاس مؤرخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ جون ۲۰۰۱ء میں اور مؤرخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۵ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اردن میں منعقدہ اپنی گیارہویں اجلاس میں بھی اس معیار پر مباحثہ کیا اور اس میں ضروری ترامیم شامل کیں تاکہ اس معیار کے مندرجات کا مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے مؤرخہ ۹ - ۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے ساتویں اجلاس میں پیش کیا گیا۔ مجلس نے اس میں کچھ مزید ترامیم کے بعد اس معیار کے مسودہ کو ماہرین کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت کے لیے تبصرے موصول ہوسکیں۔

ادارہ نے معیار کی سماعت کے لیے ۱۹ - ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲ - ۳ فروری ۲۰۰۲ء کو بحرین

میں جلسۂ سماعت کا اہتمام کیا جس میں مرکزی بینک، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت سمیت مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے [illegible] نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں پہلے سے موصول شدہ اور اجلاس کے دوران سامنے آنے والے تبصروں کو سنا گیا اور مجلسِ شرعی کے بعض ارکان نے ان کے جوابات پیش کیے۔

noorcentre.com

شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے بحرین میں ۲۱-۲۲ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۶-۷ مارچ ۲۰۰۲ء کو جلسۂ سماعت کے دوران اور خطوط کی صورت میں موصول ہونے والے تبصروں پر غور و فکر کے بعد کچھ مناسب ترامیم کیں۔

بعد ازاں مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں اپنے آٹھویں اجلاس مؤرخہ ۲۸ صفر-۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو ان ترامیم پر مباحثہ کیا اور مناسب ترامیم کو برقرار رکھا، اور اس معیار کو بعض شقوں پر اتفاق اور بعض کو غالب رائے کی بنیاد پر منظور کیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

گزشتہ غیر شرعی سرگرمیوں کا مرحلہ وار خاتمہ

گزشتہ غیر شرعی سرگرمیوں کو مرحلہ وار ختم کرنے کا حکم شرعی ضابطوں کے مطابق حاجت اور ضرورت کی بنیاد پر ہے، کیونکہ بینک کے لیے ان کو فوری طور پر ختم کرنا ممکن نہیں ہے، لہذا ان کے اثرات کا ازالہ کیا جائے گا جو کہ ممکن بھی ہے۔

تبدیلی کے لیے ضروری اقدامات اور طریقِ کار

چونکہ روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی اس معیار میں بیان کردہ طریقِ کار اور اقدامات پر موقوف ہے، لہذا یہ بھی مشروع ہوں گے اور اگر ان پر تبدیلی موقوف ہو تو ان اقدامات اور طریقِ کار کی پابندی ضروری بھی ہوگی، چونکہ تبدیلی واجب ہے اور جس چیز پر کوئی واجب موقوف ہو خود وہ چیز بھی واجب ہی ہوا کرتی ہے۔

بینکاری خدمات کی فراہمی

بینکاری کی جو خدمات سود پر مشتمل نہ ہوں ان کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ خدمات "اجارہ" یا "وکالت بالاجرۃ" ہی کی صورت ہیں۔ البتہ اگر ان کے ساتھ کوئی سودی قرض کی سہولت وابستہ ہو تو یہ سود کی وجہ سے حرام ہوں گی۔

سرمائے کا حصول

روایتی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی کا تقاضا یہ ہے کہ سرمائے کے حصول کے لیے سودی

طریقۂ کار یعنی سود پر ڈیپازٹ لینے کو ترک کر کے مضاربت یا شرکت کی بنیاد پر سرمایہ لیا جائے یا وکالت برائے سرمایہ کاری کا طریقہ اپنایا جائے اور اس کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [1] "اور اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے"۔ اور گزشتہ سرگرمیوں کو ترک کرنا قرآن کریم کی اس آیت کی بنیاد پر ہے ﴿وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ [2] "اور جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو"۔ اور بینک کے ذمہ جو سودی ادائیگیاں تبدیلی سے قبل لازم ہوں ان جائز مالیاتی طریقے استعمال کرنے اسی طرح سودی مالیاتی دستاویزات کو جائز حصص اور صکوک میں تبدیل کرنے کے بارے میں متعدد فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں۔ [3] اسی طرح رابطۂ عالم اسلامی کی مجمع الفقہ الاسلامی کی طرف سے تورُّق کے جواز کا فیصلہ بھی ہوا ہے۔ [4]

سرمایہ کاری

- سودی قرض کی بنیاد پر کی گئی سرمایہ کاری کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ بھی سود وصول کرنے کی ایک صورت ہے اور سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔
- سرمایہ کاری کی متبادل صورتوں کی شرعی بنیاد وہ تفصیلی دلائل ہیں جو ہر صورت سے متعلق شرعی معیارات اور فقہی ذخائر میں مذکور ہیں۔ [5]

تبدیلی سے پہلے بینک کے لیے ثابت شدہ غیر شرعی حقوق کے بارے میں لائحہ عمل

- بینک کی تبدیلی والے مالیاتی دورانیہ سے پہلے والے مالیاتی سالوں میں حاصل ہونے والے غیر جامد [موجوداتِ غیر عینیہ] اثاثوں سے جان چھڑانا ضروری نہیں ہے، کیونکہ گذشتہ مالیاتی سالوں سے متعلق

---

(١) سورۃ البقرۃ: ٢٧٥۔

(٢) سورۃ البقرۃ: ٢٧٨۔

(٣) الراجحی للاستثمار اسلامی بینک کی مجلسِ شرعی کے قرارداد نمبر ١٠٦ اور ٢٠٠ ملاحظہ کیے جائیں۔

(٤) رابطہ عالم اسلامی کی مجمع الفقہ الاسلامی کے ١٤١٩ھ کے قراردادیں ملاحظہ ہوں۔

(٥) اس سلسلہ میں مضاربت، مشارکہ، وکالت، خرید و فروخت اور کرایہ داری سے متعلق مختلف کتب فقہ کے ابواب کا اور ادارہ سے جاری ہونے والے شرعی معیارات کا مطالعہ کر لیا جائے۔

noorcentre.com

غیر جامد اثاثوں کو بینک تبدیل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا لہٰذا بینک پر اس کی ذمہ داری بھی عائد نہیں ہوتی۔ البتہ حصص مالکان جن کے پاس مالکانہ حقوق ہیں اور جن کو یہ غیر شرعی حقوق وصول ہوئے ہیں ان پر لازم ہے کہ ان غیر شرعی اثاثوں سے جان چھڑائیں، کیونکہ مالیاتی سال ختم ہونے کی وجہ سے بینک کی ذمہ داری ختم ہونے سے حصص مالکان بری نہیں ہوں گے۔

- بینک نے تبدیلی سے قبل جو حرام آمدن یا مشتبہ آمدن کسی اہل اجتہاد کی اجتہادی رائے یا معتبر مذہب کی اتباع کرتے ہوئے حاصل کی ہو، اس کو برقرار رکھنے کی بنیاد یہ ہے کہ جو تصرّفات درست تاویل کی بنیاد پر کیے جائیں ان سے درگزر کیا جاتا ہے، کیونکہ جب تک اجتہاد کی بنیاد پر عمل کرنے والے کے سامنے اجتہاد کا غلط ہونا ثابت نہ ہو جائے اس کے لیے اس اجتہاد پر عمل جائز ہوتا ہے۔ جیساکہ اس بات پر اجماع ہے کہ بغاوت کے زمانہ میں باغیوں کے تصرّفات جو اجتہادی تاویل کی بنیاد پر ہوں وہ نافذ ہوتے ہیں، اگرچہ بغاوت ختم ہونے کے بعد اس اجتہاد کا غلط ہونا ثابت ہو جائے۔[1]
- بینک کے جو غیر شرعی جامد اثاثے بینک کے پاس موجود ہوں یا تبدیلی کے سال سے پہلے وہ دوسروں کے ذمہ واجب الادا ہوں ان کو تلف کرنے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ شرعاً ان کی کوئی قیمت نہیں ہے [وہ مال ہی نہیں ہیں]۔ نیز ہر قسم کے حرام کو ختم کرنا ضروری ہے، جیساکہ شراب کی حرمت کے وقت اس کو بہا کر ضائع کیا گیا تھا۔

ان غیر شرعی حقوق کے بارے میں لائحہ عمل جن کی ادائیگی تبدیلی سے پہلے بینک پر لازم ہو

- تبدیلی کے بعد بینک کے لیے کسی بھی قسم کا سود ادا کرنا درست نہیں کیونکہ یہ سود شرعاً دین شمار نہیں ہوتا، نیز تبدیلی کر کے توبہ کرنے کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر قسم کے حرام معاملات کو ختم کر دیا جائے اور اسی میں سے سود کی ادائیگی بھی ہے۔ انتہائی مجبوری کی حالت میں ادائیگی کی گنجائش کے حکم کی بنیاد ضرورت کا قاعدہ ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں بہت سی قانونی رکاوٹیں ہیں بلکہ بعض صورتوں میں بینک کو سزا کا سامنا بھی

(۱) دیکھیے: المغنی لابن قدامہ ۱۲/۲۵۰، ۲۵۱، مطبوعہ ہجر (طبع ثانی ۱۴۱۳ھ) بتحقیق عبداللہ الترکی وعبدالفتاح الحلو۔

noorcentre.com

کرنا پڑ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ [1] "مگر وہ کہ جس کو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو" اور اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے "اللہ تعالیٰ نے میری امت کی غلطی اور بھول چوک کو اور جس پر اسے مجبور کیا جائے اس سے درگزر فرمادیا"۔ [2]

- اصل قرض اور اس پر ملنے والے سود میں فرق اس بنیاد پر ہے کہ قرض کا معاملہ فی نفسہٖ جائز ہے۔ حرمت اس پر مشروط منافع حاصل کرنے کی وجہ سے ہے۔ یہ احناف کی رائے ہے جس کے مطابق عقد درست ہے اس پر سود کی شرط غیر معتبر قرار پائے گی۔ [3] اسی طرح یہ قاعدہ بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ ایک مسلمان کے تصرّف کو حتی الامکان صحیح قرار دینے کی کوشش کی جائے اگرچہ غیر راجح قول پر عمل کرتے ہوئے ہو۔ [4]
- سودی بینک کو خریدتے وقت غیر شرعی حقوق کے استثنیٰ کے حکم کی بنیاد یہ ہے کہ سود کی ادائیگی فروخت کنندہ کی ذمہ داری ہوگی اور تبدیلی کی غرض سے خریدنے والے کی طرف اس کو منسوب نہیں کیا جاسکے گا کیونکہ یہ قیمت میں مدغم ہوگیا ہے۔ البتہ جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں سود کی ادائیگی سے متعلق ضرورت کا قاعدہ لاگو ہوگا۔ سودی قرضوں کی مقررہ مدت سے قبل کمی کے ساتھ ادائیگی کے حکم کی بنیاد "ضع و تعجل" کا فقہی قاعدہ ہے، یعنی مقررہ مدت سے قبل ادائیگی کی صورت میں رعایت [ڈسکاؤنٹ] دینا جبکہ یہ پہلے سے طے شدہ نہ ہو، [5] اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کا فیصلہ بھی موجود ہے۔
- غیر شرعی رہن کو جلد از جلد ختم کرنے کے حکم کی بنیاد یہ ہے کہ جس طرح سود حرام ہے اسی طرح کفالت یا رہن کی صورت میں اس کی ضمانت فراہم کرنا بھی حرام ہے، بلکہ ضمانت فراہم کرکے سود کی

---

(۱) سورۃ النحل: ۱۰٦۔

(۲) ابن ماجہ، ٦۹۵۔

(۳) ملاحظہ ہو المبسوط للسرخسی: ۱۲/۲۵ و ۲٦، مطبوعہ دار المعرفۃ۔

(۴) ملاحظہ ہو: فتح القدیر لابن الہمام، ۹/۱۱۴، مطبوعہ دار الفکر، المبسوط للسرخسی: ۷/۸٦، بدائع الصنائع للکاسانی: ۳/۷۹، ۴/۵، ۷/۱۴۹، ۱۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ۔

(۵) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد ٦۴ (۲/۷) ملاحظہ ہو۔

noorcentre.com

توثیق کرنا تو لکھ کر یا گواہ بن کر توثیق کرنے سے جس کے بارے میں واضح نص موجود ہے، زیادہ برا ہے، جیساکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے والے پر"۔ (۱)

بینک کے پاس تبدیلی سے قبل موجود حرام اثاثہ جات کے بارے میں لائحہ عمل

تبدیلی کے بعد تمام غیر شرعی اثاثوں کو تلف کرنے اور غیر شرعی آمدن کو خیرات کرنے کے حکم کی بنیاد پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔ البتہ غیر شرعی خدمات کے لیے استعمال ہونے والی جگہوں پر اس کے بجائے حلال خدمات کے فراہمی کے حکم کی بنیاد یہ ہے کہ اس جگہ میں کوئی حرمت نہیں ہے بلکہ حرمت ان کے استعمال کے لحاظ سے تھی، جب حرمت کا سبب ختم ہوگا تو حرمت بھی ختم ہوجائے گی۔

غیر شرعی حقوق سے جان چھڑانا

- غیر شرعی آمدنی کو خیراتی مد میں خرچ کرنے کے وجوب کی بنیاد یہ ہے کہ جس کو ایسی آمدنی حاصل ہوئی اس کے لیے اس آمدنی کا مالک بننا حرام ہے، جیساکہ اس پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے غصب کی ہوئی بکری قیدیوں کو کھلانے کا حکم دیا تھا۔ (۲)
- غیر شرعی آمدنی سے خلاصی کا طریقہ اس کو خیراتی مد میں خرچ کرنا ہے۔ اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ایسے مال کی ملکیت تبدیل ہونا ایسا ہے جیسے اس کی عین تبدیل ہوجانا۔ نیز یہ نہیں ہوسکتا کہ دو مختلف ملکیتوں میں حرمت موجود رہے۔ اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کا فیصلہ بھی موجود ہے۔ (۳)
- اگر غیر شرعی آمدنی کو فوری طور پر ختم کرنے میں بینک کے دیوالیہ ہونے یا اس کی سرگرمیاں معطل ہونے کا خدشہ ہو تو اس صورت میں غیر شرعی آمدنی سے خلاصی پانے میں بقدر ضرورت تاخیر کی گنجائش ہے۔ اس کی شرعی بنیاد بعض علماء کا قول ہے جس کے مطابق حرام مال سے توبہ کرنے والے

---

(۱) مسلم: ۱۲۱۹/۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی مع تحقیق محمد فواد عبد الباقی۔

(۲) اس حدیث کو دار قطنی نے ذکر کیا ہے، ۲۸۵/۴، نیل الاوطار، ۱۸/۹۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد: ۱۳ (۱/۳)۔

noorcentre.com

شخص کو یہ گنجائش دی گئی ہے کہ وہ اپنی بنیادی ضرورت کے بقدر مال اس مال حرام سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بینک کو ان رقوم سے کسی بھی قسم کا فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں، اس سے جان چھڑانا ضروری ہے چاہے یہ بالواسطہ ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ ایسا کرنے سے بینک کے غیر شرعی اثاثوں کو تحفظ فراہم کرنا لازم آتا ہے۔

غیر شرعی آمدن کو خرچ کرنے کے لیے اس معیار میں بطور مثال بیان کیے گئے خیراتی مصارف میں وہ تمام مدات بھی شامل ہوں گے جس کا تعیّن بینک کی مجلسِ شرعی حرام آمدنی خرچ کرنے کے لیے کرے۔

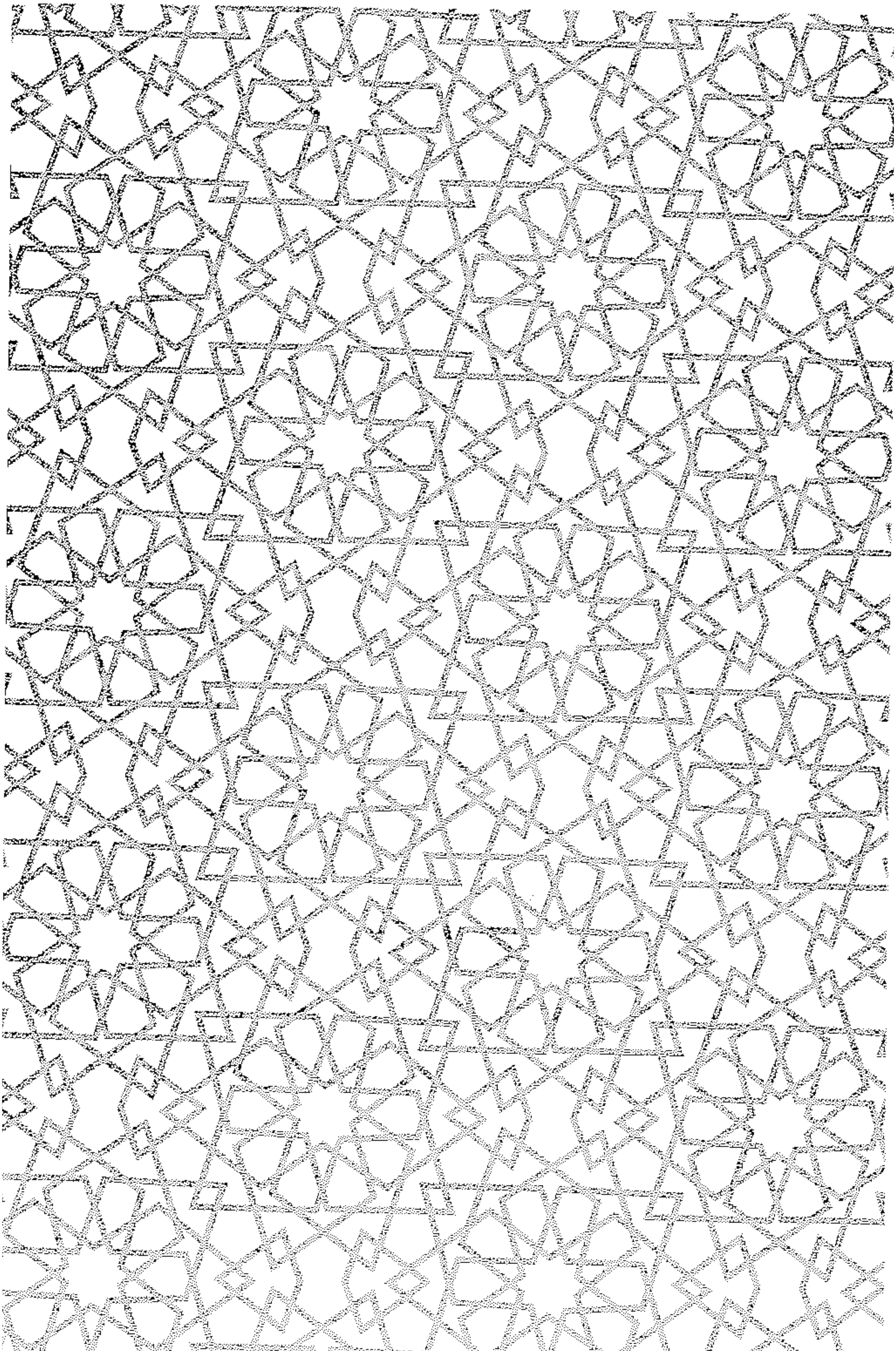

noorcentre.com

noorcentre.com

حوالہ

(ترمیم شدہ معیار)

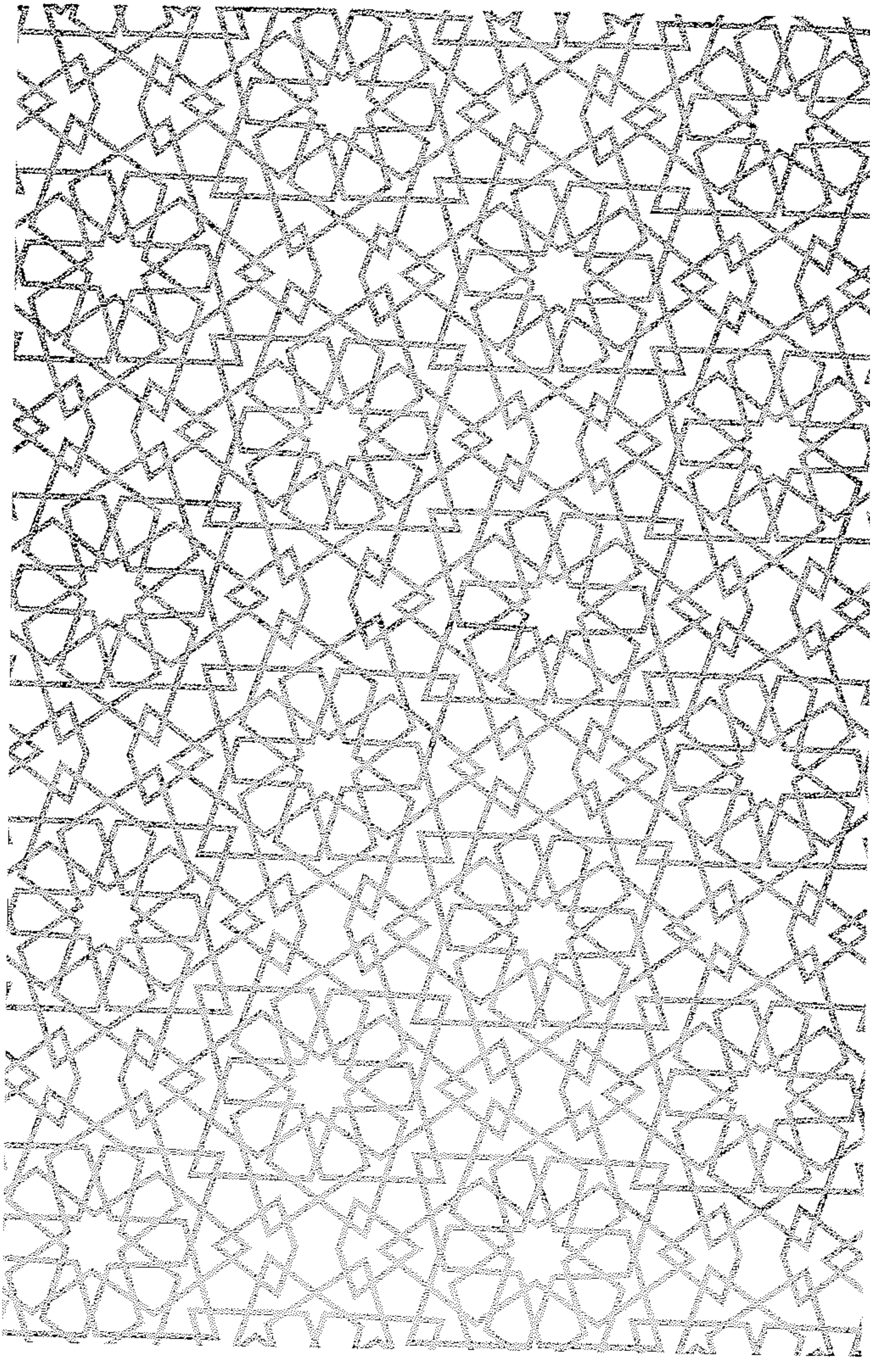

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۹۰

معیار کا متن ۱۹۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۹۱

۲- حوالہ کی تعریف ۱۹۱

۳- حوالہ کا جواز ۱۹۱

۴- حوالہ کے الفاظ ۱۹۲

۵- حوالہ کی اقسام اور ان کے احکام ۱۹۲

۶- حوالہ کی شرائط ۱۹۳

۷- محیل اور محال کے تعلق پر حوالہ کا اثر ۱۹۴

۸- محیل اور محال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر ۱۹۴

۹- محال اور محال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر ۱۹۵

۱۰- حوالہ پر موت اور دیوالیہ ہونے کا اثر ۱۹۵

۱۱- حوالہ کا اختتام ۱۹۶

۱۲- حوالہ کی جدید تطبیقات ۱۹۶

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۹۹

معیار کی منظوری ۲۰۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۲۰۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۲۰۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۲۰۹

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد حوالہ (دَین کا حوالہ) کے احکام، اس کی اقسام، اس کی شرائط وضوابط، اس کے جائز اور ناجائز پہلو اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے) [1] کے معاملات میں اس کی عملی صورتوں کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اُس حوالے پر مشتمل ہے، جس سے مقصود مدیون کی تبدیلی ہوتا ہے اور یہ دَین کا حوالہ کہلاتا ہے۔

یہ معیار حوالۂ حق اور بینکوں کی ترسیلاتِ زر کے بیان پر مشتمل نہیں، سوائے بعض ایسے حالات کے کہ جن میں حوالہ (حوالۂ دین) کا معنی پایا جاتا ہے۔[1]

۲- حوالہ کی تعریف

حوالۂ دین یہ ہے کہ دَین کو مُحِیل [مدیون/مقروض] کے ذمہ سے مُحال علیہ [جس کی طرف حوالہ کیا جائے] کے ذمہ میں منتقل کر دیا جائے، یعنی اس میں ایک مدیون کی جگہ دوسرا شخص مدیون بن جاتا ہے۔ اور یہ حوالۂ حق سے طرح مختلف ہے کہ حوالۂ حق میں ایک دائن کی جگہ ایک دوسرا شخص دائن بن جاتا ہے۔

۳- حوالہ کا جواز

۱/۳ حوالہ شرعاً جائز ہے اور یہ ایک احسان کا عقد ہے جس کی اپنی مستقل حیثیت ہے۔ یہ بیع نہیں ہے۔ اس کی اجازت اس لیے دی گئی تا کہ یہ دین کی وصولی اور ادائیگی کے لیے سہولت کا ایک ذریعہ بنے۔

۲/۳ جب محال علیہ کی مالداری اور حسنِ اداء مشہور ہو تو اس وقت محال [دائن] کے لیے حوالہ کو قبول کرنا مستحب ہے۔ حوالہ کی مشروعیت کی حکمت یہ ہے کہ دائن کو فائدہ ہو اور مدیون

(۱) یعنی بینکوں کی ترسیلاتِ زر کی وہ صورتیں جن میں حوالۂ دین کا معنی پایا جاتا ہے، وہ صورتیں بھی اس معیار کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔ (مترجم)

noorcentre.com

کو سہولت اور آسانی ہو۔

۳/۳ جب محال کو محال علیہ کے حالات کا علم نہ ہو تو ایسی صورت میں محال کا حوالہ کو قبول کرنا مباح ہوتا ہے۔

۴- حوالہ کے الفاظ

۱/۴ محیل کے ایجاب اور محال اور محال علیہ کے قبول کرنے سے حوالہ منعقد ہوجاتا ہے۔ ایجاب وقبول کے الفاظ ایسے ہونے چاہئیں جو مقصود کا فائدہ دیتے ہوں اور دَین کے ایک شخص کے ذمہ سے دوسرے شخص کے ذمہ میں منتقل کرنے پر دلالت کرتے ہوں۔ بعینہ حوالہ کا لفظ استعمال کرنا شرط نہیں۔

۲/۴ حوالہ ایک عقدِ لازم ہے، چنانچہ کسی ایک فریق کی طرف سے تنہا اسے ختم کرنا جائز نہیں۔

۳/۴ حوالہ میں یہ بات شرط ہے کہ وہ فوراً نافذ ہو، معلق نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ وہ مخصوص وقت کے لیے یا مستقبل کی طرف مضاف [مستقبل کی طرف منسوب کرنا] نہ ہو۔ البتہ حوالہ کے دَین کی ادائیگی کو کسی متعین مدت تک مؤخر کرنا جائز ہے۔

۵- حوالہ کی اقسام اور ان کے احکام

۱/۵ حوالہ کی دو قسمیں ہیں: مطلق حوالہ اور مقید حوالہ

۱/۱/۵ مقیّد حوالہ: یہ ایسا حوالہ ہے جس میں محال علیہ حوالہ کے دَین کی ادائیگی کو محیل کے ایک ایسے دَین یا متعین چیز کے ساتھ مقیّد کرتا ہے جو محال علیہ کے پاس ہوتا ہے۔ یہ حوالہ شرعاً جائز ہے۔

۲/۱/۵ مطلق حوالہ: یہ ایسا حوالہ ہے جس میں محال علیہ کے پاس محیل کا دَین یا کوئی متعین چیز نہیں ہوتی، بلکہ وہ اپنے ذاتی مال سے محیل کے دَین کی ادائیگی کا التزام کرتا ہے۔ پھر اگر اس نے محیل کی درخواست پر حوالہ قبول کیا ہو تو جو ادائیگی اس نے کی ہوتی ہے، محیل سے اس کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ یہ حوالہ شرعاً جائز ہے۔

۳/۱/۵ فوری حوالہ جائز ہے اور اس سے مراد وہ حوالہ ہے جس میں محال علیہ پر دَین کی ادائیگی اسی وقت فوراً لازم ہوجاتی ہے، خواہ اصل دَین کی ادائیگی ہی فوراً لازم ہو اور پھر حوالہ کی وجہ سے وہ ادائیگی محال علیہ کی طرف فوری منتقل ہوگئی ہو، یا اصل دَین کی ادائیگی تو مؤخر ہو مگر عقدِ حوالہ میں فوری ادائیگی کی شرط لگائی گئی ہو۔

nooricentre.com

۴/۱/۵ مؤجل حوالہ جائز ہے اور اس سے مراد وہ حوالہ ہے جس میں محال علیہ پر دَین کی ادائیگی کچھ مدت کے بعد لازم ہوتی ہے، خواہ اصل دَین کی ادائیگی ہی مؤجل ہو اور پھر حوالہ کی وجہ سے وہی مؤجل ادائیگی محال علیہ کی طرف منتقل ہوگئی ہو۔ یا اصل دَین تو فوری واجب الاداء ہو مگر اس کا حوالہ کرتے وقت مؤجل ادائیگی کی شرط لگائی گئی ہو۔ بہر حال حوالہ کی اس قسم میں محال علیہ سے دَین کی ادائیگی کا مطالبہ مستقبل کی متعین تاریخ آنے پر ہی کیا جاسکتا ہے، اس سے پہلے نہیں۔

۶- حوالہ کی شرائط

۱/۶ حوالہ کے درست ہونے کے لیے محیل، محال اور محال علیہ تینوں کی رضامندی شرط ہے۔

۲/۶ حوالہ کے درست ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ محیل، محال کا مدیون ہو، چنانچہ جس شخص پر دَین نہ ہو اس کا کسی کو حوالہ کرنا در حقیقت اس کو قبضہ کا وکیل بنانا ہے، یہ حقیقی حوالہ نہیں ہوگا۔

۳/۶ یہ شرط نہیں ہے کہ محال علیہ محیل کا مدیون ہو، چنانچہ جب محال علیہ محیل کا مدیون نہ ہو تو یہ حوالہ مطلق حوالہ ہوگا۔ (دیکھیے شق ۲/۱/۵)۔

۴/۶ یہ بات شرط ہے کہ محیل، محال اور محال علیہ میں سے ہر ایک شرعی لحاظ سے تصرفات کے اہل ہوں۔

۵/۶ یہ بات شرط ہے کہ جس دَین کا حوالہ کیا جائے اور جس دَین پر حوالہ کیا جائے ان میں سے ہر ایک اچھی طرح معلوم اور قابلِ انتقال ہو۔

noorcentre.com

۶/۶ مقید حوالہ میں یہ شرط ہے کہ جس دَین کا حوالہ کیا جائے یا اس کی جس مقدار کا حوالہ کیا جائے وہ جنس، نوعیت، صفت اور مقدار میں اس دین کے برابر ہو جس پر حوالہ کیا جارہا ہو۔ تاہم یہ بھی صحیح ہے کہ کم دَین کا زیادہ دَین پر اس شرط کے ساتھ حوالہ کیا جائے کہ محال صرف اسی قدر دین کا مستحق ہوگا جس کا حوالہ کیا گیا ہو۔

۷- محیل اور محال کے تعلق پر حوالہ کا اثر

۱/۷ جب حوالہ صحیح طور پر منعقد ہو جائے تو محیل دَین اور مطالبہ دونوں سے بری ہو جاتا ہے اور محال محیل کی طرف رجوع نہیں کر سکتا، البتہ اگر حوالہ کرتے وقت محال علیہ کے مالدار ہونے کی شرط لگائی گئی ہو اور پھر پتہ چلے کہ وہ مالدار نہیں ہے تو اس صورت میں محال کو محیل کی طرف رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۲/۷ جب محال علیہ سے دَین کی وصولی سے ناامیدی ہو جائے تو محال کو محیل کی طرف رجوع کا حق حاصل ہو جاتا ہے، اگرچہ رجوع کی شرط نہ رکھی گئی ہو۔ وصولی سے ناامیدی کی صورت یہ ہے کہ محال دیوالیہ ہو کر فوت ہو جائے، یا دَین کی ادائیگی سے قبل دیوالیہ ہونے کی صورت میں ادارہ تحلیل ہو جائے، یا محال علیہ حوالہ سے انکار کردے اور حوالہ نہ ہونے پر قسم کھالے اور وہاں حوالہ ہونے کا کوئی گواہ بھی موجود نہ ہو، یا اس کی زندگی میں ہی اس پر دیوالیہ ہونے کا حکم جاری کردیا جائے، یا ادارے کے دیوالیہ ہونے کا فیصلہ جاری کردیا جائے۔

۸- محیل اور محال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر

مقید حوالہ پر اتفاق ہو جانے کے بعد محیل کو محال علیہ سے حوالہ کیے گئے دَین کے بقدر اس دَین کے مطالبہ کا حق نہیں رہتا جو حوالہ سے پہلے محال علیہ کے ذمہ میں تھا، کیونکہ اب محال کا حق اس دَین کے ساتھ قائم ہو چکا ہے۔

۹- محال اور محال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر

noorcentre.com

۱/۹ عقدِ حوالہ کی شرائط کے مطابق محال کو محال علیہ سے حوالہ کے دَین کے مطالبہ کا حق حاصل ہوجاتا ہے اور محال علیہ پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ محال کو دَین ادا کرے، لہذا وہ دَین کی ادائیگی سے انکار نہیں کرسکتا۔

۲/۹ تمام حقوق، ادائیگیوں اور ذمہ داریوں کے سلسلے میں محال علیہ محیل کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ محال مقیّد حوالہ میں محال علیہ سے متعلق تمام حقوق، ادائیگیوں اور ذمہ داریوں کے سلسلے میں محیل کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔

۱۰- حوالہ پر موت اور دیوالیہ ہونے کا اثر

۱/۱۰ حوالہ محیل کی موت سے باطل نہیں ہوتا اور نہ ہی حوالہ کرنے والے ادارے کی تحلیل سے باطل ہوتا ہے، چنانچہ محال محال علیہ کے ذمہ میں واجب دَین کا خاص حقدار ہوتا ہے۔ حوالہ کا دَین محیل کے دائنوں میں تقسیم ہونے والے مال میں داخل نہیں ہوتا۔

۲/۱۰ محال علیہ شخص کی موت سے حوالہ ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی محال علیہ ادارے کی تحلیل سے ختم ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں اگر محال علیہ نے اپنے پیچھے دین کی ادائیگی کے قابل کوئی ترکہ چھوڑا ہو تو محال اس ترکہ کی طرف رجوع کرے گا، یا اگر محال علیہ نے کسی کو اپنا کفیل مقرر کیا ہو تو محال اس کفیل کی طرف رجوع کرے گا، یا ادارے کی تحلیل کی صورت میں ادارے کے اثاثوں کی طرف رجوع کرے گا۔ لیکن اگر محال علیہ شخص دیوالیہ ہوکر فوت ہوجائے یا محال علیہ ادارہ ہو جس کو دیوالیہ قرار دے دیا جائے تو ان صورتوں میں محال کو حق حاصل ہوتا ہے کہ محیل کی طرف رجوع کرے (دیکھیے شق ۲/۷)۔

۳/۱۰ محال کی موت سے حوالہ باطل نہیں ہوتا۔ اس صورت میں محال کے ورثاء اس کے قائم مقام بن جاتے ہیں، جیساکہ محال ادارے کی تحلیل کی صورت میں حوالہ باطل نہیں ہوتا اور تحلیل کرنے والے افراد ادارے کے قائم مقام بن جاتے ہیں۔

noorcentre.com

۱۱- حوالہ کا اختتام

حوالہ محال کو دَین کی ادائیگی، یا محیل اور محال کے باہمی اتفاق سے حوالہ کو فسخ کرنے یا محال کے محال علیہ کو بری کرنے سے ختم ہو جاتا ہے۔

۱۲- حوالہ کی جدید تطبیقات

۱۲/۱ کرنٹ اکاؤنٹ سے رقم نکلوانا

جب چیک سے استفادہ کرنے والا شخص چیک کی رقم کے بقدر چیک جاری کرنے والے (چیک دینے والا یا چیک لکھنے والا) کا دائن ہو تو اس صورت میں کرنٹ اکاؤنٹ کے چیک کا اجراء حوالہ شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ چیک جاری کرنے والا محیل، جس بینک کا چیک ہو وہ محال علیہ اور چیک سے استفادہ کرنے والا شخص محال قرار پائے گا۔

جب چیک جاری کرنے والا چیک سے استفادہ کرنے والے کا مدیون نہ ہو تو یہ حوالہ نہیں ہوگا، کیونکہ جس دَین کا کوئی وجود ہی نہ ہو اس کے حوالہ کا کوئی تصور نہیں ہے، البتہ اس معاملہ کو قبضہ کرنے کے لیے وکالت سمجھا جائے گا اور یہ شرعاً جائز ہے۔

۱۲/۲ اوورڈرافٹ

جب چیک سے مستفید ہونے والا شخص، چیک جاری کرنے والے کا، چیک کی رقم کے بقدر دائن ہو تو اس صورت میں چیک جاری کرنے والے کا اپنے اکاؤنٹ میں رقم نہ ہونے کے باوجود چیک جاری کرنے کو مطلق حوالہ شمار کیا جائے گا، بشرطیکہ بینک اس چیک کو قبول کرلے۔ البتہ اگر بینک ایسے چیک کو قبول نہ کرے تو یہ حوالہ نہیں ہوگا اور چیک کے حامل کو چیک جاری کرنے والے کی طرف رجوع کا حق حاصل ہوگا۔

۱۲/۳ ٹریولرز چیک

ٹریولرز چیک کے حامل، جس نے اس چیک کی رقم اس چیک کو جاری کرنے والے ادارے کو ادا کر دی ہو، اسے اس ادارے کا دائن شمار کیا جائے گا۔ پھر جب اس کا حامل اس پر اپنے

دائن کے لیے دستخط کرے تو یہ دستخط دراصل تیسرے فریق کو اس چیک کے جاری کرنے والے مدیون ادارے پر حوالہ کرنا ہوگا۔ اور یہ حوالہ اس دین کے ساتھ متعلق ہوگا جو اس ٹریولر چیک کے حامل نے ادارے کو اس چیک کے بدلے میں ادا کیا ہوتا ہے۔

noorcentre.com

۴/۱۲ ہنڈی [bill of exchange]

۱/۴/۱۲ جس شخص کے لیے ہنڈی جاری کی جائے [beneficiary] جب وہ ہنڈی جاری کروانے والے [drawer] کا دائن ہو تب اس ہنڈی کو حوالہ شمار کیا جائے گا اور ہنڈی جاری کروانے والا محیل ہوگا، جو ہنڈی کی رقم دینے [paying bank] والے کو حکم دیتا ہے کہ وہ متعیّن تاریخ میں ایک مخصوص شخص [beneficiary] کو ایک متعیّن رقم ادا کرے۔ رہی بات متعین رقم کی ادائیگی کا التزام کرنے والے ادارے [paying bank] کی تو وہ محال علیہ ٹھہرتا ہے اور ہنڈی کا حامل اور اس سے استفادہ کرنے والا شخص محال قرار پاتا ہے۔ البتہ اگر ہنڈی سے استفادہ کرنے والا شخص ہنڈی جاری کروانے والے کا دائن نہ ہو تو اس صورت میں ہنڈی کا اجراء گویا ہنڈی جاری کروانے والے کی طرف سے اگلے شخص کو قبضے اور ہنڈی کی رقم کی وصولی کا وکیل مقرر کرنا ہے۔

۲/۴/۱۲ ہنڈی جاری کروانے والے [drawer] اور ہنڈی کی رقم دینے والے [paying bank] کے درمیان قرض کے تعلق کے نہ ہونے کی صورت میں ہنڈی کو مطلق حوالہ شمار کیا جائے گا۔

۵/۱۲ تجارتی دستاویزات کی توثیق

۱/۵/۱۲ جس شخص کے لیے تجارتی دستاویزات کی توثیق کی جائے [beneficiary] جب وہ توثیق کرنے والے [endorser] کا دائن ہو تو اس صورت میں اس توثیق کو حوالہ شمار کیا جائے گا۔ اس صورت میں تجارتی دستاویزات کی قیمت کی ملکیت، توثیق کرنے والے سے توثیق کروانے والے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

noorcentre.com

البتہ اگر وہ دائن نہ ہو تو اس صورت میں یہ توثیق کرنا گویا قبضے کے لیے وکیل مقرر کرنا ہوگا۔

۲/۵/۱۲ نیابتاً توثیق کرنے کو حوالہ شمار نہیں کیا جائے گا، اس میں گاہک ادارے سے تجارتی دستاویزات کی قیمت وصول کرکے اسے اس گاہک کے اکاؤنٹ میں منتقل کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ یہ وکالت ہے جو کہ شرعاً جائز ہے، خواہ اجرت کے عوض ہو یا اجرت کے بغیر ہو۔

۳/۵/۱۲ شق ۱/۵/۱۲ کی رعایت رکھتے ہوئے تجارتی دستاویزات کے پہلے مستفید [beneficiary] کے لیے جائز ہے کہ وہ ان دستاویزات کی آگے کسی شخص کے لیے توثیق کرے۔ اسی طرح نئے مستفید کا آگے کسی شخص کے لیے اور اسی طرح آگے تک جائز ہے۔ اس یکے بعد دیگرے توثیقات کو پے در پے حوالہ شمار کیا جائے گا اور یہ شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

۴/۵/۱۲ تجارتی دستاویزات کا بٹہ لگانا [discounting] جائز نہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دستاویزات کا حامل مقررہ تاریخ کی آمد سے قبل ہی دستاویزات میں ثابت شدہ ملکیت کو توثیق کے ذریعے اصل قیمت سے کچھ کم قیمت کے بدلے میں بینک وغیرہ کی طرف منتقل کردیتا ہے۔ اسے سود کی ایک قسم شمار کیا جائے گا۔

۶/۱۲ بینک کے ذریعے رقوم کی منتقلی

گاہک کا بینک [حکم دینے والا بینک] سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اس گاہک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں موجود کرنسی ہی کو ایک متعین شخص کی طرف منتقل کرے۔ یہ حوالہ شمار ہوگا اگر بینک کا گاہک اس ٹرانسفر سے مستفید ہونے والے شخص [beneficiary] کا مدیون ہو۔ اس صورت میں بینک جو اجرت وصول کرتا ہے وہ محال تک رقم پہنچانے کی فیس ہے، یہ حوالہ کیے گئے دَین میں اضافہ نہیں ہے۔ البتہ اگر اکاؤنٹ میں موجود کرنسی منتقل نہ کی جائے [بلکہ اس کے علاوہ کوئی دوسری کرنسی محال کی طرف منتقل کی جائے] تو اس صورت میں

صرف اور حوالہ جمع ہو جائیں گے اور یہ شرعاً جائز ہے (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۱۱)۔

noorcentre.com

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے حوالہ کے معیار کو اپنے آٹھویں اجلاس میں منظور کیا، جو کہ ۲۸ صفر المظفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا۔[۱]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو اپنے انتالیسویں اجلاس منعقدہ بحرین میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مورخہ ۸ - ۱۲ ر مضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا پانچواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں حوالہ سے متعلق شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کروانے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۲۹ ر مضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۰۰ء کو متعلقہ معاملات پر تحقیق اور معیار کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کی تقرری مکمل ہوئی۔

مورخہ ۱۵-۱۶ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۹ - ۱۰ مئی ۲۰۰۱ء کو بحرین میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اس کمیٹی نے معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مشیر سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں ضروری ترامیم طلب کیں۔ اسی طرح کمیٹی نے مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ جون ۲۰۰۱ء کو اپنے دسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور اس میں بعض ترامیم کو شامل کیا۔ اسی طرح کمیٹی نے ۵ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اردن میں منعقد ہونے والے اپنے گیارہویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مجلسِ شرعی کو مسودہ پیش کرنے سے پہلے اس میں مناسب ترامیم شامل کیں، تاکہ مسودے کو مجلسِ شرعی کے پاس بھیجا جائے۔

مجلسِ شرعی کے ساتویں اجلاس میں ترمیم شدہ معیار کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ اجلاس ۹ - ۱۳ ر مضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں ترامیم شامل کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے پیش کیا جائے۔

noorcentre.com

مورخہ ۱۹-۲۰ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲-۳ فروری ۲۰۰۲ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس اجلاس میں ان تحریری ملاحظات کو بھی سنا گیا جو اجلاس سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی ملاحظات کی سماعت بھی کی گئی جو شرکاء نے دورانِ اجلاس کیے اور مجلسِ شرعی کے بعض اراکین نے ان ملاحظات کے جوابات دیے۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مورخہ ۲۱-۲۲ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۶-۷مارچ ۲۰۰۲ء کو بحرین میں اپنے اجلاس کے دوران ان ملاحظات پر بحث وتمحیص کی جو جلسۂ سماعت میں سامنے آئے تھے اور جو تحریری طور پر بھیجے گئے تھے، کمیٹی نے مناسب ترامیم کو معیار کے مسودے میں شامل کردیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۸صفر المظفر-۴ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶مئی ۲۰۰۲ء مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے آٹھویں اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جنہیں شرعی معیارات کی کمیٹی نے معیار میں شامل کیا تھا اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کردیا۔ مجلسِ شرعی نے اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بقیہ بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کرلیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات کی نظر ثانی کی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء کو قطر میں منعقد ہونے والے اپنے اجلاس میں معیار پر نظرِ ثانی کی۔ کمیٹی نے غور وخوض اور بحث وتمحیص کے بعد اضافہ، حذف اور جملوں کی تبدیلی سے متعلق جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں منظوری کے لیے مجلسِ شرعی کے پاس بھیج دیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۳تا۱۵محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۶تا۸نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے انتالیسویں اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جنہیں نظر ثانی کرنے والی کمیٹی نے تجویز کیا تھا۔ مجلسِ شرعی نے غور وخوض اور بحث وتمحیص کے بعد ان ترامیم میں سے مناسب ترامیم کو منظور کرلیا اور معیار کو موجودہ نظر ثانی شدہ صورت میں منظور کرلیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

حوالہ کا جواز

حوالہ سنت، اجماع اور قیاس تینوں سے ثابت ہے۔ دونوں امام، امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، جب تم میں سے کسی شخص کو کسی مال دار آدمی کے پیچھے لگایا جائے تو وہ اس کے پیچھے لگ جائے)۔[۱] [یعنی جب تمہارے دَین کا کسی پر حوالہ کیا جائے تو اس کو قبول کرلیا کرو]۔ امام احمد اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما کی روایت میں ہے: "جس شخص کو اس کے کسی حق کی وجہ سے کسی مال دار آدمی پر حوالہ کیا جائے اسے اس حوالہ کو قبول کرلینا چاہیے"۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھے لگ جانے کا حکم دینا حوالہ کے جواز کی دلیل ہے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم نہ دیتے۔

اسی طرح امت مسلمہ کا حوالہ کے جواز پر اجماع ہے اور کسی زمانے اور کسی علاقے کے (مجتہد) نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔[۲]

جب محال علیہ کی مال داری اور عمدہ طریقے سے ادائیگی معروف ہو تو اس وقت حوالہ کو قبول کرنا محال کے لیے مستحب ہے۔ کیونکہ اس میں مدیون کے لیے سہولت اور آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب محال علیہ کی مالداری وغیرہ کا علم نہ ہو اس وقت محال کے لیے حوالہ کے مباح ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ حدیث میں جو مسئلہ

---

(۱) اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حوالہ کے باب ۱۲۳/۳ میں نقل کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مال دار کے ٹال مٹول کے حرام ہونے اور حوالہ کی صحت کے باب ۱۱۹/۳ میں نقل کیا ہے۔

(۲) المغنی ۳۳/۴، کشاف القناع للبہوتی ۳۸۲/۳، شرح منتہی الارادات للبہوتی ۱۳۴/۲، البحر الرائق لابن نجیم ۲۶۹/۶، تبیین الحقائق للزیلعی ۱۷۱/۴۔

noorcentre.com

آیا ہے وہ محال علیہ کے مال دار ہونے کے ساتھ مشروط ہے، چنانچہ جب وہ مالدار نہ ہو تو اس وقت معاملہ اصل اباحت پر باقی رہے گا۔

حوالہ کا لازم ہونا

جب حوالہ کی شرائط موجود ہوں تو اس وقت حوالہ ایک عقدِ لازم بن جاتا ہے اس پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔

حوالہ کے الفاظ

حوالہ تعلیق [ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مشروط کر دینا] کو قبول نہیں کرتا، کیونکہ حوالہ میں معاوضہ کا عنصر موجود ہے۔ یہ اس لیے کہ محال اور محال علیہ دونوں حوالہ کے ذریعہ نئی ذمہ داریوں کا التزام کرتے ہیں۔ اسی طرح حوالہ کو کسی وقت کے ساتھ مخصوص کرنا یا اسے مستقبل کی طرف منسوب کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ اس کی حقیقت، یعنی دَین کو محال علیہ کی طرف منتقل کرنے کے منافی ہے۔ [1]

حوالہ کی اقسام اور احکام

مقیّد حوالہ کے جواز پر فقہاءِ کرام کا اجماع ہے، قید خواہ محال علیہ کے ذمہ محیل کے دَین کے ساتھ ہو یا محال علیہ کے پاس موجود محیل کی کسی متعین چیز کے ساتھ ہو۔ رہی بات مطلق حوالہ کی تو اس کی اجازت صرف فقہاءِ احناف نے دی ہے۔ اس مسئلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ حوالہ قبول کرنے سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک میں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں کہ محال علیہ محیل کا مدیون ہو یا مدیون نہ ہو، لہٰذا یہ حدیث مطلق حوالہ اور مقیّد حوالہ دونوں صورتوں میں حوالہ کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ [2]

مؤجل حوالہ کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ مُحال علیہ کے ذمہ میں مطالبہ کرنے والے کا مال حوالہ کے حکم کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ اجل کی صحت کے مسئلے میں عقدِ حوالہ کی وجہ سے واجب اسی طرح ہے جس طرح

(۱) رد المحتار لابنِ عابدین ۳۴۹/۵، درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ۵۲/۲، موسوعہ فقہیہ کویتیہ ۱۹۱/۱۸-۱۹۲۔

(۲) بدائع الصنائع للکاسانی ۱۶/۶، وایضاً الجوہرۃ النیرۃ للعبادی ۳۱۶/۱، تبیین الحقائق للزیلعی ۱۷۴/۴، ومجلۃ الاحکام العدلیۃ، المادۃ ۶۸۶۔

عقدِ کفالہ کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ [۱]

noorcentre.com

جس حوالۂ حق کے فقہاءِ احناف قائل ہیں اس کے جواز کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وہ وکالہ کے معنی میں ہے اور وکالہ چاروں مذاہب کے اتفاق سے جائز ہے، اگرچہ اسے یہ نام نہیں دیا گیا۔ [۲] اسی طرح حوالۂ حق حوالۂ مقیدہ سے زیادہ مختلف نہیں ہے، وہ اس طرح کہ اگر دائن کی تبدیلی کو دیکھا جائے تو اسے حوالۂ حق کا نام دیا جاتا ہے اور جب مدیون کی تبدیلی کی طرف نظر کی جائے تو اسے حوالۂ مقیدہ کا نام دیا جاتا ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں ان دونوں کے درمیان فرق بھی ہے، ایک فرق یہ ہے کہ دائن کا مُحال علیہ کے ذمہ میں موجود اپنے دَین کو ایک ایسے شخص کو ہبہ کرنا جو محیل کا دائن نہیں، چنانچہ یہاں دو مدیون نہ ہوئے، لہذا یہ حوالۂ حق ہوا، نہ کہ مقیّد حوالہ، اس لیے کہ یہاں دو مدیون موجود نہیں، کیونکہ یہاں محیل اس شخص کا دائن نہیں جسے ہبہ کیا گیا ہے۔

حوالہ کی شرائط

حوالہ کی صحت کے لیے تینوں فریقوں (مُحیل، مُحال اور مُحال علیہ) کی رضامندی کی شرط لگانے کی بنیاد یہ ہے کہ پہلا فریق، یعنی محیل اس بات کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے کہ جو دَین اُس کے ذمہ ہے اس کا بوجھ کوئی دوسرا شخص اٹھائے، چنانچہ اس کی رضامندی ضروری ہے۔ اسی طرح دوسرے فریق، یعنی مُحال کی رضامندی بھی ضروری ہے، کیونکہ حوالہ میں دراصل اس کا حق ایک شخص کے ذمہ سے دوسرے شخص کے ذمہ میں منتقل ہو رہا ہوتا ہے اور دَین کی ادائیگی کے سلسلے میں لوگوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ رہی بات حوالۂ مطلقہ میں تیسرے فریق، یعنی مُحال علیہ کی رضامندی کی شرط لگانے کی شرعی دلیل کی تو وہ یہ ہے کہ فقط حوالہ کو قبول کرنے کی وجہ سے ہی اس پر دَین لازم ہوتا ہے اور اپنے اوپر لازم کیے بغیر لازم ہونے کا کوئی تصور نہیں۔ [۳]

فقہاء کا یہ شرط لگانا کہ جس دَین کا حوالہ کیا جائے یا دَین کی جس مقدار کا حوالہ کیا جائے وہ جنس،

---

(۱) المبسوط للسرخسی: ۲۰/۷۱-۷۲، البحر الرائق لابن نجیم: ۶/۲۷۰، درر الحکام ۲/۵۲، فتاویٰ ہندیہ، البلخی: ۳/۲۹۸۔

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی ۵/۱۷۱۔

(۳) مطالب اولی النہی للرحیبانی: ۳/۳۲۵، کشف القناع للبہوتی: ۳/۳۸۵، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر: ۳/۳۲۷، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر للصاوی: ۳/۴۲۶۔

noorcentre.com

نوعیت، صفت اور مقدار کے لحاظ سے اس دَین کے برابر ہو جس پر حوالہ کیا جارہا ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ سود سے بہر صورت بچا جائے، لیکن اس شرط سے یہ مراد نہیں کہ محیل کا دَین مقدار کے لحاظ سے مُحال علیہ کے دَین کے برابر ہو، چنانچہ دونوں دَین میں فرق کے باوجود حوالہ جائز ہوتا ہے، البتہ اس صورت میں یہ شرط ہے کہ حوالہ صرف اسی مقدار پر ہو جو مُحال علیہ کے ذمہ میں ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جائز ہے کہ محیل اپنے دس (روپے) کے دَین کو اپنے مدیون کے ذمہ میں موجود بیس روپے دَین میں سے دس روپے پر حوالہ کرے، یا یہ کہ وہ اپنے دس روپے دَین میں سے پانچ روپے کے دَین کو اپنے مدیون کے ذمہ میں موجود پانچ روپے دَین پر حوالہ کرے، پس شرط صرف یہ ہے کہ سود سے بچنے کے لیے مُحال صرف اسی قدر دَین کا مستحق ہو جتنی مقدار کے دَین کا حوالہ کیا گیا ہے۔

محیل اور مُحال کے تعلق پر حوالہ کا اثر

محیل کا اپنے دائن کے اس دَین سے فارغ ہوجانا جو حوالہ سے قبل اس پر لازم تھا، کی بنیاد یہ ہے کہ یہی تو حوالہ کا شرعی تقاضا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حوالہ دراصل قبضہ کی طرح ہے اور یہ لفظِ تحویل سے نکلا ہے، یعنی حق کو منتقل کرنا، چنانچہ اس میں انتقال کا معنیٰ ضرور ہوگا، اور ایک چیز جب کسی نئی جگہ کی طرف منتقل ہوجاتی ہے تو وہ پہلے والی جگہ پر باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ مُحال کو اس محیل سے مطالبہ کا حق باقی نہیں رہتا جس کی ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے اور مُحال علیہ دَین کی ادائیگی کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔[1]

رہی بات احناف کے ہاں دَین کے ناقابلِ وصول ہونے کی صورت میں مُحال کو محیل کی طرف رجوع کا حق حاصل ہونے کی، اگرچہ اس کی شرط نہ لگائی گئی ہو، تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کے کسی حق کا حوالہ کیا گیا اور اس کا مُحال علیہ دیوالیہ ہو کر فوت ہوگیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اپنے حق کے لیے [محیل کی طرف] رجوع کرے گا، کسی مسلمان شخص کا مال ناقابلِ وصول نہیں ہوتا"۔[2] یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ

(۱) المغنی لابن قدامة ۴/۳۳۸، العنایة شرح الهدایة البابرتی ۷/۲۴۴، مجلة الاحکام الشرعیة علی مذهب الامام احمد ۱۱۸۱، الخرشی ۶/۱۹، المهذب ۱/۳۴۵، اسنی المطالب ۲/۲۳۲، المبدع ۴/۲۷۰۔

(۲) المغنی لابن قدامة ۴/۳۳۹۔

جب مُحال علیہ دیوالیہ ہوجائے یا فوت ہوجائے تو دَین اصل مدیون کے ذمہ دوبارہ لوٹ آتا ہے۔

noorcentre.com

جمہور فقہاء نے جو رائے اختیار فرمائی ہے کہ مُحال کو مُحال علیہ پر رجوع کا حق تب حاصل ہوتا ہے جب مُحال علیہ کی مال داری کی شرط رکھی گئی ہو تو اس کی بنیاد حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں"۔ [1] دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی شرط پائی جارہی ہے جس میں عقد کی مصلحت ہے، چنانچہ اس شرط کے ٹوٹنے کی صورت میں عقد کو ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ [2]

مُحیل اور مُحال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر

مُحال علیہ کے ذمہ مُحیل کے جس دَین وغیرہ کے ساتھ حوالہ کو مقید کیا گیا ہو، مُحیل کے اس دَین کے مطالبہ کا حق ختم ہوجانے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس دَین کے ساتھ مُحال کا حق قائم ہوگیا ہے الّا یہ کہ وہ دَین ناقابلِ وصول ہوجائے۔

مُحال اور مُحال علیہ کے تعلق پر حوالہ کا اثر

مُحیل کے بری الذمہ ہوجانے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ حوالہ دراصل دَین کو مُحال علیہ کے ذمہ میں منتقل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ [3]

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مُحال علیہ کو مُحال سے وہ تمام ضمانتیں لینے کا حق حاصل ہوتا ہے جو اصل مدیون لے سکتا ہے تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ضمانتیں مُحیل کے مدیون ہونے کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں جو کہ حوالہ کی اصل بنیاد ہے، اور یہ ان مشترکہ حقوق میں سے ہے جو حوالہ کے دَین کے ساتھ اپنی نئی جگہ کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں [یعنی حوالہ کے دَین کے ساتھ ساتھ یہ حقوق بھی مُحیل سے مُحال علیہ کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں]۔ چنانچہ مُحال علیہ کے لیے بھی ان ضمانتوں کا لینا درست ہوگا۔ [4]

---

(۱) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سنن الکبریٰ میں نقل کیا ہے ۶/۶۹، ۷/۲۴۹، مکتبہ دار الباز، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی سنن میں نقل کیا ہے، ۱۰/۲۷، دار المعرفہ۔

(۲) المغنی ۴/۳۳۹، کشاف القناع ۳/۳۸۷، شرح منتہی الارادات للبہوتی ۲/۱۳۶۔

(۳) فتاویٰ ہندیہ ۳/۲۹۷، للبلخی، درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ۲/۳۶، بدائع الصنائع للکاسانی ۶/۱۸۔

(۴) موسوعہ فقہیہ کویتیہ ۱۸/۲۲۵، قانون المعاملات المالیہ السودانی، مادہ نمبر ۵۱۰، القانون المدنی الاردنی، مادہ نمبر ۱۰۰۵۔

noorcentre.com

موت اور دیوالیہ پن کا حوالہ پر اثر

مُحال کی طرف سے حوالہ کے دَین کی وصولی سے پہلے محیل کی موت حوالہ کو ختم نہیں کرتی۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ محیل اس مال کے سلسلے میں اب اجنبی بن چکا ہوتا ہے۔(۱) مُحال علیہ کی موت کی صورت میں حوالہ کے ختم نہ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اگر ورثاء یا کفیل موجود ہوں تو وہ مُحال علیہ کے قائم مقام بن جاتے ہیں۔(۲) مُحال کی موت اور اس کے ورثاء کے اس کے قائم مقام ہوجانے کی صورت میں حوالہ کے ختم نہ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ مُحال کی موت کے وقت اس کے دوسروں پر جو حقوق ہوتے ہیں وہ ورثاء کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں اور مُحال علیہ پر حق بھی انہی حقوق میں سے ایک ہے۔

بینک کے ذریعے رقوم کی منتقلی

صَرف اور حوالہ کے اجتماع کے شرعی حل کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی ایک قرارداد "بینک کے ذریعے رقوم کی منتقلی میں صَرف اور حوالہ کا اجتماع" کے نام سے جاری کی گئی ہے۔(۳)

(۱) العنایۃ شرح الہدایۃ للبابرتی ۲۴۹/۷، تبیین الحقائق للزیلعی ۱۷۳/۴، تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ لابن عابدین ۲۹۳/۱، المدونۃ، مالک ابن انس ۱۲۶/۴، ۱۲۷، البحر الرائق لابن نجیم ۲۷۳/۶، بدائع الصنائع للکاسانی ۱۷/۶۔

(۲) درالحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ۳۶/۲، المبسوط للسرخسی ۷۲/۲۰۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۸(۹/۱)۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

حوالہ

از روئے شرع، دَین کو مُحیل کے ذمہ سے مُحال علیہ کے ذمہ میں منتقل کرنا حوالہ ہے۔

مُحیل

وہ شخص جو حوالہ کرتا ہے، اور اس سے مراد وہ مدیون ہے جس پر اصل دَین ہوتا ہے۔ حوالہ کی بعض صورتوں میں وہ دائن بھی ہوتا ہے۔

مُحال

وہ آدمی جو حوالہ لیتا ہے اور وہ دائن ہوتا ہے، اس کو مُحال لہٗ اور مُحتال لہٗ بھی کہتے ہیں۔

مُحال علیہ

وہ شخص جو حوالہ کو اپنے ذمہ میں قبول کرتا ہے، یعنی وہ شخص جس کی طرف دَین کو منتقل کیا جاتا ہے، اسے مُحال علیہ کہا جاتا ہے۔

حق کا حوالہ

حق کو کسی ایک دائن سے دوسرے دائن کی طرف منتقل کرنا۔

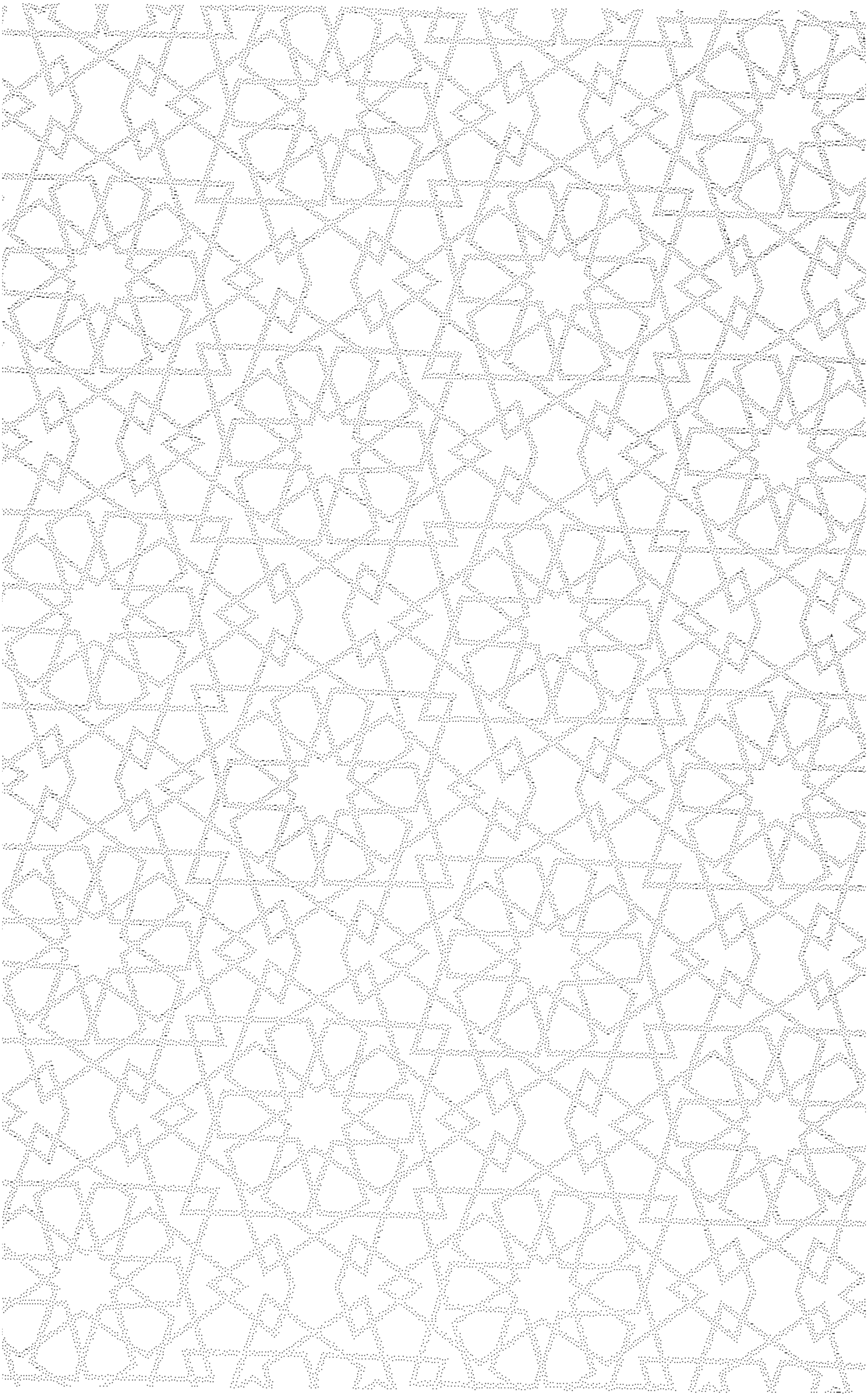

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۸)

مرابحہ

(ترمیم شدہ معیار)

☆ اس معیار کا مضمون پہلے "شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل نمبرا: مرابحہ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ تمام شرعی مقتضیات کو شرعی معیارات کے طرز پر شائع کیے جانے کی، مجلسِ شرعی کی قرارداد کی بنیاد پر اسے دوبارہ شرعی معیار کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

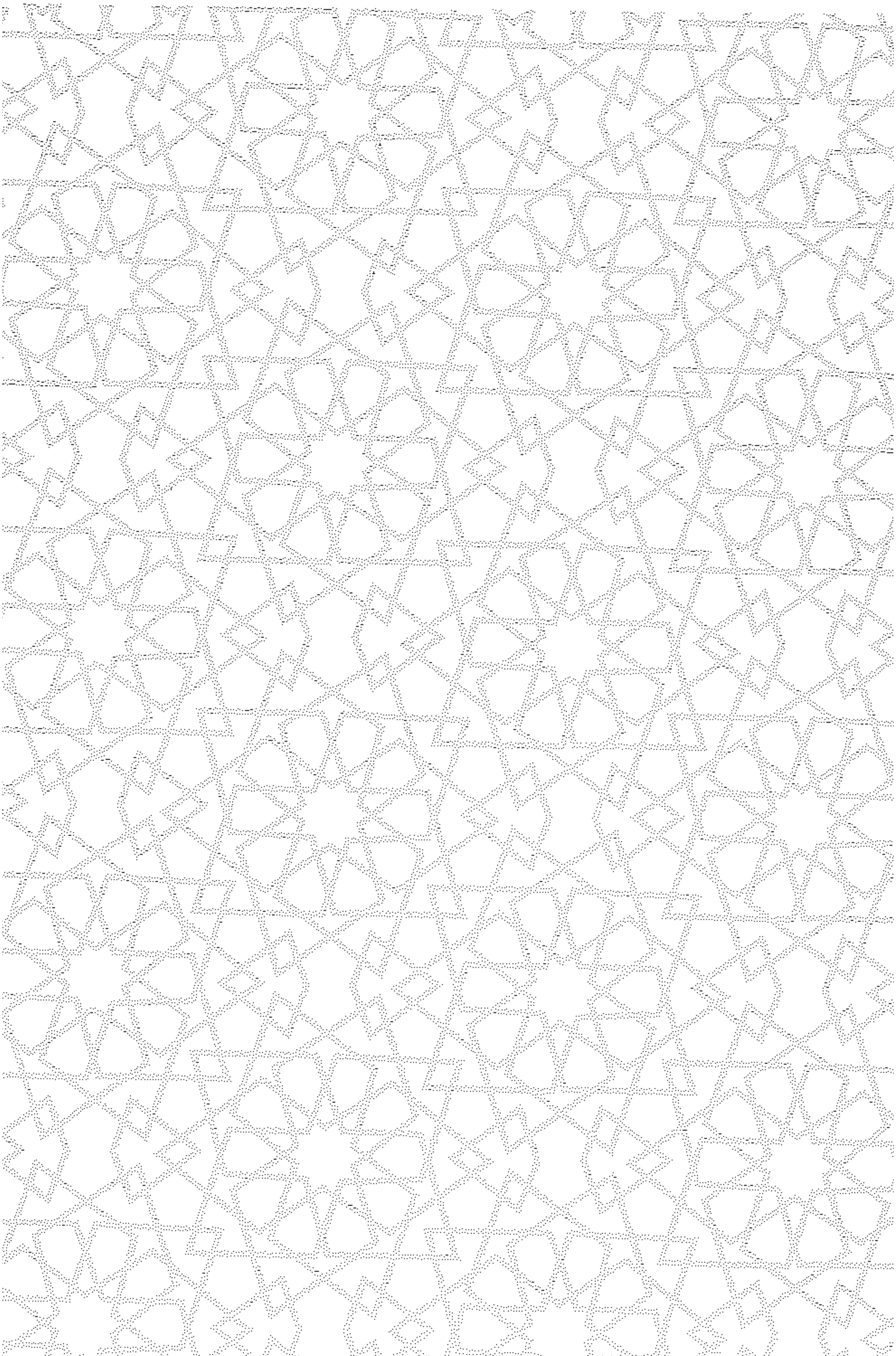

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۲۱۴
معیار کا متن ۲۱۵
۱- معیار کا دائرۂ کار ۲۱۵
۲- عقدِ مرابحہ سے پہلے کا طریقۂ کار ۲۱۵
۳- ادارہ کا سامان کا مالک بننا، اس کا قبضہ لینا اور ان دونوں امور کے لیے وکیل مقرر کرنا ۲۲۱
۴ عقدِ مرابحہ کی تعمیل ۲۲۵
۵- مرابحہ کے ضمانات، اور اس کی مدیونیت کا حل ۲۲۷
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۲۲۹
معیار کی منظوری ۲۳۰
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) خریداری کا مطالبہ کرنے والے کی طرف سے وکالت نافذ کرنے اور خریداری کے ایجاب کا نوٹس ۲۳۱
ضمیمہ (ب) ادارے کی طرف سے قبولیت اور فروخت کا نوٹس ۲۳۲
ضمیمہ (ج) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۲۳۳
ضمیمہ (د) شرعی احکام کی بنیادیں ۲۳۵
ضمیمہ (ھ) فرہنگ ۲۴۵

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد عقدِ مرابحہ کی شرعی بنیادوں، احکام اور ان مراحل کا بیان ہے جو وعدہ سے شروع ہو کر گاہک کو سامان کا مالک بنانے تک عقدِ مرابحہ کی کارروائی میں پائے جاتے ہیں، اور ان شرعی ضوابط کا بیان ہے جن کا التزام اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] پر واجب ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مرابحہ کے سودوں اور اس کے متعدد مراحل، اور اسے شروع کرنے سے متعلق ضمانات مثلاً وعدہ، ہامشِ جدّیہ اور مرابحہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی مدیونیت سے متعلق ضمانات پر مشتمل ہے۔

یہ معیار مرابحہ کے صکوک پر محیط نہیں ہے کیونکہ مرابحہ کے صکوک کا بیان سرمایہ کاری صکوک شق (۵/۵/۱/۵) کے معیار کے ضمن میں ہے، اور اس معیار کی شق (۲/۲/۶) بھی دیکھ لی جائے۔ اور یہ معیار ایسی ادھار خرید وفروخت پر محیط نہیں ہے جو مرابحہ کی بنیاد پر مکمل نہیں ہوتیں، نیز یہ معیار امانت پر مبنی دیگر خرید وفروخت کی صورتوں پر محیط نہیں ہے، مثلاً بیع مساومہ ہے۔

۲- عقدِ مرابحہ سے پہلے کا طریقۂ کار

۱/۲ ادارہ کے ذریعہ سامان کا مالک بننے کے لیے گاہک کا دلچسپی کا اظہار

۱/۱/۲ ادارہ کے لیے اپنے گاہک کی خواہش اور مطالبہ پر سامان خریدنا جائز ہے جب تک وہ خریداری خرید وفروخت کے شرعی ضوابط کے مطابق ہو۔

۲/۱/۲ شق ۳/۲/۲ کی رعایت رکھتے ہوئے گاہک کے لیے ادارہ سے یہ مطالبہ کرنا جائز ہے کہ وہ سامان کسی مخصوص ذریعہ ہی سے خریدے، کسی اور سے نہ خریدے۔ کسی دوسری جگہ سے سامان کی موصول ہونے والی سامان کی قیمتوں کی پیش کشیں [کوٹیشنز] جو ادارہ کے لیے زیادہ مناسب ہوں، اگر گاہک اسے قبول کرنے سے انکار کردے تو ادارہ کو مرابحہ کا سودا کرنے سے معذرت کا حق حاصل ہے۔

۳/۱/۲ گاہک نے جس رغبت کا اظہار کیا ہے، اس میں اس وقت تک وعدے یا معاہدے

noorcentre.com

کی صفت شامل نہیں ہوگی، جب تک واضح طور پر اس کا بیان نہ ہو۔ یہ جائز ہے کہ اظہارِ دلچسپی اور وعدہ پر مشتمل ایک ہی دستاویز تیار کرلی جائے جس پر گاہک دستخط کرے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ دستاویز گاہک کی طرف سے تحریر کردہ ہو، یا ادارے سے منظور شدہ نمونہ کے مطابق دستاویز ہو جس پر گاہک دستخط کرے۔

۴/۱/۲ گاہک کے لیے سامان کی قیمت پر مشتمل پیش کشیں [کوٹیشنز] حاصل کرنا جائز ہے، خواہ وہ خریدار کے نام پر بنی ہوں یا کسی مخصوص خریدار کے نام پر نہ ہوں، اس صورت میں اسے صرف اطلاع کہا جائے گا، اس کی حیثیت ایجاب کی نہیں ہوگی۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ سامان کی قیمت پر مشتمل فہرست ادارہ کے نام پر ہو، اور وہ فروخت کنندہ کی طرف سے ایسا ایجاب ہوگا جو بیان کردہ مدت کی انتہاء تک باقی رہے گا۔ پھر جب ادارہ کی طرف سے قبول کا جواب آئے گا تو ادارے اور بیچنے والے کے درمیان خود بخود بیع منعقد ہوجائے گی۔

۲/۲ گاہک کی طرف سے مرابحہ کی طلب کے سلسلے میں ادارہ کی حیثیت

۱/۲/۲ فروخت کنندہ کا ایسا ایجاب جو گاہک کے نام پر ہو، یا کسی کے نام پر نہ ہو، اگر اس کے جواب میں گاہک کی طرف سے قبولیت پائی گئی تو خرید وفروخت کا معاہدہ گاہک کے ساتھ مکمل ہوجائے گا، لہٰذا اس صورت میں ادارہ کے لیے اس سامان پر مرابحہ کی کارروائی کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۲/۲/۲ اگر خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک اور فروخت کنندہ کے درمیان پہلے سے عقد کے حوالے سے کوئی تعلق ہو تو اسے ختم کرنا واجب ہے، اور اس میں شرط یہ ہے کہ دونوں فریقوں اس تعلق کو حقیقت میں ختم کریں، نہ کہ صرف ظاہری طور پر۔

گاہک اور فراہم کنندہ کے درمیان تکمیل شدہ عقد کو ادارہ کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔

۳/۲/۲ ادارہ پر اس بات کا اطمینان کرنا واجب ہے کہ اسے سامان بیچنے والا، گاہک یا اس

کے وکیل کے علاوہ کوئی تیسرا شخص ہے۔ لہٰذا مثلاً یہ صحیح نہیں ہوگا کہ خریداری کا مطالبہ کرنے والا گاہک، بذاتِ خود یا اس کا وکیل سامان کا اصل مالک ہو، یا سامان فراہم کرنے والے ادارہ نصف سے زیادہ گاہک کی ملکیت ہو۔ اگر ایسی کوئی خرید وفروخت ہوگئی، پھر اس کے بعد معاملہ کا علم ہوا، تو خرید وفروخت کی کارروائی باطل ہوگی، کیونکہ یہ بیع عینہ کی صورتوں میں سے ہے۔

noorcentre.com

۲/۲/۴ اگر سامان فراہم کرنے والے (سامان کے مالک) کا گاہک کے ساتھ کوئی نسبی یا ازدواجی تعلق ہو تو ادارہ پر لازم ہے کہ وہ مرابحہ شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کرے کہ یہ خرید وفروخت محض ظاہری معاملہ یا بیعِ عینہ کا حیلہ نہیں ہے۔

۲/۲/۵ ادارے اور گاہک کے درمیان اس بات پر اتفاق کرنا ممنوع ہے کہ وہ کسی منصوبے یا معین معاملہ میں اس طرح شریک ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا حصہ آئندہ کسی وقت نقد مرابحہ یا ادھار مرابحہ کے ذریعہ حصہ خریدنے کا وعدہ کرے۔ البتہ اگر دونوں میں سے کوئی شریک دوسرے کا حصہ بازاری نرخ پر، یا اس قیمت پر خریدنے کا وعدہ کرے جس پر خرید وفروخت کے وقت دونوں رضامند ہوئے ہوں، تو نئے عقد کے ساتھ اس طرح کی خرید وفروخت میں کوئی ممانعت نہیں ہے، خواہ خریداری نقد قیمت کے ساتھ ہو یا ادھار قیمت کے ساتھ۔

۲/۲/۶ سونے، چاندی یا کرنسی میں ادھار مرابحہ کرنا جائز نہیں ہے، اور مرابحہ یا دیگر معاملات کے دیون کے قابلِ خرید وفروخت صکوک جاری کرنا بھی جائز نہیں ہے، اسی طرح ایک ہی سامان پر مرابحہ کی تجدید بھی جائز نہیں ہے۔

۲/۳ گاہک کی طرف سے وعدہ

۲/۳/۱ یہ جائز نہیں ہے کہ وعدہ کا وثیقہ یا اس کے حکم میں کوئی اور چیز، دونوں فریق (ادارہ اور گاہک) میں سے ہر ایک پر لازم دوطرفہ وعدہ پر مشتمل ہو۔

۲/۳/۲ وعدہ یا عمومی مفاہمت مرابحہ کے لوازمات میں سے نہیں ہے، یہ صرف اس بات

noorcentre.com

کے اطمینان کے لیے ہے کہ جب ادارہ سامان کا مالک بن جائے گا تو اس کے بعد گاہک سودے کو پورا کرے گا۔ لہٰذا اگر ادارہ کے پاس سامان کو بازار میں فروخت کرنے کے متبادل مواقع ہوں تو وہ وعدہ یا عمومی مفاہمت سے بے نیاز ہوسکتا ہے۔

۲/۳/۳ ادارہ اور خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کے درمیان دو طرفہ وعدہ اس صورت میں جائز ہوگا، جبکہ وعدہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک یا ان میں سے کسی ایک کے لیے خیار کی شرط کے ساتھ ہو۔

۲/۳/۴ ادارے اور خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کے لیے وعدہ کے بعد اور عقدِ مرابحہ مکمل ہونے سے پہلے سابقہ شرائط سے ہٹ کر وعدہ کی شقوں میں ترمیم جائز ہے، خواہ یہ ترمیم مدّت کے حوالہ سے ہو، یا نفع کے حوالہ سے، یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور امر میں ہو۔ دونوں فریقوں کے اتفاق کے بغیر وعدہ میں ترمیم جائز نہیں ہے۔

۲/۳/۵ ادارے کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے لیے ایک معلوم مدت تک حقِ خیار کی شرط کے ساتھ سامان خریدے، پھر اگر گاہک وہ سامان نہ خریدے تو ادارہ اس مدت میں خیارِ شرط کے شرعی حکم کے مطابق سامان فروخت کنندہ کو واپس کرسکتا ہے۔ نیز سامان گاہک پر پیش کرنے سے ادارے اور اصل فروخت کنندہ کے درمیان خیار ساقط نہیں ہوتا، بلکہ اس کے ساتھ عملی طور پر خرید وفروخت کرنے سے ساقط ہوتا ہے۔ یہ پسندیدہ ہے کہ خیار میں اس بات کو واضح طور پر بیان کردیا جائے کہ خرید وفروخت کے لیے سامان پیش کرنا خیار کو ساقط نہیں کرے گا۔

۲/۴ فیسیں اور اخراجات

۲/۴/۱ ادارے کے لیے گاہک سے تمویل کی سہولت فراہم کرنے کا پابند رہنے کی فیس [commitment fees] لینا جائز نہیں ہے۔

۲/۴/۲ ادارے کے لیے تمویل کی سہولیات فراہم کرنے کی فیس [credit facility fee] لینا جائز نہیں ہے۔

noorcentre.com

۳/۴/۲ ادارے اور گاہک کے درمیان ہونے والے عقود کے کاغذات کی تیاری کے اخراجات دونوں کے درمیان تقسیم ہوں گے، تاوقتیکہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہوجائیں کہ یہ اخراجات دونوں میں سے کوئی ایک برداشت کرے گا، بشرطیکہ یہ اخراجات عادلانہ یعنی بقدرِ عمل ہوں، تاکہ وہ ضمناً پابند رہنے اور سہولیات کی فراہمی کی فیس پر مشتمل نہ ہوں۔

۴/۴/۲ اگر مرابحہ مشترکہ تمویل [syndicated financing] کے ذریعہ مکمل ہوا ہو تو اس کا انتظام کرنے والے ادارے کے لیے انتظام کی اجرت کا مطالبہ کرنا جائز ہے جسے تمویل کے تمام شرکاء برداشت کریں گے۔

۵/۴/۲ ادارے کے لیے منصوبہ قابلِ عمل ہونے کے جائزے کی رپورٹ پر اجرت لینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ رپورٹ گاہک کے مطالبہ اور اس کی مصلحت کی بنیاد پر تیار کی گئی ہو، اور گاہک شروع ہی سے اس کی اجرت ادا کرنے پر رضامند ہو، نیز وہ جب چاہے اس کے لیے رپورٹ تک رسائی ممکن ہو۔

۵/۲ سودا شروع کرنے سے متعلق ضمانات

۱/۵/۲ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک سے اس بات کی کفالت (ضمان) لے کہ اصل فروخت کنندہ، ادارے کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح ادا کرے گا، اور یہ کفالت گاہک کی ذاتی حیثیت میں ہوگی، خریداری کا مطالبہ کرنے والے یا ادارے کے وکیل کی حیثیت سے نہیں ہوگی۔ لہٰذا اگر عقدِ مرابحہ مکمل نہ ہوسکا تو بھی اس کی کفالت باقی رہے گی۔ اس طرح کی کفالت ان ہی حالات میں طلب کی جاتی ہے جبکہ گاہک ادارے کے سامنے مرابحہ کا سامان خریدنے کے لیے کوئی معین فروخت کنندہ پیش کرے۔

noorcentre.com

یہ ضمان پر اس بات پر مشتمل ہوگا کہ گاہک ادارے کو ہونے والا وہ نقصان برداشت کرے گا، جو فروخت کنندہ کی طرف سے سامان کی خصوصیات کی رعایت نہ کرنے، یا اس کے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں سنجیدہ نہ ہونے کے نتیجہ میں ہو، جو بعض اوقات ادارے کی محنت اور اموال کے ضیاع کا باعث بنتا ہے، یا اس پر تنازعات اور خطیر مطالبات مرتب ہوتے ہیں۔

۲/۵/۲ خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کو ان نقصانات اور ضیاع کا ضامن ٹھہرانا جائز نہیں ہے جو ترسیل کے دوران ہوں یا گودام میں رکھنے کی مدت میں ہوں، اور اسے فروخت کنندہ کی حسنِ ادائیگی کی کفالت کی قبیل سے قرار نہیں دیا جاسکتا جو کہ صرف التزامات اچھی طرح پورا کرنے تک محدود ہوتی ہے، اور راستے کے خطرات کے ضمان اس میں شامل نہیں ہوتے جنہیں برداشت کرنا سامان کے مالک پر واجب ہے۔

۳/۵/۲ وعدہ لازم ہونے کی حالت میں ادارے کے لیے ہامشِ جدیہ [سکیورٹی ڈیپازٹ] کہلانے والی نقد رقم لینا جائز ہے جو گاہک ادارے کے مطالبہ کی صورت میں ادا کرے گا تاکہ وہ گاہک کی مالی استطاعت کے بارے میں مطمئن ہوجائے۔ اسی طرح ادارے کو گاہک کے اس لازمی وعدہ سے انکار کی صورت میں ہونے والے نقصان کا عوض ملنے کا اطمینان ہوجائے۔ چنانچہ ادارہ نقصان پورا کرنے کے لیے مطالبہ کا محتاج نہیں ہوگا، بلکہ نقصان کے بقدر رقم ہامشِ جدیہ سے کاٹ لے گا۔ ہامشِ جدیہ کو عربون [بیعانہ] نہیں کہا جاتا۔ سنجیدگی کے ضمان کے طور پر پیش کردہ یہ رقم یا تو سرمایہ کاری کے لیے امانت ہوگی جس کی صورت یہ ہوگی کہ گاہک ادارے کو اس رقم کی باہم شرعی مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرنے کی اجازت دے گا، یا گاہک کی مرضی سے یہ رقم کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھ دی جائے گی۔

۴/۵/۲ ادارے کے لیے گاہک کے اپنے لازمی وعدہ پورا کرنے سے انکار کی صورت میں

ہامشِ جدّیہ کی رقم کو روکنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس کا حق صرف انکار کے نتیجہ میں ہونے والے حقیقی نقصان کی حد تک ہے، جو کہ سامان کی لاگت اور اس قیمت کا فرق ہے جس پر یہ سامان گاہک کے علاوہ کسی اور کو بیچا گیا۔ متوقع نفع کا عدمِ حصول نقصان کی تلافی میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

noorcentre.com

۲/۵/۵ جب گاہک کی طرف سے اپنا وعدہ پورا کر دیا گیا، اور اس نے عقدِ مرابحہ کر لیا تو ادارے پر ہامشِ جدّیہ کی رقم واپس کرنا واجب ہے، اور اسے اس رقم کا مالک بننے کا حق نہیں ہے سوائے وعدہ پورا نہ کرنے کی اس تفصیل کے مطابق جو شق ۲/۵/۳ میں بیان کی گئی۔ عقدِ مرابحہ کی تکمیل کے وقت گاہک کے ساتھ اس رقم کے سامان کی قیمت سے کٹوتی کرنے پر اتفاق جائز ہے۔

۲/۵/۶ گاہک کے ساتھ بیع مرابحہ کا عقد کرتے وقت عربون [بیعانہ] لینا جائز ہے، جبکہ وعدہ کے مرحلہ میں یہ جائز نہیں ہے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ گاہک کے عقد کو فسخ کرنے کی صورت میں ادارہ عربون میں سے اپنے حقیقی نقصان سے زائد رقم سے دستبردار ہو جائے، اور حقیقی نقصان سامان کی لاگت اور کہیں اور فروخت کی قیمت میں آنے والا فرق ہے۔

۳- ادارہ کا سامان کا مالک بننا، اس کا قبضہ لینا اور ان دونوں امور کے لیے وکیل مقرر کرنا

۳/۱ سامان کو بطورِ مرابحہ بیچنے سے پہلے ادارے کا سامان کا مالک بننا

۳/۱/۱ ادارے کے لیے سامان کا مالک بننے سے پہلے اسے مرابحہ کے ذریعہ بیچنا حرام ہے۔ لہٰذا مرابحہ کے سامان کی خریداری کا عقد پہلے بیچنے والے کے ساتھ کرنے سے پہلے اور اس سامان کا حقیقی یا حکمی قبضہ حاصل کرنے سے پہلے گاہک کے ساتھ عقدِ مرابحہ پر دستخط کرنا صحیح نہیں ہے، اور 'حکمی قبضہ' قبضہ پر قدرت دینے یا

noorcentre.com

قبضہ کی نمائندگی کرنے والی دستاویزات سپرد کرنے کے ذریعہ ہوتا ہے۔ (شق ۱۱/۲/۳ اور شق ۳/۲/۳، ۴/۲/۳ دیکھ لی جائے)۔ اسی طرح بیعِ مرابحہ کو اس صورت میں بھی صحیح نہیں قرار دیا جائے گا، جبکہ خریداری کا پہلا عقد باطل ہو جو ادارہ کے لیے پوری ملکیت قرار نہ دیتا ہو۔

۲/۱/۳ یہ جائز ہے کہ ادارہ فروخت کنندہ کے ساتھ اس طرح عقد کرے کہ دونوں فریقوں کی ملاقات کے ذریعہ عقدِ بیع کی تفصیلات براہِ راست طے کرنے کے بعد خرید وفروخت کی جائے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ خرید وفروخت کتابت، یا مراسلہ، یا معروف ضوابط کے مطابق جدید ذرائع مراسلات کی کسی بھی رائج شکل میں ایجاب وقبول کے دو نوٹس کے تبادلہ کے ذریعہ ہو۔

۳/۱/۳ اصل یہ ہے کہ ادارہ خود براہِ راست فروخت کنندہ سے سامان خریدے، اور اس کے لیے خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کے علاوہ کسی اور وکیل کے ذریعہ بھی خریداری جائز ہے۔ انتہائی مجبوری کی حالت کے علاوہ (خریداری کا مطالبہ کرنے والے) گاہک کو وکیل بنانے کی طرف نہ جائے۔ وکیل اپنے آپ کو خود ہی نہیں بیچ سکتا، بلکہ ادارہ اثاثے کا مالک بننے کے بعد اسے فروخت کرے گا، اور ایسی صورت میں ان احکام کی رعایت کی جائے گی جن کا بیان شق (۵/۱/۳) میں ہے۔

۴/۱/۳ ایسے اقدامات کرنا واجب ہے جن میں گاہک کو سامان خریدنے کا وکیل بنانے کی حالت میں ادارہ کو طے شدہ شرائط کے پائے جانے کا یقین ہو جائے، ان میں سے کچھ شرائط یہ ہیں:

(الف) جہاں تک ممکن ہو، ادارہ فروخت کنندہ کو قیمت خود براہِ راست ادا کرے، اور سامان کی قیمت گاہک وکیل کے اکاؤنٹ میں نہ رکھے۔

(ب) ادارہ حقیقۃً خریداری کا یقین کرنے کے لیے فروخت کنندہ سے اطمینان

بخش دستاویزات حاصل کرے۔

noorcentre.com

۳/۱/۵ دونوں ضمانوں یعنی ادارے کے ضمان اور ادارے کے وکیل کی حیثیت سے گاہک کے ضمان میں تفریق کرنا واجب ہے، اور یہ تفریق وکالت نافذ کرنے اور عقدِ مرابحہ کی تکمیل کے درمیان ایک مدت آنے سے ہوگا، جس کی صورت یہ ہوگی کہ گاہک کی طرف سے وکالت کی ذمہ داری پورا کرنے اور خریداری کر لینے کا نوٹس دیا جائے گا، پھر اس کے بعد ادارہ کی طرف سے بیچنے کا نوٹس دیا جائے گا۔ (ضمیمہ "الف" اور ضمیمہ "ب" دیکھ لیا جائے)۔

۳/۱/۶ اصل یہ ہے کہ سامان کی خریداری کے وقت تمام وثیقہ جات، عقود اور دستاویزات ادارے کے نام پر ہوں، گاہک کے نام پر نہ ہوں، سوائے اس صورت کے کہ وہ ادارے کا وکیل ہو۔

۳/۱/۷ یہ جائز ہے کہ جب ادارہ کسی کو وکیل بنائے تو دونوں فریق اس بات پر متفق ہوجائیں کہ وکالت کا اظہار نہیں کیا جائے گا، لہٰذا دیگر فریقوں کے سامنے وکیل مؤکل کی طرح معاملہ کرے گا اور خریداری براہِ راست اپنے نام پر کرے گا، لیکن یہ خریداری ادارے (مؤکل) کے فائدے کے لیے ہوگی، تاہم وکیل کا اپنی اصل حیثیت بیان کرنا زیادہ بہتر ہے۔

۳/۲ سامان کو بطورِ مرابحہ بیچنے سے پہلے ادارے کا سامان پر قبضہ

۳/۲/۱ گاہک کو مرابحہ کے ذریعہ سامان فروخت کرنے سے پہلے ادارے کا اس سامان پر حقیقی یا حکمی قبضہ واقع ہونا ضروری ہے۔

۳/۲/۲ سامان پر قبضہ کی شرط کا مقصد ادارے کا اس سامان کے ضائع ہونے کی ذمہ داری برداشت کرنا ہے، اور وہ اس طرح کہ سامان فروخت کنندہ کی ذمہ داری سے نکل کر ادارہ کی ذمہ داری میں داخل ہوجائے۔ یہ واجب ہے کہ علیحدہ کرنے کا وقت کا وقت واضح ہو، جس میں سامان کا ضمان ادارے سے خریدار گاہک کی طرف منتقل

noorcentre.com

ہورہا ہو، اور یہ سامان کے ایک فریق سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے کے مراحل کے ذریعہ ہوگا۔

۳/۲/۳ اثاثے کی کیفیت اور ان پر قبضہ کا عرف مختلف ہونے کے اعتبار سے ان کے قبضہ کی کیفیت مختلف ہوتی ہے، لہٰذا جس طرح طبعی قبضہ ہاتھ میں لینے، منتقل کرنے یا اسے قبضہ کرنے والے یا اس کے وکیل کی تحویل میں دینے سے ہوتا ہے، اسی طرح ان اثاثوں سے تخلیہ اختیار کرکے ان پر تصرف کی قدرت دینے سے اعتباری اور حکمی قبضہ بھی ہوتا ہے، اگرچہ طبعی قبضہ نہ پایا گیا ہو۔ لہٰذا زمین کا قبضہ تخلیہ اور تصرف پر قدرت دینے کے ذریعہ ہوگا۔ لہٰذا اگر خریدار کو فروخت شدہ اثاثے پر قدرت نہ ہو تو صرف تخلیہ کو قبضہ نہیں سمجھا جائے گا۔ منقولی اشیا کا قبضہ ان کی نوعیت کے مطابق ہوگا۔

۴/۲/۳ بین الاقوامی بازار سے سامان کی خریداری کی صورت میں ادارے یا اس کے وکیل کا ترسیل کے دستاویزات وصول کرنے کو حکمی قبضہ قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح مناسب اور قابلِ اعتماد طریقہ پر چلائے جانے والے گوداموں میں سامان محفوظ کرنے کی صورت میں ادارے کا ان کے وہ کاغذات وصول کرنا بھی حکمی قبضہ قرار دیا جائے گا جو ان گوداموں میں سامان کو متعین کردیں۔

۵/۲/۳ اصل یہ ہے کہ ادارہ فروخت کنندہ کے گودام یا حوالگی کے لیے طے شدہ جگہ سے سامان خود وصول کرے، اور سامان پر ادارے کا قبضہ متحقق ہونے سے فروخت شدہ اثاثے کا ضمان ادارے کی طرف منتقل ہوجائے گا۔ ادارے کے لیے کسی کو اپنے نائب کی حیثیت سے قبضہ کرنے کا وکیل بنانا بھی جائز ہے۔

۶/۲/۳ فروخت سے پہلے مرابحہ کے سامان کی انشورنس ادارے کی ذمہ داری ہے، اور سامان کا مالک ہونے کی حیثیت سے وہ یہ کام اپنے کھاتے میں سے کرے گا، اور اس پر مرتبہ خطرات خودبرداشت کرے گا، اور نقصان کا معاوضہ صرف

ادارے کا حق ہوگا جس میں گاہک کا کوئی حق نہیں ہوگا، خواہ معاوضہ فروخت کی قیمت سے زیادہ ہو، جبکہ معاوضہ کا سبب [حادثہ] گاہک کی طرف ملکیت منتقل ہونے سے پہلے پایا گیا ہو۔ ادارے کو انشورنس کے اخراجات قابلِ فروخت اثاثے کی لاگت میں، پھر اس بناء پر بیع مرابحہ کی قیمت میں شامل کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہ واجب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو انشورنس تکافل کی بنیاد پر ہو۔

۳/۲/۷ ادارے کا سامان کا مالک بننے کے مرحلہ میں انشورنس کے لیے وکیل بنانا جائز ہے، لیکن یہ واجب ہے کہ اس کے اخراجات ادارہ برداشت کرے۔

۴۔ عقدِ مرابحہ کی تعمیل

۱/۴ ادارے کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ محض سامان کا مالک بننے سے عقدِ مرابحہ کو خود بخود مکمل سمجھے۔ اسی طرح خریداری کا مطالبہ کرنے والے گاہک کے عقدِ مرابحہ کی تعمیل سے انکار کی صورت میں ادارے کے لیے گاہک کو سامان وصول کرنے اور بیعِ مرابحہ کی قیمت کی ادائیگی کا پابند کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

۲/۴ گاہک کے لازمی وعدہ پورا نہ کرنے کی صورت میں ادارہ انکار کی وجہ سے ہونے والے حقیقی نقصان کے معاوضہ کا حقدار ہے۔ یہ معاوضہ گاہک کی جانب سے اس فرق کی ادائیگی کی صورت میں ہوگا جو کسی اور کو یہ سامان بیچنے کی صورت میں حاصل ہونے والی قیمت، اور اس قیمت میں ہوگا جو ادارے کی جانب سے پہلے فروخت کنندہ کو ادا کی گئی تھی۔

۳/۴ اگر ادارے نے سامان مرابحہ کے ذریعہ فروخت کرنے کی نیت سے ادھار خریدا ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ گاہک کو یہ بات صاف صاف بتادے۔ یہ واجب ہے کہ باہمی عقد کرتے وقت ادارہ ان اخراجات کی وضاحت کردے جنہیں وہ لاگت میں شامل کرے گا۔ اسے اختیار ہے کہ سامان سے متعلق کسی بھی قسم کے اخراجات لاگت میں شامل کردے، جبکہ گاہک اسے قبول کرلے۔ البتہ اگر ان اخراجات کی تفصیل بیان نہیں کی گئی تو ادارہ صرف وہ

noorcentre.com

noorcentre.com

اخراجات شامل کر سکتا ہے جن کا عرفاً لاگت میں اعتبار کیا جاتا ہو، مثلاً نقل وحمل اور گودام میں رکھنے کے اخراجات، ایل سی (Letter of Credit) کی فیس، اور انشورنس کی اقساط۔

۴/۴ ادارہ صرف وہ براہِ راست مالی اخراجات سامان کی لاگت میں شامل کرنے کا حق رکھتا ہے جو اس نے کسی کو ادا کیے ہوں، لہٰذا ادارے کو مثلاً یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ قیمت میں اپنے ملازمین کی تنخواہ یا اسی طرح کے دیگر اخراجات کے بدلے کسی رقم کا اضافہ کرے۔

۵/۴ اگر ادارے کو اس سامان پر فروخت کنندہ کی طرف سے کوئی رعایت حاصل ہوئی، خواہ عقد کے بعد ہی ہوئی ہو، تو اس رعایت کے حساب سے مکمل قیمت میں کمی کی صورت میں گاہک کو بھی فائدہ پہنچنا چاہیے۔

۶/۴ بیع مرابحہ میں عقد پر دستخط کرتے وقت سامان کی قیمت اور اس کا طے شدہ نفع اور دونوں فریقوں کو معلوم ہونا واجب ہے۔ یہ کسی صورت جائز نہیں ہے کہ قیمت یا نفع کا تعیّن مجہول یا مستقبل میں قابلِ تعیّن اشاریوں پر چھوڑ دی جائے، اور اس کی صورت مثلاً یہ ہوگی کہ خرید وفروخت کا عقد کیا جائے، اور نفع کو مستقبل کے لائبور [LIBOR] سے منسلک کر دیا جائے۔ وعدہ کے مرحلہ میں نفع کی حد بندی میں مدد حاصل کرنے کے لیے کسی معروف اشاریے کو ذکر کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے، بشرطیکہ عقدِ مرابحہ میں نفع کے تعیّن لاگت کے متعیّن تناسب کے اعتبار سے ہو، اور نفع کو لائبور یا وقت کے عنصر کے ساتھ مربوط نہ چھوڑا جائے۔

۷/۴ عقدِ مرابحہ میں نفع معلوم ہونا واجب ہے، کل قیمت کا بیان کافی نہیں ہے۔ یہ جائز ہے کہ نفع معین رقم کی صورت میں ہو، یا محض خریداری کی قیمت کا فیصدی حصہ ہو، یا قیمتِ خرید کے ساتھ اخراجات کا اضافہ کرکے اس کے فیصدی حصہ کی صورت میں ہو۔ یہ تعیّن دونوں فریقوں کے اتفاق اور باہمی رضامندی سے ہوگا۔

۸/۴ بیعِ مرابحہ میں سامان کی قیمت کی ادائیگی قریب المیعاد یا طویل مدتی اقساط کی صورت میں

کرنے پر اتفاق جائز ہے، اور اس صورت میں سامان کی قیمت گاہک کے ذمہ میں ادھار [دین] بن جائے گی، جس کی ادائیگی طے شدہ وقت پر واجب ہوگی، اور ادارے کے لیے مدت میں اضافہ، یا ادائیگی میں کسی عذر یا بلا عذر تاخیر کی وجہ سے طے شدہ قیمت سے زیادہ لینا جائز نہیں ہوگا۔

noorcentre.com

۴/۹ ادارہ عقد کے بعد ظاہر ہونے والے پہلے سے موجود عیوب کا ضامن ہوگا، ہاں ادارہ اس صورت میں ضامن نہیں ہوگا، جبکہ اس نے شق (۴/۱۰) کے مطابق عیوب سے براءت کی شرط لگائی ہو۔ عقدِ مرابحہ اور گاہک کے قبضہ کے بعد پیدا ہونے والے عیوب کا ادارہ ذمہ دار نہیں ہے۔

۴/۱۰ ادارے کے لیے عقدِ مرابحہ میں قبضہ سے پہلے مبیع کے ضیاع اور مبیع کی مقدار میں کمی کے علاوہ دیگر تمام یا بعض عیوب سے براءت کی شرط لگانا جائز ہے، اور اسے "بیع البراءۃ" کہا جاتا ہے۔ یہ شرط لگانے کی صورت میں ادارے کے لیے بہتر ہے کہ وہ گاہک کو پہلے فروخت کنندہ سے ان عیوب کا معاوضہ لینے کا اختیار دے دے جن میں ادارہ فروخت کنندہ سے معاوضہ لینے کا حقدار ہے۔

۴/۱۱ ادارہ گاہک پر یہ شرط لگا سکتا ہے کہ عقدِ مرابحہ کی تکمیل کے بعد مقررہ وقت پر گاہک کے سامان وصول نہ کرنے کی صورت میں ادارے کو عقد فسخ کرنے یا گاہک کا نائب بن کر سامان بیچنے کا حق ہوگا، اور قیمت میں سے اپنے واجبات وصول کرلے گا، اور اگر قیمتِ فروخت ادارے کے واجبات کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہو تو ادارہ بقیہ واجبات کی وصولی کے لیے گاہک سے رجوع کرے گا۔

۵- مرابحہ کے ضمانات اور اس کے ادھار کے مسائل کا حل

۵/۱ ادارے کے لیے گاہک پر یہ شرط لگانا جائز ہے کہ کسی معتبر عذر کے بغیر ایک بھی قسط کی عدم ادائیگی یا ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں معینہ مدت کے بعد مناسب وقت گذرنے پر

noorcentre.com

ادارے کی طرف سے گاہک کو ارسال کردہ نوٹس میں بیان کردہ مہلت ختم ہونے پر تمام اقساط فوراً واجب الاداء ہو جائیں گی۔

۲/۵ یہ مناسب ہے کہ ادارہ بیعِ مرابحہ کے عقد میں گاہک سے جائز ضمانات طلب کرے۔ ان ضمانات میں ادارہ کا فریقِ ثالث کی کفالت کا مطالبہ کرنا، یا گاہک کا سیونگ اکاؤنٹ رہن رکھنا، یا کسی منقولہ چیز یا زمین رہن رکھنا، یا جو چیز ادارہ نے بیچی ہے اسے قبضہ میں لیے بغیر علامتی طور پر رہن رکھ لیا جائے، یا سامان پر رہن کے طور پر ادارہ قبضہ کر لے اور جیسے جیسے گاہک ادائیگی کرتا ہے سامان تدریجاً چھڑاتا جائے۔

۳/۵ ادارہ کا گاہک سے یہ مطالبہ کرنا جائز ہے کہ وہ عقدِ مرابحہ کی تکمیل کے بعد پیدا ہونے والے دَین کے ضمان کے طور پر عقدِ مرابحہ سے پہلے ہی چیک یا پرامیسری نوٹ فراہم کرے، بشرطیکہ یہ صراحت کر دی جائے کہ ادارہ ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے انہیں استعمال کرنے کا حقدار نہیں ہوگا۔ ان ممالک میں چیک کا مطالبہ ممنوع ہے جہاں مقررہ وقت سے پہلے ہی ان کے ذریعہ وصولی ہو سکتی ہو۔

۴/۵ یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ مکمل قیمت کی ادائیگی کے بغیر سامان کی ملکیت گاہک کی طرف منتقل نہیں ہوگی، لیکن قیمت کی ادائیگی کے ضمان کے طور پر سامان خریدار کے نام پر رجسٹر کروانے میں تاخیر کرنا جائز ہے، جس کے ساتھ گاہک سے یہ اختیار لیا جا سکتا ہے کہ اس کی طرف سے ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں ادارہ یہ سامان فروخت کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ادارہ پر لازم ہے کہ وہ گاہک کی ملکیت کے ثبوت کے لیے اسے "کاؤنٹر ڈِیڈ" (counter deed) فراہم کرے۔ اگر وقت پر ثمن کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ادارہ سامان بیچ دے تو اس پر واجب ہے کہ وہ صرف اپنے واجبات وصول کرے اور باقی رقم گاہک کو واپس کرے۔

۵/۵ گاہک سے رہن لینے کی صورت میں ادارے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گاہک سے اپنی قیمت وصول کرنے کے لیے عدالت کی طرف رجوع کیے بغیر رہن والی چیز بیچنے کا اختیار

لے۔

noorcentre.com

۶/۵ عقدِ مرابحہ میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ مقررہ اوقات پر اقساط کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں خریدار اپنے اوپر صدقہ کا التزام کرنے کی وجہ سے متعین رقم یا دَین کا ایک خاص تناسب ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ رقم ادارے کی مجلسِ شرعی کے علم میں لاکر خیر کے مصارف میں خرچ کی جائے گی، اور ادارہ اس سے فائدہ حاصل نہیں کرے گا۔

۷/۵ دَین کی مقدار میں اضافہ کی شرط پر اس کی ادائیگی کی مدت میں اضافہ (ری شیڈیولنگ) جائز نہیں ہے، خواہ مدیون ادائیگی پر قادر ہو یا تنگدست۔

۸/۵ اگر مدیون گاہک کی طرف سے اقساط کی ادائیگی میں ٹال مٹول ہو تو صرف ادھار کے بقدر رقم ہی واجب ہوگی، اور ادارہ اپنے فائدے کے لیے گاہک کو کسی اضافی رقم کی ادائیگی کا پابند نہیں کرسکتا، اس سلسلہ میں شق (۶/۵) میں بیان کردہ تفصیل کو ملحوظ رکھا جائے۔

۹/۵ خریدار کی طرف سے اپنے واجبات وقت سے پہلے ادا کرنے کی صورت میں ادارے کے لیے قیمت کے بعض حصے سے دستبردار ہونا جائز ہے، جبکہ یہ دستبرداری عقد میں طے شدہ شرط کی بناء پر نہ ہو۔

۱۰/۵ مرابحہ کے دَین کی ادائیگی کے وقت ادارے اور گاہک کے درمیان یہ اتفاق جائز ہے کہ ادائیگی دَین کی کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی میں کی جائے، بشرطیکہ پورا دَین یا جتنی مقدار میں دونوں کرنسیوں کا تبادلہ [عقدِ صرف] طے پایا ہے، اس کی ادائیگی اس طرح کردی جائے کہ عقدِ صرف کی رقم میں سے کچھ بھی ذمہ میں باقی نہ رہے، اور اس تبادلہ کی صراحت عقد میں نہ ہو۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے چوتھے اجلاس میں مرابحہ کے شرعی تقاضوں کو منظور کیا۔ یہ اجلاس ۲۵-۲۸ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

بعد ازاں مجلسِ شرعی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں مرابحہ کے شرعی تقاضوں پر نظرِ ثانی کے بعد ان کو دوبارہ منظور کیا، تاکہ وہ ایک شرعی معیار بن جائیں۔ یہ اجلاس ۲۸ صفر-۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء مدینہ منورہ میں منعقد ہوا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو اپنے انتالیسویں اجلاس منعقدہ بحرین میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ معیار حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

خریداری کا مطالبہ کرنے والے کی طرف سے وکالت نافذ کرنے اور خریداری کے ایجاب کا نوٹس

خریداری کا مطالبہ کرنے والے کی طرف سے وکالت نافذ کرنے اور خریداری کے ایجاب کا نوٹس

یہ وکالت اور خریداری کا ایجاب نافذ کرنے کا نوٹس ہے جو:

از: (ادارے کا وکیل) ....

برائے: (ادارہ) ....

میں آپ کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ عقدِ وکالت کو نافذ کرتے ہوئے، میں نے ذیل میں بیان کردہ سامان آپ کے نائب کی حیثیت سے آپ کے لیے خرید لیا ہے، اور یہ آپ کے نائب کی حیثیت سے میرے قبضے میں ہے۔

آپ سے خریداری کے اپنے وعدہ کی بناء پر میں نے یہ سامان آپ سے خرید لیا ہے جس کی کل قیمت .... ہے، اور اس میں لاگت .... اور اس پر .... نفع شامل ہے۔ اس قیمت کی ادائیگی ذیل میں بیان کردہ اقساط کے مطابق ہوگی۔

....

....

....

برائے مہربانی اس ایجاب کے مطابق قبول ارسال فرمائیں

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

ادارے کی طرف سے قبول اور فروخت کا نوٹس

یہ بیع قبول کرنے کا نوٹس ہے جو:

از: (ادارہ).............................

برائے: (ادارے کا وکیل).............................

بتاریخ.......................... ذیل میں بیان کردہ ہمارے مملوکہ سامان کی خریداری پر مشتمل آپ کے نوٹس کے جواب میں ہم آپ کو یہ اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے یہ سامان آپ کو بیچ دیا ہے، اور اس کے عوض میں قیمت کی مجموعی مقدار............ ہے، جو لاگت ....اور اس پر ....نفع پر مشتمل ہے، اور یہ بیع مرابحہ کے عمومی معاہدہ میں بیان کردہ شرائط کے مطابق ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۹۹ء کو مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے پہلے اجلاس میں مرابحہ کے شرعی تقاضوں کے اجرا کے لیے شرعی مشیر مقرر کرنے کی منظوری دی تاکہ مرابحہ کے شرعی تقاضوں پر شرعی معیار کا مسودہ تیار کیا جاسکے۔

بروز منگل ۱۳ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۹۹ء افتاء اور ثالثی کمیٹی نے بھی شرعی مشیر مقرر کرنے کی منظوری دی تاکہ مرابحہ کے شرعی تقاضوں پر شرعی معیار کا مسودہ تیار کیا جاسکے اور ۱۳-۱۴ رجب ۱۴۲۰ھ ۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء منعقدہ اجلاس میں افتاء اور ثالثی کمیٹی نے مرابحہ کے شرعی معیار کے مسودہ پر بحث مباحثہ کیا، اور مشیر سے بحث وتمحیص اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم معیار میں شامل کرنے کے لیے کہا۔

مکہ مکرمہ میں ۱۰-۱۵ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کے دوران منعقدہ مجلسِ شرعی کے دوسرے اجلاس میں ترمیم شدہ مسودہ پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے مسودہ میں مزید ترامیم کیں اور یہ فیصلہ کیا کہ مسودہ خصوصی مہارت و دلچسپی رکھنے والے افراد کی آراء طلب کرنے کے لیے بھیج دیا جائے تاکہ جلسۂ سماعت میں اس پر بحث کی جاسکے۔

جلسۂ سماعت ۲۹-۳۰ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں منعقد ہوا، جس میں مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس معاملہ سے تعلق رکھنے والے دیگر ماہرین شریک ہوئے، جن کی تعداد تیس سے زائد تھی۔ جلسۂ سماعت سے پہلے اور اس جلسہ میں ظاہر کی گئی آراء کو سنا گیا۔ مجلس کے بعض ارکان نے ان آراء کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

noorcentre.com

شرعی تحقیقاتی کمیٹی اور افتاء و ثالثی کی کمیٹیوں نے ۲۱ - ۲۳ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کے دوران بحرین میں جلسۂ سماعت کی آراء کا جائزہ لینے کے لیے ایک مشترکہ اجلاس منعقد کیا، اور جلسۂ سماعت میں ہونے والے بحث وتمحیص کی روشنی میں مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کے دوران مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے چوتھے اجلاس میں ان ترامیم پر بحث کی، جو شرعی تحقیقاتی کمیٹی اور افتاء و ثالثی کی کمیٹیوں نے کی تھیں، اور جن مناسب ترامیم کی ضرورت سمجھی انہیں معیار میں داخل کیا، اور "شرعی مقتضیات برائے مرابحہ" کے نام سے اس معیار کے بعض حصوں پر تمام ارکان کے اتفاق اور بعض کو کثرتِ رائے سے منظور کیا، جس کی تفصیلات مجلسِ شرعی کی یادداشتوں کی روئداد میں محفوظ ہیں۔

مجلسِ شرعی نے ۹ - ۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے ساتویں اجلاس میں طرقِ سرمایہ کاری اور تمویل کے تمام شرعی اصولوں پر نظرِ ثانی کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ شرعی معیارات بن جائیں، اور اس مقصد کے لیے کمیٹی تشکیل دی۔

۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ نومبر ۲۰۰۲ء کے دوران مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے سرمایہ کاری اور تمویل کے طریقہ تمویل نمبر (۱) کو "شرعی معیار نمبر ۸ مرابحہ" کے نام سے اختیار کیا، تاہم اس کے مضامین میں کوئی جوہری تبدیلی نہیں ہوئی۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء میں قطر میں منعقدہ اپنے اجلاس میں معیار پر نظرِ ثانی کی، اور آپس میں مشورہ اور بحث کے بعد اضافہ، حذف اور نئے انداز میں پیش کرنے کے حوالے سے بعض ترامیم تجویز کیں، اور ان ترامیم کو مجلسِ شرعی کے پاس بھجوادیا تاکہ ان میں سے جن ترامیم کو وہ مناسب سمجھے انہیں منظور کرلے۔

مجلسِ شرعی نے ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کے دوران بحرین میں منعقدہ اپنے انتالیسویں اجلاس میں ان ترامیم کا جائزہ لیا جو نظرِ ثانی کمیٹی نے تجویز کی تھیں، اور باہمی مشورہ اور بحث کے بعد جن ترامیم کو مناسب سمجھا ان کی منظوری دیدی، اور معیار کی موجودہ ترمیم شدہ شکل کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (د)

شرعی احکام کی بنیادیں

مرابحہ کی مشروعیت کے حوالہ سے ایک تمہید

مرابحہ کی تعریف

فروخت کنندہ نے جس قیمت پر سامان خریدا تھا، اس پر باہمی اتفاق سے متعیّن نفع بڑھاکر سامان فروخت کرنا، خواہ نفع ثمن کی کسی نسبت سے طے کیا جائے، یا کسی معین مقدار میں طے کیا جائے، خواہ مرابحہ سابقہ وعدے کے بغیر ہوا ہو جو مرابحہ کی عام شکل ہے، یا سامان کی خریداری میں رغبت رکھنے والے شخص کے وعدے کی بناء پر ادارے کے ذریعہ ہوا ہو جو کہ بینکوں میں رائج مرابحہ ہے۔ مرابحہ بیوعِ امانت میں سے ایک ہے جس میں خریداری کی قیمت، یا لاگت (معمول کے اخراجات کے اضافے کے ساتھ) پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

مرابحہ کی مشروعیت

مرابحہ کی مشروعیت ان ہی دلائل سے ثابت ہے جن کے ذریعہ خرید و فروخت کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ﴾[1] "اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے"۔ بعض حضرات نے مرابحہ کی مشروعیت پر اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾[2] "تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے رب کے فضل میں سے کچھ طلب کرو"، سے اس طور پر استدلال کیا ہے کہ ربح [نفع] ہی فضل ہے۔ اسی طرح مرابحہ کی مشروعیت پر بیعِ تولیہ پر

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۱۹۸۔

noorcentre.com

قیاس کے ذریعہ استدلال کیا گیا ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سفرِ ہجرت کے لیے بیع تولیہ کے ذریعہ اونٹنی خریدی، کیونکہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اونٹنی ہبہ کے طور پر دینی چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا "بلکہ میں ثمن کے ساتھ لیتا ہوں"۔ اہلِ علم کی اکثریت کا مرابحہ کی مشروعیت پر اتفاق ہے۔

خریداری کا مطالبہ کرنے والے کا وعدہ

- ادارے کے لیے گاہک کا کسی متعین جہت سے خریداری کا مطالبہ پورا کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسا کرنا ادارے کی مصلحت کے مطابق مالک بننے کی کارروائی میں خلل انداز نہیں ہوتا، بالخصوص جبکہ اس مطالبہ میں لازم کرنے کی صفت نہ ہو، کیونکہ ادارے کو اختیار ہے کہ اگر مطلوبہ صفات پوری ہوں تو وہ کسی دوسری جہت سے خرید سکتا ہے، وعدہ اور عہد پورا کرنے کے سلسلے میں قرآن وسنت کے دلائل کے عموم کو سامنے رکھ کر گاہک کو اس کے وعدے پر عمل درآمد کا پابند کرنا ممکن بھی ہے۔ یکطرفہ وعدہ لازم ہونے کے سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد [1]، کویت فائنانس ہاؤس [2]، قطر اسلامی بینک [3] اور دیگر کا فتویٰ جاری ہو چکا ہے۔
- گاہک کے نام پر قیمت کی فہرست بنانے کے جواز کی بنیاد اس پر ہے کہ اس کا بطورِ عقد اس وقت تک کوئی اثر نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ گاہک کی طرف سے قبولیت نہ ہو۔ قیمت کی فہرست ادارے کے نام پر ہونے کا بہتر ہونے کی بنیاد اشتباہ کو دور کرنا ہے۔ قطر اسلامی بینک [4] اور کویت فائنانس ہاؤس [5] کا فتویٰ یہی ہے۔
- گاہک کی طرف سے فروخت کنندہ کا ایجاب قبول کرنے کی صورت میں ادارے کے لیے مرابحہ کرنے

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۰، ۴۱ (۵/۲، ۵/۳)۔

(۲) فتویٰ نمبر ۴۹۔

(۳) فتویٰ نمبر ۸۔

(۴) فتویٰ نمبر ۳۵۔

(۵) فتویٰ نمبر ۸۷۔

کی ممانعت کی بنیاد اس پر ہے کہ خریداری تو فروخت کنندہ اور گاہک کے درمیان واقع ہوگئی ہے، اور سامان گاہک کی ملکیت بن گیا ہے۔ اس حکم پر گاہک کا قیمت ادا نہ کرنا اثر انداز نہیں ہوگا، کیونکہ عقد کے انعقاد یا اس کی صحت کے لیے قیمت کی ادائیگی شرط نہیں ہے، اور قیمت کی ادائیگی عقد کا رکن یا اس کی شرط نہیں ہے، بلکہ عقد کا اثر ہے۔

noorcentre.com

- گاہک اور فراہم کنندہ کے درمیان اس عقد کے کسی بھی سابقہ تعلق کو ختم کرنے کا واجب ہونا اس بنیاد پر ہے کہ معاملہ ربا پر مشتمل قرض نہ بن جائے، کیونکہ عقد کے باہمی تعلق کا نہ ہونا، ادارے کے مرابحہ کی کارروائی کو صحیح طور پر نافذ کرنے کے لیے شرط ہے۔
- گاہک اور فراہم کنندہ کے مختلف ہونے کے تاکید کی بنیاد بیع عینہ کے وقوع سے اجتناب پر ہے جو شرعاً حرام ہے۔
- فراہم کنندہ کے خریداری کا وعدہ کرنے والے کا قرابت دار ہونے، یا دونوں کے آپس میں میاں بیوی ہونے کا جواز اس بناء پر ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کا ذمہ دوسرے سے الگ ہے، جب تک کہ اسے عینہ کا حیلہ نہ بنایا جائے، کیونکہ ایسی صورت میں یہ اس کارروائی میں گاہک کی مصلحت کے مطابق کسی بھی مفاہمت کو روکنے کے لیے حرام قرار دیا جائے گا۔ اس بارے میں کویت فائنانس ہاؤس کا فتویٰ[1] جاری ہوا ہے۔
- کسی شریک کے لیے دوسرے شریک کا حصہ مرابحہ کی بنیاد پر خریدنے کا وعدہ ممنوع ہونا اس بناء پر ہے کہ اس کا نتیجہ شریک کا دوسرے شریک کے حصہ کا ضامن بننے اور ربا کی صورت میں نکلتا ہے۔
- سونے، چاندی اور کرنسیوں میں ادھار مرابحہ کی ممانعت کی بنیاد سونے چاندی کے باہمی تبادلہ کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر ہے کہ "ان کا تبادلہ ہاتھ در ہاتھ ہونا چاہیے[2]" یعنی دونوں جانب سے قبضہ مؤجل نہ ہو۔ کرنسی کا حکم وہی ہے جو سونے اور چاندی کا ہے، اور یہ حکم مجمع

(۱) فتویٰ نمبر ۵۵۔

(۲) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر .Error! Bookmark not defined پر گذر چکی ہے۔

noorcentre.com

الفقہ الاسلامی کی قرارداد[1] سے بھی مؤید ہے۔

- مرابحہ کے قابلِ خرید وفروخت صکوک کے اجراء، یا مرابحہ کی تجدید کی ممانعت اس بناء پر ہے کہ یہ دَین کی خرید وفرخت کی حرام صورتوں میں داخل ہے۔
- جانبین پر لازم دوطرفہ وعدہ کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ایسی صورت میں وعدہ مالک بننے سے پہلے عقدِ بیع کے مشابہ ہے، اور اس کی ممانعت کے سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد[2] جاری ہوچکی ہے۔
- وعدہ کی دفعات میں ترمیم کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ بیع نہیں ہے، لہٰذا نفع یا مدت کی تبدیلی پر دَین کی ری شیڈیولنگ کا ترتب نہیں ہوتا جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔
- خیارِ شرط کی تطبیق کی بنیاد حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ فرمایا تھا کہ "جب تم خرید وفروخت کرو تو کہہ دیا کرو کہ کوئی دھوکہ نہیں، پھر تمہیں ہر خریدے ہوئے سامان کے بارے میں تین راتوں تک اختیار رہے گا، اگر راضی ہوئے تو رکھ لینا، اور اگر پسند نہ آئے تو اس کے مالک کو واپس کردینا"۔[3] مرابحہ میں خیارِ شرط کی تطبیق کی تائید میں کویت فائنانس ہاؤس کی دوسری فقہی مجلس میں قرارداد جاری ہوچکی ہے۔
- تمویل دینے پر پابند رہنے کی فیس لینے کی ممانعت اس بناء پر ہے کہ یہ باہمی عقد کرنے کے حق کا عوض ہے، اور وہ ارادہ اور مشیت ہے جو کہ معاوضہ کا محل نہیں ہے۔
- سہولیات کی فراہمی کی فیس لینا اس بنیاد پر ممنوع ہے کہ جب گاہک کو عملاً اموال دینے کی حالت میں اس کا لینا جائز نہیں تو ادارہ کے ایک مدت تک گاہک کو ادھار دینے پر تیار ہونے کی فیس لینا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔
- ادارے اور گاہک کے درمیان ہونے والے عقود کی دستاویزات کے اخراجات دونوں فریقوں کے ذمہ

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۱ (۵/۳)۔

(۳) ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے ۷۸۹/۲۔

ڈالنا اس بنیاد پر ہے کہ اس کا فائدہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کو حاصل ہے، اور اس میں کوئی شرعی رکاوٹ بھی نہیں۔ کسی ایک فریق کی طرف سے مذکورہ اخراجات برداشت کرنے کی شرط لگانے کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ جائز شرائط کی قبیل میں سے ہے۔

noorcentre.com

- فراہم کنندہ کے اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے کی کفالت گاہک سے لینے کی مشروعیت کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں حقوق کی توثیق ہے، جو مرابحہ کی کارروائی کے کسی ضابطہ میں خلل پیدا نہیں کرتی۔
- گاہک کی کفالت میں سامان منتقل کرنے کے کے دوران پیش آنے والے خطرات شامل ہونے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ سامان مالک کے ضمان میں ہے، اور گاہک مالک نہیں ہے، جبکہ خراج ہمیشہ ضمان کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔
- ہامشِ جدیہ لینے کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ بعض ممکنہ نقصانات سے حفاظت کی توثیق کی قبیل میں سے ہے۔
- عقد کی تکمیل کے وقت عربون لینے کا جواز حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کی بناء پر ہے، جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے۔ عربون کے سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد[1] جاری ہوچکی ہے۔

ادارہ کا سامان کا مالک بننا، اس کا قبضہ، اور ان دونوں امور کے لیے وکیل مقرر کرنا

- سامان کا مالک بننے سے پہلے اس کی بیع حرام ہونے کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر ہے کہ "جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اسے فروخت مت کرو"[2]، اور اس کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر بھی ہے جس میں ہر اس چیز کو بیچنے سے منع کیا گیا ہے جو ملکیت میں نہ ہو۔[3]
- اگر سامان کی خریداری کے لیے ادارہ کو وکیل بنانے کی ضرورت پیش آئے تو وکیل کا خریداری کا مطالبہ

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۷۲ (۸/۳)، بسلسلۂ عربون۔

(۲) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۳/۵۳۴ اس حدیثِ مبارک کی تخریج کی ہے۔

(۳) امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے۔ المعجم الاوسط: ۵/۶۶ دار الحرمین، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ۔

noorcentre.com

کرنے والے گاہک کے علاوہ کوئی اور ہونا افضل ہے، اس کی بنیاد مرابحہ کے سودے کو مصنوعی دکھائی دینے اور اس التباس سے بچانا ہے کہ خریداری کا مطالبہ کرنے والا اپنی مصلحت کے لیے اس چیز کا مالک بن رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ سودے میں ادارے کا کردار ظاہر ہو جائے، اور اس لیے بھی کہ دونوں ضمان، یعنی ادارے کا ضمان اور خریداری کے بعد مطالبہ کرنے والے کا ضمان ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔

- ادارے سے براہِ راست فراہم کنندہ کو قیمت کی ادائیگی کرنے کے مطالبہ کی بنیاد مرابحہ کے معاملہ کو محض سود پر مبنی تمویل بننے سے بچانا ہے۔
- ادارے کا توکیل کے ذریعہ سامان کا مالک بننے کی حالت میں دونوں ضمانوں میں فصل ضروری ہونے کی بنیاد دونوں ضمانوں کو ایک دوسرے میں مدغم ہونے سے بچانا ہے۔
- اس بات کی بنیاد کہ اصل یہ ہے کہ دستاویزات ادارے کے نام پر ہوں، اس پر ہے کہ خریداری خود ادارے کی مصلحت کے لیے ہے۔
- وکیل کے ادارے کی طرف سے توکیل کو صاف بیان کرنے کی بنیاد اس پر ہے کہ باہمی معاملہ منضبط ہو، اور اس لیے کہ عقد کا نفاذ کرنے میں حتمی مرجع کا تعیّن ہو۔
- بیع سے پہلے قبضہ کے ضروری ہونے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ ادارے گاہک کو سامان فروخت کرنے سے پہلے اس کی ہلاکت کی ذمہ داری برداشت کرے۔
- عقدِ توکیل کے مرابحہ کی کارروائی سے الگ ہونے کی بنیاد عقدِ توکیل اور مرابحہ کے ذریعہ خریداری کے درمیان ربط کا وہم دور کرنا ہے۔
- حکمی قبضہ کے کافی ہونے، اور اشیا کا قبضہ ان کی طبیعت کے مطابق ہونے کی بنیاد اس پر ہے کہ شریعت نے قبضہ کی کوئی خاص صورت متعیّن نہیں کی، بلکہ اسے عرف پر چھوڑا ہے، اور اس لیے کہ قبضہ کا مقصد تصرف پر قدرت ہونا ہے، لہٰذا جس چیز سے یہ قدرت حاصل ہو جائے گی، اسے قبضہ شمار کیا جائے گا۔
- گاہک کو وکیل بنانے کے عقد کا مرابحہ کے ذریعہ خریداری کے عقد سے الگ ہونے کے وجوب کی بنیاد عقدِ توکیل اور مرابحہ کے ذریعہ خریداری کے عقد کے درمیان ربط کا اشتباہ دور کرنا ہے۔

- ادارے کے انشورنس کے اخراجات برداشت کرنے کی بنیاد اس پر ہے کہ یہ اخراجات ملکیت کے تابع ہوتے ہیں۔

noorcentre.com

عقدِ مرابحہ کی تعمیل

- سامان خریدنے کے لازمی وعدہ سے گاہک کے مکر جانے کی صورت میں ادارے کے عوض کا مستحق ہونے کی بناء اس بات پر ہے کہ ادارے کو جو نقصان ہوگا یہ گاہک اس کا سبب بنا ہے، کیونکہ اس نے ادارے کو ایسے معاملہ میں داخل کیا ہے کہ اگر یہ وعدہ نہ ہوتا تو ادارہ اس معاملہ میں داخل نہ ہوتا۔ اس سلسلہ میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد جاری ہو چکی ہے۔[1]
- معاوضہ کے، سامان کی لاگت اور اس قیمت کے فرق تک جس پر وہ چیز کسی اور کو بیچی گئی ہے محدود رہنے کی دلیل یہ ہے کہ ضمان صرف وہ جائز ہے جو حقیقی نقصان کو پورا کرتا ہو، دوسری دلیل یہ ہے کہ فوت شدہ نفع پر ادارے کا حق صرف عقدِ مرابحہ کے وجود کے ساتھ ہی ہوتا ہے جو کہ نہیں پایا گیا۔
- ادارے نے اگر سامان ادھار خریدا ہو تو اس بات کو صاف بیان کرنا ادارے پر اس لیے واجب ہے کہ مرابحہ بیع امانت ہے، لہٰذا اس میں قیمت کی مقدار اور صفات بتانا واجب ہے، کیونکہ ادھار قیمت زیادہ ہوتی ہے۔
- سامان سے متعلق جن اخراجات کا لاگت میں شامل کرنا معروف ہو، انہیں لاگت میں شامل کرنے کی بنیاد اس پر ہے کہ دوسرے کو ادا کردہ یہ اخراجات قیمت کے ساتھ ملحق ہوتے ہیں۔
- ادارے کو جتنی رعایت حاصل ہوئی ہے، خریدار کے اس رعایت سے مستفید ہونے کی بنیاد اس پر ہے کہ مرابحہ اصل قیمت پر اضافہ کا نام ہے، جب سابقہ اصل قیمت کم ہو جائے تو مرابحہ کمی کے بعد والی قیمت پر ہوگا۔
- قیمت اور نفع کے تعیّن کی بنیاد جہالت اور غرر کی نفی ہے۔
- نفع کا اصل قیمت سے الگ بیان کرنا واجب ہے، اور کل قیمت کا بیان کرنا کافی نہیں ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ مرابحہ اصل قیمت پر اضافہ کے ساتھ بیع کو کہتے ہیں، لہٰذا اصل قیمت پر حاصل ہونے والے

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۰، ۴۱ (۵/۲، ۵/۳)۔

noorcentre.com

اضافہ کا بیان واجب ہے تاکہ اس پر دونوں فریق راضی ہو سکیں۔

- قیمت کے قسطوں میں ہونے کا جواز اس بناء پر ہے کہ مرابحہ بیع کے ان عقود میں سے ہے جن میں قیمت کا فوری یا ادھار ہونا اور اس کی اقساط مقرر کرنا جائز ہے۔ تاخیر کی صورت میں اضافہ کا مطالبہ حرام ہونا اس بناء پر ہے کہ یہ ربائِ جاہلیت ہے جو کہ حرام ہے۔
- عیوب سے براءت کی شرط کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ پوشیدہ عیوب کے ضمان کا مطالبہ خریدار کا ایسا حق ہے جو فروخت شدہ سامان کے ساتھ متعلق ہے، لہٰذا اسے اپنے اس حق سے دستبرداری کا حق حاصل ہے، اور یہ متعدّد علمائے کرام کی رائے ہے۔[۱]
- فسخ کی شرط لگانے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ شرائط میں اصل جائز اور صحیح ہونا ہے، اور یہ ایسی شرط ہے جو کسی حرام چیز کو حلال یا کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتی، لہٰذا اس پر یہ حدیث منطبق ہوتی "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں، سوائے اس شرط کے جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے"۔[۲]

مرابحہ کے ضمانات اور اس کی مدیونیت کا حل

- ادائیگی میں تاخیر سے اقساط فوری طور پر واجب ہونے کی شرط لگانے کا جواز رسول اللہ ﷺ کے قولِ مبارک (یعنی مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں) کی بناء پر ہے۔ مدت خریدار (مدیون) کا حق ہے، لہٰذا اس کے لیے اس سے دستبرداری کا یا دستبرداری کو ادائیگی میں تاخیر کے ساتھ معلق کرنے کا حق ہے۔
- ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے ضمانتیں طلب کرنے کی مشروعیت اس بناء پر ہے کہ یہ عقد کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہے، بلکہ اس کے مطابق ہے۔ اور ضمانتیں عقودِ مداینات کے مناسب ہیں۔

---

(۱) علامہ کاسانی کی بدائع الصنائع ۲۷۶/۵ اور اس کے بعد کی تفصیل۔ علامہ موّاق کی التاج الاکلیل: ۴۳۹/۴، علامہ شیرازی کی المہذب ۲۸۴/۱، علامہ ابن قدامہ کی المغنی ۱۲۹/۴، اور علامہ بہوتی کی کشاف القناع: ۲۲۸/۳۔

(۲) اس حدیث کی تخریج امام احمد نے مسند میں (۳۱۲/۱) کی ہے، اور ابن ماجہ نے سندِ حسن کے ساتھ ۷۸۴/۲، طبع مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء، اور حاکم نے طبع حیدرآباد، ہند، ۱۳۵۵ھ، اور بیہقی نے ۱۵۶،۶/۷۰، ۱۰/۱۳۳، طبع حیدرآباد، ہند، ۱۳۵۵ھ، اور دارقطنی نے ۷۷/۳، ۲۸۸/۴، طبع دار المحاسن للطباعۃ، قاہرہ، ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں کی ہے۔

noorcentre.com

- ملکیت منتقل نہ ہونے کی شرط کا ممنوع ہونا اس بناء پر ہے کہ یہ شرط عقدِ بیع کے تقاضے، یعنی انتقالِ ملکیت کے خلاف ہے۔ قیمت کی ادائیگی یقینی بنانے کے لیے سامان کا ہک کے نام رجسٹر کرانے میں تاخیر کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ شرعاً خریدار کی طرف ملکیت منتقل ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے۔
- ٹال مٹول کرنے والے مدیون پر ادارے کے ذریعہ وجوہِ خیر میں صرف کرنے کے لیے دَین کے علاوہ رقم صدقہ کرنے کے التزام کا جواز اس بناء پر ہے کہ یہ التزام بالتبرّع کی قبیل سے ہے جو مالکی فقہاء کے ہاں معروف ہے، اور یہ فقہاء مالکیہ میں ابو عبداللہ بن نافع اور محمد بن ابراہیم بن دینار رحمۃ اللہ علیہما کا قول ہے۔[1]
- مدت میں اضافہ کے مقابلہ میں ادھار میں اضافہ کا حرام ہونا اس بناء پر ہے کہ یہ اس ربا کی قبیل سے ہے جو جاہلیت کا رہا ہے۔
- جلد ادائیگی کی صورت میں قیمت کے بعض حصہ سے دستبرداری کے جواز کی بنیاد یہ جواز اس بناء پر ہے کہ یہ کی دائن اور مدیون کے درمیان دَین سے کم مقدار پر مصالحت ہے، جو کہ مشروع صلح ہے، جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں "ضع شطر دینك"[2] "تم اپنے دَین کے بعض حصہ سے دستبردار ہو جاؤ"۔ اس سلسلہ میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد منظور ہو چکی ہے۔[3]
- کسی دوسری کرنسی میں دَین کی ادائیگی کی بنیاد یہ ہے کہ اس کا نتیجہ دونوں ذموں کو فارغ کرنے کی صورت میں نکلتا ہے، یعنی اس کا نتیجہ اسقاط کے ذریعہ دَین کی ادائیگی ہے، اور اس میں دیون کی خرید و فروخت کا ممنوع معاملہ بھی نہیں ہے۔ معیار میں مذکورہ بعض صورتوں کے بارے میں نصوص وارد ہوئی ہیں، جن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث بھی ہے "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

---

(۱) علامہ حطاب کی کتاب "تحریر الکلام فی مسائل الالتزام"، ص:۱۷۶ تا ۱۷۷ دیکھ لیا جائے۔ اور اس کی تائید کویت فائنانس ہاؤس کی چوتھی فقہی مجلس کی سفارشات اور قراردادوں میں آئی ہے۔

(۲) امام بخاری نے اس حدیث کی تخریج کی ہے: ۱/۱۷۹، ۲/۹۶۵۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۴ (۷/۲)۔

noorcentre.com

وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں بقیع میں اونٹ اس طرح بیچتا ہوں کہ بیع دیناروں کے ساتھ ہوتی ہے، جبکہ میں ان کی جگہ دراہم وصول کرتا ہوں، اور کبھی بیع دراہم سے ہوتی ہے اور میں ان کی جگہ دنانیر وصول کرتا ہوں، میں ان دونوں کا ایک دوسرے کی جگہ لین دین کرلیتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تم نے اسی دِن کی قیمت کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہو، اور اس حالت میں جدا ہوئے ہو کہ تمہارے درمیان کچھ بھی ادھار نہ ہو''۔[1] معیار میں مذکور بعض صورتیں مقاصہ کی قبیل سے ہیں جو کہ مشروع ہے۔

(۱) امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور حاکم نے اس حدیث کی تخریج کی ہے، اور امام حاکم نے اس کی تصحیح بھی کی ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوفاً بھی مروی ہے۔ التلخیص الحبیر: ۲۶/۳۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ہ)

فرہنگ

مرابحہ

یہ ادارے کا اپنے (خریداری کا مطالبہ کرنے والے) گاہک کو سامان فروخت کرنا ہے، اس کی قیمت یا لاگت پر متعیّن اضافہ کے ساتھ، جبکہ یہ اضافہ (مرابحہ کا نفع) عقد کا وعدہ کرتے وقت متعین کرلی جاتی ہے۔ اسے عام مرابحہ سے ممتاز کرنے کے لیے بینکاری مرابحہ کہا جاتا ہے۔ بینکوں کے مرابحہ میں ثمن ادھار ہوتی ہے، لیکن ادھار مرابحہ کے لوازم میں سے نہیں ہے، کیونکہ مرابحہ فوری بھی ہوتا ہے جس میں بیچنے والا صرف اصل نفع تک محدود رہتا ہے، مدت کی وجہ سے نفع میں اضافہ نہیں کرتا۔

پابند رہنے کی فیس

یہ وہ متناسب یا مقررہ رقم ہے جو ادارے گاہک سے معاملہ میں داخل ہونے کے لیے وصول کرتا ہے، اگرچہ گاہک اس کے ساتھ عقد نہ کرے۔

عربون [بیعانہ]

یہ مال کی وہ مقدار ہے جو خریدار گاہک عقد ہوجانے کے بعد ادارے کو اس طور پر دیتا ہے کہ اگر اس نے مقررہ مدت میں بیع نافذ کردی تو یہ رقم قیمت میں شمار ہوجائے گی، اور اگر اس نے خریداری سے انکار کیا تو یہ ساری رقم ادارے کی ہوجائے گی۔

مشترکہ تمویل

یہ کسی منصوبے کی تمویل میں ایک سے زائد فریقوں کی شرکت کا تعلق ہے، جس میں دو یا دو سے زائد

noorcentre.com

فریقوں کی مصلحت ہوتی ہے، اور اس میں نفع اور آمدنی کی تقسیم اس تناسب سے ہوتی ہے جس پر ان کا اتفاق ہوجائے، یا یہ کمپنیوں (مالیاتی اداروں) کے مجموعہ کے کسی ایک ادارے کی سربراہی میں کسی جائز طریقۂ تمویل کے ذریعہ مشترکہ سرمایہ کاری میں داخل ہونے کا نام ہے، اور منصوبے کی مدت کے دوران اس مجموعہ کا شریک کمپنیوں کے وجود سے الگ ایک مستقل وجود ہوتا ہے۔

کریڈٹ لمٹ [ادھار کی حد]

یہ رقم کی وہ زیادہ سے زیادہ حد ہے جو ادارہ اپنے گاہک کو فراہم کرنے کے لیے منظور کرتا ہے، اور گاہک متعدّد معاملات میں اس سے فائدہ حاصل کرنے کا حق دار ہوتا ہے، اور بعض اوقات یہ سہولت معاملات یا سامان کی کسی مخصوص نوع، یا کسی معینہ مدت کے ساتھ مقید ہوتی ہے۔

noorcentre.com

اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک*

(ترمیم شدہ معیار)

---

* یہ معیار پہلے "شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل، عدد ۲: اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اب اسے مجلسِ شرعی کی قرارداد کی بنیاد پر شرعی معیار کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

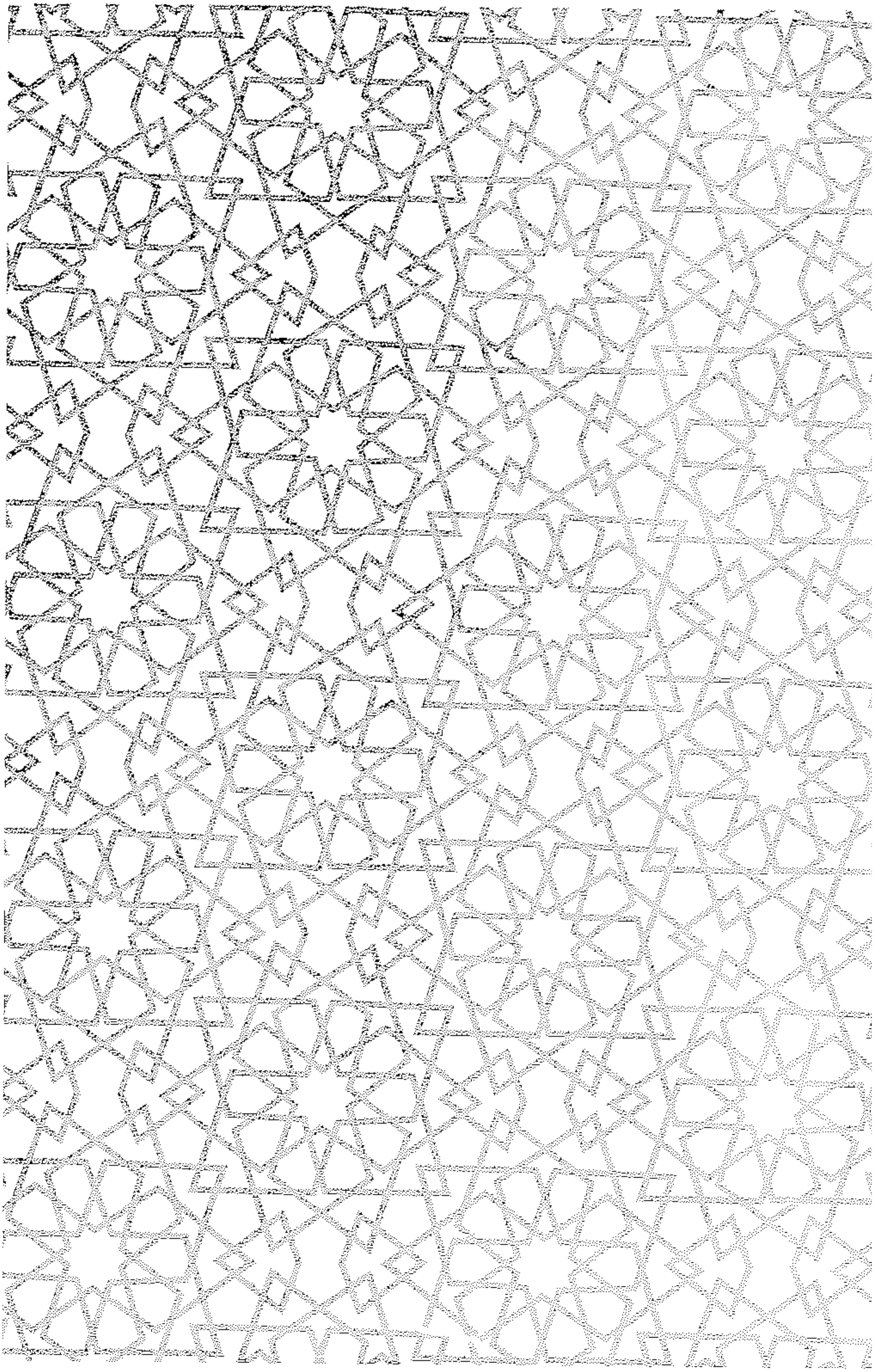

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۲۵۰

معیار کا متن ۲۵۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۲۵۱

۲- اجارہ کا وعدہ ۲۵۱

۳- اجارہ پر دیا جانے والا اثاثہ یا اس کی منفعت کا ادارے کی ملکیت میں ہونا ۲۵۲

۴- عقدِ اجارہ کا نفاذ اور اس کے احوال ۲۵۵

۵- اجارہ پر دیا گیا اثاثہ ۲۵۷

۶- اجارہ کی واجب الوصول رقم کے لیے ضمانتیں اور وصولی یقینی بنانے کے دیگر طریقے ۲۶۰

۷- اجارہ کے معاملہ میں پیش آمدہ تبدیلیاں ۲۶۲

۸- اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کی منتقلی ۲۶۵

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ ۲۶۷

معیار کی منظوری ۲۶۸

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۲۶۹

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۲۷۱

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۲۸۱

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی احکام اور بنیادوں کو بیان کرنا ہے، جس کی ابتدا اجارہ کے وعدے سے ہوگی (اگر ایسا وعدہ کیا جارہا ہے) اور اختتام اجارہ کے اثاثہ کی واپسی کی صورت میں ہوگا (عام اجارہ [operating lease] کی صورت میں) یا اجارہ کی مدت کے درمیان یا اختتام پر ملکیت کی منتقلی سے ہوگا (اجارہ منتہیہ بالتملیک کی صورت میں)۔ نیز اس معیار کا مقصد ان شرعی پابندیوں کو بھی بیان کرنا ہے جن کی رعایت کرنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے ضروری ہے۔

واللہ الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اثاثوں کے عام یا منتہیہ بالتملیک اجارہ کے مسائل پر مشتمل ہے، چاہے ادارہ کرایہ پر دینے والا ہو یا خود کرایہ دار ہو۔

یہ معیار اجارہ صکوک کے احکام پر مشتمل نہیں کیونکہ وہ سرمایہ کاری صکوک کے معیار میں بیان کیے گئے ہیں۔ اسی طرح یہ معیار اجارۂ اشخاص کے مسائل پر بھی مشتمل نہیں اس لیے کہ ان کے لیے علیحدہ معیار ہے۔

۲- اجارہ کا وعدہ

۱/۲　اصل تو یہی ہے کہ اجارہ ایسے اثاثہ جات یا ان کی منفعت پر کیا جائے جو مؤجر کی ملکیت میں پہلے سے موجود ہوں۔ تاہم یہ بھی جائز ہے کہ گاہک ادارے سے درخواست کرے کہ وہ کوئی ایسا اثاثہ خریدے یا کسی موجودہ اثاثہ کی ایسی منفعت حاصل کرے جسے وہ [گاہک] اجارہ پر لینے کی خواہش رکھتا ہے اور اس کا وعدہ بھی کرتا ہے۔

۲/۲　اصلاً تو اجارہ کا معاملہ کسی پیشگی عمومی مفاہمت کی یادداشت کے بغیر بھی مکمل ہو جاتا ہے جبکہ اجارہ فوری طور پر براہ راست کیا جا رہا ہو۔ تاہم یہ بھی جائز ہے کہ گاہک اور ادارہ کے درمیان ہونے والے اجارہ کے معاملات کے لیے پہلے عمومی مفاہمت کی یادداشت ترتیب دی جائے جو باہمی معاملات کی عمومی شرائط پر مشتمل ہو۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ عملاً اجارہ کا عقد کرتے وقت اجارہ کے ہر معاملہ کے لیے علیحدہ اجارہ کا عقد کیا جائے جس پر دونوں فریق دستخط کریں یا دونوں فریق آپس میں ایجاب و قبول کی دستاویزات

noorcentre.com

کا تبادلہ کرلیں جس میں عمومی مفاہمت کی یادداشت میں بیان کردہ عمومی شرائط کا حوالہ دیا گیا ہو۔

۳/۲ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ اجارہ پر لینے کا وعدہ کرنے والے گاہک سے ایک مخصوص رقم طلب کرے جس سے اجارے پر لینے کے وعدے کی تنفیذ اور اس پر مرتب ہونے والی ذمہ داریوں کے بارے میں گاہک کی سنجیدگی یقینی بنائی جاسکے، بشرطیکہ اگر گاہک مطلوبہ چیز اجارہ پر لینے سے انکار کرے تو اس رقم سے حقیقی نقصان کے علاوہ کوئی کٹوتی نہ کی جائے۔ لہٰذا اجارہ منتہیہ بالتملیک کی صورت میں اگر گاہک اجارہ پر لینے کے وعدہ سے پھر جائے اور ادارہ یہ اثاثہ کسی اور کو اجارہ منتہیہ بالتملیک پر دے تو اثاثے کی لاگت اور فریقِ ثالث سے حاصل ہونے والی اجرت کے فرق کو گاہک سے وصول کیا جاسکتا ہے۔ عام اجارہ کی صورت میں اجارہ پر دیے جانے والے اثاثے کی لاگت اور فریقِ ثالث کو بیچ کر ادارے کو حاصل ہونے والی رقم کے فرق کو وعدہ خلافی کرنے والے گاہک سے وصول کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اگر ادارے نے اس اثاثہ کو فروخت نہیں کیا تو وہ کسی نقصان کا عوض لینے کا مجاز نہیں۔

۴/۲ گاہک کی سنجیدگی کی ضمانت کے طور پر لی گئی مذکورہ پیشگی رقم (ہامشِ جدیہ) یا تو بینک کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھی گئی امانت ہے جسے استعمال کرنا اس کے لیے جائز نہیں یا سرمایہ کاری کی غرض سے رکھی گئی رقم ہے: اس طور پر کہ گاہک نے ادارے کو مضاربت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرنے کی غرض سے دی ہے۔ اس رقم کو اجارے کے معاہدہ کی تعمیل کے وقت اجرت میں سے شمار کرنے پر اتفاق کیا جاسکتا ہے۔

۳- اجارہ پر دیا جانے والا اثاثہ یا اس کی منفعت کا ادارے کی ملکیت میں ہونا

۱/۳ کسی متعین اثاثہ پر ہونے والے اجارہ کے صحیح ہونے کے لیے اس اثاثہ یا اس کی منفعت کا عقد سے قبل [موجر/ادارے کی] ملکیت میں ہونا ضروری ہے:

۳/۱/۱ اگر وہ اثاثہ یا اس کی منفعت پہلے سے ادارے کی ملکیت میں ہی ہو، جو کہ اصل ہے، تو دونوں فریقوں کے اتفاق سے اجارہ کا عقد کیا جا سکتا ہے۔

noorcentre.com

۳/۱/۲ تاہم اگر وہ اثاثہ ادارے نے اجارہ کا وعدہ کرنے والے گاہک (دیکھیے شق ۲/۳) یا کسی تیسرے فریق سے حاصل کرنا ہے، تو اجارہ کا معاہدہ اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک ادارہ اس کی ملکیت حاصل نہ کر لے۔ یہ ملکیت محض خرید و فروخت کے عمل سے بھی منتقل ہو جاتی ہے، اگرچہ وہ اثاثہ ادارے کے نام پر رجسٹر نہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں خریدار ادارے کا حق ہے کہ وہ حقیقی ملکیت کے ثبوت میں کاؤنٹر ڈیڈ (counter deed) حاصل کر لے۔

۳/۲ کسی شخص یا فریق سے اثاثے کی ملکیت حاصل کر کے اسی کو اجارہ پر دینا جائز ہے۔ اس صورت میں ادارہ جس عقدِ بیع کے ذریعے ملکیت حاصل کرے اس عقدِ بیع میں اجارہ کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۳/۳ جس نے کسی اثاثے کو اجارہ پر لیا تو اس کے لیے اسے اس کے مالک کے علاوہ کسی بھی شخص کو آگے اجارہ پر دینا جائز ہے، چاہے وہ اتنی ہی اجرت پر دے جتنی اجرت پر اس نے خود لیا تھا یا اس سے کم میں یا اس سے زیادہ میں دے۔ اور اجرت چاہے فوری واجب الاداء ہو یا تاخیر سے واجب الاداء ہو (ایسے معاملہ کو ذیلی اجارہ کہا جاتا ہے)، الّا یہ کہ مالک نے کسی اور کو اجارہ پر دینے کی ممانعت کی شرط لگائی ہو یا آگے اجارہ پر دینے کے لیے پیشگی اجازت لینے کی شرط لگائی ہو۔

۳/۴ کرایہ دار کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اجارہ پر لیا گیا اثاثہ پہلے اجارہ کی مدت کے دوران اس کے مالک کو واپس اجارہ پر دیدے، چاہے وہ اتنی ہی اجرت پر دے جتنی اجرت پر اس نے خود اجارہ پر لیا تھا یا اس سے کم یا اس سے زیادہ میں دے، بشرطیکہ دونوں اجرتیں فوری واجب الاداء ہوں۔ البتہ اگر یہ ذیلی اجارہ اجرت یا مدت میں تبدیلی کی وجہ سے عقدِ عینہ کا ذریعہ بن جائے تو ناجائز ہوگا۔ مثلاً پہلا اجارہ ایک سو دینار فوری پر کیا گیا پھر اسی کو کرایہ دار

noorcentre.com

نے مالک کو ایک سو دس دینار اجرتِ مؤخرہ پر دے دیا، یا پہلے اجارہ کا معاہدہ تو ایک سو دس دینار اجرتِ مؤخرہ پر کیا گیا پھر دوسرا معاہدہ سو دینار فوری اجرت پر کیا گیا، یا یہ کہ دونوں معاہدوں میں اجرت تو برابر ہی ہو لیکن پہلے میں اجرت کی ادائیگی کی مدت ایک ماہ کی جبکہ دوسرے میں دو ماہ کی مدت رکھی گئی ہو۔

۳/۵ یہ جائز ہے کہ کسی مخصوص صفات کے حامل غیر متعین اثاثے کی حوالگی اپنے ذمہ لے کر اس پر اجارے کا عقد کیا جائے، اگرچہ وہ اثاثہ فی الحال اجارہ پر دینے والے کی ملکیت میں نہ ہو (اسے اجارہ موصوفہ فی الذمہ کہا جاتا ہے)، بشرطیکہ اس مخصوص صفات کے حامل اثاثے کو عقدِ اجارہ کرتے وقت ایک متعین تاریخ پر کرایہ دار کے حوالہ کرنے پر اتفاق کر لیا گیا ہو اور اس بات کا جائزہ بھی لے لیا گیا ہو کہ اس مدت میں کرایہ پر دینے والے کے لیے ایسے اثاثے کی ملکیت حاصل کرنا یا تیار کرنا ممکن بھی ہے۔ ایسا معاملہ اگر لفظِ سلم یا سلف کے بغیر کیا جائے تو اس میں اجرت پیشگی دینا ضروری نہیں۔ پھر اگر کرایہ پر دینے والا کرایہ دار کو اس کی مطلوبہ صفات سے غیر موافق اثاثہ سپرد کرے تو اسے انکار کرنے اور مطلوبہ صفات کے حامل اثاثہ طلب کرنے کا حق ہے۔

۳/۶ صارف کے لیے جائز ہے کہ وہ جس اثاثے کو اجارہ پر لینا چاہتا ہے اس کی خریداری میں ادارے کے ساتھ شراکت کرے پھر ادارے کے حصے کو اجارہ پر حاصل کر لے۔ ایسی صورت میں ادارے کو ملنے والی مقررہ اجرت اس کے ملکیتی حصے کے عوض ہوگی کیونکہ کرایہ دار خود بھی ایک حصے کا مالک ہے اور وہ صرف اسی حصے کی اجرت دینے کا پابند ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے۔

۳/۷ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ صارفین میں سے ہی کسی صارف کو مطلوبہ اثاثوں کی خریداری کے لیے اپنا وکیل مقرر کرے مثلاً آلات، مشینری وغیرہ جن کی صفات اور قیمت مکمل بیان کی گئی ہو اور مقصد یہ ہو کہ ادارہ ان اثاثوں کو اپنے حقیقی یا حکمی قبضے میں لانے کے بعد گاہک کو اجارہ پر دے دے گا۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ جہاں میسر ہو سکے وہاں

گاہک کے علاوہ کسی اور کو خریداری کے لیے وکیل بنایا جائے۔

noorcentre.com

۴- عقدِ اجارہ کا نفاذ اور اس کے احوال

۱/۴ عقدِ اجارہ کا نفاذ اور اس کے نتائج

۴/۱/۱ اجارہ کا عقد ایک لازمی عقد ہے جسے کوئی ایک فریق دوسرے کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ طور پر ختم یا تبدیل کرنے کا مجاز نہیں (دیکھیے شق ۵/۲/۲، ۷/۲/۱اور ۷/۲/۲) البتہ بعد میں کسی پیش آنے والے عذر کی وجہ سے اجارہ کا معاہدہ منسوخ کیا جاسکتا ہے۔(دیکھیے شق ۷/۲/۱)

۴/۱/۲ اجارہ کی مدت مقرر کرنا ضروری ہے۔ اس مدت کی ابتدا عقد کی تاریخ سے ہی ہوگی، سوائے اس کے کہ دونوں فریق اجارہ کے معاہدے کی ابتداء کسی اور متعین مدت سے کرنے پر راضی ہوں، ایسے معاملے کو 'اجارہ مضاف الی المستقبل' کہتے ہیں یعنی وہ اجارہ جس کا نفاذ مستقبل کی مقررہ تاریخ سے ہوگا۔

۴/۱/۳ اگر کرائے پر دینے والا عقدِ اجارہ میں مقررہ تاریخ تک اثاثہ کرایہ دار کے حوالے نہ کرے تو وہ اس مقررہ تاریخ سے عملی قبضے تک کی درمیانی مدت کی کسی اجرت کا حقدار نہیں ہوگا اور اسی کے بقدر اجرت بھی کم کرلی جائے گی الّا یہ کہ دونوں فریق اسی مدت کے برابر مدت، عقدِ اجارہ کی مقررہ مدت کے بعد بڑھانے پر متفق ہوں۔

۴/۱/۴ عقدِ اجارہ کے انعقاد کے وقت عربون [بیعانہ] لینا جائز ہے بشرطیکہ کرایہ دار کو کسی مقررہ مدت کے دوران اجارہ منسوخ کرنے کا حق ہو، اور اجارہ کا معاملہ برقرار رہنے کی صورت میں عربون پیشگی اجرت سمجھی جائے گی۔ اجارہ کے معاملہ سے انکار کرنے کی صورت میں کرائے پر دینے والے کے لیے عربون ضبط کرنا جائز ہے، تاہم بہتر یہی ہے کہ کرائے پر دینے والا حقیقی نقصان سے زائد عربون کی رقم

noorcentre.com

سے دستبردار ہو جائے۔ (دیکھیے شق ۳/۲)

۲/۴ اجارہ کی صورتیں

۱/۲/۴ جائز ہے کہ ایک ہی اثاثے پر متعدّد کرایہ داروں کے ساتھ مختلف دورانیے کے لیے متعدد اجارہ کے معاملات اس طرح کیے جائیں کہ کسی ایک مدت میں ایک ہی اثاثے پر دو معاملات جمع نہ ہوں۔ اس صورت کو "ترادف الاجارات" (successive leases) کہتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک اجارہ دوسرے اجارے کے بعد نافذ ہوتا ہے، ایک سے زائد اجارہ بیک وقت نافذ نہیں ہوتے۔ اس طرح کے معاملات اجارہ مضاف الی المستقبل کی بنیاد پر ہی کیے جاسکتے ہیں۔ (دیکھیے شق ۲/۱/۴)

۲/۲/۴ جب کرایہ پر دینے والے نے ایک متعین مدت کے لیے متعین اثاثے پر اجارہ کرلیا تو اب اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ یہی اثاثہ کسی دوسرے کرایہ دار کو اس اجارہ کی حالیہ یا باقی ماندہ مدت کے دوران اجارہ پر دے۔ (دیکھیے شق ۷/۱/۲)

۳/۲/۴ جائز ہے کہ ایک ہی اثاثے کی منفعت پر متعدّد کرایہ داروں کے ساتھ متعدد اجارے کے معاہدے اس طور پر کیے جائیں کہ ہر ایک کی مدت تو معلوم ہو لیکن انفرادی طور پر ہر کرایہ دار کے لیے مدت مخصوص نہ ہو، بلکہ ہر کرایہ دار عرف کے مطابق اپنے لیے مقرر کیے گئے اوقات میں اس اثاثے سے منفعت حاصل کرنے کا حق دار ہو۔ یہ اثاثے سے باری باری فائدہ حاصل کرنے (time sharing) کی ایک صورت ہے۔

۴/۲/۴ جائز ہے کہ کرایہ دار آگے کرایہ پر دینے سے پہلے دوسروں کو اپنے ساتھ اپنی مملوکہ منفعت میں اس طرح شریک کرے کہ ان کو اس منفعت میں حصہ دار بنادے۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ کرایے پر لیے ہوئے اثاثے کی منفعت میں شریک بن جائیں گے اور منفعت کی ملکیت حاصل کرنے اور اثاثے کو آگے کرایہ

پر دینے کے بعد ہر شریک حاصل ہونے والے کرائے میں اپنی شراکت داری کے تناسب سے حقدار ہوگا۔

noorcentre.com

۵- اجارہ پر دیا گیا اثاثہ

۱/۵ اجارہ پر حاصل کیے گئے اثاثے یا منفعت کے احکام

۱/۱/۵ اجارہ پر دیے جانے والے اثاثے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی منفعت سے استفادہ اس کے وجود کے باقی رہنے کے ساتھ ممکن ہو۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وہ منفعت شرعاً جائز ہو، لہٰذا کسی رہائش گاہ یا آلہ کو کسی حرام مقصود کام کے لیے اجارہ پر دینا جائز نہیں، جیسے سودی بینک کے لیے جگہ اجارہ پر دینا یا کسی ناجائز سامان کی خرید و فروخت یا ذخیرہ کرنے کے لیے دکان کا اجارہ یا کسی ناجائز سامان کی منتقلی کے لیے گاڑی اجارہ پر دینا۔

۲/۱/۵ مشترکہ اثاثہ کے کسی ایک غیر منقسم حصہ کو اجارہ پر دینا جائز ہے، چاہے کرایہ دار اس میں شریک ہو یا نہ ہو۔ ایسی صورت میں کرایہ دار اجارہ کے حصہ سے اسی طریقہ سے منفعت حاصل کرے گا جیسے مالک منفعت حاصل کرتا تھا (یعنی اس اثاثہ کے منافع کو زمانے یا جگہ کے اعتبار سے دونوں بدل بدل کر استعمال کریں گے) یا کوئی دوسرا طریقہ جس پر دونوں شریک راضی ہوں۔

۳/۱/۵ کسی رہائشی جگہ یا آلات کو اجارہ پر دینا جائز ہے، اگرچہ کرایہ دار غیر مسلم ہی ہو، جبکہ اجارہ کسی جائز غرض کے لیے کیا جا رہا ہو، جیسے رہائش کے لیے گھر، سفر یا سامان کی منتقلی کے لیے سواری، معلومات محفوظ رکھنے کے لیے کمپیوٹر اجارہ پر لینا۔ الّا یہ کہ کرایہ پر دینے والے کو معلوم ہو جائے یا اسے غالب گمان ہو کہ یہ اثاثہ کسی ناجائز کام یا استعمال کے لیے اجارہ پر لیا جا رہا ہے [پھر اس صورت میں اجارہ پر دینا جائز نہیں]۔

noorcentre.com

۴/۱/۵ کرایہ دار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اجارہ کے اثاثہ کو اس کے مناسب یا معروف طریقہ سے استعمال کرے اور تمام متفقہ اور جائز شرائط کی پابندی کرے۔ نیز غلط استعمال، زیادتی یا غفلت سے اجارہ کے اثاثہ کو نقصان پہنچانے سے بچنا ضروری ہے۔

۵/۱/۵ کرایہ پر دینے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجارہ کے اثاثہ کی ان خرابیوں سے اپنے آپ کو بری قرار دے جو اس اثاثہ سے منفعت حاصل کرنے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ اسی طرح بعد میں پیدا ہونے والی ان خرابیوں سے بھی بری ہونے کی شرط لگانا جائز نہیں جو مقصودی منفعت پر اثر انداز ہوئی ہوں، چاہے وہ خرابی خود اس کے عمل سے پیدا ہو یا غیر اختیاری عناصر سے وجود میں آئی ہو۔

۶/۱/۵ اگر کرایہ دار کی زیادتی سے اجارہ کے اثاثہ کی منفعت مکمل طور پر یا جزوی طور پر ختم ہوجائے، صرف اس کا وجود باقی رہے، تو کرایہ دار اس اثاثے کو اپنی حالت پر لوٹانے یا اس کو درست کرنے کا پابند ہے، اور جتنی مدت اس کی منفعت سے محرومی رہی، اس کی اجرت بھی معاف نہیں ہوگی۔

۷/۱/۵ کرایہ پر دینے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ کرایہ دار کو اجارہ کے اثاثہ کی ایسی بڑی دیکھ بھال کا پابند کرے جس پر اس اثاثے کی منفعت موقوف ہو۔ البتہ یہ جائز ہے کہ ایسی مرمت کروانے کے لیے اپنے خرچہ پر کرایہ دار کو وکیل مقرر کردے۔ کرایہ دار کے ذمہ معمول کی یا میعادی دیکھ بھال ہی ہے۔

۸/۱/۵ اجارہ کا اثاثہ اجارہ کی مکمل مدت میں کرایہ پر دینے والے کے ذمہ [ضمان] میں ہوگا جب تک کہ کرایہ دار سے کوئی زیادتی یا غفلت نہ ہو۔ مالک کے لیے جائز ہے کہ جہاں تک ممکن ہو جائز انشورنس حاصل کرے۔ انشورنس کا خرچہ کرایہ پر دینے والے پر ہی ہے۔ کرایہ پر دینے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ اجرت کے تعیّن میں اس خرچہ کو بھی مدِ نظر رکھے، تاہم معاہدہ ہوجانے کے بعد اس متوقع

خرچ کی مقدار سے زائد کسی خرچ کے بوجھ کو کرایہ دار پر ڈالنا جائز نہیں ہے۔ یہ بہر حال جائز ہے کہ کرایہ پر دینے والا انشورنس کی رقم کی ادائیگی کے لیے کرایہ دار کو وکیل بنائے اور ادائیگی کرایہ پر دینے والے کے ذمہ ہو۔

noorcentre.com

۲/۵ اجرت کے احکام

۱/۲/۵ جائز ہے کہ اجرت نقدی کی شکل میں ہو یا کوئی اثاثہ ہو یا کوئی منفعت ہو۔ اجرت کا معلوم ہونا ضروری ہے، چاہے پوری مدت کے لیے مکمل مقدار طے کر لی جائے یا مدت کے مختلف دورانیے کے لیے قسطیں طے کر لی جائیں، خواہ یہ مقدار متعین ہو یا دونوں فریقوں کے معلوم شدہ حساب سے بدلتی رہے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (دیکھیے شق ۳/۲/۵)

۲/۲/۵ اجرت اگرچہ عقد کرنے سے واجب ہو جاتی ہے لیکن کرایہ پر دینے والے کے لیے مطالبہ کا حق، کرایہ دار کے منفعت حاصل کرنے یا منفعت کے حصول کی قدرت ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، محض معاہدہ پر دستخط کرنے سے نہیں ہوتا۔ جائز ہے کہ معاہدہ طے ہو جانے کے بعد ایک ساتھ ہی تمام اجرت ادا کر دی جائے یا اجارہ کی مکمل مدت کے برابر یا کم یا زیادہ مدت میں قسطوں میں ادا کیا جائے۔ تاہم اگر مقررہ وقت کے بعد کرایہ پر دینے والا اجارہ کے اثاثہ کو معروف تاخیر سے بھی زیادہ تاخیر سے سپرد کرے تو اجرت دینا واجب نہیں۔

۳/۲/۵ متغیر اجرت طے ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ مدت کے پہلے دورانیہ کے لیے اجرت کی مقدار معلوم ہو اور آئندہ کے دورانیوں کے لیے اجرت کسی معلوم اشاریہ سے منسلک کر لی جائے جس کی بنیاد پر آئندہ دورانیوں کے کرایوں کا تعیّن کیا جائے۔ اس اشاریہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی معلوم معیار سے مربوط ہو جس کی وجہ سے نزاع کا امکان نہ رہے۔ اس کے لیے بلند ترین اور نچلی [cap and floor] حد بھی مقرر کی جائے کیونکہ یہ اشاریہ بقیہ ماندہ دورانیوں کی

noorcentre.com

اجرت کے تعیّن کی بنیاد بنے گا۔

۵/۲/۴ اس بات پر اتفاق کرنا جائز ہے کہ اجرت دو معلوم حصوں میں تقسیم کی جائے، ایک حصہ کرایہ پر دینے والے کو دے دیا جائے اور دوسرا حصہ کرایہ دار ہی کے پاس رہے تاکہ وہ اس سے کرایہ پر دینے والے پر واجب الاداء اخراجات میں استعمال کر سکے، مثلاً بڑی دیکھ بھال اور انشورنس وغیرہ۔ اس دوسرے مد میں سے بچنے والی علی الحساب [on account] رقم کرایہ پر دینے والے کی ہوگی۔ جبکہ اگر رقم کم پڑ جائے تو اس کمی کو کرایہ پر دینے والا ہی پورا کرے گا۔

۵/۲/۵ مستقبل کے دورانیوں کی اجرتوں میں باہمی اتفاق سے تبدیلی کی جاسکتی ہے، یعنی صرف اس عرصہ کے لیے جس میں اجارہ کے اثاثہ سے ابھی تک منفعت حاصل نہیں کی گئی۔ رہی گذشتہ زمانے کی وہ اجرت جو ابھی تک ادا نہیں کی گئی ہے، وہ تو کرایہ دار کے ذمہ قرض بن چکی ہے، اس میں کسی اضافے کی شرط لگانا جائز نہیں۔

۶- اجارے کی واجب الوصول رقم کے لیے ضمانتیں اور وصولی یقینی بنانے کے دیگر طریقے

۱/۶ اجرت اور کرایہ دار کی زیادتی و کوتاہی سے ہونے والے اخراجات کی وصولیابی کو یقینی بنانے کے لیے تمام قسم کی جائز ضمانتیں لینا جائز ہے، مثلاً کرایہ دار کا کوئی اثاثہ رہن رکھنا یا کسی کی ضمانت لی جائے، یا کرایہ دار اپنے ان حقوق کا حوالہ کر دے جو اس کے کسی دوسرے کے ذمہ واجب ہیں، چاہے وہ حقوق فیملی یا جنرل تکافل کے معاوضے ہی ہوں۔

۲/۶ پیشگی اجرت لینے کی شرط لگانا جائز ہے جس طرح اجرت کو اقساط میں لینا جائز ہے۔ کرایہ پر دینے والا قسطوں میں اجرت لینے کی صورت میں کرایہ دار پر یہ شرط لگا سکتا ہے کہ اگر اس نے نوٹس ملنے کی متعیّن مدت کے بعد بھی کسی ایک قسط یا متعدد اقساط کی ادائیگی میں بغیر معتبر

عذر کے تاخیر کی تو بقیہ اقساط فوری ادا کرنا ہوں گی بشرطیکہ اجارہ کی بقیہ مدت میں کرایہ دار اجارہ کے اثاثہ سے منفعت حاصل کر سکے۔ اجرت چاہے بطورِ شرط پیشگی لی جائے یا کرایہ دار کی تاخیر کی وجہ سے فوری ہو جائے، بہر صورت اجارہ کی مدت کے اختتام یا قبل از مدت فسخ ہو جانے کے وقت اس کا تصفیہ ہو گا۔ پیشگی اجرت طے ہو جانے کے بعد کرایہ پر دینے والا جو بھی مہلت کرایہ دار کو دے وہ اس کی طرف سے رعایت ہی سمجھی جائے گی، کرایہ دار کا حق نہیں ہو گا۔ اس میں شق ۲/۲/۵ کی رعایت رکھنا لازم ہے۔

noorcentre.com

۳/۶ اجرت کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے کرایہ پر دینے والے کے لیے اجرت میں کسی اضافے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔ (دیکھیے شق ۴/۶)

۴/۶ اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے معاہدے میں یہ صراحت کرنا جائز ہے کہ کرایہ دار اپنے اوپر التزام کرے کہ اگر اس نے وقتِ مقررہ پر ادائیگی کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا تو ایک متعیّن رقم یا اجرت کے ایک حصہ کے بقدر رقم شرعی مصارف پر صدقہ کرے گا، بشرطیکہ وہ رقم ادارے کی مجلسِ شرعی کی مشاورت سے خیر کے مصارف میں خرچ کی جائے۔

۵/۶ کرایہ دار سے لی گئی پیشگی ضمانتوں کے نافذ کرنے کی صورت میں، کرایہ پر دینے والا صرف گزشتہ دورانیے کی واجب الوصول اجرت ہی وصول کر سکتا ہے۔ اجرت کی تمام قسطیں وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ ان میں وہ اقساط بھی ہیں جن کی مقررہ میعاد ابھی تک نہیں آئی اور نہ ہی ان کے مقابلے میں کوئی منفعت حاصل کی گئی ہے۔ کرایہ پر دینے والا ان ضمانتوں سے کرایہ دار کے معاہدے کی خلاف ورزی سے پیدا ہونے والے تمام قسم کے نقصانات کا جائز عوض وصول کر سکتا ہے۔

noorcentre.com

۷- اجارہ کے معاملہ میں پیش آمدہ تبدیلیاں

۷/۱ اجارہ کی اثاثہ کی فروخت یا تباہی

۷/۱/۱ اگر کرایہ پر دینے والا اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کو ہی فروخت کردے تو اجارہ کا معاہدہ ختم ہوجائے گا، اس لیے کہ اس اثاثہ کی ملکیت اب کرایہ دار کو منتقل ہوگئی جس کی وجہ سے اس اثاثہ کے فوائد بھی کرایہ دار کی ملکیت میں آگئے۔

۷/۱/۲ کرایہ پر دینے والا اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو فروخت کرسکتا ہے اور اس اثاثہ کی ملکیت اور اجارہ کی تمام حقوق اور ذمہ داریاں خریدار کو منتقل ہوجائیں گے کیونکہ اب وہ تیسرے فریق کا حق بن گئی ہیں، اس معاملہ میں کرایہ دار کی رضامندی بھی شرط نہیں ہے۔ تاہم اگر خریدار کو اس اجارہ کے معاملے کا علم نہیں تھا تو اسے اس خرید وفروخت کو ختم کرنے کا اختیار ہے، لیکن اگر وہ اس اجارہ کو جانتا تھا اور اس نے یہ معاملہ قبول کرلیا تھا تو باقی مدت کی تمام اجرت لینے میں وہ سابقہ مالک کے قائم مقام ہوجائے گا۔

۷/۱/۳ اگر اجارہ کسی متعیّن اثاثہ کے لیے ہو اور وہ اثاثہ مکمل تباہ ہوگیا تو اجارہ کا معاہدہ منسوخ ہوجائے گا اور اس صورت میں بقیہ مدت کی اجرت کی ادائیگی کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۷/۱/۴ اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کے پاس امانت ہے، اس کے کسی نقصان کا وہ ذمہ دار نہیں، البتہ اگر وہ اثاثہ اس کی زیادتی یا کوتاہی سے ضائع ہوجائے تو اگر اس اثاثہ کی کوئی مثل ہے تو وہ اس کی مثل دے گا ورنہ اس اثاثے کے تباہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے گا۔

۷/۱/۵ اگر اجارہ کے اثاثہ کو کوئی جزوی نقصان پہنچے جس کی وجہ سے اس سے منفعت حاصل کرنا ممکن نہ رہے تو کرایہ دار کو اجارہ ختم کرنے کا حق حاصل ہوجاتا ہے۔ وہ کرایہ پر

دینے والے سے اجرت میں کی منظور کرا کر اپنے اس حق سے دستبردار بھی ہو سکتا ہے۔ جس دوران کرایہ دار اس سے منفعت حاصل کرنے سے قاصر رہا، اتنی مدت کی اجرت کرایہ پر دینے والا اس سے طلب نہیں کر سکتا، سوائے اس کہ باہمی رضامندی سے اتنی ہی مدت اجارہ کے مقررہ اختتام پر بڑھادی جائے۔ دیکھیے شق ۶/۱/۵۔

noorcentre.com

۷/۱/۶ اجارہ موصوفہ فی الذمہ [کسی مخصوص صفات کا حامل اثاثہ اپنے ذمہ لے کر اس کا اجارہ کرنے] میں اگر اثاثہ مکمل تباہ ہو جائے یا جزوی نقصان پہنچے تو اس جیسا اثاثہ پیش کرنا کرایہ پر دینے والے پر لازم ہو جاتا ہے اور باقی مدت کے لیے عقدِ اجارہ باقی رہتا ہے، الّا یہ کہ وہ دونوں اس وقت کسی دوسرے حل پر اتفاق کر لیں۔ لیکن اگر اس اثاثہ کا بدل نہ مل سکے تو معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ (دیکھیے شق ۵/۳)

۷/۱/۷ اگر کرایہ دار اجارہ کا اثاثہ استعمال کرنا چھوڑ دے یا مالک کی رضامندی کے بغیر اسے واپس کر دے تب بھی بقیہ مدت کی اجرت حسبِ سابق واجب الادا ہی رہے گی اور کرایہ پر دینے والے کے لیے اس دوران وہ اثاثہ کسی دوسرے کو اجارہ پر دینے کا حق نہیں ہوگا، بلکہ وہ اسے موجودہ کرایہ دار کے تصرّف ہی میں رہنے دے گا۔ تاہم اگر کرایہ دار بقیہ مدت سے کرایہ پر دینے والے کے حق میں دستبردار ہو جائے تو اجارہ ختم ہو جائے گا۔

۷/۲ اجارہ کا منسوخ ہونا، مکمل ہونا اور اس کی تجدید کرنا

۷/۲/۱ دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے اجارہ کا عقد منسوخ کیا جا سکتا ہے، کسی ایک فریق کے لیے اسے یک طرفہ طور پر ختم کرنا جائز نہیں، سوائے اس کے کہ کوئی ناگہانی عذر پیش آجائے، یا ایسا عیب پیدا ہو جائے جو اجارہ کے اثاثہ سے منفعت حاصل کرنے میں ہی رکاوٹ بن جائے تو کرایہ دار اجارہ ختم کر سکتا

noorcentre.com

ہے۔ کسی فریق نے محدود مدت کے لیے واپس لوٹانے کا اختیار [خیارِ شرط] اپنے پاس رکھا ہو تو وہ بھی یک طرفہ ختم کر سکتا ہے۔

۷/۲/۲ کرایہ پر دینے والا یہ شرط لگا سکتا ہے کہ اگر کرایہ دار نے اجرت بالکل نہیں دی یا تاخیر سے دی تو اجارہ ختم ہو جائے گا۔

۷/۲/۳ کسی ایک فریق کے وفات پا جانے سے اجارہ ختم نہیں ہوگا۔ البتہ اگر فوت ہونے والے فریق کے ورثاء یہ ثابت کر دیں کہ یہ معاہدہ ان کے مورث کی وفات کے باعث ان کے لیے ناقابلِ برداشت بوجھ بن گیا ہے یا یہ ان کی ضرورت سے زائد ہے تو یہ معاہدہ ختم کر سکتے ہیں۔

۷/۲/۴ اگر کسی مخصوص اثاثہ کو اجارہ پر لیا جائے اور وہ مکمل تباہ ہو جائے یا اس کی مقصودی منفعت کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اس اثاثہ سے منفعت حاصل کرنا ممکن نہ رہے تو اجارہ کا عقد ختم ہو جائے گا۔

۷/۲/۵ دونوں فریق باہمی رضامندی سے اجارہ کا معاملہ شروع ہونے سے پہلے اسے ختم کر سکتے ہیں۔

۷/۲/۶ اجارہ کی میعاد مکمل ہونے سے معاملہ اپنی تکمیل کو پہنچ جاتا ہے لیکن نقصان سے حفاظت کے عذر کی وجہ سے اسے باقی رکھا جا سکتا ہے، جیسے نقل وحمل کی سواری اجارہ پر لینے کی صورت میں منزلِ مقصود پر تاخیر سے پہنچنا یا کرایہ پر لی ہوئی زمین پر کھیتی کا دیر سے نکلنا۔ ان صورتوں میں بقیہ مدت کے لیے اجارہ اجرتِ مثل کے ساتھ جاری رہے گا۔ دوسری مدت کے لیے اجارہ کی تجدید بھی جائز ہے، چاہے یہ تجدید سابقہ مدت ختم ہونے سے پہلے کی جائے یا سابقہ معاہدہ کی اس شق کی وجہ سے خود بخود ہو جائے جس کی رو سے کسی بھی فریق کی طرف سے عدمِ تجدید نہ ملنے کی صورت میں ہر نئی مدت کی ابتداء پر تجدید ہو جائے گی۔

۸- اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کی منتقلی

noorcentre.com

۱/۸ اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کرایہ دار کی طرف منتقلی کا طریقۂ کار اجارہ کے معاہدہ نامہ سے علیحدہ دستاویز میں طے ہونا چاہیے اور اس کے لیے درج ذیل میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے:

۱/۱/۸ علامتی یا حقیقی قیمت پر بیچنے کا وعدہ یا اجارہ کی مدت کے دوران باقی ماندہ مدت کی اجرت پر یا بازاری قیمت پر بیچنے کا وعدہ۔

۲/۱/۸ وعدۂ ہبہ، جو بقیہ اقساط کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہو۔

۳/۱/۸ عقدِ ہبہ جو کہ بقیہ اقساط کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہو۔

ہبہ یا بیچنے کا وعدہ ہو یا مشروط عقدِ ہبہ ہو، ان تمام کو علیحدہ دستاویزات میں لکھتے وقت یہ لکھنا جائز نہیں ہے کہ یہ [دستاویز/دستاویزات] عقدِ اجارہ منتہیہ بالتملیک کا لازمی حصہ ہیں۔

۲/۸ ملکیت کی منتقلی سے متعلق شق [۱/۸] میں مذکور طریقوں کے تمام وعدے صرف وعدہ کرنے والے پر لازم ہیں اور صرف اسی ایک فریق تک ہی یہ تمام لازمی وعدے محدود رہنا ضروری ہیں۔ دوسرے فریق کو بہر حال اختیار ہونا چاہیے تاکہ یہ وعدے ان دوطرفہ ممنوع لازم وعدوں سے ممتاز ہوجائیں جو عقد سے مشابہت رکھتے ہیں۔

۳/۸ ہبہ یا فروخت کے وعدے کے ذریعے ہونے والی ملکیت کی منتقلی کی تمام صورتوں میں وعدے کی تکمیل کے وقت ملکیت کی منتقلی کا مستقل عقد ہونا ضروری ہے، محض سابقہ وعدے کی دستاویز کی وجہ سے خود بخود ملکیت منتقل نہیں ہوگی۔

۴/۸ اگر اقساط کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہبہ، اجارہ کے معاہدے کے ساتھ متصل ہو اور یہ وعدہ علیحدہ دستاویز کے ذریعے کیا گیا ہو، تو اس شرط کے پورے ہوتے ہی کرایہ دار کو ملکیت منتقل ہوجائے گی اور کسی دوسرے معاہدہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ البتہ اگر کرایہ

noorcentre.com

دار نے قسط کی ادائیگی میں مقررہ وقت سے تاخیر کی اگرچہ ایک ہی قسط میں کی ہو تو شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے ملکیت منتقل نہیں ہوگی۔

۸/۵ اگر اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کو اجارہ منتہیہ بالتملیک پر دینے سے پہلے اسی کرایہ دار سے ہی خریدا گیا تھا تو عقدِ عینہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اجارہ کے معاہدے اور کرایہ دار کو بیچنے کے وقت کے درمیان اتنی مدت ہو جس میں اجارہ کے اثاثہ یا اس کی قیمت میں تبدیلی آجائے۔ یہ اصول اس صورت پر بھی لاگو ہوتا ہے جہاں اجارہ کی مدت کے دوران ہی فروخت کے عقد کے ذریعے اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کرایہ دار کو فوراً منتقل کی جارہی ہو (دیکھیے شق ۷/۱)

۸/۶ شق ۸/۸ کی رعایت رکھتے ہوئے اجارہ کے تمام احکام کا اطلاق اجارہ منتہیہ بالتملیک پر بھی ہونا ضروری ہے۔ یہ اجارہ کی وہ صورت ہوتی ہے جس میں کرایہ پر دینے والا اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کی ملکیت میں دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اجارہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کسی بھی وجہ سے نہیں ہونی چاہیے، نہ اس وجہ سے کہ اجارہ کا اثاثہ اس بنیاد پر خریدا گیا تھا کہ کرایہ دار نے اس کو ملکیت میں لینے کا وعدہ کیا تھا، نہ ہی اس وجہ سے کہ اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کو جلد منتقل ہو جائے گا، نہ ہی اس وجہ سے کہ کرایہ دار اجرتِ مثل سے زیادہ اجرت دینے کا پابند ہے جو کہ خرید و فروخت کی قسطوں کے برابر ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ ملکی قوانین یا مروجہ حسابات کے معیارات (accounting standards) میں اس معاملہ کو قسطوں پر ایسی خرید و فروخت شمار کرتے ہیں جس میں ملکیت تاخیر سے منتقل ہوتی ہے۔

۸/۷ عقدِ اجارہ کے ساتھ ملکیت کی منتقلی ایسی خرید و فروخت کے ذریعے نہیں کی جا سکتی جو مستقبل کی طرف مضاف ہو۔

۸/۸ اگر اجارہ کا اثاثہ تباہ ہو جائے یا اجارہ کا معاملہ مدت کی تکمیل تک جاری رکھنا ناممکن ہو جائے، اور ان دونوں صورتوں کا سبب کرایہ دار نہ ہو، تو اجرتِ مثل ادا کی جائے گی۔ اگر مقررہ اجرت اجرتِ مثل سے زیادہ ہو تو ان دونوں کا فرق کرایہ دار کو لوٹا دیا جائے گا۔ یہ سب

کرایہ دار کو نقصان سے بچانے کے لیے ہے کیونکہ وہ تو اجرتِ مثل سے زیادہ دینے پر صرف اس لیے آمادہ ہوا تھا کہ کرایہ پر دینے والے نے اجارہ کے اختتام پر اس کو مالک بنانے کا وعدہ کیا تھا۔

noorcentre.com

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات کو مجلسِ شرعی نے اپنے ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے چوتھے اجلاس میں منظور کیا۔

۲۸ صفر-۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات کو شرعی معیار کی ترتیب دینے کے لیے قرارداد منظور کی۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقدہ انتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۱۲ ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۹۹ء کے بحرین میں منعقدہ اپنے پہلے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی مشیر کی تقرری کے ذریعے اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات کی تیاری کی منظوری دی۔

۱۳-۱۴ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء کے منعقدہ اجلاس میں افتاء و ثالثی کمیٹی نے اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات پر مشتمل معیار کے مسودہ پر بحث کی اور شرعی مشیر کو اس بحث و تمحیص اور ممبران کے آراء کی روشنی میں تبدیلیاں کرنے کی ہدایت دی۔

شرعی مقتضیات پر مشتمل معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے ۱۵-۱۷ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ فروری ۲۰۰۰ء کے بحرین میں منعقدہ تیسرے اجلاس میں پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے اس میں تمام مجوزہ تبدیلیاں کر کے اسے ماہرین اور دلچسپی رکھنے والے افراد کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت سے پہلے ان کی رائے سامنے آجائے۔

مورخہ ۲۹-۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۴-۵ اپریل ۲۰۰۰ء بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا جس میں مرکزی بینک، اداروں، آڈٹ فرمز، شرعی ماہرین، یونیورسٹی کے اساتذہ و دیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ تمام آراء کو سنا گیا چاہے وہ اس جلسہ سے پہلے بھیجی گئی تھیں یا اس دوران سامنے آئیں اور مجلسِ شرعی کے نمائندوں نے ان آراء کو محفوظ کیا اور ان پر اپنے تاثرات بھی لکھے۔

۲۱-۲۳ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی کمیٹی اور افتاء و ثالثی کمیٹی کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا تاکہ ان شرعی مقتضیات کے متعلق آراء پر بحث کی جاسکے اور

noorcentre.com

جلسۂ سماعت کے دوران ہونے والے مباحثے کی روشنی میں ان مقتضیات میں تبدیلی کی جاسکے۔

شرعی تحقیقاتی کمیٹی اور افتاء و ثالثی کمیٹی کی ترامیم پر مجلسِ شرعی نے ۲۵-۲۷ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹-۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے چوتھے اجلاس میں بحث کی اور مناسب ترامیم شامل کیں۔ اور اس معیار کو اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے شرعی مقتضیات کے عنوان سے منظور کرلیا، بعض مقتضیات متفقہ طور پر اور بعض کثرتِ رائے سے منظور کی گئیں، جیساکہ مجلسِ شرعی کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

۹-۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کے مکہ مکرمہ میں منعقدہ ساتویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے سرمایہ کاری و مالیاتی معاملات کے تمام شرعی مقتضیات کو شرعی معیار بنانے کی قرارداد منظور کی اور اس کے لیے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی۔

۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل، عدد۲: اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کو نویں شرعی معیار: اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے عنوان سے ترتیب دینے کی منظوری دی اور اس کے مضمون میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں کی۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۰ء کے قطر میں منعقدہ اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی اور بحث و تمحیص کے بعد حذف، اضافہ اور ترمیم کے لحاظ سے کافی ترامیم کیں اور انہیں مجلسِ شرعی کو ارسال کردیا تاکہ وہ ان میں سے جو مناسب سمجھیں انہیں برقرار رکھیں۔

مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقدہ انتالیسویں اجلاس میں شرعی معیار نظرِ ثانی کمیٹی کی ارسال کردہ ترامیم پر غور کیا اور بحث و مباحثہ کے بعد ان میں سے جنہیں مناسب سمجھا انہیں برقرار رکھا اور موجودہ شکل میں معیار کو منظور کرلیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کی مشروعیت پر بنیادی باتیں

- اجارہ قرآن، سنت، اجماع اور عقل سے ثابت ہے:

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ﴾[۱] "ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے کہا: اباجان! آپ ان کو اجرت پر کوئی کام دے دیجیے"۔ یہ بھی فرمان ہے ﴿لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾[۲] "اگر آپ چاہتے تو اس کام پر کوئی اجرت لے لیتے"۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "جو اجرت پر کسی کو لے تو اس کی اجرت بھی بتادے"۔[۳] یہ بھی فرمایا: "مزدور کو اس کی اجرت اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو"۔[۴]

- اس کی مشروعیت پر اجماع بھی ہوچکا ہے۔ اس کے جواز کی عقلی وجہ یہ ہے کہ اس میں لوگوں کے لیے آسانی ہے کہ وہ ان اثاثوں کی منفعت اجارہ کے معاہدے کے ذریعے حاصل کر لیتے ہیں جن کی ملکیت حاصل کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔

- اجارہ منتہیہ بالتملیک بھی تو ایک اجارہ کا معاہدہ ہی ہے جس پر اجارہ کے تمام احکام لاگو ہوتے ہیں، بس اس کے ساتھ مدت کے اختتام پر ملکیت کی منتقلی کا وعدہ منسلک ہوگیا ہے۔ اس کی مشروعیت کی توثیق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد سے بھی ہوتی ہے جس میں اجارہ منتہیہ بالتملیک کی جائز و ناجائز

---

(۱) سورۃ القصص: ۲۶۔

(۲) سورۃ الکہف: ۷۷۔

(۳) سننِ ابنِ ماجہ: ۲/۸۱۷، مجمع الزوائد: ۴/۹۸، مطبوعہ دار الریان للتراث و دار الکتاب العربی۔

(۴) سننِ ابنِ ماجہ: ۲/۸۱۷، والطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد للہیثمی: ۴/۹۸۔

noorcentre.com

صورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

- اجارہ منتہیہ بالتملیک کی جائز صورت روایتی بینکوں میں رائج ہائر پرچیز کے معاملے سے مختلف ہے، کیونکہ مروجہ ہائر پرچیز اور فروخت کے معاہدے پر خرید و فروخت اور اجارہ کے احکامات بیک وقت لاگو ہوتے ہیں، پھر بغیر کسی علیحدہ معاہدے کے محض آخری قسط کی ادائیگی کے ذریعے ہی ملکیت کرایہ دار کو منتقل کر دی جاتی ہے۔ جبکہ جائز اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کی مدت میں صرف اجارہ کے احکام ہی نافذ ہوتے ہیں، پھر معیار میں مذکور طریقے کے مطابق کرایہ دار کو ملکیت منتقل کر دی جاتی ہے۔
- اس معیار میں وہ اجارہ مقصود ہے جس میں اثاثوں کو اجارہ پر لیا جاتا ہے جو کہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے معلوم مدت کے لیے جائز و معلوم عوض کے بدلے معلوم جائز منفعت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اجارہ کا وعدہ

- ادارے کے لیے اجارہ کا وعدہ کرنے والے سے ایک مخصوص رقم لینے کی شرعی بنیاد وعدہ کرنے والے کی سنجیدگی کو یقینی بنانے کی حاجت ہے۔ یہ اس لیے کہ لازمی وعدہ کر کے اگر گاہک مکر جائے، ادارہ کو بار بار مطالبہ کرنے پر مجبور کرے اور پھر بھی ادائیگی میں تاخیر کرے تو ایسی صورت میں لازمی وعدہ سے اس پر مالی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ البرکہ بینک کی مجلسِ شرعی نے اس طرح کی رقم لینے پر فتویٰ بھی دیا ہے جو اجارہ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

اجارہ پر دیے جانے والے اثاثہ یا اس کی منفعت کا ادارہ کے ملکیت میں آنا

- کسی متعین اثاثہ کو ملکیت میں آنے سے پہلے اجارہ پر دینے کی ممانعت کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں غیر مملوکہ اثاثہ کی فروخت سے منع کیا گیا ہے اور اجارہ بھی منفعت کی فروخت ہے۔
- ایک شخص سے اس کے مملوکہ اثاثہ کی ملکیت حاصل کر کے پھر اسی کو وہی اثاثہ اجارہ پر دینے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ صورت بیع عینہ میں داخل نہیں ہے۔

noorcentre.com

- اجارہ کو فروخت سے مشروط کرنے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ فقہا کی ایک بڑی تعداد نے واضح الفاظ میں خرید و فروخت کے معاہدے کو اجارہ کے معاہدے کے ساتھ مشروط کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے اور یہ اس حدیث کی رو سے بھی ممنوع ہے جس میں خرید و فروخت کے دو معاملے ایک معاملے میں کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1]
- کرایہ پر دینے والے کے منع نہ کرنے کی صورت میں ذیلی اجارہ کی اجازت کی بنیاد کرایہ دار کی منفعت پر ملکیت ہے، جس کی وجہ سے وہ جو اجرت مناسب سمجھے اس پر آگے اجارہ پر دینے کا حق رکھتا ہے۔ تاہم اگر کرایہ پر دینے والا اسے ایسا کرنے سے روک دے تو ذیلی اجارہ کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کرایہ دار کو منفعت کی مشروط ملکیت ملی ہے جس کی وجہ سے اس شرط کی رعایت رکھنا اس پر لازم ہے۔
- مخصوص صفات کے حامل اثاثہ کو اپنے ذمہ لے کر اس کی ملکیت سے قبل ہی اس پر اجارہ کا معاہدہ کرنے کی اجازت اس لیے ہے کہ یہ صورت نزاع کے امکان سے محفوظ ہے، لہٰذا یہ سلم کی طرح ہے جس میں شوافع کے ایک قول اور حنابلہ کے مطابق پیشگی اجرت دینا بھی ضروری نہیں۔
- مطلوبہ اجارہ کے اثاثہ کی ادارے کے لیے خریداری گاہک کے علاوہ کسی دوسرے کو وکیل کے ذریعے کرنا اس لیے بہتر ہے تاکہ اجارے کے محض ظاہری دکھاوے سے بچا جاسکے اور ادارے کا اس تمام معاملے میں کردار واضح ہوسکے۔

اجارہ کا معاہدہ

- اجارہ کے لازمی معاہدہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ان معاہدوں میں سے ہے جن میں دونوں جانب سے عوض کے بدلہ ملکیت منتقل کی جاتی ہے، جس میں لزوم پایا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ (معاہدے پورے کیا کرو)۔[2] اور اجارہ کے معاہدے کو عذر کی بنیاد پر

(۱) اس حدیث کو امام احمد، نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ نے نقل فرمایا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔ نیل الاوطار ۲۴۸/۵۔

(۲) سورۃ المائدۃ:۱۔

noorcentre.com

فسخ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر فسخ کا اختیار نہ ہو تو مال ضائع ہوجائیں گے کیونکہ کرایہ دار ایسی منفعت کی اجرت ادا کرتا رہے گا جس کی کسی غیر اختیاری سبب کی وجہ سے اب اسے ضرورت نہیں رہی۔

- اجارہ کی مدت طے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بصورتِ دیگر مدت مجہول ہوگی جس سے تنازع ہونے کا امکان ہے۔ اجارہ کے مستقبل کی طرف منسوب ہونے کے جواز کی بنیاد خرید وفروخت کے برعکس ایک زمانے تک جاری رہنے والے عمل کا عقد ہونا ہے لہٰذا اس کا کسی زمانہ کی طرف منسوب ہونا مناسب ہے۔
- بیعانہ کے جواز کی دلیل حضرات صحابِ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل ہے، اسی عمل کو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بنیاد بنایا ہے اور مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی اسی بیعانہ کے جواز کی قرارداد منظور کی ہے۔[1]
- کسی متعین اثاثہ پر اجارہ کے معاہدے کے بعد اسی اثاثہ کو دوبارہ اجارہ پر دینے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ پہلے معاہدے کے بعد اجارہ کی اثاثہ کی منفعت کرایہ پر دینے والے کی ملکیت سے نکل گئی ہے، لہٰذا اجارہ کا اثاثہ تو پہلے کرایہ دار کے پاس ہے تو دوسرے اجارہ کے لیے کوئی اثاثہ باقی نہیں رہا۔ نئے کرایہ دار کو اجارہ کے معاہدے میں داخل کرنا جائز نہیں جب تک کہ موجودہ کرایہ دار کے ساتھ باہمی رضامندی سے معاہدہ ختم نہ ہوجائے۔ لہٰذا اجارہ کی یہ صورت سرمایہ کاری کے لیے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس میں پہلے کے اجارہ پر اٹھائے ہوئے اثاثہ کے لیے مزید نئے کرایہ دار شامل کرکے ان کو واجب الوصول اجرت فروخت کی جاتی ہے۔ مذکورہ صورت اس صورت سے بالکل مختلف ہے جہاں ادارہ اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت مکمل یا جزوی طور پر کسی سرمایہ کار کو منتقل کردیتا ہے تاکہ وہ مکمل یا جزوی طور پر اس کے قائم مقام بن کر منفعت کی ملکیت اور اسی کے بقدر اجارہ سے فائدہ اٹھالے۔ اس پہلی صورت کی ممانعت پر ندوۃ البرکہ قرارداد بھی منظور کرچکی ہے۔[2]
- ایک ہی اثاثہ کی متعین منفعت پر متعدّد افراد کے لیے بلاتعین مدت متعدّد متواتر اجارہ کے

---

(۱) عربون کے بارے میں قرارداد نمبر ۷۲ (۸/۳)۔

(۲) ندوۃ البرکہ کی قرارداد نمبر ۱۳/۴۔

معاہدے کرنے کی اجازت اس لیے ہے کہ منفعت اپنی طے شدہ مکمل مدت میں سب کے لیے کافی ہے۔ ہر کرایہ دار کے لیے اجارہ کی مدت متعین نہ ہونے کی اجازت بھی اس لیے ہے کہ ہر فریق کو تعیّن کا حق پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر حاصل ہے۔ اسی سے متعلق ندوۃ البرکہ نے فتویٰ بھی جاری کیا ہے۔[1]

noorcentre.com

- منفعت میں غیر کی شرکت کو ذیلی اجارہ کے معاہدے سے پہلے پہلے ختم کرنے کی شرط کی وجہ یہ ہے کہ ذیلی اجارہ کی وجہ سے اجارہ کا اثاثہ پہلے کرایہ دار کی ملکیت سے نکل جاتا ہے لہٰذا وہ اب ایسے اثاثہ کو اجارہ پر دے گا جو اس کی ملکیت ہی میں نہیں ہے۔ پہلے گذر چکا کہ یہ شرعاً ممنوع ہے۔ فقہائے کرام نے ایسے شخص پر معاملات کرنے پر پابندی عائد کی ہے جو غیر مملوک متعین اثاثوں کو کرائے پر دیتا ہے۔

اجارہ کا اثاثہ

- اجارہ کے اثاثہ کی منفعت حاصل کرنے کے دوران اس کے وجود کے باقی رہنے کی شرط کی بنیاد یہ ہے کہ اجارہ تو صرف منفعت کے استعمال کا معاہدہ ہے، نہ کہ اس کے وجود کو خرچ کرنے کا معاہدہ، لہٰذا اُس اثاثہ کو اجارہ پر دینا جائز نہیں جو استعمال سے ختم ہو جائے۔ اجارہ کی منفعت کے جواز کی شرط اس لیے ہے کہ ناجائز فوائد کے لیے اجارہ پر دینا گناہ میں معاونت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے حرام ہے ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾[2] (اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو)۔
- اجارہ کی اثاثہ کے عیوب سے مالک اپنے آپ کو بری قرار نہیں دے سکتا کیونکہ یہ اجارہ کے معاہدے کے تقاضے کے خلاف ہے جو کہ اجرت کے بدلے فوائد حاصل کرنے کا نام ہے اور جب منفعت کلی یا جزوی طور پر ختم ہوگئی تو اس کے بدلے اجرت لیتے رہنا ناجائز مال کھانے کے برابر ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی اپنی قرارداد میں کرایہ پر دینے والے کو ضائع ہونے اور ہر اس عیب کا ذمہ دار قرار دیا ہے جو کرایہ دار کی غلطی یا کوتاہی سے پیدا نہ ہو،[3] اسی طرح الھیئۃ الشرعیۃ الموحدۃ للبرکۃ کے

(۱)　ندوۃ البرکہ کی قرارداد نمبر ۱/۱۰۔

(۲)　سورۃ المائدۃ:۲۔

(۳)　مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۱۳(۳/۱)۔

noorcentre.com

فتویٰ میں ہے کہ کرایہ پر دینے والا اجارہ کے اثاثہ کے عیب سے اپنے آپ کو بری نہیں کر سکتا۔ (۱)

- بڑی دیکھ بھال کی ذمہ داری کرایہ دار پر عائد کرنے کی ممانعت کی وجہ اس شرط کا معاہدے کے تقاضے کے خلاف ہونا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ کرایہ پر دینے والا منفعت کے عوض اجرت لیتا ہے لہٰذا منفعت کو باقی رکھنا مالک کی ذمہ داری ہے جو کہ اجارہ کے اثاثہ کے وجود اور اس کی دیکھ بھال کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی کے موافق الھیئۃ الشرعیۃ الموحدۃ للبرکۃ نے فتویٰ دیا ہے۔ (۲)
- انشورنس کے اخراجات کرایہ پر دینے والے کے ذمہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ملکیت کا ضمان کرایہ پر دینے والے پر ہی ہوتا ہے اور اجارہ میں وہ کرایہ پر دینے والا ہی مالک ہوتا ہے، اس مسئلے کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد بھی آچکی ہے۔ (۳)
- مدت کے پہلے دورانیہ کے بعد کے دورانیوں کے اجارہ کے تعیّن کے لیے اشاریہ کو استعمال کرنے کی اجازت اسی لیے ہے کہ اس اشاریہ کے ذریعے اجرت معلوم ہوتی رہے گی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اجرتِ مثل کی طرف رجوع کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں تنازع کا امکان نہیں رہتا۔ نیز اس اشاریہ کے مقرر کرنے سے اجرت کے بدلنے کی صورت میں دونوں فریقوں کا ہی فائدہ ہے کیونکہ کرایہ داری کا معاہدہ تو مکمل مدت تک لازمی ہی رہتا ہے۔ اس موقف کی تائید مجلس البرکہ کے گیارہویں اجلاس میں جاری کردہ فتویٰ سے بھی ہوتی ہے۔
- مدتِ اجارہ کے مستقبل کے دورانیوں کی اجرت کی مقدار میں ردوبدل کی گنجائش اس بنیاد پر ہے کہ یہ دراصل اس دورانیہ کے اجارہ کی تجدید ہے جس کا اجارہ ابھی ذمہ میں نہیں ہوا، لہٰذا یہ اجرت ابھی واجب الوصول رقم نہیں جس میں ردو بدل شرعاً منع ہو۔ البتہ گزشتہ دورانیہ کے اجرت کی مقررہ تاریخ میں توسیع کرنے کے عوض اس کی مقدار میں اضافہ سود ہوگا۔

---

(۱) فتاویٰ الھیئۃ الشرعیۃ الموحدہ للبرکہ نمبر ۱/۹۸۔

(۲) فتاویٰ الھیئۃ الشرعیۃ الموحدہ للبرکہ نمبر ۹/۹۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۱۳(۱/۳)۔

ضمانتیں اور اجارہ کے واجب الوصول کا حل

noorcentre.com

- اجرت کی بروقت وصولیابی یقینی بنانے کے لیے ضمانتیں لینے کی اجازت اس لیے ہے کہ یہ معاہدے کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ معاہدے کو مزید مضبوط کرتی ہے کیونکہ ضمانتیں ادھار معاملات سے مناسبت رکھتی ہیں۔
- اجرت دیر سے ادا کرنے کی صورت میں بقیہ تمام اقساط کی فوری ادائیگی کی شرط لگانے کی اجازت اس حدیث سے ثابت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کے درمیان طے شدہ شرطوں کو برقرار رکھا جائے گا"۔[1] نیز مہلت تو اجارہ کے مدیون کرایہ دار کا حق ہے جس سے وہ خود بھی دستبردار ہو سکتا ہے اور اس دستبرداری کو تاخیر سے ادائیگی کی صورت کے ساتھ مشروط بھی کر سکتا ہے۔
- اجارہ کی مقررہ مہلت میں توسیع کے عوض واجب الوصول اجرت میں اضافہ اس لیے منع ہے کہ یہ ربا الجاہلیت کی ایک قسم ہے۔
- ٹال مٹول کرنے والے مقروض کرایہ دار سے صدقہ کا التزام کرانا تاکہ اسے ادارہ اپنے طور پر خیر کے مصارف میں خرچ کر سکے، صدقہ اپنے ذمہ لازم کرنے کی طرح ہے جو مالکی فقہاء کے نزدیک معروف ہے اور ان میں علامہ ابو عبداللہ بن نافع اور امام محمد بن ابراہیم بن دینار رحمۃ اللہ علیہما کی یہی رائے ہے۔[2]

اجارہ کے معاملہ میں پیش آمدہ تبدیلیاں

- کرایہ دار کی اجازت کے بغیر اجارہ کا اثاثہ کرایہ دار کے علاوہ کسی دوسرے کو بیچنے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ کرایہ پر دینے والا اجارہ کے اثاثہ کا مالک ہے جبکہ کرایہ دار کا حق صرف منفعت تک منحصر ہے، لہٰذا کرایہ پر دینے والا اس میں ایسا تصرف کر سکتا ہے جس سے کرایہ دار کا حق متاثر نہ ہو۔ اس خرید

(۱) اس حدیث کی تخریج پہلے گذر چکی ہے۔

(۲) دیکھیے کتاب: تحریر الکلام فی مسائل الالتزام للحطاب ص: ۷۱ تا ۷۶۔

noorcentre.com

فروخت میں قبضہ کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ خریدار کو اجارہ کی مدت کے اختتام پر اجارہ کا اثاثہ استعمال کرنے کی قدرت حاصل ہے، لہٰذا خریدار اجارہ کے اثاثہ کا مالک اس طور پر بنے گا کہ وہ فی الحال اس کے فوائد حاصل نہیں کر سکتا۔ الراجحی بینک [1] اور بینک اسلامی اردن [2]، دونوں کی مجلسِ شرعی اس کے جواز کا فتویٰ دے چکی ہیں۔

- اجارہ کے اثاثہ کی مکمل تباہی کی صورت میں اجارہ کا معاہدہ ختم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اجرت منفعت کا عوض ہوتی ہے، جب اجارہ کے اثاثہ کا وجود ہی نہیں رہا تو اجرت لینے کا کوئی حق ہی نہیں رہا۔
- اگرچہ کرایہ دار اجارہ کا اثاثہ لوٹا دے یا اس کے استعمال سے رک جائے تب بھی اجرت کی ادائیگی واجب ہے، اس مسئلہ کی بنیاد یہ ہے کہ اجارہ کا معاہدہ لازمی معاہدہ ہے جسے کرایہ دار یک طرفہ طور پر ختم نہیں کر سکتا۔
- کسی پیش آمدہ عذر یعنی ضرورت کی وجہ سے اجارہ کے ختم کرنے کی گنجائش اس لیے ہے کیونکہ اگر اس مجبوری کے باوجود اجارہ کا معاملہ جاری رہے تو صاحبِ عذر کو نقصان پہنچے گا جس کا اس نے معاہدے میں التزام نہیں کیا تھا۔ اس مسئلہ میں کویت فائنانس ہاؤس کی ہیئۃ الفتویٰ والرقابۃ الشرعیۃ [3] اور ہیئۃ الشرعیۃ الموحدۃ للبرکۃ [4] نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔
- بروقت اجرت موصول نہ ہونے پر کرایہ پر دینے والے کے لیے اجارہ کا معاہدہ ختم کرنے کی شرط رکھنے کی اجازت ہے کیونکہ تمام شرائط اصلاً جائز اور قابلِ عمل ہوتی ہیں، اور یہ شرط کسی حلال معاملہ کو حرام اور حرام معاملہ کو حلال نہیں کر رہی، اس لیے اس پر حدیث صادق آتی ہے "مسلمانوں کے درمیان طے شدہ شرطوں کو برقرار رکھا جائے گا سوائے اس شرط کے کسی حلال معاملہ کو حرام اور

(۱) الھیئۃ الشرعیۃ لمصرف الراجحی کی قرارداد نمبر ۱۱۔

(۲) فتاویٰ الھیئۃ الشرعیۃ، بنک اسلامی اردن، نمبر ۱۸۔

(۳) فتویٰ نمبر ۲۳۳ و ۲۵۳۔

(۴) فتاویٰ الھیئۃ الشرعیۃ لموحدہ للبرکۃ نمبر ۹/۹۰۔

حرام معاملہ کو حلال بنادے"۔[۱]

noorcentre.com

- کسی ایک فریق کے انتقال سے اجارہ کے معاہدے کے ختم نہ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ معاہدہ اجارہ کے اثاثہ کے وجود سے وابستہ ہے، جب تک وہ اثاثہ باقی رہے گا، معاہدہ بھی باقی رہے گا۔ اگر ورثا اس عقد کی ذمہ داری اٹھانے سے اپنی عاجزی ثابت کردیں تو ان کو نقصان سے بچانے کے لیے ان کو حقِ فسخ حاصل ہے۔ یہ استثنا امام مالک کے مذہب سے لیا گیا ہے اور اس میں کرایہ دار کے لیے سہولت بھی ہے۔ جہاں تک کرایہ پر دینے والے کا تعلق ہے تو اس کے ورثا کو بھی کوئی نقصان نہیں کیونکہ اجارہ ختم نہ ہونے کی وجہ سے انہیں اجرت ملتی رہے گی۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کی منتقلی

- وعدے کی دستاویز اور ملکیت کی منتقلی کے طریقوں کی اجارہ کے معاہدے سے جدا ہونے کی شرط اس لیے ہے تاکہ دونوں معاملات میں کوئی تعلق باقی نہ رہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اس پر قرارداد بھی منظور کی ہے۔[۲]
- وعدے کا لازمی ہونا اس لیے ہے کیونکہ ادارہ اس معاملہ کا حصہ ہی اس وعدے کو مدِ نظر رکھ کر بنا ہے کہ کرایہ دار اس اجارہ کے اثاثہ کو خرید لے گا، لہٰذا وعدہ لازم ہوگا تاکہ کرایہ پر دینے والا نقصان سے بچا رہے۔ جبکہ دو طرفہ وعدہ کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس عقد سے مشابہت رکھتا ہے جس کی وجہ سے ملکیت حاصل ہونے سے باہمی عقد ہوجائے گا، مجمع الفقہ الاسلامی کی طرف سے اس پر قرارداد آچکی ہے۔[۳]
- ہبہ کو اجارہ کی تکمیل سے معلق کرنا جائز ہے کیونکہ ہبہ تعلیق کو قبول کرلیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی

---

(۱) اس حدیث کو احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱/ ۳۱۲، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سندِ حسن ۲/ ۷۸۴ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی قاہرۃ، ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء، حاکم مطبوعہ حیدر آباد، ہندوستان ۱۳۵۵ھ، بیہقی ۶/ ۷۰، ۱۵۶، ۱۰/ ۱۳۳، طبع حیدر آباد، ہندوستان ۱۳۵۵ھ دارقطنی ۳/ ۷۷، ۴/ ۲۲۸، طبع دار المحاسن للطباعۃ، قاہرہ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۱۳ (۳/۱)۔

(۳) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۰-۴۱ (۲/ ۳، ۳/ ۵)۔

noorcentre.com

طرف اس شرط سے ہبہ بھیجا تھا کہ نمائندے کے وہاں پہنچنے کے وقت نجاشی زندہ بھی ہو۔[1]

- اجارہ کا اثاثہ اسی کے مالک سے خرید کر دوبارہ اس کو اس طرح اجارہ پر دینا جائز ہے کہ ایک مدت گزرنے کے بعد اس کی ملکیت اسی کی طرف منتقل ہو جائے گی، کیونکہ اس مدت کے واسطہ سے یہ معاملہ بیع عینہ سے جدا ہو جاتا ہے کیونکہ اثاثے کی ذات یا اس کی قیمت میں وقت کے ساتھ آنے والی تبدیلی سے گویا وہ اثاثہ ہی بدل گیا۔
- اجارہ منتہیہ بالتملیک پر اجارہ کے تمام احکامات لاگو ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ملکیت کی منتقلی کے وعدے کے باوجود یہ معاملہ اجارہ کے معاملہ ہونے اور اس پر اجارہ کے احکام کی حدود سے باہر نہیں نکل جاتا۔ اجارہ کے قوانین کا اس پر اطلاق اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ اجارہ اور خرید و فروخت کے دونوں معاہدے جدا جدا رہیں۔ مجمع الفقہ الاسلامی کی طرف سے اس پر قرارداد آچکی ہے۔[2]
- ملکیت کی منتقلی کو مستقبل سے معلق کرنا اس لیے جائز نہیں کیونکہ خرید و فروخت کا معاملہ مستقبل پر معلق نہیں ہوتا کیونکہ اس کے الفاظ اپنے اثر سے جدا نہیں ہو سکتے۔
- اگر کرایہ دار کے اختیار سے بالاتر کسی وجہ سے ملکیت کی منتقلی ممکن نہ رہے تو اجرت کے تعیّن میں اجرتِ مثل کو دیکھا جائے گا، تاکہ کرایہ دار کو نقصان سے بچایا جا سکے کیونکہ اس نے اجرتِ مثل سے بڑھ کر اجرت اس لیے دی تھی تاکہ اسے ملکیت بھی حاصل ہو جائے۔ جب ملکیت فوت ہوگئی تو اجرت کو اجرتِ مثل کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہ حکم اس مسئلہ کے مدِ نظر رکھتے ہوئے لکھا گیا ہے جس کی رو سے آسمانی آفت کے سبب پھلوں کے خراب ہونے کی وجہ سے قیمتوں میں کمی کی جاتی ہے۔

---

(۱) اس حدیث کو علامہ ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ (صحیح ابنِ حبان ۱۱/۵۱۶) اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مسندِ امام احمد ۶/۴۰۴) نے نقل کیا ہے۔

(۲) اس قرارداد کا نمبر پہلے لکھا جا چکا ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

اجارہ

اس معیار میں وہ اجارہ مقصود ہے جس میں اثاثوں کو اجارہ پر لیا جاتا ہے جو کہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے معلوم مدت کے لیے جائز و معلوم عوض کے بدلے معلوم جائز منفعت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک

اسلامی مالیاتی اداروں میں اجارہ کی ایک صورت رائج ہے جسے اجارہ منتہیہ بالتملیک کہا جاتا ہے۔ اس اجارہ میں اجارہ کے اثاثہ کی ملکیت کرایہ دار کو مدت کے دوران یا اختتام پر منتقل کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ ملکیت کی منتقلی معیار میں مذکور کسی ایک طریقے سے کی جاتی ہے۔

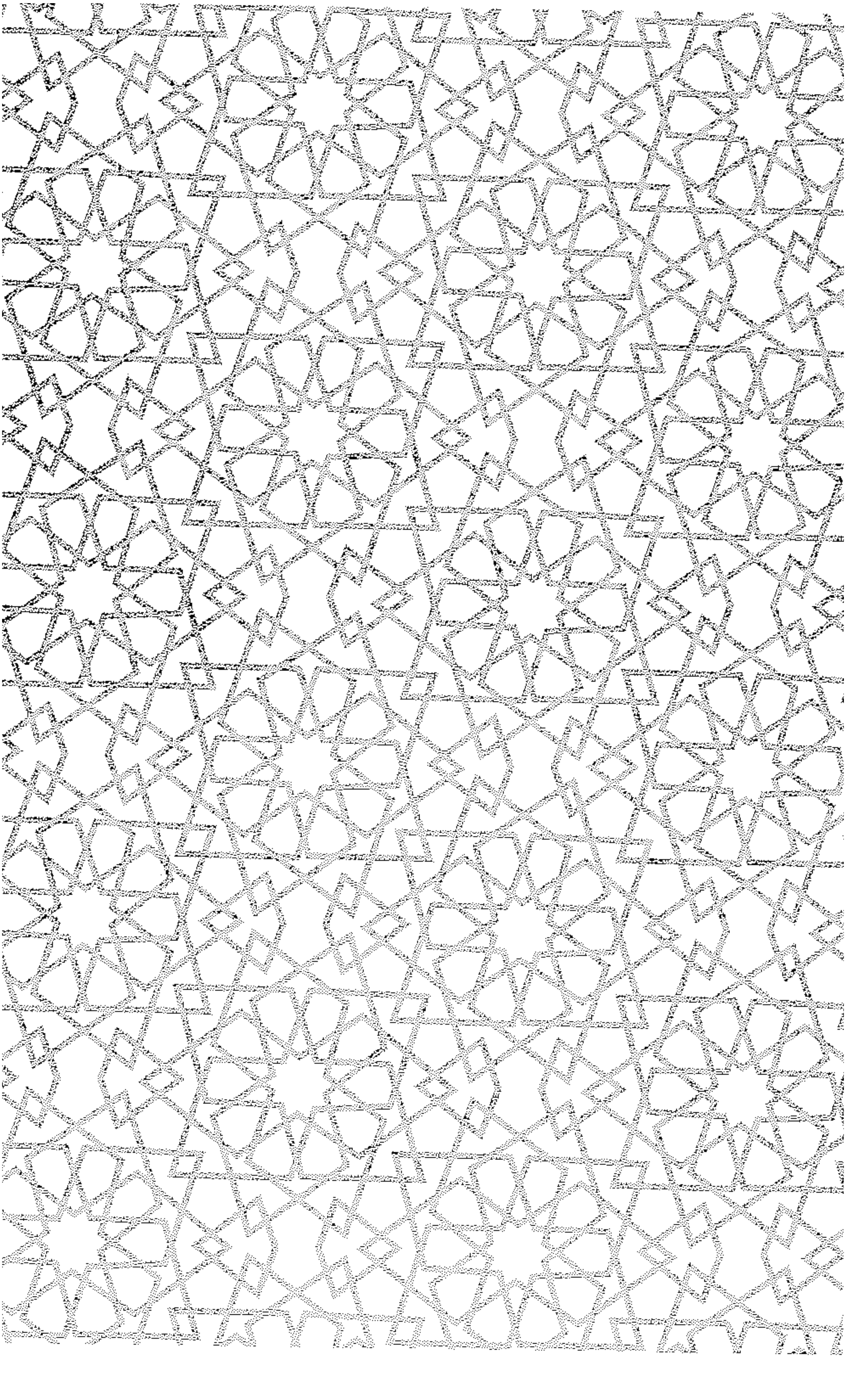

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۱۰)

سَلَم اور متوازی سَلَم

(ترمیم شدہ معیار)

☆ اس معیار کا مضمون پہلے "شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری وتمویل، عدد ۳: سلم اور متوازی سلم" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اب اسے مجلس شرعی کی تمام شرعی مقتضیات کو شرعی معیارات کے طرز پر دوبارہ شائع کیے جانے کی قرارداد کی بنیاد پر باقاعدہ شرعی معیار کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

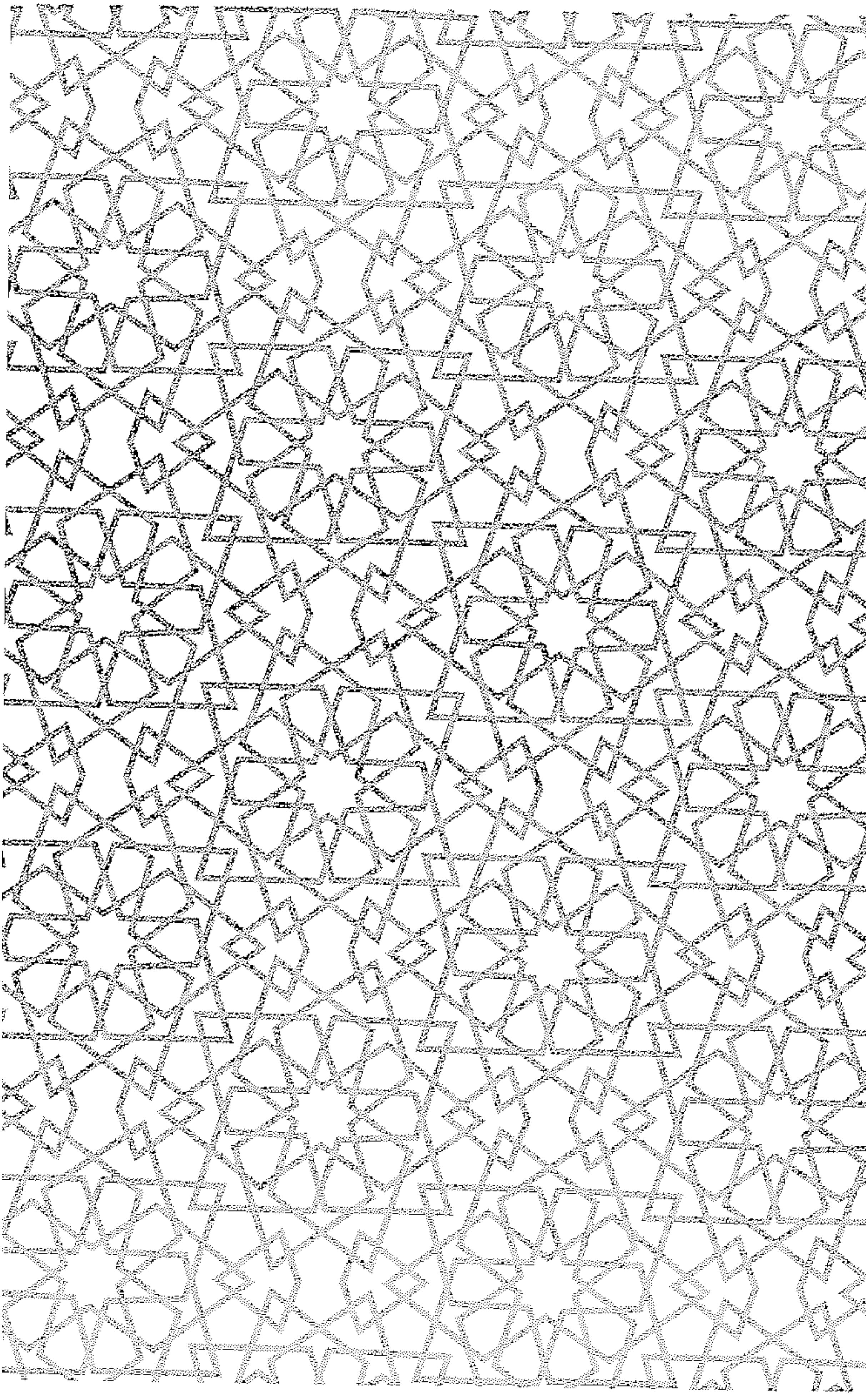

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۲۸۶

معیار کا متن ۲۸۷

۱-معیار کا دائرۂ کار ۲۸۷

۲-عقدِ سلم ۲۸۷

۳-موضوعِ سلم ۲۸۸

۴-سلم میں درپیش صورتیں ۲۹۱

۵-مسلم فیہ کی حوالگی ۲۹۱

۶-متوازی سلم ۲۹۳

۷-سلم کے صکوک جاری کرنا ۲۹۳

۸-معیار کے اجرا کی تاریخ ۲۹۳

معیار کی منظوری ۲۹۴

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۲۹۵

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۲۹۷

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۳۰۲

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان احکام اور شرعی اصولوں کو بیان کرنا ہے جن کی پابندی اسلامی مالیاتی اداروں[1] کے لیے سلم، اور متوازی سلم کے عقد، اس کے موضوع اور اس میں ہونے والی تبدیلیوں کی صورت میں ضروری ہے، چاہے قبضہ لینا ممکن ہو یا نہ ہو، اور اسی طرح اس معیار کے اغراض میں سلم کے صکوک جاری کرنے کے حکم کا بیان بھی ہے۔

واللہ الموفق...

---

(۱) "ادارہ/اداروں" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار سَلَم اور متوازی سَلَم سے متعلق ہے، چاہے ادارہ کی حیثیت خریدار کی ہو یا فروخت کنندہ کی۔

یہ معیار سلم کے صکوک جاری کرنے سے متعلق نہیں ہے، کیونکہ وہ معیار "سرمایہ کاری صکوک" کی شق (۳/۵/۱/۵) کے ضمن میں مذکور ہے۔ نیز اس معیار کی شق ۷ کو دیکھ لیا جائے۔

یہ معیار عقد استصناع سے بھی متعلق نہیں کیونکہ اس کا ایک الگ مستقل معیار ہے۔

۲- عقدِ سلم

۱/۲ عقودِ سلم کے لیے عمومی طریقۂ کار

۱/۱/۲ سلم کے متعدد عقود پر گفت وشنید اس طرح ہو سکتی ہے، کہ ہر عقد اپنی مدت پوری ہونے کے ساتھ مکمل ہو جائے گا، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ یکے بعد دیگرے سلم کے کئی عقود کے لیے ایک عمومی دستور العمل یا بنیادی معاہدہ کر لیا جائے جس میں پے در پے ہونے والے عقودِ سلم منعقد کرنا طے ہو۔ اس دوسری صورت میں معاملہ کرنے کے لیے دونوں فریق ایک مفاہمتی یادداشت طے کریں گے جس میں خرید و فروخت کے لیے دلچسپی کا اظہار، جس چیز کے لیے عقدِ سلم کیا جا رہا ہے اس کی مقدار اور صفات کا تعین، اس کو سپرد کرنے کی صورت، وہ بنیادی امور جن کی روشنی میں ثمن کا تعین اور ادائیگی کا طریقۂ کار، ضمانتوں کی نوعیت اور دیگر متوقع ضروری انتظامات طے کیے جائیں گے۔ عقدِ سلم کے ہر سودے کا نفاذ علیحدہ طور پر اس کے اپنے مقررہ وقت میں مکمل ہو گا۔

noorcentre.com

۲/۱/۲ جب مفاہمتی یادداشت کی بناء پر عقدِ سلم انجام پذیر ہوجائے تو یہ یادداشت عقد کا حصہ بن جائے گی، سوائے ان مندرجات کے جن کو دونوں فریق عقد انجام دیتے وقت مستثنیٰ کردیں۔

۲/۲ عقدِ سلم کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ

سلم کا عقد لفظِ سلم، سلف، بیع یا کسی بھی ایسے لفظ سے منعقد ہوجاتا ہے جو نقد قیمت کے بدلہ میں طے شدہ صفات والی غیر متعیّن واجب الادا چیز کو بیچنے کو ظاہر کرے۔

۳۔ موضوعِ سلم

۱/۳ سلم کا راس المال [قیمت] اور اس کی شرائط

۱/۱/۳ یہ جائز ہے کہ سلم کا راس المال مثلی [مماثل] اشیا میں سے کوئی متعیّن چیز ہو (جیسے گندم اور کاشت کیا جانے والا دیگر غلہ) اور اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ سود شامل نہ ہو۔ اسی طرح سلم کا راس المال ایسی چیز بھی ہوسکتی ہے جو غیر مماثل [قیمی] اشیا میں سے ہو (جیسے جانور)، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کسی متعیّن چیز سلم کا راس المال [ثمن] ہو جیسے ایک متعیّن مدت کے لیے گھر کی رہائش یا ہوائی جہاز یا کشتی کا استعمال۔ اس صورت میں اس متعیّن چیز، جو کہ منفعت کا محل ہے، کو سپرد کردینا سلم کے سرمائے کی پیشگی ادائیگی شمار کی جائے گی۔

۲/۱/۳ دونوں فریقوں کو اشیاءِ سلم کا راس المال اس طرح معلوم ہونا ضروری ہے کہ اس میں کچھ بھی پوشیدہ نہ ہو اور اس سے باہمی اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ چنانچہ اگر راس المال [قیمت] نقدی کی صورت میں ہو (اور یہی اصل صورت ہے) تو یہ متعیّن کیا جائے گا کہ اس کی کرنسی کون سی ہے، کرنسی کی مقدار کیا ہے اور اس کی ادائیگی کا طریقۂ کار کیا ہے۔ اور اگر کوئی اور مثلی چیز ہو تو اس کی جنس، نوع، صفات اور مقدار کا تعیّن کیا جائے گا۔

۳/۱/۳ سلم کے راس المال پر عقد طے ہونے کی نشست میں ہی قبضہ ہونا ضروری ہے، تاہم زیادہ سے زیادہ دو یا تین دن کی تاخیر کی گنجائش ہے۔ اور اس تاخیر کی شرط بھی رکھی جا سکتی ہے، بشرطیکہ تاخیر کی یہ مدت، مبیع کی حوالگی کے لیے طے شدہ مدت کے برابر یا اس سے زیادہ نہیں ہو۔

noorcentre.com

۴/۱/۳ یہ جائز نہیں کہ سلم کا راس المال ادھار ہو، مثلاً قرض یا ان معاملات کی واجب الاداء رقوم کو سلم کا راس المال بنانا جو ادارے کے لیے گاہک پر لازم ہیں۔

۲/۳ مسلم فیہ [ذمہ میں لی گئی چیز/سلم میں مبیع] اور اس کی شرائط

۱/۲/۳ مثلی اشیا جیسے ناپی جانے والی اشیا اور وزن کی جانے والی اشیا میں عقدِ سلم کرنا درست ہے بشرطیکہ سودی معاملہ لازم نہ آئے۔ اسی طرح زرعی اشیا اور ایسی عددیات متقاربہ [ایک جیسی قابلِ شمار اشیا] میں بھی سلم کا عقد جائز ہے جن کی اکائیوں میں کوئی قابلِ لحاظ فرق نہ ہو، بشرطیکہ سود واقع نہ ہو۔

۲/۲/۳ کمپنیوں کی تیار کردہ وہ اشیا جن میں باہم فرق نہ ہو۔ وہ تجارتی علامات اور اپنے معیار کے مطابق تفصیلات کے ذریعہ متعیّن ہوں اور دستیاب ہوں۔ ایسی اشیا کو عددیاتِ متقاربہ [گنی جانے والی اشیا] میں شمار کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں شق ۸/۲/۳ کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

۳/۲/۳ متعیّن چیز میں سلم کا عقد کرنا درست نہیں ہے، جیسے "یہ گاڑی"، اور نہ ہی ان چیزوں میں جو غیر متعیّن طور پر ذمہ میں نہ آسکیں، جیسے زمینیں، عمارتیں اور درخت، اور نہ ہی ایسی اشیا میں جن کو صفات کے ذریعے واضح نہ کیا جا سکتا ہو، جیسے قیمتی پتھر اور نوادرات۔ یہ بھی جائز نہیں کہ یہ شرط لگائی جائے کہ مسلم فیہ کسی مخصوص زمین کی پیداوار میں سے ہوگا۔ مسلَم الیہ [فروخت کنندہ] کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ سلم کی مدت پوری ہونے پر جہاں سے بھی دستیاب ہو مسلم فیہ کا بندوبست کر دے چاہے وہ اپنی زمین یا کارخانہ سے ہو یا ان کے علاوہ کہیں اور سے۔

noorcentre.com

۳/۲/۴ اگر سلم کا راس المال کرنسی ہو، سونا یا چاندی کی صورت میں ہو تو مسلم فیہ [موضوعِ عقد] کا نقود، سونا یا چاندی ہونا جائز نہیں۔

۳/۲/۵ مسلم فیہ میں یہ شرط ہے کہ وہ صفات کے ذریعہ منضبط ہو سکے اور غیر متعیّن طور پر ذمہ میں آسکے، اور اس حد تک صفت بیان کرنا کافی ہوگا کہ اس کے بعد صرف ناقابلِ ذکر معمولی فرق رہ جائے جیسے لوگ عام طور پر اس کو برداشت کر لیتے ہوں اور وہ فرق کسی تنازع کا باعث نہ بنے۔

۳/۲/۶ مسلم فیہ کے بارے میں ایسا علم ہونا ضروری ہے کہ ناواقفیت باقی نہ رہے۔ مسلم فیہ کا تعیّن کرنے والی صفات کے بارے میں لوگوں کے رواج اور ماہرین کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا۔

۳/۲/۷ مسلم فیہ کی مقدار کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے، چنانچہ ہر چیز کی مقدار کا تعیّن اسی کے لحاظ سے ہوگا، مثلاً وزن، پیمانہ، حجم اور تعداد۔

۳/۲/۸ یہ بھی ضروری ہے کہ حوالگی لازم ہونے کے وقت مسلم فیہ عموماً اپنے مقام پر عام طور پر دستیاب رہے تاکہ فروخت کنندہ کے لیے اسے خریدار کے سپرد کرنا ممکن ہو سکے۔

۳/۲/۹ یہ شرط ہے کہ مسلم فیہ کی حوالگی کا وقت اس طور پر معلوم ہو جو اس بارے میں تنازع کا سبب بننے والی جہالت کو زائل کر دے اور اس کی بھی اجازت ہے کہ مسلم فیہ کی مختلف قسطوں میں حوالگی کے لیے متعدّد اوقات متعین کر لیے جائیں، بشرطیکہ سلم کا راس المال مکمل طور پر ادا کر دیا گیا ہو۔

۳/۲/۱۰ اصولی طور پر مسلم فیہ کو سپرد کیے جانے کی جگہ متعین ہونا ضروری ہے، البتہ اگر دونوں فریق اس معاملہ میں خاموشی اختیار کریں تو جس جگہ عقد طے پایا ہے اسی جگہ کو مبیع کی حوالگی کی جگہ سمجھا جائے گا۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر جگہ کے تعیّن کے لیے عام رواج کو مدنظر رکھا جائے گا۔

۳/۳ مسلم فیہ کی ضمانت

noorcentre.com

سلم کے عقد میں مسلم فیہ کی ضمانت کے طور پر رہن، کفالہ یا ان کے علاوہ دیگر طریقوں کو، جو شرعی طور پر قابل قبول ہوں، استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۴۔سلم میں درپیش صورتیں

۱/۴ مسلم فیہ کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

خریدار کے لیے مسلم فیہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۲/۴ مسلم فیہ کو تبدیل کرنا

شرط لگائے بغیر خریدار کے لیے سلم کی مدت پوری ہونے کے بعد مسلم فیہ کے بدلہ میں نقد کے علاوہ کوئی اور چیز لینا جائز ہے۔ چاہے یہ تبدیلی مسلم فیہ کی جنس کی کسی چیز کے ساتھ ہو یا اس کی جنس کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ بدلہ میں دی جانے والی چیز سلم کے موجودہ راس المال کے مقابلے میں مسلم فیہ بن سکتی ہو اور ادائیگی کے وقت بازار میں اس بدل کی قیمت مسلم فیہ کی بازاری قیمت سے زیادہ نہ ہو۔

۳/۴ سلم میں اقالہ

دونوں فریقوں کی رضامندی سے مسلم فیہ میں مکمل راس المال کی واپسی کے عوض اقالہ جائز ہے۔اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ مسلم فیہ کے کچھ حصہ میں اسی کے بقدر سرمایہ واپس کرکے عقد ختم کیا جائے گا۔

۵۔مسلم فیہ کی حوالگی

۱/۵ فروخت کنندہ پر لازم ہے کہ مسلم فیہ کی ادائیگی کا وقت مکمل ہونے پر اسے طے شدہ صفات اور مقدار کے مطابق خریدار کے حوالہ کرے، اسی طرح خریدار بھی عقد میں بیان کردہ صفات مکمل پائے جانے پر مسلم فیہ کو قبول کرنے کا پابند ہے اور انکار کرنے کی صورت میں اس کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

noorcentre.com

۲/۵ اگر مسلَم الیہ [فروخت کنندہ] طے شدہ صفات سے زیادہ اچھی چیز پیش کرے اور اس اضافی خوبی کے مقابلہ میں کسی عوض کا مطالبہ نہ کرے تو خریدار پر اس چیز کا قبول کرنا ضروری ہے، اور اس کو حسنِ ادا سمجھا جائے گا، بشرطیکہ عقد میں طے کی گئی خاص صفات ہی خریدار کو مطلوب نہ ہوں۔

۳/۵ اگر فروخت کنندہ طے شدہ صفات سے کم درجہ کی چیز پیش کرے تو خریدار کو یہ حق ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے، اور اگر اسی کو قبول کر لے تو یہ حسنِ اقتضاء سمجھا جائے گا۔ دونوں فریقوں کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اسی چیز کو قبول کرنے کے لیے باہم صلح کر لیں اگرچہ اس کے لیے قیمت میں کمی کرنا پڑے۔

۴/۵ تبادلہ کی شرائط کا لحاظ رکھے بغیر کسی اور نوع کی حوالگی کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ حوالگی مسلم فیہ ہی کی جنس میں سے ہو۔ (دیکھیے شق ۲/۴)

۵/۵ سلم کی مدت پوری ہونے سے پہلے مسلم فیہ حوالہ کرنا درست ہے، بشرطیکہ وہ طے شدہ صفات اور مقدار کے مطابق ہو۔ چنانچہ اگر خریدار کے لیے مسلم فیہ کو قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ ہو تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا، ورنہ قبول کرنا ضروری ہوگا۔

۶/۵ اگر فروخت کنندہ اپنی مالی تنگدستی کی وجہ سے مسلم فیہ کو سپرد کرنے سے قاصر ہو تو اس کو تنگدستی دور ہونے تک مہلت دی جائے گی۔

۷/۵ مسلم فیہ کی حوالگی میں تاخیر کی صورت میں قیمت میں کمی کی شرط لگانا جائز نہیں۔

۸/۵ اگر مسلم فیہ مکمل طور پر یا جزوی طور پر بازار میں دستیاب نہ ہو جس کی وجہ سے فروخت کنندہ سلم کی مدت پوری ہونے کے وقت اس کو حاصل نہ کر سکے تو خریدار کو حسب ذیل دو اختیار حاصل ہوں گے:

۱/۸/۵ مسلم فیہ کے بازار میں دستیاب ہونے تک انتظار کرے، یا

۲/۸/۵ عقد کو منسوخ کر دے اور اپنا ادا کردہ سرمایہ واپس لے لے۔

اسی طرح مسلَم فیہ کو تبدیل کر لینا بھی درست ہے (دیکھیے شق ۲/۴)۔

۶- متوازی سلم

noorcentre.com

۱/۶ فروخت کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ ایسے سامان کو حاصل کرنے کے لیے ایک مستقل اور متوازی سلم کا عقد کرلے جس کی صفات سلم کے پہلے عقد میں طے شدہ سامان کی صفات جیسی ہوں تاکہ وہ سلم کے پہلے عقد میں عائد ہونے والی ذمہ داری کو پورا کرسکے۔ اس صورت میں پہلے سلم کے عقد میں فروخت کنندہ دوسرے سلم میں خریدار شمار ہوگا۔

۲/۶ خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ ایسا سامان جس کی صفات پہلے سلم کے عقد میں خریدے ہوئے سامان کی صفات جیسی ہوں، کو فروخت کرنے کے لیے ایک مستقل اور الگ سلم کا عقد کرلے۔ اس صورت میں پہلے سلم کے عقد میں خریدار دوسرے سلم کے عقد میں فروخت کنندہ شمار ہوگا۔

۳/۶ ان دونوں صورتوں میں جو شق ۶/۱ اور شق ۶/۲ میں ذکر ہوئیں، ایک سلم کے عقد کو دوسرے سلم کے عقد کے ساتھ منسلک کرنا درست نہیں، بلکہ دونوں عقود کا تمام حقوق و فرائض کے اعتبار سے الگ ہونا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے اگر ایک فریق نے پہلے سلم کے عقد میں اپنی طے شدہ کوئی ذمہ داری پوری نہیں کی تو دوسرے فریق کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اس ذمہ داری پوری نہ کرنے کی وجہ سے دوسرے عقد کو فسخ کرے یا تاخیر یا کسی بھی ذریعہ سے متاثر کرے۔

۶/۴ شق ۱-۵ میں بیان کردہ تمام احکام متوازی سلم پر بھی لاگو ہوں گے۔

۷- سلم کے صکوک جاری کرنا

سلم کے قابلِ خرید و فروخت صکوک جاری کرنا جائز نہیں ہے۔ (دیکھیے شق ۴/۱)

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار مؤرخہ ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے چھٹے اجلاس جو مؤرخہ ۲۵ - ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ، مطابق ۱۹ - ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء منعقد ہوا، اس میں سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات کو منظور کیا۔

اس کے بعد مجلسِ شرعی نے اپنے آٹھویں اجلاس جو مدینہ منورہ میں مؤرخہ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء منعقد ہوا، میں "سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات" دوبارہ بطور شرعی معیار اجرا کی منظوری دی۔ [۱]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے انتالیسویں اجلاس میں اس معیار کو موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں اپنی پانچویں اجلاس مؤرخہ ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۱ء میں سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات کے اجرا کو ایک شرعی مشیر کے ذمہ لگانے کا فیصلہ کیا۔

بروز پیر مؤرخہ ۱۱ شوال ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۷ جنوری ۲۰۰۰ء کو افتاء و ثالثی کمیٹی نے سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری شرعی مشیر کو دینے کا فیصلہ کیا۔

افتاء و ثالثی کمیٹی نے بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے اجلاس مؤرخہ ۲۱ - ۲۳ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء میں شرعی مقتضیات کے مسودہ پر بحث کی اور اس میں بعض ترامیم کیں، نیز کمیٹی نے ابوظہبی متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے اپنے چوتھے اجلاس میں مؤرخہ ۱۴ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق نومبر ۲۰۰۰ء کو سلم اور متوازی سلم سے متعلق شرعی مقتضیات کے مسودہ پر بحث کی اور مشیر کو وہ ترامیم شامل کرنے کی ہدایت دی جو باہم بحث و تمحیص اور اراکین کی تجاویز کی روشنی میں طے پائیں۔

یہ ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے مکہ مکرمہ میں اس کے پانچویں اجلاس مؤرخہ ۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کے دوران پیش کیا، اور مجلسِ شرعی نے اس میں مزید ترامیم کرنے کے بعد اس مسودہ کو ماہرین کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس معیار کے جلسۂ سماعت میں اُن کی تجاویز پر بحث و تمحیص کی جا سکے۔

ادارہ نے اس معیار کی سماعت کے لیے بحرین میں مؤرخہ ۴ - ۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ - ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں ۳۰ سے زائد افراد نے شرکت کی، جن میں مرکزی بینکوں، اکاؤنٹنگ کے اداروں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ شعبوں کے افراد نے شرکت

noorcentre.com

کی۔ اس اجلاس میں پہلے سے وصول شدہ اور سماعت کے دوران موصول ہونے والی تجاویز کو سنا گیا اور اجلاس کے بعض اراکین نے ان تجاویز پر تبصرہ اور ان کے جوابات دینے کی ذمہ داری لی۔

افتاء و ثالثی کمیٹی نے بحرین میں ہونے والی اپنی پانچویں اجلاس مؤرخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء میں جلسۂ سماعت کے دوران پیش کیے جانے والے توجہ طلب امور پر بحث کی۔ نیز ان توجہ طلب امور پر بھی جو تحریری طور پر ادارہ کو پیش کیے گئے اور مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں ہونے والی اپنی چھٹے اجلاس مؤرخہ ۲۵ - ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹- ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء میں افتاء و ثالثی کمیٹی کی ترامیم پر غور کیا اور مناسب ترامیم کو شامل کرتے ہوئے سلم اور متوازی سلم کے نام سے اس معیار کی کچھ شقوں کو بالاتفاق اور کچھ شقوں کو اکثریتی رائے کی بنیاد پر قبول کر لیا۔

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں ہونے والی ساتویں اجلاس مؤرخہ ۹ - ۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل کو بطور معیار دوبارہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا، اور اس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل کو دوبارہ جاری کرتے ہوئے سلم اور متوازی سلم کے نام سے شرعی معیار نمبر ۱۰ کو بغیر کسی بنیادی تبدیلی کے منظور کیا۔

شرعی معیارات کی نظر ثانی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء میں قطر میں ہونے والے اجلاس میں اس معیار پر نظر ثانی کی اور بحث و مشاورت کے بعد کمیٹی نے حذف و اضافہ اور الفاظ کی تبدیلی کے لحاظ سے مناسب ترامیم کیں اور اسے مجلسِ شرعی کی خدمت میں پیش کیا تاکہ مجلس ان ترامیم کو برقرار رکھے جنہیں وہ مناسب سمجھے۔

مجلسِ شرعی نے بحرین میں مؤرخہ ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو منعقد ہونے والی انتالیسویں اجلاس میں نظر ثانی کمیٹی کی ترامیم پر بحث و مشاورت کے بعد مناسب ترامیم کو برقرار رکھتے ہوئے اس معیار کو موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

سلَم کا جواز

- سلَم کا جواز کتاب اللہ، سنت، اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ (۱) (اے ایمان والو، جب تم معین میعاد کے لیے کوئی ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے متعین مدت تک کے سلم (السلف المضمون) کو حلال کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے" اور پھر یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ آیت خاص سلم ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (۲)
- احادیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ کھجور میں ایک سال اور دو سال کا سلم کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کھجور میں سلم کا عقد کرے تو پیمانہ اور وزن معلوم ہو، جبکہ ایک روایت میں فرمایا کہ جو کوئی کسی چیز میں سلم کرے پیمانہ، وزن اور مدت معلوم ہو۔ (۳)
- اجماع سے متعلق ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علماء نے جائز سلم پر اجماع کیا ہے، یعنی کوئی شخص کسی ایسی چیز میں سلم کرے کہ جس کے تمام اوصاف، پیمانہ یا وزن اور مدت معلوم ہو۔ (۴)

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۸۲۔

(۲) دیکھیے ابن الجوزی، زاد المسیر فی علم التفسیر، ۳۳۶/۱، اور ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴۹۶/۱۔

(۳) صحیح بخاری، ۷۸۱/۲، صحیح مسلم، ۱۲۲۶/۳۔

(۴) ابن المنذر، الاجماع، ص ۵۴۔ ابن قدامہ، المغنی، تحقیق: ط ۲، القاہرۃ طبع ہجر ۳۸۵/۶۔

noorcentre.com

سلم کے جواز کی حکمت

- عقدِ سلم کے جواز میں یہ حکمت ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے لیے اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے سرمایہ حاصل کرنے میں آسانی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ زراعت اور تجارت پیشہ حضرات کو اپنے کاروبار کی تکمیل کے لیے اور ذاتی مقاصد کے لیے بھی خرچ کی تنگی کی وجہ سے مال کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ سلم کے جائز ہونے کی وجہ سے ان کو اخراجات کے حصول میں اور خریدار کو سامان کا نرخ کم ہونے کی وجہ سے آسانی ہوجاتی ہے، کیونکہ سلم میں سامان اکثر عام بازار کے نرخ سے کم پر دستیاب ہوجاتا ہے۔
- عقدِ سلم ان افراد کے ایک بہت بڑے طبقہ کی ضروریات کو ان کے مختلف درجات چھوٹے، درمیانے اور بڑے کے لحاظ سے پورا کرتا ہے جن کو زرعی، صنعتی یا تجارتی مقاصد وغیرہ کے لیے سرمایہ درکار ہو۔ ان تمام کاموں میں پیداوار کی تیاری تک نقد کی شکل میں بھی اور اشیا کی صورت میں بھی سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا سلم سرمایہ کاری کے لیے نقد تمویل فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح اس شخص کی ضرورت کو پورا کرتا ہے جس کو سرمایہ کی ضرورت ہو بشرطیکہ وہ بھی اس کے مقابل چیز کی میعاد پر ادائیگی پر قادر ہو۔ سلم کا استعمال اگرچہ زرعی شعبوں میں زیادہ ہے لیکن اس کا جواز ان تک محدود نہیں، بلکہ اسے سرمایہ کاری کے دوسرے مواقع جیسے صنعت وتجارت میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- سلم نقدی کی فوری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال ہوسکتا ہے جس میں فروخت کنندہ کو سرمایہ کے استعمال کی آسانی ہوتی ہے اور مناسب وقت مل جاتا ہے کہ وہ اس کے عوض (مسلم فیہ) کو مقررہ وقت تک فراہم کردے۔

موضوعِ سلم

- منفعت کو سلم میں قیمت کے طور پر طے کرنے کا جواز مالکیہ کی صراحت کی بنیاد پر ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے ایک فقہی قاعدہ "اوائل [پہلے حصوں] پر قبضہ کرنا اواخر [بعد والے حصوں] پر قبضہ کرنا شمار

ہو جاتا ہے"[۱] کو بنیاد بنایا ہے چنانچہ اس صورت میں ادھار کے بدلہ میں ادھار کی فروخت لازم نہیں آئے گی۔[۲]

noorcentre.com

- سلم کا راس المال دونوں فریقوں کو معلوم ہونا ضروری ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ سلم عقد معاوضہ ہے جس میں عوض کے سلسلہ میں لاعلمی کو دور کرنے کے لیے اس کا معلوم ہونا ضروری ہے۔[۳]
- عقد کے انعقاد کے لیے ہونے والی مجلس میں سلم کے راس المال پر قبضہ کرنا ضروری ہونے کی بنیاد حضور ﷺ کی اس حدیث پر ہے کہ "جو بھی تسلیف (سلم) کرے تو وہ معلوم پیمانہ میں کرے"۔[۴] اور تسلیف یا اسلاف کے معنی ہیں "تقدیم" [یعنی پیشگی ادا کرنا]۔ اس عقد کو سلم اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں راس المال پہلے دیا جاتا ہے اگر اسی میں تاخیر ہو تو یہ عقدِ سلم نہیں رہے گا۔[۵] اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر عقد کے انعقاد کی مجلس میں راس المال نہیں دیا گیا تو یہ ادھار کے بدلہ ادھار کی فروخت ہو گی[۶] جو کہ ممنوع ہے اور اس کی حرمت پر اتفاق ہے۔ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ادھار کے بدلہ ادھار کی فروخت حرام ہے"۔[۷]
- سلم کا راس المال ادھار کی صورت میں ہونا درست نہیں۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ اگر راس المال کو ادھار رکھا جائے تو یہ ادھار کی ادھار کے بدلہ میں فروخت ہوگی جو کہ شریعت میں ممنوع ہے۔
- متعیّن چیز میں سلم کے جائز نہ ہونے کی بنیاد [وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے] کہ اللہ کے نبی ﷺ

---

(۱) الدردیر، الشرح الصغیر، ۴/۷ ۳۴۔

(۲) البہوتی، شرح منتہی الارادات، ۲/ ۳۶۔

(۳) ملاحظہ: القاضی عبد الوہاب، المعونۃ ۲/ ۹۸۷، ابن جزی، القوانین الفقہیہ، ص ۲۰۲، الکاسانی، بدائع الصنائع، ۵/ ۲۰۱، ابن قدامۃ، المغنی، ۶/ ۴۱۱، الشیرازی، المہذب، ۱/ ۳۰۰۔

(۴) اس کی تخریج صفحہ نمبر ۲۹۷ پر گذر چکی۔

(۵) ابن قدامۃ، المغنی، ۶/ ۴۰۸۔

(۶) ملاحظہ: الکاسانی، بدائع الصنائع، ۵/ ۲۰۲، ابن رشد (الحفید)، بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد بیروت، دار القلم ۲/ ۲۰۵، القاضی عبد الوہاب، المعونۃ، ۲/ ۹۸۸، الزیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ۴/ ۱۱۷۔

(۷) بدایۃ المجتہد ۲/ ۱۵۰۔

noorcentre.com

کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں یہودی قبیلہ والوں نے اسلام قبول کیا اور ان کی بھوک [کی شدت] کا یہ عالم ہے کہ ان کے اسلام سے پھر جانے کا مجھے خطرہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ "کسی کے پاس کچھ موجود ہے؟" ایک یہودی نے کہا کہ میرے پاس اتنا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ اس نے کہا کہ تین سو دینار کے عوض اور اس نرخ کے مطابق فلاں قبیلہ کے باغ (کی پیداوار سلم کے طور پر خرید لی ہے)، نبی علیہ السلام نے فرمایا "نرخ اتنا اتنا (متعیّن) ہوگا اور اتنی اتنی مدت ہوگی لیکن فلاں قبیلہ کے باغ کی شرط نہیں ہوگی"۔ [1] کیونکہ متعیّن باغ کے پھل کی بیع سلم کی صورت میں اس بات کا خدشہ بھی ہے کہ ادائیگی کا وقت آنے پر پھل موجود نہ رہے یا ضائع ہو چکا ہو، اس سے غرر پیدا ہوتا ہے۔

- مسلم فیہ کے اس جگہ عام طور پر موجود رہنے کی شرط ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ غرر کو دور کیا جا سکے اور فروخت کنندہ کے لیے حوالگی ممکن ہو سکے۔

سلم میں درپیش صورتیں

- مسلم فیہ کو قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ادھار کو فروخت کرنے کے زمرے میں آتا ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔
- مسلم فیہ کو تبدیل کرنے کی صورت میں بدلہ میں لی جانے والی مسلم فیہ کی قیمت، ادئیگی کے وقت اصل مسلم فیہ سے زیادہ ہونے کی ممانعت ہے۔ اس ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ خریدار ایک ہی سودے میں دو مرتبہ نفع نہ کمائے۔
- سلم میں اقالہ [عقد کو باہمی رضامندی سے ختم کرنا] درست ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاطلاق اقالہ کی ترغیب دی۔ اس میں سلم بھی داخل ہے جیسا کہ عام خرید و فروخت شامل ہے،

---

(۱) ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اس کی تخریج کی ہے، ۳/۷۴۴، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۲/۷۶۵، ۷۶۶ پر ذکر کیا ہے، شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں ایک راوی مجہول ہے، چنانچہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بسند محمد بن کثیر عن سفیان عن ابی اسحاق عن رجل نجرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس جیسی سند سے منقول روایت دلیل نہیں ہو سکتی۔ ملاحظہ ہو: نیل الاوطار، ۵/۳۴۵، ۳۴۶۔

کیونکہ سلم بھی خرید و فروخت کی ہی صورت ہے۔ نیز اشیا کی خرید و فروخت میں اقالہ دونوں فریقوں کی رعایت کو مد نظر رکھتے ہوئے مشروع قرار دیا گیا ہے تاکہ عقد سے متعلق کسی قسم کی پشیمانی کی تلافی کی جاسکے۔ سلم میں چونکہ اس قسم کی پشیمانی کے پائے جانے کا امکان زیادہ ہے کیونکہ اس میں عقد عموماً کم ثمن پر ہوتا ہے، اس لیے یہاں اس کے مشروع ہونے کی زیادہ ضرورت ہے۔[1]

noorcentre.com

مسلم فیہ کی حوالگی

- سلم میں ثمن میں کمی کی شرط لگانے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس عقد میں مبیع ادھار ہوتی ہے اور تاخیر کی وجہ سے ادھار میں اضافہ سود ہے۔

متوازی سلم

- متوازی سلم کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں ہر عقد دوسرے سے جدا ہوتا ہے، لہٰذا اس سے ایک سودے میں دو سودوں کو جمع کرنا لازم نہیں آتا۔ اگرچہ دونوں معاملات میں ایک جیسی صفات ملحوظ ہوتی ہیں۔
- سلم کے قابلِ خرید و فروخت صکوک جاری کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی فروخت دراصل ادھار کو بیچنے کے زمرے میں آتی ہے جو کہ شرعاً منع ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو: الکاسانی، بدائع الصنائع، ۵/۲۱۴۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

سَلَم

یہ ادھار کو نقد کے بدلہ فروخت کرنا ہے، یہ خرید و فروخت کی ایک قسم ہے جس میں قیمت کی ادائیگی نقد ہوتی ہے جسے راس المال کہا جاتا ہے اور خریدا ہوا سامان ایک متعین مدت کے بعد دیا جاتا ہے جس کو "مسلَم فیہ" کہتے ہیں، فروخت کرنے والے کو "مسلَم الیہ" اور خریدار کو "مسلِم" یا "رب السلم" کہا جاتا ہے۔ سلم کو کبھی "سلف" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

متوازی سَلَم

جب خریدار کسی تیسرے فریق کے ساتھ سلم کا عقد کرے تاکہ اس عقد کے ذریعہ وہ ایسا سامان حاصل کر سکے جس کی صفات پہلے والے سلم کے عقد میں طے ہونے والے سامان جیسی ہوں تاکہ وہ اپنی ذمہ داری [سامان کی ادائیگی کی] پوری کر سکے تو یہ عقد موجودہ عرف میں "متوازی سلم" کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی ادارہ کسانوں سے روئی کی ایک متعیّن مقدار خریدے پھر یہ ادارہ روئی کی صفائی اور کپڑے کے کارخانوں سے ایک نیا سلم کا عقد کرے، ایسی روئی کی فروخت کے لیے جس کی صفات اور معیار پہلے عقد والی روئی کی جیسی ہوں، اور اس دوسرے عقد کو پہلے سے منسلک نہ کیا جائے۔

اِقالہ

عقد کو دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے ختم کرنا۔

مثلی [مماثل] اشیا

noorcentre.com

وہ اشیا جن کی اکائیاں ایک جیسی ہوں، اور ان کے نقصان ہونے یا ضائع ہونے کی صورت میں ان کا تاوان قیمت کے بجائے اُن جیسی چیز ہی ہو۔

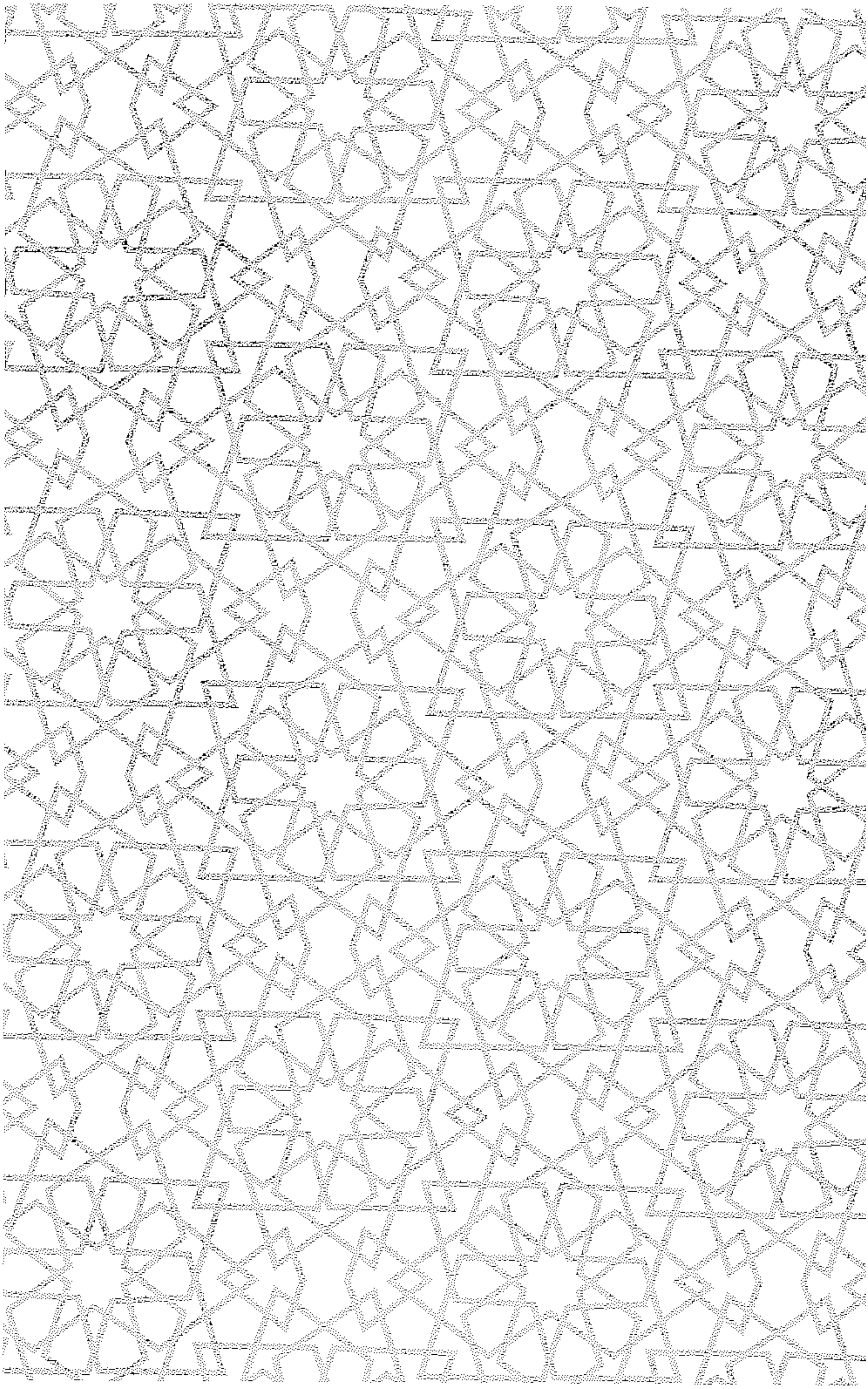

noorcentre.com

استصناع اور متوازی استصناع

(ترمیم شدہ معیار)

* اس معیار کا مضمون پہلے "المتطلبات الشرعية لصيغ الاستثمار والتمويل رقم ٤ الاستصناع و الاستصناع الموازي" (شرعی مقتضیات برائے سرمایہ کاری و تمویل نمبر ۱۱، استصناع اور متوازی استصناع) کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ تمام شرعی مقتضیات کو شرعی معیارات کے طرز پر شائع کیے جانے کی، مجلسِ شرعی کی قرارداد کی بنیاد پر اسے دوبارہ شرعی معیار کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

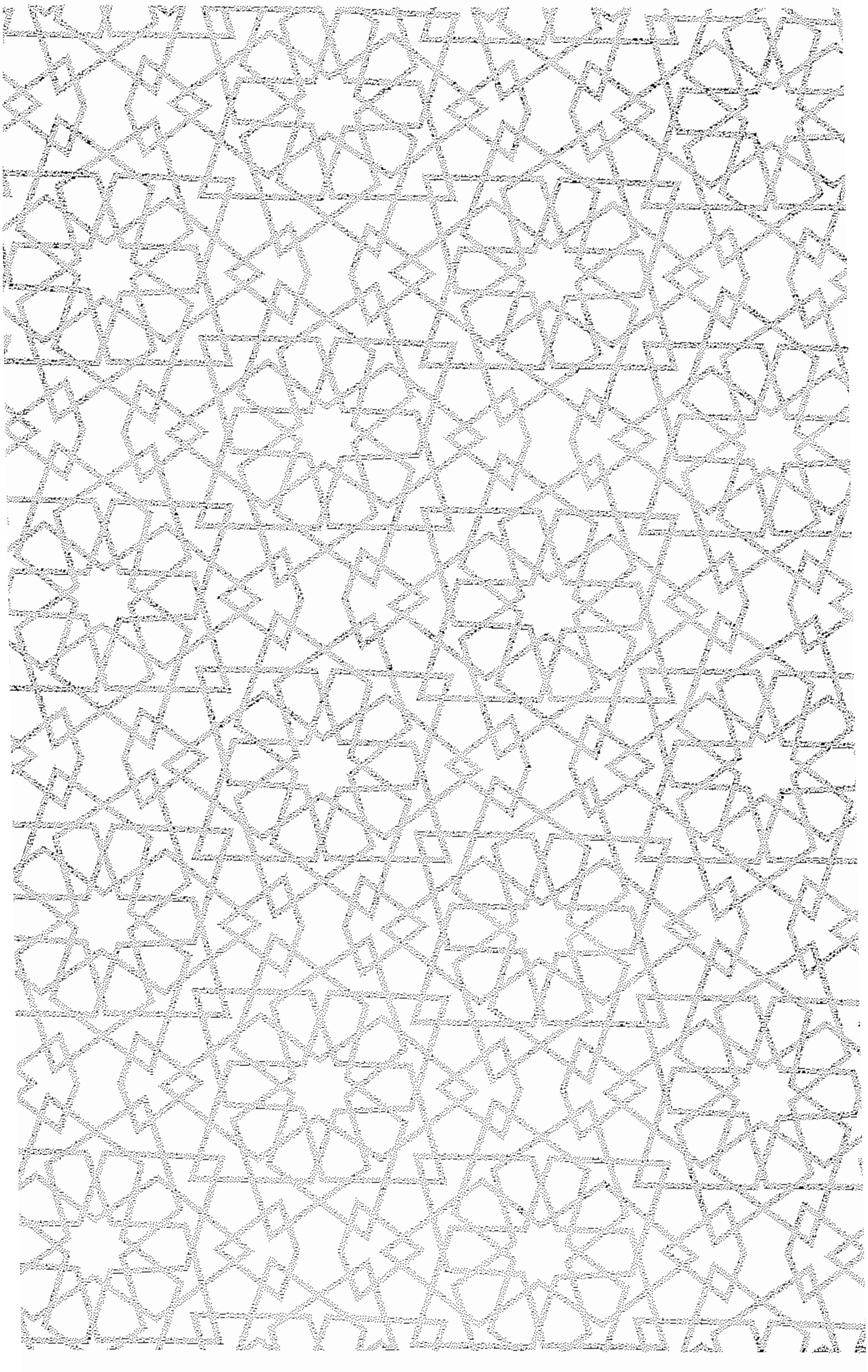

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۳۰۸
معیار کا متن ۳۰۹
۱-معیار کا دائرۂ کار ۳۰۹
۲-عقدِ استصناع ۳۰۹
۳-موضوعِ استصناع، اور اس کی ضمانتیں ۳۱۱
۴-استصناع کے دوران پیش آنے والی صورتحال ۳۱۵
۵-استصناع کے نفاذ کی نگرانی ۳۱۷
۶-تیار کی گئی شے کی حوالگی اور اس میں تصرفات ۳۱۷
۷-متوازی استصناع ۳۲۰
۸-معیار کے اجرا کی تاریخ ۳۲۱
معیار کی منظوری ۳۲۲
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۳۲۳
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۳۲۶
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۳۳۲

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان احکام اور شرعی اصول وضوابط کی وضاحت ہے جنہیں اسلامی مالیاتی ادارے (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے استصناع اور متوازی استصناع کے عقد، اس کے موضوع، اس پر پیش آنے والے تصرفات، اس کے نفاذ اور نفاذ کی نگرانی میں ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار استصناع اور متوازی استصناع، دونوں کے احکام پر مشتمل ہے، خواہ ادارہ خریدار ہو یا فروخت کنندہ۔ اس معیار میں استصناع کے صکوک کا بیان شامل نہیں ہے، کیونکہ وہ "سرمایہ کاری کے صکوک" کے معیار کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

۲- عقدِ استصناع

۲/۱ براہِ راست یا دوطرفہ وعدے کے بعد عقدِ استصناع کا انعقاد

۲/۱/۱ ادارے اور گاہک کے درمیان استصناع کا عقد جائز ہے، اگرچہ ابھی تک ادارے کی ملکیت میں مبیع یا اس میں استعمال ہونے والا خام مال موجود نہ ہو۔

۲/۱/۲ مطلوبہ شے کی تیاری پر آنے والے اخراجات اور مطلوبہ منافع کے تعیّن کے لیے ادارہ ان پیش کردہ نرخوں سے استفادہ کر سکتا ہے جو گاہک نے دیگر اداروں سے حاصل کیے ہوتے ہیں۔

۲/۱/۳ یہ جائز نہیں کہ ادارے کا کردار استصناع میں ایک ایسے استصناع کے معاملے کے لیے سرمایہ فراہم کرنا ہو جو گاہک اور کسی فریقِ ثالث کے درمیان پہلے سے طے پا چکا ہو، خصوصاً جبکہ گاہک اس فریقِ ثالث کے واجبات ادا کرنے سے قاصر ہو جائے اور اس مقصد کے لیے وہ ادارے سے استصناع کا عقد کرنا چاہے، خواہ یہ نیا عقد اس فریق کے مطلوبہ چیز کی تیاری شروع کرنے سے پہلے کیا جائے یا بعد میں۔ (دیکھیے شق ۲/۲/۴)۔

noorcentre.com

۲/۲ عقدِ استصناع کی خصوصیات اور اس کی شرائط

۲/۲/۱ مکمل شرائط کے پائے جانے پر عقدِ استصناع دونوں فریقوں پر لازم ہو جاتا ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں: مطلوبہ چیز کی جنس، نوعیت، مقدار اور اس کے مطلوبہ اوصاف کو واضح طور پر بیان کرنا، اس چیز کی قیمت کا معلوم ہونا اور اگر ضرورت محسوس ہو تو اس چیز کی حوالگی کی تاریخ کا معلوم ہونا۔ اگر مطلوبہ چیز طے شدہ اوصاف کے مطابق نہ ہو تو گاہک کو سودا منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا۔

۲/۲/۲ چونکہ عقدِ استصناع بذاتِ خود ایک عقدِ لازم ہے، چنانچہ عقد ہوتے ہی اس کے نتائج مرتب ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور مطلوبہ چیز کی تیاری کے بعد ایجاب وقبول کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور یہ مرابحہ کے وعدہ سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ مرابحہ میں مطلوبہ چیز ادارے کی ملکیت میں آنے کے بعد گاہک اور ادارے کے درمیان باقاعدہ ایجاب وقبول کے ذریعے خرید وفروخت کا عقد طے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲/۲/۳ عقدِ استصناع میں صانع کا یہ شرط لگانا کہ وہ اس چیز میں پائے جانے والے تمام عیوب سے بری ہے، جائز نہیں۔

۲/۲/۴ عقدِ استصناع اور اس کے طریقۂ کار کو اس طرح انجام دینا جائز نہیں کہ وہ محض سودی تمویل کا حیلہ بن جائے۔ مثلاً اس بات پر اتفاق کرنا کہ ادارہ کسی صانع سے اس کی مصنوعات یا تیار شدہ اشیا نقد قیمت کے عوض خریدے گا اور پہلی قیمت سے زائد قیمت کے عوض واپس اسی صانع کو ادھار بیچ دے گا، یا یہ کہ عقدِ استصناع میں خریدار خود صانع ہی ہو، یا خریدار کی صانع [بطور ادارہ] میں ایک تہائی یا زائد کی ملکیت ہو اگرچہ یہ سودا ٹینڈر کے ذریعہ انجام پایا ہو۔ اس طرح کی ممانعت کا مقصد بیع عینہ سے بچانا ہے۔

۳- موضوعِ استصناع، اور اس کی ضمانتیں

noorcentre.com

۱/۳ استصناع کے تحت تیار کی جانے والی شے کے احکام

۱/۱/۳ استصناع کا عقد صرف اس چیز میں جائز ہے جس میں ایسی صنعت کا عمل دخل ہو جو اسے اپنی قدرتی حالت سے تبدیل کرے، چنانچہ جب تک صانع تیار کی جانے والی چیز کی ذمہ داری لے گا، استصناع درست ہوگا۔

۲/۱/۳ جو چیزیں خریدار کی مطلوبہ مخصوص صفات کے مطابق تیار کی جاتی ہیں، ان کی تیاری کے لیے استصناع کا معاہدہ کرنا جائز ہے، اگرچہ ان جیسی چیزیں بازار میں دستیاب نہ ہوں، البتہ اس کے لیے یہ شرط ہے کہ مطلوبہ اشیا اپنی صفات اور خصوصیات کے ذریعے متعین کی جاسکتی ہوں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ استصناع کا عقد ان چیزوں میں کیا جائے جن کی مثل اشیا بازار میں بکثرت دستیاب ہوں اور یکساں معیارات پر تیاری کی وجہ سے ایک دوسرے کی جگہ سپرد کی جاسکتی ہوں۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ مطلوبہ چیز استعمال سے خرچ ہو جاتی ہو یا باقی رہتے ہوئے استعمال کی جاتی ہو۔

۳/۱/۳ یہ جائز نہیں ہے کہ جس چیز کی تیاری کے لیے استصناع کا عقد کیا جائے وہ پہلے سے ہی موجود ایک متعین چیز ہو، مثلاً ایک آدمی یوں کہے کہ میں نے آپ کو استصناع کے ذریعے یہ گاڑی یا یہ کارخانہ بیچ دیا۔ استصناع کا عقد صرف انہی چیزوں میں درست ہے جن کو مخصوص صفات کے ذریعے واضح کیا جائے، نہ کہ متعین کر کے۔ صانع جس چیز کی تیاری شروع کر دے اس کے حصول میں خریدار کو ترجیحی حق حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ مکمل یا جزوی قبضے کے بعد اس کو ترجیحی حق حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ خریدار کو اس خام مال میں کوئی ترجیحی حق حاصل نہیں ہوتا جو صانع کے پاس اس کے آرڈر کی تیاری کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ صانع کام مکمل کرنے کی ضمانت کے طور پر خریدار کے ساتھ اس بات

noorcentre.com

کا عہد کرلے کہ وہ اس خام مال کو خریدار کے مطلوبہ سامان کے علاوہ کسی دوسری چیز کی تیاری میں استعمال نہیں کرے گا۔

۳/۱/۴ عقدِ استصناع میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ تیاری کا عمل ادارہ بذاتِ خود سرانجام دے گا، اس صورت میں متعلقہ ادارے پر اس شرط کی پابندی لازم ہوگی اور کسی دوسرے ادارے سے کام نہیں کرواسکے گا۔

۳/۱/۵ صانع کے لیے خریدار کو وہ سامان دینا بھی جائز ہے جو اس نے عقدِ استصناع سے پہلے خود تیار کیا ہوا ہو یا کسی دوسرے صانع کا تیار کردہ ہو۔ اس دوسری صورت میں یہ ضروری ہے کہ صانع پر یہ شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ مطلوبہ سامان خود تیار کرے گا۔ البتہ اس قاعدے کو ایسے معاملے میں دونوں عوضوں کے مؤخر کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے جس میں مخصوص صفات والی اشیا فراہم کرنی ہوتی ہیں، جبکہ صانع کا مطلوبہ چیز کی تیاری کا سرے سے ارادہ ہی نہ ہو۔

۳/۱/۶ صانع پر مطلوبہ کام کو معاہدے میں طے شدہ صفات کے مطابق اور طے شدہ مدت یا ایک ایسی مناسب مدت میں سرانجام دینا لازم ہے، جو اس فن کے ماہرین کی رائے کے مطابق اس نوعیت کے کام میں مطلوب ہے۔

۳/۱/۷ یہ جائز ہے کہ صانع ایک طے شدہ متعیّن مدت تک اس مقصد کے لیے طے کی جائے کہ اگر اس دوران مطلوبہ چیز میں صنعت [manufacturing] کے حوالہ سے کوئی خرابی ظاہر ہوئی تو صانع اس کی درستگی کا ذمہ دار ہوگا یا یہ طے کیا جائے کہ صانع باہم طے شدہ مخصوص مدت تک یا اس مدت تک جس کا عرف ہو مطلوبہ چیز کو کی دیکھ بھال [maintenance] کا ذمہ دار ہوگا۔

۳/۱/۸ متعیّن زمین میں عمارتوں کی تعمیر کے لیے استصناع کا عقد کرنا جائز ہے، خواہ وہ زمین خریدار کی ملکیت ہو یا صانع کی ملکیت ہو، یا ایک ایسی زمین میں ہو جس کے منافع ان دونوں میں سے کسی کی ملکیت میں ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں

موضوعِ عقد حسبِ منشا تعمیرات ہیں، نہ کہ متعین کردہ زمین۔

noorcentre.com

۲/۳ عقدِ استصناع میں قیمت

۱/۲/۳ عقدِ استصناع کے انعقاد کے وقت طے شدہ قیمت کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ جائز ہے کہ وہ قیمت نقدی کی صورت میں ہو یا کسی متعین شے کی صورت میں ہو یا ایک متعین مدت کے لیے کسی چیز کی منفعت کی صورت میں ہو، پھر خواہ وہ منفعت کسی دوسری چیز کی ہو یا خود استصناع میں مطلوب چیز کی ہو۔ یہ اس صورت کی نظیر بن سکتی ہے، جس میں حکومتی ادارے کسی مخصوص پروجیکٹ کو مکمل کرنے والی کمپنی کو ترجیحی حق دیتے ہوئے اس پروجیکٹ سے ایک معینہ مدت تک مستفید ہونے کی اجازت دیتے ہیں [BOT]۔

۲/۲/۳ استصناع میں طے شدہ قیمت کی ادائیگی کو ادھار کرنا، یا معینہ مدت کے لیے معلوم اقساط میں طے کرنا یا کچھ رقم پیشگی دے کر باقی قیمت کو مطلوبہ چیز کے اجزاء کی حوالگی کے ساتھ جوڑ کر طے کرنا جائز ہے۔ اسی طرح مطلوبہ چیز کے تکمیلی مراحل کے ساتھ بھی قیمت کو جوڑا جاسکتا ہے، جبکہ عرف میں ان مراحل کا تعیّن ممکن ہو، اور اس میں نزاع کا اندیشہ بھی نہ ہو۔

۳/۲/۳ جب صنعت کا عمل متعدّد اجزاء پر مشتمل ہو یا قیمت کی ادائیگی مصنوع کے مختلف یونٹس کی بنیاد پر طے کی گئی ہو تو صانع یہ شرط لگا سکتا ہے کہ خریدار اس کو طے شدہ صفات کے مطابق مکمل ہونے والے مراحل کے بقدر ادھار قیمت ادا کرتا رہے گا۔

۴/۲/۳ حوالگی کی مدت کے مختلف ہونے کی بنیاد پر قیمت میں کمی بیشی کرنا جائز ہے اور متعدّد پیشکشوں پر بھاؤ تاؤ کرنا ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ عقد کرتے وقت ان میں سے کسی ایک کو متعیّن کر دیا جائے، تاکہ باہمی نزاع کا سبب بننے والی غیر یقینی صورتحال اور لاعلمی سے بچا جاسکے۔

۵/۲/۳ استصناع کے معاملے میں مرابحہ کرنا جائز نہیں، وہ اس طرح کہ لاگت پر کچھ معلوم

noorcentre.com

رقم کا اضافہ کرکے قیمت طے کی جائے۔

٣/٢/٦ جب مطلوبہ شے کی تیاری پر ادارے کے لگائے گئے اندازے سے کم حقیقی لاگت آئے یا ادارے کو اس فریق کی جانب سے رقم میں رعایت ملے، جس سے ادارے نے متوازی استصناع کی بنیاد پر مطلوبہ شے کی تیار کروائی تھی تو ادارے پر یہ لازم نہیں کہ وہ خریدار کے لیے بھی رقم میں کمی کرے۔ دونوں معاملات میں طے شدہ رقم کے فرق سے حاصل ہونے والی زائد رقم یا اس کے کسی جزء پر پر خریدار کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب مطلوبہ شے کی تیاری پر ادارے کے لگائے گئے اندازے سے زائد لاگت آئے تب بھی یہی حکم ہوگا۔

٣/٣ ضمانتیں

٣/٣/١ معاملے کو پختہ کرنے کی غرض سے ادارے کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ صانع کی حیثیت سے عربون [بیعانہ] کا مطالبہ کرے یا خریدار کا کی حیثیت سے عربون کی ادائیگی کرے، بایں طور کہ اگر عقد فسخ نہ کیا گیا تو یہ عربون طے شدہ قیمت کا ایک حصہ شمار ہوگا یا معاملے کے فسخ کی صورت میں صانع اس عربون کا مالک شمار ہوگا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ صانع صرف حقیقی نقصان کی وصولی پر اکتفا کرے۔

٣/٣/٢ استصناع کے معاملے میں ادارہ خواہ بطورِ صانع کام کرے یا بطورِ خریدار، اس کے لیے ان ضمانتوں کا مطالبہ کرنا جائز ہے، جنہیں وہ صانع یا خریدار سے اپنے حقوق کی وصولی میں معاون سمجھے۔ اسی طرح ادارہ جب بطورِ خریدار کام کرے، اس کے لیے صانع کی مطلوبہ ضمانتوں کی ادائیگی کرنا بھی جائز ہے۔ خواہ یہ ضمانتیں "گروی" کی شکل میں ہوں یا شخصی کفالت کی شکل میں، حوالہ کی شکل میں ہوں یا کرنٹ اکاؤنٹ کی شکل میں، سیونگ اکاؤنٹ کی صورت میں ہوں یا رقم کے اکاؤنٹ سے اخراج پر پابندی کی شکل میں۔

۴- استصناع کے دوران پیش آنے والی صورتحال

noorcentre.com

۱/۴ ترامیم، اضافے اور زائد شرائط

۱/۱/۴ استصناع کا عقد ہو جانے کے بعد، صانع اور خریدار کے لیے مطلوبہ شے کی طے شدہ صفات میں ترمیم یا اضافہ کرنا جائز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس تبدیلی کی وجہ سے طے شدہ قیمت میں کمی بیشی کرنا اور معاملے کے نفاذ کی طے شدہ مدت میں مہلت دینا بھی جائز ہے۔ عقد میں واضح طور پر یہ شق داخل کرنا بھی جائز ہے کہ طے شدہ صفات میں ترمیم اور اضافے کے عوض ماہرین کی رائے اور عرف کے مطابق یا کسی ایسے معلوم اشاریے کے مطابق کمی بیشی کی جائے گی جو جھگڑے کا سبب بننے والی لاعلمی کا خاتمہ کرتا ہو۔

۲/۱/۴ خریدار کے لیے صانع کو اس کی رضامندی کے بغیر، مطلوبہ شے کی طے شدہ صفات میں ترمیم یا اضافہ کرنے کا پابند بنانا جائز نہیں۔

۳/۱/۴ ادائیگی کی مدت میں اضافے کی بنیاد پر طے شدہ قیمت میں اضافہ کرنا جائز نہیں۔ البتہ جلد ادائیگی کی صورت میں طے شدہ قیمت میں کمی کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ قیمت میں کمی کرنا عقد میں پہلے سے طے شدہ نہ ہو۔

۲/۴ ہنگامی صورتحال [کے احکام]

۱/۲/۴ جب اس طرح کی ہنگامی صورتحال پیش آجائے کہ طے شدہ قیمت میں کمی یا زیادتی ضروری ہو جائے تو دونوں فریقوں کے لیے شق ۳/۱/۴ کی رعایت رکھتے ہوئے باہمی رضامندی کسی ثالث یا عدالت سے رجوع کے ذریعے قیمت میں تبدیلی کرنا جائز ہے۔

۲/۲/۴ ادارہ ایسے ادھورے کام کی تکمیل کے لیے بھی استصناع کا عقد کر سکتا ہے، جو کسی دوسرے صانع نے شروع کیا تھا لیکن مکمل نہیں ہو پایا، ایسی صورت میں اس ادھورے منصوبے کی موجودہ صورتحال کا تجزیہ کرنا ضروری ہو گا جس کا تعلق گاہک

noorcentre.com

کے پچھلے صانع کے ساتھ چلنے والے کھاتے سے ہوگا۔ لہٰذا اگر کوئی واجبات باقی ہوں گے تو تمام واجبات کی ادائیگی کرنا، گاہک کی ذاتی ذمہ داری ہوگی۔ ان ادائیگیوں کے تعیّن کے بعد باقی ماندہ کام کی تکمیل کے لیے استصناع کا نیا معاہدہ کیا جائے گا اور ادارہ سابق صانع کی مدد حاصل کرنے کا پابند نہ ہوگا، بلکہ اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی قسم کے مناسب ذرائع کا استعمال کرکے کام مکمل کرے۔

۳/۲/۴ خریدار کی زمین پر پروجیکٹ یا تعمیری کام کے استصناع کی صورت میں یہ طے کرنا جائز ہے کہ اگر صانع ایک معینہ مدت میں اپنے کام کی تکمیل یا نفاذ نہ کر سکا تو خریدار کو صانع کے اخراجات پر اس کام کو مکمل کروانے کا حق حاصل ہوگا۔ اور اس معینہ مدت کی ابتدا اس وقت سے ہوگی جس وقت سے صانع نے کام کرنا ترک کر دیا تھا۔

۴/۲/۴ اگر صانع اپنے کام کی تکمیل سے عاجز آجائے تو خریدار اس ادھوری تعمیر یا شروع کیے جانے والے پروجیکٹ کا بلا عوض مالک نہیں ہوگا بلکہ حکم کا مدار عجز کے سبب پر ہوگا، لہٰذا اگر کام کا مکمل نہ ہونا کسی ایسی وجہ سے تھا جس کا ذمہ دار صانع بنا تو ایسی صورت میں خریدار ادھوری تعمیر کی حد تک قیمت کی ادائیگی کا پابند ہوگا اور صانع اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ خریدار کو ہونے والے حقیقی نقصان کی تلافی کرے۔ اگر کام کا مکمل نہ ہونا کسی ایسی وجہ سے تھا جس کا ذمہ دار خریدار ہو تو صانع اپنے ادھورے کام کی قیمت کے ساتھ ساتھ حقیقی نقصان کی وصولی کا بھی حق دار ہوگا۔ اگر صانع اور خریدار کے علاوہ کسی اور سبب سے کام ادھورا رہ جائے تو خریدار اپنے ادھورے کام کی قیمت کا حق دار ہوگا اور دونوں فریقوں کو ہونے والے نقصان کی تلافی کسی فریق کی ذمہ داری نہ ہوگی۔ (دیکھیے شق ۳/۲/۴)

۵/۲/۴ عقدِ استصناع میں ایسی شرط طے کرنا جائز ہے جو اس بات کی صراحت کرے کہ عقد ہو جانے کے بعد، متعلقہ حکام کی جانب سے لگائی گئی کسی بھی زائد شرط کی بنیاد

پر ہونے والے زائد اخراجات جو عقد اور قانون کے مطابق صانع کی ذمہ داری نہیں اور عقد کے وقت ان شرائط کو طے نہیں کیا گیا تھا تو یہ زائد اخراجات خریدار کی ذمہ داری ہوں گے۔

noorcentre.com

۵- استصناع کے نفاذ کی نگرانی

۱/۵ صانع اور خریدار کے لیے باہمی رضامندی سے کسی تکنیکی اور فنی ادارے کی خدمات حاصل کرنا جائز ہے جس کے فیصلہ کے دونوں پابند ہوں، تاکہ مطلوبہ شے میں طے شدہ صفات کو یقینی بنایا جائے اور طے شدہ مراحل واقساط کے مطابق مطلوبہ شے کے لین دین کے حوالے سے یہ رہنمائی کرے کہ آیا یہ طے شدہ معاہدے کے مطابق ہے یا نہیں۔

۲/۵ بحیثیت صانع ادارے کا خریدار کے ساتھ وکالت کا ایک الگ عقد کرتے ہوئے اس کو اس بات کا وکیل بنانا جائز ہے کہ وہ عملِ استصناع کی نگرانی کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ مطلوبہ شے معاہدے میں طے شدہ صفات کے مطابق تیار کی گئی ہے۔

۳/۵ صانع اور خریدار کا باہمی رضامندی سے یہ طے کرنا جائز ہے کہ ان میں سے کون سا فریق نگرانی کے اخراجات برداشت کرے گا۔

۶- تیار کی گئی شے کی حوالگی اور اس میں تصرفات

۱/۶ مطلوبہ شے کو خریدار، اس کی جانب سے مقرر کردہ کسی بھی شخص کے حوالے کرنے یا اس کو قبضہ کا مکمل اختیار دینے سے صانع مطلوبہ شے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔

۱/۱/۶ اگر حوالگی کے وقت مطلوبہ شے طے شدہ صفات کے مطابق نہ ہو تو خریدار کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس کو رد کردے یا درگزر کرتے ہوئے مطلوبہ شے کو اسی حالت میں قبول کرلے۔ یہ حسنِ اقتضاء کی قبیل سے ہوگا۔ اس صورت میں دونوں فریقوں کے لیے یہ بھی درست ہے کہ قبول کرنے پر صلح کرلیں اگرچہ قیمت میں کمی کے ساتھ ہی ہو۔

noorcentre.com

۲/۱/۶ اگر صانع نے طے شدہ صفات سے بڑھ کر زیادہ اچھی شے تیار کر لی تو ایسی صورت میں خریدار پر لازم ہوگا کہ وہ اس کو قبول کرے اور اسے صانع کی طرف سے بہترین ادائیگی کا انداز سمجھا جائے گا۔ البتہ اگر وہ اضافی خصوصیت، آرڈر دینے والے کے مقصد کے خلاف ہو تو اسے رد کیا جاسکتا ہے۔

۲/۶ تیار کی گئی شے کو مقررہ تاریخ سے پہلے خریدار کے حوالے کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ طے شدہ صفات کے مطابق ہو۔ البتہ اگر خریدار مقررہ وقت سے پہلے اس کو لینے سے انکار کرے تو پھر یہ حکم قابلِ قبول رکاوٹ کے پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے مختلف ہوجائے گا۔ لہٰذا واقعی کوئی قابلِ قبول عذر ہو تو پھر تو اس کو وقت سے پہلے تیار کی گئی شے لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، لیکن اگر واقعی قابلِ قبول عذر نہ ہو تو پھر اسے مجبور کیا جائے گا۔

۳/۶ اس بات کی اجازت ہے کہ خریدار کو تیار شدہ شے پر حکمی قبضہ دیا جائے یعنی صانع مطلوبہ شے کو اس طرح خریدار کے حوالے کر دے کہ اس کو قبضہ اور استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ حکمی قبضہ کے بعد اس شے کی ذمہ داریاں صانع سے ختم ہوجائیں گی اور ضمان خریدار کی طرف منتقل ہوجائے گا۔ لہٰذا اب اگر اس چیز کو کوئی نقصان صانع کی زیادتی اور کوتاہی کے بغیر پہنچا تو یہ نقصان خریدار کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اس طرح صانع کے ضمان اور خریدار کے ضمان میں فرق ظاہر ہوگا۔

۴/۶ صانع کی طرف سے قبضے کی ایسی قدرت دینے کے باوجود اگر خریدار نے بغیر کسی عذر کے مطلوبہ شے پر قبضہ نہ کیا تو ایسی صورت میں مطلوبہ شے صانع کے پاس بطورِ امانت رہے گی، لہٰذا اگر وہ صانع کی غفلت یا کوتاہی کے بغیر ضائع ہوگئی تو اس کا نقصان خریدار کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اس چیز کی حفاظت پر ہونے والے اخراجات بھی خریدار کے ذمہ ہوں گے۔

۵/۶ عقد استصناع میں یہ صراحت جائز ہے کہ اگر خریدار نے ایک مخصوص مدت کے اندر اندر مطلوبہ شے پر قبضہ نہ کیا تو خریدار صانع کو وکیل بناتا ہے کہ وہ اس کے وکیل کی حیثیت سے

noorcentre.com

اسے کسی دوسرے خریدار کو فروخت کرکے اپنے پیسے وصول کرلے۔ اگر وہ چیز زیادہ قیمت میں فروخت ہوئی تو اضافی رقم پہلے خریدار کو واپس کی جائے گی اور اگر کم قیمت میں فروخت ہوئی تو بقیہ رقم پہلے خریدار سے وصول کی جائے گی اور فروخت پر ہونے والے اخراجات پہلے خریدار کے ذمے ہوں گے۔

۶/۶ عقد استصناع میں وقت پر مطلوبہ شے فراہم نہ کرنے کی صورت میں خریدار کے نقصان کی تلافی کے لیے صانع پر باہمی رضامندی سے طے شدہ متوسط جرمانے [شرط جزائی] کی شرط لگاسکتے ہیں، بشرطیکہ یہ تاخیر کسی ناگہانی صورتحال کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔ نیز جرمانے کی یہ شرط ظالمانہ نہیں ہونی چاہیے۔ البتہ اگر خریدار قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس پر کوئی جرمانہ عائد کرنا درست نہیں۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳) "ٹال مٹول کرنے والا مدیون (قرضدار)"، شق ۲/۱/۲)۔

۶/۷ تیار کی گئی شے پر حقیقی یا حکمی قبضہ کرنے سے پہلے اسے آگے فروخت کرنا درست نہیں، البتہ ذمہ میں واجب مخصوص صفات کی حامل شے جو پہلے عقد میں تیار کی جانے والے شے کی طرح ہو اس کی فروخت کے لیے استصناع کا الگ سے نیا عقد کیا جاسکتا ہے، اس استصناع کو "متوازی استصناع" کہتے ہیں (دیکھیے شق ۷)

۶/۸ ادارہ جب بحیثیتِ خریدار کام کرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ تیار کی گئی شے پر قبضہ کرنے کے بعد صانع کو اس کام کا وکیل بنائے کہ صانع تیار کی گئی شے کو ادارے کے وکیل کی حیثیت سے اپنے گاہکوں کو فروخت کردے۔ یہ وکالت بلا عوض بھی جائز ہے اور کسی طے شدہ اجرت کے عوض بھی جائز ہے۔ نیز فروخت کی جانے والی شے کی قیمت کا ایک حصہ بھی بطورِ اجرت طے کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ پہلے عقدِ استصناع میں وکالت کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

noorcentre.com

۷- متوازی استصناع

۷/۱ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسی اشیا کو خریدنے کے لیے صانع سے استصناع کا عقد کرے جن کے ابہام کو واضح صفات بیان کر کے ختم کیا جا چکا ہو، اور عقد کے وقت صانع کو نقد رقم دیدے۔ اور دوسری جانب متوازی استصناع کا عقد کر کے کسی دوسرے فریق کو پہلے عقد میں خریدی گئی اشیا کی مواصفات کے مطابق اشیا فروخت کردے اور متوازی استصناع کے عقد میں پہلے استصناع کے مکمل ہونے کی مدت کے بعد کی مدت طے کی جائے۔ یہ سب اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ دونوں معاملات میں باہم کوئی ربط نہ ہو۔ (دیکھیے شق ۴/۱/۴)

۷/۲ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ بحیثیتِ صانع گاہک کے ساتھ قیمت کی مؤخر ادائیگی کی شرط پر استصناع کا عقد کرے اور دوسری جانب کسی ٹھیکیدار یا صانع سے انہی صفات کی حامل اشیا یا عمارتوں کی خریداری کے لیے قیمت کی نقد ادائیگی کی شرط پر متوازی استصناع کا عقد کرے۔ یہ سب اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ دونوں معاملات میں باہم کوئی ربط نہ ہو۔

۷/۳ صانع کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے ادارے پر لازم ہے کہ وہ تیار شدہ شے کو خریدار کے حوالے کرنے سے پہلے، استصناع کے عقد کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے اثرات مثلاً ملکیت کے حقوق، دیکھ بھال کے اخراجات اور انشورنس کے اخراجات کی ذمہ داری اٹھائے۔ مزید یہ کہ ادارے کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ متوازی استصناع میں اپنے وہ واجبات صانع پر ڈالے جو گاہک کے حق میں ادارے پر لازم ہوئے ہیں۔

۷/۴ استصناع اور متوازی استصناع میں کسی قسم کا ربط قائم کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا ایک عقد میں حوالگی میں تاخیر کی وجہ سے دوسرے عقد میں حوالگی کو روکنا، مؤخر کرنا یا اخراجات میں اضافہ کی بنیاد پر قیمت میں اضافہ کرنا درست نہیں۔ ادارے کے لیے متوازی استصناع میں صانع پر بشمول جرمانے کی شرط کے ایسی شرائط لگانا بھی جائز ہے جیسی شرائط ادارے کے گاہک کے ساتھ ہونے والے استصناع کے عقد میں لگائی گئی ہوں۔ نیز ان شرائط سے

مختلف شرائط بھی طے کی جاسکتی ہیں۔

noorcentre.com

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کو ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے "استصناع اور متوازی استصناع کے شرعی تقاضے" کے مسودے کو چھٹے اجلاس میں منظور کیا، جو کہ ۲۵-۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹-۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

پھر ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والے آٹھویں اجلاس میں استصناع اور متوازی استصناع کے شرعی تقاضوں کے مسودے کو نئے سرے سے ترتیب دینے کی قرارداد منظور کی تاکہ یہ ایک شرعی معیار کی صورت میں تیار ہو سکے۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اپنے اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مکہ مکرمہ میں مورخہ ۱۰-۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہونے والے پانچویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے استصناع اور متوازی استصناع کے لیے شرعی اصول جاری کرنے لیے ایک شرعی مشیر کو ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

بروز پیر ۱۱ شوال ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۷ جنوری ۲۰۰۰ء افتاء و ثالثی کمیٹی نے استصناع اور متوازی استصناع کے شرعی تقاضوں کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

بحرین میں مورخہ ۲۱-۲۳ محرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں افتاء و ثالثی کمیٹی نے تیار کردہ اصولوں پر بحث کی اور اس میں بعض ترامیم کیں۔ اسی طرح اس کمیٹی نے ابوظہبی میں مورخہ ۱۴ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے چوتھے اجلاس میں استصناع اور متوازی استصناع کے شرعی تقاضوں کے منصوبے کے مسودہ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے ارکان کے تبصروں کے مطابق مسودے میں ترمیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

نظرِ ثانی شدہ مسودہ، مکہ مکرمہ میں مورخہ ۸ - ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہونے والے پانچویں اجلاس میں مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے اس مسودہ میں مزید ترامیم کیں اور اسے چند ماہر اور اہمیت کی حامل مجالس میں بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسودہ کو جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے ان کی رائے حاصل کی جاسکے۔

مورخہ ۴ - ۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۷ - ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے

noorcentre.com

شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں ان تحریری تبصروں کی سماعت بھی کی گئی جو مجلس سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی تبصروں کو بھی غور سے سنا گیا جو شرکاء نے دورانِ مجلس کیے اور ان تبصروں کا جواب بعض اراکینِ مجلس نے دیا۔

مورخہ ۱۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء کو بحرین میں افتاء و ثالثی کمیٹی نے پانچویں اجلاس کا انعقاد کیا، جس میں تحریری طور پر بھیجے گئے اور دورانِ مجلس کیے گئے زبانی تبصروں پر بحث کی اور ان تبصروں کی روشنی میں مناسب ترامیم کیں۔

مورخہ ۲۵-۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹-۲۳ مئی ۲۰۰۱ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے چھٹے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے افتاء و ثالثی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور ضروری ترامیم کیں اور اس معیار کو ”استصناع اور متوازی استصناع“ کا نام دیا گیا۔ بعض شقوں کو مجلسِ شرعی کے ارکان نے متفقہ طور پر منظور کیا اور بقیہ شقوں کو اکثریتی رائے کی بنیاد پر اپنایا گیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

مورخہ ۹-۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی مجلسِ شرعی کے ساتویں اجلاس میں تمویل اور سرمایہ کاری کے مختلف طریقوں کے لیے تیار کردہ شرعی اصولوں کو دوبارہ معیار کی شکل میں جاری کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

مورخہ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے تمویل اور سرمایہ کاری کے شرعی اصولوں (۴) کو بغیر کسی اہم تبدیلی کے استصناع اور متوازی استصناع کے لیے اپنایا اور اسے ”شرعی معیار نمبر ۱۱“ کا نام دیا۔

ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء کو شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے قطر میں ہونے والے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی اور غور و خوض کے بعد اس میں اضافہ، حذف اور عبارت کی تصحیح کے حوالے سے چند ترامیم تجویز کیں اور مجوزہ ترامیم کو منظوری کے لیے مجلسِ شرعی کے پاس جمع کروا دیا گیا۔

مورخہ ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کے دوران سعودی عرب میں منعقد

ہونے والے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی کی جانب سے مجوزہ ترامیم پر بحث کی اور ضروری ترامیم کی منظوری دے دی اور معیار کو موجودہ نظرِ ثانی شدہ حالت میں اپنایا گیا۔

noorcentre.com

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

عقدِ استصناع کی مشروعیت

حضورِ اکرم ﷺ کا انگوٹھی اور منبر بنوانے کے لیے استصناع کا عقد کرنے، استحسان اور معاملات، لین دین اور شرعی مقاصد کے عمومی قاعدوں سے استصناع کی شرعی حیثیت کا ثبوت ہوتا ہے۔ استصناع محض وعدہ نہیں ہے، بلکہ ایک لازم عقد ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اس حوالہ سے ایک قرارداد[1] جاری کی ہے۔

عقدِ استصناع

- مالیاتی ادارہ کے لیے خریدار اور فروخت کنندہ کے مابین ہونے والے عقد میں محض رقم مہیا کرنے کا کردار ادا کرنا اس وجہ سے ناجائز ہے کہ ایسا کرنے سے یہ سود کی طرف لے جائے گا، اور صرف بظاہر استصناع کا عقد ہوگا، حقیقت میں استصناع نہیں ہوگا۔
- استصناع کے عقد کو دونوں فریقوں کے لیے لازم قرار دیے جانے کی بنیاد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، جیسا کہ "مجلۃ الاحکام العدلیہ" میں بیان کیا گیا ہے کہ صانع نے اپنا مال لگایا اور طے شدہ صفات کے مطابق چیز تیار کی۔ اب اگر خریدار کو تیار شدہ چیز نہ لینے کا اختیار دیا جائے تو اس میں صانع کو پہنچانا لازم آئے گا۔
- صانع کے لیے عقد میں تمام عیوب سے براءت کی شرط لگانا اس وجہ سے ناجائز ہے کہ استصناع مخصوص صفات کی حامل ایسی چیز کی فروخت کا عقد ہے جس کی حوالگی صانع کے ذمہ ہوتی ہے، جبکہ براءت کی شرط متعین شے کی فروخت میں لگائی جاتی ہے، اس معاملہ میں استصناع مطلق بیع سے

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی قرارداد نمبر ۶۵ (۳/۷)۔

مختلف ہے۔

noorcentre.com

- استصناع کے عقد کو اس انداز سے کرنا جائز نہیں ہے کہ اسے محض سودی سرمایہ کاری کا ذریعہ بنالیا جائے، اس کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ حرام معاملات سود، شبہِ سود اور بیوعِ عینہ وغیرہ میں ملوث ہونے سے بچا جاسکے۔

موضوعِ استصناع اور اس کی ضمانتیں

- جن اشیا میں صنعت کا عمل دخل نہ ہو، ان میں استصناع کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایسی اشیا مثلاً حیوانات، پھل اور سبزیاں وغیرہ استصناع کی حقیقت اور تعریف کے تحت نہیں آتی ہیں، کیونکہ استصناع اس سامان کے فروخت کرنے کو کہتے ہیں، جس میں انسانی صنعت پائی جائے۔
- انسانی صنعت سے تیار شدہ اشیا، چاہے ان کا مثل بازار میں عام دستیاب ہو یا عام دستیاب نہ ہو، میں استصناع کا عقد اس لیے جائز ہے کہ لوگ اکثر ایسی اشیا میں استصناع کا عقد کرتے ہیں اور شریعت کے وہ احکام جن کی بنیاد عرف پر ہو، ان میں عرف کے بدلنے سے تبدیلی آجاتی ہے۔ لہٰذا ہر اس شے میں استصناع کا عقد کرنا جائز ہے، جس میں لوگوں کا تعامل ہو اور اس کی مکمل صفات بیان کرنا ممکن ہو، چاہے وہ اشیا استعمال سے خرچ ہوجاتی ہوں یا باقی رہتی ہوں۔
- کسی مخصوص اور متعین شے میں استصناع کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ استصناع کا عقد ایسی چیز کے لیے کیا جاتا ہے جو کسی کے ذمہ میں واجب ہو۔ اگر استصناع کا عقد کسی متعین شے کے لیے کیا گیا تو یہ ایسی شے کی فروخت کا عقد ہوگا جو فروخت کنندہ کی ملکیت میں نہیں ہے اور ایسا کرنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ "جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اسے فروخت نہ کرو"۔[1] اس ممانعت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ عموماً مصنوع ایسی شے کو کہا جاتا ہے جسے عدم سے وجود میں لایا جائے لہٰذا یہ ممکن نہیں ہے کہ مصنوع متعیّن ہو، اور معدوم کا تعلق ذمہ سے ہوتا ہے اور جو ذمہ میں آئے وہ دَین کہلاتا ہے۔[2]

(۱) سنن الترمذی: ۳/۵۳۴، تحقیق احمد شاکر، ارواء الغلیل للالبانی ۵/۱۳۲۔

(۲) مجلۃ الاحکام العدلیۃ مادۃ ۱۵۸۔

noorcentre.com

- خریدار کی جانب سے یہ شرط لگانا کہ ”صنعت کا عمل مالیاتی ادارہ خود کروائے گا“ جائز ہے، کیونکہ یہ شرط استصناع کے تقاضوں کے منافی نہیں ہے، بلکہ اس کے موافق ہے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خریدار کو کسی خاص صانع کی مہارت اور معیار کی وجہ سے اسی خاص صانع کا عمل درکار ہوتا ہے۔
- جب خریدار نے کسی خاص صانع سے کام کروانے کی شرط نہ لگائی ہو تو صانع کے لیے پہلے سے اپنی بنائی ہوئی یا کسی اور کی بنائی ہوئی چیز خریدار کو دینا جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حوالے کی گئی چیز میں مشروط اور مطلوبہ صفات موجود ہوں تو عقد کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔
- صنعت کے کسی عیب کی ضمانت کے لیے کچھ وقت کی شرط لگانا اس لیے جائز ہے کہ یہ ایک ایسی شرط ہے جو استصناع کے مقصد کے حصول کو مضبوط اور پختہ کرتی ہے۔ اور وہ مقصد ”بنائی گئی شے سے نفع حاصل کرنا“ ہے، اور اس کا حصول صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ شے عیوب سے پاک ہو۔
- استصناع کے عقد میں قیمت کا معلوم ہونا ضروری ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ نزاع کا باعث بننے والی غیر یقینی صورتحال اور لاعلمی کا خاتمہ ہو سکے۔
- استصناع کے عقد میں قیمت کی ادھار اور قسط وار ادائیگی جائز ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ فروخت کی جانے والی شے میں صانع کے عمل کو خاص اہمیت حاصل ہے، یہ عنصر استصناع کو اجارہ کے مشابہ بنا دیتا ہے، اور اجارہ میں اجرت کی ادھار اور قسط وار ادائیگی جائز ہے، اور وہ ممنوعِ شرعی ”دین کو دین کے بدلے فروخت کرنا“ سے مستثنیٰ ہے۔
- بنائی گئی شے کے حوالے کرنے کی مدت کے مختلف ہونے کی بنیاد پر شے کی قیمت کے مختلف ہونے کے جواز کی دلیل، استصناع کا اجارہ پر قیاس ہے۔ اور اجارہ کے عقد میں فقہاء نے یہ وضاحت کی ہے کہ کام کرنے والا اگر ایک دن میں کام کر لے تو اسے اجرت میں دو درہم، اور اگر دو دن میں کام کرے تو اجرت میں ایک درہم ملے گا۔ اس حوالے سے ندوۃ البرکہ نے قرارداد منظور کی ہے۔[1]
- استصناع میں مرابحہ کی صورت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ اس طرح کہ لاگت اور اس کے ساتھ کچھ زائد رقم ملا کر استصناع میں قیمت طے کر دی جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مرابحہ میں ضروری ہے کہ

(۱) قرارداد نمبر ۷ / ۱۳۔

noorcentre.com

فروخت کی جانے والی شے ملکیت میں موجود ہو اور مرابحہ سے پہلے اس کی قیمت بھی معلوم ہو۔ جبکہ استصناع کا انعقاد شے کے ملکیت میں آنے سے پہلے ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اصلاً غیر متعیّن اور ذمہ میں ثابت شے کی فروخت ہے۔ نیز عمل کی لاگت اس کے وقوع کے بعد ہی ہو سکتی ہے لہٰذا عمل کے وقوع سے پہلے قیمت (لاگت + زائد رقم) متعیّن نہیں ہو سکتی، جبکہ قیمت کا معلوم ہونا عقد کے وقت ضروری ہے۔

- جب شے کے بنانے پر ادارے کے لگائے گئے اندازے سے کم لاگت آئے یا ادارے کو بنانے والے کی جانب سے رقم میں رعایت ملے، تو ادارے پر یہ لازم نہیں کہ وہ خریدار کے لیے بھی رقم میں کمی کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ استصناع اور متوازی استصناع کا باہم کوئی تعلق نہیں۔ دونوں مستقل طور پر علیحدہ معاملات ہیں اور دونوں کے ایک دوسرے سے جدا اپنے اپنے اثرات و نتائج ہیں۔ کویت فائنانس ہاؤس کی مجلسِ شرعی نے اس کے حق میں فتویٰ جاری کیا ہے۔[۱]
- ادارے کے لیے متعلقہ ضمانات لینے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنا حقوق کی ادائیگی کو پختہ کرتا ہے، نیز عقد کے تقاضوں کے بر خلاف بھی نہیں ہے۔

استصناع کے دوران پیش آنے والی صورتحال

- ادائیگی کی مدت میں اضافے کے بدلے قیمت میں اضافہ کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنا سود میں شامل ہے۔
- جلد ادائیگی کی صورت میں شرط لگائے بغیر قیمت میں کمی کرنے کے جواز کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ فرمانا ہے کہ "اپنے دین کا کچھ حصہ کم کرلو"۔[۲] اس حوالے سے مجمع الفقہ الاسلامی نے قرارداد جاری کی ہے۔[۳]
- صانع اگر اپنا کام مکمل نہ کر سکے تو اس کی جانب سے خریدار کی زمین میں بنائی گئی ادھوری عمارت کی

---

(۱)　فتاویٰ شرعیہ فی المسائل الاقتصادیہ، ۲۸۹ فتویٰ نمبر ۴۴۷۔

(۲)　صحیح بخاری ۱/۱۷۹ اور ۲/۹۶۵۔

(۳)　مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۴ (۲/۷)۔

noorcentre.com

ملکیت عوض کی ادائیگی کے بغیر خریدار کو نہیں ملے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تعمیر خریدار کے طلب کرنے پر صانع نے بنائی تھی اور طلب کرنا اجازت دینے سے زیادہ قوی ہے۔

- استصناع کے عقد میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ مقتدر جہات سے لگائی گئی کسی بھی شرط کے نتیجے میں ہونے والے زائد اخراجات صانع کے ذمہ نہ ہوں گے۔ اس جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط دونوں فریقوں کی رضامندی اور اتفاق سے طے پائی ہے اور استصناع کے عقد کے منافی نہیں ہے۔ اس حوالے سے کویت فائنانس ہاؤس کی مجلسِ شرعی نے فتویٰ جاری کیا ہے۔[1]
- استصناع میں جرمانے کی شرط کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ عقد کی مصلحت کے موافق ہے۔ نیز یہ شرط محض دین کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس شے کے بارے میں ہے جو ذمہ میں واجب ہے اور اس میں عمل کی شرط ہے۔

نفاذِ استصناع کی نگرانی

- استصناع کے عقد میں ادارے کے لیے بحیثیتِ خریدار کام کرتے ہوئے، تکنیکی اور فنی لحاظ سے تجربہ کار ادارے کی خدمات لینا اور بحیثیتِ صانع کام کرتے ہوئے خریدار ہی کو وکیل بنانا، اس بنیاد پر جائز ہے کہ وکالت شرعاً جائز ہے اور جب تک دونوں فریق اس پر راضی ہوں، اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

بنائی گئی شے کی حوالگی اور استعمال

- بنائی گئی شے کو صانع کی جانب سے حوالگی سے پہلے فروخت کرنا اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ یہ غیر موجود اور غیر مملوک شے کی فروخت کی طرح ہے، کیونکہ اس صورت میں بنائی گئی شے فروخت کنندہ کے پاس نہیں ہوتی۔

(۱) فتویٰ نمبر ۲۵۱۔

متوازی استصناع

noorcentre.com

- بحیثیتِ خریدار کام کرتے ہوئے ادارہ کے لیے کسی دوسرے فریق کے ساتھ متوازی استصناع یعنی انہی مخصوص صفات پر مشتمل شے کو فروخت کرنے کا عقد کرنا جو اس نے پہلے عقد میں خریدی ہیں، اس وجہ سے جائز ہے کہ یہ دو الگ الگ معالات ہیں اور ان دونوں کے مابین کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا یہ نہ تو بیعتان فی بیعة [ایک بیع میں دو بیع کے عقد جمع کرنا] جو کہ شرعاً ممنوع ہے، میں داخل ہے اور نہ ہی متوازی استصناع، عقدِ استصناع کو سودی قرض کا عقد بناتا ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

استصناع کا عقد

یہ صانع کے ذمہ مخصوص صفات کی حامل کسی شے کی فروخت کا عقد ہے، جس میں صنعت مطلوب ہوتی ہے۔

متوازی استصناع

استصناع کی ایک اور قسم، جسے جدید عرف میں متوازی استصناع کہا جاتا ہے، یہ دو الگ الگ معاملات کے نتیجہ میں وجود میں آتی ہے۔ ایک عقد گاہک کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جس میں اسلامی مالیاتی ادارہ کی حیثیت صانع کی ہوتی ہے اور دوسرا عقد صانع یا ٹھیکیدار کے ساتھ کیا جاتا ہے، جس میں ادارہ خریدار ہوتا ہے۔ دونوں معاملات میں طے ہونے والی قیمت کے فرق سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اور عموماً ان معاملات میں سے ایک جو کہ ٹھیکیدار اور صانع کے ساتھ کیا جاتا ہے نقد بنیادوں پر ہوتا ہے اور دوسرا جو کہ گاہک کے ساتھ کیا جاتا ہے ادھار کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

استصناع اور اجارہ میں فرق

استصناع اور اجارہ میں فرق یہ ہے کہ اجارہ کا عقد محض اجیر کے عمل پر ہوتا ہے اور اس میں اجیر پر یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ کام میں استعمال ہونے والا خام مال بھی مہیا کرے گا، جبکہ استصناع میں عمل کے ساتھ ساتھ خام مال کی فراہمی بھی صانع کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

استصناع اور ٹھیکیداری میں فرق

noorcentre.com

استصناع اور ٹھیکیداری میں یہ فرق ہے کہ ٹھیکیداری کا عقد بھی اجارہ ہی ہے کیونکہ اس میں عقد صرف عمل پر کیا جاتا ہے اور خام مال کی فراہمی گاہک کے ذمہ ہوتی ہے، البتہ ٹھیکیداری کے عقد میں جب کام اور خام مال کی فراہمی، دونوں امور ٹھیکیدار کے ذمہ طے کر دیے جائیں تو وہ عقد بھی استصناع بن جائے گا۔

استصناع اور سلم میں فرق

استصناع اور سلم میں یہ فرق ہے کہ استصناع کا عقد ذمہ میں واجب مخصوص صفات کی حامل شے کے لیے کیا جاتا ہے، جس میں عمل اور صنعت کی شرط لگائی جاتی ہے، لہٰذا استصناع کا عقد صرف ان اشیا میں کیا جا سکتا ہے جن میں صنعت کا عمل دخل ہو۔ البتہ سلم کا عقد، ذمہ میں واجب مخصوص صفات کی حامل ایسی شے کے لیے کیا جاتا ہے جس میں صنعت کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

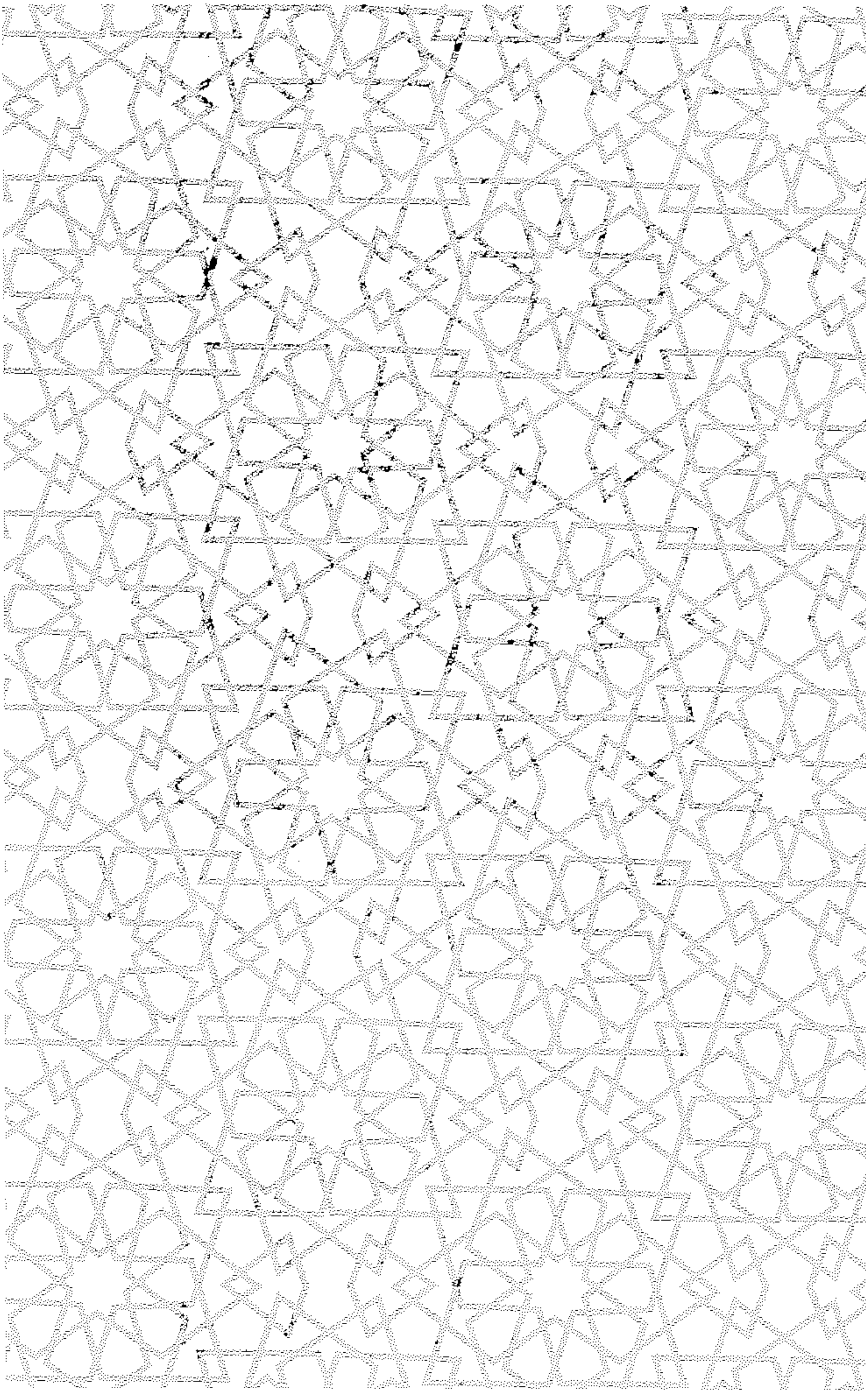

noorcentre.com

شرکت (مشارکہ)
اور جدید اقسامِ شرکت

(ترمیم شدہ معیار)

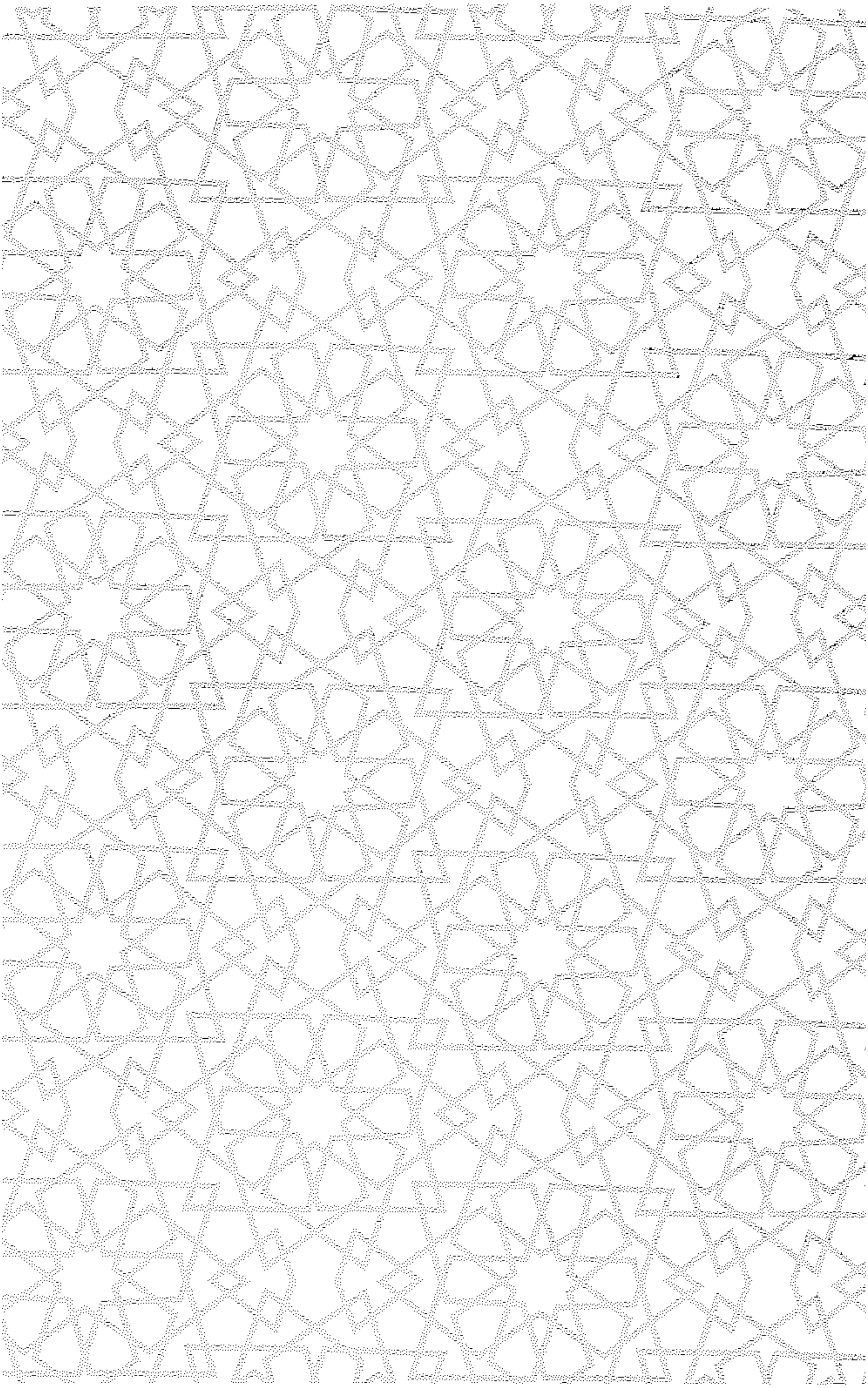

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۳۳۸
معیار کا متن ۳۳۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۳۳۹
۲- شرکتِ عقد کی تعریف اور اس کی انواع واقسام ۳۳۹
۳- پہلی قسم: کتبِ فقہ میں مذکور روایتی اقسامِ شرکت ۳۴۰
۴- دوسری قسم: جدید اقسامِ شرکت ۳۵۱
۵- شرکتِ متناقصہ (Diminishing Musharakah) ۳۶۰
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۳۶۱
معیار کی منظوری ۳۶۲
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۳۶۳
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۳۶۵
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۳۷۷

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں شرکتِ عقد (جو جدید اصطلاح میں مشارکہ سے معروف ہے) بشمول شرکتِ عنان، شرکتِ وجوہ، شرکتِ اعمال، شرکتِ متناقصہ اور جدید اقسامِ شرکت کے عام شرعی احکام اور بنیادی اصول بیان کرنا مقصود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام مذکورہ اقسامِ شرکت کی تعریف اور ان کے متعلق خصوصی احکام اور شرعی ضابطے بھی بیان کیے جائیں گے جن کی رعایت کرنا تمام اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے ضروری ہے۔

واللہ الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار کتب فقہ میں وارد ہونے والی اُن مشہور و معروف اقسامِ شرکت پر مشتمل ہے جن کی بنیاد شرکتِ عقد ہے سوائے اُن چند اقسام کے علاوہ جنہیں بعد میں اس سے مستثنیٰ کیا گیا۔ نیز یہ معیار جدید اقسامِ شرکت کی تمام انواع پر بھی لاگو ہوگا جن میں مشارکہ متناقصہ بھی شامل ہے۔

یہاں صکوکِ مشارکہ پر گفتگو نہیں ہوگی کیونکہ اس سے صکوکِ سرمایہ کاری کے ذیل میں بحث ہوگی۔ اور نہ ہی شرکتِ ملک پر بات ہوگی (جبکہ ملکیت مشترکہ ہو)۔ اور نہ ہی یہاں شرکتِ مفاوضہ کے خصوصی احکام بیان ہوں گے کیونکہ اس کا استعمال عام نہیں، اس کے لیے بوقت ضرورت کتبِ فقہ کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ نہ ہی یہاں عقدِ مضاربت پر گفتگو ہوگی کیونکہ اس کے لیے ایک علیحدہ معیار موجود ہے- نہ ہی یہاں مزارعت، درختوں کی آبیاری اور شجر کاری کے عقود پر بحث ہوگی۔ جہاں تک جدید اقسامِ شرکت کا تعلق ہے تو اُن سے متعلق مخصوص قوانین اور طریقۂ کار پر بھی گفتگو نہیں ہوگی۔

۲- شرکتِ عقد کی تعریف اور اس کی انواع واقسام

۲/۱ شرکتِ عقد کی تعریف

دو یا اس سے زیادہ لوگوں کا اپنا مال، کام یا اپنی ذمہ داریوں کو نفع کمانے کی غرض سے خلط کر لینے پر اتفاق کر لینا۔

۲/۲ شرکتِ عقد کی اقسام

شرکتِ عقد کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ اقسامِ شرکت جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

noorcentre.com

دوسری قسم: جدید اقسامِ شرکت

۲/۲/۱ معروف اقسامِ شرکت جن کا ذکر کتب فقہ میں ہے وہ مندرجہ ذیل انواع پر مشتمل ہیں:

(الف) شرکتِ عنان

(ب) شرکتِ وجوہ (شرکتِ ذمم)

(ج) شرکتِ اعمال (صنائع، ابدان، تقبّل)

۲/۲/۲ جدید اقسامِ شرکت، ان کی اہم انواع مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) جوائنٹ اسٹاک کمپنی

(ب) شرکتِ تضامن

(ج) شرکتِ توصیہ بسیطہ

(د) شرکتِ توصیہ بالاَسْہُم

(ھ) شرکتِ محاصّہ

(و) شرکتِ متناقصہ (جو شرکتِ عنان کی قسم ہے)۔[1]

۳- پہلی قسم: کتبِ فقہ میں مذکور روایتی اقسامِ شرکت

۳/۱ شرکت کے عمومی اور شرکتِ عنان کے خصوصی احکام

شرکتِ عنان یہ ہے کہ جس میں دو یا اس سے زیادہ اشخاص متعیّن مال کے ذریعہ اس طرح شرکت قائم کریں کہ ان میں سے ہر ایک کو شرکت کے مال میں تصرف کا حق حاصل ہو، منافع حسبِ اتفاق اور خسارہ بقدر حصصِ سرمایہ تقسیم ہو۔

۳/۱/۱ شرکت کا انعقاد

۳/۱/۱/۱ شرکت کا معاہدہ شرکاء کی باہمی رضامندی سے ایک طرف سے ایجاب

---

(۱) اس معیار میں وہ شرکتِ متناقصہ جو شرکتِ ملک کی قسم ہے اسے زیرِ بحث نہیں لایا گیا۔ (مترجم)

اور دوسری طرف سے قبول کے ذریعے منعقد ہوتا ہے، اگر ضرورت ہو تو شرکت کے معاہدہ کو تحریری شکل دے دینا اور اس کی باقاعدہ رجسٹریشن کروالینا مناسب ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسی معاہدہ یا شرکت کے بنیادی اصول وضوابط [آرٹیکل آف ایسوسی ایشن] میں شراکت داری کا مقصد بھی مکمل طور پر واضح کر دیا جائے۔

noorcentre.com

۲/۱/۱/۳　اداروے کے لیے غیر مسلموں یا روایتی بنکوں کو اپنے ساتھ جائز معاملات میں شریک کرنا جائز ہے الّا یہ کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ شرکت میں پیش کیے جانے والا مال چاہے وہ نقدی ہو یا سامان کی صورت میں، حرام ہے۔ اس کے علاوہ یہ یقین دہانی حاصل کرنا بھی ضروری ہے کہ معاملات کو عملی شکل دینے میں شریعتِ اسلامیہ کے اصول واحکام کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی۔ اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ انتظامی معاملات خود ادارے کے ہاتھ میں ہوں یا کسی ایسے شخص/ادارے کے پاس ہوں جو شریعت کا پابند ہو۔

۳/۱/۱/۳　ایسی اجتماعی تمویل [syndicated financing] جس کی انجام دہی میں شرعی احکام کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہو اس میں روایتی بنکوں کا اسلامی مالیاتی اداروں کے ساتھ شریک ہونا جائز ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کاروباری معاملات ادارہ خود سنبھالے اور اس کی شرعی نگرانی بھی لازمی ہو گی۔ اجتماعی تمویل کے بارے میں معیار شرعی نمبر ۲۴ دیکھا جا سکتا ہے۔

۴/۱/۱/۳　تمام شرکاء کے لیے جائز ہے کہ وہ جب چاہیں شرکت کے معاہدہ میں ترمیم یا منافع کے تناسب میں تبدیلی اس شرط پر کر سکتے ہیں کہ سب کو خسارہ بقدر حصص برداشت کرنا ہو گا۔

۲/۱/۳　شرکت کا سرمایہ

۱/۲/۱/۳　اصل یہ ہے کہ شرکت کا سرمایہ نقد اثاثے ہوں تاکہ اُس کی مقدار کا تعیّن ہو سکے۔ تعیّن کی ضرورت اس لیے ہے کہ شراکت داری کے نتیجہ میں

noorcentre.com

حاصل ہونے والے نفع ونقصان کا حساب لگایا جاسکے۔ لیکن اس کے ساتھ شرکاء کے اتفاق سے یہ بھی جائز ہے کہ سرمایہ غیر نقد اثاثے ہوں (مثلاً سازو سامان وغیرہ)، لیکن اس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس اثاثے کی نقد قیمت متعیّن کر دی جائے تاکہ ہر شریک کا حصہ واضح طور پر معلوم ہوجائے۔

۲/۲/۱/۳ اگر شرکاء کی جانب سے سرمائے کی مد میں رقم مختلف کرنسیوں میں دی گئی ہو تو اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ اُن تمام کرنسیوں کی قیمت کا تعیّن شرکت کی طے شدہ کرنسی میں ادائیگی کے دن کے ریٹ کے حساب سے کرلیا جائے تاکہ ہر شریک کا حصہ اور اس کی ذمہ داریاں [یا واجبات] متعیّن ہوجائیں۔

۳/۲/۱/۳ شرکت کے سرمائے میں ہر شریک کا حصہ متعیّن کرنا ضروری ہے خواہ وہ سرمایہ ایک ساتھ پیش کیا گیا ہو یا تدریجاً (یعنی سرمائے میں اضافے کی صورت)۔

۴/۲/۱/۳ یہ جائز نہیں ہے کہ صرف دیون شرکت کے سرمائے کے حصے کے طور پر پیش کیے جائیں۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ دیون اُن چیزوں کے تابع ہوں جو سرمایہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہوں، مثلاً کسی فیکٹری کو بطور سرمایہ پیش کرنا اس کے حقوق وواجبات سمیت۔ اس سلسلہ میں تفصیل مالیاتی دستاویزات [اوراقِ مالیہ] معیار شرعی نمبر ۲۱ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۵/۲/۱/۳ کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھے گئے پیسوں کو شرکت کا سرمایہ تسلیم کیا جاسکتا ہے، اگرچہ شرعاً یہ رقوم مالیاتی اداروں کے ذمے قرض سمجھی جاتی ہیں، اب خواہ اسی ادارے کے ساتھ شراکت داری قائم کرنے کا ارادہ ہو یا کسی اور ادارے کے ساتھ۔

۳/۱/۳ شرکت کے انتظامی معاملات

۱/۳/۱/۳ بنیادی طور پر شرکت میں ہر شریک کو تصرف کا حق ہے مثلاً خریدنا، بیچنا، خواہ وہ نقد پر ہو یا ادھار پر، اور اسی طرح قبضہ لینا، قبضہ دینا، امانت کے طور پر کسی

چیز کو رکھوانا، گروی رکھوانا یا رکھنا، قرضے کا مطالبہ یا اس کا اقرار کرنا، کسی کے خلاف دعویٰ دائر کرنا، کسی سے حق کا مطالبہ کرنا، عقد منسوخ کرنا، عیب کی وجہ سے رد کرنا، کرائے پر لینا، حوالہ کرنا، اور قرضہ لینا۔ الغرض انہیں ہر اس تصرف کا حق ہے جو تجارت کی مصلحت کا تقاضہ ہو اور اس کا عُرف ہو۔ اسی طرح ہر اس کام کی ممانعت ہے جس کا شرکت کو کسی قسم کا نفع نہ پہنچے یا اس سے نقصان ہو جیسا کہ ہدیہ دینا یا قرضہ دینا۔ ہاں اگر شرکاء کی اجازت سے ہو، یا عرف کے مطابق معمولی سی رقم ہو اور مختصر وقت کے لیے دی گئی ہو تو تب کوئی مضائقہ نہیں۔

noorcentre.com

۲/۳/۱/۳ اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ تمام شرکاء اتفاق کر لیں کہ ہم میں سے کوئی ایک یا چند انتظامی معاملات سنبھالیں گے۔ بقیہ شرکاء پر لازم ہو گا کہ انہوں نے کاروبار میں تصرف نہ کرنے کا جو التزام کیا ہے اس کی پابندی کریں۔

۳/۳/۱/۳ انتظامی معاملات چلانے کے لیے شرکاء کے علاوہ کسی اور کو مقررہ تنخواہ پر منتظم متعین کیا جا سکتا ہے۔ اس تنخواہ کو شرکت کے اخراجات میں شمار کیا جائے گا، اور یہ بھی جائز ہے کہ مقررہ تنخواہ کے علاوہ شرکت کے منافع کا کوئی خاص تناسب اس کے لیے حوصلہ افزائی کے طور پر متعین کر دیا جائے۔ اگر اس کے لیے صرف منافع کا کوئی خاص تناسب انتظامی معاملات چلانے کے بدلے مقرر کر دیا جاتا ہے تو اس صورت میں وہ مضارب قرار پائے گا جسے نفع کا حصہ ملے گا، اگر نفع ہوا، اس کے لیے الگ سے انتظام چلانے کے عوض اجرت لینا جائز نہیں ہو گا۔

۴/۳/۱/۳ اگر شرکاء میں سے کسی ایک سے انتظامی معاملات یا دیگر اہم امور جیسے حسابات میں مدد لی جاتی ہو تو اس کے لیے اجرت مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے شرکت کے نفع کے تناسب میں کچھ اضافہ کر دیا جائے۔

۵/۳/۱/۳ سابقہ شق (۳/۱/۳/۴) میں ذکر کیے گئے کاموں کی ذمہ داری شرکاء میں

noorcentre.com

سے کسی ایک کو شرکت کے معاہدہ سے ہٹ کر الگ معاہدہ کے تحت سونپی جا سکتی ہے، یہ معاہدہ شرکت کے معاہدہ سے اس قدر علیحدہ ہونا چاہیے کہ اگر اسے اس اضافی ذمہ داری سے ہٹانا چاہیں تو شرکت کے معاہدہ کو منسوخ یا اُس میں ترمیم نہ کرنا پڑے۔ ایسی صورت میں اس کے لیے الگ تنخواہ مقرر کی جا سکتی ہے۔

۴/۱/۳ عقدِ شرکت میں ضمانتیں

۳/۱/۴/۱ شرکت کا مال شرکاء کے پاس بطور امانت ہوتا ہے، تلف یا خسارہ کی صورت میں ان سے تلافی کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا سوائے اس کے کہ کوتاہی یا زیادتی ثابت ہو، نیز یہ جائز نہیں ہے کہ ایک شریک پر دوسرے شریک کے سرمایہ کی ضمانت کی شرط لگائی جائے۔

۳/۱/۴/۲ شرکاء میں سے کوئی بھی دوسرے فریق سے کفیل یا کسی چیز کے گروی رکھنے کا مطالبہ کر سکتا ہے تاکہ زیادتی یا کسی قسم کی کوتاہی یا معاہدہ کی کسی شق کی خلاف ورزی کی صورت میں اس سے ضمان وصول کیا جا سکے۔

۳/۱/۴/۳ کوئی ایسا تیسرا فریق جو شرکاء سے الگ قانونی اور مالی حیثیت رکھتا ہو وہ اپنے اوپر خسارہ اٹھانے کی ضمانت لے سکتا ہے، لیکن اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ یہ ضمانت لینا شرکت کے معاہدہ سے علیحدہ اور مستقل ہو اور بغیر کسی معاوضہ کے ہو۔ نیز ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ [خسارہ کی ذمہ داری لینے والا] فریقِ ثالث جس شخص، ادارے، یا کمپنی کی ذمہ داری اٹھا رہا ہے اس کے نصف سے زیادہ کا مالک بھی نہ ہو اور نہ اُس کا نصف سے زیادہ مملوک ہو۔ چنانچہ جو فریق اِس تیسرے شخص کے معاہدہ سے مستفید ہو رہا ہے اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ اگر اُس تیسرے شخص نے اپنی رضا کارانہ ذمہ داری کو پورا نہیں کیا تو وہ شرکت کے معاہدہ کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرے یا اپنی ذمہ داریوں کے ادا کرنے سے انکار کر دے، اور بنیاد اس کو بنائے کہ اس التزام کو شرکت کے معاہدہ میں معتبر مانا گیا تھا۔

۵/۱/۳　شرکت کے نتائج (نفع اور خسارہ)

noorcentre.com

۱/۵/۱/۳　شرکت کے معاہدے میں شرکاء کے درمیان نفع تقسیم کرنے کے طریقۂ کار کی وضاحت کرنا ضروری ہے جس میں ہر فریق کے لیے مجموعی نفع کا متناسب حصہ متعین کر دیا جائے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ شرکاء کے لیے کوئی حتمی رقم خاص کر دیں یا سرمائے کا کوئی تناسب مقرر کریں۔ (دیکھیے شق ۹/۵/۱/۳)

۲/۵/۱/۳　شرکاء کے لیے نفع کا تناسب مقرر کرنے کو نفع کے حصول تک مؤخر نہ کیا جائے، بلکہ شرکت کا معاہدہ نافذ کرتے وقت اسے واضح کر دینا ضروری ہے۔ البتہ نفع تقسیم کرتے وقت شرکاء کے اس اتفاق میں کوئی مضائقہ نہیں کہ نفع کے تناسب میں ترمیم کر دی جائے یا کوئی ایک اپنے کچھ حصۂ نفع سے دوسرے کے حق میں دستبردار ہو جائے۔

۳/۵/۱/۳　اصل یہ ہے کہ نفع کا تناسب سرمایہ کے تناسب سے مطابقت رکھتا ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکاء، سرمایہ کے تناسب سے مختلف نفع کے تناسب پر اتفاق کر لیں بشرطیکہ جس فریق کے کام نہ کرنے کی شرط رکھی گئی ہو اس کے نفع کا تناسب سرمائے کے تناسب سے زائد نہ ہو۔ اور جس شریک کے کام انجام نہ دینے کی شرط نہیں رکھی گئی تو اس کے نفع کا تناسب سرمائے کے تناسب سے زیادہ ہو سکتا ہے اگرچہ فی الواقع وہ کام میں شریک نہ ہو۔

۴/۵/۱/۳　شرکت میں خسارہ سرمائے کے تناسب سے برداشت کرنا ضروری ہے۔ کسی ایک فریق کے خسارہ برداشت کرنے پر اتفاق کر لینا جائز نہیں اور نہ ہی سرمائے کے تناسب سے کم یا زیادہ برداشت کرنے کی شرط رکھنا جائز ہے۔ خسارہ ہو جانے کے بعد اگر کوئی ایک فریق خسارہ پورا کرنے پر رضاکارانہ طور پر تیار ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ پہلے سے اس کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

۵/۵/۱/۳　منافع تقسیم کرنے کے کسی بھی طریقۂ کار پر اتفاق کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ

noorcentre.com

پوری شرکت کی مدت کے لیے یکساں بھی ہو سکتا ہے اور مختلف دورانیوں کے لیے مختلف بھی۔ مثلاً پہلے دورانیہ میں تناسب یہ ہو گا اور دوسرے دورانیہ میں یہ، یا حاصل شدہ نفع کی مقدار کے اعتبار سے تناسب مختلف ہو [مثلاً نفع ایک لاکھ ہوا تو تناسب یہ ہو گا اور اگر نفع دو لاکھ ہوا تو نفع کا تناسب یہ ہو گا]۔ لیکن یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ کوئی ایسی صورت نہ ہو جس میں کوئی فریق نفع سے مکمل محروم قرار پائے۔

۳/۱/۵/۶ جب تک نفع میں سے ہر قسم کے اخراجات، فیسیں اور ٹیکس وغیرہ نکال نہ لیے جائیں اور اصل سرمائے کا واپس لینا بھی ممکن نہ ہو جائے تب تک اسے شرکاء میں حتمی طور پر تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔

۳/۱/۵/۷ شرکت کے معاہدہ میں کوئی ایسی شرط لگانا یا نفع کی تقسیم کے طریقۂ کار میں کوئی ایسا اصول وضع کرنا جائز نہیں جو نفع میں شرط کی شرکت ختم کرنے کا باعث ہو۔ مثلاً کسی کے لیے نفع میں سے کوئی خاص رقم متعین کر دینا یا سرمائے کا کوئی تناسب مقرر کر دینا، اگر اس قسم کی شرط کے ساتھ کوئی معاہدہ طے پایا تو اس طرح کی شرط باطل قرار پائے گی۔ اگر نفع حاصل ہونے سے قبل اس شرط کی تصحیح کر دی گئی تب تو نفع اُس تناسب کے مطابق تمام شرکاء میں تقسیم کیا جائے گا جس پر تصحیح کے بعد شرکاء کا اتفاق ہوا، اور اگر نفع حاصل ہونے سے قبل تصحیح نہیں کی گئی تو پھر سرمایہ میں شرکاء کے تناسب کے اعتبار سے نفع تقسیم ہو گا۔

۳/۱/۵/۸ شق (۳/۱/۵/۳) کی رعایت کرتے ہوئے یہ شرط لگانا جائز ہے کہ اگر نفع اتنی مقدار سے بڑھ گیا تو شرکاء میں سے فلاں شریک اس زائد مقدار کا حق دار ٹھہرے گا، اور اگر نفع اتنا ہی ہوا یا اُس مقدار سے کم ہوا تو پھر جو معاہدہ میں طے پایا ہے اُس حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

۳/۱/۵/۹ حتمی نفع اس قیمت کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا جس قیمت کے عوض اثاثے

بیچے گئے ہوں، اس کو حقیقی تحلیل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ نفع، حکمی تحلیل کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے جس میں موجودہ اثاثوں کی عادلانہ قیمت لگائی جائے۔ ایسے دیون جن کی واپسی متوقع ہے انہیں نقد رقم تصور کیا جائے اور جس قدر دیون کی واپسی مشکوک ہو تو انہیں اس میں شمار نہ کیا جائے، اسی طرح ڈیون کا اندازہ لگانے میں دیون کی قیمتِ زمنیہ [شرح سود/ time value of money] کو شمار نہ کیا جائے اور نہ ہی حالیہ ریٹ کی بنیاد پر کسی قسم کی کٹوتی کی جائے گی (یعنی دَین جلدی ادا کرنے کی وجہ سے جو دَین کی مقدار میں کمی کی جاتی ہے)۔ نقد رقم کو حساب وکتاب میں ویسے کا ویسا ہی شمار کیا جائے گا۔

noorcentre.com

۳/۱/۵/۱۰　حتمی طور پر نفع متوقع نفع کی بنیاد پر تقسیم نہیں کیا جا سکتا بلکہ حقیقی تحلیل یا حکمی تحلیل کر کے حاصل ہونے والے نفع کی بنیاد پر حتمی نفع تقسیم ہو گا۔

۳/۱/۵/۱۱　شرکت کے اثاثہ جات حقیقتاً یا حکماً نقد میں تبدیل کرنے سے قبل نفع عارضی طور پر تقسیم کیا جا سکتا ہے، لیکن اس شرط پر کہ حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد نفع کا حتمی حساب کیا جائے اور اگر یہ پتہ چلا کہ کسی شریک کو اس کے حق سے زیادہ رقم دے دی گئی تھی تو وہ اضافی رقم واپس کرنے کا پابند ہو۔

۳/۱/۵/۱۲　اگر شرکت کا کاروبار ایسا ہے جس میں کچھ کمانے کے لیے ساز وسامان کرائے پر دیا جاتا ہے یا اس میں آمدنی کی غرض سے خدمات پیش کی جاتی ہیں تو ایسی صورت میں شرکاء میں ہر کچھ عرصے بعد جو رقم تقسیم کی جاتی ہے، شرکت کے حتمی حساب کے وقت تک وہ بھی عارضی سمجھی جائے گی۔

۳/۱/۵/۱۳　شرکت کے بنیادی نظام کے تحت یا شرکاء کے اتفاق سے یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ نفع کو آپس میں تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے جمع کرتے رہیں گے، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکت کی ساکھ کو مضبوط بنانے یا اصل سرمایہ کے خسارہ سے حفاظت کی خاطر مخصوص ریزرو فنڈ بنانے کے لیے یا منافع کی مساوی تقسیم کی

noorcentre.com

غرض سے ہر بار نفع میں سے کسی خاص تناسب سے کٹوتی کی جائے۔

۱۴/۵/۱/۳ نفع میں سے کوئی خاص تناسب شرکاء کے اتفاق سے کسی فریق ثالث کے لیے تبرّع کے طور پر مخصوص کیا جاسکتا ہے۔

۶/۱/۳ شرکت کا اختتام

۱/۶/۱/۳ شرکاء میں سے کوئی بھی شرکت کے معاہدہ کو منسوخ کرنے (اُس سے دستبردار ہونے) کا حق رکھتا ہے، بقیہ شرکاء کو مطلع کرنے اور اپنا حصہ وصول کرنے کے بعد۔ کسی ایک کی منسوخی سے بقیہ شرکاء کے درمیان شرکت کا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا۔ اسی طرح یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شرکاء آپس میں ایک مقررہ مدت تک شرکت باقی رکھنے کا عہد کرلیں جسے پورا کرنا ان پر لازم ہو۔ اس صورت میں انہیں یہ اختیار ہوگا کہ مقررہ مدت سے قبل متفقہ طور پر شرکت کی تحلیل کرلیں۔ بہرحال تمام صورتوں میں معاہدہ کی منسوخی اُس سے قبل کیے گئے تصرفات پر اثرانداز نہیں ہوگی بلکہ اُن کے اثرات باقی رہیں گے۔

۲/۶/۱/۳ یہ جائز ہے کہ شرکاء میں سے کوئی ایک دوران مدت یا بوقت تصفیہ شرکت کے اثاثے خریدنے کا ایسا وعدہ کرے جس کا پورا کرنا لازمی ہو خواہ بازاری قیمت پر خریدنے کا وعدہ ہو یا خریدتے وقت جس قیمت پر اتفاق ہو اس پر خریدنے کا وعدہ ہو، لیکن قیمتِ اسمیہ [face value] پر خریدنے کا وعدہ کرنا جائز نہیں۔

۳/۶/۱/۳ شرکت کا معاہدہ مقرر کردہ مدت کے اختتام پر خود بخود ختم ہوجائے گا۔ نیز شرکاء کے اتفاق سے مقرر کردہ مدت سے قبل بھی ختم کیا جاسکتا ہے، یا کسی خاص سودے میں شراکت کی صورت میں شرکت کا سازوسامان حقیقی تحلیل کرکے حقیقتاً نقد رقم میں تبدیل کردیا جائے۔ اسی طرح حکمی تحلیل کرکے اگر حکمی طور پر مال نقد رقم میں تبدیل کردیا جائے تو بھی شرکت کا معاہدہ ختم ہوجاتا ہے۔ اور حکمی تحلیل کو یوں سمجھا جائے گا گویا کہ پہلا شرکت کا معاہدہ اختتام کو پہنچا اور اب نیا معاہدہ

noorcentre.com

شروع ہوا۔ جہاں حقیقی طور پر شرکت کے اثاثے بیچ کر نقد رقم میں تبدیل نہیں کیے گئے بلکہ حکمی طور پر ان کی قیمت لگائی گئی ہے وہاں یہ قیمت نئی شرکت کا سرمایہ شمار ہوگی۔ اگر شرکت کا اختتام مقررہ مدت کے ختم ہونے پر ہو رہا ہے تو بقیہ اثاثے بازار کے نرخ کے حساب سے بیچ دیے جائیں۔ شرکت کی تحلیل سے حاصل کردہ رقم یوں استعمال کی جائے گی:

(الف) کاروبار کے تصفیہ کے اخراجات کی ادائیگی

(ب) شرکت کے ذمہ واجبات کی ادائیگی

(ج) بقیہ اثاثے شرکاء کے درمیان ان کے سرمائے کے حصص کے حساب سے تقسیم کردی جائے گی، اگر وہ سرمائے کی اصل رقم سے کم پڑ جائے تو شرکاء میں ان کے سرمائے کے تناسب سے تقسیم کردی جائے گی۔ (جو فقہ میں "قسمة غرماء"(۱) کے عنوان سے مشہور ہے)۔

۲/۳ شرکتِ وجوہ (شرکتِ ذمم)

۳/۲/۱ شرکتِ وجوہ (ذمہ داری پر مبنی شراکت) میں دو یا اس سے زیادہ لوگوں میں شراکت داری قائم کی جاتی ہے جو ادھار پر سامان خریدتے ہیں اور طے شدہ تناسب سے اس کی قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری برداشت کرنے کے پابند ہوتے ہیں، نیز اس میں شرکاء کے درمیان نفع کا تناسب بھی طے کرنا ضروری ہے خواہ وہ ادھار واپس کرنے کی ذمہ داری کے تناسب سے مطابقت رکھتا ہو یا اس سے مختلف ہو۔

۳/۲/۲ شرکتِ وجوہ میں سرمایہ نقد نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شرکت ادائیگی کی ذمہ داری

---

(۱) "قسمة غرماء" کا مطلب یہ ہے کہ جب اثاثوں کی مقدار دیون سے تجاوز کر جائے تو دائنین بقدر دَین اثاثوں سے اپنا دَین وصول کر پاتے ہیں۔ شرکت کی صورت میں اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب راس المال کم پڑ جائے تو شرکاء بقدر حصہ اثاثوں کے حقدار قرار پاتے ہیں۔ (مترجم)

noorcentre.com

کے التزام کی بناء پر ہوتی ہے۔ یعنی اس میں شرکت کا محل وہ ضمان ہوتا ہے جس کی بنیاد اچھی ساکھ پر ہوتی ہے اور اس ضمان کا مطلب یہ ہے کہ اس میں شرکاء ادھار پر خریدے گئے ساز و سامان کی قیمت جو ان کے ذمہ لازم ہوتی ہے ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ اور یہ ضروری ہے کہ تمام شرکاء آپس میں اس بات پر اتفاق کر لیں کہ ہر فریق کتنے تناسب سے دیون ادا کرنے کی ذمہ داری لے گا۔

۳/۲/۳ نفع حسبِ اتفاق تقسیم ہوگا اور خسارہ ہر فریق کو ادھار پر خریدے گئے سامان کی قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری لینے کے تناسب سے برداشت کرنا ہوگا، یعنی جس نے جتنے تناسب سے ادھار چکانے کی ذمہ داری قبول کی تھی اسی تناسب سے وہ خسارہ برداشت کرے گا۔ کسی ایک فریق کے لیے نفع کی کوئی خاص رقم متعین کرنا جائز نہیں ہے۔

۳/۳ شرکتِ اعمال (شرکتِ ابدان یا صنائع یا تقبّل)

۱/۳/۳ دو یا اس سے زیادہ افراد کا جسمانی یا فکری کاموں کے قبول کرنے پر اتفاق کرنا یا کوئی چیز تیار کرنے یا خدمات یا تجربہ پیش کرنے پر آپس میں اتفاق کرنا شرکتِ اعمال ہے۔ اس میں باہمی اتفاق سے نفع کا تناسب متعیّن کیا جاتا ہے۔

۲/۳/۳ شرکتِ اعمال کا سرمایہ نقد نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شراکت داری کا مقصد کام انجام دینا یا لوگوں سے کام قبول کرنا ہوتا ہے۔ شرکاء یا ان کے قائم مقام کا ایک دوسرے سے کم و بیش کام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح مختلف شرکاء کو مختلف کام سپرد کرنے میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہے تاکہ قبول کیے گئے کام کو صحیح طریقے سے سرانجام دیا جا سکے۔

۳/۳/۳ شرکاء کے درمیان نفع حسبِ اتفاق تقسیم ہوگا لیکن اس شرط پر کہ کسی ایک فریق کے لیے کوئی رقم متعیّن نہ کی جائے۔

۴/۳/۳ اگر شرکتِ اعمال میں جامد اثاثوں (مثلاً مشینری یا آلات) کی ضرورت پڑی تو اس

کے لیے ہر فریق اپنی طرف سے مطلوبہ اثاثے پیش کر سکتا ہے جس کی ضرورت ہے اور وہ چیز اسی شریک کی ملکیت میں رہے گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جامد اثاثے شرکتِ ملک کی بنیاد پر شرکاء کے اموال سے خریدے جائیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکاء میں سے کوئی ایک فریق آلات بطور کرایہ داری [اجارہ] پیش کرے جس کی اجرت شرکت کے اخراجات میں شمار ہو۔

noorcentre.com

۴- دوسری قسم: جدید اقسامِ شرکت

۴/۱ جوائنٹ اسٹاک کمپنی

۴/۱/۱ جوائنٹ اسٹاک کمپنی کی تعریف

۴/۱/۱/۱ جوائنٹ اسٹاک کمپنی ایسی شرکت ہے جس کا سرمایہ برابر برابر حصص میں تقسیم کیا جاتا ہے جو قابلِ خرید و فروخت ہوتے ہیں، ہر شریک صرف اتنا ذمہ دار ہوتا ہے جتنا اس کا سرمائے میں حصہ ہے۔ یہ شرکتِ اموال کی ایک قسم ہے، اس پر شرکتِ عنان کے تمام احکام لاگو ہوتے ہیں، سوائے اس کے کہ اُن میں سے ہر شریک کی ذمہ داری محدود ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ کسی ایک شریک کی طرف سے شرکت کو فسخ کرنا ممنوع ہے۔ (دیکھیے شق ۴/۱/۲/۱ اور ۴/۱/۲/۹)۔

۴/۱/۱/۲ جوائنٹ اسٹاک کمپنی کو قانونی اعلان کے ذریعے قانونی شخصیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور یہ اعلان اس طرح ہونا چاہیے کہ اس کے ساتھ معاملات کرنے والے افراد کو کسی قسم کا دھوکہ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس شرکت کی مالی ذمہ داری شرکاء (مالکانہ حقوق والے افراد) کی ذمہ داریوں سے الگ ہوتی ہے۔ شرکاء کی اہلیت سے قطع نظر وہ کمپنی ہر اس چیز کی اہل ہوگی جس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے قانون نے اسے اختیار دیا ہے۔ اور وہ اپنے نمائندہ کے ذریعے حقوق کا تقاضہ کرنے کا بھی اختیار رکھتی ہے۔ قانونی چارہ جوئی کے حوالے سے اُس جگہ کی

noorcentre.com

عدالت کی طرف رجوع کیا جائے گا جہاں اس کی رجسٹریشن ہوئی۔

۴/۱/۲ جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے شرعی احکام

۴/۱/۲/۱ جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے قیام کی دستاویزات میں جو مدت طے پائی اس کے اختتام تک یہ کمپنی قائم رہتی ہے اور اسے تحلیل نہیں کیا جا سکتا، سوائے اس کے کہ شرکاء کی غالب اکثریت اس کے تحلیل پر متفق ہو جائے۔ کوئی ایک شریک اپنے حصہ کی بناء پر اسے تحلیل (منسوخ) کرنے کا مجاز نہیں ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے حصص کسی کو بیچ دے یا کسی اور کے حق میں دستبردار ہو جائے۔

۴/۱/۲/۲ حصص کے اجرا کے وقت اجرا کے اخراجات کی مد میں ان کی قیمت کے ساتھ کچھ اضافی رقم مقررہ تناسب سے بڑھائی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس اضافی رقم کا مناسب اندازہ لگایا جائے۔

۴/۱/۲/۳ کمپنی کا سرمایہ بڑھانے کی غرض سے نئے حصص کا اجرا اس شرط پر جائز ہے کہ ان کی قیمت پرانے حصص کی منصفانہ قیمت کے برابر ہو، جو ماہرین نے کمپنی کے اثاثہ جات کی قیمت لگانے کے بعد متعین کی ہو، یعنی نئے حصص کا اجرا پریمیم، ڈسکاؤنٹ پر یا بازاری قیمت پر کیا جا سکتا ہے۔

۴/۱/۲/۴ حصص کے اجرا کے موقع پر انڈر رائٹنگ دی جا سکتی ہے جبکہ بغیر معاوضہ کے ہو، اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کمپنی قائم کرتے وقت کسی فریق ثالث کے ساتھ معاہدہ کیا جاتا ہے کہ وہ جاری کردہ تمام یا بعض حصص خریدے گا، یعنی وعدہ کرنے والے کی طرف سے قیمتِ اسمیہ (face value) کے بدلے اُن تمام حصص کے خریدنے کا وعدہ طے پاتا ہے جو باقی رہ جائیں گے کسی نے نہیں خریدے ہوں گے۔ اس فریق ثالث کے لیے اس التزام کے علاوہ دیگر کاموں کا عوض لینا جائز ہے، جیسے کمپنی کے لیے تحقیق کرانا یا حصص کی تشہیر کرنا۔

۴/۱/۲/۵ حصص کی قیمت قسطوں میں ادا کرنا جائز ہے کہ ایک قسط اجرا کے وقت ادا

کرے اور بقیہ اقساط بعد میں ادا کی جائیں۔ جو رقم ادا کر چکا اس کے بقدر وہ شریک سمجھا جائے گا، ساتھ ہی سرمایے noorcentre.com داری بھی لے رہا ہو گا۔ یہ اس شرط پر ہے کہ تمام حصص کی قسطیں کی جائیں اور کمپنی کی ذمہ داری ان حصص کی قیمت کی حد تک ہو جن میں حصہ لیا جا چکا ہے۔

۴/۱/۲/۶ حصص کو گروی رکھ کر بروکر یا کسی اور شخص سے حصص خریدنے کے لیے سودی قرض لینا جائز نہیں۔

۴/۱/۲/۷ بیچنے والا خود جس حصہ [شیئر] کا مالک نہیں ہے اسے بیچ نہیں سکتا۔ بروکر کا یہ وعدہ کرنا بے اثر ہے کہ جس دن مطلوبہ حصص کی حوالگی کرنی ہوگی اُس دن آپ کو قرض دے دوں گا۔ اور خاص کر جب بروکر یہ شرط لگائے کہ آپ اُس کی قیمت کی ادائیگی ابھی کرو گے، تاکہ وہ اسے سود پر رکھوا کر قرض دینے کے عوض فائدہ حاصل کرتا رہے۔

۴/۱/۲/۸ عوام کی جائز مصالح کی حفاظت کی غرض سے متعلقہ حکام حصص کی خرید و فروخت کو منظم کر سکتے ہیں کہ مخصوص اجازت یافتہ بروکر ہی کے ذریعے یہ خرید و فروخت انجام پائے گی۔

۴/۱/۲/۹ کمپنی کی ذمہ داری کو سرمائے تک محدود کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ تب ہو سکتا ہے جب باقاعدہ اس کا اعلان کیا گیا ہو تاکہ اس کے ساتھ معاملات کرنے والوں کو اس شق کا علم ہو اور وہ کسی قسم کے دھوکہ سے محفوظ رہیں۔

۴/۱/۲/۱۰ کمپنی کے حصص کو کمپنی کے ان قواعد ضوابط کے مطابق فروخت کرنا جائز ہے جو شریعت کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں، مثلاً یہ ضابطہ طے کرنا جائز ہے کہ پرانے شرکاء کو نئے حصص خریدنے میں ترجیح دی جائے گی۔

۴/۱/۲/۱۱ حصص کو گروی رکھنا جائز ہے جبکہ کمپنی کے قواعد و ضوابط مالکانہ حقوق رکھنے والے افراد کو اپنے غیر منقسم حصص گروی رکھنے سے منع نہیں کرتے ہوں۔

noorcentre.com

۱۲/۲/۱/۴ یہ جائز ہے کہ حصص کو کسی شخص کے حکم کے تحت نامزد کیا جائے -[nominative shares]

۱۳/۲/۱/۴ حصص برائے حامل [bearer shares] جاری کرنا جائز ہے۔ اس طرح کے حصص کا اجرا ایسی دستاویزات [certificate] کو جاری کر کے ہوتا ہے جو کمپنی میں حصہ کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کی قیمت یا قیمت کے دَین ہونے کو وصول کرنے سے یہ اجرا مکمل ہوتا ہے۔ ہر وقت کمپنی میں حصہ دار اور اس حصہ کا مالک جس کی نمائندگی یہ حصص کر رہے ہیں وہ شخص سمجھا جائے گا جس کے پاس ان حصص کی دستاویز ہوگی۔

۱۴/۲/۱/۴ ایسی مالی خصوصیات کے حامل ترجیحی حصص [preference shares] کا اجرا جائز نہیں ہے جن کی بناء پر ان کے حاملین کو کمپنی کے تحلیل کرنے یا نفع تقسیم کرتے وقت ترجیح دی جاتی ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ حصص کو عام حصص کی خصوصیات جیسے ووٹ دینے کے حق کے علاوہ ایسی خصوصیات دی جائیں جن کا تعلق انتظامی معاملات یا حصص کی اجرائی کارروائی سے ہو۔

۱۵/۲/۱/۴ تمتع حصص [أسهم التمتع / enjoyment shares] کا اجرا جائز نہیں ہے۔ یہ ایسے حصص ہیں جو نفع کی تقسیم کے ساتھ ساتھ تدریجاً ختم ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ کمپنی کے تحلیل ہونے سے قبل حاملِ حصص وہ سرمایہ جس کی یہ حصص نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں، واپس لے لیتا ہے۔

۲/۴ شرکتِ تضامن [Joint - Liability Company]

۱/۲/۴ شرکتِ تضامن کی تعریف

۱/۱/۲/۴ شرکتِ تضامن شرکتِ اشخاص [personal partnership] کی ایک قسم ہے، اور اس کا مخصوص نام سے قانونی اعلان ضروری ہے۔

۲/۱/۲/۴ شرکتِ تضامن کو قانونی شخصیت [juristic personality] کی

حیثیت حاصل ہے۔ نیز شرکاء کی ذمہ داریوں سے ہٹ کر اس کی اپنی مستقل مالی ذمہ داری بھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کمپنی کے اثاثے کمپنی کے ذمہ واجبات سے کم پڑ جائیں تو تمام شرکاء شرکت کے ذمہ واجبات اپنے اپنے ذاتی مال سے ادا کرنے کے ذاتی طور پر ذمہ دار ہوں گے۔

noorcentre.com

۴/۲/۱/۳　تمام شرکاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ شرکتِ تضامن کے مالیاتی وثائق منظم کرنے کے ساتھ ساتھ شرکت کے علاوہ اپنے ذاتی کاروبار کے مالیاتی وثائق بھی منظم طور پر تیار رکھیں۔

۴/۲/۲　شرکتِ تضامن کے شرعی احکام

۴/۲/۲/۱　شرکتِ تضامن کی بنیاد پر قائم کمپنی پر اگر کسی کے واجبات بنتے ہوں تو وہ شخص اس کے شرکاء میں سے کسی سے بھی مکمل یا جزوی واجبات کے مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے، اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ پہلے شرکت سے اپنے حق کا مطالبہ کرے پھر بعد میں شرکاء کی طرف رجوع کرے۔

۴/۲/۲/۲　شرکتِ تضامن کا معاہدہ لازمی نہیں ہوتا بلکہ مندرجہ ذیل شرائط کے تحت شریک اُس سے دستبردار ہو سکتا ہے:

(الف) کوئی ایسا معاہدہ نہ پایا جائے جس میں شرکاء نے شرکت کی مدت مقرر کی ہو، ورنہ اُس مدت کی پاسداری کرنا ضروری ہوگا۔

(ب) علیحدگی اختیار کرتے وقت دیگر تمام شرکاء کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرنا ضروری ہوگا۔

(ج) اس کی دستبرداری سے بقیہ شرکاء کو نقصان نہ پہنچے۔

۴/۲/۲/۳　کسی شریک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ تمام شرکاء کے اتفاق کے بغیر اپنی جگہ کسی اور کو شریک بنا دے۔

noorcentre.com

۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ [Partnership in Commendum]

۱/۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ کی تعریف

۱/۱/۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ شرکت اشخاص کی ایک قسم ہے۔ اس میں انتظامی معاملات چلانے والا ذمہ دار شریک بھروسے کے اعتبار سے غیر عامل شرکاء کے لیے ذاتی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ نیز اس میں تعیّن مِلکیت کا طریقۂ کار بھی مختلف ہے۔ اس میں ملکیت کا حساب حصص کے ذریعہ لگایا جاتا ہے جو کہ متفاوت ہوتے ہیں، کیونکہ اس میں تمام حصص ایک طرح کے نہیں ہوتے۔

۲/۱/۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ میں ایک تو وہ شرکاء ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے ضامن، کفیل اور اپنے ذاتی مال سے شرکت کے واجبات کی ادائیگی کے مشترکہ ذمہ دار ہوتے ہیں، دوسری قسم کے شرکاء، ذمہ داری سپرد کرنے والے [غیر عامل] ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کی ذمہ داری اس کے اپنے حصہ کی حد تک محدود ہوتی ہے، ان کے بقیہ ذاتی اثاثوں تک ان کی ذمہ داری تجاوز نہیں کرتی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض حصے داروں کی ذمہ داریاں محدود کردی جائیں بشرطیکہ اس تحدید کا کوئی معاوضہ نہ لیا جائے، تو ایسی صورت میں دو قسم کے شرکاء ہوں گے، کچھ انتظام چلانے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن بھی ہوں گے، اور دوسری قسم کے شرکاء وہ ہوں گے جن کی ذمہ داری محدود ہوگی۔ (دیکھیے شق (۴/۱/۲/۹)۔

۳/۱/۳/۴ غیر عامل شرکاء شرکت کے کاروباری معاملات میں دخل اندازی کے مجاز نہیں۔ عام طور پر قانون اجازت نہیں دیتا کہ کمپنی کے اعلان کے وقت ان کے نام ظاہر کیے جائیں بلکہ اُن کی طرف سے جمع شدہ مال کے اعلان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۴/۱/۳/۴ شرکتِ توصیہ بسیطہ کے انتظامی معاملات ایک دوسرے کے مشترکہ

ضامن شرکاء میں سے کسی ایک کے سپرد کیے جاسکتے ہیں اور اگر چاہیں تو شرکاء کے علاوہ کسی اور کو بھی منتظم بنایا جاسکتا ہے، لیکن غیر عامل شرکاء میں سے کسی کو بھی کمپنی کا انتظام سپرد نہیں کیا جاسکتا۔

noorcentre.com

۴/۳/۲ شرکت توصیہ بسیطہ کے شرعی احکام

۴/۳/۲/۱ نفع حصص کے اعتبار سے یا حسبِ اتفاق تقسیم کیا جائے گا (دیکھیے شق ۳/۱/۵/۷)۔ جہاں تک خسارے کا تعلق ہے تو وہ ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن اور غیر عامل دونوں شرکاء کا جتنا حصہ شرکت کے سرمائے میں ہے اتنی مقدار کے برابر برداشت کریں گے۔ خسارے کا حجم سرمائے سے تجاوز کر جانے کی صورت میں اضافی خسارہ مشترکہ ضامن شرکاء کو برداشت کرنا ہوگا۔

۴/۳/۲/۲ غیر عامل شرکاء کے لیے یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ وہ نفع سرمائے کے مقررہ تناسب سے لینے کے حق دار ہوں گے یا ان کے لیے کوئی خاص رقم مقرر کردی جائے۔ (دیکھیے شق ۳/۱/۵/۸)۔

۴/۴ شرکتِ توصیہ بمع حصص [Company Limited by Shares]

۴/۴/۱ شرکت توصیہ بمع حصص کی تعریف

شرکت توصیہ بمع حصص شرکت الاموال کی ایک قسم ہے، جس میں حصص کی سبسکرپشن اُن کے حصص کی مقدار کے برابر ہوتی ہے۔ اس میں ایک دوسرے کے مشترک ضامن شرکاء اور غیر عامل شرکاء دونوں ہوتے ہیں۔

۴/۴/۲ شرکتِ توصیہ بمع حصص کے شرعی احکام

۴/۴/۲/۱ شرکتِ توصیہ بمع شیئرز میں ایک دوسرے کی مشترکہ ضمانت لینے والے مشترکہ ضمانت لینے کی وجہ سے شرکاء کمپنی کے واجبات اپنے ذاتی مال سے ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔ ان کی حیثیت ایک ایسے شخص کی ہوگی جو اپنے کام کی وجہ سے مضارب ہوتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مال کی وجہ سے شریک بھی۔

noorcentre.com

جہاں تک شرکاءِ غیر عاملین کا تعلق ہے تو ان میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ان کے اپنے حصص تک محدود ہوگی، ان کے بقیہ ذاتی اثاثوں سے ان کی ذمہ داری کا تعلق نہیں ہوگا، تو یہاں ان کی حیثیت ایسی ہوگی جیسے ربّ المال کی حیثیت مضاربہ میں ہوتی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض حصے داروں کی ذمہ داری محدود کی جائے بشرطیکہ اس تحدید کا کوئی معاوضہ نہ لیا جائے۔ ایسی صورت میں کمپنی کچھ ایسے شرکاء پر مشتمل ہوگی جو ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن بھی ہوں گے، اور کچھ شرکاء محدود ذمہ داری کے مالک ہوں گے۔ (دیکھیے شق ۴/۱/۲/۹)۔

۴/۴/۲/۲ غیر عامل شرکاء شرکت کے کاروباری معاملات میں دخل اندازی کے مجاز نہیں، عام طور قانون اجازت نہیں دیتا کہ کمپنی کے اعلان کے وقت ان کے نام ظاہر کیے جائیں بلکہ اُن کی طرف سے جمع شدہ مال کے اعلان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۴/۴/۲/۳ شرکتِ توصیہ بمع حصص کے انتظامی معاملات ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن شرکاء میں سے کسی ایک کے سپرد کیے جاسکتے ہیں اور اگر چاہیں تو شرکاء کے علاوہ کسی اور کو بھی منتظم بنایا جاسکتا ہے لیکن غیر عامل شرکاء میں سے کسی کو بھی کمپنی کا انتظام سپرد نہیں کیا جاسکتا۔

۴/۴/۲/۴ نفع حصص کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے گا یا حسب اتفاق۔ جہاں تک خسارے کا تعلق ہے تو وہ ایک دوسرے کے مشترکہ ضامن شرکاء اور غیر عامل شرکاء دونوں کا جتنا حصہ شرکت کے سرمائے میں ہے اسی تناسب کے اعتبار سے برداشت کریں گے۔ اگر خسارے کا حجم سرمایہ سے تجاوز کر جائے تو زائد خسارہ مشترکہ ضامن شرکاء کو برداشت کرنا ہوگا۔

۴/۴/۲/۵ غیر عامل شرکاء کے لیے یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ وہ نفع سرمائے کے تناسب سے لینے کے حق دار ہوں گے یا ان کے لیے کوئی خاص رقم مقرر کر دی جائے۔

۵/۴ شرکتِ محاصّہ [Particular Partnership]

noorcentre.com

۱/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کی تعریف

۱/۱/۵/۴ شرکتِ محاصّہ پر شرکتِ عنان میں وارد ہونے والی تعریف منطبق ہوتی ہے (دیکھیے شق ۱/۳)۔ شرکتِ محاصّہ کا شمار شرکتِ اشخاص میں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں شریک ہونے والے شخص کی مالی حیثیت کی مضبوطی اور مالی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی قابلیت دیکھی جاتی ہے۔

۲/۱/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کی قانونی شخصیت [legal personality] نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شرکاء کے علاوہ باقی تمام لوگوں سے مخفی ہوتی ہے نیز اس کی مستقل مالی ذمہ داری بھی نہیں ہوتی ہے۔

۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کے شرعی احکام

۱/۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کی شرعی حیثیت اور اس کے احکام شرکتِ عنان سے مختلف نہیں ہیں۔ (دیکھیے شق ۱/۳)

۲/۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کے واجبات ادا کرنے میں تمام شرکاء ایک دوسرے کے ضامن اور ذمہ دار ہوتے ہیں حتی کہ اپنے ذاتی مال سے ادائیگی کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں۔

۳/۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کا معاہدہ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے علیحدگی اختیار نہ کی جا سکے۔ لیکن اگر شرکاء اس کی مدت مقرر کرلیں تو اختتامِ مدت تک اسے تحلیل نہیں کیا جا سکتا۔ (دیکھیے شق ۲/۲/۲/۴)۔

۴/۲/۵/۴ شرکتِ محاصّہ کا کوئی بھی شریک اسے منسوخ کرنے کا حق رکھتا ہے بشرطیکہ وہ دیگر شرکاء کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرے۔ نیز اس کی علیحدگی سے انہیں یا اس شرکت کے ساتھ معاملات کرنے والوں کو کسی قسم کے نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی نہ ہو۔ شرکت کے اثاثہ جات کو حقیقتاً یا حکماً نقد رقم میں تبدیل کرکے اس کی

noorcentre.com

شراکت داری ختم کی جا سکتی ہے۔

۵- شرکتِ متناقصہ (Diminishing Musharakah)

۵/۱ یہ ایسی شرکت ہے جس میں ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ تدریجاً خریدنے کا عہد کرتا ہے یہاں تک کہ پورے پروجیکٹ کا مالک بن جاتا ہے۔ یہ اس شرط پر جائز ہے کہ شرکت کے بنیادی معاہدہ میں خرید وفروخت کی کوئی شرط نہ پائی جائے بلکہ شرکت سے ہٹ کر الگ سے اس کا وعدہ کیا جائے۔ اسی طرح حصص کی خرید وفروخت شرکت سے الگ ہوگی، اور کسی ایک معاہدہ کی دوسرے میں شرط لگانا بھی جائز نہیں ہے۔

۵/۲ شرکتِ متناقصہ پر اقسامِ شرکت کے عام احکام منطبق کرنا ضروری ہے، خاص طور شرکتِ عنان کے۔ لہٰذا شرکت کے معاہدہ میں کوئی ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے جس کی رو سے طرفین میں سے کسی کو بھی شرکت کے سرمائے میں سے اپنا حصہ واپس لینے کا اختیار ہو۔

۵/۳ کسی ایک شریک پر شرکت کی انشورنس/ تکافل یا دیکھ بھال کے اخراجات برداشت کرنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے خواہ اس بنیاد پر کیوں نہ ہو کہ بالآخر اس کاروبار کا مالک تو اسی کو بننا ہے۔

۵/۴ ہر شریک پر یہ ضروری ہے کہ وہ شرکت میں اپنا سرمایہ پیش کرے خواہ وہ نقد شکل میں ہو یا ساز وسامان کی صورت میں جس کی قیمت لگائی گئی ہو، مثلاً زمین پیش کرنا جس پر شرکت کی عمارت قائم ہوگی، یا مشینری اور آلات وغیرہ جو کاروبار کو چلانے کے لیے ضروری ہیں۔ شرکت کے خسارہ کی صورت میں کاروبار میں ہر شریک کی ذاتی ملکیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ خسارے کی مقدار متعیّن کرتے وقت ہر دورانیہ میں کسی ایک شریک کا حصہ کم ہونے اور دوسرے کا بڑھتے رہنے کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

۵/۵ شرکت کے نفع یا آمدن میں سے دونوں فریق [ادارہ اور گاہک] کو ملنے والے نفع کے تناسب کو طے کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں فریق ملکیت کے تناسب سے مختلف

نفع کا تناسب طے کرلیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ملکیت کا تناسب تبدیل ہونے کے باوجود نفع کا تناسب ہمیشہ ایک جیسا برقرار رہے۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ملکیت کا تناسب تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ نفع کا تناسب بھی تبدیل ہوتا رہے۔ البتہ اس اصول کا خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ خسارہ ملکیت کے تناسب سے برداشت کیا جائے۔

noorcentre.com

۶/۵ کسی ایک شریک کے لیے نفع کی مد میں کوئی خاص رقم مقرر کردینا جائز نہیں ہے۔ (دیکھیے شق ۳/۱/۵/۸)

۷/۵ کوئی ایک شریک دوسرے سے ایسا وعدہ کرسکتا ہے جس کا پورا کرنا لازمی ہو کہ اس کی رُو سے وہ اپنے شریک کو یہ حق دے کہ وہ اس وعدہ کرنے والے کا حصہ آہستہ آہستہ خریدتا رہے گا۔ یہ خریداری ہمیشہ بازاری قیمت پر ہوگی یا اس قیمت پر جس پر خرید و فروخت کے وقت اتفاق ہوگا، لیکن قیمتِ اسمیہ [face value] پر خریدنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۸/۵ اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے کہ شریک کی جانب سے ادارہ کے حصہ کے مالک بننے کے معاملہ کو اس طرح منظم کیا جائے کہ دونوں فریقوں کی مصلحت حاصل ہو، مثلاً شریک کا اپنے حصہ میں آنے والے نفع یا آمدنی میں سے کوئی ایک حصہ ادارہ کے حصہ کی ملکیت کے حصول کے لیے خاص کردینا، یا ادارہ کے اثاثوں کو حصص میں تقسیم کردیا جائے، پھر ہر کچھ عرصے بعد شریک معین حصے خریدتا رہے یہاں تک کہ آخرکار تمام حصص کا تنہا مالک بن جائے۔

۹/۵ ایک شریک دوسرے شریک کے حصہ کو کرائے پر حاصل کرسکتا ہے مگر اس کی اجرت اور مدت مقرر ہونا ضروری ہے خواہ کچھ بھی ہو۔ ہمیشہ ہر شریک اپنے حصے کی بنیادی [جو عمومی استعمال سے متعلق نہ ہو] دیکھ بھال کا ذمہ دار خود ہوگا۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا، جس میں مذکورہ معیار کی منظوری دی گئی۔ [۱]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی کا پانچواں اجلاس ۸ - ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا جس میں شرعی معیار برائے شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے شرعی مشیر کو ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا گیا۔

بروز ہفتہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء کو افتاء و ثالثی کمیٹی نے شرعی مشیر کو شرعی معیار برائے شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت کا تحقیقی جائزہ اور اس کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

افتاء و ثالثی کی کمیٹی نے ۱۸ محرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۲ اپریل ۲۰۰۱ء کو ہونے والے اجلاس میں شرعی معیار برائے شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت کے منصوبے کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا اور شرعی مشیر سے بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی درخواست کی۔
اس کے علاوہ کمیٹی نے ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۱ء کو شرعی تقاضے برائے مضاربہ کے منصوبے کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا، اور پھر ممبران کی آراء، تبصرے اور بحث و مباحثہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

ترمیم شدہ معیار کا منصوبہ مجلسِ شرعی کے ساتویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو مکہ مکرمہ میں ۹ - ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء میں منعقد ہوا، مجلسِ شرعی نے شرعی معیار "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت" کے مسودہ میں ترامیم کیں اور پھر موضوع کے ماہرین اور دلچسپی لینے والے حضرات کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اپنی قیمتی آراء پیش کریں اور پھر انہیں جلسۂ سماعت میں پیش کیا جاسکے۔

noorcentre.com

ادارے نے بحرین میں ۱۹ - ۲۰ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲ - ۳ فروری ۲۰۰ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں تیس سے زیادہ مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ان کے علاوہ اس شعبے سے متعلق لوگوں نے بھی شرکت کی۔ جو جو تحفظات سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا خواہ وہ اس اجلاس سے قبل پیش کیے گئے یا دورانِ کارروائی، بعض ارکان نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور ان پر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

۲۱ - ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ - ۷ مارچ ۲۰۰۲ء کو بحرین میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں پیش کیے گئے تحفظات اور تحریری طور پر ارسال کیے گئے ملاحظات پر بحث و مباحثہ کیا، اور پھر حسبِ ضرورت مناسب ترامیم بھی کیں۔

مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا جس میں شرعی معیارات کی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث و مباحثہ ہوا۔ جو ترامیم مناسب لگیں انہیں شامل کر دیا گیا۔ ان میں سے بعض شقیں ایسی ہیں جو تمام ممبران کے اتفاق سے منظور ہوئیں اور بعض دیگر کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور ہوئیں جن کی تفصیل مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء کو قطر میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی نظر ثانی کمیٹی نے اس معیار کا بھی مطالعہ کیا۔ بحث و تمحیص کے بعد کمیٹی نے جو مناسب سمجھا اس کی روشنی میں کچھ ترامیم کی تجویز پیش کی، جن میں بعض مقامات پر کچھ اضافے کرنے اور بعض جگہوں پر کچھ حذف کرنے اور بعض عبارتوں کے الفاظ و ترکیب تبدیل کرنے جیسے امور شامل تھے، اور پھر مذکورہ تجاویز مجلسِ شرعی کو ارسال کیں کہ وہ جن امور کو مناسب سمجھیں باقی رکھیں۔

مجلسِ شرعی کا اکتالیسواں اجلاس سعودی عرب میں ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو منعقد ہوا جس میں شرعی معیارات پر نظر ثانی کے لیے بنائی گئی کمیٹی کی طرف سے تجویز کردہ ترامیم پر بحث و مباحثے کے بعد اس کی منظوری دی گئی۔ مجوزہ ترامیم کے بعد حالیہ شکل میں اس معیار کو منظور کر لیا گیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

شرکت کا جواز

فقہاء کے نزدیک شرکت کی چار قسمیں ہیں: شرکتِ عنان، شرکتِ ابدان، شرکتِ مفاوضہ اور شرکتِ وجوہ۔ ان میں سے سب سے اہم شرکتِ عنان ہے جس کا جواز قرآن وسنت اور عملی اجماع سے ثابت ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ﴾[1] (اور بیشک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اور ایسے لوگ بہت کم ہیں)۔

جہاں تک سنت کی بات ہے تو اس سلسلہ میں کئی احادیث ہیں، ان میں سے ایک حدیث سائب بن ابی مخزومی رضی اللہ عنہ کی ہے کہ وہ ابتدائے اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر تجارت کیا کرتے تھے۔ فتحِ مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے میرے بھائی اور شریک! خوش آمدید، یہ لڑائی جھگڑا کرتا تھا نہ مخالفت"۔

نیز عصرِ رسالت سے لیکر تمام ادوار میں لوگ شرکت کی بنیاد پر معاملات کرتے چلے آئے ہیں جو کہ اس کی جواز اور مشروعیت پر عملی اجماع ہے۔

یہ وہ اقسامِ شرکت ہیں جن کے احکام بیان کرنے کا فقہاء نے اہتمام کیا جو کہ جدید اقسامِ شرکت کی بنیاد ہیں، جیسا کہ شرکتِ مساہمہ ہے جس میں شریک کی ذاتی شخصیت کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ شرکت میں اس کے حصص کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس شرکت میں قانونی شخصیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ فقہاء نے اقسامِ شرکت کے جو احکام وضوابط بیان کیے ہیں وہ جدید اقسامِ شرکت پر پورے اترتے ہیں۔ جہاں تک شرکاء کی نمائندگی، ان کے حقوق

---

(۱) سورۃ ص: ۲۴۔

noorcentre.com

کی حفاظت، معاملات چلانے اور حساب کتاب کو منظم کرنے کے لیے انتظامی اقدامات کا تعلق ہے، تو یہ سب مصلحت کے تقاضے ہیں۔ اگر یہ شرعی قواعد وضوابط پر پورے اترتے ہوں تو ان کی رعایت کی جاتی ہے۔

شرکت کی اہم بنیاد وکالت ہے، شرکاء میں سے ہر شخص شرکت کی مصلحت کے لیے اپنی طرف سے اصیل اور دوسروں کی طرف سے وکیل ہوتا ہے۔ شرکت مفاوضہ میں وکالت کے ساتھ ساتھ کفالت کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔

شرکت کا انعقاد

- غیر مسلموں اور روایتی بنکوں کو شرعی طور پر جائز کاروبار میں اس شرط پر شریک کرنا کہ وہ شریعتِ اسلامیہ کے تمام احکام اور اصول وضوابط کی پابندی کی ضمانت پیش کریں گے اس کی اصل آپ ﷺ سے روایت کی گئی حدیث ہے "آپ ﷺ نے یہودی اور اور عیسائی کو شریک کرنے سے منع فرمایا، مگر یہ کہ خرید وفروخت مسلمان کے ہاتھ میں ہو"۔ [1]
- شراکت داری سے منع کرنے کی وجہ ان کا سود اور شرعاً باطل معاہدات کا مرتکب ہونا ہے جس کا احتمال شرعی احکام کی پاسداری کرنے کی ضمانت دینے سے ختم ہو جاتا ہے۔[2] روایتی بنکوں کو شریک کرنے کے بارے میں ندوۃ البرکہ کی قرارداد بھی ہے۔ [3]
- شرکت کے معاہدہ کی شرائط اور نفع کے تناسب میں ترامیم کرنے کے بارے میں ہونے والے اتفاق کے جواز کی اصل یہ ہے کہ یہ اتفاق نفع میں شرکت کو ختم نہیں کرتا۔ [4]

شرکت کا سرمایہ

- غیر نقد اثاثوں کو قیمت لگانے کے بعد شرکت کا سرمایہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ: ۶/۹۔

(۲) دیکھیے المغنی: ۷/۱۱۰-۱۱۱۔

(۳) قرارداد نمبر ۹/۱، فتاویٰ ندوات البرکہ نمبر ۹، صفحہ نمبر ۱۵۱۔

(۴) دیکھیے قرارداد نمبر ۱۱/۸، فتاویٰ ندوات البرکہ نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۱۹۴۔

شرکت کا مقصد طرفین کو ایک دوسرے کے پورے مال میں تصرف کرنے کا اختیار دینا اور پھر دونوں اموال کا نفع آپس میں تقسیم کرنا ہے۔ یہ مقصد نقد روپیہ کی طرح سامان سے بھی حاصل ہو سکتا ہے، لہٰذا پیسوں کی طرح ساز و سامان سے بھی شرکت اور مضاربہ دونوں جائز ہیں۔ معاہدہ کرتے ہوئے طرفین کے ساز و سامان کی جو قیمت متعیّن ہوئی تھی وہ دونوں کو کاروبار کے تحلیل کے وقت واپس کر دی جائے گی،[۱] یہ مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے۔[۲]

noorcentre.com

- اگر شرکت میں مقررہ کرنسی کے علاوہ کوئی اور کرنسی بطور سرمایہ پیش کی جاتی ہے تو ادائیگی کے دن مروجہ نرخ کے اعتبار سے قیمت لگانے کی شرط کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذمہ میں واجب دو کرنسیوں کے تبادلہ کی شکل میں صَرف کا معاہدہ ہے جس میں ادائیگی کے دن کی قیمت لگانا ضروری ہے۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو بقیع میں اونٹ بیچنے کے بارے میں ہے۔[۳]
- شرکت کے سرمایہ میں تمام شرکاء کے حصص متعین کرنے کی شرط کی اصل یہ ہے کہ حصص کا متعین نہ کرنا سرمایہ میں جہالت کا سبب ہے۔ اور سرمائے کا مجہول ہونا ناجائز ہے، کیونکہ شرکت کے تحلیل کے وقت ہر شریک کو اس کے سرمائے کا حصہ واپس کیا جاتا ہے اور سرمائے کی جہالت کی صورت میں ایسا کرنا ناممکن ہے۔[۴]
- صرف دیون کو سرمائے کا حصہ بنانے کی ممانعت کی اصل یہ ہے کہ دَین کی صورت میں شرکت کی کاروباری سرگرمیوں میں حصہ لینے سے شرکاء قاصر رہتے ہیں، اور بعض صورتوں میں یہ دَین سود کا سبب بھی بنتا ہے، مثلاً جب ایک شریک دوسرے شریک کا مدیون ہو۔[۵] اگر دَین شرکت کے سرمائے میں تابع ہو تو ایسی صورت میں کوئی ممانعت نہیں اور اس کے جواز کی وجہ تبعیت [تابع ہونے] کا قاعدہ

---

(۱) المغنی: ۷/۱۲۴۔

(۲) الدسوقی: ۳/۵۱۷، المغنی: ۵/۱۷۔

(۳) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر ۲۴۴ پر گذر چکی۔

(۴) المغنی: ۷/۱۲۵۔

(۵) الدسوقی: ۳/۵۱۷، المغنی: ۵/۱۷۔

noorcentre.com

ہے کہ «التابع تابع و لا یفرد بالحکم» یعنی تابع اپنے متبوع کے تحت ہوتا ہے، اسے علیحدہ حکم نہیں دیا جاتا۔ اس کے علاوہ ایک اور قاعدہ «یغتفر فی التابع ما لا یغتفر فی المتبوع» ہے یعنی تابع میں جو معاف ہوتا ہے وہ متبوع میں معاف نہیں ہوتا۔

- کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھوائی گئی رقم کو شرکت کا سرمایہ بنانا جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ اس قسم کی رقم قرضہ ہوتی ہے لیکن یہ قبضہ کے حکم میں ہے، کیونکہ بوقتِ ضرورت اسے واپس لیا جا سکتا ہے، اور مالیاتی ادارے اپنے اور ان کی نگرانی کرنے والے اداروں کے قوانین کے تحت بوقت طلب رقم واپس کرنے یا اس چیک کی رقم ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں جو ان کے کاؤنٹر پر پیش کیا جاتا ہے خواہ حالات کچھ بھی ہوں۔

شرکت کے انتظامی معاملات

- ہر شریک کو شرکت کے مال و متاع میں تصرف کا حق حاصل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ شرکت وکالت اور امانت پر مبنی ہوتی ہے، وکالت کا یہ تقاضہ ہے کہ اسے ہر اس تصرف کا حق حاصل ہونا چاہیے جو شرکت کی مصلحت کے لیے ہو، اور امانت کا یہ تقاضہ ہے کہ وہ صرف ایسے کام انجام دے جو شرکت کے لیے سود مند ہوں۔[(۱)]
- جن شرکاء سے شرکت کے انتظامی معاملات چلانے کے لیے مدد حاصل کی جاتی ہے اُن کے لیے اجرت مقرر کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے تنخواہ کا تعیّن ان کے سرمائے کی ضمانت کا سبب بنے اور نقصان کی صورت میں خسارہ بقدر سرمایہ برداشت کرنا نہ پایا جائے۔
- شرکاء میں سے کسی ایک کو ایک علیحدہ معاہدہ کے ذریعے انتظامی معاملات چلانے کی ذمہ داری سونپی جانے اور ایسی صورت میں اس کے لیے تنخواہ مقرر کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ وہ مذکورہ حالت میں بطور شریک کام نہیں کر رہا بلکہ بطور تنخواہ دار ملازم کام انجام دے رہا ہے۔

---

(۱) دیکھیے: المغنی: ۷/۱۲۸۔

شرکت میں ضمانتیں

noorcentre.com

- سوائے شریک کی کوتاہی یا زیادتی کی صورت کے، اس پر تاوان عائد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح کسی شریک پر یہ شرط نہیں لگائی جا سکتی کہ وہ کسی دوسرے شریک کے سرمایہ کا ضامن ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرکت امانت پر مبنی ہوتی ہے اور امانتوں میں تاوان لازم کرنا صحیح نہیں۔ [۱]
- طرفین میں سے کسی ایک کا دوسرے پر کوتاہی یا زیادتی کے ضمان کے طور پر کفیل پیش کرنے یا کسی چیز کے گروی رکھنے یا اس جیسی کسی اور شرط لگانے کے جواز کی اصل یہ ہے کہ اس قسم کی شرائط شرکت کے اصول وضوابط کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہیں۔ اقسام شرکت اور معاہدوں میں اصل یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو شرائط کی پابندی کی جائے۔ [۲]
- کسی فریق ثالث کا خسارہ برداشت کرنے کا عہد کرنا جس کی مالی ذمہ داری سے شرکاء کا کسی قسم کا تعلق نہیں۔ اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ عہد و پیمان رضا کارانہ طور پر خدمات پیش کرنے پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ مذکورہ ذمہ داری شرکت کے معاہدہ سے الگ ہے، یعنی شرکت کے بنیادی معاہدہ کے نفاذ میں یہ شرط نہیں لگائی گئی کہ فریق ثالث اپنے معاہدہ کی پاسداری کرے گا۔ نیز یہ عہد و پیمان شریعت کے مقررہ ضابطہ "سرمایہ یا نفع کی ضمانت جائز نہیں ہے" سے بالکل متصادم نہیں ہے، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی سے ایک قرار داد بھی جاری ہو چکی ہے۔ [۳]
- ضامن بننے والا ادارہ جس کمپنی کی ضمانت لے رہا ہے، نہ اُس کا مالک ہو اور نہ ہی اُس کا مملوک، اس شرط کی اصل یہ ہے کہ ملکیت کی صورت میں یہ ایک شریک کے لیے دوسرے شریک کی ضمانت کے قبیل سے ہو گا۔

---

(۱) دیکھیے: الکافی لابن قدامہ: ۲/۲۳۰، المبدع: ۴/۲۵۶۔

(۲) دیکھیے ۱/۵ فتاویٰ ندوۃ البرکہ الاولیٰ، ۱۴۰۳ھ، اور قرارات وفتاویٰ ندوات البرکہ صفحہ نمبر ۱۸۔

(۳) قرارداد مجمع الفقہ الاسلامی نمبر ۳۰ (۴/۵)۔

noorcentre.com

شرکت کے نتائج (نفع یا خسارہ)

- نفع کی کوئی خاص مقدار متعین کرنا یا سرمائے کا کوئی تناسب مقرر کر لینے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے اس قسم کی کارروائی کی وجہ سے دیگر شرکاء نفع سے محروم ہو جائیں، اس کے علاوہ یہ کہ جب تک سرمایہ محفوظ نہ ہو جائے تب تک نفع ناممکن ہے۔
- نفع حاصل ہونے تک شرکاء کے نفع کے تناسب کی تعیین کو مؤخر کرنے کی ممانعت کی اصل یہ ہے کہ یہ ایسی جہالت ہے جو آپس کے اختلاف کا سبب بن سکتی ہے۔ جہاں تک تقسیم کے وقت نفع کے تناسب میں ترمیم کرنے پر اتفاق یا کسی کا اپنے مقررہ تناسب کے کچھ حصہ سے دستبردار ہونے کا تعلق ہے تو اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ نفع شرکاء کا حق ہے، اُن کے علاوہ کوئی اور اسے حاصل کرنے کا مجاز نہیں ہے، تو ان کے لیے یہ ترمیم کرنا اور نفع سے دستبردار ہونا جائز ہے۔
- نفع کا تناسب سرمائے کے حصے سے کم و بیش ہونے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ انسان نفع کا حق دار یا مال کی وجہ سے ہوتا ہے یا کام کی وجہ سے یا ذمہ داری قبول کرنے کی وجہ سے، ان تینوں اسباب میں سے اگر کوئی ایک سبب بھی پایا گیا تو نفع کا تناسب شرکاء کی رضامندی سے کچھ بھی مقرر کیا جا سکتا ہے، یہ احناف اور حنابلہ کا مذہب ہے۔(۱)
- کسی ایک شریک کا خسارہ برداشت کرنے یا سرمائے کے حصص کے تناسب سے مختلف تناسب طے کرنے کے عدم جواز کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "نفع حسبِ اتفاق اور خسارہ بقدر سرمایہ ہوتا ہے"۔(۲) ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی ایک کے خسارے کا حصہ دوسرے پر ڈالنے کی شرط باطل ہے کیونکہ یہ ظلم ہے اور ناجائز طریقہ سے مال کھانا ہے۔
- منافع تقسیم کرنے کے کسی بھی طریقے پر اتفاق کیا جا سکتا ہے خواہ وہ ہمیشہ ایک جیسا ہو یا مختلف دورانیوں کے لیے مختلف۔ یہ اتفاق اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ یہ شریعت کے طے شدہ ضابطہ کے خلاف نہ

---

(۱) دیکھیے: ہدایہ شرح البدایہ للمرغینانی: ۳/۷، ۸، ط المکتبہ الاسلامیہ، بدائع الصنائع للکاسانی: ۶/۶۲، ۶۳، المبدع لابن مفلح: ۵/۴، ط المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

(۲) ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف میں روایت کیا ہے: ۴/۲۶۸، ط مکتبہ الرشد، ریاض۔

ہو۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ نفع سے کوئی شریک محروم نہ رہے۔

noorcentre.com

- جب تک تمام قسم کے اخراجات الگ سے نہ نکال لیے جائیں جب تک حقیقی شکل میں نفع تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی اصل یہ قاعدہ «لا ربح إلا بعد وقاية رأس المال» ہے، یعنی جب تک سرمایہ محفوظ نہ ہو جائے تب تک نفع ناممکن ہے۔
- کسی ایک شریک کے لیے رقم کی مقدار مقرر کر دینے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی شرط بعض اوقات نفع میں شرکت کو بالکلیہ ختم کر سکتی ہے۔
- شرکت میں نفع اور تنخواہ دونوں چیزوں کو جمع کرنے کی ممانعت کی دلیل یہ ہے کہ اجرت کی مقدار ہمیشہ مقرر ہوتی ہے، اور کوئی بعید نہیں کہ نفع صرف اتنا حاصل ہو جتنی اجرت ہے اور یہ سارا نفع اس کی مد میں چلا جائے اور باقی شرکاء نفع کی حصہ داری سے محروم ہو جائیں۔ البتہ اگر اجرت کا معاملہ شرکت کے معاہدہ سے الگ طے پایا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب اجرت کے حق دار ہونے کی شرط معاہدہ کے اندر نہیں لگائی گئی جس سے نفع کی حصہ داری سے کوئی شریک محروم ہو بلکہ وہ اس میں بمنزلہ فریقِ ثالث ہے۔
- شرکاء کا آپس میں اتفاق کرنا کہ اگر نفع فلاں تناسب سے بڑھ گیا تو ان میں سے کوئی ایک اضافی منافع کا حق دار ہوگا، اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس شرط کا شمار اُن شرائط میں سے ہوتا ہے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے، اور نہ ہی اس کی وجہ سے کوئی شریک نفع کی حصہ داری سے محروم ہوتا ہے،[1] اگر خسارہ ہوا تو سرمایہ فراہم کرنے والا [ربّ المال] برداشت کرے گا [کریں گے]۔
- تخلیل حکمی کی بنیاد پر بھی نفع تقسیم کیا جا سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے متعدد مقامات پر مال کی قیمت لگانے کی اجازت دی ہے[2] جن میں زکوٰۃ اور چوری سرفہرست ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”جس شخص نے مشترکہ غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اس پر ضروری ہے وہ اپنے ذاتی مال سے غلام کا

---

(۱)　البحر الزخار: ۵/۸۳، طبعہ دار الکتاب الاسلامی۔

(۲)　دیکھیے: رابطہ عالم اسلامی کی چوتھی قرار داد جو سولہویں اجلاس مکہ مکرمہ میں ۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ میں پاس ہوئی، نیز مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۳۰ (۴/۵) اور فتاویٰ ندوۃ البرکہ الثامنہ کا فتوی نمبر ۲/۸ فتاویٰ البرکہ، ص ۱۳۴۔

noorcentre.com

بقیہ حصہ خرید کر آزاد کرے، اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو [پورے] غلام کی مناسب قیمت لگائی جائے [تاکہ بقیہ حصہ وہ خود کما کر ادا کر سکے]"۔[1]

- شرکت کے اثاثہ جات نقد میں تبدیل کرنے سے قبل نفع کی عارضی تقسیم اس شرط پر جائز ہے کہ جب حساب وکتاب عمل میں لایا جائے گا تو جس کے کھاتے میں رقم زیادہ نکلی وہ اس کی واپسی کا پابند ہوگا۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ جب تک عارضی طور پر دی گئی رقم قابلِ حساب وکتاب ہے تب تک کسی کو نقصان پہنچنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔
- وہ شرکت جس کے ساز وسامان سے بطور کرایہ فائدہ حاصل کیا جاتا ہو، اس کی آمدنی اثاثہ جات کو نقد میں تبدیل کرنے سے قبل شرکاء میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ وہ اس لیے کہ یہ تقسیم شرکت کی تحلیل کے وقت ہونے والے آخری حساب وکتاب کے تابع ہے، جس کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے۔[2]

شرکت کا اختتام

- شرکت کی منسوخی اُس سے قبل انجام پانے والے کسی تصرف پر اثر انداز نہیں ہوتی اس کی وجہ بقیہ تمام شرکاء کو نقصان سے بچانا ہے۔
- شرکاء میں سے کسی ایک کی طرف سے شرکت کے اثاثہ جات قیمتِ اسمیہ [face value] کے بدلے خریدنے کا ایسا وعدہ کرنا جسے پورا کرنا لازمی ہو؛ اس کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کا عمل سرمائے کی ضمانت دینے کے حکم میں ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے، بازاری قیمت پر خریدنے کے وعدہ کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کا وعدہ شرکاء کے درمیان سرمائے کی ضمانت کے زمرہ میں نہیں آتا۔

---

(۱) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں اسے روایت کیا: ۲/۱۱۴۰۔

(۲) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۳۰ (۴/۵)۔ رابطہ عالم اسلامی کی مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد، اجلاس نمبر ۱۶۔

دوسری قسم: جدید شرکتیں

noorcentre.com

- جدید اقسامِ شرکت کے جواز کی دلیل شریعت کا مقررہ قاعدہ ہے: «الأصل في المعاملات الإباحة ما لم يدل الدليل على التحريم» کہ "معاملات میں اصل اباحت ہے جب تک حرمت کی کوئی دلیل نہ پائی جائے"۔ اس کے علاوہ خاص بات یہ ہے کہ جدید اقسامِ شرکت فقہی اعتبار سے کسی ایک یا اُس سے زیادہ ایسی اقسامِ شرکت کے حکم میں ہیں جو شرعاً جائز ہیں جیسے شرکتِ عنان اور مضاربہ وغیرہ ہے۔ [1]

جوائنٹ اسٹاک کمپنی

- حصص کے اجرا کی ضمانت بغیر کسی عوض کے دینے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی ذمہ داری ہے جس کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں، منع تب ہے جب اس کے بدلے کوئی عوض ہو، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد منظور ہو چکی ہے۔ [2]
- بروکر یا کسی اور سے حصص گروی رکھوا کر سودی قرضہ سے حصص خریدنے کی ممانعت کی ایک وجہ سودی کاروبار ہے۔ دوسری وجہ سود کی ضمانت کے طور پر کسی چیز کو گروی رکھنا ہے [3] کیونکہ یہ دونوں ایسے کام ہیں جن کی حرمت نص سے ثابت ہے کہ سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
- جن حصص کا بیچنے والا خود مالک نہیں ہے انہیں بیچنا جائز نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اُس چیز کی فروخت ہوگی جس کا بیچنے والا نہ ضامن ہے اور نہ ہی مالک، شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔
- حصص کو گروی رکھنے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ رہن جائز ہے، اور [قاعدہ یہ ہے کہ] جس چیز کو بیچنا جائز ہے اسے گروی رکھنا بھی جائز ہے۔ یہ جواز تب ہے جب شرکت کے نظام میں کوئی ایسی صراحت نہ ہو

---

(۱) دیکھیے: الشرکات، ڈاکٹر عبدالعزیز الخیاط: ۲/۱۵۸ - ۱۵۹۔

(۲) قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)۔

(۳) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)۔

noorcentre.com

جس کی رو سے اس طرح کا تصرف ممنوع قرار پاتا ہو، کیونکہ شرائط کی پاسداری ضروری ہے۔

- نامزد شدہ حصص [nominative shares] کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک حصے کو دوسرے شریک کی طرف منتقل کرنے کی ایک قسم ہے جو بقیہ اُن تمام مالکانہ حقوق والے حضرات کی ضمنی رضا مندی سے انجام پاتی ہے جنھوں نے شرکت کے نظام کو قبول کیا۔[1]
- حصص برائے حامل [bearer shares] کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک شریک کا حصہ دوسرے شخص کو بقیہ اُن تمام مالکانہ حقوق والے حضرات کی ضمنی رضامندی سے فروخت کرنا ہے جنھوں نے شرکت کے نظام کو قبول کیا۔ جب اس کے حامل کا پتہ لگانے کی ضرورت پڑتی ہے تب اس کا علم ہوسکتا ہے، لہٰذا اس میں پائی جانے والی جہالت ختم ہوجاتی ہے۔[2]
- ترجیحی حصص [preference shares] کے اجرا کی ممانعت اس لیے ہے کہ اس سے شرکاء نفع سے محروم ہوسکتے ہیں، نیز یہ دوسرے شرکاء پر ظلم ہے۔[3]
- تمتع حصص [enjoyment shares] کا اجرا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس قسم کے حصص کے مالک جو رقم وصول کر رہے ہوتے ہیں وہ نفع کی مد سے ہوتی ہے جس کے وہ حق دار ہوتے ہیں۔ نیز صرف ظاہری لحاظ سے یہ حصص ختم ہو رہے ہیں چنانچہ جن کے پاس اس طرح کے حصص ہیں وہ ان کے مالک رہیں گے اور تصفیہ کے وقت بھی ان کا حق رہے گا۔

شرکتِ تضامن [Joint - Liability Company]

- تمام شرکاء کا ایک دوسرے کے واجبات کی ادائیگی کی مشترکہ ذمہ داری لینے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے واجبات کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھانے میں یہ معاہدہ کفالت کے احکام کے تابع ہے، اور ایک دوسرے کو تصرفات کی اجازت دینے میں یہ وکالت کے احکام کے تابع ہے، جیسا کہ شرکتِ مفاوضہ کفالت اور وکالت دونوں پر مبنی ہوتی ہے۔ اور پھر تمام شرکاء اس ذمہ داری کو بخوشی

---

(۱) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۶۳(۱/۷)۔

(۲) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۶۳(۱/۷)۔

(۳) دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار داد نمبر ۶۳(۱/۷)۔

قبول کرتے ہیں، لہٰذا اس میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جس سے کسی پر ظلم وزیادتی ہو یا غلط فائدہ اٹھایا جاتا ہو۔ (۱)

noorcentre.com

- کسی شریک کو اپنے حصے کا تبادلہ کسی فریقِ ثالث سے دیگر شرکاء کے اتفاق کے بغیر اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی مشترکہ ذمہ داری کا عہد اس کے اپنے ذاتی مال پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرکت میں اس کی ذات کا اعتبار ہے۔

شرکتِ توصیہ بسیطہ [Company in Commendum]
یا شرکت توصیہ بمع حصص [Partnership Limited by Shares]

- شرکت توصیہ بسیطہ یا بمع حصص میں غیر عامل شرکاء شرکت کے کاروباری معاملات میں دخل اندازی کرنے کے اس لیے مجاز نہیں ہیں کہ یہ ایسی شرائط ہیں جن پر تمام شرکاء نے اتفاق کیا ہے، نیز یہ شرائط شرکت کے تقاضوں کے خلاف بھی نہیں ہیں۔
- شرکتِ توصیہ بسیطہ میں غیر عامل شرکاء اپنے حصص کے اس لیے ذمہ دار ہوں گے کہ وہ مضاربہ کے سرمایہ فراہم کرنے والوں [ارباب الاموال] کے حکم میں ہوتے ہیں۔

شرکتِ محاصّہ [Particular Partnership]

- شرکتِ محاصہ کے کسی بھی فریق کو معاہدہ منسوخ کرنے کی اس لیے اجازت ہے کہ شرکت کی اصل یہ ہے کہ شریک اسے کسی وقت بھی منسوخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے بشرطیکہ اُس سے کسی کو نقصان نہ ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا "نہ کسی کو ابتداءً نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی نقصان اٹھاؤ"۔ (۲)

شرکتِ متناقصہ [Diminishing Pusharakah]

- "شرکتِ متناقصہ پر عام اقسامِ شرکت کے تمام احکام نافذ کرنا ضروری ہے خاص طور پر شرکتِ عنان

---

(۱) دیکھیے: الشرکات: ڈاکٹر عبد العزیز الخیاط: ۲/۲۳۵۔

(۲) ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اسے روایت کیا ہے: ۲/۷۸۴۔

noorcentre.com

کے "ہم نے یہ اس لیے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ جدید شرکت کی قسم محض سودی تمویل بن جائے جس میں گاہک شرکت کی آمدنی کے ساتھ ساتھ قرض کی ادائیگی کا پابند ہو۔

- کسی ایک شریک پر شرکت کی حفاظت یا دیکھ بھال کے اخراجات برداشت کرنے کی شرط لگانا اس لیے جائز نہیں ہے کہ یہ شرط شرکت کے معاہدے کے تقاضوں کے منافی ہے۔[1]

(۱) دیکھیے: کویت فائنانس ہاؤس: فتویٰ نمبر ۲۱۹۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

شرکتِ عقد

دو یا اس سے زیادہ لوگوں کا اپنے مال، کام یا ذمہ داریوں کو نفع کی غرض سے خلط کرنے پر اتفاق کرنا۔

شرکتِ ملک

دو یا اس سے زیادہ لوگوں کی ملک کا خلط ہونا، جس کا نتیجہ یہ ہو کہ حاصل ہونے والے نفع، پیداوار یا قیمت کے بڑھنے میں وہ شریک ہوں، نیز اگر خسارہ ہوتا ہے تو وہ بھی سب کو برداشت کرنا ہوگا۔

شرکت ملک کبھی غیر اختیاری ہوتی ہے جیسے وراثت میں غیر منقسم حصص ورثاء کو ملتے ہیں، کبھی اختیاری ہوتی ہے جیسے کسی موجود معین چیز کے غیر منقسم حصص کا دو یا اس سے زیادہ لوگوں کا مالک ہونا۔

شرکتِ مفاوضہ

ہر وہ شرکت جس میں تمام شرکاء مال، تصرف اور دَین [قرضہ] میں معاہدہ کے شروع سے لے کر آخر تک مساوی ہوں۔

شرکتِ مزارعہ

یہ زراعت میں شراکت داری ہے، جس میں ایک شریک دوسرے شریک کو اپنی زمین پیداوار کے غیر منقسم حصے کے بدلے کھیتی باڑی کے لیے پیش کرتا ہے۔

noorcentre.com

شرکتِ مساقات

ایک شریک کا اپنے پھل دار متعین درخت ایسے شخص کو دیکھ بھال اور کام کی غرض سے سپرد کرنا جو اس کے عوض پھلوں کا غیر منقسم حصہ وصول کرے۔

شرکتِ مغارسہ

ایک شریک کا دوسرے شریک کو خالی زمین درختوں کی کاشت کی غرض سے پیش کرنا کہ اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی درختوں اور پھلوں کی پیداوار مقررہ تناسب سے دونوں میں مشترک ہوگی۔

تقسیم

تمام غیر منقسم اثاثہ جات کو حتمی طور پر تقسیم کر کے تمام شرکاء کے حصص متعین کرنا۔ دوسرے لفظوں میں اس کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے: "غیر منقسم حصص کو شریک کے حصے میں جمع کرنا"۔

مُضَارَبہ

(ترمیم شدہ معیار)

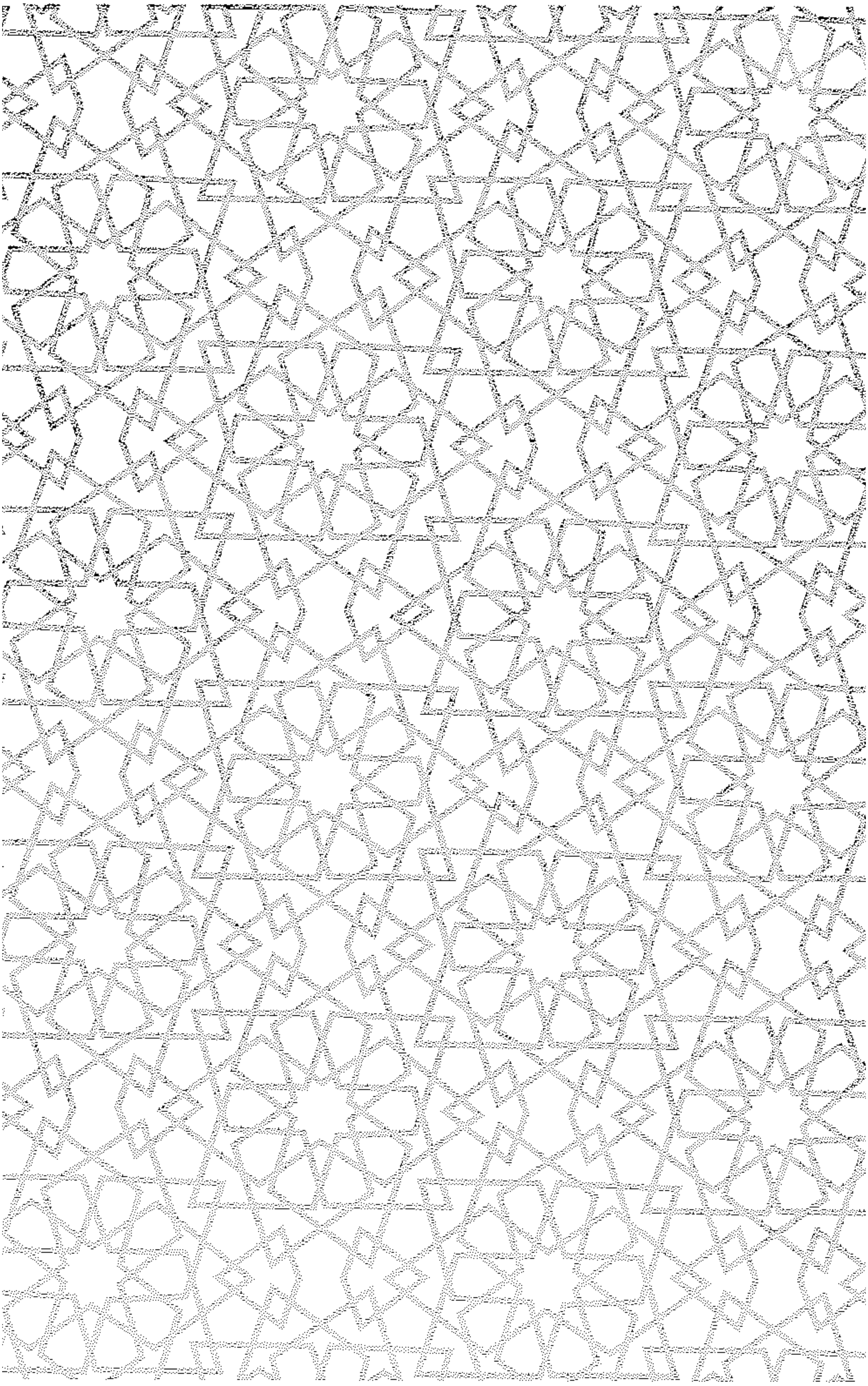

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۳۸۲

معیار کا متن ۳۸۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۳۸۳

۲- مضاربہ کی تعریف ۳۸۳

۳- بطور مضاربہ سرمایہ کی فراہمی پر اتفاق کرنا ۳۸۳

۴- عقدِ مضاربہ ۳۸۴

۵- مضاربہ کی اقسام ۳۸۵

۶- عقد مضاربہ میں ضمانتیں ۳۸۵

۷- سرمایہ اور اس کی شرائط ۳۸۶

۸- نفع کے احکام اور شرائط ۳۸۶

۹- مضارب کے اختیارات اور اس کی ذمہ داریاں ۳۸۹

۱۰- مضاربہ کا اختتام ۳۹۱

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۳۹۲

معیار کی منظوری ۳۹۳

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۳۹۴

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۳۹۶

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۴۰۴

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد مضاربہ اور اس کی دونوں قسمیں مطلق اور مقیّد کے بنیادی اصول اور اس کے شرعی احکام بیان کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مضاربہ اور اس کی اقسام کے شرعی ضابطے بھی بیان کیے جائیں گے جن کی رعایت کرنا تمام اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے) [1] پر ضروری ہے، خواہ وہ ادارہ مضارب ہو یا رب المال۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مضاربہ پر مشتمل ہے خواہ وہ اداروں کے مابین ہو یا جماعتوں یا افراد کے درمیان۔ اس کے علاوہ اس معیار میں مضاربہ کی بنیاد پر قائم مشترکہ کھاتے (joint investment accounts) اور کسی خاص مقصد کے لیے کی گئی سرمایہ کاری (special purpose investment) کے کھاتے بھی شامل ہیں۔

اس معیار میں مضاربہ صکوک پر گفتگو نہیں ہوگی کیونکہ وہ سرمایہ کاری صکوک کے معیار کے تحت مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں شرکت کی بقیہ اقسام بھی زیر گفتگو نہیں آئیں گی کیونکہ ان کے لیے ایک علیحدہ معیار خاص کیا گیا ہے۔

۲- مضاربہ کی تعریف

نفع میں شراکت داری قائم کرنا جس میں ایک فریق کی جانب سے مال پیش کیا جاتا ہے جسے ربّ المال کہتے ہیں، دوسرے فریق کی جانب سے کام پیش کیا جاتا ہے جو مضارب کہلاتا ہے۔

۳- بطور مضاربہ سرمایہ کی فراہمی پر اتفاق کرنا

۱/۳ عمومی مفاہمت یا مفاہمتی یادداشت (memorandum of understanding) کے تحت بطور مضاربہ سرمایہ کی فراہمی کا معاہدہ پر اتفاق کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ رقم کی مقدار اور مضاربہ کی مدت متعین ہو، یہ مفاہمت مضاربہ کے آئندہ ہونے والے یکے بعد دیگرے تمام عقود پر نافذ ہوگی۔

۲/۳ مفاہمتی یادداشت کے ذریعے معاہدے کا عمومی دائرہ کار اور طریقۂ عمل واضح کر دینا چاہیے کہ

noorcentre.com

بینک بذریعہ مضاربۂ مطلق یا مقید سرمایہ کی فراہمی کے لیے آمادہ ہے خواہ ایک یادداشت کے ذریعہ وقتاً فوقتاً مضاربہ کے کئی عقود کیے جا رہے ہوں یا ہر مضاربہ الگ الگ ہو۔ علاوہ ازیں نفع کی تقسیم کا تناسب اور مضارب کی جانب سے بوقتِ غفلت و کوتاہی یا عقدِ مضاربہ کے شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں پیش کی جانے والی ضمانتوں کی نوعیت اور اس جیسی دیگر متعلقہ ذمہ داریوں کو بھی واضح کر دینا چاہیے۔

۳/۳ مفاہمتی یادداشت کی بنیاد پر عقدِ مضاربہ مکمل ہونے کی صورت میں مذکورہ یادداشت تمام آئندہ عقود کا جزء بن جائے گی سوائے ان معاہدوں کے جنہیں دونوں فریقوں نے مستثنیٰ قرار دیا ہو۔

۴- عقدِ مضاربہ

۱/۴ عقدِ مضاربہ "مضاربہ"، "قِراض" اور "معاملہ" تینوں الفاظ سے منعقد ہو جاتا ہے۔

۲/۴ مضاربہ کے دونوں فریقوں میں وکیل بننے اور بنانے کی اہلیت کا ہونا شرط ہے۔ جب تک اُن میں یا ان کے نائب میں کامل اہلیت نہ ہو، اس وقت تک عقدِ مضاربہ منعقد نہیں ہو سکتا۔

۳/۴ اصولی طور پر عقدِ مضاربہ لازم نہیں ہے، دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی جب چاہے اسے منسوخ کرنے کا حق رکھتا ہے سوائے درج ذیل دو صورتوں کے جن میں وہ عقدِ مضاربہ منسوخ نہیں کر سکتے:

۱/۳/۴ اگر مضارب نے کام شروع کر دیا تو جب تک اثاثہ جات تحلیلِ حقیقی (actual liquidation) یا حکمی (constructive liquidation) کے ذریعہ نقد رقم میں تبدیل نہیں ہو جائے تب تک مضاربہ کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔

۲/۳/۴ اگر طرفین نے عقدِ مضاربہ کی کوئی مدت مقرر کی تھی تو جب تک وہ مکمل نہیں ہو جاتی تب تک اسے دونوں کی رضامندی کے بغیر ختم نہیں کیا جا سکتا۔

۴/۴ مضاربہ عقودِ امانت میں سے ہے۔ مضارب، مضاربہ کے مال کا امین ہے، سوائے اس صورت کے جب وہ عقدِ امانت کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مالِ مضاربہ میں تعدی کرے یا انتظامی معاملات میں کوتاہی کرے یا عقدِ مضاربہ کی شرائط کی خلاف ورزی کرے۔ چنانچہ اگر وہ ان میں سے ایک یا زائد کام کرے تو وہ سرمائے کا ضامن ہوگا۔

noorcentre.com

۵- مضاربہ کی اقسام

مضاربہ کی دو قسمیں ہیں: مطلقہ اور مقیدہ۔

۱/۵ مضاربہ مطلقہ وہ ہے جس میں رب المال مضاربہ کا کاروبار چلانے کے لیے بغیر کسی قید کے تمام اختیارات مضارب کو سپرد کردے۔ وہ امانت اور تجربہ کے بھروسے کی بناء پر مکمل طور پر بااختیار ہوتا ہے کہ جیسے چاہے معاملات سرانجام دے۔ مضاربہ مطلقہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ربّ المال مضارب کو کہتا ہے: «اعمل بر أيك» یعنی "اپنی رائے سے کاروبار کرو"۔ مضاربہ مطلقہ میں مضارب کا دائرۂ اختیار ان دو قیود کے ساتھ مقیّد ہوگا خواہ وہ کتنا ہی بااختیار کیوں نہ ہو: ایک یہ کہ طرفین کی مصلحت کا خیال رکھے، اور وہ مصلحت نفع ہے۔ دوسری قید یہ ہے کہ مضاربہ کی رقم کو بازار کے عرف کے مطابق کاروبار میں لگائے۔

۲/۵ مضاربہ مقیدہ وہ ہے جس میں ربّ المال مضارب کو کام کی جگہ یا کام کی نوعیت یا اس طرح کی کسی اور قید کے ساتھ مقیّد کردے جو اسے مناسب معلوم ہو اور وہ شرط مضارب کے کام میں رکاوٹ نہ بنے۔

۶- عقدِ مضاربہ میں ضمانتیں

ربّ المال مضارب سے ایسی ضمانتیں طلب کرسکتا ہے جو اس کے لیے مناسب اور کافی ہوں، لیکن جب تک مضارب غفلت، کوتاہی یا عقدِ مضاربہ کے شرائط کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہو، تب تک ربّ المال کوئی ضمانت نافذ نہیں کرسکتا۔

noorcentre.com

۷- سرمایہ اور اس کی شرائط

۱/۷ مضاربہ کے سرمائے میں بہتر یہ ہے کہ وہ نقدی رقم ہو، لیکن سامان کو بھی اُس کا سرمایہ بنانا جائز ہے، اس صورت میں بوقتِ معاہدہ سازو سامان کی قیمت کو مضاربہ کا سرمایہ مانا جائے گا۔ متعلقہ ماہرین کے تعاون یا دونوں فریقوں کی رضامندی سے سامان کی قیمت طے کی جائے گی۔

۲/۷ مضاربہ کے سرمائے میں یہ شرط ہے کہ وہ اس طرح معلوم ہو جس سے وصف اور مقدار کی جہالت دور ہو جائے۔

۳/۷ ربّ المال کا وہ مال جو مضارب یا کسی اور پر قرض ہے، اسے مضاربہ کا سرمایہ نہیں بنایا جاسکتا۔

۴/۷ عقدِ مضاربہ کے نافذ ہونے اور مضارب کا مال پر تصرف کی قدرت رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مکمل سرمایہ یا اس کا کچھ حصہ اس کے سپرد کر دیا جائے یا اسے سرمائے میں تصرف کرنے کی قدرت دی جائے۔

۸- نفع کے احکام اور شرائط

۱/۸ نفع کی یہ شرط ہے کہ اس کی تقسیم کا طریقۂ کار اس طرح سے معلوم ہو کہ لاعلمی دور ہو جائے اور جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو، علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کا تعیّن کاروبار کے نفع کے تناسب کی بنیاد پر ہو نہ کہ متعیّن رقم یا سرمایہ کا کوئی تناسب طے ہو۔

۲/۸ اصولی بات یہ ہے کہ مضاربہ میں نفع اور اجرت دونوں کو جمع نہیں کیا جاسکتا، لیکن اگر دونوں کے اتفاق سے کسی ایک فریق کو متعیّن اجرت کے عوض ایسا کام سپرد کر دیا جائے جس کا تعلق مضاربہ کے براہ راست اعمال سے نہیں ہے تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یہ معاہدہ عقد مضاربہ سے علیحدہ طور پر طے پائے، اور اگر اسے دی گئی ذمہ داری سے سبکدوش کیا جاتا ہے تو مضاربہ کا عمل اس سے متاثر نہ ہو۔

٨/٣ نفع کی تقسیم کے تناسب پر بوقتِ عقد اتفاق کرنا ضروری ہے اور دونوں فریقوں کی رضامندی سے اُس تناسب کو کبھی بھی تبدیل کیا جا[illegible] ہے، بِ[illegible]اتھ کہ آئندہ فلاں تاریخ سے یہ تبدیلی نافذ العمل ہوگی۔

noorcentre.com

٨/٤ اگر دونوں فریق نفع کے تناسب کے تعیّن میں خاموش رہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ اگر وہاں کوئی عرف موجود ہے تو اُس اعتبار سے نفع تقسیم کرنا ضروری ہوگا، مثلاً عرف یہ ہو کہ دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کیا جاتا ہو۔ اگر وہاں اس سلسلے میں کوئی عرف نہیں پایا جاتا تو مضاربہ فاسد ہے، اور اب تک مضارب نے جو کام انجام دیا اس کے عوض اجرتِ مثل کا حق دار ہوگا۔

٨/٥ دونوں فریقوں میں سے کسی ایک نے نفع کی مد میں اگر متعیّن رقم لینے کی شرط رکھی تو مضاربہ فاسد ہو جائے گا، لیکن مذکورہ ممانعت دونوں فریقوں کے اُس اتفاق کو شامل نہیں ہے کہ اگر نفع فلاں متعیّن رقم سے زیادہ حاصل ہوا تو اس رقم سے زائد نفع کا ان میں سے کوئی ایک حقدار ہوگا۔ لہٰذا اگر مذکورہ متعیّن رقم کے برابر یا کم نفع ہوا تو اُس تناسب سے تقسیم ہوگا جس پر دونوں نے اتفاق کیا تھا۔

٨/٦ رَبُّ المال کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مضارب کو مختلف اموال پیش کرے کہ ایک مال کا نفع رب المال کا ہوگا اور دوسرے کا نفع مضارب کا، یا دونوں مالوں کا فلاں مالی عرصے کا نفع رَبُّ المال کا ہوگا اور پھر دوسرے فلاں مالی عرصے کا نفع مضارب کا ہوگا، یا ایک سودے کا نفع ایک کا اور دوسرے سودے کا نفع دوسرے کا ہوگا۔

٨/٧ مضاربہ میں اس وقت تک نفع کا تحقق نہیں ہوگا جب تک اصل راس المال الگ نہ کر لیا جائے۔ اگر مضاربہ کے بعض سودوں میں نقصان ہو تو اسے دوسرے سودوں سے پورا کیا جائے، دوسرے سودوں کا نفع پہلے والے نقصان کی تلافی کرے گا۔ غرضیکہ تصفیۂ حساب کے وقت مضاربہ کے تمام سودوں کی آمدنی کا اعتبار ہوگا۔ اگر تصفیہ کے وقت نقصان نفع کے حجم سے تجاوز کر گیا تو اصل سرمایہ سے پورا کیا جائے گا اور مضارب پر کسی قسم کے

noorcentre.com

نقصان کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا سوائے غفلت یا کوتاہی کے ثابت ہو جانے کے، کیونکہ اس کی قیمت امین کی ہے۔ اخراجات اور آمدنی دونوں کے برابر ہونے کی صورت میں رَبُّ المال اپنا سرمایہ واپس لے گا اور مضارب کے لیے کچھ نہیں ہوگا، اگر نفع حاصل ہوتا ہے تو وہ دونوں کے درمیان طے شدہ نسبت کے مطابق تقسیم ہوگا۔

۸/۸ مضارب مضاربہ کے کاروبار میں محض نفع کے ظاہر ہو جانے سے نفع میں اپنے حصے کا مستحق قرار پاتا ہے، لیکن یہ ملکیت ناپائیدار ہوتی ہے، اِس لیے کہ وہ نفع سرمایہ کی حفاظت کی غرض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ اس وقت تک حتمی قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک اثاثہ جات حقیقی یا حکمی طور پر نقدر قوم میں تبدیل نہیں ہو جاتے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حاصل ہونے والا نفع غیر حتمی طور پر اس شرط کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے کہ اگر بوقتِ تصفیہ کسی کا نفع کم یا زیادہ نکلا تو اس کا حساب کیا جائے گا۔ حتمی طور پر نفع اُس رقم کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے گا جو اثاثہ جات کے فروخت کرنے سے حاصل ہوا۔ اسے حقیقی تحلیل (liquidation) کہتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکت کے سازو سامان کو عملاً فروخت نہ کیا جائے بلکہ اس کی منصفانہ قیمت لگا کر نفع تقسیم کر لیا جائے، یہ حکمی تحلیل (liquidation) کہلاتی ہے۔ ایسے دیون جن کی وصولی متوقع ہے انہیں نقد رقم تصور کیا جائے، اور جن کی وصولی متوقع نہیں انہیں اس میں شمار نہ کیا جائے۔ اسی طرح دیون میں مدت کے عوض (شرح سود) کچھ شمار نہ کیا جائے، اور نہ ہی حالیہ نرخ کی بنیاد پر کسی قسم کی کٹوتی کی جائے، (یعنی اگر مقروض نے قرض مقررہ وقت سے پہلے ادا کر دیا اور اصل قیمت میں سے کچھ اسے معاف کر دیا گیا تو اس کو بھی شمار نہ کیا جائے)۔

۹/۸ اگر مضارب مضاربہ کا مال اپنے مال میں خلط کر دیتا ہے تو اپنے مال کی وجہ سے شریک اور دوسرے کے مال کی وجہ سے مضارب ٹھہرے گا۔ حاصل ہونے والا نفع دونوں مالوں کی بناء پر تقسیم ہوگا، مضارب اپنے مال کا سارا نفع خود لے گا اور مضاربہ کے مال کا نفع اس کے اور رَبُّ المال کے درمیان اس طریقے کار سے تقسیم ہوگا جس پر اُن دونوں نے اتفاق کیا تھا۔

۹- مضارب کے اختیارات اور اس کی ذمہ داریاں

noorcentre.com

مضارب پر مضاربہ کا ہدف حاصل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے جس سے ربُّ المال مطمئن ہو کہ میرا مال ایسے شخص کے ہاتھوں میں ہے جو امانت دار، محنتی ہے اور جائز طریقے سے سرمایہ کاری کر رہا ہے۔

۱/۹ مضاربہ مطلقہ میں مضارب کے لیے ہر وہ کام جائز ہے جو کاروباری لوگ اُس شعبے میں انجام دیا کرتے ہیں، جس میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں:

۱/۱/۹ ہر وہ جائز کاروبار کرے جس کی سرمایہ کا حجم اجازت دیتا ہے، نیز وہ تجربہ، عملی اور فنی صلاحیتوں کی وجہ سے اُس کام کو صحیح انجام دینے کی قدرت رکھتا ہو۔

۲/۱/۹ مضارب بذات خود کام سرانجام دے اور بوقتِ ضرورت کسی اور سے بھی بطور وکیل کرایا جا سکتا ہے مثلاً وہ مضارب کی جانب سے ساز سامان کی خرید وفروخت کرے یا اس کی مارکیٹنگ کرے۔

۳/۱/۹ جہاں تک ہوسکے سرمایہ کاری کے لیے ایسا وقت، جگہ اور بازار کا انتخاب کیا جائے جو مناسب، پُرامن اور خطرات سے دور ہو۔

۴/۱/۹ مضاربہ کے مال کی حفاظت خود کرے، البتہ بوقت ضرورت اسے بطور امانت ایسے شخص کے پاس رکھوایا جا سکتا ہے جو امین ہو۔

۵/۱/۹ ادھار پر بھی خرید وفروخت کر سکتا ہے۔

۶/۱/۹ رَبُّ المال کی اجازت یا اس کی طرف سے مکمل اختیارات دیے جانے کی صورت میں مضارب کے لیے مندرجہ ذیل امور جائز ہیں:

(الف) عقدِ مضاربہ کے شروع یا بعد میں شرکت کو شامل کر سکتا ہے خواہ وہ شرکت مضارب کی اپنی ہو یا فریقِ ثالث کی۔ عمومی سرمایہ کاری کے طور پر بینکوں میں رکھوائی جانے والی رقوم (unrestricted investment accounts/ PLS deposits) کو مالیاتی اداروں کے مال میں خلط کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

noorcentre.com

(ب) وہ فریقِ ثالث سے مضاربہ کی غرض سے مال لے سکتا ہے، بشرطیکہ جدید مال قدیم مال کی سرمایہ کاری کے سلسلے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ ہو۔

۲/۹ ربّ المال اگر کسی مصلحت کو مناسب سمجھتے ہوئے مضارب کے تصرفات کو مقید کرنا چاہے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، چنانچہ وہ یہ شرط لگا سکتا ہے تم فلاں وقت، فلاں ملک، یا فلاں شہر کے فلاں بازار میں کاروبار کرو گے۔ اس طرح کسی خاص شعبے میں سرمایہ کاری کی شرط بھی عائد کر سکتا ہے کہ مثلاً تم خدمات کے شعبہ یا تجارت میں سرمایہ کاری کرو گے، نیز یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تم فلاں فلاں قسم کے سامان اتنی تعداد میں خرید کر بیچ سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں بشرطیکہ وہ چیز بازار میں دستیاب ہو تاکہ اُس قید سے مضاربہ کا مقصد متاثر نہ ہو۔ لہٰذا اس قسم کے ساز سامان کی قید نہیں لگائی جا سکتی جو مضاربہ کے مقصد کے حصول میں رکاوٹ بنے، مثلاً اس کی دستیابی نادر ہو، یا وہ موسمی ہو، یا بہت کم مقدار میں دستیاب ہوتا ہو۔

۳/۹ رَبُّ المال مضارب پر یہ شرط عائد نہیں کر سکتا کہ رب المال مضارب کے ساتھ عملاً کام میں شریک ہوگا، یہاں تک کہ وہ لین دین، خرید و فروخت تمام چیزوں میں اس کے ساتھ رہے گا، اور ہر چیز میں رب المال سے مراجعت کرے گا، کوئی بھی کام رب المال کی مشاورت کے بغیر انجام نہیں پائے گا، یا اُس پر اس طرح کی پابندیاں عائد کر دی جائیں جس سے اس کے اختیارات سلب ہو جائیں، مثلاً کسی اور آدمی کو اس کے ساتھ شریک کرنے کی شرط عائد کرنا یا یہ شرط لگانا کہ مضارب اپنا مال مضاربہ کے مال کے ساتھ خلط کرے گا۔

۴/۹ مضارب ہر وہ کام خود کرے گا جو وہاں کے عرف میں اُس شعبے کے سرمایہ کار خود انجام دیا کرتے ہیں۔ وہ اُس کام کی اجرت کا تقاضہ کرنے کا حق دار نہیں ہوگا کیونکہ وہ کام اس کی ذمہ داری میں شامل ہوں گے۔ اگر اس قسم کے کام کسی اور سے اجرت دے کر کراتا ہے تو ان کی اجرت اپنی جیب سے ادا کرنے کا پابند ہوگا نہ کہ مال مضاربہ سے، اور ہر وہ کام جو وہاں

کے عرف کے مطابق اُس پر لازم نہیں اُسے مثلی اجرت [بازار میں اس کام کے لیے رائج اجرت] پر کسی سے کرا سکتا ہے اور یہ اجرت مالِ مضاربہ سے دی جائے گی۔

noorcentre.com

۵/۹ مضارب کے لیے جائز نہیں کہ وہ مثلی قیمت [بازاری قیمت] سے کم پر چیزیں فروخت کرے، اور نہ ہی مثلی قیمت سے زیادہ پر چیزیں خریدنے کی اجازت ہے، ہاں اگر اِن دونوں باتوں میں کوئی واضح مصلحت ہو تو پھر ایسا کیا جا سکتا ہے۔

۶/۹ مضارب کے لیے جائز نہیں کہ وہ مضاربہ کے مال سے قرضہ، عطیہ یا صدقہ دے، اور نہ ہی رَبُّ المال کی خصوصی اجازت کے بغیر مضاربہ کے حقوق سے دستبردار ہو سکتا ہے۔

۷/۹ مضارب مضاربہ کی مصلحت کے لیے آمد و رفت اور سفر وغیرہ کے اخراجات عرف کے مطابق لینے کا حق دار ہے۔

۱۰- مضاربہ کا اختتام

۱/۱۰ مندرجہ ذیل صورتوں میں مضاربہ ختم ہو جائے گا:

۱/۱/۱۰ دونوں فریقوں میں سے کسی کے بھی منسوخ کرنے سے مضاربہ اختتام کو پہنچے گا کیونکہ یہ ایک عقدِ غیر لازم ہے۔ (دیکھیے شق (۴/۳))۔

۲/۱/۱۰ دونوں فریقوں کے اتفاق سے۔

۳/۱/۱۰ اگر دونوں فریقوں نے مضاربہ کے اختتام کی کوئی مدت مقرر کی تھی تو اُس مدت کے مکمل ہونے پر مضاربہ اختتام کو پہنچے گا سوائے اُن چند صورتوں کے جن میں مضاربہ ختم نہیں ہو سکتا۔ (دیکھیے شق (۴/۳))۔

۴/۱/۱۰ مضاربہ کے مال کے تلف یا ضائع ہونے سے۔

۵/۱/۱۰ مضارب کی موت سے، اور اگر مضارب فرد کے بجائے ادارہ ہو تو اس کی تحلیل سے مضاربہ انتہاء کو پہنچے گا۔

۲/۱۰ مضاربہ کے اختتام کی صورت میں تمام موجودہ اثاثوں کو نقد میں تبدیل کیا جائے گا جیسا کہ

noorcentre.com

شق (۸/۸) میں گزرا۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں، جو ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، شرعی معیار برائے مضاربہ کی منظوری دی۔[1]

---

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اپنے اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے اپنے پانچویں اجلاس میں جو ۸ - ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا شرعی معیار برائے مضاربہ کے اجرا کا فیصلہ کیا۔

بروز ہفتہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۱ء کو افتاء و ثالثی کمیٹی نے شرعی مشیر کو معیارِ شرعی برائے مضاربہ کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

افتاء و ثالثی کمیٹی نے ۱۸ محرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۲ اپریل ۲۰۰۱ء کو ہونے والے اجلاس میں شرعی معیار برائے مضاربہ کے منصوبے کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا اور شرعی مشیر کو بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کیں، اس کے علاوہ کمیٹی نے ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۱ء کو شرعی تقاضے برائے مضاربہ کے منصوبے کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا، اور پھر ممبران کی آراء، تبصرے اور بحث و مباحثہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

ترمیم شدہ معیار کا منصوبہ مجلسِ شرعی کے ساتویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو مکہ مکرمہ میں ۹ - ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء میں منعقد ہوا، مجلسِ شرعی نے شرعی معیار برائے مضاربہ کے منصوبے کے مسودہ پر ترامیم کیں اور پھر موضوع کے ماہرین اور دلچسپی لینے والے حضرات کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اپنی قیمتی آراء پیش کریں تاکہ انہیں جلسۂ سماعت میں پیش کیا جاسکے۔

مجلس نے بحرین میں ۱۹ - ۲۰ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲ - ۳ فروری ۲۰۰۲ء کو جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں تیس سے زیادہ مرکزی بینکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ان کے علاوہ اس شعبے سے متعلقہ لوگوں کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ جو جو تحفظات سامنے

آئے انہیں بڑے غور سے سنا گیا خواہ وہ اس اجلاس سے قبل پیش کیے گئے ہوں یا دوران کارروائی، بعض ممبران نے اُن تحفظات کے جوابات اور ان پر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

noorcentre.com

۲۱ - ۲۲ ذو الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ - ۷ مارچ ۲۰۰۲ء کو بحرین میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں پیش کیے گئے تحفظات پر بحث و مباحثہ کیا خواہ وہ زبانی تحفظات تھے یا تحریری صورت میں، اور پھر حسب ضرورت ترمیم بھی کی۔

مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا جس میں شرعی معیارات کی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث و مباحثہ ہوا، جو ترامیم مناسب معلوم ہوئیں انہیں شامل کر لیا گیا۔ ان میں سے بعض شقیں ایسی ہیں جو تمام ممبران کے اتفاق سے منظور ہوئیں اور بعض دیگر اکثریت کے اتفاق سے منظور ہوئیں جن کی تفصیل مجلسِ شرعی کی کارروائی کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء کو قطر میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی نظر ثانی کمیٹی نے اس معیار کا بھی مطالعہ کیا، قبول ورد اور بحث و مباحثہ کے بعد کمیٹی نے جو مناسب سمجھا اس کی روشنی میں کچھ ترامیم کی تجویز پیش کی جن میں بعض مقامات پر کچھ اضافات کرنے اور بعض جگہوں سے کچھ حذف کرنے اور بعض عبارتوں کے الفاظ و ترکیب تبدیل کرنے جیسے امور شامل تھے، اور پھر مذکورہ تجاویز مجلسِ شرعی کو ارسال کیں کہ وہ جن امور سے متفق ہیں ان کی تصدیق کریں۔

مجلسِ شرعی کا اکتالیسواں اجلاس سعودی عرب میں ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو منعقد ہوا جس میں معیارات پر نظر ثانی کمیٹی کی طرف سے تجویز کردہ ترامیم پر بحث و مباحث کے بعد اس کی منظوری دی گئی، مجوزہ ترامیم کے بعد حالیہ شکل میں اس معیار کو منظور کر لیا گیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مضاربہ کا جواز اور اس کی مشروعیت کی حکمت

- مضاربہ جسے قِراض بھی کہا جاتا ہے ایک جائز عقد ہے، سرمایہ کاری کے تعاون کو منظم کرتا ہے، جس میں ایک طرف مال اور دوسری جانب کام ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں حاصل ہونے والا غیر منقسم نفع دونوں فریقوں کے درمیان اُس حساب سے مشترک ہوتا ہے جس پر دونوں اتفاق کرتے ہیں۔ جو فریق سرمایہ پیش کرتا ہے اسے رَبُّ المال کہا جاتا ہے اور دوسرا فریق جس پر کام کی ذمہ داری ہوتی ہے اسے 'مضارب' یا 'عامل' یا 'مُقارِض' کہا جاتا ہے۔[1]

مضاربہ کی مشروعیت کے دلائل:

(الف) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾[2] (اور بعض دوسرے لوگ زمین میں سفر کرتے ہیں تاکہ اللہ کا فضل تلاش کریں)۔

﴿یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ﴾ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تجارتی اغراض سے زمین میں سفر کرتے ہیں تاکہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے نفقہ کے لیے مالِ حلال کما سکیں۔

---

(۱) دیکھیے: ہدایہ شرح بدایۃ المبتدی للمرغینانی: ۳/۲۰۲ المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبہا الشیخ ریاض الشیخ، بدائع الصنائع للکاسانی: ۶/۵۶، ۵۷، بدایۃ المجتہد لابن رشد: ۲/۲۳۶، شرکۃ البابی الحلبی، ۱۹۶۰م، المغنی لابن قدامۃ: ۳/۲۶، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، الریاض ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

(۲) المزمل: ۷۳/۲۰۔

(ب) حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ جب مال کسی کو بطورِ مضاربہ دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ اس مال کے ساتھ سمندر کا سفر نہیں کرے گا، اور نہ ہی وادی میں اترے گا، اور نہ ہی اس سے زندہ جانور خریدے گا، اگر ایسا کیا تو وہ ضامن ہو گا، جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی لگائی ہوئی شرط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی۔ [1]

noorcentre.com

آثار میں روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو یتیم کا مال بطور مضاربہ دیا جو عراق میں اس سے کاروبار کیا کرتا تھا۔ [2] حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے مضاربہ پر کاروبار کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ان دونوں کی خلاف ورزی نہیں کی، لہٰذا مضاربہ کی مشروعیت پر اجماع ہو گیا۔

(ج) ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے مضاربہ کے جواز پر اہل علم کا اجماع ذکر کیا ہے۔ [3]

مضاربہ کے جواز کی حکمت

(الف) جب تک روپیہ پیسہ کو کام میں نہ لگایا جائے تب تک وہ نہیں بڑھتا، اور نہ ہی اس شرط پر کسی شخص کو روپیہ پیسہ کرائے پر دینا جائز ہے کہ وہ بڑھا کر اسے واپس کرے، کیونکہ یہ سودی قرضہ بن جاتا ہے۔

(ب) ایک طرف مالدار جو اپنے مال کی خود سرمایہ کاری میں دلچسپی نہیں رکھتے دوسری طرف تجربہ کار کاروباری حضرات جو ناکافی سرمایہ کی وجہ سے کاروبار نہیں کر سکتے اِن دونوں کے درمیان سرمایہ کارانہ تعاون بڑھانے کے لیے مضاربہ مشروع ہوا۔ کچھ لوگ مال وزر کے مالک ہونے کے باوجود تجارتی معاملات سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے

---

(۱) بیہقی نے سنن کبریٰ میں اسے روایت کیا: ۱۱۱/۶۔

(۲) بیہقی نے المعرفۃ میں روایت کیا نصب الرایۃ للزیلعی: ۱۱۴/۴، ۱۱۵) طبعہ دار الحدیث، تحقیق: محمد یوسف بنوری۔

(۳) المغنی ۱۳۳/۷، ۱۳۴۔

noorcentre.com

لوگوں کے ہاتھ سرمایہ کاری میں تجربہ رکھنے کے باوجود بالکل خالی ہوتے ہیں، تو اِن دونوں قسم کے لوگوں کی مصلحتوں کو پورا کرنے کے لیے اِس قسم کے عقود کو جائز کیا گیا۔ مضاربہ کا لفظ اُن صیغوں میں شمار ہوتا ہے جو اکثر تجارت میں استعمال ہوتے ہیں۔ پھر اس لفظ میں وسعت ہوئی یہاں تک کہ تجارتی، زرعی، صنعتی اور خدمات جیسے شعبوں کی سرمایہ کاری کو بھی شامل ہو گیا۔

(ج) مروجہ بنکوں کا فلسفہ روپیہ پیسہ کو کرائے پر دینے اور اس سے نفع حاصل کرنے کو جائز قرار دیتا ہے، اور شریعت اسے حرام قرار دیتی ہے کیونکہ یہ سود ہے۔ وہ مضاربہ کی سرمایہ کاری ہی تھی جس پر آگے چل کر اسلامی مالیاتی اداروں کی بنیاد رکھی گئی جس نے لوگوں کو اپنا مال مختلف شعبہ جات میں بطور سرمایہ کاری بشمول مطلق اور مقید لگانے کی طرف مائل کیا۔

عقدِ مضاربہ

- دونوں فریقوں میں وکیل بننے اور بنانے کی اہلیت کی شرط لگانے کی دلیل یہ ہے کہ اُن میں سے ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہوتا ہے اور موکّل بھی، لہٰذا جس شخص کے لیے کسی کو وکیل بنانا اور دوسرے کا وکیل بننا جائز ہے، وہ عقدِ مضاربہ کا اہل ہے۔
- مضاربہ کے غیر لازم عقد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مضارب دوسرے کی اجازت سے اس کے مال میں تصرف کرتا ہے تو وہ وکیل کی طرح ہوا، اور وکالت غیر لازم عقد ہے۔
- مضارب کا کام شروع کرنے کی صورت میں جب تک مضاربہ کے اثاثوں کو فروخت کر کے نقد رقوم میں تبدیل نہ کر دیا جائے تب تک اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں عقد منسوخ کرنے سے دونوں کا مقصد (نفع) فوت ہو جائے گا۔ نیز مضارب کی محنت ضائع ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔
- مضاربہ کی مدت مقرر کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ عقدِ مضاربہ وکالت پر مبنی ہے جو تخصیص کا

احتمال رکھتی ہے[۱]، اس سلسلہ میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے۔[۲]

noorcentre.com

- مضارب مضاربہ کے مال پر امین ہوتا ہے کیونکہ وہ مال میں رب المال کی اجازت سے تصرف کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ پورے کے پورے نفع کا مالک خود نہیں بن سکتا، اور امین میں اصل یہ ہے کہ وہ مال کی ہلاکت یا تلف کی صورت میں ضامن نہیں ہوتا بلکہ مالِ مضاربہ سے وہ نقصان پورا کیا جاتا ہے۔

مالِ مضاربہ میں ضمانتیں

- غفلت و کوتاہی کی حالت میں مضارب سے ضمانتیں لینے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ وہ اس طرح کی صورتوں میں ضامن ہوتا ہے لہٰذا نقصان برداشت کرنے کا پابند ہوگا۔[۳]

مضاربہ کا سرمایہ اور اس کی شرائط

- سازوسامان کی قیمت مضاربہ کا سرمایہ بن سکتی ہے، اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ مضاربہ کا مقصد مال میں نفع کی غرض سے تصرف کرنا ہوتا ہے، یہ تصرف جیسے نقدی رقوم سے حاصل ہوتا ہے ویسے ساز وسامان کی قیمت سے بھی حاصل ہوتا ہے، یہ مالکیہ اور حنابلہ کی رائے پر مبنی ہے۔[۴]
- مضاربہ کا سرمایہ اس طرح سے معلوم ہونا چاہیے جس سے وصف اور مقدار میں لاعلمی دور ہو جائے، یہ اس لیے کہ نفع کے حصول کا دار و مدار تصفیہ کے وقت سرمایہ کی واپسی پر ہے، اور جب تک اس میں لاعلمی ہے سرمایہ واپس نہیں کیا جا سکتا، تو اس میں لاعلمی باہمی نزاع کا سبب ہے۔
- رَبُّ المال کا وہ دین جو مضارب پر ہے اس لیے اسے مضاربہ کا سرمایہ نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ سرمایہ میں اصل یہ ہے کہ وہ عین اور حاضر ہو جبکہ دین مدیون کے ذمے مالِ غائب ہوتا ہے، نیز اس میں سود کا شبہ بھی ہے، وہ اس لیے کہ ہو سکتا ہے رَبُّ المال مضاربہ کے بہانے مضارب پر دین کی تاخیر کا التزام لگا کر

---

(۱) المغنی: ۷/۱۳۳-۱۳۴۔

(۲) قرارداد نمبر ۱۲۲ (۱۳/۵)۔

(۳) شرکۃ الراجحی کی مجلسِ شرعی نے مذکرہ تفسیریہ ص ۳۶ میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔ ندوۃ برکۃ الاولی/۵۔

(۴) حاشیہ الدسوقی: ۳/۵۱۷، المغنی: ۵/۱۷۔

noorcentre.com

زیادہ رقم کا مطالبہ کرے۔

- مضاربہ کی کارروائی نافذ کرنے کے لیے سرمایہ مضارب کو سپرد کرنے کی شرط اس لیے لگائی کہ وہی براہ راست مضاربہ کی کارروائی چلا رہا ہوتا ہے اور وہی سرمایہ اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی آمدنی کی حفاظت کرنے والا اور اُس پر امین بھی ہوتا ہے، تو اسے مال سپرد کرنا ضروری ہے تاکہ اس کی حفاظت، اضافہ اور اس کے مقصد کے حصول پر قدرت حاصل ہو۔[1]

نفع کے احکام اور شرائط

- نفع معلوم ہونا اس لیے ضروری ہے کہ وہ موضوعِ عقد ہے، اور موضوعِ عقد میں لاعلمی عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔
- دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کا نفع میں حصہ مقررہ رقوم نہیں بلکہ غیر منقسم تناسب ہونا چاہیے، وہ اس لیے کہ مضاربہ شرکت کی ایک قسم ہے جو نفع میں شراکت داری پر قائم ہے، رقم متعیّن کرنے کی شرط شراکت داری میں رکاوٹ بن سکتی ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مضارب کو صرف اُس متعیّن رقم کی مقدار جتنا نفع حاصل ہوا ہو جسے دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک لے کر دوسرے کو محروم کر دے، لہٰذا نفع میں شراکت داری قائم نہیں رہے گی۔
- مضاربہ میں نفع اور اجرت دونوں کو جمع کرنے کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اجرت میں رقم متعین ہوتی ہے اور کبھی کبھار نفع اُس متعین رقم سے زیادہ حاصل نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے اُس میں شراکت داری ختم ہو سکتی ہے۔
- دونوں فریق جب چاہیں باہمی رضامندی سے نفع کے تناسب میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ نفع اِن دونوں کا حق ہے، اِن کے علاوہ کسی اور سے کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح کا اتفاق کسی ممنوع کام کا سبب نہیں بنتا، مثلاً نفع کے اشتراک سے محروم کرنا، بلکہ اس سے نفع دونوں کے

---

(۱) الہدایۃ: ۲۰۳/۳، حاشیہ الدسوقی: ۵۱۷/۳۔

درمیان مشترک رہتا ہے۔ (۱)

noorcentre.com

- عقدِ مضاربہ میں اگر نفع تقسیم کرنے کا تناسب واضح نہیں کیا گیا اور نہ ہی اہلِ اقلیم کے حوالے سے اُن کے ہاں کوئی عرف پایا جاتا ہے تو اِس صورت میں عقدِ مضاربہ فاسد ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ موضوعِ عقد نفع ہے، اور موضوعِ عقد کی لاعلمی عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔
- دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی مقررہ متعیّنہ رقم کی شرط سے عقدِ مضاربہ اس لیے فاسد ہو جاتا ہے کہ مضاربہ میں نفع کی شراکت داری ہوتی ہے، اور اِس قسم کی شرط شراکت داری کو ختم کر دیتی ہے، جس سے کوئی ایک فریق نفع سے محروم ہو جاتا ہے۔
- مضاربہ میں اس بات کی شرط لگانا کہ دو اموال میں سے ایک مال کا نفع مضارب کا اور دوسرے مال کا رب المال ہوگا، اس طرح کے شرط کے عدمِ جواز کی دلیل یہ ہے اس سے نفع میں شراکت ختم ہو جاتی ہے اور ایک فریق کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔
- مضاربہ میں نفع راس المال کی سلامتی کے بعد ظاہر ہوتا ہے، وہ اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نمازی کی مثال تاجر کی ہے، تب تک اس کا نفع حاصل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنا سرمایہ واپس نہ لے لے، اسی طرح جب تک نمازی فرض ادا نہ کرلے تب تک اس کے نفل قبول نہیں ہوتے"۔ (۲) تو حدیث سے پتہ چلا کہ سرمایہ کی واپسی سے قبل نفع تقسیم کرنا صحیح نہیں ہے، نیز اس لیے بھی کہ نفع ایک اضافی چیز ہے، اضافی چیز تب حاصل ہوتی ہے جب اُس کی اصل سلامت ہو۔
- مضارب مضاربہ کے حصے کا مستحق صرف نفع کے ظہور سے قرار پاتا ہے، لیکن اِس کی تاکید تب تک نہیں کی جاسکتی جب تک اثاثہ جات حقیقی تحلیل یا حکمی تحلیل (کے ذریعے نقد میں تبدیل نہیں ہو جاتے)

---

(۱) دیکھیے: ندوۃ البرکہ، گیارہواں/۸، اور ندوۃ البرکہ، چوتھا: فتوی نمبر ۵، اسی طرح عالمی فیصل بینک کی نگران مجلس کے فتویٰ: ص ۱۰۷ کا بھی یہی موقف ہے، نیز دلیل الفتاویٰ الشرعیۃ فی الاعمال المصرفیۃ، مرکز الاقتصاد الاسلامی، المصرف الاسلامی الدوٗلی: ص ۵۳ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

(۲) بیہقی نے اسے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ اس میں ایک ضعیف راوی ہیں۔ موسوعہ فقہیہ کویتیہ: ۷۴/۳۸۔

noorcentre.com

یہ مساقات پر قیاس کی بناء پر ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ سے حکمی تحلیل کے بارے میں قرار داد بھی جاری ہو چکی ہے۔[1]

مضارب کے اختیارات اور ذمہ داریاں

- مضارب کو مضاربہ مطلقہ میں اوپر (شق ۵/۱ میں) ذکر کیے گئے تصرفات کی اس لیے اجازت ہے کہ وہ مضاربہ میں ربُّ المال کا مقصد پورا کرنا چاہتا ہے، اور وہ جائز طریقے سے نفع حاصل کرنا ہے، یہ مقصد مال کو کاروبار میں لگائے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔
- ربُّ المال کا مضارب پر مضاربہ کی تمام کارروائیوں میں شریک رہنے کی شرط عائد کرنا اس لیے ناجائز ہے کہ یہ اُس کی سرمایہ کاری کی آزادی کو سلب کرتی ہے اور اُس پر بے جا پابندیاں لگاتی ہے، اس طرح کی شرائط ربُّ المال کا مضاربہ میں جو مقصد ہے اس کے حصول میں رکاوٹ ہے، اور وہ نفع ہے۔
- مضارب مضاربہ کے مال میں سے نہ کسی کو قرض دے سکتا ہے اور نہ ہی ہدیہ اور صدقہ، یہ اس لیے کہ اس طرح کے تصرفات سے مضاربہ کو فائدہ نہیں پہنچتا، بلکہ ربُّ المال کو نقصان ہوتا ہے۔
- مضارب مضاربہ کے فائدے کے لیے اپنی ذات پر کیے جانے والے اخراجات عرف کے مطابق لے سکتا ہے، یہ اُس صورت میں ہے جب باہمی اتفاق سے کسی رقم کا تعین نہ ہوا ہو، اس کے جواز کی وجہ یہ ہے: «أن المعروف عرفاً كالمشروط شرطاً» یعنی عرف میں مشہور قول وفعل شرط کی حیثیت رکھتے ہیں، لہٰذا جب عرف کی وجہ سے اخراجات کی اجازت ثابت ہو گئی تو اس کی مقدار حسبِ عادت متعین ہو گی۔

مضاربہ کا اختتام

- طرفین میں سے کسی ایک کے ارادے یا دونوں کی رضامندی یا مقررہ مدت ختم ہونے سے مضاربہ کے ختم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب تک اُس کی کوئی مدت مقرر نہ کی جائے تب تک وہ غیر لازم عقد ہے،

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی کی چوتھی قرار داد جو سولہویں اجلاس مکہ مکرمہ میں میں پاس ہوئی، نیز آٹھویں فتاویٰ ندوۃ البرکہ کا بھی یہی موقف ہے، فتویٰ نمبر ۲۔

جیسا کہ پہلے گزرا۔

noorcentre.com

- حکمی طور پر اثاثہ جات کو نقد میں تحلیل کرنا حقیقی طور پر تحلیل کرنے کے حکم میں ہے، وہ اس لیے کہ شریعت نے حکمی طور پر قیمت لگانے کو جائز قرار دیا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے لوگوں کو اُن کے حقوق واپس کیے جاسکتے ہیں، جہاں تک حقیقی طور پر اثاثے بیچنے کی بات ہے تو وہ اصل ہے۔
- سرمایہ تلف ہونے سے مضاربہ اختتام کو پہنچتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مال جو مضاربہ کی غرض سے مضارب نے وصول کیا اور اُس سے عقد کا تعلق تھا وہ اب تلف اور ضائع ہو چکا، اب اسے مزید کام میں نہیں لگایا جاسکتا۔
- مضارب کی موت سے مضاربہ کے اختتام کی وجہ یہ ہے کہ مضاربہ وکالت کی طرح ہے یا وکالت پر مشتمل ہے، اور وکالت وکیل کی موت سے باطل ہو جاتی ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

شرکت کی تعریف

دو یا اس سے زیادہ لوگوں کا مال، کام یا اپنے ذمے واجبات، نفع کی غرض سے خلط کرنے پر اتفاق کرنا۔

مضاربہ شرکت سے کئی وجوہات کی بناء پر مختلف ہے اُن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) شرکت میں شریک جس بناء پر نفع کا حق دار ٹھہرتا ہے اس کی اصل تمام شرکاء کی طرف سے سرمایہ پیش کرنا ہے خواہ نقدی ہو یا ساز و سامان ہو یا عَمَل ہو یا ذمہ داری لینا ہو، اور عقدِ شرکت میں دونوں کی حیثیت ایک جیسی ہوتی ہے، جبکہ مضاربہ میں دو پہلو ہوتے ہیں، ایک طرف سے سرمایہ ہوتا ہے جو شرکت میں سرمایہ کی شرائط کے تابع ہے، دوسری طرف مضارب کی جانب سے پیش کیا جانے والا کام (عمل) ہوتا ہے جو سرمایہ سے مختلف ہے۔

(ب) شرکت میں اصل یہ ہے کہ عَمَل مشترک ہو جبکہ مضاربہ میں عَمَل صرف مضارب انجام دیتا ہے۔

لیٹر آف کریڈٹ (ایل سی)

(ترمیم شدہ معیار)

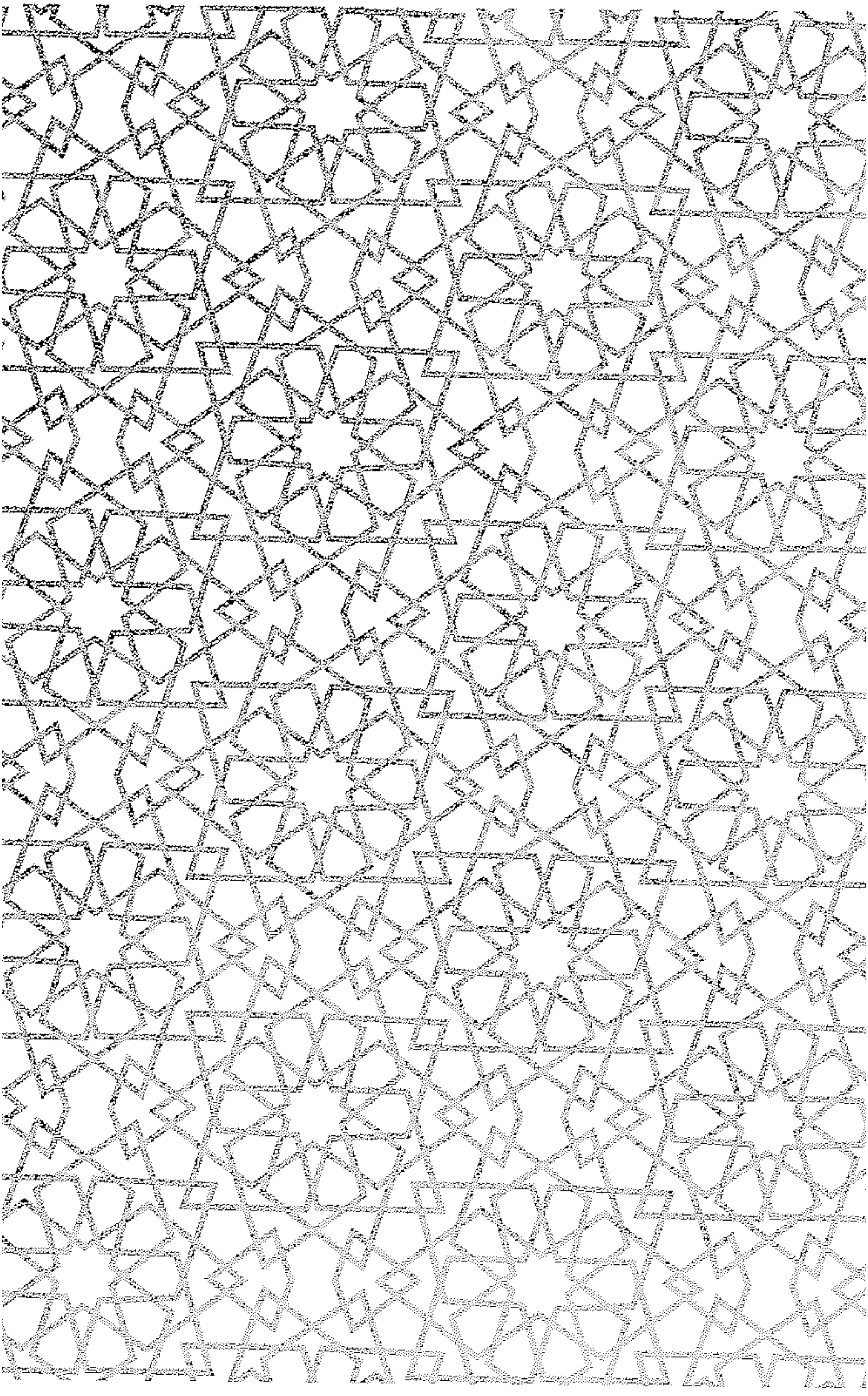

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۴۰۸
معیار کا متن ۴۰۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۴۰۹
۲- لیٹر آف کریڈٹ کی تعریف، اس کی اقسام اور خصوصیات ۴۰۹
۳- لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کے شرعی احکام ۴۱۳
۴- معیار کے اجرا کی تاریخ ۴۱۹
معیار کی منظوری ۴۲۰
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۴۲۱
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۴۲۳
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۴۲۸

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد لیٹر آف کریڈٹ کا تعارف، اس کی خصوصیات، شرعی احکام اور قوانین کو بیان کرنا ہے تاکہ اسلامی مالیاتی ادارے (ادارہ/ادارے)[1] ان کے مطابق معاملات کر سکیں۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] پر مشتمل ہے جو ادارے جاری کرتے ہیں، چاہے وہ گاہک کی فرمائش پر جاری کیے جائیں یا ادارہ خود اپنے استعمال کے لیے جاری کرے۔ یہ معیار لیٹر آف کریڈٹ کی تمام اقسام، صورتوں، اس پر عمل درآمد میں پیش آنے والے تمام مراحل اور اس میں شامل تمام فریقوں کے باہمی تعلق پر مشتمل ہے۔

۲- لیٹر آف کریڈٹ کی تعریف، اس کی اقسام اور خصوصیات

۱/۲ لیٹر آف کریڈٹ کی تعریف

لیٹر آف کریڈٹ ایسی تحریری ضمانت ہوتی ہے جو بینک (جاری کنندہ) فرخت کنندہ (بینیفشری) کو خریدار (درخواست گذار) کی فرمائش پر اس کی ہدایت کے مطابق فراہم کرتا ہے یا بینک خود اپنے استعمال کے لیے جاری کرتا ہے، جس میں وہ ایک مخصوص رقم کی (نقدی کی صورت میں، ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کے قبول یا کٹوتی کی صورت میں) ایک مخصوص مدت میں ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے بشرطیکہ فرخت کنندہ طے شدہ شرائط کے موافق اشیا کی دستاویز پیش کردے۔

مختصر الفاظ میں لیٹر آف کریڈٹ بینک کی طرف سے ادائیگی کی ضمانت ہے بشرطیکہ دستاویزات طے شدہ ہدایات کے مطابق ہوں۔

۲/۲ لیٹر آف کریڈٹ کے مراحل

۱/۲/۲ **عقد کا مرحلہ جس کی توثیق ایل سی کے ذریعہ مقصود ہو:** یہ مرحلہ ایل سی سے پہلے

noorcentre.com

ہوتا ہے اور اکثر یہ خریداری کا عقد ہوتا ہے جس میں فروخت کنندہ خریدار پر ایل سی کے ذریعے قیمت ادا کرنے کی شرط لگاتا ہے۔ تاہم یہ عقد کرایہ داری، یا اجرت کے ساتھ وکالت یا کوئی اور عقد بھی ہوسکتا ہے۔

۲/۲/۲ **ایل سی کھولنے کی درخواست کا مرحلہ:** اس مرحلہ میں خریدار بینک سے ایل سی کھولنے کی درخواست کرتا ہے تاکہ فروخت کنندہ کو اس کی اطلاع بھیجی جاسکے۔

۳/۲/۲ **ایل سی کے اجرا اور فروخت کنندہ کو اطلاع دینے کا مرحلہ:** اس مرحلہ میں بینک ایل سی جاری کرتا ہے اور اسے براہ راست یا درمیانی بینک کے واسطہ سے فروخت کنندہ کو ارسال کرتا ہے۔

۴/۲/۲ **ایل سی پر عمل درآمد کا مرحلہ:** اس مرحلہ میں بینیفشری ایل سی میں مشروط دستاویزات بینک کو پیش کرتا ہے۔ بینک ان دستاویزات کا ایل سی کی شرائط کی روشنی میں جائزہ لیتا ہے۔ اگر یہ دستاویزات ان شرائط کے مطابق ہوتی ہیں تو بینک انہیں قبول کرلیتا ہے اور ایل سی پر عمل درآمد کرتا ہے۔ چنانچہ اگر بینک خود ہی خریدار نہ ہو تو خریدار سے مکمل قیمت وصول کرکے یا تاریخِ ادائیگی تک ادائیگی کا وعدہ نامہ حاصل کرکے وہ دستاویزات خریدار کو دے دیتا ہے، تاکہ خریدار ان کے ذریعہ وہ سامان حاصل کرسکے جن کی نمائندگی یہ دستاویزات کرتی ہیں۔ اگر یہ دستاویزات طے شدہ شرائط کے مطابق نہ ہوں تو بینک ان کو مسترد کرنے یا قبول کرنے یا ان میں ترمیم کرانے کا حق رکھتا ہے۔

۵/۲/۲ **معاون بینکوں کے درمیان باہم ادائیگی:** اگر ایل سی کے اجرا میں ایک سے زائد بینک شریک ہوں تو بینکوں کے درمیان باہم ادائیگی کے اصولوں کے موافق حساب کرلیا جائے گا۔

۳/۲ لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کی اقسام

۱/۳/۲ بنیادی اقسام: لیٹر آف کریڈٹ اپنی ضمانت کی قوت کے لحاظ سے دو قسموں پر

مشتمل ہے۔

noorcentre.com

۲/۳/۱/۱　قابلِ فسخ [Revocable] ایل سی: وہ ایل سی جس میں بینیفشری کی رضامندی کے بغیر بھی تبدیل یا منسوخ کرنے کا حق ہو۔

۲/۳/۱/۲　ناقابلِ فسخ [Irrivocable] ایل سی: جس میں دونوں فریقوں کی رضامندی کے بغیر تبدیلی یا منسوخی کی گنجائش نہ ہو۔

۲/۳/۲　مزید اقسام:

۲/۳/۲/۱　قابلِ نقل [Transferable] ایل سی: یہ ایل سی بینیفشری کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ کسی دوسرے بینیفشری کو مکمل یا جزوی طور پر ایل سی سے فائدہ پہنچانے کی درخواست کر سکتا ہے۔

۲/۳/۲/۲　بیک ٹو بیک ایل سی: یہ ایل سی کسی دوسری ایل سی کی ضمانت کے طور پر جاری کی جاتی ہے۔

۲/۳/۲/۳　ریوالونگ ایل سی: جس میں بینیفشری ایل سی کی مقررہ مدت اور متعیّنہ رقم کے دائرہ میں متعدّد معاملات/ٹرانزیکشنز کی دستاویز جمع کرا سکتا ہے۔

۲/۳/۲/۴　ریڈ کلاز ایل سی: اس میں بینک سے دستاویزات جمع کرانے سے بھی پہلے ایل سی کی ایک مقررہ فیصدی رقم ادا کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ یہ رقم بینیفشری کے اس وعدہ کے بعد ادا کی جاتی ہے کہ وہ مقررہ مدت میں سامان ارسال نہ کرنے یا ایل سی کی کارآمد مدت کے درمیان اسے استعمال نہ کرنے کی صورت میں قرض کی رقم واپس کرے گا۔ قرض کی یہ رقم بینیفشری کی جانب سے لیٹر آف گارنٹی کے عوض بھی فراہم کی جاسکتی ہے۔

۲/۳/۲/۵　درآمدی یا برآمدی ایل سی (ایل سی جاری کرنے والے بینک کی نسبت سے)۔

۲/۳/۲/۶　مقامی یا غیر ملکی/انٹرنیشنل ایل سی۔

noorcentre.com

۷/۲/۳/۲ کنفرم یا غیر کنفرم ایل سی۔

۸/۲/۳/۲ وہ ایل سی جس میں سامان کی جزوی ترسیل کی اجازت ہو اور وہ ایل سی جس میں جزوی ترسیل کی اجازت نہ ہو۔

۹/۲/۳/۲ سائٹ ایل سی، یوزنس ایل سی، قابلِ قبول ایل سی، قابلِ تداول ایل سی۔

۱۰/۲/۳/۲ سینڈیکیٹڈ ایل سی: جس میں ایل سی کی رقم کے حجم کی وجہ سے متعدّد بینک ایل سی جاری کرنے میں شریک ہوتے ہیں۔ اس میں ہر بینک اپنی شرکت کے تناسب سے قائد بینک کو لیٹر آف گارنٹی فراہم کرتا ہے۔

۱۱/۲/۳/۲ اسٹینڈ بائی ایل سی: یہ لیٹر آف گارنٹی کے مشابہ ہوتا ہے جس میں رقم کی ادائیگی بینیفشری کی اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں ناکامی کے ساتھ مشروط ہو۔

۴/۲ ایل سی کی خصوصیات

۱/۴/۲ ایل سی کے ذریعے معاملات صرف دستاویزات کی بنیاد پر ہی کیے جاتے ہیں، ان میں بیان کردہ سامان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نہیں کیے جاتے۔ ایل سی کا حاصل یہ ہے کہ بینک اپنے اوپر لازم کرتا ہے کہ جب بھی ایل سی میں ذکر کردہ دستاویز طے شدہ شرائط کے مطابق بینیفشری مقررہ مدت کے دوران پیش کرے گا، وہ ایل سی پر عمل درآمد کردے گا۔

۲/۴/۲ خریدار درخواست گذار کا ایل سی کھلوانا، چاہے وہ ناقابلِ فسخ ہی کیوں نہ ہو، سامان کی قیمت کی ادائیگی شمار نہیں ہوگا۔ خریدار اس قیمت کی ادائیگی کا مسلسل ذمہ دار رہے گا یہاں تک کہ بینک دستاویز کے موافق ادائیگی نہ کردے۔ البتہ اس دوران فروخت کنندہ کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ خریدار سے قیمت کا مطالبہ کرے جب تک کہ ایل سی برقرار اور درست ہے۔ اگر ایل سی کی مدت دستاویز کے جمع کرانے سے پہلے ختم ہوجائے، تب فروخت کنندہ خریدار سے سامان کی قیمت کا

براہِ راست مطالبہ کر سکتا ہے، کیونکہ محض ایل سی کی مدت ختم ہو جانے سے خرید و فروخت کا معاہدہ ختم نہیں ہو جاتا۔

noorcentre.com

۲/۴/۳ بینک بینیفشری کو ایل سی کی رقم فراہم کرنے کا پابند ہے جبکہ وہ طے شدہ شرائط کے موافق دستاویز پیش کر دے، سوائے اس کے کہ دھوکہ یا جعل سازی دستاویز میں ثابت ہو جائے یا اس خرید و فروخت کے معاہدے کو عدالت کالعدم قرار دیدے۔

۲/۴/۴ ایل سی میں دونوں فریقوں کے حقوق و ذمہ داریوں کی وہی تشریح معتبر ہے جو عالمی تجارتی اصطلاحات (Incoterms ۲۰۰۰) اور ایل سی کے متفقہ اصول اور طریقے (UCP ۵۰۰) کے مطابق ہو، جبکہ خریداری کے معاہدے میں (Incoterms ۲۰۰۰) اور ایل سی میں (UCP ۵۰۰) کی طرف نسبت کی گئی ہو۔

۳- لیٹر آف کریڈٹ (ایل سی) کے شرعی احکام

۳/۱ ایل سی کی مشروعیت

۳/۱/۱ ایل سی کا معاملہ ایل سی سے متعلق انتظامی امور کی انجام دہی کی وکالت جن میں سب سے اہم دستاویز کا جائزہ ہے، اور بینک کی طرف سے درآمد کنندہ کی کفالت پر مشتمل ہے۔ یہ [کفالت اور وکالت] دونوں جائز ہیں، لہٰذا ایل سی بھی جائز ہے بشرطیکہ معیار میں ذکر کردہ شرائط کی رعایت کی جائے۔

۳/۱/۲ ادارے کے لیے ایل سی کی تمام اقسام کھولنا، اس کا جاری کرنا اور اس کی توثیق [confirmation] کرنا جائز ہے، چاہے وہ گاہک کی طلب پر ہو یا ادارہ اپنے استعمال کے لیے جاری کرے۔ ادارے کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اس میں شراکت داری کرے یا اس میں واسطہ کا کردار ادا کرے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ

noorcentre.com

وہ اس ایل سی کی اطلاع بھیجے، اس میں ترمیم کرے اور اس پر عمل در آمد کرے، چاہے اپنے لیے یا کسی دوسرے بینک یا ادارے کی طرف سے، چاہے ایل سی پر عمل در آمد کی کوئی بھی صورت ہو، بشرطیکہ شق ۳/۱/۳ کی رعایت کی جائے۔

۳/۱/۳ شق ۲/۱/۳ کی رعایت رکھتے ہوئے ادارے کے لیے اپنے یا کسی دوسرے ادارے یا گاہک کے لیے ایل سی کے معاملات کرنا یا اس میں تعاون کرنا جائز نہیں اگر وہ ایل سی حرام اشیا سے تعلق رکھتی ہو یا شرعاً کسی ایسے معاہدے پر مشتمل ہو جو اپنی شرائط کی وجہ سے باطل یا فاسد معاہدہ ہو یا سود کے لین یا دین پر مشتمل ہو، چاہے وہ سود صراحتاً ہو جیسے اس ایل سی میں کلی طور پر یا جزوی طور پر بغیر مارجن کے کھولی گئی ہو، گاہک کی طرف سے ادائیگی کی صورت میں ہوتا ہے، یا وہ سود ضمناً ہو، جیسے ادھار ادائیگی والی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی کٹوتی [ڈسکاؤنٹنگ] اور لین دین میں ہوتا ہے۔

ایل سی کا جواز اس بات سے مشروط ہے کہ جس عقد کی توثیق کی گئی ہے، شریعت کے اعتبار سے اس میں جو شرائط ضروری ہیں وہ پائی جاتی ہوں، اسی طرح تبادلہ کی نوعیت جیسے بیع صرف اور ہم جنس اشیا کی خرید و فروخت، عام خرید و فروخت وغیرہ کی جو خاص شرائط ہیں وہ بھی پائی جاتی ہوں۔

۴/۱/۳ ادارہ پر لازم ہے کہ وہ ایل سی پر عمل در آمد کرے جب بھی دستاویزات شرائط کے مطابق ہوں، سوائے اس کے کہ دستاویز میں دھوکہ دہی یا جعل سازی ثابت ہو جائے تب عمل در آمد لازم نہیں۔ اگر ایل سی کھولنے سے پہلے عقد کو عدالت کالعدم قرار دے دے تو نئے معاہدے کے بغیر ایل سی پر عمل در آمد نہیں کیا جائے گا۔

۲/۳ عقد جو ایل سی کھولنے سے پہلے ہوتا ہے

۱/۲/۳ جائز ہے کہ فروخت کنندہ خریدار کو قیمت کی ادائیگی ایل سی کے ذریعے ادا کرنے کا پابند کرے۔ یہ شرط جائز ہے اور خریدار پر اس کی پابندی لازم ہے۔

۳/۲/۲ بین الاقوامی خرید وفروخت کے معاہدوں کی ایل سی کے ذریعہ توثیق کرانا جائز ہے بشرطیکہ خرید وفروخت کے یہ معاہدے اسلامی شریعت کے خلاف نہ ہوں۔

noorcentre.com

۳/۲/۳ اگر خرید وفروخت کے معاہدے میں یہ صراحت ہو کہ اس کی تشریح عالمی تجارتی اصطلاحات (Incoterms ۲۰۰۰)، یا اقوامِ متحدہ کنونشن برائے سامان کی عالمی خرید وفروخت یا کسی دوسرے قانون کے اعتبار سے ہوگی، تب بھی یہ ضروری ہے کہ یہ قید لگائی جائے کہ وہ تشریحات اسلامی احکام کے مخالف نہ ہوں۔ دیکھیے شق ۳/۲/۲۔

۳/۳ ایل سی کی اجرت اور اخراجات

۳/۳/۱ ادارے کے لیے جائز ہے کہ ایل سی پر آنے والے حقیقی اخراجات کی لاگت وصول کرے۔ یہ بھی جائز ہے کہ ادارہ اس خدمت کی انجام دہی کی فیس لے، چاہے وہ ایک مخصوص متعیّن یکمشت رقم ہو یا ایل سی کی مقدار کے تناسب سے کوئی رقم ہو۔ یہ اجازت درآمدی اور برآمدی ایل سی دونوں کو شامل ہے۔ اسی طرح یہ اجازت ایل سی میں ترمیم کرنے کو بھی شامل ہے سوائے اس کے کہ ایل سی میں یہ ترمیم ایل سی کی مدت میں اضافے کی صورت میں ہو، اس صورت میں ادارہ صرف حقیقی اخراجات ہی وصول کر سکتا ہے، وہ بھی متعیّن یکمشت رقم کی صورت میں، نہ کہ ایل سی کی مقدار کے تناسب سے۔

ادارے پر لازم ہے کہ وہ درجِ ذیل امور کی رعایت رکھے:

(الف) ایل سی کی اجرت متعیّن کرنے میں ضمانت دینے کے پہلو کو مدِ نظر نہ رکھے۔ اسی تناظر میں، بینک کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے بینک یا ادارہ کی جاری کردہ ایل سی کی توثیق کرنے پر حقیقی اخراجات سے زائد اجرت وصول کرے کیونکہ اس صورت میں ایل سی کی توثیق میں لی گئی زائد رقم وہ محض ضمانت کے عوض ہی ہوگی۔ یہی حکم ایل سی کے اجرا میں شراکت داری، توثیق کرنے میں شراکت

noorcentre.com

داری اور اسٹینڈ بائی ایل سی کے اجرا کا ہے جبکہ ان تمام امور میں کوئی خدمت یا عمل درکار نہ ہو۔

(ب) یہ سود پر مشتمل نہ ہو اور نہ ہی اس کا ذریعہ بن رہا ہو۔

(ج) ایل سی میں متعدد معاہدے اکٹھے کرنے کو کسی حرام کا ذریعہ نہ بنایا جائے، جیسے ضمانت کی فیس لینا یا قرض پر سود لینا۔

۲/۳/۳ شق ۱/۳/۳ میں بیان کردہ شرعی حکم فیس و اخراجات کی وصولی و ادائیگی اور ان میں واسطہ بننے پر بھی لاگو ہوگا، چاہے یہ معاملہ ادارہ اور اس کے گاہک [درخواست گذار ہو یا بینیفشری] کے درمیان ہو، یا ایک ادارے اور دوسرے اداروں یا بینکوں کے درمیان ہو۔

۳/۳/۳ ایل سی کے ساتھ ملحق ضمانت ناموں پر اجرت لینے کے لحاظ سے شرعی معیار نمبر (۵) کے احکام لاگو ہوں گے، مثلاً پیشگی رقم دینے کا ضمانت نامہ یا دستاویز پہنچنے سے پہلے ہی سامان کی وصولیابی کے لیے سفری ضمانت نامہ [Shipping Guarantee]۔

۴/۳ ایل سی کی ضمانات

۱/۴/۳ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ ایل سی سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو محفوظ بنائے یا جن اداروں یا بینکوں نے اس کے ساتھ ایل سی کا معاملہ کیا ہے ان کو وثیقہ فراہم کرے یا اس میں واسطہ کا کردار ادا کرے، ان سب امور کے لیے شرعاً تمام جائز ضمانات کی صورتوں کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ایل سی کے مارجن کے طور پر نقد رقم لینا، جائز اکاؤنٹ کو منجمد کرنا، جائز مال کی دستاویزات رکھنا، جائیداد کے ملکیتی صکوک رکھنا اور سامان کی نمائندگی کرنے والی دستاویزات روک لینا جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ ایل سی کے مارجن کے طور پر قابلِ انتقال ایل سی یا بیک ٹو بیک ایل سی رکھ لی جائے، یا ایڈوانس پیمنٹ ایل سی کی

صورت میں بینیفشری کے بینک کی طرف سے پیش کی جانے والی لیٹر آف گارنٹی [ایل جی] قبول کرلی جائے یا ایل سی کے ابتدائی وقت میں شریک بینکوں کی طرف سے پیش کی جانے والی ایل جی رکھ لی جائے۔ اسی طرح واجبات سے دست برداری یا تجارتی دستاویزات جیسے ہنڈی اور پرومیسری نوٹ سے دست برداری کو بھی ایل سی کے مارجن کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے۔

noorcentre.com

۳/۴/۲ ادارے کے لیے درج ذیل ضمانات قبول کرنا جائز نہیں: سودی دستاویز، ناجائز کاروبار یا سود کی حامل کمپنیوں کے حصص۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کے لیے ان میں سے کسی کو بطورِ ضمانت دوسرے اداروں یا بینکوں کو پیش کرے یا ان میں واسطہ بنے۔

۳/۴/۳ ایل سی کے درخواست گذار اور ادارہ اس بات پر متفق ہوسکتے ہیں کہ ایل سی کے مارجن کے طور پر فراہم کردہ نقد رقم کی مضاربہ کے طور پر سرمایہ کاری کی جائے گی۔

۳/۵ ایل سی کا مرابحہ

اگر گاہک ایل سی میں مرابحہ کے ذریعے ادارے سے درآمد شدہ اشیا کی خریداری کی خواہش رکھتا ہو تو درجِ ذیل امور کی رعایت رکھنی ضروری ہے:

۳/۵/۱ ایل سی کھولنے سے پہلے درخواست گذار اور بینیفشری [فروخت کنندہ] کے درمیان حتمی بیع کا عقد نہ ہوچکا ہو، خواہ درخواست گذار نے سامان پر قبضہ کیا ہو یا نہیں۔

۳/۵/۲ ادارہ برآمد کنندہ سے خود سامان خریدے، پھر اسے شرعی معیار نمبر ۸ برائے مرابحہ میں بیان کردہ طریقۂ کار کے مطابق گاہک کو مرابحہ پر فروخت کردے، معاہدے کے منسوخ کرنے میں شق ۲/۲/۲ کو مدِنظر رکھے اور مرابحہ کی وکالت میں شق ۳/۱/۳ کی رعایت کرے۔

noorcentre.com

۶/۳ ایل سی کے ذریعے درآمد کی جانے والی اشیا کے لیے ادارے کا گاہک کے ساتھ شراکت داری

۱/۶/۳ ایل سی کھولنے سے پہلے اور گاہک اور برآمد کنندہ کے درمیان خرید وفروخت کا عقد مکمل ہونے سے پہلے اگر ادارہ گاہک کے ساتھ سامان کی خریداری کے لیے شراکت داری کا معاہدہ کرنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے، ایل سی کسی بھی شریک کے نام کھولی جاسکتی ہے۔ پھر سامان کا قبضہ لینے کے بعد ادارے کے لیے کسی تیسرے فریق یا شریک کو فوری یا ادھار مرابحہ پر یہ سامان فروخت کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ شریک کو فروخت کرنا لازمی وعدے یا مرابحہ کے معاہدے میں طے شدہ شرط کے نتیجے میں نہ ہو۔

۲/۶/۳ گاہک نے جو سامان پہلے سے اپنے لیے خریدا ہے، اس میں بھی ادارہ اس کے ساتھ شرکت کر سکتا ہے بشرطیکہ ادارہ اپنا حصہ شریک گاہک کو ادھار ادائیگی کی بنیاد پر فروخت نہ کرے۔

۷/۳ عمومی احکام

۱/۷/۳ اگر ایل سی کی کوئی شق اس معاہدہ کو ایل سی کے دیگر مروجہ عمومی اصول وضوابط کا پابند بناتی ہو، تو اس شق میں اس شرط کا اضافہ ضروری ہے کہ وہ اصول وضوابط شرعی قوانین کے خلاف نہ ہوں۔ اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ ادارہ متبادل حل پیش کرے جن پر ادارے اور معاون بینکوں کے درمیان اتفاق ہو۔

اس سلسلے میں اس بات کو واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ ان عمومی اصول وضوابط میں موجود کسی سودی شق پر عمل درآمد نہیں کیا جائے گا اور اسی طرح وہ مواد جو خلاف شرع تجارتی سرگرمیوں سے متعلق ہو اس پر عمل کرنے سے گریز کیا جائے گا۔ جائز متبادل کے لیے دیکھیے شرعی معیار نمبر۱۶ برائے تجارتی دستاویزات، شق ۲/۶ اور شق ۳/۶۔

۳/۷/۲ ادارے کے لیے جائز نہیں کہ وہ ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی کٹوتی کرے، یعنی ان کو ان کی مقررہ تاریخِ انتہا سے قبل ان کی مقررہ قیمت سے کم قیمت پر خریدے۔

noorcentre.com

۳/۷/۳ ادارے کے لیے جائز نہیں کہ وہ مؤخر ادائیگیوں والی دستاویزات یا کسی بینک کی طرف سے قبول کی گئی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی تجارت کرے، یعنی ان کو ان کی مقررہ قیمت سے کم قیمت پر خریدے۔ اسی طرح اس طرح کے معاملات میں ادارے کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ ادائیگی یا اطلاع کے ذریعے بینیفشری اور جاری کرنے والے بینک یا توثیق کرنے والے بینک کے درمیان واسطے کا کردار ادا کرے۔

۳/۷/۴ سائٹ ایل سی کے دستاویز یا فوری واجب الاداء ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی تجارت ان کی مقررہ قیمت سے کم قیمت پر کرنا ادارے کے لیے جائز نہیں۔

۳/۷/۵ ادارے کے لیے یہ جائز نہیں، جہاں تک ممکن ہو، کہ وہ ایسے مبادلہ ہنڈی پیش کریں جن میں ایسے گاہکوں کو ادائیگی کی ذمہ داری لی گئی ہوں جن کے بینک کے ذمے قرضوں کی ان ہنڈیوں میں نمائندگی کی گئی ہو، تاکہ ان ہنڈیوں کو قبول کرنے والے بینکوں سے ان کی کٹوتی کرائی جا سکے۔

۳/۷/۶ ایل سی اور دیگر بینکاری معاملات کے نتیجہ میں آنے والی ذمہ داریوں اور مالی ادائیگیوں کے لیے ادارے اور دیگر معاون بینکوں کے درمیان جو تعلق ہو وہ اس بنیاد پر ہو کہ یہ ادارے سود اور دیگر شرعی ممنوعات سے احتراز کرتے ہوئے کام کریں گے۔

۴- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

یہ شرعی معیار برائے لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کو مجلسِ شرعی نے اپنے دسویں اجلاس منعقدہ مدینہ منورہ بتاریخ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو منظور کیا۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ نومبر 2015ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اپنے اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۸ - ۱۲ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ - ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے پانچویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے قرارداد منظور کی کہ لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] پر شرعی معیار ترجیحی بنیادوں پر تیار کیا جائے۔

بروز پیر، بتاریخ ۲۹ رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۰۰ء شرعی تحقیق اور ابتدائی مسودہ کے لیے ایک شرعی مشیر مقرر کیا گیا۔

بتاریخ ۱۵ - ۱۶ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۹ - ۱۰ مئی ۲۰۰۱ء بحرین میں منعقدہ اجلاس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودہ کا جائزہ لیا۔ شرعی مشیر سے اس گفت و شنید اور ممبران کی آراء کی روشنی میں تبدیلیاں کرنے کی درخواست کی۔ کمیٹی نے بحرین ہی میں منعقدہ اپنے دسویں اجلاس بتاریخ ۱۴ ربیع الاول، ۱۴۲۲ھ، مطابق ۶ جون، ۲۰۰۱ء میں اس کے مسودہ کا جائزہ لیا اور اس میں چند تبدیلیاں بھی کیں۔

پھر گیارہویں اجلاس منعقدہ اردن بتاریخ ۱۸ - ۱۹ جمادی الثانی، ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ - ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء، میں کمیٹی نے مسودہ کا مزید جائزہ لیا اور مجلسِ شرعی کو پیش کرنے سے قبل مزید مناسب تبدیلیاں کیں۔

معیار کا یہ ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ مدینۃ المنورہ بتاریخ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی، ۲۰۰۲ء کو پیش کیا گیا۔ مجلسِ شرعی نے مسودے میں مزید تبدیلیاں کیں اور اسے اس وقت تک جلسۂ سماعت میں پیش نہ کرنے کا فیصلہ کیا جب تک کہ ایل سی کے ذریعہ توثیق شدہ عقد پر حتمی رائے سامنے آجائے کہ اس میں دونوں عوضوں کا مؤخر ہونا لازم آرہا ہے۔

ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے ۱۱ - ۱۶ رمضان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ -- ۲۱ نومبر ۲۰۰۳ء مکہ مکرمہ میں منعقدہ نویں اجلاس میں پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے اس میں تمام مجوزہ تبدیلیاں کر کے اسے ماہرین اور

noorcentre.com

دلچسپی رکھنے والے افراد کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت سے پہلے ان کی رائے سامنے آجائے۔

مورخہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا جس میں مرکزی بینک، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، شرعی ماہرین، یونیورسٹی کے اساتذہ و دیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے تمام آراء کو توجہ سے سنا اور ان تمام آراء پر تبصرہ کیا جو اس جلسہ سے پہلے بھیجی گئی تھیں یا اس دوران سامنے آئیں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۲ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا تاکہ جلسۂ سماعت کے دوران سامنے آنے والی آراء اور بعد میں موصول ہونے والی تحریری تجاویز کا جائزہ لیا جاسکے۔ دونوں کمیٹیوں نے ان کی روشنی میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

دونوں کمیٹیوں کی تبدیلیوں پر مجلسِ شرعی نے ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے دسویں اجلاس میں بحث کی اور مناسب تبدیلیوں کو شامل کیا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بعض کو کثرتِ رائے سے منظور کیا، جیسا کہ مجلسِ شرعی کے مذکورہ اجلاس کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات نظرِ ثانی کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء، قطر میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی اور بحث و مباحثہ کے بعد حذف، اضافہ اور ترمیم کے لحاظ سے کافی تبدیلیاں کیں اور انہیں مجلسِ شرعی کو ارسال کردیا تاکہ وہ ان میں سے جو مناسب سمجھیں انہیں برقرار رکھیں۔

۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ نومبر 2015ء سعودی عرب میں مجلسِ شرعی نے اپنے اکتالیسویں اجلاس میں شرعی معیارات نظرِ ثانی کمیٹی کی ارسال کردہ تبدیلیوں پر غور کیا اور بحث و مباحثہ کے بعد ان میں سے جنہیں مناسب سمجھا انہیں برقرار رکھا اور موجودہ ترمیم شدہ شکل میں معیار کو منظور کرلیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کی مشروعیت

ایل سی کی مشروعیت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ چند جائز معاہدوں پر مشتمل ہے، جیسے کفالہ، وکالہ اور قرض۔

ایل سی کی شرعی حیثیت

- ناقابلِ فسخ ایل سی کی مشروعیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جو کفالہ (ضمانت) اور وکالہ کا مجموعہ ہے جس میں قرض بھی شامل ہوجاتا ہے، جیساکہ توثیق کے لیے رہن بھی رکھا جاتا ہے۔ پس ضمان تو اس لیے ہے کہ اس میں ادائیگی کی ذمہ داری لی جاتی ہے، وکالہ، معاملات سے متعلق کاموں کی انجام دہی کے لیے ہے، جیسے ایل سی کی اطلاع، خط وکتابت، یاد دہانی، دستاویز کی چھان بین۔ رہا قرض تو وہ گاہک کی طرف سے بغیر مارجن یا جزوی عدد پر بغیر مارجن کی ایل سی کی ادائیگی کی صورت میں ہوتا ہے۔[1]
- قابلِ فسخ ایل سی کی مشروعیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرعاً جائز وکالہ کی قبیل سے ہے۔ جب اس سے دوسروں کا حق متعلق ہوجاتا ہے تو یہ لازم بھی ہوجاتی ہے جیسے بینک ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرلے یا اس کے مطابق ادائیگی کردے۔ یہ کفالہ (ضمانت) کے قبیل سے نہیں ہے کیونکہ یہ قابلِ فسخ ایل سی ضمانت کے تقاضوں کے خلاف ہے اور ضمانت میں خیارِ شرط کی گنجائش بھی نہیں ہوتی۔[2]

---

(۱) الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۴۱۹ اور دلۃ البرکہ کے شرعی مشیر کا جواب نمبر ۱۷۔

(۲) ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، طبعہ ہجر، ط ۱، ۱۹۹۵ء، (۳/ ۵۹-۶۰)

noorcentre.com

- تصدیق کرنے والے بینک کی ضمانت اور جو بینک اس کے حکم میں ہیں، مثلاً ایل سی کے اجرا اور توثیق میں شریک بینک، ان کی ضمانت کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ضامن کی ضمانت (کفالۃ الکفیل) ہے جو کہ شرعاً درست ہے۔[۱]
- اس بات کی بنیاد کہ ناقابلِ فسخ ایل سی میں کفالت اس شرط کے ساتھ مقیّد ہوتی ہے کہ دستاویزات شرائط کے مطابق ہوں، فقہاءِ کرام کی یہ صراحت ہے کہ کفالت (ضمانت) شرط کے ساتھ مقیّد ہوجاتی ہے۔[۲]
- ایل سی عمل در آمد یا مقررہ مدت گذرنے سے ختم ہوجاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایل سی میں کفالت، ایل سی کی مدت برقرار رہنے تک مقیّد ہوتی ہے اور کفالت (ضمانت) وقت کے ساتھ مقیّد ہوجاتی ہے۔[۳]
- جس عقد کی توثیق ایل سی کے ذریعہ کی جارہی ہے اس کی مشروعیت اور اس کی شرائط کی مشروعیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسی خرید وفروخت ہے جس کی ضمانت کے ساتھ توثیق کی گئی ہے اور یہ عقد کے مناسب بھی ہے۔

ایل سی کھولنے سے پہلے کا عقد

- ایل سی کھولنے سے پہلے خرید وفروخت کے معاہدے میں ایل سی کھولنے کی شرط اس لیے جائز ہے کہ یہ قیمت کی ادائیگی کے لیے متعین ضامن (کفیل) کی شرط لگانے کے قائم مقام ہے جو کہ شرعاً درست

---

(۱) ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۲۵/۱۳-۲۶، علاؤالدین السمرقندی، تحفۃ الفقہاء، ط۲، ۴۰۷/۳۔

(۲) ابنِ عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، تاریخ غیر معلوم۔ (۲۶۵/۴)

(۳) ابنِ عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، تاریخ غیر معلوم۔ (۲۶۵/۴)، بنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۲۵/۱۳-۲۶، علاؤالدین السمرقندی، تحفۃ الفقہاء، سابقہ حوالہ، (۴۰۲/۳، ۴۰۴، ۴۰۵) محمد الحجاز، فتح العلام بشرح مرشد الانام فی الفقہ علی مذہب السادۃ الشافعیۃ، دار ابنِ حزم، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ (۴۳/۵)۔

شرط ہے اور عقد کی معتبر مصلحتوں کو پورا کرنے کے لیے ہے۔ [۱]

noorcentre.com

- عالمی خرید و فروخت کے عقود میں تعامل اور ان کی توثیق ایل سی کے لیے کرنے پر ایک سوال اٹھتا ہے:
"کیا ان میں دونوں عوض کا مؤخر ہونا لازم آتا ہے جو شرعاً ممنوع ہے؟"۔
- اس سوال کے جواب میں اراکینِ اجلاس میں اختلاف پایا گیا، بعض نے اسی بنیاد پر اسے ناجائز قرار دیا، تو اکثریت نے اسے جائز کہا۔ پھر جواز کی بنیاد کیا ہے، اس میں بھی اختلاف ہوا:
- سامانِ تجارت کی تعیین سے پہلے، یہ عقود دونوں عوض کے مؤخر ہونے کی قبیل سے نہیں ہیں، یہ تو صرف دو طرفہ وعدہ ہیں، لہٰذا یہ خرید و فروخت پر اتفاق کا اظہار ہے نہ کہ خرید و فروخت۔
- عقد کی مجلس باہمی اتفاق سے لے کر سامان کے تعیّن تک طویل ہو جاتی ہے۔
- یہ اگرچہ دونوں عوض کے مؤخر ہونے کی قبیل سے ہی ہے، لیکن عام حاجت کی وجہ سے جائز ہے۔
- یہ تو دَین کے عوض دَین خریدنے کی ابتداء کرنا ہے، جو کہ شرعاً جائز ہے۔
- ایل سی کھولنے سے پہلے ہونے والا عقد دراصل ایل سی کھولنے سے مشروط ایک خرید و فروخت کا معاہدہ ہے۔
- یہ معاہدے دونوں عوضوں کے مؤخر ہونے کی قبیل سے ہی نہیں ہیں کیونکہ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب تاخیر مشروط ہو، جبکہ یہاں تاخیر کی کوئی شرط نہیں ہے۔

ایل سی کی اجرت اور اخراجات

- ایل سی میں ضمانت کے لحاظ سے کسی اجرت لینے کا ناجائز ہونا اس لیے ہے کہ ضمانت (کفالت) قرض دینے کے لیے تیار ہونے کا نام ہے لہٰذا اس کے عوض کچھ نہیں لیا جاسکتا۔ چاروں مذاہب ضمانت کے عوض کو متفقہ طور پر منع کرتے ہیں اور اس پر مجمع الفقہ الاسلامی نے قرارداد جاری ہے، [۲] فیصل بینک

(۱) وزارت اوقاف کویت، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، حرف الباء، بیع، بیع و شرط، شق ۲۸، علاؤالدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء، سابقہ حوالہ، (۸۰/۲)، مصطفی احمد الزرقاء، المدخل الفقہی العام، ط ۱۹۸۶ء، ص: ۴۷۷-۴۸۸، محمد الحجاز، فتح العلام بشرح مرشد الانام فی الفقہ علی مذہب السادۃ الشافعیۃ (۱۹/۵)

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد نمبر ۱۲۔

noorcentre.com

سوڈان کی مجلسِ شرعی نے فتویٰ دیا ہے،[1] الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی[2] اور کویت فائنانس ہاؤس کی فتویٰ و شرعی نگراں کمیٹی نے قرارداد[3] منظور کی ہے۔

- وکالت کے لحاظ سے ایل سی کے معاملات پر اجرت لینا جائز ہے، چاہے یہ مخصوص یکمشت رقم ہو یا کسی معلوم رقم کا متناسب حصہ ہو، کیونکہ یہ خدمات ادارے نے گاہک کے وکیل ہونے کی حیثیت سے انجام دی ہیں اور جمہور فقہائے کرام نے وکالت پر اجرت لینا جائز قرار دیا ہے[4] اور ایل سی کے وکالت سے متعلقہ معاملات میں ضمانت کے پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے اجرت لینے پر الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی نے قرارداد بھی منظور کی ہے۔[5]
- مختصر یا طویل مدتی قرض پر فیس کا تقاضہ کرنے کی حرمت کی دلیل، اسی طرح، دستاویزات اور مؤخر ادائیگی والی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی کٹوتی اور تمویل کی سہولت کی فراہمی پر اجرت کے ناجائز ہونے کی دلیل سود کی حرمت والی آیات واحادیث ہیں۔[6]

ایل سی میں ضمانات

- معیار کی شق ۳/۴ میں بیان کردہ ضمانات لینا جائز ہے کیونکہ نقد، ادھار یا سامان کا رہن رکھنا جائز ہے جب تک کہ رہن ایسی چیز ہو جس کا شرعی طور پر مالک بننا یا اس کو وجود میں لانا ممکن ہو۔ نیز یہ بھی جائز

---

(۱) فیصل بینک سوڈان کی مجلسِ شرعی کا فتویٰ نمبر ۱۴

(۲) الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۴۱۸

(۳) کویت فائنانس ہاؤس کی فتویٰ و شرعی نگراں کمیٹی کی قرارداد نمبر ۲۹۷

(۴) علاء الدین المرداوی، الانصاف (۱۳/۵۷۷)

(۵) الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۴۱۹

(۶) الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی نے قرارداد نمبر ۳۷۸ میں اس کی حرمت یوں تحریر کی ہے: "ایل سی کھلوانے والے گاہک پر کسی بھی طرح سود عائد کرنا ناجائز ہے چاہے وہ کسی بھی مرحلہ میں ہو"۔ کسی سہولت فراہم کرنے کی اجرت لینا اس لیے منع ہے کہ یہ سہولت قرض دینے کی ہے، لہٰذا جب قرض پر اجرت لینا ناجائز ہے تو قرض دینے کی تیاری پر اجرت لینا بطریقِ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ البرکہ کے آٹھویں اجلاس کے فتویٰ نمبر ۱۳ اور دلہ البرکہ گروپ کے شرعی مشیر کے جواب نمبر ۱ میں یہی مؤقف اختیار کیا گیا ہے۔

ہے کہ جس قرض کا رہن رکھا جا رہا ہے وہ فی الحال ذمہ میں واجب ہو یا مستقبل میں واجب ہونے والا ہو۔[1]

noorcentre.com

- جو سامان گاہک نے اپنے لیے خریدا ہو اس میں شرکت کر کے بینک کا اپنا حصہ گاہک کو ادھار فرخت کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ بیعِ عینہ ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔
- سائٹ ایل سی کے کاغذات اور کسی بینک کی طرف سے قبول کی گئی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کے ان کی قیمت سے کم پر لین دَین کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ بیع الدین کی ممنوعہ صورتوں میں داخل ہے۔

---

(۱) علاؤالدین السمرقندی، تحفۃ الفقہاء، سابقہ حوالہ، ۳/۵۴، -۵۴، علاء الدین المرداوی، الانصاف ۱۳/۳۵۹، محمد الحجاز، فتح العلام بشرح مرشد الانام فی الفقہ علی مذہب السادۃ الشافعیۃ ۵/۴۴، موفق الدین ابنِ قدامہ، المغنی ۶/۴۴۴ - ۴۴۵، ابی عبداللہ محمد بن محمد المغربی، مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل، دار الفکر، ط ۲، ۱۹۷۸ء، ۵/۵، دیکھیے: مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قرارداد نمبر ۸۶ (۹/۳) اور۔ البرکہ کے پانچویں اجلاس کا فتویٰ نمبر ۵ اور الراجحی بینک کارپوریشن کی مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۳۸۳ اور ۱۹۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ایل سی سے متعلق دستاویزات (DOCUMENTS OF CREDIT)

یہ ایل سی میں بیان کردہ سی معاملات کے دستاویزات ہوتے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں: بنیادی اور اضافی۔ بنیادی کی مثال: سامان کی ترسیل کے کاغذات، تجارتی رسید، بحری انشورنس پالیسی، مقامی سرٹیفکیٹ، قونصل خانہ کا سرٹیفکیٹ، ہنڈی [بل آف ایکسچینج]۔ اضافی کی مثال: وزن کا سرٹیفکیٹ، تجزیاتی سرٹیفکیٹ، انسپکشن سرٹیفکیٹ، گودام کی رسید، ڈلیوری آرڈر، پیکنگ انسپکشن سرٹیفکیٹ، ٹیسٹ سرٹیفکیٹ، آفات اور بیماری سے خالی ہونے کا سرٹیفکیٹ۔ اس طرح کے سرٹیفکیٹ سامانِ تجارت کی مخصوص صفات و خصوصیات کو یقینی بنانے اور عیوب سے محفوظ ہونے کے لیے طلب کیے جاتے ہیں۔ یہ سرٹیفکیٹ برآمدی و درآمدی ملکوں کے مجاز افسران سے بھی طلب کیے جاتے ہیں۔

بل آف لیڈنگ (Bill of Lading)

یہ سامان کی ترسیل کی دستاویزات میں سے مروجہ بنیادی دستاویز ہے۔ یہ سامان وصول کرنے کے مجاز فریق کی نشان دہی کرتا ہے، چاہے وہ اس بل آف لیڈنگ سے براہ راست مستفید ہونے والا ہو، یا وہ فریق ہو جس کے لیے وہ دستاویز تصدیق [endorse] کرکے بطورِ گروی رکھی ہوئی ہے، یا سامان کی وصولیابی کا وکیل۔ بل آف لیڈنگ عملی طور پر سمندری راستے کے ذریعہ ترسیل کے اس معاہدے کو نافذ کرتا ہے جو ترسیل کرانے والے اور جہاز راں کمپنی کے درمیان ہوتا ہے۔ عالمی خرید و فروخت کے معاہدوں کے مطابق ترسیل کبھی تو خریدار کی ذمہ داری ہوتی ہے اور کبھی فروخت کنندہ کی۔ سامان کی ترسیل کی دستاویزات میں یہ وہ واحد دستاویز ہے جس کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔

دستاویزات کا جائزہ (Examination of Documents)

noorcentre.com

ایل سی میں بیان کردہ خصوصیات سے دستاویزات کی مطابقت یقینی بنانے کے لیے یہ عمل کیا جاتا ہے۔ اس مطابقت کو یقینی بنانے کے لیے چار طرح کی شرائط خاص طور پر دیکھی جاتی ہیں:

- یہ دستاویزات ایل سی کی مقررہ مدت کے دوران ہی جمع کرائی جائیں۔
- یہ تعداد کے لحاظ سے مکمل ہوں۔
- ان میں ہم آہنگی ہو، ایک دوسرے سے مختلف نہ ہوں۔ ہر ایک تمام مطلوبہ تفصیلات پر مشتمل ہو اور ہر دستاویز اپنے مقصد کو بخوبی پورا کرتا ہو۔
- ایل سی کی تمام شرائط کے مطابق ہو۔

اگر ان میں سے کوئی ایک شرط، کسی ایک دستاویز میں نہیں پائی جائے تو بینک کے لیے لازمی ہے کہ وہ تمام دستاویزات، حتی کہ درست دستاویزات بھی واپس کردے۔

سائٹ ایل سی (Sight Credit)

ایل سی جاری یا توثیق کرنے والا بینک یا کوئی بھی ادائیگی کا ضامن بینک اس طرح کی ایل سی میں دستاویز کی قیمت کو فوراً ادا کرتا ہے جبکہ وہ ایل سی کی شرائط کے مطابق ہوں۔

یوزنس ایل سی (Deferred Payment Credit)

ایل سی جاری یا توثیق کرنے والا بینک اس طرح کی ایل سی میں دستاویز کی قیمت ایل سی میں تحریر کردہ مستقبل کی تاریخ پر ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے بشرطیکہ دستاویزات ایل سی کی شرائط کے مطابق ہوں۔ یہ قابلِ قبول ایل سی [Acceptable LC] سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس میں بینیفشری دستاویزات کے ساتھ ہنڈی [بل آف ایکسچینج] نہیں بھجواتا۔

قابلِ قبول ایل سی (Acceptance Credit)

یہ اس ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کو قبول کرنا ہے جو دستاویزات کے ساتھ منسلک ہوتا ہے یا بینک کی

noorcentre.com

طرف سے اس پر دستخط کرنا ہے۔ بالفاظِ دیگر، بینک مقررہ میعاد پر اس کی اصل قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔

دستاویزات کا لین دین (Negotiation of Documents)

یہ دستاویزات کی قیمت کی ادائیگی ہے یا اس سے منسلکہ ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کی خریداری ہے، یعنی اس کی کٹوتی کرنا۔ چاہے اس کی ادائیگی فوری طور پر واجب ہو یا کسی معلوم مدت کے بعد۔

دستاویزات کی منظوری۔ تحفظ کے ساتھ (Under Reserve)

ایسا تب ہوتا ہے جب بینک ایل سی کی شرائط سے مطابقت نہ ہونے کے باوجود اپنی ذمہ داری پر دستاویزات قبول کرلیتا ہے، اس کی قیمت ادا کردیتا ہے یا اس سے منسلکہ ہنڈی [بل آف ایکسچینج] قبول کردیتا ہے، اس شرط پر کہ اسے بینیفشری سے رجوع کرنے کا حق ہوگا اگر ایل سی کھولنے والے بینک نے دستاویزات کے ایل سی سے فرق کو قبول نہ کیا۔ ادائیگی کرنے والا بینک اس حق کو اکثر اس طرح محفوظ کرتا ہے کہ وہ بینیفشری کے بینک سے دستاویز کی قیمت کے بقدر لیٹر آف گارنٹی حاصل کرلیتا ہے۔

شپنگ گارنٹی (Shipping Guarantee)

ایل سی جاری کرنے والے بینک کی طرف سے یہ اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ وہ بل آف لیڈنگ موصول ہونے پر شپنگ کمپنی کو دے گا اور اس سے اپنی یہ گارنٹی واپس لے لے گا۔ شپنگ کمپنی اس صورت میں درآمد کنندہ کو سامان دے کر تمام ذمہ داریوں سے بری ہوتی ہے۔ اور درآمد کنندہ ایل سی جاری کرنے والے بینک کو ضمانت دیتا ہے کہ تمام تر عدمِ مطابقت کے باوجود، دستاویزات اس کے لیے قابلِ قبول ہوں گے۔ اس طرح کی گارنٹی اکثر اس وقت جاری کی جاتی ہے جب سامان تو آگیا ہو لیکن دستاویزات آنے میں تاخیر ہو۔

معاون بینک (Correspondent Bank)

یہ وہ بینک ہوتا ہے جسے ایل سی جاری کرنے والا بینک بینیفشری کو ایل سی کی اطلاع دینے کے لیے

مقرر کرتا ہے۔ قانون کی رو سے یہ بینک ایل سی کی رقم دینے کا پابند نہیں ہوتا، بلکہ اس کی ذمہ داری صرف ایل کھولنے والے بینک اور بینیفشری کے درمیان واسطے کا کام ہے۔ معاون بینک دراصل وہ بینک ہوتے ہیں جن کے ساتھ ادارہ اپنی جاری کردہ ایل سی کو قبول کرنے یا ان کی توثیق کرنے یا ان کی رقم کی ادائیگی کرنے کا مخصوص معاہدہ کرتا ہے۔

noorcentre.com

اگر بینیفشری کسی غیر معاون بینک کے ذریعے ایل سی بھیجنے کا مطالبہ کرتا ہے تو ادارہ اپنے کسی معاون بینک کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ بینیفشری کے نامزد کردہ بینک کے ذریعہ اسے ایل سی بھجوائے۔

ایل سی کی توثیق (Confirmation of the Credit)

یہ توثیق کرنے والے بینک کی ذمہ داری کو جاری کرنے والے بینک کی ذمہ داری سے ملا دینا ہے، اس طور پر کہ دونوں بینک بینیفشری کے سامنے ذمہ داری لیتے ہیں کہ اگر دستاویزات ایل سی کی شرائط کے مطابق ہوئیں تو وہ دونوں ادائیگی کے ذمے دار ہوں گے۔ بینیفشری کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان میں سے کسی بینک یا دونوں بینکوں سے مطالبہ کرے۔

ادائیگی کا ذمہ دار بینک (The Paying Bank)

یہ ایل سی کھولنے والے بینک کا ادائیگی میں معاون بینک ہوتا ہے، جس سے جاری کرنے والا بینک یہ معاہدہ کرتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے مقررہ تاریخ پر ادائیگی کر دے گا، تاہم وہ قانوناً اس ادائیگی کا پابند نہیں ہوتا۔

ادائیگی کرنے والا بینک (The Covering Bank)

یہ معاون بینکوں ہی کی ایک قسم ہوتی ہے جس کے پاس بینک اپنا اکاؤنٹ رکھتا ہے اور اس کو بینک کی طرف سے ادائیگی کا اختیار دیتا ہے جیسے ہی کوئی اس کے پاس دستاویز پیش کرے۔

قابلِ ٹرانسفر ایل سی (Transferable Credit)

یہ ایسی ناقابلِ فسخ ایل سی ہے جس کی رو سے پہلا بینیفشری نامزد بینک یا کسی بھی لائسنس یافتہ بینک

noorcentre.com

سے درخواست کرتا ہے کہ کلی یا جزوی طور پر ایک یا متعدد بینیفشری کو ادائیگی کرے، یا مستقبل میں ادائیگی کی ضمانت دے، یا بل قبول کرے یا بل کا لین دین کرے۔

بیک ٹو بیک ایل سی (Back to Back Credit)

یہ ناقابلِ فسخ ایل سی ہے جو کہ قابلِ ٹرانسفر ایل سی کی عدم دستیابی کے موقع پر اسی مقصد کے لیے جاری کی جاتی ہے جس مقصد کے لیے قابلِ ٹرانسفر ایل سی جاری کی جاتی ہے۔

ریوالونگ ایل سی (Revolving Credit)

یہ وہ ایل سی ہے جو محدود رقم اور مدت کے لیے کھولی جاتی ہے، البتہ اس کی رقم کی ہر مرتبہ کے استعمال پر خود بخود تجدید ہوتی رہتی ہے تاکہ بینیفشری کو ایل سی کی رقم کی حد میں اور ایل سی کے کار آمد رہنے کے دوران نئے معاملات کی دستاویزات پیش کرنے کی سہولت حاصل رہے۔

ایڈوانس پیمنٹ یا ریڈ کلاز ایل سی

اس ایل سی میں ایک پیراگراف سرخ سیاہی میں لکھا جاتا ہے تاکہ اس کی بیان کردہ ہدایات پر زیادہ توجہ دی جائے۔ اس طرح کی ایل سی میں مجاز بینک جس میں ایل سی کھولی گئی ہے اس سے یہ اختیار لیا جاتا ہے کہ وہ سامان کی ترسیل اور اور ادائیگی کے لیے ضروری دستاویزات کے پیش کرنے سے بھی پہلے ایل سی کی رقم کا ایک خاص فیصدی حصہ بینیفشری کو پیشگی ادا کرے گا۔

قابلِ خرید و فروخت ایل سی

یہ ایسی ایل سی ہے جس میں جاری کنندہ بینک معاون بینک کو قانونی اختیار دیتا ہے کہ وہ ایل سی کی بنیاد پر پیش ہونے والی ہنڈی [بل آف ایکسچینج] کو خرید لے جو جاری کنندہ بینک کی طرف سے فوری ادائیگی کے حامل ہوں یا مستقبل کی کسی تاریخ کو ادا کیے جائیں گے۔ اس طرح سے فروخت کنندہ تمام ضروری دستاویز پیش کرکے ایل سی کی رقم کو وصول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

جُعالہ

(ترمیم شدہ معیار)

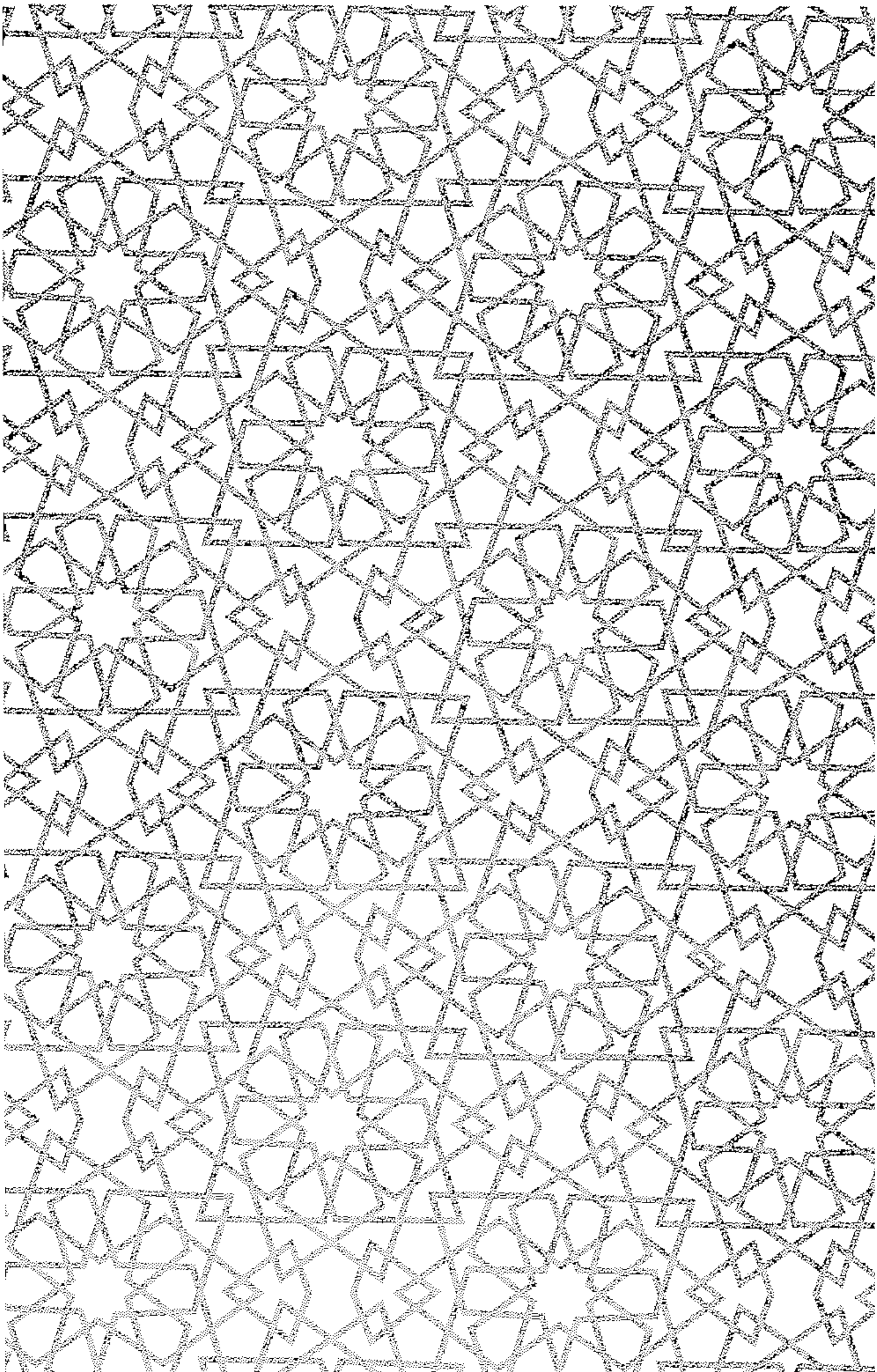

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۴۳۶
معیار کا متن ۴۳۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۴۳۷
۲- جعالہ کی تعریف ۴۳۷
۳- جعالہ کی مشروعیت ۴۳۷
۴- جعالہ کی شرعی حیثیت ۴۳۷
۵- جعالہ کے ارکان اور اس کی شرائط ۴۳۸
۶- جعالہ کو ختم کرنا ۴۴۱
۷- جعالہ کا اجارہ سے امتیاز ۴۴۱
۸- جعالہ کی تطبیقات ۴۴۲
۹- جعالہ کے معاملے میں اداروں کا کردار ۴۴۳
۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ ۴۴۴
معیار کی منظوری ۴۴۵
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۴۴۶
ضمیمہ (ب) شرعی احکامات کی بنیادیں ۴۴۸

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد جعالہ کی تعریف، اجارہ سے جعالہ کا فرق، جعالہ کے ارکان، اس کی شرائط، اس کی شرعی حیثیت، اس کے بنیادی احکامات اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں اس کی عملی صورتوں کو بیان کرنا ہے، چاہے مالیاتی ادارہ ان عملی صورتوں کو بطورِ جاعل (کام کروانے والے) انجام دے یا بطور عامل (کام کرنے والے) انجام دے، اگرچہ یہ معاملہ متوازی جعالہ ہی کے ذریعے ہو۔

والله الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار جعالہ کے بنیادی شرعی احکامات پر مشتمل ہے، اور ان مقامات میں جعالہ کی عملی صورتوں پر بھی مشتمل ہے جہاں عمل کی مقدار کی حدبندی ممکن نہیں اور عمل متعیّن کردہ وقت کے پورے دورانیہ میں جاری رہتا ہے۔

یہ معیار اثاثوں اور کسی عمل پر کیے گئے اجارہ پر مشتمل نہیں، اسی طرح یہ معیار دیکھ بھال (maintenance) کے معاملات، اور دیگر معاملات، مثلاً خرید وفروخت کے معاملے یا استصناع کے معاملے (ٹھیکیداری construction contract) کے ساتھ جڑی ہوئی دیکھ بھال کے معاملات کی شرائط پر بھی مشتمل نہیں۔

۲- جعالہ کی تعریف

جعالہ ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک فریق (جاعل) ایک معلوم عوض (جُعْل) ایسے شخص کو (عامل) دینے کا التزام کرتا ہے جو کسی معلوم یا غیر معلوم مدت میں ایک متعیّن نتیجہ پیش کرے۔

۳- جعالہ کی مشروعیت

جعالہ ایک ایسا جائز عقد ہے جس میں اس کے مقصودی نتیجے، یعنی مطلوب عمل کی تحدید ہی کافی ہے اور اس کے اندر موضوعِ عقد [عمل] میں جہالت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ جعالہ ان معاملات میں بھی ہوسکتا ہے جہاں اجارہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اجارہ میں عمل کی حدبندی ضروری ہوتی ہے۔

۴- جعالہ کی شرعی حیثیت

۱/۴ جعالہ کے فسخ سے متعلق آگے آنے والی شق ۶ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جعالہ میں اصل تو یہی ہے

noorcentre.com

کہ یہ لازم نہیں ہوتا، چنانچہ جاعل یا عامل میں سے ہر ایک کو محض اپنے ذاتی ارادے کی بنیاد پر جعالہ کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، ہاں اگر عامل کام شروع کردے تو جاعل پر یہ معاملہ لازم ہوجاتا ہے، اور اگر عامل کسی متعین مدت کے درمیان جعالہ کو فسخ نہ کرنے کا عہد کرلے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے۔

۲/۴ عامل کا جاعل کے اموال پر قبضہ امانت ہے۔ چنانچہ عامل صرف اسی صورت میں ضامن (ذمہ دار) ہوگا جبکہ اس کی طرف سے زیادتی، کوتاہی یا جاعل کی لگائی ہوئی شرطوں کی خلاف ورزی پائی جائے۔

۵- جعالہ کے ارکان اور اس کی شرائط

جعالہ کے ارکان یہ ہیں: معاملہ کرنے والے دونوں فریق (جاعل اور عامل)، ایجاب و قبول اور موضوعِ عقد (جعل اور عمل)۔

۱/۵ معاملہ کے دونوں فریق (جاعل اور عامل)

جاعل اور عامل میں معاملہ کرنے کی اہلیت کا پایا جانا شرط ہے۔ البتہ عامل کا متعین ہونا شرط نہیں، چنانچہ اگر ایجاب تمام لوگوں کے لیے ہو تو جعالہ کا معاملہ منعقد ہوجاتا ہے۔ اور جس جس کو ایجاب پہنچا ہے اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بذاتِ خود عمل کرے یا کسی اور کی مدد سے انجام دے۔ ہاں اگر عامل متعین ہو تو عامل کے لیے بذاتِ خود عمل کرنا ضروری ہے، یا جاعل کی صریح یا ضمنی رضامندی سے ان لوگوں کے ذریعے بھی کام کرواسکتا ہے جو اس کے زیرِ نگرانی یا زیرِ سرپرستی ہوں۔

۲/۵ عقد کے الفاظ

جعالہ کا معاملہ ہر ایسے ایجاب سے منعقد ہوجاتا ہے جو کسی خاص شخص یا تمام لوگوں کے لیے ہو، چاہے وہ ایجاب لفظ کے ذریعے کیا گیا ہو یا تحریر کے ذریعے، یا کسی بھی ایسے ذریعے سے کیا گیا ہو جو کام (عمل) کی طلب اور انعام (جعل) کے التزام پر دلالت کرتا ہو۔ عامل کا

قبول کرنا شرط نہیں۔

noorcentre.com

۳/۵ موضوعِ عقد (عمل اور انعام)

موضوعِ عقد [عقد کے محل] سے مراد وہ عمل ہے جس پر جعالہ کا معاملہ ہوا، اور وہ انعام ہے جس کا عمل کے بدلے التزام کیا گیا ہو۔

۱/۳/۵ عمل جس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے:

۱/۱/۳/۵ عمل کی مختلف صورتیں جن پر جعالہ کا معاملہ منعقد ہوتا ہے، درجِ ذیل ہیں:

(الف) وہ عمل جس پر معاملہ کرنے کا مقصد کسی نتیجہ کو وجود میں لانا ہو، مثلاً معدنیات نکلوانا۔

(ب) کوئی ایسی اطلاع جس میں جاعل کی کوئی غرض ہو، جیسے کوئی رپورٹ پیش کرنا، یا مفید معلومات کے لیے تحقیق کرنا، یا علمی خدمات انجام دینا جو مطلوبہ نتائج کے حصول کا ذریعہ بنیں، اور اس میں عمل کی کوئی مقدار متعین نہیں۔

(ج) عمل کی وہ صورت جس پر جعالہ کا معاملہ کرنے سے مقصود گمشدہ چیزوں کا لوٹانا اور اعلان کرنے والے کو واپس کرنا ہو۔

۲/۱/۳/۵ متعین مدّت کے اندر اندر کام کی انجام دہی کی شرط لگانا درست ہے، اس طور پر کہ عامل اس مدّت کے بعد انعام کا مستحق نہیں ہوگا البتہ اگر مدت پوری ہوجائے اور نتیجے کا تعیّن بالکل قریب ہو، تو اس صورت میں مدت خود بخود بڑھ جائے گی۔

۳/۱/۳/۵ اگر مدت پوری ہوجائے اور عامل نے اتنا کام کرلیا ہو جس سے جاعل فائدہ حاصل کرسکتا ہے، تو اس صورت میں عامل کے لیے رائج الوقت اجرت [اجرتِ مثل] ہوگی۔

noorcentre.com

۵/۳/۱/۴ عمل معلوم نہ ہونے کی صورت میں بھی جعالہ درست ہوجاتا ہے البتہ اس نتیجے کا تعیّن ضروری ہے جو عمل کے ذریعے مطلوب ہے۔

۵/۳/۱/۵ عمل کے اندر کسی قسم کی مشقت کا ہونا شرط ہے۔

۵/۳/۱/۶ یہ بھی شرط ہے کہ وہ عمل، عامل پر [پہلے سے] واجب نہ ہو۔

۵/۳/۲ انعام [جُعل]

۵/۳/۲/۱ انعام کا معلوم ہونا، شریعت کی نگاہ میں قیمت والا ہونا اور اس کو سپرد کرنے پر قدرت ہونا شرط ہے، چنانچہ اگر انعام معلوم نہ ہو، یا شریعت کی نگاہ میں قیمت والا نہ ہو، یا اس کے سپرد کرنے پر قدرت نہ ہو تو اجرتِ مثل دینا ضروری ہوگا۔

۵/۳/۲/۲ یہ جائز ہے کہ جس چیز پر جعالہ ہوا ہے، انعام اسی کا جزء ہو، مثلاً، اس دَین کا خاص حصہ جس کے وصول کرنے کے لیے جعالہ کا معاملہ ہوا، یا اس منصوبے سے متعین مدت تک فائدہ اٹھانا جس کی تکمیل کے لیے جعالہ کا معاملہ ہوا۔

۵/۳/۲/۳ اصول یہ ہے کہ عامل کام کی تکمیل اور جاعل کو اس کی حوالگی کے بعد ہی انعام کا مستحق ہوگا، البتہ درجِ ذیل صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں:

(الف) جب یہ بات واضح ہوجائے کہ عامل جس محل میں کام کر رہا تھا وہ جاعل کے علاوہ کسی اور کی ملکیت ہے اور اس دوسرے شخص کے لیے اس کا عدالت کی طرف سے فیصلہ بھی ہوچکا ہے تو اس صورت میں عامل کو پورا انعام دیا جائے گا۔

(ب) جب عامل کے کام کے دوران عامل کی زیادتی یا کوتاہی کے بغیر کوئی ایسی بات پیش آجائے جس سے اس چیز کی قیمت میں کمی واقع ہوجائے، تب بھی عامل پورے انعام کا حقدار ہوگا۔

۵/۳/۲/۴ یہ شرط لگانے میں کوئی مانع نہیں کہ عقد کے وقت یا عقد کے بعد پورا انعام

یا انعام کا کوئی جزء پیشگی ادا کیا جائے گا، اگرچہ پورا کام مکمل نہ ہوا ہو، البتہ اسے حساب میں شامل ادائیگی سمجھا جائے گا، اور عامل اس وقت تک اس کا حتمی طور پر مستحق نہیں ہوگا جب تک کہ نتیجے کا تعیّن نہ ہو جائے، اور استحقاق نہ ہونے کی صورت میں جاعل کو انعام واپس طلب کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

noorcentre.com

۶- جعالہ کو ختم کرنا

۶/۱ اگر کام شروع ہونے سے پہلے ہی جاعل یا عامل، جعالہ کے معاملے کو ختم کر دے تو عامل کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔

۶/۲ عامل کے کام شروع کرنے کے بعد اگر جاعل اس کو کام سے روک دے تو جاعل اجرتِ مثل دینے کا پابند ہوگا۔

۶/۳ اگر عامل کام شروع کرنے کے بعد جعالہ کے معاملہ کو فسخ کر دے تو اس کے لیے جاعل پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی اِلّا یہ کہ ان دونوں نے اس کے برخلاف کسی بات پر اتفاق کر لیا ہو۔

۶/۴ اگر جعالہ کا معاملہ کسی ایسے سبب کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے جس میں عامل کا کوئی عمل دخل نہیں، اور صورتِ حال یہ ہو کہ جاعل نے عمل سے فائدہ بھی حاصل کر لیا ہو تو جتنا جاعل نے عمل سے فائدہ اٹھایا ہے اسی کے بقدر عامل انعام کا حقدار ہوگا۔

۷- جعالہ کا اجارہ سے امتیاز

جعالہ چند پہلوؤں میں اجارہ سے مختلف ہے، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

۷/۱ جاعل کی طرف سے صرف مطلوب نتیجے کی حد بندی پر اکتفاء کرتے ہوئے جعالہ درست ہو جاتا ہے اگرچہ عمل متعین نہ ہو۔

۷/۲ جعالہ قبول کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔

۷/۳ انعام کا استحقاق عمل کے پورا ہونے اور اس کی حوالگی پر موقوف ہوتا ہے۔

۷/۴ جعالہ غیر متعیّن افراد کے ساتھ بھی صحیح ہو جاتا ہے۔

noorcentre.com

۵/۷ جعالہ اصلاً لازم نہیں ہوتا جبکہ اجارہ اصلاً لازم ہوتا ہے۔

۸- جعالہ کی تطبیقات

ان مقامات پر جہاں عمل کی حدبندی ممکن نہیں ہوتی اور جہالت کو نظر انداز کیا جاتا ہے وہاں جعالہ کی جدید صورتیں یہ ہیں:

۱/۸ معدنیات کی تلاش اور پانی نکلوانا

جعالہ معدنیات کی تلاش اور پانی نکلوانے کے عمل کے لیے اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ عمل کی مقدار و مدت کو مدِ نظر رکھے بغیر انعام کا استحقاق معدنیات یا پانی تک پہنچنے کے ساتھ مشروط ہو۔

۲/۸ قرضوں کی وصولیابی

جعالہ قرضوں کی وصولیابی کے لیے اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ انعام پورے قرض کی وصول یابی کے ساتھ مشروط ہو، اس صورت میں عامل پورے قرض کی وصولیابی پر پورے انعام کا مستحق ہوگا۔ یا انعام قرض کی کسی خاص مقدار کی وصولیابی کے ساتھ مشروط ہو، اس صورت میں قرض کے جتنے حصے کی وصولیابی ہوئی ہے اس کے بقدر عامل انعام کا حقدار ہوگا۔

۳/۸ جائز تمویلی سہولیات کا حصول

۱/۳/۸ جائز تمویلی سہولیات کے حصول سے مراد یہ ہے کہ عامل ایسے کاموں کی ذمہ داری اٹھائے جن کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ مالیاتی اداروں کو جاعل کے حق میں سہولیات دینے پر یا اجتماعی تمویل (syndicated financing) پر راضی کرلے۔

۲/۳/۸ جعالہ سہولیات کے حصول پر صرف اسی صورت میں منطبق ہوتا ہے کہ جعالہ کے درست ہونے کی شرط ملحوظ رکھی جائے، اور وہ شرط یہ ہے کہ جس چیز پر جعالہ ہو رہا ہو وہ شرعاً جائز ہو، مثلاً ایسے مرابحہ کے ذریعے دین کی تخلیق جس میں ثمن کی

ادائیگی مؤجّل ہو، یا مؤجّل اجرت پر کرائے داری کا معاملہ، یا بغیر کسی سودی فائدے کے قرض دینا، یا لیٹر آف گارنٹی کا اجراء، یا لیٹر آف کریڈٹ کھلوانا، بشرطیکہ اس کو
noorcentre.com
اداروں کے درمیان تعامل، عرف یا شرط کے نتیجہ میں، سودی قرضوں کے معاملات کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

۴/۸ بروکری

جعالہ بروکری پر اس طرح منطبق ہوتا ہے کہ انعام کا استحقاق اس عقد کو مکمل کرانے کے ساتھ مشروط ہو جس کے لیے یہ بیچ کا واسطہ اختیار کیا گیا ہے۔

۵/۸ دریافتوں، ایجادات اور ڈیزائن کی تحقیق

جعالہ کا استعمال علمی، سائنسی تحقیق و تدقیق، جدید ایجادات اور ڈیزائن میں بھی ہوتا ہے، جیسے علامتی نشانات، تجارتی علامات [ٹریڈ مارک] اور اس صورت میں انعام کا استحقاق جاعل کی بیان کردہ شرائط کے مطابق دریافتوں کے حصول، نئی ایجاد کی رجسٹریشن یا نئے ڈیزائن بنانے کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔

۹- جعالہ کے معاملے میں اداروں کا کردار

۱/۹ ادارے کے لیے جائز ہے کہ جعالہ میں اس کی حیثیت عامل کی ہو، اس طرح کہ وہ ایسے عمل پر جعالہ کا معاملہ کرے جو دوسرے [جاعل] کے لیے فائدہ مند ہو، چاہے ادارہ بذاتِ خود عمل انجام دے یا کسی ایسے [شخص یا ادارے] کے ذریعے عمل کروائے جس کے ساتھ ادارے نے جعالہ کا ایک اور معاملہ کیا ہوا ہو، چنانچہ اس طرح یہ متوازی جعالہ کی قبیل سے ہو جائے گا، البتہ یہ تب ہے جب ادارے پر بذاتِ خود کام کرنے کی شرط عائد نہ کی گئی ہو۔ نیز یہ ضروری ہے کہ جعالہ کے دونوں معاملات کے درمیان کوئی ربط نہ ہو۔

۲/۹ ادارے کے لیے جائز ہے کہ جعالہ میں ادارے کی حیثیت اس شخص کے لیے جاعل کی ہو جو ادارے کے لیے عمل پیش کرے، چاہے عمل سے ادارہ خود مستفید ہو یا اس ذمہ داری کو

noorcentre.com

پورا کرنے کے لیے ہو جس کا التزام دوسرے کے لیے فائدہ مند جعالہ میں ادارے نے کیا ہے (متوازی جعالہ)، دونوں جعالہ کے درمیان ربط نہ ہونے کی رعایت ضروری ہے۔

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کا اجراء ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے دسویں اجلاس میں، جو ۲-۷ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، جعالہ کے شرعی معیار کی منظوری دی۔[1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب میں منعقدہ اپنے اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۹-۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد اپنے ساتویں اجلاس میں جعالہ کے لیے شرعی معیار کی ترجیحی بنیادوں پر تیاری کی ہدایات دیں۔

بروز ہفتہ ۱۴ شوّال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۰۱ء کو شرعی تحقیق پر مشتمل مقالہ کی تیاری اور معیار کے منصوبے کے لیے مسودے کی تیاری کی غرض سے شرعی مشیر کی تقرری کی گئی۔

۷ صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲ اپریل ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقد اپنے پہلے اجلاس میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے معیار کے منصوبے کا جائزہ لیا اور اس میں کچھ تبدیلیاں کیں۔

۲۰-۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ مطابق ۱-۲ جون ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقد اپنے دوسرے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے معیار کے منصوبے کے مسودے کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر کو اس بات کا پابند کیا کہ جائزے اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں جو ضروری تبدیلیاں کی گئی ہیں ان کو شامل کیا جائے۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق یکم جولائی ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقد اپنے تیسرے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے معیار کے منصوبے کے مسودے کا جائزہ لیا اور جو مناسب ترامیم پیشِ نظر تھیں وہ معیار کے منصوبے کے مسودے میں شامل کیں تاکہ اس کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

۱۱-۱۶ رمضان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶-۲۱ نومبر ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد مجلسِ شرعی کے نویں اجلاس میں معیار کے منصوبے کا مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے معیار کے منصوبے کے مسودے میں ترامیم کیں اور مذکورہ مسودے کو ماہرین اور متعلقہ حضرات کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں مسودے پر غور وفکر کے لیے ان حضرات کی آراء سامنے آسکیں۔

بورڈ کی جانب سے ۱۸ ذی الحجۃ ۱۴۲۳ھ ۱۹ مطابق فروری ۲۰۰۳ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا گیا، اس جلسہ میں تیس سے زائد مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرموں کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ جلسہ سے قبل بھیجے گئے ملاحظات اور جلسہ کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات کی سماعت کی گئی۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ممبران نے اعتراضات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

noorcentre.com

۲ محرم ۱۴۲۴ھ ۵ مطابق مارچ ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے بحرین میں منعقد اپنے اجلاس میں عوامی جلسۂ سماعت کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات اور بورڈ کو ارسال کیے گئے تحریری اعتراضات کا جائزہ لیا اور ان کی روشنی میں مسودے میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد مجلسِ شرعی نے اپنے دسویں (۱۰) اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کا جائزہ لیا، اور مناسب ترامیم کا اضافہ کیا۔ بالآخر مجلسِ شرعی نے اس معیار کی بعض شقوں کی متفقہ طور پر اور بعض کی غالب رائے کی بنیاد پر منظوری دی، جیسا کہ مجلسِ شرعی کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

شرعی معیارات پر نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی نے ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء میں قطر میں منعقد اپنے اجلاس کے اندر معیار پر نظرِ ثانی کی، غور وفکر اور جائزے کے بعد کمیٹی نے حذف واضافہ اور نئی ترتیب پر مشتمل مناسب ترامیم کا ایک مجموعہ تیار کیا اور اس میں سے مناسب ترامیم کی منظوری کے لیے اسے مجلسِ شرعی کو بھیج دیا گیا۔

۲۷-۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴-۱۶ جون ۲۰۱۵ء کے دورانیہ میں سعودی عرب کے اندر اپنے اکتالیسویں (۴۱) اجلاس میں مجلسِ شرعی نے نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی کی جانب سے پیش کردہ ترامیم کا جائزہ لیا۔ غور وفکر کے بعد جو ترامیم مناسب لگیں ان کو برقرار رکھا، اور معیار کی اس ترمیم شدہ موجودہ شکل میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکامات کی بنیادیں

جعالہ کی مشروعیت

جمہور فقہاء کے نزدیک جعالہ کا معاملہ جائز معاملات میں سے ایک ہے اور اس کا جواز قرآن وحدیث، اجماع اور عقلی دلائل سے ثابت ہے۔

قرآنِ کریم: حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کے قصے میں پیالہ گم ہوجانے کے اعلان کے بعد قرآنِ کریم میں ذکر ہے کہ: "اور جو شخص اسے لاکر دے گا، اس کو ایک اونٹ کا بوجھ (انعام میں) ملے گا، اور میں اس (انعام کے دلوانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں"۔ (۱)

حدیث: حدیث سے دلیل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے (۲) جس میں ان کے طریقۂ علاج سے قبیلے کے سردار کی صحت یابی کی صورت میں انعام کی شرط رکھی گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ فی نفسہٖ جعالہ پر تو تمام فقہاء کا اجماع ہے اگرچہ اس کے دائرہ کار میں اختلاف ہے، مثلاً بعض فقہاء نے انعام کو صرف بھاگے ہوئے غلام کو واپس لانے کی صورت کے ساتھ خاص کیا ہے، جیسا کہ حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔

جہاں تک عقلی دلیل کا تعلق ہے تو ضرورت ان کاموں میں جعالہ کا تقاضہ کرتی ہے جن پر کوئی شخص خود بھی قادر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ایسا شخص اس کو میسر ہوتا ہے جو وہ کام بلاعوض انجام دے سکے، نیز ایک

---

(۱) سورۃ یوسف: ۷۲۔

(۲) اس کی تخریج امام بخاری نے اپنی صحیح میں کی ہے، ۲۱۶۶/۵ ط، الیمامہ۔

وجہ یہ بھی ہے کہ جعالہ ان مقامات پر بھی درست ہوجاتا ہے جہاں اجارہ کا معاملہ نہیں ہوسکتا، مثلاً نامعلوم جگہ سے گمشدہ چیز کو واپس لانا۔

noorcentre.com

جعالہ کی شرعی حیثیت

- جعالہ میں اصل یہ ہے کہ جعالہ جاعل کے حق میں لازم نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جعالہ در حقیقت استحقاق کو شرط کے ساتھ معلق کرنا ہے۔ چنانچہ یہ وصیت جیسا ہوگیا، اور وصیت لازم نہیں ہوتی۔ عامل کے حق میں جعالہ کے غیر لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں عمل واضح نہیں ہوتا، چنانچہ یہ مضاربت جیسا ہوگیا، اور مضاربت بھی لازم نہیں ہوتی۔
- کام شروع کرنے سے جعالہ لازم ہوجاتا ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اس میں کام شروع کرنا ایسا ہی ہے جیسے مضاربت میں کام شروع کردینا، چنانچہ اس صورت میں مالکیہ کے قول کے مطابق مضاربت کی طرح جعالہ بھی لازم ہوجائے گا۔ جعالہ کی مدت کے دوران جعالہ کو فسخ نہ کرنے کا عہد کرنے سے اس کے لازم ہوجانے کی دلیل یہ ہے کہ یکطرفہ طور پر جعالہ ختم کردینا یا تو عامل کی محنت کو ضائع کرنا ہے، یا جاعل کو ضرر پہنچانا ہے۔
- کام شروع کرنے کے بعد جعالہ کے ختم ہوجانے کی صورت میں عامل کے لیے رائج انعام [جعلِ مثل] کے استحقاق کی دلیل یہ ہے کہ عامل کی طرف سے جو محنت ہوئی ہے وہ معتبر ہے، چنانچہ اس کا حق نہیں مارا جائے گا، لہٰذا جتنا اس نے کام کیا ہے اس کے مطابق رائج انعام کے لیے وہ رجوع کرسکتا ہے، جیسا کہ اجارہ میں عیب کی وجہ سے اجارہ ختم ہوجانے کی صورت میں ہوتا ہے۔

جعالہ کے ارکان اور اس کی شرائط

- جعالہ کے ارکان (معاملہ کرنے کرنے والے دونوں فریق، ایجاب وقبول، عمل، انعام) کے وجوبی طور پر پائے جانے کی دلیل یہ کہ جعالہ ایک معاملہ (عقد) ہے، چنانچہ ضروری ہے کہ اس میں یہ تمام چیزیں پائی جائیں۔ اور چونکہ یہ معاوضے کا معاملہ ہے لہٰذا ایجاب وقبول بھی ضروری ہے تاکہ مطلوب کام اور معاوضے کی مقدار معلوم ہوسکے۔

noorcentre.com

- اگر عامل کے لیے بذاتِ خود کام کرنا شرط نہ ہو تو اس صورت میں اس کے کسی اور سے مدد لینے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ جعالہ وکالہ کی طرح ہے، اور وکالہ میں مدد لینا جائز ہے۔
- عامل کے تعیّن کا شرط نہ ہونا اور جعالہ کا ایسے ایجاب سے صحیح ہو جانا جو سب کے لیے ہو، اس بنیاد پر ہے کہ جاعل کو در حقیقت معلوم نہیں ہوتا کہ کون اس کے مطلوبہ کام کو انجام دے سکے گا۔
- اگر عامل متعیّن نہ ہو تو اس کی طرف سے قبول کے شرط نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں عامل سے قبول کرنے کا مطالبہ ہی محال ہے۔
- عمل معلوم نہ ہونے کے صحیح ہونے کی دلیل حاجت ہے اور ساتھ ساتھ یہ وجہ بھی ہے کہ عمل کی مقدار کی حدبندی کرنا ممکن نہیں۔
- انعام معلوم ہونے کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ یہ اجرت کی طرح ایک عوض ہے اور پھر یہ کہ عوض کی جہالت کے ہوتے ہوئے جعالہ کے جواز کا قول اختیار کرنے کی کوئی حاجت بھی نہیں، بخلاف عامل اور عمل کی جہالت کے۔
- متعین کردہ انعام کے فاسد ہونے کی صورت میں رائج اجرت کی طرف رجوع کرنے کی دلیل اجارہ پر قیاس ہے، جس میں بیان کردہ اجرت کے فاسد ہونے کی صورت میں اجرتِ مثل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔
- اس جواز کی دلیل کہ انعام جعالہ کے محل (کام) کا جزء ہو سکتا ہے باوجود یہ کہ جعالہ کا محل غیر معلوم اور غیر موجود ہوتا ہے، یہ ہے کہ یہ ایسی لاعلمی ہے جو نہ حوالگی سے مانع ہے اور نہ ہی اس میں غرر (غیر یقینی صورتِ حال) ہے، کیونکہ عامل انعام کا مستحق ہی نہیں ہوتا اِلّا یہ کہ وہ کام کردے۔
- اس بات کی دلیل کہ انعام کا استحقاق صرف کام مکمل کرنے اور اس کی حوالگی کے بعد ہی ہوگا، یہ ہے کہ جعالہ میں عمل غیر محدود اور غیر معلوم ہوتا ہے، چنانچہ (کام ہونے سے پہلے) انعام دینے کی شرط لگانا ایسے عوض کی شرط لگانے کی طرح ہے جس کے بدلے میں کوئی چیز نہیں، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کام مکمل نہیں ہوتا۔

جعالہ کی تطبیقات

noorcentre.com

- ادارے کے لیے بحیثیتِ عامل یا جاعل جعالہ کے معاملہ کا جواز اس وجہ سے ہے کہ جعالہ ایک جائز معاملہ ہے، چنانچہ اس میں شخصِ حقیقی اور شخصِ قانونی برابر ہیں۔
- قرضوں کی وصولیابی اور اس طرح وہ تمام کام جن کا ذکر معیار میں گزرا ہے، ان کے لیے جعالہ کے درست ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے کام ہیں جن کی حد بندی کرنا انتہائی دشوار ہے، چنانچہ ان میں اجارہ تو ہو نہیں سکتا، جبکہ جعالہ عمل معلوم نہ ہونے کی صورت میں بھی جائز ہے۔

noorcentre.com

تجارتی دستاویزات

(ترمیم شدہ معیار)

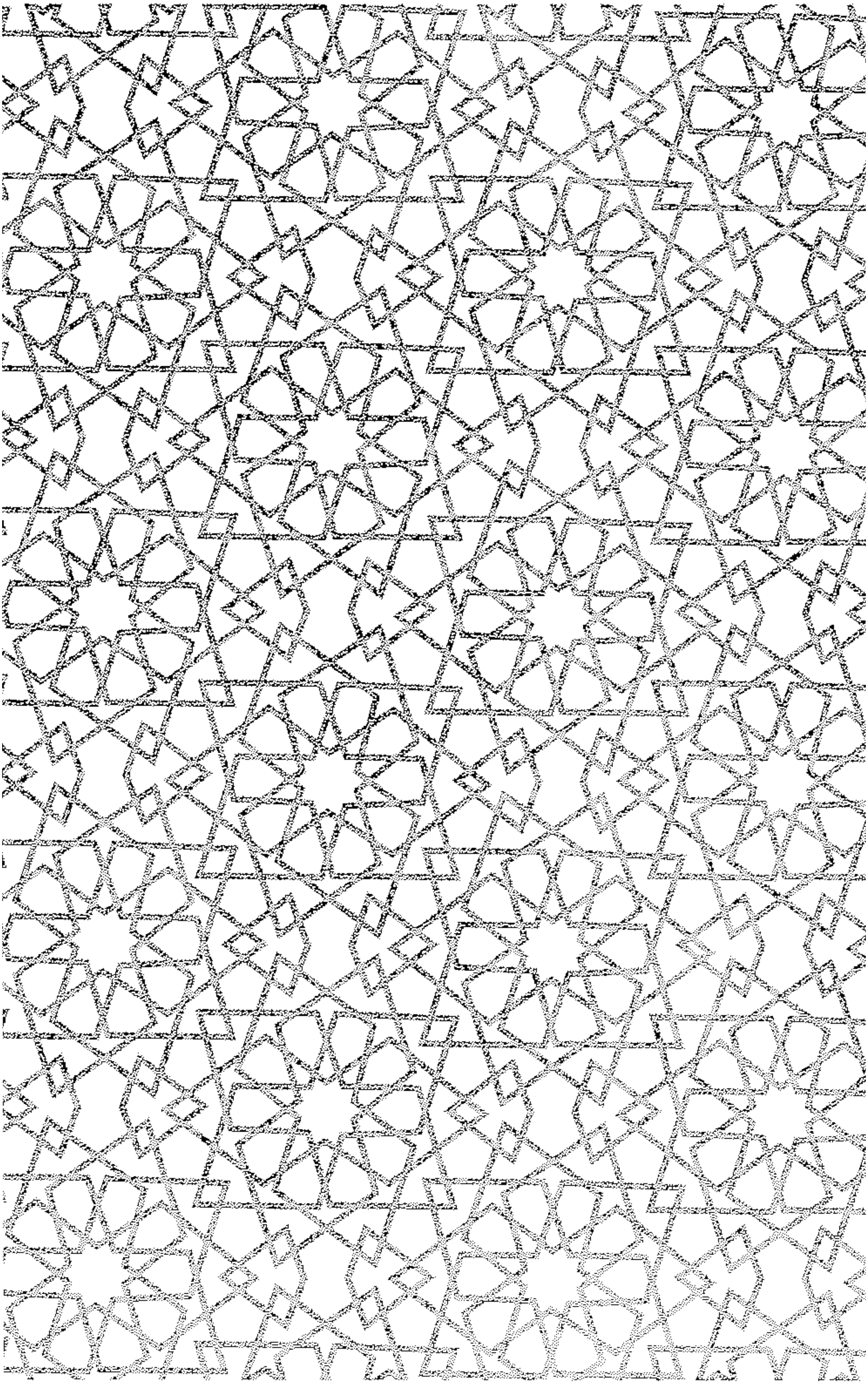

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۴۵۶
معیار کا متن ۴۵۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۴۵۷
۲- تجارتی دستاویزات کی تعریف اور شرعی حیثیت ۴۵۷
۳- تجارتی دستاویزات کے ذریعہ لین دین کا حکم ۴۵۸
۴- تجارتی دستاویزات کی توثیق ۴۵۹
۵- تجارتی دستاویزات پر لکھی گئی رقم کا حصول ۴۵۹
۶- تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا ۴۵۹
۷- تجارتی دستاویزات پر قبضہ کرنا ۴۶۰
۸- تجارتی دستاویز کا عوض قبول کرنا ۴۶۱
۹- معیار کے اجرا کی تاریخ ۴۶۱
معیار کی منظوری ۴۶۲
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۴۶۳
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۴۶۵
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۴۷۲

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد، تجارتی دستاویزات کی اقسام کے جواز و عدم جواز، ان کے لین دین، ان کے حصول، ان کو بٹہ لگانے، ان پر قبضہ کرنے اور ان کے ذریعے ادائیگی کرنے کے احکام بیان کرنا ہے اور اس کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے تجارتی دستاویزات میں معاملہ کرنے سے متعلق شرعی اصول و قواعد کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

---

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان تجارتی دستاویزات پر مشتمل ہے، جو جنیوا قانونِ یکسانیت برائے تجارتی دستاویزات[1] کے تحت آتی ہیں، ان میں ہنڈی، وعدہ نامہ اور چیک شامل ہیں، جبکہ ان کے ساتھ شریعتِ اسلامیہ کے احکام اور اصولوں کے مطابق معاملہ کیا جائے۔

اس معیار میں مذکورہ بالا تین اقسام کے علاوہ اور کسی بھی قسم کی تجارتی دستاویزات شامل نہیں۔

۲- تجارتی دستاویزات کی تعریف اور شرعی حیثیت

۱/۲ ہنڈی[bill of exchange]: یہ ایک فریق کی جانب سے غیر مشروط حکم پر مشتمل دستخط شدہ، تحریری دستاویز ہے، جس میں فریقِ ثانی کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ فریقِ ثالث، اس کی جانب سے مقرر کردہ شخص یا حاملِ دستاویز کو مطالبہ پر، یا ایک مخصوص مدت کے اندر اندر یا کسی متعیّن یا قابلِ تعیّن تاریخ پر ایک مخصوص رقم ادا کرے۔

۲/۲ وعدہ نامہ[promissory note]: یہ ایک ایسی دستاویز ہے، جس کا لکھنے والا (مدیون) یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ دوسرے فریق (مستفید/دائن) کو مطالبہ پر یا کسی متعیّن یا قابلِ تعیّن تاریخ پر ایک مخصوص رقم کی ادائیگی کرے گا۔ شرعی اعتبار سے یہ ذمہ میں واجب شے کی وصولی کو یقینی بنانے والی دستاویز ہے۔

۳/۲ چیک: یہ ایک فریق کی جانب سے جاری کی جانے والی دستاویز ہے، جس میں دوسرے فریق کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ فریقِ ثالث (حاملِ دستاویز) کو محض مطالبہ پر ایک مخصوص رقم ادا

---

(۱) یہ قانون ۱۳۴۹/۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۰/۱۹۳۱ء کو جاری کیا گیا اور کئی ممالک کی جانب سے اس کی منظوری دی گئی۔

noorcentre.com

کرے۔ اگر رقم نکالنے والا فریقِ ثانی کو قرض دے رہا ہو تو یہ شرعی اعتبار سے یہ حوالۂ مقیدہ ہوگا، بصورتِ دیگر رقم نکالنے والے کی نسبت سے اس کو حوالۂ مطلقہ سمجھا جائے گا۔

۳- تجارتی دستاویزات کے ذریعہ لین دین کا حکم

۱/۳ تجارتی دستاویزات کی مذکورہ تینوں اقسام (ہنڈی، وعدہ نامہ اور چیک) کے ذریعے لین دین کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کے لین دین میں شریعت کی خلاف ورزی نہ پائی جائے، مثلاً سود اور ایسی تاخیر جو شرعاً ممنوع ہے، جیسا کہ آگے والی شقوں میں تفصیلاً بیان ہوگا۔

۲/۳ ہنڈی اور وعدہ نامہ کو ان معاملات میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، جن میں فوری قبضہ ضروری ہوتا ہے، مثلاً ان دستاویزات کو صَرف کے معاملہ میں بطورِ عوض یا سلم میں بطورِ راس المال [سرمایہ] استعمال کرنا۔

۳/۳ چیک کے ذریعے مندرجہ ذیل معاملات اور حالات میں لین دین کیا جاسکتا ہے:

۱/۳/۳ جب چیک جاری کرنے والے کے اکاؤنٹ میں رقم موجود ہو اور گاہک اس چیک کے ذریعے بینک سے رقم نکالے، یا بینک کسی اور بینک سے رقم نکالے یا بینک اپنے ہی بینک سے یا اپنی کسی دوسری شاخ سے رقم نکالے۔

۲/۳/۳ جب چیک جاری کرنے والے کے اکاؤنٹ میں رقم موجود نہ ہو اور گاہک اس چیک کے ذریعے بینک سے رقم نکالے، یا بینک کسی اور بینک سے رقم نکالے یا بینک اپنے ہی بینک سے یا اپنی کسی دوسری شاخ سے رقم نکالے (یعنی اوور ڈرافٹ)، یہ شرعی اعتبار سے قرض ہے اور اس کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ رقم کا اخراج سود کا باعث نہ بنے۔

۳/۳/۳ کراس چیک، جو ادائیگی کرنے والے بینک کو اپنی مخصوص شرائط کے مطابق ادائیگی پر مجبور کرتا ہے۔

۳/۳/۴ اکاؤنٹ کے ساتھ مخصوص چیک: یہ ادائیگی کرنے والے بینک کو اپنی مخصوص شرائط کے مطابق ادائیگی پر مجبور کرتا ہے اور یہ ادائیگی حاملِ چیک کے اکاؤنٹ میں رقم ڈال کر کی جاتی ہے۔

noorcentre.com

۳/۳/۵ سیاحتی چیک [ٹریلولرز چیک]: چیک جاری کرنے والے اداروں کے لیے جائز ہے وہ اس اجرا میں واسطہ بننے کے عوض کمیشن لیں، یا اس کے ذریعے ادائیگی کے وقت کمیشن لیں، بشرطیکہ اس میں کوئی سودی فائدہ شامل نہ ہو۔

۴- تجارتی دستاویزات کی توثیق

اگر تمام متعلقہ قوانین اور شرائط کی پابندی کی جائے تو توثیق [endorsement] کی تمام اقسام سے مرتب ہونے والے اثرات کو لازم سمجھا جائے گا۔

۵- تجارتی دستاویزات پر لکھی گئی رقم کا حصول

تجارتی دستاویزات کا حصول در اصل وکالت کا معاملہ ہے، جس میں گاہک کی جانب سے ادارے کو دستاویز کی قیمت وصول کرنے کا وکیل بنایا جاتا ہے اور ادارہ گاہک کے ساتھ باہمی اتفاق سے طے ہونے والی اجرت کا حقدار ہوتا ہے۔ اگر گاہک کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ کیا گیا ہو تو اداروں کے مابین رائج عرف کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

۶- تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا

۶/۱ تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا [discountring] جائز نہیں ہے، البتہ دستاویز کی مدت گذرنے سے پہلے اولین مستفید (جو کہ دائن ہے) کو اس کے عوض میں دستاویز کی اصل قیمت سے کم رقم ادا کی جائے۔

۶/۲ تجارتی دستاویز، جس کی مدت ابھی باقی ہو اسے اصل قیمت (ربا النسیئۃ کی وجہ سے) یا زیادہ قیمت (ربا النسیئۃ اور ربا الفضل دونوں کی وجہ سے) کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں۔

noorcentre.com

۳/۶ ایسی تجارتی دستاویز جس کی مدت ابھی باقی ہو، اس کے مستفید کے لیے جائز ہے کہ وہ اسے کسی سامان یا منفعت کے ثمن کے طور پر ادا کرے، بشرطیکہ وہ سامان صفات کے ذریعے واضح نہ کیا گیا ہو، بلکہ متعین ہو اور اس نے اس سامان یا منفعت پر حقیقی یا حکمی قبضہ بھی کر لیا ہو (سامان کے بدلے دَین کو بیچ لگانا)۔

۴/۶ تجارتی دستاویز کے حامل کے لیے اس دستاویز کے ذریعے اس طرح سامان خریدنا جائز ہے کہ وہ سامان اتنی مدت کے بعد حوالے کیا جائے گا، جتنی مدت اس دستاویز کی باقی ہے اور جب یہ ادائیگی حاملِ دستاویز پر لازم ہو جائے، چنانچہ وہ اس دستاویز کے ذریعے اپنے مدیون کو اپنے مقروض سے وصولی کا حق دے دے گا۔ یہ حوالہ کی ایک صورت بن جائے گی۔

۷- تجارتی دستاویزات پر قبضہ کرنا

۱/۷ جب فوری ادائیگی کا متقاضی چیک، بینک کا چیک ہو، تصدیق شدہ چیک ہو یا تصدیق شدہ چیک کے حکم میں ہو یعنی اس کے کھاتے میں ایک مخصوص رقم کو روک لیا گیا ہو، تو اس کو حوالے کرنا اس رقم پر حکمی قبضہ کروانا ہے جو اس چیک پر لکھی ہوئی ہے اور یہ اس وقت ہے جب بینک آپس میں یا اپنی شاخوں کے مابین اس چیک کا معاملہ کریں۔ اسی بناء پر یہ چیک ان معاملات میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے جن میں فوری قبضہ ضروری ہوتا ہے، جیسا کہ صَرف کا معاملہ کرنا یا چیک کے ذریعے سونے چاندی کو خریدنا، یا سَلَم میں چیک کے ذریعے ادائیگی کرنا۔

۲/۷ جب فوری ادائیگی کا متقاضی چیک، بینک کا چیک نہ ہو، نہ ہی وہ تصدیق شدہ چیک ہو اور نہ ہی تصدیق شدہ چیک کے حکم میں ہو تو اس کو حوالے کرنا، لکھی ہوئی رقم پر حکمی قبضہ کے قائم مقام نہ ہوگا، لہٰذا اس کو ادائیگی کے لیے ان معاملات میں استعمال کرنا جائز نہ ہوگا، جن میں فوری قبضہ ضروری ہوتا ہے۔

۳/۷ بینکوں میں رقم کے انتقال کے لیے جاری کیے جانے والے چیک کے ذریعے معاملہ کرنا

اس صورت میں جائز ہے، جب منتقل کی جانے والی رقم، واجب الاداء رقم کی جنس [کرنسی] سے ہو۔ اگر وہ واجب الاداء رقم کی جنس سے نہ ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ پہلے حکمی قبضہ پر اکتفا کرتے ہوئے ان دونوں میں عقدِ صرف جاری کیا جائے، اس کے بعد منتقل کیا جائے۔ اس طرح یہ صرف اور حوالہ کی اجتماعی صورت بن جائے گی۔

noorcentre.com

۸- تجارتی دستاویز کا عوض قبول کرنا

۱/۸ ادائیگی کرنے والے کی جانب سے، تجارتی دستاویز کی قیمت کو قبول کرنا در اصل ایک وعدہ اور التزام ہے کہ ادائیگی کرنے والا حاملِ دستاویز کو مدت کے خاتمہ پر اس دَین کی ادائیگی کرے گا جو اس دستاویز پر لکھی ہوئی ہے۔ اس وعدہ اور پابندی پر عمل کرنا شرعاً ضروری ہوگا۔

۲/۸ تجارتی دستاویز پر دستخط کرنے والے تمام فریق جن میں رقم نکالنے والا، تصدیق کرنے والا اور ضمانت دینے والا شامل ہیں، ضمانت کی شرائط کے مطابق حاملِ دستاویز کو ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔ لہٰذا حاملِ دستاویز ادائیگی کرنے والے فریق (یا وعدہ نامہ لکھنے والے) سے مطالبہ یا اس کی ادائیگی سے انکار کے بعد ان تمام دستخط کرنے والوں سے انفرادی یا اجتماعی طور پر رقم کے مطالبہ کا حقدار ہوگا۔

۳/۸ اگر حاملِ دستاویز کی جانب سے اپنی رقم کی وصولی کو یقینی بنانے کے لیے کسی متعین شے کو بطور ضمانت رکھنے کی شرط لگائی گئی ہو تو اسے رہن سمجھا جائے گا اور اس پر رہن کے احکام جاری ہوں گے۔

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے اپنے دسویں اجلاس میں تجارتی دستاویزات کے شرعی معیار کی منظوری دی۔ [1]

(۱) مجلسِ شرعی نے ۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اکتالیسویں اجلاس میں اس معیار کی موجودہ ترمیم شدہ حالت میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۹ - ۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے ساتویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے تجارتی دستاویزات کے لیے شرعی معیار جاری کرنے اور اس کے مسودہ کی تیاری کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۴ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ شرعی مشیر کو تجارتی دستاویزات کے شرعی معیارات کے لیے فقہی مطالعہ اور مسودے کی تیاری کا حکم دیا گیا۔

۴ - ۵ صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۷ - ۱۸ اپریل ۲۰۰۲ء کو بحرین میں ہونے والے اجلاس میں مجلسِ شرعی نے تجارتی دستاویزات کے شرعی معیارات کے مسودے پر بحث کی اور شرعی مشیر کو مسودے میں کمیٹی کے ارکان کے تبصروں اور مشاہدات کے مطابق ترمیم کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح ۶ - ۷ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۷ - ۱۸ جون ۲۰۰۲ء کو بحرین میں میں منعقد ہونے والے اجلاس میں بھی اس مسودے پر بحث کی گئی اور اراکین کے تبصروں کے مطابق ضروری ترامیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ جون ۲۰۰۲ء کو عمان، اردن میں ہونے والے اجلاس میں ایک بار پھر اس مسودے پر بحث کی گئی اور اس میں مزید ترامیم اور اضافے کیے گئے۔

۱۱ - ۱۶ رمضان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ - ۲۱ نومبر ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے نویں اجلاس میں شرعی معیار کا مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے اس میں مزید ترامیم کیں اور اسے چند ماہرین اور اہمیت کی حامل مجالس میں بھیجنے کا فیصلہ کیا، تاکہ جلسۂ سماعت میں اس پر بحث سے پہلے ان کی رائے بھی سامنے آجائے۔

noorcentre.com

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء کو جلسۂ سماعت کا انعقاد ہوا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ان تحریری تبصروں کی سماعت بھی کی جو جلسہ سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی تبصروں کا بھی جواب دیا جو شرکاء کی جانب سے دورانِ مجلس اٹھائے گئے۔

۲ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں نے اپنے مشترکہ اجلاس میں جلسۂ سماعت سے قبل تحریری طور پر بھیجے گئے اور مجلس کے دوران ہونے والے زبانی تبصروں پر بحث کی اور ضروری ترامیم کیں۔

۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو منعقد ہونے والے دسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی معیارات کی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور ان میں مناسب تبدیلیاں کیں۔ بعض شقوں کو مجلسِ شرعی کے ارکان نے متفقہ طور پر منظور کیا اور بقیہ شقوں کو اکثریتی رائے کی بنیاد پر اپنایا گیا، جیساکہ اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ مارچ ۲۰۱۲ء کو قطر میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی نے اس معیار پر نظرِ ثانی کی اور کافی غور وخوض کے بعد اس میں کچھ ترامیم کیں اور پھر مجوزہ ترامیم کو منظوری کے لیے مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا۔

۲۷ - ۲۹ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ - ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اکتالیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے نظرِ ثانی کرنے والی کمیٹی کی جانب سے پیش کی جانے والی مجوزہ ترامیم پر بحث کی اور کافی غور وفکر کے بعد ضروری ترامیم کی منظوری دے دی اور معیار کو موجودہ ترمیم شدہ حالت میں اپنایا گیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

تجارتی دستاویزات کے ذریعے لین دین کرنا

- ہنڈی کے ذریعے معاملہ کرنا اس وجہ سے جائز ہے کہ یہ یا تو حوالہ کے معنی میں ہے یا قرض کے معنی میں، اور ان دونوں معاملات کے جائز ہونے پر امت کا اجماع ہے اور یا پھر یہ سفتجہ کے معنی میں ہے اور سفتجہ بھی راجح قول کے مطابق جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سفتجہ کا معاملہ ثابت ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں تاجروں سے دستاویز لکھواتے تھے کہ انہیں کوفہ میں رقم ادا کی جائے۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں لوگوں سے دراہم لیتے اور ان کو ایک دستاویز دیتے کہ یہ دراہم آپ عراق میں میرے بھائی سے وصول کرلیں۔ جب اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا اور اس پر نکیر نہ کی۔[1] موفق ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں[2] کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے بھی اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی اس میں کوئی خرابی نہ سمجھی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سفتجہ میں مقروض اور قرض خواہ کسی کا بھی نقصان نہیں ہے، بلکہ دونوں کا فائدہ ہی ہے کہ اس کے ذریعے قرض دینے والا شخص رقم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی صورت میں راستے کے خطرات سے اپنی رقم کو محفوظ کرلیتا ہے اور قرض لینے والے کو قرض کی صورت میں فائدہ ہوجاتا ہے اور دوسرے شہر میں

(۱) بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن الکبریٰ ۳۵۲/۵ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ دیکھیے علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل“ ۳۲۸/۵۔

(۲) المغنی: ۴۳۶/۶۔

noorcentre.com

ادائیگی کرنے سے وہ بھی راستے میں ہونے والے متوقع مالی خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے اور شریعت ایسی مصلحتوں کو حرام نہیں کرتی، جن میں کسی کا کوئی نقصان نہ ہو۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں [1] کہ اس بارے میں صحیح قول جواز کا ہی ہے، کیونکہ اس طرح کے قرض میں مقروض اور قرض خواہ دونوں کو فائدہ ہوتا ہے اور شریعت فائدہ مند اور نفع بخش کام سے نہیں روکتی، بلکہ مضر کاموں سے منع کرتی ہے۔ اور چونکہ سفتجہ کی حرمت پر کوئی واضح شرعی دلیل نہیں ہے، لہٰذا اس کے جواز کو باقی رکھنا ضروری ہوگا، خصوصاً جب اس کی ضرورت بھی ہو۔ [2]

- وعدہ نامہ [promisssory note] کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ دَین کی وصولی کو یقینی بنانے والی دستاویز ہے اور اللہ جل شانہ نے دیون کی وصولی کو یقینی بنانے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ﴾ [3] (اے ایمان والو جب تم کسی مخصوص مدت تک کے لیے ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا لو)۔
- کھاتہ دار کی جانب سے اس بینک کے نام چیک جاری کرنا جہاں اس کے کھاتے میں رقم موجود ہے، اس وجہ سے جائز ہے کہ یہ عمل شرعاً حوالہ ہے، جس میں چیک جاری کرنے والا شخص "محیل"، جس کے لیے چیک جاری کیا گیا ہے وہ "محال" اور جس بینک سے رقم نکالی گئی ہے اسے "محال علیہ" سمجھا جائے گا۔
- کھاتہ دار کی جانب سے اس بینک کے نام چیک جاری کرنا جہاں اس کے کھاتے میں رقم نہیں ہے، یا تو حوالہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ یہ رائے ان حضرات کی ہے جن کے ہاں حوالہ کی درستگی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ محال علیہ پر محیل کا دَین ہو، ان حضرات کے قول کے مطابق ایسے شخص کو بھی دَین کا حوالہ کیا جا سکتا ہے، جس پر پہلے سے آپ کے دَین کی ادائیگی واجب نہ ہو اور اس قسم کے حوالہ کو بعض حضرات نے "حوالہ مطلقہ" یا "براءت کے لیے حوالہ" کا نام دیا ہے۔ یا پھر یہ قرض میں وکیل بنانے کا

---

(۱) مجموع الفتاوٰی ۵۳۱/۲۹۔

(۲) دیکھیے المغنی ۴۳/۷/۶، مجموع الفتاوٰی للشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ۵۳۱/۲۹ اور ۵۱۵/۲۰ اور ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تہذیب سنن ابوداؤد ۱۵۲/۵، ۱۵۳

(۳) سورۃ البقرۃ: ۲۸۲۔

معاملہ ہے اور مذکورہ دونوں معاملات یعنی حوالہ اور قرض جائز ہیں۔ البتہ جواز کا یہ حکم صرف اس صورت میں ہے جب یہ چیک کسی سودی عمل کو متضمن نہ ہوں جیسا کہ اکاؤنٹ سے زائد رقم نکالنے کی صورت میں ہوتا ہے، کیونکہ بینک عموماً بغیر کسی فائدہ کے قرض نہیں دیتے اور ایسا کھاتہ دار جس کے اکاؤنٹ میں رقم نہ ہو، اس کا چیک بھی اسی صورت میں قبول کرتے ہیں جب وہ اس سے کوئی سودی فوائد حاصل کریں، یہی وجہ ہے کہ اگر ایسا چیک جاری کرنے میں سود شامل ہو تو ایسا چیک جاری کرنا اور اس کا لین دین کرنا جائز نہ ہوگا۔

noorcentre.com

- کراس چیک اور مقید فی الحساب چیک کے ذریعے معاملہ کرنا اور بینک کے لیے رقم نکلوانے والے کی شرائط کی پابندی کرنا اس وجہ سے جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ "تمام مسلمان باہم طے شدہ شرائط کے مطابق عمل کرنے میں آزاد ہیں"۔[1] نیز یہ شرط عقد کے فائدہ کے لیے لگائی گئی ہے اور تمام معاملات اور شرائط میں اصل ان کا درست ہونا ہے۔

تجارتی دستاویزات کی توثیق

تجارتی دستاویزات کی توثیق کرنا اس وجہ سے جائز ہے کہ ایسا کرنے سے معاملہ کی نوعیت یعنی وکالت اور حوالہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا، اور یہ دونوں معاملات جائز ہیں۔

تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا [discounting]

- تجارتی دستاویزات کو بٹہ لگانا اس وجہ سے حرام ہے کہ یہ دراصل قرض پر نفع کمانا ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بٹہ لگانے سے حاصل ہونے والا نفع تجارتی دستاویز کی قیمت اور مدت کے تابع ہوتا ہے کہ اس کے مختلف ہونے سے نفع میں بھی کمی بیشی کی جاتی ہے، اور قرض پر نفع کمانا بالاتفاق حرام ہے۔

---

(۱) « المسلمون علی شروطهم » امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن ۴/۵۸۴ میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک ۴/۱۰۱ میں اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن ۳/۲۷ میں نقل کیا ہے۔ یہ حدیث عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے اور اس کے کئی طرق ہیں اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی صحیح ۴/۴۵۱ میں یقین کے صیغہ کے ساتھ تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے إرواء الغلیل ۵/۱۴۲، ۱۴۶ میں اس کے تمام طرق پر کلام کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ "یہ حدیث اپنے تمام طرق کی وجہ سے صحیح لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہے"۔

noorcentre.com

- تجارتی دستاویز کی قیمت سے کم میں وصولی کرنا جائز ہے، جبکہ معاملہ حاملِ دستاویز اور اس شخص کے مابین ہو رہا ہو جس کے نام شروع میں دستاویز جاری کی گئی ہے۔ اس کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ دراصل مؤخر دَین کے عوض کم مقدار میں نقد وصولی ہے اور یہی مسئلہ فقہ میں "ضع و تعجل" (یعنی دَین میں کچھ کمی کرو اور جلدی وصول کر لو) کی اصطلاح کے ساتھ معروف ہے۔ اور فقہاء کے ایک قول کے مطابق اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ اس جواز کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو دلیل بنایا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کو علاقہ بدر کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے آکر عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں نکلنے کا حکم دیا ہے، لیکن یہاں کچھ لوگوں پر ہمارے کچھ قرضے ہیں جو ابھی تک ہمیں ادا نہیں کیے گئے"، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ان میں کمی کر لو اور نقد وصول کر لو"۔ [۱]
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنے مقروض سے یہ کہے کہ مجھے میری رقم وقت سے پہلے ادا کر لو اور میں اس میں تمھارے لیے کچھ کمی کر لوں گا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ [۲] ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بنو نضیر والی حدیث کے راوی ہیں۔ دوسرے یہ کہ چونکہ یہ مسئلہ سود کے بالکل متضاد ہے، کیونکہ سود میں مدت میں اضافہ کے عوض دَین میں اضافہ کیا جاتا ہے جو کہ اپنے مقروض پر سراسر ظلم ہے، جبکہ مذکورہ مسئلہ میں مقروض سے ادائیگی کو کم کیا جاتا ہے اور قرض خواہ کو بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اسے اس کی رقم جلدی مل

(۱) "ضعوا و تعجلوا" امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس کو شرح مشکل الآثار ۵۶/۱۱ میں، بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو السنن الکبریٰ ۲۸/۶ میں، دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کو اپنی سنن ۳/۴۶ میں اور حاکم رحمہ اللہ نے اس کو مستدرک ۵۲/۲ میں نقل کیا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ اغاثۃ اللہفان ۲/۱۱ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سنن کی شرائط کے مطابق ہے اور بیہقی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کو مسلم بن خالد کی وجہ سے ضعیف کہا گیا ہے جب کہ وہ ثقہ فقیہ ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے روایت لی ہے اور اس کو قابل دلیل سمجھا ہے۔

(۲) عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف ۲/۸ ۷ میں، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے الاستذکار ۲۶۱/۲۰ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ ۲۸/۶ میں نقل کیا ہے۔

جاتی ہے، لہٰذا دونوں کو بغیر کسی نقصان کے فائدہ ہی ہوتا ہے، بخلاف سود کے، کہ اس میں مقروض کو نقصان ہی ہوتا ہے اور نفع سارے کا سارا قرض خواہ کو ہوتا ہے، لہٰذا یہ صورت ہر اعتبار سے سود کے متضاد ہے۔ چونکہ سود میں مدت کے عوض اضافہ کیا جاتا ہے جو کہ ایک بڑے نقصان کا ذریعہ ہے کہ ایک درہم دوگنا چوگنا ہو جاتا ہے اور بغیر کسی نفع کے مقروض کی ذمہ داری میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، جبکہ کمی کرنے اور جلد وصول کرنے سے مقروض کی ذمہ داری میں کمی آتی ہے اور قرض خواہ کو رقم کی جلد وصولی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ شارع نے ذمہ داری کو کم کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے کہ مدیون کو قیدی قرار دیا گیا ہے، لہٰذا اس کو دَین سے بری کرنا ایک طرح سے قید سے آزاد کرنا ہے اور یہ بالکل مختلف ہے اس صورت سے جہاں کچھ دن صبر کر کے نفع کمایا جاتا ہے۔[1]

- تجارتی دستاویز کو کسی متعین سامان کی قیمت بنانا اس لیے جائز ہے کہ یہ دراصل متعین شے کے عوض دَین کو مدیون کے علاوہ کسی اور شخص پر فروخت کرنا ہے، اور ایسا کرنا مالکیہ کے مذہب میں جائز ہے، بشرطیکہ یہ خرید و فروخت قبضہ کے بعد ہو تاکہ ایسا نہ ہو کہ عقد کے دونوں عوض مؤخر ہو جائیں اور کسی پر بھی قبضہ نہ ہو سکے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اس کے متعلق ایک قرارداد جاری کی ہے۔[2]

تجارتی دستاویزات پر قبضہ کرنا

- جو چیک تصدیق شدہ ہو یا تصدیق شدہ کے حکم میں ہو، اس پر قبضہ کرنا دراصل اس میں لکھی ہوئی رقم پر قبضہ کرنا ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ چیک بہت ساری بڑی ضمانتوں کا احاطہ کرتا ہے جس کی وجہ سے حاملِ چیک اس پر لکھی ہوئی رقم کا مالک بن جاتا ہے اور اس میں خرید و فروخت، ہبہ اور دیگر مالکانہ تصرفات کر سکتا ہے۔ چیک کو ریاستی حکومتوں کی جانب سے مضبوط حمایت حاصل ہے جو اس پر اعتماد کو مزید پختہ کرتی ہے۔ مزید یہ کہ چیک کے با اعتماد ہونے کے لیے محض اتنا ہی کافی ہے کہ اکاؤنٹ میں اس مدت تک اتنی رقم موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر لوگ بڑے سودوں میں نقد کے بجائے

---

(۱)　اغاثۃ اللہفان ۲/۱۱ اور اعلام الموقعین ۳/۳۱۳

(۲)　۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے اجلاس ۱۶ میں یہ قرارداد جاری کی گئی۔

noorcentre.com

noorcentre.com

چیک کے ذریعے لین دین کو ترجیح دیتے ہیں۔

- جو چیک تصدیق شدہ نہ ہو اس پر قبضہ کرنا اس پر لکھی ہوئی رقم پر قبضہ نہیں سمجھا جائے گا، کیونکہ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ اکاؤنٹ میں رقم ہی نہ ہو یا لکھی ہوئی واجب الاداء رقم سے کم ہو۔ قبضہ میں اصل عرف ہے اور مجمع فقہ اسلامی نے تصدیق شدہ چیک پر قبضہ کو رقم پر قبضہ شمار کیا ہے اور اس حوالے سے ایک قرارداد منظور کی ہے۔[1]
- چیک کے ذریعے بینک اکاؤنٹ میں رقم منتقل کرنا اس صورت میں جائز ہے، جب منتقل کی جانے والی اور واجب الاداء رقم کی جنس ایک ہو، کیونکہ یہ سفتجہ کی قبیل سے ہے اور سفتجہ فقہاء کے ایک قول کے مطابق جائز ہے۔

تجارتی دستاویزات کی قیمت کے ذریعے وصولی کی ضمانت

بینک کی جانب سے تجارتی دستاویز کو اس وعدہ اور التزام کے ساتھ قبول کرنا کہ وہ مدت مکمل ہونے پر حاملِ دستاویز کو اس پر لکھی ہوئی رقم کی ادائیگی کا پابند ہوگا، یہ دراصل ضمانت ہے اور اس وعدہ اور التزام کی پابندی شرعاً ضروری ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا عموم ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾[2] (اے ایمان والو اپنے معاملات کو پورا کرو)۔

- اسی طرح نبی علیہ السلام کا فرمان[3] ہے کہ "تمام مسلمان باہم طے شدہ شرائط کے مطابق عمل کرنے میں آزاد ہیں"۔ ان فرامین کے تحت ہر وہ چیز داخل ہے جو انسان اپنے اوپر لازم کرتا ہے یا اپنے ذمے اس کی شرط لگاتا ہے۔ نیز جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جو اس حالت میں مر جائے کہ اس پر لوگوں کو کوئی دَین ہو۔ ایک دن ایک شخص کی میت لائی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اس پر کوئی دَین ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں دو دینار ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر خود ہی نمازِ جنازہ پڑھو۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے

---

(۱) مجمع الفقہ الاسلامی قانون نمبر ۵۳ (۶/۴) اور قرارداد نمبر ۸۴ (۹/۱)

(۲) سورۃ المائدہ:۱۔

(۳) پہلے گذر چکا۔

فرمایا کہ وہ دَین میں اپنے ذمے لیتا ہوں،[1] تو نبی علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اس میت کے دَین کو اپنے اوپر لازم کیا اور اس کی ادائیگی کا وعدہ کیا اور نبی علیہ السلام نے اس کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس وعدہ کو میت سے دَین کی براءت سمجھا گیا، جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے[2] کہ جب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دو دینار میرے ذمے ہیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دائن کا حق آپ پر واجب ہوجائے گا اور میت اس دَین سے بری ہوجائے گی۔ تو انہوں کہا کہ جی ہاں [میں اس پر راضی ہوں] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہاں میت دَین سے اس لیے بری ہوا کیونکہ حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کے دَین کی ادائیگی کا عہد اور التزام اس طرح کرلیا تھا کہ میت کے بجائے خود دو دینار کے مدیون بن گئے تھے۔ موفق ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں[3] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "میت دو دینار سے بری ہوگئی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اب ان دیناروں کا مطالبہ آپ سے کیا جائے گا، اور یہ اس لیے کہا گیا تاکہ دائن کا حق ان کے ذمہ میں تاکید کے ساتھ ثابت ہوجائے اور ان پر ادائیگی واجب ہوجائے۔

- حاملِ دستاویز کے لیے تجارتی دستاویز پر دستخط کرنے والوں سے بھی رقم کا مطالبہ اس وجہ سے جائز ہے کہ دستخط کرنے سے وہ لوگ بھی اس رقم کے ضامن ہوگئے گویا انہوں نے یہ التزام کرلیا کہ اگر اصل مدیون ادائیگی نہ کرے تو ہم اس کی قیمت کی ادائیگی کریں گے اور اس بات پر اجماع ہے کہ کسی چیز کی اصولی طور پر ضمانت جائز ہے۔
- اعیان [طبعی اشیا] کو بطور ضمانت لینے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ دراصل رہن ہے اور اس پر بھی وہی احکام مرتب ہوں گے جو رہن پر ہوتے ہیں اور رہن کے جواز پر تمام علماء کا اجماع ہے۔

---

(۱) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ۹/۱۹۳ میں باب التشدید فی الدین کے تحت ذکر کی ہے۔ نیز یہ حدیث صحیح بخاری ۴/۴۶۷ میں باب إن أحال دين الميت على رجل جاز کے تحت اور صحیح مسلم ۳/۱۲۳۷ حدیث نمبر ۱۶۱۹ میں منقول ہے۔

(۲) امام احمد نے یہ روایت مسند ۳/۳۳۰ میں اروایت کی ہے۔

(۳) المغنی ۷/۸۵۔

noorcentre.com

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

تجارتی دستاویزات

لین دین کے قابل ایسی دستاویزات، جو کسی رقم کی نمائندگی کرتی ہیں، جسے کچھ مدت بعد یا مطالبہ پر ادا کیا جاتا ہے۔ عرف میں ان کو آلۂ تبادلہ کے طور پر قبول کر لیا گیا ہے اور یہ تمام معاملات میں نقد رقوم کے قائم مقام ہیں۔

ہنڈی [bill of exchange]

یہ ایک ایسی دستاویز ہے جسے ایک مخصوص قانونی شکل میں جاری کیا جاتا ہے۔ اس میں فریقِ اوّل (جاری کرنے والا) کی جانب سے فریقِ ثانی (حامل دستاویز) کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ فریقِ ثالث (مستفید) کو مطالبہ پر، یا ایک مخصوص مدت کے اندر اندر، یا کسی متعین یا قابلِ تعیّن تاریخ پر ایک مخصوص رقم ادا کرے۔

وعدہ نامہ/پرومیسری نوٹ [promissory note]

ایسی دستاویز ہے، جسے لکھنے والا یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ دوسرے شخص/حاملِ دستاویز کو مطالبہ پر، یا ایک مخصوص مدت کے اندر اندر، یا کسی متعین یا قابلِ تعیّن تاریخ پر ایک مخصوص رقم ادا کرے گا۔

چیک

وہ دستاویز ہے جو ایک مخصوص شکل میں جاری کی جاتی ہے۔ اس میں ایک فریق (رقم ادا کرنے والا) دوسرے فریق (جسے رقم ادا کی گئی ہے/بینک) کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ فریقِ ثالث (مستفید) کو چیک محض پیش کرنے پر ایک مخصوص رقم ادا کرے۔

کراس چیک

noorcentre.com

یہ بھی عام چیک کی طرح کی دستاویز ہے، البتہ اس میں چیک کے سامنے کی جانب دو متوازی خطوط کھینچے جاتے ہیں، ان خطوط کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بینک کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اس چیک کے ذریعے صرف اس شخص کو رقم دے جس کا اکاؤنٹ اس بینک میں یا کسی اور بینک میں موجود ہو۔

تصدیق شدہ چیک

یہ بھی عام چیک کی طرح کی دستاویز ہے، لیکن اس پر سامنے کی جانب تاریخ اور متعلقہ بینک کے پتہ کے ساتھ تصدیق شدہ، منظور شدہ یا اس جیسا کوئی اور جملہ لکھا ہوتا ہے اور تصدیق کرنے والے متعلقہ افسر کے دستخط ہوتے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس چیک کو جاری کرنے والے کے دستخط درست ہیں اور اس کے اکاؤنٹ میں اس چیک کے تقاضے کے مطابق رقم موجود ہے۔

بینک ڈرافٹ

یہ چیک بینک کی جانب سے جاری کیا جاتا ہے جس میں اکاؤنٹ ہولڈر کی طرف سے فریقِ ثالث کو ایک مخصوص رقم کی ادائیگی کی ضمانت ہوتی ہے۔

اکاؤنٹ کے ساتھ خاص چیک

یہ بھی عام چیک کی طرح کی دستاویز ہے، لیکن اس میں چیک جاری کرنے والا فریق اس عبارت کا اضافہ کرتا ہے کہ چیک کی رقم نقدی کی صورت میں ادا نہ کی جائے، بلکہ لکھی گئی شرط کے مطابق ادا کی جائے، مثلاً چیک پر "وصول کنندہ کے اکاؤنٹ میں" لکھ دیا جاتا ہے یا اسی معنی پر دلالت کرنے والی کوئی اور عبارت لکھی جاتی ہے۔

سیاحتی چیک

ایسے چیک ہیں جو مسافروں کے مفاد میں اداروں کی جانب سے بیرون ملک میں ان کی شاخوں یا متعلقہ اداروں کے نام مختلف قیمتوں میں جاری کیے جاتے ہیں۔ سفر کے دوران مسافران چیکوں کو متعلقہ

noorcentre.com

اداروں اور فریق کے سامنے پیش کر کے ان کی قیمت لے سکتا ہے۔

ترسیل رقوم بذریعہ بینک کے چیک

یہ چیک ادارے کی جانب سے اس وقت لکھے جاتے ہیں، جب کوئی شخص اپنی رقم بینک کے ذریعے ان چیکوں کی بنیاد پر کسی دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہتا ہو، تاکہ وہاں پر اس کا مقرر کردہ شخص، یا وہ خود اس رقم کو وصول کر سکے۔

توثیق[endorsement]

یہ ایک قانونی عمل ہے، جس کے ذریعے تجارتی دستاویز کی ملکیت ایک فریق سے دوسرے فریق کی جانب منتقل کی جاتی ہے۔ اس میں ایک عبارت کا اضافہ کر کے رقم کی وصولی یا رہن کا وکیل بھی بنایا جاسکتا ہے۔

تجارتی دستاویز کو بٹہ لگانا[discounting]

ایسا عمل ہے جس میں تجارتی دستاویز کی توثیق کے ذریعے اس کا مالک اپنی ملکیت کو وصولی کی مدت تک ایک تیسرے فریق کو منتقل کر دیتا ہے اور جلد ادائیگی کی وجہ سے دستاویز کی اصل قیمت سے کم قیمت وصول کرتا ہے۔

ادائیگی کا وعدہ

ادارے کی جانب سے یہ وعدہ کہ وہ ہنڈی کے قانونی مالک کو مدت مکمل ہونے پر اس کی قیمت کی ادائیگی کرے گا۔

ضمانت یا کفالت

دیگر دستخط کرنے والوں کی طرح بینک بھی تجارتی دستاویز کے حامل کو یہ ضمانت دیتا ہے کہ اگر اصل مدیون نے ادائیگی نہ کی تو بینک اس کی ادائیگی کرے گا۔

اثاثوں کو بطورِ ضمانت رکھنا

noorcentre.com

یہ ضمانتیں حاملِ دستاویز کی جانب سے مشروط ہوتی ہیں۔ یہ ضمانتیں زمین یا منقولی اشیا مثلاً ایسی تجارتی دستاویزات کے رہن کی صورت میں ہوتی ہیں، جن کی تصدیق مدیون نے حاملِ دستاویز کے لیے کی ہوتی ہے یا یہ ضمانت ایسے سامان کی صورت میں ہوتی ہے جو سامان مدیون حاملِ دستاویز کو رقم کی ادائیگی کی ضمانت کے طور پر دیتا ہے۔

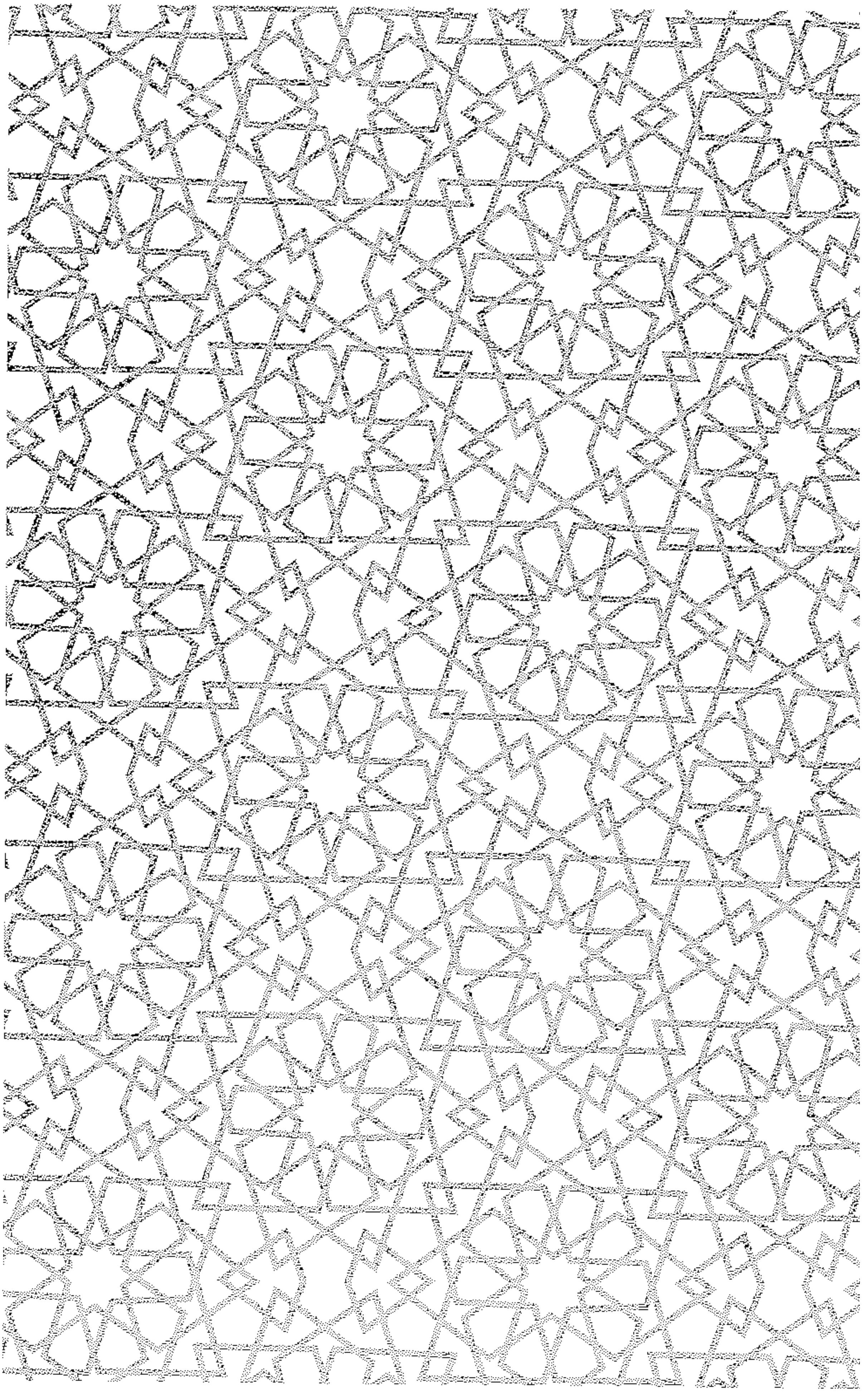

noorcentre.com

سرمایہ کاری صکوک[1]

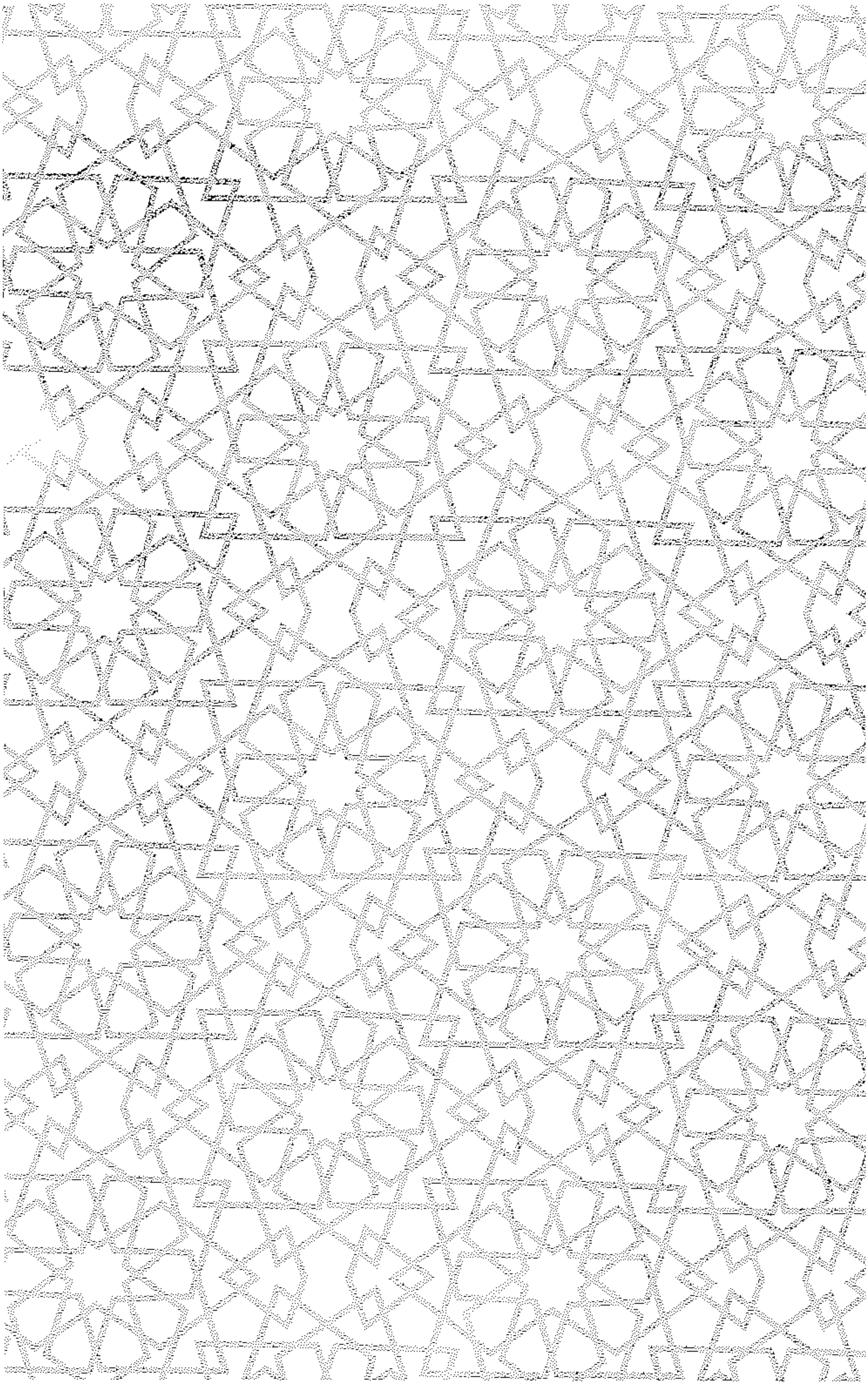

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۴۸۰
معیار کا متن ۴۸۱
۱- معیار کا دائرۂ کار ۴۸۱
۲- سرمایہ کاری صکوک کی تعریف ۴۸۱
۳- سرمایہ کاری صکوک کی اقسام ۴۸۱
۴- سرمایہ کاری صکوک کی خصوصیات ۴۸۶
۵- شرعی احکام وضوابط ۴۸۶
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۴۹۸
معیار کی منظوری ۴۹۹
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۰۰
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۰۳
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۵۰۵

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سرمایہ کاری صکوک کے اجرا اور ان کی خرید وفروخت کے احکام، ان کی اقسام، ان کی خصوصیات، ان سے متعلق شرعی قواعد وضوابط اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ان کے اجرا اور خرید وفروخت کی شرائط بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) ''ادارہ/ادارے'' کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

اس معیار میں سرمایہ کاری صکوک کا بیان ہے جن میں کرایہ پر دیے گئے اثاثوں کی ملکیت کے صکوک، منافع کی ملکیت کے صکوک، خدمات کی ملکیت کے صکوک، مرابحہ صکوک، سلم صکوک، استصناع صکوک، مضاربہ صکوک، مشارکہ صکوک، سرمایہ کاری کے لیے وکالت کے صکوک، مزارعت صکوک، آبپاشی صکوک اور شجر کاری صکوک شامل ہیں۔ اس معیار میں مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں [جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں] کے حصص کا بیان نہیں ہے، کیونکہ ان کا بیان شرکت کے معیار کے ضمن میں موجود ہے۔ اسی طرح اس معیار میں مالیاتی دستاویزات [کمرشل پیپرز]، فنڈز کے یونٹس اور صندوقِ سرمایہ کاری کا ذکر بھی شامل نہیں کیا گیا۔

۲- سرمایہ کاری صکوک کی تعریف

صکوک ایسی دستاویزات ہیں جو یکساں قیمت کی ہوتی ہیں اور جو اثاثوں، منافع یا خدمات [سہولیات] کی ملکیت میں یا کسی خاص کاروباری منصوبے کے اثاثوں کی ملکیت میں یا سرمایہ کاری کی کسی خاص سرگرمی میں غیر منقسم حصے کی نمائندگی کرتی ہیں۔ یہ نمائندگی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب صکوک خریدنے والوں سے ان کی قیمت وصول کی جا چکی ہو اور صکوک کی فروخت بند کردی گئی ہو اور جس غرض سے صکوک جاری کیے گئے ہوں اس میں حاصل شدہ سرمائے کا استعمال شروع کر دیا گیا ہو۔

حصص اور قرض کے بانڈز (بانڈز) سے ممتاز کرنے کے لیے اس معیار میں ان صکوک کو "سرمایہ کاری صکوک" کا عنوان دیا گیا ہے۔

۳- سرمایہ کاری صکوک کی اقسام

سرمایہ کاری صکوک کی متعدد اقسام ہیں، ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

noorcentre.com

۳/۱ کرائے پر دیے گئے اثاثوں کی ملکیت کے صکوک

یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جنہیں فی الحال کرائے پر دی ہوئی اشیا یا مستقبل میں کرائے پر دی جانے والی اشیا کا مالک یا اس کے نائب کے طور پر کوئی مالیاتی ادارہ جاری کرتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ اثاثے فروخت کیے جائیں اور اس میں حصہ لینے والوں نے جو رقم دی ہے اس کی صورت میں ان اثاثوں کی قیمت حاصل کی جائے۔ اس عمل سے ان اشیا کی ملکیت حاملینِ صکوک کو حاصل ہو جاتی ہے۔

۳/۲ منفعت کی ملکیت کے صکوک، ان کی درج ذیل مختلف اقسام ہیں:

۳/۲/۱ موجود اثاثوں کی منفعت کی ملکیت کے صکوک

اس کی دو اقسام ہیں:

۳/۲/۱/۱ یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جنہیں موجود اثاثوں کا مالک خود یا اس کا نائب کوئی مالیاتی ادارہ جاری کرتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان اشیا کی منفعت کو کرائے پر دیا جائے اور اس میں حصہ لینے والوں نے جو رقم دی ہے اس کی صورت میں کرایہ حاصل کیا جائے۔ اس عمل سے اثاثے کی منفعت کی ملکیت حاملینِ صکوک کو حاصل ہو جاتی ہے۔

۳/۲/۱/۲ یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جنہیں موجود اثاثوں کی منفعت کا مالک [کرایہ پر لینے والا] خود یا اس کا نائب کوئی مالیاتی ادارہ جاری کرتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان اشیا کی منفعت کو دوبارہ کرائے پر دیا جائے اور صکوک میں حصہ لینے والوں نے جو رقم دی ہے اس کی صورت میں ان اثاثوں کا کرایہ حاصل کیا جائے۔ اس عمل سے اثاثوں کی منفعت کی ملکیت صکوک کے حاملین کو حاصل ہو جاتی ہے۔

۳/۲/۲ موصوف فی الذمہ اثاثوں کی منفعت کی ملکیت کے صکوک

یہ مساوی قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جن کا اجرا اس غرض سے ہوتا ہے کہ

noorcentre.com

[مستقبل میں] موصوف فی الذمہ [جن کو صفات کے مطابق مہیا کرنا لازم ہو] اثاثوں کو کرائے پر دیا جائے اور صکوک کے خریداروں نے جو رقم دی ہے اس سے کرایہ وصول کیا جائے۔ اس عمل سے موصوف فی الذمہ اثاثوں کی منفعت کی ملکیت، صکوک کے حاملین کو حاصل ہو جاتی ہے۔

۳/۲/۳ کسی متعین فریق کی خدمات کی ملکیت کے صکوک

یہ مساوی قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جن کا اجرا اس غرض سے ہوتا ہے کہ کسی متعین فریق کی خدمات (مثلاً کسی مخصوص یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کی سہولت) کو خواہش مند حضرات کے سامنے پیش کیا جائے اور صکوک کے خریداروں نے جو رقم دی ہے اس سے فیس وصول کی جائے۔ اس عمل سے ان خدمات [سہولیات] کی ملکیت صکوک کے حاملین کو حاصل ہو جاتی ہے۔

۴/۲/۳ موصوف فی الذمہ خدمات کی ملکیت کے صکوک

یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جن کا اجرا اس غرض سے ہوتا ہے کہ کسی غیر متعیّن، مگر مخصوص صفات کے حامل ادارے کی خدمات [سہولیات]، (جیسے کسی ایسی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کی سہولت، جسے نام کے بجائے مخصوص صفات کے بیان کے ذریعے طے کیا جائے) کو خواہش مند حضرات کے سامنے پیش کیا جائے اور [صکوک کے] خریداروں نے جو رقم دی ہے اس سے فیس وصول کی جائے۔ اس طرح صکوک کے حاملین ان خدمات [سہولیات] کے مالک بن جاتے ہیں۔

۳/۳ سلم صکوک

سلم صکوک یکساں قیمت کی وہ دستاویزات ہیں جو بیع سلم کے راس المال [سرمایہ] کو اکٹھا کرنے کے لیے جاری کی جاتی ہیں۔ اس طرح صکوک کے حاملین سلم میں جو چیز خریدی جارہی ہے اس کے مالک بن جاتے ہیں۔

noorcentre.com

۴/۳ استصناع صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں، جن کا اجرا اس غرض سے ہوتا ہے کہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے کو مطلوبہ سامان [یا اثاثوں] کی تیاری کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ صکوک کے حاملین ان مصنوعات کے مالک بن جاتے ہیں۔

۵/۳ مرابحہ صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں، جو اس لیے جاری کی جاتی ہیں کہ صکوک جاری کرنے والا شخص حاصل شدہ سرمائے سے مرابحہ کا سامان خرید سکے۔ اس طرح صکوک کے حاملین مرابحہ کے سامان کے مالک بن جاتے ہیں۔

۶/۳ مشارکہ صکوک

یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جن سے حاصل ہونے والے سرمائے کو، مشارکہ کی اقسام میں سے کسی قسم پر مبنی کسی معاملے کی بنیاد پر، نئے منصوبوں کے قیام یا پہلے سے قائم منصوبوں کی ترقی یا کسی کاروباری سرگرمی کی تمویل کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس طرح صکوک کے حاملین کے حصص کے بقدر کاروباری منصوبہ یا کاروبار کے اثاثہ جات، صکوک کے حاملین کی ملکیت میں آجاتے ہیں۔ مشارکہ صکوک کا انتظام شراکت داری کی بنیاد پر یا مضاربہ کی بنیاد پر یا سرمایہ کاری کی وکالت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

۱/۶/۳ شرکت صکوک

یہ مشارکہ کی دستاویزات ہیں، جو ایسے منصوبوں یا کاروباری سرگرمیوں کی نمائندگی کرتے ہیں جن کا انتظام شرکت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے شرکاء میں سے کسی ایک فرد کو یا شرکاء کے علاوہ باہر سے کسی شخص کو ان منصوبوں یا سرگرمیوں کے انتظام کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔

۲/۶/۳ مضاربہ صکوک

یہ مشارکہ کی دستاویزات ہیں جو ایسے منصوبوں یا کاروباری سرگرمیوں کی نمائندگی

کرتے ہیں جو مضاربہ کی بنیاد پر چلائے جاتے ہیں۔ اس کے لیے شرکاء میں سے کسی ایک فرد کو یا شرکاء کے علاوہ باہر سے کسی شخص کو ان منصوبوں یا کاروباری سرگرمیوں کو چلانے کے لیے مضارب مقرر کرلیا جاتا ہے۔

noorcentre.com

۳/۶/۳ وکالتِ سرمایہ کاری صکوک

یہ مشارکہ کی دستاویزات ہیں، جو ان منصوبوں یا کاروباری سرگرمیوں کی نمائندگی کرتی ہیں جن کا انتظام "سرمایہ کاری کے لیے وکالت" کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ صکوک کے حاملین مطلوبہ کاروبار کے انتظام کے لیے کسی شخص کو وکیل مقرر کرتے ہیں۔

۷/۳ مزارعت صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں، جو اس غرض سے جاری کی جاتی ہیں کہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے کو مزارعت کی بنیاد پر قائم کسی کاروباری منصوبے کی تمویل کے لیے استعمال کیا جائے۔ صکوک کے حاملین زمین کی پیداوار میں عقد کی شرائط کے مطابق ایک مخصوص حصے کے مالک بنتے ہیں۔

۸/۳ آبپاشی [مساقات] صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں، جو اس غرض سے جاری کی جاتی ہیں کہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے کو پھل دار درختوں کی آبپاشی، ان کی دیکھ بھال اور دیگر اخراجات کے لیے استعمال کیا جائے۔ صکوک کے حاملین عقد کی شرائط کے مطابق، پھلوں [یا پیداوار] کے ایک مخصوص حصے کے مالک بنتے ہیں۔

۹/۳ شجرکاری [مغارسہ] صکوک

یہ یکساں قیمت کی دستاویزات (صکوک) ہیں، جو اس غرض سے جاری کی جاتی ہیں کہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے کو عقد مغارسہ کی بنیاد پر شجرکاری اور اس سے متعلقہ امور اور اخراجات میں استعمال کیا جائے۔ صکوک کے حاملین طے شدہ شرح سے

noorcentre.com

زمین اور درختوں کے مالک بنتے ہیں۔

۴- سرمایہ کاری صکوک کی خصوصیات

۱/۴ یہ یکساں قیمت کی ایسی دستاویزات ہیں جو ان کے مالکان یا ان کے حاملین کے نام پر جاری کی جاتی ہیں، تاکہ جن اثاثوں کی یہ نمائندگی کرتی ہیں ان سے متعلقہ مالی حقوق اور ذمہ داریوں میں ان کا حق ثابت کیا جائے۔

۲/۴ یہ کاروبار کے لیے مختص مخصوص اثاثوں کی ملکیت میں مشاع یعنی غیر منقسم حصے کی نمائندگی کرتے ہیں، خواہ وہ اثاثے طبعی اشیا کی صورت میں ہوں، یا منافع کی شکل میں ہوں، یا خدمات کی صورت میں ہوں، یا وہ اِن کا اور معنوی حقوق، دیون اور نقود کا مجموعہ ہوں۔ یہ صکوک جاری کرنے والے کی جانب سے حاملِ صکوک کے ذمہ کسی دَین کی نمائندگی نہیں کرتے۔

۳/۴ یہ صکوک کسی شرعی عقد کی بنیاد پر جاری کیے جاتے ہیں۔ ان صکوک کا اجراء اور ان کی خرید و فروخت شرعی قواعد و ضوابط کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

۴/۴ ان صکوک کی خرید و فروخت کے لیے وہی شرائط ہیں جو ان اثاثوں کی خرید و فروخت کے لیے ہیں، جن کی یہ صکوک نمائندگی کرتے ہیں۔

۵/۴ صکوک مالکان صکوک کی دستاویزات میں طے شدہ تناسب کے مطابق نفع میں شریک ہوں گے اور جس تناسب سے وہ صکوک کے مالک ہیں اسی تناسب سے نقصان کو برداشت کریں گے۔

۵- شرعی احکام و ضوابط

۱/۵ سرمایہ کاری صکوک کا اجرا

۱/۱/۵ صکوک میں حصہ لینے کے لیے جو رقم دی جاتی ہے اس کی شریعت کے طے کردہ عقود میں سے کسی عقد کی بنیاد پر سرمایہ کاری کے لیے صکوک کا اجرا [تمسک

سازی] جائز ہے۔

noorcentre.com

۵/۱/۲ طبعی اشیا، منافع اور خدمات جیسے اثاثہ جات کے صکوک جاری کرنا [تمسک سازی] جائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ان اثاثوں کو یکساں حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور پھر ان کی قیمت کے عوض ان کے صکوک جاری کر دیے جاتے ہیں۔ جہاں تک واجب الذمہ دیون کی بات ہے تو خرید و فروخت کی غرض سے ان کے صکوک جاری کرنا جائز نہیں ہے۔

۵/۱/۳ جس عقد کی بنیاد پر صکوک جاری کیے جائیں اس سے متعلق تمام احکام صکوک کے اجرا کے عقد پر لاگو ہوں گے، البتہ یہ حکم صکوک کے فروخت اور ان کے خریدار کے نام ہو جانے کے بعد ہوگا۔

۵/۱/۴ صکوک کے اجرا کے عقد کے دو فریق ہیں: ایک صکوک جاری کرنے والا ادارہ اور دوسرا ان صکوک کے خریدار۔

۵/۱/۵ اجرا کے دونوں فریقوں کے مابین تعلق کی تحدید اس عقد کی نوعیت اور اس کی شرعی حیثیت کے مطابق ہوگی۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۵/۱/۵/۱ کرائے پر دیے ہوئے اثاثوں کی ملکیت کے صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو فی الحال کرائے پر دی ہوئی اشیا یا مستقبل میں کرایہ پر دی جانے والی اشیا کو فروخت کرتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے ان اثاثوں کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ در اصل ان صکوک کی قیمت ہوتی ہے۔ صکوک کے حاملین کسی مخصوص حصے کے تعیّن کے بغیر، نفع و نقصان سمیت مشترکہ طور پر ان اثاثہ جات کے اور ان کے نفع اور نقصان کے مالک بنتے ہیں اور مشارکہ کی بنیاد پر ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں۔

noorcentre.com

۲/۵/۱/۵ منفعت کی ملکیت کے صکوک

(الف) موجود اثاثوں کی منفعت کی ملکیت کے صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو کسی موجود اثاثے کی منفعت کو فروخت کرتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے اس منفعت کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ اِس منفعت کی طے شدہ قیمت ہوتی ہے۔ حاملینِ صکوک نفع ونقصان سمیت اس منفعت کے غیر متعیّن حصوں کے مشترکہ طور پر مالک ہوتے ہیں۔

(ب) موصوف فی الذمہ اثاثوں کے منافع کی ملکیت کے صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو طبعی اشیا کے اس منفعت کو فروخت کرتا ہے جو اوصاف کی بنیاد پر اس کی ذمہ داری میں ہوتے ہیں۔ صکوک میں حصہ لینے والے اس منفعت کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ دراصل اس منفعت کی قیمت ہوتی ہے۔ حاملینِ صکوک نفع ونقصان سمیت اس منفعت کے غیر متعیّن حصوں کے مشترکہ طور پر مالک ہوتے ہیں۔

(ج) خدمات کی ملکیت کے صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ان خدمات کو فروخت کرتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے ان خدمات کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ دراصل اس خدمت کی قیمت ہوتی ہے۔

حاملینِ صکوک منافع کی ان تمام (الف، ب، ج) اقسام کو فروخت

کر سکتے ہیں اور ان کی فروخت سے منافع بھی کما سکتے ہیں۔

noorcentre.com

۳/۵/۱/۵ سلم صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو مسلم فیہ [سلم کا سامان] کا بیچنے والا ہوتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے مسلم فیہ [سلم کا سامان] کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں وہ دراصل مسلم فیہ [سلم کا سامان] کی قیمت ہوتا ہے۔ حاملینِ صکوک مسلم فیہ کے مالک بنتے ہیں اور ان صکوک کی یا متوازی سلم کی صورت میں مسلم فیہ کی قیمتِ فروخت [دونوں فریقوں کے مابین طے شدہ قیمت] کے مستحق ہوتے ہیں۔

۴/۵/۱/۵ استصناع صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا کسی چیز کو تیار کرنے والا (فروخت کنندہ) ہوتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے دراصل مطلوبہ چیز کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں وہ مطلوبہ [تیار کردہ] چیز کی تیاری پر اٹھنے والا خرچہ ہوتا ہے۔ صکوک کے حاملین اس تیار کردہ چیز کے مالک بنتے ہیں اور اس تیار کردہ سامان کی عام فروخت یا متوازی استصناع کی صورت میں تیار کردہ چیز کی فروخت سے حاصل ہونے والی قیمت کے مستحق ہوتے ہیں۔

۵/۵/۱/۵ مرابحہ صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا مرابحہ کے سامان کا فروخت کرنے والا ہوتا ہے۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے مرابحہ کے سامان کے خریدار ہوتے ہیں۔ ان صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں وہ مرابحہ کے سامان کی خریداری پر ہونے والا خرچہ ہوتا ہے۔ حاملینِ صکوک مرابحہ کے سامان کے مالک بن جاتے ہیں اور اس کی قیمتِ فروخت کے مستحق ہوتے ہیں۔

noorcentre.com

۶/۵/۱/۵ مشارکہ صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو کسی خاص کاروباری منصوبے یا کاروباری سرگرمی میں دوسروں کو اپنا شریک بنانے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ صکوک میں حصہ لینے والے عقدِ مشارکہ کے شرکاء ہوتے ہیں۔ صکوک میں حصہ لینے والے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں مشارکہ کے سرمایہ میں ان کا حصہ ہوتا ہے۔ صکوک کے حاملین نفع ونقصان سمیت شرکت کے اثاثوں کے مالک بن جاتے ہیں اور اگر نفع ہو تو اس میں اپنے حصے کے بقدر مستحق ہوتے ہیں۔

۷/۵/۱/۵ مضاربہ صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا مضارب ہوتا ہے اور ان میں حصہ لینے والے ارباب الاموال ہوتے ہیں۔ صکوک سے حاصل شدہ سرمایہ مضاربہ کا سرمایہ ہوتا ہے۔ صکوک کے حاملین مضاربہ کے اثاثوں اور ارباب الاموال کے لیے نفع میں سے طے شدہ حصے کے مالک ہوتے ہیں اور نقصان کی صورت میں اسے [اپنے اپنے سرمایہ کے بقدر] برداشت کرتے ہیں۔

۸/۵/۱/۵ وکالت برائے سرمایہ کاری صکوک

ان صکوک کو جاری کرنے والا سرمایہ کاری کا وکیل ہوتا ہے۔ ان میں حصہ لینے والے مؤکلین ہوتے ہیں۔ حاصل شدہ سرمایہ وہ رقم ہوتی ہے جو وکیل کے ذریعے کاروبار میں لگائی جاتی ہے۔ صکوک جن اثاثوں کی نمائندگی کرتے ہیں، صکوک کے حاملین نفع ونقصان سمیت ان اثاثوں کے مالک بنتے ہیں اور اگر نفع ہو تو اس کے حقدار ہوتے ہیں۔

۹/۵/۱/۵ مزارعت صکوک

(الف) ان صکوک کو جاری کرنے والا زمیندار (زمین یا اس کے منافع کا مالک) خود ہوتا ہے اور ان میں حصہ لینے والے عقدِ مزارعت کے تحت کاشتکار (خود یا کسی

اور کے ذریعے کھیتی باڑی کا کام کرنے والے) ہوتے ہیں۔ حاصل شدہ سرمایہ سے کاشتکاری کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔

noorcentre.com

(ب) بعض اوقات صکوک کا اجرا مزارع (کام کرنے والا) کی جانب سے ہوتا ہے اور ان میں حصہ لینے والے زمیندار (وہ سرمایہ کار جن سے حاصل کیے گئے سرمائے سے زمین خریدی گئی) ہوتے ہیں۔ صکوک کے حاملین زمین کی پیداوار میں ایک طے شدہ حصے کے مالک ہوتے ہیں۔

۵/۱/۵/۱۰　باغبانی [مساقات] صکوک

(الف) ان صکوک کو جاری کرنے والا درختوں والی زمین کا مالک (زمین یا اس کے منافع کا مالک) ہوتا ہے اور صکوک میں حصہ لینے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو عقدِ مساقاۃ کے تحت باغوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ صکوک کی فروخت سے حاصل شدہ سرمائے سے درختوں کی دیکھ بھال کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔

(ب) بعض اوقات صکوک کا اجرا مساقی (باغ میں کام کرنے والا) کی جانب سے ہوتا ہے اور صکوک میں حصہ لینے والے زمین کے مالکان (وہ سرمایہ دار، جن سے حاصل کیے گئے سرمائے سے زمین خریدی گئی) ہوتے ہیں۔ صکوک کے حاملین درختوں (باغ) کی پیداوار میں ایک طے شدہ حصے کے مالک ہوتے ہیں۔

۵/۱/۵/۱۱　شجر کاری [مغارسہ] صکوک

(الف) ان صکوک کو جاری کرنے والا اس زمین کا مالک ہوتا ہے جو شجر کاری کے قابل ہو۔ صکوک میں حصہ لینے والے عقدِ شجر کاری کی بنیاد پر کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے سے شجر کاری کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔

(ب) بعض اوقات صکوک کا اجراء کرنے والا شجر کاری کرنے والا عامل ہوتا ہے۔ ان

noorcentre.com

میں حصہ لینے والے زمیندار (وہ سرمایہ دار جن سے حاصل کیے گئے سرمائے سے درخت اگائے گئے) ہوتے ہیں۔ صکوک کے حاملین زمین اور درختوں کی پیداوار میں ایک طے شدہ حصے کے مالک ہوتے ہیں۔

۵/۱/۶ صکوک کے اجرا کے عقود صکوک کو جاری کرنے والے اور اس میں حصہ لینے والے کے درمیان تعلق کی نوعیت طے کرتے ہیں، اور ان عقود کے انعقاد کے ساتھ ہی ان کے احکامات، یعنی حقوق وفرائض لاگو ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

۵/۱/۷ صکوک کے اجرا کا منشور [پراسپکٹس] صکوک جاری کرنے والے کی طرف سے ان میں حصہ لینے والوں کو ایک دعوت ہوتی ہے۔ صکوک کی خریداری کی درخواست، ایجاب ہے اور صکوک جاری کرنے والے ادارے کا درخواست گزار سے اتفاق کرلینا اس کی طرف سے قبول ہے۔ سوائے اس کے کہ منشور [پراسپکٹس] میں صراحت کے ساتھ اس بات کی وضاحت کردی جائے کہ یہ منشور ہی ایجاب ہے تو اس صورت میں یہ منشور ہی ایجاب ہوگا اور صکوک کی خریداری کی درخواست کو قبول تصور کیا جائے گا۔

۵/۱/۸ صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] میں درج ذیل امور کی رعایت ضروری ہے:

۵/۱/۸/۱ صکوک کے اجرا کا منشور [پراسپکٹس] عقد کی شرائط اور صکوک کے اجرا میں شریک لوگوں کے بارے میں ضروری وضاحتوں، ان کی شرعی صفات [حیثیتوں] اور ان کے حقوق وفرائض پر مشتمل ہو، مثلاً یہ کہ صکوک کے اجرا کا وکیل، اس کے اجرا کی نگرانی کرنے والا، صکوک کے اجرا کا انتظام کرنے والا، سرمائے کو نفع بخش کاروبار میں لگانے والا، صکوک کے بازار میں نہ بکنے کی صورت میں انہیں خریدنے والا اور ادائیگی کا وکیل وغیرہ کون لوگ ہوں گے اور ان کی تعیناتی اور معزولی کی شرائط کیا ہوں گی؟

۵/۱/۸/۲ صکوک کے اجرا کا منشور [پراسپکٹس] اس عقد کی تحدید و تعیّن پر مشتمل ہو جس کی بنیاد پر صکوک کا اجرا ہو رہا ہے، مثلاً اس بات کی وضاحت ہو کہ صکوک کا اجرا اجرت پر دی ہوئی چیز کی فروخت یا اجارہ یا مرابحہ یا استصناع یا سلم یا مضاربہ یا مشارکہ یا وکالہ یا مزارعت یا شجر کاری یا آبپاشی وغیرہ میں سے کس عقد کے تحت کیا جا رہا ہے۔

noorcentre.com

۵/۱/۸/۳ جس عقد کی بنیاد پر صکوک کا اجرا ہو اس کے تمام ارکان و شرائط پورے ہوں اور یہ کہ اس میں کوئی ایسی شرط شامل نہ ہو جو اس عقد کے تقاضوں کے منافی ہو یا اس کے احکام کے خلاف ہو۔

۵/۱/۸/۴ صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] میں اسلامی شریعت کے مبادیات اور احکام کی پاسداری کی وضاحت ہو اور ایک ایسی مجلسِ شرعی قائم کرنے کی صراحت ہو جو صکوک اجرا کی نگرانی کرے اور اس بات کی نگرانی کرے کہ صکوک کی پوری مدت میں شرعی احکام کی پاسداری کی جا رہی ہے۔

۵/۱/۸/۵ منشور میں اس بات کی تصریح ہو کہ صکوک سے حاصل ہونے والا سرمایہ اور جن اثاثہ جات میں وہ سرمایہ منتقل ہو گا، ان کو سرمایہ کاری کے شرعی طریقوں میں سے کسی طریقے کے ذریعے کاروبار میں لگایا جائے گا۔

۵/۱/۸/۶ شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵/۱/۳ کی رعایت کرتے ہوئے، منشور میں اس بات کی تصریح ضروری ہے کہ ہر صکوک کا مالک نفع میں شریک ہو گا اور نقصان ہونے کی صورت میں اپنے صکوک کی مالیت کی نسبت سے نقصان کو برداشت کرے گا۔

۵/۱/۸/۷ منشور کسی ایسے بیان پر مشتمل نہ ہو کہ حدود سے تجاوز یا کوتاہی نہ ہونے کے باوجود صکوک جاری کرنے والا صکوک کو صکوک کی قیمتِ اسمیہ [صکوک پر لکھی ہوئی قیمت /nominal value] دینے یا ان کو مخصوص مقدار میں نفع

noorcentre.com

دینے کا پابند ہوگا۔ البتہ شرعی معیار نمبر (۵) ”ضمانتیں“، شق ۷/۶ کی رعایت کرتے ہوئے اگر صکوک جاری کرنے والے کے علاوہ کوئی تیسرا شخص ضمانت دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیساکہ شرعی معیار نمبر (۱۲) ”شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت“، شق ۳/۱/۴/۳ کی رعایت کرتے ہوئے، صکوک جاری کرنے والا صکوک کے حاملین کو کوتاہی یا غفلت کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لیے کوئی اثاثے ضمانت کے طور پر دے سکتا ہے یا شخصی ضمانت دے سکتا ہے۔

۹/۱/۵ شرعی معیار نمبر (۱۲) ”شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت“، شق ۴/۲/۱/۴ کی رعایت کرتے ہوئے، کوئی ادارہ صکوک جاری کرنے والے سے یہ عہد کر سکتا ہے کہ وہ بازار میں صکوک کے نہ بِکنے کی صورت میں اس سے وہ صکوک خرید لے گا۔ صکوک خریدنے کی ذمہ داری لینے والے ادارے کے اس عہد کی حیثیت فقط ایک لازم وعدہ کی سی ہوگی۔ اس ادارے کا اپنے اس عہد کے عوض کوئی فیس وصول کرنا جائز نہیں۔

۱۰/۱/۵ شرعی اصولوں کے مطابق مختصر مدت، درمیانی مدت اور طویل مدت کے لیے صکوک جاری کرنا جائز ہے اور بعض اوقات مدت کی تحدید کے بغیر بھی جاری کیے جاسکتے ہیں۔ مدت کی تحدید یا عدمِ تحدید اس عقد کی نوعیت کے مطابق ہوتی ہے، جس کی بنیاد پر صکوک جاری کیے جاتے ہیں۔

۱۱/۱/۵ صکوک جاری کرنے والے یا صکوک کے حاملین کا متوقع خطرات سے نمٹنے اور قابلِ تقسیم منافع میں اتار چڑھاؤ کو کم کرنے کے لیے کسی بھی جائز طریقے کو بروئے کار لانا درست ہے، مثلاً صکوک کے حاملین کے تعاون سے اسلامی انشورنس [تکافل] کا ایک فنڈ قائم کرنا یا نفع میں صکوک کے حاملین کے حصوں میں سے قسطوں کی ادائیگی کے ذریعے سے یا ان کی طرف سے چندے کے ذریعے اسلامی انشورنس (تکافل) میں حصہ لینا۔ نفع میں سے ایک متعیّن تناسب سے کٹوتی

کرنے میں بھی شرعی لحاظ سے کوئی ممانعت نہیں۔

noorcentre.com

۲/۵ صکوک کی خرید و فروخت اور واپسی

۱/۲/۵ جب صکوک اثاثوں یا منفعت یا خدمات جیسے اثاثوں کی نمائندگی کر رہے ہوں تو ان کی فروخت بند ہو جانے کے بعد اور ان کے خریداروں کے ناموں کے ساتھ ان کے خاص ہو جانے اور جس سرگرمی کے لیے وہ جاری کیے گئے ہوں اس کے شروع ہو جانے کے بعد ان کی آگے خرید و فروخت اور حاملینِ صکوک کا ان کو جاری کرنے والوں کو واپس کرنا جائز ہے۔ جہاں تک مطلوبہ سرگرمی کے شروع ہونے سے پہلے صکوک کی آگے خرید و فروخت کی بات ہے تو اس میں عقدِ صرف کے شرعی ضوابط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے صکوک کی مدت پوری ہونے اور دونوں فریقوں کے مابین معاملہ مکمل ہو جانے کے بعد اثاثہ جات اگر دیون (قرضوں) کی شکل میں ہوں یا صکوک جس چیز کی نمائندگی کر رہے ہوں، اس کی ادھار خرید و فروخت مکمل ہو چکی ہو تو صکوک کی آگے خرید و فروخت میں دیون کے ضوابط کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

۲/۲/۵ خرید و فروخت کے قابل صکوک کی صورت میں، صکوک جاری کرنے والے کا صکوک کے اجرا کے منشور میں اس بات کا التزام کرنا جائز ہے کہ اجرا کے مکمل ہو جانے کے بعد، جو صکوک اس کے سامنے پیش کیے جائیں گے وہ انہیں بازاری قیمت پر خرید لے گا، لیکن صکوک کی قیمتِ اسمیہ پر واپس خریداری کا وعدہ کرنا جائز نہیں۔

۳/۲/۵ صکوک کی خرید و فروخت جس معروف اور رائج طریقے سے ہو، جائز ہے، جبکہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہو مثلاً رجسٹر میں اندراج کے ذریعے ہو یا الیکٹرونک وسائل کے ذریعے ہو یا ہاتھ در ہاتھ ہوں، جب یہ صکوک برائے حامل ہوں۔

۴/۲/۵ جو اثاثہ جات کرائے پر دیے ہوئے ہوں یا کرائے پر دینے کا وعدہ ہو، ان کی

noorcentre.com

ملکیت کے صکوک کی آگے خرید وفروخت ان کے اجرا اور حاملینِ صکوک کے اثاثوں کے مالک بن جانے کے وقت سے لے کران کی مقررہ مدت کے اختتام تک جائز ہے۔

۵/۲/۵ صکوک جاری کرنے والے کے لیے صکوک کی مقررہ مدت سے پہلے یہ صکوک بازاری قیمت پر واپس لینا یا واپس کرتے وقت حاملِ صکوک اور صکوک جاری کرنے والا جس قیمت پر راضی ہوں اس پر واپس لینا جائز ہے۔

۶/۲/۵ متعیّن اثاثوں کے منافع کی ملکیت کے صکوک کی آگے خرید وفروخت ان اشیا کو دوبارہ کرائے پر دینے سے پہلے جائز ہے۔ جب وہ اشیا دوبارہ کرایہ پر دے دی جائیں تو اس وقت صکوک کرایہ کی نمائندگی کرتے ہیں جو کہ دوسرے کرایہ دار پر دَین ہوتا ہے، چنانچہ ایسے صکوک کی آگے خرید وفروخت ان احکام اور ضوابط کی پابند ہوگی جو دیون میں تصرف سے متعلق ہیں۔

۷/۲/۵ حاملینِ صکوک کے نام جاری ہوجانے اور خریداری کی قیمت کی ادائیگی کے بعد صکوک جاری کرنے والے کا متعیّن اثاثوں کے منافع کی ملکیت کے صکوک کو واپس لے لینا جائز ہے، خواہ یہ واپسی بازاری قیمت پر ہو یا واپسی کے وقت دونوں فریقوں کی رضامندی سے طے شدہ قیمت پر ہو۔ البتہ اس صورت میں یہ شرط ہے کہ [حاملِ صکوک کی جانب سے] خریداری کی قیمت یا [صکوک جاری کرنے والے کی جانب سے] واپسی کی قیمت مؤخر نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) ”اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک“، شق ۴/۳۔

۸/۲/۵ موصوف فی الذمہ اثاثوں کی منفعت کی ملکیت کے صکوک کی خرید وفروخت ان اثاثوں کے تعیّن سے پہلے جائز نہیں جن کی منفعت حاصل کرنی ہے۔ البتہ اگر دیون میں تصرف کے ضوابط کی پابندی کی جائے تو [ان اشیا کے] تعیّن سے پہلے بھی ان صکوک کی خرید وفروخت جائز ہوگی۔ البتہ جب ان اثاثوں کا تعیّن ہوجائے

تواس وقت ان صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز ہوگی۔

noorcentre.com

۵/۲/۹ وہ خدمات جو کسی متعیّن جہت سے حاصل کی جاتی ہوں، ان کی ملکیت کے صکوک کی آگے خرید فروخت ان خدمات کو دوبارہ اجارہ پر دینے سے پہلے جائز ہے۔ جب وہ خدمات دوبارہ اجارے پر دے دی جائیں تواس وقت یہ صکوک کرایہ کی نمائندگی کرتے ہیں جو کہ نئے کرایہ دار کے ذمہ دین ہوتی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں ان صکوک کی آگے خرید وفروخت میں ان احکام وضوابط کی پابندی ضروری ہوگی جو دیون میں تصرف کے متعلق ہیں۔

۵/۲/۱۰ وہ موصوف فی الذمہ خدمات جو کسی جہت سے حاصل کی جاتی ہوں، ان کی ملکیت کے صکوک کی خرید وفروخت اس جہت کے تعیّن سے پہلے جائز نہیں، الّا یہ کہ دیون میں تصرف کے ضوابط کی پابندی کی جائے۔ پھر جب وہ جہت متعیّن ہوجائے توصکوک کی آگے خرید وفروخت جائز ہوگی۔

۵/۲/۱۱ شق ۵/۲/۸ اور شق ۵/۲/۱۰ میں بیان کی گئی جائز اقسام میں صکوک کے حاملین کے لیے کسی اثاثے یا خدمت کا متوازی اجارہ کرنا جائز ہے، اگر بعینہٖ اسی منفعت کی صفات بیان کی جائیں جو حاملینِ صکوک سے بیان کی گئی ہیں۔ البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ اجارہ کے دونوں عقود کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط نہ کیا جائے۔

۵/۲/۱۲ متعیّن اثاثوں کی منفعت کے ثانوی خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کو آگے فروخت کرے اور ان کے صکوک جاری کرے۔

۵/۲/۱۳ استصناع صکوک جب مدتِ استصناع میں حاملینِ صکوک کی مملوکہ اشیا میں تبدیل ہوجائیں، اس وقت حاملینِ صکوک کے لیے ان صکوک کی آگے خرید و فروخت یا ان کی واپسی جائز ہے۔ جب صکوک سے حاصل ہونے والی رقم کو متوازی استصناع کی قیمت کے طور پر دے دیا ہو یا آرڈر دینے والے کو بنایا ہوا سامان سپرد کر دیا گیا ہو تواس وقت صکوک کی خرید وفروخت کے سلسلے میں دیون

noorcentre.com

میں تصرفات کے احکام کی پابندی لازمی ہوگی۔

۵/۲/۱۴ سلم صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

۵/۲/۱۵ مرابحہ کا سامان خریدار کو دیے جانے کے بعد مرابحہ صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز نہیں۔ البتہ مرابحہ کا سامان خریدنے کے بعد اور خریدار کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے ان صکوک کی آگے خرید فروخت جائز ہے۔

۵/۲/۱۶ مشارکہ صکوک، مضاربہ صکوک اور وکالتِ سرمایہ کاری صکوک کی فروخت بند ہوجانے کے بعد، خریداروں کے نام ان کی تخصیص ہوجانے اور اشیا ومنفعت میں کاروباری سرگرمیاں شروع ہونے کے بعد ان صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز ہے۔

۵/۲/۱۷ مزارعت صکوک اور آبپاشی [مساقات] صکوک کے حاملین جب زمین کے مالک ہوں تو فروخت بند ہوجانے کے بعد، خریداروں کے نام ان کی تخصیص ہوجانے اور اشیا ومنفعت میں کام شروع ہوجانے کے بعد ان صکوک کی آگے خرید وفروخت جائز ہے۔ البتہ اگر حاملینِ صکوک کام (کھیتی باڑی یا آبپاشی) کے ذمہ دار ہوں تو اس صورت میں صکوک کی آگے خرید وفروخت صرف اس وقت جائز ہوگی جب کھیتی یا پھل قابلِ استعمال ہوجائے۔

۵/۲/۱۸ شجر کاری صکوک کی فروخت بند ہوجانے، خریداروں کے نام ان کی تخصیص ہوجانے اور مطلوبہ کام شروع ہوجانے کے بعد ان صکوک کی خرید وفروخت جائز ہے۔ چاہے صکوک کے حاملین زمین کے مالک ہوں یا شجر کاری کے ذمہ دار ہوں۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کو ۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے سرمایہ کاری صکوک کے متعلق شرعی معیار کے مسودے کو اپنے دسویں اجلاس میں منظور کیا جو کہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں مورخہ ۹ - ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والی اپنے ساتویں اجلاس میں سرمایہ کاری صکوک کے لیے شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

پیر ۱۴ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۰۱ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے سرمایہ کاری صکوک کے معیار کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

بحرین میں مورخہ ۴-۵ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۷-۱۸ اپریل ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والے دوسرے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے شرعی تحقیق پر غور کیا۔ کمیٹی نے شرعی مشیر سے مطالبہ کیا کہ وہ اجلاس میں ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں مزید ترامیم شامل کریں۔ اسی طرح اس کمیٹی نے بحرین میں مورخہ ۶-۷ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۷-۱۸ جون ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والے اپنے تیسرے اجلاس میں سرمایہ کاری صکوک کے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث کی اور اجلاس میں ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم کیں۔

کمیٹی نے عمان، اردن میں مورخہ ۱۶-۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۸-۲۹ جون ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والی اپنے چوتھے اجلاس میں اس معیار پر بحث کی اور اجلاس میں ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں اور سرمایہ کاری کے مختلف شعبہ جات میں خرید وفروخت کے قوانین سے متعلق منعقد ہونے والے آیوفی کے پہلے فقہی فورم کی سفارشات کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم کیں۔ ایوفی کا یہ فقہی فورم ۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ جون ۲۰۰۲ء کو عمان، اردن میں منعقد ہوا۔ کمیٹی نے مورخہ ۲-۳

noorcentre.com
رجب المرجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۹-۱۰ ستمبر ۲۰۰۲ء کو منعقد ہونے والی اپنے پانچویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث کی اور بحث کے بعد اس کو توریق [تمسک سازی] کے معیار میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا۔

کمیٹی نے معیار کے منصوبے کے مسودے کو توریق کے معیار میں ضم کرنے کے بعد مورخہ ۱۹ رجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھٹے اجلاس میں اس مسودے کو مجلسِ شرعی میں پیش کرنے کے لیے اس پر مزید بحث کی۔

مورخہ ۱۱-۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶-۲۱ نومبر ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے مجلسِ شرعی کے نویں اجلاس میں معیار کے منصوبے کے ترمیم شدہ مسودے کو پیش کیا گیا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے منصوبے کے مسودے میں مزید ترامیم کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی رکھنے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے پیش کیا جا سکے۔

مورخہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرم کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس جلسہ میں ان تحریری تبصروں کو بھی سنا گیا جو جلسہ سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی تبصروں کی سماعت بھی کی گئی جو شرکاء نے دورانِ جلسہ کیے اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے ان تبصروں کے جوابات دیے۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے مورخہ ۲۰ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۰۳ء کو منعقد ہونے والی اپنے اجلاس میں جلسۂ سماعت کے دوران کیے گئے زبانی تبصروں اور تحریری شکل میں بھیجے گئے تبصروں پر بحث کی اور معیار کے مسودے میں مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے دسویں اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور مسودے میں مناسب ترامیم کیں۔ مجلسِ شرعی کے ارکان نے بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بقیہ بعض شقوں کو

noorcentre.com

اکثریتی رائے کی بنیاد پر منظور کرلیا، جیساکہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- سرمایہ کاری صکوک کے اجرا کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ صکوک شرعی لحاظ سے جائز عقود میں سے کسی نہ کسی عقد کی بنیاد پر جاری کیے جاتے ہیں، چنانچہ ان عقود میں سے کسی بھی عقد کی بنیاد پر صکوک کا اجرا شرعی لحاظ سے جائز ہوگا۔
- صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] کو ایجاب تصور کرنے اور ان میں حصہ لینے کو قبول تصور کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ شرعی عقود ہر اس عمل سے منعقد ہو جاتے ہیں جو دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی پر دلالت کرے، اس کے لیے کوئی متعین لفظ [صیغہ] استعمال کرنے کی شرط نہیں۔ اس بات میں کوئی ممانعت نہیں کہ ایجاب کرنے والا ایک ہو اور قبول کرنے والے بڑی تعداد میں ہوں۔
- انتظام چلانے میں صکوک کے حاملین کے حق کی بنیاد یہ ہے کہ صکوک جن اثاثوں کی نمائندگی کرتے ہیں، حاملینِ صکوک ان کے مالک ہوتے ہیں اور انتظام تو ملکیت کے تابع ہوتی ہے۔
- سرمایہ کاری صکوک جب طبعی اشیا یا منفعت کے کسی حصے کی نمائندگی کر رہے ہوں تو ان کی آگے خرید و فروخت کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ وہ دراصل ان اثاثوں کے کسی حصے کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ان اثاثوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔
- سلم صکوک کی آگے خرید و فروخت کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسے صکوک سلم کے دَین کے حصے کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں، چنانچہ اس میں دیون کی خرید و فروخت کے احکام کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔
- نقد رقم کے طبعی اشیا میں بدل جانے کے بعد استصناع صکوک کی آگے خرید و فروخت کے جواز کی بنیاد یہ

noorcentre.com

ہے کہ یہ صکوک ایسے اثاثوں کی نمائندگی کررہے ہوتے ہیں جن میں تصرف جائز ہے۔ جب صکوک سے حاصل ہونے والا سرمایہ متوازی استصناع کا ثمن بن جائے یا عقدِ استصناع کے تحت تیار کی گئی چیز تیار کروانے والے کے سپرد کردی گئی ہو تو اس صورت میں استصناع صکوک کی آگے خرید وفروخت کے ممنوع ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس وقت صکوک مستصنع کے ذمہ میں موجود ثمن کی نمائندگی کررہے ہوتے ہیں اور وہ نقدی کی صورت میں دین ہوتا ہے، چنانچہ اس مرحلے میں صکوک کی آگے خرید وفروخت دیون کی خرید وفروخت کے احکام کی پابند ہوگی۔

- مرابحہ کے سامان کو بیچنے اور اسے خریدار کے سپرد کردینے کے بعد مرابحہ صکوک کی آگے خرید و فروخت کے ممنوع ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس وقت صکوک خریدار کے ذمہ نقدی کی صورت میں لازم دین کی نمائندگی کررہے ہوتے ہیں، چنانچہ ایسے صکوک کی خرید وفروخت صرف اسی صورت میں جائز ہے جب اس میں دیون کے خرید وفروخت کے احکام کی رعایت رکھی جائے۔ البتہ مرابحہ کے سامان کو خریدنے کے بعد اور اسے آگے فروخت کرنے سے پہلے مرابحہ صکوک کی آگے خرید و فروخت جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں مرابحہ صکوک ایسے اثاثوں کی نمائندگی کررہے ہوتے ہیں جن کی خرید و فروخت جائز ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

تمسک سازی (securitization)

اس کے لیے عربی میں التصکیك اور التسنید کے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ تمسک سازی سے مراد طبعی اشیا یا منافع یا ان دونوں کو مساوی قیمت کے یونٹوں میں تقسیم کرنا اور ان کی قیمت کے صکوک جاری کرنا ہے۔

صکوک کے اجرا کا عقد

اس سے مراد وہ عقد ہے جس کی بنیاد پر سرمایہ کاری صکوک جاری کیے جاتے ہیں۔

سرمایہ کاری صکوک کو جاری کرنے والا

اس سے مراد وہ شخص ہے جو صکوک سے حاصل ہونے والے سرمائے کو شرعی لحاظ سے کسی جائز طریقے سے استعمال کرتا ہے۔ صکوک جاری کرنے والا کبھی کوئی کمپنی ہوتی ہے، کبھی کوئی فرد ہوتا ہے، کبھی حکومت ہوتی ہے اور کبھی کوئی مالیاتی ادارہ ہوتا ہے۔ کبھی کوئی مالیاتی ادارہ اجرت کے عوض یا صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] میں طے کردہ متعین فیس کے عوض، صکوک کے اجرا کا انتظام کرنے میں صکوک جاری کرنے والے کا نائب بن جاتا ہے۔

صکوک کے اجرا کا وکیل

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جو صکوک کے اجرا کے عمل کا انتظام کرتا ہے اور باہم طے کردہ اجرت یا صکوک کے اجرا کے منشور [پراسپکٹس] میں طے کردہ اجرت کے

noorcentre.com

عوض صکوک جاری کرنے والے کے نائب کے طور پر صکوک کے اجرا کی تمام سرگرمیوں کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ صکوک جاری کرنے والے اور اس کے اجرا کے وکیل کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے اس کی بنیاد اجرت کے وکالت کے عقد پر ہوتی ہے۔

صکوک کے اجراء کا منتظم

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جو صکوک کے اجرا کے عقد کو نافذ کرنے کے لیے حاملینِ صکوک کا نائب ہوتا ہے اور اس کام کی ایک متعین اجرت لیتا ہے۔

ادائیگی کا ذمہ دار

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جو صکوک کے محاصل کو حاصل کرنے کے بعد انہیں حاملینِ صکوک کے سپرد کرنے کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔

سرمایہ کاری کا منتظم [investor manager]

اس سے مراد وہ شخص ہے جو صکوک کے منشور [پراسپکٹس] کے مطابق سرمایہ کاری کے تمام کاموں یا ان میں سے بعض کاموں کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کی تقرری صکوک جاری کرنے والا خود یا اس کا وکیل کرتا ہے۔

سرمایہ کاری کا امین [trustee]

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا وہ مالیاتی ادارہ جو صکوک کے حاملین کے مفادات کا خیال رکھتا ہے اور صکوک کے اجراء کے منتظم کی نگرانی کرتا ہے اور وثائق اور ضمانات کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ سب کام وہ اجرت کے عوض وکالت کے عقد کی بنیاد پر کرتا ہے۔ اجرت کی تفصیل صکوک کے اجرا کے منشور میں درج ہوتی ہے۔

صکوک کی آگے خرید و فروخت

صکوک جس غیر متعین حق کی نمائندگی کررہا ہوتا ہے اس میں خرید و فروخت، رہن، ہبہ یا اس کے

noorcentre.com
علاوہ دیگر شرعی تصرفات میں سے کوئی تصرف کرنے کو صکوک کی خرید و فروخت کہتے ہیں۔

مزارعت

اس سے مراد کھیتی باڑی میں شراکت داری ہے۔ اس میں زمین کا مالک زمین کی پیداوار کے ایک معلوم مگر غیر منقسم [مشاع] حصے کے عوض اپنی زمین کسی ایسے شخص کو دیتا ہے جو اس میں کھیتی باڑی کرتا ہے اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

آبپاشی

اس سے مراد ایک ایسی شراکت داری ہے جس میں ایک شخص اپنے اگائے گئے پھل دار درخت ایک دوسرے شخص کو دیتا ہے جو حاصل شدہ پھلوں کے ایک معلوم مگر غیر منقسم [مشاع] حصے کے بدلے میں ان درختوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

شجر کاری

یہ ایک ایسی شراکت داری ہے جس میں ایک شخص اپنی زمین، جس میں درخت موجود نہیں ہوتے، ایک دوسرے شخص کو دیتا ہے، تاکہ وہ اس میں درخت اگائے اور یہ کہ شجر کاری اور پھلوں میں سے جو کچھ بھی حاصل ہوگا وہ ایک معلوم تناسب سے ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔

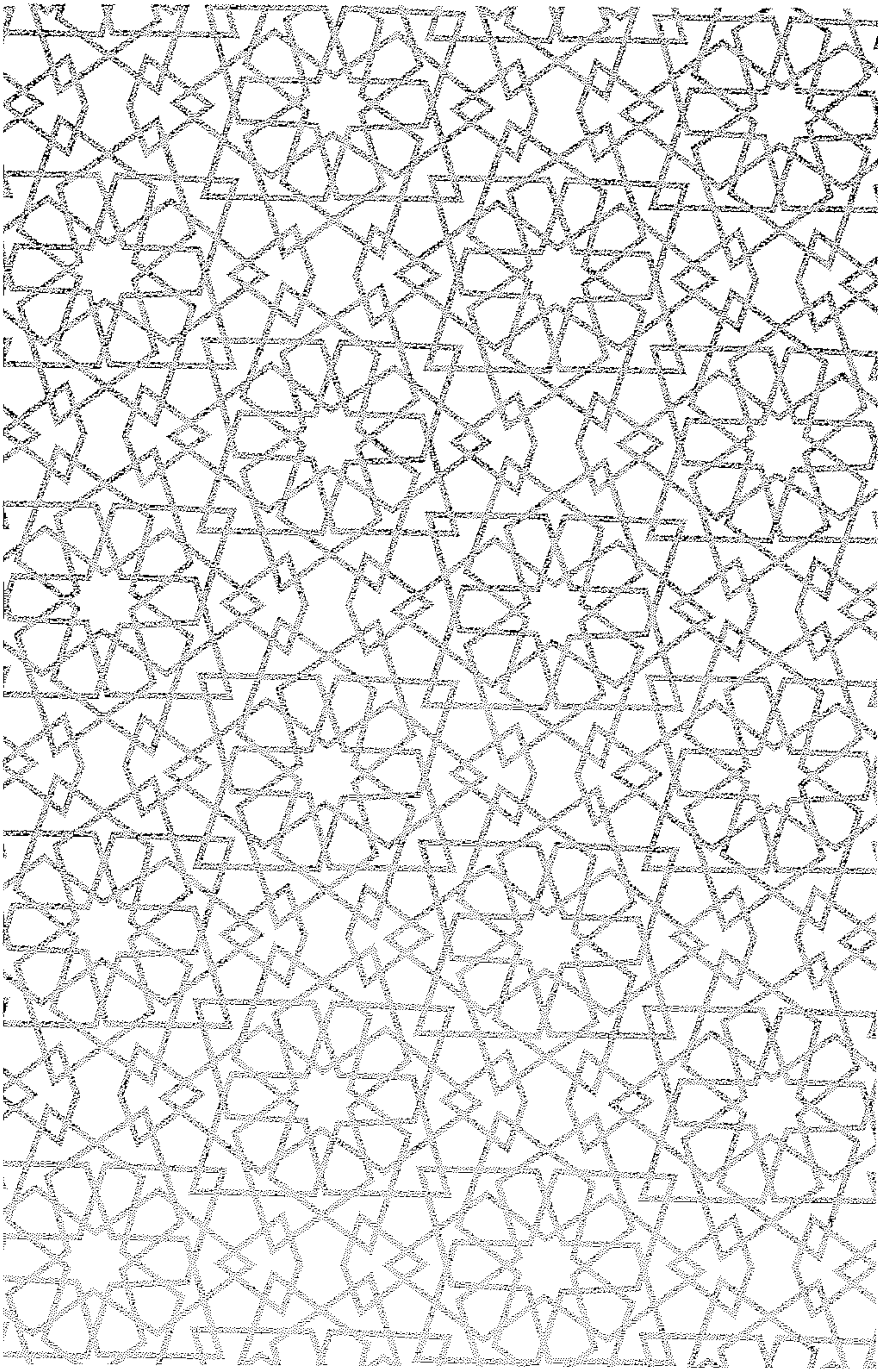

noorcentre.com

noorcentre.com

قبضہ

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۵۱۲

معیار کا متن ۵۱۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۵۱۳

۲- قبضہ کی تعریف ۵۱۳

۳- قبضہ کس چیز سے متحقق ہوتا ہے ۵۱۳

۴- قبضہ کے اخراجات ۵۱۵

۵- قبضہ کی اہم مروّجہ تطبیقات ۵۱۷

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۵۱۷

معیار کی منظوری ۵۱۸

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۱۹

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۲۱

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۵۲۹

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد عقود میں قبضہ کی حقیقت، اس سے متعلق شرعی احکام اور قبضہ کی اہم جدید مروّجہ شکلیں جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں رائج ہیں ان کا بیان ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار عقود میں پائے جانے والے قبضہ اور وہ عمل جو حکم میں قبضہ کے قائم مقام ہے (قبضۂ حکمی) اس کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس معیار میں زمین وجائیداد، اشیاءِ منقولہ اور ایسی اشیا جو اپنی ذات کے اعتبار سے متعین ہوں یا موصوف فی الذمہ [وہ اشیا جو ذات کے اعتبار سے متعین نہ ہوں بلکہ اوصاف کی بنیاد پر کسی کے ذمہ واجب ہوں] ہوں ان میں قبضہ کے پائے جانے کی کیفیت اور صورتوں کا بیان بھی ہے۔ نیز اس معیار میں مختلف عقود میں قبضہ کے سلسلہ میں ہونے والے اخراجات کے ذمہ دار کا تعیّن بھی کیا جائے گا، اور قبضہ کی مروجہ اہم جدید صورتوں کی بھی وضاحت ہوگی۔

یہ معیار غیر عقود میں پائے جانے والے قبضہ پر مشتمل نہیں ہے مثلاً غاصب کا قبضہ اور اس جیسی قبضہ کی دیگر صورتیں وغیرہ۔ اور نہ ہی یہ معیار قبضہ کرنے والے شخص کے ضمان کے واجب ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے احوال سے متعلق ہے، اور نہ ہی یہ معیار عقدِ تصفیہ [مقاصہ] میں ہونے والے قبضے سے متعلق ہے جس کے لیے علیحدہ سے ایک معیار موجود ہے۔

۲- قبضہ کی تعریف

قبضہ نام ہے کسی شے کو اپنی تحویل میں لینے کا یا ایسا عمل کرنا جو عرف کے لحاظ سے تحویل میں لینے کے قائم مقام ہو۔

۳- قبضہ کس چیز سے ثابت ہوتا ہے

۱/۳ اشیا میں قبضہ کی کیفیت کے تعیّن کے لیے اصل مدار عرف ہے۔ لہٰذا اشیا کے اپنی ذات

noorcentre.com

میں مختلف ہونے کی وجہ سے اور کبھی لوگوں کا عرف مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف اشیا میں قبضہ کی کی صورتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔

۲/۴ زمین میں حقیقی قبضہ تخلیہ [زمین سے کنارہ کش ہوجانے] اور اس میں مکمل تصرف واختیار کی قدرت دینے کے ساتھ ثابت ہوجاتا ہے۔

۳/۴ اشیاءِ منقولہ [وہ اشیا جن کی جگہ تبدیل کی جاسکتی ہے] میں قبضۂ حقیقی طبعی طور پر سپرد کرنے سے متحقق ہوتا ہے۔ اور اشیاءِ منقولہ معینہ اور اشیاءِ منقولہ موصوف فی الذمہ [وہ اشیا جو ذات کے اعتبار سے متعین نہ ہوں بلکہ اوصاف کی بنیاد پر کسی کے ذمہ واجب ہوں] میں قبضۂ حکمی [جبکہ یہ اشیاءِ موصوف فی الذمہ تعیّن کے متعارف طریقوں میں سے کسی طریقہ سے متعین کی گئی ہوں] اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ منقولہ شے اور قبضہ کے حقدار شخص کے درمیان اس طرح تخلیہ کردیا جائے کہ قبضہ کا حقدار شخص اس اثاثے کو بغیر کسی رکاوٹ کے وصول کرنے پر قادر ہو اگرچہ عملی طور پر اس چیز کو منتقل کرنا اور تحویل میں لینا نہ کیا جائے، خواہ وہ چیز ایسی ہو کہ عام طور پر ہاتھوں کے ذریعے اس پر قبضہ کیا جاتا ہو یا پھر وہ چیز ایسی ہو کہ اس میں عرفی اوزان میں سے کسی ایک کے ذریعہ سپرد کرنا، الگ کرنا شرط ہو۔ یعنی پیمائش کرکے یا وزن کرکے، گز کے ذریعہ یا گن کر یا پھر اس چیز کا تعلق ایسے ساز وسامان سے ہو کہ جن میں ذکر کیے گئے کسی بھی پیمانے کا اعتبار نہ کیا جاسکتا ہو۔ اس لیے کہ ان اوزان کا اس میں جاری ہونے کا امکان نہ ہو، یا امکان تو ہو مگر عرف میں اس قسم کے سامان کی خرید وفروخت میں ناپ تول کا رواج نہ ہو، جیسے اندازے سے خرید وفروخت کرنا۔

۴/۴ زمین اور قابلِ حرکت منقولہ شے کے گروی ہونے کی رجسٹریشن کرالینے کو قبضۂ حکمی شمار کیا جائے گا۔ مثلاً گاڑیاں، ٹرین، بحری جہاز، ہوائی جہاز، بشرطیکہ رجسٹریشن قانونی طور پر معتبر طریقے سے کرائی گئی ہو۔ احکام اور قانونی نتائج کے اعتبار سے رجسٹریشن قبضۂ حقیقی کے قائم مقام ہوگی۔

۵/۴ کاغذات جو قبضہ کرنے والے کے نام پر جاری ہوتے ہیں یا انہیں اس کے مفاد میں توثیق

noorcentre.com

[endorse] کی جاتی ہے۔ ان کاغذات پر قبضہ کو ان چیزوں کا قبضہ بھی شمار کیا جائے گا جن کی نمائندگی وہ کاغذات کر رہے ہوتے ہیں، بشرطیکہ ان میں اموال، ساز و سامان اور آلات وغیرہ کا تعیّن ہو جاتا ہو اور قابض کو ان میں تصرف کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہو، جیسے بل آف لیڈنگ اور عمومی گوداموں کی رسید۔

۳/۶ طبعی اشیا [tangible assets] میں سے کسی شے پر قبضہ کرنے والے کا سابقہ قبضہ ہر اس جدید قبضہ کے قائم مقام ہوگا جو کسی معتبر شرعی سبب سے ثابت ہو گیا ہو۔ ابتداءً قبضہ کرنے والے کا قبضہ "قبضۂ ضمان" ہو یا "قبضۂ امانت"، اور خواہ جدید قبضہ جو ثابت ہوا ہے، "قبضۂ ضمان" ہو یا "قبضۂ امانت"۔

۳/۷ عقدِ صرف [سونا، چاندی اور کرنسی میں باہم معاملات کرنا] میں دوطرفہ قبضہ کی شرط مجلسِ عقد میں [ہاتھ در ہاتھ] حوالگی اور وصولیابی سے پوری ہوتی ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۶۔

۴- قبضہ کے اخراجات

۴/۱ عقودِ معاوضاتِ مالیہ میں قبضہ پر ہونے والے اخراجات

۴/۱/۱ فروخت شدہ چیز اگر سامنے موجود نہ ہو تو اس کے سپرد کرنے کے اخراجات کہ اس کو خریدار کے سامنے پیش کیا جا سکے اور قیاسی اکائیوں [اوزان عرفی] میں سے کسی ایک کے ذریعے عرف میں رائج ناپنے کے اخراجات فروخت کنندہ پر لازم ہوں گے، اگر واقعی فروخت شدہ چیز کو ماپنے کی ضرورت ہو مثلاً پیمائش، وزن، گز اور گن کر شمار کرنے کی اجرت۔ جب کہ قیمت فروخت کنندہ کے حوالہ کرنے کے اخراجات جو کچھ بھی اگر ہوں تو وہ خریدار پر لازم ہوں گے، الّا یہ کہ کوئی شرط یا عرف اس کے مخالف ہو تو اس صورت میں عرف یا شرط کی رعایت رکھنا لازم ہوگا۔

۴/۱/۲ عقود کی توثیق کے لیے تیار کیے جانے والے کاغذات، گواہیوں اور دستاویزات کو

noorcentre.com

تحریر میں لانے اور انہیں رجسٹرڈ کروانے کے اخراجات دونوں فریق پر طے کردہ شرائط کے مطابق ہوں گے۔ اور اگر ان دونوں کے درمیان کوئی بات طے نہیں کی گئی تو اس سلسلے میں عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔

۴/۱/۳ اگر خریدار فروخت کنندہ پر یہ شرط لگادے کہ جس جگہ پر قابلِ فروخت اثاثہ عقد کے وقت موجود ہے اس کے علاوہ کسی اور متعیّن جگہ پر سپرد کیا جائے گا اور یہ پہنچانا فروخت کنندہ کے خرچے پر ہوگا، تو فروخت کنندہ پر لازم ہوگا کہ اس متعیّن جگہ پر فروخت شدہ اثاثے کو پہنچائے نیز اس جگہ تک پہنچانے کے اخراجات فروخت کنندہ پر لازم ہوں گے۔

۴/۱/۴ قبضہ کے اخراجات کے احکامات تمام عقودِ معاوضاتِ مالیہ، مثلاً سلم، استصناع اجارہ وغیرہ میں جاری ہوں گے جن کی تفصیل شق ۴/۱/۱، ۴/۱/۲، ۴/۱/۳ میں بیان ہوچکی ہے۔ اسی طرح مسلَم فیہ پر قبضہ کے اخراجات مسلَم الیہ [بیچنے والا] پر لازم ہوں گے۔ سلَم کے راس المال [ثمن] پر قبضہ کے اخراجات ربّ السلَم [خریدار] پر لازم ہوں گے۔ کرائے پر دی گئی طبعی شے کے قبضہ کے اخراجات مالک پر لازم ہوں گے۔ اور اجرت پر قبضہ کے اخراجات کرایہ دار پر لازم ہوں گے۔ استصناع میں موضوعِ عقد [تیار کردہ چیز] پر قبضہ کے اخراجات بنانے والے پر لاگو ہوں گے، جبکہ ثمن پر قبضہ کرنے کے اخراجات بنوانے والے پر لازم ہوں گے۔ تاہم کہیں عرف یا باہم طے شدہ شرط اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں عرف یا شرط کی رعایت رکھی جائے گی۔

۴/۲ قرض میں قبضہ کے اخراجات

۴/۲/۱ عقدِ قرض میں حوالگی اور وصولیابی کے اخراجات کا تعلق عرفی اوزان یا ان جیسے پیمانوں کے ذریعے وزن کر کے قرض دینے سے ہو تو وہ مقروض پر لاگو ہوں گے۔

۴/۲/۲ کاغذات، دستاویزات، گواہیاں اور ان جیسی چیزوں میں جو قرض کے جاری کرنے یا

noorcentre.com

نافذ کرنے یا توثیق کے لیے لازم [illegible] نے کے اخراجات مقروض پر لاگو ہوں گے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض"، شق ۸۔

۳/۴ ودیعت[1] پر قبضہ کے اخراجات

عقدِ ودیعت میں ودیعت رکھوانے اور اس کی واپسی کے اخراجات ودیعت رکھوانے والے پر لازم ہوں گے۔

۵- قبضہ کی اہم مروّجہ تطبیقات

۱/۵ بینک ڈرافٹ یا شخصی چیک جس کی ادائیگی کی ضمانت اس بینک نے لی ہوئی ہو جس کے کاؤنٹر سے رقم نکالی جائے گی، ان پر اس شخص کا قبضہ جو ان سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے اس رقم پر قبضہ شمار کیا جائے گا جس کی ضمانت دی گئی ہے، اگرچہ عملی طور پر رقم کے حصول میں وقت لگے۔ اس میں شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۶/۵/۲، اور شرعی معیار نمبر (۱۶) "تجارتی دستاویزات"، شق ۷/۱ اور ۷/۲ کو مدنظر رکھا جائے۔

۲/۵ کریڈٹ کارڈ کے ذریعے رقم کی ادائیگی کو قبضۂ حکمی شمار کیا جائے گا۔ اس میں شرعی معیار نمبر (۲) "ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ"، شق ۴/۴ کو مدنظر رکھا جائے۔

۳/۵ قرض خواہ کے طلب کرنے پر یا اس کی رضامندی سے اس کے بینک اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانے کو قرض خواہ کا قبضۂ حکمی شمار کیا جائے گا خواہ وہ جمع کرانا نقد رقم کی صورت میں ہو یا بینک کے ذریعے ہو یا اس بینک کے چیک کے ذریعے ہو جس کی ادائیگی کی ضمانت اس بینک نے لی ہوئی ہو جس کے کاؤنٹر سے رقم نکالی جائے گی۔ اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانے والا شخص اگر مقروض ہو تو وہ اس رقم کی ادائیگی کے بقدر بری الذمہ ہو جائے گا۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو جاری کیا گیا۔

(۱) حفاظت کی غرض سے رکھوائی جانے والی امانت۔ (مترجم)

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں ۲۶ - ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵ - ۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو منعقدہ اجلاس میں قبضہ کے شرعی معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۲۸ صفر-۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا، جس میں مجلسِ شرعی نے قبضہ، اس کے احکام اور اس کی مختلف صورتوں سے متعلق معیارِ شرعی کے مسوّدے کے اجرا کی قرارداد منظور کی۔

۲۴ رجب ۱۴۲۳ھ مطابق یکم اکتوبر ۲۰۰۲ء شرعی معیارات کی کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ قبض اور اس کے احکام اور صورتوں کے معیار کے مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری کسی شرعی مشیر کے سپرد کی جائے۔

شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے اپنے اجلاس نمبر ۷ منعقدہ بحرین ۱۶ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۹ مارچ ۲۰۰۳ء میں شرعی تحقیق پر بحث کی اور شرعی مشیر سے ارکان کی گفتگو اور آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی درخواست کی۔

۱۶-۱۷ اپریل ۲۰۰۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے آٹھویں اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے ارکان کے ملاحظات اور ان کی گفتگو کی روشنی میں قبضہ کے شرعی معیار کے مسودے پر بحث کی۔

اسی طرح کمیٹی نے ۲۵-۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵-۲۶ جون ۲۰۰۳ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں مذکورہ معیار کے مسودے پر بحث کی اور ارکان کی گفتگو اور انہوں نے جو ملاحظات پیش کیے ان کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترامیم کیں۔

۲۳-۲۴ جمادی الاولی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳-۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو عمان ہاشمی اردن میں منعقد ہونے والے نویں اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے مسودہ پر بحث کی اور ارکان کے ملاحظات اور ان کی گفتگو کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترامیم کیں۔

noorcentre.com

ترمیم شدہ معیار کا مسودہ مجلسِ شرعی کے گیارہویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ مکہ مکرمہ میں ۲-۸ رمضان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۳ء - ۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودہ میں ضروری ترامیم کیں، اور طے پایا کہ مسودہ کو ماہرین اور دلچسپی لینے والے حضرات کو ارسال کیا جائے تاکہ جلسۂ سماعت سے قبل ان حضرات کے ملاحظات کو حاصل کیا جاسکے۔

جنرل سیکرٹریٹ نے جلسۂ سماعت بحرین میں ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو منعقد کیا جس میں تقریباً پندرہ افراد نے شرکت کی۔ جن میں مرکزی بینکوں، اسلامی مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرم کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ان کے علاوہ اس معاملے میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ جلسۂ سماعت سے پہلے بھیجے جانے والے تحریری تبصروں اور دوران سماعت پیش کیے جانے والے ملاحظات کو توجہ سے سنا گیا اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے ان ملاحظات کے جوابات دیے۔

شرعی معیارات پہلی اور دوسری کمیٹی نے ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو بحرین میں منعقدہ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں ان تبصروں پر جو کہ جلسۂ سماعت میں پیش کیے گئے تھے اور ان تبصروں پر جو ادارہ کو تحریری طور پر بھیجے گئے تھے گفتگو کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں مسوّدے میں شامل کر دیا۔

مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے اجلاس منعقدہ بحرین ۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۴ء کو ترمیم شدہ معیار کا مسودہ میں پیش کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے بارہویں اجلاس نمبر ۱۲ جو کہ مدینہ منورہ میں ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا، ان ترامیم پر بحث کی جو شرعی معیارات کی کمیٹی اور معیار کا مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی نے تجویز کی تھیں۔ اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں مذکورہ معیار میں شامل کر دیا۔ اور مجلسِ شرعی نے بعض شقوں پر ارکان کے اتفاق اور بعض شقوں پر تمام ارکان کی اکثریت کے اتفاق کی بنیاد پر اس معیار پر اعتماد کا اظہار کیا جس کی تفصیل مجلسِ شرعی کے اجلاس کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

شرعاً قبضہ کیسے متحقق ہوتا ہے؟

سونے چاندی اور کرنسیوں میں عملی حوالگی سے حقیقی قبضہ حاصل ہونے کی دلیل وہ صحیح حدیث ہے جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے... یہاں تک کہ آخرِ حدیث میں یہ ارشاد فرمایا کہ... برابر سرابر ہاتھ در ہاتھ ہو، چنانچہ اگر یہ اصناف تبدیل ہوجائیں تو جس طرح مرضی فروخت کرو جبکہ ہاتھ در ہاتھ ہو"۔[1]

- قبضہ کے متحقق ہونے میں عرف کا اعتبار کرنے کی دلیل فقہاءِ کرام کا اس پر اجماع ہے، اور اس کے بارے میں خطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شارع نے قبض کو مطلق رکھا ہے اور اس کے ساتھ احکام بھی متعلق کیے ہیں اور اس کی کوئی تفصیل بیان نہیں فرمائی، اور لغت میں بھی اس کی کوئی تعیین نہیں ہے، لہٰذا اس میں عرف کا اعتبار کیا جائے گا"۔[2] اور علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس چیز کی لغت اور شرع میں تعیین نہ ہو تو اس میں عرف کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ قبضہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں مذکور ہے "جس شخص نے کھانے کی چیز خریدی تو اسے اس وقت تک نہ بیچے جب تک کہ قبضہ نہ کرلے"۔[3] اور خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قبضہ کی صورتیں چیزوں

---

(۱) امام مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۲) مغنی المحتاج ۲/۷۲۔

(۳) مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۲۷۳۔

noorcentre.com

کے اپنی ذات میں مختلف ہونے اور لوگوں کی عادات اور عرف کے مختلف ہونے کی وجہ سے بدلتی رہتی ہیں"۔[1]

- زمین کو خالی کر دینے سے قبضہ متحقق ہو جانے کی دلیل عرف ہے، اور اسی کو حنفی، شوافع، حنبلی، ظاہری فقہ کے جمہور فقہائے کرام نے اختیار کیا ہے کہ زمین کا قبضہ اس کو خالی کرنے اور تصرف کی قدرت دینے سے حاصل ہوتا ہے۔[2] اور حنفیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ زمین کا اگر کوئی تالا ہو تو اس کا قبضہ متحقق ہونے کے لیے اس کو خالی کر کے چابی دے دینا کافی ہے اس طور پر کہ بغیر کسی مشقت کے اس کو کھولنا ممکن ہو۔[3]
- رہن میں جائیداد کی رجسٹریشن کو حکمی قبضہ قرار دینے کی دلیل عرف اور عمل ہے (ان ممالک میں جہاں زمین کی رجسٹریشن کا نظام رائج ہے) اس بات پر کہ جائیداد رجسٹروں میں زمین کے رہن ہونے کی رجسٹریشن کر دینا قانونی قبضہ کہلاتا ہے اور یہ احکام اور نتائج میں حقیقی حوالگی کے قائم مقام ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر زمین بیچنے والے کے سامان کے ساتھ یا کرایہ دار کے حقوق کے ساتھ مشغول ہو تو پھر بھی حکماً اور تقدیراً مرتہن کا قبضہ شمار کیا جائے گا۔[4]
- اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ سرکاری طور پر اندراج شدہ رہن دائن (مرتہن) کو مرہون زمین کا حقیقی حق دیتا ہے، جس کی وجہ سے موت یا افلاس کی صورت میں مرتہن کو تمام دائنین پر اس زمین سے اپنا حق وصول کرنے میں تقدم اور ترجیح حاصل ہوتی ہے۔[5]

---

(۱) معالم السنن الخطابي ۳/۱۳۶۔

(۲) الفتاویٰ ہندیہ ۳/۱۶، رد المحتار ۴/۵۶۱ اور اس کے بعد والا صفحہ، روضۃ الطالبین ۳/۵۱۵، المجموع شرح المہذب ۹/۲۷۶، مواہب الجلیل ۴/۴۷۷، کشاف القناع ۳/۲۰۲، المغنی ۴/۳۳۳، المحلی ۸/۸۹، مجلہ احکام العدلیہ کا مادہ نمبر ۲۶۳، مرشد الحیران کا مادہ نمبر ۴۳۵، مجلہ احکام الشرعیہ علی مذہب الامام احمد کا مادہ نمبر ۳۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) رد المحتار ۴/۵۶۱، الفتاویٰ الہندیہ ۳/۱۶، المجلہ العدلیہ کا مادہ ۲۷۰، ۲۷۱، مرشد الحیران کا مادہ ۴۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) المدخل الفقہی العام للزرقاء ۲/۴۸۱، ۱/۲۷۸، حاشیہ۔

(۵) المذکرہ الایضاحیہ للقانون المدنی الکویتی صفحہ نمبر ۳۳۹ (نقلاً عن کتاب الشکل فی الفقہ الاسلامی لدکتور محمد وحید الدین سوار صفحہ نمبر ۹۴۔

منقولات معینہ کا قبضہ

noorcentre.com

- منقولاتِ معینہ اور موصوفات فی الذمہ کا قبضہ، جبکہ ان کی تعیین ہو چکی ہو، ان کو قبضہ کے حقدار شخص کے لیے خالی کر دینے سے ہوتا ہے اس طور پر کہ وہ اسے بغیر کسی رکاوٹ کے وصول کرنے پر قادر ہو، خواہ وہ منقولات ایسی ہوں جن کی ادائیگی معروف اوزان کے ذریعہ ہوتی ہو یا ایسی نہ ہوں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ لغت میں کسی چیز کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو مکمل اور خالص طور پر حوالہ کر دینا اس طرح کہ اس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو، اور یہ تخلیہ سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جس پر حوالگی واجب ہوئی ہو اس کے لیے کوئی ایسا راستہ ہونا چاہیے جس کے ذریعہ وہ اپنے ذمہ سے عہدہ برآ ہو سکے اور وہ ممکن راستہ تخلیہ کرنا اور موانع کو دور کرنا ہے۔ اور قبضۂ حقیقی یعنی ہاتھ میں لے لینا اس کے بس کی بات نہیں، کیونکہ یہ تو قابض کے اختیار ہی میں ہے، اگر تسلیم کا وجوب اس سے متعلق کر دیا جائے تو اس کے لیے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا مشکل ہو جائے گا،[۱] اور اس حکم کی تائید اور اس کا اعتبار کرنے کا فیصلہ مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں بھی آ چکا ہے۔[۲]
- منقولاتِ متحرکہ جیسے گاڑیاں، بحری جہاز، ہوائی جہاز اور ریل گاڑیوں کے رہن کی سرکاری دستاویز میں رجسٹریشن (ان ممالک میں جہاں ان منقولات کی سرکاری دستاویز میں رجسٹریشن کا باقاعدہ نظام پایا جاتا ہے) کو ان کا حکمی قبضہ اعتبار کرنے کی دلیل عرف ہے جو سرکاری رجسٹریشن کو قبضہ کے حقدار شخص کے لیے تسلیمِ حکمی قرار دیتا ہے، اور وہ اپنے احکام اور نتائج میں عملی حوالگی کے قائم مقام ہے۔
- قبضہ کے متحقق ہونے کے لیے معروف اوزان کے ذریعہ ادائیگی کی شرط کی دلیل ان منقولات کے لیے جن میں ادائیگی کا حق ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص غلہ خریدے تو اس کو نہ بیچے

---

(۱) بدائع الصنائع ۵/۲۴۴، الفتاویٰ الہندیہ ۳/۱۶، رد المحتار ۴/۵۶۱، شرح المجلہ للاتاسی ۲/۲۰۰ اور اس کے بعد والا صفحہ، المغنی ۴/۱۱، الافصاح لابن ہبیرہ ص ۲۲۴، المجلۃ الاحکام العدلیہ کا مادہ نمبر ۲۷۵-۲۷۲، مرشد الحیران کا مادہ نمبر ۴۳۷، ۴۳۸۔

(۲) چھٹے دور کا نمبر ۵۳ (۴/۶) (شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق مارچ ۱۹۹۰)۔

noorcentre.com

یہاں تک کہ وہ اس کو ناپ لے"۔[1] یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ غلہ میں ناپنے کے بغیر قبضہ حاصل نہیں ہوتا، تو جن چیزوں کی ادائیگی ناپنے کے ذریعہ ہوتی ہے ان میں ناپنا متعین ہوگیا اور باقی چیزوں کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے،[2] اور اسی حدیث کی بناء پر مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے جمہور فقہاء نے فرمایا کہ جن چیزوں میں ناپنے، وزن کرنے، پیمائش کرنے اور گن کر دینے کا اعتبار ہے ان میں قبضہ ان معروف اوزان کے ذریعہ ناپنے اور پھر تخلیہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

- اشیا، آلات اور سامان کی دستاویزات (جیسے بل آف لیڈنگ اور عمومی گودام کی شہادات) کی وصولیابی کو ان چیزوں کا قبضۂ حکمی قرار دینے کی دلیل عرف ہے،[3] اعتماد کرتے ہوئے مالکیہ کے اس قول پر کہ جن منقولات کے قبضہ کی کیفیت جانچنے کا طریقہ متعیّن نہیں ان میں عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ پھر حدیث شریف میں غلہ میں قبضہ کے متحقق ہونے میں کیل کی شرط کا مدار عہدِ نبوی میں جاری وہ عرف ہے کہ مکیلات میں قبضہ کیل کے ذریعہ ہوتا ہے اور اسی پر باقی کو قیاس کیا گیا ہے۔ اور جب عقود میں قبضہ کی تحدید کا مدار عرف ہے، تو جس زمانے میں بھی عرف جس چیز کو بھی قبضہ شمار کرے گا وہ اس زمانے میں شریعت کی نظر میں بھی معتبر قبضہ شمار ہوگا، اور اگر اس میں لوگوں کا عرف تبدیل ہوجائے تو شرعاً اس کے قبضہ ہونے کا اعتبار بھی ختم ہوجائے گا۔ کیونکہ جن احکام کا مدار عرف پر ہو وہ عرف کے تبدیل ہونے سے تبدیل ہوجاتے ہیں[4] سوائے اس چیز کے جس کو شریعت خاص طور سے مقرر کرے، ہمارے زمانے میں عرف یہ ہے کہ اشیا اور منقولہ سامان کی دستاویزات (اگرچہ وہ ان چیزوں میں سے ہو جن میں جانچنے کا اعتبار کیا جاتا ہے) کی وصولیابی کو قبضۂ حکمی مانا جاتا ہے، لہٰذا اس کو شریعت کی نظر میں بھی معتبر مانا جائے گا۔ اور اصل یہ ہے کہ جیساکہ ونشریسی نے کہا ہے: جس چیز پر لوگوں کا کوئی عمل جاری ہو اور یہ عمل ایک عرصہ سے ان کے عرف اور عادت میں رواج پاتا چلا جائے،

---

(۱) مسلم ۱۰/۱۶۹، ابوداؤد ۲/۲۵۲ اور نسائی ۷/۲۸۵ نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

(۲) مغنی المحتاج ۲/۷۳، کشاف القناع ۳/۲۰۱، المغنی لابن قدامہ ۴/۱۱۱۔

(۳) شرح الخرشی ۵/۱۵۸، الشرح الکبیر للدردیر ۳/۱۴۵، المنتقی للباجی ۶/۹۷۔

(۴) المغنی ۶/۱۸۸، الفروق ۱/۱۷۶، الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام للقرافی ص ۲۳۱۔

noorcentre.com
تو اس کا کوئی شرعی راستہ نکالنا چاہیے جہاں تک ممکن ہو سکے خواہ یہ راستہ متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ۔ [۱]

- کسی چیز کے سابق قبضہ کو کسی شرعاً معتبر سبب سے حاصل ہونے والے بعد والے قبضہ کے قائم مقام قرار دینے کی دلیل یہ ہے کہ قبضہ سے مراد کسی چیز پر کنٹرول دینا اور مقبوض میں تصرف پر قدرت دینا ہے۔ چنانچہ جب یہ بات پائی جائے گی قبضہ پایا جائے گا۔ اور یہ رائے مبنی ہے مالکیہ اور حنابلہ کی اس رائے پر جس میں انکے نزیک اگر کسی شخص نے کوئی چیز فروخت کی یا اس کو ہبہ کیا یا اس کو رہن رکھوایا اور وہ چیز کسی غاصب کے پاس تھی یا مستعیر کے پاس تھی یا موڈع کے پاس تھی یا کرائے دار کے پاس تھی یا وکیل کے پاس تھی یا اس کے علاوہ کسی اور کے پاس تھی تو سابقہ قبضہ مطلقاً عقد کی وجہ سے ثابت ہونے والے جدید قبضہ کے قائم و مقام ہوگا۔ خواہ قابض کا اس چیز پر ضمان پر مبنی قبضہ ہو یا امانت پر مبنی قبضہ، خواہ جدید قبضہ قبضۂ امانت ہو یا قبضۂ ضمان۔ رہا مقبوض کی نسبت سے یہ سوال کہ وہ قابض کے قبضہ میں بطور ضمان تھی یا بطور امانت، اس سوال کا قبضہ کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی اثر ہے۔ [۲]

قبضہ کے اخراجات

- فروخت شدہ سامان پر خریدار کے قبضہ کے سلسلے میں آنے والے اخراجات کی ذمہ داری فروخت کنندہ پر لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ فروخت کنندہ پر عقد کی وجہ سے فروخت شدہ سامان کو سپرد کرنا واجب ہے۔ اور یہ حوالگی قبضہ کے اخراجات کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور جو واجب کسی دوسرے عمل کے بغیر مکمل نہ ہو سکے تو وہ عمل بھی واجب ہوتا ہے۔ اس لیے جمہور فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ فروخت شدہ سامان کو سپرد کرنے کے اخراجات اس طرح کہ مجلسِ عقد میں موجود نہ ہو اور اس کو پیش کرنا ہو یا معروف قیاسی اوزان کے ذریعے اس کی کی ادائیگی کرنا ہو، جبکہ فروخت شدہ سامان اپنی ادائیگی میں پیائش پر منحصر ہو تو ان سب کے اخراجات فروخت کنندہ پر لازم ہوں گے۔ اور قیمت پر قبضہ کرنے کے لیے اخراجات کا بوجھ خریدار پر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خریدار پر ثمن کی ادائیگی فروخت کنندہ کو ادا

---

(۱) المعیار اللونشریسی ۱۷۴/۶۔

(۲) میارۃ علی التحفہ ۱۱۱/۱، بدایۃ المجتہد ۲۲۹/۲، المحرر ابن تیمیۃ ۳۷۴/۱، نظریہ العقد لابن تیمیہ ص ۲۳۶، کشاف القناع ۲۴۹/۳، ۲۵۳، ۳۷۳، ۳۰۳/۴، شرح تنقیح الفصول للقرافی ص ۴۵۶۔

noorcentre.com

کرنا واجب ہے۔ چنانچہ خریدار پر ہر اس چیز کا بوجھ برداشت کرنا لازم ہوگا جس کے ذریعے ثمن کی ادائیگی ہو سکتی ہو۔ اور اخراجات کا بوجھ دونوں فریقوں پر ہوگا جب کہ اس کے خلاف کوئی شرط موجود نہ ہو۔ اس کی دلیل جمہور فقہاء کے اس قول سے ماخوذ ہے جس میں انہوں نے شرط کا اعتبار کیا ہے۔ اور جب کوئی اس کے خلاف عرف موجود نہ ہو اس بات کی قید لگانے کی دلیل فقہاء کی عبارات سے ماخوذ ہے۔ جیسا کہ ان کی عبارات میں آیا ہے جب کوئی وہاں پر شرط موجود ہو یا اس کے علاوہ پر عرف موجود ہو تو اس کی اتباع کرنا لازم ہے۔[۱]

- قبضۂ حکمی میں خریدار کا اخراجات برداشت کرنا جب کہ اس نے کوئی چیز خریدی ہو اور وہ چیز ایسی ہو کہ اس کے قبضہ کی نمائندگی رجسٹریشن سے ہوتی ہو یا جائیداد کو رہن رکھواتے وقت باقاعدہ رجسٹریشن کروائی جاتی ہو، ان ملکوں میں جہاں غیر منقولہ جائیداد کو فروخت کرتے یا جائیداد کو رہن رکھواتے وقت رجسٹریشن کا نظام موجود ہو۔ اسی طرح متحرک منقولات کی فروخت مثلاً گاڑیاں، بحری کشتیاں ہوائی جہاز یا ان کو رہن رکھوانا، ان ملکوں میں جہاں ان چیزوں کے باقاعدہ رجسٹریشن کا نظام موجود ہے، اور اسی طرح مالی دستاویزات کے بازار میں کسی کمپنی کے حصص خریدنا جن کی شرعی اعتبار سے خرید و فروخت جائز ہو، ان تمام صورتوں میں خریدار پر اخراجات لازم ہونے کی دلیل اس کا عرف ہے۔ اور نیز اس لیے بھی کہ یہ اخراجات خریدار کی مصلحت کی وجہ سے ہوتے ہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ نفع ذمہ داری کے بدلے ہوا کرتا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ فقہائے حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ سندات، پرامیسری نوٹ اور شہادات کو تحریر میں لانے کی اجرت جو کہ خرید و فروخت کے معاملے کی توثیق کرتی ہیں خریدار پر ہوگی سوائے اس صورت کے کہ اس کے خلاف کوئی عرف یا شرط موجود ہو۔
- فروخت کنندہ کا خریدار کو عقد میں طے شدہ متعین جگہ فروخت شدہ چیز (اس جگہ کے علاوہ جس میں

(۱) الزرقانی علی خلیل ۸/۱۵۸، حاشیہ الدسوقی ۳/۱۴۴، البہجہ علی التحفہ ۲/۱۴۴، الشرح الصغیر للدردیر ۳/۱۹۷، المغنی ۶/۱۸۸، شرح منتہی الارادات ۲/۱۹۲، مغنی المحتاج ۲/۷۳، البدائع الصنائع ۵/۲۴۳، شرح المجلۃ للاتاسی ۲/۲۲۱، مجلہ الاحکام الشرعیہ علی مذہب احمد مادہ نمبر ۳۴۲-۳۴۵، المجلۃ العدلیہ مادہ نمبر ۲۸۸-۲۹۱، مرشد الحیران مادہ نمبر ۴۶۶-۴۶۷۔

noorcentre.com

متعاقدین عقد کے وقت موجود ہیں) سپرد کرنے پر اخراجات برداشت کرنے کی دلیل وہ قول ہے جس کی وضاحت احناف اور حنابلہ نے کی ہے کہ یہ اخراجات فروخت کنندہ پر ہوں گے اس صورت میں جب کہ اس کی شرط لگادی گئی ہو۔[۱]

قرض میں قبضہ کے اخراجات

- قرض خواہ کا عقد قرض میں ایسے قرض کو لوٹانے اور وصول کرنے کے اخراجات جس میں قیاسی عرفی اوزان کے ذریعے ادائیگی کی جاتی ہو، برداشت کرنے کی دلیل یہ ہے کہ قرض دینے والے نے نیک کام کیا ہے، اور نیک کام کرنے والا اخراجات برداشت نہیں کرتا۔[۲] اس حکم میں قرضہ کی دستاویزات اور سندات تحریری طور پر تیار کرنے اور ان کے علاوہ ہر وہ چیز جو قرض کو جاری کرنے، اس کو نافذ کرنے اور اس کی توثیق کرنے کے لیے ضروری ہو، کی اجرت بھی شامل ہے کہ قرض لینے والے کو یہ اخراجات برداشت کرنے ہوتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں قرض لینے کے مقتضیات اور اس کے لوازمات میں سے ہیں جو اسی کی مصلحت ہے۔ قرض دینے والا احسان کرنے والا ہوتا ہے اور نیک کام کرنے والا نیکی سے بڑھ کر کوئی چیز برداشت کرنے کا مکلف نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ "نیک کاروں کی تکلیف کوئی راستہ نہیں ہے"۔[۳] اور اگر قرضہ دینے والے پر قرض کے اخراجات کی ادائیگی، اور اس کی توثیق کو لازم کردیا جائے تو یہ اس کے احسان کے منافی ہوگا، اور یہ صورت مال دار حضرات کو قرض دینے سے روکے گی۔

ودیعت میں قبضہ کے اخراجات

- عقد ودیعت میں ودیعت رکھوانے والے کا ودیعت رکھوانے اور واپس لوٹانے کے اخراجات برداشت کرنے کی دلیل یہ ہے کہ "قبضہ کی ذمہ داری اور ہر عین کو لوٹانے کا بوجھ اس شخص پر لازم ہوتا ہے جس کو

---

(۱) درر الحکام ۲/۲۳۰، کشاف القناع ۳/۱۸۰، شرح منتہ الارادات ۲/۱۶۱، مادہ نمبر ۳۵۳، ۳۴۶،۴۴۶، مرشد الحیران مادہ نمبر ۵۳، ۶۳، ۴۴، مجلہ احکام العدلیہ مادہ نمبر ۲۸۷، مجلہ احکام الشرعیہ علی مذہب احمد، مادہ نمبر ۳۴۲۔

(۲) الزرقانی علی خلیل ۵/۱۵۸، الشرح الصغیر للدردیر ۳/۱۹۷، حاشیۃ الدسوقی ۳/۱۴۴۔

(۳) سورۃ التوبہ: ۹۱۔

noorcentre.com

قبضہ کی منفعت حاصل ہورہی ہو" اس قاعدہ کی بناء پر کہ "نفع ذمہ داری کے بدلے میں ہوتا ہے"۔[1] اور یہ بات واضح ہے کہ ودیعت رکھوانے اور اس کی واپسی کی منفعت صرف ودیعت رکھوانے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ تمام اخراجات جو کہ ودیعت رکھوانے اور اس کو وصول کرنے میں آتے ہیں وہ ودیعت رکھوانے والے پر لازم ہوں گے۔[2]

قبضہ سے متعلق اہم عصری تطبیقات

- بینک ڈرافٹ اور شخصی چیک (جس کی ادائیگی کی ضمانت اس بینک نے لی ہوئی ہے جس کے کاؤنٹر سے رقم نکالی جائے گی) پر قبضہ کو ادا کی جانے والی رقم کے لیے قبضۂ حکمی قرار دینے کی دلیل بینکوں اور تاجروں کا عرف ہے۔ اس کی تائید میں مجمع فقہ الاسلامی میں قرارداد منظور ہوچکی ہے۔[3]
- کریڈٹ کارڈ کے ذریعے رقم کی ادائیگی کو ادا کی جانے والی رقم کے لیے قبضۂ حکمی قرار دینے کی دلیل بینکوں میں جاری عرف ہے۔ اسی طرح گاہک کے بینک اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانا خواہ نقد ہو، بینک ٹرانسفر کے ذریعے ہو یا اس چیک کے ذریعے ہو جس کی ادائیگی کی ضمانت اس بینک نے لی ہوئی ہے، جس کے اکاؤنٹ سے رقم نکالی جائے گی، اس کو مستفید کے حق میں قبضۂ حکمی قرار دینے کی دلیل عرف ہی ہے۔ اس بات کی تائید مجمع الفقہ الاسلامی کی قرار کرتی ہے۔[4]

---

(۱) درر الحکام ۲/۳۲۳۔

(۲) البحر الرائق ۲/۲۷۶، درر الحکام ۲/۲۷۲، المغنی ۹/۲۶۹، کشاف القناع ۴/۲۰۳، اسنی المطالب ۳/۸۴، تحفۃ المحتاج ۷/۱۲۴، المحلی ۸/۲۷۸، مجلہ احکام العدلیہ مادہ نمبر ۷۹۷، مجلہ احکام الشرعیہ علی مذہب احمد مادہ نمبر ۱۳۴۰۔

(۳) قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۴) دورہ نمبر ۶ (شعبان ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء)۔

(۴) قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۴) دورہ نمبر ۶ (شعبان ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء)۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

غیر منقولہ اثاثے [عقار]

وہ ہے جس کی بنیاد مستقل طور پر موجود ہو جسکو اس کی ہیئت اور صورت پر باقی رکھتے ہوئے منتقل کرنا یا حرکت میں لانا ممکن نہ ہو مثلاً زمین اور گھر۔

منقول

وہ چیز ہے جس کو منتقل کرنا اور حرکت میں لانا ممکن ہو۔ چنانچہ یہ تعریف کرنسی، قرض، حیوانات، گاڑیاں، کشتیاں، جہاز، ریل گاڑیاں، مکیلی، موزون وغیرہ جیسی اشیا پر پورا اترے گی۔

اندازے کی خرید وفروخت

وہ ایسی چیز کی خرید وفروخت ہے جس کی مقدار کی تفصیل معلوم نہ ہو، اور اس کی مقدار جاننے کے لیے مقدار ناپے بغیر، وزن کیے بغیر، گزوں کے ذریعہ ناپے بغیر اور عددی طور پر گنے بغیر محض اندازہ کا سہارا لیا جاتا ہو۔

قبضۂ ضمان

کسی چیز کو اس طرح قبضہ میں لینا جس کی وجہ سے ضمان واجب ہوتا ہو، یعنی جب تک وہ چیز قائم ہے اس کو اصل مالک تک لوٹانا ضروری ہو۔ ضائع ہونے کی صورت میں اگر وہ چیز مثلی چیزوں میں سے ہے تو اس کا بدل واپس کرنا یا اگر وہ چیز غیر مثلی چیزوں میں سے ہے تو اس کی قیمت لوٹانا ضروری ہو۔ ضائع ہونے کا سبب کوئی بھی ہو، یہ حکم اس لیے ہے کہ یہ قبضہ مالک کی اجازت بغیر (ظلماً) ہوا ہے مثلاً چور کا یا غاصب کا قبضہ۔ یا

noorcentre.com

مالک کی جازت کے ساتھ تو ہوا ہے لیکن مالک بننے کی نیت کے ساتھ قبضہ حاصل کیا گیا ہے، مثلاً خریداری کی غرض سے قبضہ کرنے والا یا مالک بننے کی غرض سے لقطہ پر قبضہ کرنے والا۔ نیز بعض فقہاء نے مستعیر [عاریتاً لینے والے] کا قبضہ، مرتہن [رہن رکھنے والے] کا قبضہ اور اجیرِ مشترک کے قبضہ کو بھی مذکورہ تعریف میں شمار کیا ہے۔

قبضۂ امانت

کسی ایسی چیز کو اس طرح قبضے میں لینا ہے کہ وہ قابض کے ہاتھ میں بطور امانت ہو، اس طرح کہ جب تک اس کی جانب سے اس چیز کی حفاظت میں کوئی ظلم یا کوتاہی ظاہر نہ ہو تو وہ اس کے ضائع ہونے نقصان کو برداشت نہیں کرے گا۔ یہ اس لیے ہے کہ یہ قبضہ مالک کی اجازت سے ہوا نہ کہ مالک بننے کی نیت سے، بلکہ مالک کو اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ مثلاً جس کے پاس ودیعت رکھوائی گئی، وکیل، اجیرِ خاص، ولی، وصی یا اس میں قبضہ کرنے والے کو اس کا فائدہ حاصل ہوتا ہو مثلاً، کرایہ دار، عاریت پر کوئی چیز حاصل کرنے والا، مرتہن، یا پھر اس کا فائدہ مالک اور قابض دونوں کا مشترک ہو مثلاً مضارب، شریک، مزارع، اور مساقی۔

عرف

وہ چیز ہے جس کو لوگوں نے عادت بنالیا ہو اور اس پر اپنے قول، فعل، یا اس کو ترک کرنے کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ شرعی طور پر معتبر عرف وہ ہے کہ جس میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں۔

۱- وہ شریعت کے مخالف نہ ہو۔ چنانچہ اگر عرف شرعی نص کے یا قواعدِ شرعیہ میں سے کسی شرعی قاعدہ کے مخالف ہو تو وہ عرف فاسد ہے۔

۲- وہ عرف مسلسل جاری ہو یا غالب ہو۔

۳- تصرف کا آغاز کرتے وقت عرف موجود ہو۔

۴- متعاقدین نے عرف کے خلاف کی صراحت نہ کی ہو۔ چنانچہ اگر صراحت کردی تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر ۱۹

قرض

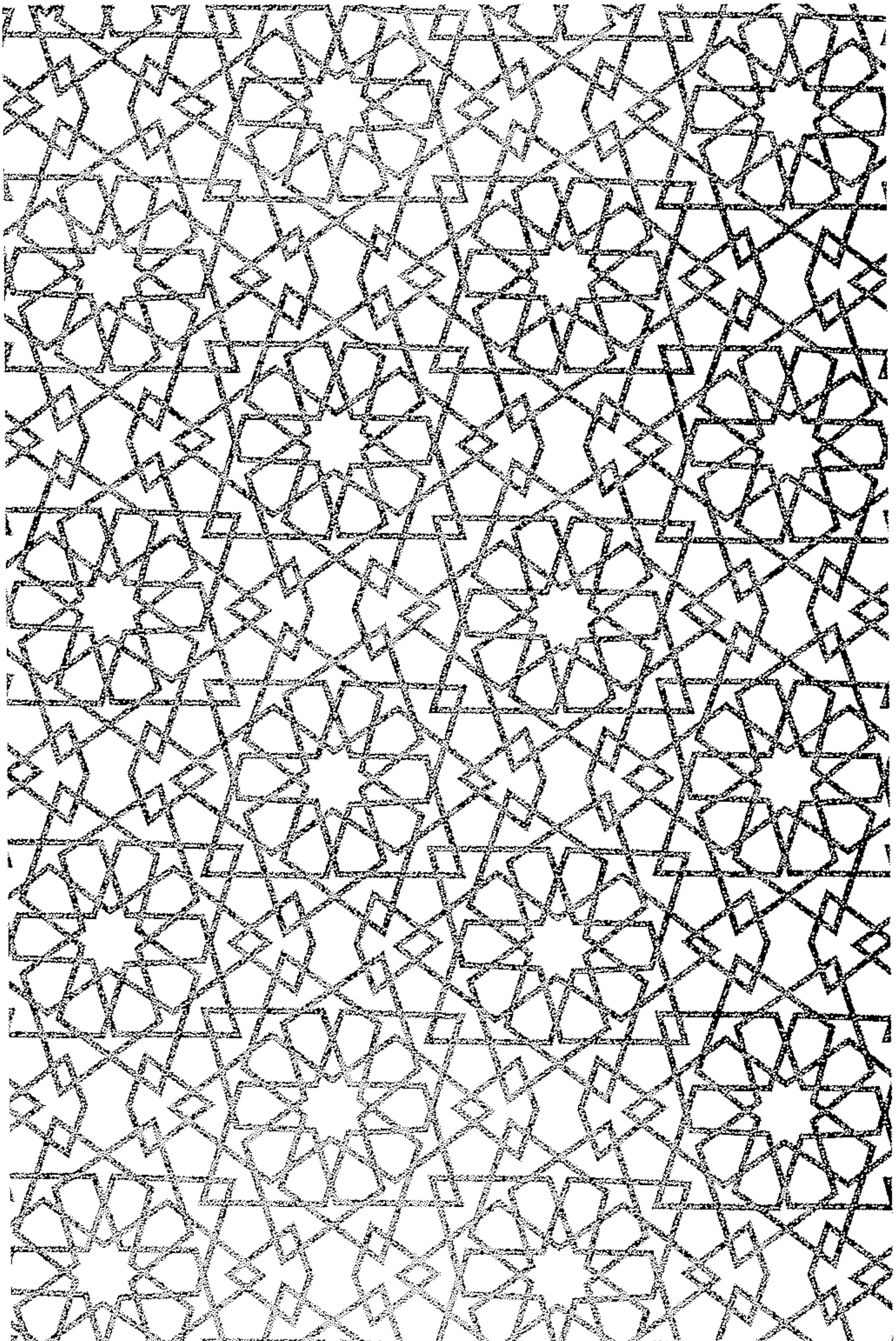

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۵۳۴

معیار کا متن ۵۳۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۵۳۵

۲- قرض کی تعریف ۵۳۵

۳- قرض کے ارکان اور اس کی شرائط ۵۳۵

۴- قرض میں مشروط منفعت کے احکام ۵۳۶

۵- قرض میں غیر مشروط منفعت کے احکام ۵۳۶

۶- قرض میں مدت کی شرط لگانا اور اس کا لازم ہونا ۵۳۶

۷- قرض میں کسی عقد کی شرط لگانا ۵۳۷

۸- کسی غیر کے لیے قرض لینے پر انعام کی شرط لگانا ۵۳۷

۹- قرض کی خدمات کے اخراجات ۵۳۷

۱۰- قرض کے معاملے میں عصرِ حاضر کی اہم تطبیقات ۵۳۸

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۵۴۰

معیار کی منظوری ۵۴۱

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۴۲

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۴۴

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۵۵۲

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد قرض کے شرعی احکامات کو بیان کرنا ہے، اور ان احکامات میں قرض سے منفعت حاصل کرنے کے احکامات بھی شامل ہیں، چاہے وہ منفعت مشروط ہو یا غیر مشروط۔ اسی طرح اس معیار کا مقصد ان شرعی ضابطوں کو بیان کرنا بھی ہے جن کی رعایت رکھنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] پر لازم ہے۔ اور اسی طرح اس معیار کا مقصد بعض ایسے معاملات کے شرعی احکامات کو بیان کرنا بھی ہے جن پر عمل درآمد کی اداروں کو ضرورت پیش آجاتی ہے، مثلاً کرنٹ اکاؤنٹ، قرضوں پر انعامات، قرض کی خدمات کے اخراجات، اداروں اور اس کے نمائندہ اداروں کے درمیان اوور ڈرافٹ کے احکامات۔

واللہ الموفّق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار قرضوں اور ان سے متعلق منافع اور ذمہ داریوں پر مشتمل ہے، چاہے ادارہ مقروض ہو یا قرض خواہ ہو۔

یہ معیار ان چیزوں پر مشتمل نہیں ہے جو قرض نہ ہوں، مثلاً ادھار بیع کا ثمن اور سرمایہ کاری اکاؤنٹس؛ کیونکہ ان کے لیے خاص معیارات الگ سے موجود ہیں۔

۲- قرض کی تعریف

قرض یہ ہے کہ کسی شخص کو مالِ مثلی [1] کا اس طرح مالک بنادینا کہ اس مال کا مثل واپس کرنا لازم ہو جائے۔

۳- قرض کے ارکان اور اس کی شرائط

۱/۳ قرض کا عقد ایسے ایجاب و قبول سے جو لفظِ قرض یا سلف کے ساتھ ہوں، اور ہر ایسے قول یا فعل سے منعقد ہو جاتا ہے جو قرض کا معنی ادا کر سکتا ہو۔

۲/۳ قرض دینے والے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تبرع کی اہلیت رکھتا ہو۔

۳/۳ قرض لینے والے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تصرف کی اہلیت رکھتا ہو۔

۴/۳ جو چیز بطور قرض دی جارہی ہے اس کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ ایسا مالِ متقوّم [شرعاً قیمت والا مال] ہو جو کہ معلوم بھی ہو اور مثلی بھی ہو۔

۱/۴/۳ مقروض قبضہ کرتے ہی قرضہ پر لیے گئے مال کا مالک بن جاتا ہے اور اس کا مثل

---

(۱) وہ چیز جس کے اجزا باہم مماثل ہوں، مثلاً گندم، چاول، کرنسی وغیرہ۔ (مترجم)

noorcentre.com

اس کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے۔

۲/۴/۳ اصولی طور پر قرض کا مثل اسی جگہ واپس کرنا واجب ہے جس جگہ قرض لیا گیا تھا۔

۴- قرض میں مشروط منفعت کے احکام

۱/۴ قرض خواہ کے لیے قرض میں زیادتی کی شرط لگانا حرام ہے کیونکہ یہ سود ہے، چاہے وہ زیادتی صفت میں ہو یا مقدار میں ہو، اور چاہے وہ زیادتی کوئی اثاثہ ہو یا منفعت ہو، اور چاہے زیادتی کی شرط عقد میں لگائی جائے یا قرض کی واپسی کی مدت متعین کرتے وقت لگائی جائے، یا مدت کے اندر اندر لگائی جائے، اور چاہے اس شرط کی صراحت کی گئی ہو یا عرف ہونے کی وجہ سے اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہو۔

۲/۴ جس جگہ قرض کا معاملہ ہوا تھا اس کے علاوہ کسی اور جگہ پر قرض کی واپسی کی شرط لگانا جائز ہے۔

۵- قرض میں غیر مشروط منفعت کے احکام

۱/۵ قرض کی مدت کے دوران مقروض کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ قرض کی وجہ سے قرض خواہ کو کوئی ہدیہ پیش کرے یا اسے کسی فائدے کی پیشکش کرے جبکہ اس کا معمول قرض سے پہلے نہ ہو۔

۲/۵ قرض کی واپسی کے وقت قرض پر زیادتی مقدار یا صفت میں، یا کوئی اثاثہ پیش کرنے یا کسی فائدے کی پیشکش کی صورت میں، اس وقت جائز ہے جب اس کی شرط نہ لگائی گئی ہو اور نہ اس کا عرف ہو، چاہے قرض رقم کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں۔

۶- قرض میں مدّت کی شرط لگانا اور اس کا لازم ہونا

قرض میں کسی خاص مدت کی شرط لگانا جائز ہے، چنانچہ مقروض پر اس مدت سے پہلے قرض کی واپسی لازم نہ ہوگی اور نہ ہی قرض خواہ کو اس مدت سے پہلے قرض کی واپسی کے مطالبے کا حق ہوگا۔ ہاں اگر

مدت کی شرط نہیں لگائی گئی، تو مطالبے کے وقت مقروض پر قرض کی واپسی واجب ہو جائے گی۔

noorcentre.com

۷-قرض میں کسی عقد کی شرط لگانا

قرض کے ساتھ عقدِ بیع یا اجارہ یا ان جیسے عقودِ معاوضات کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۸-کسی غیر کے لیے قرض لینے پر انعام کی شرط لگانا

کسی غیر کے لیے قرضہ لینے پر انعام کی شرط رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ سود کا حیلہ نہ بنے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۵) "جعالہ"، شق ۲/۳/۸، جس کے آخر میں مذکور ہے کہ "بشرطیکہ اس کو، عرف، شرط یا اداروں کے درمیان تعامل کے سبب سودی قرضہ دینے کا ذریعہ نہ بنایا جائے"۔

۹-قرض کی خدمات کے اخراجات

۱/۹ قرض دینے والے ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ قرضوں کی خدمات کے بدلے اتنے اخراجات وصول کرلے جو کہ قرضوں کی خدمات پر آنے والے براہ راست، حقیقی اخراجات کے برابر ہوں، اس سے زائد وصول کرنا جائز نہیں۔ حقیقی اخراجات پر ہر طرح کی زیادتی حرام ہے، نیز حقیقی اخراجات کے تعیّن میں خوب غور و فکر لازم ہے تاکہ یہ کسی ایسی زیادتی کی طرف نہ لے جائے جو کہ منفعت کا باعث بن جائے۔ بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر قرض اپنے انہی اخراجات کا متحمل ہوگا جو خاص اسی کے ساتھ منسلک ہیں، اِلّا یہ کہ ایسا کرنا دشوار ہو جائے جیسا کہ مشترکہ قرضوں کے مجموعہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں تمام قرضوں کے مجموعہ پر آنے والے براہ راست مجموعی اخراجات برداشت کرنے میں کوئی ممانعت نہیں۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اخراجات کے تعیّن کا تفصیلی طریقہ مجلسِ شرعی اور اکاؤنٹنگ ڈپارٹمنٹ کی مشاورت سے اختیار کیا جائے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ اخراجات کو تمام قرضوں پر تقسیم کیا جائے گا اور ہر قرض اپنے حصے کے تناسب سے اخراجات کو برداشت کرے گا۔ اس طرح کے تمام معاملات مناسب [متعلقہ] دستاویزات کے ساتھ

noorcentre.com

مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیے جائیں۔

۲/۹ قرضوں کی خدمات مہیا کرنے پر آنے والے بالواسطہ اخراجات[indirect expenses]، حقیقی اخراجات میں داخل نہیں سمجھے جائیں گے، جیسے ملازمین کی تنخواہیں، جگہ، اثاثہ جات اور ذرائع نقل وحمل کے کرائے، اور ان جیسے تمام اخراجات، جیسے ادارے کے عمومی اور انتظامی اخراجات۔

۱۰-قرض کے معاملے میں عصرِ حاضر کی اہم تطبیقات

۱/۱۰ کرنٹ اکاؤنٹس

۱/۱/۱۰ کرنٹ اکاؤنٹس اپنی حقیقت کے اعتبار سے قرضے ہیں۔ چنانچہ ادارہ ان قرضوں کا مالک بن جاتا ہے اور ان کا مثل لوٹانا ادارے کے ذمے واجب ہو جاتا ہے۔

۲/۱/۱۰ ادارے کے لیے ان خدمات پر اجرت کا تقاضہ کرنا جائز ہے جو اس نے کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے انجام دی ہیں۔

۳/۱/۱۰ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے معاوضے پر یا بلا معاوضہ ایسی خدمات انجام دے جن کا تعلق قرض کی حوالگی یا واپسی سے ہو، جیسے چیک بک اور اے ٹی ایم کارڈ۔ اور اس میں بھی کوئی ممانعت نہیں ہے کہ ادارہ کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز میں سے کچھ افراد ساتھ ایسے معاملات میں امتیازی سلوک روا رکھے جن کا تعلق ڈپازٹ یا واپسی سے ہے، جیسے کچھ کمروں کو بعض کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے استقبال کے لیے خاص کر دینا، یا ان کو خاص قسم کے چیکوں کے ذریعے ممتاز کرنا۔

۲/۱۰ قرض کے انعامات

ادارے کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کو ان اکاؤنٹس کی وجہ سے کوئی چیز ہدیے کے طور پر، یا مالی سہولیات، یا ایسی خدمات اور منافع پیش کرے جن کا

noorcentre.com
تعلق ڈپازٹ یا واپسی سے نہیں، اور ان چیزوں میں تمام یا بعض اخراجات سے بری کرنا بھی شامل ہے، مثلاً کریڈٹ کارڈ اور لاکرز کے اخراجات، ٹرانسفر کے اخراجات، لیٹر آف گارنٹی اور لیٹر آف کریڈٹ کے اخراجات معاف کر دینا۔ لیکن وہ عام انعامات اور سہولیات جن کا تعلق صرف کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے ساتھ خاص نہ ہو، وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔

۳/۱۰ اے ٹی ایم مشینوں سے کریڈٹ کارڈ کے ذریعے نقد رقم نکلوانے کی صورت میں آنے والے اخراجات

۱/۳/۱۰ کارڈز کے ذریعے اے ٹی ایم مشینوں سے رقم نکلوانے پر جو خرچہ وصول کیا جاتا ہے [جو پیسے کاٹے جاتے ہیں] وہ در حقیقت خدمت کی اجرت ہوتی ہے، اور اس کا قرض سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۲/۳/۱۰ اے ٹی ایم مشینوں سے کریڈٹ کارڈز کے ذریعے رقم نکلوانے کی صورت میں وصول کیے جانے والے خرچے کے لیے لازمی ہے کہ وہ کوئی متعین رقم ہو، جو کہ اجرتِ مثلی کی حدود میں رہتے ہوئے خدمت کا عوض ہو، قرض سے حاصل کیے جانے والا نفع نہ ہو۔ نیز اس اجرت کو نکالی جانے والی رقم سے منسلک کرنا جائز نہیں، اور ادارے کے لیے بار بار اجرت وصول کرنے کی غرض سے یہ حیلہ اختیار کرنا بھی جائز نہیں کہ وہ رقم نکلوانے کے لیے مختلف مقداروں کی حد وضع کر دے، اسی طرح نکالی گئی رقم کی واپسی کی مدت کو ملحوظ رکھنا جائز نہیں۔ کرنسیاں مختلف ہونے کی صورت میں موجودہ کرنسی کی قیمت کے ساتھ مطابقت ضروری ہے۔ نیز ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق شرعی معیار نمبر ۲ کی شق ۴/۵ ملاحظہ کیجیے۔

۴/۱۰ مالی حسابات کرنے کے لیے مارجن رکھوانا

سود سے بچنے کے لیے یہ انتظام کیا جا سکتا ہے کہ دو بینک آپس میں اس بات پر اتفاق کر لیں

noorcentre.com

کہ کچھ اضافی رقم ایک دوسرے کو اس لیے دیں گے کہ اگر ایک کا قرضہ دوسرے پر لازم ہوجائے تو اس قرض کو کسی سود کے مطالبے کے بغیر اس کی دی ہوئی رقم سے منہا کیا جاسکے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۴/۱)

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کا اجرا ۳۰ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے بارہویں (۱۲) اجلاس میں قرض کے معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲۸ صفر - ۳ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے آٹھویں (۸) اجلاس میں قرض کے لیے شرعی معیار کے اجرا کا فیصلہ کیا۔ اور ۲۴ رجب ۱۴۲۳ھ مطابق یکم اکتوبر ۲۰۰۲ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے قرض کے معیار کے منصوبے کے لیے مسودے کی تیاری کی غرض سے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

۱۶ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۹ مارچ ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے اپنے ساتویں اجلاس منعقدہ بحرین میں شرعی مطالعاتی رپورٹ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے درخواست کی کہ جائزے اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں جو ضروری ترامیم کی گئی ہیں، ان کو شامل کیا جائے۔

۱۶-۷ اپریل ۲۰۰۳ء کو بحرین میں منعقد آٹھویں اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے قرض کے شرعی معیار کے ابتدائی مسودے کا جائزہ لیا۔ جائزے اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری ترامیم کو شامل کیا۔ اسی طرح کمیٹی نے ۲۵-۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵-۲۶ جون ۲۰۰۳ء کو منعقد اپنے اجلاس میں بھی جائزے اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری ترامیم کو شامل کیا۔

۲۳-۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳-۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو عمان-اردن میں کمیٹی نے اپنے نویں اجلاس میں شرعی معیار کے منصوبے کے مسودے کا مزید جائزہ لیا اور جائزے اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری ترامیم کو شامل کیا۔

۲-۸ رمضان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۷ اکتوبر - ۲ نومبر ۲۰۰۳ء کے درمیانی عرصے میں مکہ مکرمہ میں منعقدہ گیارہویں اجلاس میں معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا۔ مجلسِ شرعی نے

مسودے کے اندر ضروری ترامیم کا اضافہ کیا اور مذکورہ مسودے کو ماہرین اور متعلق حضرات کو بھیجنے کا فیصلہ کیا
noorcentre.com
تاکہ جلسۂ سماعت میں مسودے پر غور وفکر کے لیے ان حضرات کی آراء سامنے آسکیں۔

ادارہ کی جانب سے ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو بحرین میں ایک جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا گیا۔ اس اجلاس میں تقریباً پچاس سے زائد مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاونٹنگ فرمز کے نمائندوں، شرعی ماہرین، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس سے قبل بھیجے گئے قابلِ اصلاح امور اور اجلاس کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات کی سماعت کی گئی۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ممبران نے اعتراضات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو شرعی معیار کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے بحرین میں منعقد اپنے اجلاس میں عمومی جلسۂ سماعت کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات اور بورڈ کو ارسال کیے گئے تحریری اعتراضات کا جائزہ لیا اور اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۴ء کو بحرین میں منعقد اجلاس میں معیار کا ترمیم شدہ مسودہ ڈرافٹنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔

۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۱۹ مئی ۲۰۰۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقد مجلسِ شرعی نے اپنے بارہویں (۱۲) اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی اور مسودہ ساز کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کا جائزہ لیا، اور مناسب ترامیم کا اضافہ کیا۔ بالآخر مجلسِ شرعی نے اس معیار کی بعض شقوں کو بالاجماع اور بعض کو غالب رائے دہی کی بنیاد پر منتخب کیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- جو مال قرض پر دیا جا رہا ہے اس کے معلوم ہونے کی شرط لگانے کی بنیاد، مقروض کو قرض جیسے بدل کو لوٹانے پر قدرت دینا ہے۔
- قرض لینے والا قرض کے مال کا صرف قبضے ہی سے مالک بنے گا۔ اس بات کی بنیاد یہ ہے کہ قرض ایک ایسا معاملہ ہے جس میں جانبِ معاوضہ اور جانبِ تبرع دونوں ہی جمع ہیں۔ البتہ جانبِ تبرع اس میں زیادہ راجح ہے، چنانچہ اس کا حکم ہبہ کی طرح ہوگا، اور ہبہ میں ملکیت قبضے ہی سے منتقل ہوتی ہے۔
- محلِ قرض کے مثلی ہونے کی شرط لگانے کی بنیاد یہ ہے کہ مثلی ہی ایسی چیز ہے جس کا مثل لوٹانا ممکن ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ مثلی اشیا غصب اور اتلاف میں اپنی مماثل اشیا کے ساتھ قابلِ ضمان ہوتی ہیں۔
- اگر کسی اور جگہ واپسی کی شرط نہ ہو تو مقروض پر اسی جگہ قرض کی واپسی لازمی ہے جہاں قرض کا معاملہ ہوا تھا اس بات کی بنیاد یہ ہے کہ اصل حکم یہی ہے۔

قرض کے بدل میں زیادتی کی شرط لگانا

- قرض خواہ کے لیے قرض میں زیادتی کی شرط لگانے کے حرام ہونے کی وجہ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس کے وہ تمام دلائل ہیں جو ربا القرض کے حرام ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔
- جس جگہ قرض کا معاملہ ہوا تھا اس کے علاوہ کسی اور جگہ قرض کی واپسی کی شرط لگانے کا جواز باوجود اس کے کہ یہ مقروض کے لیے زیادہ سہولت کی بات ہے چاہے قرض خواہ کو اس سے کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو، درجِ ذیل وجوہات کی بنیاد پر ہے:

noorcentre.com

۱- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو آثار مروی ہیں،[1] وہ قرض کے معاملے کی جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کی شرط لگانے کے جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ یہی قول مالکیہ اور حنابلہ کا ہے اور اسی کو ابنِ تیمیہ اور ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہما نے اختیار کیا ہے۔

۲- قرض کی جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ قرض کی واپسی کی شرط لگانے میں خاص طور پر ضرورت کے وقت، مقروض اور قرض خواہ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی ضرر پہنچے بغیر دونوں ہی کا فائدہ ہے۔ نیز وہ مصلحتیں جن میں ضرر نہ ہو شریعت کی نگاہ میں ممنوع نہیں بلکہ جائز ہیں، ہاں ایسے مصالح سے شریعت نے منع کیا ہے جو لوگوں کے لیے ضرر کا باعث ہوں، اور مذکورہ منفعت قرض خواہ اور مقروض دونوں ہی میں مشترک ہے اور وہ دونوں اس پر تعاون بھی کر رہے ہیں، چنانچہ یہ باہمی شرکت اور تعاون ہی کی قسم ہوگئی۔

۳- معاملات میں اصل چیز اباحت ہے، اور جس جگہ قرض کا معاملہ ہوا تھا، اس کے علاوہ کسی اور جگہ قرض کی واپسی کی شرط لگانا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے حرام ہونے پر نص وارد ہوئی ہو اور نہ کسی ایسے معاملے کے حکم میں ہے جس کا حرام ہونا منصوص ہو کہ اس معاملے کو بھی اس پر قیاس کرلیا جائے، لہٰذا اس معاملے کو اباحت ہی پر باقی رکھنا ضروری ہے۔

قرض میں مدت کی شرط لگانا

- قرض میں مدت کی شرط لگانے اور مدت کی شرط لگانے سے قرض کی مدت متعین ہوجانے کی بنیاد وہ دلائل ہیں جو مدت متعین کرنے کی مشروعیت اور شرطوں کو پورا کرنے اور ان کے مطابق معاملات کی انجام دہی پر دلالت کرتے ہیں، نیز اس کے ذریعے قرض کا مقصود بھی محقق ہوجاتا ہے اور ضرر بھی دور ہوتا ہے۔

قرض میں عقدِ بیع کی شرط لگانا

- قرض کے عقد میں عقدِ بیع کی شرط لگانے کی حرمت درجِ ذیل وجوہات کی بنیاد پر ہے:

---

(۱) مصنف لابن ابی شیبہ ۲۶۹/۶، السنن الکبریٰ بیہقی ۳۵۲/۵۔

noorcentre.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ "قرض اور خرید وفروخت ایک ساتھ حلال نہیں، اور نہ ہی دو شرطیں ایک خرید وفروخت میں، اور نہ ایسا نفع جس کے ساتھ ضمان نہ ہو، اور نہ ایسی چیز کی خرید وفروخت جو تمہارے پاس نہ ہو"۔ (۱)

۱- **استدلال کی وجہ:** حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "سلف اور بیع ایک ساتھ حلال نہیں"، میں "سلف" کا لفظ قرض کے معنی میں ہے، اور حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ایک ہی عقد میں قرض اور بیع کو جمع کرنا جائز نہیں، چنانچہ یہ حدیث اپنے عمومی معنی کے اعتبار سے عقدِ بیع کی شرط قرض کے عقد میں لگانے اور قرض کے عقد کی شرط عقدِ بیع میں لگانے کے عدمِ جواز پر مشتمل ہے۔

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ قرض کے عقد میں عقدِ بیع کی شرط لگانا قرض میں زیادتی کا ذریعہ بنتا ہے، کیونکہ یہ شرط اس شخص کو قرض کی وجہ سے ثمن میں رعایت کرنے پر مجبور کرتی ہے، چنانچہ یہ قرض ایک مشروط منفعت کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لاتا ہے، اور اس طرح یہ ربا بن جاتا ہے، اور یہ ان ذرائع میں سے ہے جن کے سدِّباب اور روک تھام پر سب کا اتفاق ہے۔

۳- حقیقت یہ ہے کہ قرض کے عقد میں عقدِ بیع کی شرط لگانا، قرض کو اس کے مقصد یعنی رحم دلی سے پھیر دیتا ہے۔ اور مقصد سے پھیرنا اس طرح لازم آتا ہے کہ قرض در حقیقت ان عقود میں سے نہیں ہے جن میں معاوضہ ہوتا ہے، بلکہ یہ تو ان عقود میں سے ہے جن کا تعلق نیکی اور

(۱) مذکورہ حدیث کی تخریج ابوداؤد نے اس باب میں کی ہے جو ایسی چیز بیچنے والے شخص کے بیان میں ہے جو اس کے پاس نہیں، اور حدیث کے الفاظ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جو کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی سند سے مروی ہیں، کتاب البیوع، حدیث نمبر ۳۵۰۴، سنن ابی داؤد ۳/۲۸۳، ترمذی، باب "اس چیز کی بیع کی کراہت جو انسان کے پاس نہ ہو"، کتاب البیوع، حدیث نمبر ۱۲۳۴، سنن الترمذی ۳/۵۲۶-۵۲۷، نسائی، باب "ایک بیع میں دو شرطیں"، کتاب البیوع، حدیث نمبر ۴۶۴۴، سنن النسائی ۷/۳۴۰، اور احمد نے اس حدیث کی تخریج، "مسند المكثرين من الصحابة"، حدیث نمبر ۶۶۳۳، مسند احمد ۲/۳۸۳ میں کی ہے تمام ان طرق سے جو "عن أيوب حدثني عمرو بن شعيب حدثني أبي عن أبيه" پر مشتمل ہیں یہاں تک کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے، اور اپنے تمام طرق کے ساتھ صحیح لغیرہ کے درجے کو پہنچتی ہے۔

noorcentre.com

خوش اخلاقی سے ہے، چنانچہ یہ درست نہیں کہ اس کا کوئی عوض ہو، چنانچہ اگر قرض کسی عقدِ معاوضہ کے ساتھ منسلک ہوجاتا ہے تو عوض میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور اس طرح یہ اپنے مقصد سے نکل جائے گا۔ نتیجہ یہ کہ یہ خود بھی باطل ہوجائے گا اور وہ عقدِ معاوضہ بھی باطل ہوجائے گا جس کے ساتھ یہ منسلک ہے۔

۴۔ قرض خواہ کا مقروض پر ہدیہ پیش کرنے کی شرط لگانے کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ یہ حقیقت میں ایک ایسا عقد ہوگا جس میں قرض خواہ کے لیے ایک زیادتی مشروط ہوگی، اور وہ ہے ہدیہ، چنانچہ یہ حرام زیادتی بن جائے گی اور یہ شرط اس عقد کو ایک رحم دلی پر مشتمل عقد سے نکال کر سودی عقد بنادے گی۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ شرط قرض خواہ کے لیے منفعت کو کھینچ لاتی ہے۔ نیز علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ہر وہ قرض جو قرض خواہ کے لیے کسی مشروط منفعت پر مشتمل ہو وہ حرام ہے۔ مذکورہ شرط میں منفعت یہ ہے کہ اس میں قرض خواہ مقروض کی جانب سے آئے ہوئے دوسرے قرض سے مستفید ہوتا ہے، اور اس منفعت کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہوتی سوائے اس قرض کے جو اس نے مقروض کو دیا ہوتا ہے۔

اثر ورسوخ کی وجہ سے قرض لینے پر انعام کی شرط لگانا

- اثر ورسوخ کی وجہ سے قرض لینے پر انعام کی شرط لگانے کو جائز قرار دینا اس بنیاد پر ہے کہ یہ انعام خدمت کے بدلے میں ہے، اور یہی وہ رائے ہے جس کو جمہور نے اپنایا ہے کہ شفاعت اور مقام دلوانے پر انعام لینا جائز ہے۔

عملی خدمات کا معاوضہ

- اس بات کو جائز قرار دینے کی بنیاد کہ قرض خواہ صرف اتنا معاوضہ لے سکتا ہے جو حقیقی اخراجات کے برابر ہو، یہ ہے کہ یہ قرض پر زیادتی نہیں، اور قرض خواہ تو محسن ہوتا ہے اور محسن پر کسی بات کا بوجھ نہیں ڈالا جاسکتا۔ حقیقی اخراجات سے زیادہ لینے کو حرام قرار دینا اس بنیاد پر ہے کہ اس صورت میں یہ زیادتی قرض کا عوض بن جائے گی۔ چنانچہ قرض کے سلسلے میں حقیقی اخراجات کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی

noorcentre.com

قرارداد نمبر ۳۱(۳/۱) جاری ہو چکی ہے۔

قرض کی ادائیگی کے وقت غیر مشروط مادّی منافع

- قرض کی واپسی کے وقت ایسی زیادتی کو جائز قرار دینا جو نہ شرط ہو اور نہ اس کا عرف ہو، چاہے وہ مقدار میں ہو یا وصف میں ہو، اس روایت کی بنیاد پر ہے جو ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے بالکل چھوٹی عمر کا ایک اونٹ ادھار لیا، کچھ عرصے بعد صدقے کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ آپ ﷺ کے پاس آئے، تو آپ ﷺ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص کا وہ چھوٹی عمر کا اونٹ واپس کر دیں، ابو رافع رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ سوائے ایک چار سالہ بالکل جوان اونٹ کے میں نے وہاں کچھ نہیں پایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "وہی اونٹ اس کو دے دو۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں میں بہترین لوگ وہی ہوتے ہیں جو چیزوں کی واپسی کے معاملے میں سب سے بہتر ہوتے ہیں"۔[۱] اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی سوال کرتا ہوا آپ ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے آدھا وسق ادھار لیا اور اس شخص کو دے دیا، کچھ عرصے بعد قرض خواہ اپنے قرض کا مطالبہ لے کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے پورا ایک وسق واپس کیا، اور فرمایا: "ایک نصف تو قرض کے بدلے میں ہے اور ایک نصف میری طرف سے تمہارے لیے ہدیہ ہے"۔[۲]

قرض کی واپسی سے قبل غیر مشروط مادّی منافع

- اگر غیر مشروط منافع قرض کی وجہ سے یا قرض کے مقابلے میں ہوں، تو قرض کی واپسی سے قبل غیر مشروط منافع پیش کرنے سے روکنے کی وجوہات درجِ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم

(۱) اس حدیث کی تخریج مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں کی ہے، کتاب المساقات، باب "جو شخص قرض لے اور اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز واپس کرے"۔

(۲) اس حدیث کی تخریج بیہقی نے سنن کبریٰ میں کی ہے ۳۵۱/۵۔

noorcentre.com

میں سے کوئی شخص کسی کو قرض دے اور مقروض اس کے لیے ہدیہ پیش کرے یا اسے سواری پر سوار کروائے، تو اسے چاہیے کہ نہ تو وہ اس سواری پر سوار ہو اور نہ اس ہدیہ کو قبول کرے، الّا یہ کہ ان دونوں کے درمیان پہلے سے اس طرح کے معاملات چلتے آرہے ہوں"۔ (۱)

۲- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو آثار مروی ہیں وہ تب تک مقروض سے ہدیہ اور اسی طرح دیگر فوائد حاصل کرنے سے باز رہنے پر دلالت کرتے ہیں جب تک کہ یہ بات ثابت نہ ہوجائے کہ یہ منفعت قرض کی وجہ سے نہیں ہے، یا یہ کہ قرض خواہ بھی بدلے میں ہدیہ پیش کرکے حساب برابر کردے یا پھر اس کو قرض میں سے منہا کرلے۔

کرنٹ اکاؤنٹس

- کرنٹ اکاؤنٹس درحقیقت قرضے ہیں، اس کی شرعی وجوہات درجِ ذیل ہیں:

۱- کرنٹ اکاؤنٹس میں رکھوائی گئیں رقوم کا نہ صرف یہ کہ بینک مالک بن جاتا ہے بلکہ مذکورہ رقم میں تصرف اور اس کی اضافہ کا حق بھی بینک کو حاصل ہوتا ہے، البتہ مطالبے پر اتنی ہی رقم لوٹانے کا بینک ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور قرض کے معنی بھی یہی ہیں کہ کسی ایسے شخص کو مال دے دینا جو اس سے نفع حاصل کرے، یعنی اس مال سے خدمت لے اور اسے اپنی اغراض میں خرچ کرے البتہ اس کا بدل واپس کرے۔ فقہ کی اصطلاح میں جس کو ودیعت کہا جاتا ہے یہ اس سے مختلف ہے۔ ودیعت تو وہ مال ہوتا ہے جو حفاظت کی غرض سے کسی انسان کے پاس رکھوایا جائے، اور وہ انسان اس سے خدمت نہ لے بلکہ بعینہ وہ ودیعت ان کے مالکان کو واپس کردے۔

۲- مطالبے پر کرنٹ ڈپازٹ کی رقوم لوٹانا بینک پر لازم ہوتا ہے اور اگر وہ ان رقوم کو ضائع کردے، چاہے اس میں بینک کی طرف سے زیادتی ہو یا نہ ہو بہر حال بینک ان کا ضامن

---

(۱) اس حدیث کی تخریج ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، حدیث نمبر ۲۴۵۷۔

noorcentre.com

ہوتا ہے۔ اور یہی قرض کے عقد کا مقتضی ہے بخلاف اس کے جس کو فقہ میں ودیعت کہا جاتا ہے، کیونکہ ودیعت اس شخص کے پاس امانت ہوتی ہے جس کے پاس وہ رکھوائی جائے، چنانچہ وہ اس صورت میں تو ضامن ہوتا ہے جب اس کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی کی وجہ سے مال ضائع ہوجائے، لیکن اگر اس کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی کے بغیر مال ضائع ہوجائے تو وہ ضامن نہیں ہوتا۔ کرنٹ اکاؤنٹس کی صحیح حقیقت کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۸۶ (۹/۳) جاری ہو چکی ہے۔

- کرنٹ اکاؤنٹس کے سلسلے میں بینک پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے زائد خدمات جو بینک کی جانب سے پیش کی گئیں ہیں، ان پر بینک کی طرف سے اجرت کے تقاضے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ در حقیقت ان خدمات کے مقابلے میں بینک اجرت کا مستحق ہے جن کا اس نے اہتمام کیا اور صارف کے لیے انجام دیں۔
- کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کا چیک بک، اے ٹی ایم اور مختلف امتیازی خدمات سے کسی عوض کے بغیر مستفید ہونے کا جواز مندرجہ ذیل بنیادوں پر ہے:

۱۔ مذکورہ مسئلے میں جو یہ زائد منفعت ہے، یہ دونوں فریقوں یعنی مقروض اور قرض خواہ کے لیے ہے، اور کیونکہ دونوں ہی اس سے فائدہ اٹھانے والے ہیں لہٰذا دونوں کی منفعت ایک دوسرے کے مقابلے میں ہوگئی، بلکہ وہ منفعت جو چیک بک اور اے ٹی ایم کے اجرا سے استفادے کی شکل میں صارف حاصل کرتا ہے وہ مستقل کوئی منفعت نہیں، وہ تو اس حیثیت سے ضمنی طور پر حاصل ہوجانے والی ایک منفعت ہے کہ بینک نے خود صارف کی خدمت، اس کے مصالح اور اس کی مختلف اغراض کے لیے یہ نظام بنایا ہے۔ لہٰذا اس نظام سے بینک کو جو فائدہ ہوتا ہے وہ تو مستقل ایک منفعت ہے لیکن صارف کی جو مصلحت اس نظام سے وابستہ ہے وہ در حقیقت بینک کی طرف سے اس کی اغراض اور مصالح کی وجہ سے بنائے گئے نظام کے نتائج کا ثمرہ ہے۔

۲۔ کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈر یعنی قرض خواہ بغیر کسی عوض کے اس نظام کے ذریعہ جو فائدہ اٹھاتا

ہے وہ قرض سے الگ کوئی منفعت نہیں، بلکہ یہ تو بینک کے ان noorcentre.com قرضوں کے سلسلے میں اطمینان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جو بینک نے لیے ہیں، کیونکہ کوئی بھی قرض خواہ جب قرض کی واپسی کا مطالبہ کرے گا تو بینک قرضوں کی واپسی کا پابند ہوگا۔

- وہ انعامات اور ہدیے جن کا سبب قرض ہو، اس حیثیت سے کہ جو شخص بینک کو قرض دے گا بینک اس کو یہ ہدیے اور انعامات دے گا، اس کو حرام قرار دینے کی بنیاد یہ ہے کہ اگر یہ قرض کی وجہ سے ہوں، تو اس صورت میں یہ وہ ہدیہ بن جائے گا جو قرض کی واپسی سے قبل قرض خواہ کو دیا جاتا ہے۔[1] جہاں تک بات عمومی ہدیے اور انعامات کی ہے تو ان کے جواز کی بنیاد قرض سے ان کی لاتعلقی ہے، للہٰذا اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔

مالی حسابات کرنے کے لیے مارجن رکھوانا

ادارے اور اس کے نامہ نگاروں کے درمیان مالی حسابات کے لیے مارجن رکھوانے کو جائز قرار دینے کی بنیاد ایک عام ضرورت ہے، اور پھر یہ کہ اس کے اجرا سے جو منفعت حاصل ہوتی ہے وہ صرف قرض خواہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ ایک مشترکہ منفعت ہے، نیز یہ کہ اس منفعت کا تعلق قرض کی ذات سے نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے کے اقدامات میں سے ہے جو آپ کے ساتھ معاملہ کریں، چنانچہ اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تو "تم مجھے قرض دو، میں تمہیں قرض دوں گا" والا معاملہ ہے۔

(۱) قرضوں پر انعامات اور ہدیے کے سلسلے میں "الراجحی بینکنگ کارپوریشن" کے مجلسِ شرعی کی قرارداد نمبر ۳۵۵ پاس ہو چکی ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

قرض میں منفعت

یہ اس فائدے یا سود کو کہا جاتا ہے جو قرض کے عقد میں قرض خواہ مذکورہ عقد کی وجہ سے حاصل کرتا ہے۔

قرض کے عقد میں منفعت مادّی بھی ہوتی ہے، کبھی اتفاقی یا معنوی بھی ہوتی ہے۔

کرنٹ اکاؤنٹس

یہ وہ قرضے ہوتے ہیں جو کرنٹ اکاؤنٹ تشکیل دیتے ہیں، اس حیثیت سے کہ بینک ان قرضوں کا مالک بن جاتا ہے اور ان کا ضامن ہوتا ہے۔ نیز کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز جب چاہیں ان رقوم کو نکلوا سکتے ہیں۔

مثلی اشیا

اس کا اطلاق کرنسی، پیمائشی اشیا، وزن کی جانے والی اشیا، ناپ کردی جانے والی اشیا، اور اُن ایک جیسی عددی چیزوں پر ہوتا ہے جن کی انفرادی اکائیوں میں ایسا فرق نہ پایا جائے کہ جس سے ان کی قیمتیں مختلف ہوجائیں۔

قیمی اشیا

یہ وہ اموال ہوتے ہیں جن کی انفرادی اکائیوں میں ایسا فرق ہو کہ اس فرق کی وجہ سے ان کی قیمتیں مختلف ہوجائیں، جیسے جانور۔

noorcentre.com

تبرع کی اہلیت

یہ مکلّف شخص کی وہ صلاحیت ہے جو اسے اکثر کسی دوسرے شخص کو فی الحال یا مستقبل میں بغیر کسی عوض کے، نیکی اور اچھائی کی بنا پر مال دینے کے قابل بناتی ہے۔

تصرف کی اہلیت

یہ کسی شخص کی وہ صلاحیت ہوتی ہے جس کی بنا پر اس سے صادر ہونے والے قول یا فعل کو شریعت قابلِ اعتبار سمجھتی ہے، اور تصرف معتبر ہونے کی شرط امتیاز کرنے کی صلاحیت، عقل اور بلوغت ہے۔

ادائیگی کی ناقص اہلیت

یہ کسی شخص کی وہ صلاحیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کے بعض تصرفات بغیر کسی واسطے کے معتبر ہوجاتے ہیں جبکہ بعض معتبر نہیں ہوتے۔ اور بعض تصرفات اس معنی میں معتبر نہیں ہوتے کہ ان تصرفات کا نفاذ کسی دوسرے شخص کی رائے پر موقوف ہوتا ہے۔

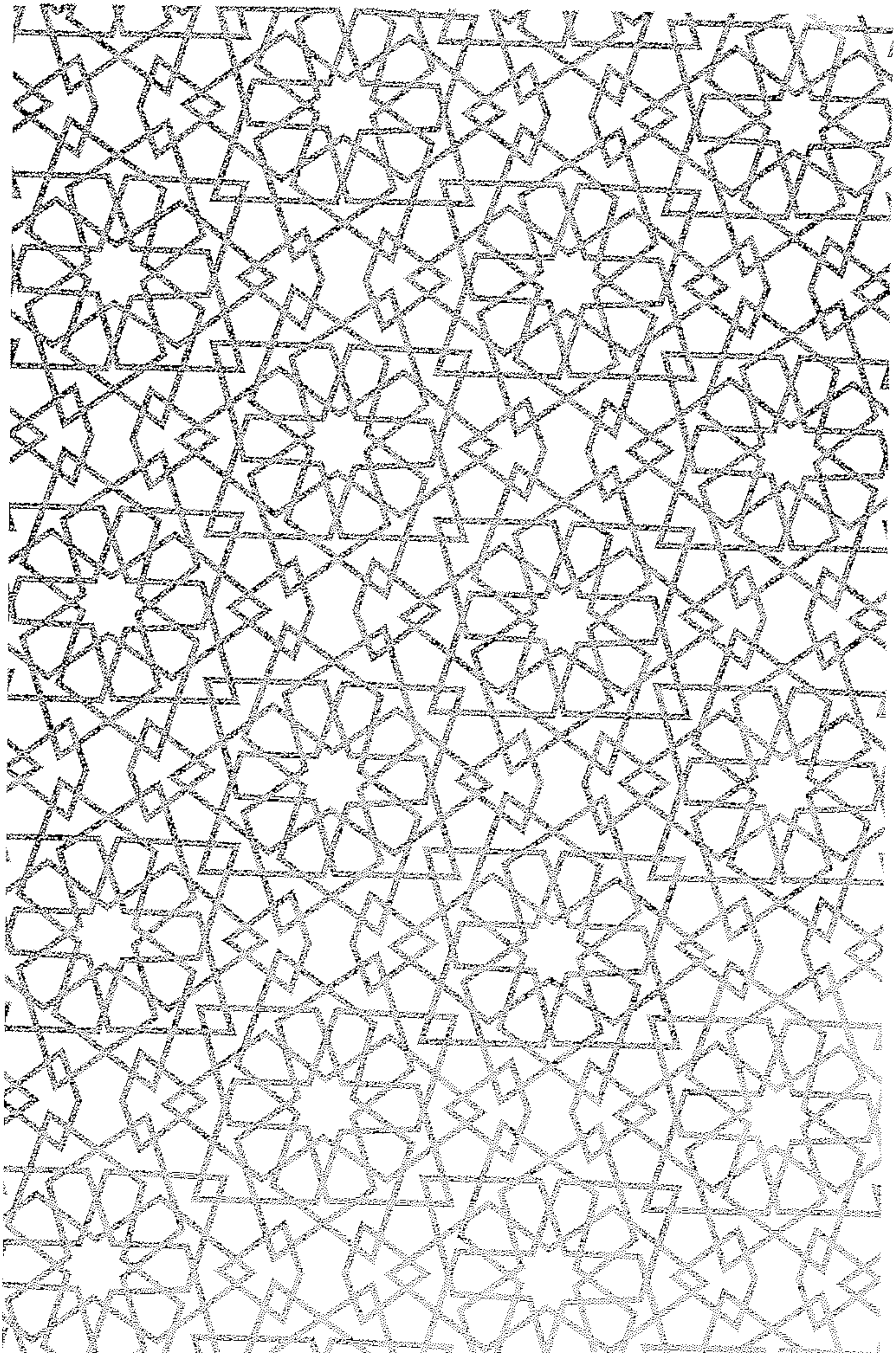

noorcentre.com

منظّم منڈیوں میں اجناس کی تجارت

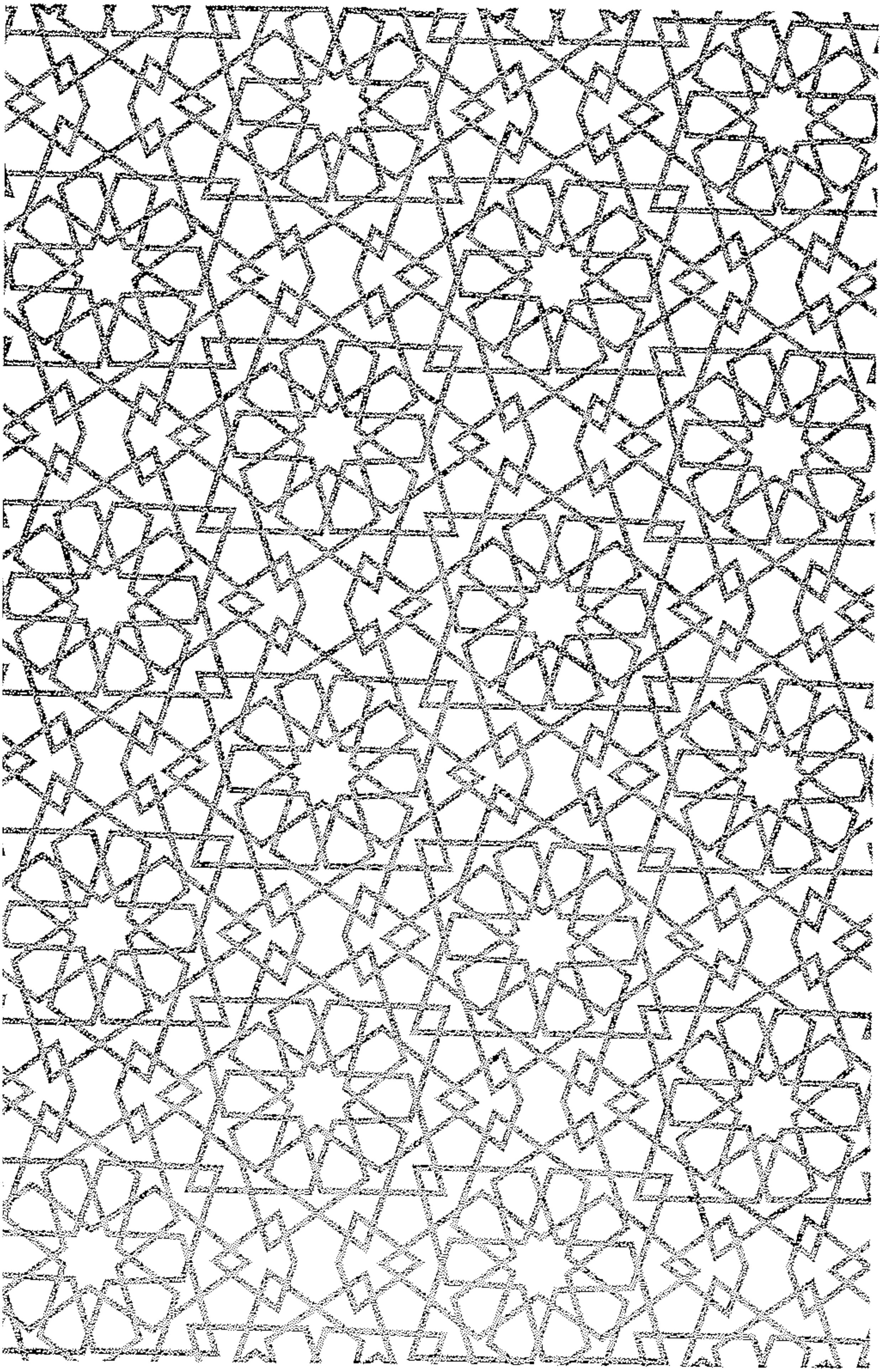

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۵۵۸
معیار کا متن ۵۵۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۵۵۹
۲- اَجناس کی تجارت کی تعریف اور اس کی اقسام ۵۵۹
۳- اَجناس کی تجارت کا شرعی حکم ۵۶۱
۴- اَجناس کی تجارت کی اہم تطبیقات ۵۶۲
۵- مشتقات [derivatives] ۵۶۵
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۵۶۷
معیار کی منظوری ۵۶۸
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۶۹
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۷۱

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان اُصولوں کو بیان کرنا ہے جن کی بنیاد پر مختلف ممالک کے دونوں فریقوں کے درمیان اجناس کی خرید و فروخت انجام پاتی ہے، چاہے یہ معاہدات نقد یا اُدھار اشیا پر انجام پائیں یا مشتقات (derivatives) کی صورت میں۔ اسی طرح ان معاہدات کی جائز اور ناجائز صورتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے ان کے شرعی متبادل طریقوں کو بھی اس معیار میں بیان کیا گیا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار خرید و فروخت کے ان عقود پر مشتمل ہے جن کا محل اجناس [commodities] ہوں، اسی طرح مشتقات [derivatives] کی اقسام میں زیادہ ممتاز اقسام پر مشتمل ہے، اور وہ مستقبلیات [futures]، خیارات [options] اور مبادلات موقتہ [swap] ہیں۔

یہ معیار اشاریوں [انڈیسز]، مالیاتی دستاویزات، تجارتی دستاویزات یا کرنسیوں سے متعلق نہیں ہے کیونکہ ان کے لیے مخصوص معیارات موجود ہیں۔ اسی طرح یہ معیار اس خرید و فروخت سے بھی متعلق نہیں ہے کہ جو منظم منڈیوں سے باہر انجام پاتے ہیں۔

۲- اجناس کی تجارت کی تعریف اور اس کی اقسام

۲/۱ اجناس کی تجارت کی تعریف

اجناس کی خرید و فروخت وہ عقود ہیں جو اجناس کی منظم منڈیوں میں مخصوص اداروں کی زیرِ نگرانی انجام پاتے ہیں۔ اور ان مخصوص واسطوں کے ذریعے انجام پاتے ہیں جو ایک طے شدہ نمونے کے مطابق تیار شدہ عقود کو استعمال کر کے فروخت اور خریداری کی طلب میں ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں جو عقود مختلف شرائط اور مواصفات پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان عقود میں حوالگی کا وقت اور جگہ بھی درج ہوتا ہے۔ بعض اوقات ان سودوں میں قیمت کے تناسب سے کچھ رقم بطور ضمانت رکھوانی ہوتی ہے اور بازارِ اجناس کے نمائندوں کے پاس کھاتے بھی کھلوانے ہوتے ہیں جو کہ ان سودوں کے نافذ کرنے کی ضمانت کے طور پر ہوتے ہیں۔

noorcentre.com

۲/۲ اجناس کی تجارت کی اقسام تجارت

اجناس کی تین قسمیں ہیں:

۱/۲/۲ نقد[spot] معاہدے

یہ وہ معاہدات ہیں جن میں فروخت شدہ سامان وثمن کی حوالگی فوری ہوتی ہے البتہ بعض اوقات بازار کے اصول وضوابط کے مطابق ایک یادودن کی تاخیر کی بھی ہوجاتی ہے۔

۲/۲/۲ پیشگی[forward] معاہدے

یہ وہ معاہدات ہیں ؛جن میں دونوں عوضوں [ثمن و مبیع] آئندہ آنے والی کسی متعین تاریخ تک اُدھار ہوتے ہیں، اور اسی موقعہ پر ان کو حوالہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۳/۲/۲ مستقبل[future] کے معاہدات

یہ وہ عقود ہیں جن کے آثار کا ترتب مستقبل کی ایک متعین تاریخ پر ہوتا ہے، اور ان عقود کی انتہا اکثر یا تو عقود کے دونوں فریقوں کے مابین تصفیہ کے ذریعہ ہوتی ہے، یا نقد رقم کے تصفیہ[set off] کے ذریعہ یا بالمقابل عقد کے ذریعہ ان عقود کی اشتہا ہوتی ہے اور حقیقی قبضہ دینے یا قبضہ لینے کے ذریعہ ان معاہدات کی انتہا بہت شاذ ونادر ہوتی ہے۔

۳/۲ اجناس کی تجارت کا اختتام

اجناس کی تجارت کی انتہا درج ذیل میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوگی:

۱/۳/۲ کچھ معاہدات ایسے ہوتے ہیں جن میں فروخت شدہ چیز اور قیمت دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو حقیقی طور پر حوالہ کیا جاتا ہے۔

۲/۳/۲ کچھ معاہدات کی انتہا دونوں فریقوں کے مابین تصفیہ کی صورت میں مکمل ہوتی ہے۔

noorcentre.com

۲/۳/۳ کچھ معاہدات نقد تصفیہ اور باہمی رضامندی کی بنیاد پر عمل ہوتی ہے۔

۲/۳/۴ کچھ معاہدات کی انتہا بالمقابل عقود کے ذریعے ہوتی ہے۔

۳- اجناس کی تجارت کا شرعی حکم

۳/۱ نقد سودے [spot contracts]

اجناس کی منڈیوں میں عقود انجام دینا درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۳/۱/۱ فروخت کی جانے والی چیز موجود ہو اور فروخت کنندہ کی ملکیت میں ہو۔

۳/۱/۲ فروخت کی جانے والی چیز اس طور پر متعین ہو کہ وہ دیگر اشیا سے ممتاز ہو۔

اور ان دونوں سابقہ شرطوں کے تحقق کے لیے وہ دستاویزات کافی ہیں جو فروخت شدہ چیز کے وجود، اس کی ملکیت، اور مختلف نمبروں وغیرہ کے ذریعہ اس کے تمیّز کو ثابت کر سکیں۔

۳/۱/۳ معاہدہ کسی ایسی شرط کو متضمن نہ ہو جو خریدار کے لیے فروخت شدہ چیز پر قبضہ کرنے سے رکاوٹ بنے یا اس کو فروخت شدہ چیز کے بجائے قیمت کے ذریعے تصفیہ پر مجبور کرے۔

۳/۱/۴ قیمت کی ادائیگی نقد ہو۔ البتہ اگر قیمت کی ادیگی کی تاخیر کو موجود و متعیّن مبیع کی حوالگی کی تاخیر سے مشروط نہ کیا جائے یا نقد قیمت کی ادائیگی میں کچھ تاخیر ہو تو اس سے معاملہ کی درستگی پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

۳/۲ پیشگی سودے [forward contracts]

۳/۲/۱ یہ مستقبل میں حوالگی کی شرط کے ساتھ اجناس کی خرید و فروخت ہے۔ یہ مستقبل کے سودوں سے اس طور پر مختلف ہیں کہ یہ بازار حصص میں منظم طور پر نہیں ہوتے اور یہ مالیاتی نگرانی کے تحت نہیں آتے۔ اور یہ سودے مالی حفاظت کے ذرائع [hedging tools] کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

noorcentre.com

۳/۲/۲ جن سودوں میں دونوں عوض ادھار ہوں ان کی دو صورتیں ہیں:

۳/۲/۲/۱ اجناس موصوف فی الذمہ ہوں اور قیمت ادھار ہو، چاہے معاہدہ عمومی خرید و فروخت کے الفاظ سے طے پایا ہو یا سلم کے الفاظ سے۔ یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ یہ ایسا سلم کا معاہدہ ہے جس میں سرمایہ پیشگی ادا نہیں کیا گیا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۰) "سلم اور متوازی سلم"۔

۳/۲/۲/۲ سامان متعین ہو اور اس کی ادھار حوالگی قیمت کے ادھار ہونے کے ساتھ مشروط ہو، یہ صورت جائز نہیں۔

۳/۲/۳ اگر استصناع کا معاہدہ ہو تو وہ قیمت کے ادھار ہونے کی صورت میں بھی درست ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۱) "استصناع اور متوازی استصناع"، شق ۳/۲/۲۔

۳/۲/۴ دونوں عوضوں [مبیع اور ثمن] میں سے کسی ایک کا ادھار ہونا ممنوع نہیں ہے۔ ثمن کے ادھار ہونے کی صورت میں ادھار بیع سے متعلق اکاؤنٹنگ کے معیار نمبر ۲۰ کی اور مبیع کے ادھار ہونے کی صورت میں سلم سے متعلق شرعی معیار نمبر ۱۰ کی رعایت کے ساتھ۔

۳/۳ اجناس میں مستقبل کے سودے [futures]

مستقبل کے سودوں میں کوئی معاملہ کرنا شرعاً درست نہیں ہے، چاہے انہیں نئے سرے سے کیا جائے یا ان کی خرید و فروخت کی جائے۔ (دیکھیے شق ۲/۲/۳ اور شق ۱/۵)۔

۴- اجناس کی تجارت کی اہم صورتیں

۴/۱ اجناس کی تجارت کی جائز صورتیں

۴/۱/۱ کسی غیر کو نقد قیمت پر سامان کی خریداری کا وکیل بنانا اور وکیل کا متعین اجرت لے کر یا سامان کی قیمت خرید کی مناسبت سے ایک متعین فیصدی اجرت لے کر مؤکل کے نائب کے طور پر اس سامان کو کسی تیسرے فریق کو اُدھار پر بیچنا۔ یہ "وکالت

noorcentre.com

برائے سرمایہ کاری" کی ایک صورت ہے۔

۲/۱/۴ کسی غیر کو سامان کی نقد خرید اور اُدھار فروخت کے لیے بطور منتظم اس شرط پر مقرر کرنا کہ نفع کا ایک معلوم حصہ منتظم کا حق ہوگا۔ یہ مضاربت کا عمل ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"۔

۳/۱/۴ وکیل کا مؤکل کی مصلحت کے مطابق کوئی سامان خریدنے کے بعد اس سامان کو مؤکل سے اپنے لیے خریدنا، بشرطیکہ سامان سے متعلق وکیل اور مؤکل کا ضمان الگ اور مستقل ہو۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ وکیل اور مؤکل کے درمیان دو الگ الگ ایجاب اور قبول ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو مختلف اطلاع ناموں (notices) کا تبادلہ کیا جائے جن میں سے ایک بطور وکیل اس چیز کی ملکیت حاصل کرنے اور اس سامان کو فروخت کے لیے پیش کرنے (ایجاب) کے اظہار کے لیے ہو اور دوسرا اس بیع کو قبول کرنے (قبول) کے بارے میں ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ" ضمیمہ (الف) اور ضمیمہ (ب)۔

۴/۱/۴ ادارے کا سامان نقد قیمت پر خرید کر اس کو کسی فریق کو اُدھار پر بیچنا۔

ان تمام صورتوں میں بیع عینہ سے بچنا ضروری ہے، یعنی خریدار کا اُدھار پر خریدی ہوئی چیز کو اُدھار والی قیمت سے کم میں نقداً اسی شخص کو بیچنا جس نے ابتداء میں اسے فروخت کیا تھا، یا اس کے برعکس۔

۲/۴ اجناس کی تجارت کی شرعی اعتبار سے ناجائز صورتیں

۱/۲/۴ ایسی اجناس میں عقود کرنا جو شرعاً ناجائز ہوں۔

۲/۲/۴ خریدی ہوئی اجناس کو ان کے اس طور پر متعین ہونے سے قبل بیچنا کہ وہ اس جیسی دوسری اجناس سے ممتاز ہوجائیں۔ کیونکہ اس صورت میں خریدار اور فروخت کنندہ کے ضمان میں تداخل ہوجائے گا اس لیے کہ جس مال کا خریدار مالک ہوگا وہ فروخت کنندہ کے مال کے ساتھ خلط ہوچکا ہوگا۔

noorcentre.com

۴/۲/۳ وکیل کا ادارہ کی مصلحت کے لیے اجناس خرید کر اس کو ادارہ اور خریدار وکیل کے درمیان ایجاب اور قبول کے اطلاع ناموں کے تبادلہ کے بغیر خود خریدلینا۔ کیونکہ اس صورت میں موکل [فروخت کنندہ] اور وکیل کے اجناس کے ضمان میں اجناس کو خود کو بیچنے کی بنا پر تداخل ہوجائے گا۔

۴/۲/۴ وکیل کا خریدے ہوئے سامان کو حقیقتاً یا حکماً وصولی سے قبل بیچنا۔ حکماً وصولی میں یہ بھی شامل ہے کہ سامان کو ممتاز کردینے والے تعیّن کے ذریعہ اس کا ضمان خریدار [وکیل] کی طرف منتقل ہوجائے۔

۴/۲/۵ وہ معاملات جن میں ادارے کے لیے بطور وکالت سامان خریدا جائے پھر وکیل اسی سامان کو اپنے لیے ادھار پر خریدنے کے لیے معاملہ کرنے کا ایجاب کرے اور ادارہ اس سامان کی ملکیت کے حصول کے بغیر یا ایجاب و قبول کے اطلاع ناموں کا تبادلہ کیے بغیر قبول کرلے۔

۴/۲/۶ کسی فریق کا کوئی سامان نقد قیمت پر خریدنا، پھر اس فریق کا اسی سامان کو ادھار خود کو یا کسی ایسے فریق کو جو اسی کی مکمل یا اکثر ملکیت میں ہو یا عملی طور پر اس کے زیر انتظام (ہولڈنگ کمپنی) ہو بیچنا بھی بیع عینہ کی ایک صورت ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، اور شرعی معیار نمبر (۱۱) "اِستصناع اور متوازی استصناع"، شق ۲/۲/۴ اور شرعی معیار نمبر (۳۰) "تورُّق"۔

۴/۲/۷ وکیل کا اپنے مؤکل ادارے سے اجناس خرید کر ملکیت منتقل ہونے سے پہلے اپنے گاہکوں کو فروخت کرنا۔

۴/۲/۸ کسی متعین سامان کو فروخت کنندہ کی ملکیت میں آنے سے پہلے فرضی دستاویزات کے ذریعہ فروخت کرنا یا ایک ہی جنس کو اجناس معاملہ کرنے والے کئی اداروں کو بیک وقت فروخت کرنا۔ ایسے مواقع پر سامان کی ملکیت کے کاغذات کے نمبرز کے متعلق تحقیق کرنا اور خلل کا سبب بننے والے افراد کی ذمہ داری کو متعیّن کرنا

noorcentre.com

ضروری ہے۔

۴/۲/۹ وکالت کی اُجرت (وکیل کی اُجرت) کو بیان نہ کرنا اور اس کو اِجمالی طور پر بیان کی گئی متعین قیمت جو اجرت کو شامل ہو، میں ضم کردینا۔ اِس کا متبادل یہ ہے کہ اُجرت کو بیان کیا جائے اور پھر اجمالی طور سے بیان کردہ قیمت سے منہا کیا جائے یا اسے قیمتِ خرید میں بڑھا دیا جائے یا بیع کی ایک کم از کم قیمت متعین کر کے جو اس سے زائد ہو اس کو وکیل کی اُجرت قرار دیا جائے۔

۴/۲/۱۰ وکالت کی عمومی یادداشت میں اجناس کو خریدنے اور اس کو بیچنے کی وکالت کی شق رکھنا جبکہ خریدار (مؤکل) کو قبضہ لینے کا اختیار نہ دیا جائے۔

۴/۲/۱۱ ادارہ وکیل کو سامان کی خریداری کی قیمت کی ادائیگی کرنا اس بات پر مشروط کردے کہ وکیل خود اپنے آپ کو یا کسی اور کو یہ مال فروخت کرنے کی صورت میں قیمتِ فروخت کا ضامن ہوگا۔

۴/۲/۱۲ ہر صورت میں وکیل کو فروخت کی قیمت کا ضامن ہونے کی شرط لگانا۔ حالانکہ وکیل پر ضمان اس صورت میں لازم ہوتا ہے جب اس کی طرف سے کوئی بے احتیاطی، لاپروائی یا وکالت کی شرائط کی خلاف ورزی پائی جائے۔ مثال کے طور پر یہ شرط لگانا کہ وکیل اُدھار پر سامان خریدنے والوں سے ضمانتیں بھی حاصل کرے گا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں")۔

۵- مشتقات [derivatives]

مشتقات کی بہت سی اقسام ہیں، جن میں سے اہم ترین مستقبل کے سودے [futures]، یا [options] اور تبادلے [swaps] کے معاملات ہیں۔ مشتقات کا شرعی حکم ان معاملات کے حکم پر مبنی ہے جو ان کے تحت انجام پاتے ہیں، جو کہ اگلی شقوں میں آرہے ہیں۔

noorcentre.com

۱/۵ مستقبل کے سودے [futures]

۱/۱/۵ قانونی اعتبار سے یہ ایک عقدِ لازم ہے، اجناس یا مالی ذرائع [instruments] یہ عقد سامان کی مقدار، نوعیت اور حوالگی کی تاریخ اور جگہ کے ذکر کے ساتھ طے پاتا ہے، البتہ اس میں صرف قیمت ہی ایک ایسی چیز ہے جو قابلِ تغیر ہوتی ہے، اور اس کا علم تجارتی ہال میں ہی ہوتا ہے۔

۲/۱/۵ مستقبل کے سودوں کا شرعی حکم

شرعاً مستقبل کے سودوں کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، چاہے ابتداءً معاملہ ہو یا ان کی میں تجارت ہو۔ (دیکھیے شق ۳/۳)

۲/۵ خیارات [options]

۱/۲/۵ یہ ایسا عقد ہے جس کی وجہ سے ایک متعیّن قیمت پر ایک متعیّن مدت کے لیے کسی چیز (جیسے حصص، مختلف اشیا، نقدی، اشاریے اور دیون) کی خرید وفروخت کا حق حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ عقد لازم نہیں ہوتا اور اس عقد میں سوائے اس حق کو فروخت کرنے والے کے اور کسی پر کوئی التزام نہیں ہوتا۔

۲/۲/۵ خیارات کے معاملات کا شرعی حکم

اوپر خیارات کے جن معاملات کی طرف اشارہ کیا گیا ان کی تنفیذ بھی جائز نہیں اور ان کا تبادلہ کرنا بھی درست نہیں۔

۳/۲/۵ خیارات کا شرعی متبادل

۱/۳/۲/۵ ایسی متعیّن اور موجود چیزوں پر معاملہ کرنا جن کی خرید وفروخت شرعاً جائز ہو، اس طور پر کہ قیمت کا ایک حصہ بطور بیعانہ دیا جائے اور خریدار کو ایک متعیّن مدّت کے اندر معاملہ کو ختم کرنے کا حق ہو اور خریدار کی طرف سے اس حق کو استعمال کرنے کی صورت میں بیعانہ کی رقم بیچنے والے کا حق ہو۔ البتہ بیعانہ پر حاصل شدہ حق کی فروخت جائز نہیں ہے۔

noorcentre.com

۵/۲/۳/۲ متعین سامان پر اس طور پر معاملہ کرنا کہ دونوں فریقوں کے لیے یا کسی ایک فریق کے لیے متعین مدت میں معاملہ کو ختم کرنے کا حق ہو۔ یہ خیارِ شرط قابلِ خرید وفروخت نہیں ہے۔

۵/۲/۳/۳ اثاثوں کے مالک کی طرف سے یا دلچسپی رکھنے والے کی طرف سے خریداری کے ذریعہ ملکیت حاصل کرنے کا وعدہ ملزمہ جبکہ اس وعدے کے عوض کچھ نہ لیا جائے۔ یہ وعدہ قابلِ خرید وفروخت نہیں ہے۔

۵/۳ مبادلاتِ موقتہ [swaps] کے سودے

۵/۳/۱ مبادلاتِ موقتہ کے سودے دونوں فریقوں کے درمیان طے شدہ مالیاتی اثاثوں، متعین اثاثوں یا شرحِ سود کے عارضی تبادلے کا نام ہے۔ بعض اوقات اجناس کے حقیقی تبادلے کے بغیر سامان کو جس سے خریدا گیا ہے اسی کو یا کسی اور کو اُدھار پر بیچا جاتا ہے اور بعض اوقات طے شدہ عوض کے بدلہ مالک کی طرف معاملہ کو نافذ کرنے یا نہ کرنے کا حق بھی دیا جاتا ہے۔

۵/۳/۲ مبادلاتِ موقتہ کے معاملات کا شرعی حکم

اجناس کی منڈیوں میں رائج طریقوں کے مطابق مبادلاتِ موقتہ کے سودے کرنا جائز نہیں۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت سے متعلق شرعی معیار کی اپنے بارہویں اجلاس میں منظوری دی جو کہ ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲۸ صفر - ۳ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے آٹھویں اجلاس میں منظم منڈیوں میں اَجناس کی تجارت سے متعلق شرعی معیار جاری کرنے کی قرارداد منظور کی۔

اور ۲۵ رجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے شرعی مشیر کو منظم منڈیوں میں اَجناس کی تجارت کے معیار کا مسوّدہ تیار کرنے کی ذمہ داری دی۔

اور شرعی معیارات کی کمیٹی نے ۱۳ صفر ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے دوسرے اجلاس میں معیار کے متعلق مباحثہ کیا اور شرعی مشیر کو مباحثہ اور مختلف ارکان کی طرف سے آنے والے تبصروں کی روشنی میں طے پانی والی ترامیم شامل کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح کمیٹی نے ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳ جون ۲۰۰۳ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں بھی ان ترامیم کو شامل کیا جو مباحثہ اور ارکان کے طرف سے موصول ہونے والے تبصروں کی روشنی میں طے کی گئیں۔

۲ - ۸ رمضان ۱۴۲۴ھ مطابق ۷ ۱۲ اکتوبر - ۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے مجلسِ شرعی کے گیارہویں اجلاس میں ترمیم شدہ مسودہ پیش ہوا اور معیار کے مسودہ میں ترامیم شامل کی گئیں، اور اس معیار کو ماہرین کو ارسال کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ جلسۂ سماعت کی تمہید کے طور پر ان کی آراء حاصل کی جاسکیں۔

مجلسِ شرعی نے بحرین میں ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں ۱۵ سے زائد افراد نے شرکت کی جن میں مرکزی بینک، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں،

noorcentre.com

ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور متعلقہ شعبوں کے افراد نے شرکت کی۔ اس نشست میں ان آراء کو سنا گیا جو اس دوران اور اس سے پہلے موصول ہوئیں اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ارکان نے ان آراء کے جوابات دیے اور ان کے بارے میں رائے کا اظہار کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے بحرین میں مؤرخہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو ان آراء پر مباحثہ کیا جو جلسۂ سماعت کے دوران سامنے آئیں یا تحریری طور پر مجلسِ شرعی کو موصول ہوئیں، اور مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے سامنے بحرین میں مؤرخہ ۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۴ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں پیش کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں مؤرخہ ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء منعقد ہونے والے اپنے بارہویں اجلاس میں ان ترامیم پر مباحثہ کیا جو شرعی معیارات کی کمیٹی اور مسودہ ساز کمیٹی نے تجویز کیں، اور ان میں سے مناسب ترامیم کو برقرار رکھنے کے بعد اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بعض کو اکثریت رائے کی بنیاد پر منظور کیا جس کی تفصیلات مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- اجناس کی تجارت کی وہ صورتیں جن میں خرید و فروخت کے صحیح ہونے کے لیے شرعی شرائط اور ارکان پورے ہوں ان کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ وہ اس بیع میں داخل ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا)۔[۱] اور یہ بھی ارشاد ہے ﴿لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[۲] " آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ، سوائے یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو"۔ ان پر بین الاقوامی یا بعض مملک کے معاہدات کا لاگو ہونا اس کے حرام ہونے کا تقاضہ نہیں کرتا بشرطیکہ ان میں کوئی چیز شریعت کے اصول و قوانین کی خلاف ورزی پر مشتمل نہ ہو۔ نیز ان معاہدات کی پاسداری شرعاً بھی مطلوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ "اے ایمان والو! معاہدات کو پورا کرو"۔[۳] البتہ شریعت کے کسی حرام کو حلال کرنا یا حلال کو حرام قرار دینا اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں سوائے ایسی شرط کے جو حرام کو حلال کرے یا حلال کو حرام کرے"۔[۴]

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۷۵۔

(۲) سورۃ النساء: ۲۹۔

(۳) سورۃ المائدۃ: ۱۔

(۴) مسند احمد ۱/۳۱۲، ابن ماجہ صحیح سند کے ساتھ ۲/۷۸۴ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی قاہرہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء، مسند حاکم مطبوعہ حیدر آباد، ہند ۱۳۵۵ھ، بیہقی ۶/۷۰، ۱۵۶، ۱۰/۱۳۳، مطبوعہ حیدر آباد، ہند ۱۳۵۵ھ، دار قطنی ۴/۲۲۸، ۳/۲۷ مطبوعہ دار المحسن للطباعة، قاہرہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء۔

noorcentre.com

- خرید و فروخت میں مبیع اور قیمت دونوں کو اُدھار رکھنے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ اس سے دو ذمہ داریوں کو قائم کرنا لازم آتا ہے۔ نیز فقہاء کی تصریحات کے مطابق بیع سلم کی قیمت اُدھار نہیں ہو سکتی اور یہ شرط عقد کے تقاضے کے بھی خلاف ہے۔
- اجناس میں ہونے والے نقد سودوں کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس کی شرائط خرید و فروخت کے جواز کی عام شرائط کے مطابق ہوتی ہیں۔
- اُدھار سودے جن میں قیمت یا مبیع میں سے کوئی ایک ادھار ہو کے جواز کی بنیاد اُدھار بیع اور سلم کا جواز ہے۔
- معیار میں ذکر کردہ بین الاقوامی سطح پر اجناس کی تجارت کی صورتوں کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ معاملات وکالت، ادھار خرید و فروخت، اور مرابحہ کے قواعد کے تحت انجام پاتے ہیں اور یہ تمام معاملات جائز ہیں۔
- وکیل کی طرف سے اپنی ذات کے لیے خریداری کے مطالبہ کے لیے مستقل ایجاب کے واجب ہونے اور مؤکل کی طرف سے بطور فروخت کنندہ قبول کرنے کا وجوب اس لیے ہے تاکہ فروخت کنندہ (مؤکل) اور خریدار (وکیل) کے ضمان میں فرق ہو سکے۔
- وکیل کی اجرت بیان کرنا اور اس کو قیمت میں شامل نہ کرنے کی بنیاد یہ حدیث ہے "تم میں سے جو کسی کو اُجرت پر لے تو اس کی اجرت اسے بتا دے"۔[1] اور اُجرت کے بدلہ وکالت پر اجارہ کے بارے میں وارد ہونے والا یہ حکم لاگو ہوتا ہے۔
- اجناس کی فروخت میں مبیع کی عدمِ حوالگی کی شرط لگانے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ یہ بات خرید و فروخت کے تقاضے یعنی خریدار کی طرف ملکیت کے منتقل ہونے اور اس کو مبیع میں تصرف کا حق حاصل ہونے کی منافی ہے۔
- وکیل کے ضامن ہونے کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ وکیل امین ہوتا ہے چنانچہ وہ ضامن نہیں ہو سکتا سوائے ان صورتوں کے جن میں وہ تجاوز، لاپروائی یا وکالت کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرے۔

---

(۱) ابن ماجہ، ۲/۸۱۷، مجمع الزوائد للہیثمی ۴/۹۸ مطبوعہ دار الریان للتراث و دار الکتاب العربی۔

noorcentre.com

- کرنسیوں میں اُدھار معاملہ کرنے کی ممانعت کی بنیاد وہ احادیث ہیں جو اشیا کی خرید و فروخت کے وقت دونوں جانب سے قبضہ کے ضروری ہونے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ اور اس کی پابندی کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد بھی منظور ہو چکی ہے۔ [1]
- مستقبل کے سودوں کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایسا لازمی وعدہ ہے جو انجام کار بغیر ایجاب و قبول کے بیع بن جاتا ہے، اور معیار میں ذکر کردہ اس کا شرعی متبادل مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد کی صورت میں آچکا ہے۔ [2]
- خیارات کے فروخت کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں جس چیز پر معاملہ ہوتا ہے شرعاً اس کے بدلہ میں کچھ لینا درست نہیں۔ [3]
- تبادلے کے معاملات کے عدمِ جواز بنیاد یہ ہے کہ اس میں عملی طور پر کسی چیز کا تبادلہ نہیں پایا جاتا، اور اس میں سود لینا شامل ہوتا ہے، یا بیع عینہ لازم آتی ہے یا مبیع اور قیمت دونوں کا ادھار ہونا پایا جاتا ہے۔

---

(۱) مالیاتی منڈیوں کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱)

(۲) مالیاتی منڈیوں کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱)

(۳) مالیاتی منڈیوں کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱)

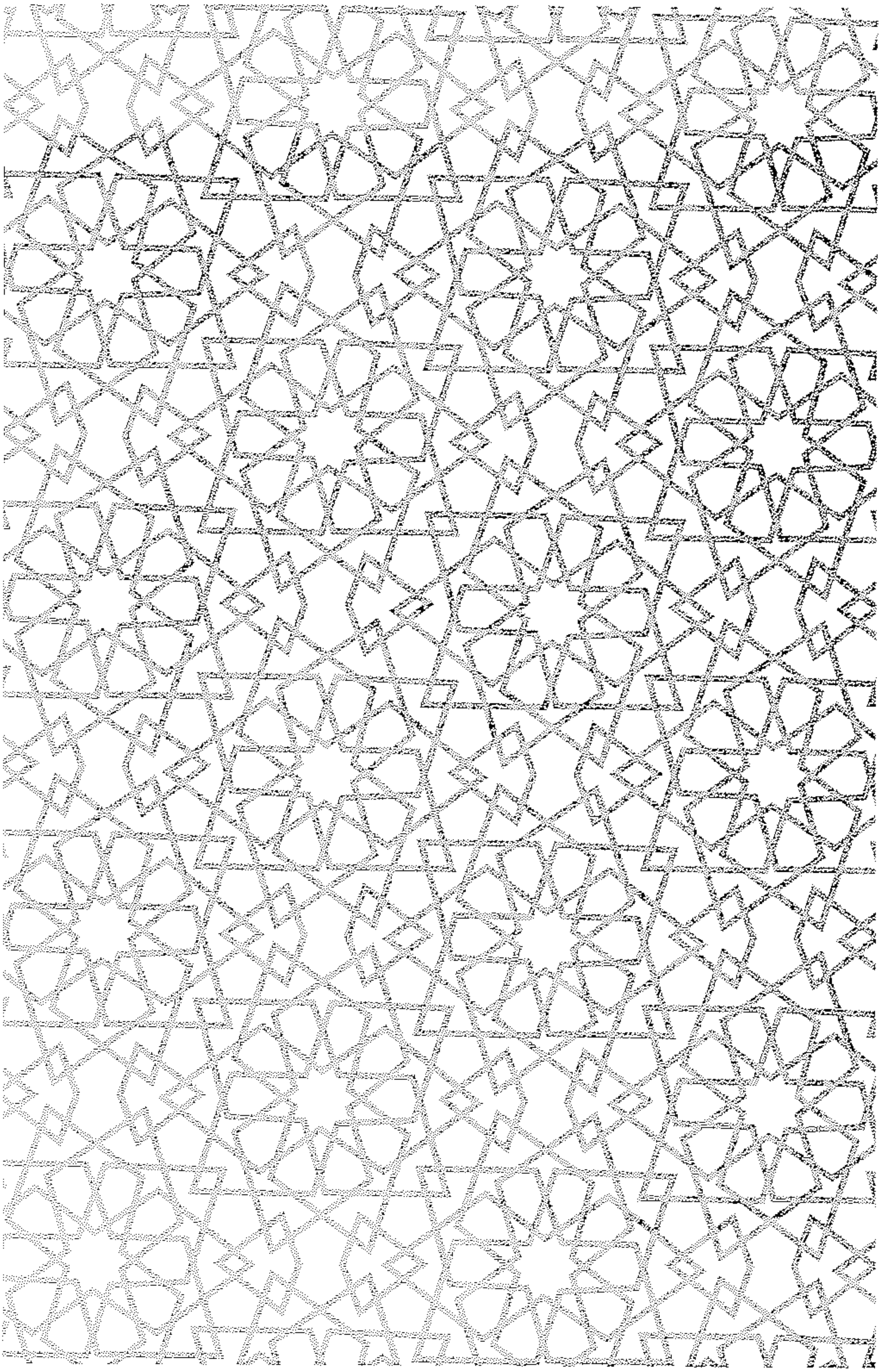

noorcentre.com

مالیاتی دستاویزات

(حصص اور بانڈز)

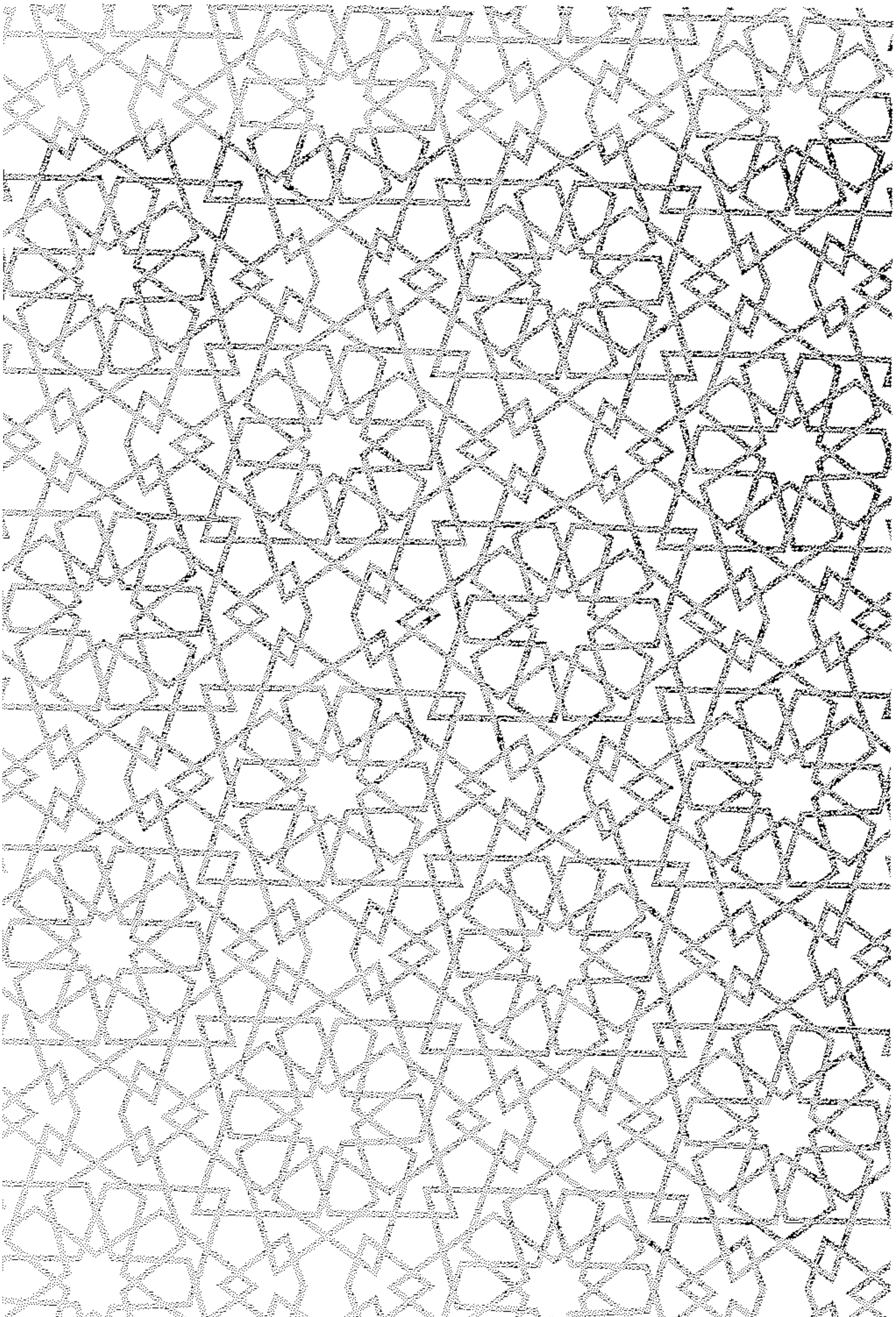

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۵۷۸
معیار کا متن ۵۷۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۵۷۹
۲- حصص کے اجرا کے احکام ۵۷۹
۳- حصص کے لین دین کے احکام ۵۸۱
۴- بانڈز کے اجرا کا حکم ۵۸۸
۵- بانڈز کے لین دین کا حکم ۵۸۸
۶- بانڈز کا شرعی متبادل ۵۸۹
۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۵۸۹
معیار کی منظوری ۵۹۰
ضمیمہ جات ....
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۵۹۱
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۵۹۳
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۶۰۲

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے حصص کے شرعی احکام وضوابط بیان کرنا ہے جن کی رعایت کرنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے اپنے حصص کے اجرا اور حصص کی خرید وفروخت میں ضروری ہے۔ اسی طرح اس معیار کا مقصد سود کی بنیاد پر جاری کیے جانے والے بانڈز کے احکام بیان کرنا بھی ہے۔

واللہ الموفق....

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

اس معیار میں حصص کے اجراء اور ان کے لین دین کا بیان ہے، جس میں درج ذیل امور شامل ہیں: حصص میں سرمایہ کاری، ان کی خرید و فروخت، ان کو کرایہ پر دینا، ان کو قرض کے طور پر دینا، ان کو رہن کے طور پر رکھوانا، ان میں سلم کا عقد کرنا، حصص کے مستقبل کے سودوں، خیارات کے سودوں اور مبادلات کے سودوں کا حکم۔

اسی طرح اس معیار میں سود کی بنیاد پر جاری کی جانے والے بانڈز کے اجرا اور ان کی خرید و فروخت کا بیان بھی ہے، البتہ اس معیار میں سرمایہ کاری صکوک کا بیان نہیں ہے، کیونکہ ان کے لیے ایک مستقل معیار موجود ہے۔

۲- حصص کے اجرا کے احکام

۲/۱ جس مقصد کے لیے کمپنی بنائی جائے، وہ اگر شرعاً درست ہو تو ایسی کمپنی کے حصص جاری کرنا جائز ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کمپنی بنانے کا مقصد حرام امور میں معاملات کرنا نہ ہو، مثلاً: شراب بنانا یا خنزیر کی خرید و فروخت یا سودی معاملات کرنا وغیرہ، لہٰذا اگر کمپنی بنانے کا مقصد ناجائز ہو تو کمپنی بنانا بھی حرام ہوگا اور جن حصص سے وہ کمپنی تشکیل پاتی ہے ان کا اجرا بھی حرام ہوگا۔

۲/۲ حصص کے اجراء کے اخراجات پورے کرنے کے لیے، حصص کی فروخت کے وقت ان کی قیمت کے ساتھ کچھ اضافی رقم مقررہ تناسب سے بڑھائی جا سکتی ہے، البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ قیمت میں اضافے کا یہ تناسب مناسب اور معقول مقدار میں ہو۔ دیکھیے

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۲/۲/۱/۴۔

۳/۲ کمپنی کے سرمائے میں اضافہ کے لیے نئے حصص جاری کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کی قیمت پرانے حصص کی منصفانہ قیمت کے برابر ہو، جو یا تو ماہرین نے کمپنی کے اثاثوں کی قیمت لگانے کے بعد متعیّن کی ہو یا حصص کی بازاری قیمت کے مطابق ہو، چاہے وہ بازاری قیمت حصص کی حقیقی قیمت سے زائد ہو یا کم۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۴/۱/۲/۳۔

۴/۲ حصص کے اجرا کے موقع پر انڈر رائٹنگ [ضمان الاصدار] دی جاسکتی ہے جبکہ یہ ضمان کسی اجرت کے بغیر ہو۔ اس سے مراد کمپنی قائم کرتے وقت کسی ایسے فریق کے ساتھ معاہدہ کرنا ہے جو اس کمپنی کے تمام حصص یا بعض حصص کی خریداری کا التزام کرتا ہے۔ یہ دراصل التزام کرنے والے کی طرف سے ایک عہد ہوتا ہے کہ جن حصص کو کوئی اور نہیں خریدے گا وہ انہیں قیمتِ اسمیہ [face value] پر خریدلے گا۔ البتہ اس عمل میں اگر کسی کام اور محنت کی نوبت آتی ہو تو اس کی اجرت لینا جائز ہے، مثلاً: امکاناتی رپورٹ تیار کرنا یا حصص کی مارکیٹنگ وغیرہ، چاہے یہ کام حصص کی خریداری کا معاہدہ کرنے والا خود کرے یا اس کے علاوہ کوئی شخص کرے، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ یہ اجرت ضمان کے مقابلے میں نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۴/۲/۱/۴۔

۵/۲ سبسکرپشن کے وقت حصص کی قیمت کی قسطیں بنانا جائز ہے کہ ایک قسط فوراً ادا کردی جائے اور باقی قسطوں کی ادائیگی بعد میں کی جائے، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ کمپنی کے تمام حصص کی قیمتوں کو قسطوں میں تقسیم کیا جائے اور یہ کہ کمپنی کی ذمہ داری حصص کی اس قیمت تک محدود رہے جس میں حصہ لیا جاچکا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵/۲/۱/۴۔

۶/۲ ایسے ترجیحی حصص جاری کرنا جائز نہیں جن میں ایسی مالیاتی خصوصیات ہوں جن کی وجہ سے کمپنی کی تحلیل یا نفع کی تقسیم میں ان حصص کے مالکان کو ترجیحی حق حاصل ہو، البتہ بعض حصص

noorcentre.com
کو ایسی خصوصیات دینا جائز ہے جو طریقۂ کار اور انتظامی نوعیت کے امور سے متعلق ہوں، یہ ان حقوق کے علاوہ ہیں جو حصص کو حاصل ہوتی ہیں، مثلاً: ووٹ دینے کا حق۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) ''شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت''، شق ۱۴/۲/۱/۴۔

۷/۲ حصصِ تمتع [enjoyment shares] جاری کرنا جائز نہیں۔ اس سے مراد وہ حصص ہیں جو ایک شریک کو ان حصص کے عوض میں دیے جاتے ہیں جن کی قیمت کمپنی کے قیام کے دوران نفع میں سے بتدریج اسے لوٹا دی گئی ہوتی ہیں اور ان کے بدلے کمپنی اسے حصصِ تمتع دے دیتی ہے۔ ان حصص کو وہ تمام حقوق حاصل ہوجاتے ہیں جو سرمایہ میں شریک حصص کے مالکان کو حاصل ہوتے ہیں، سوائے نفع کی تقسیم اور کمپنی کی تحلیل کے وقت اس کے اثاثہ جات کی تقسیم کے۔ حصصِ تمتع کے مالکان کو سرمایہ میں شریک حصص مالکان کے مقابلے میں کم نفع دیا جاتا ہے، اسی طرح کمپنی کی تحلیل کے وقت تمتع حصص کے مالکان کا کمپنی کے اثاثہ جات میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ سرمایہ میں شریک حصص مالکان کو ان کے حصص کی قیمت ادا کردینے کے بعد کچھ بچ جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) ''شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت''، شق: ۱۵/۲/۱/۴۔

۸/۲ حصص کا سرٹیفکیٹ یا جو اس کے قائم مقام ہو، ایک وثیقہ ہوتا ہے، جو کمپنی کے اثاثوں کے متناسب حصے میں حصص کے مالکان کی ملکیت کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ جائز ہے کہ یہ وثیقہ مالک کے نام پر ہو یا نامزد ہو، یا حاملِ وثیقہ کے لیے ہو۔

۳- حصص کے لین دین کے احکام

۱/۳ حصص دراصل جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے سرمایہ کے متناسب حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ سرمایہ طبعی اشیا، منافع اور دیون وغیرہ میں تبدیل ہوچکا ہو تو اس وقت حصص کمپنی کے اثاثوں اور ان اثاثوں پر لاگو ہونے والے حقوق کی نمائندگی کرتے ہیں۔ حصص کے

noorcentre.com

لین دین میں موضوعِ عقد یہی متناسب/مشاع حصہ ہوتا ہے۔[1]

۲/۳ کمپنیوں کے حصص کی خریداری نقد رقم کے عوض بھی جائز ہے اور جہاں قیمت کو مؤخر کرنا جائز ہو وہاں اُدھار پر بھی جائز ہے بشرطیکہ ایسی کمپنی کے قیام کا بنیادی مقصد اور سرگرمیاں ایک مباح کام ہو، چاہے سرمایہ کاری (یعنی حصص کو نفع کے حصول کے لیے رکھنا) کے لیے ہو یا تجارت (یعنی قیمتوں کے فرق سے فائدہ اٹھانے کے ارادے) کے لیے ہو۔

۳/۳ تبدیلی کی غرض سے حصص کا لین دین

تبدیلی کی غرض سے حصص کا لین دین جائز ہے، یہ جواز اس شخص کے لیے ہے جسے پہلی عوامی اجلاس میں شریعت کے مطابق تبدیلی کی قرارداد پیش کرنے یا شق ۳/۴/۶ کی رعایت کرتے ہوئے تبدیلی لانے کی قدرت حاصل ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۶) ”سودی بینک کی اسلامی بینک میں تبدیلی“۔

۴/۳ ایسی کمپنی کے حصص کا حصول یا لین دین (سرمایہ کاری یا تجارت کے لیے) جس کا بنیادی کاروبار حلال ہو، لیکن وہ سود پر قرض دیتی ہو یا لیتی ہو

اصول تو یہ ہے کہ جس کمپنی کا بنیادی کاروبار حلال ہو، لیکن وہ کبھی کبھار سودی یا اس طرح کے دیگر حرام معاملات کرتی ہو، سرمایہ کاری یا آگے خرید و فروخت کی غرض سے ایسی کمپنی کے حصص لینا حرام ہے، البتہ اگر درج ذیل شرائط کے ساتھ سرمایہ کاری یا تجارت کی غرض سے ایسے حصص کا لین دین کیا جائے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہوگا:

۳/۴/۱ یہ کہ کمپنی اپنے میمورنڈم آف ایسوسی ایشن میں اس بات کی صراحت نہ کرے کہ

(۱) دیکھیے ”شرعی احکام کی بنیادیں“۔ اس میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جن کمپنیوں کے اثاثے طبعی اشیا، منافع، دیون اور نقدی کی شکل میں موجود ہوں اور نقدی اور دیون طبعی اشیا اور منافع سے زیادہ ہوں تو ایسی کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ طبعی اشیا اور منافع کل اثاثوں کے ایک تہائی سے کم نہ ہوں، تاکہ دیون اور نقدی کو دیگر اثاثوں کے تابع قرار دیا جا سکے۔ یہ توضیحی حاشیہ دراصل معیار کے متن کی تکمیل ہے، تاکہ آگے آنے والی تفصیلات کی بنیاد بن سکے۔ (مترجم)

اس کا مقصد سودی معاملات کرنا یا خنزیر اور اس جیسی حرام چیزوں کا لین دین
noorcentre.com
کرنا ہے۔

۳/۴/۲ یہ کہ کمپنی نے جو مجموعی رقم سودی قرض کے طور پر لی ہوئی ہو، چاہے وہ قرض طویل مدت کے لیے ہو یا قلیل مدت کے لیے ہو، وہ کمپنی کے کل حصص کی بازاری قیمت کے ۳۰ فیصد سے زیادہ نہ ہو، یہ بات ملحوظ رہے کہ سود پر قرض لینا، اس کی رقم چاہے جو بھی ہو، بہرحال حرام ہے۔

۳/۴/۳ یہ کہ کمپنی نے جو مجموعی رقم سود پر رکھوائی ہوئی ہو، چاہے طویل مدت کے لیے ہو یا قلیل مدت کے لیے ہو، وہ کمپنی کے کل حصص کی بازاری قیمت کے ۳۰ فیصد سے زیادہ نہ ہو، یہ بات ملحوظ رہے کہ سود پر رقم دینا، اس کی رقم چاہے جو بھی ہو، بہرحال حرام ہے۔

۳/۴/۴ یہ کہ حرام ذریعے سے حاصل ہونے والی آمدنی کمپنی کی کل آمدنی کے ۵ فیصد سے زائد نہ ہو، چاہے ایسی آمدنی کسی حرام سرگرمی کے ذریعے حاصل ہوئی ہو یا کسی حرام چیز کے مالک بننے کی وجہ سے حاصل ہو۔ جب کبھی کسی آمدنی کے ذرائع واضح طور پر معلوم نہ ہوں تو انہیں معلوم کرنے کی پوری کوشش کی جائے اور احتیاط والے پہلو کی رعایت رکھی جائے۔

۳/۴/۵ یہ تمام تناسب معلوم کرنے کے لیے کمپنی کے آخری بجٹ کی طرف رجوع کیا جائے یا کمپنی کے آڈٹ شدہ مالیاتی گوشوارے کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳/۴/۶ حرام آمدنی جو کمپنی کی آمدنی میں ملی ہوئی ہو اور حصص کے مقابلہ میں وہ بھی ہو تو ایسی آمدنی سے درج ذیل طریقے سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے:

۳/۴/۶/۱ حرام آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے، چاہے ایسی آمدنی کسی حرام سرگرمی کے ذریعے حاصل ہوئی ہو یا کسی حرام چیز کے مالک بننے کی وجہ سے ہو یا سود سے حاصل ہوئی ہو۔ یہ ذمہ داری اس شخص کی ہے جو مالیاتی دورانیہ کے

noorcentre.com

اختتام پر حصص کا مالک ہو، چاہے وہ حصص کے ذریعے کمپنی میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہو یا حصص کی خرید وفروخت کے ذریعے نفع کمانا چاہتا ہو، اگرچہ اس کی ادائیگی مالیاتی رپورٹ کے اجرا کے وقت ہو رہی ہو، چاہے وہ مالیاتی چار ماہ یا ایک سال یا اس کے علاوہ کسی اور عرصہ پر مشتمل ہو۔ چنانچہ اگر کوئی شخص مخصوص مالیاتی کے اختتام سے پہلے پہلے اپنے حصص فروخت کردے تو ایسے شخص پر مذکورہ آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب نہیں ہوگا۔

۳/۴/۶/۲ جس رقم سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے اس سے مراد وہ حرام آمدنی ہے جو شیئرز کے حصہ میں آئی ہو چاہے حصص پر حاصل ہونے والا نفع تقسیم کردیا گیا ہو یا تقسیم نہ کیا گیا ہو اور چاہے کمپنی نفع میں ہو یا خسارے میں ہو۔

۳/۴/۶/۳ جو لوگ کمپنی کے لیے درمیانی واسطے یا وکیل یا نگران کے طور پر خدمات سرانجام دیتے ہوں، ان پر اپنے کمیشن یا اجرت میں سے مخصوص رقم سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب نہیں، کیونکہ ان کی یہ اجرت ان کے کام کا معاوضہ ہے۔

۳/۴/۶/۴ حصص کا لین دین کرنے والے شخص پر جس رقم سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہوتا ہے اس کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کمپنی کی حرام آمدنی کو اس کے کل حصص پر تقسیم کیا جائے، اس سے ہر حصہ کی حرام آمدنی کی مقدار معلوم ہوجائے گی، پھر اس مقدار کو حصص کا لین دین کرنے والے شخص کے مملوکہ حصص کی تعداد سے ضرب دی جائے، اس سے جو رقم نکلے گی وہ وہی رقم ہوگی جس سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے۔ حصص کا لین دین کرنے والا چاہے کوئی خاص فرد ہو، یا کوئی ادارہ ہو یا فنڈ ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور ہو، سب کے لیے یہی حکم ہے۔

۳/۴/۶/۵ حرام آمدنی جس سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہوتا ہے، سے کسی بھی طریقے سے فائدہ اٹھانا یا فائدہ اٹھانے کے لیے کسی قسم کا کوئی حیلہ اختیار کرنا ہرگز

noorcentre.com

جائز نہیں، حتی کہ اس رقم کے ذریعے ٹیکس ادا کرنا بھی جائز نہیں۔

۳/۴/۶/۶ حرام آمدنی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اس کو کسی بھی کار خیر میں خرچ کرنے کی ذمہ داری اس ادارے پر عائد ہوتی ہے جو حصص کا لین دین اپنی ذات کے لیے کرتا ہو یا بطور منتظم کرتا ہو، البتہ اگر ایسا ادارہ واسطے کے طور پر کام کر رہا ہو تو اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حصص کے مالک کو حرام آمدنی سے چھٹکارے کا طریقہ بتادے تا کہ وہ یہ ذمہ داری خود ادا کر سکے۔ ایسے ادارے کے لیے اس بات کی بھی اجازت ہے کہ حصص کے مالکان میں سے جو لوگ اس کام میں دلچسپی رکھتے ہوں، انہیں اجرت کے عوض یا اجرت کے بغیر اس کام کی ذمہ داری سونپ دے۔

۳/۴/۷ ادارہ مذکورہ بالا ضوابط کو خود یا کسی واسطے کے ذریعے عمل میں لائے گا، چاہے وہ حصص کا لین دین اپنی ذات کے لیے کرتا ہو یا درمیانی واسطے کے طور پر کام کرتا ہو یا فنڈ کے نگران کے طور پر کام کرتا ہو یا کسی کے وکیل کے طور پر کام کرتا ہو۔

۳/۴/۸ حصص کے لین دین کے تمام دورانیے میں ان ضوابط کی مسلسل رعایت رکھنا واجب ہے، چنانچہ جب ان ضوابط پر عمل درآمد نہ ہو رہا ہو تو اس وقت ایسی سرمایہ کاری سے نکلنا واجب ہے۔

۳/۵ بروکر یا اس کے علاوہ کسی اور سے سودی قرض (مارجن سیل) کے ذریعے حصص خریدنا جائز نہیں ہے، نیز اس طرح کے سودی قرض کے بدلے میں حصص کو رہن کے طور پر رکھوانا بھی جائز نہیں ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسام شرکت"، شق ۲/۱/۲/۶/۴۔

۳/۶ فروخت کنندہ جن حصص کا خود مالک نہ ہو، اس کے لیے ان حصص کو آگے فروخت کرنا (شارٹ سیل) جائز نہیں اور دلال کے اس وعدے کی کوئی حیثیت نہیں کہ وہ حصص کی حوالگی کے وقت فروخت کنندہ کو ایسے حصص قرض کے طور پر فراہم کردے گا۔ دیکھیے

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۷/۲/۱/۴۔

۷/۳ جب خرید وفروخت کا عمل مکمل ہو جائے اور حصص خریدار کے ضمان میں آجائیں تو اس کے بعد خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ ان حصص کو آگے کسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے یا کوئی اور تصرّف کرے، اگرچہ اس کے حق میں ان حصص کا حتمی تصفیہ (settlement) ابھی تک مکمل نہ ہوا ہو۔

۸/۳ بعض جائز مفادات کے تحفظ کی خاطر، مخصوص کردہ سرکاری اداروں کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ حصص کے لین دین کا اس طرح سے انتظام کریں کہ یہ صرف مخصوص بروکر اور اس کام کے مجاز حضرات ہی کے ذریعے کیا جا سکے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۸/۲/۱/۴۔

۹/۳ کمپنیوں کے حصص کسی کو قرض کے طور پر دینا جائز نہیں۔

۱۰/۳ جو حصص شرعی لحاظ سے مباح ہوں ان کو رہن کے طور پر رکھوانا جائز ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کمپنی کے اثاثے نقدی یا اشیا یا دیون میں سے کسی ایک کی صورت میں ہوں یا ان تینوں پر مشتمل ہوں۔ اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک صنف غالب ہو یا نہ ہو، البتہ رہن کی تحلیل کے وقت ایسے حصص کی خرید وفروخت میں مخصوص شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۱/۳ حصص میں سلم کا عقد جائز نہیں۔

۱۲/۳ حصص میں مستقبل کے سودے (futures) انجام دینا جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) "منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت"، شق ۱/۵۔

۱۳/۳ حصص کے لین دین کے لیے خیارات (swaps) کے عقود انجام دینا جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) "منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت"، شق ۲/۵۔

۱۴/۳ حصص اور ان کے نفع پر وقتی تبادلے سودے (options) انجام دینا جائز نہیں۔

۱۵/۳ کسی کو حصص کرایہ پر دینا جائز نہیں، خواہ وہ ان کو رہن رکھوانے کے لیے ہو یا ان کو فروخت

noorcentre.com

کر کے ان کا مثل لوٹانے کی صورت میں ہو، جس طرح بازار حصص میں عام طور پر ہوتا ہے۔ اسی طرح خواہ اس اجارے کا مقصد حصص کے نفع کا حصول ہو یا کرایہ دار کا ان کے ذریعے اپنے مالی گوشوارے کی اچھی حالت میں دکھانا یا ان کے علاوہ کوئی اور غرض مقصود ہو۔

۱۶/۳ حصص کو رہن رکھوانے کے لیے عاریت کے طور پر دینا جائز ہے، یا عاریت پر لینے والے کو ان کا نفع دینے کے لیے عاریت پر دیا جائے، جیسا کہ بازارِ حصص میں عموماً ہوتا ہے۔ رہن کی تحلیل کے موقع کے علاوہ عاریت پر لینے والے کے لیے ان حصص کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

۱۷/۳ جب کمپنیوں کا سرمایہ صرف نقدی کی شکل میں ہو تو ان کے حصص کا لین دین صرف اسی صورت میں جائز ہے جب ایسے حصص کو قیمتِ اسمیہ پر فروخت کیا جائے اور حصص اور قیمت دونوں پر فوراً قبضہ کر لیا جائے، چاہے ایسی خرید و فروخت حصص کی رجسٹریشن کے وقت ہو یا رجسٹریشن کے بعد اور کاروباری سرگرمیاں شروع کرنے سے پہلے کے مرحلے میں ہو یا تصفیہ کے وقت ہو۔

۱۸/۳ جب کمپنیوں کے اثاثہ جات صرف دیون کی شکل میں ہوں تو ان کے حصص کا لین دین صرف اسی صورت میں جائز ہے جب دیون میں تصرّف کے احکام کی رعایت رکھی جائے۔

۱۹/۳ جب کمپنی کے اثاثہ جات طبعی اشیا، منافع، نقود اور دیون کی شکل میں ہوں تو ایسی کمپنی کے حصص کے لین دین کا حکم اس کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی کے اعتبار سے مختلف ہوگا، چنانچہ اگر کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی طبعی اشیا، منافع اور حقوق کی خرید و فروخت کرنا ہو تو ایسی کمپنی کے حصص کا لین دین جائز ہوگا، اگرچہ اس میں بیع صرف اور دیون میں تصرف کے احکام کی رعایت نہ رکھی جائے، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ طبعی اشیا، منافع اور حقوق کی بازاری قیمت کمپنی کے مجموعی اثاثوں کے ۳۰ فیصد سے کم نہ ہو۔ کمپنی کے مجموعی اثاثوں میں طبعی اشیا، منافع، حقوق، نقدی اور جو چیزیں نقدی کے قائم مقام ہوں (کمپنی کے وہ دیون ہیں

noorcentre.com

جو دوسروں کے ذمہ میں ہوں، کمپنی کے وہ کرنٹ اکاؤنٹ جو اس نے دوسرے اداروں میں کھول رکھے ہوں اور کمپنی کی مملوکہ بانڈز جو دیون کی نمائندگی کرتے ہوں)، سب شامل ہیں۔ اس صورت میں کمپنی کی نقدی اور دیون کو ملحوظ نہیں رکھا جائے گا، کیونکہ اس صورت میں وہ تابع ہوتے ہیں۔

البتہ جب کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی ہی سونایا چاندی یا کرنسیوں کی خرید وفروخت کرنا ہو تو ایسی کمپنی کے حصص کے لین دین میں بیع صرف کے احکام کی پابندی واجب ہوگی اور جب کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی دیون میں معاملات کرنا (خدمات فراہم کرنا) ہو تو ایسی کمپنی کے حصص کے لین دین میں دیون کے احکام کی پابندی واجب ہوگی۔

۲۰/۳ شق ۱۸/۳ میں جو صورت بیان ہوئی ہے اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ اسے دیون کے صکوک بنانے اور ان کے لین دین کا حیلہ نہ بنایا جائے کہ طبعی اشیا اور منافع میں سے کچھ کو دیون کے ساتھ ملا کر دیون کے صکوک بنائے جائیں۔

۴- بانڈز کے اجرا کا حکم

تمام اقسام کے سودی بانڈز کا اجرا حرام ہے۔ یہ وہ بانڈز ہیں جن میں قرض کی رقم کے ساتھ کسی نہ کسی شکل میں کچھ اضافی رقم کی واپسی بھی مشروط ہوتی ہے، چاہے یہ اضافی رقم قرض کی اصل رقم کی واپسی کے وقت ادا کی جائے یا ماہانہ یا سالانہ قسطوں کی شکل میں ادا کی جائے یا کسی اور صورت میں ادا کی جائے، اور چاہے یہ اضافی رقم بانڈز کی قیمت کے ایک مخصوص تناسب سے طے کی جائے، جیسا کہ بانڈز کی زیادہ تر اقسام میں ہوتا ہے یا ڈسکاؤنٹ کی صورت میں طے کی جائے، جیسا کہ صفر کوپن ریٹ والے بانڈز میں ہوتا ہے۔ اسی طرح انعامی بانڈز بھی حرام ہیں، چاہے ایسے بانڈز خاص ہوں یا عام ہوں یا حکومت کے جاری کردہ ہوں۔

۵- بانڈز کے لین دین کا حکم

سودی بانڈز کی خرید وفروخت، رہن، حوالہ اور ان جیسے دیگر معاملات جائز نہیں۔

noorcentre.com

۶- بانڈز کا شرعی متبادل

بانڈز کا شرعی متبادل سرمایہ کاری صکوک ہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"۔

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کو ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو منعقد ہونے والے اپنے بارہویں اجلاس میں مالیاتی دستاویزات (حصص اور بانڈز) کے متعلق شرعی معیار کے مسودے کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۹-۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا ساتواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں مالیاتی دستاویزات (حصص اور بانڈز) کے لیے شرعی معیار کی تیاری کا فیصلہ کیا۔

۲۵ رجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۰۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے مالیاتی دستاویزات (حصص اور بانڈز) کے معیار کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۴-۱۵ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۷-۱۸ مارچ ۲۰۰۳ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کا چھٹا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے مسودہ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے کہا کہ وہ اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں، معیار میں ترامیم کریں۔

۱۴-۱۵ صفر ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۶-۱۷ اپریل ۲۰۰۳ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا ساتواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے مالیاتی دستاویزات (حصص اور سندات) کے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں، معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں، جیساکہ کمیٹی نے مورخہ ۲۵-۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵-۲۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو ایک اجلاس منعقد کیا اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں، معیار میں ضروری ترامیم شامل کی تھیں۔

مورخہ ۲۳-۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳-۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو عمان، اردن میں کمیٹی کا نواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار پر بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں

noorcentre.com

اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں، معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مورخہ ۲-۸ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۸ اکتوبر-۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا گیارہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں معیار کے ترمیم شدہ مسودے کو کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں مزید ترامیم کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے پیش کیا جائے۔

مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ۱۵ سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اجلاس میں ان تحریری تبصروں کو بھی سنا گیا جو مجلس سے پہلے بھیجے گئے تھے اور ان زبانی تبصروں کی سماعت بھی کی گئی جو شرکاء نے دورانِ مجلس کیے اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے تبصروں کے جوابات دیے۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے مورخہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو ایک اجلاس منعقد کیا اور اس میں، دورانِ مجلس کیے گئے زبانی تبصروں اور تحریری شکل میں بھیجے گئے تبصروں پر بحث کی اور معیار کے مسودے میں مناسب ترامیم شامل کیں۔ مورخہ ۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۴ء کو معیار کا ترمیم شدہ مسودہ، مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۶-۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کو مدینہ منورہ میں بارہواں اجلاس منعقد کیا اور اس میں شرعی معیارات کی کمیٹی اور مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور مسودے میں مناسب ترامیم شامل کیں۔ مجلسِ شرعی کے ارکان نے اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بقیہ بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کر لیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

حصص کا اجرا

- جب کمپنی کے قیام کا بنیادی مقصد ایک جائز کام ہو تو اس کے حصص کے اجراء کے جواز کی بنیاد شرکتِ مساہمہ کا جواز ہے اور وہ، وہ عمومی دلائل ہیں جو عقود اور شرائط کو پورا کرنے کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں اور وہ عمومی دلائل ہیں جو شرکت کے جواز پر دلالت کرتے ہیں اور وہ عمومی دلائل ہیں جو شرکت عنان، مضاربت، مساقات اور مزارعت کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، چنانچہ دو یا دو سے زائد اشخاص کے درمیان مال اور دین کے ساتھ شراکت داری کے جواز کی بنیاد شرکت عنان ہے، اسی طرح مضاربت، مساقات اور مزارعت وغیرہ کا جائز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک شخص کی طرف سے مال اور دوسرے کی جانب سے عمل کے ذریعہ شراکت داری جائز ہے، چاہے موضوعِ عقد نقدی ہو، جیسا کہ مضاربت میں ہوتا ہے اور چاہے وہ طبعی چیزیں ہوں جن پر کام کیا جائے تو وہ بڑھتی ہیں، جیسا کہ مساقات اور مزارعت میں ہوتا ہے۔ ان سب عقود کے دلائل معروف و معلوم ہیں۔
- بلا اجرت حصص کے اجرا کی ضمانت فراہم کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک وعدہ ہے جس کے بدلے میں کچھ نہیں لیا جا سکتا، اور اس کے بدلے اجرت لینا دراصل اس کا عوض ہے۔ اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی ایک قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے۔[1]
- مالی لحاظ سے ترجیحی حصص کے اجراء کے عدمِ جواز کی بنیاد یہ ہے کہ ان کے اجراء سے نفع میں اشتراک ختم ہو جائے گا اور دیگر شرکاء پر ظلم ہوگا۔

---

(۱)　مالیاتی منڈیوں سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)

noorcentre.com

- تمتع حصص کے اجراء کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ ان حصص کے مالکان اپنے حصص کی واپسی کے طور پر جو کچھ لیتے ہیں وہ دراصل نفع میں ان کے حصے کی رقم ہوتی ہے اور حصص کی یہ واپسی صرف ظاہری طور پر ہوتی ہے، چنانچہ وہ ان حصص کے بدستور مالک رہتے ہیں اور بوقتِ تحلیل مستحق رہتے ہیں۔
- حصص کے کسی کے نام پر ہونے یا کسی کے حکم پر ہونے یا کسی بھی حامل کے لیے ہونے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ شارع نے حقوق کی توثیق اور کتابت وغیرہ کے ذریعے ان کی حفاظت کی ترغیب دی ہے، لیکن اس کے لیے کوئی مخصوص صورت متعین نہیں فرمائی، چنانچہ کمپنیوں کے سلسلے میں جب یہ مقصد اس طرح سے حاصل ہو رہا ہو کہ جو حصص جاری کیے جائیں ان پر شرکاء کا نام لکھا ہوا ہو تو یہ جائز ہوگا، اسی طرح اگر حقوق کی حفاظت اس طرح سے ہو کہ شرکاء کے نام مخصوص رجسٹروں یا نوٹسز میں لکھے جائیں یا کسی اور طریقے سے یا سرے سے لکھے ہی نہ جائیں، نہ دستاویز پر اور نہ کسی اور جگہ پر، تو یہ بھی جائز ہے۔

حصص کا لین دین

- جب کمپنی کا بنیادی کاروبار جائز ہو تو اس کے حصص کی خرید و فروخت کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ حصص شریک کی ملکیت ہوتے ہیں اور ایک شریک کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ اپنی ملکیت میں خرید و فروخت، ہبہ اور اس طرح کے دیگر تصرّفات کرے، بالخصوص جب ہر شریک نے کمپنی کے میمورینڈم آف ایسوسی ایشن کے ذریعے دوسرے شرکاء کو ایسے تصرف کی اجازت بھی دے رکھی ہو۔
- جو شخص تبدیلی کی استطاعت رکھتا ہو یا تبدیلی کا خواہاں ہو اس کا حصص کے ذریعے کمپنی میں شمولیت کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ کام برائی کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ نیکی کی تلقین کرنے اور برائی سے روکنے کے باب میں سے ہے اور اس کے مستحسن ہونے پر دلائل موجود ہیں۔ مالیاتی منڈیوں کے سمینار میں اس مسئلے کے متعلق فتویٰ بھی جاری ہو چکا ہے۔[1]

---

(۱) یہ سیمینار بحرین میں جمادی الاولی ۱۴۱۲ھ مطابق نومبر ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوا۔

noorcentre.com

- جن کمپنیوں کی بنیادی سرگرمی ایک حلال کاروبار ہو، لیکن وہ سود پر قرض دیتی ہوں یا لیتی ہوں تو ایسی کمپنیوں کے حصص کے لین دین کے استثناء کی بنیاد ان قواعد کا اطلاق ہے: حرج کا ختم ہونا، عمومی حاجت اور عموم بلوی کے پیش نظر کسی چیز کی اجازت دینا، کثرت، قلت اور غلبہ[1] کے قواعد، جس شخص کا اکثر مال حلال ہو اس کے ساتھ لین دین کا جائز ہونا۔[2] اور بعض فقہاء کرام[3] کے نزدیک تفریقِ صفقہ کے جواز پر اعتماد ہے۔ فتویٰ جاری کرنے والے اداروں اور اسلامی بینکوں کے مجالس شرعیہ کی ایک بڑی تعداد کے فتاویٰ اس مسئلے پر موجود ہیں۔[4]
- بروکر وغیرہ سے سودی قرض کے ذریعے حصص کی خریداری کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں سودی لین دین ہے اور رہن کے ذریعے سودی قرض کی توثیق ہے اور یہ دونوں کام شریعت کے واضح احکام کے مطابق حرام ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔
- جو حصص فروخت کنندہ کی ملکیت میں نہ ہوں ان کی فروخت کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ایک ایسی چیز کی فروخت لازم آتی ہے جو نہ فروخت کنندہ کے ضمان میں ہوتی ہے اور نہ اس کی ملکیت میں ہوتی ہے اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔
- جن حصص کا حتمی اندراج مکمل نہ ہوا ہو ان میں خریدار کے تصرّف کے جائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ قبض حکمی کے ذریعے ان حصص کا ضمان خریدار کی طرف منتقل ہو چکا ہوتا ہے اور قبض حکمی کی وجہ سے

---

(۱) الفروق للقرافی ۱۰۴/۴، والموافقات ۳۸/۱، احکام القرآن لابن العربی ۱۸۰۴/۴)، قواعد الاحکام فی مصالح الانام، ۱۸،۱،۴۱-۴۵۔

(۲) بدائع الصنائع ۱۴۴/۶، الاشباہ والنظائر لابن نجیم ص ۱۱۲-۱۱۴، البیان والتحصیل ۱۹۴/۱۸-۱۹۵، المنثور فی القواعد ۲۳۵/۲۔

(۳) دیکھیے: فتح القدیر ۸۹/۶-۹۰، عقد الجواہر الثمینۃ ۴۳۹/۲، الشرح الکبیر مع الدسوقی ۱۵/۳، الروضۃ ۴۲۰/۳-۴۲۵، مجموع الفتاوی ۴۸/۲۹۔

(۴) ان اداروں میں سے ایک ادارہ الراجحی بھی ہے، جس نے مورخہ ۲۳ شوال ۱۴۲۲ھ کو اپنی قرارداد نمبر ۴۸۵ میں اس بات کی اجازت دی۔

noorcentre.com

خریدار کو خریدی گئی چیز میں تصرّف کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

- کمپنیوں کے حصص کسی کو قرض کے طور پر دینے کے عدم جواز بنیاد یہ ہے کہ قرض کی واپسی کے وقت حصص جن چیزوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کے اعتبار سے، ان حصص کے مثل نہیں ہیں جو قرض دیتے وقت دیے تھے، کیونکہ حصص دراصل کمپنی کے اثاثوں کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں اور کمپنی کے اثاثوں میں مسلسل تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔
- حصص کو گروی کے طور پر رکھوانے کے جواز کی بنیاد وہ مسلم قاعدہ ہے کہ جس چیز کی خرید و فروخت جائز ہے اس کو گروی کے طور پر رکھوانا بھی جائز ہے، چونکہ حصص کی خرید و فروخت جائز ہے، لہذا ان کو گروی کے طور پر رکھوانا بھی جائز ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گروی رکھنے کا مقصد متعلقہ دین کی توثیق ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ اگر گروی رکھوانے والے دین کی وصولی مشکل ہو جائے تو گروی شدہ چیز کو فروخت کر کے اس کی قیمت کے ذریعے دین وصول کیا جا سکتا ہے، اور یہ ایسا مقصد ہے جو حصص کو گروی رکھوا کر پورا ہو سکتا ہے، لہذا حصص کو گروی کے طور پر رکھوانا جائز ہے۔
- حصص میں سلم کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ عقد سلم کا موضوع دَین ہوتا ہے نہ کہ ایک متعین چیز، جبکہ کمپنیوں کے حصص میں تعیین ہو ہی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ سلم کے ذریعے جس کمپنی کے حصص کی خریداری کا ارادہ ہوتا ہے اس کا نام لیا جاتا ہے اور اس طرح نام لینے کی وجہ سے حصص ایک متعین چیز بن جاتی ہے اور وہ ایسی چیز نہیں رہتی جو ذمہ میں دَین ہو، چنانچہ ایسے حصص عقد سلم کا موضوع ہی نہیں رہتے۔ اسی طرح حصص میں سلم کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں ایک غیر مملوک چیز کی خرید و فروخت لازم آتی ہے اور یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی کہ طے شدہ وقت پر مطلوبہ کمپنی کے حصص بازار میں ناپید نہیں ہوں گے اور فروخت کنندہ خریدار کو مطلوبہ حصص کی فراہمی سے قاصر نہیں ہوگا۔
- حصص کے مستقبل کے سودوں کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسے سودوں میں فروخت کی گئی ایک متعین چیز، جو کہ حصص ہیں، کی حوالگی کی مشروط تاخیر لازم آتی ہے اور یہ حرام اور ناجائز ہے۔ پھر فروخت کنندہ عام طور پر ان حصص کا مالک نہیں ہوتا جن پر مستقبل کا سودا طے کرتا ہے، چنانچہ وہ ایک

noorcentre.com

ایسی چیز کو فروخت کرتا ہے جو کسی اور کی مملوک ہوتی ہے، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے ناجائز ہونے میں اہلِ علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مزید یہ کہ یہ مسئلہ براہ راست ان نصوص کے تحت آتا ہے جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انسان کا اپنی غیر مملوک چیز کو فروخت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح مستقبل کے سودے عام طور پر دونوں فریقوں کے درمیان نقدی کے تصفیہ کے ساتھ ختم ہوتے ہیں، اور اگر یہ بات عقد کے اندر طے ہو تو یہ براہِ راست قمار ہے اور اگر عقد کے اندر طے نہ ہو تو قمار کی ایک قسم ہے۔ مزید یہ کہ سودوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مطلوبہ چیز پر قبضہ کیا جائے، جبکہ مستقبل کے سودوں میں دونوں فریقوں کے پیشِ نظر قبضہ سرے سے مقصود ہی نہیں ہوتا، چنانچہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک اپنے ذمہ ایک ایسے دین کا التزام کرتا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، سوائے مخاطرہ اور نقصان کے انتظار کے جو دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کو ضرور ہو گا۔

- حصص میں خیارات کے سودوں کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ حقِ خیار جو کہ مالیاتی بازاروں میں کیے جانے والے خیارات کے سودوں کا موضوع ہوتا ہے، ان حقوق میں سے نہیں ہے جن کی خرید وفروخت جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حق فروخت کنندہ کے لیے سرے سے ثابت ہی نہیں ہوتا، کیونکہ یہ حق سودا کرتے وقت وجود میں آتا ہے اور وجود میں آنے کے بعد اس کا کسی مال کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا، بلکہ اس کا تعلق ایک مجرّد (غیر حسی) چیز کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ مجرّد چیز فروخت یا خریداری کا حق ہے۔ پھر جو حقوق ثابت تو ہوں، لیکن ان کا تعلق کسی مال کے ساتھ نہ ہو، جیسے شفعہ کا حق، بچوں کی پرورش کا حق اور قصاص کا حق، جب ان کی خرید وفروخت جائز نہیں تو جو حقوق سرے سے ثابت ہی نہ ہوں جیسے حق خیار تو ان کی خرید وفروخت بدرجہ اولی ناجائز ہو گی۔ علاوہ ازیں خیارات کے سودے غرر پر مبنی ہوتے ہیں اور غرر پر مبنی سودے شرعاً ممنوع ہیں۔ اسی طرح خیارات کے سودے حقِ خیار کے خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کے حق میں یکساں طور پر قمار اور جوے کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں، یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایسے سودے دونوں فریقوں کے درمیان نقدی کے حساب کتاب پر ختم ہوتے ہیں۔ نیز جب خریداری کے خیار کو لکھنے والا خود ان حصص یا سامان کا مالک

noorcentre.com

نہیں ہوتا جن کو فروخت کرنے کا وہ التزام کرتا ہے تو اس صورت میں خیار کا سودا خرید و فروخت کی اس قسم میں آتا ہے جس میں انسان ایک ایسی چیز کو فروخت کرتا ہے جس کا وہ خود مالک نہیں ہوتا اور غیر مملوک چیز کو فروخت کرنا شرعاً حرام ہے۔

- حصص کے منافع پر تبادلے swap کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اگر کرنسی ایک ہی ملک کی ہو تو ان عقود میں سود کی دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں اور اگر کرنسی دو ملکوں کی ہو تو ان عقود میں ربا النسیئۃ پایا جاتا ہے، یہ دین کے بدلے دین کی فروخت ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا عقد ہے جس میں دونوں عوض مؤخر ہیں، اس میں غرر پایا جاتا ہے، کیونکہ عقد کے وقت کرنسی کی مقدار مجہول ہے، اس میں قمار پایا جاتا ہے، کیونکہ ان عقود کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حصص کے اوسط نفع کے درمیان فرق کا حساب کرلیا جائے، عوضین پر قبضہ مقصود نہیں ہوتا، جو کہ عقود کا اصل مقصد ہے، چنانچہ ایک فریق ضرور فائدہ میں رہتا ہے اور دوسرا فریق ضرور نقصان اٹھاتا ہے اور یہی قمار کی حقیقت ہے۔ درج بالا خرابیوں میں سے کوئی ایک خرابی بھی کسی عقد کے حرام ہونے کے لیے کافی ہوتی ہے، چہ جائیکہ سب ایک ساتھ پائی جائیں۔
- جن کمپنیوں کے اثاثے نقدی یا دیون پر مشتمل ہوں، اگرچہ ان کی مقدار کل اثاثوں کے نصف سے زائد ہو، ان کے حصص کے لین دین میں بیعِ صَرف یا دَین میں تصرّف کے احکام کی رعایت رکھنا ضروری نہیں۔ اس حکم کی بنیاد یہ ہے کہ یہاں نقدی اور دیون دیگر اثاثوں کے تابع ہوتے ہیں اور توابع میں ان چیزوں کی گنجائش ہوتی ہے جن کی غیرِ توابع میں نہیں ہوتی، البتہ اگر اشیا اور منافع ایک تہائی سے بھی کم ہوں تو اس صورت میں حصص کا لین دین صرف اسی صورت میں جائز ہوگا جب اس میں صَرف یا دَین میں تصرّف کے احکام کو ملحوظ رکھا جائے، کیونکہ اس صورت میں اشیا اور منافع کی مقدار کم ہوتی ہے، چنانچہ دیون اور نقدی کو ان کے تابع قرار نہیں دیا جاسکتا، پس اس صورت میں عقد کا مقصد انہی دیون اور نقدی کا لین دین ہوگا، لہٰذا ایسے عقود کے لیے وہی شرائط لاگو ہوں گی جو اس صورت میں ہوتی ہیں جب تنہا دیون اور نقدی کی خرید و فروخت کی جائے۔
- جس کمپنی کے اثاثے، اشیا اور منافع کے ساتھ ساتھ دیون اور نقود پر بھی مشتمل ہوں مگر کمپنی کی بنیادی غرض اور سرگرمی اشیا اور منافع میں معاملات کرنا ہو تو ایسی کمپنی کے حصص کا لین دین جائز ہے اور اس

noorcentre.com

میں دیون اور نقود کے تناسب کو ملحوظ رکھنا ضروری نہیں۔ اس حکم کی بنیاد درج ذیل باتیں ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث: "جس نے ایک ایسا غلام خریدا جس کی ملکیت میں کچھ مال بھی تھا تو یہ مال اس شخص کا ہوگا جس نے اس غلام کو فروخت کیا، سوائے یہ کہ غلام کا خریدار غلام کے ساتھ ساتھ اس مال کی خریداری کی بھی صراحت کردے"۔[۱]

یہ حدیث ثمن کی جنس کو ملحوظ رکھے بغیر اس عقد کے جواز پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔ حدیث میں "مال" کا لفظ عام ہے اور اس میں مال کی تمام صورتیں شامل ہیں، خواہ وہ نقدی کی شکل میں ہو یا دَین کی صورت میں ہو یا سامان کی صورت میں ہو، تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔ مزید یہ کہ "مال" کا لفظ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ غلام کے ثمن اور اس کے مال کا موازنہ کرتے وقت اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کہ غلام کا مال دَین ہے یا نقدی، تھوڑا ہے یا زیادہ، کیونکہ اس وقت وہ تابع ہے اور وہ عقد کا اصل مقصود نہیں ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اپنی مؤطا میں نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: "ہمارے خیال میں اس مسئلے کے متعلق مجموعی بات یہ ہے کہ غلام کو خریدنے والا جب اس کے مال کی بھی شرط لگائے تو وہ مال بھی خریدار کا ہو جائے گا، خواہ وہ مال نقدی کی صورت میں ہو یا دَین کی شکل میں ہو یا سامان کی شکل میں ہو، خواہ وہ معلوم ہو یا معلوم نہ ہو، اگرچہ غلام کا مملوکہ مال اس مال سے زائد ہو جس کے عوض اسے خریدا گیا، غلام کا ثمن خواہ نقدی کی صورت میں ہو یا دَین کی شکل میں ہو یا عام سامان کی صورت میں ہو"۔[۲] انتہی

۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث: "اگر کسی نے زیرہ پوشی [تابیر][۳] کے بعد کھجور کے

---

(۱) یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے ہاں صحیح ہے، البتہ یہاں الفاظ امام بخاری کے ہیں۔ صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب باب الرجل یکون لہ ممر أو شرب فی حائط أو فی نخل، حدیث نمبر ۲۲۵۰، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب باب من باع نخلا علیہا ثمر، حدیث نمبر ۱۵۴۳۔

(۲) دیکھیے المؤطا۔

(۳) زرگل کو کسی پھول کے زیرہ دان سے کسی دوسرے پھول کے زیرہ دان میں منتقل کرنا اس کو "تابیر نخلہ" کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

noorcentre.com

باغ کو بیچا تو اس کا پھل فروخت کنندہ کا ہوگا، سوائے یہ کہ خریدار اپنے لیے اس کی صراحت کردے"۔[1] یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ باغ کی خریداری میں اگر خریدار پھلوں کی بھی شرط لگادے تو یہ مطلقاً جائز ہے، چاہے پھل پک چکے ہوں یا نہ پکے ہوں، باوجود اس کے کہ حدیث شریف میں پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی خرید وفروخت سے منع کیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔"[2] البتہ اگر پھلوں کی خرید وفروخت درختوں کی خرید وفروخت کے تابع ہو تو اس میں بعض ایسی چیزوں کی گنجائش ہوتی ہے جن کی اس صورت میں نہیں ہوتی جب پھلوں کی مستقل خریداری کی جائے۔

۳- اہلِ علم کے ہاں مسلم قواعد میں سے ہے: "تابع اصل کے تابع ہوتا ہے"۔ جو کوئی اس قاعدے، اس سے نکلنے والے قواعد اور ان قواعد پر مبنی مسائل پر غور کرے وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ان قواعد سے مجموعی طور معلوم ہوتا ہے کہ: تابع اصل کے تابع ہوتا ہے، تابع پر مستقل حکم نہیں لگایا جاتا، اصل کی ملکیت سے تابع کی ملکیت حاصل ہوجاتی ہے۔ توابع میں بعض ایسی گنجائش ہوتی ہے جن کی اصل میں نہیں ہوتی۔ اہلِ علم نے اس قاعدے سے جو مسائل اخذ کیے ہیں ان میں سے بعض مسائل درج ذیل ہیں:

(الف) کچے پھلوں کا پختہ پھلوں کے تابع ہونا، اگرچہ پختہ پھل مقدار میں تھوڑے ہوں،

صاحب "کشاف القناع" لکھتے ہیں: " اگر ایک باغ میں کسی ایک درخت کے بعض پھل پختہ ہوں جائیں تو حکم کے اعتبار سے اس درخت کے تمام پھلوں اور اس ایک باغ میں اس قسم کے تمام پھلوں کو پختہ سمجھا جائے گا۔ یہ معاملہ اس طرح درست ہوگا کہ جو پھل ابھی کچے ہوں وہ پختہ پھلوں کے تابع ہوں گے"۔[3]

(۱) اس حدیث کی تخریج پچھلے صفحہ پر گذر چکی ہے۔

(۲) یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے نزدیک صحیح ہے۔

(۳) کشاف القناع ۳/۲۸۷، دیکھیے: المغنی ۶/۱۵۶۔

noorcentre.com

(ب) جس گھر کی چھت میں سونے کا کام کیا ہوا ہو اس کو سونے کے بدلے میں فروخت کرنا یا جس گھر کی چھت میں چاندی کا کام کیا ہوا ہو اس کو چاندی کے عوض فروخت کرنا، جس تلوار پر سونا لگا ہوا ہو اس کو سونے کے بدلے میں فروخت کرنا، دودھ سے بنی چیز کو دودھ کے عوض فروخت کرنا، اون کی بنی ہوئی چیز کو اون کے بدلے میں فروخت کرنا... الخ۔

بانڈز کا اجرا

- سودی بانڈز کے اجراء کے حرام ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ: ایسے بانڈز درحقیقت قرض کی نمائندگی کرتے ہیں اور اگر ان کی شرعی حقیقت کو دیکھا جائے تو ان پر قرض ہی کی تعریف صادق آتی ہے۔ اور چونکہ ہر وہ قرض جس کی واپسی میں اضافی مقدار کی شرط لگائی جائے وہ سود ہوتا ہے اور بانڈز کا اجرا سودی قرض کی بنیاد پر ہوتا ہے، لہٰذا ان کا اجرا شرعاً حرام ہے۔

بانڈز کا لین دین

- بانڈز کے لین دین کے حرام ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ: یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ایسے بانڈز کا اجرا حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لین دین کے معنی میں بانڈز کا تسلسل اور سودی بنیادوں پر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہونا آتا ہے۔ ساتھ ہی بانڈز کا خریدار بانڈز جاری کرنے والی کمپنی کا قرض خواہ ہوتا ہے اور اس قرض پر سودی نفع کا مطالبہ کرتا رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ معاملہ حرام ہے، لہٰذا بانڈز کا لین دین جو اس سارے معاملے کا ذریعہ بنتا ہے وہ حرام ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

حصہ [شیئرز]

یہ کمپنی کے اثاثہ جات میں شریک کا ایک حصہ ہوتا ہے، اس کی نمائندگی ایک ایسی دستاویز کرتی ہے جو خود خرید وفروخت کے قابل ہوتی ہے۔

خیار کا عقد

یہ ایک ایسا عقد ہے جس کی بناء پر اس کے خریدار کو ایک محدود مدت کے دوران ایک طے شدہ قیمت کے عوض ایک متعین چیز (جیسے مثلاً: کسی کمپنی کے حصص، مخصوص سامان، کسی ملک کی کرنسی، موشرات یا دیون وغیرہ) کی خریداری یا فروخت کا حق -نہ کہ التزام- حاصل ہوجاتا ہے اور اس سودے کا التزام صرف اس شخص پر ہوتا ہے جو اس حق کو فروخت کرتا ہے۔

حصص کے نفع کے تبادلے کا عقد

یہ دو فریقوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ مستقبل کی کسی تاریخ میں ایک متعین حصہ یا حصص کے مجموعے کے اوسط نفع کا کسی دوسرے حصہ کے اوسط نفع یا کسی دوسرے مالیاتی اثاثے کے اوسط نفع سے باہم تبادلہ کریں گے۔

بانڈز

یہ ایک مالیاتی دستاویزات ہے، جسے ایک تجارتی ادارہ یا حکومت جاری کرتی ہے، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ادارہ اس بانڈ کے سبب طویل مدت کے لیے سودی قرض حاصل کرے۔ ادارہ یہ سودی نفع بانڈز

کے مالک کو ایک مخصوص مدت کے بعد ادا کرتا ہے۔ بعض اوقات یہ بانڈز ان پر لکھی ہوئی قیمت سے کم قیمت

noorcentre.com

کے عوض بھی جاری کیے جاتے ہیں۔

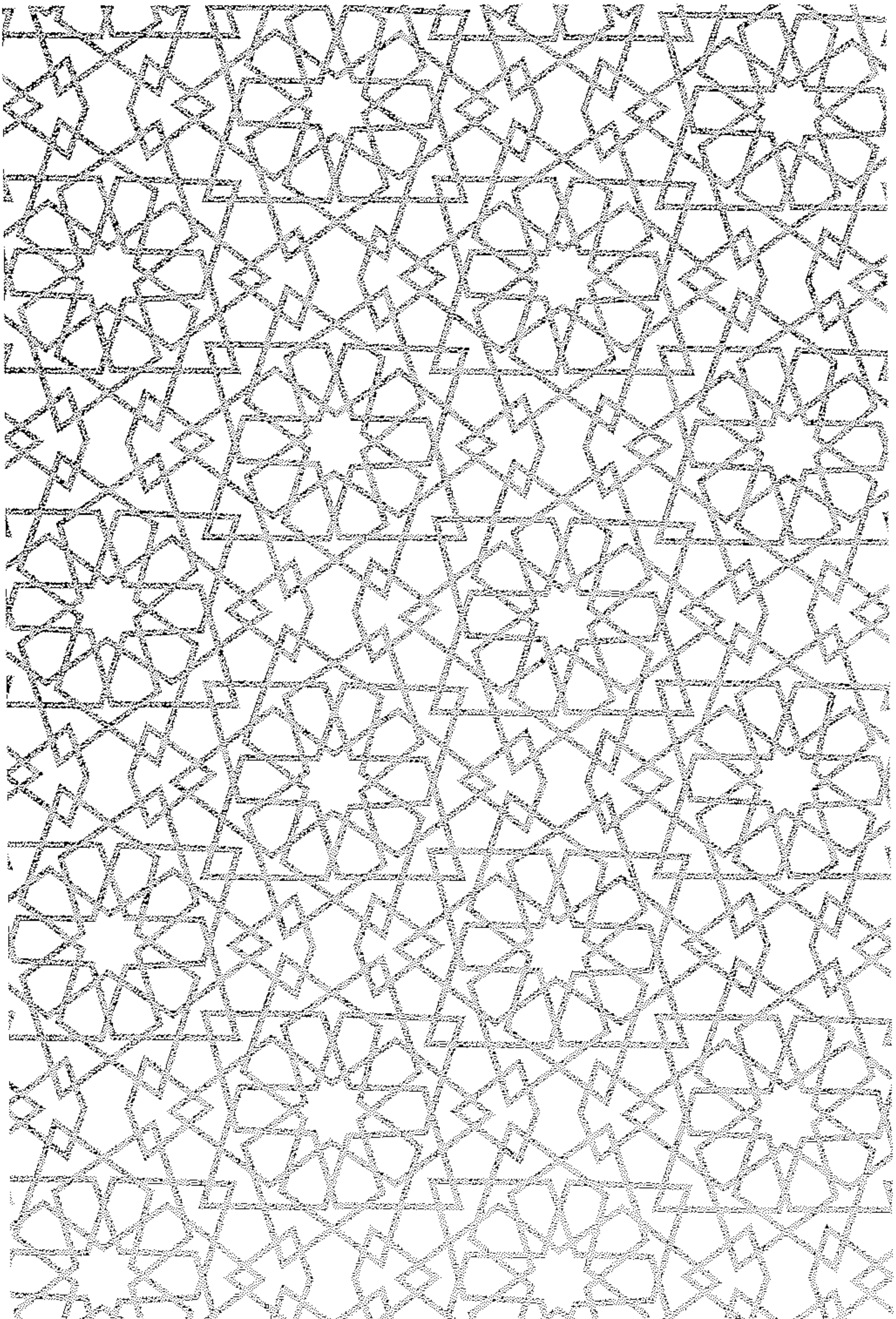

noorcentre.com

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۲۲)

عُقُودِ امتیاز

[Concession Contracts]

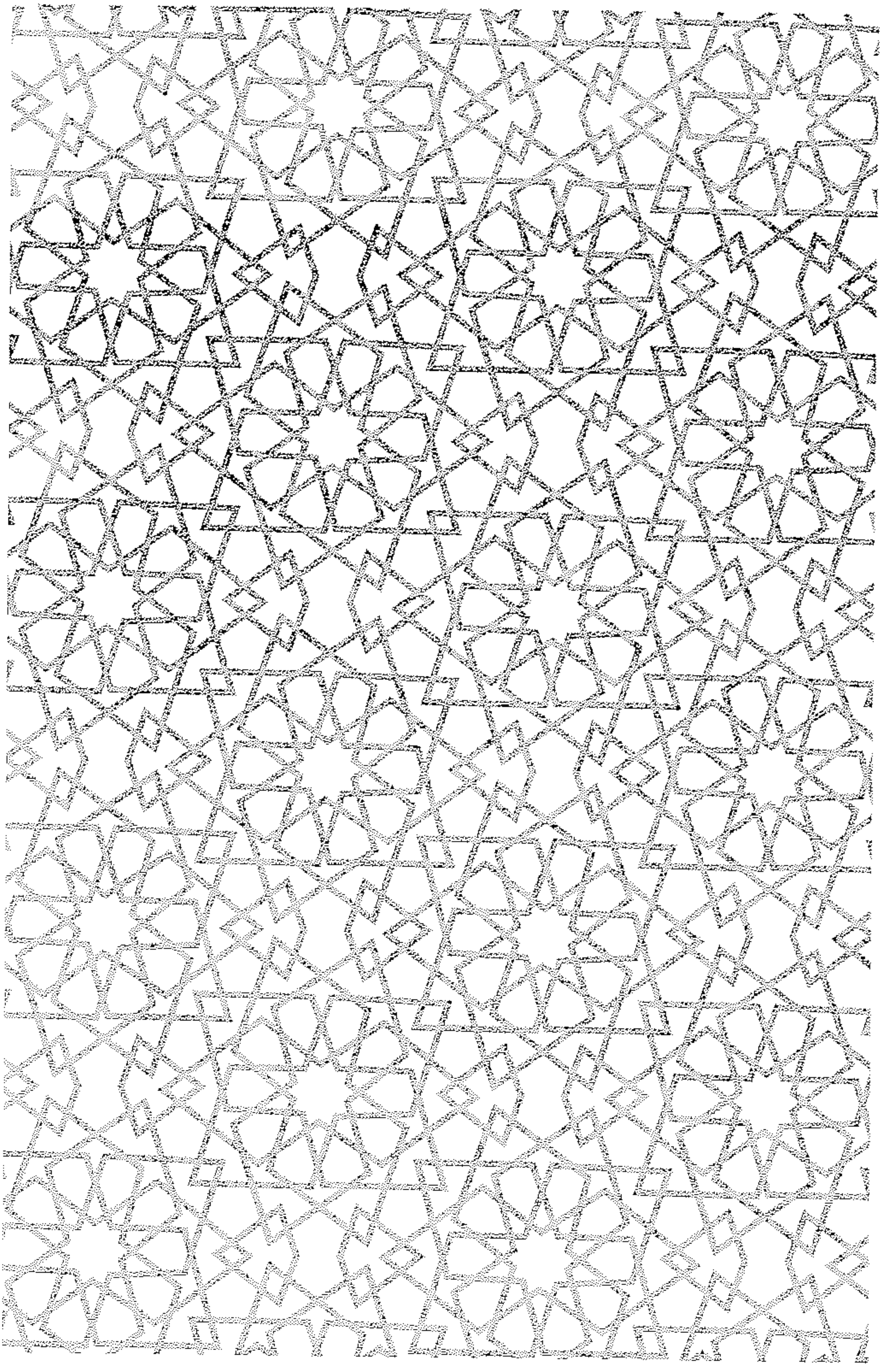

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۶۰۸
معیار کا متن ۶۰۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۶۰۹
۲- امتیاز کی تعریف ۶۰۹
۳- عقدِ امتیاز کا جواز ۶۰۹
۴- عقدِ امتیاز کی پیشکش ۶۱۰
۵- معدنیات، پانی اور اس جیسی چیزوں کے استعمال کے لیے عقدِ امتیاز (امتیازِ استغلال) ۶۱۰
۶- منصوبے کی تعمیر کے لیے عقودِ امتیاز (امتیازِ انشاء) ۶۱۴
۷- اداروں کے امتیازِ استغلال کے معاہدوں کی تطبیقات ۶۱۶
۸- اداروں کے امتیازِ انشاء کے معاہدوں کی تطبیقات ۶۱۷
۹- امتیاز لائسنس میں تصرف ۶۱۸
۱۰- امتیازِ انتظام کے معاہدے ۶۱۸
۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۶۲۰
معیار کی منظوری ۶۲۱
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۶۲۲
ضمیمہ (ب) شرعی احکامات کے دلائل ۶۲۴

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد عقودِ امتیاز [concession contracts] کے احکامات کی طرف راہنمائی کرنا ہے جو معدنیات، پانی، اس جیسی چیزوں کے استعمال کے لیے ہوں (امتیازِ استغلال) یا عوامی سہولیات کے منصوبے کی تعمیر کے لیے ہوں (امتیازِ انشاء) یا عوامی خدمت فراہم کرنے والے حکومتی سہولیات و منصوبے کے انتظام سے متعلق ہوں (امتیازِ انتظام)۔ اس معیار میں ان اقسام کی شرعی حیثیت، ان سے متعلق تصرفات، حقوق و ذمہ داریاں اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ان عقودِ امتیاز کی تطبیقات بھی بیان کی جائے گی۔

واللہ الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار استعمال، تعمیر اور انتظام وانصرام کے لیے کیے گئے عقودِ امتیاز سے متعلقہ بنیادی شرعی احکامات پر مشتمل ہے اور ان معاہدوں کو عملی شکل دینے کے لحاظ سے اداروں کو رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ معیار ان حقوقِ امتیاز قانونی ومتفقہ پر مشتمل نہیں ہے جو کہ ذیلی حقوق ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس معیار میں امتیازِ ترخیص [فرنچائز] کا بیان بھی شامل نہیں کیونکہ اس کے لیے مستقل معیار کی ضرورت ہے۔

۲- امتیاز کی تعریف

اس معیار میں امتیاز سے مراد حق کے مالک فریق کا دوسرے فریق کو استعمال، تعمیر یا انتظام وانصرام کا حق کسی طے شدہ عوض کے بدلے میں دینا ہے۔

۳- عقدِ امتیاز کا جواز

۳/۱ اس معیار میں بیان کردہ عقدِ امتیاز شرعاً جائز ہے، جبکہ وہ ان شرعی قواعد کے موافق ہو جنہیں اس معیار میں بیان کیا گیا ہے اور یہ شرعی احکامات ومبادئ کے مخالف کسی چیز پر مشتمل نہ ہو۔ یہ عقود ان وسائل میں سے ہیں جن کے ذریعے حکومتِ وقت کی اجازت سے مشروط عمومی مصلحتیں وجود میں آتی ہیں یا وہ مصالح وجود میں آتے ہیں جو دونوں فریقوں کا مقصود ہوتے ہیں۔

۳/۲ حقِ امتیاز دینے کے لیے ضروری طریقہ کار اختیار کرنے اور اس کے لیے فیس متعیّن کرنے یا جس چیز پر عقد کیا جارہا ہے اس کے مقابل عوض کی شرط لگانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں بشرطیکہ وہ ربا، غرر اور دوسرے ممنوع عناصر سے پاک ہو۔

noorcentre.com

۴- عقدِ امتیاز کی پیشکش

عقدِ امتیاز کی پیشکش کرتے وقت عدل، مواقع میں برابری اور عمومی مصلحت کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

۵- معدنیات، پانی، اس جیسی چیزوں کے استعمال کے لیے عقدِ امتیاز (امتیازِ استغلال)

۱/۵ امتیازِ استغلال کی تعریف

امتیازِ استغلال حکومت اور شخصِ حقیقی یا شخصِ قانونی (ادارہ) کے درمیان ایسا معاہدہ ہے جس کی رُو سے متعین معاوضے کے عوض فریقِ ثانی معدنیات، پانی اور ان جیسی دیگر اشیا کے نکالنے اور ان کی پیداوار کے حقوق کا واحد مجاز بن جاتا ہے جیسا کہ شق ۵/۳ میں بیان کیا جائے گا۔

۲/۵ امتیازِ استغلال کا انتظامی طریقۂ کار

۱/۲/۵ سروے کے لائسنس کی منظوری:

حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی محدود علاقے میں سروے کرنے کے لیے پیشگی اجازت ضروری قرار دے جسے متعین فیس یا اجرت کے بدلے حکومت سے حاصل کیا جائے۔ اس لائسنس سے حاملِ لائسنس اس علاقے کا بلا شرکتِ غیرے سروے کرنے والا نہیں بن جاتا ہے اور نہ ہی اس لائسنس سے اسے کھدائی کر کے معدنیات نکالنے اور ضروری تعمیرات کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔

۲/۲/۵ دریافت کے لائسنس کی منظوری

حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی محدود علاقے و محدود وقت کے لیے معدنیات کی دریافت کرنے کے لیے پیشگی اجازت ضروری قرار دے جسے متعین

noorcentre.com

فیس یا اجرت کے بدلے حکومت سے حاصل کیا جانے والا لائسنس کے حامل کو کبھی اس محدود علاقے میں تنہا معدنیات نکالنے اور اس کے لیے لازمی کاموں کو سرانجام دینے کا خصوصی حق بھی حاصل ہوجاتا ہے۔

۳/۲/۵ استعمال کرنے کے امتیازی حق [امتیازِ استغلال] کا حصول:

معدنیات، پانی اور دیگر جن چیزوں کے تلاش کی اجازت دی گئی ہو، ان کو دریافت کرنے کے بعد لائسنس کا حامل لائسنس میں بیان کردہ محدود علاقے میں ان چیزوں سے تنہا فائدہ اٹھا سکتا ہے، جبکہ لائسنس میں اس کے خلاف نہ لکھا ہو۔

۴/۲/۵ اگر مقررہ مدت میں دریافت کی کوشش کے باوجود معدنیات، پانی اور اس جیسی دیگر کوئی چیز نہیں برآمد ہوئی تو حاملِ لائسنس اس مدت کے اختتام پر امتیازِ استغلال کا حقدار نہیں ہوگا۔

۵/۲/۵ حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مندرجہ بالا مراحل کی ترتیب کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی کو براہِ راست دریافت کا لائسنس یا استعمال کرنے کا امتیازی حق [امتیازِ استغلال] دیدے۔

۶/۲/۵ اگر حکومت کسی ماہر سے حکومتی سطح پر سروے یا تلاش کرنے کی درخواست کرے تو دونوں فریقوں کے اس تعلق پر اجارہ و جعالہ کے احکامات لاگو ہوں گے۔ اس صورت میں شرعی معیار نمبر ۹ برائے اجارہ و اجارہ منتہیہ بالتملیک اور شرعی معیار نمبر ۱۵ برائے جعالہ کو مدِ نظر رکھا جائے۔

۳/۵ امتیازِ استغلال کے معاہدوں کی شرعی حیثیت

معدنیات، پانی اور ان جیسی دیگر چیزوں کا استعمال بغیر تلاش اور کھدائی کیے نہیں ہوسکتا، جو کہ ایسا عمل ہے جس کی مقدار مجہول ہوتی ہے جبکہ اس کے مقابل مالکِ امتیاز کو حاصل ہونے والے منافع معلوم ہوتے ہیں کیونکہ وہ دریافت کی جانے والی چیز کا متعین حصہ یا متناسب مقدار ہوتے ہیں۔ اس طرح کے معاہدے شرعی نقطہ نظر سے عقدِ جعالہ ہوتے

noorcentre.com

ہیں۔ لہٰذا حکومت جاعل [کام کروانے والا] ہے، حاملِ لائسنس ادارہ عامل (جعالہ کا کام کرنے والا) اور عامل کو ملنے والی محدود رقم جُعل [فیس] ہے۔ شرعی معیار نمبر ۱۵ برائے جعالہ کو اس سلسلے میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۴/۵ امتیازِ استغلال کے معاہدوں کا دائرۂ کار

چونکہ امتیازِ استغلال کے معاہدے حکومت اور شخصِ حقیقی یا شخصِ قانونی کے درمیان طے پاتے ہیں، اس لیے ان میں درجِ ذیل امور کی رعایت رکھنی چاہیے:

۱/۴/۵ اگر اس فقہی قول کو اختیار کیا جائے جس کی رو سے تمام معدنیات سرکاری املاک ہوتی ہیں، چاہے وہ سرکاری زمین سے نکالی گئی ہوں یا نجی ملکیتی زمین سے، اس صورت میں عقودِ امتیاز کا اطلاق زمین کی تمام اقسام پر ہوگا، چاہے وہ سرکاری املاک ہوں یا ذاتی ملکیت میں ہوں۔

۲/۴/۵ اگر اس فقہی قول کو اختیار کیا جائے جس کی رو سے زمین یا اس کے منافع کے مالک کو حکومت کی مقررہ فیس ادا کرنے کے بدلے معدنیات سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے، تو اس صورت میں عقودِ امتیاز سے درجِ ذیل زمینیں مستثنیٰ ہوں گی:

۱/۲/۴/۵ نجی ملکیتی زمین، چاہے وہ خالی زمین ہو یا تعمیر شدہ ہو۔

۲/۲/۴/۵ غیر آباد زمین جس کو آباد کرنے کے لیے شرعی اور انتظامی طریقۂ کار کے مطابق معاملہ طے ہو چکا ہو اور حد بندی ہو چکی ہو۔

۳/۲/۴/۵ وہ زمین جسے حکومت نے کسی شخصِ حقیقی یا شخصِ قانونی کے حوالے کر دیا ہو، چاہے بطورِ ملکیت دیا ہو کسی محدود مدت کے دوران فائدہ اٹھانے کے لیے عارضی طور پر دیا ہو۔

۵/۵ امتیازِ استغلال کے تقاضے

امتیازِ استغلال کا حامل ان تمام اقدامات کا مجاز بن جاتا ہے جو معدنیات کے استعمال کے لیے ضروری ہیں، جیسے ریفائنری، لیبارٹری قائم کرنا اور اسبابِ نقل و حمل وغیرہ۔ حاملِ

لائسنس کو اپنے لائسنس کی مکمل مدت noorcentre.com سہولیات کے حقوق حاصل رہتے ہیں۔

۶/۵ استعمال کا تسلسل

امتیازِ استغلال کا معاہدہ حاملِ لائسنس کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ معاہدے یا عرف کے مطابق معدنیات کے استعمال کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھے گا۔ اگر حاملِ لائسنس اس استعمال کو بغیر کسی عذر کے موقوف کر دیتا ہے تو اسے اتنی مہلت دی جائے گی جس میں استعمال کے عمل کو دوبارہ شروع کر سکے اور اسے مستحکم کر سکے، بصورتِ دیگر حکومت اس لائسنس کو منسوخ کرنے کا حق رکھتی ہے۔

۷/۵ مصنوعات کے نرخ کا تعین اور سرکاری خرید

۵/۷/۱ حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مصلحتِ عامہ کو سامنے رکھتے ہوئے پہلے سے یہ فیصلہ کر دے کہ حاملِ لائسنس نکالی گئی معدنیات میں اپنے حصے میں کیسے تصرف کرے گا اور اس کو کیا عوض دیا جائے گا۔

۵/۷/۲ عقدِ امتیاز کے مطابق ملنے والے سرکاری حصے کے ساتھ ساتھ حکومت کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ دریافت کی گئی معدنیات کو جو حکومت کے لیے ضروری ہوں، مروجہ نرخ اور عمومی شرائط پر ترجیحی بنیادوں پر خرید لے۔

۸/۵ امتیازِ استغلال کے معاہدے کا اختتام

امتیازِ استغلال کے معاہدے اپنی مدت پوری ہونے پر ختم ہو جاتے ہیں یا جب بھی دونوں فریق اس کے قبل از وقت ختم کرنے پر اتفاق کر لیں۔ معاہدہ اس وقت بھی ختم ہو جائے گا جب نکالنے کے لیے معدنیات ہی ختم ہو جائیں۔ نیز ہر فریق کو یہ مکمل حق حاصل ہے کہ وہ فریقِ ثانی کے معاہدے یا اس کی شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں یا فریقِ ثانی کے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرنے کی صورت میں معاہدہ ختم کر دے۔ اس صورت میں خلاف ورزی کرنے والے فریق کو معاہدہ کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہونے والے حقیقی نقصان کی

noorcentre.com

تلافی کرنی ہوگی۔

۶۔ منصوبے کی تعمیر کے لیے عقودِ امتیاز (امتیازِ انشاء)

۱/۶ امتیازِ انشاء کی تعریف اور صورتیں

۱/۱/۶ امتیازِ انشاء کی تعریف:

امتیازِ انشاء کا معاہدہ حکومت اور دوسرے فریق کے درمیان ایسا معاہدہ ہے جس کی رو سے فریقِ ثانی متعین صفات کے حامل منصوبے [پروجیکٹ] تعمیر کرتا ہے جن کا تعلق عموماً عوامی سہولیات سے ہوتا ہے۔

۲/۱/۶ امتیازِ انشاء کی صورتیں:

۱/۲/۱/۶ حاملِ لائسنس منصوبے کو خاص تفصیلات کے مطابق سرکاری زمین پر تعمیر کرے، حکومت اس منصوبے کی مالک ہو اور حاملِ لائسنس اس منصوبے کے منافع سے محدود مدت تک فوائد اٹھانے کا مجاز ہو، اس مدت کے بعد منصوبے کی منفعت بھی حکومتی ملکیت میں چلی جائیں۔

۲/۲/۱/۶ حاملِ لائسنس منصوبے کو خاص تفصیلات کے مطابق سرکاری زمین پر تعمیر کرے، منصوبہ [مکمل پروجیکٹ] اور اس کے منافع لائسنس یافتہ کی ملکیت میں ہوں جن سے وہ ایک مدت تک فائدہ اٹھائے، اور ایک محدود مدت کے بعد حکومت کو ان کا مالک بنادیا جائے۔

۳/۲/۱/۶ حاملِ لائسنس منصوبے کو خاص تفصیلات کے مطابق سرکاری زمین پر تعمیر کرے، اور ہر منصوبے [پروجیکٹ] کی تمام تعمیرات وغیرہ بھی حکومت کی ملکیت ہوں، دونوں فریق ایک مخصوص مدت تک اس کی آمدنی باہم تقسیم کرنے پر راضی ہوجائیں جس کے بعد منصوبہ حاملِ لائسنس کی ملکیت بنادیا جائے۔

۳/۱/۶ شق نمبر ۶/۱/۲ میں بیان کردہ تینوں صورتوں میں حاملِ لائسنس منصوبے کے

ذریعہ عوامی خدمات فراہم کرنے کے عوض فیس یا اجرت وصول کرنے کا مجاز بن
noorcentre.com
جاتا ہے۔

۲/۶ امتیازِ انشاء کے معاہدے کی شرعی حیثیت

امتیازِ انشاء کے معاہدے کی شرعی حیثیت حسبِ ذیل صورتوں کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے:

۱/۲/۶ اگر لائسنس میں حاملِ لائسنس پر تعمیر اور تعمیراتی مواد کی فراہمی کی بھی پابندی لگائی گئی تھی، جیسا کہ اکثر صورتوں میں ہوتا ہے، تو یہ استصناع کا معاہدہ ہے۔ اس معاہدے کی قیمت حاملِ لائسنس کو ملنے والا حق ہے جس کی رو سے حاملِ لائسنس اس منصوبے سے فائدہ اٹھاتا رہے گا یہاں تک کہ یہ سرکار کی ملکیت میں منتقل کر دیا جائے۔

۲/۲/۶ اگر منصوبہ ایسی زمین پر تعمیر کیا گیا ہے جسے حاملِ لائسنس نے حکومت سے کرایہ پر لیا تھا اور اس کا کرایہ اس زمین پر منصوبہ تعمیر کر کے محدود مدت کے بعد حکومت کے حوالہ کرنا ہے، تو یہ زمین کے اجارہ کا معاہدہ ہے، اور اس کا کرایہ یہی منصوبہ ہی ہے جسے معاہدے کی مدت کے اختتام پر حکومت کے حوالے کیا جائے گا۔

۳/۶ تعمیرات کے عوض کی شرعی حیثیت

۱/۳/۶ جب منصوبے کی تعمیر کا عوض منصوبے کو ایک مدت تک استعمال کرنا ہی طے کیا گیا ہو، تو یہ معاہدہ استصناع ہے، جس کی قیمت اس منصوبے کو مستصنع [بنوانے والے] کے حوالہ کرنے سے پہلے ایک مدت تک استعمال کرنا ہے

۲/۳/۶ جب منصوبہ تعمیر کرنے کا عوض ایک محدود رقم کی صورت میں طے کیا گیا ہو، تو حاملِ لائسنس کے منصوبہ کے استعمال کے ذریعے قیمت وصول کرنے کے حق کو محفوظ بنانے کے لیے معین مدت تک منصوبے کو اسی کے قبضہ ہی میں رکھا جائے گا۔ اسے یہ حق حاصل ہو گا کہ منصوبہ کی قیمت جو حکومت کے ذمہ واجب الاداء

noorcentre.com

ہے اور منافع کا عوض جو اس کے ذمہ ہے ان میں تصفیہ [مقاصہ] کرلے۔ اسے قیمت اگر مدّت مکمل ہونے سے پہلے وصول ہو جائے تو وہ منصوبہ مالک کے سپرد کردے گا، اور اگر معینہ مدت میں اسے قیمت وصول نہ ہو تو یہ منصوبہ اسے اپنے قبضہ میں رکھنے کا حق ہے یہاں تک کہ اسے مکمل قیمت وصول ہو جائے۔

۷- اداروں کے امتیازِ استغلال کے معاہدوں کی تطبیقات

ادارے امتیازِ استغلال کے معاہدے حکومت سے براہ راست بلاواسطہ کرسکتے ہیں یا امتیازِ استغلال کا معاہدہ کرنے والے حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان واسطہ کا کردار بھی ادا کرسکتے ہیں۔ اس طرح کے معاہدوں کی عملی ترتیب درجِ ذیل صورتوں میں سے کوئی شکل اختیار کرسکتی ہے:

۱/۷ جعالہ

اگر حاملِ لائسنس کا جُعل (انعام، اجرت) پیداوار کا ایک متناسب حصہ قرار دیا جائے تو سادہ جعالہ یا متوازی جعالہ کیا جاسکتا ہے

۲/۷ اجارہ

اجارہ بھی کیا جاسکتا ہے، اس طرح کہ سرکاری زمین حاملِ لائسنس کو کرایہ پر دی جائے اور پیداوار کا ایک متعین حصہ بطورِ کرایہ طے کرلیا جائے۔ حاملِ لائسنس اس صورت میں کرایہ پر لی گئی زمین کسی فریقِ ثالث کو بھی کرایہ پر دے سکتا ہے تاکہ وہ اس پر منصوبہ مکمل کرے۔

۳/۷ مضاربہ

جب حکومت حاملِ لائسنس کو زمین فراہم کرے تاکہ وہ اسے استعمال کرے اور دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لیے نفع کا متناسب حصہ مقرر کیا جائے تو اس صورت پر مضاربہ کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ ادارہ چاہے منصوبہ خود پورا کرے یا دوسرے مضاربہ کے ذریعے پورا کرے۔

noorcentre.com

۷/۴ مشارکہ

امتیازِ استغلال کے معاہدوں میں مشارکہ، چاہے وہ پائیدار ہو یا تدریجی [متناقصہ] ہو، بہرصورت درجِ ذیل طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے:

۷/۴/۱ پائیدار مشارکہ کی صورت میں، حکومت یا لائسنس کی تنفیذ کرنے والے فریق کے ساتھ ساتھ ادارہ بھی مطلوبہ سرمایہ میں اپنا حصہ شامل کرے گا اور معاہدے کی مدت کے اختتام تک مشارکہ جاری رہے گا۔

۷/۴/۲ مشارکہ متناقصہ کی صورت میں، ادارہ مطلوبہ سرمایہ میں اپنا حصہ شامل کرے گا اور ادارہ یا لائسنس کی تنفیذ کرنے والا فریق حکومت کو یقین دہانی کرائے گا کہ وہ اپنا حصہ تدریجاً حکومت کو فروخت کردے گا۔

۸- اداروں کے امتیازِ انشاء کے معاہدوں کی تطبیقات

ادارے امتیازِ انشاء کے معاہدے حکومت سے براہِ راست بلاواسطہ کرسکتے ہیں یا امتیازِ استغلال کا معاہدہ کرنے والے حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان واسطہ کا کردار بھی ادا کرسکتے ہیں۔ اس طرح کے معاہدوں کی عملی ترتیب درجِ ذیل صورتوں میں سے کوئی شکل اختیار کرسکتی ہے:

۸/۱ اجارہ

اس صورت میں، حاملِ لائسنس حکومت سے زمین کرایہ پر لیتا ہے، اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس زمین پر منصوبہ تعمیر کیا جائے گا اور پھر اجارہ منتہیہ بالتملیک کی بنیاد پر منصوبہ حکومت کو اجارہ پر دے دیا جائے گا۔ حاملِ لائسنس اگر چاہے تو زمین منصوبہ تعمیر کرانے کے لیے کسی تیسرے فریق کو بھی کرایہ پر دے سکتا ہے اور یہ معاہدہ سادہ اجارہ کا بھی ہوسکتا ہے اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کا بھی۔

۸/۲ استصناع

اگر حکومت مستصنع [بنوانے والی]، ادارہ صانع [بنانے والا] ہو اور حاملِ لائسنس متوازی

noorcentre.com

مستصنع ہو اور منصوبہ کے استعمال سے حاصل شدہ فیس یا کرایہ منصوبہ کی قیمت ہو تو اس صورت میں سادہ استصناع اور متوازی استصناع کے معاہدے بھی کیے جاسکتے ہیں۔

۳/۸ مشارکہ

امتیازِ انشاء کے معاہدوں میں مشارکہ، چاہے وہ پائیدار ہو یا شرکتِ متناقصہ ہو، بہر صورت درجِ ذیل طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے:

۱/۳/۸ پائیدار مشارکہ کی صورت میں، حکومت یا لائسنس کی تنفیذ کرنے والے فریق کے ساتھ ساتھ ادارہ بھی مطلوبہ سرمایہ میں اپنا حصہ شامل کرے گا اور معاہدے کی مدت کے اختتام تک مشارکہ جاری رہے گا۔

۲/۳/۸ شرکت متناقصہ کی صورت میں، ادارہ مطلوبہ سرمایہ میں اپنا حصہ شامل کرے گا اور ادارہ یا لائسنس کی تنفیذ کرنے والا فریق حکومت کو یقین دہانی کرائے گا کہ وہ اپنا حصہ تدریجاً حکومت کو فروخت کردے گا۔

۹- امتیاز لائسنس میں تصرف

امتیاز لائسنس چونکہ حقِ مالی ہے، اس لیے اس کے مالک کے لیے جائز ہے کہ وہ اس میں تصرّف کرے مثلاً اسے فروخت کرے، کرایہ پر دے، بطورِ رہن رکھے، یا اسے مشارکہ اور صکوک میں استعمال کرے، بہر صورت اس میں شرعی قواعد اور لائسنس جاری کرنے والے کی شرائط کی رعایت ضروری ہے۔

۱۰- امتیازِ انتظام کے معاہدے

۱/۱۰ امتیازِ انتظام کے معاہدے کی تعریف

یہ حکومت اور دوسرے اشخاص کے درمیان ایسے معاہدے ہیں جن کی رو سے عوامی سہولیات و وسائل کے انتظام کا حق مخصوص عوض کے بدلہ دیا جاتا ہے تاکہ مصلحتِ عامہ حاصل ہو۔

noorcentre.com

۲/۱۰ امتیازِ انتظام کے معاہدے کی شرعی حیثیت

۱/۲/۱۰ جب امتیازِ انتظام کا عوض ایک مقررہ رقم ہو یا کل آمدنی کا ایک حصہ ہو تو حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان ہونے والا معاہدہ اجارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

لائسنس جاری کنندہ، اس صورت میں، یہ حق رکھتا ہے کہ وہ امتیازِ انتظام جاری کرنے کی فیس وصول کرے جس کی حیثیت پیشگی اجرت کی ہو اور یہ رقم اس عوض کے علاوہ ہو جسے وہ معاہدے کی مدت کے درمیان وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔

اگر امتیازِ انتظام کا عوض خالص نفع (اخراجات اور ریزَروز کو ہٹا کر) کا ایک حصہ طے کیا گیا ہے تو حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان ہونے والا معاہدہ مضاربت کی حیثیت رکھتا ہے جس میں سرمایہ یا تو نفسِ سہولیات ہیں یا منصوبہ ہے۔

۲/۲/۱۰ شق ۱/۲/۱۰ میں مندرج دونوں صورتوں میں حاملِ لائسنس اور منصوبے سے استفادہ کرنے والوں کے درمیان معاہدے کی حقیقت، منصوبہ کی نوعیت کے اعتبار سے، کرایہ داری کی ہے یا خرید و فروخت کی ہے۔

۳/۱۰ امتیازِ انتظام کے معاہدے کی منسوخی

امتیازِ انتظام کے معاہدے اپنی مدت کے لحاظ سے متعین وقت کے لیے ہوتے ہیں۔ اگر حاملِ لائسنس معاہدے کی کسی شرط کی خلاف ورزی کرے یا ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام رہے تو حکومت اس کو منسوخ بھی کر سکتی ہے۔ اسی طرح عوامی سہولیات کے غیر منقطع تسلسل کو یقینی بنانے کے اقدامات کرنے کے بعد حاملِ لائسنس بھی اس معاہدے کو منسوخ کرنے کا مجاز ہے۔

۴/۱۰ خدمات کی نرخ بندی

حاملِ لائسنس اور مستفیدین [beneficiaries] ح دونوں کے مفادات کو محفوظ رکھتے ہوئے اور انصاف کے تقاضے پورا کرتے ہوئے لائسنس جاری کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ

noorcentre.com

حاملِ لائسنس کے ذریعے فراہم کی جانے والی خدمات کی قیمت مقرر کرے یا اس میں تبدیلی کرے۔

۵/۱۰ معاہدے کی شرائط کی نگرانی

لائسنس جاری کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ خود یا اپنے کسی نائب کے ذریعے معاہدے میں طے شدہ شرائط و تفصیلات کو یقینی بنانے کے لیے نگرانی و دیکھ بھال کرے۔ وہ یہ بھی حق رکھتا ہے کہ معاہدے میں عائد ذمے داریوں سے روگردانی کرنے پر حاملِ لائسنس پر معاہدے میں طے کردہ جرمانہ عائد کرے۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۱-۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ، مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں منعقد ہونے والے اپنے چودہویں اجلاس میں شرعی معیار عقودِ امتیاز کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۹-۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴-۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے ساتویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے قرارداد منظور کی کہ عقودِ امتیاز پر شرعی معیار تیار کیا جائے۔

مؤرخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۲ جولائی ۲۰۰۲ء شرعی معیار کمیٹی نے ابتدائی مسودہ کی تیاری کے لیے ایک شرعی مشیر مقرر کیا۔

یکم رجب، ۱۴۲۳ھ، مطابق ۸ ستمبر، ۲۰۰۲ء کو بحرین میں منعقدہ شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے پانچویں اجلاس میں کمیٹی نے معیار کی شرعی مطالعاتی رپورٹ کا جائزہ لیا اور شرعی مشیر سے اس گفت وشنید اور ممبران کے تبصروں کی روشنی میں تبدیلیاں کرنے کی درخواست کی۔

۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو دونوں شرعی معیار کمیٹیوں کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں ان تبصروں پر بحث کی گئی جو اسی دن بحرین میں منعقدہ جلسۂ سماعت میں کیے گئے تھے۔ کمیٹی نے عقودِ امتیاز کے مسودے پر بحث کی اور کچھ تبدیلیاں کرائیں۔ کمیٹی نے شرعی مشیر سے اس گفت وشنید اور ممبران کے تبصروں کی روشنی میں تبدیلیاں کرنے کی درخواست بھی کی۔

کمیٹی نے دبئی میں منعقدہ اپنے اجلاس بتاریخ ۲۸ ربیع الاول، ۱۴۲۵ھ، مطابق ۱۶ جون، ۲۰۰۴ء میں اس کے مسودہ کا دوبارہ جائزہ لیا اور اس میں چند مزید تبدیلیاں بھی کیں۔

معیار کا یہ نظر ثانی شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے تیسرے اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۶-۳۰ شعبان، ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰-۱۴ اکتوبر، ۲۰۰۴ء میں پیش کیا گیا۔ مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں مزید تبدیلیاں کیں اور اسے جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے مزید ماہرین کی آراء حاصل کرنے کے لیے بھیجنے

noorcentre.com

کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا جس میں مرکزی بینک، اکاؤنٹنگ اداروں، شرعی ماہرین، یونیورسٹی کے اساتذہ ودیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل پینتیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسہ کے دوران اور اس سے پہلے بھیجی گئی آراء کو سنا گیا۔ جلسے میں اٹھائے گئے تمام سوالات کا شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس بحرین میں مؤرخہ ۱۵ - ۱۶ صفر ۱۴۲۶ھ، مطابق ۲۵ - ۲۶ مارچ ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا، جلسۂ سماعت کے دوران سامنے آنے والی تجاویز کا جائزہ لیا گیا۔ دونوں کمیٹیوں نے ان کی روشنی میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں مجلسِ شرعی نے اپنے چودھویں اجلاس میں ان تبدیلیوں پر گفتگو کی جنہیں شرعی معیارات کمیٹی نے تجویز کیا تھا اور مجلسِ شرعی نے جو تبدیلیاں مناسب سمجھیں انہیں اس معیار میں شامل کر لیا۔ اور مجلسِ شرعی نے بعض شقوں کو بالاتفاق اور بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کر لیا جس کی تفصیل مجلسِ شرعی کی اجلاسوں کی روئداد میں موجود ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)
شرعی احکامات کے دلائل

امتیازِ استغلالِ معدنیات

- معدنیات، پانی و دیگر اشیا کے سروے، دریافت اور استعمال کے حقِ امتیاز کے حصول کو منظم کرنے کا حق حکومت کو اس لیے حاصل ہے کہ اس سے مفادِ عامہ کا تحفظ اور تلاش کرنے والے اور جن کے لیے تلاش کیا جارہا ہے ان کے آپس کے تنازعات کا خاتمہ ہوتا ہے۔ نیز ان اشیا کے استعمال کے لیے سرکاری اجازت اس فقہی اصول کی بنیاد پر ہے جس کی رو سے ویران زمین کی آباد کاری سرکاری اجازت سے مشروط ہے۔ یہ بھی معلوم اصول ہے کہ حاکمِ وقت کے تصرفات مصلحتِ عامہ سے مشروط ہوتے ہیں اور عمومی مصلحت کو خصوصی مصلحت سے ٹکراؤ کی صورت میں ہمیشہ ترجیح دی جاتی ہے۔
- سروے، دریافت اور استعمال کے درمیان جو فرق رکھا گیا ہے کہ محض سروے کی اجازت سے استعمال کا خصوصی حق حاصل نہیں ہوتا، لیکن دریافت اور استعمال کے لائسنس سے یہ حق مل جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سروے تو محض غور وفکر کا نام ہے جبکہ دریافت کا عمل ویران زمین کی تحجیر [نشان زد کرنے] کے مشابہ ہے، استعمال اسی کے بعد ممکن ہوتا ہے۔ لہٰذا دریافت کا عمل کرنے والے ہی کو خصوصی حق کا مل جانا اس حدیث سے اخذ کیا جاسکتا ہے جس میں ارشاد ہے: جس نے غیر آباد زمین کو آباد کیا، وہ اسی کی ہے۔[1]
- جو معدنیات کو ڈھونڈ نکالے، اسے انہیں استعمال کے لائسنس کا ترجیحی حق حاصل ہوگا، اس شق کی شرعی وجہ یہ ہے کہ برآمدگی کا عمل کرنا ویران زمین کو آباد کرنے کی طرح ہے، اس لیے ڈھونڈنے والے

(۱) صحیح البخاری ۳: ۱۳۹، مطبوعہ الشعب ۱۳۷۸ھ۔

کو دوسروں پر ترجیح حاصل ہوگی۔

noorcentre.com

- معدنیات کو سرکاری بیت المال کے تابع قرار دینا، چاہے وہ نجی ملکیتی زمین سے ہی نکلے ہوں، یہ فقہائے مالکیہ کا قول ہے جس کی رو سے کسی انسان کو، چاہے وہ مالکِ زمین ہی ہو، یہ حق حاصل نہیں کہ وہ معدنیات نکال سکے، ان میں مالکِ زمین کی ملکیت کا تحقق ہی نہیں ہوتا۔ اس قول کو اختیار کرنے سے فساد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے ورنہ دریافت کرنے والوں اور صاحبِ زمین کے درمیان جھگڑوں کا ہی خدشہ رہتا ہے، لہذ حاکمِ وقت ہی کو تمام اختیارات دے دیے گئے۔
- معدنیات کو مالکِ زمین کی ملکیت قرار دینا جمہور فقہاء کا قول ہے اور مالکیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ زمین پر ملکیت اس میں موجود تمام چیزوں کی ملکیت کو شامل ہے نیز معدنیات نکلنے کی صورت میں خُمس بیت المال میں جمع کرانا اس بات کی دلیل ہے کہ باقی چار حصے مالکِ زمین ہی کے ہیں۔
- معدنیات کے استعمال کے لائسنس ملنے سے ان معادن کی نقل وحمل اور پیداوار کے وسائل کا لائسنس خود بخود اس لیے مل جاتا ہے کیونکہ یہ پچھلے لائسنس کی تکمیل کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یہی بنیاد ہے اس بات کی کہ حاملِ لائسنس اس لائسنس کے لیے لازمی سہولیات سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے۔
- حاملِ لائسنس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مطلوبہ ذمے داریوں کو تسلسل سے جاری رکھے، اس کی شرعی دلیل وہ عبارتیں ہیں جو ایسے شخص کے بارے میں ہیں جو ویران زمین کو تحجیر [نشان زد کرنے] کے بعد بھی ایک مدت تک آباد نہ کرے۔ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے راہنمائی ملتی ہے جس میں آپ نے فرمایا: جس کے پاس زمین ہو اور اسے تین سال تک بے آباد چھوڑے رکھے اور کوئی دوسرا اسے آباد کرلے تو یہ آباد کار اس زمین کے زیادہ حق دار ہیں۔[1]
- ریاست کے لیے حسبِ ضرورت معادن کی پیداوار خریدنے کا حق اس لیے ہے کہ اس میں حاملِ لائسنس کو نقصان پہنچائے بغیر مصلحتِ عامہ کا حصول ہے، اور یہ خرید وفروخت عمومی خریداروں کے

(۱)　اس اثر کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کتاب الخراج، ص ۶۱، طبع دار المعارف، میں نقل کیا ہے۔ علامہ حافظ ابن حجر نے الدرایہ میں لکھا ہے کہ یہ مرسل روایت ہے جس کے تمام راوی معتبر ہیں۔

noorcentre.com

لیے طے کردہ شرائط وضوابط کے مطابق ہی ہوتی ہے۔

- حالات تبدیل ہو جانے پر معدنیات کے عقودِ امتیاز میں ترمیم کرنے کا سرکاری حق اس لیے ہے کہ حاکمِ وقت کے تصرفات مصلحتِ عامہ سے مشروط ہوتے ہیں اور عمومی مصلحت کو خصوصی مصلحت سے ٹکراؤ کی صورت میں ہمیشہ ترجیح دی جاتی ہے۔

امتیازِ انشاء کے معاہدے

- منصوبوں [پروجیکٹ] کے لیے امتیازِ انشاء کے معاہدے جائز ہیں کیونکہ وہ ان معاہدوں کے ذیل میں آتے ہیں جن کی پاسداری کا قرآن مجید کی اس آیت میں حکم ہے: "اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو"۔ اور نبی کریم ﷺ کا بھی ارشاد ہے: "مسلمانوں پر باہمی شرطوں کی پاسداری لازم ہے سوائے اس شرط کہ جس سے حرام حلال ہو جاتا ہو یا حلال حرام بن جاتا ہو"۔ (۱)
- منصوبہ کو سپرد کرنے تک اس سے فائدہ اٹھانے کو منصوبوں کی تعمیر کے لیے عقدِ امتیاز انشاء کا عوض قرار دینے کی شرعی بنیاد وہ اصول ہے جس کی رو سے عقدِ استصناع میں مصنوعات کے فوائد کو بھی استصناع کا عوض بنایا جاسکتا ہے، اس لیے کہ قیمت جیسا کہ ایک لگی بندھی رقم ہو سکتی ہے اسی طرح کسی چیز کی منفعت بھی ہو سکتی ہے، چاہے وہ بذاتِ خود مصنوعات کی منفعت ہی ہو۔ اس کی تائید ندوۃ البرکہ کی منظور کردہ قرارداد سے بھی ہوتی ہے۔ (۲)
- معیار میں ذکر کردہ دوسری رائے، جس کے تحت ثمن پہلے متعین طور پر طے کرنا چاہیے پھر منصوبہ بنانے والے کو اس مقررہ ثمن کی وصولیابی تک منصوبے سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی جائے، کوئی خاص مدت طے نہ کی جائے، اس کی شرعی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات طے شدہ مدت ثمن کی وصولیابی کے

---

(۱) اس حدیث کو امام احمد ۱/۳۱۲، ابنِ ماجہ نے سند حسن کے ساتھ ۲/۷۸۴ مطبوع مصطفی البابی الحلبی، القاہرۃ، ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲م، امام حاکم مستدرکِ حاکم، مطبوعہ حیدر آباد، ہندوستان، ۱۳۵۵ھ، بیہقی ۶/۷۰، ۱۵۶، ۱۰/۱۳۳، مطبوع حیدرآباد، ہندوستان، ۱۳۵۵ھ، دارقطنی ۴/۲۲۸، ۳/۷۷ مطبوع دارالمحاسن للطباعۃ، قاہرۃ، ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲م نے نقل کیا ہے۔

(۲) سترہویں ندوۃ البرکہ کی قرارداد و سفارشات، قرارداد نمبر ۲/۱۳، ۲، ص ۲۲۰۔

noorcentre.com

لیے کافی نہیں ہوتی۔ اس رائے کے مطابق حاملِ لائسنس اور حکومت کے درمیان تعلق انتظام چلانے کا ہوگا اور استعمال سے جو آمدنی ہوتی رہے گی اس میں اور ثمن میں تصفیہ [مقاصہ] ہوتا رہے گا۔

- ادارے کے لیے حکومت کے ساتھ بلاواسطہ عقدِ امتیاز کرنے کا شرعی جواز واضح ہے، اسی طرح اس معاہدے میں واسطہ کا کردار ادا کرنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ معاملہ جعالہ، مضاربہ، مشارکہ، استصناع، اجارہ میں سے کسی ایک شرعی معاہدے کی صورت میں ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک جائز عقد ہے چاہے بلاواسطہ کیے جائیں یا حکومت و حقیقی فریق کے درمیان واسطہ کے طور پر کیے جائیں۔

امتیازِ انتظام

- معاہدۂ امتیاز کا عوض ایک لگی بندھی رقم کی صورت میں متعین کرنا اس لیے درست ہے کہ یہ اجارہ کا معاملہ ہے اور یہ اجرت معلوم ہے، اسی طرح منصوبے کی آمدنی کے ایک متعین حصہ کو عوض قرار دینا بھی درست ہے کیونکہ اگرچہ یہ ابتداء میں غیر واضح [مجہول] ہے لیکن بعد میں معاہدے کی مدت کے دوران اصل قیمت وصول ہونے سے اس کا علم ہوجائے گا۔
- اس صورت میں حکومت اور حاملِ لائسنس کے درمیان اجارہ کا تعلق ہے۔ تاہم اگر اس تعلق کو مضاربت قرار دیا جائے تو مضاربت کے شرعی قواعد کے مطابق منافع کا متناسب حصہ طے کرنا ضروری ہے، جس کا تحقق اصل سرمایہ کو محفوظ کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے اور یہاں اصل سرمایہ یہ چیزیں ہیں جن سے آمدنی حاصل ہو رہی ہے۔ حنبلی فقہائے کرام نے اس کی اجازت دی ہے کہ مضاربت ایسے اثاثوں پر بھی کی جاسکتی ہے جن سے [بیچے بغیر] آمدن حاصل ہوتی ہو، مثلاً جانور۔
- صرف خالص منافع کو تقسیم کرنے کی شرعی وجہ اصل سرمایہ کو محفوظ رکھنا ہے۔
- حاملِ لائسنس کی جانب سے معاہدے کی شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں لائسنس جاری کنندہ لائسنس کو منسوخ کرنے کا حق رکھتا ہے کیونکہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے معاہدوں کی پاسداری

noorcentre.com

کرے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں پر باہمی شرطوں کی پاسداری لازم ہے۔[1]

- حاملِ لائسنس عوام سے عوامی سہولیات کے عوض جو فیس وصول کرتا ہے، اس کی حد بندی اس لیے جائز ہے کہ حاکمِ وقت کے لیے نرخ بندی کرنا جائز ہے تاکہ نقصانات سے بچا جاسکے۔ یہ نرخ بندی جب نجی املاک میں جائز ہے تو عوامی املاک میں بطریقِ اولیٰ جائز ہے۔

(۱) گزشتہ صفحے پر اس کے حوالے ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

noorcentre.com

وکالہ اور تصرّفِ فُضُولی

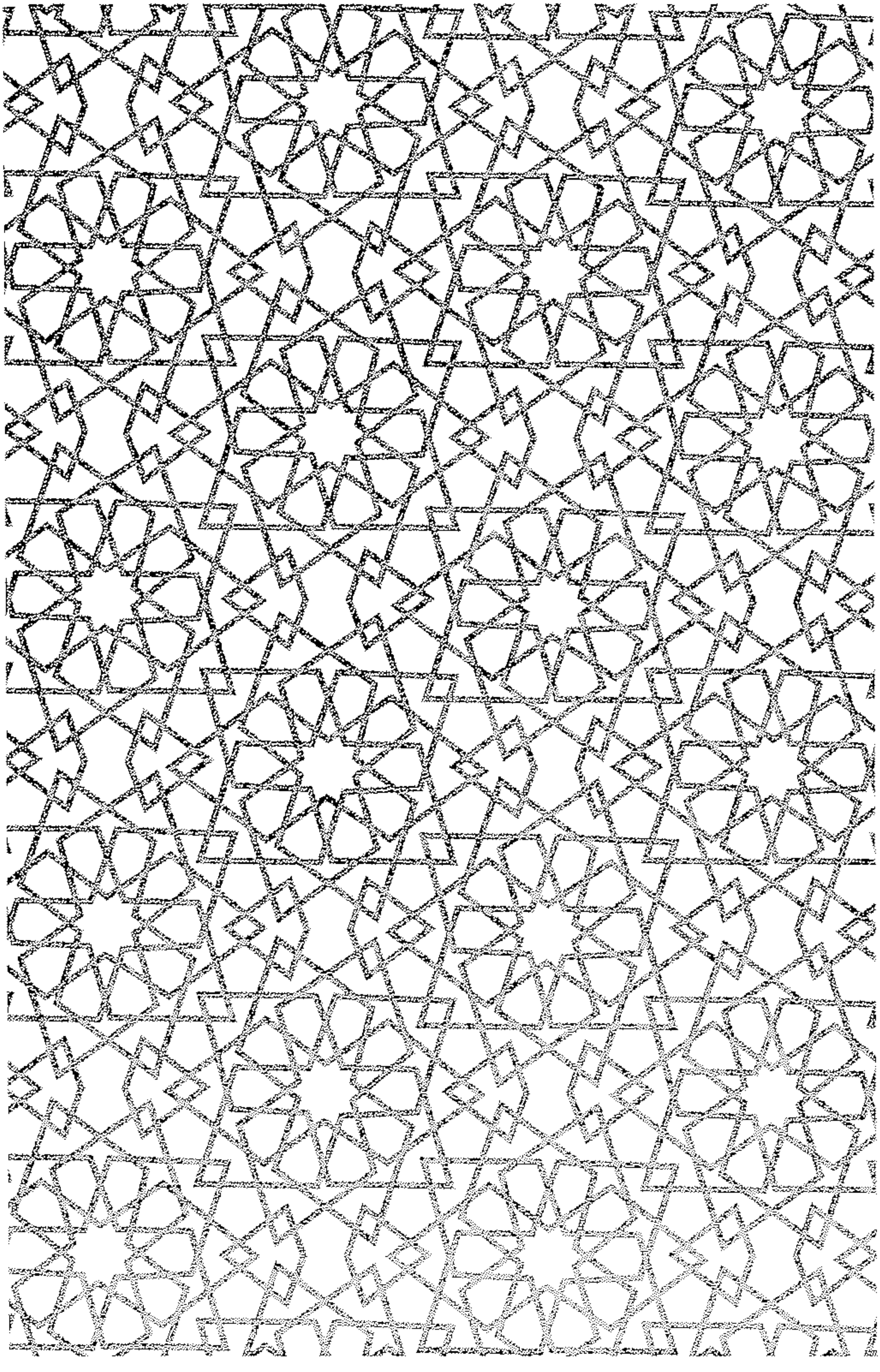

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۶۳۲

معیار کا متن ۶۳۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۶۳۳

۲- وکالت ۶۳۳

۳- وکالت کے فریقوں سے متعلق شرائط ۶۳۵

۴- وکالت کی اقسام ۶۳۷

۵- مؤکل اور وکیل کی ذمہ داریاں ۶۴۰

۶- وکالت سے متعلق احکام ۶۴۱

۷۔ وکالت کا اختتام ۶۴۴

۸- فضولی کا تصرف ۶۴۵

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ ۶۴۵

معیار کی منظوری ۶۴۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۶۴۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۶۴۹

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اس وکالت کے احکام کو بیان کرنا ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں کسی فریق کے ادارہ کا وکیل بننے یا اسلامی مالیاتی اداروں کے کسی فریق کا وکیل بننے کی صورت میں وجود میں آتی ہے۔ چاہے یہ وکالت معاہدات، تصرفات، طریقۂ کار، اموال کے انتظام یا ان کی سرمایہ کاری میں سے کسی سے بھی متعلق ہو۔ نیز اس معیار کا مقصد وکالت کے صحیح ہونے کی شرائط، وکالت کے مختلف احکام اور اس کی وجہ سے مرتب ہونے والے اثرات اور وکیل اور مؤکل میں سے ہر ایک کی استعداد کار اور ذمہ داریوں کو بیان کرنا ہے۔

اسی طرح اس معیار کا مقصد کسی دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی نیابت کے کوئی کام انجام دینے [تصرفِ فضولی] اور اس پر مرتب ہونے والے احکام کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مالی معاملات میں عقود کی انجام دہی مثلاً خرید وفروخت، کرایہ داری اور صلح کی انجام دہی کے لیے یا مختلف تصرفات، خدمات یا عملی کاموں مثلاً کسی چیز پر قبضہ حاصل کرنے، یا کسی چیز کا قبضہ حوالہ کرنے میں وکالت اور بلا اجازت نیابت [فضولی] کے تصرف کے بیان پر مشتمل ہے اسی طرح یہ معیار اموال اور زمینوں کے انتظام اور وکالت برائے سرمایہ کاری کے بیان پر بھی مشتمل ہے۔

یہ معیار عبادات مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی میں وکالت یا بلا اجازت نیابت [فضولی] کے تصرف سے متعلق نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کا ایک مستقل معیار ہے، اور نہ ہی انفرادی احوال، سزاؤں اور قانونی تنازعات (یعنی مقدمات اور ان کی سماعت) میں وکالت سے متعلق ہے۔ اسی طرح یہ معیار لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] میں وکالت سے متعلق نہیں، اس لیے کہ اس کے لیے علیحدہ معیار موجود ہے۔

۲- وکالت

۱/۲ وکالت کی تعریف، اس کی شرعی حیثیت اور اس کی کیفیت

۲/۱/۱ وکالت کسی انسان کی جانب سے دوسرے کو اپنا نائب بنانے کو کہا جاتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔

۲/۱/۲ بنیادی طور پر وکالت ایک لازمی معاہدہ نہیں ہے، چنانچہ مؤکل یا وکیل کے لیے اس سے رجوع کرنا درست ہے، البتہ بعض اوقات یہ [وکالت] لازم بھی ہوا کرتی ہے۔ (دیکھیے شق ۳/۴)۔

noorcentre.com

۲/۲ وکالت کے ارکان

۲/۲/۱ وکالت کے ارکان الفاظ، موضوع (یعنی جس امر میں وکالت مقصود ہے) اور دونوں فریق (مؤکل اور وکیل) ہیں۔

۲/۲/۲ وکالت کے الفاظ: ہر ایسا لفظ جو عرف میں کسی شخص کی جانب سے دوسرے کو تصرف میں نائب بنانے پر اظہار کرتا ہو۔ وکالت ایجاب اور قبول کے ذریعہ تشکیل پاتی ہے اور اس میں متعین الفاظ کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ ایجاب اور قبول ہر اس طریقہ سے درست ہیں جو ان پر دلالت کرے چاہے الفاظ کے ذریعہ ہو یا لکھ کر یا اشارہ سے۔ اور قبول کرنے کے لیے وکیل کی طرف سے خاموشی بھی کافی ہے جبکہ وکالت بغیر کسی اجرت کے ہو۔ اور وکالت رد کرنے سے رد بھی ہو جاتی ہے۔

۲/۲/۳ وکالت کی درجِ ذیل صورتیں ہوتی ہیں:

۲/۲/۳/۱ فوری طور پر نافذ ہونا اور یہی اصل ہے، یعنی الفاظ پائے جانے کے بعد فوراً وکالت کے اثرات مرتب ہونا شروع ہو جائیں۔

۲/۲/۳/۲ کسی شرط پر موقوف رکھنا، چنانچہ جب تک اس چیز کا وجود نہ ہو جس پر وکالت کو موقوف رکھا گیا ہے اس وقت تک وکالت کا اثر مرتب نہیں ہوگا۔ مثلاً مدیون کی جانب سے دَین فراہم کرنے والے ادارے کو ادائیگی میں خلل واقع ہونے کی شرط پر [ڈیفالٹ کی صورت میں] اپنی ایسی مملوکہ چیز کے انتظام کا وکیل بنانا جس سے مدیون کو آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

۲/۲/۳/۳ مستقبل کی طرف منسوب کرنا، چنانچہ جب تک وہ وقت نہ پایا جائے جس کی طرف وکالت کو منسوب کیا گیا ہے اسوقت تک وکالت کا اثر مرتب نہیں ہوگا۔

۲/۲/۳/۴ مطلق [غیر مشروط اور آزاد وکالت] رکھنا یا کچھ مخصوص شرائط کے ساتھ

مقید کرنا۔ مطلق رکھنے کی صورت میں عرف، مصلحت اور مؤکل کی حالت کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

noorcentre.com

۴/۲/۲ جس طرح وکالت کا پایا جانا معلق اور مشروط ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات وکیل کے تصرف کو بھی معلق اور مشروط رکھا جاتا ہے، چنانچہ وکالت تو فوری طور پر وجود میں آجاتی ہے لیکن وکیل کا تصرف کسی شرط پر موقوف ہوتا ہے جیسے تصرف سے قبل مؤکل کو اطلاع دینا۔ اسی طرح اگر مؤکل نے تصرف کے لیے کوئی اور شرط مثلاً کفالت یا رہن کی پابندی کرنا رکھی ہو تو اس کی رعایت رکھنا بھی ضروری ہے۔

۵/۲/۲ وکالت کا موضوع وہ معاملہ ہے جس کے لیے وکیل بنایا جائے۔ (دیکھیے شق ۳/۴)

۶/۲/۲ وکالت کے فریق مؤکل اور وکیل ہیں۔ (دیکھیے شق ۱/۳)

۳- وکالت کے فریقوں سے متعلق شرائط

۱/۳ مؤکل کی شرائط

۱/۱/۳ اس میں معاملات کرنے کی قابلیت پورے طور پر موجود ہو۔

۲/۱/۳ مؤکل نے جس معاملہ میں وکیل بنایا ہے اس معاملہ میں وہ خود بھی تصرف کرنے کا حقدار ہو۔ چنانچہ جس شخص میں خود قابلیت نہ ہو اس کی جانب سے وکیل بنایا جانا بھی درست نہیں جیسے پاگل شخص اور اتنا چھوٹا بچہ جو معاملات میں تمیز نہ کر سکتا ہو۔ البتہ وہ شخص جس کی اہلیت ناقص ہو مثلاً ایسا بچہ جو معاملات میں تمیز کر سکتا ہو تو اس کی جانب سے صرف ان معاملات میں وکیل بنایا جانا درست ہے جن میں اس کا صرف فائدہ ہو مثلاً تبرعات [بلا عوض انجام پانے والے عقود] کو قبول کرنا، لیکن جو معاملات اس کے لیے نقصان دہ ہوں مثلاً کسی اور کو تبرعاً [بلا عوض] کوئی چیز دینا، تو ایسے معاملات میں اس کی جانب سے وکیل بنایا جانا درست نہیں۔ اور

noorcentre.com

جن معاملات میں نفع اور نقصان دونوں کا امکان ہو جیسے خرید و فروخت کرنا تو ایسے معاملات میں اس کی جانب سے وکیل بنایا جانا بچے کے متولی یا کسی ایسے شخص کی اجازت پر موقوف ہوگا جس کو اجازت دینے کا حق حاصل ہو۔

۲/۳ وکیل کی شرائط

۳/۲/۱ اس میں مکمل قابلیت موجود ہو، چنانچہ پاگل کو یا ایسے چھوٹے بچے کو وکیل بنانا جو معاملات میں تمیز نہ کر سکے درست نہیں۔ البتہ جو بچہ معاملات میں تمیز کرنے کے قابل ہو تو اس کا بطور وکیل کوئی تصرف کرنا درست ہے اور جملہ حقوق کا تعلق مؤکل سے ہوگا۔

۳/۲/۲ وکیل کو وکالت کا علم ہو۔ چنانچہ اگر کسی دوسرے کی طرف سے کوئی تصرف اس کی جانب سے وکیل بنائے جانے کا علم ہونے سے پہلے انجام دیا پھر بعد میں وکالت کا علم ہوا تو یہ سابقہ تصرف کو شامل نہ ہوگا، البتہ اگر تصرف کرنے والے نے وکیل بنائے جانے سے قبل قصداً اپنی طرف سے کوئی تصرف کیا ہو تو اس پر بلا اجازت نیابت کرنے والے [فضولی] کے تصرف کے احکام لاگو ہونگے۔ (دیکھیے شق ۸)

۳/۳ وکالت کے موضوع [جس معاملہ میں وکیل بنایا گیا ہو] کی شرائط

۳/۳/۱ وکیل کو اس معاملہ کا علم ہو۔ تھوڑی بہت لاعلمی جس کی وجہ سے نزاع پیدا نہ ہو یا ایسی لاعلمی جو انجام کار کے لحاظ سے علم پر منتج ہو اسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ وکالتِ مطلقہ کی صورت میں موضوع (معاملہ) کے معلوم ہونے کی شرط سے اس طرح کی مثالیں مستثنیٰ ہیں جیسے مؤکل نے وکیل سے کہا اس مال کی جس چیز میں چاہو سرمایہ کاری کرو، لیکن اس کے باوجود مؤکل کی مصلحت کو ملحوظ رکھنے کی قید ہوگی اور ضرورت پڑنے پر عرف کا اعتبار ہوگا۔

۳/۳/۲ موضوعِ وکالت مؤکل کی ملکیت میں ہو یا اس کو اس موضوع میں تصرف کا حق حاصل ہو۔

noorcentre.com
۳/۳/۳ معاملہ ایسا ہو جو نیابت کو قبول کرتا ہو، اس میں تمام ایسے مالی معاہدات اور تصرفات شامل ہیں جو انسان بذاتِ خود کر سکتا ہو، اور ہر ایسا عقد جو انسان خود انجام دے سکتا ہو اس کے لیے دوسرے کو وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

۳/۳/۴ اس معاملہ میں وکالت انجام دینے میں شرعاً کوئی ممانعت نہ ہو، مثلاً کسی حرام چیز کی خرید و فروخت یا کوئی حرام کام انجام نہ دینا پڑتا ہو مثلاً سود پر قرض لینا یا دینا۔

۴- وکالت کی اقسام

۴/۱ وکالت کی درجِ ذیل اقسام ہیں:

۴/۱/۱ خاص اور عام، وکالت عامہ میں مؤکل کی مصلحت کی رعایت اور عرف کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیے جانے والے تمام تصرفات شامل ہیں۔ البتہ تبرعات صرف مؤکل کی جانب سے صراحت پائے جانے کی صورت میں شامل ہونگے۔

۴/۱/۲ وکالتِ مطلقہ اور مقیدہ۔ وکالت مطلقہ میں عرف اور مؤکل کی مصلحت کی پابندی کرنا ضروری ہے، چنانچہ وکالت کی اس قسم میں وکیل کے لیے عرف کے برخلاف نقصان پر کوئی چیز فروخت کرنا یا زیادہ قیمت پر خریدنا جائز نہیں اور نہ ہی اشیا کے باہمی تبادلہ (barter) کی صورت میں یا ادھار کی بنیاد پر مؤکل کی رضامندی کے بغیر خرید و فروخت جائز ہے۔

۴/۱/۳ اجرت کے بدلہ وکالت اور بغیر اجرت کے۔ (دیکھیے شق ۴/۲)۔

۴/۱/۴ وکالت لازمہ اور غیر لازمہ۔ (دیکھیے شق ۴/۳)۔

۴/۱/۵ محدود اور غیر محدود مدت کے لیے وکالت۔ (دیکھیے شق ۴/۴)۔

۴/۲ اجرت کے بدلہ میں وکالت

۴/۲/۱ اجرت کے بدلہ وکالت درست ہے، چاہے اجرت کی صراحت کی جائے یا عرف کا تقاضہ ہو، مثلاً کسی ایسے شخص کو وکیل بنانا جس کے بارے میں یہ معروف ہو کہ یہ

noorcentre.com

شخص اجرت پر ہی کام کرتا ہے۔

۴/۲/۲ جب وکالت اجرت کے بدلہ ہو تو اس پر اجارہ کے احکام لاگو ہوتے ہیں۔ دیکھیے شق ۴/۳۔

۴/۲/۳ اجرت کا معلوم ہونا ضروری ہے، چاہے متعین رقم کی صورت میں ہو یا کسی متعین رقم کے تناسب سے ہو یا کسی ایسے طریقہ کے مطابق جو انجامِ کار کے لحاظ سے معلوم ہونے پر منتج ہو، جیسے وکالت کی ابتداء میں اجرت معلوم ہو اور پھر اس کو کسی ایسے اشاریہ سے منسلک کر دیا جائے جس کی طرف ہر دورانیہ کی ابتداء میں رجوع کر لیا جائے۔ اجرت کو غیر متعین رکھنا جائز نہیں ہے، مثلاً یہ طے کرنا کہ مؤکل کو ملنے والے واجبات میں سے ایک غیر متعین حصہ وکیل کی اجرت ہوگی۔

۴/۲/۴ جب اجرت متعین نہ کی گئی ہو تو اجرتِ مثل (عرف میں رائج اجرت) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۴/۲/۵ یہ جائز ہے کہ سودے کی ایک محدود آمدنی سے زائد مقدار یا اس کے کسی متعین متناسب حصہ کو وکیل کی اجرت قرار دیا جائے، مثلاً مؤکل فروخت کے لیے ایک قیمت طے کر دے اور اس سے زائد کو وکیل کی اجرت بنا دیا جائے۔

۴/۲/۶ یہ جائز ہے کہ متعین اجرت کے ساتھ سودے کی آمدن کے کسی متعین متناسب حصہ کا بھی اضافہ کر دیا جائے۔ یہ بطور انعام [incentive] ہوگا۔

۴/۲/۷ اجرت پر وکالت کی صورت میں اگر وکیل بغیر کسی عذر کے کام جاری رکھنے سے رک جائے اور جتنا کام فی الحال انجام دیا گیا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو (یعنی وہ قابلِ انتفاع ہو) تو وہ مکمل کیے ہوئے کام کی مقدار کے برابر اجرتِ مثل کا مستحق ہوگا اور یہ اجرت مثل مکمل کیے ہوئے کام کی طے شدہ اجرت سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اگر وکیل کے کام روک دینے سے مؤکل کو کوئی حقیقی نقصان پہنچا ہو تو اس نقصان کا معاوضہ وکیل پر لازم ہوگا۔ البتہ اگر مؤکل نے وکیل کو بغیر عذر کے کام

noorcentre.com

مکمل کرنے سے یا وکالت کی مدت پوری ہونے سے قبل روک دیا ہو تو وکیل پوری اجرت کا مستحق ہوگا، اور اگر اس کو کسی عذر کی وجہ سے روکا ہو تو وکیل جتنا کام کر چکا ہو اس کے بقدر اجرت کا مستحق ہوگا۔

۴/۲/۸ اگر وکالت کا موضوع وکالت کی انجام دہی کے بعد ضائع ہو جائے تو وکیل کی اجرت ساقط نہیں ہوگی لیکن اگر یہ ہلاکت وکیل کی کوتاہی کی وجہ سے ہو تو وہ ذمہ دار ہوگا۔

۴/۳ وکالتِ لازمہ

بنیادی طور پر وکالت لازم نہیں ہوتی لہٰذا وکیل اور مؤکل کے لیے اس کے مرتب ہونے والے آثار میں خلل پیدا کیے بغیر وکالت کو ختم کرنا جائز ہے۔ البتہ درجِ ذیل صورتوں میں وکالت لازم ہوتی ہے:

۴/۳/۱ جبکہ وکالت سے کسی دوسرے کا کوئی حق متعلق ہو جائے۔ مثلاً راہن [رہن رکھوانے والا/مقروض] کا مرتہن [رہن کا مطالبہ کرنے والا/قرض دہندہ] کو یا عَدل [یعنی باہمی رضامندی سے طے شدہ کسی تیسرے فریق] کو حق ثابت ہونے کی صورت میں رہن کو فروخت کرنے کا وکیل بنا دینا، اس صورت میں راہن کے حق میں وکالت لازم ہوگی۔ اسی طرح آمدنی کے حصول کے لیے استعمال ہونے والی چیز کے مالک کا اس کے منتظم کو مؤکل پر لازم ہونے والے واجبات کو اس چیز کی آمدنی میں سے وصول کرنے کے لیے وکیل بنا دینا۔

۴/۳/۲ جب وکالت اجرت کے بدلہ میں ہو۔ (دیکھیے شق ۴/۲)۔

۴/۳/۳ جب وکیل کام کو اس طور پر شروع کر چکا ہو کہ اس کے کام کو کسی مرحلہ پر روک دینا مؤکل یا وکیل کو نقصان پہنچائے بغیر ممکن نہ ہو تو اس کا امکان پیدا ہونے تک وکالت لازم رہتی ہے۔

۴/۳/۴ جبکہ وکیل یا مؤکل ایک متعین مدت تک وکالت کو ختم نہ کرنے کا معاہدہ کر چکا ہو۔

noorcentre.com

۴/۴ محدود مدت کے لیے وکالت

۱/۴/۴ بنیادی طور پر وکالت میں کوئی ایسا وقت متعیّن نہیں ہوتا جس کے بعد وکیل کو وکالت کی صلاحیت حاصل نہ رہے، کیونکہ وکیل کو معزول کیا جانا کسی بھی وقت ممکن ہے۔ البتہ دونوں فریقوں کی رضامندی سے وکالت کو ایک متعیّن مدت تک محدود کیا جاسکتا ہے جس کے پورا ہونے پر کسی فریق کی جانب سے فسخ کے مطالبہ کے بغیر وکالت ختم ہوجائے۔

۲/۴/۴ وکالت میں وقت متعیّن کرنے کا اثر صرف اس حد تک محدود ہوگا کہ اس وقت معین کے بعد کسی سودے کو شروع کرنا ممنوع ہوگا۔

۳/۴/۴ وکیل کے لیے مدت وکالت میں ایسے معاملات شروع کرنا جائز ہے جن کا اثر وکالت کی مدت کے بعد تک مرتب ہوتا رہے، بشرطیکہ اس کے خلاف مؤکل کی کوئی صراحت موجود نہ ہو۔

۵- مؤکل اور وکیل کی ذمہ داریاں

۱/۵ مؤکل کی ذمہ داریاں

۱/۱/۵ خریداری کے لیے وکالت کی صورت میں اخراجات اور قیمت کی ذمہ داری مؤکل پر ہوگی، اور اس پر لازم ہوگا کہ وکیل کو وکالت کے موضوع [معاملہ] سے متعلق اخراجات مثلاً سامان کی نقل و حرکت، اس کو ذخیرہ کرنے، مختلف ٹیکسز اور ڈیوٹیز، اس کی انشورنس [تکافل] کا خرچ وغیرہ ادا کرے۔ ان اخراجات کی ذمہ داری وکیل پر ڈالنا جائز نہیں ہے اور اگر وکالت اجرت کے بدلہ میں ہو تو ان اخراجات کی ادائیگی کو ادھار کرنا بھی جائز نہیں۔

۲/۱/۵ اجرت پر وکالت کی صورت میں مؤکل پر وکیل کو اجرت ادا کرنا لازم ہے۔ (دیکھیے شق ۲/۵)۔

noorcentre.com

۲/۵ وکیل کی ذمہ داریاں

وکیل کا قبضہ امانتاً ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ذمہ دار نہیں ہوتا۔ وکیل پر ضمان صرف اس کی کوتاہی، زیادتی یا وکالت کی طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں آتا ہے جب تک کہ یہ خلاف ورزی مؤکل کے لیے بہتر نہ ہو، جیسے طے شدہ قیمت سے کم پر خریداری کرلینا یا طے شدہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کردینا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۲، اس شق کے الفاظ یہ ہیں:

"وکالت اور کفالت کو ایک عقد میں جمع کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ دونوں کے تقاضے ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ نیز سرمایہ کاری کے وکیل پر ضمانت کی شرط لگانا معاملہ کو سودی قرض میں تبدیل کردے گا کیونکہ اصل مال اور اس سرمایہ کاری پر نفع کا حصول دونوں کی ضمانت پائی جارہی ہے۔ البتہ اگر وکالت کے عقد میں کفالت کی شرط نہ لگائی جائے اور اس کے بعد وکیل ایک علیحدہ معاہدہ کے تحت ان لوگوں کی کفالت دے دے جن کے ساتھ یہ معاملات کرے گا تو یہ کفیل بن جائے گا، لیکن وکیل ہونے کی حیثیت میں ضامن نہیں ہوگا۔ چنانچہ اگر اس کو وکالت سے معزول کردیا جائے تب بھی وہ بدستور کفیل رہے گا"۔

۶- وکالت سے متعلق احکام

۶/۱ وکیل کا اپنے رشتہ داروں سے یا اپنے آپ سے معاملہ کرنا

۶/۱/۱　اگر وکیل اپنے اصول [والد اور دادا وغیرہ] یا ان فروع [بیٹے اور پوتے وغیرہ] سے جو اس کے زیر کفالت نہیں ہیں، یا بیوی سے، یا بیوی شوہر سے کوئی معاملہ کرے تو یہ درست ہے بشرطیکہ اس معاملہ میں غبن اور غیر معمولی [یعنی عرف کے برخلاف] رعایت نہ پائی جائے، اور اگر مؤکل کی جانب سے اجازت ہو تو ان دونوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی معاملہ درست ہوگا۔

noorcentre.com

۶/۱/۲ وکیل کے لیے اپنے آپ سے اور اس اولاد سے جو اس کے زیر کفالت ہو، معاملہ کرنے کی اجازت نہیں، اور نہ ہی اپنے شریک کے ساتھ شرکت کے موضوع [یعنی اس چیز میں جس میں دونوں کی شرکت ہے] میں معاملہ کرنے کی اجازت ہے۔

۶/۱/۳ وکیل کے لیے کسی معاہدہ کے دونوں فریقوں کی جانب سے نائب بننا جائز نہیں ہے۔

۶/۱/۴ وکیل کے لیے جائز ہے کہ مؤکل کے لیے اسی سے کوئی چیز خریدے جس کی صورت یہ ہوگی کہ وکیل کی جانب سے ایجاب ہوگا اور مؤکل کی جانب سے قبول کیا جائے گا، اس طور پر کہ دونوں کی ذمہ داری میں تداخل نہیں ہوگا، اور خریداری کے بعد سامان بطور خریدار وکیل کی ذمہ داری میں ہوگا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۳/۱/۵۔

۶/۲ معاہدہ کے حکم اور اس کے حقوق کا تعلق

معاہدہ کا حکم مؤکل سے متعلق ہوگا، البتہ معاہدہ سے متعلق حقوق وکیل سے متعلق ہونگے لیکن ان کا مطالبہ مؤکل سے بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ اصل مالک وہی ہے، جبکہ تبرعات اس سے مستثنیٰ ہیں، ان کی نسبت وکیل کی طرف ہوگی اور ان کے حقوق بھی وکیل ہی سے متعلق ہونگے۔

۶/۳ وکالت کی شرائط کی خلاف ورزی کرنا

۶/۳/۱ اگر وکیل مؤکل کی طرف سے عائد کردہ شرائط کی خلاف ورزی کرے اور یہ خلاف ورزی مؤکل کے لیے بہتر بھی نہ ہو تو معاملہ مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ چاہے یہ خلاف ورزی وکالت کے محل، اس کے کسی حصہ، قیمت یا اس کی کسی کیفیت مثلاً نقد یا ادھار ہونے سے متعلق ہو یا چاہے ملکیت کے حصول (یعنی خرید) یا اس کے انتقال (یعنی فروخت) سے متعلق ہو۔ دیکھیے شق ۸ اور ۲/۵۔

noorcentre.com

۲/۳/۶ اگر خریداری کے وکیل نے مؤکل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مروجہ قیمت یا مؤکل کی طرف سے طے شدہ قیمت سے زیادہ پر خریداری کی تو وہ مروجہ قیمت اور ادا شدہ قیمت کے درمیان فرق کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اگر فروخت کے وکیل نے مؤکل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مؤکل کی طرف سے طے شدہ قیمت سے کم پر فروخت کیا تو اس صورت میں وکیل مروجہ قیمت کے لحاظ سے جتنا نقصان ہو صرف اسی کا ذمہ دار ہوگا، تمام نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ مثلاً مضاربہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری میں یہ شرط طے کی گئی کہ ایک متعین تناسب سے کم منافع پر فروخت نہیں ہوگی اور وکیل یا مضارب نے اس سے کم پر فروخت کیا تو وکیل یا مضارب اس متعین تناسب کے ذمہ دار نہیں ہوں گے بلکہ ان کی ذمہ داری مروجہ قیمت سے جو کمی ہے اس تک محدود ہوگی۔

۴/۶ وکیل کا کسی اور کو وکیل بنا دینا

وکیل کے لیے مؤکل کی اجازت کے بغیر کسی اور کو وکیل بنانے کی اجازت نہیں، اس صورت میں وکیل کا مقرر کردہ وکیل، وکیل کے معزول کرنے سے معزول نہ ہوگا البتہ مؤکل کے معزول کرنے سے معزول ہو جائے گا۔

۵/۶ متعدد وکلاء کا ہونا

اگر ایک ہی معاملہ ایک سے زائد وکیل مقرر کیے گئے ہوں تو ان میں سے کسی کے لیے بھی انفرادی طور پر مؤکل کی اجازت کے بغیر کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ البتہ اگر ہر وکیل کو الگ الگ معاملہ سونپا گیا ہو تو ہر ایک انفرادی طور پر تصرف کر سکتا ہے بشرطیکہ مؤکل نے ان سب کے اس تصرف میں جمع ہونے کی شرط نہ رکھی ہو۔

noorcentre.com

۷۔ وکالت کا اختتام

۱/۷ وکالت درجِ ذیل صورتوں میں ختم ہوجاتی ہے:

۱/۱/۷ وکیل یا مؤکل کی موت واقع ہوجانا یا ان کی اہلیت ختم ہوجانا یا ان کو دیوالیہ قرار دے دیا جانا یا ادارہ کی صورت میں ادارہ کا تحلیل [requidate] ہوجانا۔

۲/۱/۷ مؤکل کا وکیل کو معزول کردینا، یا وکیل کا خود اپنے آپ کو معزول کردینا۔ اس صورت میں معزولی کا علم ہونا ضروری ہے۔ اگر وکیل کے عمل روک دینے سے یا مؤکل کی جانب سے وکالت کی مدت پوری ہونے سے قبل اس کو عمل سے روک دینے سے کوئی نقصان مرتب ہو تو اس صورت میں اجرت کے حق اور نقصان کے عوض سے متعلق دیکھیے شق ۷/۲/۴۔

۳/۱/۷ جس معاملہ کی وکالت وکیل کو سونپی گئی ہو وکیل کی جانب سے اس کی انجام دہی ہوجانا، جبکہ وکالت کسی متعین کام سے متعلق ہو۔

۴/۱/۷ وکالت کے موضوع [معاملہ] کا مؤکل کی ملکیت سے نکل جانا یا اس میں تصرف کے حقدار کا حق ختم ہوجانا یا مؤکل کا وہ عمل خود انجام دے لینا یا وکالت کے موضوع [معاملہ] کا ختم ہوجانا۔

۵/۱/۷ جس چیز پر وکالت کے اختتام کو معلق کیا گیا تھا اس کا واقع ہوجانا۔

۶/۱/۷ اگر وکالت محدود مدت کے لیے ہو تو اس کی مدت کا پورا ہوجانا، البتہ ضرورت کے وقت بقدر ضرورت وکالت جاری رہے گی۔ دیکھیے شق ۳/۴۔

۲/۷ وکالت معزولی کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کا اثر مؤکل کی موت یا ادارہ کے تحلیل [requidate] ہونے کے بعد تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وکالت کا موضوع (معاملہ) ختم نہ ہوجائے۔

noorcentre.com

۸- فضولی [بلا اجازت نائب] کا تصرف

۸/۱ فضولی وہ شخص کہلاتا ہے جو دوسروں کے معاملات میں ان کی جانب سے وکالت یا شریعت کی جانب سے تصرف کی اجازت کے بغیر تصرف کرے اگرچہ اس تصرف کی فوری طور پر کوئی ضرورت نہ ہو۔ اور اگرچہ ظاہراً فضولی یہی تاثر دے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر رہا ہے۔

۸/۲ فضولی کی جانب سے کیا ہوا معاملہ صاحبِ حق کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اگر وہ اجازت دے دے تو نافذ ہوجاتا ہے ورنہ باطل ہوتا ہے۔ اور صاحبِ حق کو ایک دفعہ فسخ کرنے کے بعد دوبارہ اجازت کا حق حاصل نہیں ہوتا، بلکہ نئے سرے سے معاملہ کرنا ہوگا۔ فضولی اور اس کے ساتھ معاملہ کرنے والے کو بھی صاحب حق کی جانب سے اجازت دیے جانے سے قبل معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر صاحبِ حق نے فضولی کے تصرف کو نافذ قرار نہ دیا تو اس تصرف کی ذمہ داری فضولی پر ہوگی بشرطیکہ اس نے اپنے فضولی ہونے کی صراحت نہ کی ہو یعنی معاملہ کی نسبت اپنی طرف کی ہو۔

۸/۳ فضولی کے تصرف کے احکام تمام مالی معاملات پر لاگو ہوتے ہیں چاہے ان کا تعلق معاوضات سے ہو جیسے خرید و فروخت اور کرایہ داری کے معاملات یا تبرعات سے ہو جیسے ہدیہ، اسی طرح وکالت برائے سرمایہ کاری پر بھی یہ احکام لاگو ہوتے ہیں۔

۸/۴ جب مالک معاملہ کی اجازت دیدے تو معاملہ نافذ ہوجائے گا اور اس پر وکالت کے احکام جاری ہونگے۔ اور اجازت پچھلے زمانہ یعنی فضولی کے تصرف کے وقت سے مؤثر ہوگا۔

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار مؤرخہ ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل ۲۰۰۵ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء دبئی میں منعقد ہونے والے اپنے چودہویں اجلاس میں وکالت اور [بلا اجازت نیابت] فضولی کے تصرف سے متعلق معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے دسویں اجلاس میں وکالت اور [بلا اجازت نیابت] فضولی کے تصرف سے متعلق شرعی معیار کے اجرا کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۱۷ شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے شرعی مشیر کو وکالت اور [بلا اجازت نیابت] فضولی کے تصرف سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

بحرین میں مؤرخہ ۲۶-۲۷ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶-۱۷ اپریل ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے دسویں اجلاس میں کمیٹی نے شرعی رپورٹ پر مباحثہ کیا اور مشیر کو مختلف ارکان کی آراء اور مباحثہ کے نتیجہ میں طے پانے والی ترامیم شامل کرنے کا حکم دیا۔

مؤرخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے دبئی میں منعقد ہونے والے گیارہویں اجلاس میں وکالت اور [بلا اجازت نیابت] فضولی کے تصرف سے متعلق معیار کے مسودہ پر مباحثہ کے بعد مختلف ارکان کی آراء اور مباحثہ کے نتیجہ میں طے پانے والی ترامیم کو شامل کیا۔

اسی طرح کمیٹی نے مؤرخہ ۲۴-۲۵ رجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹-۲۰ ستمبر کو منعقد ہونے والے اجلاس میں مختلف ارکان کی آراء اور مباحثہ کے نتیجہ میں طے پانے والی ضروری ترامیم کو شامل کیا۔

مؤرخہ ۲۶-۳۰ شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰-۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے مجلسِ شرعی کے تیرہویں اجلاس میں ترمیم شدہ مسودہ پیش کیا گیا اور مزید کچھ ترامیم کے بعد یہ مسودہ ماہرین کو بھیجا گیا تاکہ جلسۂ سماعت سے پہلے ان کی آراء حاصل کی جاسکیں۔

noorcentre.com

ادارہ نے مؤرخہ ۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بینک، مختلف اداروں، آڈٹ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ سمیت ۳۵ سے زائد شرکاء نے شرکت کی۔ اس نشست میں معیار سے متعلق موصول شدہ تمام آراء اور تبصروں کو سنا گیا اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ان آراء کے متعلق جوابات دیے۔

مؤرخہ ۱۵ - ۱۶ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ - ۲۶ مارچ کو بحرین میں دونوں کمیٹیوں کے مشترکہ اجلاس میں جلسۂ سماعت کے دوران موصول ہونے والے تبصروں پر مباحثہ کیا گیا اور مناسب ترامیم کو شامل کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں منعقد ہونے والے اپنے چودھویں اجلاس میں اس معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- وکالت کے جائز ہونے کی بنیاد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:﴿ فَابْعَثُوٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ ﴾[۱] (اب اپنے میں سے کسی کو چاندی کا یہ سکہ دیکر شہر کی طرف بھیجو، وہ جاکر دیکھ بھال کرے کہ اس کے کونسے علاقہ میں زیادہ پاکیزہ کھانا مل سکتا ہے)۔ اس سے استدلال اس لحاظ سے ہے کہ جس شخص کو انہوں نے بھیجا اس کو خریداری کا وکیل بنایا۔ اور سنت میں حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قربانی کا جانور یا بکری خریدنے کے لیے ایک دینار دیا۔[۲] یہ بھی خریداری کے لیے وکیل بنانا ہے۔ البحر الزخار کے مصنف اور دیگر نے اس کے متعلق اجماع بھی ذکر کیا ہے۔[۳] وکالت کے جواز پر عقلی دلیل انسان کا دوسرے کی مدد کا محتاج ہونا ہے خصوصاً ان کاموں میں جن کو وہ خود کرنے سے عاجز ہو۔[۴]
- ہر وہ لفظ جو وکالت پر دلالت کرتا ہو اس سے وکالت منعقد ہو جانے کی شرعی بنیاد اس قاعدہ کا تقاضہ ہے کہ "معاملات میں مقصد اور معنی کا اعتبار ہوا کرتا ہے نہ کہ الفاظ کا"، چنانچہ ہر وہ لفظ جو سونپ دینے کے معنی پر دلالت کرے وہ وکالت کے لیے استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ یہی اس کا اصل مقصد ہے۔ اور قبول کرنے کے لیے صرف خاموش رہنے یا رد نہ کرنے کے کافی ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ

---

(۱) سورۃ الکہف:۱۹۔

(۲) اس روایت کو بخاری ابوداؤد اور ترمذی نے ذکر کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر ۳/۴ ۳۰)

(۳) نیل الاوطار ۵/۳۵۲، فتح القدیر لابن الہمام ۶/۵۵۴، المغنی لابن قدامہ ۵/۲۰۳ اور البحر الزخار۔

(۴) البحر الرائق لابن نجیم ۷/۱۵۳۔

noorcentre.com

ضمناً قبول کرنا ہی ہے۔[1]

- وکالت کو معلق کرنے اور مستقبل کی طرف اس کے نسبت کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وکالت کوئی کام سونپنے کے لیے ہوتی ہے نہ کہ مالک بنانے کے لیے، اور بعض اوقات انسان کو کسی کام کی دوسرے کو حوالگی کسی واقعہ سے معلق کرنی پڑجاتی ہے یا اس کو نائب بنانا مستقبل کے کسی متعین وقت سے مشروط کرنا پڑجاتا ہے۔
- مؤکل کو تصرف کی ملکیت حاصل ہونے کے شرط ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وکیل اسی کے ذریعہ تصرف کا مالک بنتا ہے، جب مؤکل خود مالک نہ ہو تو دوسرے کو بھی مالک بنانا ممکن نہ ہوگا۔[2]
- ناقص اہلیت کے حامل شخص کی وکالت سے متعلق جو تین صورتوں کی تفصیل مذکور ہوئی اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ناقص اہلیت والے کا تمام معاملات میں یہی حکم ہے اور وکالت بھی انہی میں سے ایک ہے۔
- وکیل کو وکالت کا علم ہونے کے شرط ہونے کی بنیاد ایجاب اور قبول کا لازم ہونا ہے اور قبول ہی کے ذریعہ فضولی اور وکیل میں تمیز کرنا ممکن ہے۔
- وکالت کے محل سے متعلق مذکور چار شرطوں کی شرعی بنیاد تصرف کے جواز اور اس کے نفاذ کا ان شرائط پر موقوف ہونا ہے کیونکہ تصرف وکالت کے محل کو جاننے، وکالت کے محل میں مؤکل کی ملکیت، اور اس میں نائب بنائے جانے کے امکان اور کسی شرعی ممانعت کی عدم موجودگی کے بغیر ممکن نہیں۔
- وکالت کی اجرت جائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ وکالت میں مؤکل کے فائدہ پر مبنی کام ہوتا ہے لہٰذا وکیل کو اپنے عمل کے بدلہ اجرت کی شرط لگانے کی اجازت ہوگی۔ اور جو شخص اجرت پر ہی کام کرتا ہو اس کے حق میں صرف عرف کے کافی ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ جہاں عرف کسی شرعی نص کے خلاف نہ ہو وہاں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور بلا عوض وکالت جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ اس صورت میں تبرع کی قبیل سے ہوگا۔

---

(۱) المنہاج للنووی ۲/۱۶۴، فتح القدیر ۶/۵۵۳۔

(۲) اللباب للمیدانی ۲/۱۳۹۔

noorcentre.com

- اجرت کی حدبندی سے متعلق معیار میں جو احوال مذکور ہیں ان کے درست ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ان صورتوں میں اجرت فی الحال یا انجامِ کار کے طور پر معلوم ہو جاتی ہے اور ایسی جہالت جو آخر میں علم پر منتج ہو اس کی گنجائش ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ وہ تنازع پیدا نہیں کرتی۔[1]
- اجرت کے ساتھ نفع کی ایک متعین شرح بڑھانے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ اجرت کے معلوم ہونے سے خالی نہیں ہے۔ اور جس نفع کا التزام کیا گیا ہے وہ بطور تبرع کے ہوگا یا مشروط ہدیہ یا انعام بھی ہو سکتا ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ نفع اجرت ہی کا حصہ اور اس کا تابع ہے اور تابع میں بعض اوقات ایسی جہالت کو برداشت کر لیا جاتا ہے جو متبوع میں برداشت نہیں کی جاتی۔
- وکالت کے لازم نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس کا مقصد ذمہ داری سونپنا ہوتا ہے اور اس کے جاری رکھنے پر مؤکل یا وکیل کسی کو بھی مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور جن صورتوں میں وکالت کو لازم قرار دیا گیا ہے وہاں لازم ہونے کی شرعی بنیاد دوسروں کے متعلق ہو جانے والے حقوق کی حفاظت کا اہتمام نیز ان صورتوں کا اجارہ کے حکم میں ہو جانا ہے۔ اور یہی بنیاد اس صورت میں بھی ہے جبکہ وکالت کا لازم رکھنے کا معاہدہ ہو جائے کیونکہ معاہدہ ختم کرنے کی صورت میں دوسروں کو نقصان پہنچنے کا امکان ہے۔
- وکالت کو مخصوص مدت تک محدود کرنے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک عقد ہے اور اس کو بھی دیگر عقود جن میں زمانہ ملحوظ ہوتا ہے مثلاً اجارہ وغیرہ کی طرح کسی وقت تک محدود کیا سکتا ہے۔
- معیار میں مؤکل اور وکیل کی ذکر کردہ ذمہ داریوں کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ ذمہ داریاں اس عقد کا تقاضہ ہیں جس میں وکالت سونپی گئی ہے کیونکہ ذمہ داری سونپ دینا اس عقد کے اثرات اور اس کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال سے نمٹنا بھی لازم کرتا ہے۔
- وکیل کے امین ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وہ دوسرے کے فائدہ کے لیے کام کرتا ہے اور تصرفات میں اس کی یہی حیثیت ملحوظ ہوتی ہے۔ اور مؤکل کا وکیل کو چننا دراصل اس کو امانت سونپنا ہے چنانچہ وہ

(۱)　الانصاف ۵/۴۰۳، الروضۃ للنووی ۴/۳۰۱، الخرشی ۷/۵ فتاویٰ حامدیۃ ۱/۳۲۴ اور تذکرۃ الفقہاء للعلامۃ الحلی ۲/۱۱۴۔

noorcentre.com

وکیل کی بات کا انکار نہیں کر سکتا، سوائے اس صورت کے جہاں وکیل کی کوتاہی، زیادتی یا وکالت کی شرائط کی خلاف ورزی ثابت ہوجائے۔

- وکالت اور کفالت کو جمع کرنے کے ممنوع ہونے کی شرعی بنیاد ان کے تقاضوں کا مختلف ہونا ہے۔ نیز وکیل کو ضامن بنانے میں رِبا کا شبہ بھی ہے کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے اور یہ اس کو ذمہ دار ٹھہرانے کے منافی ہے۔
- وکیل کا معاملہ کے دونوں فریقوں کی جانب سے وکیل بننے کی ممانعت کی شرعی بنیاد (حنفیہ کے مذہب کے مطابق اور شوافع کے راجح قول کے مطابق) یہ ہے کہ ایک ہی شخص کے ایجاب اور قبول کے منتظم ہونے سے بچا جاسکے کیونکہ اس میں شبہ ہے کہ وہ اپنی لیے گنجائش/موقع پیدا کر سکتا ہے۔ اور اداروں کے معاملات میں انہی دونوں مذاہب کو ترجیح دینی چاہیے تاکہ ایک متعین طریقہ کے بغیر ملکیت کے انتقال اور تصرفات میں صرف ظاہری صورت پیدا کرنے اور دونوں جانب کی ذمہ داریوں کے خلط ہونے سے بچا جاسکے۔
- معاملہ کا حکم مؤکل سے متعلق ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اصل حیثیت اسی کی ہے اور حقوق کے وکیل سے متعلق ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ معاملہ کرنے والا وہی ہے۔
- جبکہ خلاف ورزی کرنا مؤکل کے حق میں بہتر نہ ہو اس صورت میں وکالت موقوف ہونے کی بنیاد شریعت کا یہ اصول ہے کہ ”مسلمان کے تصرف کو جہاں تک ممکن ہو صحیح قرار دیا جائے“[1] اور یہاں یہ مؤکل کی اجازت پر معاملہ موقوف رکھ کر تاکہ اسے نقصان نہ ہو، اس اصول کی پاسداری ممکن ہے۔
- مؤکل کی طرف سے خرید یا فروخت کی قیمت متعین ہونے کی صورت میں وکیل کی خلاف ورزی کا حل قیمت کا فرق یا مروجہ قیمت کا ذمہ دار ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ انصاف کا وقوع اور نقصان کا ازالہ اسی طرح ممکن ہے۔ اور اس طرح شرط پر مال لینے کی خرابی سے بھی بچا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں ربا کا شبہ ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں المغنی لابن قدامۃ میں وضاحت مذکور ہے اور وہاں ایک رائے یہ

---

(۱) المغنی لابن قدامۃ ۵/۱۳۵-۱۳۶۔

noorcentre.com
بھی مذکور ہے کہ اس صورت میں معاملہ باطل ہوجائے گا۔[1]

- رہن کی فروخت کی وکالت وکیل کی موت سے ختم ہونے کے اصول سے مستثنیٰ ہونے اور وکالت ورثاء کی طرف منتقل ہوجانے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس میں مرتہن کے حقوق کا تحفظ ہے اور یہ وکالت بنیادی طور پر معزولی کو قبول نہیں کرتی کیونکہ اس سے دوسرے کا حق متعلق ہوچکا ہے۔
- فضولی کا تصرف (معیار میں اختیار کردہ مذہب کے مطابق) موقوف ہونے اور فسخ کے امکان کی وجہ سے باطل نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ مسلمان کے تصرف کو جہاں تک ممکن ہو باطل ہونے سے بچایا جاتا ہے[2] اور یہاں فضولی کے تصرف کو موقوف رکھ کر ایسا کرنا ممکن ہے، نیز بعض اوقات جس کی جانب سے تصرف کیا گیا ہو اس کا نفع ہونا بھی ممکن ہے۔۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہی: "غرر کو دیکھتے ہوئے اس تصرف کو فاسد ہونا چاہیے اور نفع اور عدمِ نقصان کو ملحوظ رکھتے ہوئے جائز ہونا چاہیے لہٰذا ہم نے جائز اور موقوف ہونے کا فیصلہ کیا تاکہ دونوں احتمالات پر عمل ہوسکے"۔[3] نیز حدیث میں وارد ہے "جو اپنے کسی بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو وہ نفع پہنچائے"۔[4] البتہ اگر نقصان کا امکان ہو تو جس کی طرف سے فضولی نے تصرف کیا ہو اس کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

اور اس کے جواز کے لیے حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی استیناس کیا جاسکتا ہے جس میں مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے بھیجا، انہوں نے جانور خرید کر دو دینار میں فروخت کردیا پھر دوبارہ ایک دینار کا قربانی کا جانور خریدا اور ایک

---

(۱) المغنی لابن قدامۃ ۵/ ۱۳۵-۱۳۶۔

(۲) البدائع ۵/۱۷۷ میں ہے: "مسلمان کے تصرف کو جہاں تک ممکن ہو صحیح قرار دینا ضروری ہے"۔ اور فتح القدیر ۴۴۵/۲ میں ہے "جہاں تک ممکن ہو تصرف کو صحیح قرار دینا واجب ہے"۔

(۳) فتح القدیر ۵/ ۳۱۷۔

(۴) حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں یہ کہتا ہوں: یہ حدیث الصحیح میں مختصراً مذکور ہے، اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور سوائے قیس ابن الربیع کے اس کے سارے راوی صحیح ہیں اور اس کی شعبہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہما نے توثیق کی ہے جبکہ دیگر نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے"۔ ملاحظہ ہو مجمع الزوائد للہیثمی ص ۷۹۲، اور حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی کتاب المنہیات میں ص ۹ پر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کے طور پر ذکر کیا ہے۔

noorcentre.com

دینار لے کر اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے دینار صدقہ کردیا اور ان کو تجارت میں برکت کی دعا دی"۔ [1]

(۱) اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے۔

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۲۴)

مشترکہ تمویل

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۶۵۸

معیار کا متن ۶۵۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۶۵۹

۲- مشترکہ تمویل کی تعریف ۶۵۹

۳- مشترکہ تمویل کے منصوبے ۶۵۹

۴- گاہکوں کو فراہم کی جانے والی مشترکہ تمویل کے طریقے ۶۵۹

۵- روایتی بینکوں کے ساتھ مشترکہ تمویل میں اداروں کی شرکت ۶۶۰

۶- مشترکہ تمویل کے فریقوں کے مابین تعلقات استوار کرنے کے جائز ذرائع ۶۶۱

۷- تیاری کی خدمات اور ان کا کمیشن ۶۶۲

۸- ڈائریکٹر کی جانب سے ضمانت اور کفال ۶۶۲

۹- کرنسی کی شرح تبادلہ ۶۶۳

۱۰- مشترکہ تمویل سے نکلنا ۶۶۴

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۶۶۴

معیار کی منظوری ۶۶۵

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۶۶۶

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۶۶۸

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے مابین یا اسلامی مالیاتی اداروں اور روایتی بینکوں کے درمیان ہونے والی مشترکہ تمویل کے معاملات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) ''ادارہ/ادارے''کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مشترکہ تمویل کے معاملات پر مشتمل ہے، خواہ وہ تمویل اداروں کے مابین انجام پائے یا اداروں اور روایتی بینکوں کے درمیان، نیز اس میں شریک اداروں کے باہمی تعلقات اور اداروں اور گاہکوں کے باہمی تعلقات کو بھی بیان کیا جائے گا۔

۲- مشترکہ تمویل کی تعریف

مشترکہ تمویل در حقیقت مختلف اداروں کا مجموعی طور پر کسی جائز تمویلی ذریعہ میں شامل ہونے کا نام ہے، جس میں مشترکہ تمویل کے معاملات کا حساب شریک اداروں کے حسابات سے ممتاز رکھا گیا ہو۔

۳- مشترکہ تمویل کے منصوبے

یہ ضروری ہے کہ مشترکہ تمویل کا محل سرمایہ کاری کے ایسے جائز ذرائع ہوں جن میں حرام ذرائع اور خدمات کا کوئی دخل نہ ہو، چنانچہ مشترکہ تمویل کا کلی یا جزوی طور پر حرام ذرائع و خدمات یا سودی تمویل کو بنیاد بنانا جائز نہیں۔

۴- گاہکوں کو فراہم کی جانے والی مشترکہ تمویل کے طریقے

یہ نہایت ضروری ہے کہ گاہکوں کو شرعاً قابلِ قبول ذرائعِ سرمایہ کاری کے ذریعے ہی مشترکہ تمویل فراہم کی جائے، ان میں سے کچھ ذرائع یہ ہیں:

۱/۴ بیع مساومہ ادھار مرابحہ یا قسطوں کی بنیاد پر مرابحہ کا معاملہ

۲/۴ اجارہ یا اجارہ منتہیہ بالتملیک

۳/۴ سلم یا متوازی سلم

noorcentre.com

۴/۴ استصناع یا متوازی استصناع

۵/۴ مضاربہ

۶/۴ پائیدار مشارکہ یا شرکتِ متناقصہ

۷/۴ مزارعت، مساقات یا مغارسہ

۸/۴ سرمایہ کاری صکوک

۵- روایتی بینکوں کے ساتھ مشترکہ تمویل میں اداروں کی شرکت

۱/۵ اوّلین ترجیح اس بات کو حاصل ہے کہ مشترکہ تمویل کا معاملہ اسلامی مالیاتی داروں کے مابین انجام پائے۔

۲/۵ مشترکہ تمویل میں مروجہ بینکوں کی اسلامی مالیاتی اداروں کے ساتھ شرکت میں شرعاً اس وقت تک کوئی حرج نہیں جب تک تمویل اور باہمی شرکت، دونوں جائز اسلامی طریقوں کے مطابق ہوں۔

۳/۵ بہترین صورت یہ ہے کہ مشترکہ تمویل کے معاملے کی قیادت [leed arranger] اسلامی مالیاتی اداروں میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں ہو۔ البتہ شرعاً اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ روایتی بینکوں میں سے کوئی بینک مشترکہ تمویل کی قیادت کرے اور وہ خود ہی یا اسلامی مالیاتی اداروں کے ساتھ مل کر طریقۂ کار اور عملی انتظامات کی شرائط وضع کرے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب عقود، تمویلی منصوبے اور تمویل کا طریقہ شریعتِ اسلامیہ کے بیان کردہ احکامات کے مطابق ہوں۔

۴/۵ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مشترکہ تمویل کا انتظام، عملی نفاذ اور اس کے معاملات کی جانچ پڑتال، مشترکہ تمویل میں شریک اسلامی مالیاتی اداروں کے مجلسِ شرعی کی زیرِ نگرانی ہو۔ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ان نگران مجلسِ شرعی کی مشترکہ کمیٹی بنائی جائے جس کے فیصلے ان تمام شریک اداروں پر لازم ہوں۔

noorcentre.com

۵/۵ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اسلامی مالیاتی اداروں کی طرف سے کسی منصوبے کے صرف ایک حصے کے لیے مشترکہ تمویل پیش کی جائے جبکہ بقیہ حصے کی تمویل دوسرے ذرائع سے روایتی طریقوں پر کی گئی ہو۔ البتہ شرط یہ ہے کہ دونوں تمویلوں کے حسابات، طریقہ قیادت اور انتظام بالکل علیحدہ ہوں۔ یہ بات واضح طور پر معلوم ہے کہ سودی لین دین شرعاً حرام ہے اور جو کوئی اس کا مرتکب ہوگا وہی جواب دِہ بھی ہوگا۔

۶۔ مشترکہ تمویل کے فریقوں کے مابین تعلقات استوار کرنے کے جائز ذرائع

مشترکہ تمویل میں اداروں کا اشتراک درجِ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقے کی بنیاد پر ممکن ہوسکتا ہے:

۱/۶ مضاربہ: یہ اس طرح ممکن ہے کہ شترکہ تمویل کے قائدیا منتظم ادارے کی حیثیت مضارب کی ہو، اور عقدِ مضاربت کی شرائط کے مطابق وہ انفرادی طور پر خود ہی عملی انتظامات کو سنبھالے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"۔

۲/۶ وہ مضاربہ جس میں مضارب کو یہ اجازت حاصل ہو کہ وہ مضاربہ کے مال میں اپنا مال بھی شامل کرسکتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"، شق ۹/۸۔

۳/۶ مشارکہ: وہ اس طرح کہ تمویل تمام ادارے مشترکہ طور پر پیش کریں، اور خسارہ بھی تمام اداروں میں سے ہر ادارہ اپنے حصے کے مطابق برداشت کرے، البتہ منافع کی تقسیم حسبِ اتفاق ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ انتظامات کے لیے تمام ادارے مل کر کوئی مشترکہ کمیٹی تشکیل دے دیں، یا یہ بھی ممکن ہے کہ کمپنی کے انتظامات کسی ایک ادارے کے ہاتھ میں دے دیے جائیں اور اس کے بدلے میں اس کا نفع میں حصہ بڑھادیا جائے یا کوئی مقرر رقم دے دی جائے، البتہ شرط یہ ہے کہ انتظام کا عقد، شرکت کے عقد سے بالکل الگ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"۔

noorcentre.com

۶/۴ متعین اجرت کے عوض وکالت: یہ اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ وکیل بنانے کا معاملہ ایک علیحدہ عقد کے تحت ہو، اور یہ کہ عمل متعین ہو اور مدت مقرّر ہو۔ نیز نفع ہو یا نہ ہو وکیل بہر حال اجرت کا مستحق ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اگر نفع ایک معیّنہ حد سے متجاوز ہو جائے تو وکیل انعام کی صورت میں ایک خاص رقم کا یا نفع میں سے ایک خاص مقدار کا حقدار ٹھہرایا جائے، بشرطیکہ اگر نفع ہو تو ادارے کے اپنے حصے کے بقدر استحقاق میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"۔

۶/۵ وکالت بلا عوض: وہ اس طرح کہ منتظم یا ڈائریکٹر ادارہ انتظامات کا کام بلا عوض انجام دے، اور اگر نفع ہو تو وہ تمام کا تمام تمویل فراہم کرنے والے اداروں کا اپنے حصے کے مطابق ہو اور ان اداروں میں یہ ادارہ بھی شامل رہے گا۔

۷- تیاری کی خدمات اور ان کا کمیشن

۷/۱ منتظم ادارہ جو ابتدائی تیاری کی خدمات انجام دے رہا ہے ان خدمات کے بدلے میں اس کے لیے کمیشن وصول کرنا جائز ہے، مثلاً کام کے لیے امکانیات کا مطالعہ [feasibility studies]، نظام بنانا، شرکاء کو جمع کرنا، عقود کی تیاری اور اس طرح کے دیگر کام، چاہے وہ کمیشن اصل اخراجات کے برابر ہو، اس سے کم ہو یا اس سے زیادہ، اور چاہے انتظامات اس کے ذمہ ہوں یا نہ ہوں۔ (شق ۶/۴ اور شق ۶/۵ کو ملحوظ رکھیں)

۷/۲ محض رابطہ قائم کرنے کا کمیشن لینا جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، اور شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۲/۴/۱۔

۸- ڈائریکٹر کی جانب سے ضمانت اور کفال

۸/۱ مشترکہ تمویل کے نظام کو چلانے والے ادارے کے ڈائریکٹر کا قبضہ، قبضہ امانت ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اصل رقم کا ذمہ دار نہ ہوگا الّا یہ کہ اس کی طرف سے غلطی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی پائی جائے، چاہے ادارے کی حیثیت مضارب کی ہو، شریک کی ہو یا وکیل کی ہو۔

noorcentre.com

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۲۔

۲/۸ ادارہ کا وہ ڈائریکٹر جو مضاربت یا مشارکہ کی بنیاد پر کام کر رہا ہو اس کے لیے اپنے شرکاء کے مدیونین یا ارباب الاموال کے لیے ضمانت دینا جائز نہیں، اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ شرکاء کو ان کے حصوں کی واپسی کی غرض سے کرنسی کی شرح تبادلہ کے اتار چڑھاؤ کی ضمانت دے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۲ اور شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"، شق ۲/۵ "وکالت اور کفالت کو جمع کرنا"۔

۹-کرنسی کی شرح تبادلہ

۱/۹ مشترکہ تمویل کے لیے کسی خاص کرنسی کو متعین کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شریک ادارے اپنے حصے کی رقم مقررہ کرنسی کے علاوہ دوسری کرنسیوں کی صورت میں پیش کریں، البتہ شرط یہ ہے کہ ان کرنسیوں کی قیمت کا تعین ہو، اور وہ اس طرح ہوگا کہ جس دن حصے شامل کیے جائیں، اسی دن کی شرح تبادلہ کی بنیاد پر مشترکہ تمویل کی کرنسی سے ان کا موازنہ کر لیا جائے۔

۲/۹ شریک اداروں میں سے کوئی بھی ادارہ اگر اپنے تمام منافع اور حقوق، مشترکہ تمویل کی کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی میں وصول کرے تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ جس دن منافع اور حقوق کی وصولیابی ہوئی ہے اسی دن کی شرح تبادلہ کی بنیاد پر یہ معاملہ انجام دیا جائے۔

۳/۹ وکیل برائے سرمایہ کاری یا مشارکہ یا مضاربہ کے کسی فریق کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کرنسی کی قیمت کے اتار چڑھاؤ کے خطرے سے متعلق، اسی مشترکہ تمویل کے کسی دوسرے فریق کے حق میں کسی قسم کی ضمانت وغیرہ کا التزام کرے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۹/۳۔

noorcentre.com

۱۰- مشترکہ تمویل سے نکلنا

۱/۱۰ اس بات پر اتفاق کرلینا جائز ہے کہ مشترکہ تمویل کا معاملہ اس طرح بند ہوگا کہ تصفیہ کے وقت سے پہلے اس سے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۲/۱۰ کوئی ادارہ اگر معاملات کے تصفیہ سے قبل کسی اجنبی یا شریک فریق کو اپنا حصہ فروخت کرکے مشترکہ تمویل کے معاملات سے نکلنا چاہے تو عقد کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا کرنا جائز ہے، نیز یہ نکلنا اس قیمت کے ساتھ ہوگا جس پر اس وقت اتفاق ہوا ہو، لیکن یہ تب ہے جب نقد رقم اور دیون، طبعی اشیا، منافع اور مالی حقوق کے مقابلے میں کم ہوں، ورنہ بیع صرف اور دیون میں معاملات کرنے کے احکامات کی رعایت رکھنا ضروری ہوگا۔ حصص قیمتِ اسمیہ پر دینے پر یا منافع کی ایک خاص حد تک ضمانت دینے کے عوض نکلنے کی اجازت پر پہلے سے اتفاقِ رائے کرلینا جائز نہیں۔ اس معاملے میں شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، اور شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات (حصص اور بانڈز)" کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کا اجرا ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

۲۱-۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو مجلسِ شرعی نے دبئی میں منعقد اپنے چودھویں اجلاس میں مشترکہ تمویل کے معیار کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۸-۳ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے دسویں اجلاس میں مشترکہ تمویل کے لیے شرعی معیار کے مسودے کے اجرا کا فیصلہ کیا۔ اور ۷ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے مشترکہ تمویل کے مسودے کی تیاری کی غرض سے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا گیارہواں جو اجلاس ۲۵ - ۲۶ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵-۱۶ اپریل ۲۰۰۴ء کو بحرین میں منعقد ہوا، اس میں شرعی تحقیقاتی کمیٹی نے شرعی مطالعاتی رپورٹ کا جائزہ لیا اور مشیر کو اس بات کا پابند کیا کہ جائزے اور ممبران کے غور و فکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں۔

شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا گیارہواں اجلاس جو دبئی (متحدہ عرب امارات) میں ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا، اس میں کمیٹی نے مشترکہ تمویل کے معیار کے مسودے کا جائزہ لیا اور اور ضروری تبدیلیاں کیں جیسا کہ مشیر سے اس بات کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ جائزے اور ممبران کے غور و فکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں۔

کمیٹی نے ۲۴ - ۲۵ رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۹ - ۱۰ ستمبر ۲۰۰۴ء کو اپنے اجلاس میں دوبارہ معیار کے مسودے کا جائزہ لیا، جائزے اور ممبران کے غور و فکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیوں کو اس کا حصہ بنایا۔

۲۶ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۴ء اور ۳۰ شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء کے درمیانی عرصے میں مکہ مکرمہ میں منعقد مجلسِ شرعی کے گیارہویں اجلاس میں معیار کا مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، اور معیار کے منصوبے کے مسودے میں ترامیم کی گئیں، اور مذکورہ مسودے کو ماہرین

اور متعلقہ حضرات کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تا کہ جلسۂ سماعت میں مسودے پر غور وفکر کے لیے ان حضرات کی آراء بطورِ تمہید سامنے آسکیں۔

noorcentre.com

ایوفی کی جانب سے ۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں ایک جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں تقریباً پینتیس سے زائد مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس سے قبل بھیجے گئے قابلِ اصلاح امور اور اجلاس کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات کی سماعت کی گئی، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ممبران نے اعتراضات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

۱۵-۱۶ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵-۲۶ مارچ کو شرعی معیار پہلی اور دوسری کمیٹی نے بحرین میں منعقد اپنے اجلاس میں جلسۂ سماعت کے دوران اٹھائے گئے اعتراضات کا جائزہ لیا اور اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو مجلسِ شرعی نے دبئی میں اپنے چودھویں اجلاس کا انعقاد کیا اور اسی میں معیار کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مشترکہ تمویل کی مشروعیت

- مشترکہ تمویل کی مشروعیت کی بنیاد درحقیقت مشارکہ کا جواز اور کسی ممنوع چیز کا نہ پایا جانا ہے۔

مشترکہ تمویل کا محل

- اس بات کو ضروری قرار دینے کی بنیاد کہ مشترکہ تمویل کا محل سرمایہ کاری کے ایسے جائز ذرائع ہوں اور میں حرام ذرائع اور خدمات کا کوئی دخل نہ ہو، یہ ہے کہ اس طرح اُن قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ پر عمل ہوجاتا ہے جو سودی معاملات، شرابوں میں معاملات، نشہ آور ادویات، جوا، خنزیر، حرام ذبائح، عصمت فروشی، لہوولعب، اور مجسمے وغیرہ، نیز ناجائز تصرفات مثلاً ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، رشوت، ناپ تول میں کمی اور ممنوع خرید وفروخت کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیتی ہیں الخ۔[1]

مشترکہ تمویل میں روایتی بینکوں کے ساتھ اداروں کی شرکت اور روایتی بینکوں کو مشترکہ تمویل کی قیادت سونپنے کا جواز

- مسلمان کی غیر مسلم کے ساتھ شرکت کا جواز اور اس پر فساد وبطلان کا حکم نہ لگانا الّا یہ کہ وہ شرکت ایسے معاملات پر مشتمل ہو جو شرعاً جائز نہیں، اس کی بنیاد یہ ہے کہ کسی معاملے میں اصل اعتبار اس کی

---

(۱) ممنوع معاملات، اس کی جدید شکلیں، اور ان کی ممانعت کے شرعی دلائل کی مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں احمد محی الدین احمد کی کتاب ”عمل شركات الاستثمارات الاسلامية في السوق العالمية“ یعنی ”عالمی بازار میں اسلامی سرمایہ کاری کمپنیوں کے معاملات“ ص ۲۷ تا ۴۳۔

noorcentre.com

مشروعیت کا ہوتا ہے، چاہے اس معاملے کو انجام دینے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم، یہ وہی بات ہے جس کی منظوری "ندوۃ البرکہ"[1] نے بھی دی، نیز کویت فائنانس ہاؤس کے چوتھے فقہی سیمینار میں بھی یہی رائے اختیار کی گئی تھی (۱۹۹۵)۔ جہاں تک بات آپ ﷺ سے مروی اس حدیثِ مبارکہ کی ہے کہ: "آپ ﷺ نے یہودی اور نصرانی کے ساتھ شرکت سے منع فرمایا ہے الاّ یہ کہ خرید و فروخت مسلمان کے ہاتھوں ہو"،[2] تو اس میں منع کرنے کی جو علت ہے، یعنی سودی معاملہ یا شرعاً باطل عقود، تو یہ علت ایسے احتیاطی اقدامات سے ختم ہوجاتی ہے جو ان کاموں کو روکنے کے لیے کافی ہوں۔ اسی طرح شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ اور احناف کے نزدیک جو کراہت کی علت ہے[3] وہ علت بھی اس باہمی شرکت کے ناجائز معاملات سے خالی ہونے کی صورت میں ختم ہوجاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک تو جو روایتی ادارہ قیادت کر رہا ہے وہ اس بات کا واضح الفاظ میں التزام کرے کہ وہ معاملات کے شرعی احکامات کی پابندی کرے گا، دوسرے یہ کہ مشترکہ تمویل کا ہر ہر مرحلہ مجالسِ شرعیہ کی نگرانی اور ان کے کنٹرول میں ہو۔

ابتدائی تیاری کی خدمات اور ان کی اجرتیں

- ابتدائی تیاریوں کی خدمات کے عوض اجرت (کمیشن) وصول کرنے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ اس کا فائدہ مشارکہ کے تمام شریکوں کو ہوتا ہے اور شرعاً اس میں کوئی خرابی بھی نہیں۔ عوض کا اصل اخراجات کے برابر، اس سے کم یا اس سے زیادہ ہونے یا جس عوض پر سب راضی ہوجائیں اس کا شرعی

---

(۱) فتوے کی عبارت یہ ہے "اس میں کوئی حرج نہیں کہ روایتی بینک اسلامی بینکوں کے ساتھ کسی ایسی مشترکہ تمویل میں شرکت کریں جو اپنے معاملات میں شرعی احکامات کی پابندی کا التزام کرتی ہو بشرطیکہ معاملات کا انتظام صرف روایتی بینکوں کے ہاتھ میں نہ ہو اور نہ شرعی معاملات میں فیصلوں کا اختیار ان کے پاس ہو"۔ قرارداد نمبر ۹/افتاویٰ ندوۃ البرکہ، ص ۱۵۱۔

(۲) ملاحظہ فرمائیں المجموع شرح المھذب ۹۳/۱۴۔

(۳) ابن قدامہ المغنی ۴/۴، النووی المجموع ۵۰۳/۱۳ البھوتی، شرح منتھی الارادات ۳۱۹/۲، المدونہ ۷۰/۵ الکاسانی بدائع الصنائع ۶۱/۶۔

noorcentre.com

جواز یہ ہے کہ یہ ایک جائز شرط ہے۔ "ندوہ البرکہ" (سال ۱۹۹۴) کا فتویٰ اور کویتی فائنانس ہاؤس کے چوتھے فقہی سیمینار (سال ۱۹۹۵) میں بھی یہی فتویٰ دیا گیا ہے۔[1]

- محض رابطہ قائم کرنے کی اجرت کو ممنوع قرار دینے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ تو صرف عقد کرنے کے حق کا عوض ہے، اور عقد کرنے کا حق حقیقت میں صرف ارادہ اور مشیئت ہے، جو کہ معاوضہ کا محل نہیں۔[2]

بینک کے ڈائریکٹر کی ضمانت اور کفالت

- بینک کے ڈائریکٹر صرف غلطی یا کوتاہی کی صورت میں ضامن ہوگا، اس کی بنیاد در حقیقت یہ ہے کہ بینک کا ڈائریکٹر تمویل کے اس کام میں ایک شریک کی حیثیت سے ہے، اور شریک کا قبضہ، قبضۂ امانت ہوتا ہے، جو کہ کسی قسم کے ضمان کا متحمل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس ضمان کی شرط رکھی جا سکتی ہے، کیونکہ اس صورت میں ان اصولوں کی خلاف ورزی لازم آتی ہے جو امانات کے باب میں معتبر شمار ہوتے ہیں۔ البتہ جو دستاویزاتی رپورٹ بینک کے ڈائریکٹر نے تیار کی ہے اس کے اندر کوتاہی، غلطی، فریب یا دھوکہ کی صورت میں وہ جوابدہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اس نے خود ہی ایک ایسا ضرر پیدا کیا ہے جس کا بوجھ اسی کو اٹھانا پڑے گا۔
- وہ بینک کا ڈائریکٹر جو مضاربت یا مشارکہ کی بنیاد پر کام کر رہا ہو اس کے لیے اپنے شرکاء کے مدیونین کے لیے ضمانت دینا جائز نہیں، اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ شرکاء کو ان کے حصوں کی واپسی کی غرض سے کرنسی کی شرح تبادلہ کے اتار چڑھاؤ کی ضمانت دے، اس بات کی بنیاد یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے

---

(۱) ندوہ البرکہ کے فتویٰ کی عبارت یہ ہے: "وہ ابتدائی تیاریاں جو کام کو شروع کرنے والا بینک انجام دیتا ہے، تو اس بینک کے لیے مذکورہ خدمات کا عوض وصول کرنا جائز ہے، چاہے وہ عوض اصل اخراجات کے برابر ہو، اس سے کم ہو یا اس سے زیادہ"۔ کویتی فائنانس ہاؤس کے چوتھے فقہی سیمینار کے فتوے کی عبارت یہ ہے: "وہ ابتدائی تیاریاں جو تمویل کے منصوبے کو پہلی بار پیش کرنے والا بینک انجام دیتا ہے، اس بینک کو پورا حق ہے کہ اس کا ایسا عوض وصول کرے جس پر سب راضی ہوں، چاہے انتظامات اس کے پاس ہوں یا نہ ہوں"۔

(۲) دیکھیے مرابحہ سے متعلق شرعی معیار نمبر ۸ کی شق ۲/۴/۱۔

noorcentre.com

اکثر یہ معاملہ شریک یا مضارب کا بقیہ شرکاء یا ارباب الاموال کو ضمانت دینے کا معاملہ بن جاتا ہے، جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔

- وہ بینک کا ڈائریکٹر جو وکالت کی بنیاد پر معاملات انجام دے رہا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ مدیونین کا کفیل بنے بشرطیکہ یہ کفیل بننا وکالت کے عقد سے ہٹ کر ایک علیحدہ معاملہ ہو، اس بات کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ وکالت اگر کفالت کی شرط سے خالی ہو اور پھر ایک علیحدہ عقد کے ذریعے وکیل ان لوگوں کے لیے کفیل بھی بن جائے جن سے اس کا معاملہ چل رہا ہے تو اس صورت میں وہ وکیل ہونے کی حیثیت سے کفیل نہیں ہوگا، چنانچہ اگر اس کو وکالت سے برطرف کر دیا جائے تب بھی وہ کفیل رہے گا۔

شرحِ تبادلہ

- مشترکہ تمویل میں شریک ادارے اپنے حصے کی رقم مشترکہ تمویل کی کرنسی کے علاوہ دوسری کرنسیوں کی صورت میں پیش کریں البتہ شرط یہ ہے کہ جس دن حصے شامل کیے جائیں اسی دن کی شرح تبادلہ کی بنیاد پر مشترکہ تمویل کی کرنسی سے ان کا موازنہ کر لیا جائے۔ اس کی بنیاد حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: ”میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بقیع کے مقام پر اونٹ فروخت کرتا ہوں، بیچتا دیناروں میں ہوں لیکن اس کی قیمت دراہم میں وصول کرتا ہوں، اور کبھی دراہم میں فروخت کرتا ہوں اور دینار وصول کرتا ہوں، اس کے بدلے میں یہ لیتا ہوں اور اس کے بدلے میں یہ دیتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم اسی دن کی قیمت کے حساب سے لو، اور اس حال میں جدا ہو کے تم دونوں کے درمیان کوئی حساب باقی نہ رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں“۔ [۱] اسی طرح اس میں ایک طرح سے بیع صرف اور حوالہ کا اجلاس ہے، اور اس کو مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نے جائز کہا ہے۔ [۲]

(۱) اس کی تخریج ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے کی ہے، اور ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی اور موافقت کی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما تک موقوفاً روایت کیا ہے، التلخیص الجبیر ۲۹/۳۔

(۲) مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۹/۱۸۴۔

noorcentre.com

- اور یہی حدیث اس شرط کے جواز کے قول کی بھی شرعی دلیل ہے کہ شریک اداروں کے تمام منافع اور حقوق، جس دن نفع تقسیم کیا جائے اس دن کے شرحِ تبادلہ کے اعتبار سے مشترکہ تمویل کی کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی میں دیے جائیں گے۔
- مشارکہ یا مضاربہ کے کسی ایک فریق کا دوسرے فریق کے حق میں شرحِ تبادلہ کے اتار چڑھاؤ کی ضمانت دینے کا عدم جواز اس بنیاد پر ہے کہ اس طرح کرنے سے اکثر یہ معاملہ شریک یا مضارب کا بقیہ شرکاء یا ارباب الاموال کو ضمانت دینے کا معاملہ بن جاتا ہے، جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔

مشترکہ تمویل سے نکلنے کے ضابطے

- اس بات پر اتفاق کر لینے کا جواز کہ مشترکہ تمویل کا معاملہ اس طرح بند ہوگا کہ تصفیہ کے وقت سے پہلے اس سے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی، اس بنیاد پر ہے کہ یہ ایک صحیح شرط ہے جو کہ عقد کے تقاضے کے منافی نہیں، اور نہ یہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر رہی ہے، نیز اس سے کوئی ایسی غرض بھی متعلق نہیں جو لڑائی جھگڑے[1] کا باعث ہو، چنانچہ اس کو پورا کرنا ضروری ہے، کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾[2] (اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو)۔
- مشترکہ تمویل سے خروج کے قیمتِ اسمیہ یا منافع کی ایک خاص حد تک ضمانت دینے پر پہلے سے اتفاقِ رائے کر لینے کے عدمِ جواز کی شرعی دلیل یہ ہے کہ یہ یا تو حقیقتاً ربا ہے یا اس میں ربا کا شبہہ ہے، اور پھر یہ کہ اس میں ایک شریک کی جانب سے دوسرے شریک کے حصے کی ضمانت بھی ہے، نیز یہ صورت منافع کے اندر شرکت کو بھی ختم کرتی ہے، اور یہ سب باتیں شرعاً ممنوع ہیں۔

---

(۱) عقود کی شرائط کے لیے دیکھیے، تبیین الحقائق ۴/ ۴۳، ابن الہمام۔ شرح فتح القدیر ۵/۲۱۵۔ البہوتی کشاف القناع ۳/ ۱۹۳، ۱۹۲۔ النووی المجموع شرح المہذب ۹/۳۶۸، ۳۶۴۔ الخرشی علی مختصر خلیل، ج/۸۱، ۸۰۔

(۲) المائدۃ:۱۔

noorcentre.com

ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا

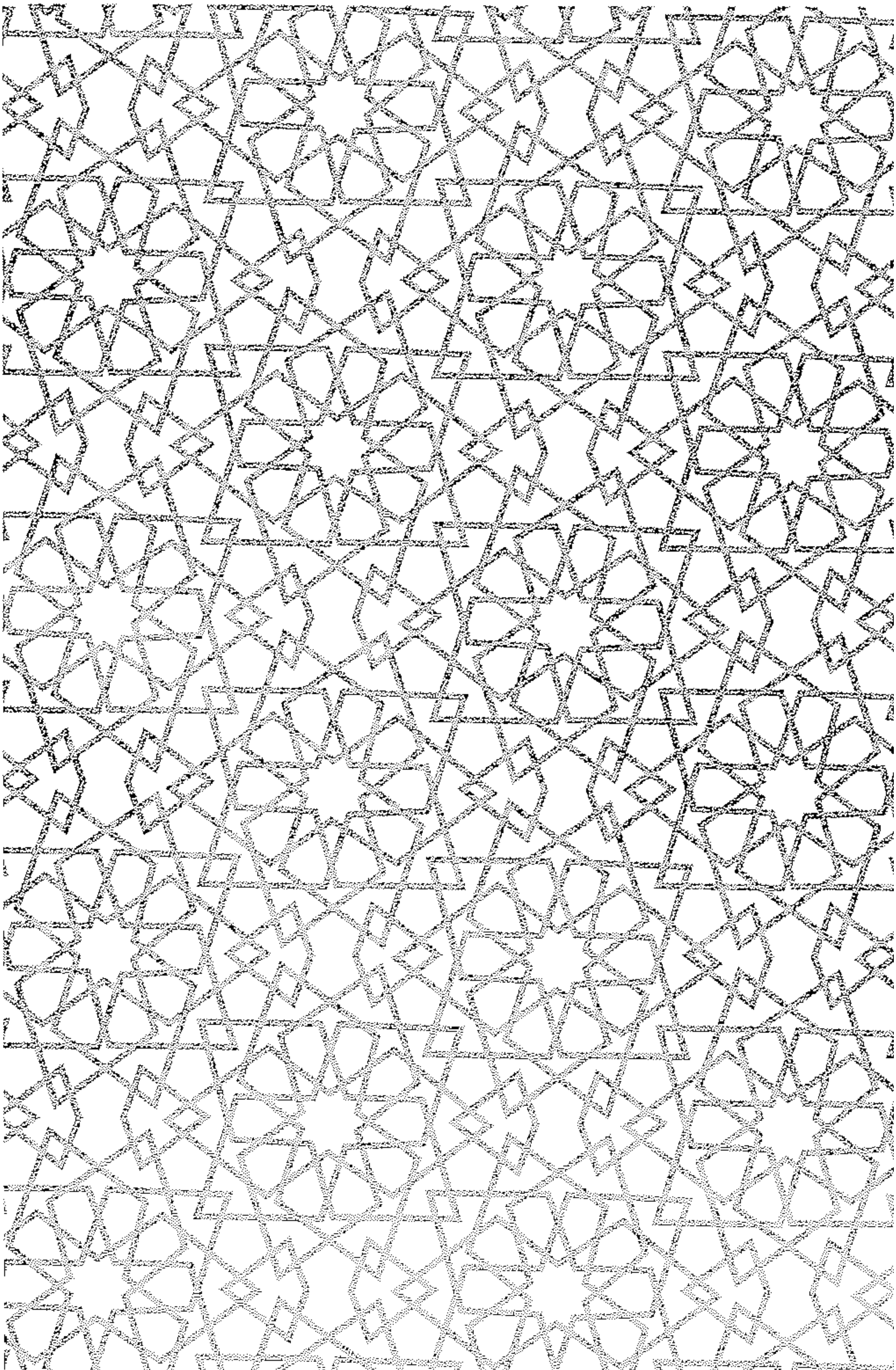

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۶۷۶
معیار کا متن ۶۷۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۶۷۷
۲- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کا مفہوم ۶۷۷
۳- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کا شرعی حکم ۶۷۸
۴- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کے جواز کے ضوابط ۶۷۹
۵- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے میں شریعت کی رخصتیں اور رعایتیں ۶۷۹
۶- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے پر پیشگی اتفاق ۶۸۰
۷- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کی رائج عملی صورتیں اور عمومی احکام ۶۸۲
۸- معیار کے اجرا کی تاریخ ۶۸۳
معیار کی منظوری ۶۸۴
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۶۸۵
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۶۸۷
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۶۹۲

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ایک ہی معاملے میں مختلف عقود / معاہدات کو جمع کرنے کی حقیقت کا بیان ہے۔ نیز عقود کو اس طرح جمع کرنے کی خصوصیات، حکم، ضوابط، پیشگی مفاہمت کے شرعی احکام، اسی طرح اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں اس کی زیادہ اہم اور مروّجہ صورتوں کا بیان ہے۔

والله الموفّق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار لین دین کے ایسے معاملات پر مشتمل ہے جن میں ایک ہی معاملے میں دو یا زائد عقود [contracts] جمع ہوں۔ اس معیار میں ان معاملات کی تعریف، ان کی صورتوں، اُصول و ضوابط، خصوصیات، اور رخصتوں کا بیان ہے۔ نیز یہ معیار پیشگی مفاہمت اور اس کے احکام وخصوصیات پر مشتمل ہے۔اسی طرح عقود کو جمع کرنے کی زیادہ اہم اور مروّجہ صورتوں پر بھی مشتمل ہے۔

۲- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کا مفہوم

۱/۲ یہ دو یا دو سے زائد فریقوں کے درمیان ایسا معاملہ ہے جو دو یا دو سے زائد عقود پر مشتمل ہو۔

عقود کو جمع کرنے کی چار صورتیں ہیں:

۱/۱/۲ کسی ایک عقد میں دوسرے عقد کی شرط لگائے بغیر اور سابقہ مفاہمت کے بغیر انہیں جمع کرنا۔

۲/۱/۲ عقود کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک عقد دوسرے عقد میں مشروط ہو لیکن سابقہ مفاہمت نہ ہو۔

۳/۱/۲ سابقہ مفاہمت کی بناء پر ایک عقد میں دوسرے کی شرط لگائے بغیر جمع کرنا۔

۴/۱/۲ مجلسِ عقد میں حتمی فیصلہ کیے بغیر ایک ہی موقع پر دو عقود میں معاملہ طے کرنا۔

۲/۲ ایک ہی معاملہ میں جمع ہونے والے عقود کی صورتیں

۱/۲/۲ بعض اوقات عقود ایک ہی عوض پر مکمل ہوتے ہیں جیسا کہ اگر کسی کو ایک ہزار

noorcentre.com

دینار کے عوض زمین فروخت کی ہو اور ایک گاڑی ایک مہینے کے لیے کرایہ پر بھی دی ہو۔

۲/۲/۲ بعض اوقات عقود کو دو الگ الگ عوض پر طے کیا جاتا ہے۔ جیساکہ اگر کسی کو گھر ایک ہزار دینار میں فروخت کیا ہو، اور اسے اپنی گاڑی ایک سو دینار میں کرایہ پر دی ہو۔

۳/۲/۲ بعض اوقات بعض عقود کو ایک دوسرے کے ساتھ مشروط کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی سے یوں کہے کہ ”میں نے تمہیں اپنا یہ گھر دس ہزار دینار میں اس شرط پر فروخت کیا کہ میں تم سے یہ گھر ایک ہزار کے عوض دو سال کی مدت کے لیے کرایہ پر لے رہا ہوں یا اس شرط پر کہ تم مجھے اپنی گاڑی دو ہزار میں فروخت کروگے“۔

۴/۲/۲ بعض اوقات عقود کا اجتماع عقود کے ایک ایسے مجموعہ میں ہوتا ہے جو پے در پے اجزا اور یکے بعد دیگرے پائے جانے والے مراحل پر مشتمل تو ہوتا ہے لیکن یہ مجموعہ ایسے نظم کے تحت طے پاتا ہے جس کی رو سے اسے ایک ہی معاملہ شمار کیا جاتا ہے، جس کا ایک متعین مقصد ہوتا ہے اور عاقدین اسی مقصد کو حاصل کرنے کا ارادہ وقصد رکھتے ہیں۔ جیساکہ بہت سے جدید معاملات میں ہوتا ہے۔ اس کی مثال اجارہ منتہیہ بالتملیک، خریدار کے وعدہ پر مرابحہ اور شرکتِ متناقصہ ہیں۔

۳۔متعدّد عقود کو جمع کرنے کا شرعی حکم

ایک ہی مجموعہ میں کسی ایک عقد میں دوسرے کی شرط لگائے بغیر ایک سے زائد عقود کا اجتماع جائز ہے، جبکہ ان میں سے ہر ایک عقد انفرادی طور پر جائز ہو، بشرطیکہ اس میں ممانعت کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو، ورنہ ایسی صورت میں صرف وہی معاملہ استثنائی طور پر ناجائز ہوجائے گا۔

noorcentre.com

۴- عقود کو جمع کرنے کے جواز کے ضوابط

۱/۴ ایسے معاملے میں نہ ہو جس میں جمع کی ممانعت منصوص ہے، مثلاً بیع اور قرض کو [ایک ہی عقد میں] جمع کرنے کی ممانعت۔

۲/۴ اسے سود کا حیلہ نہ بنایا جائے، مثلاً بیع عینہ پر اتفاق یا ربا الفضل کا حیلہ نہ کیا جائے۔

۳/۴ یہ سود کا ذریعہ نہ ہو، مثلاً قرض اور معاوضہ کو جمع کرنا، یا کسی کو کوئی مال اس شرط پر قرضہ کے طور پر دینا کہ قرضدار اسے اپنے گھر میں ٹھہرائے، یا اسے ہدیہ دے، یا اس کا قرض مقدار یا صفت میں اضافہ کے ساتھ واپس کرے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض"، شق ۴/۱۔

۴/۴ ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا ایسے عقود کے درمیان نہ ہو جو باہم ایک دوسرے سے متضاد ہوں، یا ان کے احکام اور تقاضوں میں تعارض ہو، جیسا کہ کسی چیز کا ہبہ، اور جو کو ہبہ کیا گیا اسی کے ہاتھ اسی شے کی بیع، یا ایک چیز کا ہبہ اور اسی چیز کا اجارہ یا عقدِ مضاربت میں مضارِب کو مالِ مضاربت قرضہ کے طور پر دینے کو جمع کرنا، یا ایک ہی بدل کے عوض بیع صرف اور جعالہ، یا سلم اور جعالہ کو جمع کرنا، یا اجارہ اور بیع کو ہائر پرچیز [hire purchase] کے معاملے میں جمع کرنا۔

۵- عقود کو جمع کرنے میں شریعت کی رخصتیں اور رعایتیں

۱/۵ ضابطہ یہ ہے کہ عقود کو جمع کرنے میں جو عقود ضمناً اور تابع ہو کر طے پاتے ہیں، ان میں جن شرعی رخصتوں کو روا رکھا جاسکتا ہے، یہ رخصتیں انہی عقود کو مستقل اور علیحدہ طے کرنے کی صورت میں روا نہیں رکھی جاسکتی ہیں۔ ضمنی اور تابع عقد سے مراد وہ ہے جو معاملہ میں ضمناً یا معاملہ کے اصل مقصد کا ایک معنی میں تابع بن کر آئے کہ دونوں فریقوں نے اس کو معاملہ کا اصل مقصود بنانے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ ان کا تعیّن عرف اور رواج کے مطابق اور پیشہ ور ماہرین کے تجربہ سے ہوتی ہے بشرطیکہ ادارہ کی مجلسِ شرعی اس پر اظہارِ اعتماد کرے۔

noorcentre.com

۲/۵ ضمنی اور تابع عقود میں درج ذیل پانچ خرابیوں میں سے کسی کو بھی گوارا کیا جاسکتا ہے:

۱/۲/۵ مالی عقودِ معاوضہ میں اثرانداز ہونے والا غرر، مثلاً اگر اس کا وجود عقد میں تابع ہوکر پایا جائے، یا کسی عقد کے ضمن میں ہو۔

۲/۲/۵ مالی عقودِ معاوضہ میں اثرانداز ہونے والی جہالت جو موضوعِ عقد میں ضمناً واقع ہو۔

۳/۲/۵ ربا البیع اور صرف کے صحیح ہونے کی شرائط کا مکمل طور پر نہ پایا جانا۔ مثلاً بیع صرف اور حوالہ کو جمع کرنا کہ پھر بیع صرف میں قبضہ کا نہ ہونا معاف ہوگا۔

۴/۲/۵ بیع الکالی بالکالی (یعنی ایک ادھار شے اسی قسم کی دوسری ادھار شے کے عوض بیچنا) جبکہ وہ ضمنی معاملات میں واقع ہو۔ مثلاً کسی ایسی کمپنی کے حصص اُدھار خریدنا جس کے ذمہ واجب الادا قرض ہوں۔

۵/۲/۵ حاجت یا قابلِ ترجیح مصلحت کے وقت معاہدۂ بیع کی صحت کی بعض شرائط کا التزام نہ ہونا، مثلاً ضمنی بیع میں ایجاب اور قبول کا ترک کرنا۔

۶- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے پر پیشگی اتفاق

۱/۶ فقہی اصطلاح میں "پیشگی اتفاق [مواطاۃ]" کا اطلاق متعدد امور پر ہوتا ہے، جن میں سے اہم یہ ہیں:

۱/۱/۶ دونوں فریقوں کا آپس میں واضح طور پر یا اشارے سے طے کرنا کہ وہ جائز عقود میں ربا کا حیلہ یا ربا کے ذریعہ والا معاملہ انجام دیں گے۔

۲/۱/۶ کسی جائز تصرّف یا معاملہ کرنے پر دونوں فریقوں کے درمیان اس امر پر پیشگی اور پوشیدہ اتفاق ہو تاکہ وہ ایسا تصرف یا معاملہ انجام دیں گے جس سے ان کا مقصد کسی شرعی حل (قابلِ قبول حیلہ) تک پہنچنا ہو۔

۳/۱/۶ شق ۴/۲/۲ کے مطابق کسی مجموعہ میں طے ہونے والے عقود سے قبل تمہیدی

مذاکرات کے مرحلہ پر دونوں فریقوں کے ارادوں کے درمیان مطابقت کا پایا جانا۔

noorcentre.com

۲/۶ حقیقت اور فقہی اعتبار سے ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کی تین خصوصیات ہیں:

۱/۲/۶ یہ دونوں فریقوں کے درمیان زمانۂ مستقبل میں عقود کرنے اور وعدے پورے کرنے پر اتفاق ہے۔

۲/۲/۶ اگر عقد میں پیشگی اتفاق [مواطاۃ] کے عقد کا جزء ہونے کی صراحت کردی گئی تو وہ ایسے عقود میں ایک پیشگی شرط کے مرتبہ میں ہوگا، اور اُس عقد میں حلّت وحرمت، صحت اور فساد، اور لزوم اور نفاذ کے شرعی احکام جاری ہوں گے۔

۳/۲/۶ پیشگی اتفاق [مواطاۃ] شرعاً اسی درجہ میں قابلِ نفاذ مانا جاتا ہے جس درجہ میں شرط یا پیشگی شرط قابلِ نفاذ مانی جاتی ہے۔ اور پیشگی شرط عقد کے ساتھ طے ہونے والی شرط ہی کی طرح صحیح اور واجب العمل ہے، بشرطیکہ عقد میں دونوں فریقوں نے اس کا لحاظ رکھنے پر اتفاق کرلیا ہو۔

۳/۶ عقود کو جمع کرنے کے باہمی اتفاق کی متعدّد قسمیں ہیں، جنہیں مجموعی طور پر چار قسموں میں داخل کیا جاسکتا ہے:

۱/۳/۶ ربا کے حیلوں پر پیشگی اتفاق مثلاً بیع عینہ اور اس کے برعکس پر، بیع الوفاء (مبیع کے واپس ملنے کی امید پر بیع) پر، اور ربا الفضل کے حیلہ پر باہمی اتفاق۔ ایسا پیشگی اتفاق شرعاً ممنوع ہے، جس کی وجہ سے وہ عقود بھی فاسد ہیں جن کے ذریعہ سے یہ حیلہ کیا گیا ہو۔

۲/۳/۶ ربا کے طریقے پر پیشگی اتفاق مثلاً قرض اور معاوضہ کو جمع کرنے پر اتفاق، یا اس پر کہ قرض دار، قرض خواہ کو کوئی ہدیہ دے یا لیے گئے قرض سے زیادہ مقدار یا بہتر معیار واپس کرے۔

۱/۲/۳/۶ ایسے پیشگی اتفاق کو شرعاً دو شرائط کے ساتھ ان ذرائع کی ممانعت کا سبب اور بنیاد قرار دیا جائے گا جو کہ اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہیں:

noorcentre.com

اول: اس معاملہ میں عام طور پر جائز معاملے کو ممنوع معاملے کا وسیلہ بنایا جانا بکثرت ہو اور اس ممنوع معاملے کے قصد اور ارادے کی تہمت قوی اور ظاہر ہو۔

دوم: اس معاملہ کی کوئی واقعی حاجت یا قابلِ ترجیح مصلحت نہ ہو۔

۶/۳/۳ شرعی متبادلات یعنی [ناجائز امور سے بچنے کے جائز راستوں] پر پیشگی اتفاق: یہ وہ قابلِ قبول حیلے ہیں، جن کے وسائل کسی شرعی دلیل کے خلاف نہیں ہیں اور ان کی اغراض مقاصدِ شریعت کے مخالف نہیں ہیں اور ان کا نتیجہ کسی خالص یا راجح خرابی کی صورت میں نہیں نکلتا۔ لہٰذا ان کا حکم جواز کا ہے۔

۶/۳/۴ ایسے عقود کو جمع کرنے پر پیشگی اتفاق جو ایک دوسرے کی نقیض اور ضد ہیں ایسا پیشگی اتفاق فاسد اور ممنوع ہے کیونکہ ایسے دو یا دو سے زائد عقود کو جمع کرنا جائز نہیں ہے، جن کے درمیان تناقض، یا تضاد، یا ان کے باہمی تقاضوں اور نتائج میں تعارض ہو، کیونکہ ایسا پیشگی اتفاق ناجائز جمع کا ذریعہ ہے، (دیکھیے شق ۴/۴)۔

۷- ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنے کی رائج عملی صورتیں اور عمومی احکام

۷/۱ رائج مالی معاملات کی نمایاں ترین صورتوں میں سے عقد کے وہ انتظامی مجموعے ہیں جن میں سے ہر ایک مختلف عقود اور وعدوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اور طرفین کے درمیان انہیں معین طریقہ پر مربوط مراحل کے ساتھ انجام دینے پر پیشگی اتفاق ہوتا ہے۔ اس متعین طریقہ کا ہدف اس مصلحت اور غرض کو پورا کرنا ہوتا ہے جسے عاقدین حاصل کرنا چاہتے ہیں، مثلاً خریدار کی درخواست پر کیا گیا مرابحہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک اور شرکتِ متناقصہ۔

۷/۲ تجارت اور بینکوں کے جس عرف کو شرعی اعتبار سے معتبر مانا گیا اسی کے مطابق عقود کو جمع کرنے میں پیشگی اتفاق کی رعایت کو واجب اور طرفین پر لازم قرار دیا جائے گا جبکہ اس

کے عقد کا حصہ ہونے کی صراحت ہو، (دیکھیے شق ۲/۲/۶)۔

noorcentre.com

۳/۷ عقود کے مجموعوں میں شامل وعدوں کو وعدہ کرنے والے فریق پر لازم قرار دیا جائے گا۔

۴/۷ عقود کے مجموعے اپنی ساخت، احکام، تقاضوں اور شرائط میں باہمی عقد کے متعلق شریعت کے عام قواعد کے تابع ہوں گے اور اس اعتبار سے وہ جدید عقود ہی مانے جائیں گے، اور جب تک وہ کسی شرعی دلیل کے خلاف نہ ہوں، انہیں شق ۲/۵ کی رعایت کے ساتھ صحیح، لازم اور ان کے پورا کرنے کو واجب قرار دیا جائے گا۔

۵/۷ عقود کے مجموعوں میں جمع بین العقود کے شرعی ضوابط کی رعایت کی جائے گی اور شق ۴ کے تحت مذکور تفصیل دیکھ لی جائے۔

۶/۷ عقود کے مجموعوں میں ان شرعی رخصتوں پر عمل کیا جاسکتا ہے جبکہ ایسا مجموعہ مستقل اور علیحدہ وجود رکھتا ہو۔ شق ۵ کے تحت مذکور تفصیل دیکھ لی جائے۔

۷/۷ عقود کے مجموعوں میں طرفین میں سے کسی ایک کے اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے اگر کسی فریق کو نقصان پہنچا، وہ فریق حقیقی نقصانات کی تلافی کا ذمہ دار ہوگا۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۸ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۲-۲۸ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶ ستمبر - ۲ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے پندرہویں اجلاس میں "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا" کے معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے دسویں اجلاس میں "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا" کا معیار تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۷ شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے ایک شرعی مشیر کے ذمہ "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا" کے معیار کا مسودہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

بروز جمعہ اور ہفتہ، ۲۶ - ۲۷ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ - ۱۷ اپریل ۲۰۰۴ء شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے بحرین میں منعقد دسویں اجلاس میں کمیٹی نے شرعی تحقیق پر مشتمل مقالہ کا جائزہ لیا، اور مشیر سے مناقشات اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم شامل کرنے کے لیے کہا۔

شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے گیارہویں اجلاس میں جو کہ بروز بدھ، ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء کو دبئی (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہوا، کمیٹی نے "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا" کے معیار کے مسوّدہ کا جائزہ لیا، اور بحث مباحثہ اور ارکان کی آراء کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کے تیرہویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ ۳۰ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے مسوّدہ میں مزید ترامیم کیں، اور مسودہ کو ماہرین کی خدمت میں کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے ان کی رائے سامنے آسکے۔

ادارہ نے ۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر

noorcentre.com

متعلقہ ماہرین شریک ہوئے، جن کی تعداد پینتیس سے زائد تھی۔ جلسۂ سماعت سے پہلے بھیجی ہوئی اور اسی طرح جلسہ میں پیش کی گئی آراء کو سنا گیا۔ شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کے بعض ارکان نے ان آراء کا جواب دیا اور وضاحت فرمائی۔

شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں نے ۱۵-۱۶ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵-۲۶ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں پر منعقدہ اپنے مشترکہ اجلاس میں جلسۂ سماعت میں سامنے آنے والی قابلِ ملاحظہ آراء پر بحث مباحثہ کیا، اور مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۱-۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں منعقدہ اپنے چودھویں اجلاس میں معیار کے مسوّدہ کا جائزہ لیا، اور بحث وتمحیص کے نتیجے میں امور، نیز بعض ارکان کی طرف سے سامنے آنے والے قابلِ غور امور کی روشنی میں مجلسِ شرعی نے معیار کا مسوّدہ تحقیق کے لیے شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے پاس بھیجنا طے کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۲-۲۵ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶-۲۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے پندرہویں اجلاس میں ان ترامیم کا اجتماعی جائزہ لیا جو شرعی معیارات اور مسوّدہ تیار کرنے والی کمیٹیوں نے تجویز کی تھیں۔ اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا، انہیں معیار میں شامل کیا۔ اور اس معیار کی بعض دفعات پر تمام ارکان کے اتفاق، اور بعض پر کثرتِ رائے کی بنا پر اُسے منظور کیا، جس کی تفصیلات مجلسِ شرعی کی روئداد میں محفوظ ہیں۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- جب تک ممانعت کی کوئی شرعی دلیل نہ ہواور ہر ایک عقد انفرادی طور پر جائز ہو تو ایک سے زائد عقود کے ایک معاملہ میں جمع کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ نصوصِ شرعیہ کے دلائل اور شریعت کے عام کلّیات کے تقاضوں کے مطابق اصل یہ ہے باہمی معاملہ کرنے کی آزادی ہواور عاقدین کے تمام متفقہ امور کے مطابق جن کا انہوں نے التزام کیا ہو، اسے پورا کرنا واجب ہو، بشرطیکہ اس میں کسی حرام کو حلال، یا کسی حلال کو حرام کرنا نہ ہو۔[1] علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "عقود اور شرائط میں اصل صحت ہے، سوائے ان عقود اور شرائط کے جنہیں شریعت نے باطل قرار دیا یا ان سے روکا ہے اور یہی صحیح قول ہے"۔[2]
- حنفی، شافعی، اور حنبلی جمہور فقہائے کرام رحمہم اللہ نے صراحت کی ہے کہ ان کے یہاں اُصول، عقود کے مجموعہ کو ان عقود کے افراد پر قیاس کرنا ہے۔ اس لیے جو بھی معاملہ متعدّد عقود سے مل کر بنا ہواور ان میں سے ہر عقد انفرادی طور پر جائز ہو تو اس مجموعی معاملہ کو بھی جائز کہا جائے گا۔[3]
- اسی بنا پر حنابلہ اور شافعیہ نے اپنے زیادہ صحیح [راجح] قول میں اس کی صراحت کی ہے کہ ایک ہی عوض کے بدلے میں دو عقود کو جمع کرنا درست ہے، اگرچہ یہ دونوں اپنے مقصود اور حکم میں ایک دوسرے

---

(۱) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۹/۱۳۲، القواعد النورانیہ الفقہیہ ۱۸۸۔

(۲) اعلام الموقعین ۱/۳۴۴۔ اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی جامع الرسائل (۲/۳۱۷) دیکھ لی جائے۔

(۳) المغنی ۶/۳۹، المجموع: ۹/۳۸۸، شرح السنۃ للبغوی ۸/۶۷

noorcentre.com

سے مختلف ہوں۔[1] اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے دو علیحدہ عوض کے بدلے میں دو عقود کے جمع ہونے کو جائز سمجھا ہے۔[2]

- ذکر کردہ اصول استثناء کی جن صورتوں پر ممانعت کی شرعی دلیل پائی جائے ان کا عدمِ جواز علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی بنا پر ہے "شریعت کے استقراء سے معلوم ہوا کہ جمع ہونے کے بعض حالات میں حکم پر اثر انداز ہونے کی وہ صلاحیت پائی جاتی ہے جو انفرادی حالت میں نہیں پائی جاتی۔ جیسا کہ بیع اور قرض کو جمع کرنے سے ممانعت، نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرنے کی ممانعت یا نکاح میں عورت کو اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ جمع کرنے کی ممانعت"۔[3]
- ایک ہی معاملہ میں ایک سے زائد عقود کے جمع ہونے کی مشروعیت کے ضوابط میں سے پہلے ضابطہ: یعنی اس اجتماع پر کسی شرعی نص میں ممانعت نہ آئی ہو، کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع اور سلف،[4] اور ایک بیع میں دو بیع کرنے،[5] اور ایک صفقہ میں دو صفقہ کرنے[6] سے منع فرمایا ہے۔
- دوسرا ضابطہ، کہ جمع بین العقود ربا کا حیلہ نہ ہو، اس کی دلیل نبی کریم ﷺ سے مروی بیع عینہ کی ممانعت ہے،[7] نیز ربا الفضل کا حیلہ اختیار کرنے کی ممانعت ہے جو نبی کریم ﷺ نے اپنے عامل

---

(۱) کشاف القناع ۳/۴۷۸، البیان للعمرانی ۵/۱۴۸، المجموع شرح المذہب ۹/۳۸۸، تبیین الحقائق ۴/۱۷۴، البدائع ۶/۵۸، اعلام الموقعین ۳/۳۵۴، المبدع ۴/۴۳

(۲) علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظریۃ العقد، ص ۱۹۱، اور الاختیارات الفقہیہ من فتاویٰ ابن تیمیہ، ص ۱۲۲۔

(۳) الموافقات ۳/۱۹۲۔

(۴) علامہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "حدیث حسن صحیح"۔ الموطا ۲/۶۵۷، مختصر سنن ابی داؤد للمنذری ۵/۱۴۴، مسند احمد ۲/۱۷۸، عارضۃ الاحوذی ۵/۲۴۱، مرقاۃ المفاتیح ۳/۳۲۳، نیل الاوطار ۵/۱۷۹۔

(۵) ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اور صحیح ہے"۔ القبس ۲/۸۴۲، مختصر ابی داؤد منذری ۵/۹۸، موطا ۲/۶۶۳، عارضۃ الاحوذی ۵/۲۳۹، سنن نسائی ۷/۲۹۵، نیل الاوطار ۵/۱۵۲ دیکھ لی جائیں۔

(۶) مسند احمد ۱/۱۹۸، نیل الاوطار ۵/۱۵۲، فتح القدیر ۶/۸۱۔ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا احمد رحمۃ اللہ علیہ کے رجال ثقات ہیں۔ (مجمع الزوائد: ۴/۸۴)۔

(۷) مسند احمد ۸۴، ۲/۴۲، سنن کبریٰ بیہقی ۵/۳۱۶، سبل السلام ۳/۱۴، مختصر سنن ابی داؤد للمنذری مع تہذیب السنن لابن القیم رحمۃ اللہ علیہ ۵/۹۹، ۱۰۴۔

noorcentre.com

سے یہ فرمانے کے ذریعہ کی تھی جو عمدہ کھجور کے ایک صاع کو اس سے ہلکے معیار والی کھجور کے دو یا تین صاع کے عوض میں لیتے تھے۔ اُن سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ایسا نہ کرو، ہلکے معیار والی کھجور کو دراہم کے عوض فروخت کر کے دراہم کے بدلے جنیب خریدو"۔ [۱] علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حکم ایک ایسی بیع کا تقاضا کرتا ہے جسے صرف اس وقت منعقد کیا جائے جب پہلی بیع ہو چکی ہو لہٰذا اگر عاقدین نے شروع ہی سے اس پر باہمی اتفاق کر لیا کہ "میں تمہیں بیچوں گا، پھر تم سے خریدوں گا"، تو ان دونوں نے ایک ساتھ دو عقود پر اتفاق کر لیا، ایسی صورت میں دوسرا عقد مستقل طور پر وجود میں آنے والا عقد نہیں ہوگا، بلکہ وہ دونوں فریقوں کے نزدیک ان کے پیشگی اتفاق کے مطابق پہلے عقد کا تتمہ ہوگا، اور حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دو مستقل عقود کا حکم فرمایا ہے جن میں سے کوئی دوسرے کے ساتھ مربوط نہ ہو، اور نہ اس پر مبنی ہو۔ [۲]

- تیسرا ضابطہ، کہ جمع بین العقود ربا کا ذریعہ نہ ہو، اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا قرض اور بیع کو جمع کرنے سے منع فرمانا ہے۔ [۳] نیز فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص نے دوسرے کو مال اس شرط پر قرض دیا کہ قرضہ لینے والا اسے اپنے گھر میں ٹھہرائے یا اسے کوئی ہدیہ دے یا لیے گئے قرضہ سے مقدار یا معیار کے اعتبار سے اچھا واپس کرے، تو یہ فاسد اور ممنوع ہے کیونکہ ہر وہ قرضہ جو دینے والے کے لیے مقروض سے کوئی مشروط نفع لائے، وہ ربا ہے۔ [۴]
- چوتھا ضابطہ، یعنی یہ کہ ایسے عقود کو جمع نہ کیا جائے جن کے احکام اور تقاضوں میں باہم تفاوت یا تناقض پایا جائے۔ اس کی بنیاد قرافی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "عقود دراصل اسباب ہیں کیونکہ وہ اپنے اوپر مرتب

---

(۱) اس کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۹۷/۳، اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۱۲۰۸/۳، اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۲۴۴/۷، کی ہے۔ نیز عارضۃ الاحوذی ۲۴۹/۵، اور الموطا ۶۳۲/۲، دیکھ لی جائیں۔

(۲) اعلام الموقعین ۲۳۸/۳، نیز اغاثۃ اللهفان ۱۰۳/۲، دیکھ لی جائے۔

(۳) اس کی تخریج امام ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، شافعی اور مالک رحمہم اللہ نے کی ہے، جو صفحہ نمبر ۵۴۶ پر گذر چکی ہے۔

(۴) المغنی ۴۳۶/۶، الشرح الکبیر علی المقنع ۴۳۲/۱۲، الذخیرہ ۲۸۹/۵، الکافی لابن قدامہ ۹۳/۲، المبدع ۲۰۹/۴، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳۴/۲۹۔

noorcentre.com

ہونے والے نتائج کے اندر اپنی حکمتوں کی تحصیل کی صلاحیت باہم مناسبت کے ذریعہ رکھتے ہیں اور ایک ہی چیز ایک ہی اعتبار سے دو متضاد یا متناقض چیزوں کے ساتھ مناسبت نہیں رکھ سکتی ہے"۔ (۱)

اس بناء پر دو ایسے عقود کو ایک ہی معاملہ میں جمع کرنا جائز نہیں ہے جن کے درمیان تضادّ یا تناقض یا ان کے تقاضوں اور نتائج میں تعارض ہو۔

- تابع اور ضمنی عقود میں شرعی رخصت وسہولت کی دلیل یہ ہے کہ اس کی بنیاد فقہی قواعد میں بیان کردہ ان قواعد پر ہے "توابع میں وہ رخصت ہوتی ہے جو ان کے علاوہ میں نہیں ہوتی"، (۲) اور "ضمنی میں وہ رخصت ہوتی ہے جو مستقل میں نہیں ہوتی"، (۳) اور "ضمنی ثبوت میں وہ رخصت ہوتی ہے جو اصل میں نہیں ہوتی"، (۴) اور "مقصود بن کر ثابت شدہ امور میں وہ شرائط ہوتی ہیں جو ضمناً اور تبعاً ثابت امور میں نہیں ہوتیں"، (۵) اور "ضمنی عقود میں وہ امور معاف ہوتے ہیں جو مستقل عقود میں معاف نہیں ہوتے"، (۶) اور "ضمناً وہ اُمور ثابت ہوسکتے ہیں جو قصداً ممنوع ہوتے ہیں"، (۷) اور ان جیسے دیگر قواعد۔
- بیع اور اس جیسے مالی معاوضات کے عقود میں مؤثر غرر جبکہ ایسا غرر موضوعِ عقد میں تابع ہو یا جس عقد کے ضمن میں یہ غرر پایا جاتا ہے وہ پورے معاملہ میں تابع ہو۔ اس غرر کے معاف ہونے کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ مبارک فرمان ہے "جس نے کھجور کا درخت اس کے قلم لگنے کے بعد خریدا تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہوگا سوائے یہ کہ خریدار نے شرط لگائی ہو کہ وہ پھل خریدار کا ہوگا"۔ (۸) کیونکہ

---

(۱) الفروق ۳/۱۴۲۔

(۲) مجلہ احکام عدلیہ مادّہ ۵۴، الاشباہ والنظائر للسیوطی، ص ۱۲۰۔

(۳) فتاویٰ الرملی ۲/۱۱۵۔

(۴) بدائع الفوائد لابن القیم ۴/۲۷۔

(۵) بدائع الصنائع ۶/۵۸۔

(۶) المنثور فی القواعد للزرکشی ۳/۳۷۸۔

(۷) ردّ المحتار ۴/۱۷۰۔

(۸) اس کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۵/۴۹ فتح، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰/۱۹۱ میں، شرح النووی، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۲۴۰، نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷/۲۶۰، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۷۴۵، مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۶۱۷، احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۳، ۷۸، ۱۰۲، ۲/۶۱۵۰، ۹، ۵۴ کی ہے۔ اور عارضۃ الاحوذی ۵/۲۵۲، دیکھ لی جائے۔

حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ خریدے ہوئے پھل کے قابلِ استعمال ہونے سے پہلے، جس کے بارے میں اپنے لیے ہونے کی شرط خریدار نے لگائی ہو، اس کا غرر معاف ہونے کا سبب صرف تابع ہونا اور ضمناً ثابت ہونا ہے۔ مالی معاوضات کے عقود کے توابع اور ضمناً پائے جانے والے امور کے غرر کے معاف ہونے پر ان عقود میں پائی جانے والی جہالتِ فاحشہ [صریح لاعلمی] کو بھی قیاس کیا گیا ہے، کیونکہ جہالتِ فاحشہ بھی غرر کے معنی میں ہے۔

noorcentre.com

- ربا البیوع اور کرنسی کی ایک دوسرے کے ساتھ بیع میں، نیز عقدِ صرف کی صحت کی شرائط کے پورا نہ ہونے کی رخصت، جبکہ وہ ضمنی ہو، اصل موضوعِ عقد میں نہ ہو، نبی کریم ﷺ کا یہ مبارک فرمان ہے "جس نے کوئی ایسا غلام خریدا جس کا مال ہو، تو اس کا مال بیچنے والے کا ہوگا، سوائے یہ کہ خریدار نے یہ شرط لگائی ہو کہ مال خریدار کا ہوگا"[1] کیونکہ غلام کو اس کے ساتھ موجود مال سمیت خریدنے والے نے اس مال کو بھی مدِ نظر رکھا ہے، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، اور اس نے اس کے لیے ضمناً ثمن کا ایک حصہ مقرر کیا ہے، اگرچہ اس کی مستقل طور پر صراحت نہ کی ہو۔ اور اس سے اس بات پر حدیث کی دلیل واضح ہوتی ہے کہ بیع صرف کے احکام کی رعایت کے بغیر غلام کے تابع کے طور پر اس کا مال خریدنا جائز ہے۔ نیز اس حدیث سے اس پر بھی دلالت ہوتی ہے کہ مال کے قلیل یا کثیر ہونے اور اس کے معلوم یا مجہول ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔[2]
- بیع الکالی بالکالی [ادھار کی ادھار کے بدلے خرید و فروخت] کے معاف ہونے کی دلیل، جبکہ وہ توابع میں ہو، موضوعِ عقد میں اصل یا مستقل طور پر نہ ہو، یہ حدیث ہے "جس نے کوئی ایسا غلام خریدا جس کے لیے کچھ مال ہو... الخ"، کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں غلام کی بیع اور اس کے مال کی

---

(۱) اس کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۵/۴۹ فتح، اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ۳/۱۱۷۳، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۲/۲۴۰، نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۷/۲۶۱، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۲/۷۴۶، احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ۲/۹، ۷۸۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطا میں ۲/۶۱۱، کی ہے۔ عارضۃ الاحوذی ۵/۲۵۲، دیکھ لی جائے۔

(۲) القبس لابن العربی ۲/۸۰۵، المغنی لابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ ۶/۹۶، الزرقانی علی الموطا ۳/۲۵۳۔

noorcentre.com

شرط لگانے کے جواز کی صراحت کی ہے، اگرچہ اس کا مال کسی کے ذمہ میں ادھار ہی ہو اور قیمت بھی خریدار کے ذمہ میں ادھار ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے اور اس کے اطلاق اور اہلِ مدینہ کے عمل کی بناء پر یہ قول اختیار فرمایا ہے۔ (۱)

- حاجت یا قابلِ ترجیح مصلحت کی بناء پر تابع اور ضمنی عقود میں بعض ارکان یا صحت کی شرائط کے معاف ہونے کی دلیل الاشباہ والنظائر میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت ہے کہ ضمنی بیع میں ایجاب اور قبول (صیغہ) کا ترک معاف ہوتا ہے اور ضمنی بیع میں مستقبل کی طرف نسبت (خرید و فروخت کی بوقتِ تنفیذ کی شرط کا فوت ہونا) بھی اس قاعدہ کی بنا پر معاف ہے کہ "توابع میں وہ امور معاف ہوتے ہیں جو ان کے علاوہ میں معاف نہیں ہوتے"۔ (۲)
- جمع بین العقود پر پیشگی اتفاق کا قابلِ نفاذ ہونے میں اور دیگر احکام میں پیشگی شرط کی طرح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عرف اور اصطلاح میں مواطاۃ یعنی پیشگی اتفاق کی حقیقت یہ ہے کہ دونوں فریق اس بات پر اتفاق کرلیں کہ وہ آئندہ کچھ عقود کریں گے یا وعدے پورے کریں گے۔ اور اسی پر علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اگر دونوں کا کسی امر پر اتفاق ہوجائے، اس کے بعد وہ عقد کا انعقاد مطلقاً کریں، تو اس عقد کو اسی امر پر محمول کیا جائے گا جس پر ان دونوں کا اتفاق ہوا تھا"۔ (۳)
- صحت اور پورا کرنے کے وجوب میں پیشگی شرط کے مقارن شرط کی طرح ہونے کی دلیل لوگوں کا عرف ہے کہ ایسی شرائط میں جن کی صراحت خود عقد میں ہو اور ایسی شرائط جن پر عقد سے پہلے اتفاق ہوگیا ہو، کوئی فرق نہیں ہے، اگرچہ عقد کے وقت ان کی صراحت نہ کی گئی ہو، جب تک کہ عقد ان شرائط پر مبنی ہو اور عاقدین کا ارادہ ان کی رعایت کے لازم ہونے پر متفق ہو۔ اس لیے کہ جس شرط کا بغیر صراحت کے اعتبار کیا گیا ہو اسی شرط کی طرح ہے جس کی صراحت کی گئی ہو۔ اور جو شرط عرف کی وجہ سے ثابت ہو وہ اس شرط کی طرح ہے جس کی صراحت کی گئی ہو اور عقود میں

---

(۱) الموطا مع شرح الزرقانی ۳/۲۵۳۔

(۲) الاشباہ والنظائر للسیوطی، ص ۱۲۰، ۳۷۷۔

(۳) نظریۃ العقد لابن تیمیہ، ص ۲۰۴۔

noorcentre.com

ارادے معتبر ہیں۔ یہ اہلِ مدینہ کا مذہب ہے، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [illegible] ان کی نصوص میں سے مشہور قول ہے اور اسی پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب متقدمین ہیں۔[1]

- ربا کے حیلوں پر مواطاۃ یعنی پیشگی اتفاق کی ممانعت اور فساد کی دلیل ربا کا راستہ اور اس تک پہنچنے کی کنجی ہونا ہے۔ جہاں مقصد حرام اور ممنوع ہو تو اس تک پہنچنے والا وسیلہ بھی اسی طرح ہے کیونکہ "مقاصد کے سقوط سے وسائل بھی ساقط ہوجاتے ہیں"؛ جیساکہ فقہی قواعد میں ہے۔[2]
- ربا کے ذرائع پر پیشگی اتفاق کے ممنوع ہونے کی دلیل سدِّ ذرائع کے قاعدہ پر عمل ہے جس کا مطلب ان مباحات پر عمل کا ممنوع ہونا ہے جو مفاسد اور ممنوعات کا ذریعہ بنتے ہیں۔[3] جب سدِّ ذرائع کے قاعدہ پر عمل کی شرط یہ ہے کہ کسی مشروع چیز کا ممنوع کی طرف وسیلہ بننا عام عادت کے مطابق بکثرت ہو اور تہمتِ قویہ اور ممنوع کا قصد اور ارادہ ظاہر ہو، جیساکہ مالکیہ نے اس کی صراحت کی ہے تو اس میں یہ شرط لگانا لازم ہے۔[4] نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس ذریعہ کی حاجت نہ ہو یا [اس کو اپنانے] کی راجح مصلحت نہ ہو، کیونکہ فقہی قاعدہ ہے کہ "جو امر سدِّ ذریعہ کے طور پر حرام ہو، اس کی حرمت اس امر سے کم تر ہے جو مقصد کے طور پر حرام ہو"۔[5] اور "وسائل میں وہ چیزیں معاف ہوتی ہیں جو مقاصد میں معاف نہیں ہوتیں"۔[6] اور "جو سدِّ ذرائع کے طور پر حرام ہو تو وہ حاجت اور قابلِ ترجیح مصلحت کے وقت مباح ہوتا ہے"۔[7]

---

(۱) اعلام الموقعین ۲۱۲، ۲۴۱، ۱۴۵، ۱۰۵/۳، کشاف القناع ۹۸/۵، بیان الدلیل علی بطلان التحلیل، ص ۵۳۳، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳۶/۲۹، الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ ۱۰۸/۴، المدخل الفقہی العام للزرقاء ۴۸۷/۱، العقود والشروط والخیارات لاحمد ابراہیم، ص ۱۱۷۔

(۲) الفروق للقرافی ۳۳/۲، القواعد الکبریٰ للعز بن عبد السلام ۱۶۱/۱، ۱۶۸۔

(۳) شرح تنقیح الفصول، ص ۴۴۸، الفروق للقرافی ۳۲/۲، القبس ۸۷۶/۲۔

(۴) الموافقات ۱۹۸/۴، المعونۃ للقاضی عبد الوہاب ۹۹۶/۲، عقد الجواہر الثمینۃ ۴۴۱/۲۔

(۵) اعلام الموقعین ۱۴۰/۲۔

(۶) الاشباہ والنظائر للسیوطی، ص ۱۵۸۔

(۷) زاد المعاد ۷۸/۴۔ نیز تفسیر آیات اشکلت لابن تیمیہ ۶۸۲/۲، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۲۹، ۲۲۸/۳۲، ۲۱۵، ۲۱۴/۲۳، اعلام الموقعین ۱۴۲/۲۔

noorcentre.com

- متبادلاتِ شرعیہ [قابلِ قبول حیلوں] پر پیشگی اتفاق کی مشروعیت کی دلیل بہت سے فقہاء محققین کی اس پر صراحت ہے کہ جائز تصرفات میں سے ہر وہ تصرف جسے کسی اچھے اور مباح مقصود تک وسیلہ بنایا جاتا ہو اور ہر وہ تصرف جس سے اللہ تعالیٰ کے مامور کام اور اس کی منع کردہ کسی چیز کے ترک تک پہنچا جاتا ہو اور اس سے گناہ میں پڑنے سے چھٹکارہ حاصل کیا جاتا ہو اور اس کے ذریعہ سے ایسے امر کی طرف رسائی ہو جس میں کوئی معتبر مصلحت یا کوئی مشروع غرض ہو، تو وہ قابل تعریف ہے اور اس کا کرنے والا اور سکھانے والا دونوں ثواب کے مستحق ہیں۔[1]
- اپنے تقاضوں اور نتائج کے اعتبار سے باہم متناقض یا معارِض عقود کو جمع کرنے پر پیشگی اتفاق کے ممنوع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مواطاۃ اس کا وسیلہ ہے اور ایسے عقود کو جمع کرنا جائز نہیں ہے اور شرعاً یہ امر طے شدہ ہے کہ وسائل مقاصد کے اس طرح تابع ہوتے ہیں کہ اگر مقاصد ساقط ہو جائیں تو ان کے وسائل بھی ساقط ہو جائیں گے۔[2] اور فقہی قاعدہ ہے کہ "مقصود کے اعتبار کا سقوط وسیلہ کے اعتبار کے سقوط کا سبب بنتا ہے"۔[3]
- ایسے جدید معاملات جو باہم متعلق اور پے در پے عقود اور وعدوں کے مجموعہ سے ایسی شرائط کے تحت ترتیب دیے جاتے ہیں جو انہیں ایک ایسا معاملہ قرار دیتی ہیں جس کی ساخت میں تبدیلی نہ کی جاسکتی ہو اور انہیں مجموعہ سے علیحدہ کیا جاسکتا ہو، کو معتبر اور واجب العمل ماننے کی دلیل یہ ہے کہ تجارتی اداروں اور بینکوں کا عرف یہی ہے کہ ایسا مواطاۃ دونوں فریقوں پر لازم ہے اور یہ بات بھی کہ اگر ایسے مواطاۃ کے نظم میں کوئی خلل واقع ہو یا اس کا کوئی حصہ قابلِ عمل نہ رہے تو جس مقصد کے حصول کے لیے دونوں فریقوں نے ارادہ کیا وہی فوت ہو جائے گا اور ان میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو اس کے نتیجہ میں بھاری نقصان ہو سکتا ہے۔
- اس بات کی دلیل کہ جو وعدے کسی معاہدے میں شامل ہوں وہ دونوں فریقوں پر لازم ہوتے ہیں، یہ

---

(۱) اغاثۃ اللہفان ۸٦/۲، ۳۸۵، ۳۸۳، ۳۳۹/۱۔

(۲) الموافقات ۲۱۲/۲۔

(۳) القواعد للمقری ۳۲۹/۱۔

noorcentre.com

ہے کہ ایسے وعدے اپنی طبیعت اور فقہی تکییف کے لحاظ سے فقہاء کے راجح قول کے مطابق عقد کے وقت طے ہونے والی شرائط کی طرح ہیں، بشرطیکہ معاملہ ان وعدوں پر مبنی ہو۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ جمہور اہل علم کے نزدیک جو صحیح شرائط عقد کے وقت طے ہوتی ہیں وہ دیانتاً اور قضاءً لازم ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ آج کل کا جو تجارتی اداروں اور بینکوں کا عرف ہے وہ اسی پر چل رہا ہے کہ ایسے وعدے لازم ہیں اور ان کی پاسداری واجب ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو ایسے وعدوں والا معاہدہ غیر یقینی ہوجائے گا اور ایسے غیر یقینی معاملہ کا دونوں فریق قصد نہیں کرتے ہیں۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ذرائع

یہ ایسی اشیا ہیں جو ظاہری طور پر تو مباح ہیں لیکن انہیں کسی ممنوع فعل کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ سدِّ ذرائع کا مطلب ان مباحات کی ممانعت ہے جن کو مفاسد اور ممنوعات کا ذریعہ بنا جاتا ہو۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ تہمت قوی ہو اور اس ممنوع کا قصد اور ارادہ بالکل ظاہر ہو اور عام عادت کے مطابق لوگوں میں ایسا بکثرت ہو۔

توابع

مالی عقود اور معاملات میں تابع اور تبعاً مقصود سے مراد وہ چیز ہے جو اصل مقصود کا تابع ہو یا مقصد کے حصول اور عاقدین کی مراد ہونے میں اصل مقصود کے ساتھ لاحق ہو۔ اس کی پہچان اور تعیین عرف، تعامل اور اختصاص رکھنے والے ماہرین کے تجربہ سے ہوتی ہے۔

صفقہ

یہ باہم طے ہونے والا لازم عقد ہے جس میں کوئی خیار نہیں ہوتا۔

عینہ

یہ خریدار کو ادھار ایک سو (۱۰۰) کے عوض کوئی سامان اس شرط پر فروخت کرنا ہے کہ اس سے وہ سامان نقد اسّی (۸۰) کے عوض دوبارہ خریدے گا۔ یہ درحقیقت سودی قرض کا حیلہ ہے، کیونکہ اس معاملہ میں سامان لغو اور بے معنی ہے، کیونکہ جن اغراض اور مصلحتوں کی وجہ سے بیع کی مشروعیت ہوئی ہے، ان

میں سے اس معاملہ میں کچھ بھی نہیں پایا جاتا۔

noorcentre.com

عینہ (کی دوسری صورت) یہ ہے کہ: کسی غیر کو کوئی چیز ادھار قیمت پر بیچی جائے، اور اسے خریدار کے حوالے کر دیا جائے، پھر فروخت کنندہ قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے اس ثمن کی مقدار سے کم پر اسے دوبارہ خرید لے۔

عینہ کا عکس

یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو نقد قیمت کے عوض کوئی سامان اس شرط پر بیچے کہ وہ فروخت کنندہ خریدار یا اس کے وکیل سے وہ سامان زائد قیمت پر ادھار خرید لے۔

مبیع کے واپس ملنے کی امید پر بیع (بیع الوفاء)

یہ ایسی بیع ہے جس میں فروخت کنندہ کی امید یہ ہوتی ہے کہ فروخت شدہ سامان واپس اس کے پاس آجائے۔ اس کی نمایاں ترین صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے اصل رقم پر اضافہ کے ساتھ ایک میعاد تک قرض لینا چاہے تو آپس میں یہ طے کر لیتے ہیں کہ قرض لینے والا آمدنی دینے والی جائیداد کو قرض دینے والے کے ہاتھ جو کہ صورتاً مشتری بن رہا ہے کو فروخت کر دے اور جب تک یہ جائیداد اس کے قبضہ میں رہے اس جائیداد کی آمدنی قرض دینے والے کو ملتی رہے اور خریدنے والے پر یہ لازم قرار دیا جائے کہ جب بیچنے والا اسے اس جائیداد کی دی ہوئی قیمت واپس کرے تو وہ خریدنے والا اس کو جائیداد واپس کرے۔ اس طرح قرض دینے والا (جو کہ ظاہری طور پر خریدار واقع ہوتا ہے) قرض کا مبلغ مع اس کے اضافہ کے، حاصل کر لیتا ہے جس پر دونوں کا اس ربا کے حیلے کے ذریعے اتفاق ہوا تھا۔

ممنوع حیلہ

یہ وہ جائز عقود اور تصرّفات ہیں جنہیں کسی بُرے اور ممنوع مقصد تک پہنچنے کا وسیلہ بنایا جاتا ہے، جو محرّمات کو حلال کرنے یا واجبات کو ساقط کرنے یا حق کو پلٹ کر باطل بنانے یا باطل کو پلٹ کر حق بنانے وغیرہ جیسے امور پر مشتمل ہوتا ہے، جو کہ حکیم شارع کے مقصود کے منافی ہیں۔

noorcentre.com

شرعی متبادل [قابلِ تحسین حیلہ]

یہ تنگی اور حرج سے نکلنے کا راستہ ہے، جو گناہ سے چھٹکارے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ کسی حلال فعل کے کرنے یا حرام کے ترک، یا حق کے حصول یا باطل کو دور کرنے تک پہنچا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ ایسے کام کی طرف آیا جاتا ہے جس میں کوئی معتبر مصلحت یا جائز غرض ہو۔

تفریق الصفقہ

یہ ایک عقد میں خریدی ہوئی اشیا کو جدا جدا کرنا ہے۔ فقہاء کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ عقد کا حکم پورے موضوعِ عقد پر محیط نہ ہو یا پورے موضوعِ عقد پر محیط تو ہو، لیکن بعد میں پورے پر محیط نہ رہے، تو ایک جمع شدہ سودا جُدا ہو جائے گا۔ اور جب ایک ہی فروخت کنندہ اور ایک ہی خریدار کے درمیان کسی موضوعِ عقد کے ایک ہی عوض پر سودا ہوا ہو اور عوض میں متعدّد موضوعِ عقد کے اجزاء کے لحاظ سے کوئی تفصیل نہ ہوئی ہو، تو سودے کا متفرّق ہونا خریدار کے لیے خیار کا موجِب ہے۔

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۲۶)

اسلامی انشورنس

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۷۰۲
معیار کا متن ۷۰۳
۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۰۳
۲- اسلامی انشورنس کی تعریف اور اس میں اور مروّجہ انشورنس میں فرق ۷۰۳
۳- اسلامی انشورنس کی فقہی حیثیت ۷۰۴
۴- اسلامی انشورنس کے معاہدات سے پیدا ہونے والے تعلقات ۷۰۴
۵- اسلامی انشورنس کے اصول اور اس کی شرعی بنیادیں ۷۰۵
۶- اسلامی انشورنس کی اقسام ۷۰۶
۷- اسلامی انشورنس میں شرکت ۷۰۸
۸- اسلامی انشورنس میں انشورنس ہولڈر کے التزامات ۷۰۸
۹- اسلامی انشورنس پالیسیوں میں شرائط عائد کرنا ۷۰۹
۱۰- کمپنی کے التزامات اور دائرۂ اختیار ۷۰۹
۱۱- معاوضہ ۷۱۱
۱۲- انشورنس کے زوائد ۷۱۲
۱۳- انشورنس پالیسی کا اختتام ۷۱۲
۱۴- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۱۳
معیار کی منظوری ۷۱۴
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۱۵
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۱۷
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۷۲۵

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی انشورنس کے احکام، اس کی خصوصیات، ارکان، بنیادوں اور اقسام کو بیان کرنا ہے اور ان اُصول وضوابط کی تعیین کرنا ہے جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے لیے ضروری ہے۔

واللہ الموفّق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں انشورنس، تکافل، اور ری تکافل کمپنیاں بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اسلامی انشورنس کی تعریف، اس کی شرعی حیثیت، خصوصیات، بنیادوں، ارکان، اقسام اور مروجہ انشورنس اور اسلامی انشورنس کے درمیان فرق پر مشتمل ہے، نیز یہ ان قواعد پر بھی مشتمل ہے، جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے ضروری ہے۔

تاہم یہ معیار حکومت کی جانب سے پیش کردہ اجتماعی انشورنس (mutual insurance) کو محیط نہیں ہے۔

۲- اسلامی انشورنس کی تعریف اور اس میں اور مروّجہ انشورنس میں فرق

وہ لوگ جنہیں کوئی متعین خطرہ درپیش ہو ان کے اس خطرے کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لیے متفق ہونے کے عمل کو اسلامی انشورنس کہتے ہیں۔ اس میں تمام شرکاء بطورِ عطیہ رقم دینے کے التزام [التزام بالتبرع] کی بنیاد پر مخصوص رقم دیتے ہیں، اس طرح ایک انشورنس فنڈ وجود میں آجاتا ہے۔ اس فنڈ کی حیثیت ایک شخصِ قانونی کی ہوتی ہے جس کا مستقل مالی ذمہ ہوتا ہے۔ اس فنڈ کے ذریعے مخصوص ضوابط اور دستاویزات کے مطابق کسی بھی انشورنس ہولڈر کو ہونے والے نقصان کی تلافی کی جاتی ہے۔ یہ فنڈ یا تو چند انشورنس ہولڈرز کے ہاتھ میں ہوتا ہے یا اس کا انتظام ایسی کمپنی سنبھالتی ہے، جو طے شدہ اجرت کے عوض انشورنس کے عملی کاموں کی نگرانی کرتی ہے اور فنڈ کے اثاثوں کو کاروبار میں لگاتی ہے۔

اس کے برعکس روایتی انشورنس ایک مالی عقدِ معاوضہ ہے، جس میں انشورنس کا بنیادی مقصد نفع کمانا ہوتا ہے، لہٰذا اس پر ان عقودِ معاوضہ کے احکام جاری ہوں گے جہاں غرر اثر انداز ہوتا ہے۔ لہٰذا روایتی انشورنس کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً حرام ہے۔

noorcentre.com

۳- اسلامی انشورنس کی فقہی حیثیت

اسلامی انشورنس کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں تمام شرکاء اپنی مصلحت اور سب شرکاء کی حفاظت کے لیے عطیات کی ادائیگی کا التزام کرتے ہیں اور اس مقصد کے لیے عطیات دیتے ہیں جن کے ذریعے انشورنس فنڈ وجود میں آتا ہے۔ اسے انشورنس ہولڈرز پر مشتمل کوئی کمیٹی یا کوئی کمپنی چلاتی ہے جسے [حکومت کی طرف سے] انشورنس کی خدمات انجام دینے کی اجازت دی گئی ہو۔ کمپنی یہ خدمات اجرت کی بنیاد پر وکالت کے تحت انجام دیتی ہے۔ [فنڈ چلانے والی] انشورنس ہولڈرز پر مشتمل کمیٹی یا کمپنی، مضاربت یا وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر انشورنس فنڈ کے اثاثوں کی سرمایہ کاری کرتی ہے۔

۱/۳ انشورنس کا انتظام سنبھالنے والی کمپنی اپنے سرمائے، اس سے حاصل ہونے والے منافع، وکالت کی اجرت، مضاربت کی بنیاد پر انشورنس فنڈ کے اثاثوں کی سرمایہ کاری سے حاصل شدہ منافع میں اپنے طے شدہ متناسب حصے اور وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر (فنڈ کے اثاثوں کی) سرمایہ کاری کے عوض اپنی اجرت کی حقدار ہوتی ہے۔ کمپنی اپنے تمام معاملات پر ہونے والے اخراجات کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری میں انشورنس کے اثاثوں کو کاروبار میں لگانے پر ہونے والے اخراجات بھی شامل ہیں۔

۲/۳ انشورنس ہولڈرز کا فنڈ عطیات، ان سے حاصل ہونے والے منافع، خاص مقصد سے علیحدہ کی جانے والی رقم، یا احتیاطاً [ریزرو کے طور پر] علیحدہ کی جانے والی رقم اور انشورنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم کا حق دار ہوتا ہے۔ انشورنس ہولڈرز انشورنس کے کاموں کو انجام دینے سے متعلق تمام بلاواسطہ اخراجات کے ذمہ دار ہیں۔

۴- اسلامی انشورنس کے معاہدات سے پیدا ہونے والے تعلقات

اسلامی انشورنس میں عقد کے اعتبار سے تین طرح کے تعلقات ہوتے ہیں۔

۱/۴ تمام مالکانِ حصص کے مابین شرکت کا تعلق ہوتا ہے، اس تعلق کی بنیاد پر ایک کمپنی وجود میں آجاتی ہے، جس کی اپنی اساسی دستاویزات [میمورنڈم اور آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن] وغیرہ

noorcentre.com
ہوتی ہیں۔ یہ شرکت کا وہ عقد ہے جس کے تحت کسی کاانتظام چلایا جائے گا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"۔

۲/۴ کمپنی اور انشورنس ہولڈرز کے فنڈ کے مابین انتظام کے حوالے سے وکالت کا تعلق ہوتا ہے اور [فنڈ کے اثاثوں کی] سرمایہ کاری کے حوالے سے ان کا باہمی تعلق مضاربہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری کا ہوتا ہے۔

۳/۴ انشورنس ہولڈرز اور فنڈ کے مابین فنڈ کا حصہ دار بنتے وقت عطیہ کے التزام کا تعلق ہوتا ہے اور نقصان کی تلافی کے وقت انشورنس فنڈ اور جس کے نقصان کی تلافی کی جارہی ہے ان کے درمیان انشورنس فنڈ کی جانب سے نقصان کی تلافی کے التزام کا تعلق ہوتا ہے کہ طے شدہ ضوابط اور متعلقہ دستاویزات کے تحت فنڈ نقصان کی تلافی کرے گا۔

۵- اسلامی انشورنس کے اصول اور اس کی شرعی بنیادیں

اسلامی انشورنس درج ذیل اصول و ضوابط پر قائم ہے، ان اصولوں کو انشورنس کی اساسی دستاویزات وغیرہ میں واضح طور پر مذکور ہونا چاہیے۔

۱/۵ عطیہ کی ادائیگی کا التزام: یہ صراحت ہونی چاہیے کہ شریک (انشورنس ہولڈر) اپنے عطیہ اور اس سے حاصل ہونے والے منافع انشورنس فنڈ کو نقصانات کی تلافی کے لیے عطیہ کے طور پر دیتا ہے، اور (انشورنس ہولڈر) اس کا بھی التزام کر سکتا ہے کہ فنڈ میں حسب ضوابط نقصان پیش آنے کی صورت میں انشورنس ہولڈر اس کو برداشت کرے گا۔

۲/۵ انشورنس کا انتظام سنبھالنے والی کمپنی کے لیے ضروری ہے کہ وہ دو علیحدہ اکاؤنٹس چلائے، ایک تو خاص کمپنی کا ہو [جس سے متعلق] اس کے حقوق اور ذمہ داریاں ہوں؛ اور دوسرا انشورنس ہولڈرز کا ہو [جس سے متعلق] انشورنس ہولڈرز کے حقوق اور ذمہ داریاں ہوں۔

۳/۵ کمپنی انشورنس کا انتظام سنبھالنے میں وکیل ہے، اور انشورنس کے اثاثہ جات کو سرمایہ کاری

noorcentre.com

میں لگانے میں مضارب یا وکیل ہے۔

۴/۵ انشورنس کے اثاثوں اور ان کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے منافع کا حقدار انشورنس فنڈ ہوگا، اسی طرح ان اثاثوں سے متعلق التزامات کو بھی فنڈ برداشت کرے گا۔

۵/۵ طے شدہ اصولوں میں یہ بات بھی طے کی جاسکتی ہے کہ بچ جانے والی رقوم [surplus] کو [شرکاء کی] مصلحت کے مطابق استعمال کیا جائے گا، مثلاً رقم آئندہ کی ضرورت کے لیے محفوظ [reserve] رکھی جائے گی یا عطیہ کی طے شدہ رقم میں رعایت دے دی جائے گی، یا خیراتی کاموں میں دی جائے گی یا ساری بچی ہوئی رقم یا اس میں سے کچھ شرکاء میں تقسیم کی جائے گی، تاہم انتظام سنبھالنے والی کمپنی کا اس بچی ہوئی رقم میں کسی قسم کا استحقاق نہیں ہوگا۔

۶/۵ کمپنی کی تحلیل کی صورت میں انشورنس سے متعلقہ تمام محفوظے [reserves] اور جمع شدہ بچی ہوئی رقم ثواب کے کاموں میں صرف ہوگی۔

۷/۵ بہتر ہے کہ انشورنس کی سرگرمیوں کا انتظام میں انشورنس ہولڈرز کو بھی مناسب قانونی انتظام کے ذریعہ شامل کیا جائے جس سے وہ نگرانی کرنے کا اپنا حق استعمال کرسکیں اور اپنے مصالح کی حفاظت کرسکیں، مثلاً بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ان کی نمائندگی ہو۔

۸/۵ کمپنی اپنی تمام سرگرمیوں اور سرمایہ کاری میں شریعتِ اسلامیہ کے اصول و احکام کی پابندی کرے، خاص طور پر حرام چیزوں، یا شرعاً حرام مقاصد کے لیے انشورنس نہ کرے۔

۹/۵ ایسی مجلسِ شرعی کا تقرر کیا جائے جس کے فتاویٰ کمپنی پر واجب العمل ہوں، اور شرعی نگرانی اور جانچ کے لیے انشورنس کمپنی میں اندرونی طور پر بھی ایک شعبہ قائم کیا جائے۔

۶- اسلامی انشورنس کی اقسام

۱/۶ اشیا کا انشورنس: اس کی بنیاد حقیقی نقصان کا عوض دینا ہے۔ یہ آگ، ہوائی جہاز اور گاڑیوں (کے حادثات)، ذمہ داریوں اور امانت میں خیانت وغیرہ کی صورت میں ہونے والے

noorcentre.com

نقصان کی تلافی پر مشتمل ہے۔(دیکھیے شرعی معیار نمبر(۵) ضمانتیں)۔

۲/۶ افراد کا انشورنس: یہ معذوری اور موت کے خطرے کے لیے کیا جانے والا انشورنس ہے، بعض اوقات اسے تکافل بھی کہا جاتا ہے، اس کے مقابلے میں مروجہ زندگی کا انشورنس ہے۔

۱/۲/۶ معذوری اور موت کے خطرے کا انشورنس درج ذیل طریقے سے انجام پاتا ہے:

۱/۱/۲/۶ انشورنس کا خواہشمند ایک درخواست دیتا ہے، جس میں اس کے وہ تمام ذاتی احوال وصفات، جن کے انشورنس کرانے کے لیے معلوم ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز انشورنس ہولڈر کے حقوق اور اس کی ذمہ داریوں کی تفصیلات بھی درج ہوتی ہیں۔

۲/۱/۲/۶ (انشورنس کے) عطیہ کی مقدار کا تعیّن۔

۳/۱/۲/۶ معاہدے کے مطابق مستفید کو ملنے والے فوائد کی تحدید۔

۲/۲/۶ انشورنس کروانے والے کی وفات کی صورت میں تکافل کی وجہ سے واجب الاداء رقوم کو مجلسِ شرعی کے منظور شدہ ضوابط اور دستاویزات کے مطابق ان افراد یا مقاصد میں صرف کیا جائے گا جنہیں انشورنس ہولڈر کی موت کی صورت میں دینے کی دستاویزات میں صراحت کی گئی ہو۔ اگر مرحوم سرمایہ کاری کے نتیجے میں کسی نفع کا حق دار بنا ہو تو اس نفع کو اس کے ورثاء میں شریعت کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

۳/۲/۶ موت کے خطرے کا انشورنس کرنے کی صورت میں انشورنس کی دستاویز میں یہ صراحت ضروری ہوگی کہ اگر انشورنس ہولڈر کی موت قتل کی وجہ سے ہوئی اور اس قتل میں انشورنس ہولڈر کے نامزد مستحق یا وارث کا ہاتھ ہو تو وارث یا مستحق کا حق ساقط ہوگا۔

noorcentre.com

۷- اسلامی انشورنس میں شرکت

۱/۷ انشورنس کی اقسام میں غیر مسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوسکتے ہیں۔

۲/۷ عطیہ کی رقم شماریات کی کے فن پر مبنی ایکچوئری کے اصول کے مطابق اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے طے کی جاسکتی ہے کہ متوقع خطرہ متغیّر ہے یا غیر متغیّر، [اس امر کی رعایت رکھتے ہوئے کہ] عطیہ کی رقم کا تعیّن خود خطرے کے لحاظ سے، اس کی نوعیت، انشورنس کی مدّت اور انشورنس کی رقم کے تناسب سے ہو۔

۳/۷ جس [نقصان] کے خطرے کا انشورنس کرایا جارہا ہے وہ ایسا ہونا چاہیئے کہ اس کا وقوع ممکن ہو۔ وہ محض انشورنس ہولڈر کے ارادے سے متعلق نہ ہو اور نہ ہی کسی ناجائز امر سے متعلق ہو۔

۸- اسلامی انشورنس میں انشورنس ہولڈر کے التزامات

انشورنس ہولڈر پر درج ذیل امور لازم ہیں:

۱/۸ انشورنس کے تحت آنے والے خطرے کی مکمل معلومات کی فراہمی انشورنس ہولڈر پر لازم ہے نیز معاہدہ ہوجانے کے بعد ایسے نئے حالات کے بارے میں انشورنس کمپنی کو مطلع کرنا بھی لازم ہے، جن حالات کی وجہ سے خطرے کا امکان زیادہ ہوجاتا ہے۔ اگر انشورنس ہولڈر کی جانب سے کسی قسم کی خیانت، دھوکہ دہی یا غلط معلومات کی فراہمی پائی جائے تو وہ جزوی یا کلی طور پر معاوضہ سے محروم ہوسکتا ہے، البتہ اگر غیر ارادی طور پر غلط معلومات کی فراہمی ثابت ہوجائے تو انشورنس ہولڈر درست معلومات کی حد تک معاوضے کا حق دار ہوگا۔

۲/۸ عطیہ کی رقم کو طے شدہ وقت پر ادا کرنا لازم ہے۔ اگر انشورنس ہولڈر عطیہ کی رقم ادا نہ کرے یا ادائیگی میں تاخیر کرے تو انشورنس کمپنی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ انشورنس ہولڈر کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ختم کردے یا اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر کے اسے ادائیگی پر

noorcentre.com

مجبور کرے۔

۳/۸ انشورنس ہولڈر پر لازم ہے کہ انشورنس کمپنی کو انشورنس ہولڈرز کے فنڈ کے وکیل ہونے کی حیثیت سے معاہدہ میں طے شدہ دورانیہ کے اندر انشورنس شدہ نقصان کے وقوع کی اطلاع کرے۔ اگر معاہدے میں دورانیہ طے نہ کیا گیا ہو تو انشورنس ہولڈر پر ایک معقول مدت کے اندر کمپنی کو مطلع کرنا ضروری ہوگا۔ اگر انشورنس ہولڈر نے اطلاع کا عمل انجام نہ دیا تو کمپنی انشورنس ہولڈر سے اس التزام کی خلاف ورزی کی وجہ سے انشورنس فنڈ کو لاحق ہونے والے حقیقی نقصان کے معاوضے کے مطالبہ کا حق رکھتی ہے۔

۹- اسلامی انشورنس پالیسیوں میں شرائط عائد کرنا

۱/۹ انشورنس کے معاہدے میں انشورنس کی مدت سے متعلق خاص شرائط طے کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے، نیز یہ شرط عائد کرنا بھی ممنوع نہیں کہ بعض خاص حالات میں مثلاً جب انشورنس ہولڈر کمپنی کو نقصان کے وقوع کے بارے میں وقت پر مطلع نہ کرے تو انشورنس فنڈ نقصان کا معاوضہ دینے کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔ اسی طرح یہ شرط عائد کرنا بھی ممنوع نہیں کہ تلافی کی متعین مقدار انشورنس ہولڈر برداشت کرے گا وغیرہ۔ انشورنس پالیسی میں ذکر کردہ تمام شرائط کو پورا کرنا واجب ہے بشرطیکہ شریعت کے کسی حکم یا اصول یا معاہدہ کے تقاضوں کے معارض نہ ہوں۔

۲/۹ پالیسی میں نقصان کی تلافی کے حوالہ سے استثنائی حالات طے کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ اس میں انصاف، تحفظِ حقوق اور غیر منصفانہ شرائط سے اجتناب کی رعایت رکھی جائے۔

۱۰- کمپنی کے التزامات اور دائرۂ اختیار

۱/۱۰ کمپنی انشورنس سے متعلقہ تمام عملی کام، مثلاً انشورنس کے معاہدات کی تیاری، عطیات کی وصولی، زرِ تلافی کی ادائیگی اور دیگر تمام تکنیکی کام ایک طے شدہ اجرت کے عوض انجام دے گی، جس کی عقد میں صراحت کی جائے گی، تاکہ انشورنس ہولڈر کو معاہدے پر اس

noorcentre.com

کے محض دستخط کی بنا پر اس امر پر [یعنی کمپنی کو اجرت دینے پر] رضامند سمجھا جاسکے۔

۱۰/۲ کمپنی کی تمام تر کاوشوں کا محور مشترکہ فائدے کا حصول ہوگا اور کمپنی انشورنس فنڈ کے کسی بھی نقصان کی ذمہ دار نہیں ہوگی، الّا یہ کہ وہ نقصان کمپنی کی زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہوا ہو۔

۱۰/۳ کمپنی قائم کرنے پر آنے والے اخراجات، اسی طرح وہ اخراجات جو کمپنی کے ساتھ خاص ہیں وہ کمپنی ہی برداشت کرے گی۔ نیز کمپنی کی اپنی رقوم کی سرمایہ کاری پر آنے والے اخراجات کی ذمہ دار بھی کمپنی ہوگی۔

۱۰/۴ قانونی تقاضوں کے تحت کمپنی کے لیے ریزرو فنڈ میں رکھی جانے والی رقم شیئر ہولڈرز کے حصوں سے منہا کی جائے گی اس میں انہی کا حق ہوگا۔ اسی طرح وہ تمام رقوم جن کا تعلق بنیادی سرمایہ [capital] سے ہو، انہیں بھی کمپنی کے حصہ داروں ہی کے حصوں سے منہا کیا جانا ضروری ہے۔ کمپنی کے حصہ داروں کے لیے انشورنس ہولڈرز کے اموال یا اس کے منافع میں سے کچھ بھی منہا نہیں کیا جائے گا۔

۱۰/۵ انشورنس ہولڈرز کے مفاد کے پیشِ نظر ان کے فنڈ یا منافع سے رقم منہا کرکے علیحدہ [ریزروز کے طور پر] محفوظ کرنا یا انشورنس فنڈ سے متعلق مد کے لیے [بطور provision] رقم مختص کرنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ رقم کمپنی کے حصہ داروں کے پاس نہ جائے۔ کمپنی کے تصفیہ کی صورت میں انشورنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم خیراتی کاموں لگادی جائے گی۔

۱۰/۶ کمپنی واقعہ کے ذمہ دار فریق سے معاوضہ کے لیے رجوع کرے گی، اگر انشورنس شدہ خطرے کا وقوع ایسے شخص کے فعل کی وجہ سے ہوا ہو جس کی باہمی عقد کی رُو سے ذمہ داری ثابت ہو یا اس کی کوتاہی ثابت ہو یا ایسے کسی بھی عمل کی وجہ سے ہوا ہو، جو اس حکم میں ہو۔ ایسی صورت میں کمپنی تمام دعووں اور متعلقہ حقوق میں انشورنس ہولڈرز کی نمائندگی کرے گی اور حاصل ہونے والی رقوم انشورنس فنڈ کی ہوں گی۔

۱۰/۷ جب کمپنی انشورنس ہولڈرز کی رقوم کی سرمایہ کاری مضاربہ کی بنیاد پر کرے گی تو وہ

noorcentre.com

اخراجات برداشت کرے گی جو مضارب برداشت کرتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ") اگر کمپنی ان رقوم کی سرمایہ کاری وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر کرے تو اس پر اجرت کے عوض وکالت کے شرعی احکام جاری ہوں گے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف")۔

۸/۱۰ جب انشورنس کے اثاثے مطلوبہ تلافیوں کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہوں، اور ری انشورنس کمپنی کی جانب سے ملنے والے معاوضے بھی کافی نہ ہوں، تو کمپنی کے لیے جائز ہے کہ انشورنس فنڈ کے لیے جائز تمویل قرضِ حسن کی بنیاد پر دے کر اس کمی کو پورا کرے۔ اور کمپنی کسی سال میں پیش آنے والی کمی کی بنا پر پیدا ہونے والے قرض کو آئندہ سالوں کی زائد رقوم (surplus) سے پورا کرے گی۔ اسی طرح کمپنی انشورنس ہولڈرز سے بھی اس کمی کو پورا کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے، اگر انہوں نے معاہدے میں ایسا کرنے کا التزام کیا ہو۔

۹/۱۰ انشورنس کی سرگرمیوں سے متعلق اخراجات اور فیس انشورنس اکاؤنٹ برداشت کرے گا۔

۱۰/۱۰ کمپنی کے لیے نقصان کا سبب بننے والے فریقوں سے تصفیہ کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، جبکہ یہ تصفیہ انشورنس ہولڈرز کے مفاد میں ہو اور تصفیے کے شرعی اصولوں کے مطابق ہو۔

۱۱- معاوضہ

۱/۱۱ معاہدے میں درج شرائط کے مطابق، نقصان کی قیمت یا انشورنس کی رقم میں سے جو بھی کم ہوگی، وہ انشورنس ہولڈر کو دی جائے گی۔

۲/۱۱ انشورنس ہولڈر کے لیے کمپنی اور نقصان پہنچانے والے فریق دونوں سے معاوضہ لینا ممنوع ہے۔

۳/۱۱ ایک ہی نقصان کے دو یا اس سے زائد معاوضے مختلف انشورنس کمپنیوں سے وصول کرنا

noorcentre.com

ممنوع ہے۔

۴/۱۱ اشیا کے انشورنس کی صورت میں انشورنس ہولڈر کو صرف انہی نقصانات کا معاوضہ دیا جائے گا، جو ضوابط میں ذکر کیے گئے ہوں۔ ان میں وہ ضمنی نقصانات بھی شامل ہوں گے جن کا حقیقی نقصان کے اعتبار سے درست اندازہ لگایا جاسکے۔

۱۲- انشورنس فنڈ میں بچی ہوئی زائد رقم

۱/۱۲ انشورنس فنڈ میں بچی ہوئی رقم انشورنس فنڈ کے اثاثوں کا حصہ ہے اور اس میں معیارِ ہذا کی شق ۵/۵ کے مطابق تصرف کیا جاسکے گا۔

۲/۱۲ اگر زائد رقم انشورنس ہولڈرز کے درمیان تقسیم کی جائے تو درج ذیل طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ کے مطابق تقسیم کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ طریقہ ضوابط میں صراحتاً مذکور بھی ہو۔

۱/۲/۱۲ انشورنس ہولڈرز کے عطیات کے تناسب سے زائد رقم کی تقسیم، اس بات سے قطع نظر کہ کس انشورنس ہولڈر نے اس مالی دورانیہ میں معاوضہ حاصل کیا ہے اور کس نے نہیں۔

۲/۲/۱۲ معاوضہ حاصل کرنے والے انشورنس ہولڈر کو چھوڑ کر صرف ایسے انشورنس ہولڈرز میں زائد رقم تقسیم کرنا جنہوں نے مالی دورانیہ میں بالکل معاوضہ حاصل نہیں کیا۔

۳/۲/۱۲ انشورنس ہولڈرز میں انہیں مالی دورانیہ میں دیے گئے معاوضوں کو منہا کر کے تقسیم کرنا۔

۴/۲/۱۲ کسی بھی ایسے طریقہ سے تقسیم کرنا جس کی کمپنی کی مجلسِ شرعی نے منظوری دی ہو۔

۱۳- انشورنس پالیسی کا اختتام

انشورنس پالیسی درج ذیل حالات میں ختم ہوجاتی ہے:

noorcentre.com

۱/۱۳ انشورنس کی دستاویز میں طے شدہ مدت کا ختم ہو جانا۔ اشیا کے انشورنس کے معاہدے میں یہ صراحت کرنا بھی جائز ہے کہ اگر انشورنس ہولڈر نے مدت ختم ہونے سے پہلے ایک متعین وقت کے اندر کمپنی کو تجدیدِ معاہدہ کا ارادہ نہ رکھنے کی اطلاع نہ دی تو اس معاہدہ کی تجدید از خود ہو جائے گی۔

۲/۱۳ انشورنس ہولڈر یا کمپنی کی جانب سے انشورنس کو ختم کر دینا، بشرطیکہ معاہدے میں دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کو انفرادی طور پر انشورنس ختم کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔

۳/۱۳ اشیا کے انشورنس کی صورت میں انشورنس شدہ شے کا مکمل طور پر ضائع ہو جانا، بشرطیکہ معاہدے کے مطابق معاوضہ کے حوالے سے انشورنس ہولڈر کے حق میں کوئی فرق نہ آئے۔

۴/۱۳ زندگی کے انشورنس کی صورت میں انشورنس شدہ شخص کی وفات، بشرطیکہ معاہدے کے تحت معاوضے پر کے لیے نامزد شخص کے حق میں کوئی فرق نہ آئے۔

۱۴۔ معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۹ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے سولہویں اجلاس میں شرعی معیار "اسلامی انشورنس" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے آٹھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے اسلامی انشورنس کے معیار تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ جولائی ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے اسلامی انشورنس کے معیار کے مسوّدہ کی تیاری کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۲۳-۲۴ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳ - ۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو عمان، ہاشمی مملکت اردن، میں منعقد ہونے والے دسویں اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے اسلامی انشورنس کے معیار کے مسوّدہ پر بحث کی اور شرعی مشیر کو ارکان کے تبصروں اور مشاہدات کے مطابق مسوّدہ میں ترمیم کا کہا گیا۔

۲۵-۲۶ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۵- ۱۶ اپریل ۲۰۰۴ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے گیارہویں اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے ایک بار پھر معیار کے مسوّدہ پر بحث کی اور مزید ترامیم کا مطالبہ کیا۔ کمیٹی نے شرعی مشیر سے ارکان کے تبصروں کے مطابق مسوّدہ پر نظرِ ثانی اور ترامیم کو شامل کرنے کے لیے کہا۔

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء کو دبئی، متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے بارہویں اجلاس میں بحث کا تیسرا دور چلا اور مسوّدہ میں مزید ترمیم کی گئیں۔

۲۶ شعبان - یکم رمضان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰ - ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مکّہ مکرّمہ میں منعقد ہونے والے تیرہویں اجلاس میں نظرِ ثانی شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کو پیش کیا گیا اور اس میں مزید ترمیم کی گئیں۔

۲۱ - ۲۴ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی، متحدہ عرب امارات میں

noorcentre.com

منعقد ہونے والے چودھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مسوّدہ پر بحث کی اور ارکان کے تبصروں کی روشنی میں مسودہ کو مکمل مطالعہ کے لیے شرعی معیارات کی کمیٹی کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔

۴-۵ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸-۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کو منامہ، بحرین میں منعقد ہونے والے سترہویں اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے مسوّدہ کا مطالعہ کیا۔

۲۲-۲۶ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶-۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو مکّہ مکرّمہ میں منعقد ہونے والے پندرہویں اجلاس میں نظرِ ثانی شدہ مسوّدہ کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا، مجلسِ شرعی نے مسوّدہ چند ماہرین کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جلسۂ سماعت میں پیش کرنے سے پہلے ان کی آراء حاصل کی جاسکیں۔

یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو ایوفی نے بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس نشست میں شرکاء کی جانب سے کئی سوالات اٹھائے گئے، جن کے جوابات شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے بعض ارکان نے دیے۔

یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں معیار کا مسوّدہ تیار کرنے والی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں اٹھائے گئے سوالات اور تبصروں پر بحث کی اور ان کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

۷-۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۹ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے سولہویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مسوّدہ کی کمیٹی کی جانب سے پیش کی گئی ترامیم پر بحث کی اور ان میں مناسب تبدیلیاں کیں۔ بعض شقوں کو مجلسِ شرعی کے ارکان نے متفقہ طور پر منظور کیا اور بقیہ شقوں کو اکثریتی رائے کی بنیاد پر اپنایا گیا، جیسا کہ اجلاس کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- تجارتی انشورنس کی حرمت کی دلیل یہ ہے کہ اس میں ممنوعِ شرعی غرر شامل ہے، جیساکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت (۱) کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غرر والی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔
- غرر کی تفسیر میں فقہاء کے کئی اقوال ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ غرر سے مراد وہ عقد ہے جس کا نتیجہ نامعلوم ہو۔ (۲)
- موجودہ زمانے کے بعض فقہاء نے تجارتی انشورنس کو قمار کے مشابہ قرار دیا ہے۔ (۳)
- تجارتی انشورنس کی حرمت پر کئی فقہی مجالس نے قراردادیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے ۱۳۹۸ھ میں منعقد ہونے والے مجمع الفقہ الاسلامی کے پہلے دورہ کی قرارداد ہے، جس میں ۴ اپریل ۱۳۹۷ھ کو ریاض میں منعقد ہونے والے سعودی عرب کے ہیئۃ کبار العلماء کے دسویں اجلاس کی قرارداد کی تاکید کی گئی۔ ایک تیسری قرارداد ۹ (۹/۲) اس مسئلہ پر مجمع الفقہ الاسلامی کی جانب سے پیش کی گئی۔

---

(۱) نہی رسول اللہ عن بیع الغرر۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع ۳/۱۱۵۳، سنن ابی داؤد ۲/۲۲۸ حدیث نمبر ۳۳۶۷، نسائی ۲/۲۱۷، ابن ماجہ ۲/۷۳۹، الترمذی ۲/۵۳۲، الدارمی ۲/۱۶۷، الموطا ۲/۶۶۴، احمد ۱/۳۰۲، ۲/۳۶۷، ۴۳۹، بیہقی ۵/۲۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۱۹۴ القسم الثانی۔

(۲) دیکھیے فتح القدیر کی شرح العنایۃ ۵/۱۹۲، تبیین الحقائق ۴/۴۶، التاج والاکلیل ۴/۳۶۲، فتح العزیز بھامش المجموع ۸/۱۲۷ مطالب اولی النہی ۳/۲۵ قواعد نورانیہ ص ۱۱۶، نظریۃ العقد ص ۲۲۴، الصدیق الضریر کی کتاب القیم عن الغرر و اثرہ فی العقود ص ۵۴۔

(۳) دیکھیے حسین حامد کی کتاب الغرر ص ۷۲۔

noorcentre.com

- تعاونی اور اجتماعی انشورنس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ معاوضہ کی بنیاد پر منعقد نہیں ہوتا، بلکہ باہمی تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور یہ بات فقہاء کے ہاں واضح ہے کہ فقہ مالکی میں عقودِ تبرعات میں غرر کو غیر موثر قرار دیا گیا ہے۔ اس کے جواز پر کئی ایسی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں، جو باہمی تعاون کا حکم دیتی ہیں۔
- اس کے جواز پر جامعہ ازہر کے ذیلی ادارے مجمع البحوث الاسلامی کی جانب سے کئی قراردادیں پیش کی گئی ہیں، اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت ادارے مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی قرارداد پیش کی، جس کا تذکرہ گزشتہ عبارت میں کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی مجمع الفقہ الاسلامی (۲/۹) کی قرارداد بھی اس میں شامل ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "وہ معاملہ جو معاملات کے اسلامی اصولوں کے مطابق ہے وہ تعاونی انشورنس ہے جو عطیہ اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہے"۔ چنانچہ اس کے جواز پر موجودہ زمانے کے فقہاء میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے[۱]۔
- تکافلی انشورنس کے جواز اور تجارتی [روایتی] انشورنس کی حرمت کے مذکورہ بالا اور دیگر اسباب کی بنیادی وجہ ان دونوں میں پائے جانے والے درج ذیل فرق ہیں:
  - روایتی انشورنس عقدِ معاوضہ ہے، جس میں محض انشورنس سے نفع کمایا جاتا ہے، اس پر مالی معاوضات والے احکام جاری ہوں گے جن میں غرر موثر ہوتا ہے، روایتی انشورنس کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً حرام ہے، جبکہ تکافلی انشورنس عطیہ کے التزام کا نام ہے اور اس میں غرر موثر نہیں ہوتا۔
  - اسلامی انشورنس میں کمپنی انشورنس اکاؤنٹ کی وکیل ہوتی ہے، جبکہ تجارتی انشورنس میں کمپنی اصیل ہوتی ہے اور اپنے نام سے معاملات کرتی ہے۔
  - تجارتی انشورنس میں کمپنی انشورنس کی رقم کی ادائیگی کے التزام کے عوض انشورنس ہولڈرز کی رقوم کی مالک بن جاتی ہے، جبکہ اسلامی انشورنس میں کمپنی عطیات کی مالک نہیں بنتی بلکہ تمام عطیات انشورنس فنڈ کی ملکیت ہوتے ہیں۔

---

(۱) الراجحی بینکنگ اور سرمایہ کاری کمپنی کے شرعی مشاورتی بورڈ کا فتویٰ نمبر ۴۰۔

noorcentre.com

- اسلامی انشورنس میں عطیات اور ان کے منافع جو واجبات اور معاوضات کی ادائیگی کے بعد بچ جاتے ہیں وہ انشورنس ہولڈرز کے فنڈ کی ملکیت میں ہوتے ہیں اور انشورنس ہولڈرز میں تقسیم کیے جاتے ہیں، جبکہ تجارتی انشورنس میں اس کا تصور نہیں ہے، کیونکہ وہاں معاہدہ اور قبضہ ہوتے ہی انشورنس ہولڈرز کی رقوم کمپنی کی ملکیت میں چلی جاتی ہیں بلکہ اس زائد رقم کو کمپنی کے نفع میں شمار کیا جاتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں انشورنس کے اثاثوں کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی رقوم مضاربہ کے حصص کی کٹوتی کے بعد انشورنس ہولڈرز کے فنڈ میں جمع ہوتی ہیں، جبکہ تجارتی انشورنس میں یہ رقوم کمپنی کی ملکیت ہوتی ہیں۔
- اسلامی انشورنس کا بنیادی مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا، بلکہ معاشرے کے افراد میں تعاون پیدا کرنا ہوتا ہے، جبکہ تجارتی انشورنس کا بنیادی مقصد ہی نفع کمانا ہوتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں کمپنی کا نفع وہ ہوتا ہے جو وہ اپنے اموال کی سرمایہ کاری سے کماتی ہے یا جو اسے مضاربہ میں مضارب کی حیثیت سے ملتا ہے، کیونکہ اس کی حیثیت مضارب کی ہوتی ہے اور انشورنس فنڈ رب المال ہوتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں حصہ لینے والا اور تلافی کرنے والا حقیقت میں ایک ہی شخص ہوتا ہے، اگرچہ اعتباری لحاظ سے اسے مختلف کہا جائے، جبکہ تجارتی انشورنس میں یہ دونوں یکسر مختلف ہوتے ہیں۔
- اسلامی انشورنس میں کمپنی شریعتِ اسلامیہ کے اصولوں اور نگران مجلسِ شرعی کے فتاوی کی پابند ہوتی ہے، جبکہ تجارتی انشورنس میں شرعی احکام کی پابندی نہیں ہوتی۔
- انشورنس فنڈ سے لے کر ریزرو کے طور پر مختص کی گئی رقوم جو کہ کمپنی کے تحلیل ہونے تک باقی رہتی ہیں، ان کو خیراتی کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے اور شیئر ہولڈرز کو نہیں دیا جاتا، جبکہ تجارتی انشورنس میں ایسی رقوم کمپنی کے شیئر ہولڈرز کو ملتی ہیں۔

noorcentre.com

- اسلامی انشورنس ایسا عقدِ تبرّع ہے جو دونوں فریقوں پر لازم ہوتا ہے، یہ شرعی اعتبار سے 'نہد'[1] یا عطیہ کے التزام کی طرح ہے۔ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ "ہبہ جب معلوم ہو تو جائز ہے، چاہے اس پر قبضہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو"۔ اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہ اقوال مروی ہیں کہ ہبہ صرف قبضہ سے لازم ہوتا ہے۔[2] چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کے ان اقوال میں باہم یوں تطبیق دی کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اقوال کو معاملہ کے لازم ہونے پر محمول کیا اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال کو اس بات پر محمول کیا کہ معاملہ کی تکمیل کے لیے قبضہ ضروری ہے۔ اور یہ حکم سدّ ذریعہ کے طور پر لگایا گیا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔[3] اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ فرمایا، "جو ہبہ دے کر واپس کرلے وہ ایسا ہے گویا کوئی کتا قے کر کے چاٹ لے"۔[4]
- کمپنی کے ضامن نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہے اور اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے کہ وکیل ضامن نہیں ہوتا جب تک اس کی جانب سے کوتاہی، ظلم یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی نہ پائی جائے۔
- شق ۵ میں انشورنس کے بنیادی نظام کی تیاری میں ۱۹ اصولوں کو ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ معاملہ

---

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب الشرکۃ فی الطعام والنھد والعروض (۵/۱۲۸) میں فرمایا ہے کہ مسلمان نہد میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ کچھ ایک کھالے اور کچھ دوسرا، پھر اس پر احادیث نقل کیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری (۵/۱۲۹) فرماتے ہیں کہ النھد، نون کے زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنا زادِ راہ برابر برابر جمع کرتے تھے، لیکن خرچ کرنے میں بعض لوگ دوسروں سے زیادہ کھاتے تھے، پھر جو آخر میں بچ جاتا تھا اسے واپس تمام پر تقسیم کر دیا جاتا تھا اگر اگلے سفر کے لیے جمع کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ یہ بالکل وہی صورت ہے جو انشورنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔

(۲) دیکھیے الموطا ۲/۴۶۸، نصب الرایہ ۴/۱۲۲۔

(۳) بدایۃ المجتہد ۲/۵۳۴۔

(۴) صحیح بخاری ۵/۱۹۰، صحیح مسلم ۱۶۲۲۔

noorcentre.com

میں عطیہ کا عنصر قوی طور پر پیدا کیا جائے اور اسے کمپنی کا بنیادی عنصر بنایا جائے تاکہ یہ انشورنس شرعاً جائز تعاونی انشورنس بن سکے، کیونکہ اس کے بغیر یہ ایسا انشورنس ہوگا جو عطیہ کے بجائے معاوضہ کی بنیاد پر قائم ہوگا اور اس میں غرر موثر ہوگا۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ یہ بنیادی شقیں تعاونی اور تجارتی انشورنس میں اصل فرق کرتی ہیں۔ ان فروق کی وضاحت میں کئی فتاوی جاری کیے گئے ہیں، جن میں اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۲/۱۱)، راجحی کمپنی کے نگران مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۴۲/۳)، فیصل بینک کے مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کردہ فتویٰ اور اردن کی اسلامی انشورنس کمپنی کی جانب سے جاری کیے گئے فتاوی شامل ہیں۔ [(۱)]

- معاملہ کے ارکان اور شرائط کی بنیاد یہ ہے کہ فقہ اسلامی میں دونوں فریقوں پر لازم معاملات میں اصل ہی یہی ہوتا ہے، نیز انشورنس کے معاملہ کی خاصیت کی بنیاد پر ارکان و شرائط طے کیے گئے ہیں۔
- انشورنس کار اور انشورنس ہولڈر کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا ضروری ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنا معاملے کے لازم ہونے اور بیمہ کے معاملہ کو عقدِ لازم قرار دینے کا تقاضا ہے، عقد میں طے شدہ شرائط کی پابندی ضروری ہے، جبکہ وہ شرائط قرآن وسنّت کے خلاف نہ ہوں۔ اس پر کئی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں کہ معاملات اور شرائط کی پابندی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو! اپنے معاملات کی پاسداری کرو"۔ [(۲)] اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں"۔ [(۳)]
- کمپنی اور انشورنس فنڈ کے مابین انتظامی تعلق اجرت کی بنیاد پر بھی ہوسکتا ہے اور بغیر اجرت کے بھی، اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ وکالت کا معاملہ ہے اور اس پر اجماع ہے کہ وکالت اجرت لے کر اور بغیر

---

(۱)　دیکھیے فتاویٰ التامین ط۔ دلۃ البرکہ گروپ ڈاکٹر عبدالستار ابوغدۃ اور ڈاکٹر عزالدین محمد خوجہ ص۹۹۔۱۰۷۔

(۲)　﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ سورۃ المائدۃ:۱۔

(۳)　امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو یقین کے الفاظ کے ساتھ تعلیقاً نقل کیا ہے، فتح الباری (۴/۴۵۱)، الترمذی مع تحفۃ الاحوذی (۴/۵۸۴) میں اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے۔

noorcentre.com

اجرت کے بھی کی جاسکتی ہے۔ اس موضوع پر جاری کردہ فتاویٰ میں اسلامی معاشیات پر ہونے والا البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲) مکہ مکرمہ کی رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی کا فتویٰ نمبر ۱۹۶ اور سعودی عرب کی ہیئۃ کبار العلماء کا جاری کردہ فتویٰ نمبر ۵۱ شامل ہے۔

- کمپنی انشورنس فنڈ کے اموال کو کاروبار میں لگا سکتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ مضاربہ کا معاملہ ہے جس کے جواز پر فقہاء کا اجماع ہے، لہٰذا نفع میں دونوں فریقوں کے حصوں کا تناسب طے کرنا ضروری ہوگا اور انشورنس فنڈ نفع میں اپنے حصے کا حق دار ہوگا، جیسا کہ فیصل بینک کے مجلسِ شرعی نے اس بارے میں فتویٰ جاری کیا ہے[1]، نیز البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲) اور مضاربہ کے موضوع پر معیار نمبر ۱۳ بھی اس میں شامل ہیں۔
- عمومی صورت میں شرائط کی پابندی ضروری ہے، بشمول اس شرط کے کہ کمپنی انشورنس فنڈ کو قرضِ حسن دے گی، اس کے لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے وعدہ کی پابندی ہے جو دونوں فریقوں میں سے ایک کے لیے لازم ہوتا ہے اور یہ بعض معتبر فقہاء کی رائے ہے، جو کہ قرآن وسنّت اور صحابہ کے اقوال پر مبنی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اپنے معاملات کی پاسداری کرو" کہ یہاں ہر وہ التزام مراد ہے جس کی پابندی کا وعدہ کسی شخص کی جانب سے کیا گیا ہو اور وعدوں، معاملات اور عہد کی پابندی کے واجب ہونے پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں"۔[2] نیز اس حوالے سے کئی مجالس فقہیہ اور مجلس شرعی نے قراردادیں پیش کی ہیں جن میں مجمع الفقہ الاسلامی[3] کی قرارداد نمبر ۴۰/۴۱ (۲۔۳/۵) اور اردن کی اسلامی انشورنس کمپنی کا فتویٰ شامل ہے۔[4]
- شواہد پیش کرنے کی ذمہ داری انشورنس ہولڈر پر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے عمومی قواعد کی

---

(۱) دیکھیے چاروں فقہ کی کتابوں میں کتاب المضاربہ، اور موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں مصطلح المضاربہ۔

(۲) دیکھیے مبداء الرضائی العقود ۲/۱۱۶۱۔

(۳) دیکھیے مجلہ المجمع اجراء نمبر ۵ (۲/۷۵۴۔۹۶۵)۔

(۴) فتاویٰ التامین ص ۱۰۶۔

noorcentre.com

رو سے گواہ پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے اس پر قرآن وسنت کے دلائل اور اہلِ علم کے دلالت کرتے ہیں۔ اس کے حق میں البرکہ گروپ کے متحدہ مجلسِ شرعی نے بھی فتویٰ نمبر (جاری کیا ہے۔

- اسلامی انشورنس کی دونوں اقسام کے جواز کے دلائل وہی ہیں جو ابھی تک ذکر کیے گئے اور اس میں کئی فتاویٰ بھی جاری کیے گئے ہیں، جن میں البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۲ میں جاری کردہ نمبر (۹/۲) اور مجلس نمبر ۱۰ میں جاری کیا گیا فتویٰ نمبر (۵/۳/۱۰) شامل ہے، اسی طرح بینک اسلامی، فیصل اسلامی، کویت فائنانس ہاؤس، اسلامی بینک قطر اور اسلامی انشورنس کمپنی کے فتاو شامل ہیں[۱]۔
- انشورنس سے متعلقہ خاص احکامات کی دلیل شریعتِ اسلامیہ کے وہ عمومی اصول ہیں جو شریعہ تمام معاملات میں ضروری قرار دیے ہیں، مثلاً دھوکہ اور خیانت سے گریز، معاہدے میں طے وقت کی پابندی وغیرہ۔ معاوضہ سے متعلقہ شرعی احکام، اور مزید ان کے حوالے سے بھی راب اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی، ہیئۃ کبار العلماء، اسلامی بینکوں کے مجلسِ شرعی اور ا انشورنس کمپنیوں کے مجالسِ شرعی نے فتاویٰ جاری کیے ہیں[۲]۔
- کمپنی کے دائرہ کار کو بنیادی نظام کی دستاویزات اور معاہدے کی دستاویزات نیز معاملات کے بنیادی اصول وضوابط، انشورنس کے رائج نظام کا عرف اور مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کردہ طے کرتے ہیں۔
- کمپنی اور انشورنس ہولڈرز کے مابین تعلق کی بنیاد کمپنی کے بنیادی نظام کی دستاویز ہے، جس میں ہوتا ہے کہ کمپنی کا انشورنس ہولڈرز سے وکالت کا تعلق ہوگا، چاہے اجرت کے عوض ہو یا بلا اور انشورنس کے اثاثوں کی سرمایہ کاری کے لیے مضاربت کا تعلق ہوگا۔

---

(۱) فتاوی التامین ص ۱۹۳-۲۰۶۔

(۲) گذشتہ حوالہ۔

noorcentre.com

- معاوضہ کی دلیل عمومی قواعد ہیں، مثلاً: ”نہ نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی نقصان برداشت کیا جائے“[1] اسی طرح فقہ اسلامی کے وہ عمومی قواعد، جن کا تقاضا یہ ہے کہ عملی نقصان کا غیر جانبداری سے عوض دیا جائے، نیز تعاونی معاملہ جو تبرّع کی بنیاد پر قائم ہو اس کی طبیعت بھی معاوضہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۰ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر ۳، اسلامی بینکوں کے مجلسِ شرعی اور اسلامی انشورنس کمپنیوں کے مجالسِ شرعی کے جاری کردہ فتاویٰ اسی کے حق میں ہیں۔[2]
- انشورنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم پر تعاون کی بنیاد پر قائم معاملہ کی طبیعت دلالت کرتی ہے، نیز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی اس کی دلیل ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔[3]
- معاملہ کے ختم ہوجانے کی دلیل یہ ہے کہ انشورنس کا معاملہ طے شدہ وقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور طے شدہ وقت گزرنے کے ساتھ معاملہ ختم ہوجاتا ہے، جیسا کہ اجارہ میں ہوتا ہے، اسی طرح جب انشورنس شدہ شے ضائع ہوجائے تب بھی معاملہ ختم ہوجاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں معاملہ کا محل باقی نہیں رہتا۔

---

(۱) یہ حدیث ہے جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطا ص: ۴۶۴ میں کتاب الاقضیہ کے تحت روایت کیا ہے۔ مسند احمد ۱/۳۱۳، ۵/۳۲۷، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۷۸۴۔

(۲) فتاویٰ التامین ص ۱۵۳۔

(۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض (۵/۱۲۸) میں فرمایا ہے کہ مسلمان نہد میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ بعض ایک کھالے اور کچھ دوسرا پھر اس پر احادیث نقل کیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری (۵/۱۲۹) فرماتے ہیں کہ النہد، نون کے زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنا زادِ راہ برابر برابر جمع کرتے تھے، لیکن خرچ کرنے میں بعض لوگ دوسروں سے زیادہ کھاتے تھے، پھر جو آخر میں بچ جاتا تھا اسے واپس سب میں تقسیم کردیا جاتا تھا یا اگلے سفر کے لیے رکھ دیا جاتا تھا، یہ بالکل وہی صورت ہے جو انشورنس کے زوائد کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

قسط

اس سے مراد رقم اور اس کے منافع کی وہ مقدار ہے جو انشورنس ہولڈر انشورنس فوائد کو حاصل کرنے کے لیے بطورِ عطیہ دیتا ہے۔

انشورنس کی رقم

وہ رقم جو انشورنس کمپنی انشورنس اکاؤنٹ سے اس خطرہ کے واقع ہونے پر ادا کرتی ہے جس کے لیے انشورنس کرایا گیا ہوتا ہے۔

انشورنس شدہ خطرات

یہ متوقع حادثات ہیں جو شرعاً قابلِ قبول ہوں۔

تجارتی انشورنس

یہ انشورنس ہولڈر اور انشورنس کے تکنیکی ادارے کے مابین ہونے والا ایسا معاہدہ ہے، جس میں فریقِ اول ایک مخصوص رقم مختلف قسطوں میں یا ایک ہی دفعہ میں ادا کرتا ہے، جس کے عوض فریقِ ثانی اس کے کسی ایسے نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لیتا ہے جس کی تلافی قانوناً ممکن ہو۔ اس نقصان کے واقع ہوجانے کی صورت میں انشورنس کمپنی انشورنس ہولڈر کو مخصوص مالی معاوضہ ادا کرتی ہے۔ (شق ۷۴۷ قانونِ مصر، شق ۷۷۳ قانونِ کویت، شق ۹۸۳ قانونِ عراق)

noorcentre.com

نی انشورنس

یہ ایک اجتماعی انشورنس کا معاملہ ہے جس میں ہر شریک ایک مخصوص رقم بطورِ عطیہ دینے کا التزام ہے، جس کے عوض کسی بھی شریک کو ہونے والے مخصوص نقصان کی تلافی کی جاتی ہے۔

امی انشورنس

یہ تعاونی انشورنس کی ایک شکل ہے جس میں ہر قسم کے نقصانات کی تلافی کی جاتی ہے اور اسے شرعی وں کی پابند ایک کمپنی چلاتی ہے۔ یہ تعاونی انشورنس سے یوں مختلف ہے کہ تعاونی انشورنس میں کسی قسم کے افراد کے نقصانات کی تلافی کی جاتی ہے، مثلاً تاجروں، بحری جہازوں وغیرہ کے نقصانات۔ یہ لحاظ سے بھی مختلف ہے کہ اس میں شرعی احکامات کی پابندی کا التزام کیا جاتا ہے، نیز عطیہ کی ادائیگی سے تہ بعض تکنیکی پہلوؤں کے اعتبار سے بھی یہ تعاونی انشورنس سے مختلف ہے، کیونکہ تعاونی انشورنس میں ات کی رقم ابتداء میں متغیر ہو سکتی ہے جبکہ اسلامی انشورنس میں عطیات کی رقم مخصوص ہوتی ہے کیونکہ ی مقدار دقیق تحقیقات کے نتیجہ میں مقرر کی جاتی ہے۔

فلی انشورنس، زندگی انشورنس کا متبادل

انشورنس کی اس قسم میں افراد یا جماعتوں کی موت، معذوری، چوٹ، بیماری وغیرہ کے خطرات کی کی جاتی ہے، طے شدہ نقصان کی صورت میں معاہدے کے مطابق انشورنس ہولڈر یا اس کے نامزد شخص اوضے کی رقم ادا کی جاتی ہے۔

جانے والی رقم

اس سے مراد انشورنس ہولڈرز کے عطیات، منافع اور ریزرو [reserve] رقوم سے اخراجات معاوضوں کی ادائیگی کے بعد بچ جانے والی باقی ماندہ رقوم ہیں، اس کو منافع شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے رنس فنڈ میں بچ جانے والی رقم کہا جاتا ہے۔

noorcentre.com

ر

جس کا نتیجہ چھپا ہوا ہو یا نا معلوم ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جس کے وقوع اور عدم
ع، حصول اور عدمِ حصول دونوں کے امکان برابر ہوں[1]۔

ورنس ہولڈر/شریک

وہ شخص جو انشورنس پالیسی میں شمولیت اختیار کرتا ہے اور انشورنس لے کر معاہدے پر دستخط کرتا
، اور اس کی تمام شرائط کا التزام کرتا ہے۔ اسے انشورنس شدہ شخص یا انشورنس پالیسی ہولڈر بھی کہا جاتا
ہے۔

ورنس فنڈ

وہ فنڈ جسے انشورنس کمپنی بناتی ہے، اس میں انشورنس ہولڈرز کے عطیات، منافع اور محفوظ رقوم
ں جاتی ہیں۔ اس فنڈ پر باقاعدہ مالی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور یہ اپنے نفع نقصان کا مالک ہوتا ہے اور کمپنی اس
، تمام معاملات کی نمائندگی کرتی ہے۔ اسے انشورنس فنڈ، انشورنس ہولڈرز کا اکاؤنٹ، انشورنس ہولڈرز
نڈ یا شرکاء کا پورٹ فولیو بھی کہا جاتا ہے۔

(۱) دیکھیے دلۃ البرکہ کی شائع شدہ الصدیق الضریر: الغرر ص ۵۳۔

noorcentre.com

2

شرعی معیارات

شرعی معیارات کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

Shariah Standards
27 to 58

(Vol. 2 of 2)

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI

هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

②

شرعی معیارات

(Vol. 2 of 2)

شرعی معیارات برائے اسلامی مالیاتی ادارے کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

Shariah Standards
27 to 58

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے

AAOIFI

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

فہرست

۲۷- اشاریہ جات ۷۳۱

۲۸- اسلامی بینکوں کی خدمات وسہولیات ۷۴۷

۲۹- ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب ۷۵۹

۳۰- تورُّق ۷۷۹

۳۱- مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے ۷۹۳

۳۲- ثالثی ۸۱۵

۳۳- وقف ۸۳۷

۳۴- افراد کو اجرت پر رکھنا ۸۶۷

۳۵- زکوٰۃ ۸۹۳

۳۶- مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر ۹۳۵

۳۷- کریڈٹ ایگریمنٹ ۹۵۱

۳۸- آن لائن مالی معاملات ۹۷۵

۳۹- رہن اور اس کی جدید تطبیقات ۹۹۹

۴۰- مضاربت پر مبنی سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم ۱۰۲۵

۴۱- اسلامی ری انشورنس ۱۰۵۱

۴۲- مالی حقوق اور ان میں تصرّف ۱۰۷۹

۴۳- دیوالیہ ہونا ۱۱۰۵

۴۴- سیال سرمایہ - حصول اور استعمال ۱۱۲۷

۴۵- اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت ۱۱۴۱

۴۶- وکالت برائے سرمایہ کاری ۱۱۵۹

۴۷- مالیاتی معاملات میں نفع کے تعین کے اصول ۱۱۷۷

۴۸- بھروسے پر مبنی خیارات ۱۱۸۹

۴۹- وعدہ اور دوطرفہ وعدہ ۱۲۰۳

۵۰- درختوں کی آبپاشی ۱۲۱۹

۵۱- سلامتی کے خیارات ۱۲۴۱

۵۲- سوچ وبچار کے خیارات ۱۲۵۷

۵۳- عربون [بیعانہ] ۱۲۷۵

۵۴- شرط کے تحت عقود فسخ کرنا ۱۲۹۱

۵۵- مقابلے اور انعامات ۱۳۰۵

۵۶- سرمایہ کاری کے منتظم پر ضمان ۱۳۲۵

۵۷- "سونا" اور اس کے متعلقہ اصول وضوابط ۱۳۴۳

۵۸- فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری ۱۳۷۵

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۲۷)

اشاریہ جات

[Indices]

فہرست

دیباچہ ۷۳۲

معیار کا متن ۷۳۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۳۳

۲- اشاریہ کی تعریف اور اس کے اہم استعمالات ۷۳۳

۳- اشاریہ جات کے حساب کی بنیادیں اور ان کی خصوصیات ۷۳۴

۴- اشاریہ جات کی اقسام ۷۳۵

۵- اشاریہ جات کو استعمال کرنے کے جائز طریقے ۷۳۶

۶- اشاریہ جات کو استعمال کرنے کے ناجائز طریقے ۷۳۸

۷- اسلامی اشاریہ بنانے کے اصول ۷۳۸

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۳۹

معیار کی منظوری ۷۴۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۴۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۴۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۷۴۵

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اشاریہ جات کی تعریف، ان کی حقیقت، ان کی کارکردگی، ان کے مختلف استعمالات کے شرعی احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ان اشاریہ جات کو استعمال میں لانے کے امکانات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اشاریہ جات کی تعریف، ان کے حساب کی بنیادیں، ان کی اہم اقسام، ان کو استعمال کرنے کے طریقوں کا بیان، ہر استعمال کا حکم اور اشاریہ جات کے شرعی ضوابط کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲- اشاریہ کی تعریف اور اس کے اہم استعمالات

۱/۲ اشاریہ: یہ ایک ایسا عدد ہوتا ہے جسے مخصوص اشیا اور مالیاتی دستاویزات کے ایک منتخب مجموعے کی قیمتوں سے شماریاتی طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے، ان دستاویزات اور اشیا کا لین دین منظم یا غیر منظم یا دونوں طرح کی مارکیٹوں میں کیا جاتا ہے۔ ان اشیا اور دستاویزات میں سے ہر ایک کو اس کی بازاری قیمت کے پیشِ نظر ایک وزن دیا جاتا ہے اور ان اوزان کے مجموعے کو ایک مستقل عدد پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ آج کل کے مشہور اشاریہ جات میں سے بعض اہم اشاریہ جات یہ ہیں: صارفین کی قیمتوں کا اشاریہ اور مالیاتی بازاروں کے بعض مشہور اشاریہ جات، مثلاً: ڈاؤ جونز اشاریہ اور ایف ٹی ایس ای اشاریہ۔

۲/۲ کسی ملک کی مارکیٹ کی صورت حال کی پیمائش کرنے کے لیے احتیاط سے بنایا گیا اشاریہ اس ملک کی اقتصادی صورتحال کا عمومی نقشہ پیش کرتا ہے اور سرمایہ کاری کے فیصلے کرنے کے لیے کوئی تبدیلی رونما ہونے سے پہلے اس ملک کے مستقبل کے معاشی حالات کی پیشن گوئی کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ اشاریہ کبھی سرمایہ کاروں کو اشارہ دیتا ہے کہ مستقبل میں مخصوص قسم کی مالی دستاویزات کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ہوگا یا واضح طور پر بتاتا ہے کہ ان کی قیمتوں میں کمی یا اضافے کا رجحان ہوگا۔ چونکہ مختلف اشاریہ جات کے درمیان موافقت اور ہم آہنگی نہ ہونے کا احتمال بہر حال باقی رہتا ہے، اس لیے اشاریہ جات

noorcentre.com

کے ساتھ ساتھ دیگر تجزیاتی طریقوں، مارکیٹ کے حالات کا علم و تجربہ اور لین دین کے دہ
نمونوں کو بھی کام میں لایا جاتا ہے۔

۳/۲ اشاریہ میں اتار چڑھاؤ دراصل مارکیٹ کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے اور اس کی بنیاد پر ک
مارکیٹ کے متعلق یہ رائے قائم کی جاتی ہے کہ اس میں تیزی ہے یا مندی ہے۔

۳- اشاریہ جات کے حساب کی بنیادیں اور ان کی خصوصیات

۱/۳ اشاریہ جات کا حساب کئی چیزوں پر انحصار کرتا ہے، جس میں گزشتہ اور موجودہ قیمتوں
تخمینہ، بازاروں کے کی توقعات، مختلف اوقات وادوار، خرید و فروخت کی کم سے کم اور زیا
سے زیادہ قیمتیں اور چارٹ اور گراف شامل ہیں۔

۲/۳ بنیادی عناصر، مثلاً: وہ اعداد و شمار جن کا تجزیہ مقصود ہوتا ہے، وہ وزن جو کسی عنصر کو دیا ج
ہے اور حساب کتاب کا وہ طریقہ جسے استعمال کیا جاتا ہے، ان کے اختلاف کی وجہ سے
اشاریہ دوسرے اشاریہ سے مختلف ہوتا ہے۔ تاہم یہ اشاریہ جات جن اعداد و شمار کا تج
کرتے ہیں ان سے قطع نظر، سرمایہ اور اجناس کے بازاروں میں رائج تمام اشاریہ جات م
بعض خصوصیات یکساں طور پر پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے اہم ترین خصوصیات درس
مقصدیت اور شفافیت ہیں۔

درستی سے مراد: اشاریہ کے عناصر، اعداد و شمار کے حصول کے ذرائع، ان اعداد و شمار
حصول کا وقت، اشیا کے اوزان نکالنے اور کسری اعداد کو کامل بنانے کا طریقہ کار، اور
تمام چیزوں کی تفصیلی وضاحت ہے۔

مقصدیت سے مراد: یہ ہے کہ ہر اشاریہ کے حساب کی تفصیلات اس حد تک مکمل ہوں
کسی مخصوص تاریخ یا مخصوص جگہ میں ایک اشاریہ کی قیمت کے تعین میں آراء کے اختلا
کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

شفافیت سے مراد: یہ ہے کہ اشاریہ کے اعداد و شمار کے اعلان کے اوقات، جگہیں

noorcentre.com

طریقے متعین اور پہلے سے طے شدہ ہوں تاکہ معاملے میں کسی قسم کی لاعلمی با رہے۔

۳/۳ کچھ عمومی اصول ہیں جو تقریباً تمام اشاریہ جات پر لاگو ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض ا درج ذیل ہیں:

۱/۳/۴ اشاریہ کے محض اعداد کا کچھ مفہوم نہیں ہوتا اور نہ تنہا ان اعداد کا کوئی ہوتا ہے۔ البتہ جب ان اعداد و شمار کا اشاریہ کے ماضی اور مستقبل کے اعداد سے موازنہ کیا جاتا ہے تو اس وقت ایسے اعداد مخصوص مفہوم پر دلالت کر ہیں اور صرف اسی صورت میں تبدیلی کا رجحان اور اس کا تناسب ظاہر ہوتا مثلاً: کسی مخصوص اشاریہ کی قدر میں ۹ پوائنٹس کا اضافہ اس کی گزشتہ قدر پ فیصد اضافہ کو ظاہر کر سکتا ہے۔

۲/۳/۴ مختلف اوقات میں اشاریہ کی قیمتوں کو کسی بھی مستقل عدد سے ضرب یا تقسیم سکتا ہے۔ یعنی اشاریہ کے اعداد کو یکساں تناسب سے زیادہ کرنا یا کم کرنا، جیسے حصص کی تقسیم کے وقت ہوتا ہے، اور اس عمل کی وجہ سے اشاریہ کے ان در نتائج پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں پڑتا جن پر وہ دلالت کرتے ہیں۔ نتیجتاً کسی مخصو صورت حال پر اشاریہ کی دلالت کا انحصار اس متوسط اضافے یا کمی پر ہوتا مختلف اوقات میں اشاریہ کے اجزاء کے اوزان میں واقع ہوتی ہے۔

۴- اشاریہ جات کی اقسام

اشاریہ جات کی مختلف اعتبار سے درج ذیل کئی اقسام ہیں:

۱/۴ عموم و خصوص کے اعتبار سے اشاریہ جات کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱/۱/۴ عام اشاریہ جات: جو بازار کی عمومی صورتحال بتلاتے ہیں۔

۲/۱/۴ شعبہ جاتی اشاریہ جات: جو کسی مخصوص شعبے یا صنعت کی بازاری صورت حا

noorcentre.com

پیمائش کرتے ہیں، جیسے مثلاً: نقل وحمل کا شعبہ۔

۲/۴ جو اشاریہ جات قیمتوں میں تبدیلی کے تابع ہوتے ہیں، ان کی مرکزی اور علاقائی اتار چڑھاؤ کے اعتبار سے درج ذیل اقسام ہیں:

۱/۲/۴ متحرک مرکزی اشاریہ جات: اس سے مراد وہ اشاریہ جات ہیں جو ماضی میں کسی متعین وقت کے دوران قیمتوں میں تبدیلی کی پیمائش کرتے ہیں اور مستقبل ممکنہ حالات کا پتہ دیتے ہیں۔

۲/۲/۴ متحرک علاقائی اشاریہ جات: اس سے مراد وہ اشاریہ جات ہیں جو دو متعیّن حدود کے درمیان اتار چڑھاؤ کا شکار رہتے ہیں، مثلاً زیادہ سے زیادہ خریدنے کی حد اور زیادہ سے زیادہ بیچنے کی حد۔

۵- اشاریہ جات کو استعمال کرنے کے جائز طریقے

۱/۵ ایک متعین بازار میں تبدیلی کے حجم سے آگاہی کے لیے اشاریہ جات کا سہارا لینا شرعاً جائز ہے، جیسا کہ یہ بات شرعاً جائز ہے کہ پیشہ ور ذمہ داران کی کارگردگی جانچنے کے لیے اشاریہ جات کو بروئے کار لایا جائے۔ وہ اس طرح کہ اشاریہ جات کو معتبر قرائن تسلیم کرتے ہوئے ان حضرات کی آمدنی کا اشاریہ جات سے موازنہ کیا جائے۔ اسی طرح کسی شعبے سے متعلق ہر مالیاتی دستاویز کی کارگردگی اور خطرات کو الگ الگ جانچنے کے بجائے اشاریہ جات کو اس شعبہ کی مجموعی کارگردگی معلوم کرنے کے لیے اور اس کے متعلق منظم خطرات کا اندازہ لگانے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کسی مالیاتی بازار کے مستقبل کے حالات کا تخمینہ لگانے اور اس میں واقع ہونے والی تبدیلیوں کی پیشن گوئی کرنے کے لیے بھی اشاریہ جات کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ لین دین کے حقیقی معاملات میں راہنمائی کے لیے اشاریہ جات کا مذکورہ استعمال شرعاً جائز ہے۔

۲/۵ اشاریہ جات کو فنڈز اور سرمایہ کاری صکوک کے موازنہ کے لیے معیار کے طور پر استعمال

noorcentre.com

کرنا شرعاً جائز ہے، اسی طرح نگران کے معاوضے یا وکیل کے بونس [انعام] اور سرمایہ کاری کے باہمی ربط کے لیے یا مضارب کے بونس [انعام] اور مضاربہ کی آمدن کے باہمی ربط کے لیے بھی اشاریہ جات کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۳/۵ وعدۂ مرابحہ کے مرحلے میں نفع کی تحدید کے لیے لائبور (LIBOR) یا مخصوص حصص یا اشیا کی قیمتوں کے اشاریہ جات کو بنیاد کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ عقدِ مرابحہ ایک ایسے معلوم مطلق نفع پر طے پائے جو ان اشاریہ جات میں تبدیلی کی وجہ سے تبدیل نہ ہو۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۶/۴)

۴/۵ اجارہ میں جس عرصہ کی اجرت قابلِ تغیر ہو، اشاریہ کو اس عرصہ کی اجرت کے ایک حصہ کے تعیّن کے لیے بنیاد کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق ۳/۲/۵)۔

۵/۵ پیسوں پر مبنی معاہدہِ ملازمت میں یہ بھی جائز ہے کہ ملازمت کے اصول، قوانین اور خصوصی انتظامات کو اجرت کے اشاریے سے مشروط کردیا جائے۔ یہاں پر اجرت کے اشاریے سے مراد ماہرین کے اندازوں کے مطابق قیمت کی سطح میں تبدیلی کی وجہ سے ماہانہ بنیاد پر اجرت کو ترتیب دینا ہے۔ البتہ اس صورت میں غیرادا شدہ اجرت جب بڑھ کر دَین کی صورت اختیار کر جائے گی تو پھر دَین سے متعلق شرعی احکام اس پر ضرور لاگو ہوں گے۔

۶/۵ مضارب یا وکیل کے اعمال کو کسی مخصوص اشاریہ کے ساتھ اس طرح مربوط کرنا جائز ہے کہ جب وہ اشاریہ ایک مخصوص نقطے پر پہنچ جائے تو وہ [مضارب یا وکیل] اشیا کو اس وقت کی قیمت پر فروخت کردے یا یہ کہ اشیا کی ایک مخصوص مقدار کو اس وقت کی بازاری قیمت پر خرید لے۔

۷/۵ مستقبل کی کسی متعیّن تاریخ میں کسی چیز کی فروخت یا خریداری کا وعدہ کرنے والے کے لازم وعدہ کی تکمیل کو کسی مخصوص اشاریہ میں زیادتی یا کمی کی شرح کے ساتھ اس طرح منسلک کرنا جائز ہے کہ فلاں مخصوص چیز کی قیمت میں اضافہ یا کمی کی وجہ سے جس نسبت سے اشاریہ

noorcentre.com

میں اضافہ یا کمی ہوگی اسی نسبت سے مطلوبہ سامان کی قیمت میں بھی اضافہ یا کمی ہوگی۔

۸/۵ ایک فریق کی جانب سے ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے کسی خیراتی ادارے کو صدقہ کی جانے والی رقم کی مقدار کو کسی متعین اشاریہ سے منسلک کرنا جائز ہے۔

۶- اشاریہ جات کو استعمال کرنے کے ناجائز طریقے

۱/۶ محض اشاریہ جات کی خرید و فروخت جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ اشاریہ جات جن حقیقی اثاثوں کی نمائندگی کرتے ہوں، ان کی یا ان کے علاوہ دیگر حقیقی اثاثوں کی خرید و فروخت کے بغیر صرف اشاریہ جات میں مخصوص نتیجہ کے ظہور پر مال کا لین دین ہو۔ یہ عمل شرعی لحاظ سے نا جائز ہے، اگرچہ مستقبل کے کسی ممکنہ خطرے سے تحفظ [hedging] کے لیے ہو۔

۲/۶ اشاریہ جات پر خیارات [options] کے عقود طے کرنا جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) ""منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت"، شق ۲/۵)

۳/۶ اشاریہ جات کے عقود کے حاصل ضرب [multiplier] پر عقود طے کرنا جائز نہیں۔ (دیکھیے شق ۲/۵)

۴/۶ جن عقود کو کسی دوسری چیز کے ساتھ معلق نہیں کیا جاسکتا، مثلاً خرید و فروخت، ان کو کسی مخصوص اشاریہ کے ساتھ معلق کرنا بھی جائز نہیں۔

۵/۶ ادھار دیتے وقت ادھار پر دی جانے والی رقم کو قیمتوں کے اشاریہ سے منسلک کرنا جائز نہیں۔

۷- اسلامی اشاریہ بنانے کے اصول

ایک اسلامی اشاریہ تشکیل دیتے وقت درج ذیل نکات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

۱/۷ اشاریہ کے عناصر اور اس کو استعمال کرنے کے طریقوں میں تکنیکی ضابطوں کے علاوہ شرعی ضوابط پر عمل درآمد کو یقینی بنانا۔

noorcentre.com

۲/۷ اشاریہ کی نگرانی کے لیے ایک مجلسِ شرعی ہو جو اشاریہ کے عناصر اور اس کو استعمال کرنے کے طریقوں میں شرعی ضابطوں پر عمل درآمد کو یقینی بنائے اور وقتاً فوقتاً اشاریہ کا جائزہ لیتی رہے اور اس کے متعلق شرعی رپورٹ پیش کرے۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۸ جون ۲۰۰۶ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اشاریہ جات کے متعلق شرعی معیار کو اپنے سولھویں اجلاس میں منظور کیا جو کہ ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مؤرخہ ۲۸ صفر - ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱ - ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا آٹھواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں اشاریہ جات کے متعلق شرعی معیار کی تیاری کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ جولائی ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے اشاریہ جات کے معیار کے منصوبے کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

مورخہ ۷ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵ جون ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مؤرخہ ۴ - ۵ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸ - ۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کو منامہ، بحرین میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کا سولہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر دوبارہ بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مورخہ ۲۲-۲۶ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶-۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں معیار کے ترمیم شدہ مسودے کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں مزید ترامیم کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے

noorcentre.com

پیش کیا جائے۔

مورخہ یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا، جس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس جلسہ میں ان تبصروں کو سنا گیا جو شرکاء نے دورانِ جلسہ کیے اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین نے ان تبصروں کے جوابات دیے۔

معیار کا مسودہ مورخہ یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا اور معیار کے مسودے میں مناسب ترامیم شامل کی گئیں۔ مورخہ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۴ء کو معیار کا ترمیم شدہ مسودہ، مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔

مورخہ ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ - ۹ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں مجلسِ شرعی کا سولہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس مجلسِ شرعی نے مسودہ تیار کرنے والی کمیٹی کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور ان میں سے مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔ مجلسِ شرعی کے ارکان نے اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بقیہ بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کرلیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئنداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- اشاریہ جات تشکیل دینے کے جائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ عمل دراصل پیشین گوئی کرنے اور حالات وقرائن کا مشاہدہ کرنے کی قبیل سے ہے اور وہ عدلیہ اور مالی معاملات میں ایک قابلِ اعتبار شرعی اصول ہے۔ عدالتی طریقوں کے متعلق علامہ ابنِ قیم کی کتاب میں قرائن کے قابلِ اعتماد ہونے پر متعدد دلائل موجود ہیں۔
- بازاروں کے حالات کی پیشین گوئی کے لیے اشاریہ جات سے استفادہ کرنے کے جواز کی بنیاد وہی بات ہے جو اوپر گزر چکی کہ قرائن کو کسی فیصلے کے لیے شرعی اصول کے طور پر قبول کرنا شرعاً جائز ہے، اور وہ استصحاب کی قبیل سے ہے۔ یعنی ماضی کے کسی حکم کو حال یا مستقبل کے لیے اس لیے ثابت کرنا کیونکہ اس دوران اس حکم کو تبدیل کرنے والا کوئی امر پیش نہیں آیا۔ اور شریعت اس بات کو قبول کرتی ہے کہ عملی احکام میں ظنِ غالب کا اعتبار کیا جائے۔
- اشاریہ جات کو بیچنے یا خریدنے کے ممنوع ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ محض کسی علامت یا عدد کے ظاہر ہونے کی بناء پر مال کے لین دین کے قبیل سے ہے جو کہ قمار (جوا) کی ایک صورت ہے اور "ناجائز طریقے سے مال کھانا" ہے، اور مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نے اشاریہ جات کی خرید وفروخت کے حرام ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کردی ہے۔ قرارداد کا متن یوں ہے: "اشاریہ کی خرید وفروخت جائز نہیں، کیونکہ یہ ایک خالص جوا ہے اور یہ ایک ایسی چیز کی خرید وفروخت ہے جس کا وجود ممکن نہیں ہے"۔[1]

---

(۱) قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱)، مجمع الفقہ الاسلامی کی قراردادیں، صفحہ نمبر ۲۱۱۔

noorcentre.com

- اشاریہ جات پر خیارات [options] کے سودے طے کرنے یا اشاریہ جات کے عقود کے ضارب [index multiplier] پر عقود طے کرنے کے حرام ہونے کی بنیاد خود اشاریہ جات کی خرید وفروخت کا حرام ہونا ہے۔ علاوہ ازیں اشاریہ جات کے خیارات کے سودوں کے حرام ہونے کی ایک دوسری وجہ خود خیارات کے لین دین کا حرام ہونا ہے، کیونکہ اس میں محض ارادے اور چاہت کا لین دین ہوتا ہے، کسی سامان کا لین دین نہیں ہوتا۔ چنانچہ خیارات کے لین دین کی حرمت کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی ایک قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے۔[1]
- مختلف اوقات کی اجرتوں کو قیمتوں کی سطح میں تبدیلی کے ساتھ منسلک کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ اقدام مناسب اجرت کی پالیسی بنانے کے لیے ہے، تاکہ عاملین کی نقد اجرت کو افراطِ زر کی وجہ سے اجرتوں کی قوتِ خرید کے کم ہونے اور اس کے نتیجے میں خدمات اور اشیا کی قیمتوں کی سطح میں مسلسل اضافے سے محفوظ کیا جا سکے۔ عقد میں اس طرح کی شرط لگانے کے جواز کی وجہ یہ اصول ہے کہ عقد میں شرط لگانا جائز ہے، البتہ ایسی شرط لگانا جائز نہیں جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر دے۔

(۱) قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱)، مجمع الفقہ الاسلامی کی قراردادیں، صفحہ نمبر ۲۱۱۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ضارب اشاریہ [index multiplier]

وہ مخصوص فیصدی حصہ جو معاہدہ کی تاریخ ختم ہونے کے بعد اشاریے کی قیمت میں موجود فرق (کو برابر کرنے کے لیے) ڈالا جاتا ہے۔

متحرک مرکزی اشاریہ جات

یہ وہ اشاریہ جات ہیں جو کسی متعین مرکزی نقطے کے درمیان اتار چڑھاؤ کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کے ذریعے گزشتہ ادوار میں قیمتوں کے درمیان اتار چڑھاؤ کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور مستقبل کے ممکنہ واقعات کی پیشن گوئی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اشاریہ جات بازار کے اتار چڑھاؤ سے پہلے کیے جاتے ہیں اور ان کے ذریعے زیرِ مطالعہ دورانیے میں قیمتوں میں تبدیلی کا تناسب معلوم کیا جاتا ہے۔

متحرک علاقائی اشاریہ جات

یہ وہ اشاریہ جات ہیں جو دو متعین حدود کے درمیان اتار چڑھاؤ کا شکار رہتے ہیں، مثلاً: زیادہ سے زیادہ خریداری کی حد اور زیادہ سے زیادہ فروخت کی حد۔

معیارِ موازنہ

یہ وہ اشاریہ ہے جو پوری صنعت یا کسی خاص سرگرمی کی کارگردگی کو ظاہر کرتا ہو۔ اس اشاریے کو سرمایہ کاری فنڈز یا سرمایہ کاری اکائی کا اندازہ لگانے کے لے معیار بنایا جاسکتا ہے یا موازنے کے بعد انتظامیہ کی تنخواہوں اور سرمایہ کاری کے وکیل یا مضارب کے انعام کو اس سے منسلک کیا جاسکتا ہے۔

noorcentre.com

احاطہ لگانا[hedging]

یہ بازار میں دستیاب مالیاتی اوزار استعمال کرکے سرمایہ کاری کے خطرات (مثلا: بازار کا خطرہ) کو کم کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ وہ اس طرح کہ قیمت میں ممکنہ شدید تبدیلیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خطرات پر قابو پایا جاتا ہے۔

تقسیم کنندہ

دو حصص کی مجموعی قیمت جو تقسیم سے قبل اوسط قیمت پر تقسیم کردی گئی ہو۔

اشاریہ جات کے عقود حاصل ضرب[index contract multiplier]

یہ ایک اعشاری یا سادہ عدد ہوتا ہے، جسے ایک مخصوص اشاریہ کی کارگردگی سے منسلک عقد کی برائے نام قیمت سے ضرب دی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس اشاریہ کی کارگردگی کی بنیاد پر عقد کی قیمت کا حساب لگایا جائے۔

noorcentre.com

اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات

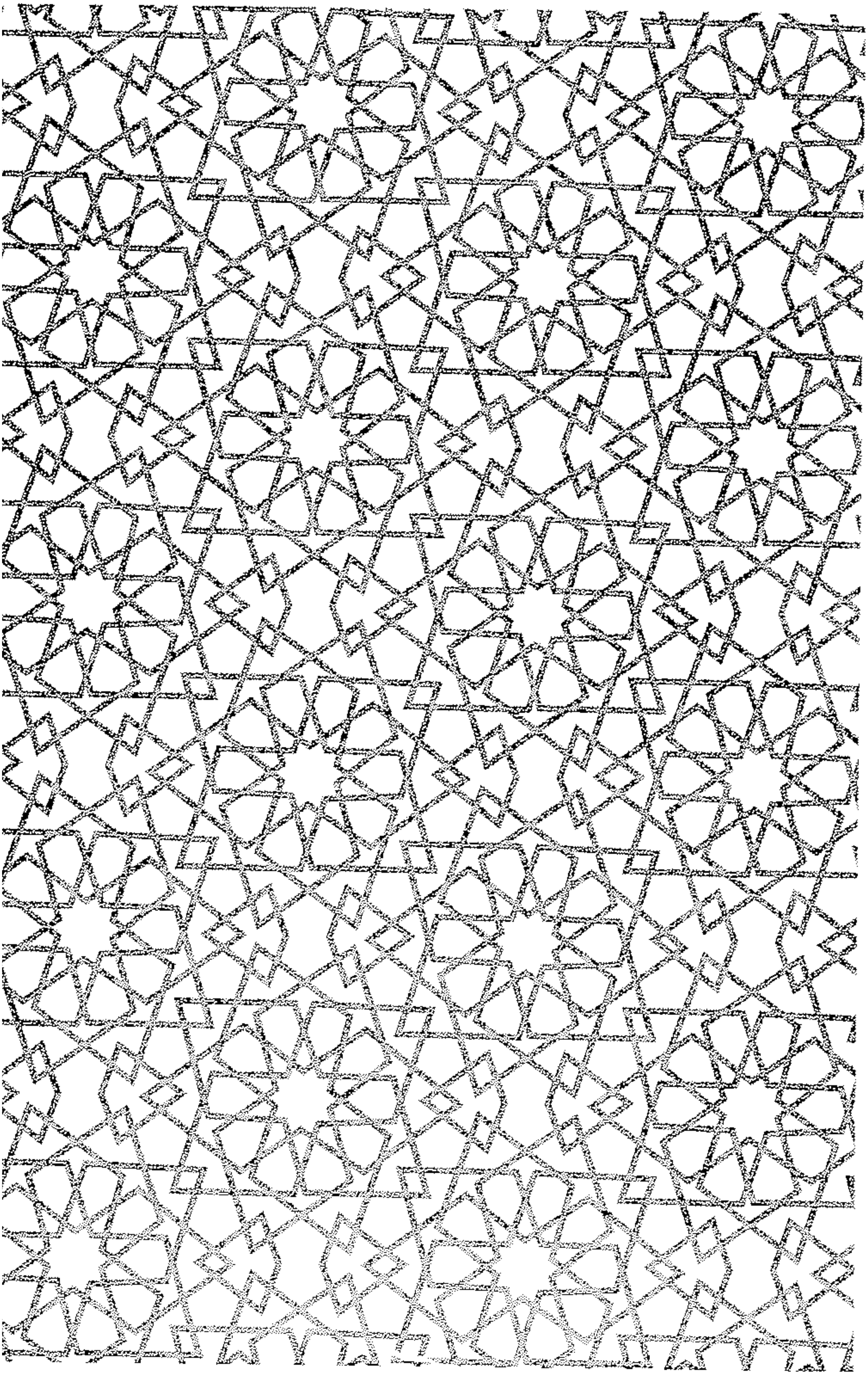

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۷۵۰

معیار کا متن ۷۵۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۵۱

۲- بینکاری خدمات کی اقسام اور ان کے احکام ۷۵۱

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۵۴

معیار کی منظوری ۷۵۵

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۵۶

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۵۸

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ ادارے)[1] کی طرف سے پیش کی جانے والی بینکاری خدمات وسہولیات اوران خدمات وسہولیات کے بدلے میں لیے جانے والے معاوضہ کا حکم بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- دائرۂ کار

یہ معیار ان اہم بینکاری خدمات پر مشتمل ہے جن میں کسی ادھار کا معاملہ نہیں ہوتا اور ادارے اپنے گاہکوں کو وہ خدمات براہ راست ان کے ساتھ معاملہ کرکے پیش کرتے ہیں یا گاہکوں کے فائدے کے لیے دوسرے افراد کے ذریعے سے پیش کرتے ہیں تاکہ گاہکوں کی طرف سے ادارے کے اندر اور باہر انجام دیے جانے والے معاملات اور مالیاتی سرگرمیاں سہولت سے سرانجام پاسکیں۔

یہ معیار ان خدمات پر مشتمل نہیں جو ادھار کے معاملات سے متعلق ہیں، یا جو سرمایہ کاری سے متعلق ہیں۔ اسی طرح یہ معیار ان بینکاری خدمات پر بھی مشتمل نہیں جن سے متعلق دیگر شرعی معیارات جاری ہو چکے ہیں، مثلاً کرنسی کی تجارت، ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ، سیونگ اکاؤنٹس اور نفع کی تقسیم، سرمایہ کاری صکوک۔

۲- بینکاری خدمات کی اقسام اور ان کے احکام

اداروں کے لیے جائز ہے کہ وہ درج ذیل طریقوں کے مطابق بینکاری خدمات پیش کرکے ان کی مقرر و متعین اجرت لیں یا خدمات کی مالیت کے تناسب سے اجرت لیں:

۱/۲ حفاظت کی خدمات (custodian)

ادارہ اپنے گاہکوں کی شرعاً جائز مالی دستاویزات اور بانڈز کو حفاظت کے لیے بطور امانت لے سکتا ہے، اور مطالبہ کرنے پر بعینہ ان دستاویزات کو واپس کرنے کا پابند ہوگا۔ ادارہ اس حفاظت کے عوض اجرت کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

noorcentre.com

۲/۲ وکیل برائے عقد کی خدمات

گاہک ادارے کو مختلف عقود کے لیے اپنا وکیل بھی بنا سکتا ہے، مثلاً متعین اوقات پر گاہک کے وکیل کے طور پر خرید وفروخت اور اجارہ کرنا۔ ادارہ ان خدمات پر اجرت لینے کا بھی حق دار ہے۔

۳/۲ سبسکرپشن کی خدمات

۱/۳/۲ کوئی بھی ایسی مشترکہ سرمائے کی کمپنی جو شرعی قوانین کی پاسداری کرتی ہو اور فنی طور پر اجازت یافتہ ہو، ادارہ کمپنی قائم کرنے والوں کا وکیل بن کر حصص کی عوامی پیشکش کے تمام اقدامات سرانجام دے سکتا ہے یا کمپنی کا سرمایہ بڑھانے کے لیے حاملینِ حصص کا وکیل بن کر نئے حصص بھی جاری کر سکتا ہے۔ ادارہ ان خدمات پر اجرت لینے کا بھی حق دار ہے۔ مگر دونوں صورتوں میں خدمات کے ساتھ کریڈٹ کی سہولت بھی موجود ہو تو اس صورت میں اجرت کریڈٹ کی سہولت کے بدلہ میں نہ ہو۔

۲/۳/۲ ادارہ کسی تیسرے فریق کے ساتھ انڈر رائٹنگ کا معاہدہ ترتیب دے سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ صرف معاہدہ ہونے پر اجرت نہ طلب کرے۔ البتہ ان انتظامات کی اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ ادارہ خود بھی انڈر رائٹنگ کا معاہدہ کر سکتا ہے، تاہم ادارہ اس معاہدے کے عوض میں صرف وہ حقیقی اخراجات لے سکتا ہے جو معاہدہ کے علاوہ دوسرے کاموں کو سرانجام دینے کی وجہ سے برداشت کرنا پڑے، مثلاً تحقیق کرنا یا حصص کی تشہیر کرنا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) ضمانتیں، شق ۶/۷۔

۴/۲ تحقیق اور مشاورت فراہم کرنے کی خدمات

۱/۴/۲ ادارہ اجرت لے کر یا بلا اجرت مطالعاتی تحقیقات یا حصص جاری کرنے سے متعلق تحقیقات بھی کر سکتا ہے۔

۲/۴/۲ ادارہ اپنے گاہکوں کے وکیل کے طور پر اجرت لے کر یا بلا اجرت، جائیداد کی ملکیت (رہائشی، تجارتی عمارات اور انتظامی دفاتر وغیرہ) اور قابل انتقال اثاثوں

سے متعلق خدمات بھی سرانجام دے سکتا ہے۔

noorcentre.com

۵/۲ وصولی اور ادائیگی کی خدمات

۱/۵/۲ ادارہ اپنے گاہکوں کے مطالبے پر، دوسروں پر واجب الاداء ان کے حقوق وصول کر سکتا ہے اور ان پر لازم دوسروں کے حقوق ادا کر سکتا ہے، مثلاً مقروض کی طرف سے واجب الاداء چیک، ہنڈی اور پرامیسری نوٹ کی وصولی اور حصص کے کوپن اور گاہکوں کے ملکیتی صکوک وصول کرنا اور ان کی قیمت ادارے میں موجود ان کے اکاؤنٹ میں جمع کر دینا، یا ادارہ کا اپنے گاہکوں پر لازم ادائیگیاں کرکے ان کے اکاؤنٹ سے اتنی رقم وضع کرنا، ان تمام خدمات کو پیش کرنے کے عوض ادارہ مستفیدین یا ان کے نمائندوں سے اجرت بھی وصول کر سکتا ہے۔

۲/۵/۲ ادارہ مختلف اداروں سے ملنے والی تنخواہوں اور اجرتوں کو بھی ادا کر سکتا ہے۔

۳/۵/۲ ادارہ مستقل بنیادوں پر وصولی اور ادائیگی کی خدمات مہیا کر سکتا ہے۔

۴/۵/۲ ادارے کے لیے ایسی رقم کے حصول سے رک جانا لازم ہے جس کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شرعی ممنوعات پر مشتمل ہے یا یہ واضح ہو جائے کہ رقم کا حصہ کسی مالیاتی دستاویز کی ڈسکاؤنٹنگ پر مشتمل ہے۔ اس معاملے میں شرعی معیار نمبر (۱۶) "تجارتی دستاویزات"، شق ۵ کی رعایت رکھی جائے۔

۶/۲ اکاؤنٹس سے متعلق خدمات

۱/۶/۲ ادارہ سیونگ اکاؤنٹ والوں اور کرنٹ اکاؤنٹ والوں کو ان کی خواہش پر اضافی بینکاری خدمات بھی پیش کر سکتا ہے اور اس پر اجرت بھی طلب کر سکتا ہے۔

۲/۶/۲ ادارہ سیونگ اکاؤنٹ والوں اور کرنٹ اکاؤنٹ والوں کو مفت بینکاری خدمات بھی فراہم کر سکتا ہے، شرط یہ ہے کہ کرنٹ اکاؤنٹ والوں کو پیش کی جانے والی خدمات مشروط نہ ہوں یا عرف میں ملحوظ رکھی جانے والی نہ ہوں۔ اس سلسلہ میں شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض"، شق ۲/۱۰ کی رعایت رکھی جائے۔

noorcentre.com

۲/۷ حفاظت کے لیے لاکرز کی خدمات

۲/۷/۱ ادارہ اپنے گاہک کو حفاظت کے لیے لاکرز کی خدمات بھی اجرت کے عوض پیش کر سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک معاہدے پر دستخط کے نتیجے میں ادارے کی عمارت کے اندر ہی ایک لاکر اجرت کے عوض گاہک کے زیر استعمال آجائے گا، تاکہ گاہک جس چیز کو اس میں محفوظ رکھنا چاہتا ہے وہ محفوظ کر لے۔ یہ خدمت لاکرز سے فائدہ اٹھانے کے حوالہ سے عقدِ اجارہ کی بنیاد پر ہوگی۔

۲/۷/۲ ادارے کی ذمہ داری ہوگی کہ لاکر کی حفاظت کو یقینی بنائے۔ کسی زیادتی یا لاکر کی حفاظت میں کوتاہی کے بغیر ادارہ لاکر میں رکھی ہوئی چیزوں کا ضامن نہیں ہوگا۔

۸/۲ کارڈز اور ان کی مشینوں سے متعلق خدمات

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲) ”ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ“۔

۹/۲ زکوٰۃ کے حساب سے متعلق خدمات

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۵) ”زکوٰۃ“، شق ۲/۲۔

۱۰/۲ ضمانت سے متعلق خدمات

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) ”ضمانتیں“، شق ۶۔

۱۱/۲ چیکوں کی خدمات

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۶) ”تجارتی دستاویزات“، شق ۳۔

۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸-۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے سترہویں اجلاس میں اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات کے معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مؤرخہ ۲-۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳-۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں مجلسِ شرعی کا دسواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات سے متعلق شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۲۵ صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ اپریل ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے اسلامی بینکوں کی خدمات و سہولیات سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۱۴-۱۵ صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴-۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مشیر سے کہا کہ اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کریں۔

مؤرخہ ۸-۹ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸-۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا ستر ہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر دوبارہ بحث وتمحیص کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحث اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مؤرخہ ۲۲-۲۶ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶-۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور اس سے پہلے

ہونے والے مباحث اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں اس معیار کے مسودے کو شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کے پاس نظر ثانی کے لیے بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

noorcentre.com

مؤرخہ یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ارکان کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے مسودے پر بحث کی اور اس میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مؤرخہ ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ - ۸ جنوری ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں مجلسِ شرعی کا سولہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں معیار کے ترمیم شدہ مسودے کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا اور مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے میں مزید ترامیم کیں اور اسے ماہرین اور دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان کے تبصرے سامنے آئیں اور مسودے کو جلسۂ سماعت میں بحث کے لیے پیش کیا جائے۔

مؤرخہ ۶ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۳۱ جولائی ۲۰۰۶ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس اجلاس میں ان تبصروں کو سنا گیا جو شرکاء نے دورانِ مجلس کیے اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ارکان نے ان تبصروں کے جوابات دیے۔

مؤرخہ ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا سترہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلسِ شرعی کے ارکان نے اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بعض شقوں کو کثرتِ رائے کی بنیاد پر منظور کر لیا، جیسا کہ مجلس کے اجلاسوں کی روئداد میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- بینکوں کی طرف سے سودی قرضوں سے پاک بینکاری کی خدمات فراہم کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ خدمات گاہکوں کے جائز مفادات کی ضامن ہیں۔
- بینکوں کی طرف سے بینکاری کی خدمات کے عوض فیس لینے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ان امور کی اجرت ہے جو ان خدمات کی فراہمی کے لیے سرانجام دینا لازم ہیں اور افراد کی خدمات کے عوض اجرت لینا شرعاً جائز ہے۔
- اجرت کے متعین اور طے شدہ مقدار میں ہونے یا متعلقہ خدمت کے تناسب سے ہونے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ خدمات کے تناسب سے اجرت طے کرنے کی صورت میں بھی اجرت بالآخر متعین ہو ہی جاتی ہے۔
- جن خدمات میں ادھار کی سہولت کا کوئی عوض لیا جاتا ہے ان کے ممنوع ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ سود کی قبیل سے ہے۔

ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اُصول و آداب

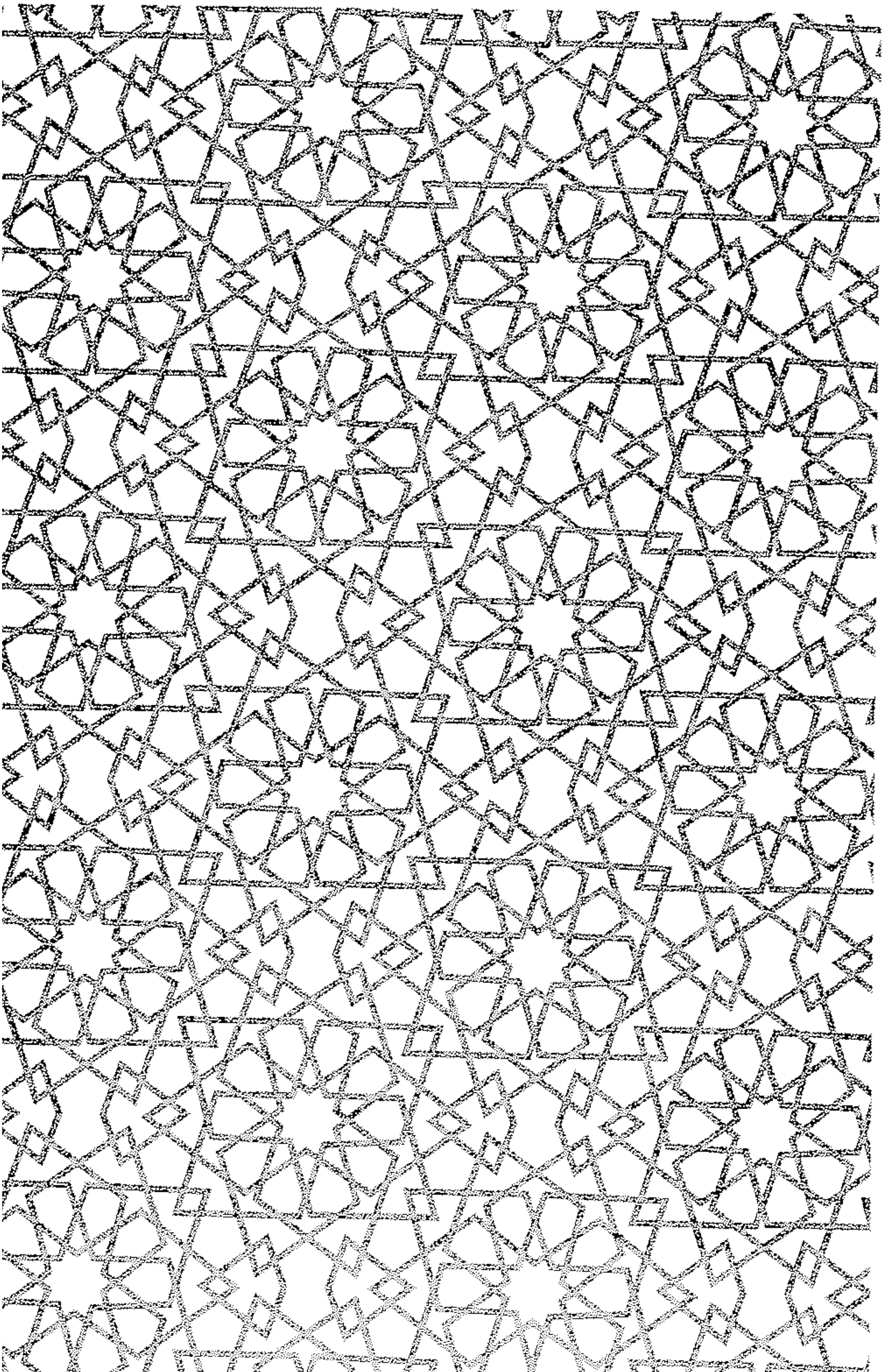

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۷۶۲

معیار کا متن ۷۶۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۶۳

۲- فتویٰ اور استفتاء کی تعریف ۷۶۳

۳- فتویٰ اور استفتاء کا شرعی حکم ۷۶۳

۴- فتویٰ کا دائرۂ کار (وہ حدود جن میں فتویٰ دیا جاتا ہے) ۷۶۴

۵- مفتی کی شرائط ۷۶۴

۶- فتویٰ لینے والے ادارے کی ذمہ داریاں ۷۶۵

۷- فتویٰ کا طریقہ اور اس کے وسائل ۷۶۵

۸- فتویٰ کے ضوابط ۷۶۷

۹- فتویٰ کی عبارت ۷۶۸

۱۰- فتویٰ کی دستاویز ۷۶۹

۱۱- فتویٰ میں خطا اور اس سے رجوع ۷۷۰

۱۲- فتویٰ کے آداب (مفتی حضرات کے اخلاقیات) ۷۷۰

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۷۱

معیار کی منظوری ۷۷۲

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۷۳

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۷۵

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۷۷۸

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد فتویٰ کی مراد، اس کے لیے درکار اہلیت کی شرائط، اس کے وسائل اور دائرۂ کار کا بیان ہے۔ نیز اس معیار میں فتویٰ پیش کرنے کا طریقہ، اس کے آداب اور اس میں ہونے والی غلطی کی اصلاح کا بھی بیان ہے۔

واللہ الموفق...

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

اس معیار کا مقصد فتویٰ سے متعلق امور کی وضاحت ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[۱] کے نگراں مجالسِ شرعی (مجلس/مجالس) کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔

۲- فتویٰ اور استفتاء کی تعریف

۱/۲ فتویٰ: دریافت کرنے والے کے لیے کسی ایسے واقعہ میں شرعی حکم کا بیان جو حقیقت میں پیش آچکا ہو، یا اس کے پیش آنے کی توقع ہو، فرضی نہ ہو۔

۲/۲ استفتاء: ایسے مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کرنا جو پیش آچکا ہو، یا اس کا پیش آنا متوقع ہو۔

۳- فتویٰ اور استفتاء کا شرعی حکم

۱/۳ فتویٰ کا اصل حکم یہ ہے کہ فتویٰ دینے کی قدرت وصلاحیت رکھنے والوں پر واجب علی الکفایہ ہے، اور بسا اوقات یہ متعین طور پر واجب ہوجاتا ہے جبکہ فتویٰ پر قدرت رکھنے والا کوئی اور موجود نہ ہو۔

۲/۳ فتویٰ دینے کے لیے ادارے کی مجلسِ شرعی متعین ہے کیونکہ اس کا اور ادارے کا باہمی ربط اور تعلق ہوتا ہے۔

۳/۳ استفتاء کا حکم یہ ہے کہ کسی پیش آمدہ یا متوقع مسئلہ کا شرعی حکم جاننے کے لیے ادارے پر استفتاء واجب ہے، اسی طرح کسی ایسے معاملہ کا شرعی حکم دریافت کرنا ادارہ پر واجب ہے

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

جس میں وہ داخل ہو رہا ہو۔

۴/۳ اگرچہ اصل یہ ہے کہ مستفتی [فتویٰ پوچھنے والا] حتی الامکان مفتی حضرات میں سے زیادہ صاحبِ علم اور زیادہ متقی مفتی کا انتخاب کرے، خواہ ہر مسئلہ میں الگ الگ انتخاب ہی ہو، لیکن ادارے اپنے نظام اور منشور کے اعتبار سے اپنی ہی مجلسِ شرعی سے پوچھنے کے پابند ہیں۔

۴-فتویٰ کا دائرۂ کار (وہ حدود جن میں فتویٰ دیا جاتا ہے)

اداروں میں فتویٰ عملی مالی احکام اور ان جیسے بعض دیگر مسائل تک محدود ہے، جیسے بعض عبادات اور حلال و حرام کے احکام، مثلاً زکوٰۃ۔

۵-مفتی کی شرائط

۱/۵ مجلسِ شرعی کے رُکن کے لیے شرط ہے کہ اس میں فقہی ملکہ [فقہی مہارت اور ذوق میں کامل رسوخ] ہو، مجتہدین کا کلام سمجھنے کی قدرت رکھتا ہو، مقررہ قواعد کے مطابق جدید مسائل کی فقہی تخریج یا استنباط پر قادر ہو، بیدار مغزی، فطانت اور لوگوں کے حالات اور عرف کے علم اور ادراک کی صفات سے متصف ہو۔ نیز لوگوں کی جعل سازی، بات بدلنے اور باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کے حیلوں سے بخوبی آگاہ ہو۔ فقہی اہلیت عام شہرت اور قرائن، جیسا کہ فقہ میں اور بالخصوص معاصر مالی معاملات میں اختصاصی تعلیم اور تحقیق، سے پہچانی جاتی ہے۔

۲/۵ اداروں میں فتویٰ کے لیے فقہ کی تمام اقسام کی اہلیت شرط نہیں ہے، بلکہ اداروں کی نسبت سے ایسے فقیہ کا فتویٰ بھی صحیح ہے جس کا علم محض مالی معاملات کی فقہ کی حد تک ہو۔

۳/۵ یہ شرط ہے کہ جس موضوع پر فتویٰ دیا جا رہا ہو، اس میں مجلسِ شرعی کے رُکن کا کوئی ذاتی مفاد نہ ہو۔

۶- فتویٰ لینے والے ادارے کی ذمہ داریاں

noorcentre.com

۱/۶ ادارے پر مجلسِ شرعی کی طرف سے جاری کردہ فتویٰ پر نفس اس کے جاری ہوتے ہی عمل کرنا لازم ہوگا، اور یہ انتظامیہ کے تسلیم کرنے پر موقوف نہیں ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ فتویٰ کا مقتضیٰ [حکم] کسی کام کے کرنے یا کسی کام کے چھوڑنے کو ضروری قرار دینا ہو، لیکن اگر فتویٰ کا مقتضیٰ [حکم] جواز ہو تو اگر ادارہ کے پیشِ نظر کوئی عملی مصلحت ہو تو اسے فتویٰ پر عمل نہ کرنے کا حق ہے۔ ادارے کی انتظامیہ کی طرف سے مجلسِ شرعی کی قرارداد کی خلاف ورزی کی صورت میں معاملہ حاملینِ حصص کے عمومی اجلاس میں اٹھایا جائے گا۔

۲/۶ جس موضوع پر پہلے فتویٰ جاری ہو چکا ہو، اس کے متعلق دوبارہ استفتاء اس وقت مناسب ہے، جبکہ ادارہ کے پاس نظرِ ثانی کے لیے نئی معلومات ہوں، جیسا کہ صورتِ مسئلہ میں تبدیلی یا اس کی تصحیح، یا بعض نئے حالات کا پیش آنا، یا سابقہ فتویٰ میں مؤثر بعض امور کا باقی نہ رہنا۔

۳/۶ ادارے کو اپنی مجلسِ شرعی کی موافقت کے بغیر کسی دوسری مجلسِ شرعی سے جاری ہونے والے کسی فتویٰ یا قرارداد پر عمل کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

۴/۶ ادارے کو مجلس سے کسی معین مذہب کے مطابق فتویٰ دینے کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں ہے، خواہ وہ اس ملک کا سرکاری مذہب ہو جس میں ادارہ واقع ہے، یا وہ مذہب ہو جس کا فتویٰ جاری کرنے والے سرکاری اداروں نے التزام کیا ہو، لیکن اس کے باوجود اگر قضاء یا قانون کسی معین مذہب کا پابند ہو اور موضوع ایسا ہو جس میں مستقبل میں قضاء کی طرف رجوع کا امکان ہو، تو اس مذہب کی رعایت مناسب ہے۔

۷- فتویٰ کا طریقہ اور اس کے وسائل

۱/۷ فتویٰ کی سب سے پہلی بنیاد کتاب اللہ کی صریح دلالت والی نصوص ہیں، اور وہ نصوص جو صریح دلالت والی سنت سے ثابت ہوں، اور جس پر اجماع ہو، یا جو قیاس سے ثابت ہو،

noorcentre.com

پھر اس کے بعد مفتی جن مختلف فیہ دلائل میں سے کسی کو ترجیح دے، مثلاً: استحسان، مصلحتِ مرسلہ... الخ۔

۲/۷ شق (۱/۷) میں بیان کردہ دلائل سے استدلال کیے بغیر محض رائے، یا قطعی الدلالۃ صحیح اور عام نصوص کے مخالف، یا ثابت شدہ اجماع، یا نصوص پر مبنی قواعدِ کلّیہ کے معارض کسی دلیل کی بنیاد پر فتویٰ دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔

۳/۷ جدید مسائل کے بارے میں نصوص، یا سابقہ فقہاء کے کلام کا موجود نہ ہونا، فتویٰ سے احتراز کا جواز نہیں بن سکتا، بلکہ ان مسائل میں اصولِ فقہ میں طے شدہ استنباط کے قواعد کی رعایت کے ساتھ غور وفکر کیا جائے گا۔

۴/۷ مجلسِ شرعی بوقتِ ضرورت ادارے کی موافقت کے ساتھ استفتاء کسی ایسی مجلس کی طرف بھیج سکتی ہے جس میں اطمینان کی اعلیٰ صفات ہوں، مثلاً: اس کے ارکان کی تعداد زیادہ ہو، یا اس میں مزید مہارت پائی جاتی ہو، مثلاً: فقہی مجالس، یا ایوفی [AAOIFI] کی مجلسِ شرعی، یا اعلیٰ مجالسِ شرعی۔

۵/۷ مسائل کے صحیح شرعی حکم تک پہنچنے میں آسانی پیدا کرنے کے وسائل میں شامل ہے کہ:

۱/۵/۷ دریافت کردہ واقعہ کے بارے میں خوب اچھی طرح معرفت ہو، اور اگر استفتاء سے صورتحال واضح نہ ہوتی ہو تو اس کی حقیقت معلوم کی جائے، اور یہ زمانہ اور جگہ کے عرف اور عادات کی رعایت کے ساتھ ساتھ مستفتی سے سوال کے ذریعہ، یا دیگر مجالس سے مشاورت، یا اختصاصی ماہرین اور اداروں کی طرف رجوع کے ذریعہ ہوگی۔

۲/۵/۷ مذاہب میں طے شدہ حکمِ شرعی کی تلاش، اور اگر کسی قضیہ میں دلائل کا تعارض ہو، یا کوئی نص یا پیشرو فقہاء کا کلام وارد نہ ہوا ہو تو اس میں پوری کوشش کرنا۔

۳/۵/۷ اجتماعی اجتہادات سے استفادہ، مثلاً: مجالس کی قراردادیں، دیگر مجالس کے فتاویٰ، اور فقہی سیمینار اور کانفرنسوں کی قراردادیں۔

۶/۷ جب مجلسِ شرعی کے پاس ادارے کی طرف سے کوئی استفتاء آئے تو مجلسِ شرعی پر لازم ہے کہ حکمِ شرعی بیان کرکے اس کا جواب دے، سوائے اس صورت کے جب فتویٰ کو ناجائز مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں مجلس کو فتویٰ جاری نہ کرنے اور استفتاء کو محفوظ کر لینے کا اختیار ہے، یا فتویٰ نشر کرنے پر پابندیوں کے ساتھ فتویٰ دینے کا اختیار ہے۔

noorcentre.com

۷/۷ کوشش کی جانی چاہیے کہ مجلس کے فتاویٰ کی نشر واشاعت، اور دیگر مجالس اور متعلقہ اداروں کے ساتھ ان کا تبادلہ کیا جائے۔

۸- فتویٰ کے ضوابط

۱/۸ نصوص کو ایسی دلالات پر محمول کرنے سے اجتناب کرنا جن کا اصولِ فقہ اور قواعدِ استنباط میں مقررہ قواعد کے مطابق احتمال نہ ہو، اور غیر ثابت شدہ احادیث سے استدلال سے احتراز کے ساتھ ساتھ قابلِ استدلال احادیث کی تخریج کا اہتمام کرنا۔

۲/۸ اجماع یا مجتہدین کے اقوال نقل کرنے میں کامل وثوق اور ان کا معتبر مصادر سے حصول، اور ہر مذہب میں اس کے اصولِ فتویٰ کے مطابق مفتٰی بہ یا راجح یا مشہور یا صحیح قول کی رعایت جو فقہاء کی اصطلاحات کے مطابق ہوں، اور اس سلسلہ میں اصولِ افتاء یا رسم المفتی کے موضوعات پر تالیف کردہ کتابوں میں بیان کردہ تفصیلات سے مدد لی جائے۔

۳/۸ اگر دلائل برابر ہوں، یا معاملہ میں دو مباح امور میں اختیار دیا گیا ہو، تو زیادہ آسان کو اختیار کرنا مناسب ہے۔ البتہ اگر ان میں سے ایک پر کوئی مصلحت مرتب ہوتی ہو اور دوسرے پر کوئی مفسدہ، تو راجح مفسدہ کے ذریعہ اس کی روک تھام کرنی چاہیے، اور اس کے ساتھ پیش آنے والے مسائل کا حل پیش کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

۴/۸ ہر معاملہ میں آسانی تلاش کرنے کے لیے فقہی رخصتوں پر فتویٰ کو معمول بنانا جائز نہیں ہے، اور ان پر اسی صورت ہی میں فتویٰ دیا جائے جبکہ صحیح استدلال اور غور وفکر فقہی

noorcentre.com

رخصت کی ترجیح کا تقاضہ کرتی ہو، اور اس کے لیے یہ شرط ہے کہ رخصت پر عمل کرنے کی صورت میں کوئی ایسی مجموعی شکل سامنے نہ آتی ہو جو فقہاء کے نزدیک بالاتفاق ممنوع ہو، اور رخصت پر عمل کا نتیجہ دو مماثل واقعات میں حکم کے مختلف ہونے کا نہ نکلے کیونکہ یہی تلفیقِ ممنوع ہے۔

۵/۸ ایسے ممنوع حیلوں کی طرف ادارے کی رہنمائی نہ کی جائے جن سے احکامِ شرعیہ کے تقاضوں سے تجاوز، یا مقاصدِ شریعت میں خلل واقع ہوتا ہو۔

۶/۸ فتویٰ جاری کرنے میں سوچ بچار اور تامّل واجب ہے، نیز محض جدید عادات و عرف اور نت نئے امور کو ناپسند کرنے کی وجہ سے حرام کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرنا واجب ہے، جب تک کہ ان میں سے کوئی چیز شرعی احکام اور مبادئ شرع کے منافی نہ ہو۔ اسی طرح محض قوانین اور عرف کی مطابقت میں حلال کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرنا بھی واجب ہے۔

۷/۸ بوقتِ ضرورت اس بات پر تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ کسی معاملہ کے جواز کا فتویٰ اس کی پسندیدگی، یا اس میں شمولیت کی دعوت نہیں ہے۔

۹- فتویٰ کی عبارت

۱/۹ فتویٰ میں حکم کی عبارت ایسے واضح الفاظ میں ہونی چاہیے کہ ایسا شخص جو اختصاصی مہارت نہ رکھتا ہو، اس سے خلافِ مراد نہ سمجھے، اور بُری نیت والا اسے باطل معنی کی طرف نہ پھیر سکے۔

۲/۹ اگر مسئلہ میں ایک سے زائد آراء ہوں تو مجلسِ شرعی پر لازم ہے کہ وہ اپنے فتویٰ میں کسی ایسی رائے تک پہنچے جو اس کے نزدیک پسندیدہ ہو، اور اگر مسئلہ مختلف فیہ ہو تو کسی ایک رائے کو ترجیح دینا، اور اس کی ضروری تفصیل بیان کرنا مجلس پر لازم ہے جس کا علمی نظر تقاضہ کرتی ہو۔

۳/۹ اگر حکم کی مختلف صورتیں ہوں تو اس کی مختلف اقسام کی تفصیل بیان کرنا مناسب ہے۔

۴/۹　اصولی طور پر فتویٰ کی صحت کے لیے دلیل ذِکر کرنا شرط نہیں ہے، اور ادارے کو دلیل کے بغیر فتویٰ قبول نہ کرنے کا حق نہیں ہے، تاہم محلِ ضرورت کے لیے حکم کی بنیاد کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہے۔

noorcentre.com

۵/۹　[فتویٰ میں] غرض اور مقصود کو پورا کرنے والی عبارات پر اکتفا کیا جائے، اور انشائیانہ اور واعظانہ عبارات سے پیدا ہونے والی غیر ضروری طوالت سے پرہیز کیا جائے جن کا حکم میں کوئی اثر نہ ہو کیونکہ اس سے مقصود او جھل اور مستفتی کا ذہن منتشر ہو جاتا ہے، اِلّا یہ کہ کسی مصلحتِ عامّہ یا مقتدرہ نگراں جہات کو قائل کرنے کی ضرورت کے پیشِ نظر اگر موضوع تفصیلی بیان کا تقاضا کرتا ہو تو ایسی صورت میں موقع کی ضرورت و مناسبت کے مطابق ایسی باتوں کا اضافہ کرنا مناسب ہے جس کا مقام تقاضہ کرتا ہو، مثلاً وعظ، علت کا بیان، تشریع کی حکمت کا بیان، اور مفاسد سے خبردار کرنا۔

۶/۹　استفتاء میں جتنی بات مذکور ہو جواب میں اس کے مقابلہ میں کچھ مزید اضافی باتیں ذکر کرنے میں حرج نہیں بشرطیکہ یہ اشتباہ سے احتراز، یا مقصود کی وضاحت کے لیے ہو جس کے اپنے نظائر کے ساتھ التباس کا خطرہ ہو، یا اگر مستقبل میں مستفتی کی ضرورت اس اضافہ کا تقاضہ کرتی ہو۔

۱۰-فتویٰ کی تحریر

۱/۱۰　اصل یہ ہے کہ فتویٰ زبانی یا اشارہ یا فعل کے ذریعہ بھی صحیح ہے، لیکن اداروں کے معاملات میں فتویٰ کو تحریر کر لینا ضروری ہے تاکہ وہ مرجع اور حجّت بن سکے۔

۲/۱۰　فتویٰ کی ابتدا بسم اللہ، اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ اور سلام کے ساتھ کرنی چاہیے، اور ختم بھی اسی طرح کرنا چاہیے، یا "واللہ اعلم" یا اسی جیسی عبارات کے ساتھ ختم کرنا مناسب ہے جو فتویٰ کی عبارت ختم ہونے پر دلالت کرتی ہوں۔

۳/۱۰　فتویٰ واضح تحریر کے ساتھ لکھنا چاہیے، یا اس کی طباعت اور تصحیح کا مناسب اہتمام کرنا چاہیے۔

noorcentre.com

مزید یہ کہ ہر صفحہ پر دستخط ہونے چاہئیں اور تاریخ درج کی جائے اور مُہر لگائی جائے اگر مفتی یا ادارے کی کوئی معروف مُہر ہو۔

۴/۱۰ استفتاء اور فتویٰ کے درمیان مکمل ربط ہونا چاہیے، اور بہتر یہ ہے کہ فتویٰ کے ضمن میں سوال کا خلاصہ بھی مذکور ہو۔

۵/۱۰ متعلقہ مجلس کی طرف سے فتویٰ جاری ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ ادارہ کے ریکارڈ میں فتویٰ کا مضمون اس طور پر محفوظ کیا جائے کہ اس میں کارروائی کے تمام پہلو مکمل طور پر بیان کیے جائیں۔

۱۱- فتویٰ میں خطا اور اس سے رجوع

۱/۱۱ اگر نظرِ ثانی کے دوران یا اعلیٰ ادارے کے سامنے پیش کرنے کے نتیجہ میں فتویٰ میں مجلس کی غلطی ظاہر ہو جائے تو مجلس پر فتویٰ سے رجوع کرنا واجب ہے۔ اور مجلس پر (ادارہ کو) اس بارے میں مطلع کرنا اور اس پر مرتب ہونے والے حکم اور آثار کی تصحیح لازم ہے۔ اسی طرح ادارے پر لازم ہے کہ وہ غلط فتویٰ کی بنیاد پر مکمل ہونے والے عمل کی تصحیح کرے اور آئندہ اس غلط فتویٰ پر عمل نہ کرے۔

۲/۱۱ مجلس کو ابتداءً یا ادارے کے مطالبہ پر سابقہ فتویٰ پر نظرِ ثانی کا اختیار ہے، اگرچہ اس کے نتیجے میں ایک ایسے نئے فتویٰ کی ضرورت پیش آجائے جو سابق فتویٰ کے خلاف ہو۔ ادارے پر مستقبل میں نئے فتویٰ پر عمل کرنا اور سابقہ فتویٰ کے اثرات اور متعلقات کا مناسب حل لازم ہے۔

۱۲- فتویٰ کے آداب (مفتی حضرات کے اخلاقیات)

۱/۱۲ جواب واضح ہونے تک انتظار کرنا اور توقف کرنا اور فتویٰ پر جری نہ ہونا۔

۲/۱۲ ایک استفتاء کے تحت [خواہ پوچھنے والا کوئی بھی ہو]، ایک ہی موضوع کے متعلق اور ایک ہی حالت میں مختلف فتویٰ جاری کرنے سے اجتناب۔

۱۲/۳ کسی ایسی حالت میں دِل اور فکر کے مشغول ہونے کی صورت میں فتویٰ نہ دینا جو صحیح طرح غور وفکر اور حکم کو صحیح طور پر بیان کرنے سے مانع ہو۔

noorcentre.com

۱۲/۴ ادارہ اور اس کے ملازمین کے جن رازوں پر مجلس مطلع ہو، انہیں چھپانا واجب ہے۔ اسی طرح ادارے کے تطبیقی نظام پر ادارے کی طرف سے مجلسِ شرعی کو مطلع کیے جانے کی صورت میں ان معلومات کو چھپانا واجب ہے جو اصل بنیاد کے حکمِ شرعی سے متجاوز ہو کر فنی وسائل اور عملی طریقۂ کار سے متعلق ہوں۔

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸-۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے سترہویں اجلاس میں "ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب" کے معیار کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۲۱-۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل -۲ مئی ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات کے شہر دبئی میں منعقدہ اپنے چودھویں اجلاس میں "ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب" کا معیار تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۲۹ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے شرعی مشیر کو "ادارہ جاتی دائرۂ کار میں فتویٰ جاری کرنے کے اصول وآداب" پر شرعی تحقیق تیار کرنے کے لیے مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے مشترکہ اجلاس میں جو کہ ۸-۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶-۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، کمیٹی نے شرعی تحقیق پر بحث مباحثہ کیا اور شرعی مشیر سے مناقشات اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم کو معیار میں داخل کرنے کے لیے کہا۔

معیار کا ترمیم شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کے سولہویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، مجلسِ شرعی نے مسودہ میں مزید ترامیم کیں اور یہ فیصلہ کیا کہ مسودہ متعلقہ ماہرین اختصاص کی آراء طلب کرنے کے لیے بھیج دیا جائے تاکہ جلسۂ سماعت میں اس پر بحث کی جاسکے۔

ایوفی نے ۶ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۳۱ جولائی ۲۰۰۶ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ ماہرین شریک ہوئے، جن کی تعداد تیس (۳۰) سے زائد تھی۔ جلسۂ سماعت میں پیش کی گئی آراء کو سنا گیا۔ شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کے بعض ارکان نے ان آراء کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

noorcentre.com

مجلسِ شرعی نے ۲۶ شوال ۱۴۲۷ھ - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے سترہویں اجلاس میں ان ترامیم کی منظوری دی جو جلسۂ سماعت کے شرکاء نے پیش کی تھیں۔ اس معیار کی بعض دفعات پر تمام ارکان کے اجماع اور بعض پر کثرتِ رائے سے اظہارِ اعتماد کیا، جس کی تفصیلات مجلسِ شرعی کی یادداشتوں کی روئداد میں محفوظ ہیں۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- افتاء کے واجب علی الکفایہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ عمومی نفع رکھنے والے اس جیسے دیگر دینی کاموں میں سے ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی انہیں انجام دے۔ یہ فرض عین نہیں ہے، سوائے اس صورت کہ جبکہ حسبِ ضرورت ایک فرد یا مجموعے کے علاوہ اسے انجام دینے والا کوئی اور نہ ہو، اور اگر یہ سب پر متعیّنہ طور پر فرض ہوجائے تو کاروبارِ زندگی معطل ہوجائے گا، اور دین ودنیا کے بہت سے امور فوت ہوجائیں گے۔ (۱)
- اداروں پر استفتاء کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ ان پر شریعت پر عمل کرنا لازم ہے، اور یہ مقصد اپنی مجلس شرعی سے سوال کرکے ہی حاصل ہوگا۔ متعیّنہ طور پر اپنی ہی مجلسِ شرعی سے استفتاء کی یہی توجیہ ہے، اور مجالس پر فتویٰ دینا متعیّن ہونے کی وجہ ادارہ اور مجلسِ شرعی کا تعلق ہے جس کی توثیق قرار دادیا مجلسِ عمومی (ادارے میں مالکانِ حقوق) کے اعتماد کے ذریعہ کی گئی ہے۔
- ایسا فقیہ جس کا علم فقہ کی کسی ایک نوع تک محدود ہو، جیساکہ اداروں کی نسبت سے مالی معاملات، اس کا فتویٰ صحیح ہونے کی دلیل اجتہاد اور فتویٰ کے متجزّی ہونے کا قول ہے۔ (۲)
- ادارے کے لیے اپنی مجلس پر پیش کیے بغیر اپنی مجلس کے علاوہ کسی اور کے فتویٰ پر عمل کے ممنوع ہونے کی دلیل ضوابط کی رعایت کیے بغیر تلفیق اور رخصتیں تلاش کرنے سے اجتناب ہے، اس کے ساتھ اس میں یکسانیت کے حامل مختلف امور، اور نظاموں اور حالات کے تنوّع کو نظر انداز کرنا ہے جو

---

(۱)　صفۃ الفتوی والمستفتی، ابن حمدان حنبلی ۵۲۔

(۲)　سابقہ مرجع ۲۸۔

noorcentre.com

بعض اوقات فتویٰ کو مقتضیٰ حال کے مطابق نہیں رہنے دیتے۔

- استفتاء کو اعلیٰ مجلسِ شرعی یا مجالس کی طرف محوّل کرنے، اور اجتماعی فتاویٰ سے استفادہ کی دلیل وہ قوت اور ترجیح ہے جو سب میں اہلیت کے باوجود کثرت کی جانب میں ہوتی ہے، مزید یہ کہ اس سے مختلف فتاویٰ میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور تضاد کا ازالہ ہو جاتا ہے۔
- غلط استعمال کے خوف کی صورت میں فتویٰ نہ دینے یا اسے نشر نہ کرنے کی دلیل سدِّ ذرائع کی بنیاد پر ہے جو کسی مباح تصرف سے منع کرتا ہے جبکہ وہ حتمی طور پر یا غالب گمان کے مطابق کسی مفسدہ کی طرف لے جاتا ہو۔
- رخصتیں تلاش کرنے کی ممانعت کی دلیل یہ ہے کہ یہ دین کے احکام کو ضائع کرنے اور ان کی اہانت کی طرف لے جاتا ہے، اور بعض علماء نے اسے فسق شمار کیا ہے۔[۱]
- دو مباح امور میں سے زیادہ آسان کو اختیار کرنے کی دلیل تیسیر کے سلسلہ میں قرآنِ کریم میں وارد نصوص، مثلاً: باری تعالیٰ کا فرمان: ﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾[۲] اور سنت میں وارد نصوص، مثلاً: حدیث مبارک: "آسانیاں پیدا کرو اور تنگیاں پیدا مت کرو"[۳] ہیں۔ اور یہ سب کچھ دلائل میں غور و فکر کرنے کے بعد ہے۔[۴]
- فتویٰ کی عبارت کے بارے میں قابلِ رعایت امور کی دلیل مطلوبہ غرض کا حصول اور اسے باطل معنی کی طرف نہ پھیرنا ہے۔ ابن حمدان کی "صفۃ الفتویٰ" میں بھی اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔[۵] اسی طرح فتویٰ کو محفوظ رکھنے کی خواہش میں علماءِ سلف نے بھی اس حوالہ سے گفتگو کی ہے۔
- فتویٰ میں پوچھی گئی بات سے زیادہ بیان کرنے کی دلیل سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰت السلام ہے، اور وہ

---

(۱) اعلام الموقعین لابن القیم ۱/۲۲۲، صفۃ الفتوی لابن حمدان ۳۲۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۱۸۵۔

(۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۴) رسم المفتی لابن عابدین ۱۱۔

(۵) صفۃ الفتوی لابن حمدان ص ۵۸-۶۶۔

یہ کہ نبی کریم ﷺ سے سمندر کے پانی سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''اس کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال ہے۔''[۱]

noorcentre.com

- فتویٰ کی تحریر کے بارے میں قابلِ رعایت امور کی دلیل فتویٰ کو کھیل بنانے سے بچانا ہے۔[۲]
- غلطی ظاہر ہونے کی صورت میں فتویٰ سے رجوع کی دلیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ عمل ہے جس میں انہوں نے ایک ہی مسئلہ میں ماں باپ شریک بھائیوں کے سقوط کا فیصلہ فرمایا، پھر اس کے بعد انہیں صرف ماں شریک بھائیوں کے ساتھ میراث میں شریک قرار دیا اور فرمایا: ''وہ فیصلہ اس وقت کے مطابق تھا، اور یہ فیصلہ اس وقت کے مطابق ہے''۔[۳]
- فتویٰ میں انتظار اور توقف کی دلیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ رحمہم اللہ علیہم کا فعل ہے جو کہ مشہور ہے، اور ان حضرات کا «لا أعلم» کہنے، یا جواب کو مؤخر کرنے میں جھجک محسوس نہ کرنا ہے۔[۴]

(۱) ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اس کی تخریج کی ہے۔

(۲) اس سلسلہ میں وہ تفصیل دیکھ لی جائے جو ''صفۃ الفتوی لابن حمدان ص ۶۳'' میں آئی ہے۔

(۳) جمع الجوامع للسبکی بشرح المحلی ۲/۳۹۱۔

(۴) صفۃ الفتوی لابن حمدان ص ۶-۱۱۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

"قضاء" مخاصمت کرنے والے دونوں فریقوں کے درمیان حکم کا انشاء ہے، اور قضاء کے نتیجے میں حکم لازم ہوجاتا ہے۔ "فتویٰ" قضاء سے اس امر میں مختلف ہے کہ فتویٰ لازم کیے بغیر محض شرعی حکم کا بیان ہے، اسی طرح فتویٰ تعلیم سے بھی مختلف ہے کیونکہ تعلیم پیش آنے والے واقعہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتی۔ اسی سے فتویٰ محض احکام کی تعلیم کے لیے ابتداءً یا محض تعلیم کے لیے ایسے مسئلہ کے متعلق سوال کرنے سے ممتاز ہوجاتا ہے جو واقع نہ ہوا ہو (البتہ اس کی توقع ہو)۔

noorcentre.com

تَوَرُّق

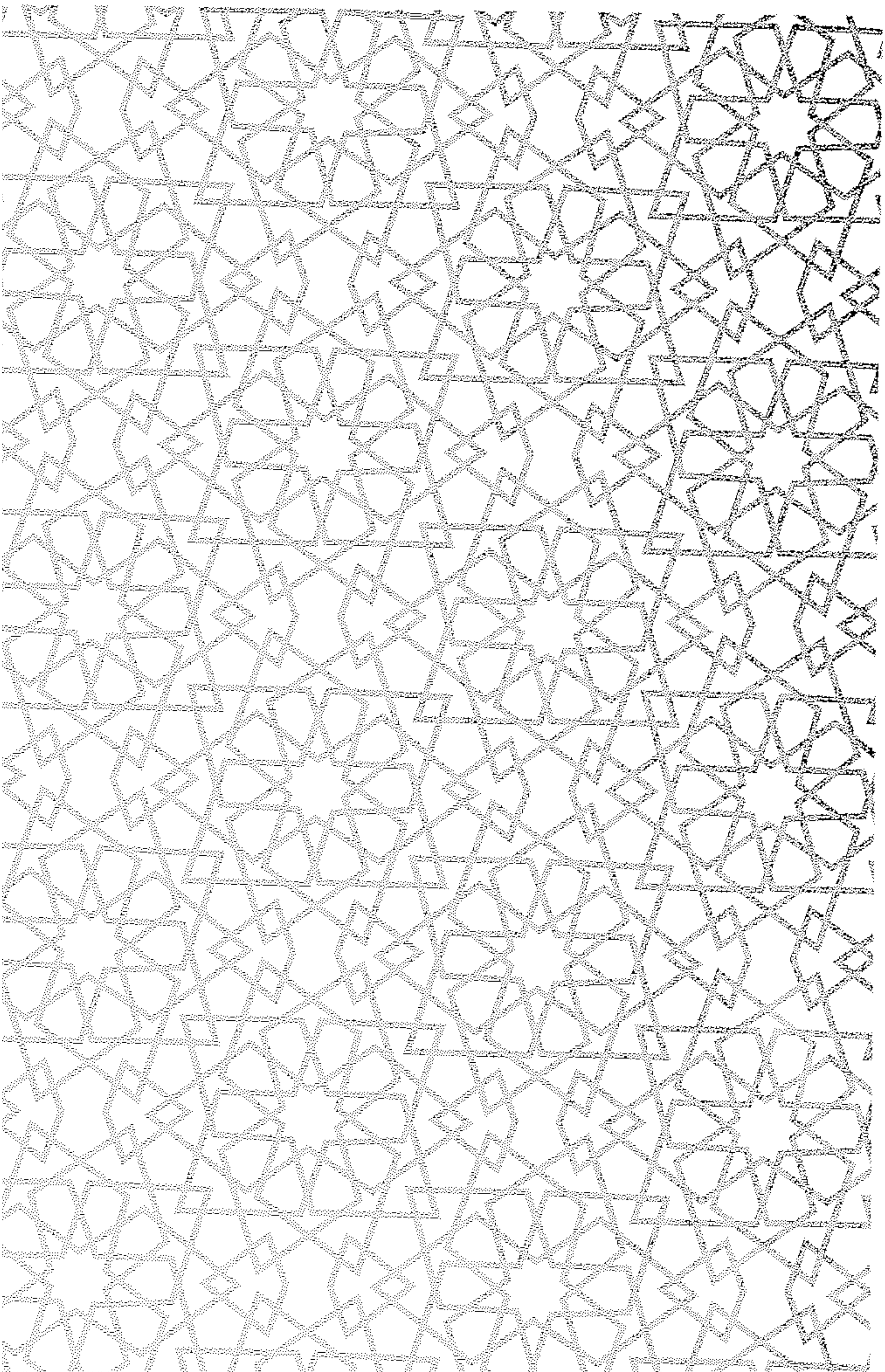

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۷۸۲

معیار کا متن ۷۸۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۸۳

۲- تورُّق کی تعریف اور تورُّق اور بیع عینہ کے درمیان فرق ۷۸۳

۳- تورُّق کرنے والا ۷۸۳

۴- تورُّق کے درست ہونے کی شرائط ۷۸۴

۵- ادارہ کے مفاد میں کیے جانے والے تورُّق کی شرائط ۷۸۵

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۷۸۶

معیار کی منظوری ۷۸۷

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۷۸۸

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۷۹۰

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد تورُّق کی حقیقت، اس کے صحیح ہونے کے شرائط اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ ادارے)[1] کے ساتھ تورُّق کے خاص اصولوں کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار تورُّق کی مختلف صورتوں سے متعلق ہے، خواہ تورُّق کرنے والا گاہک ہو یا ادارہ۔

۲- تورُّق کی تعریف اور تورُّق اور بیع عینہ کے درمیان فرق

نقد رقم حاصل کرنے کے ارادہ سے کسی چیز کو مساومہ یا مرابحہ کی بنیاد پر ادھار خرید کر فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کو نقد پر فروخت کرنا تورُّق ہے، جبکہ کسی چیز کو ادھار خرید کر فروخت کنندہ ہی کو کم قیمت پر نقد فروخت کرنا عینہ ہے۔

۳- تورُّق کرنے والا

۱/۳ تورُّق کرنے والا گاہک بھی ہو سکتا ہے، جس کی صورت یہ ہوگی کہ گاہک ادارہ سے کوئی چیز خرید کر سرمایہ حاصل کرنے کی غرض سے اس کو کسی اور کو فروخت کردے۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ ادارہ تورُّق کرے، جس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ گاہک سے یا کسی اور ادارہ سے کوئی چیز خرید کر سرمایہ کے حاصل کرنے کے لیے کسی تیسرے فریق کو بیچ دے۔ دونوں صورتوں میں شق ۴ اور ۵ میں بیان کردہ اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔

۲/۳ ادارہ پر لازم ہے کہ وہ سودی بینکوں کے ساتھ تورُّق کا معاملہ نہ کرے جبکہ ادارہ کو اس بات کا علم ہو کہ اس تورُّق سے حاصل ہونے والے سرمایہ کا استعمال شرعاً قابلِ قبول سرگرمیوں کے بجائے سودی قرضوں کے لیے ہوگا۔

noorcentre.com

۴- تورّق کے درست ہونے کی شرائط

۱/۴ مساومہ یا مرابحہ کی بنیاد پر ادھار خریداری سے متعلق شرعی تقاضوں کو پورا کیا جائے، اس سلسلہ میں مرابحہ کے متعلق شرعی معیار نمبر ۸ کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں سامان کا موجود ہونا، فروخت کنندہ کا اس کو بیچنے سے پہلے اس کی ملکیت حاصل کرنا، لازمی وعدہ اگر ہو تو اس کا صرف ایک جانب سے ہونا اور مبیع کا سونا، چاندی یا نقدی پر مشتمل نہ ہونا بھی ضروری ہے۔

۲/۴ سامان کا اس طور پر متعین ہونا بھی ضروری ہے کہ اس کو فروخت کنندہ کے دیگر اثاثوں سے ممتاز کیا جاسکے، جس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ سامان کو علیحدہ کرلیا جائے یا اس مبیع کی تعیین سے متعلق دستاویزات کے نمبر بیان کردیئے جائیں، مثال کے طور پر اس کو ذخیرہ کرنے [گودام میں رکھنے] کی دستاویز کے نمبر۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) ''منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت''، شق ۴/۲/۲۔

۳/۴ اگر معاہدہ کرتے وقت سامان موجود نہ ہو تو گاہک کے سامنے سامان کی صفات، یا اس کا کوئی نمونہ، اور اس کی مقدار اور موجودگی کی جگہ کا بیان کرنا ضروری ہے تاکہ اس کا سامان کو خریدنا حقیقتاً ہو نہ کہ صرف ظاہری طور پر، اور بہتر یہی ہے کہ حاضر سامان پر معاملہ کیا جائے۔

۴/۴ سامان پر یا تو حقیقتاً قبضہ ہو، یا حکماً قبضہ ہو، اس طور پر کہ حقیقی قبضہ کی اجازت دے دی جائے اور تمام ایسی پابندیاں یا شرائط ہٹادی جائیں جو قبضہ کرنے میں رکاوٹ ہوں۔

۵/۴ یہ بھی ضروری ہے کہ سامان جس فریق (فروخت کنندہ) سے خریدا گیا ہے اس کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو فروخت کیا جائے، تاکہ عینہ سے بچا جاسکے۔ علاوہ ازیں یہ کہ کسی شرط، باہمی مفاہمت یا عرف کی وجہ سے وہ چیز لوٹ کر فروخت کنندہ کے پاس نہ آئے۔

۶/۴ یہ بھی شرط ہے کہ سامان کو ادھار پر خریدنے اور اس کو نقد پر بیچنے کے معاہدوں کا آپس میں تعلق نہ ہو، چاہے یہ تعلق دستاویزات میں ذکر کرنے کی صورت میں ہو، عرف کی وجہ سے ہو یا کسی لائحہ عمل کی وجہ سے، جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ گاہک سامان پر قبضہ کرکے اپنے قبضہ

کا حق ختم کر لے۔

noorcentre.com

۷/۴ گاہک نے جو سامان ادارہ سے خریدا ہے اس کو فروخت کرنے میں نہ گاہک ادارہ کا وکیل بنے نہ ادارہ اس کو اپنا وکیل بنائے، اسی طرح ادارہ بھی اس کو فروخت کرنے کے لیے گاہک کا وکیل نہ بنے، البتہ اگر قوانین اس بات کی اجازت نہ دیں کہ گاہک اس سامان کو خود فروخت کرے بلکہ یہ ضروری ہو کہ ادارہ ہی کے ذریعہ اس کو فروخت کیا جائے تو اس صورت میں ادارہ کو وکیل بنانا درست ہے، لیکن اس صورت میں ادارہ کو وکیل بنانا گاہک کی طرف سے حقیقتاً یا حکماً قبضہ کے بعد ہو۔

۸/۴ ادارہ گاہک کی طرف سے کسی دوسرے فریق کو اس مبیع کے بیچنے کا وکیل نہ بنائے جو گاہک نے ادارہ سے خریدی ہے۔

۹/۴ وکیل بذات خود سامان کو فروخت کرے یا ادارہ کے علاوہ کسی اور کو فروخت کے لیے دیگر شقوں کی رعایت رکھتے ہوئے وکیل مقرر کرے۔

۱۰/۴ ادارہ پر لازم ہے کہ وہ گاہک کو بذاتِ خود یا گاہک کے مقرر کردہ وکیل کے ذریعہ سامان کو فروخت کرنے سے متعلق ضروری معلومات فراہم کرے۔

۵- ادارہ کے مفاد میں کیے جانے والے تورُّق کی شرائط

۱/۵ تورُّق سرمایہ کاری یا تمویل کا مستقل طریقہ نہیں ہے بلکہ اس کو ضرورت کی بناء پر کچھ شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی لیے اداروں پر یہ لازم ہے کہ کوشش کر کے مضاربہ، وکالت برائے سرمایہ کاری، سرمایہ کاری صکوک کے اجراء یا سرمایہ کاری کھاتوں وغیرہ کے ذریعہ سرمایہ کے حصول کے بجائے تورُّق کی طرف نہ جائیں، بلکہ اس کو صرف ضرورت کے موقع پر جب سرمایہ کی کمی یا سرمایہ ختم ہونے کا سامنا ہو اور گاہکوں کے نقصان اور ادارے کی سرگرمیوں کو ناکامی سے بچانے کے لیے ہی استعمال کیا جائے۔

۲/۵ اداروں کو تورُّق کا سامان فروخت کرتے وقت وکیل بنانے سے بچنا چاہیے، اگرچہ یہ وکالت

noorcentre.com

فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کے لیے ہی ہو، اور اس کے بجائے اپنے ذرائع کو استعمال کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں بروکر کی خدمات کا استعمال کرنا ممنوع نہیں۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے تورُّق کے معیار کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے سترہویں اجلاس مؤرخہ ۲۶ شوال-یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸-۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۹ - ۱۳ ارمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے ساتویں اجلاس میں بینکوں میں جاری تورُّق کے بارے میں شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۷ شعبان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے شرعی مشیر کو تورُّق کے معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

۶ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۵ء کو شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے ایک دوسرے شرعی مشیر کو تورُّق کے معیار کو دوبارہ طے شدہ شکل کے مطابق مرتب کرنے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا تاکہ یہ معیار بھی دیگر معیاروں کے مطابق ہوجائے۔

شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی نے مؤرخہ ۸ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵ جون ۲۰۰۵ء کو منامہ، بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے پندرہویں اجلاس میں معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا اور مباحثہ اور ارکان کی آراء کی روشنی میں طے میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کے ارکان پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی نے مؤرخہ یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے اجلاس میں مباحثہ کے بعد ارکان کے تبصروں اور مباحثہ کی روشنی میں طے پانے والی ترامیم کو شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ - ۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے سولہویں اجلاس میں مشترکہ کمیٹی کی جانب سے شامل کی گئی ترامیم پر مباحثہ کیا اور ان

میں سے مناسب ترامیم کو برقرار رکھا۔

ادارہ نے بحرین میں مؤرخہ ۶ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۱ جولائی ۲۰۰۶ء جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بینکوں، اکاونٹنگ فرمز اور مختلف اداروں کے نمائندوں سمیت ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور متعلقہ شعبوں کے تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسۂ سماعت کے دوران موصول ہونے والے تبصروں کو سنا گیا اور کمیٹیوں کے ارکان نے ان کا جواب دیا اور ان پر اظہارِ خیال کیا۔

noorcentre.com

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے سترہویں اجلاس میں جلسۂ سماعت کے شرکاء کی طرف سے موصول ہونے والی ترامیم پر بحث کی اور ان میں سے مناسب ترامیم کو باقی رکھنے کے بعد اس معیار کی بعض شقوں کو متفقہ طور پر اور بعض کو اکثریت رائے کی بنیاد پر منظور کیا جس کی تفصیلات مجلس کے اجلاسوں کی یادداشتوں میں محفوظ ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- بیع عینہ اور تورُّق کا حکم مختلف ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ بیع عینہ سود کا ایک حیلہ ہے، اس لیے کہ یہ ایسے دو فریقوں کے درمیان واقع ہوتا ہے جو در حقیقت مقروض اور قرض دہندہ ہیں، اور ادھار پر سامان کی فروخت اور پھر اس کو کم نقد قیمت پر واپس دے کر خریدار جو سرمایہ حاصل کرتا ہے وہ اس سرمائے سے کم ہوتا ہے جس کی ادائیگی خریدار پر فروخت کنندہ کے لیے لازم ہے۔ اکثر فقہاء کا رجحان عینہ کی ممانعت اور تورُّق کے جائز ہونے کی طرف ہے، سوائے ابنِ قیم اور ابنِ تیمیہ کے جو تورُّق کی ممانعت یا کراہت کے قائل ہیں۔
- حکمی قبضہ کے کافی ہونے کی شرعی بنیاد قبضہ سے متعلق معیار اور کرنسی کی تجارت کے معیار میں گذر چکی ہے۔
- جو تورُّق شرائط کے مطابق ہو اس کے جواز کی بنیاد کتاب وسنت کی وہی آیات ہیں جو بیع کے جواز سے متعلق ہیں۔ اس کے جواز کی توثیق مجمع الفقہ الاسلامی جو کہ رابطۃ العالم الاسلامی[1] کے ماتحت ہے، کی دو قراردادوں سے اور سعودی عرب کے اکابر علماء کی مجلس کی دائمی کمیٹی کی قرارداد (فتویٰ نمبر ۱۹۲۹۷) اور

---

(۱) پندرہویں اجلاس کی قرارداد، جس میں بیع عینہ سے بچنے کے علاوہ کوئی شرط نہیں ہے۔ اس کے بعد سترہویں اجلاس کی قرارداد جس میں دیگر شرائط بھی لاگو کی گئی ہیں جن کا ذکر اس معیار میں بھی آچکا ہے، ان میں سے اہم ترین شرط یہ ہے کہ بینک [فروخت کنندہ] گاہک کی طرف سے مبیع کی فروخت کے لیے وکیل نہ بنے [جو اسے عینہ کے مشابہ بناتا ہے] جیسا کہ قرارداد میں بھی یہ شرط ہے، نیز مبیع پر قبضہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، (قرارداد میں حقیقتاً قبضہ کی شرط نہیں ہے بلکہ گیارہویں اجلاس کی قرارداد میں بیع صرف میں حکمی قبضہ کو بھی کافی قرار دیا گیا ہے جو قبضہ کے معاملہ میں عام بیع سے زیادہ سخت ہے)۔

دیگر کئی شرعی مجالس کی جانب سے ہو چکی ہے۔

noorcentre.com

- اسی طرح تورُّق سود سے بچنے کا ایک راستہ ہے نہ کہ سود کا حیلہ، اس لیے کہ اس کی طرف وہی جاتا ہے جس کے پاس کوئی قرض فراہم کرنے والا یا سودی قرضہ کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو۔ عبد اللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس پر عمل کرنا بھی منقول ہے[1]۔
- سامان کی خرید اور اس کی فروخت کے درمیان تعلق نہ ہونے کی شرط کی بنیاد یہ ہے کہ اس تعلق کی وجہ سے تورُّق کرنے والے کے لیے بیع لازم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ملکیت کا فوری طور پر منتقل ہونا قبضہ کے حصول سے رکاوٹ بن جاتا ہے۔ وکیل بننے اور وکیل بنانے کا التزام کرنے کی ممانعت کی بھی یہی بنیاد ہے۔
- جس صورت میں گاہک کے لیے براہِ راست سامان کی فروخت ممکن نہ ہو تو اس صورت میں توکیل [ادارے کو وکیل بنانے] کے مستثنیٰ ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ قانون کی وجہ سے اس کا تصرف باطل نہ ہو۔
- ادارہ کی طرف سے گاہک کو سامان کے بارے میں معلومات دینے کے مطالبہ کی بنیاد یہ ہے کہ معاملہ غیر حقیقی نہ ہو اور بیع کے ذریعہ سرمایہ کے حصول میں معاونت کی ممانعت ہے۔ مبیع چاہے سامان ہو، گاڑی ہو، شرعاً جائز اداروں کے حصص ہوں، بین الاقوامی سامان یا مقامی سامان ہوں، سب برابر ہیں۔ اجناس کے تورُّق کی صورت میں زیادہ مناسب ہے کہ ان کے موجود ہونے کا یقین کر لیا جائے، اور اگر گاہک ان کو اپنی ملکیت میں برقرار رکھنا چاہے تو اس پر حقیقتاً قبضہ کرنا آسان ہو۔
- گاہک کو سامان کے متعلق معلومات یا اس کو سامان کا نمونہ فراہمی کے حکم کی بنیاد یہ ہے کہ گاہک کی حقیقی خریداری ہو سکے صرف ظاہری خریداری نہ ہو۔
- گاہک اور ادارہ دونوں کے تورُّق کرنے کی صورت میں اصول و ضوابط لاگو کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں کے وجود کے بنیادی مقصد کو پیشِ نظر رکھا جائے اور گاہکوں کے ساتھ اسلامی

---

(۱) الزاہر، ازہری الشافعی کی ۲۱۶، الفائق فی غریب الحدیث ۲/۱۰۸، تورق کے جواز کی صراحت کے لیے المرداوی کی الانصاف ۴/۲۵۰، کشاف القناع ۲/۷۴۴، ۳/۱۸۵، المغنی ۴/۱۲۷، السرخسی کی المبسوط ۱۱/۲۱۱ اور النووی کی الروضۃ ۳/۴۱۶ ملاحظہ کر لی جائیں۔

noorcentre.com

بینکوں پر لازم لائحہ عمل کے مطابق سرمایہ کاری اور مالیات کے فراہمی کے ان طریقوں پر عمل کیا جائے جو اسلامی بینکاری کی روح کے مطابق ہوں، اور ان سرگرمیوں کو اختیار کیا جائے جو شرکت، مختلف اشیا اور منفعتوں کے تبادلہ کی بنیاد پر وجود میں آتی ہیں، اور اس کا طریقہ یہی ہوگا کہ تورُّق پر عمومی طور پر عمل نہ ہو اور اس کے ایسے فروغ کو روکا جائے جو سرمایہ کاری اور مالیات کی فراہمی کے بنیادی طریقوں کو متاثر کرتا ہو۔ اسی بنیاد پر یہ حکم بھی لاگو کیا جاتا ہے کہ معیار میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق اسلامی مالیاتی اداروں کو صرف انتہائی مشکل حالات میں تورُّق کو اختیار کرنا چاہیے۔ اسی طرح اپنے گاہکوں کے لیے بھی اس طریقہ کو صرف اسی صورت میں اختیار کرنا چاہیے جبکہ مروجہ طریقوں یعنی شرکت، مضاربت، اجارہ یا استصناع وغیرہ کسی بھی طریقہ کے مطابق سرمایہ کاری یا مالیات کی فراہمی ممکن نہ ہو، یا پھر اس صورت میں جبکہ گاہکوں کو سود پر مشتمل قرضوں سے بچانا مقصود ہو بشرطیکہ ان کی طرف سے تورُّق کو صرف سودی ادائیگیوں سے نمٹنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ سودی معاملات سے مستقل اور مکمل طور پر بچنے کا عزم ہو۔

noorcentre.com

مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے

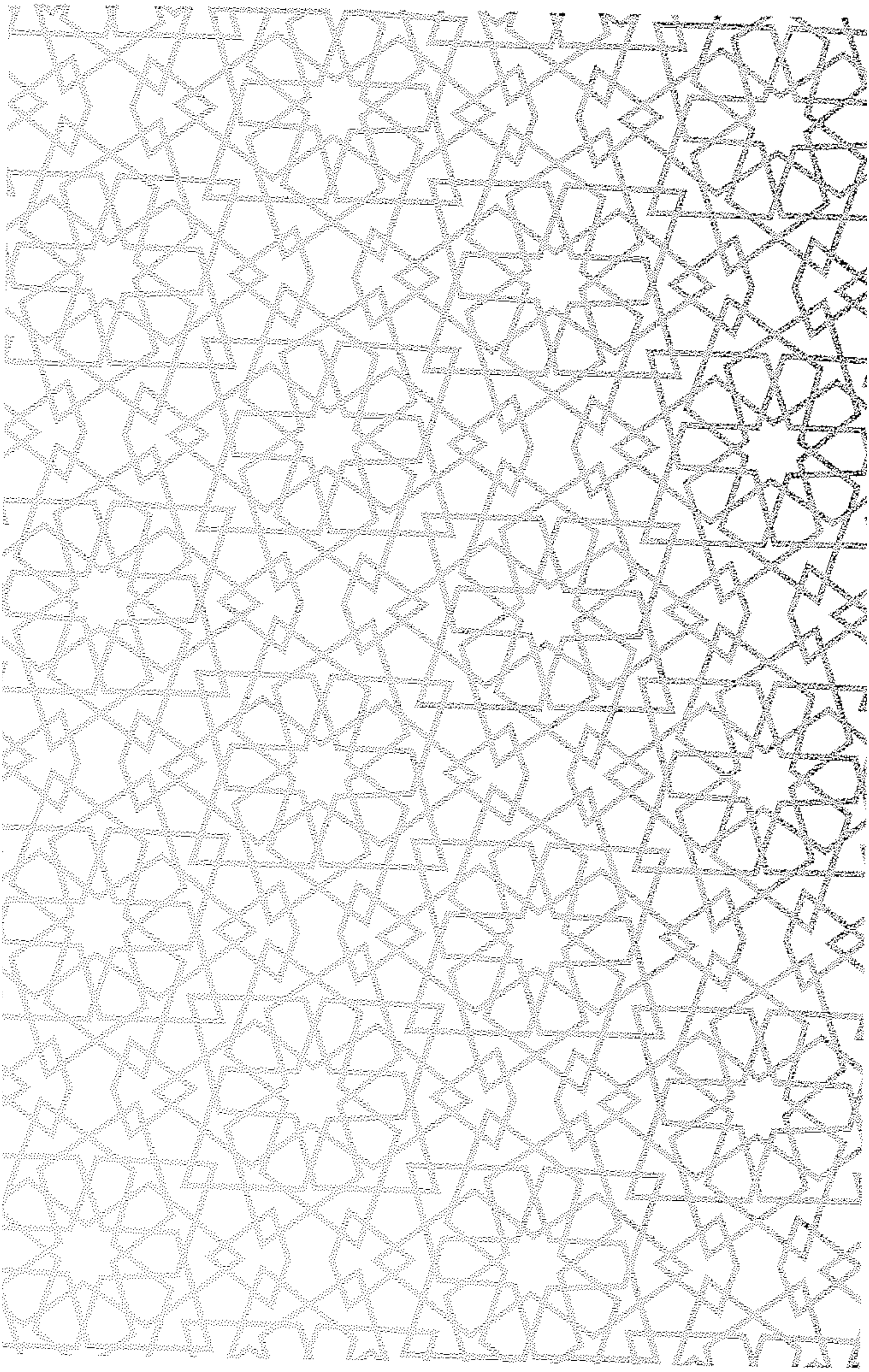

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۷۹۶

معیار کا متن ۷۹۷

۱- معیار کا دائرۂ کار ۷۹۷

۲ - غرر کی تعریف اور اقسام ۷۹۷

۳ - غرر کا حکم ۷۹۷

۴- معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کا ضابطہ ۷۹۸

۵- مالی عوض والے عقود میں غرر کے مواقع ۷۹۹

۶- توثیقی عقود وغیرہ پر غرر کا اثر ۸۰۴

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ ۸۰۵

معیار کی منظوری ۸۰۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۸۰۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۸۰۹

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۸۱۳

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں غرر کی تعریف، اقسام، اثرات، اور ایسے غرر کے ضابطے بیان کرنا مقصود ہے جو مالی معاملات کو فاسد کر دیتا ہے۔

واللہ الموفّق...

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار غرر اور اس کے مالی معاملات پر واقع ہونے والے اثرات پر مشتمل ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے ہاں رائج ہیں، خواہ وہ غرر کثیر ہو یا معمولی یا درمیانے درجے کا، خواہ وہ عوض والے معاملات [عقود المعاوضات] میں ہو جس میں شرکت کی اقسام شامل ہیں یا وہ احسان والے معاملات [عقود التبرعات] میں ہو یا ان کے علاوہ عقد کی کسی اور قسم یا ان کی شرائط میں۔

۲- غرر کی تعریف اور اقسام

۲/۱ غرر لین دین میں ایسی صفت ہے جو معاملے کے بعض ارکان کے نتیجہ کو غیر یقینی بنا دیتی ہے یا وہ صفت جس کے نتیجہ میں ہونے اور نہ ہونے دونوں میں شک ہو۔

۲/۲ مقدار کے اعتبار سے غرر کی تین قسمیں ہیں: غررِ کثیر، غررِ متوسط اور غررِ قلیل۔ اور اثر کے اعتبار سے غرر کی دو قسمیں ہیں: وہ غرر جو عقد کو فاسد کر دیتا ہے اور وہ غرر جو عقد کو فاسد نہیں کرتا۔

۳- غرر کا حکم

کوئی ایسا عقد انجام دینا یا اُس میں ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے جو معاملہ کو فاسد کرنے والے غرر پر مشتمل ہو جس کا ضابطہ شق ۴ میں مذکور ہے۔

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

۴- معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کا ضابطہ

جب درج ذیل چار شرائط پائی جائیں تو غرر معاملے کو فاسد کر دیتا ہے۔

(الف) غرر مالی عوض والے عقد میں ہو یا جو اس کی تعریف میں آتا ہو۔

(ب) غرر کثیر ہو۔

(ج) غرر ایسی چیز میں ہو جو موضوعِ عقد میں بنیادی حیثیت رکھتا ہو۔

(د) غرر کسی ایسے عقد میں نہ ہو جس کی معتبر حاجتِ شرعیہ ہو۔

۴/۱ پہلی شرط: غرر مالی عوض والے عقد میں ہو یا جو اس کی تعریف میں آتا ہو

جیسا کہ بیع، اجارہ اور شرکت۔ احسان والے معاملات [عقود التبرعات] میں غرر غیر مؤثر ہے اگرچہ کثیر ہو، جیسا کہ ہدیہ اور وصیت وغیرہ ہیں۔ غرر مالی عوض والے عقود میں یا ان الفاظ میں ہوتا ہے جن سے عقد منعقد ہوتا ہے، یا اس چیز میں ہوتا ہے جس پر عقد واقع ہوتا ہے۔ دیکھیے شق ۵۔

۴/۲ دوسری شرط: غررِ کثیر ہو

۴/۲/۱ غررِ کثیر کا مطلب یہ ہے کہ عقد پر اس طرح غالب آجائے کہ وہ وصف اس کا حصہ بن جائے، جس کے نتیجے میں وہ لوگوں میں تنازع کا سبب بنے۔ یہ ماحول اور زمانے کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے اور اس کا مدار عرف پر ہے، مثلاً پھلوں کی خرید و فروخت ان کے ظاہر ہونے سے قبل، مجہول مدت کے لیے اجارہ کرنا، اور بیع سَلَم جب ظنِ غالب یہ ہو کہ مقررہ مدت پر اناج میسر نہیں ہو سکے گا، اس قسم کا غرر عقد پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے فاسد کر دیتا ہے۔

۴/۲/۲ غررِ قلیل وہ ہے جس سے عموماً کوئی عقد خالی نہیں ہوتا اور وہ تنازع کا سبب بھی نہیں بنتا۔ مثلاً گھر کی بنیاد دیکھے بغیر اس کی خرید و فروخت کرنا، یا مہینے بھر کے لیے اُس کا اجارہ کرنا جبکہ مہینوں کے دن برابر نہیں ہوتے، اس قسم کا غرر عقد پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

۴/۲/۳ غررِ متوسط وہ ہے جو کثیر اور قلیل کے درمیان ہو۔ مثلاً زمین میں چھپی ہوئی
noorcentre.com
چیزوں کی خرید وفروخت کرنا یا اُن چیزوں کی خرید وفرخت جنہیں توڑے بغیر معلوم نہیں کیا جا سکتا یا پھل دار درخت کا اجارہ کرنا، نیز جعالہ، چوکیداری، شرکت کی اقسام اور محدود مدت والے مضاربہ میں پائے جانے والا غرر بھی اسی قبیل سے ہے۔ غررِ متوسط بھی عقد پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

۴/۳ تیسری شرط: غرر ایسی چیز میں ہو جو موضوعِ عقد میں اصل ہو

جب غرر ایسی چیز میں ہو جو موضوعِ عقد میں بنیادی حیثیت رکھتی ہو تو عقد کو فاسد کر دیتا ہے، مثلاً درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کو صلاحیت ظاہر ہونے سے قبل خرید وفروخت کرنا، اصل یعنی درختوں کو عقد میں شامل کیے بغیر، جبکہ اُس بیع میں پھلوں کے کاٹنے کی شرط بھی نہ لگائی گئی ہو، البتہ اگر غرر ایسی چیز میں ہو جو عقد میں اصل کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ اس کے تابع اس میں شامل ہو رہی ہے تو غرر اس میں موثر نہیں ہے، مثلاً درختوں کو اس طرح کے پھلوں سمیت بیچنا جن کی صلاحیت ظاہر نہیں ہوئی ہیں، یا تیار فصل کے ساتھ اس طرح کی فصل کو بیچنا جس کا ابھی تک وجود نہیں ہے، یا حمل کو بکری کے ساتھ بیچنا، یا تھنوں میں پائے جانے والے دودھ کو جانور کے ساتھ بیچنا۔

۴/۴ چوتھی شرط: غرر کسی ایسے عقد میں نہ ہو جس کی حاجتِ شرعیہ ہو

حاجت یہ ہے کہ انسان ایسی حالت میں ہو اگر ممنوعہ چیز استعمال نہ کرے تو مشکل اور مشقت میں پڑ جائے مگر ہلاک نہ ہو، خواہ وہ حاجت عام ہو یا خاص۔ حاجت میں یہ شرط ہے کہ وہ متعین ہو چکی ہو، یعنی وہ تمام راستے جن کے ذریعہ غرض تک پہنچا جا سکتا ہو وہ مسدود ہو چکے ہوں سوائے غرر کثیر کے۔ مثلاً تکافل کی عدم موجودگی میں کمرشل انشورنس۔

۵- مالی عوض والے عقود میں غرر کے مواقع

مالی عوض والے عقود میں غرر یا تو ان الفاظ میں ہوتا ہے جن سے عقد منعقد ہوتا ہے یا اس چیز پر

noorcentre.com

ہوتا ہے جس پر عقد واقع ہوتا ہے یا عقد کی شرائط میں ہوتا ہے۔

۱/۵ عقد کے الفاظ میں فاسد کر دینے والا غرر

عقد کے الفاظ میں غرر تب ہوگا جب وہ ایجاب وقبول سے متعلق ہو نہ کہ اس کے موقع محل کے ساتھ، اس کی تطبیقی مثالیں کچھ یوں ہیں:

۱/۱/۵ ایک بیع میں دو بیوع کو جمع کرنا

ایک بیع میں دو بیوع کو جمع کرنا عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔ اس کی مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی سودا کرتے وقت کہے کہ یہ سامان نقد میں ایک ہزار کا ہے اور ادھار پر دو ہزار کا، پھر کسی ایک قیمت کو طے کیے بغیر بیچ دینا۔

۲/۱/۵ وہ بیوع جن میں موضوعِ عقد میں شک کے ساتھ عقد انجام پائے

جن میں موضوعِ عقد [معقود علیہ] مشکوک ہوتا ہے کہ وہ حاصل ہوگا یا نہیں، وہ بیوع فاسد ہیں۔ مثلاً بیع الحصاۃ کہ کنکری پھینک کر بیع کرنا کہ وہ جس چیز پر گری اتنے پیسے میں اُس کی بیع لازم ہوگئی۔ اور بیع المنابذۃ جس میں فروخت کرنے والا سامان میں سے کوئی ایک چیز خریدار کی طرف اچھال کر بیع کرتا ہے۔ اسی طرح جدید آلات کے ذریعے خود کار طور پر خریدار یا بیچنے والے کے ارادے کے بغیر سامان کا تعیّن کرنا۔

۲/۵ موضوعِ عقد [معقود علیہ] میں غرر

۱/۲/۵ مبیع یا کرائے پر دی جانے والی چیزوں وغیرہ میں غرر

۱/۱/۲/۵ وہ غرر جو موضوعِ عقد کی جنس کے بارے میں ایسی لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے عقد کو فاسد کر دیتا ہے، مثلاً کسی چیز کو یہ بتائے بغیر بیچنا کہ وہ کیا چیز ہے۔ موضوعِ عقد کی جنس کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے اُس کی نوع اور صفت بھی مجہول [غیر واضح] ہوتی ہیں۔

۲/۱/۲/۵ وہ غرر جو موضوعِ عقد کی نوع کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے

عقد کو فاسد کر دیتا ہے، مثلاً گاڑی کی نوع بیان کیے بغیر خرید وفروخت کرنا، (کرنسی کے کاروبار میں) دینار و درہم کی نوع بیان کیے بغیر خرید و فروخت کرنا جس کے تعیّن پر کوئی عرف بھی دلالت نہ کرتا ہو۔

noorcentre.com

۳/۱/۲/۵ وہ غرر جو موضوعِ عقد کی ذات کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے (کہ سامان غیر متعیّن ہو) عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔ مثلاً جب نمائش میں بہت سی قسم کی گاڑیاں موجود ہوں تب کسی غیر متعیّن گاڑی کو فروخت کرنا یا رہائشی علاقے کے لیے تیار کی گئی اسکیم میں سے تعیّن کے اختیار کے بغیر کسی پلاٹ کو بیچنا۔

۴/۱/۲/۵ اگر کسی موضوعِ عقد میں مختلف قسم کی اوصاف پائی جاتی ہوں تو ان کے بارے میں لاعلمی سے پیدا ہونے والا غرر عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔ مثلاً کسی غائب چیز کو وصف بیان کیے بغیر بیچنا۔

۵/۱/۲/۵ ایسا غرر جو فروخت کی جانے والی چیز کی مقدار کے بارے میں لاعلمی کی سے پایا جاتا ہے۔ اس کی بعض تطبیقی مثالوں میں کچھ تفصیل ہے: اندازے سے بیع (جس کی مقدار مجہول ہو) عقد کو فاسد کر دیتی ہے سوائے اُن چند حالات کہ جب اُن میں کچھ شرائط پائی جائیں تو غرر معاف ہو جاتا ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں: جس چیز کی خرید وفروخت کی جا رہی ہے وہ بیع کے وقت نظر آ رہی ہو، وہ ایسی چیز ہو جس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہو، اور وہ ایسی چیز ہو جس سے کثیر مقدار مراد ہو نہ کہ اس چیز کی انفرادی اکائیاں۔ مذکورہ صورتوں میں غرر عقد کو فاسد نہیں کرتا۔

۲/۲/۵ قیمت، اجرت یا ان کی مقدار میں پایا جانے والا غرر

قیمت ذکر کیے بغیر خرید وفروخت کرے، یا خریدنے والے یا بیچنے والے یا کسی فریقِ ثالث کے اندازے پر قیمت چھوڑ دینے کی تطبیقی مثال کچھ یوں ہے کہ ایسے دینار و درہم کے عوض کوئی چیز خریدنا جو بند تھیلی میں ہوں یا جیب میں ہوں، یا ایسی

noorcentre.com

کرنسی کے ذریعے خریدنا جس کے جاری کرنے والے ادارے کا علم نہ ہو اور نہ ہی کسی اور قرینہ سے اس کا پتہ چلایا جاسکتا ہو کہ وہ کون سے ملک کے ہیں۔ اس طرح کی صورتوں میں غرر بیع کو فاسد کر دیتا ہے۔

بعض ایسی بیوع ہیں جن کی قیمت میں پایا جانے والا غرر معاف ہے۔ مثلاً خریداری کے دن والے بازاری نرخ پر بیع کرنا، یا خریداری کے دن جو نرخ بند ہوگا، یا جس نرخ پر لوگ خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، یا بیع استجرار کے طور پر یعنی دوکاندار سے ایجاب و قبول کے الفاظ کے بغیر ہر کچھ عرصہ بعد اُس نرخ پر مال لیتے رہنا جو بوقت ادا لوگوں میں رائج ہوگا یا اس نرخ کو کسی اور چیز کے ساتھ مربوط کرنا۔ عموماً نرخ متعین کرنے کا طریقۂ کار چیز کے استعمال کے بعد کیا جاتا ہے، یا ایک اکائی کے نرخ کے حساب سے بیع کرنا کہ خریدار مال کو دیکھتا ہے مگر اس کی مقدار اور جملہ قیمت معلوم نہیں ہوتی، مثلاً غلے کا ڈھیر بیچنا جس کے ایک کلو کا نرخ یوں ہوگا، یا فی میٹر نرخ معلوم کیے بغیر کرائے پر گاڑی حاصل کرنا یہاں تک کہ منزل مقصود پر پہنچ جائیں، یا مثلی اجرت پر گاڑی کرائے پر لینا۔ نیز اجرت کو کسی چیز کے ساتھ اس طرح مشروط کرنا کہ اُس کی تبدیلی سے اجرت بھی تبدیل ہوتی رہے یہ بھی اسی قبیل سے ہے، ان تمام حالات میں غرر عقد کو فاسد نہیں کرتا۔

۳/۵ مدت کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے پایا جانے والا غرر

۱/۳/۵ ایسی مدت جو عقد میں شرط ہو اُس کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔ اگر مجلسِ عقد میں لاعلمی زائل ہو جانے سے غرر دور ہو جائے یا مدت کی شرط کو مجلس عقد میں ختم کر دیا جائے تو عقد صحیح قرار پائے گا۔

۲/۳/۵ قیمت کی ادائیگی کو کسی مشہور موسم تک مؤخر کرنے سے پایا جانے والا غرر معاف ہے، مثلاً کٹائی کا موسم۔ اس سلسلے میں موسم کے شروع ہو جانے کا اعتبار ہوگا، نہ کہ عملاً کٹائی کرنے کا۔

۴/۵ سپردگی کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے پایا جانے والا غرر

noorcentre.com

جس چیز پر عقد ہو، اسے سپرد کرنے کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے پایا جانے والا غرر عقد کو فاسد کر دیتا ہے۔ مثلاً مچھلی کی بیع جب وہ پانی میں ہو، البتہ اگر وہ اس طرح سے محصور ہو کہ اس کی شکار کی ضرورت نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اس کے علاوہ بیرون ملک سے درآمد کیا جانے والا ساز و سامان کہ بعض دفعہ اسے ملک کے اندر لانے کی اجازت دی جاتی ہے اور بعض دفعہ نہیں۔ یہ تب ہے جب خیارِ شرط نہ پایا جائے۔

۵/۵ جو چیز انسان کے پاس نہیں ہے اس کی خرید و فروخت کرنے سے پایا جانے والا غرر

جو چیز انسان کے پاس نہیں ہے اُسے فروخت کرنے سے پائے جانے والے غرر سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بوقت عقد حقیقتاً وہ اس کا مالک نہ ہو بلکہ بعد میں بازار سے خریدے، لیکن بیع سَلَم اور استصناع کی صورتیں، جب اُن میں شرائط پائی جائیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۶/۵ قبضہ (حقیقی یا حکمی) سے پہلے بیع کی وجہ سے پایا جانے والا غرر

خریدار جس چیز کا حقیقی یا حکمی طور پر قبضے کی صورت میں ضامن نہیں ہے اسے بیچ نہیں سکتا کیونکہ قبضے سے ضمانت بیچنے والے کی طرف سے خریدار کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور اس سے دو ضمانتیں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتی، خواہ مبیع منقولی ہو یا غیر منقولی ہو، اس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔ حقیقی قبضہ سے مراد ناپ تول والی اشیا کا ہاتھ میں لے کر مطلوبہ مقدار حاصل کرنا۔ اٹکل سے خریدی گئی اشیا کی صورت میں اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دینا۔ ان کے علاوہ بقیہ چیزوں میں حقیقی قبضے کا دار و مدار عرف پر ہے۔ حکمی قبضے سے مراد یہ ہے کہ الگ کر کے قبضہ کرنے پر قدرت دے دینا۔

۷/۵ معدوم کی بیع وجہ سے پایا جانے والا غرر

ایسی معدوم شے کی بیع جائز نہیں ہے جس کا مستقبل میں وجود مجہول ہو، مثلاً بیع معاومہ یعنی کہ کئی سالوں کے لیے پھلوں کی بیع کرنا۔

noorcentre.com

۸/۵ موضوعِ عقد کو نہ دیکھنے کی وجہ سے پایا جانے والا غرر (غائب چیز کی بیع)

۵/۸/۱ وصف یا سابقہ رویت کے بغیر غائب چیز کی بیع جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر وصف بیان کر دیا جائے تو پھر جائز ہے، خواہ فروخت کرنے والے کی طرف سے وصف بیان ہو یا کسی اور جانب سے۔ یہ وصف ہر اُس چیز پر مشتمل ہو گا جس سے قیمت میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ اگر بیچی گئی چیز وصف سے مطابقت رکھتی ہے تو بیع لازم ہو گی ورنہ خریدنے والے کو رد کرنے اختیار ہو گا۔

۵/۸/۲ ہر وجود والی غائب چیز جسے عقد سے پہلے دیکھا جا چکا ہے اس کی بیع جائز ہے بشرطیکہ دیکھنے کے بعد اُس میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی ہو۔

۵/۸/۳ نمونہ کے ذریعے بیع جائز ہے۔ نمونہ وہ ہے جو چیز کی وصف پر دلالت کرے۔

۶- توثیقی عقود وغیرہ پر غرر کا اثر

۶/۱ عقدِ رہن پر غرر کا اثر

عقدِ رہن میں ایسے غرر کی بھی گنجائش ہے جو بیع میں جائز نہیں، مثلاً گم شدہ گاڑی کو گروی رکھنا یا ایسی فصل کو گروی رکھنا جو ابھی تک قابلِ استعمال نہیں ہوئی۔ البتہ گاڑی کو تب تک دَین کی ادائیگی میں بیچا نہیں جا سکتا جب تک وصول نہ ہو جائے، اسی طرح فصل کو بھی نہیں بیچا جا سکتا جب تک وہ قابلِ استعمال نہ ہو جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"۔

۶/۲ عقدِ کفالہ پر غرر کا اثر

عقدِ کفالہ میں بھی ایسے غرر کی گنجائش ہے جو بیع میں جائز نہیں، مثلاً اسے کسی ایسی شرط کے ساتھ معلق کرنا جو عقد کے تقاضہ کے منافی نہیں ہے، یا اسے مجہول مدت تک مؤخر کرنا، یا مستقبل کے واجبات کی کفالت لینا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"۔

۶/۳ عقدِ وکالہ پر غرر کا اثر

وکالہ میں غرر جائز ہے بشرطیکہ کسی قرینہ یا عرف سے یہ معلوم ہو کہ فلاں کام کے لیے اسے

وکیل بنایا گیا ہے۔ مثلاً وکالت کو کسی شرط سے معلق کرنا، یا یہ کہ جس معاملے میں اسے وکیل بنایا گیا ہے وہ کسی اعتبار سے معلوم ہو۔ یہ تب ہے جب وکالت بغیر کسی اجرت کے ہو ورنہ اُس پر اجارہ کے احکام نافذ ہوں گے جس میں غرر موثر ہوتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"۔

noorcentre.com

۷- شرائط میں غرر کا اثر

وہ شرط جو صیغۂ عقد [الفاظ] یا اس کے موقع محل میں غرر کا سبب بنتی ہے:

اگر عقد کے صیغہ [الفاظ] میں ایسی شرط ہو جو باعثِ غرر ہو تو اُس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے، مثلاً مجہول مدت کے لیے خیارِ شرط، یا موضوعِ عقد میں پائی جانے والی شرط کی مثال جو غرر کا باعث ہے: بیع ثنیا یعنی کسی چیز کی بیع میں سے کسی غیر متعین چیز کا استثناء کرنا، یا کسی عمارت کو فروخت کرنا جس میں سے کوئی ایک منزل بغیر تعین کے مستثنیٰ کی جائے، لیکن اگر مستثنیٰ چیز معلوم ہو تو عقد صحیح ہے۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۶ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۷ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا انیسواں اجلاس ۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو مکہ مکرمہ، سعودی عرب میں منعقد ہوا جس میں غرر کے معیار کی منظوری دی گئی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی کا چودھواں اجلاس ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء دبئی متحدہ عرب امارات میں منعقد ہوا جس میں شرعی معیار "مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے" کے اجرا کا فیصلہ کیا گیا۔

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶ جولائی ۲۰۰۵ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے شرعی مشیر کو معیار "مالی معاملات کو فاسد کرنے والے غرر کے ضابطے" کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۸ - ۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ - ۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، جس میں تیار کردہ تحقیقی جائزے پر بحث و مباحثہ کیا گیا اور پھر شرعی مشیر کو اس بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہوا جس میں کمیٹی نے معیار کے منصوبہ کے مسودہ پر بحث و مباحثہ کیا اور شرعی مشیر کو بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کیں۔

مجلسِ شرعی نے اپنے سترہویں اجلاس میں جو مکہ مکرمہ میں ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء منعقد ہوا، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے مشترکہ اجلاس میں پیش کی جانے والی

noorcentre.com

مجوزہ ترامیم پر بحث و مباحثہ کیا اور پھر حسب ضرورت ترامیم بھی کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں تیس سے زیادہ مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ان کے علاوہ اس شعبے سے متعلقہ لوگوں کے نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے بعض اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور پھر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

مجلسِ شرعی نے اپنے انیسویں اجلاس میں جو مکہ مکرمہ میں ۲۶ شعبان - یکم رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء منعقد ہوا، جلسۂ سماعت میں شرکت کرنے والوں کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کی تجاویز پر بحث و مباحثہ کیا اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کرلیا، اور پھر اس معیار کو منظور کرلیا گیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- غرر کو کثیر، متوسط اور قلیل میں تقسیم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض غرر ایسے ہیں جن سے کوئی عقد خالی نہیں ہوتا، دوسری طرف وہ غررِ کثیر ہے کہ جو عقد کا وصف بن جاتا ہے، اسی لیے اس طرح کی بیوع کو بیوع الغرر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا غررِ متوسط کو جاننے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے دونوں طرفوں کے غرر کو متعین کر لیا جائے، ابو الولید باجی رحمۃ اللہ علیہ نے غررِ کثیر کے ضابطے کو کچھ یوں بیان کیا ہے: ”غرر عقد میں اس طرح سے غالب ہو جائے کہ وہ عقد کا وصف بن جائے“۔ [۱]
- ہر وہ عقد یا اس میں پائی جانے والی شرط، اگر غرر پر مشتمل ہو تو وہ حرام ہے، اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غرر سے منع فرمایا“۔ [۲] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتاب البیوع کے قواعد میں سے یہ ایک عظیم قاعدہ ہے جس کے تحت لاتعداد مسائل آتے ہیں۔ [۳]
- معاملات کو فاسد کرنے والے غرر میں چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جن کا معیار میں ذکر ہوا جو درج ذیل ہیں:

(۱) عوض والے عقود میں ہو، ناجائز طریقے سے مال کھانا عقود المعاوضات میں پایا جاتا ہے نہ کہ عقود تبرعات میں، کیونکہ جسے کوئی چیز عطیہ کی جا رہی ہو اسے غرر کی وجہ سے کسی قسم کا خسارہ برداشت نہیں کرنا پڑتا، لہٰذا اُس میں لڑائی جھگڑے کا امکان معدوم ہو جاتا ہے۔

---

(۱) المنتقی للباجی ۱/۴۱۔

(۲) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں روایت کیا ۳/۱۵۶، امام نووی وغیرہ کی شرح کے ساتھ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کے ابواب میں سے ایک باب کا اس سے عنوان باندھا ہے۔ عمدۃ القاری ۱۱/۲۶۴۔

(۳) شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۰/۱۵۶۔

noorcentre.com

(۲) کثیر ہو۔ یہ اس لیے کہ عقود میں غررِ کثیر کے مؤثر ہونے پر فقہاء کا اجماع ہے، وہ اُن صورتوں سے استنباط کرتے ہیں جنہیں متعدد حدیثوں میں غررِ کثیر کی وجہ سے حرام قرار دیا گیا۔

(۳) معاملات کو فاسد کرنے والے غرر میں یہ ضروری ہے کہ وہ موضوعِ عقد میں اصل ہو نہ کہ تبعاً۔ یہ اس لیے کہ قاعدہ فقہیہ ہے کہ: ”ضمنی امور میں جو چیزیں معاف ہوتی ہیں وہ کسی اور میں معاف نہیں ہوتیں“۔ (یہ قاعدہ مجلہ احکام عدلیہ کے قواعد میں سے ایک ہے جو اس کے قواعد کے نمبر ۵۴ پر مذکور ہے)۔

(۴) غرر پر مشتمل عقد کی حاجتِ شرعیہ نہ ہو۔ وہ اس لیے کہ شریعت کا مقصد تنگی کو ختم کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾[۱] ”اللہ تعالیٰ نے دین میں آپ پر تنگی نہیں کی“۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ: خواہ وہ حاجت عامہ ہو یا خاصہ ہو، وہ اس لیے کہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ: ”حاجت ضرورت کی طرح ہوتی ہے خواہ وہ عام ہو یا خاص“۔ (مجلہ احکام عدلیہ، قاعدہ نمبر ۳۲)

- صیغہ عقد میں غرر کی وجہ سے فاسد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ صیغہ میں اِس طرح کی بات عقد کو بے معنی کر دیتی ہے، کیونکہ جس چیز کے حصول کے لیے عقد انجام دیا گیا اُس کا یقینی حصول غرر کی وجہ سے محتمل ہو جاتا ہے، اس بات کا استنباط ہم نے بہت سے اُن مسائل سے کیا ہے جنہیں صیغہ میں غرر پائے جانے کی وجہ سے کئی نصوص میں حرام قرار دیا گیا جیسا کہ کئی بیوع کا ذکر اس معیار میں گزرا۔ مزید اس کی تفصیل فقہی ذخائر میں دیکھی جا سکتی ہے۔[۲]
- وہ عقد فاسد ہے جس کے موضوع میں غرر ہو خواہ اُس موضوعِ عقد کی جنس میں پایا جائے یا ذات میں یا نوع میں یا اُس کی صفت میں۔ اس طرح کے امور میں غرر بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس طرح کی بیوع کو ممنوعہ قرار دینے میں مختلف نصوص وارد ہوئیں ہیں، وہ اِس لیے کہ اُس میں بہت زیادہ لاعلمی ہے جو

---

(۱) سورۃ الحج: ۷۸۔

(۲) بدایۃ المجتہد ۲/۱۵۳؛ فتح القدیر ۵/۱۹۶، مجموع ۹/۳۴۰؛ شرح الکبیر للدردیر ۳/۲، مقدمات لابن رشد الجد ۲/۲۲۱، مغنی ۴/۲۰۷، بحر الزخار ۲/۲۹۳۔

نزاع کا سبب بنتی ہے اور خریدار کو دیے گئے خیارِ رؤیت جیسے خیارات سے بھی دور نہیں ہوتی۔

noorcentre.com

- موضوعِ عقد کی مقدار میں پایا جانے والا غرر عقد کو فاسد کر دیتا ہے، مقدار کی لاعلمی سے عقد کے عدمِ صحت پر فقہاء کا اجماع ہے خواہ وہ لاعلمی مبیع کی مقدار میں ہو یا قیمت کی مقدار میں، کیونکہ مقدار کی لاعلمی نزاع کا سبب بنتی ہے جو مبیع کے سپرد کرنے اور وصول کرنے میں رکاوٹ ہے،[۱] معیار کی شق (۵/۱/۲/۵) اور (۲/۵) میں ذکر کردہ شرائط کے پائے جانے کی صورت میں عقد صحیح ہوتا ہے، وہ اِس لیے کہ یہ شرائط عقد میں پائے جانے والے غرر کو معاف کر دیتی ہیں۔
- عقد کی مدت میں لاعلمی اُسے فاسد کر دیتی ہے کیونکہ وہ نزاع کا سبب ہے، حبل الحبلہ [حمل کے حمل کی بیع] کی بیع کی ممانعت آئی ہے۔ یہ وہ بیع ہے جس میں بیچی گئی چیز کی قیمت کی ادائیگی اونٹنی کے بچے یا اس کے بچہ کے بچے پیدا کرنے سے مشروط کر دی گئی ہو۔ جائز ادھار کی وصف قرآن کریم میں یوں بیان کی گئی کہ اس کی مدت مقرر ہو: ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلَى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ﴾[۲] (اے ایمان والو جب تم مقررہ مدت کے لیے آپس میں ادھار کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو)۔
- جس عقد میں معقود علیہ سپرد کرنے کی قدرت نہ ہو وہ غررِ کثیر کی وجہ سے فاسد ہے کیونکہ عقود کا مقصد (عقدِ بیع کا یہ تقاضہ) ہے کہ اس کے موضوع کا حصول فروخت کنندہ اور خریدار دونوں کے لیے برابر ہو، اگر بیچنے والے نے قیمت وصول کر لی اور مبیع تک خریدار کی رسائی نہ ہوئی تو یہ بیع کے تقاضے اور عقد کے مقصد کے خلاف ہے۔
- جس چیز کا انسان خود مالک نہیں ہے اس کے بیچنے سے عقد فاسد ہو جاتا ہے، وہ اِس لیے کہ حدیث شریف میں ہے "آپ ﷺ نے اُس چیز کی بیع سے منع فرمایا جو اس کے پاس نہیں ہے"۔[۳] اور جو چیز انسان دوسرے کو سپرد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ عقد غررِ کثیر کی وجہ سے فاسد ہے، اسی طرح جس

---

(۱)　حاشیہ ابن عابدین ۲۸/۴؛ بدائع الصنائع ۱۵۸/۵۔

(۲)　سورۃ البقرۃ: ۲۸۲۔

(۳)　امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے: ۱۵۹/۱۔

noorcentre.com

چیز کا فروخت کنندہ نے ابھی تک خود حقیقی یا حکمی طور پر قبضہ نہیں کیا وہ بھی غررِ کثیر کی وجہ سے فاسد ہے کیونکہ حدیث میں ہے "جس چیز پر اُس نے خود ابھی تک قبضہ نہیں کیا اُس کا بیچنا منع ہے"۔[1] نیز اس حوالے سے ایک فقہی قاعدہ بھی ہے کہ "ہر اس چیز کو بیچنا جائز نہیں ہے جو معدوم ہے یا معلوم نہیں کہ مستقبل میں اُس کا وجود پایا جائے گا یا نہیں"۔ لہٰذا بہت سے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بیعِ غرر کی جملہ اقسام میں سے ایک بیعِ معدوم بھی ہے۔[2]

- معیار میں جو غائب چیز کی بیع کی تفصیل گزری کہ اس میں سے وہ صورت بیع غرر میں داخل ہے جس کی اس طرح سے مکمل وصف بیان نہ کی گئی ہو جس سے اُس کی معرفت حاصل ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ عدمِ رویت سودے کی تکمیل میں رکاوٹ ہے، احناف نے خریدار کو خیارِ رویت کا حق دیا ہے تاکہ غرر کے اثرات سے بچا جا سکے۔
- عقدِ رہن میں اس لیے غرر موثر نہیں کہ وہ خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک ضمنی عقد ہے جو توثیق کے لیے انجام دیا جاتا ہے۔
- عقدِ کفالہ میں غرر کے موثر نہ ہونے کی وہی وجہ ہے جو اوپر عقدِ رہن میں مذکور ہوئی، نیز اس کا شمار احسان والے عقود میں ہوتا ہے۔
- وکالہ میں غرر کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک ضمنی عقد ہے جس کا مقصد دوسرے کو تصرفات سپرد کرنا ہوتا ہے، لیکن اگر یہ اجرت کی بناء پر قائم ہوا تو پھر یہ عوض والے عقد میں تبدیل ہوگا اور اس میں غرر اثرانداز ہوگا۔
- اگر کسی عقد میں ایسی شرط پائی جائے جو غرر پر مشتمل ہو تو وہ عقد فاسد ہے، اس کی وجہ وہی ہے جو اوپر عقود میں گزری، کیونکہ شرط عقد کا جزء ہوتا ہے۔

---

(۱) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں حدیث نمبر ۱۵۲۹ میں اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے: "إِذَا ابْتَعْتَ طَعَامًا فَلَا تَبِعْهُ حَتَّى تَسْتَوْفِيَهُ" کہ "جب تم نے غلہ خریدا تو تب تک اسے مت بیچو جب تک وہ آپ کے قبضہ میں نہ آجائے"۔

(۲) نیل الاوطار: ۵/۲۴۴، بحر الزخار: ۳/۳۸۱، مجموع شرح المہذب: ۹/۲۵۸، مہذب للشیرازی: ۱/۲۶۲۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

غرور اور تغریر

غرر اور غرور یا تغریر میں فرق یہ ہے کہ غرور قول، فعل یا دوسرے کے طرز عمل میں ہوتا ہے جس سے وہ دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے جبکہ غرر میں کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہوتا۔

لاعلمی [جہل]

غرر اور لاعلمی میں فرق یہ ہے کہ ثانی الذکر کی صفات انسان سے اوجھل ہوتی ہیں جبکہ اس کے حصول کا علم ہوتا ہے، تو غرر لاعلمی سے عام ہے۔ ہر مجہول چیز میں غرر ہوتا ہے جبکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر غرر والی چیز میں لاعلمی ہو۔

قمار، شرط لگانا اور غرر

غرر، قمار اور شرط لگانے سے شکوک و شبہات اور نتیجے کے غیر یقینی ہونے میں مشابہت رکھتا ہے لیکن اُن دونوں میں ایک فریق دوسرے کا مال لے لیتا ہے، نیز قمار لفظِ غرر سے خاص ہے کہ ہر قمار بلاشبہ غرر ہے جبکہ ہر غرر قمار نہیں۔

مضاف کی تعریف

اضافت کا مطلب ہے عقد کے اثر کو مستقبل میں مقررہ مدت تک موخر کرنا۔ غرر میں جو شک پایا جاتا ہے وہ اس میں نہیں ہوتا۔

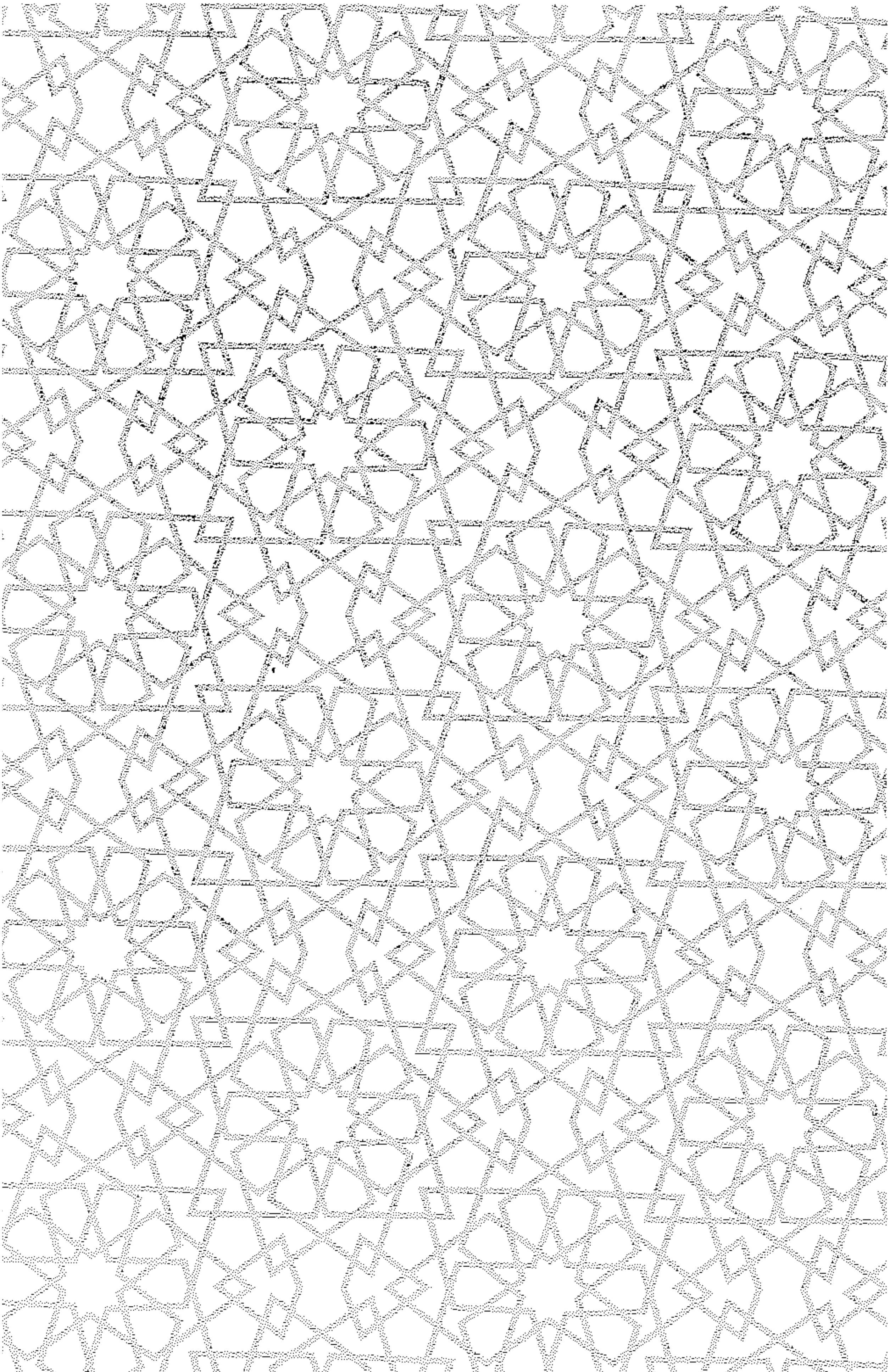

noorcentre.com

ثالثی

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۸۱۸

معیار کا متن ۸۱۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۱۹

۲- ثالثی کی تعریف ۸۱۹

۳- ثالثی کی طرف رجوع کرنے کی صورتیں اور اس کے دونوں فریق ۸۱۹

۴- ثالثی کا جواز ۸۲۰

۵- ثالثی کی شرعی حیثیت ۸۲۰

۶- ثالثی کے عقد کے ارکان ۸۲۰

۷- ثالثی کا دائرۂ کار (جن امور میں شرعاً ثالثی جائز ہے) ۸۲۱

۸- ثالث کی صفات اور اُس کی تقرری ۸۲۱

۹- ثالثی کی دستاویز ۸۲۲

۱۰- فیصلے کے طریقے، کارروائی اور ثالثی کے دعوی کا ثبوت ۸۲۴

۱۱- ثالثی کا فیصلہ جاری کرنا ۸۲۵

۱۲- ثالثی کا فیصلہ پہنچانا اور اُسے نافذ کرنا ۸۲۷

۱۳- فیصلہ کا نفاذ یا تنسیخ ۸۲۸

۱۴- ثالثی کے اخراجات اور ثالث کی اجرت ۸۲۸

۱۵- معیار کے اجرا کی تاریخ ۸۲۹

معیار کی منظوری ۸۳۰

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۸۳۱

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۸۳۳

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۸۳۴

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ثالثی کی تعریف، اس کی شرائط، دائرۂ کار، ثالثوں کی صفات، ثالثی کی دستاویز، ثالثی کے فیصلے، ثالثی کے طریقے، اُس کا نفاذ اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں اُس کی تطبیق کا بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مالی معاملات، اور ان کی سرگرمیوں اور تعلقات کے حوالہ سے ثالثی کے بارے میں ہے جو اداروں کے مابین یا اداروں اور ان کے گاہکوں کے مابین، یا اداروں اور ان کے ملازمین کے مابین، یا دیگر فریقوں کے مابین ہوتے ہیں، یہ فریق چاہے ادارہ کے مُلک میں ہوں یا کسی دوسرے مُلک میں۔

۲- ثالثی کی تعریف

۱/۲ ثالثی: دو یا اُس سے زیادہ لوگوں کا کسی شخص کو یہ اختیار سپرد کرنے پر اتفاق کرنا کہ وہ اُن کے درمیان پائے جانے والے نِزاع میں فیصلہ کرے جسے دونوں فریقوں پر تسلیم کرنا لازم ہو۔

۲/۲ اس معیار میں ثالثی سے مراد تحکیمِ اسلامی ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے اصول واحکام کی پابندی کی جاتی ہے۔

۳- ثالثی کی طرف رجوع کرنے کی صورتیں اور اس کے دونوں فریق

۱/۳ ثالثی کی طرف رجوع یا تو نزاع پیش آنے کے وقت دونوں فریقوں کے اتفاق سے کیا جائے گا یا دونوں فریقوں کے سابقہ اتفاق کی وجہ سے ثالثی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ دونوں فریق باہمی رضامندی سے یہ طے کر چکے ہوتے ہیں کہ کسی نزاع کی صورت میں عدالت کی بجائے ثالثی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور کبھی قانونی طور پر ان کے لیے ثالثی سے رجوع کرنے پر اتفاق ضروری ہو جاتا ہے۔

۲/۳ شرعی ثالثی کی طرف رجوع کی شرط ان معاہدوں میں عائد کرنا ضروری ہے جہاں قوانین کی طرف رجوع کرنے کو اس شرط کے ساتھ مقیّد نہ کیا جاسکے کہ وہ قوانین اسلامی شریعت سے متصادم ہوں۔

noorcentre.com

۳/۳ ثالثی کے دو یا دو سے زیادہ ایسے فریق ہوسکتے ہیں جن کے مابین تنازع ہو اور وہ ثالثی کے طلبگار ہوں۔

۴- ثالثی کا جواز

ثالثی ایک جائز عمل ہے خواہ دو حقیقی شخصوں کے مابین ہو یا قانونی اشخاص کے، یا قانونی اور شخصِ حقیقی کے مابین۔

۵- ثالثی کی شرعی حیثیت

۱/۵ مندرجہ ذیل حالات میں ثالثی ضروری ہے:

(الف) جب عقد کے متن میں ثالثی کی شرط رکھ دی گئی ہو۔

(ب) نزاع واقع ہونے کے بعد دونوں فریقوں نے ثالثی پر اتفاق کیا ہو اور اپنے اس اتفاق سے رجوع نہ کرنے کا عہد کیا ہو۔

۲/۵ ثالث پر اجرت کے بغیر ثالثی کا کردار ادا کرنا لازم نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں وہ ثالثی قبول کرنے کے بعد جب چاہے اس ذمہ داری سے دست بردار ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر ثالثی کی اجرت جب مقرر کردی گئی ہو تو ثالث پر فیصلہ کرنا لازم ہوگا۔ چنانچہ اگر وہ اس ذمہ داری سے دست بردار ہوگیا اور اس کے نتیجہ میں کوئی عملی نقصان ہوجائے تو اس نقصان کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوگی۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۴) "افراد کو اجرت پر رکھنا"۔

۶- ثالثی کے عقد کے ارکان

۱/۶ ثالثی کی بنیاد وہ الفاظ [ایجاب وقبول] ہیں جن کا ثالثی کے طلب گاروں اور ثالث کے مابین طے پائی ہو۔

۲/۶ ثالثی کے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱/۲/۶ دو یا اُس سے زیادہ لوگوں کے درمیان کسی جائز حق پر نزاع کا پایا جانا۔

۲/۲/۶ جن دو شخصوں کے مابین نزاع واقع ہو اُن کا ثالثی پر اتفاق کرنا اور ثالث کا فیصلہ قبول کرنے پر اتفاق کرنا۔

noorcentre.com

۳/۲/۶ ثالث کا ثالثی کی ذمہ داری قبول کرنا۔

۷- ثالثی کا دائرۂ کار [جن امور میں شرعاً ثالثی جائز ہے]

۱/۷ ہر اُس حق میں ثالثی جائز ہے جسے دونوں فریقوں میں سے ہر ایک ترک کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔

۲/۷ درج ذیل امور میں ثالثی جائز نہیں ہے:

۱/۲/۷ ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کا حق ہو، مثلاً حدود۔

۲/۲/۷ ہر وہ کام جس میں ثالث کے فیصلے سے متنازِع فریقوں کے علاوہ کسی اور کے لیے کوئی حق ثابت ہو یا کسی حق کی نفی ہو۔

۳/۷ اگر ثالث نے کسی ایسے نزاع میں فیصلہ کیا جس میں ثالثی جائز نہ تھی تو اُس کا وہ فیصلہ باطل ہے، نافذ نہیں ہوگا۔

۸- ثالث کی صفات اور اُس کی تقرری

۱/۸ ثالث میں ثالثی کے فرائض ادا کرنے کی مکمل اہلیت پایا جانا شرط ہے۔

۲/۸ اصل یہ ہے کہ ثالث مسلمان ہو۔ لیکن اگر کبھی غیر مسلم کو ثالث بنانے کی ضرورت پیش آئے تو جائز مقصد کے حصول کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، مگر اس کے لیے شق (۱/۱۱) کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

۳/۸ کسی ایک شخص یا اُس سے زیادہ کو بھی ثالث بنایا جا سکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں بہتر ہے کہ ثالث کی تعداد طاق [عدد میں] ہو۔ بصورت دیگر نزاع کے متعلقہ فریقوں پر لازم ہے کہ ثالثی کی مجلس کے کسی ایک فرد کو سربراہ بنا دیں تاکہ آراء کے مساوی ہونے کی صورت میں اُس کی رائے کو ترجیح ہو۔

noorcentre.com

۸/۴ نِزاع کے دونوں فریق اپناایک ایک ثالث مقرر کرسکتے ہیں اور یہ ثالث کسی تیسرے شخص کو حتمی ثالث مقرر کرسکتے ہیں جب کہ نزاع کے دونوں فریق اس کی اجازت دیں۔

۸/۵ اگر دونوں فریقوں میں سے کوئی فریق عقدِ ثالثی کے مطابق اپنا کوئی ثالث مقرر نہیں کرتا ہے تو دوسرے فریق کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ فریقِ اول کی طرف سے ثالث مقرر کیے جانے کے لیے عدالت سے رجوع کرے جبکہ ثالثی کی شرائط میں ثالث مقرر کرنے کا کوئی طریقہ مذکور نہ ہو۔

۸/۶ ثالث کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس فریق کی رضامندی کے بغیر کسی اور کو اپنا نائب مقرر کرے جس نے ثالث مقرر کیا، کیونکہ اس میں رضامندی ثالث کی شخصیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ البتہ اگر ثالثی کا عمل کسی ادارے یا کمیٹی کے سپرد ہو اور اس کے اراکین کی تقرری وضع کردہ شرائط کے تحت عمل میں لائی گئی ہو تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۸/۷ وکیل یا مُضارب کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مُوَکّل یا ربُّ المال کی اجازت کے بغیر کسی کو ثالث بنائے۔ ہاں اگر مضاربہ کی شرائط میں ثالثی کے طریقۂ کار کی وضاحت موجود ہے تو پھر یہ جائز ہے جیسا کہ سرمایہ کاری اکاؤنٹ کی شرائط میں ہوتا ہے۔ ایسے ادارے جن کی قانونی شخصیت ہو اُن کی جانب سے ثالثی کا کردار وہ شخص ادا کر سکتا ہے جسے باضابطہ طور پر نمائندہ بنایا گیا ہو۔

۹- ثالثی کی دستاویز

۹/۱ متنازع فریقوں کا ثالثی پر اتفاق اور ثالث کے ثالثی کی ذمہ داری قبول کرنے پر رضامندی سے ثالثی کی دستاویز وجود میں آتی ہے، جو عقدِ تحکیم یا اتفاقِ تحکیم کہلاتا ہے۔

۹/۲ ثالثی کی دستاویز متنازع فریقوں و ثالث کے ناموں، اجمالی طور پر ثالثی کے موضوع اور اس کی مدتِ مقررہ پر مشتمل ہونی چاہیے۔ اور اگر اُس میں ثالث کے اخراجات اور مالی معاوضہ وغیرہ کے تعیّن کی ضرورت ہو تو اُس کا بھی ذکر ہونا ضروری ہے۔

۳/۹ ثالثی کی شرط یہ ہے کہ عقد یا معاہدہ کے فریقوں کا آپس میں پائے جانے والے نزاع کو ثالثی کے عمل کا پابند بنانا۔ جب کسی معاہدہ یا عقد میں ثالثی کی شرط رکھ دی گئی ہو تو بوقتِ نزاع [ثالثی کے سلسلہ میں] کسی نئے اتفاق کے بجائے عقد یا معاہدہ کے دونوں فریقوں کا عقد میں اس بات پر متفق ہونا کہ وہ اپنے نزاع کو ثالثی ہی کے ذریعہ حل کریں گے، ثالثی کے لیے کافی ہے۔

noorcentre.com

۴/۹ ثالث پر شریعتِ اسلامیہ کے احکام کی پابندی کرنا ضروری ہے، اگر ثالث کو کسی خاص قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند بنادیا گیا تب بھی اس پر لازم ہوگا کہ وہ شرعی احکام کے خلاف فیصلہ نہ دے۔

۵/۹ ثالثی کے فریق ثالثی کے عمل کو کسی بھی ایسی جائز شرط سے مقید کرسکتے ہیں جس سے صحیح طور پر اُن کا مقصد پورا ہوسکے۔ مثلاً اتنے وقت میں فیصلے کا جاری ہونا، یا فلاں مذہب یا فلاں قانون کے مطابق فیصلہ ہونا جبکہ وہ قانون شریعت اسلامیہ کے مخالف نہ ہو، یا ماہرین سے مشاورت کرنا خواہ دستاویز میں اُن کے نام ذکر کردیے جائیں یا مخصوص صفات درج ہوں۔ تاہم ثالث ماہرین کی رائے کا پابند نہیں ہوگا۔

۶/۹ ثالثی کے لیے مقرر کی گئی مدت اگر ختم ہوجائے اور اس عرصہ میں فیصلہ نہ ہوپائے تو ثالث معزول سمجھا جائے گا تاوقتیکہ دونوں فریق مدت بڑھانے پر متفق ہوجائیں۔ اور ثالثی کی مدت کا آغاز ثالثی کی دستاویز پر تمام فریقوں کے دستخط سے ہوگا اور اختتام اس وقت سے شمار کیا جائے گا جب ثالثی کے فیصلہ پر سب کے دستخط ہوجائیں۔

۷/۹ ثالثی کا عقد زبانی بھی ہوسکتا ہے، البتہ اداروں میں مناسب یہ ہے کہ ثالثی کی تحریری دستاویز پر اعتماد کیا جائے۔

۸/۹ ثالثی کی دستاویز میں یہ شرط نہیں ہے کہ دونوں فریقوں کے ثالثی پر اتفاق کرنے پر گواہ بنائے جائیں لیکن گواہ بنانا بہتر ہے۔

noorcentre.com

۱۰- فیصلے کے طریقے، کارروائی اور ثالثی کے دعویٰ کا ثبوت

۱۰/۱ ثالث کو حق حاصل ہے کہ وہ ثالثی کے لیے قضا کے تمام معتبر طریقے اختیار کرے، مثلاً اقرار، گواہی، حلف لینا، قسم نہ اٹھانے کی بنا پر فیصلہ کرنا۔ تاہم اسے اپنی ذاتی معلومات کی بناء پر فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے، اگر ثالث کسی کی گواہی قبول کرنے سے منع کرتا ہے تو اُس کا مطلب یہ نہیں کہ اب اس گواہ کی گواہی ثالثی یا قضا کے کسی اور معاملہ میں بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ البتہ اگر قضا میں کسی کی گواہی رد کی گئی تو اس صورت میں وہ اسے یہاں بھی قبول کرنے سے منع کر سکتا ہے۔

۱۰/۲ ثالث وثائق، دستاویزات اور ہر وہ چیز طلب کرنے کا حق رکھتا ہے جو نزاع کے متعلق ہو، یا یہ بھی کر سکتا ہے کہ دونوں فریقوں کو مطلع کرنے کے بعد اصل مستندات سے موازنہ کے بعد ان کی نقول کا مطالبہ کرے، اسی طرح دونوں فریق یا گواہوں سے زبانی یا تحریری طور پر اپنے اپنے بیانات پیش کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے اور بوقتِ ضرورت اس معاملہ میں ماہرین سے رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے۔

۱۰/۳ ثالث سے اس بات کا تقاضا نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ثالثی کے لیے عدالتی طریقۂ کار ہی کو اپنائے اور نہ ہی ثالث کے لیے قوانین کا پابند رہنا ضروری ہے سوائے اس کے کہ وہ نظامِ عام سے تعلق رکھتے ہوں۔

۱۰/۴ ثبوتِ دعویٰ کے لیے قوانین میں مذکور طریقِ کار کی پابندی ثالث پر لازم نہیں بلکہ وہ کسی بھی دلیل یا مدد حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ دلیل شریعت اسلامیہ کے منافی نہ ہو۔

۱۰/۵ ثالثی کا فیصلہ ثالثوں کے اجماع یا اکثریت کی بناء پر صادر ہونا چاہیے، دونوں اطراف کے ووٹ برابر ہونے کی صورت میں اس جانب کو ترجیح ہوگی جس طرف اُن کا سربراہ ہوگا۔ ہاں اگر ثالثی کی دستاویز یا ثالثی کا کام انجام دینے والے ادارہ کے اصول و ضوابط میں ترجیح کا طریقۂ کار اس سے مختلف طے کیا گیا ہو تو پھر اس کی پابندی کرنا ضروری ہوگا۔

۱۱- ثالثی کا فیصلہ جاری کرنا

noorcentre.com

۱/۱۱ ثالثی کے فیصلے کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ کے اصول اور احکام کے مطابق ہو۔

۲/۱۱ حتمی فیصلے کے لیے ضروری ہے کہ وہ نزاع کے تمام نکات پر مشتمل ہو جس سے تمام متعلقہ افراد کے حقوق عادلانہ بنیادوں پر متعین ہو جائیں۔ اگر فیصلے میں نِزاع کے صرف بعض نکات کے حل پر توجہ مرکوز رہتی ہے تو ایسا فیصلہ ناقص متصور ہوگا کہ جس نے دونوں فریقوں کو عدالتی چارہ جوئی سے بے نیاز نہیں کیا۔ ایسی صورت میں وہ ثالث سے فیصلہ کی تکمیل کا باہمی طور پر مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ ایک اضافی فیصلہ صادر کرے جس میں ان نکات کا تفصیلی حل بیان کیا گیا ہو جو اصل فیصلہ میں رہ گئے تھے۔

۳/۱۱ ثالث کو نِزاع کے موضوع سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔ ایسے امور جو اس کے دائرہ کار سے باہر ہیں اگر مذکور ہوں تو لائق اعتبار نہ ہوں گے۔ ہاں اگر دونوں فریق اپنی رضامندی سے انہیں موضوع میں شامل کرنا چاہیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

۴/۱۱ ثالث اپنی صوابدید یا دونوں فریقوں کے مطالبہ کی بنا پر اگر اپنے فیصلے کی تفسیر و تشریح کرنا چاہے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ثالث فیصلے میں واقع ہونے والی طباعت اور مضمون کی غلطیوں کو درست کرنے کا بھی حق رکھتا ہے۔

۵/۱۱ ثالث کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے فیصلے کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے جاری کرے جن میں کچھ تمہیدی اور کچھ جزوی فیصلے ہوں، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جرمانے یا مالی عوض کی مقدار کے تعیّن کے بغیر کسی ایک فریق کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔

۶/۱۱ بہتر یہ ہے کہ اپنے فیصلے کی شرعی اور قانونی دلیل بھی پیش کی جائے، لیکن ایسا کرنا شرط نہیں ہے، ہاں اگر قانون اسے اس چیز کا پابند بناتا ہو تو پھر ضروری ہے۔

۷/۱۱ اگر متعدّد ثالث ہوں تو اصل یہ ہے کہ تمام یا اکثر ثالثوں کو مجلس میں بلا کر ان کی موجودگی میں فیصلہ جاری کیا جائے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فیصلہ کا اختیار رکھنے والا ثالث یا کمیٹی کا

noorcentre.com

سربراہ یا مجلس کا کوئی ایک رکن جسے فیصلہ تحریر کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہو وہ فیصلہ تیار کرکے مجلس کے تمام افراد کو سرکلر کی شکل میں ارسال کرے اور پھر وہ فیصلہ جاری کیا جائے لیکن اس صورت میں سرکولیشن کے دوران مجلس کے تمام افراد کا اتفاق کرنا شرط ہے۔

۸/۱۱ اگر ثالث ایک سے زیادہ ہیں تو فیصلے پر تمام اراکین کے دستخط ہونا ضروری ہیں خواہ بعض کے اُس پر تحفظات ہی کیوں نہ ہوں، لیکن ساتھ ہی ساتھ اُن تحفظات یا اختلاف کو بھی درج کیا جائے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اکثریت اُس فیصلے پر دستخط کردے اور بقیہ اراکین کے دستخط نہ کرنے کی وجہ ذکر کردی جائے، بشرطیکہ فیصلہ اجلاس کی روئداد کے ذریعہ تمام ثالثوں کے علم میں لاکر جاری کیا جائے۔

۹/۱۱ ثالثی کا فیصلہ درج ذیل امور پر مشتمل ہونا چاہیے: فیصلے کا متن، نِزاع سے تمام متعلقہ افراد کے نام، اُن کی شناخت، اُن کے پتے، ثالثی کی دستاویز اور اُس کی تاریخ کا حوالہ، نِزاع کے موضوع کا خلاصہ، نِزاع کے دونوں فریقوں کے دعوی اور اُن کے دلائل کا خلاصہ، گواہوں اور ماہرین کے نام اگر اُن سے مدد لی گئی ہو۔ اگر ثالث متعدد افراد پر مشتمل ہوں تو اُن سب کے نام، فیصلہ جاری کرنے کی جگہ اور تاریخ، ثالثوں کے دستخط، نزاع کے تمام متعلقہ افراد کے دستخط اگر ممکن ہو، فیصلہ جاری کرنے کی وجوہات۔ اگر ثالثی کی دستاویز میں اس طرح کی تفصیل درج نہ کرنے یا قانون میں اس طرح کے امور کی وضاحت کی شرط نہ ہو تو پھر ذکر نہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۰/۱۱ ضروری نہیں کہ ثالثی کا فیصلہ نزاع سے متعلقہ افراد کے سامنے جاری کیا جائے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان کی موجودگی میں فیصلہ جاری ہو تاکہ انہیں فیصلہ پہنچانے کی کارروائی کو مختصر کیا جاسکے۔

۱۱/۱۱ بہتر یہ ہے کہ ثالثی کے فیصلہ کے آخر میں ایک ضمیمہ لگایا جائے جس میں عدالتی اور سرکاری مشینری سے یہ تقاضا اور سفارش کی جائے کہ وہ اس فیصلے کو ہر ممکنہ طریقے سے نافذ کریں۔

۱۲/۱۱ نِزاع سے متعلقہ افراد کا فیصلے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے، وہ فیصلہ اُن تمام افراد پر خود

بخود لازمی طور پر نافذ ہو گا سوائے اس کے کہ شریعتِ اسلامیہ یا نظامِ عام کے مخالف ہونے کی وجہ سے اُس کو منسوخ کیا جائے۔

noorcentre.com

۱۳/۱۱ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ثالثی کا فیصلہ شریعت اسلامیہ کے اصول وضوابط کی روشنی میں اُن کے درمیان صلح یا باہمی اتفاقی صلح پر مشتمل ہو۔

۱۲- ثالثی کا فیصلہ پہنچانا اور اُسے نافذ کرنا

۱/۱۲ نزاع کے دونوں فریقوں تک ثالثی کا فیصلہ مروجہ ذرائع سے پہنچایا جانا چاہیے لیکن اگر ثالثی کی دستاویز یا قانون کسی خاص ذریعے سے فیصلہ پہنچانے کا تقاضا کرتا ہے تو پھر اس طریقے کو اختیار کیا جانا چاہیے اور فیصلہ دستخط کرنے کے بعد پہنچایا جائے۔

۲/۱۲ فیصلہ نافذ کرنے کی یہ شرط نہیں ہے کہ نزاع کے متعلقہ افراد کو فیصلہ پہنچاتے وقت کسی کو اُس پر گواہ بنایا جائے یا اُن کی رضامندی پر کسی کو گواہ بنایا جائے لیکن اگر کسی کو اُس پر گواہ بنا لیا جائے تو بہتر ہے تاکہ تنازع سے بچا جا سکے۔

۳/۱۲ فیصلہ نافذ کرنے کے لیے یہ شرط نہیں کہ اسے سرکاری طور پر رجسٹرڈ کرایا جائے یا اسے متعلقہ عدالت میں جمع کرایا جائے۔ لیکن اگر قانونی طور پر نافذ کرنے کے لیے اس کی رجسٹریشن کرانا یا عدالت میں پیش کرنا ضروری ہو تو اس کے لیے مطلوب وقت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ایسا کر لیا جائے۔

۴/۱۲ اگر ثالثی کا فیصلہ مختلف زبانوں میں تحریر کیا گیا ہو تو کسی ایک زبان کا تعیّن کرنا ضروری ہے کہ بوقتِ اختلاف اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۵/۱۲ نزاع کے تمام متعلقہ افراد کو فیصلے کی دستخط شدہ ایک ایک کاپی سپرد کی جائے۔ اسی طرح اگر ثالث ایک سے زیادہ ہوں تو ان تمام کے پاس بھی ایک ایک مصدقہ کاپی کا ہونا ضروری ہے۔

noorcentre.com

۱۳- فیصلہ کا نفاذ یا تنسیخ

۱/۱۳ اصل یہ ہے کہ دونوں متنازِع فریق خود رضاکارانہ طور پر فیصلہ نافذ کریں، اگر ان میں سے کوئی ایک فریق فیصلہ نافذ کرنے سے انکار کرتا ہے تو دوسرے کو عدالت کی طرف رجوع کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ اسے نافذ کرائے، لہٰذا اگر فیصلہ کا نفاذ ممکن نہ ہو تو اس کے لیے ثالثوں سے رجوع نہیں کیا جائے گا۔

۲/۱۳ ثالثی کے فیصلہ کو تنفیذی صورت دینے کے لیے کسی ایسی عدالت سے رجوع کرنا بھی جائز ہے جو احکام اسلامی کی پابند نہ ہو۔

۳/۱۳ ثالث اپنے کیے گئے فیصلے سے تب تک رجوع نہیں کر سکتا جب تک وہ یہ صراحت نہ کر دے کہ اس سے فیصلہ کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں وہ چاہے تو فیصلہ کو غیر مؤثر کر سکتا ہے۔ یا اس میں عدل و انصاف کی بنیادوں پر ایسی ترامیم کر سکتا ہے جو شریعت کے تقاضوں کے مطابق ہوں۔

۱۴- ثالثی کے اخراجات اور ثالث کی اجرت

۱/۱۴ اگر ثالث رضاکار یا ثالثی کے لیے مخصوص کیا گیا عام ملازم نہیں ہے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ ثالثی کے معاوضہ یا اجرت وغیرہ کا مطالبہ کرے جس کی مقدار یا تناسب کا اعلان ثالثی کی بنیادی شرائط میں کر دیا جائے، اگر وہ ادارہ جاتی ثالثی ہو، یا ثالثی کی دستاویز میں اُس پر اتفاق کر لیا جائے۔

۲/۱۴ اگر اُس میں ثالث یا گواہوں یا ماہرین کی آمد و رفت یا طباعت وغیرہ کے اخراجات پائے جاتے ہوں یا ثالث کی اجرت کا معاملہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ واضح طور پر صراحت کر دی جائے کہ فلاں فریق اسے برداشت کرنے کا پابند ہوگا، اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ جب کبھی نزاع کے متعلقہ فرد کو بلایا جائے گا اس کے نتیجہ میں پیش آنے والے اخراجات وہ خود برداشت کرے گا، اور مشترکہ اخراجات تمام متعلقہ افراد پر

تقسیم کیے جائیں گے، لیکن اگر ایسی صورت میں کسی فریق کی بدنیتی ثابت ہو جائے کہ وہ مشترکہ اخراجات کے ذریعہ دوسروں کو نقصان پہنچانا چاہا ہے تو پھر اس کے اخراجات اُسی پر ڈال دیے جائیں، یہ سب اُس صورت میں ہے جب تمام اخراجات اور ثالث کی اجرت کی ذمہ داری کسی ایک فریق یا جس کے خلاف فیصلہ صادر ہو اُسے نہ سونپی گئی ہو۔

noorcentre.com

۱۵- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا انیسواں اجلاس ۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو مکہ مکرمہ، سعودی عرب میں منعقد ہوا جس میں ثالثی کے معیار کی منظوری دی گئی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۱۲ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ اگست ۲۰۰۶ء ثالثی کے شرعی معیار کے اجرا کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا اجلاس بروز جمعرات ۲۱ شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۶ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیار کردہ تحقیقی جائزے پر بحث ومباحثہ کیا گیا اور پھر شرعی مشیر کو اُس بحث ومباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ثالثی کے معیار کے مسودہ پر بھی بحث ومباحثہ کیا گیا جو اسی اجلاس میں تیار تھا، پھر بحث ومباحثہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔

مجلسِ شرعی نے اپنے سترہویں اجلاس میں جو مکہ مکرمہ میں ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء منعقد ہوا۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اجلاس میں پیش کی جانے والی مجوزہ ترامیم پر بحث ومباحثہ کیا اور پھر حسب ضرورت ترامیم بھی کیں۔

ایوفی نے بحرین میں ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں تیس سے زیادہ مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاؤنٹنگ کے ادارے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ان کے علاوہ اس شعبے سے متعلقہ لوگوں نے بھی شرکت کی، جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے بعض اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات دیئے اور پھر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

مجلسِ شرعی نے اپنے انیسویں اجلاس میں جو مکہ مکرمہ میں ۲۶ شعبان - یکم رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

noorcentre.com

مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء منعقد ہوا، جلسۂ سماعت میں شرکت کرنے والوں کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کی تجاویز پر بحث و مباحثہ کیا اور انہوں نے جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر لیا، اور پھر اس معیار کو منظور کر لیا گیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- ثالثی میں دونوں فریقوں کی جانب سے وکالت کا معنی پایا جاتا ہے، اگرچہ اِس میں ولایتِ خاصہ کا معنی بھی موجود ہے۔
- زبانی طور پر ثالثی کا عقد جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ تحریری طور پر ہو خصوصاً جب ثالثی اداروں کے لیے ہو، کیونکہ عدالت تب تک اسے قابل اعتبار نہیں سمجھتی جب تک کہ وہ تحریری صورت میں نہ ہو اور اس پر ثالث اور نزاع کے دونوں فریقوں کے دستخط نہ ہوں۔
- ثالثوں کے لیے بنیادی طور پر یہ شرط ہے کہ اُن میں شرعی قضا کی شرائط پائی جائیں جن میں سے ایک غیر جانبداری بھی ہے۔ بعض شرطیں ایسی ہیں جنہیں بوقتِ ضرورت نظر انداز کیا جاسکتا ہے جیسے مسلمان ہونے کی شرط ہے، بشرطیکہ غیر مسلم ثالث کا فیصلہ شریعت کے مخالف نہ ہو۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

صلح

ثالثوں کا نِزاع کے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک سے اس کے حق سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرنا جب اُن کی رائے میں دوسرا اُس کا حقدار ہو۔ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک اگر کسی کا وکیل ہو تو وہ اس سے دستبردار ہونے کا حق نہیں رکھتا جب تک اسے مالک کی طرف سے دستبردار ہونے کی خصوصی اجازت نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ ثالثی کی دستاویز میں یہ صراحت کر دی جائے کہ ثالثوں کو صلح کے فیصلے کا حق حاصل ہے۔

باہمی اتفاقی صلح

نزاع کے متعلقہ افراد کا [ثالثی کے عمل سے ہٹ کر] تنازع ختم کرنے پر اس طرح سے اتفاق کرنا جو ان سب کے لیے قابل قبول ہو اور پھر ثالثوں سے اسی کے مطابق فیصلہ جاری کرنے کا مطالبہ کرنا درست ہے اگر ان کا یہ اتفاق شریعت اور عام نظام کے خلاف نہ ہو تو ثالثوں کو اسے قبول کرنا چاہیے۔

ثالثی کی دستاویز

یہ ایسی دستاویز ہے جس پر بوقتِ اختلاف دونوں فریق نزاع ثالثی کے لیے دستخط کرتے ہیں۔

ثالثی پر اتفاق کرنا

یہ ایک پیشگی شرط یا عقد ہے جس میں نزاع کو ثالثی کی طرف لے جانے پر اتفاق کیا جاتا ہے۔

مضمون اور طباعت کی غلطیاں

noorcentre.com

ناموں اور نمبروں کی ایسی غلطیاں جن کی تصحیح کی ضرورت پر قرینہ یا دستاویزات دلالت کریں۔

ادارہ جاتی ثالثی

کسی ایسے ادارے کو ثالثی کے منتخب کرنا جس کے پاس اہل افراد موجود ہوں تاکہ وہ اُن کے مابین واقع ہونے والے نزاع میں فیصلہ کر سکے، ایسی صورت میں شخصِ معیّن کو ثالث بنانے کی شرط نہیں ہوتی۔

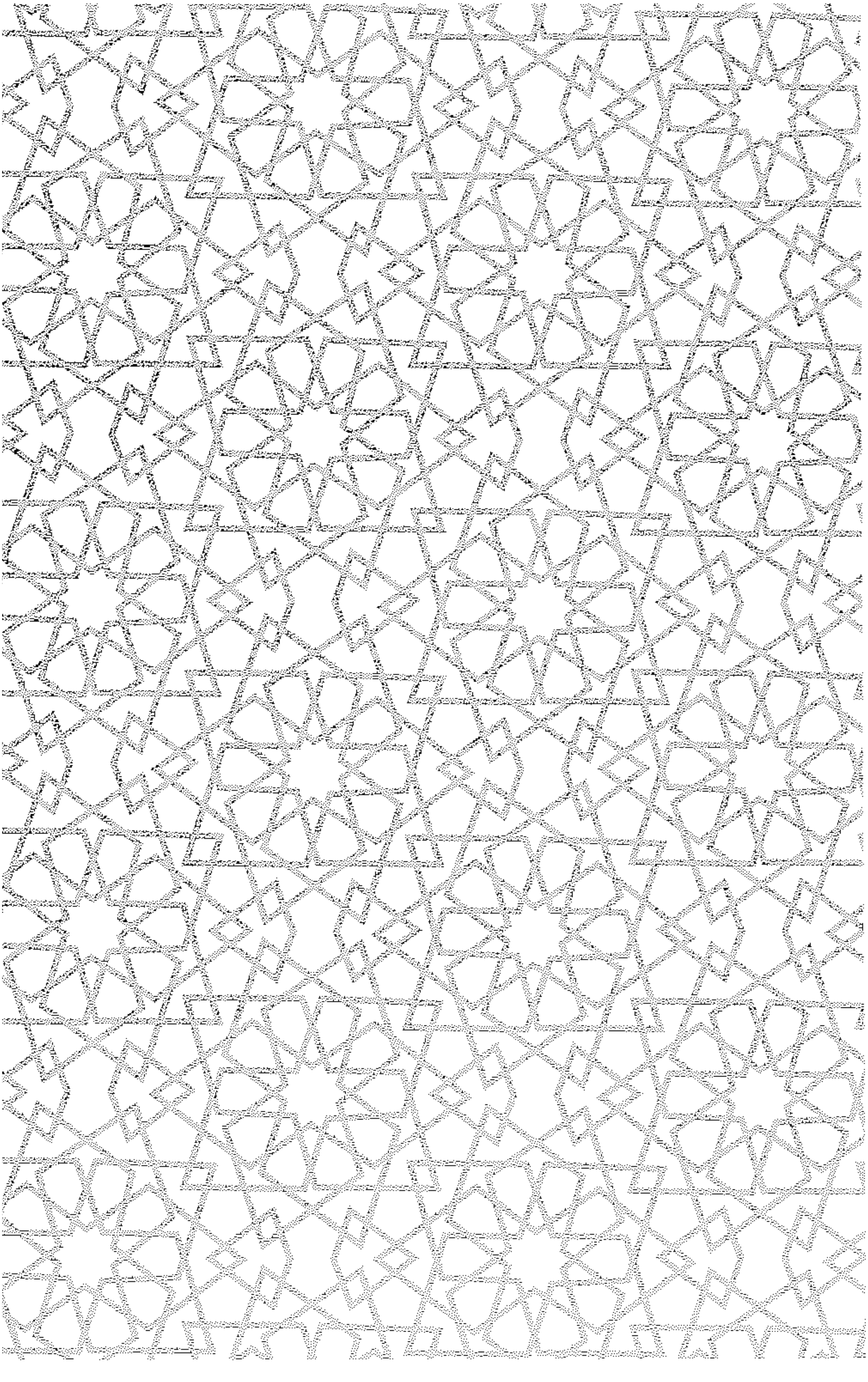

noorcentre.com

وقف

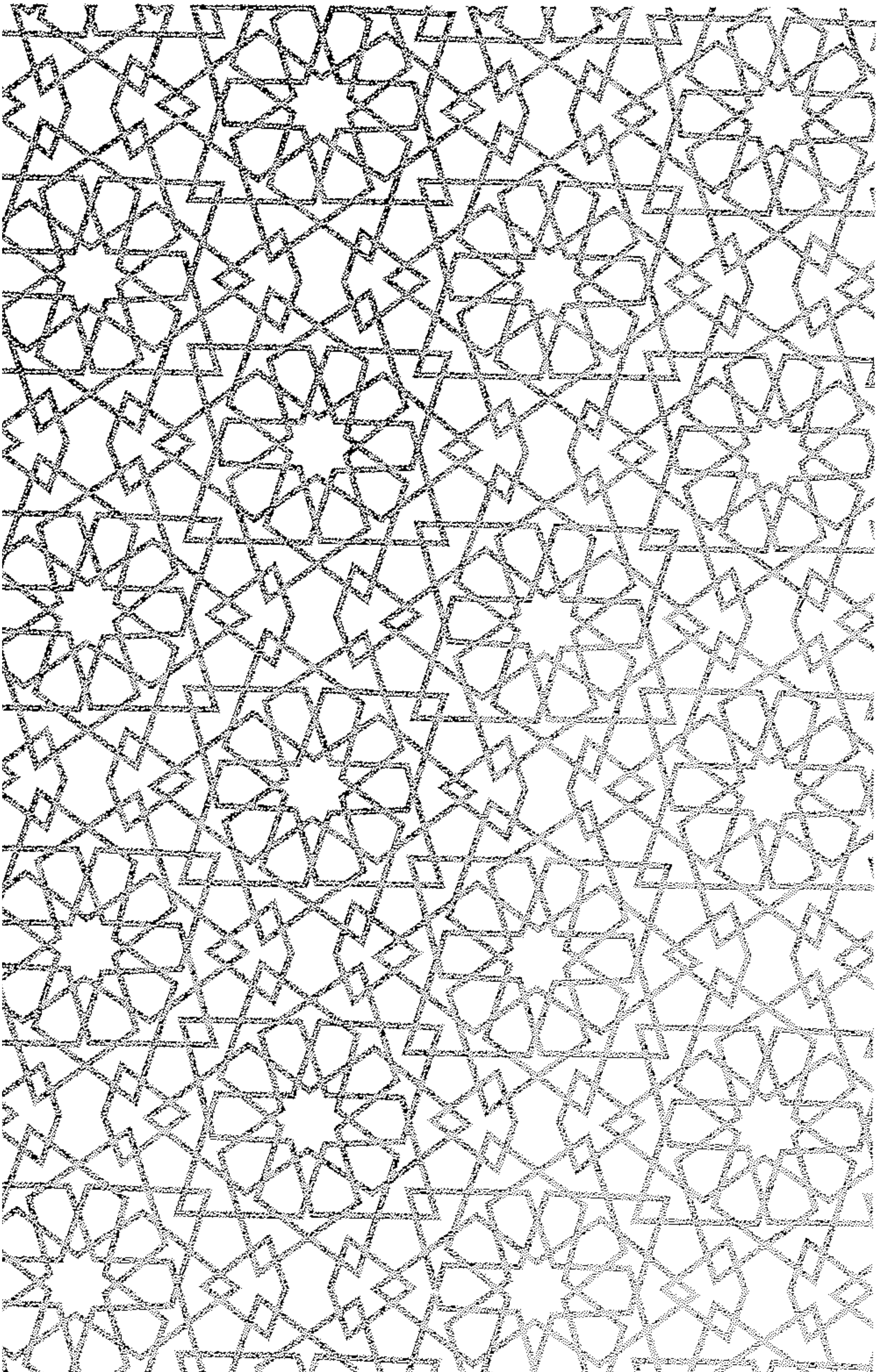

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۸۴۰
معیار کا متن ۸۴۱
۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۴۱
۲- وقف کی تعریف، احکام، حکمت اور انواع ۸۴۱
۳- وقف کے ارکان ۸۴۲
۴- وقف میں شرائط ۸۴۶
۵- وقف کی نگرانی اور انتظام ۸۴۷
۶- وقف کا اجارہ، اور اس کے ضوابط ۸۵۱
۷- وقف کے ذرائع آمدنی کا اضافہ اور اس کے اثاثوں کی ترقی کے لیے سرمایہ کاری کے ذرائع کی تطبیق ۸۵۲
۸- وقف کے اثاثوں کی حفاظت، اصلاح وترمیم اور تبدیلی ۸۵۳
۹- وقف کے اثاثوں کا تبادلہ ۸۵۴
۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ ۸۵۵
معیار کی منظوری ۸۵۶
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۸۵۷
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۸۵۹
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۸۶۴

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد وقف کے وہ بنیادی احکام بیان کرنا ہے جو وقف کی عملی تطبیقات کی بنیاد فراہم کرتے ہیں، اور وقف کی نگرانی، انتظام اور سرمایہ کاری میں اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کا کردار بیان کرنا بھی اس معیار کا مقصد ہے۔

واللہ الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار وقف کی تعریف، اس کی اقسام، احکام، ارکان، ہر رکن کی شرائط، ان شرائط کے بیان کو جن کا واقف اور وقف میں پایا جانا واجب ہے، وقف سے نفع حاصل کرنے کے طریقوں، اس کا اضافہ، اس کی نگرانی اور انتظام کے احکام، اور وقف کے ذرائع آمدنی کا اضافہ اور اس کی سرمایہ کاری میں اسلامی مالیاتی اداروں (دارہ/اداروں) کے ممکنہ حد تک فعال کردار کے بیان پر مشتمل ہے۔

اور اس میں معیار میں إرصاد [عوامی جائیداد کو عام استعمال کے لیے مخصوص کرنا] اور العهدة المالية [مالی ٹرسٹ] کا بیان شامل نہیں ہے، اگرچہ وہ بعض وجوہ میں وقف کے مشابہ ہیں۔

۲- وقف کی تعریف، احکام، حکمت اور انواع

۲/۱ وقف کی تعریف

وقف کے لغوی معنی "روکنا" ہے۔ اور شرعاً "کسی اثاثے [عین] پر ملکیت منتقل کرنے والے تصرفات سے روکنا، اور اس کی منفعت کا صدقہ کرنا ہے، یعنی اس کی منفعت کو موقوف علیہ [جن کے مفاد کے لیے وقف کیا گیا ہے] پر خرچ کرنا ہے"۔

۲/۲ وقف کا حکم

وقف شرعاً جائز ہے۔ اس کا جواز سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اور وقف تصرفِ لازم ہے، اس سے واقف کی ملکیت وقف کردہ چیز سے ختم ہوجاتی ہے۔

۲/۳ وقف کی مشروع اقسام

وقف کی متعدد انواع ہیں، ان میں سے اہم خیراتی وقف، خاندانی (نسلی) وقف، مشترک

noorcentre.com

وقف اور اپنی ذات پر وقف ہیں۔

۲/۳/۱ خیراتی وقف وہ ہے جس کی پیداوار اور منفعت کسی نیکی کی جہت میں لگائی جائے۔

۲/۳/۲ خاندانی وقف وہ ہے جس میں پیداوار کا مستحق ذات یا وصف کے اعتبار سے معین اشخاص کو قرار دیا گیا ہو، خواہ وہ اولاد ہوں یا قریبی رشتہ دار، جیسا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے، یا ان کے علاوہ ہوں۔ پھر ان اشخاص کے ختم ہونے کے بعد یہ استحقاق کسی نیکی کی جہت کے لیے ثابت ہوجائے گا۔

۲/۳/۳ مشترک وقف وہ ہے جو اولاد اور نیکی کے کام دونوں کے لیے کیا جائے۔ یہ وہ وقف ہے جس کی پیداوار اور منفعت میں اولاد اور دیگر وجوہِ خیر مشترک ہوں۔

۲/۳/۴ ایسا وقف جو خود واقف پر تاحیات وقف کیا جائے اور پھر اس جہت کے لیے ہو جسے واقف نے متعیّن کیا ہو۔

۳-وقف کے ارکان

۳/۱ الفاظ [صیغہ]

۳/۱/۱ وقف کا صیغہ ایجاب ہے، اور یہ قبول کا محتاج نہیں ہوتا۔ اگر موقوف علیہ [جس کی خاطر وقف کیا جائے] معین ہو اور قبول اور ردّ کرنے کا اہل ہو، اور وہ اگر وقف کو ردّ کردے تو وقف باطل نہیں ہوگا، اس [موقوف علیہ] شخص کا حق باطل ہوجائے گا، اور وقف یا اس معین شخص کا حصہ، [جبکہ موقوف علیہ زیادہ افراد ہوں]، نیکی کے کاموں میں لگایا جائے گا۔

۳/۱/۲ بولنے سے، لکھنے سے یا عرف میں جو چیز وقف پر دلالت کرنے میں قائم مقام ہو اس سے وقف کی حیثیت قائم ہوجاتی ہے۔

۳/۱/۳ وقف کو مستقبل کے لیے نافذ کیا جاسکتا ہے، مثلاً اگر وقف کرنے والا یہ کہے کہ ”میں نے فلاں اثاثہ آئندہ سال کے شروع میں وقف کردیا“۔

۴/۱/۳ اصل یہ ہے کہ وقف دائمی ہو، تاہم اس کا کسی مدت تک عارضی ہونا بھی جائز ہے جبکہ واقف نے اس محدود مدت کی اس طرح صراحت کی ہو کہ اس مدت کے بعد وقف مالک کی طرف لوٹ آئے گا۔

noorcentre.com

۲/۳ واقف [وقف کرنے والا]

۱/۲/۳ واقف شخصِ حقیقی یا شخصِ حکمی ہو سکتا ہے۔ اور اگر واقف شخصِ حکمی ہو تو واجب ہے کہ وقف مجلسِ عمومی کی قرارداد سے ہو، بورڈ آف ڈائریکٹرز کی قرارداد سے نہ ہو۔

۲/۲/۳ واقف میں شرط ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کا [شرعاً] اہل ہو۔

۳/۲/۳ کم عقلی کی وجہ سے جس شخص کے تصرفات پر پابندی لگائی گئی ہو اس کا وقف باطل ہے، اِلّا یہ کہ اس نے اپنی پوری زندگی کے لیے خود پر وقف کیا ہو۔ جس شخص کے تصرفات پر پابندی اس کے قرضوں کی وجہ سے لگائی گئی ہو تو ایسے شخص کا وقف قرض دہندگان کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے، اگر وہ اس کی اجازت نہ دیں تو باطل ہو جاتا ہے۔

۳/۳ موقوف علیہ [جس پر وقف کیا گیا ہو]

۱/۳/۳ موقوف علیہ میں یہ شرط ہے کہ وہ کوئی حرام جہت نہ ہو۔ اور وقف کرتے وقت اس کا نیکی کی جہت ہونا شرط نہیں ہے۔

۲/۳/۳ ایسے امور میں غیر مسلمین پر وقف جائز ہے جو معصیت نہ ہوں۔ نیز مالداروں پر بھی وقف جائز ہے۔

۳/۳/۳ موقوف علیہ کا وقف کے وقت موجود ہونا شرط نہیں ہے۔

۴/۳/۳ جب وہ جہت ختم ہو جائے جس پر وقف کیا گیا ہو، خواہ جہت ایک ہو یا زائد، تو ایسی صورت میں وقف کا مقصود نیکی کی جہت کے لیے مقرر کر دیا جائے گا۔

۴/۳ موقوف [وقف کردہ چیز]

۱/۴/۳ موقوف کی شرائط

noorcentre.com

وقف کی گئی چیز میں مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

الف- وہ شرعاً مالِ متقوّم [وہ مال جو شرعاً قیمت والا] ہو۔

ب- معلوم ہو۔

ج- واقف کی حتمی ملکیت میں ہو۔ اس میں وقف کے وقت دوسرے کا کوئی خیار نہ ہو۔ البتہ جس چیز میں خود واقف کو خیار ہو تو اس کا وقف صحیح ہے، اور وقف کرنے سے خیار ضمناً ساقط ہو جائے گا۔

۲/۴/۳ وقف کی حیثیت اعتباری شخصیت کی ہے، اور ایسا مالی ذمہ ہے جو اسے دوسرے پر [کوئی حق وغیرہ] لازم کرنے اور خود التزام کرنے کا اہل بناتا ہے۔ اور وقف کی یہ شخصیت [وجود] متولی کی شخصیت سے مختلف ہے۔

۳/۴/۳ موقوف کی اقسام

۱/۳/۴/۳ زمین کا وقف جائز ہے، اور زمین کے ساتھ وہ قابلِ نقل اشیا داخل ہوں گی جنہیں مستقل طور پر وہاں نصب کیا گیا ہے۔

۲/۳/۴/۳ قابلِ نقل وحمل اشیا کا وقف جائز ہے، خواہ وہ مستقل طور پر، یا زمین کے تابع کے طور پر [انہیں وقف کیا جائے]۔

۳/۳/۴/۳ نقد مال کا وقف جائز ہے، اور ان سے فائدہ ایسے اٹھایا جائے گا جو ان کے [اصل مال کے] ضائع ہونے کا سبب نہ بنتا ہو۔ مثلاً مشروع طریقہ پر قرضہ دیکر، یا ان مشروع طریقوں سے ان کی سرمایہ کاری کر کے جن کے بارے میں عام طور سے رقم کے ڈوبنے کا خطرہ نہ ہو مثلاً انہیں مضاربت پر دینا نیز نفع میں سے وقف کا حصہ موقوف علیہ پر خرچ کیا جائے گا۔

۴/۳/۴/۳ جائز حصص اور سرمایہ کاری صکوک کا وقف جائز ہے، اور تصفیہ کے وقت استبدال [یعنی وقف اشیا کے تبادلہ اور منتقلی] کے احکام منطبق کیے جائیں گے، اور نفع میں سے وقف کا حصہ موقوف علیہ پر صرف کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں شق

(۹) دیکھ لی جائے۔

noorcentre.com

۳/۴/۴ غیر منقسم حصہ کا وقف

۳/۴/۴/۱ غیر منقسم حصہ کا وقف جائز ہے، خواہ وہ قابلِ تقسیم ہو یا نہ ہو۔ حصص اور صکوک کے علاوہ غیر منقسم حصے کو مکمل طور پر کرایہ پر دیا جاسکتا ہے اور۔ وقف کے لیے اجرت میں سے اس کا حصہ ہوگا، یا صرف وقف شدہ حصہ کو کرایہ پر دے دیا جائے، اور منافع کو مکان یا وقت کے اعتبار سے باری مقرر کرکے حاصل کیا جائے، اور وقف کے حصہ میں آنے والی آمدنی مستحق افراد کے لیے ہوگی۔

۳/۴/۴/۲ اگر وقف کا متولی یا وقف والا شریک ایسے غیر منقسم حصہ کو تقسیم کرنا چاہیں جو ناقابلِ تقسیم ہو تو تقسیم سے رکنے والے فریق کو بیچنے پر مجبور کیا جائے گا، اور وقف شدہ حصہ کی قیمت اسی جیسے وقف میں لگائی جائے گی، جیساکہ وقف کے متولی یا شریک کے مطالبہ کی صورت میں قابلِ تقسیم اثاثہ میں تقسیم سے رکنے والے کو تقسیم کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

۳/۴/۵ منزل یا سہولت کا حق یا بلندی پر رہنے کا حق

عمارت کی کسی ایک منزل کا وقف جائز ہے، اور غیر تعمیر شدہ میں سہولت کا حق اور بلندی پر رہنے کا حق کا وقف جائز ہے۔ اور اگر نیچے والی منزل کے مالک نے تعمیر نہ کی ہو تو متعلقہ جہات کی اجازت سے بالائی منزل والے [یعنی وقف] کے کھاتے میں تعمیر کی جائے گی، اور تعمیر کی لاگت وقف کو واپس کرنے کے لیے [زمینی منزل] کرایہ پر دی جائے گی۔

۳/۴/۶ منفعت کا وقف

ایسے شخص کی طرف سے منفعت کا وقف جائز ہے جو اجارہ کے ذریعہ منفعت کا مالک ہوا ہو، پھر اس کو آگے ذیلی اجارہ پر دیا جائے گا اور اس کی اجرت وقف کی آمدن ہوجائے گی، بشرطیکہ منفعت کا وقف کرایہ داری کی مدت کے ساتھ محدود

noorcentre.com

مدت کے لیے متعین ہو، اور اس مدت کے بعد منفعت کرایہ پر دینے والے کی طرف لوٹ جائیں گے۔ یہ ضروری ہے کہ نے کرایہ دار کو آگے کرایہ پر دینے سے منع نہ کیا ہو۔

۴-وقف میں شرائط

۱/۴ عقدِ وقف کے وقت طے پانے والی شرائط

۱/۱/۴ واقف [وقف کرنے والے] کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ وقف کے امور میں ہر ایسی شرط عائد کر سکتا ہے جو شریعت کے مخالف نہ ہو، اور اس کی شرط پر اسی طرح عمل کرنا واجب ہے جیساکہ شرعی شرط پر عمل کرنا واجب ہے۔ ہر واقف کی شرائط سمجھنے کے لیے اس واقف کے ماحول کے عرف کی رعایت رکھی جائے گی۔ مثلاً کسی متعین متولی کی تخصیص اور وقف کے [منافع کے] مستحق افراد طے کرنا ہے، خواہ متولی کوئی فرد ہو، یا جماعت، یا ادارہ۔

۲/۱/۴ واقف کی موت کے بعد وقف کی پیداوار میں سے اس کے قرضے ادا کرنے کی شرط وقف کے صیغہ میں لگانے، یا اپنی زندگی میں وقف سے نفع حاصل کرنے پھر اپنی نسل کے لیے پھر اس کے بعد خیراتی کاموں کے لیے ہونے کی شرط لگانے، یا کارِ خیر کے وقف کی پیداوار سے اپنی نسل میں سے فقیر ہونے والوں پر خرچ کرنے پھر اس کے بعد آمدنی کو خیراتی کاموں میں لگانے کی شرط لگانا واقف کے لیے جائز ہے۔

۳/۱/۴ ایسی شرط باطل ہوگی جو شرعاً کسی حرام کام پر مشتمل ہو، یا ایسی شرط ہو جو وقف کے حکم میں خلل پیدا کرتی ہو یا اصل وقف پر اثر انداز ہو۔ [اس صورت میں] ایسی شرط باطل ہو جائے گی اور وقف اس کے بغیر ہی صحیح ہوگا۔ مثلاً مطلقاً تبدیلی کی ممانعت، یا متولی کو معزول نہ کرنے کی شرط، خواہ کوئی بھی سبب پایا جائے؛ جیساکہ

وقف کی مصلحت کو بیکار کرنے یا اس سے فائدہ اٹھانے میں خلل انداز ہونے والی شرط بھی باطل ہوگی، مثلاً ہمیشہ مستحق افراد [یعنی موقوف علیہ] کو [وقف کی آمدنی میں سے حصہ ملنے میں] مقدم رکھنے کی شرط، باوجودیکہ وقف خود دیکھ بھال اور مرمت کا محتاج ہو۔

noorcentre.com

۴/۱/۴ اگر واقف نے وقف سے رہائش کی صورت میں خود فائدہ اٹھانے کی شرط لگائی ہو تو رہائش اختیار کرکے یا [براہِ راست رہائش اختیار کرنے کے بجائے] کرایہ پر دے کر آمدنی حاصل کرکے اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے برعکس بھی جائز ہے۔

۵- وقف کی نگرانی اور انتظام

۱/۵ وقف کی نگرانی اور انتظام کی قیود

وقف کی نگرانی اور انتظام کا معاملہ شرعی احکام کے تابع ہے۔ پھر اس کے بعد واقف کی شرائط کی پابندی کی جائے گی، سوائے اس صورت کے کہ جب شرائط شرعی احکام کے متصادم ہوں یا اس طریقہ کے خلاف ہوں جس میں وقت کی مصلحت کا ہونا قضاءً ثابت ہوچکا ہو۔

۲/۵ متولی کی ذمہ داریاں

متولی کی ذمہ داریوں میں مندرجہ ذیل کام کرنا شامل ہیں:

۱/۲/۵ وقف کی مرمت و دیکھ بھال اور انتظام۔

۲/۲/۵ وقف کے اثاثوں یا وقف شدہ منفعت کو عام اجارہ [operating lease] پر دینا، اور وقف کی زمینوں کو اجارہ پر دینا۔

۳/۲/۵ سرمایہ کاری یا تمویل کے مشروع طریقوں کے ذریعہ براہِ راست، یا اسلامی مالیاتی اداروں کے توسط سے وقف کے ملکیتی اثاثوں میں اضافہ۔

noorcentre.com

۴/۲/۵ مضاربت وغیرہ کی سرمایہ کاری کے ذریعہ وقف شدہ نقد مال میں اضافہ۔

۵/۲/۵ وقف کی عملی شکل میں ایسی تبدیلی جس میں وقف اور مستحقینِ وقف کی مصلحت زیادہ ہو، مثلاً رہائشی عمارت کی تجارتی عمارت میں تبدیلی، یا زراعتی زمینوں میں عمارتیں کھڑی کرنا تاکہ انہیں کرایہ پر دے کر آمدنی حاصل کی جا سکے جبکہ لوگوں کی رغبت انہیں عمارتوں اور گوداموں کی شکل میں کرایہ پر لینے کی ہو، اور اس اجارہ کی آمدنی اس کی زراعت کی آمدنی سے زیادہ ہو، اور یہ تبدیلی متعلقہ ذمہ داران کی اجازت سے ہو۔

۶/۲/۵ وقف کے حقوق کا دفاع، وقف کی حفاظت، وقف پر دائر کردہ دعویٰ کے دفاع کے لیے وکلاء کی اجرت کی ادائیگی، اور وقف کے اثاثوں اور حقوق کی توثیق کے اخراجات کو برداشت کرنا۔

۷/۲/۵ وقف کے دیون کی ادائیگی۔

۸/۲/۵ مستحق افراد کے حقوق کی ادائیگی۔

۹/۲/۵ موقوف اثاثہ کو نقد ثمن کے عوض فروخت کر کے دوسرا اثاثہ خرید کر تبدیل کرنا یا موقوف اثاثہ کو استبدال کی شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے دوسرے اثاثہ سے تبدیل کرنا۔ (دیکھیے شق ۹)

۱۰/۲/۵ آباد اوقاف کا اہتمام کے ساتھ خیال رکھنا، اور ان پر ناحق قبضہ یا غصب سے حفاظت۔

۱۱/۲/۵ وقف کے تحفظ کے لیے ممکنہ حد تک تکافل پر مبنی انشورنس کا استعمال۔

۱۲/۲/۵ وقف کے حسابات تیار کرنا، اور متعلقہ محکموں کو گوشوارے اور رپورٹ فراہم کرنا۔

۳/۵ وہ امور جو متولی کے لیے جائز نہیں ہیں

درج ذیل امور متولی کے لیے جائز نہیں ہیں:

۵/۳/۱ واقف کی شرائط کی خلاف ورزی۔

noorcentre.com

۵/۳/۲ خود کو یا اپنے زیر ولایت اولاد میں سے کسی کو وقف کرایہ پر دینا، خواہ وہ اجرتِ مثل سے زیادہ پر ہو، ہاں اگر عدالت کی اجازت کے ساتھ اس طرح کرایہ پر دے [تو اس کی گنجائش ہے]۔ جن لوگوں کی گواہی متولی کے حق میں قبول نہیں (اصول، فروع، اور زوجین میں سے کوئی بھی) انہیں اجرتِ مثل سے کم پر اجارہ پر دینا، اس میں وہ غبنِ یسیر [معمولی کمی بیشی] معاف نہیں ہوگا جو دوسروں کو اجارہ پر دینے میں معاف ہوتا ہے۔

۵/۳/۳ واقف کی شرط کے بغیر وقف کی پیداوار کو وقف کی آمدنی میں اضافہ کے لیے استعمال کرنا۔

۵/۳/۴ وقف یا اس کے مستحق افراد پر دَین کے بدلے میں وقف کے اثاثوں کو رہن رکھوانا۔

۵/۳/۵ وقف کے اثاثوں کو عاریت پر دینا۔ اگر انہیں عاریت پر دے دیا تو عاریت پر لینے والے پر اجرتِ مثل لازم ہوگی۔

۵/۳/۶ واقف کی شرط، یا قاضی کی اجازت اور ضرورت کے بغیر وقف کے لیے ادھار لینا، اور ادھار لینے میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت رکھی جائے گی:

۵/۳/۶/۱ مشروع قرض، یا مؤخر ادائیگی کے ساتھ خریداری، یا کسی بھی شرعاً مباح تمویل کے ذریعہ وقف کی حفاظت اور تعمیر کے لیے وقف کے ذمہ پر ادھار لینا جائز ہے، بشرطیکہ واقف نے اس کی صراحت کی ہو یا ادھار لینے کی ضرورت موجود ہونے کے ساتھ قاضی کی اجازت ہو، اور اس مقدار کی رعایت کے ساتھ کہ وقف کی آمدنی تمویل اور ادائیگی کی ذمہ داری برداشت کر سکتی ہو۔ اور سابقہ شرائط کے پابند ادھار لینے میں وقف کی مصلحت کے لیے متولی کے مال میں سے رقم دینے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جبکہ وقف کی اتنی آمدنی ہو جس میں اس مقصد

noorcentre.com

کے لیے رجوع کیا جا سکے۔

۵/۳/۶/۲ واقف کی عدمِ صراحت کی صورت میں ادھار لینے کے جواز کی حالتیں:

الف- وقف کی حفاظت اور تعمیر کی حاجت جبکہ اس کے لیے وقف کی آمدنی کافی نہ ہو۔

ب- مالی التزامات ہونے کی صورت میں ان کی ادائیگی کے لیے قرض لینا جبکہ ان کی ادائیگی کے لیے وقف کی آمدنی نہ ہو۔

ج- وقف کی اغراض کے حصول کے لیے وقف کے عملہ کی تنخواہیں دینے سے عاجز ہونا، ایسی حالت میں جبکہ وقف سے فائدہ اٹھانا ہی خطرے میں پڑ جائے۔

۵/۳/۶/۳ وقف کی آمدنی کے مستحق افراد پر خرچ کرنے کے لیے ادھار لینا جائز نہیں ہے۔

۵/۴ مساجد کے وقف کی پیداوار سے بچنے والی آمدنی خرچ کرنا

کسی معین مسجد کے وقف کی پیداوار میں اصل یہ ہے کہ اسی کے مصالح میں لگائی جائے، اور اس کے اوقاف کی پیداوار میں سے بچنے والی آمدنی کسی دوسری مسجد پر اس کے فائدہ کے لیے صرف کرنا جائز ہے جو پیداوار کی قلت، یا دیکھ بھال کے اخراجات کی زیادتی یا تعمیرِ نو کی لاگت زیادہ ہونے کی بناء پر محتاج ہو۔

۵/۵ وقف کے انتظام کی عدالتی نگرانی

ولایتِ عامہ کے تقاضہ کی رو سے عدالت کے لیے وقف کی نظامت اور انتظام کی نگرانی، اس کے اثاثوں کی حفاظت اور اس کے وسائل کے اضافہ کی نگرانی، وقف کے احوال کی خبر گیری، متولی یا دیگر لوگوں کے بارے میں شکایات کی جانچ پڑتال، اور متولیوں کے محاسبہ کا اختیار ہے۔

۶- وقف کا اجارہ، اور اس کے ضوابط

noorcentre.com

۱/۶ وقف کے اجارہ کی مدت میں اصل یہ ہے کہ وہ کسی واضح مصلحت کے بغیر معمول سے زیادہ طویل نہ ہو، اور اجرت کسی منضبط اور معلوم اشاریئے کے ساتھ منسلک کر کے تغیر پذیر طور پر متعین کی جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک" کی شق ۵/۲/۳۔

۲/۶ اجرتِ مثل کی شرط لگانا

موقوفہ اثاثوں اور موقوفہ منافع کو اجرتِ مثل سے کم پر اجارہ پر دینا صحیح نہیں ہے، اگر ضرورت کی وجہ سے ایسا ہو جائے صرف ضرورت کی حد تک [گنجائش ہوگی]۔ غبنِ فاحش [غیر معمولی غبن] کے ساتھ مقررہ اجرت کو بھی صحیح سمجھا جائے گا۔ پھر اگر اجرتِ مثل کے ساتھ اجارہ پر لینے والا کوئی ملے تو متولی کو موجودہ اجارہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، الّا یہ کہ پہلا کرایہ دار اضافہ کو قبول کرلے۔ اور اگر وقف کے کھاتے میں سے تعمیر اور عمارت کی وجہ سے اجرتِ مثل میں اضافہ ہو جائے تو اجرت میں یہ اضافہ کرایہ دار پر لازم ہوگی، اور اگر یہ کرایہ دار ہی کے کھاتے میں سے ہو تو [اجرتِ مثل میں] اضافہ کرایہ دار پر لازم نہیں ہوگا۔

۳/۶ وقف کے اجارہ کی بعض جائز صورتیں

۱/۳/۶ موقوفہ زمین کو کرایہ دار کے پاس اس وقت تک باقی رکھنے کی نیت سے کیا گیا عقدِ اجارہ جب تک وہ حالات کے مطابق بدلتی ہوئی اجرتِ مثل ادا کرتا رہے، اسے "حکر" کہا جاتا ہے، اور "حکر" کے لیے شرط ہے کہ:

۱/۱/۳/۶ وقف کی اتنی آمدنی نہ ہو جس سے اس کی تعمیر کی جاسکے۔

۲/۱/۳/۶ پیشگی کرایہ کے ساتھ کسی معین مدت تک کرایہ پر لینے میں کوئی شخص راغب نہ ہو کہ اس اجرت کو وقف کی تعمیر میں لگایا جاسکے۔

۳/۱/۳/۶ استبدال ممکن نہ ہو۔

۲/۳/۶ حقِ قرار [باقی رہنے کا حق] جو مستاجر کے لیے اس وقت ثابت ہوتا ہے جب

noorcentre.com

اجارہ پر لیتے وقت تعمیر کے لیے رقم دیکر اجرتِ مثل سے کم اجرت مقرر کی جائے، اسے ''کردار'' کہا جاتا ہے۔ یہ اسی صورت میں جائز ہے جبکہ یہی صورت ممکن ہو، اور تعمیر کے لیے رقم دیکر اجرتِ مثل کے ساتھ اجارہ پر لینے والا کوئی کرایہ دار نہ ملے۔ بعض ممالک میں اسے ''خُلو'' کہا جاتا ہے۔

۷- وقف کے ذرائع آمدنی میں اضافہ اور اس کے اثاثوں کی ترقی کے لیے سرمایہ کاری کے ذرائع کی تطبیق

۱/۷ مندرجہ ذیل حالات میں اس شرط پر وقف کی پیداوار کی سرمایہ کاری جائز ہے کہ یہ مستحق افراد میں اس کی تقسیم پر اثرانداز نہ ہو:

۱- واقف نے اس کے بعض حصہ کی سرمایہ کاری کی صراحت کی ہو۔

۲- مستحق افراد کے انتظار کی مدت کے دوران۔

۳- مستحق افراد کو دینے کے بعد بچنے والی مقدار۔

مذکورہ حالات میں سرمایہ کاری جائز طریقوں کے ذریعہ ہونی چاہیے، مثلاً مضاربت، شرکت، مرابحہ، اجارہ اور سلم؛ بشرطیکہ سرمایہ کاری میں نقصان کے خطرے کم ہوں۔

۲/۷ اراضیِ وقف کی ترقی کے لیے ممکن ہے کہ:

۱/۲/۷ استصناع کے طریقہ کی تطبیق۔ یہ بعض اوقات تعمیر اور منتقلی کے عقود کے طریقہ سے ہوتا ہے، جسے (B.O.T) کہا جاتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۱) ''استصناع اور متوازی استصناع''، شق ۳/۲/۱۔

۲/۲/۷ مشارکہ متناقصہ کے ذریعہ: اس طور کہ تعمیر کرنے والے ادارہ اور وقف کی مشترک تمویل سے مشترکہ عمارتیں بنائی جائیں، پھر وقف بتدریج ان عمارتوں کی مکمل ملکیت حاصل کرلے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) ''شرکت، مشارکہ، اور جدید اقسامِ شرکت''، شق ۸/۵۔

۷/۲/۳ اجارہ موصوفہ فی الذمہ جس میں آخر کار مستاجر کو مالک بنادیا جاتا ہے، کے ذریعہ:
بایں طور کہ تمویل فراہم کرنے [illegible] کو اجارہ پر لے کر اس noorcentre.com
پر [وقف کے ساتھ اجارہ موصوفہ فی الذمہ کا طے پانے والے عقد کے مطابق]
عمارتیں بنائے، پھر تمویل فراہم کرنے والا ادارہ [ان عمارتوں کے ساتھ] زمین
وقف کے حوالے کرے تاکہ عقدِ اجارہ نافذ کیا جائے، جس میں آخر کار وقف کو
ان عمارتوں کا بھی مالک بنادیا جائے گا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور
اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق (۵/۳)۔

۷/۳ وقف کے شرعی احکام، واقفین کی شرائط اور زمانہ کے تقاضوں کی رعایت کے ساتھ اوقاف
کے اضافہ کی ضمانت دینے والے تمام ممکنہ وسائل اپنانا ضروری ہے۔

۷/۴ وقف کی سرمایہ کاری میں خصوصی مہارت رکھنے والے اسلامی مالیاتی اداروں سے تعاون
لینا مناسب ہے۔

۸- وقف کے اثاثوں کی حفاظت، اصلاح وترمیم اور تبدیلی

۸/۱ وقف کے اثاثوں کی حفاظت اور اصلاح وترمیم اور اس کے لیے آمدنی کا حصہ علیحدہ رکھنا

۸/۱/۱ وقف کی پیداوار کو مستحقین کے درمیان تقسیم کرنے پر وقف کے اثاثوں کی دیکھ
بھال ومرمت، نیز وقف کی پچھلی حالت کی بحالی کی خاطر اس کی کسی منہدم عمارت
کی دوبارہ تعمیر کے اخراجات ترجیحاً کیے جائیں گے۔ دیکھ بھال ومرمت میں فنی
نظام الاوقات کے مطابق اہمیت کے اعتبار سے کاموں [کی ترجیحات] طے کرلی
جائیں۔ وقف کی دیکھ بھال ومرمت اور اس کی کسی منہدم عمارت کی تعمیر کے لیے
واقف کی صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔

۸/۱/۲ آمدنی میں سے ہر سال دیکھ بھال ومرمت کی ضرورت کے مطابق کچھ مقدار مختص
کی جائے گی، چاہے واقف نے اس کی شرط نہ لگائی ہو، اور اس مقدار کو ایسے بے

noorcentre.com

خطر نفع بخش کاموں میں لگایا جائے جن میں لگائے ہوئے سرمایہ کو نقد کی صورت میں تبدیل کرنا آسان ہو۔ حاصل شدہ نفع کی رقم بھی اس مختص کی ہوئی رقم میں ملا دی جائے گی، اور مستحقین کا اس [مختص کی ہوئی رقم] میں کوئی حق نہیں ہوگا، سوائے اس وقت کہ جب وقف کو اس مختص کی ہوئی رقم کے کسی حصہ کی حاجت نہ رہے۔

۸/۱/۳ کرایہ پر دیے ہوئے وقف کے اثاثوں کی دیکھ بھال و مرمت اور تعمیر کے لیے درکار وسائل پورے نہ ہونے کی حالت میں متولی اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ کرایہ دار ان کاموں کو انجام دے۔ اور کرایہ دار کو وقف کی کرایہ داری جاری رکھنے میں اولویت حاصل ہوگی، یہاں تک کہ کرایہ دار وقف پر ہونے والا اپنا دین وصول کرلے۔

۸/۱/۴ وقف کے اثاثوں کی دیکھ بھال و مرمت کی خاطر تکافل کا استعمال مناسب ہے۔

۸/۲ وقف کی گرتی ہوئی قیمت والے اثاثوں کی جدید اثاثوں میں تبدیلی کے واسطے رقم مختص کرنا مستحق افراد پر تقسیم کے بعد پیداوار میں سے مختلف وقفوں میں اتنی مقدار کو مختص کرنا جائز ہے جو وقف کے گرتی ہوئی قیمت والے اثاثوں کی اقتصادی عمر کے مناسب ہو، تاکہ [اپنی اقتصادی عمر مکمل کرنے کی بنا پر] وقف کے جن اثاثوں کی قیمتیں مکمل طور پر گر گئی ہوں ان کی جگہ جدید اثاثوں کو لایا جاسکے۔

۹- وقف کے اثاثوں کا تبادلہ

۹/۱ وقف میں استبدال: موقوفہ اثاثے کو اس کے وقف کی جہت سے اس طور پر نکالنا کہ اسے فروخت کر کے اس کی جگہ دوسرے اثاثے کی خریداری کرنا، اور یہ وقف کی مصلحت کے حصول کے لیے ہو۔

۹/۲ وقف کا استبدال جائز ہے جبکہ واقف نے اس کی شرط رکھی ہو، یا وقف ویران ہوگیا ہو،

یہاں تک کہ [ویران ہونے کی صورت میں] اگر واقف نے عدمِ استبدال کی شرط رکھی ہو تو بھی اسے بیچ کر اس کے ثمن سے ایسی چیز خریدی جائے گی جسے پہلے وقف کی طرح وقف کیا جائے۔ اور اگر لوگوں سے علاقہ خالی ہونے، یا وقف پر غاصب لوگوں کے خوف، یا وقف سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت میں رکاوٹ ہونے کی وجہ سے اس سے نفع اٹھانا ممکن نہ رہے تو ان صورتوں میں بھی وقف کا استبدال جائز ہے۔

noorcentre.com

۳/۹ استبدال کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱/۳/۹ موقوف شدہ اثاثہ نفع اٹھانے کی حد سے نکل جائے اور معطّل ہو جائے، یا وقف کی اتنی پیداوار نہ ہو جو اس کی تعمیر کے لیے کافی ہو۔

۲/۳/۹ بیع غبنِ فاحش کے ساتھ نہ ہو۔

۳/۳/۹ اس میں وقف کا فائدہ اور مصلحت متحقق ہو۔

۴/۳/۹ استبدال عدالت کی اجازت سے ہو۔

۵/۳/۹ اگر جائیداد ہو تو اس کے ساتھ جائیداد کا تبادلہ کیا جائے، ہاں اگر تصرّف میں خرد وبرد سے اطمینان ہو تو اس کا نقود سے تبادلہ کیا جاسکتا ہے جنہیں متبادل جائیداد کی خریداری تک عدالت کی نگرانی کے ساتھ محفوظ رکھا جائے گا۔

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ، مطابق ۲ جولائی ۲۰۰۸ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۴-۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ جون-۲ جولائی ۲۰۰۸ء کو سعودی عرب میں مدینہ منورہ کے ہوٹل دار التقویٰ میں منعقد اپنے اکیسویں اجلاس میں وقف کے معیار کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹیریٹ نے ۵ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۴ اپریل ۲۰۰۶ء کو ایک شرعی مشیر کو وقف کی شرعی مطالعاتی رپورٹ مرتب کرنے کی ذمہ داری سپرد کی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے منعقدہ مشترکہ اجلاس میں جو کہ ۸ - ۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶-۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، کمیٹی نے شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث و تمحیص کی، اور مشیر سے اس بحث اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم معیار میں شامل کرنے کے لیے کہا۔

شرعی معیارات کی دوسری کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۱۹ شوال ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۰۶ء کو منامہ (بحرین) میں کمیٹی نے معیار کے مسوّدہ پر بحث و تمحیص کی، اور بحث اور ارکان کی آراء کی روشنی میں مشیر سے مسوّدہ میں ضروری ترامیم شامل کرنے کے لیے کہا۔

مجلسِ شرعی نے اپنے سترہویں اجلاس میں جو کہ مکّہ مکرّمہ میں ۲۶ شوال ۱۴۲۷ھ - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو منعقد ہوا، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کی مجوّزہ ترامیم پر بحث کی، اور مناسب ترامیم شامل کیں۔

جنرل سیکریٹریٹ نے ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء کی تاریخ پر بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ ماہرین شریک ہوئے، جن کی تعداد تیس سے زائد تھی۔ جلسۂ سماعت میں پیش کی گئی آراء کو سنا گیا۔ شرع معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ارکان نے شرکاء کی طرف سے پیش کیے جانے

noorcentre.com

والے ملاحظات کا جواب دیا، اور ان پر تبصرہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۶ شعبان - ۱ رمضان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے انیسویں اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جو جلسۂ سماعت کے شرکاء نے پیش کی تھیں اور مناسب ترامیم شامل کرنے کے بعد اسی اجلاس میں معیار کو منظور کیا گیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

وقف کے مستحب کے درجے میں مشروع ہونے کی دلیل کتاب اللہ میں وارد خیر کے کام کرنے، اور نیکی کی جہات میں خرچ کرنے کا حکم ہے۔ اور یہ حدیث بھی اس کی دلیل ہے کہ "جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب رک جاتا ہے مگر تین طرح کے اعمال کے ثواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے؛ صدقہ جاریہ ... الخ"، [1] صدقۂ جاریہ وقف پر محمول ہے یونکہ متصدَّق علیہ [جس پر وقف کے ذریعے صدقہ کیا گیا] اس کے اعیان کا مالک نہیں ہوتا کہ وہ ختم ہوجائیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیبر میں ایک زمین وقف کرنے کی حدیث، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت عثمان اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کا عمل، اور اس پر اجماع، اور مساجد کے وقف پر اجماع بھی اس مشروعیت کی دلیل ہیں۔

وصیت کردہ وقف کے وجوب کی دلیل وصیت نافذ کرنے کا وجوب، اور اس میں تبدیلی یا اسے معطّل (بیکار) کرنے کا حرام ہونا ہے۔

اہل یا نسل پر وقف کی مشروعیت کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقف کی حدیث، اور اس کا در حقیقت ایک کارِ خیر کے لیے وقف ہونا ہے کیونکہ اس کی انتہاء خیر کی جہات میں ہونا واجب ہے۔

کسی غیر معین پر وقف کی صورت میں قبول کی شرط نہ لگانے کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں قبول کا تصور نہیں ہوسکتا، البتہ اگر وقف کسی معین پر ہو تو اس سے قبول کرنے کا تصور ممکن ہے، اگرچہ یہ قبول ردّ نہ کرنے کی صورت میں ضمنی طور پر ہو۔ اور وقف باقی رہنے اور ردّ کرنے والے کا حق باطل ہونے کا حکم حنفیہ کا مذہب ہے، کیونکہ وقف کو ردّ کرنے والا اسے باطل کرنے کا مالک نہیں، بلکہ وہ صرف خود کو محروم کرنے کا

(۱)　امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج (۱۶۳۱) کی ہے۔

noorcentre.com

مالک ہے۔

عرف کے ذریعہ وقف کے ثابت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عرف کی دلالت معتبر ہے، اور یہ کسی شرعی حکم کے متصادم نہیں ہے۔

مؤقت وقف کی مشروعیت کا حکم مالکیہ اور امامیہ کا مذہب، اور حنفیہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت ہے۔ اور اس کی بنیاد اس پر ہے کہ ثواب منقطع ہونے والی جہت پر وقف کرنے سے حاصل ہو جائے گا، اور اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں؛ ایک اس مدت کے دوران وقف کا فائدہ، اور دوسرا واقف کا فائدہ کیونکہ مستقبل میں وقف سے اس کی حاجت کا امکان ہے۔ اس صورت میں وقف پر ترغیب اور کارِ خیر کے اداروں کی وقتی حاجت پوری کرنے کے پہلو مخفی نہیں ہیں۔

مستقبل کی طرف مضاف وقف کے جواز کی دلیل وصیت پر قیاس ہے۔

واقف میں کامل اہلیت کی شرط اس لیے ہے کہ وقف ایک تبرع ہے، لہٰذا اس کے لیے تبرّع کی اہلیت شرط ہے۔

محجور علیہ [زیرِ پابندی] اور سفیہ [کم عقل] کے وقف کے ممنوع ہونے کی دلیل دائنین، خود کم عقل شخص، اور ان افراد سے ضرر دور کرنا ہے جو اس کے زیرِ کفالت ہیں۔ اور خود پر وقف کرنے کی صورت میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ اور مرض الموت میں مبتلا مریض کے وقف کا حکم اس کی وصیت پر قیاس کیا گیا ہے۔

مسجد کے علاوہ دیگر اوقاف سے رجوع کے جواز کی دلیل حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث، اور عاریت پر قیاس ہیں۔

موقوف علیہ کے حرام جہت نہ ہونے پر اکتفاء، اور نیکی کی جہت کے شرط نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وقف تبرعات میں سے ہے، اور اس میں محض متبرّع علیہ [جس پر تبرع کیا گیا ہے] کی مشروعیت شرط ہے، اور یہی مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے، حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کا اس میں اختلاف ہے انہوں نے موقوف علیہ میں برّ کی جہت ہونا شرط قرار دیا ہے۔

وقف کے وقت غیر موجود شخص پر وقف کے جواز کی دلیل اولاد پر وقف کی احادیث ہیں خواہ نسل کتنی ہی بڑھتی جائے، اور چونکہ وقف صدقۂ جاریہ ہے، اور اس کا تقاضہ ہے کہ وقف انہیں بھی شامل ہو جن کا

وجود مستقبل میں ہوگا۔

noorcentre.com

وقف کی شخصیتِ اعتباریہ، اور متولی کی شخصیت اور ذمہ سے الگ مستقل مالی ذمہ داری کی دلیل یہ ہے کہ وقف اپنے لیے اور خود پر حقوق کے ثبوت کی صلاحیت رکھتا ہے، لہٰذا اگر متولی وقف کے لیے دَین لے تو وہ متولی پر دَین نہیں ہوگا، اور اگر وقف سے فائدہ اٹھانے والا اپنے واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو وہ وقف کا مدیون ہوگا متولی کا نہیں، کیونکہ متولی کے لیے اسے دَین سے بری کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

کسی شخص کی طرف سے تمام اموال کے وقف کو کم کر کے ایک تہائی تک محدود کرنے کی دلیل وصیت پر قیاس ہے تاکہ کسی شخص کے انتقال کے بعد ورثاء کی طرف منتقل ہونے والی چیز (واجب استحقاق) کو باقی رکھا جائے اور مصری قانونِ وقف میں اس کی صراحت ہے۔

منقول کے وقف کا بہر حال صحیح ہونا، اگرچہ اس میں باقی رہنے کی قابلیت نہ ہو، اس کی دلیل عہدِ نبوت اور خلفاءِ راشدین میں لوازمِ مسجد کا وقف ہے۔ اور جمہور فقہاء اسی موقف پر ہیں، اور حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے منقولات کے وقف میں عرف ہونے کی شرط لگائی ہے۔

نقود کا وقف صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہی اصل ہے، اور یہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد محمد بن عبد اللہ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ حصص اور صکوک کا وقف بھی اسی طرح ہے۔

منفعت کا وقف صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ مال ہیں، لہٰذا ان پر عام حکم لاگو ہوگا۔ اور منفعت کے مؤقت ہونے کی دلیل وقف کی توقیت کا صحیح ہونا ہے۔

واقف کی شرعاً مقبول شرائط، جن میں دس شرائط بھی داخل ہیں، پر عمل واجب ہونے کی دلیل یہ حدیث مبارک ہے "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں"۔ اور واقف کی شرط کے خلافِ شریعت نہ ہونے کی دلیل سابقہ حدیث کے آخر میں وارد یہ استثناء ہے "سوائے ایسی شرط کے جو کسی حرام کو حلال، یا کسی حلال کو حرام کرتی ہو"۔

وقف کا متولی متعین کرنے کی دلیل اس حدیث میں ہے "وقف کے متولی پر کوئی حرج نہیں ہے"۔ نیز مصلحت بھی ایسے شخص کے وجود کا تقاضہ کرتی ہے جو وقف کی سرمایہ کاری کرے، اس کی آمدنی کو اکٹھا کرنے،

noorcentre.com

اور اسے مستحق لوگوں میں خرچ کرنے کے ذریعہ وقف کی نظامت سنبھالے۔

متولی کے واقف کی شرائط کا پابند ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وقف تبرع ہے، اور تبرع شرائط کے ساتھ تقیید کو قبول کرتا ہے، اور اس کا شرعی احکام کا پابند ہونا واضح ہے۔

متولی کے خود کو یا اپنی اولاد کو کرایہ پر دینے کی ممانعت انسانی طبیعت کے مطابق اپنے یا اپنی اولاد کے لیے امتیازی سلوک، اور وقف کے لیے سود مند معاملہ اختیار نہ کرنے کا اندیشہ ہے۔

وقف کو عاریت پر دینے کی ممانعت کی دلیل یہ ہے کہ اس میں اس فائدہ کو فوت کرنا ہے جو وقف کی سرمایہ کاری سے مطلوب ہوتا ہے۔

ادھار کا معاملہ کرنے کا وقف کے ساتھ مقید ہونے کی شرعی ضرورت اور ایسی چیز کو موقوف علیہم پر خرچ نہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ دَین لینا محض وقف کو معطل [بیکار] ہونے سے بچانے کے لیے ہے تاکہ ضرر دور ہو سکے، اور پیداوار نہ ہونے کی صورت میں مستحق افراد پر خرچ نہ کرنے میں کوئی ضرر نہیں ہے۔

مختلف اوقاف کی آمدنیوں کو مخلوط کرنے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں وقف کو باقی رکھنا ہے، اور یہ تمام اوقاف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، لیکن اگر تخصیص کی رعایت نہ کرنا مخصوص کردہ وقف کے ضیاع کا سبب بن رہا ہو تو تخصیص کی رعایت واجب ہے۔

مسجد کے تمام وقف سے فاضل اشیا کو دیگر مساجد میں لگانے کے جواز پر کویت کی "مجلسِ عامہ برائے فتویٰ" کا فتویٰ جاری ہوا ہے۔

متولی حضرات کی عدالتی نگرانی کی دلیل مصلحت کا حصول، اور حِسبہ کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ اس کا انتظام سب سے پہلے قاضیٔ مصر توبہ بن نمیر نے کیا۔

غبنِ یسیر سے درگزر کرتے ہوئے وقف کے اثاثوں کو اجرتِ مثل پر کرایہ پر دینے کی دلیل طرف داری کی روک تھام اور وقف کی آمدنی کو ضائع کرنے سے بچانا ہے، اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ اگر اجرتِ مثل بڑھ جائے، اور مستاجر قبول نہ کرے تو اجارہ فسخ کرنے کا حق ہونے کی دلیل حنفیہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے، اس میں مالکیہ اور شافعیہ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے کیونکہ اگر اجارہ معین مدت کے لیے ہو تو ان کے نزدیک فسخ نہیں کیا جا سکتا۔

فقہی تالیفات میں وقف کے اجارہ کے سلسلہ میں مقررہ صورتوں کی دلیل کسی پر ظلم یا کرایہ داروں کا مال ضائع کیے بغیر وقف اور کرایہ داروں سب کے لیے مشترکہ مصلحت کا حصول ہے۔

noorcentre.com

اداروں کی معرفت سے سرمایہ کاری کے جدید طریقوں کو [وقف کے لیے] استعمال کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وہ روایتی طریقوں یعنی زمین کے اجارہ اور زراعت کے معنی میں ہیں، بلکہ یہ زیادہ نفع مند ہیں، اور اعیانِ وقف کے لیے اطمینان اور ضمان ثابت کرتے ہیں۔

اصلاح وترمیم کے لیے احتیاطی مقدار رکھنے کی دلیل یہ ہے کہ یہ نفع دینے کے لیے اعیانِ وقف کی صلاحیت میں دوام پیدا کرتا ہے، اور فقہاء کی بڑی تعداد نے اس کی صراحت کی ہے۔

استبدال کی مشروعیت کی دلیل پیداوار کی زیادتی اور مصالح کے اضافہ کا حصول ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

وقف

کارِ خیر اور نیکی کے کاموں میں عین کے منافع کا صدقہ کرنے کے ساتھ اس میں تصرف سے روک دینا، جیسا کہ اس سے موقوفہ اموال بھی مراد ہوتے ہیں۔

اہل (نسل) پر وقف

اس میں موقوفہ اموال کی پیداوار یا منافع کسی خاص مدت کے لیے خود واقف، اس کی نسل، مخصوص اشخاص یا کسی متعین جہت کے لیے ہوتے ہیں۔

کارِ خیر کا وقف

اس میں موقوفہ اموال کی پیداوار یا منافع، اشخاص یا جہات کے تعیّن کے بغیر نیکی اور خیر کی وجوہ کے لیے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ مطلق ہوتا ہے، خواہ ابدی ہو یا محدود وقتی ہو۔

اعیانِ وقف

وہ اموال جن سے عین کی بقاء کے ساتھ نفع حاصل کیا جاتا ہے، مثلاً زمینیں، جائیداد، باغات، مساجد، آلات اور اسی جیسی دیگر اشیا۔

حکر یا تحکیر

ایسا عقدِ اجارہ جس میں تعمیر کرنے یا درخت وغیرہ لگانے کی خاطر موقوفہ زمین کے اس وقت تک

کرایہ دار کے پاس رکھنے کا قصد ہو جب تک وہ اجرتِ مثل ادا کرتا رہے، یا مدّت متعین کیے بغیر کسی معین غرض کے لیے زمین کو اجارہ پر دیکر آمدنی حاصل کرنا ہے، لہٰذا محتکر بقاء اور قرار کے حق کا مالک ہوگا، اور یہ کسی صحیح عقد کے ذریعہ ہوگا، یا ضمنی طور پر اس طرح ہوگا کہ زمین کو کسی معین مدت کے لیے اجارہ پر دیا جائے، پھر کرایہ دار کو تعمیر یا درخت وغیرہ لگانے کی اجازت دیدی جائے۔

جب مدت پوری ہو جائے، اور کرایہ دار کی رغبت اجرتِ مثل کے ساتھ باقی رہنے میں ہو تو وہ (وقف کا کرایہ دار رہ سکتا ہے) تاکہ اسے ضرر لاحق نہ ہو۔ استبدال ممکن نہ ہونے کی صورت میں یہ اس کا متبادل ہے۔ اور یہ ایسا مالی حق ہے جس میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

ارصاد یا تخصیص

کسی عام مصلحت، جیسا کہ مدارس، ہسپتالوں، اور کارہائے خیر کے لیے حاکم بیت المال کی مملوکہ زمینوں میں سے کوئی زمین وقف کرے (یعنی مخصوص کردے)، اسے (اصطلاحاً) وقف نہیں کہا جاتا، کیونکہ یہاں واقف اس زمین کا مالک نہیں ہوتا جسے اس نے وقف کیا ہے۔

حقِ قرار [باقی رہنے کا حق]

زراعت کے لیے کرایہ پر لی گئی زمین میں تعمیر یا درخت لگانے کا ترجیحی حق، اور دکانوں اور صنعتوں کی نسبت سے اسی میں سے ایک نوع کو «کدك» کہا جاتا ہے۔

noorcentre.com

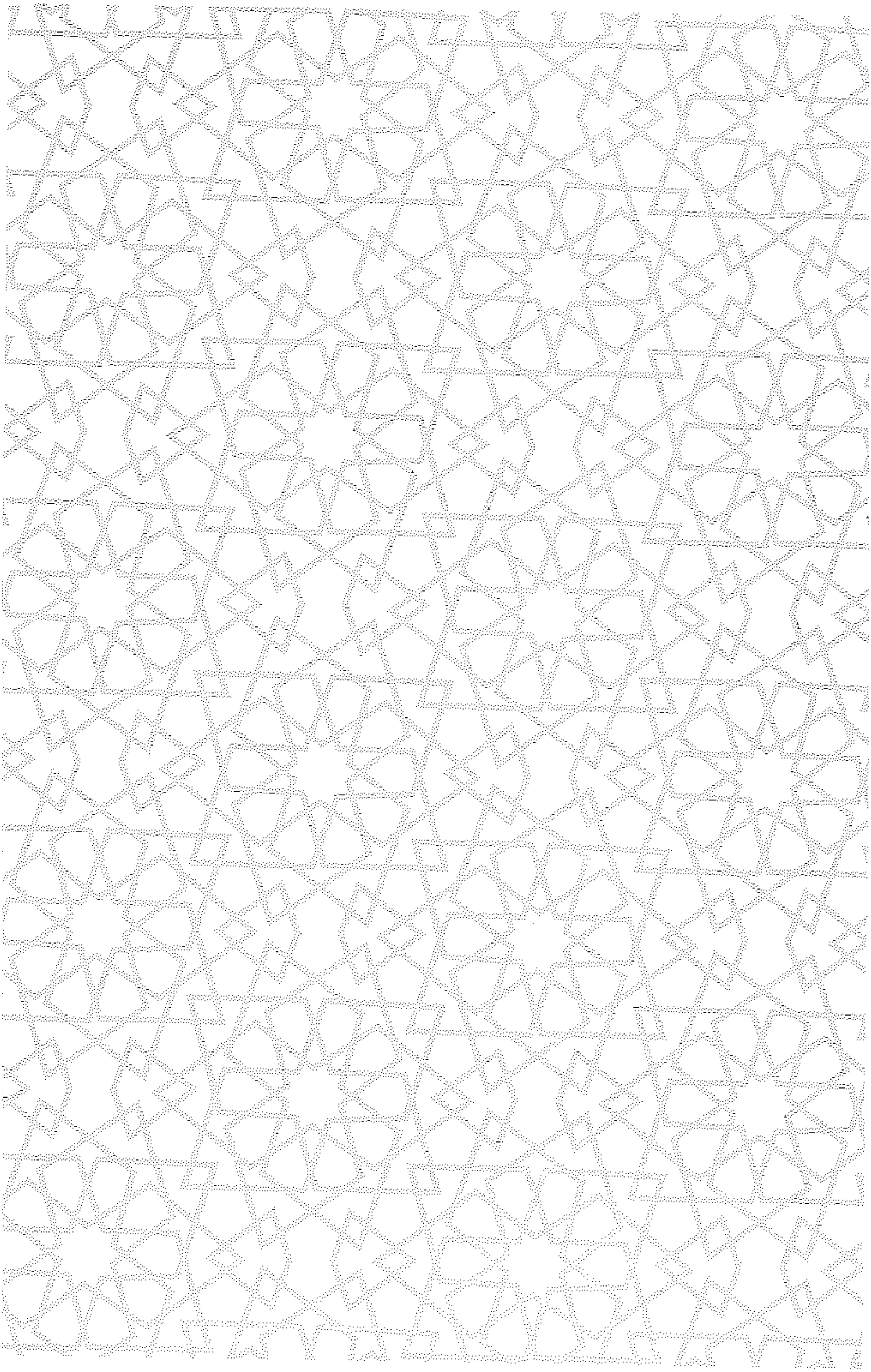

noorcentre.com

افراد کو اجرت پر رکھنا

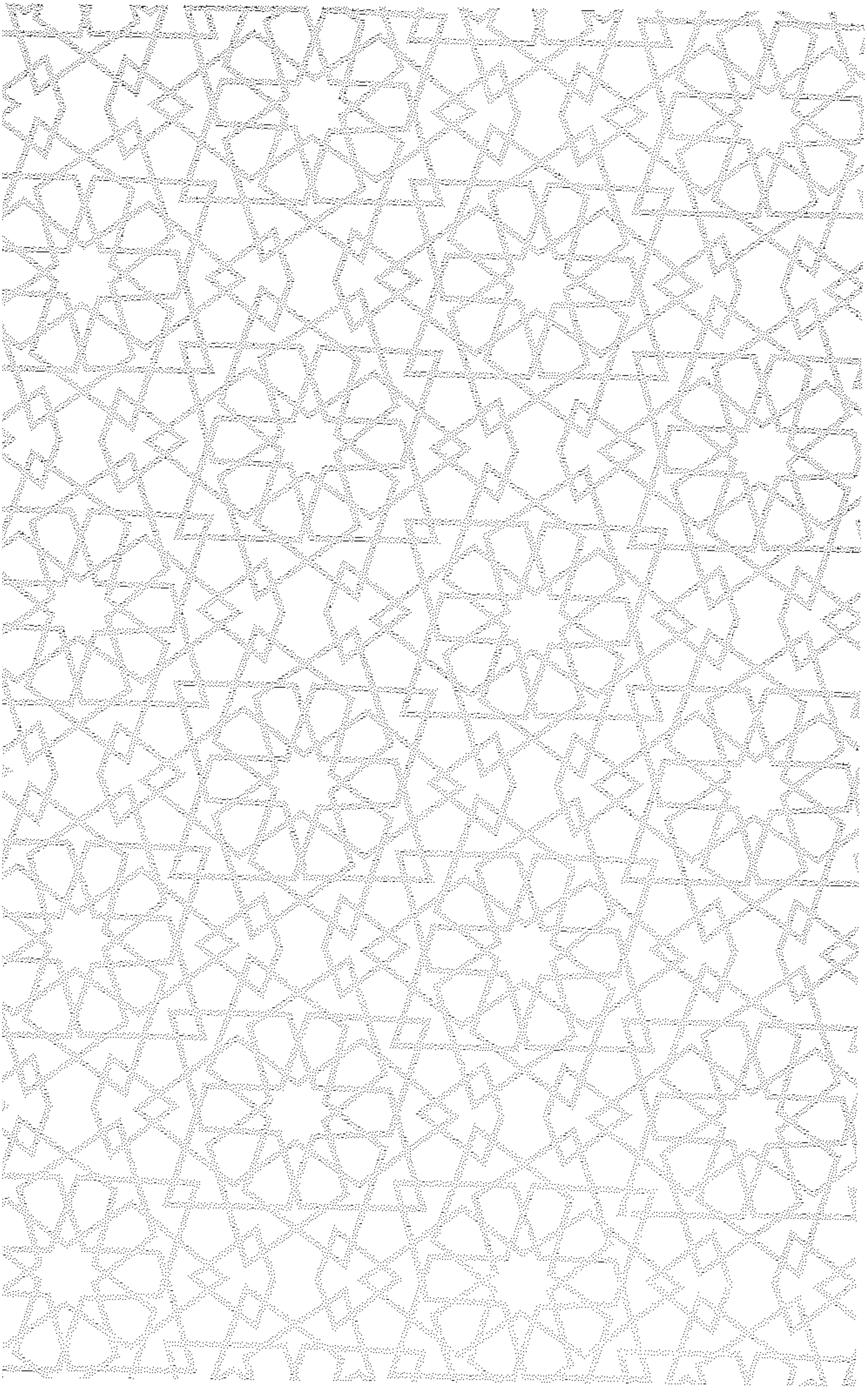

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۸۷۰

معیار کا متن ۸۷۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۷۱

۲- افراد کو اجرت پر رکھنے کی تعریف ۸۷۱

۳- منفعت (خدمت) کو اجرت پر لینے کا وعدہ کرنا ۸۷۱

۴- افراد کو اجرت پر رکھنے کے عقد کی تکمیل ۸۷۲

۵- اجارہ کا محل [موضوع] ۸۷۴

۶- اجرت یا منفعت کی ادائیگی کی ضمانتیں ۸۷۹

۷- اجیر اور اجرت پر لینے والے کی ذمہ داریاں ۸۷۹

۸- افراد کو اجرت پر رکھنے کے عقد میں ہنگامی صورتِ حال، منسوخی، اختتام اور اس کی تجدید . ۸۸۰

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ ۸۸۲

معیار کی منظوری ۸۸۳

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۸۸۴

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۸۸۶

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں افراد کو اجرت پر رکھنے اور اس کی دونوں قسموں کے شرعی احکام بیان کرنا مقصود ہے۔ پہلی قسم میں اجیرِ خاص کی منفعت (خدمت) پر اجارہ کیا جاتا ہے، دوسری قسم میں اجیرِ مشترک کی منفعت پر اجارہ واقع ہوتا ہے، خواہ وہ منفعت متعین ہو یا اوصاف کی بنیاد پر اجیر کے ذمہ واجب ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ضابطے بھی بیان کیے جائیں گے جن کی رعایت کرنا تمام اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] پر ضروری ہے، خواہ وہ ادارہ اجیر ہو یا اجرت پر لینے والا ہو۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار افراد کی منفعت (خدمات اور کام) کے اجارہ پر مشتمل ہے خواہ یہ اجارہ مالیاتی اداروں اور دیگر اداروں کے درمیان ہو، یا مالیاتی اداروں اور افراد کے درمیان ہو، ان میں سے کوئی بھی فریق اجیر ہو یا اجرت پر لینے والا۔ اس معیار میں مضاربہ، سرمایہ کاری کی وکالت، درختوں کی آبپاشی، مزارعت [بٹائی پر کھیتی باڑی]، شجر کاری اور استصناع کے عقود زیر بحث نہیں لائے جائیں گے۔

۲- اشخاص کے اجارہ کی تعریف

ایسا عقد جو کسی حقیقی یا قانونی شخص کی منفعت (خدمت یا کام) پر معلوم اجرت کے عوض واقع ہو، خواہ وہ منفعت متعین ہو یا اوصاف کی بنیاد پر اجیر کے ذمہ واجب ہو، مثلاً تعلیم، صحت، مشاورت فراہم کرنا یا ان جیسی دیگر خدمات۔

۳- منفعت (خدمت) کو اجرت پر لینے کا وعدہ کرنا

۱/۳　شرعاً کسی ایسے عمومی معاہدہ کی ممانعت نہیں ہے جو ادارے اور گاہک کے مابین اجارہ کے متعلقہ امور کو منظّم کرے کہ درجِ ذیل شرائط و ضوابط کی روشنی میں ہمارے معاملات انجام پائیں گے، ایسی صورت میں ہر معاملے کے لیے علیحدہ علیحدہ عقدِ اجارہ ایک مستقل دستاویز کی صورت میں انجام دیا جانا ضروری ہے جس پر دونوں فریقوں کے دستخط ہوں۔ [اس صورت میں] ایجاب و قبول کے نوٹسوں کا تبادلہ کر لیا جائے اور ان نوٹسوں میں اُن عمومی شرائط کا حوالہ دے دیا جائے جو عمومی معاہدہ میں مذکور ہوئیں۔

۲/۳　ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ اجرت پر لینے کا وعدہ کرنے والے سے کچھ پیشگی رقم کی

noorcentre.com

ادائیگی کا مطالبہ کرے جسے وہ اپنے پاس رکھے گا۔ یہ رقم وعدہ پورا کرنے میں سنجیدگی اور اس پر مرتب ہونے والی ذمہ داریوں کی ضمانت ہوگی، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وعدہ سے پھر جانے کی صورت میں اس رقم سے صرف اتنی کٹوتی کی جائے جتنا اسے حقیقی نقصان ہوا۔ یہ پیشگی رقم جو سنجیدگی کی ضمانت کے لیے پیش کی گئی تھی وہ یاتو بطور امانت ادارے کے پاس ہوگی جس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں ہے، یا اسے بطور مضاربہ شرعیہ یا گاہک اور ادارے کے درمیان بین سرمایہ کاری کی وکالت کی بنیاد پر کاروبار میں لگایا جائے گا۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گاہک اُس رقم کو پہلے سے کھلوائے گئے اپنے کرنٹ اکاؤنٹ میں ادارے کے لیے بطور ضمانت منجمد کردے، ایسی صورت میں یہ رقم ادارے کے ضمان میں ہوگی۔ عقد کرتے وقت گاہک کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرنا جائز ہے کہ یہ رقم اجارۂ معجلہ کی پیشگی قسطوں کے طور پر ہوگی۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) ”اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک“، شق ۲/۳۔

۴- افراد کو اجرت پر رکھنے کے عقد کی تکمیل

۴/۱ افراد کا اجارہ ہر اُس چیز سے منعقد ہوجاتا ہے جو عرف میں اُس پر دلالت کرے، خواہ وہ لفظ ہو یا تحریر ہو یا مواصلات کی جدید صورتوں میں سے کسی ذریعے سے ہو۔

۴/۲ عقد کے دونوں فریقوں (اجیر اور اجرت پر لینے والے) کے لیے اہلیتِ ادا (وکیل بنانے اور بننے کی صلاحیت) کا پایا جانا شرط ہے، دونوں فریقوں کی کامل اہلیت کے بغیر عقدِ اجارہ مکمل نہیں ہوتا۔

۴/۳ اجیرِ خاص وہ ہے جو کسی ایک اجرت پر لینے والے کے لیے اُسی کی نگرانی میں کام کرے، اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اجارہ کے اوقات میں کسی دوسرے شخص کے لیے اجرت پر لینے والے کی اجازت کے بغیر کام کرے۔

اجیرِ مشترک وہ ہے جو ایک سے زیادہ فریقوں کے لیے کام کرے، اس قید کے بغیر کہ فلاں

وقت میں فلاں اجرت پر لینے والے کے لیے کام کرے گا کسی اور کے لیے نہیں، بلکہ اسے یہ حق ہے کہ وہ جس کے لیے چاہے کام کرے۔

noorcentre.com

۴/۴ اجیرِ خاص کے اجارہ میں کام کی مدت اور جو ذمہ داری اسے سونپی گئی ہے اس کی نوعیت سے علم کا تعیّن ہوجاتا ہے۔ جہاں تک اجیرِ مشترک کا تعلق ہے تو اُس میں کام، اُس کی نوعیت اور اس کے اوصاف سے علم کا تعیّن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اُس میں مدت بھی بیان کی جاسکتی ہے۔ ایسی صورت میں اجیر کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ وقت میں کام مکمل کرے۔ کام کی مدت ذکر کیے بغیر اگر اجیرِ مشترک کا عقدِ اجارہ انجام پاتا ہے تو وقت کا دارومدار عرف پر ہوگا۔

۵/۴ چیز کے ضیاع کی صورت میں اجیرِ خاص ضامن نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اس نے زیادتی یا کوتاہی کی ہو یا شرائط کی خلاف ورزی کی ہو۔

۶/۴ اگر چیز تلف ہوجاتی ہے تو اجیرِ مشترک مطلقاً ضامن ہوگا، الّا یہ کہ اُس ضیاع کا سبب ایسا عام ہو جس سے بچنا ناممکن ہوتا ہے۔ لیکن یہ حکم سرمایہ کاری کے وکیل پر لاگو نہیں ہوگا جسے مال کو کاروبار میں لگانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ لٰہذا وہ ضامن نہیں ہوگا سوائے زیادتی یا کوتاہی کی صورت میں کیونکہ یہ عقدِ وکالت کا تقاضا ہے، برخلاف اجیرِ مشترک کے کہ جس چیز پر کام کرنے کے لیے اسے اجرت پر لیا گیا ہے کہ اس کی حفاظت کرنا اُس کی ذمہ داری ہے۔

۷/۴ افراد کے اجارہ کا عقد عقدِ لازم ہے۔ جب تک دونوں فریق متفق نہ ہوں تب تک اسے کوئی ایک نہ منسوخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی اس میں ترمیم کرنے کا۔ ہاں اگر عقد کی شرائط میں سے کسی شرط میں خلل واقع ہو یا غیر متوقع ہنگامی حالات ایسے بن جائیں جن کی بنا پر اسے تکمیل تک پہنچانا ناممکن ہو تو اِن صورتوں میں یکطرفہ طور پر منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

۸/۴ اجیرِ خاص کے عقد میں کام شروع کرنے کی مدت متعیّن کرنا ضروری ہے۔ اُس کی ابتداء

noorcentre.com

تاریخِ عقد سے ہوتی ہے جب تک دونوں فریق مدتِ اجارہ شروع کرنے کے لیے کسی اور مدت کے تعیّن پر اتفاق نہ کرلیں، جو "اجارہ مضافہ" کے نام سے مشہور ہے، یعنی جس میں بوقتِ عقد طے کرلیا جاتا ہے کہ اسے مستقبل میں نافذ کیا جائے گا۔

۹/۴ اگر اجیرِ خاص عقدِ اجارہ میں مقرر کیے جانے والے وقت پر خود کو پیش نہیں کرتا تو وہ بقدرِ تاخیر اجرت کا مستحق نہیں ہوگا، لہٰذا اُس کی تنخواہ سے کٹوتی کی جائے گی۔ ایسی صورت میں اجرت پر لینے والے کو عقد منسوخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ اگر دونوں فریق اُس تاخیر کے بدلے عقد کے مقررہ وقت کے بعد کسی اور متبادل مدت پر متفق ہوجاتے ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۰/۴ اجیرِ مشترک سے مدت مقرر کی جاسکتی ہے کہ وہ اتنی دیر میں کام مکمل کرے گا۔ اگر مقررہ وقت میں وہ کام مکمل نہیں کرتا تو اجرت پر لینے والا عقد منسوخ کرسکتا ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نئی مدت پر اتفاق کرلیں۔

۱۱/۴ افراد کے اجارہ کی دونوں قسموں میں بوقتِ عقد عربون [بیعانہ] لینے کی شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ عقدِ اجارہ کے نفاذ کی صورت میں عربون [بیعانہ] پیشگی اجرت کا حصہ ہوگا، اور اگر عقد نافذ نہیں ہوتا تو بیعانہ اجیر کا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ عقد نافذ نہ کرنے کی وجہ سے اجیر کو حقیقی جو نقصان ہوا ہے اتنی مقدار کی کٹوتی کرنے کے بعد بقیہ رقم اجرت پر لینے والے کو واپس کر دے۔

۵- اجارہ کا موضوع

اجارہ کا موضوع منفعت (خدمت یا کام) اور اجرت ہے۔

۱/۵ منفعت (خدمت یا عمل) کے احکام

۱/۱/۵ جس شخص کی جس منفعت پر عقد منعقد ہو رہا ہے اس کے بارے میں اِس طرح سے جاننا شرط ہے کہ اُس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔ نیز اجیر اسے انجام دینے کی

قدرت بھی رکھتا ہو اور وہ شرعاً مباح بھی ہو۔

noorcentre.com

۲/۱/۵ منفعت کو کام یا مدت سے متعین کیا جاسکتا ہے، اسی طرح اِن دونوں کے ذریعہ تعیّن بھی ہوسکتا ہے۔ اجیر اگر مقررہ مدت میں کام مکمل کرلیتا ہے تو پوری اجرت کا حقدار ہوگا، اور اگر مقررہ مدت میں کچھ کام کرلیتا ہے اور کچھ نہیں تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ اگر اس کے نامکمل کام سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا تو اجیر اجرت کا حق دار نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ کہ نامکمل کام سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن اجرت پر لینے والا مدت بڑھانے پر راضی نہیں ہے تو ایسی حالت میں اجیر اجرتِ مثل کا حقدار ہوگا۔

۳/۱/۵ معین افراد کے اجارہ کے عقد میں اجرت پر لینے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہی منفعت اجیروں کی اجازت کے بغیر کسی اور کو اجرت پر سپرد کردے، البتہ اگر عقد میں اس قسم کی وضاحت کی گئی ہو یا دونوں فریق رضامند ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر افراد کا اجارہ موصوف فی الذمہ ہو تو پھر اجرت پر لینے والا اوصاف میں اُس جیسی منفعت (متوازی اجارہ) کسی اور کو اجرت پر دے سکتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، شق ۱۰/۲/۵۔

۴/۱/۵ محلِ منفعت (خدمت) کے مناسب استعمال کے حوالہ سے جن مناسب اور شرعاً جائز شرطوں پر عقدِ اجارہ میں اتفاق ہوا تھا اُن تمام کی پابندی کرنا اجرت پر لینے والے پر لازم ہے۔

۵/۱/۵ جو اجارہ متعین منفعت (خدمت) پر واقع ہو اس کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اجیر (ادارہ) اُس منفعت کا مالک ہو اور اُس میں تصرف بھی کرسکتا ہو۔ یعنی جو اجرت پر لینے والا اُس سے خدمت یا کام کرائے پر لینا چاہ رہا ہے حقیقی یا حکمی طور پر اجیر اسے ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اجارہ معیّنہ میں ادارے کے لیے منفعت کے مالک بننے اور اُس میں تصرف کی قدرت حاصل کرنے سے پہلے

noorcentre.com

گاہک سے عقد کرنا جائز نہیں ہے۔

۶/۱/۵ ایسی منفعت (خدمت) جس کے اوصاف اس طرح سے بیان کیے گئے ہوں کہ اس میں کسی قسم کی جہالت نہ ہو جو نزاع کا سبب بنے اُس پر اجارہ کرنا جائز ہے۔ ایسی صورت میں ضروری نہیں ہے کہ اجیر اس منفعت کا مالک ہو بلکہ دونوں فریق اس پر اتفاق کر سکتے ہیں کہ اوصاف کی بنیاد پر طے کردہ خدمت مقررہ وقت پر فراہم کی جائے گی۔ اس میں اس امر کا خیال کرنا ضروری ہے کہ اجیر اتنے وقت میں اس خدمت کا مالک بن سکتا ہو اور اجرت پر لینے والے کو خود یا کسی اور کے ذریعے منفعت پیش کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس میں اجرت پیشگی ادا کرنا ضروری نہیں ہے الّا یہ کہ عقد لفظِ سَلَم یا سلف سے انجام پائے۔ اگر اجیر نے اجرت پر لینے والے کو منفعت مطلوبہ اوصاف کے مطابق پیش نہیں کی تو اسے رد کرنے اور اُن اوصاف کے مطابق خدمات کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے جن پر اتفاق ہوا تھا۔

۲/۵ اجرت کے احکام

۱/۲/۵ اجرت اس طرح سے معلوم ہونی چاہیے کہ اُس میں اختلاف کا احتمال نہ ہو خواہ وہ نقد رقم ہو، ساز و سامان ہو یا منفعت (خدمت)۔ اجرت ایک مقررہ رقم بھی ہو سکتی ہے یا تبدیل ہونے والی بھی، جس کا طریقۂ کار دونوں فریقوں کو معلوم ہونا چاہیے۔

۲/۲/۵ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکمل کام کے لیے ایک اجرت مقرر کر دی جائے کہ جب وہ سارا کام انجام دے دے گا تو وہ اس پوری رقم کا مستحق قرار پائے گا، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کام کو مختلف مرحلوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور ہر مرحلے کی تکمیل پر اجرت میں اس مرحلہ کی قسط اسے سپرد کر دی جائے، اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اجرت اس مدت کی بنیاد پر طے کی جائے جس میں اجیر اجرت پر لینے والے کے

لیے کام کرے گا، مدت مکمل ہونے پر اجرت کا استحقاق ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ مدت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جائے ہر حصے کے مکمل ہونے پر اجیر
noorcentre.com
اجرت میں سے اس مدت کی قسط کا حق دار ٹھہرے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اجرت کو
کام اور مدت دونوں کے ساتھ مربوط کر دیا جائے، کہ وہ اجرت کا تب حقدار ہو گا
جب اتنی مدت میں پورا کام مکمل کرے گا۔ دیکھیے شق ۹/۲/۵۔

۳/۲/۵ اجرت عقد سے واجب ہوتی ہے۔ منفعت کے حاصل کر لینے یا اس کے حاصل کر لینے کی قدرت سے اجیر مستحق قرار پاتا ہے، جبکہ اجیر خود کو اجرت پر لینے والے کے سپرد کر دے اگرچہ وہ اس کے ذمہ کوئی کام نہ لگائے۔ عقد مکمل ہونے کے بعد اجیر کو اجرت یکمشت یا مختلف قسطوں میں حسبِ اتفاق ادا کی جا سکتی ہے اور اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

۴/۲/۵ اجیر کی اجرت متغیر بھی ہو سکتی ہے، لیکن پہلے دورانیے کے لیے ضروری ہے کہ متعین رقم کی صورت میں طے ہو۔ اس کے بعد اگلے دورانیوں کے لیے اجرت کو قابلِ اعتماد منضبط اشاریے سے وابستہ کیا جا سکتا ہے کہ مقررہ دورانیہ شروع ہونے سے قبل اجرت اس اشاریے کی روشنی میں یکمشت طے کر لی جائے۔ اس اشاریے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں فریقوں کو اس کے بارے میں علم ہو اور اس کے ساتھ اجرت کو مربوط کرنے پر متفق ہوں۔ نیز اس میں اختلاف کا اندیشہ بھی نہ ہو، کیونکہ یہی اشاریہ اگلے دورانیے جن کی اجرت مقرر کرنی ہے ان کے لیے اجرت بنے گا۔ اس کے علاوہ اس اشاریے کی اعلیٰ اور ادنیٰ حد بھی متعین کر دی جائے۔

۵/۲/۵ دونوں فریقوں کے اتفاق سے اگلے مرحلوں کی اجرت میں ترمیم کی جا سکتی ہے (یعنی وہ مدت جس میں خدمت کے ذریعے ابھی تک کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کیا گیا)۔ جہاں تک گزشتہ عرصے کی بات ہے جس میں ابھی تک اجرت کی ادائیگی نہیں

noorcentre.com

ہوئی وہ اجرت پر لینے والے کے ذمے دَین ہوگئی جس میں اضافہ (ریشیڈولنگ) کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۶/۲/۵ اجیر کو جس چیز کی تیاری کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اُس کا یا اس کی پیداوار کا متناسب حصہ مثلاً ۱۰ فیصد بطور اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔

۷/۲/۵ عقد میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ اگر اجرت پر لینے والا اجرت کی کسی قسط کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے یا عذرِ معتبر کے بغیر اجرت دینے سے منع کرتا ہے تو اسے معقول عرصے کے لیے ایک نوٹس جاری کیا جائے گا۔ اگر اس کے باوجود اجرت پر لینے والا اجرت ادا نہیں کرتا تو باقی تمام قسطیں فوری واجب الادا ہوجائیں گی۔ ایسی صورت میں تمام مؤجل قسطوں کی ادائیگی مقررہ مدت سے پہلے واجب ہوگی، لیکن اجیر تب تک اُن رقوم کا حتمی طور پر مالک نہیں ہوگا جب تک مطلوبہ کام مقررہ مدت میں مکمل نہیں کرلیتا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۵/۱۔

۸/۲/۵ یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ اگر اجرت پر لینے والا اجرت (جو کہ اس کے ذمے دَین ہوچکی ہے) کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو اسے کچھ اضافی رقوم دینی ہوں گی۔ البتہ ٹال مٹول کرنے والے مستاجر سے عقد میں عہد لیا جاسکتا ہے کہ اجرت کی ادائیگی کی تاخیر کی صورت میں وہ اتنی رقم یا اجرت کا اتنا فیصد صدقہ کرے گا، بشرطیکہ یہ رقم ادارے کی مجلسِ شرعی کے علم میں لاکر وجوہِ خیر میں صرف کی جائے۔

۹/۲/۵ مختلف اجرتیں متعین کرنا جائز ہے، کہ اجیر اگر مقررہ وقت میں اپنا کام جلدی مکمل کرلیتا ہے تو اسے اتنی رقم دی جائے گی اور اگر وہ پہلی مدت کے مقابلہ میں زیادہ عرصہ میں کام مکمل کرتا ہے تو پھر وہ اتنی رقم کا حق دار ہوگا جو پہلی رقم سے کم ہوگی۔ اسی طرح اجرت کو دو جگہوں یا دو مختلف قسموں یا دو مختلف مہارتوں کے ساتھ بھی مربوط کیا جاسکتا ہے۔

۶- اجرت یا منفعت کی ادائیگی کی ضمانتیں

noorcentre.com

۱/۶　اجیر اجرت کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے تمام جائز ضمانتیں لے سکتا ہے۔ اسی طرح اجرت پر لینے والے کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ اجیر سے تجاوز اور زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں عوض کی ادائیگی کے لیے ضمانت لے، مثلاً رہن، کفالہ، حق کا حوالہ اور مقاصہ [set off]۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۳۔

۲/۶　اجرت پیشگی ادا کرنے کی شرط رکھنا جائز ہے، جیسا کہ بعد میں اور قسطوں میں ادا کرنے کی شرط لگانا بھی جائز ہے۔ اگر پیشگی ادا کی گئی اجرت کی صورت میں اجارہ مقررہ مدت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے تو یہ پیشگی اجرت تصفیہ کے تحت ہوگی۔ مقررہ مدت آنے کے باوجود اجیر اگر اجرت کا مطالبہ کرنے میں تاخیر کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے درگزر اور مہلت شمار ہوگی، نہ کہ اجرت پر لینے والے کا حق۔ شق (۲/۲/۵) کی رعایت کرتے ہوئے۔

۷- اجیر اور اجرت پر لینے والے کی ذمہ داریاں

۱/۷　اجیر کی ذمہ داریاں

۱/۱/۷　اجیرِ خاص پر واجب ہے کہ وہ اجرت پر لینے والے کے مفاد میں اپنی منفعت خرچ کرے، مدت کی پابندی کرے اور اُس کی اجازت یا معتبر ذمہ داری کی ادائیگی کے علاوہ اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہاں سے غائب ہو۔

اجیرِ مشترک پر واجب ہے کہ وہ حسب اتفاق کام کی تکمیل کرے۔ اگر عقد میں مدت کی شرط رکھی گئی ہو تو اُس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

۲/۱/۷　اگر اجارہ معین کام پر ہو جو اجیر سے کروانا مطلوب ہو تو اصل یہ ہے کہ اجیر خود کام انجام دے۔ البتہ اگر اس کے برعکس عقد میں کوئی وضاحت موجود ہو تو پھر کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ مگر وہ اجارہ جس میں اوصاف کی بنیاد پر اجیر کو ذمہ داری سونپی گئی ہو اُس میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ وہ خود کام انجام دے بلکہ اُس میں اُن تمام

noorcentre.com

اوصاف کی پابندی کرنا ضروری ہوتا ہے جن کا ذکر عقد میں ہوا۔

۷/۱/۳ اشخاص کے اجارہ میں شرطِ جزائی رکھنا جائز ہے کہ اگر اجیر کام (خدمت) مقررہ مدت میں انجام نہیں دے پاتا تو اسے اتنی رقم اجرت پر لینے والے کو دینی ہوگی۔ لیکن یہ رقم مقرر کرنے میں لوگوں کے عرف اور عدل وانصاف کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

۷/۲ اجرت پر لینے والے کی ذمہ داریاں

۷/۲/۱ اجرت پر لینے والے کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

(الف) اجرت پر لینے والے پر اجرت کی ادائیگی حسب اتفاق لازم ہے خواہ وہ پیشگی ہو یا مؤجل ہو یا قسطوں میں۔ اگر اس قسم کا کوئی اتفاق نہیں پایا جاتا تو کام مکمل کرنے کے بعد مطلوبہ اجرت کی ادائیگی واجب ہوگی، جب کہ اجرت پر لینے والا اُس منفعت سے فائدہ حاصل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اور اگر اجیرِ خاص ہے تو مدت ختم ہونے کے بعد اجرت کی ادائیگی واجب ہوگی۔ مقررہ وقت میں مطالبہ کے باوجود اجرت ادا نہ کرنے کی صورت میں اجیر کو کام روک دینے کا حق حاصل ہے اور چاہے تو اجرت پر لینے والے کو منفعت (خدمت) سے فائدہ اٹھانے سے منع بھی کر سکتا ہے۔

(ب) اگر کام ایسا ہے جس میں آلات وغیرہ کی ضرورت ہے تو اجرت پر لینے والے کے لیے اجیر کو وہ سب مہیا کرنا ضروری ہے۔ یا پھر یہ شرط رکھی گئی ہو کہ آلات وغیرہ کا بندوبست اجیر خود کرے گا، تو ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ خود پر رکھی گئی شرط پورا کرے۔

۸- افراد کے اجارہ کے عقد میں ہنگامی صورتِ حال، منسوخی، اختتام اور اس کی تجدید

۸/۱ اجارہ میں ہنگامی صورتِ حال

۸/۱/۱ اجیرِ خاص یا مشترک کی اگر موت واقع ہوگئی یا اُس میں مکمل طور پر اہلیت ختم ہوگئی،

noorcentre.com

یا وہ حادثے کا شکار ہو گیا یا بیمار پڑ گیا جس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے یا اتنے طویل عرصے کے لیے کام انجام دینے سے معذور ہو گیا جس میں عام طور پر اجرت پر لینے والا اتنے عرصے کے لیے صبر نہیں کر سکتا، یا اگر اجیر ادارے کی شکل میں تھا اور وہ تحلیل ہو گیا یا دیوالیہ ہو گیا یا اس کی سرگرمیوں کو منجمد کر دیا گیا، اِن تمام حالتوں میں اگر اجارہ حسبِ عقد یا عرف اجیر کی ذات سے متعلق تھا تو وہ فسخ ہو جائے گا۔

۲/۱/۸ اگر اجیر مطلوبہ طریقے سے خدمات انجام دینے سے منع کرتا ہے اور اپنا صحیح متبادل بھی پیش نہیں کرتا جس پر دونوں متفق ہوں تو ایسی صورت میں اجرت پر لینے والے کو عقد فسخ کرنے اور اُس ممانعت کی وجہ سے اسے جو حقیقی نقصان ہوا اُس کا عوض لینے کا حق حاصل ہے۔

۲/۸ اجارہ کی تنسیخ، اختتام یا تجدید

۱/۲/۸ اگر منفعت مکمل طور پر تلف ہو جائے تو عقد فسخ ہو جاتا ہے، اور اگر جزوی طور تلف ہو تو اجرت پر لینے والے کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ وہ منفعت جو اوصاف کی بنیاد پر اجارہ میں پیش کی گئی تھی اس کے ضائع ہونے سے عقد فسخ نہیں ہوتا بلکہ اجیر پر لازم ہے کہ وہ اُس جیسی منفعت پھر سے پیش کرے۔

۲/۲/۸ دونوں فریقوں کی رضامندی سے عقد منسوخ کرنا جائز ہے، غیر متوقع اور ہنگامی حالات کے علاوہ کوئی فریق تنہا اسے فسخ نہیں کر سکتا۔ اگر منفعت (خدمت) میں ایسا نیا عیب پایا جائے جس کی وجہ سے فائدہ حاصل کرنے میں خلل واقع ہو تو ایسی صورت میں اجرت پر لینے والا اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔ نیز جس نے اپنے لیے خیارِ شرط رکھا ہو وہ مقررہ مدت میں خیارِ شرط کی وجہ سے بھی فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

۳/۲/۸ اجیر یہ شرط رکھ سکتا ہے کہ اگر اجرت پر لینے والے نے اجرت کی ادائیگی نہ کی یا اُس میں تاخیر کی یا مقررہ وقت پر ایک یا کچھ قسطیں ادا نہ کیں تو اسے عقد فسخ کرنے کا

noorcentre.com

حق حاصل ہوگا۔ یہ "خیارِ نقد" کے نام سے معروف ہے۔

۸/۲/۴ دونوں فریقوں کی رضامندی سے عقدِ اجارہ نافذ العمل ہونے سے قبل ختم کیا جا سکتا ہے۔

۸/۲/۵ مدت کے ختم ہونے سے اجارہ ختم ہوجاتا ہے، لیکن بعض دفعہ ضرر دور کرنے کے لیے کسی عذر کی وجہ سے باقی رہتا ہے۔ ایسی حالت میں اجارہ حسب معمول اسی اجرت پر باقی رہے گا جس پر دونوں کا اتفاق ہو۔ البتہ اگر کسی اجرت پر اتفاق نہیں ہوا تو پھر اجرتِ مثل کے پابند ہوں گے۔

۸/۲/۶ اجارہ کی اگلی مدت کے لیے تجدید کرنا جائز ہے خواہ پہلے والی مدت ختم ہونے سے پہلے ہو یا خود بخود ہو جائے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ عقد میں وضاحت کر دی جائے کہ نئی مدت شروع ہوتے ہی خود بخود تجدید ہو جائے گی، بشرطیکہ دونوں فریقوں میں سے کوئی دوسرے کو عدمِ تجدید کا نوٹس نہ دے۔

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲ جولائی ۲۰۰۸ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا اکیسواں اجلاس ۲۴-۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ جون - ۲ جولائی ۲۰۰۸ء کو دارالتقویٰ ہوٹل، مدینہ منورہ، سعودی عرب میں منعقد ہوا جس میں "افراد کو اجرت پر رکھنا" کے معیار کی منظوری دی گئی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی کا چودھواں اجلاس ۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا جس میں شرعی معیار "افراد کو اجرت پر رکھنا" (خدمات کی منفعت) کے اجرا کا فیصلہ کیا گیا۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۲۹ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۰۵ء کو شرعی مشیر کی "افراد کو اجرت پر رکھنا" (خدمات کی منفعت) کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس ۷ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ جون ۲۰۰۶ء کو سعودی عرب میں منعقد ہوا جس میں کمیٹی نے تحقیقی جائزہ پر بحث و مباحثہ کرنے کے بعد اس کی منظوری دی اور محقق کو معیار کے منصوبہ کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا مشترکہ اجلاس بروز جمعرات ۲۱ شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۶ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں تیار کردہ تحقیقی جائزے پر بحث و مباحثہ کیا گیا اور پھر شرعی مشیر کو اس بحث و مباحثہ اور ممبران کی آراء اور تبصرے کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ معیار کے مسودے پر بھی بحث و مباحثہ کیا گیا۔ پھر بحث و مباحثہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات جاری کی گئیں۔

مجلسِ شرعی کا انیسواں اجلاس مکہ مکرمہ میں ۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء منعقد ہوا، جس میں رواں معیار پر بحث و مباحثہ کرنے کے بعد جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر لیا گیا۔

مجلسِ شرعی کا بیسواں اجلاس ۴ - ۸ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱ - ۱۵ فروری ۲۰۰۸ء بحرین میں منعقد ہوا، جس میں اس معیار پر بحث و مباحثہ کرنے کے بعد ضروری ترامیم کی گئیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۲ جون ۲۰۰۸ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاونٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ان کے علاوہ اس شعبے سے وابستہ لوگوں نے شرکت کی۔ جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے بعض اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور پھر اپنے تبصرے بھی پیش کیے۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اکیسویں اجلاس میں جو مدینہ منورہ میں ۲۴-۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ جون-۲ جولائی ۲۰۰۸ء منعقد ہوا، اس معیار پر بحث و تمحیص کے بعد جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر کے اس معیار کو منظور کر لیا۔

noorcentre.com

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- افراد کا اجارہ قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾[1] (اگر وہ تمہارے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں اُن کا معاوضہ ادا کرو)۔ جہاں تک حدیث شریف کی بات ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب زیادہ حق دار ہے کہ تم اُس پر اجرت لو“۔[2] اجارہ کے جواز پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں یہاں تک کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ایک عنوان ”کتاب الاجارہ“ کے نام سے قائم کیا ہے جو ۲۲ ابواب پر مشتمل ہے۔ اسی طرح امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ بقیہ کتبِ حدیث میں اجارہ کے متعلق احادیث دیگر ابواب کے تحت بیان ہوئیں، اس کے علاوہ اجارہ کے جواز پر صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانہ سے اجماع چلا آرہا ہے، علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو اجارہ کے جواز پر اصم[3] کے وجود سے پہلے امت کا اجماع ہو چکا ہے“۔[4]
- کسی ایک فریق کی جانب سے وعدہ کرنے اور اس کی پابندی کرنے کے جواز پر بہت سے دلائل ہیں جو عقود، معاہدوں اور وعدوں کو پورا کرنے پر دلالت کرتے ہیں، اس کے علاوہ بعض فقہاء کا بھی یہ موقف

---

(۱) سورہ الطلاق: ۶/۶۵، دیکھیے، جامع البیان، (تفسیر طبری) تحقیق شیخ محمود شاکر، ط دار ابن حزم ۲۸/۱۸۱۔

(۲) صحیح البخاری مع فتح الباری ۴/۴۵۲ - ۴۵۳۔

(۳) ابو بکر الاصم (متوفی ۲۰۰ ھ) کا شمار معتزلہ کے ائمہ میں ہوتا ہے جو فقہی مسائل میں عقل کو ترجیح دینے میں شہرت رکھتا تھا، ان کے نزدیک اجارہ ایک باطل عقد ہے۔ (مترجم)

(۴) بدائع الصنائع، ط موسسۃ التاریخ العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ (۴/۱۶)۔

ہے، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی سے ایک قرار داد بھی جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ۴۰-۴۱ (۵/۲ اور ۵/۳) ہے، جس میں مرابحہ میں وعدہ کی پابندی ضروری قرار دی گئی ہے،[۱] یہ قرار داد اجارہ کے وعدے اور اس جیسے دیگر عقود پر بھی منطبق ہوتی ہے۔

noorcentre.com

- کرائے پر لینے کے وعدہ کرنے والے سے سنجیدگی ثابت کرنے کے لیے پیشگی رقم طلب کرنے کی وجہ حاجت اور مصلحت ہے، اس سلسلے میں البرکہ کی متفقہ مجلسِ شرعی[۲] سے فتویٰ جاری ہوا ہے جو اجارہ پر بھی منطبق ہوتا ہے۔
- اجارہ کا عقد ایک عقدِ لازم ہے کیونکہ قرآن وحدیث ہمیں عقود کے پورا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾[۳] (اے ایمان والو عقود کو پورا کرو)۔ مجموعی طور پر فقہاء بھی اس پر متفق ہیں،[۴] کیونکہ عقدِ اجارہ عقودِ تملیک میں سے ہے جس میں دونوں فریق ایک دوسرے کے ساتھ عوض کا تبادلہ کرتے ہیں۔
- اجارہ کی مدت مقرر کرنا اس لیے واجب ہے کہ مدت کا تعیّن نہ کرنا ایسے غرر کا سبب ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایسی جہالت کا سبب بھی ہے جو نزاع کا سبب ہوتی ہے، حدیث صحیح میں بیع غرر سے منع کیا گیا ہے،[۵] اور اجارہ حقیقت میں منفعت کی بیع ہے۔
- اجارہ کو مستقبل کی طرف منسوب کرنے کے جواز کی وجہ حضور اکرم ﷺ کا عمل ہے کہ آپ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل سے ماہر راہبر تین راتوں بعد کے لیے اجرت پر لیا،[۶] نیز اس لیے بھی کہ عقدِ اجارہ کا تعلق زمانے سے ہوتا ہے جسے مستقبل کی طرف منسوب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

(۱) مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ ۵، جلد ۲، ص ۷۵۴، ۹۶۵۔

(۲) فتوی الھیئۃ الشرعیۃ الموحدۃ للبرکۃ، نمبر ۹/۱۰۔

(۳) سورۃ المائدہ: ۱۔

(۴) فتاویٰ ہندیہ ۴/۴۱۰، شرح کبیر ۴/۲، روضہ ۵/۱۷۳، مغنی مع شرح الکبیر ۶/۲۰۔

(۵) صحیح مسلم ۵/۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۷۶۔

(۶) صحیح بخاری مع فتح الباری، ط سلفیہ ۴/۴۴۳۔

noorcentre.com

- عربون کے جواز کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فعل ہے کہ آپ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں ایسا کیا۔ اسی سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز کا موقف اپنایا ہے۔ نیز اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی سے ایک قرار داد بھی جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ہے ۷۲ (۸/۳)۔
- منفعت بطریقہ تعیین یا اوصاف معلوم ہونا شرط ہے جس کی وجوہات سابقہ دلائل ہیں جن میں معاوضات کے عقود میں غرر کی ممانعت ہے۔
- ذیلی اجارہ کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ کرایہ دار کے منفعت کے مالک بننے کے بعد اُسے اِس ملکیت کو آگے کسی اور کو منتقل کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔
- عقد میں جائز شرائط لگانے کے جواز کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ہے: "مسلمان پر اپنی شرائط کی پاسداری کرنا ضروری ہے سوائے ان شرائط کے جو حرام کو حلال کریں یا حلال کو حرام کریں"۔[۱]
- کوئی شخص کسی متعین چیز کو تب تک اجرت پر نہیں دے سکتا جب تک وہ اُس کا مالک نہ بن جائے اور وہ اس کے قبضے میں نہ آجائے، اس کے عدم جواز کی وجہ بیع پر قیاس کرنا ہے کہ جس چیز کا انسان مالک نہ ہو اسے بیچنا منع ہے۔ اس کے علاوہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی ممانعت کی دلیل ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اسے مت بیچو"۔[۲]
- اوصاف کی بنیاد پر جو منفعت ذمہ میں واجب ہو [اجارہ موصوفہ بالذمہ] اس کے اجارہ کے جواز کی دلیل سلَم پر قیاس کرنا ہے، کیونکہ وہ نزاع کا سبب نہیں ہوتا۔ شوافع اور حنابلہ کے ایک ایک قول کے مطابق اُس میں پیشگی اجرت ادا کرنا شرط نہیں ہے۔
- اجیر خاص پر تب تک ضمانت نہیں ہے جب تک زیادتی اور تجاوز، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی ثابت نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امانات پر مبنی عقود کا یہ ایک بنیادی اصول ہے، کیونکہ عقد میں اجیر کی

---

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیثِ معلّق کے طور پر جزم کے صیغے سے روایت کیا ہے، فتح الباری ۴۵۱/۴، ابو داؤد مع عون المعبود ۵۱۶/۹)۔

(۲) اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا ہے۔ ابو داؤد ۳۵۳۰)، نسائی ۲۲۵/۲)، ابن ماجہ ۲۱۸۷)، مسند احمد ۴۲/۳)۔

noorcentre.com

- آمدنی کے کسی متناسب حصے کو بطور اجرت مقرر کرنے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ وہ تناسب معلوم ہوتا ہے جس سے نزاع کے وقوع کا خدشہ نہیں ہوتا، تو اس میں غرر نہیں ہے۔
- اگر اجرت کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی تو بقیہ قسطیں فوری ادا کرنی ہوں گی۔ اس شرط کے جواز کی وجہ دونوں فریقوں کی رضامندی اور کسی ایسی چیز کا نہ پایا جانا ہے جو عقد کے تقاضے اور شریعت کے مخالف ہو، اور آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان اپنی شرائط کی پاسداری کرتے ہیں"۔[1] اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ۶۴(۷/۲) ہے۔[2]
- اگر اجرت پر لینے والا اجرت کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے جو اس کے ذمے ثابت ہو چکی تو اس تاخیر کی وجہ سے اجرت بڑھانے کی شرط لگانا اس لیے جائز نہیں ہے کہ یہ اجرت اس کے ذمہ دَین بن چکی ہے، اور دَین میں اضافہ کرنا سود ہے، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ۱۳۳(۷/۱۴) ہے۔[3]
- دو مختلف حالتوں میں دو مختلف اجرتیں مقرر کرنے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ صورت غرر اور جہالت کا سبب نہیں بنتی، نیز یہ لوگوں کے ہاں متعارف ہے، اور بہت سے فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے۔[4]
- ادائیگی کی ضمانت طلب کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے فقہ اسلامی میں کفالہ اور توثیقات کے عقود مشروع ہیں، یہ عقد کے تقاضے کے خلاف نہیں ہے بلکہ اسے یقینی بنانے کے لیے ہے، کیونکہ ضمانتیں ادھار کے عقود [عقود المداینات] کے مناسب ہیں۔
- اجارہ معینہ میں اگر منفعت (خدمت) کلی یا جزوی طور پر اس طرح سے ختم ہو جائے کہ اس سے فائدہ حاصل نہ کیا جا سکے تو وہ اجارہ فسخ ہو جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے عقد کا مطلوبہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکا، اور نہ ہی عقد نے وہ غرض پوری کی جس کی وجہ سے وہ وجود میں آیا تھا، اور اس لیے بھی کہ اجرت منفعت

---

(۱) اس کی تخریج پیچھے گذر چکی۔

(۲) مجلہ مجمع، نمبر ۶، ص ۱۹۳، نیز نمبر ۷، جلد ۲، صفحہ ۹۔

(۳) مجلہ مجمع، نمبر ۱۴، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۶۸۷۔

(۴) دیکھیے: فتاویٰ ہندیہ ۴/۴۴۵، مغنی لابن قدامہ ۵/۴۴۲۔

noorcentre.com

مصلحت ہوتی ہے کہ وہ اسی بنا پر اجرت لے رہا ہوتا ہے، لیکن زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں اجیر سے نقصان دہ فعل سرزد ہوا جس کی بنا پر اسے ضمان (عوض) دینا ہوگا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کسی کو نہ تو ابتداءً نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی کسی نقصان کے بدلے میں"۔[1]

- اجیرِ مشترک کو ضامن ٹھہرانے کی دلیل بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی قول ہے کہ اس کے لیے ایسا ہی درست ہے ورنہ کام نہیں چلے گا، کیونکہ جس چیز کے بنانے کا اسے آرڈر دیا گیا ہے وہ اُس کی آنکھوں سے دور ہے، اور پھر یہ بھی کہ وہ سب لوگوں کے لیے کام کر رہا ہوتا ہے صرف اُس ایک کے لیے نہیں جس کا نقصان ہوا۔[2]
- منفعت کا مشروع ہونا اس لیے ضروری ہے کہ حرام کام مشروع عقد کا محل نہیں بن سکتا، کیونکہ حرام کام پر اجارہ کرنے کا مطلب گناہ اور ظلم پر مدد کرنا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[3] (گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)۔
- آئندہ عرصے کی اجرت میں ترمیم کرنا اس لیے جائز ہے کہ یہ عقد کی اس مدت کے لیے تجدید ہے جس کی اجرت کا اب تک استحقاق نہیں ہوا، تو اسے قرض شمار نہیں کیا جائے گا، لہٰذا یہ قرض کی وہ ریشیڈولنگ نہیں ہے جس کی شرعاً ممانعت ہے۔ لیکن جہاں تک سابقہ عرصے کی اجرت کی بات ہے تو اس میں ادائیگی کی مدت میں اضافہ کے ساتھ اجرت میں اضافہ کرنا سود ہے۔ اس سلسلے میں ندوۃ البرکہ کے اجلاس نمبر ۱۱ میں فتویٰ بھی جاری ہو چکا ہے۔[4]
- اجرت کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے جواز کی وجہ دونوں فریقوں کی رضامندی اور کسی ایسی چیز کا نہ پایا جانا ہے جو عقد کے تقاضے اور شریعت کے مخالف ہو۔

---

(۱) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں اسے روایت کیا ہے، ۱/۴۶۴، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ۱/۳۱۳، ۵/۳۲۷، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۲/۷۸۴۔

(۲) بدائع الصنائع ۴/۲۱۰، حاشیہ الدسوقی ۴/۲۳، مغنی المحتاج ۲/۳۵۱، مغنی مع شرح الکبیر ۶/۱۱۵۔

(۳) سورۃ المائدہ: ۲۔

(۴) قرارات وتوصیات ندوۃ البرکہ، نمبر ۱۱/۲۔

کے عوض میں ہوتی ہے، اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی سے قرار داد جاری ہو چکی ہے جس کا نمبر ۱۳ (۳/۱) ہے۔[۱] لیکن اگر وہ عقد ایسا تھا جس میں اوصاف کی بنیاد پر منفعت ذمہ میں واجب تھی تو پھر وہ فسخ نہیں ہوگا، کیونکہ جس چیز پر عقد ہوا تھا وہ اس کے ذمے باقی ہے، لہٰذا اجرت پر لینے والا اجیر سے منفعت پیش کرنے کا مطالبہ کرے گا جس میں مطلوبہ اوصاف پائے جائیں۔

noorcentre.com

- مقررہ مدت کے ختم ہونے یا دونوں فریقوں کی رضامندی سے اجارہ اختتام کو پہنچتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اجارہ کا عقد زمانے سے متعلق ہوتا ہے، مدت ختم ہونے سے وہ ختم ہو جاتا ہے، نیز یہ عقد طرفین کی رضامندی سے منعقد ہوتا ہے اور اُن دونوں کی رضامندی سے ہی ختم بھی ہو جاتا ہے۔
- عقد کے متن میں اگر یہ وضاحت کر دی گئی ہو کہ اگلے عرصے کے لیے اس کی خود بخود تجدید ہو جائے گی یا نئے عرصے کے لیے اس کی تجدید پر اتفاق کرنے سے عقد کی تجدید ہو جائے گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط عقد کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: ''مسلمان اپنی شرائط کی پاسداری کرتے ہیں''۔[۲]
- اجیر اور اجرت پر لینے والے پر جو حقوق و واجبات مرتب ہوتے ہیں ان کی پابندی کرنا اس لیے ضروری ہے کہ یہ شخصی اجارہ اور دونوں فریقوں کے اتفاق کا تقاضہ ہے کہ اپنی اپنی ذمہ داری پوری کی جائے، مجموعی طور پر یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن پر اجماع ہو چکا ہے۔[۳]
- اجیرِ معین جس کی خدمات ذاتی طور پر مطلوب ہوں اس کی موت یا اس کی اہلیت ختم ہو جانے یا ایسا مرض لاحق ہونے سے جو خدمت کی ادائیگی میں رکاوٹ ہو، ان تمام عارضوں سے اجارہ ختم ہو جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جس معین چیز پر عقد قائم ہوا تھا وہ اب ختم ہو چکی، لہٰذا اب اجرت اور مطلوبہ منفعت دونوں ختم ہو جائیں گی کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کا عوض ہیں، نیز لوگوں کا عرف بھی

---

(۱) دیکھیے: مجلہ المجمع، شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵۲۷، نیز شمارہ نمبر ۳ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۷۷۔

(۲) اس کی تخریج پیچھے گذر چکی۔

(۳) دیکھیے: بدائع الصنائع ۲۱۰/۴، تبیین الحقائق ۱۴۴/۵، دسوقی علی شرح الکبیر ۲۳/۴، مغنی المحتاج ۳۵۱/۲، مغنی مع شرح الکبیر ۱۱۵/۶۔

noorcentre.com

اس کی دلیل ہے۔

- جس شخصی اجارہ میں اوصاف کی بنیاد پر منفعت ذمہ میں واجب ہو اُس میں اجیر کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا، کیونکہ اجیر کے ذمہ جو منفعت واجب ہے وہ اس منفعت کا مثل ہے جو حقیقت میں موجود ہے۔
- اجیر خود کو اجرت پر لینے والے کے سپرد کرنے سے اجرت کا حق دار ہو جاتا ہے خواہ اجرت پر لینے والے نے اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہ کیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجرت خود کو پیش کرنے کے عوض میں ہوتی ہے جو وہ کر چکا، نیز اجیر کی طرف سے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے۔
- ہنگامی حالت میں اجارہ کے منسوخ ہونے کی وجہ حاجت، تنگی کو ختم کرنا اور عرف ہے، اس سلسلے میں کویت فنانس ہاؤس کی مجلسِ فتوی اور شرعی نگرانی کی جانب سے فتوی جاری ہو چکا ہے۔[1]
- اجیر کی جانب سے یہ شرط لگانا کہ اجرت کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں وہ عقد فسخ کر سکتا ہے، اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی شرط ہے جو عقد کے تقاضہ کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان اپنی شرائط کی پاسداری کرتے ہیں"۔[2]

(۱) فتوی نمبر ۲۳۲، ۲۵۲۔

(۲) اس کی تخریج پیچھے گذر چکی۔

noorcentre.com

زکوۃ

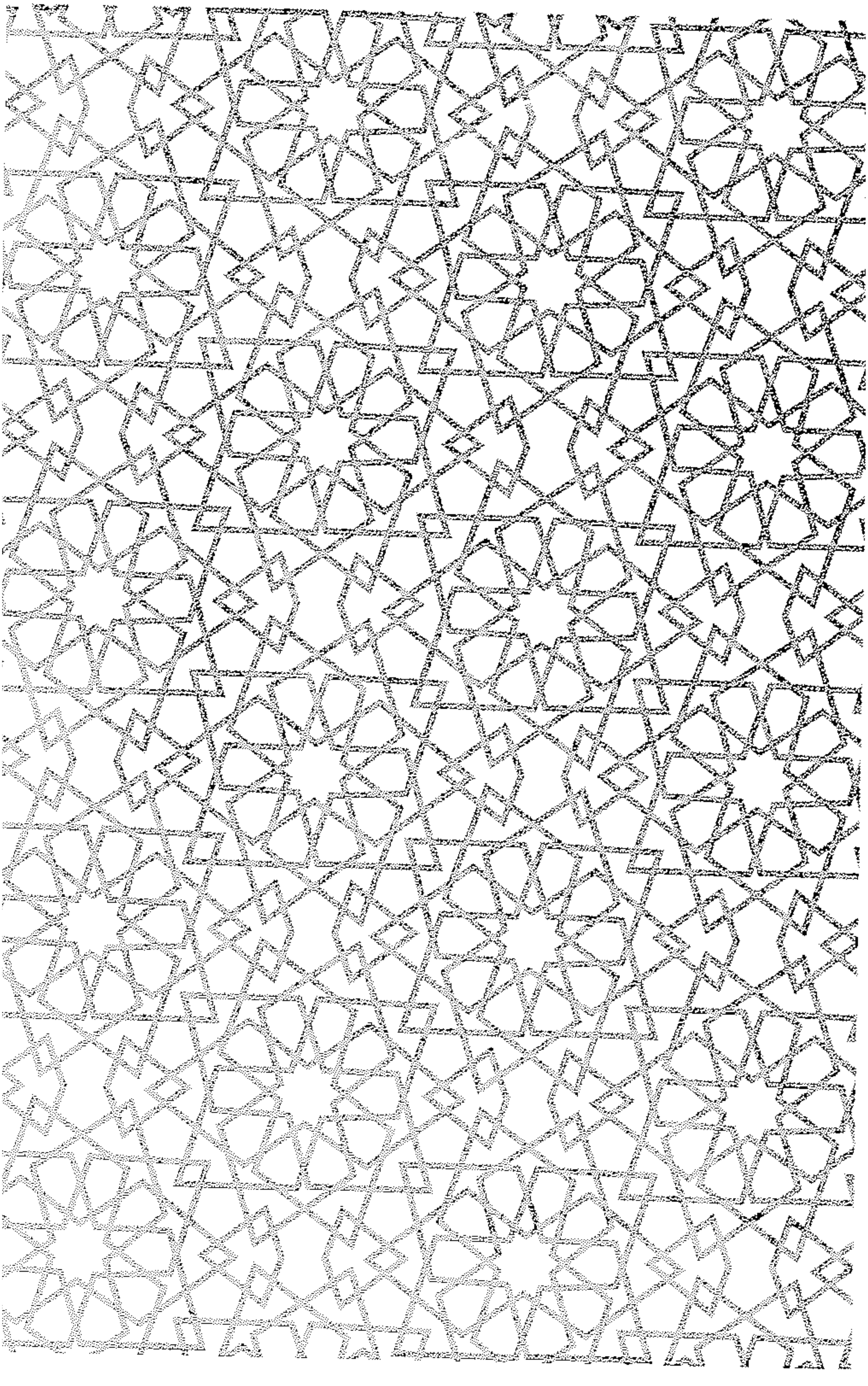

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۸۹۶
معیار کا متن ۸۹۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۸۹۷
۲- عملی طریقۂ کار کے احکامات ۸۹۷
۳- عمومی احکام ۹۰۰
۴- جامد اثاثے ۹۰۲
۵- قابلِ زکوٰۃ اثاثے ۹۰۴
۶- مالی ذمہ داریاں (ادارے کے واجب الادا دیون و حقوق) ۹۱۷
۷- متوقع نقصان کے تخمینے [provisions] ۹۲۰
۸- محفوظے [reserves] ۹۲۴
۹- زکوٰۃ کی تقسیم کے آٹھ مصارف ۹۲۶
۱۰- زکوٰۃ کی تقسیم کے شرعی احکام ۹۲۶
۱۱- مویشیوں کے نصاب اور ان کی زکوٰۃ ۹۲۷
۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۲۹
معیار کی منظوری ۹۳۰
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۳۱
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۳۳
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۹۳۴

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے کل قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کا تعیّن وتحدید کرنا ہے۔ اس تحدید کے لیے جن امور کی تفصیل بیان کی جائے گی اُن میں قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی تمام اقسام، ان اثاثوں سے منہا ہونے والی رقوم (یعنی ادارے پر واجب الادا دیون)، متوقع نقصان کے اپنی ماہیت کے اعتبار سے اعداد وشمار، واجب الادا شرحِ زکوٰۃ اور مصارفِ زکوٰۃ شامل ہیں۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اسلامی مالیاتی اداروں (بشمول اسلامی انشورنس کمپنیوں) اور اداروں کی ذیلی یا مرکزی کمپنی کے لیے کل قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی بنیادوں کی حد بندی پر مشتمل ہے۔ اس تحدید کا طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ مالی دستاویزات میں مذکور عنوانات کے بارے میں یہ تعیّن کر لیا گیا ہے کہ ان میں سے کون سا عنوان قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل ہوگا اور کون سا شامل نہیں ہوگا۔ نیز واجب الاداء رقوم اور متوقع نقصان کے اعداد وشمار میں سے کون سے امور قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا ہوں گے اور کون سے نہیں ہوں گے۔ اسی طرح یہ معیار واجب الاداء شرحِ زکوٰۃ، زکوٰۃ کی آٹھ مصارف میں تقسیم اور اس تقسیم کے احکامات پر بھی مشتمل ہے۔

۲- عملی طریقۂ کار کے احکامات

۱/۲ کل قابلِ زکوٰۃ رقم کے حساب کے طریقے

کل قابلِ زکوٰۃ رقم کا حساب کرنے کے دو طریقے ہیں: ایک طریقہ خالص اثاثہ جات [net assets] کا ہے اور دوسرا طریقہ خالص سرمایہ کاری [net invested funds] کا ہے۔ اگرچہ دونوں طریقوں میں حساب کی بنیادیں مختلف ہیں، تاہم اگر ان کے اختلافات کی رعایت بھی رکھی جائے تب بھی نتیجہ یکساں ہی نکلتا ہے۔ اس لیے اس معیار میں صرف خالص اثاثہ جات والے طریقہ کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

خالص اثاثہ جات والا طریقہ

۱/۱/۲ خالص اثاثہ جات کے طریقہ سے کل قابلِ زکوٰۃ رقم کا حساب درج ذیل طریقے سے لگایا جاتا ہے:

noorcentre.com

کل قابلِ زکوٰۃ رقم = قابلِ زکوٰۃ اثاثے -(وہ واجب الادا رقم جس کی ادائیگی کاروباری مدت کے دوران تختۂ توازن [بیلنس شیٹ] کی تاریخ میں لازم ہوگئی ہو + تمام مالی واجبات کی وہ اقساط جو اگلے مالیاتی سال میں ادارے پر واجب الادا ہیں + غیر مقیدہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس ہولڈرز کے حقوق + ذیلی اداروں میں اقلیتی حاملینِ حصص کے حقوق [minority interest/non controlling interest] + سرکاری حقوق + وقف کے حقوق + خیراتی حقوق + غیر معین مالک کی غیر منافع بخش اداروں کے حقوق)۔

قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل ہیں: نقدی اور اس جیسی چیزیں، قابلِ وصول رقوم جس میں وہ قرضے شامل نہیں ہیں جن کی وصولیابی مشکوک ہو (وصولی سے ناامیدی ہو)، اسی طرح اس میں سامانِ تجارت (مثلاً اشیا، مالیاتی دستاویزات، جائیداد) اور تمویلی اثاثے (مضاربہ، مشارکہ، سلم، استصناع وغیرہ) بھی شامل ہیں۔ تمویلی اثاثوں سے منہا ہونے والی چیزوں میں متوقع نقصان کے وہ اعداد وشمار بھی شامل ہیں جن کا منہا کرنا شق ۷ کے مطابق لازم ہے۔ نیز تمویلی اثاثوں سے شق ۷ کے مطابق وہ تخمینے جن کا منہا کیا جانا ضروری ہے، ان کو منہا کیا جائے گا۔ اسی طرح تمویلی اثاثوں سے متعلق جامد اثاثوں کو بھی منہا کیا جائے گا۔

۲/۱/۲ سامانِ تجارت کی قیمت ان کے زکوٰۃ واجب ہونے کے دن کی متوقع نقد قیمت (بازاری قیمتِ فروخت) کے لحاظ سے لگائی جائے گی۔

۳/۱/۲ زراعت اور گلہ بانی میں سامانِ تجارت کے علاوہ دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات کا حساب لگاتے ہوئے شریعت کی مقررہ شرح اور عمر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۲/۲ ادارے کی طرف سے زکوٰۃ کی براہِ راست ادائیگی

۱/۲/۲ ادارہ یا کمپنی مندرجہ ذیل صورتوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے پابند ہیں:

(الف) ایسے قانون کا اجرا ہوگیا ہو جو زکوٰۃ نکالنے کو لازم قرار دے۔

(ب) کمپنی کے بنیادی قواعد و ضوابط [آرٹیکل آف ایسوسی ایشن] میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے التزام کی صراحت ہو۔

noorcentre.com

(ج) عمومی اجلاس (اے جی ایم) میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے التزام کے بارے میں قرارداد منظور ہوئی ہو۔

۲/۲/۲ جب ادارہ اپنے بعض یا تمام حاملینِ حصص یا سرمایہ کاری اکاونٹ ہولڈرز کی طرف سے وکالت کو قبول کرے تو ان تمام مؤکلین کی طرف سے فنڈز اس وقت یا پہلے سے دستیاب ہونے چاہئیں تاکہ ان کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو سکے۔

۳/۲/۲ اصل اور ذیلی کمپنیوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں ربط ہونا چاہیے تاکہ تکرارِ ادائیگی سے بچا جا سکے۔

۴/۲/۲ زکوٰۃ فنڈ کے قیام یا زکوٰۃ اکاؤنٹس کھول دینے کی صورت میں ادارے یا کمپنی کی مجلسِ شرعی کی منظوری ضروری ہے۔ اگر زکوٰۃ کی ادئیگی ادارہ یا کمپنی براہ راست یا کسی مجاز ادارے کے واسطے سے کر رہی ہو تو اس صورت میں خصوصیت کے ساتھ مصارفِ زکوٰۃ کی مجلسِ شرعی سے منظوری لازم ہے۔ نیز اس کی سالانہ رپورٹ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کی جائے۔

۵/۲/۲ شق ۲/۲/۱ میں بیان کردہ صورتوں میں سے کسی ایک صورت کے نہ پائے جانے کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی حصہ داروں اور سرمایہ کاری اکاؤنٹ ہولڈرز کی ذمہ داری ہوگی۔ تاہم ادارہ یا کمپنی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو ہر شیئر یا سرمایہ کاری اکاؤنٹ میں موجود رقم پر واجب الادا زکوٰۃ کا حساب بیان کرے۔

۳/۲ زکوٰۃ سے متعلقہ مالی تفصیلات

۱/۳/۲ تختۂ توازن [بیلنس شیٹ]

چونکہ زکوٰۃ کا تعلق ملکیتی اثاثوں سے ہوتا ہے، اس لیے ادارے کے لیے زکوٰۃ کے حساب کے سلسلے میں تختۂ توازن [بیلنس شیٹ] میں بیان کردہ مالی تفصیلات

noorcentre.com

معتبر ہیں جو کہ اثاثوں، واجبات اور متوقع نقصان کے اعداد وشمار پر مشتمل ہوتی ہیں۔

۲/۳/۲ نفع ونقصان کا میزانیہ

حسابِ آمدنی (نفع اور خسارے کا میزان) زکوٰۃ کے حساب کے لیے اگرچہ بنیاد نہیں بن سکتی، تاہم غیر منقولی نفع بخش اثاثہ جات کی آمدن و منافع کی معلومات کے لیے اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ وجوبِ زکوٰۃ کے لیے ادارے کا منافع بخش ہونا کوئی ضروری نہیں، اسی طرح ادارے کا نقصان میں ہونا وجوبِ زکوٰۃ سے مانع بھی نہیں، بلکہ زکوٰۃ ہر حال میں واجب ہے سوائے اس کے کہ ادارے پر واجب الادا ذمہ داریاں اس کے اثاثہ جات پر غالب آجائیں۔

۳- عمومی احکام

۱/۳ زکوٰۃ کی شرعی تعریف، اس کا حکم، اور وہ اموال جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

۱/۱/۳ زکوٰۃ مخصوص اموال میں واجب ہونے والا وہ حق ہے جو مخصوص مصارف میں ہی خرچ کیا جاتا ہے۔ جب اس کی شرائط پائی جائیں تو یہ فرضِ عین ہوجاتا ہے۔

۲/۱/۳ زکوٰۃ سونے، چاندی، نقدی، سامانِ تجارت، مویشیوں (اونٹ، گائے اور بھیڑ)، زرعی پیداوار، معدنیات اور خزانوں میں ہوتی ہے۔

۳/۱/۳ آزاد پیشوں سے حاصل ہونے والی مزدوری، تنخواہ، اور آمدن کی وصولیابی کے وقت زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، بلکہ ان سے سال گزرنے کے وقت باقی بچ جانے والی رقم پر واجب ہوتی ہے۔

۴/۱/۳ غیر تجارتی لیکن نفع بخش جامد اثاثہ جات پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، مثلاً پیداواری جامد اثاثے [مستغلات یعنی وہ اثاثے جنہیں باقی رکھتے ہوئے ان کے منافع حاصل کیے جائیں] اور کرایہ پر دیے گئے اثاثے۔ ایسے اثاثوں کی حاصل شدہ آمدن سے

سال کے اختتام پر جو رقم باقی رہ گئی ہو محض اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

noorcentre.com

۳/۱/۵ عوامی اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور نہ ہی پبلک سیکٹر کے انشورنس فنڈ میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

۳/۱/۶ خیراتی مد کے وقف شدہ مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ البتہ خاندانی وقف کے مستحقین پر اس وقف کی آمدنی سے سال کے اختتام پر باقی رہنے والی رقم کی زکوٰۃ واجب ہے۔

۳/۱/۷ خیراتی وقف شدہ مال کا حکم غیر منافع بخش علمی، خیراتی اور سماجی اداروں پر الگ کردہ عوامی اموال اور املاک [ٹرسٹ فنڈ] پر بھی لاگو ہوتا ہے جب تک کہ وہ کسی کی متعین ملکیت میں نہ ہو، اگرچہ وہ نفع بھی دے رہے ہوں۔

۳/۲ وجوبِ زکوٰۃ کی شرائط

۳/۲/۱ کامل ملکیت

کامل ملکیت ہر اس مال میں متحقق ہوتی ہے جس کے ساتھ کسی اور کا حق متعلق نہ ہو۔ اس میں مالک کو من چاہے تصرف کا اختیار حاصل ہو، اس اثاثے کے منافع و اضافے صرف مالک ہی کو حاصل ہوتے ہوں۔ اگر یہ خصوصیات پائی جائیں تو پھر کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ اثاثہ ضروریات کے لیے رکھا گیا ہو یا سرمایہ کاری کے لیے مخصوص ہو، جب تک کہ وہ قرضوں کی ادائیگی کے لیے خاص نہ کرلیا جائے۔

۳/۲/۲ نصاب

سونا، چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو، اس کی زکوٰۃ کا نصاب خالص سونے کے ۸۵ گرام، یا اس کے ہم قیمت نقدی نوٹ یا سکے۔ سامانِ تجارت کا نصاب مذکورہ بالا سونے کی قیمت ہے، بعد اس کے کہ سامانِ تجارت کی نقود کے ساتھ تقویم کردی جائے۔ چاندی کا نصاب ۵۹۵ گرام خالص چاندی ہے۔ تجارتی سامان میں معروف و معتبر نصاب سونے کا ہے۔ مویشیوں کی زکوٰۃ کا نصاب ضمیمہ میں پیش

noorcentre.com

کیا گیا ہے۔

۳/۲/۳ سال کا گزرنا

نقدی، سامانِ تجارت اور مویشیوں میں قمری سال (۳۵۴ دن) کا گزرنا معتبر ہے۔ اگر نقدی یا سامانِ تجارت کے لیے شمسی سال کا اعتبار کیا جائے تو شرحِ زکوٰۃ ۲.۵۷۷٪ ہوگی[۱]۔ زرعی پیداوار میں سال معتبر نہیں بلکہ اس میں فصل کا اعتبار ہوتا ہے، اسی طرح معدنیات اور خزانوں میں ان کے نکلنے کا اعتبار ہے۔

۳/۳ زکوٰۃِ واجبہ کی مقدار

سونے، چاندی، سامانِ تجارت اور نقدی میں شرحِ زکوٰۃ ٪ ۲.۵ ہے (شق ۳/۲/۳ کی رعایت بھی ضروری ہے) وہ زمین جس کی آب پاشی خرچ کے ساتھ نہ ہوتی ہو یعنی آلات وغیرہ کے ذریعے، اس کی زرعی پیداوار میں یہ نصاب عشر یعنی ٪ ۱۰ ہے اور جس زمین کی آب پاشی خرچہ کر کے ہوتی ہو اس کے لیے یہ نصاب ٪ ۵ ہے، جبکہ دونوں طرح سے پانی حاصل کرنے والی زمین کا نصاب ٪ ۷.۵ ہے۔ مویشیوں کی زکوٰۃ کی شرح ضمیمہ میں پیش کی گئی ہے۔

۴- جامد اثاثے

۱/۴ عملیاتی جامد اثاثے

عملیاتی جامد اثاثوں [operating immovable assets] پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، مثلاً ادارے کی عمارت اور اس کے آلات۔ نہ ہی ادارے کے معنوی اثاثوں [intangible assets] پر واجب ہوتی ہے جیسے وہ اثاثے جن سے ادارہ نفع کماتا ہے مثلاً حقِ ایجاد، تجارتی علامات، اور کمپیوٹر کے پروگرام۔ اسی طرح زکوٰۃ ان عملیاتی منقولی اثاثوں [operating movable assets] پر بھی واجب نہیں ہوتی جو تجارت

(۱) لیپ کے سال میں یہ شرح ۲.۵۷۷۵ ہو جائے گی۔

کے لیے نہیں ہیں مثلاً پیداواری آلات اور اوزار کے اضافی پرزے، اگرچہ وہ گودام میں رکھے ہوں، بشرطیکہ وہ تجارت کے لیے نہ ہوں۔

noorcentre.com

۲/۴ آمدنی دینے والے جامد اثاثے

جب تک آمدنی والے جامد اثاثے تجارت کے لیے نہ ہوں، ان اثاثوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، مثلاً نفع بخش اثاثے (کرائے پر دی ہوئی چیزیں)۔ البتہ سال کے آخر تک ان کی آمدنی میں سے بچ جانے والی رقم کو دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کے ساتھ سے ملا کر، مجموعہ کی زکوٰۃ واجب ہے۔

آمدنی والے جامد اثاثے مالی گوشواروں میں درجِ ذیل عنوانات کے تحت نظر آتے ہیں:

۴/۲/۱ (مستغلات) کرایہ پر دیے گئے اثاثے، مثلاً جائیداد اور اسبابِ نقل وحمل: سال کے آخر تک ان کی آمدنی میں سے بچ جانے والی رقم کو دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی آمدنی سے ملا کر، مجموعہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۴/۲/۲ جائیداد میں سرمایہ کاری: سال کے آخر تک ان کی آمدنی میں سے بچ جانے والی رقم کو دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی آمدنی سے ملا کر، مجموعہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۴/۲/۳ وہ سرمایہ کاری کے غیر مکمل منصوبے جو تجارت کے لیے نہ ہوں: اگر ایسے منصوبے اپنی تکمیل کے کسی مرحلے میں آمدنی دینے لگیں تو سال کے آخر تک ان کی آمدنی میں سے بچ جانے والی رقم کو دیگر قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی آمدنی سے ملا کر، مجموعہ کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر یہ منصوبے تجارت کے لیے ہوں تو دیکھیے شق ۵/۲/۶/۳۔

۴/۲/۴ حصص کو اپنے پاس محفوظ رکھنے کی غرض سے سرمایہ کاری (اضافہ): اگر کمپنی کے فی حصہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں (نقدی، سامانِ تجارت، ممکن الوصول قرضے) کی شرح جاننا ممکن ہو تو زکوٰۃ اس شرح کے لحاظ سے ادا کی جائے گی ورنہ اندازے سے یہ شرح نکال کر زکوٰۃ اس حساب سے ادا کی جائے گی۔ اگر کمپنی کے پاس قابلِ زکوٰۃ

noorcentre.com

اثاثے ہی نہ ہوں تو کمپنی کی صافی آمدنی [net income] سال کے اختتام پر بچ جانے والی رقم پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اضافہ کی غرض سے رکھے گئے حصص کی سرمایہ کاری کی قدر میں کمی کے متوقع نقصان کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔ تجارت کی غرض سے لیے گئے حصص پر سامانِ تجارت کا حکم، شق ۲/۵ کا اطلاق ہوگا۔

۵/۲/۴ ذیلی کمپنی کے حصص میں سرمایہ کاری: اکاؤنٹنگ کی رو سے ذیلی کمپنی وہ ہوتی ہے جس کے ۵۰٪ حصص [سے زائد] اصل کمپنی کی ملکیت میں ہوں۔ پہلے ذیلی کمپنی کی زکوٰۃ کا علیحدہ حساب کیا جائے گا، پھر اصل کمپنی ذیلی کمپنی میں اپنی ملکیت کے تناسب سے اپنی زکوٰۃ کا حصہ نکالے گی۔ بقیہ زکوٰۃ کا التزام دیگر شرکاء (اقلیتی حقوق) کریں گے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب ذیلی کمپنی اپنی زکوٰۃ خود ادا نہ کرے۔[1]

۵- قابلِ زکوٰۃ اثاثے

۱/۵ سیال یا باآسانی سیال ہوجانے والے اثاثے

یہ نقد اثاثوں اور نقدی میں باآسانی تبدیل ہوجانے والے اثاثوں پر مشتمل ہیں۔ یہ اثاثے مالی گوشواروں میں درج ذیل عنوانات کے تحت نظر آتے ہیں:

۱/۱/۵ دستی نقدی: اس مد پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اگر یہ نقدی بیرونی کرنسی کی صورت میں ہو تو زکوٰۃ واجب ہونے کے دن کی شرحِ زرِ مبادلہ کے لحاظ سے اس کے برابر مقامی کرنسی میں زکوٰۃ ادا کی جائے گی.

۲/۱/۵ سونے و چاندی کے اثاثے، کسی بھی صورت میں ہوں: ان کی زکوٰۃ یا تو خالص وزن یا ان کی نقدی قیمت کے حساب سے لگائی جائے گی۔

۳/۱/۵ بینک میں موجود رقوم: یہ مالی تفصیلات کے درجِ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے:

(۱) شرعی حساب سے بعینہ یہی حکم نافذ ہوگا جب مرکزی کمپنی ذیلی کمپنی کے ۵۰٪ سے کم حصص کی ملکیت رکھتی ہو۔

۱/۳/۱/۵ کرنٹ اکاؤنٹ

noorcentre.com

دوسرے اداروں کے پاس رکھے گئے اپنے کرنٹ اکاؤنٹس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے کیونکہ یہ ایسا قرض ہے جو ضرور واپس کیا جائے گا۔ اس میں مرکزی بینک کے پاس رکھے گئے کرنٹ اکاؤنٹس اور دوسرے بینکوں کے پاس رکھے گئے کرنٹ اکاؤنٹس دونوں شامل ہیں۔ اگر ادارہ ان کرنٹ اکاؤنٹس سے کوئی منافع حاصل کرے، اگرچہ وہ حرام ہے، تو ادارہ اصل سرمایہ کی زکوٰۃ ادا کرے اور تمام نفع خیرات کردے۔ ادارے اور بینک جن کے پاس اس طرح کے کرنٹ اکاؤنٹس رکھوائے جاتے ہیں وہ ان کے ذمہ قرض ہیں۔ دیکھیے شق ۱/۳/۶۔

۲/۳/۱/۵ سیونگ اکاؤنٹ

(الف) ان اکاؤنٹس کے مالکان پر اصل سرمایہ اور اس پر ملنے والا نفع دونوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، خواہ یہ اکاؤنٹس مختصر مدتی ہوں یا طویل مدتی ہوں، چاہے ان سے نکالی جانے والی رقم پر مالکِ اکاؤنٹ یا بینک کی طرف سے کوئی پابندی لگی ہوئی ہو۔ اگر ان اکاؤنٹس کی شرعی طریقہ سے سرمایہ کاری کی گئی ہے تو ان سرمایہ کاری اثاثوں میں ان کے تناسب کا اعتبار ہوگا، سرمایہ کاری کی رقم میں ان کے تناسب کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اس لیے سرمایہ کاری کی رقم کی نمائندگی کرنے والے اثاثوں کی حیثیت پر توجہ دینی چاہیے۔

وہ ادارے جہاں سیونگ اکاؤنٹس سے سرمایہ کاری کی گئی ہے، تو ان کے لیے اس اکاؤنٹ کی حیثیت امانت کی ہے نہ کہ قرض کی۔ اس لیے یہ ادارے اپنے نقد اثاثوں کے ساتھ ساتھ ان اکاؤنٹس سے حاصل ہونے والے صرف نفع یا کمیشن کی بھی زکوٰۃ دیں گے۔

(ب) اگر سیونگ اکاؤنٹ ناجائز نفع کمائیں تو ادارہ اصل سرمایہ سے زکوٰۃ ادا کرے اور تمام سودی نفع خیرات کردے۔ البتہ وہ بینک جن کے پاس اس طرح کے سودی

noorcentre.com

سیونگ اکاؤنٹس رکھوائے گئے ہیں تو اکاؤنٹ کا اصل سرمایہ (نفع کے علاوہ) ان کے ذمہ قرض ہیں، دیکھیے شق ۶/۳/۲۔

۵/۱/۴ تمسکات، صکوک، اور فنڈز

۵/۱/۴/۱ تمسکات اور ٹریژری بل (جو قرضوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور ممنوع نفع پر مشتمل ہوتے ہیں): بانڈ کی اصل رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اور تمام سودی نفع خیرات کر دیا جائے گا۔ تمسک کے جاری کنندہ بینک کے معاملے میں ان تمسکات اور ٹریژری بلوں کی اصل قیمت اس بینک کے ذمہ قرض ہیں۔ (شق ۶/۳/۲)

۵/۱/۴/۲ سرمایہ کاری صکوک اور ان کی مختلف اقسام کے حاملین ان صکوک کے بنیادی اثاثوں کے حساب سے اور اس معیار کے مطابق زکوٰۃ دیں گے۔ وہ ادارے جو ان اثاثوں کا انتظام کرتے ہیں یا ان سرمایہ کارانہ صکوک کو محفوظ رکھتے ہیں، ان کے لیے صکوک کی حیثیت امانت کی ہے نہ کہ قرض کی، اس لیے یہ ادارے اپنے نقدی اثاثوں کے ساتھ ساتھ ان صکوک سے حاصل ہونے والے صرف نفع یا کمیشن کی زکوٰۃ دیں گے۔

۵/۱/۴/۳ سرمایہ کاری فنڈز اور ان کی مختلف اقسام: زکوٰۃ ان کے بنیادی اثاثوں کے حساب سے اور اس معیار کے مطابق زکوٰۃ دی جائے گی۔

۵/۱/۵ معاملہ کی تاکید کے لیے رکھی جانے والی رقم

۵/۱/۵/۱ ہامشِ جدّیہ [زرِ ضمانت]: اس سے مراد وہ پیشگی رقم ہے جو لازم وعدہ کو مضبوط کرنے اور معاملہ سے پھر جانے کے نقصان کو پورا کرنے لیے دی جاتی ہے: اس کی زکوٰۃ اس کے دینے والے گاہک ہی کے ذمہ ہے۔ اگر اسے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھا گیا ہے تو اس پر شق ۵/۷/۳/۱ کے احکام لاگو ہوں گے اور اگر اسے سیونگ اکاؤنٹ میں رکھا گیا ہے تو اس پر شق ۵/۱/۳/۲ کے احکام جاری ہوں گے۔

۵/۱/۵/۲ نیلامی میں داخلے کے لیے ابتدائی ضمانت اور بولی کے نفاذ کی ضمانت: یہ

رقم وصول کرنے والے ادارے کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کی جائے گی، جبکہ اس رقم کا مالک اپنے دیگر اثاثوں کے ساتھ اس کی زکوٰۃ سالانہ ادا کرے گا، بشرطیکہ اسے اس رقم کو واپس ہونے سے پہلے مکرر سرمایہ کاری کی قدرت نہ دے دی گئی ہو۔ اگر واپسی سے پہلے متعدد سال گزر چکے ہوں تو صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر یہ رقم سیونگ اکاؤنٹ میں رکھی ہو تو شق ۲/۳/۱/۵ کے احکام جاری ہوں گے۔

noorcentre.com

۳/۵/۱/۵ مخصوص خدمات مثلاً ٹیلیفون، بجلی کی سہولیات، کے حصول کے لیے افراد یا اداروں پر لاگو نقد ضمانت یا کرایہ شدہ دکان و آلات کے لیے ادا شدہ ضمانت: اس رقم کا مالک اس رقم کی واپسی پر ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اگر وہ اس رقم کو واپس ملنے سے پہلے مکرر سرمایہ کاری کر چکا ہو تو شق ۲/۵/۱/۵ کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۴/۵/۱/۵ عربون: یہ خریدار کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا جبکہ فروخت کنندہ اس کو اپنے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کرے گا بلکہ اس کی زکوٰۃ ادا کرنا اس پر واجب ہے کیونکہ وہی اس کا مالک ہے، چاہے خریدار اس معاملہ کو فسخ کرے یا جاری رکھے۔

۲/۵ تجارتی جاری اثاثے (سامانِ تجارت)

۱/۲/۵ سامانِ تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جو تجارت کے مقصد کے لیے ہو، چاہے زمین ہو یا منقولی ہو، چاہے وہ بحالتِ موجودہ فروخت کی جاسکتی ہو یا کچھ مزید بنوائی کے بعد، چاہے وہ بعوض حاصل کی گئی ہو یا بلا عوض۔ وجوبِ زکوٰۃ کے لیے ان چیزوں کا خریدنا ضروری نہیں بلکہ ان کو بیچنے کی نیت کر لینا ہی کافی ہے۔

۲/۲/۵ سامانِ تجارت کی قیمت ان کے مقام اور ان کے بیچے جانے کے طریقے (یکمشت یا قسطوں پر، جیسے بھی بیچی جاتی ہو، اگر دونوں طریقوں سے بیچی جاتی ہو تو اکثر

noorcentre.com

معاملات کا اعتبار ہوگا) کے اعتبار سے بازار کی قیمتِ فروخت لگائی جائے گی۔ ان اشیا کی قیمت کا تعین لاگت اور بازاری قیمت میں سے اقل [کم تر] کے اعتبار سے نہیں لگائی جائے گی۔ البتہ اگر قیمت کے دیگر طریقے استعمال کرنا مشکل ہو تب سامان کی قیمت لاگت کے لحاظ سے طے کی جاسکتی ہے۔ زکوٰۃ واجب ہونے اور ادا کرنے کے درمیانی عرصے میں اگر قیمتوں میں تغیر آچکا ہو تو وجوبِ زکوٰۃ کے دن کا اعتبار کیا جائے گا۔

۳/۲/۵ اگر سامانِ تجارت پر کسی دوسرے سبب سے بھی زکوٰۃ واجب ہو رہی ہو (مثلاً سامانِ تجارت مویشی یا زرعی پیداوار ہو) تو اس پر صرف سامانِ تجارت کے لحاظ سے ہی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۴/۲/۵ اصل تو یہ ہے کہ سامانِ تجارت کی زکوٰۃ نقدی کی صورت میں ہی ادا کی جائے لیکن کساد بازاری میں سامانِ تجارت ہی کو زکوٰۃ میں دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ مستحقینِ زکوٰۃ کی مصلحت بھی فوت نہ ہو رہی ہو۔

۵/۲/۵ خرید و فروخت کے لیے متعین سامان کی زکوٰۃ خریدار پر خریداری کے بعد ہی واجب ہو جاتی ہے، اگرچہ اس نے قبضہ بھی حاصل نہ کیا ہو۔

۶/۲/۵ مالی گوشواروں میں بیان کردہ جاری تجارتی اثاثوں کی تطبیقات

۱/۶/۲/۵ تجارتی سامان کا ذخیرہ، خام مال کی تمام اقسام، برائے فروخت سامان بحالتِ موجودہ یا دیگر عناصر کے اضافے کے ساتھ تیاری کے بعد: ان سب کی زکوٰۃ بازاری قیمتِ فروخت کے لحاظ سے ادا کی جائے گی۔

اگر سامانِ تجارت عیب دار ہو: ان کی زکوٰۃ ان کے بیچے جانے کے طریقے (یکمشت یا قسطوں پر، جیسے بھی بیچی جاتی ہو، اگر دونوں طریقوں سے بیچی جاتی ہو تو اکثر معاملات کا اعتبار ہوگا) کے اعتبار سے قیمت لگا کر دی جائے گی۔ اگر یہ سامان سست روی سے فروخت ہوتا ہو تو ان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے بازاری قیمت

کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ اگر اس طرح کے سامان کے لیے کوئی خصوصی مد مقرر کی جائے تو اسے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

noorcentre.com

۵/۲/۶/۲ تیاری کے مرحلے میں سامان: اس کے زکوٰۃ واجب ہونے کے دن کی بازاری قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ دی جائے گی۔ اگر بازاری قیمت کا تعیّن کرنا مشکل ہو تو اس کی لاگت کے لحاظ سے زکوٰۃ دی جائے گی۔

۵/۲/۶/۳ زیرِ تعمیر کام: اس کے زکوٰۃ واجب ہونے کے دن کی حالت اور اس دن کی بازاری قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ دی جائے گی۔

۵/۲/۶/۴ صنعتی آلات (اضافی پرزے) جو پیداواری مشینری میں استعمال ہوتے ہیں: یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں ہیں۔

۵/۲/۶/۵ [تجارتی] سامان جو راستے میں ہے [stock in transit]: اپنی موجودہ جگہ کے لحاظ سے اس کی بازاری قیمت کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۲/۶/۶ وہ سامان جو دوسروں کے پاس (بحیثیتِ وکیل) فروخت کرنے کی غرض سے رکھوایا گیا ہو: اپنی موجودہ جگہ کے لحاظ سے اس کی بازاری قیمت کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۲/۶/۷ ادارے کے فراہم کردہ لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کے ذریعے درآمد شدہ سامان جس میں ایل سی کھولنے کا خرچ اور واسطہ بننے والے بینک کی طرف سے روکی گئی رقم بھی شامل ہے: اس روکی گئی رقم پر تو زکوٰۃ ادا کی جائے گی لیکن ایل سی کھولنے کے اخراجات کی ادا نہیں کی جائے گی۔ جب سامان کی ملکیت حاصل ہو جائے تب ان کی بازاری قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۲/۶/۸ ادارے کے منافع کے لیے ایل سی کے ذریعے برآمد کی غرض سے رکھا گیا سامان: ایل سی کے لیے روکی گئی رقم کی نہ تو زکوٰۃ ادا کی جائے گی نہ ہی اس کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا کیونکہ ابھی تک اس کی ملکیت حاصل نہیں

noorcentre.com

ہوتی ہے۔ البتہ ادارے کے تیار سامان یا تیاری کے مرحلے سے گزرنے والے سامان کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۲/۷ تجارتی مقاصد کے معنوی اثاثوں پر سامانِ تجارت کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جیسے سندِ حقِ ایجاد، ٹریڈ مارک، اور کمپیوٹر سافٹ ویئر۔

۵/۲/۸ سال کے اختتام پر بچ جانے والا وہ خام مال [raw material] جو عموماً تجارتی مقصد کے لیے تیار کیے جانے والی مصنوعات کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے اور اپنی اصلی حالت میں ہی مصنوعات کے ساتھ لگا رہتا ہے: اس کی زکوٰۃ اس کی تیاری کے مرحلے میں داخل ہونے سے پہلے کی بازاری قیمت کے لحاظ سے ادا کی جائے گی۔ البتہ وہ خام مال جو مصنوعات کی تیاری میں استعمال نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنی اصلی حالت میں مصنوعات کے ساتھ لگا رہتا ہے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے، جیسے ایندھن اور صفائی کے آلات۔

۵/۲/۹ تجارتی مقصد کے لیے تیار مصنوعات اور تیاری کے مرحلے میں موجود مالِ تجارت کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی زکوٰۃ کی شرح سے اس کی موجودہ حالت کی بازاری قیمت کے لحاظ سے لگائی جائے گی۔

۵/۲/۱۰ پیکنگ کے لیے رکھے گئے سامان پر اگر تجارت مقصود نہ ہو تو اس کی قیمت نہیں لگائی جائے گی۔ لیکن اگر ان کی وجہ سے سامان کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہو تو اس صورت میں ان کی بھی قیمت لگائی جائے گی۔

۵/۳ ادارے اور کمپنی کے قابلِ وصول دیون

۵/۳/۱ اگر ادارے کے دیے ہوئے قرض نقدی کی شکل میں ہوں تو جب تک ان کی وصولی ممکن ہو ادارہ ان کی ہر سال زکوٰۃ ادا کرے گا، چاہے وہ قرضہ مدتی ہو یا فوری ہو۔ البتہ ڈوبے ہوئے قرض (جن کی وصولی کی امید ختم ہو گئی ہو) یا جن کی وصولی مشکوک ہو گئی ہے ان کی زکوٰۃ ادارہ ادا نہیں کرے گا، جب وہ موصول ہو جائیں تو

صرف اس سال کی زکوٰۃ شق ۲/۶ کے مطابق ادا کی جائے گی۔

noorcentre.com

۵/۳/۲ ادارہ اپنے مدتی قرضوں کی مکمل یا جزوی وصولیابی تک زکوٰۃ کی ادائیگی مؤخر کر سکتا ہے۔ تاہم وصولی کے بعد پوری مدت کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ اگر کوئی قرض جزوی طور پر مشکوک ہو اور مشکوک قرضوں کے لیے کوئی مد مقرر کی گئی ہو، اس صورت میں اگر اس قرض کی کل مقدار قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں ابتداءً شامل کر دی گئی تھی تو اس قرض کا مشکوک حصہ ان سے منہا کیا جا سکتا ہے۔

۵/۳/۳ اگر ادارے کے دیے ہوئے ادھار یا دوسرے کے ذمہ قرض میں قرض کے لین دین یا ان میں ترمیم کی وجہ سے سودی منافع بھی شامل ہو گئے تو ادارہ صرف اصل رقم کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ سودی منافع مکمل طور پر خیراتی مصارف میں خرچ کر دینا لازم ہے کیونکہ یہ حقیقت معلوم ہونی چاہیے کہ قرض یا امانت پر منفعت حاصل کرنا یا قابلِ وصولی رسیدوں پر بٹہ لگانا [discounting] یقینی حرام ہے اور ایسا معاملہ کرنا بھی حرام ہے۔

۵/۳/۴ مالی گوشواروں میں بیان کردہ قابلِ وصول دیون کی تطبیقات

۵/۳/۴/۱ مدیونین: کوئی سامان یا خدمت ادھار پر فروخت کرنے سے پیدا ہونے والے ادارے کے لیے واجب الوصول دیون کی زکوٰۃ درجِ بالا شقوں کی رعایت رکھتے ہوئے ادا کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۲ قرض، اوور ڈرافٹ، ادھار بانڈز بشمول کٹوتی شدہ بانڈ (صفر کوپن) اور منظور بلز (کٹوتی شدہ بلز): ان بانڈز کی خریداری کے لیے ادا شدہ اصل قیمت کی زکوٰۃ دی جائے گی۔ البتہ سودی فوائد جو کہ حرام ہیں، ان پر شق ۵/۳/۳ کے احکام نافذ ہوں گے۔

۵/۳/۴/۳ دستاویز وصولی، (ہنڈی اور وعدہ نامے) ادھار کی اصل رقم (دستاویز کی رقم) کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر یہ دستاویز ادھار پر فروخت شدہ سامان سے

noorcentre.com

متعلق ہو تو اس کی قیمت میں اضافے کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ اگر دستاویز میں سودی فوائد کی وصولی شامل ہو تو اس میں شق ۵/۳/۳ کی بھی رعایت رکھنا لازم ہے۔ مذکورہ حکم میں تمام دستاویزاتِ وصولی شامل ہیں، چاہے جس ادھار کی یہ دستاویز نمائندگی کر رہے ہیں وہ فوری ہو یا مدتی ہو، جب تک کہ اس کی وصولی مشکل نہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں شق ۵/۳/۲ دیکھ لی جائے۔

۵/۳/۴/۴ عقود سے بچے ہوئے [محفوظ کردہ] اموال: ادارے کے وعدوں کی پاسداری کے لیے بطورِ ضمانت گاہک کے پاس رکھی ہوئی اس رقم پر اگر ادارہ سرمایہ کاری کرنے سے قاصر ہو تو ادارہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا۔ البتہ اس رقم کی وصولی کے بعد صرف اس سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۵ حتمی [غیر معلق] عقود کی پیشگی ادائیگیاں: یہ رقم چونکہ اب اداروں کی ملکیت میں نہیں رہیں، اس لیے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۶ پیشگی ادا کردہ اخراجات: یہ اگلے مالیاتی سالوں میں ہونے والے اخراجات کے لیے رقوم ہوتی ہیں۔ یہ رقم چونکہ اب اداروں کی ملکیت میں نہیں رہیں، اس لیے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۷ قابلِ وصول آمدنی: اس سے مراد موجودہ سال کی آمدنی کا وہ حصہ ہے جو ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ اس پر شق ۵/۳/۱ میں بیان کردہ ادھار کی زکوٰۃ کا حکم جاری ہوگا۔

۵/۳/۴/۸ قانونی امانات [ڈپازٹ]: اس سے مراد وہ رقم ہے جو متعلقہ حکام کی درخواست پر بینک میں رکھی گئی ہے تاکہ ادارے کو لائسنس مل سکے۔ اس رقم میں ادارہ متعلقہ حکام کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف کر سکتا ہے نہ ہی انہیں نکال سکتا ہے: اگر ادارہ اس روکی ہوئی رقوم کی سرمایہ کاری نہیں کر سکے تو اس کی وصولی کے بعد صرف اسی سال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اگر اس پر کوئی فوائد ملے تو وہ حرام

ہوں گے اور اس پر شق ۵/۳/۳ کے احکام جاری ہوگے۔

۵/۳/۴/۹ مرابحہ کا ادھار: یہ وہ رقم ہے جو خریداروں پر لازم ہیں۔ بشمول منافع پوری قیمت پر شق ۵/۳/۱ کے مطابق زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۵/۳/۴/۱۰ عقدِ سلم کے تحت خریدا گیا وہ سامان جس پر ابھی تک قبضہ نہیں ہوا۔ ادارہ سلم کے سرمایہ کی زکوٰۃ ادا کرے گا اگر یہ سامان تجارت کے لیے خریدا گیا ہے۔ اگر یہ سامان استعمال یا آمدنی کے حصول کی غرض سے خریدا گیا ہے تو شق ۴/۱اور ۴/۲ کے احکام جاری ہوگے۔ رہا وہ سلم کا سرمایہ جو فروخت کنندہ نے فروخت شدہ سامان کے عوض وصول کیا ہے اس پر فروخت کنندہ نقد رقم کے ضمن میں زکوٰۃ ادا کرے گا۔

۵/۳/۴/۱۱ ادارے کے فروخت شدہ استصناع کے سامان کا ادھار: اس سے مراد استصناع کے سامان کی ادائیگی کی تاریخ کے لحاظ سے ادارے کے لیے بقیہ ماندہ رقم ہے۔ یہ رقم قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل ہے اور اس کی زکوٰۃ قابلِ تجارت اثاثوں کے ضمن میں نقدی کی حیثیت میں ادا کی جائے گی۔

۵/۳/۴/۱۲ ادارے کے خریدے ہوئے استصناع کے سامان کا ادھار: اگر یہ سامان تجارت کے لیے خریدا گیا ہے تو اس سامان کی لاگت کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل کرکے شق ۵/۳/۱ کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ سامان کی لاگت سے مراد وہ قیمت ہے جس کا ادارے نے فروخت کنندہ کو دینے کا التزام کیا ہے۔

۵/۳/۴/۱۳ تجارت کی غرض سے حصص میں سرمایہ کاری: اس کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی حیثیت سے بازاری قیمت کے مطابق ادا کی جائے گی۔ اگر اس کا کوئی بازار نہ ہو تو اس کی ماہرین سے قیمت لگوائی جائے گی۔

۵/۳/۵ انشورنس فنڈ کا ادھار

انشورنس کے معیار میں بیان کردہ تفصیلات کے مطابق، شراکت داروں کی

noorcentre.com

noorcentre.com

اعانات ایک مستقل فنڈ[participants' takaful fund] قائم کرتی ہیں جس کے لیے علیحدہ مالی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ شراکت دار بلا عوض قسطیں جمع کراتے ہیں اور انشورنس فنڈ بچ جانے والی رقم شراکت داروں کو لوٹانے کا پابند نہیں ہوتا۔ دیکھیے: شرعی معیار نمبر ۲۶ کی شق ۲/۵ اور ۵/۵۔ اس تناظر میں، انشورنس فنڈ کے ادھار پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

۴/۵ زرعی پیداوار اور پھلوں کی زکوٰۃ

۱/۴/۵ زرعی پیداوار اور پھلوں کے لیے نصاب ۵ وسق ہے جو ۶۵۳ کلوگرام کے برابر ہے۔ اس میں سال گزرنے کے بجائے کٹائی کا اعتبار ہے۔ غیر بارانی زمین کی زرعی پیداوار میں یہ نصاب عشر یعنی ٪۱۰ ہے اور آبپاشی والی زمین کے لیے یہ نصاب ٪ ۵ ہے، جبکہ دونوں طرح سے پانی حاصل کرنے والی زمین کا نصاب ٪۷.۵ ہے۔

۲/۴/۵ نصاب کے حساب میں ایک ہی قسم کی پیداوار کی مختلف انواع کو جمع کیا جائے گا، جیسے ایک پھل یا فصل کی مختلف انواع۔ مختلف قسم کے پھلوں یا اجناس کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا، بلکہ ہر قسم کے پھل یا زرعی پیداوار کے نصاب کا علیحدہ حساب کیا جائے گا۔ ایک ہی کمپنی یا ادارے کی مملوکہ زرعی پیداوار یا پھلوں کے مختلف علاقوں میں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۳/۴/۵ اندازے کے طریقے (ماہرین کے اندازہ) کو اختیار کیا جا سکتا ہے جبکہ زرعی پیداوار اور پھل بالکل پک چکے ہوں۔ ایک چوتھائی یا ایک تہائی مالکِ پیداوار کے لیے چھوڑا جائے گا اور بقیہ کی زکوٰۃ خشک ہونے کے بعد اندازے سے ادا کی جائے گی۔ زکوٰۃ میں ان کی قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

۴/۴/۵ زرعی پیداوار سے متعلق زیرِ تعمیر کام [work-in-process] قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں ہے۔

noorcentre.com

۵/۴/۵ زرعی ضروریات مثلاً کھاد اور کیڑے مار ادویات، قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں ہیں، تاہم انہیں زکوٰۃ سے منہا بھی نہیں کیا جائے گا، سوائے اس کے کہ انہیں ادھار خرید اگیا ہو۔

۶/۴/۵ پیکنگ کرنے کا سامان قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں ہے۔

۷/۴/۵ آبپاشی، زمین کی اصلاح، نہری راستے اور مٹی کے کاموں پر آنے والے اخراجات قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۸/۴/۵ مستحقین تک پہنچانے کے اخراجات قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے۔

۹/۴/۵ بٹائی پر لی ہوئی زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ بٹائی پر لینے والا ادا کرے گا۔ مزارعت اور مساقات کی صورت میں دونوں فریق اپنے اپنے حصہ کے تناسب سے زکوٰۃ ادا کریں گے۔

۱۰/۴/۵ زرعی امداد اور رعایات: شق ۱/۳/۵ کی رعایت رکھتے ہوئے نقد امداد [subsidy] کل قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں بطورِ سیال اثاثے کے شامل کی جائے گی، جبکہ مفت زمین اور آلات شامل نہیں کیے جائیں گے۔

۵/۵ معدنیات کی زکوٰۃ

۱/۵/۵ معدنیات زمین و سمندر سے نکلنے والی ہر چیز پر مشتمل ہیں، چاہے وہ سیال ہو یا جامد ہو یا گیس ہو.

۲/۵/۵ معدنیات کا نصاب ۸۵ گرام سونے کی قیمت کے برابر ہے۔ نصاب کا اعتبار مسلسل نکلنے والی معدنیات پر کیا جائے گا۔ اگر نکالنے کے مرحلے میں عرف کے خلاف غیر معمولی انقطاع ہو جائے تو از سرِ نو نصاب کا اعتبار کیا جائے گا۔ معدنیات میں زکوٰۃ کی شرح ۲.۵٪ ہی ہے۔ اگر یہ معدنیات سرکاری ملکیت میں ہوں تو ان پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اگر غیر سرکاری زمین سے معدنیات نکلی ہیں تو اس زمین کا مالک ان معدنیات کا بھی مالک ہے اور وہ ہی ان کی زکوٰۃ ادا کرے

noorcentre.com

گا(دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۲) "عقودِ امتیاز"، شق ۵/۴)۔

۵/۵/۳ سمندر سے تجارت کی غرض سے نکالی گئی موتی، مونگا اور مچھلی کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کے اعتبار سے دی جائے گی۔

۵/۶ مویشیوں کی زکوٰۃ

مویشیوں (اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری) کا نصاب اور ان کی زکوٰۃ کی شرح اس معیار کے آخر میں بیان کردی گئی ہے۔ یہ نصاب ان مویشیوں کے لیے ہے جو دودھ یا افزائشِ نسل کے لیے پالے گئے ہوں اور وہ سال کا اکثر حصہ عمومی چراگاہوں سے خود چرتے رہے ہوں۔ اگر مویشی تجارت کی غرض سے رکھے گئے ہوں تو ان کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کے لحاظ سے ادا کی جائے گی۔

۵/۶/۱ ایک ہی ملکیت کے مویشی اگر مختلف جگہوں پر بھی ہوں تب بھی زکوٰۃ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس میں خلطہ (مشترکہ ملکیت) کا اعتبار ہے۔ لہٰذا متعدد افراد کے ملکیتی مویشی ایک ہی ملکیت کے مویشی شمار ہوں گے اگر ان سب کو دی جانے والی سہولیات یکساں ہوں۔

۵/۶/۲ تجارت کے لیے رکھے گئے مویشیوں کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی شرح سے ادا کی جائے گی۔ مویشیوں کی قیمت بازاری نرخ کے لحاظ سے نکالی جائے گی۔

۵/۶/۳ محنت کش مویشی، یعنی وہ مویشی جو زمین کو جوتنے، پانی کی نکاسی اور نقل وحمل کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، وہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں۔

۵/۶/۴ اونٹ، گائے، بھیڑ کے علاوہ جانوروں پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ تجارت کے لیے ہوں۔ اگر وہ صرف پیداوار کے لیے ہوں، تجارت کے لیے نہ ہوں، تو یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثہ نہیں ہیں۔

۵/۶/۵ مویشیوں سے حاصل ہونے والی پیداوار، جیسے دودھ، اون، وغیرہ اگر تجارت کے لیے ہو تو ان کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی شرح سے ادا کی جائے گی۔

۵/۶/۶ گھوڑے، خچر، گدھے اور وہ تمام جانور جو محنت کشی یا زینت کے لیے رکھے جاتے ہیں، ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے، الّا یہ کہ وہ تجارت کی غرض سے ہوں۔

noorcentre.com

۵/۶/۷ پیداوار کی غرض سے رکھی گئی مرغیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ آمدنی دینے والے اثاثوں جیسا معاملہ کیا جائے۔ دیکھیے شق ۲/۴۔

۵/۶/۸ مرغی کا گوشت، انڈے، دودھ، مویشیوں کے ریوڑ کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی طرح نکالی جائے گی اگر وہ تجارت کی غرض سے ہوں۔

۶- مالی ذمہ داریاں (ادارے کے واجب الادا دیون و حقوق)

۶/۱ مالی ذمہ داریوں [liabilities] کی تقسیم

مالی گوشواروں کے کھاتے میں مالی ذمہ داریوں کے زیرِ عنوان ایسی متعدد مدیں بھی ہوتی ہیں جو شرعاً ادارے کے ذمہ قرض شمار نہیں ہوتیں، مثلاً کمپنی کا سرمایہ کمپنی پر ادھار نہیں ہوتا، اسی طرح پسِ انداز کردہ رقوم/محفوظے [reserves] اور منافع بھی ادارے پر ادھار نہیں ہوتے۔ مالی ذمہ داریوں کے زیرِ عنوان تمام ادھار دو قسموں کے ہوتے ہیں:

۶/۱/۱ طویل مدتی مالی ذمہ داریاں: یہ سال سے زائد مدت میں واجب الادا ہوتی ہیں۔ اس طرح کے ادھار اکثر جامد اثاثوں اور دیگر طویل مدتی ادھار خریداریوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

۶/۱/۲ قصیر مدتی مالی ذمہ داریاں: یہ وہ ادھار ہیں جو دورانِ سال بھی واجب الادا ہو جاتے ہیں۔

۶/۲ ادارے کے ذمہ دیون

۶/۱/۱ اگر یہ دَین قابلِ زکوٰۃ سیال اثاثوں کی تجارتی غرض سے کی گئی خریداری سے پیدا ہوا ہے تو یہ مالِ زکوٰۃ سے منہا کیا جائے گا۔

۶/۱/۲ اگر یہ ادھار نا قابلِ زکوٰۃ جامد اثاثوں کی خریداری سے پیدا ہوا ہے تو یہ مالِ زکوٰۃ

noorcentre.com

سے منہانہیں کیا جائے گا۔

۳/۱/۶ اگر قابلِ زکوٰۃ اثاثے کی خریداری سے پیدا ہونے والے دیون کو معلوم کرنا مشکل ہو تو اس صورت میں تمام اثاثوں میں قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی نسبت سے اس دَین کو معلوم کیا جاسکتا ہے، جس کو مالِ زکوٰۃ سے منہا کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کل اثاثوں میں ۴۰٪ قابلِ زکوٰۃ اثاثے ہوں تو ۴۰٪ دیون ہی مالِ زکوٰۃ سے منہا کیے جائیں گے۔

۴/۱/۶ اگر یہ دَین کسی غیر شرعی عمل کی وجہ سے ذمہ میں آیا ہو جیسے سودی قرض لیا گیا، تو اس صورت میں غیر اداشدہ سود قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہانہیں کیا جائے گا کیونکہ حرام ذمہ داریاں شریعت کی نگاہ میں معتبر دَین ہی نہیں اور نہ ہی وہ ذمہ داری شمار کی جاتی ہے۔

۳/۶ مالی تفصیلات میں بیان کردہ فوری مالی ذمہ داریوں کی تطبیقات

۱/۳/۶ کرنٹ اکاؤنٹس: جس ادارے کے کرنٹ اکاؤنٹ میں یہ رقم رکھوائی گئی ہے اس کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے اس کھاتے کی بقیہ رقم منہا کی جائے۔ اسی طرح جس ادارے کے سرمایہ کاری اکاؤنٹ میں سرمایہ کاری کی غرض سے رقم رکھوائی گئی ہے، اس کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے اس اکاؤنٹ کا اصل سرمایہ اور ان کا منافع دونوں منہا کیے جائیں گے۔ تاہم مضارب کا حصہ اور وکالہ فیس منہا نہیں کی جائے گی۔

۲/۳/۶ دائنین: اس شق سے مراد وہ رقم ہے جو اس سال قرض دہندگان کو دینا ادارے کے ذمہ ہے۔ اس طرح کے دیون اکثر سامان، آلات، خدمات کے حصول سے پیدا ہوتے ہیں اور قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے۔

۳/۳/۶ عقدِ سلم میں فروخت شدہ سامان کے دائنین: ان سے مراد وہ خریدار ہیں جنہوں نے ادارے سے عقدِ سلم میں سامان خریدا لیکن ابھی تک انہیں قبضہ نہیں ملا ہے۔

یہ سامان ادارے کے ذمہ ادھار ہیں کیونکہ یہ ابھی تک ارسال نہیں کیے گئے ہیں اس لیے سلم کا اصل سرمایہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا

noorcentre.com

۶/۳/۴ عقدِ استصناع میں فروخت شدہ سامان کے دائنین: یہ سامان ادارے کے ذمہ دَین ہے کیونکہ ادارے نے ان کے بنانے کا ذمہ لیا لیکن ابھی تک تیار نہیں کیا، اس پر شق ۶/۳/۶ کے احکام جاری ہوں گے۔

۶/۳/۵ عقدِ استصناع میں خریدے گئے سامان کے دائنین: اس سے مراد ادارے کے ذمہ وہ دَین ہے جو اس خریداری کے وقت پیدا ہوگا۔ اس شق کی بھی بقیہ رقم کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا۔

۶/۳/۶ ادائیگی کے کاغذات: اس میں سامان اور خدمات ادھار پر درآمد کنندہ کو جاری کردہ بلز اور تمسکِ آمر [promissory note] یا غیر سودی ادھار لینے کے لیے جاری کردہ بلز اور آمر کے بانڈز شامل ہیں۔ جبکہ یہ قرض اگلے سال واجب الادا ہوتا ہو تو یہ اثاثے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے۔

۶/۳/۷ مختصر مدتی قرضے اور اوور ڈرافٹ اکاؤنٹ پر شق ۵/۳/۴/۲ کے احکامات جاری ہوں گے۔

۶/۳/۸ واجب الادا اخراجات: ان سے مراد وہ اخراجات ہیں جو حالیہ سال سے متعلق ہیں اور ان کی ادائیگی اگلے سال میں کی جائے گی۔ یہ اثاثے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے۔

۶/۳/۹ پیشگی آمدنی: اگر یہ آمدنی کسی ایسی خدمت کے عوض میں ہے جو ابھی تک فراہم ہی نہیں کی گئی ہے تو اس خدمت کے عوض آمدنی پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ یہ آمدنی کی ملکیت یقینی نہیں، اس لیے کہ اجارے کا معاہدہ کسی بھی عذر یا پیش آمدہ تبدیلیوں کی وجہ سے ختم کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا غیر فراہم کردہ خدمات کے عوض آمدنی قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کی جائے گی۔

noorcentre.com

رہی وہ پیشگی آمدنی جو کسی زبانی یا تحریری عقدِ معاوضہ کی تعمیل کے عوض ملی ہے، وہ تو ادارے کی ملکیت میں شامل ہوگئی ہے، چنانچہ اس کی زکوٰۃ لازم ہے، چاہے اس میں ذکر کردہ سامان ابھی تک فراہم بھی نہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا یہ آمدنی قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کی جائے گی۔

۶/۳/۱۰ واجب الادا ٹیکس: حالیہ مدت سے متعلق ٹیکس، جن کی ادائیگی اگلے سال کے دوران کرنی ہے، ان کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا۔

۶/۳/۱۱ گاہک کی فراہم کردہ زرِ ضمانت جو اس نے اپنی پابندیوں اور میعادی اخراجات کے تصفیہ کی ضمانت کے طور پر دی ہے، یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کی جائے گی۔

۶/۳/۱۲ اقلیتی حقوق[minority interest]: اس سے مراد ذیلی کمپنی میں دوسرے شرکاء کی حصہ داری ہے اور یہ مجموعی مالی حسابات [consolidated accounts] میں لکھی بھی جاتی ہے۔ اس پر شق ۴/۲/۵ کے احکامات جاری ہوں گے۔

۷- متوقع نقصان کے تخمینے [provisions][1]

۷/۲ متوقع نقصان کے تخمینے کی تعریف

متوقع نقصان کے تخمینے سے مراد وہ رقم ہے جو آمدن سے سال کے آخر میں الگ کرلی جاتی ہے تاکہ اثاثوں کی ممکنہ کمی کو پورا کیا جاسکے یا غلط اندازوں اور ان دیکھی پابندیوں سے نمٹا جاسکے۔ یہ تخمینے چونکہ ممکنہ نقصانات اور غیر متعین پابندیوں کے لیے ہوتی ہیں اس لیے دیون کی تحصیل اور التزام کی پاسداری کے بعد، یا اگر یہ تخمینے مقدارِ واجب سے زائد ہوں، تو مکمل یا جزوی طور یہ تخمینے نفع و نقصان کھاتے [profit and loss account] میں واپس لوٹا دیے جاتے ہیں۔

(۱) اس کی بعض صورتوں کو پہلے بھی ذکر کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اس کے لیے ۵/۳/۲ اور ۵/۳/۳ دیکھیں۔

۲/۷ متوقع نقصان کے تخمینوں کی تقسیم

noorcentre.com

متوقع نقصان کے تخمینوں میں درج ذیل امور کی رعایت رکھنا ضروری ہے:

۱/۲/۷ جامد اثاثوں سے متعلق تخمینے: چونکہ جامد اثاثے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل نہیں، اس لیے یہ مدات قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کی جائیں گی۔

۲/۲/۷ جاری اثاثوں سے متعلق تخمینے: چونکہ جاری اثاثوں کی قیمت بازاری نرخ کے لحاظ سے لگائی جاتی ہے، اس لیے جاری اثاثوں سے متعلقہ تخمینوں کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی وجہ سے جاری اثاثوں کی قیمت اصل کاروباری سرمایہ کی بنیاد پر لگائی گئی، جو کہ عموماً قدرِ مبادلہ سے زیادہ ہی ہوتی ہے، تو اس صورت میں اس مد کے لحاظ سے بازاری قیمت اور اصل کاروباری سرمایہ کی قیمت کے فرق کو قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیا جائے گا۔

۳/۲/۷ مالی ذمہ داریوں سے متعلقہ تخمینے: ان تخمینوں کا مقصد غلط اندازوں اور ان دیکھی پابندیوں کو پورا کرنا ہے، مثلاً: ملازمت کی اختتامی سہولیات، ملازمین کی چھٹیاں، محصولات اور ہرجانہ کے لیے تخمینے۔ ان سب تخمینوں کا اندازہ مناسب طور پر لگانا چاہیے تاکہ خفیہ محفوظے [reserve] کا ذریعہ نہ بن جائے۔ جب بھی ان کے تخمینہ میں مبالغہ کا عنصر نظر آئے تو زیادتی کو ضرور ختم کر دینا ضروری ہے۔

۴/۲/۷ جن صورتوں میں تخمینوں کو اثاثوں سے منہا کرنا جائز ہے، وہاں ان کے سودی منافع، اگر ہوں تو بھی، منہا نہیں کیے جائیں گے۔ اثاثوں سے تو صرف شریعت کے منظور شدہ ذمہ داریوں و پابندیوں کو ہی منہا کیا جائے گا۔ یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ سودی قرض یا ڈپازٹ رکھوانا قطعی طور پر حرام ہے۔ شق ۳/۲/۶ دیکھی جائے۔

noorcentre.com

۷/۳ متوقع نقصان کے تخمینوں کی تطبیقات اور یہ تفصیل کہ کون سے تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا کیے جائیں گے اور کون سے نہیں

۷/۳/۱ قبل از عمل اخراجات کی تلافی کے تخمینے: یہ عمل سے قبل اخراجات کی تلافی کے لیے مجموعی رقم ہوتی ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۲ اضافہ کی غرض سے خریدے گئے حصص میں سرمایہ کاری کی کمی کے تخمینے: یہ تخمینے مالیاتی بازار یا اصل کاروباری سرمایہ کاری کی قیمت میں اصل لاگت سے کمی کے لیے ہے، جبکہ لاگت یا بازاری قیمت میں سے جو کم ہو، اس کے اعتبار سے قیمت لگائی جا رہی ہو۔ یہ مد قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۳ ضائع یا تلف ہو جانے والے سامان اور سست رفتاری کے شکار سامانِ تجارت کے تخمینے: سست سامان کی مد اس سامان کے میعاد پوری ہو جانے یا متروک ہو جانے یا بازار کی سست رفتاری کی وجہ سے اس کی قیمت میں کمی ہو جانے کے لیے ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۴ مالیاتی دستاویزات یا سامان کی قیمتوں میں ممکنہ کمی کی تلافی کے تخمینے: یہ تخمینے ان چیزوں میں حقیقی کمی کو دور کرنے کے لیے ہوتے ہیں اور یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۵ چھٹیوں کے لیے تخمینے: یہ آمدن سے کٹوتی ہے جو ملازمین کی حقداری چھٹیوں کے عوض دینے کی ادارے کی ذمہ داری پورا کرنے لیے کی جاتی ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۶ ملازمت کی اختتامی اور ریٹائرمنٹ سہولیات اور پنشن کے تخمینے: اس سے مراد وہ رقم ہے جو آمدنی سے کاٹی جاتی ہے تاکہ مذکورہ ذمہ داریاں پوری کی جا سکیں۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ یہ تخمینے خرچ کرنے کے لیے

قائم کی گئی ہیں لیکن ابھی تک خرچ نہیں کیے گئے ہیں۔ یہ صرف اسی صورت میں منہا کی جا سکتی ہیں جبکہ یہ عملاً خرچ کی جا چکی ہوں یا موجودہ سال میں ان کی ادائیگی واجب ہو چکی ہو، اگرچہ ادائیگی نہ ہوئی ہو۔

noorcentre.com

۷/۳/۷ تخمینے برائے ہرجانہ: اس سے مراد آمدنی سے کاٹی گئی وہ رقم ہے جو ابتدائی عدالتی فیصلے (قابلِ نظرِ ثانی) کے نتیجے میں کسی خاص فریق کو بطور ہرجانہ دیے جانے کی پابندی پورا کرنے کے لیے رکھی جاتی ہے۔ یہ تخمینے عدالتی فیصلوں میں لکھی گئی رقوم کے حساب سے اندازاً طے کیے جاتے ہیں، اس لیے یہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے اس وقت تک منہا نہیں کی جا سکتی جب تک اس کی ادائیگی آخری عدالتی فیصلے کے مطابق لازم نہ ہو جائے۔

۷/۳/۸ تخمینے برائے دیکھ بھال: یہ تخمینے خرچ کرنے کے لیے قائم کیے گئے ہیں لیکن ابھی تک خرچ نہیں کی گئی ہیں۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۷/۳/۹ تخمینے برائے جامد اثاثہ جات کا انشورنس: اس سے مراد ادارے کی آمدنی سے کاٹی جانے والی وہ رقم ہے جو انشورنس کمپنی کو بطورِ قسط عنقریب دی جائے گی۔ یہ تخمینے اثاثوں کے حساب سے طے کیے جاتے ہیں۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ یہ خرچ کرنے کے لیے قائم کیے گئے ہیں لیکن ابھی تک ادارے کی ملکیت میں ہیں۔

۷/۳/۱۰ کرنسی کی قدر میں کمی کے تخمینے: یہ کمپنی کی آمدن سے کاٹی گئی وہ رقم ہے جو کمپنی کے مالی گوشواروں میں لکھی کرنسی کی قدر کے مقابلے میں غیر ملکی کرنسی کی قدر میں کمی کا حساب رکھنے کے لیے ہوتی ہے۔ یہ دونوں قیمتوں (قیمتِ خرید اور بازاری قیمت) کے فرق کے حساب سے طے کی جاتی ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی قدر کے تعین کے وقت قیمتِ

noorcentre.com

مبادلہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

۱۱/۳/۷ محصولات کے تخمینے: اس سے مراد موجودہ سال کے غیر ادا شدہ محصولات کی ادائیگی کے لیے کمپنی کی آمدن سے اندازے سے کاٹی گئی رقم ہے۔ اس تخمینے کا اندازہ سابقہ سال کے محصولات کی مقدار اور اس موجودہ سال میں کمپنی کے معاملات کے حجم کے حساب سے کیا جاتا ہے۔ یہ تخمینے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۸-محفوظے [reserves]

۱/۸ محفوظے کی تعریف

محفوظے نفع سے کاٹی گئی وہ رقم ہے جو قانونی پابندی کی وجہ سے (قانونی محفوظے) یا ادارے کے قواعد وضوابط کی دستاویز کی وجہ سے یا ادارے کی مجلسِ شرعی کے فیصلے کی وجہ سے (اختیاری محفوظے) کاٹی جاتی ہے۔ یہ محفوظے متعدد اغراض میں سرمایہ فراہم کرتے ہیں، مثلاً مستقبل میں توسیع، ممکنہ نقصان کا سامنا کرنا، جن سالوں میں حقیقی نفع نہ ہو ان میں نفع تقسیم کرنا اور جب ان محفوظوں کی ضرورت نہ رہے تو انہیں تقسیم کرنا۔

۲/۸ محفوظوں کی حیثیت اور ان کا شرعی حکم

۱/۲/۸ اختیاری و قانونی دونوں طرح کے محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ یہ شرعی نقطہ نظر سے ادارے کے ذمہ ادھار و قرض میں شامل نہیں ہیں، اگرچہ ان کو مالی ذمہ داریوں کے ضمن میں لکھا جاتا ہے۔ یہ محفوظے چونکہ ادارے کی ملکیت میں ہوتے ہیں، لہٰذا جبکہ خالص اثاثوں والا طریقہ لاگو کیا گیا ہو تو دیگر اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ ان کی بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۲/۲/۸ اس حقیقت کے باوجود کہ سرمایہ کھاتہ [capital account] اور اضافی اجرا ادارے کے لیے سرمایہ کی فراہمی کا ذریعے بنتے ہیں، تاہم یہ ادھار و قرض نہیں

ہیں، لہٰذا انہیں قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

noorcentre.com

۸/۳ محفوظوں کی تطبیقات

۸/۳/۱ قدر و قیمت کی از سرِ نو قیمت لگانے والے محفوظے (راس المال کے محفوظے): یہ جامد اثاثوں کی موجودہ بازاری قیمت کے لحاظ سے از سرِ نو قیمت لگانے سے حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ جامد اثاثوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی ہے لہٰذا یہ محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائیں گے۔

۸/۳/۲ آمدن محفوظے: اس سے مراد قابلِ تقسیم نفع کا وہ حصہ ہے جو انتظامی فیصلے کی وجہ سے مستقبل کی ضروریات پورا کرنے کی غرض سے روک لیا جاتا ہے۔ یہ ادارے پر قرض نہیں ہے لہٰذا یہ محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۸/۳/۳ حصص (ادارے کے خزانہ کے حصص)[treasury shares] کی خریداری سے حاصل ہونے والے منافع کے محفوظے: یہ محفوظے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب ادارہ اپنے ہی حصص خریدتا اور بیچتا ہے۔ چونکہ یہ منافع کا حصہ ہوتے ہیں لہٰذا یہ محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۸/۳/۴ قابلِ تقسیم منافع کے محفوظے: اس سے مراد وہ نفع ہے جسے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے اعلان تو کر دیا لیکن اس کی تقسیم کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ یہ محفوظے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

۸/۳/۵ روکے ہوئے نفع کے محفوظے: یہ محفوظے اس نفع پر مشتمل ہوتے ہیں جو اگلے سال کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے۔ یہ آمدن محفوظوں کا ایک حصہ بن جاتے ہیں اور یہ محفوظے بھی قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائیں گے۔

noorcentre.com

۹- زکوٰۃ کی تقسیم کے آٹھ مصارف

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف وہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں جنہیں قرآن کریم کی درجِ ذیل آیت میں ذکر کیا گیا ہے: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡہَا وَ الۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ﴾ [1] (صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا، اور ان اہلکاروں کا جو صدقات کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں، اور ان کا جن کی دلداری مقصود ہے۔ نیز انہیں غلاموں کو آزاد کرنے میں، اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کی مدد میں خرچ کیا جائے۔ یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ علم کا مالک ہے اور حکمت کا بھی مالک)۔ ادارے کی مجلسِ شرعی ان تمام آٹھ مصارف کا تعیّن اور تطبیق اپنی صوابدید پر کر سکتی ہے۔

۱۰- زکوٰۃ کی تقسیم کے شرعی احکام

۱/۱۰ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے دائن (ادارے) کا اپنے مقروض کو صرف بری کرنا کافی نہیں ہے۔ تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ مقروض اپنے دائنین سے زکوٰۃ وصول کر کے اپنی واجب الادا ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکتا، بس شرط یہ ہے کہ زکوٰۃ سے قرض کی ادائیگی باہمی اتفاق اور کسی شرط کی وجہ سے نہ ہو۔

۲/۱۰ اصل تو یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہوتے ہی ادا کر دی جائے، تاہم اس میں ایک سال تک کسی عذر کی وجہ سے تاخیر کی جاسکتی ہے، مثلاً سرمایہ کی عدم دستیابی، سرمایہ کی تقسیم کسی زمانی اوقاتِ کار سے منسلک ہو، یا کوئی اور واضح مصلحت ہو۔

۳/۱۰ ادارے کی ذمہ داری ہے کہ وہ زکوٰۃ کے لیے خصوصی مد یا کھاتہ قائم کرے۔

۴/۱۰ اصل تو یہی ہے کہ زکوٰۃ ان ہی آٹھ مصارف میں تقسیم کی جائے، تاہم ضرورت کے موقع زکوٰۃ ایسے سرمایہ کاری منصوبوں میں لگائی جاسکتی ہے جو اپنے اختتام پر مستحقینِ زکوٰۃ کی

---

(۱) سورۃ التوبۃ: ۶۰۔

ملکیت میں آجائیں یا وہ زکوٰۃ کے جمع و خرچ کرنے میں مجلسِ شرعی کے زیرِ نگرانی ہوں۔ نیز منصوبوں میں زکوٰۃ فنڈز کی سرمایہ کاری مستحقین کی فوری ضروریات پوری کرنے اور نقصانات سے بچاؤ کی مکمل ضمانت کے بعد کی جائے۔

noorcentre.com

۱۰/۵ زکوٰۃ لمبی مدت گزر جانے سے بھی ساقط نہیں ہوجاتی۔

۱۰/۶ زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے بھی ادا کی جاسکتی ہے، اس پیشگی ادائیگی کی شرائط ہیں جن کی تفصیلات کے لیے ادارے کی مجلسِ شرعی سے رجوع کیا جائے۔

۱۰/۷ زکوٰۃ میں قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

۱۰/۸ زکوٰۃ مذکورہ تمام آٹھ مصارف میں تقسیم کرنا ضروری نہیں، بلکہ بعض مصارف تک بھی محدود رکھی جاسکتی ہے۔

۱۰/۹ ادارے کی مجلسِ شرعی کی منظور کردہ کسی بھی مصلحت کی وجہ سے زکوٰۃ دینے والے کے شہر کے علاوہ دوسرے علاقے میں بھی زکوٰۃ تقسیم کی جاسکتی ہے۔

۱۱- مویشیوں کے نصاب اور ان کی زکوٰۃ

شق ۱۱/۱، ۱۱/۲ اور ۱۱/۳ میں نقشے دیکھے جاسکتے ہیں۔

۱۱/۱ اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب اور ان کی شرحِ زکوٰۃ

ابتداء	انتہا	واجب مقدارِ زکوٰۃ
۱	۴	کچھ بھی نہیں
۵	۹	ایک بکری
۱۰	۱۴	۲ بکریاں
۱۵	۱۹	۳ بکریاں
۲۰	۲۴	۴ بکریاں
۲۵	۳۵	بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی)
۳۶	۴۵	بنت لبون (دو سالہ اونٹنی)
۴۶	۶۰	حقہ (۳ سالہ اونٹنی)

noorcentre.com

۶۱	۷۵	جذعۃ (۴ سالہ اونٹنی)
۷۶	۹۰	۲ بنت لبون
۹۱	۱۲۰	۲ حقہ
۱۲۱	۱۲۹	۳ بنت لبون
۱۳۰	۱۳۹	۱ حقہ اور ۲ بنت لبون
۱۴۰	۱۴۹	۲ حقہ اور ۱ بنت لبون
۱۵۰	۱۵۹	۳ حقہ
۱۶۰	۱۶۹	۴ بنت لبون
۱۷۰	۱۷۹	۱ حقہ اور ۳ بنت لبون
۱۸۰	۱۸۹	۲ حقہ اور ۲ بنت لبون
۱۹۰	۱۹۹	۳ حقہ اور ۱ بنت لبون
۲۰۰	۲۰۹	۴ حقہ یا ۵ بنت لبون
۲۱۰	۲۱۹	۱ حقہ اور ۴ بنت لبون
۲۲۰	۲۲۹	۲ حقہ اور ۳ بنت لبون
۲۳۰	۲۳۹	۳ حقہ اور ۲ بنت لبون
۲۴۰	۲۴۹	۴ حقہ اور ۱ بنت لبون
اس سے زائد پر ہر ۵۰ عدد پر ایک حقہ اور ہر ۴۰ عدد پر ایک بنت لبون واجب ہے		

۲/۱۱ گائے کی زکوٰۃ کا نصاب اور ان کی شرح زکوٰۃ

ابتداء	انتہا	واجب مقدارِ زکوٰۃ
۱	۲۹	کچھ بھی نہیں
۳۰	۳۹	تبیع یا تبیعہ (ایک سالہ گائے)
۴۰	۵۹	مُسِنّہ (دو سالہ گائے)
۶۰	۶۹	۲ تبیع یا ۲ تبیعہ
۷۰	۷۹	۱ مُسِنّہ اور ۱ تبیع یا تبیعہ
۸۰	۸۹	۲ مُسِنّہ

۹۰	۹۹	۳ تبیع
۱۰۰	۱۰۹	مُسنّہ، ۲ تبیع یا ۲ تبیعہ
۱۱۰	۱۱۹	۲ مُسنّہ اور ۱ تبیع یا تبیعہ
۱۲۰	۱۲۹	۳ مُسنّہ یا ۴ تبیع
اس سے زائد پر ہر ۳۰ عدد پر ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر ۴۰ عدد پر ایک مِسنّہ واجب ہے		

noorcentre.com

۳/۱۱ بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا نصاب اور ان کی شرحِ زکوٰۃ

ابتداء	انتہا	واجب مقدارِ زکوٰۃ
۱	۳۹	کچھ بھی نہیں
۴۰	۱۲۰	۱ بکری
۱۲۱	۲۰۰	۲ بکریاں
۲۰۱	۳۹۹	۳ بکریاں
۴۰۰	۴۹۹	۴ بکریاں
اس سے زائد پر ہر ۱۰۰ عدد پر ایک بکری واجب ہے		

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

شرعی معیار برائے زکوۃ کو مجلسِ شرعی نے اپنے بائیسویں اجلاس منعقدہ بحرین بتاریخ ۲۸-۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، مطابق ۲۶-۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۲۶ - ۳۰ شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰ - ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء کے مکہ مکرمہ میں منعقدہ اپنے تیرہویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے زکوٰۃ پر شرعی معیار کے اجرا کی منظوری دی۔

یکم رمضان ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے زکوٰۃ کی شرعی مطالعاتی رپورٹ تیار کرنے کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کی منظوری دی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹیوں کی مشترکہ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ بروز جمعرات بتاریخ ۸ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ اپریل ۲۰۰۶ء مکہ مکرمہ میں اس شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے اس بحث و تمحیص اور ممبران کے آراء کی روشنی میں ترمیم کرنے کی ہدایت دی۔

مجلسِ شرعی نے اپنے اجلاس نمبر ۱۸ منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۸ - ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ھ میں شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کی مشترکہ کمیٹی کی ترامیم پر بحث کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں اس میں شامل کیا۔

مورخہ ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء بحرین میں جنرل سیکرٹریٹ نے جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بینک، اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹی کے اساتذہ و دیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسہ میں پیش کی گئیں تمام آراء کو سنا گیا اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے نمائندوں نے تمام سوالات کے جواب دیے اور ان پر اپنے تاثرات بھی لکھے۔

مورخہ ۱۲ - ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۷ جون - یکم جولائی ۲۰۰۷ء مدینہ منورہ میں منعقدہ

noorcentre.com

اٹھارویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے ان ترامیم پر بحث کی جنہیں جلسۂ سماعت کمیٹی نے تیار کیا تھا اور ان میں جنہیں مناسب سمجھا شامل کیا۔

مورخہ ۴ - ۸ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۵ - ۱۱ فروری ۲۰۰۸ء کو مجلسِ شرعی کا بیسواں اجلاس بحرین میں منعقد ہوا جس میں مجلس نے شرعی معیارات کی دونوں کمیٹیوں کی مشترکہ کمیٹی کی ترامیم پر بحث کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں اس میں شامل کیا۔

مورخہ ۲۸ - ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کو مجلسِ شرعی نے اپنے بائیسویں اجلاس بمقام بحرین میں مناسب ترامیم پر نظرِ ثانی کی اور اس معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- سلم کے ذریعے خریدے گئے سامانِ تجارت کی وجہ سے پیدا ہونے والے کسی دَین کا تصور محال ہے کیونکہ سلم میں راس المال [قیمت] پیشگی ہی ادا کردیا جاتا ہے۔ لہذا سلم میں خریدار کو اس راس المال کی زکوۃ دینی لازم ہے جو اس نے وصول کرلیا ہے۔
- احکام کے باقی دلائل مختصر طور پر شقوں میں دیے گئے ہیں۔ یہ بات مد نظر رہے کہ زکوۃ کے اکثر احکام متفقہ ہیں اور مجمع الفقہ الاسلامی کی طرف سے زکوۃ کے متعلق جو قرارداد منظور کی گئی ہے ان کا مکمل التزام کیا گیا ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

خالص اثاثہ جات والا طریقہ [net assets method]

اداشدہ سرمایہ + محفوظے + وہ مدات جنہیں اثاثوں سے منہا نہیں کیا گیا + روکا ہوا منافع + خالص آمدن + موجودہ مالیاتی سال کی تاریخ کے لحاظ سے اس موجودہ سال میں ادا نہ ہونے والی مالی ذمہ داریاں + آنے والے مالیاتی سال کی کل اقساط + خالص جامد اثاثے اور وہ اضافی سرمایہ کاری جو تجارتی غرض سے نہیں ہیں، جیسے کرایہ کے لیے جائیداد + آگے منتقل کیے گئے نقصانات۔

---

(۱) آسانی کی غرض سے اکثر اصطلاحات معیار کے متن میں بیان کردہ قواعد کے تحت ہی بیان کردی گئی ہیں۔

مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر

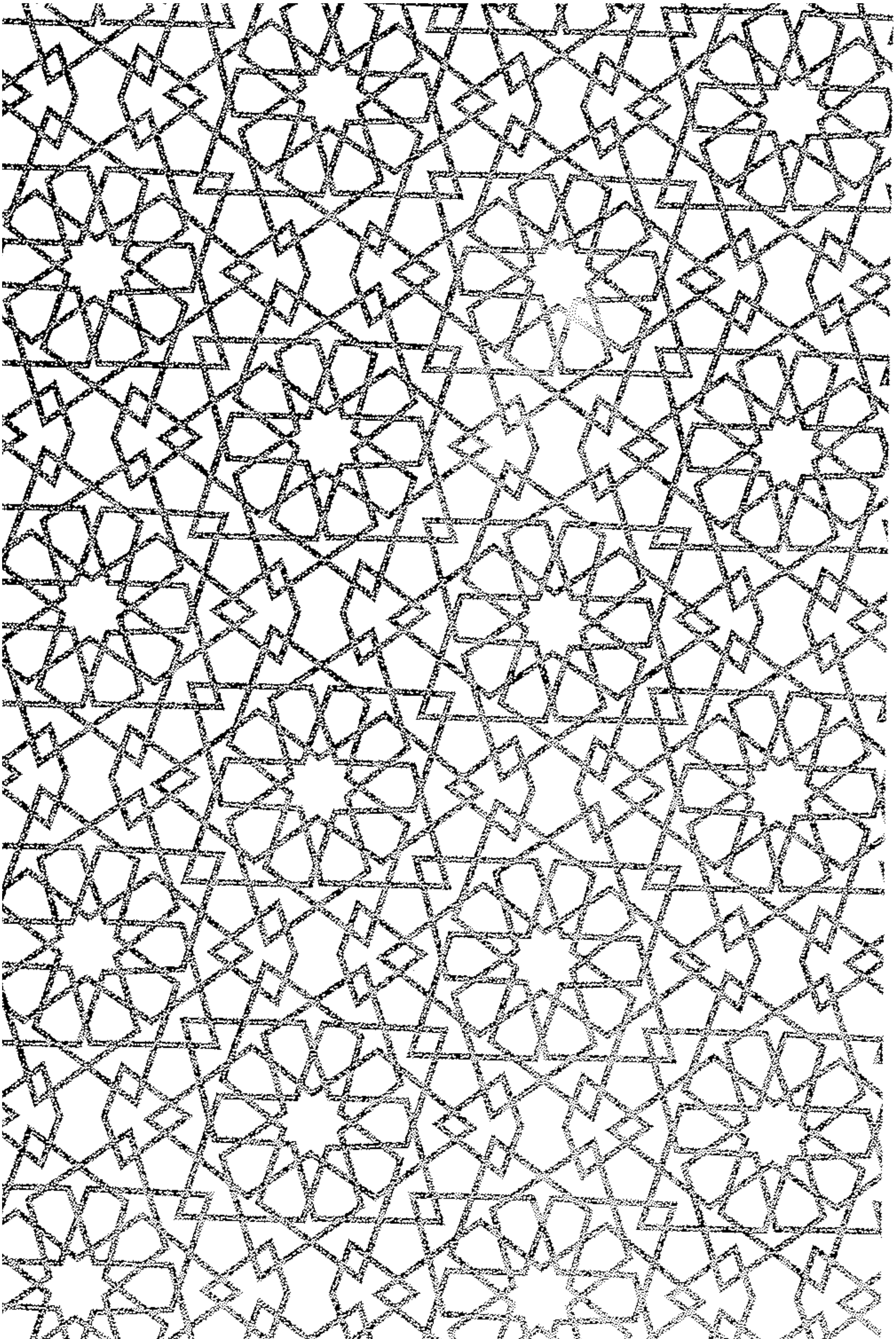

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۹۳۸

معیار کا متن ۹۳۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۹۳۹

۲- التزامات پر واقع ہونے والے عوارض [غیر متوقع حالات] کی تعریف ۹۳۹

۳- عوارض کی اقسام ۹۴۰

۴- التزامات میں تبدیلی کا سبب بننے والے عوارض [غیر متوقع حالات] ۹۴۰

۵- التزامات کو کسی خارجی سبب کے باعث ختم کرنے والے عوارض [غیر متوقع حالات] ۹۴۰

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۴۲

معیار کی منظوری ۹۴۳

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۴۴

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۴۶

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۹۴۸

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ایسے عوارض [غیر متوقع حالات] کو بیان کرنا ہے، جو کسی التزام پر اچانک واقع ہو کر اس کے اثرات میں ایسی تبدیلی واقع کرتے ہیں کہ ان عوارض [غیر متوقع حالات] کے واقع نہ ہونے کی صورت میں وہ تبدیلی پیدا نہ ہوتی۔

واللہ الموفق...

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اچانک واقع ہونے والے ان عوارض [غیر متوقع حالات] اور ان کے اثرات کے بیان پر مشتمل ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے زیرِ استعمال، اسلامی تمویل اور سرمایہ کاری کی عملی صورتوں میں واقع ہوتے ہیں۔ یہ معیار ارادے کے عیوب کو شامل نہیں، اسی طرح عاقدین کے اتفاق سے جو تصرفات پیش آتے ہیں انہیں بھی شامل نہیں۔

۲- التزامات پر واقع ہونے والے عوارض [غیر متوقع حالات] کی تعریف

التزامات[2] [liabilities/obligations] پر واقع ہونے والے عوارض سے مراد وہ امور ہیں جو تصرفات یا تصرفات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے التزامات کے درست انعقاد کے بعد ان پر اچانک واقع ہو کر ان کو متاثر کر دیتے ہیں۔

یہ عوارض ان عیوبِ ارادہ سے مختلف ہیں جو معاملہ کے انعقاد کے ساتھ مُلحَق ہوتے ہیں، اگرچہ ان کے اثرات بعد میں ظاہر ہوں۔ اسی طرح یہ التزامات کے اس خاتمے سے بھی مختلف ہیں، جو دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی یا کسی ایک فریق کے ارادے سے ہو، بشرطیکہ اس فریق کو عقد کی نوعیت یا عقد میں شرط لگانے کی وجہ سے التزام کے خاتمے کا اختیار ہو۔

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

(۲) اس معیار میں "التزامات" سے "مالی التزامات/financial obligations" مراد ہیں۔ (مترجم)

noorcentre.com

۳- عوارض کی اقسام

اثرات کے لحاظ سے عوارض کی دو قسمیں ہیں۔

ایسے عوارض جو التزامات میں تبدیلی کا سبب بنیں، اور ایسے عوارض جو کسی خارجی سبب کی وجہ سے التزام کے خاتمے کا سبب بنیں۔

۴- التزامات میں تبدیلی کا سبب بننے والے عوارض

ایسے عوارض جن کا اثر التزام کو مکمل ختم کرنے کی بجائے اس میں تبدیلی واقع کرنے تک محدود رہتا ہے۔ ان کی جملہ مثالوں میں سے کچھ مثالیں یہ ہیں:

۴/۱ عقد کے نفاذ کے بعد کسٹم ڈیوٹی یا ٹیکس کا واجب ہونا، یہ صورت اس فریق کے التزام کو متاثر کرتی ہے جس نے قانون یا طے شدہ شرائط کے مطابق اس ٹیکس کو ادا کرنا ہے۔

۴/۲ ٹھیکیداری کے معاملہ میں استعمال ہونے والی اشیا کی قیمتوں میں ایسی تبدیلی کا واقع ہونا جو ٹھیکیدار کو بڑے نقصان سے دوچار کر دے۔ ایسی صورت میں اس کا حقیقی نقصان باہمی رضامندی، ثالثی یا عدالت کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔

۴/۳ ان اشیا کی درآمد میں رکاوٹ کا پیدا ہو جانا، جن اشیا کو مرابحہ یا اجارہ کے تحت حوالے کرنا تھا۔ ایسی صورت میں ادارے یا گاہک کو ہونے والے حقیقی نقصان کو صلح، ثالثی یا عدالت کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔

۴/۴ قانون میں ایسی تبدیلی جو دونوں فریقوں میں سے کسی ایک پر مالی ذمہ داریوں کی زیادتی کا سبب بنے۔ ایسی صورت میں اضافی ذمہ داریاں برداشت کرنے والے فریق کا انتخاب قانون یا معاملہ میں طے شدہ شرائط کے مطابق کیا جائے گا۔

۵- التزامات کو کسی خارجی سبب کے باعث ختم کرنے والے عوارض

یہ وہ عوارض ہیں جو دونوں فریقوں کے عمل دخل کے بغیر التزام کو ختم کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس کے اثرات اس فریق پر ظاہر ہوتے ہیں جس کی ذمہ داری التزام کی عدم موجودگی میں تھی، مثلاً مالک اپنی

مملوکہ چیز کے اثرات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کی جملہ مثالوں میں سے کچھ مثالیں یہ ہیں:

noorcentre.com

۱/۵ جب التزام پر عمل ناممکن یا بے فائدہ ہو

جب التزام پر عمل کرنا ناممکن ہو جائے یا اس پر عمل کا فائدہ باقی نہ رہے، مثلاً: کسی مجلس کے لیے درکار لازمی سامان کی فراہمی، جب ایسے سامان کی درآمد سے قبل اس مجلس کا مقرر وقت ختم ہو جائے تو ایسی صورت میں یہ التزام درج ذیل شرائط کے ساتھ کالعدم شمار ہوگا:

۱/۱/۵ التزام کو پورا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو اور اس پر عمل کرنا ناممکن ہو۔

۲/۱/۵ التزام پر عمل نہ ہونے کی وجہ شخصی نہ ہو، بلکہ معروضی ہو۔

۳/۱/۵ التزام پر عمل کرنے والے فریق کے علاوہ کوئی تیسرا فریق التزام پر عمل نہ کرنے کی وجہ بن جائے۔

۲/۵ محلِ التزام کا مکمل یا جزوی طور پر ہلاک ہو جانا

اگر ملتزَم لہ [جس شخص کے لیے التزام کیا گیا ہے] کے حوالے کرنے سے پہلے محلِ التزام [جس چیز کا التزام کیا گیا ہے] ہلاک ہو جائے تو اس کی ہلاکت کی ذمہ داری ملتزِم [جس شخص نے التزام کیا ہے] پر ہوگی، اور جب محلِ التزام مکمل طور پر ملتزم لہ کے عمل کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو اس کی ذمہ داری ملتزَم لہ پر ہوگی اور جب محلِ التزام حقیقی یا حکمی قبضہ سے پہلے ملتزِم کے عمل یا کسی قدرتی آفت کی وجہ سے جزوی طور پر ہلاک ہو جائے تو ملتزم لہ کو خیار حاصل ہوگا۔

۳/۵ محل التزام میں کسی اور کا حق ظاہر ہو جائے

جب محلِ التزام میں کسی کا حق ثابت ہو جائے، یعنی یہ ظاہر ہو کہ التزام کرنے والے کے علاوہ کوئی اور شخص اس کا مالک ہے تو ایسی صورت میں محلِ التزام کے مستحق کو معاوضہ دینا ضروری ہوگا۔ جب محل التزام کے بعض حصہ میں کسی کا حق ثابت ہو جائے تو اس بعض حصہ میں التزام ختم ہو جائے گا اور جس کے لیے یہ التزام کیا گیا ہو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو بقیہ حصہ کو اس کے بقدر معاوضہ کے بدلے لے لے اور اگر چاہے تو معاملہ کو سودا

noorcentre.com

تقسیم ہونے کی بنیاد پر ختم کردے۔

۴/۵ کسی عذر کی وجہ سے التزام کا ختم ہوجانا

جب اجارہ کے معاملہ میں کوئی ناگہانی عذر واقع ہوجائے اور اس کی وجہ سے غیر معمولی نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں نقصان کا شکار ہونے والے فریق کو معاملہ ختم کرنے کا حق ملتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی فریق کو کوئی واضح عذر درپیش ہو تو وہ بھی یکطرفہ طور پر اجارہ کو ختم کرسکتا ہے اور اگر عذر واضح نہ ہو تو دونوں فریق باہمی رضامندی سے معاملہ ختم کرسکتے ہیں۔ اگر عذر میں اختلاف ہو تو عدالت سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، اور شرعی معیار نمبر (۳۴) "افراد کو اجرت پر رکھنا")۔

۵/۵ قدرتی آفات

حوادث سے مراد انسانی جنایت کے علاوہ، ہر وہ حادثہ ہے جس سے بچاؤ ممکن نہ ہو، اگرچہ اس کے وقوع کا علم بھی ہو۔ بنیادی طور پر اس کا اثر پھلوں اور کھیتی کی خرید وفروخت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کے حادثات کی صورت میں قیمت میں نقصان کے بقدر کمی کردی جاتی ہے۔ اسی کی ایک مثال اجارہ منتہیہ بالتملیک میں بھی ہے کہ جب تملیک کرایہ دار کے عمل کے علاوہ کسی اور وجہ سے نہ ہوپائے تو اجارہ کی اجرت میں سے معروف اجرت سے زائد رقم کی کمی کردی جاتی ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق ۸/۸)۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۵ ربیع الاول بروز جمعرات - ۱۷ ربیع الاول بروز ہفتہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تیئیسویں اجلاس میں شرعی معیار "مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۱-۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی (متحدہ عرب امارات) میں منعقد کیے گئے اپنے چودھویں اجلاس میں "مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر" سے متعلق شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۲۹ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۰۵ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے "مالی التزامات پر غیر متوقع حالات کا اثر" سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

مورخہ ۸-۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۶-۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مشترکہ کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مشیر سے مطالبہ کیا کہ اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کریں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے مورخہ ۲۱ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۶ء کو بحرین میں اپنے ایک اجلاس میں معیار کے ابتدائی مسودے پر دوبارہ بحث وتمحیص کی اور مشیر سے کہا کہ اس سے پہلے ہونے والے مباحث اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں معیار میں ضروری ترامیم شامل کریں۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۴-۸ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱-۱۵ فروری ۲۰۰۸ء کو بحرین میں منعقد کیے گئے اپنے بیسویں اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین کی طرف سے پیش کردہ ترامیم پر بحث کی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مورخہ ۲۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ جلسۂ سماعت میں پیش کیے گئے ملاحظات کو سنا گیا اور شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ان ملاحظات کے جوابات دیے۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۵ ربیع الاول بروز جمعرات - ۱۷ ربیع الاول بروز ہفتہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲ - ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تیئیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت کے شرکاء کی جانب سے پیش کی گئی ترامیم پر بحث و تمحیص کی، اس میں مناسب ترامیم شامل کیں اور اسی اجلاس میں معیار کو منظور کر لیا۔

noorcentre.com

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- بعض حالات کے اچانک پیش آجانے کی وجہ سے التزام کے اثرات میں تبدیلی کی بنیاد یہ ہے کہ ایک مسلمان کے تصرف کو حتی الامکان صحیح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور التزامات کو منسوخ کرنے کے لیے جلدی نہیں کی جاتی۔ یہ مختلف فقہی مذاہب میں ایک مسلمہ قاعدہ ہے اور جن خارجی حالات میں التزام کے دونوں فریقوں کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا وہاں یہ مزید مضبوط ہوجاتا ہے۔
- کسی التزام کو نافذ کرنے کے امکانات کے معدوم ہونے کی صورت میں اس التزام کے اثرات کے ختم ہوجانے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسے حالات میں اس کو نافذ کرنا ایک بے فائدہ کام ہوگا اور شریعت میں کسی بے فائدہ کام کی کوئی جگہ نہیں ہے، جیساکہ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔
- جس چیز کا التزام کیا گیا ہو اس کے کسی دوسرے شخص کے مملوک ثابت ہوجانے کی صورت میں التزام کے باطل ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ غاصبانہ قبضہ وغیرہ کا کوئی احترام [شرعی حیثیت] نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے: "جو شخص کسی چیز پر غاصبانہ قبضہ کرے اس پر اس کی ادائیگی لازم رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے واپس مالک کے سپرد کردے"۔ (۱)
- قدرتی آفات کے قابلِ اعتبار ہونے کی بنیاد پھلوں پر آنے والی قدرتی آفات والی حدیث ہے: " حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سالوں کے لیے پھلوں کی خرید وفروخت کو منع فرمایا اور قدرتی آفات کی وجہ سے پھلوں کی

(۱) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی مسند میں نقل کیا ہے، اصحاب سنن اربعہ رحمہم اللہ نے بھی اپنی اپنی سنن میں اس کو ذکر کیا ہے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے اسے اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے۔ الفتح الکبیر ۲/۲۳۲۔

قیمت میں کمی کی اجازت دی"۔ [1] اسی حدیث پر ہر اس چیز کو قیاس کیا جائے گا جو کسی ایسے سبب سے ضائع ہو جائے جس میں اس کے مستحق کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔

noorcentre.com

(۱) حدیث وضع الجوائح، امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام نسائی رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ جمع الزوائد ۱/۳۰۷۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

عوارضِ اہلیت

اس سے مراد وہ ذاتی صفات ہیں جو کسی شخص کی اہلیت پر اچانک واقع ہوتی ہیں، چنانچہ اس کے تصرفات صحیح طور پر واقع نہیں ہوتے۔

عیوبِ ارادہ

اس سے مراد وہ پوشیدہ امور ہیں جو عقد کے ساتھ ابتداء ہی سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے ظاہر ہونے پر حقوق وواجبات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

ناگہانی آفات

اس سے مراد وہ آفات ہیں جو آندھی وغیرہ کی وجہ سے پھلوں کو پیش آتی ہیں اور تمام پھلوں کو یا بعض پھلوں کو ضائع کر دیتی ہیں۔

اچانک پیش آنے والے حالات

اس سے مراد وہ خلافِ معمول واقعات ہیں جن کی وجہ سے بعض ایسے اقدامات اٹھانے کی اجازت ہو جاتی ہے جو عام حالات میں جائز نہیں ہوتے، مثلاً: جنگی حالات یا اندرونی بدامنی یا طبعی آفات وغیرہ۔[1]

(۱) معجم مصطلحات الشریعۃ والقانون، د عبدالواحد کرم ۲۷۶۔

قدرتی حادثات

noorcentre.com

ان سے وہ حادثات مراد ہیں جن میں کسی شخص کا اختیار یا عمل دخل نہیں ہوتا یا وہ حادثات جو آدمی کے اختیار کے بغیر قدرت کی طرف سے پیش آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، کیونکہ وہ انسان کی قدرت سے خارج ہوتے ہیں، مثلاً: پاگل پن، بھول چوک اور بے ہوشی وغیرہ۔ (۱)

استحقاق

استحقاق سے مراد فروخت کی گئی چیز کے بارے میں یہ انکشاف ہو کہ اس میں کسی غیر شخص کا حق ثابت ہے اور یہ حق کلی (پورے مال) بھی ہو سکتا ہو اور مکمل چیز کی فروخت کی صورت میں جزوی (ایک غیر منقسم حصہ) بھی۔ (۲)

یا جس حق کا کسی شخص نے کسی دوسرے آدمی کے لیے التزام کیا ہوتا ہے اس میں کلی یا جزوی طور پر کسی غیر کا حق ثابت ہو جانا۔ (۳)

(۱) معجم مصطلحات اصول الفقہ، د قطب مصطفی سانو ۳۰۵۔

(۲) معجم مصطلحات الشریعۃ والقانون (عقود میں خیار اور اس کے اثرات ۴۷۸)۔

(۳) معجم مصطلحات الشریعۃ والقانون ۳۷۔

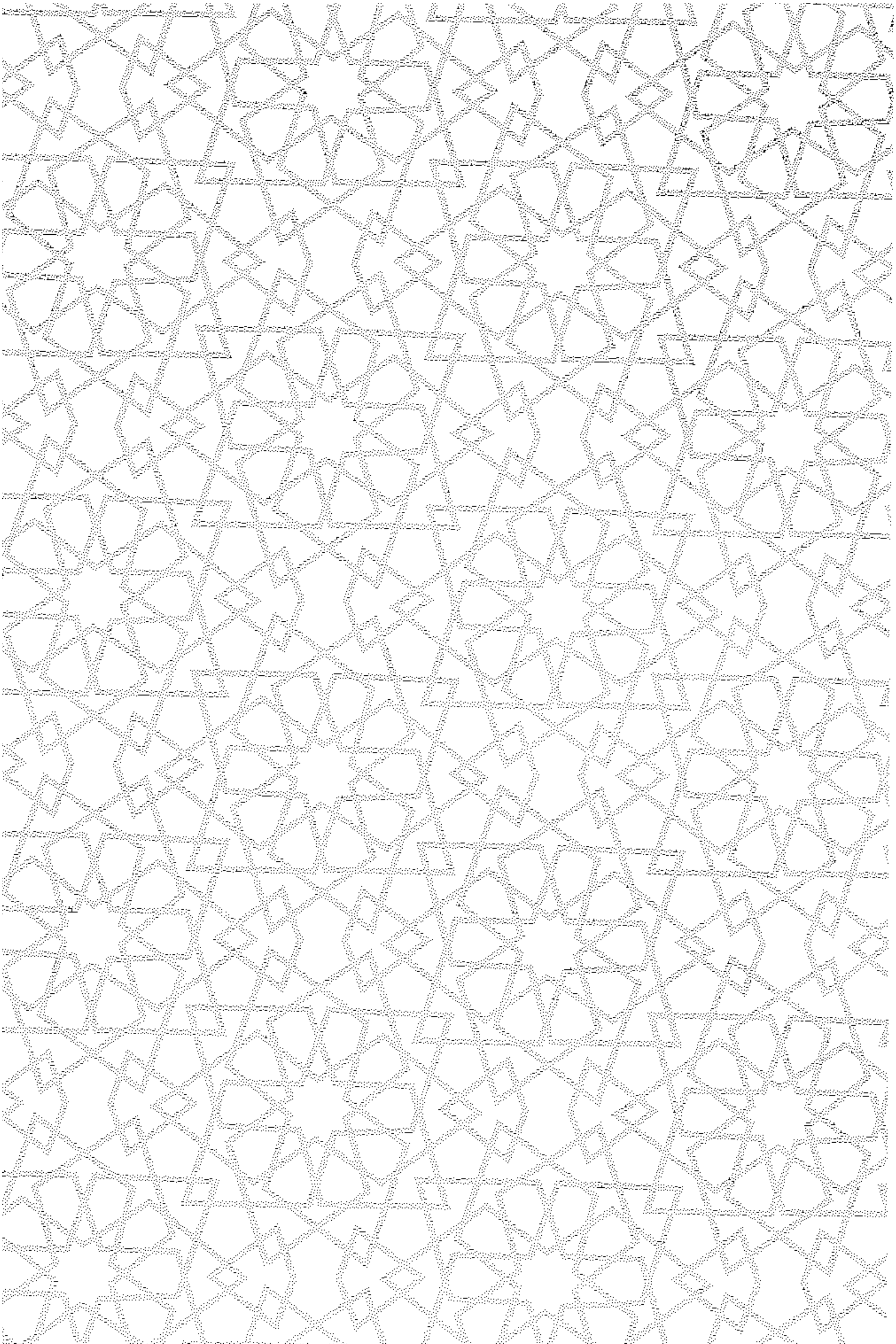

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۴۷)

کریڈٹ ایگریمنٹ

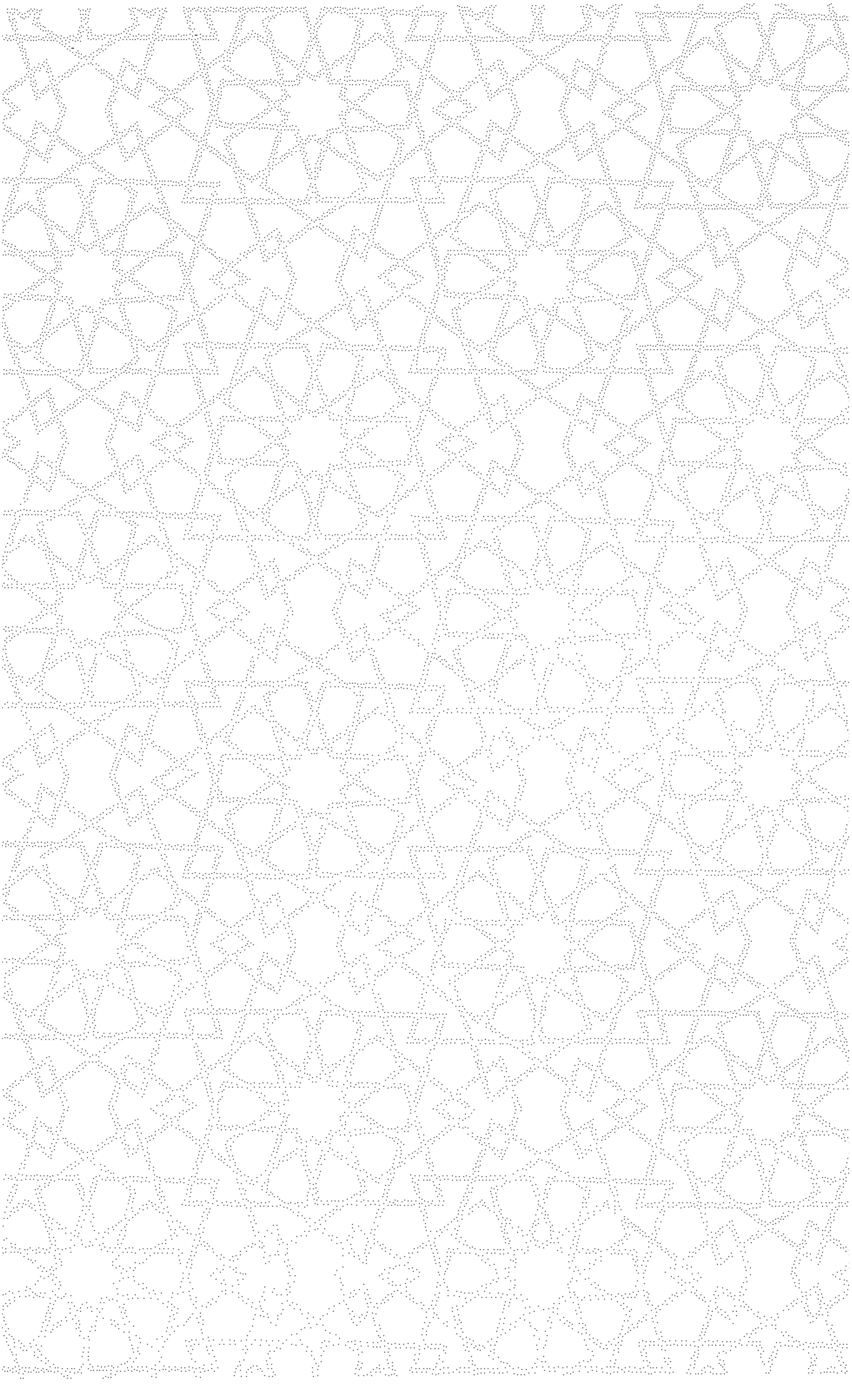

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۹۵۴

معیار کا متن ۹۵۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۹۵۵

۲- کریڈٹ سہولیات کی تعریف ۹۵۵

۳- کریڈٹ سہولیات کی اقسام ۹۵۷

۴- کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی شرعی حیثیت ۹۶۱

۵- کریڈٹ کی سہولت کے شرعی احکام ۹۶۱

۶- کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لیے ضمانتیں لینا ۹۶۵

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۶۵

معیار کی منظوری ۹۶۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۶۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۶۹

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۹۷۱

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد کریڈٹ سہولیات کی مختلف اقسام، ان کے اہم ترین استعمالات اور ان کے نتیجے میں حاصل ہونے والے معاوضات اور منافع کے احکام کو بیان کرنا ہے۔ نیز یہ معیار کریڈٹ سہولیات سے متعلق ان شرعی اصولوں پر بھی مشتمل ہے جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں ضروری ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار کریڈٹ سہولیات[1] اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے معاوضات اور منافع سے متعلق احکام کو بیان کرتا ہے، خواہ کریڈٹ کی سہولت ادارے اور اس کے گاہک کے درمیان ہونے والے معاملات میں استعمال کی گئی ہو، یا دو مختلف بینکوں کے درمیان یہ سہولت استعمال کی گئی ہو۔

۲- کریڈٹ سہولیات کی تعریف

۲/۱ کریڈٹ کا اطلاق دو فریقوں کے درمیان طے پانے والے ایسے مالی معاملے پر ہوتا ہے جس میں ایک فریق کے ذمہ دوسرے فریق کی کوئی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے، خواہ یہ ادائیگی ادھار کی صورت میں معاملہ کی ابتداء میں ہی لازم ہو جائے، اسکو "فوری ادھار" کہتے ہیں، قرض اور روایتی مالیاتی اداروں میں ہنڈی کو بٹہ لگانا وغیرہ یہ سب اسی کی مثالیں ہیں، یا معاملہ ہو جانے کے بعد ادھار کا احتمال ہو جسے "بعد میں پیش آنے والا ادھار" کہتے ہیں، جیسا کہ ادارے کی ضمانتیں، لیٹر آف گارنٹی، لیٹر آف کریڈٹ، ڈاکومنٹری کریڈٹ اور دیگر ایسی دستاویزات میں ہوتا ہے۔ "کریڈٹ سہولیات" کی اصطلاح ادھار کی ان دونوں اقسام کے لیے استعمال کی جاتی ہے، ضمان اور کریڈٹ سہولیات کا مفہوم تمویل سے وسیع ہے کیونکہ اس کا تعلق بدلین میں سے کسی ایک کی حقیقی تاخیر سے ہوتا ہے۔

۲/۲ اس معیار کی رو سے کریڈٹ سہولیات کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

۲/۲/۱ نقد کی سہولیات: اس کے تحت وہ معاملات آتے ہیں جن میں ادارے معاملات

---

(۱) اس سے مراد ساکھ کی بنیاد پر انجام پانے والی تمویلی سہولیات ہیں۔ (مترجم)

noorcentre.com

کی انجام دہی کے لیے سرمایہ فراہم کرتا ہے، چاہے وہ ادائیگی نقد کی صورت میں ہو جیسا کہ قرضہ حسنہ یا مشارکہ اور مضاربہ میں ہوتا ہے، اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ مشارکہ اور مضاربہ میں گاہک کے ذمہ صرف کوتاہی اور لاپرواہی کی صورت میں ہی ضمان واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح خواہ یہ ادائیگی [نقد کرنسی کے علاوہ دیگر] اثاثوں (مثلاً اشیا یا منافع) کی صورت میں ہو، جیسا کہ "خریدار کی درخواست پر کیا گیا مرابحہ" اور تمویلی اجارہ [فائنانس لیز] میں ہوتا ہے۔

۲/۲/۲ آئندہ پیش آنے والے ادھار کی سہولیات: یہ سہولت ان معاملات کو شامل ہوتی ہے جو اداروں کو التزامی طور پر بعد میں سرانجام دینا پڑتے ہیں، جیسا کہ ضمانت یا لیٹر آف کریڈٹ وغیرہ۔

۳/۲ وہ نقد معاملات کہ جن میں بدلین کی فوری حوالگی ضروری ہوتی ہے، ادھار کی سہولیات کے تحت نہیں آتے۔

۴/۲ کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کا فیصلہ

اس سے مراد کسی ادارے کی جانب سے کسی مخصوص گاہک کے ساتھ ادھار کا معاملہ کرنے پر راضی ہوجانا ہے، منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت ایک مخصوص مالی حد تک دی جاتی ہے، جسے ایک طے شدہ مدت کے اندر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے اور ایک مخصوص مدت تک اس کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے۔ نیز کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لیے ضمانات، ادائیگی کا طریقۂ کار اور انتظامی حوالے سے مخصوص شرائط طے کی جاتی ہیں۔ اس سہولت کی فراہمی کا فیصلہ بینک کی جانب سے گاہک کو لکھی گئی ایک تحریر کی صورت میں کیا جاتا ہے، جس میں یہ صراحت ہوتی ہے کہ جب تک عملاً معاملات شروع نہیں کیے جائیں گے تب تک ادارے پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہوگی۔ بینکاری کی بعض تطبیقات کی توثیق کریڈٹ کی سہولت کے ذریعے بھی انجام دی جاتی ہیں۔ نیز ایسا ہی طریقۂ کار منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت کی توسیع اور تجدید کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔

۵/۲ کریڈٹ کی سہولیات کا استعمال

noorcentre.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب گاہک سہولت کے عملی استعمال کے آغاز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ادارے کے پاس لیٹر آف گارنٹی یا لیٹر آف کریڈٹ کے حصول کی درخواست جمع کرواتا ہے یا ادارے کے ذریعے کوئی سامان یا اثاثہ خریدنے کا التزام کرتا ہے، یا اپنی طلب کا اظہار، یا خریداری کا وعدہ کرتا ہے، یا گاہک ادارے کے ذریعے اس چیز کو کرایہ پر لینے کی آمادگی ظاہر کرتا ہے۔

۳- کریڈٹ سہولیات کی اقسام

۱/۳ اداروں میں استعمال ہونے والے کریڈٹ کی اقسام

۱/۱/۳ قرضہ جات

قرض سے مراد گاہک اور روایتی مالیاتی اداروں کے باہمی رضامندی سے طے شدہ متعین تاریخ پر واجب الادا ادھار کی رقم واپس کرنے کا معاملہ ہے۔ چاہے ادارے نے گاہک کو یہ سہولت بلا واسطہ دی ہو یا دیگر روایتی مالیاتی ادارے کے ساتھ مل کر دی ہو یا گاہک کی جانب سے جاری کردہ بانڈز لے کر دی ہو۔

۲/۱/۳ اوور ڈرافٹ

یہ ایک ایسی سہولت ہے، جس میں روایتی مالیاتی ادارے گاہک کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنے زیر استعمال اکاونٹ سے ضرورت پڑنے پر ایک متعین مدت کے دوران مخصوص حد تک رقم نکال سکتا ہے۔

۳/۱/۳ بٹہ لگائی ہوئی دستاویزات

اس سے مراد روایتی مالیاتی اداروں کے پاس موجود وہ رسیدیں ہیں، جن کو بٹہ [discount] لگایا جاتا ہے مثلاً ہنڈیاں اور وعدے کی رسیدیں وغیرہ۔

noorcentre.com

۳/۱/۴ جاری کردہ کریڈٹ کارڈ

اس کا اطلاق اُن مروجہ سہولیات پر ہوتا ہے، جن کے استعمال کے نتیجے میں ہر گاہک پر دَین لازم ہوجاتا ہے، جسے شرائط کے ساتھ سود سمیت قسطوں میں ادا کیا جاتا ہے۔

۳/۱/۵ ڈاکومنٹری کریڈٹ

یہ روایتی مالیاتی اداروں کی جانب سے گاہکوں کی مفاد کی خاطر دی جانے والی ایسی سہولت ہے، جس میں ادارے یہ التزام کرتے ہیں کہ وہ اپنے گاہکوں کے اکاؤنٹ سے حاملِ دستاویز کو ادائیگی کرے گا، چاہے وہ ادائیگی دستاویز کی اطلاع ہوجانے کے فوری بعد لازم ہو، یا اس کے بعد کسی متعین تاریخ پر لازم ہو۔

۳/۱/۶ بینک کی منظوریاں

یہ روایتی بینک کی جانب سے گاہکوں کو دی جانے والی وہ سہولت ہے، جس میں بینک گاہک یا اپنے مفاد کے لیے استفادہ کرنے والے افراد کو مقررہ تاریخ پر منظور شدہ دستاویز کی قیمت ادا کرنے کا التزام کرتا ہے۔

۳/۱/۷ بینک کی ضمانتیں

روایتی بینک اپنے گاہکوں کو یہ سہولت فراہم کرتے ہیں، اس میں بینک گاہک کے مطالبے پر فریقِ ثالث کو ضمانت میں ذکر کردہ رقم کی ایک متعین مدت میں ادائیگی کا التزام کرتا ہے۔

۳/۱/۸ غیر ملکی کرنسی کے تبادلے کے معاملات

یہ روایتی بینکوں کی جانب سے ایک سہولت ہے، جو بینک مخصوص گاہکوں کو غیر ملکی کرنسی کی ادھار خرید و فروخت کے لیے فراہم کرتا ہے۔

۳/۲ بینکوں میں استعمال ہونے والے کریڈٹ کی سہولیات کی شرعی صورتیں

۳/۲/۱ مرابحہ اور مساومہ: یہ دونوں خرید و فروخت کی اقسام ہیں، جنہیں بینکوں میں گاہکوں

کی ضروریات پوری کرنے کی خاطر ان کو مالیات کی فراہمی کے لیے استعمال
noorcentre.com
کیا جاتا ہے۔ گاہکوں کو منقولی اور غیر منقولی اثاثوں کے حصول کے لیے اسلامی بینک ان دونوں اقسام کا سہارا لیتے ہیں۔ مساومہ کے برعکس مرابحہ میں بینک کی جانب سے اثاثے پر ہونے والے اخراجات کو بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ")۔

۳/۲/۲ مضاربہ

مضاربہ ایک ایسا طریقۂ تمویل ہے جسے مالیاتی بینک مختلف قسم کی معاشی سرگرمیوں کی تمویل کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے تحت سرمایہ فراہم کرنے والا (ربّ المال) مال کے ذریعے دوسرے فریق (مضارب) کے عمل میں شریک ہوجاتا ہے۔ لہٰذا کاروبار کی ذمہ داری بینک پر ہوتی ہے اور حاصل شدہ نفع کی تقسیم معاملہ کی ابتداء میں طے شدہ نسبت کے مطابق ہوتی ہے، اور نقصان کی صورت میں جب تک مضارب کی جانب سے زیادتی یا کوتاہی ثابت نہ ہوجائے نقصان کی تمام ذمہ داری ربّ المال کی ہوتی ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "تجارتی دستاویزات: حصص اور بانڈز")۔

۳/۲/۳ مشارکۂ دائمہ اور مشارکہ متناقصہ

مشارکہ ایک ایسا طریقۂ تمویل ہے، جس میں ادارہ گاہک کے کسی کاروباری منصوبے یا مخصوص سرگرمی کے لیے درکار سرمایہ میں بطورِ حصہ دار شرکت کرتا ہے۔ اس صورت میں دونوں فریق عقد میں طے شدہ تناسب کے حساب سے نفع اور نقصان دونوں میں شریک ہوتے ہیں۔

۳/۲/۴ عمومی اور تمویلی اجارہ

یہ ایک ایسا طریقۂ تمویل ہے جسے گاہکوں کی منافع اور اثاثوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کے تحت بینک ایک اثاثہ خریدتا

noorcentre.com

ہے اور گاہک کو ایک مخصوص عرصہ کے لیے کرایہ پر دے دیتا ہے اس کے عوض گاہک سے معاہدہ میں طے شدہ مقدار کے مطابق قسطوں میں رقم لیتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک")۔

۳/۲/۵ استصناع

استصناع ایک ایسا طریقۂ تمویل ہے جس کے ذریعے بینک گاہک کی طرف سے بیان کردہ خصوصیات کے حامل سامان یا اشیا کی تیاری یا عمارتوں اور دیگر بڑے اثاثوں کی تعمیر کا التزام کرتا ہے، اس طور پر کہ بینک کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مطلوبہ شے کی تیاری کے لیے کسی اور فریق کے ساتھ متوازی استصناع کا معاملہ کرے،

۳/۲/۶ سلم

یہ ایسا طریقۂ تمویل ہے جسے بینک کھیتی باڑی کرنے والے، پھل اور سبزیوں کا کام کرنے والے اور تاجروں کو مالیات فراہم کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے، جنہیں ان کاموں پر خرچ کرنے اور اپنی ذاتی ضروریات کے لیے رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے بینک کو کسی دوسرے فریق کے ساتھ متوازی سلم کا معاملہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

۳/۲/۷ تمویل کے دیگر طریقے

گاہکوں کو مالیات کی فراہمی کے لیے ماقبل میں بیان کردہ طریقوں کے علاوہ دیگر طریقے بھی استعمال کیے جاتے ہیں، مثلاً قرضِ حسن، گاہکوں کو اکاؤنٹ سے زائد رقم نکالنے کی اجازت دینا[اوور درافٹ]، لیٹر آف گارنٹی اور لیٹر آف کریڈٹ وغیرہ۔

۴- کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی شرعی حیثیت

noorcentre.com

کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کا فیصلہ اور اس کی فراہمی کا معاہدہ باہمی رضامندی سے طے ہونے والا معاملہ ہے اور دونوں فریقوں کے مابین معاملہ کرنے کا غیر لازم وعدہ ہے، البتہ جب عملاً کریڈٹ کی سہولت کا استعمال ہو تو اس کی شرعی حیثیت کا انحصار اس معاہدے پر ہے جس کے تحت یہ سہولت حاصل کی جارہی ہے۔

۵- کریڈٹ کی سہولت کے شرعی احکام

۱/۵ شق ۱/۳ میں مذکور روایتی بینکوں کی جانب سے دی جانے والی ادھار کی تمام صورتوں کا استعمال ناجائز ہے، جبکہ وہ صورتیں سود پر مشتمل ہوں یا سودی قرض کا ذریعہ ہوں، جیساکہ ضمانتوں اور کھلے کریڈٹ [uncovered credit] میں ہوتا ہے، یا وہ صورتیں صرف کے معاملہ میں بدلین میں سے کسی ایک یا دونوں کی تاخیر کا سبب بنتی ہوں، جیساکہ مختلف کرنسیوں کے تبادلہ میں ہوتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر(۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ"، شرعی معیار نمبر (۲) "ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ" اور شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت")۔

۲/۵ گاہک کے منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت کا مطالبہ کرنے کے باوجود کریڈٹ کی سہولت فراہم نہ کرنے کی صورت میں بینک گاہک کو کوئی معاوضہ دینے کا پابند نہ ہوگا، جیساکہ گاہک کو بھی طے شدہ وقت کے دوران منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت سے فائدہ اٹھانے یا نہ اُٹھانے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ جب گاہک منظور شدہ کریڈٹ کی سہولت سے فائدہ نہ اُٹھائے تو اس پر بھی بینک کو معاوضہ دینا لازم نہیں۔

۳/۵ کریڈٹ کی سہولت پر منافع اور اجرتیں

۱/۳/۵ پہلی قسم: وہ منافع اور اجرتیں، جو تمویل کے معاملہ شروع کرنے سے پہلے وجود میں آتے ہیں۔

noorcentre.com

۵/۳/۱/۱ کریڈٹ اسٹڈی کی اجرت

بینک کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ گاہک سے اس کی کریڈٹ اسٹڈی [مالی ساکھ کا مطالعہ] کے عوض اجرت کا مطالبہ کرے، چاہے کریڈٹ اسٹڈی کی تیاری بینک خود کرے یا کسی اور سے کروائے۔ اس کا مقصد گاہک کی مالی حیثیت اور اس کے متعلق طے شدہ مدت کے اندر وعدہ پورا کرنے کی صلاحیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔ یہ اجرت اس وقت تک جائز ہے جب تک کہ گاہک کو اس اسٹڈی فائدہ ہوتا ہو، قطع نظر اس کے کہ اسے یہ کریڈٹ کی سہولت فراہم کی جائے گی یا نہیں۔ یہ رپورٹ گاہک کی ملکیت ہوتی ہے جسے گاہک بینک سے حاصل کرسکتا ہے۔

۵/۳/۱/۲ کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی اجرت

اس سے مراد وہ رقم ہے جو بینک کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی تخصیص اور تحدید کے عوض وصول کرتا ہے، چاہے دونوں فریق معاملہ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ بینک کے لیے یہ رقم لینا جائز نہیں، کیونکہ محض اُدھار دینے کے لیے راضی ہونا کوئی ایسا معاملہ نہیں کہ جس کے عوض رقم لی جائے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۲/۴/۲)۔

۵/۳/۱/۳ کریڈٹ کی سہولت کی مدت بڑھانے یا از سرِ نو معاملہ کرنے پر اجرت لینا

اس کا حکم بھی وہی ہے جو ما قبل میں کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے پر اجرت لینے کا تھا۔ (دیکھیے شق ۵/۳/۱/۲ اور شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ")۔

۵/۳/۱/۴ معاملہ کے متعلقہ نمونے اور معاہدات کی تیاری کے اخراجات

۵/۳/۱/۴/۱ گاہک اور بینک کے مابین معاہدے کی تیاری پر ہونے والے اخراجات دونوں فریقوں کے ذمہ ہوتے ہیں جب تک کہ دونوں ان اخراجات کو کسی ایک کے ذمہ ڈالنے پر باہم راضی نہ ہو جائیں۔

بشرطیکہ یہ اخراجات انصاف پر مبنی ہوں، یعنی عمل کے بقدر لیے
noorcentre.com
جائیں، ایسا نہ ہو کہ اس کے ضمن میں کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کا معاہدہ کرنے یا اسے فراہم کرنے کی فیس وصول کی جا رہی ہو۔

۵/۳/۱/۴/۲ جب مرابحہ (یا دوسرے طریقہ ہائے تمویل) کا معاملہ اجتماعی تمویل[syndicated financing] کے ذریعے انجام پائے تو انتظامی اُمور سنبھالنے والا بینک انتظام سنبھالنے کی اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے، جس کی ادائیگی تمام شرکاء پر لازم ہوگی۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۲/۴/۳ اور ۲/۴/۴)

۵/۳/۱/۵ منصوبے کی فیزیبلٹی اسٹڈی کے اخراجات

فیزیبلٹی اسٹڈی [کسی منصوبے کے بار آور ہونے کا جائزہ] جب گاہک کے مفاد میں ہو یا اس کے مطالبہ پر ہو اور اِس کا عوض معاملہ کی ابتداء میں ہی طے کر دیا جائے تو بینک کے لیے منصوبے کی فیزیبلٹی اسٹڈی پر ہونے والے اِخراجات وصول کرنا جائز ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۲/۴/۵)

۵/۳/۱/۶ ہامش جِدّیہ

ہامش جدیہ [زرِ ضمانت] لینا جائز ہے۔ اس سے مراد مرابحہ میں خریداری کا وعدہ کرنے والے گاہک سے اس کی سنجیدگی کی ضمانت کے طور پر لی جانے والی رقم ہے۔ اگر گاہک مرابحہ کا معاملہ کرنے کے وعدہ سے مکر جائے تو اس رقم سے حقیقی نقصان کی تلافی کی جاتی ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۷/۸/۲)

۵/۳/۲ دوسری قسم: وہ اجرتیں اور منافع جو تمویل کا معاملہ شروع کرتے وقت وجود میں آتے ہیں۔

noorcentre.com

۵/۳/۲/۱ کریڈٹ سہولیات کا وعدہ کرنے کی اجرت:

بینک کے لیے کریڈٹ سہولیات کا وعدہ کرنے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کا تعلق ان مروّجہ سہولیات سے ہے، جن کی بنیاد سودی قرضوں پر ہے، چاہے وہ قرضے نقد ہوں یا اکاؤنٹ سے زائد رقم نکالنے کی اجازت دینے کی صورت [اوور ڈرافٹ] میں ہوں۔ اگرچہ گاہک اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھائے، تب بھی (سودی بینکوں میں) اس سے یہ فیس ہر حال میں وصول کی جاتی ہے۔ اس فیس کو قرض، جاری قرض یا تمویل کی فیس بھی کہا جاتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) ”مرابحہ“)

۵/۳/۲/۲ عربون [بیعانہ]

عربون لینا جائز ہے، اس سے مراد خرید وفروخت یا اجارہ کے معاملہ میں طے کی جانے والی قیمت کا ایک حصہ ہے، جسے پیشگی ادا کیا جاتا ہے، اور جب خریدار یا کرایہ دار معاہدے کو ختم کرنے کا حق استعمال کرے تو یہ رقم فروخت کنندہ یا کرایہ پر دینے والے کی ملکیت ہوتی ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) ”ضمانتیں“، شق ۷/۸/۳)

۵/۳/۲/۳ ضمانت کی فیس

بینک کے لیے لیٹر آف کریڈٹ، لیٹر آف گارنٹی، بینک کی ضمانات یا دیگر کسی بھی قسم کی ذمہ داری کے عوض فیس لینا جائز نہیں ہے۔ تاہم جس فیس کا تعلق حقیقی اخراجات سے ہو، وہ لی جاسکتی ہے۔ البتہ لیٹر آف کریڈٹ میں وکالت کے ساتھ خاص فیس لینا جائز ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) ”ضمانتیں“، شق ۷، اور شرعی معیار نمبر (۱۴) ”لیٹر آف کریڈٹ“، شق ۳/۳)

۵/۳/۲/۴ ادھار کی مدت بڑھانے [re-scheduling] کی فیس

۵/۳/۲/۴/۱ بینک کے لیے کریڈٹ کی کسی بھی قسم میں ادائیگی کی تاریخ میں

اضافے کے عوض رقم لینا درست نہیں ہے۔ گاہک کو صرف مدت میں توسیع پر ہونے والے حقیقی اخراجات کی ادائیگی کا پابند بنایا جا سکتا ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۵/۷، شرعی معیار نمبر (۳) "ٹال مٹول کرنے والا مدیون (قرضدار)"، اور شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ"، شق ۳/۳/۱)

noorcentre.com

۵/۳/۲/۴/۲ معاملات طے ہو جانے کے بعد اس کی مدت میں اضافہ کے ذریعے کریڈٹ کی سہولت کی تجدید یا اس کی مدت میں توسیع کرنا جائز نہیں، بلکہ اس غرض کے لیے نیا معاملہ کرنا ہوگا۔

۶- کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لیے ضمانتیں لینا

بینک کے لیے جائز ہے کہ وہ کریڈٹ کی سہولت حاصل کرنے والے گاہک سے ایسی ضمانتیں لینے کا التزام کرے جو ادھار کی ادائیگی کو یقینی بنائے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ"، شق ۳/۴/۱، اور شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۴/۱/۱)

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء جمعرات تا ہفتہ کو بحرین میں ہونے والے تیئسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے ”کریڈٹ ایگریمنٹ“ کے شرعی معیار کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۲۱ - ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ اپریل - ۲ مئی ۲۰۰۵ء کو دبئی میں ہونے والے چودھویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے "کریڈٹ ایگریمنٹ" پر شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰ جون ۲۰۰۶ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے کریڈٹ ایگریمنٹ کے منصوبے کا مسوّدہ تیار کرنے کے لیے ایک مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۹ شوال ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۰۶ء کو بحرین میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ایک مشترکہ اجلاس میں اس مسوّدہ پر مباحثہ کیا اور مشیر کو اس اجلاس میں ہونے والی تفصیلی گفتگو اور ارکان مجلس کی طرف سے پیش کی جانے والی آراء کے مطابق مسوّدے میں ضروری ترامیم کرنے کی ہدایات دیں۔

نظرِ ثانی شدہ مسودہ پر ۱۵ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۷ء بحرین میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ایک مشترکہ اجلاس میں مذکورہ موضوع پر بحث کی اور مشیر کو از سرِ نو مسوّدے میں ضروری ترامیم کر کے اس کو مرتب کرنے کی ہدایات دیں۔

۲۱ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۷ء کو کویت میں ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ایک بار پھر اس مسودہ پر بحث کی اور ارکان مجلس کی تجاویز اور آراء کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

۲۶ - ۲۹ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ - ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے انیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مشیر کی جانب سے کی گئی ترامیم پر بحث کی اور چند مناسب اور ضروری ترامیم کا اضافہ کیا۔

noorcentre.com

۴-۸ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱-۱۵ فروری ۲۰۰۸ء کو بحرین میں ہونے والے بیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اجلاس کے نتیجے میں سامنے آنے والی مجوزہ ترامیم پر بحث کی اور مزید ضروری ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۲۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں شرکاء کی جانب سے کئی سوال اٹھائے گئے، جن کے جوابات شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے دیے۔

۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو بحرین میں ہونے والے تئیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے جلسۂ سماعت کے نتیجے میں ہونے والی ترامیم کا تجزیہ کیا، اور کچھ مناسب اور ضروری ترامیم کا اضافہ کرکے معیار کی منظوری دے دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

کریڈٹ اسٹڈی کی تیاری کے لیے فیس وصول کرنے کی شرعی دلیل

- کریڈٹ اسٹڈی سے مراد گاہک کی مالی حیثیت اور امانت داری جانچنے کے لیے ایک تفصیلی رپورٹ کی تیاری ہے جس کے ذریعے گاہک کی مالی حیثیت اور اس کی وعدہ پورا کرنے/وقت پر ادائیگی کرنے کی صلاحیت کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ تمویل کے معاملہ سے قطع نظر بھی یہ کام شرعی اعتبار سے قابلِ معاوضہ ہے۔ بلکہ بینک کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ گاہک کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ یہ رپورٹ کسی فریقِ ثالث سے تیار کروائے۔ چونکہ اس رپورٹ کا فائدہ صرف تمویل کرنے والے بینک کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس کا فائدہ بینک اور گاہک دونوں کے درمیان مشترک ہے، مزید یہ کہ اس رپورٹ کی تیاری ایک ایسی خدمت ہے جو کسی بھی مالی معاملہ سے ہٹ کر آزادانہ طور پر کی جاسکتی ہے، لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ اس کی فیس حقیقی اخراجات کی بنیاد پر طے کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کریڈٹ اسٹڈی کی فیس کو اس خدمت کا عوض سمجھا جاتا ہے، جو کریڈٹ اسٹڈی کی تیاری میں، نتائج سے قطع نظر آزادانہ طور پر کی گئی ہے۔
- اس حوالے سے اجارہ اور تمویل کے لیے قائم "اعیان کمپنی" کی مجلسِ شرعی نے ایک فتویٰ (فتویٰ نمبر ۱۸۹) جاری کیا ہے، اور چند شرائط کے ساتھ یہ فیس لینے کو جائز کہا گیا ہے۔ فتویٰ کی عبارت درج ذیل ہے "اعیان کمپنی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے ان گاہکوں سے معاملہ کرے، جو کمپنی کے ساتھ مضاربہ، مشارکہ یا کسی اور شرعی طریقے سے کوئی تمویلی یا سرمایہ کاری کا معاہدہ کرنا چاہیں اور اعیان کمپنی کو ان معاملات کے سلسلے میں گاہکوں کی مالی اور قانونی حیثیت کی جانچ پڑتال کے لیے کسی مطالعہ کی

noorcentre.com

ضرورت ہو تو کمپنی کے لیے جائز ہے کہ وہ گاہکوں کے ساتھ خاص معاہدات کرے جن کے نتیجے میں کمپنی کسی مالی عوض کے بدلے گاہک کی مالی اور قانونی حیثیت جانچنے کے لیے رپورٹ تیار کرے۔ یہ خاص معاہدات ان تمویلی اور کاروباری معاملات سے بالکل الگ تھلگ ہوں گے، جو دونوں فریقوں نے آزادانہ کیے تھے اور ان کا اس رپورٹ سے کوئی قانونی تعلق نہیں ہوگا، اور یہ تیار شدہ رپورٹ گاہک کی ملکیت ہوگی۔ کمپنی اجرت کی وصولی کے بعد گاہک کو اس رپورٹ پر قبضہ سے نہیں روک سکتی، اور یہ ضروری ہے کہ کمپنی وہ رپورٹ گاہک کے حوالے کرے تاکہ وہ اس رپورٹ کی بنیاد پر اعیان یا کسی اور کمپنی کے ساتھ معاملات کر سکے"۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

تمویل

تمویل کی ضرورت صرف اسی معاملے میں پیش آتی ہے جس میں بدلین میں سے کسی ایک بدل کی ادائیگی تاخیر سے کی جاتی ہے، مثلاً قرض، ہنڈی کو بٹہ لگانا، ادھار، مرابحہ، سلم اور استصناع وغیرہ۔ لیکن ضمانات، لیٹر آف گارنٹی، لیٹر آف ڈاکومنٹری کریڈٹ اور بینک کی قبولیات میں تمویل کا ہمیشہ پایا جانا ضروری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمویل کی اصطلاح کریڈٹ کی اصطلاح کی نسبت زیادہ خاص ہے، لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر تمویل کریڈٹ ہوتی ہے، لیکن ہر کریڈٹ تمویل نہیں ہوتا۔

جاری ادھار [running finance]

یہ گاہکوں کو ادھار فراہم کرنے کا مروّجہ طریقہ ہے، اس میں گاہک (مقروض) کو ایک اکاؤنٹ سے مخصوص حد تک رقم نکالنے کی اجازت دی جاتی ہے، یہ اکاؤنٹ اسی (جاری ادھار کی) غرض سے کھولے جاتے ہیں۔ یہ ایک مقررہ مدت میں مخصوص رقم کا ادھار ہوتا ہے، جس کی ادائیگی/واپسی کے لیے ایک تاریخ بھی متعیّن کی جاتی ہے۔ ایسی رقوم میں عموماً درج ذیل شرائط طے کی جاتی ہیں۔

- جتنی رقم گاہک حقیقتاً نکالے گا، اسی پر گاہک کو سود ادا کرنا ہوگا۔
- قرض کی مجموعی رقم کا ایک مخصوص فیصدی حصہ گاہک کو ادھار کا وعدہ کرنے کی فیس کے طور پر ادا کرنا ہوگا، یہ فیس سود کے علاوہ ہوتی ہے اور سودی فائدہ میں شمار کی جاتی ہے۔

جاری ادھار اور عام قرضے میں فرق یہ ہے کہ عام قرضے میں سود معاملہ کی مدت کے اختتام پر ادا کیا جاتا ہے، جبکہ رواں ادھار میں سود کی وصولی اس رقم کی بنیاد پر کی جاتی ہے جو گاہک نے حقیقت میں استعمال

noorcentre.com

کی ہے۔

کریڈٹ کی سہولت فراہم کرنے کی حدود

اس سے مراد کریڈٹ کی سہولت کی وہ مقدار ہے جسے بینک نے منظور کیا ہوتا ہے، اس مقدار کی تحدید مخصوص تمویلی معاملات (مثلاً مرابحہ، اجارہ، لیٹر آف گارنٹی، لیٹر آف کریڈٹ وغیرہ) کے ذریعے کی جاتی ہے۔ ان میں سے ہر معاملہ اس مخصوص مالی حیثیت کی نشاندہی کرتا ہے، جس کی بنیاد پر بینک کسی گاہک کے ساتھ تمویل کا معاملہ کرے گا۔

کریڈٹ پالیسی

کریڈٹ پالیسی سے مراد وہ احتیاطی تدابیر ہیں جو بینک اپنی مجلسِ شرعی کے احکام وتجاویز، اصول وضوابط اور متعلقہ میدان [بینکوں] میں رائج عرف کی روشنی میں اپنے فنڈز کو محفوظ رکھنے کے لیے اختیار کرتا ہے۔

کریڈٹ اسٹڈی

کریڈٹ اسٹڈی وہ عمل ہے جس کے ذریعے بینک اپنے گاہک کی مالی حیثیت اور اس کی طے شدہ مدت کے اندر وعدہ پورا کرنے کی صلاحیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے۔ اس کے تحت تمویل کی قسم، حجم اور نقدی کا تمویلی عمل کے ساتھ تجزیہ بھی کیا جاتا ہے، اور گاہک کی عمومی اہلیت کے ساتھ اس کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ کریڈٹ اسٹڈی کے ذریعے ان ضمانات کا بھی علم ہوتا ہے جو مختلف معاملات میں گاہک سے طلب کی جاتی ہیں، چاہے وہ ضمانات گاہک کو دیے گئے قرضے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ذمہ داریوں سے متعلق ہوں یا گاہک کی کوتاہی اور غفلت سے متعلق ہوں، ان ضمانات کا تعین تمویلی معاملہ کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اس سٹڈی کے نتیجہ میں یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ گاہک کو مخصوص شرائط کے ساتھ ادھار دیا جائے یا مخصوص وجوہات کی بناء پر اس کی درخواست کو رد کردی جائے۔

کریڈٹ اسٹڈی میں گاہک کی مالی حیثیت، نقد کا بہاؤ [cash flow] اور اخراجات کو دیکھا جاتا ہے۔ اس میں دیگر پہلوؤں پر بھی غور کیا جاتا ہے، مثلاً بینک کے اس گاہک کے ساتھ ماضی کے تجربات،

گاہک کے سابقہ تاثرات (یعنی اس کی اچھی یا بری شہرت) اور گاہک کی مشکل حالات سے نمٹنے کی صلاحیت وغیرہ۔

noorcentre.com

سہولیات فراہم کرنے کی یادداشت

یہ معاہدہ درخواست دہندہ گاہک اور بینک کے مابین دستخط کیا جاتا ہے، جب بینک متعلقہ ادھار کی سہولت کی منظوری دیدے۔ اس معاہدہ میں ادھار کی قسم اور مقدار کے بارے میں حدود کی نشاندہی کی جاتی ہے، اور ضمانتوں اور نفع کی حد کا تعین اور اسلامی معاملات مشارکہ وغیرہ کی صورت میں نفع میں شرکت کے تناسب کا تعین بھی کیا جاتا ہے۔ عملی طور پر معاملہ شروع کرنے سے پہلے یہ معاہدات گاہک کے لیے لازمی نہیں سمجھے جاتے۔

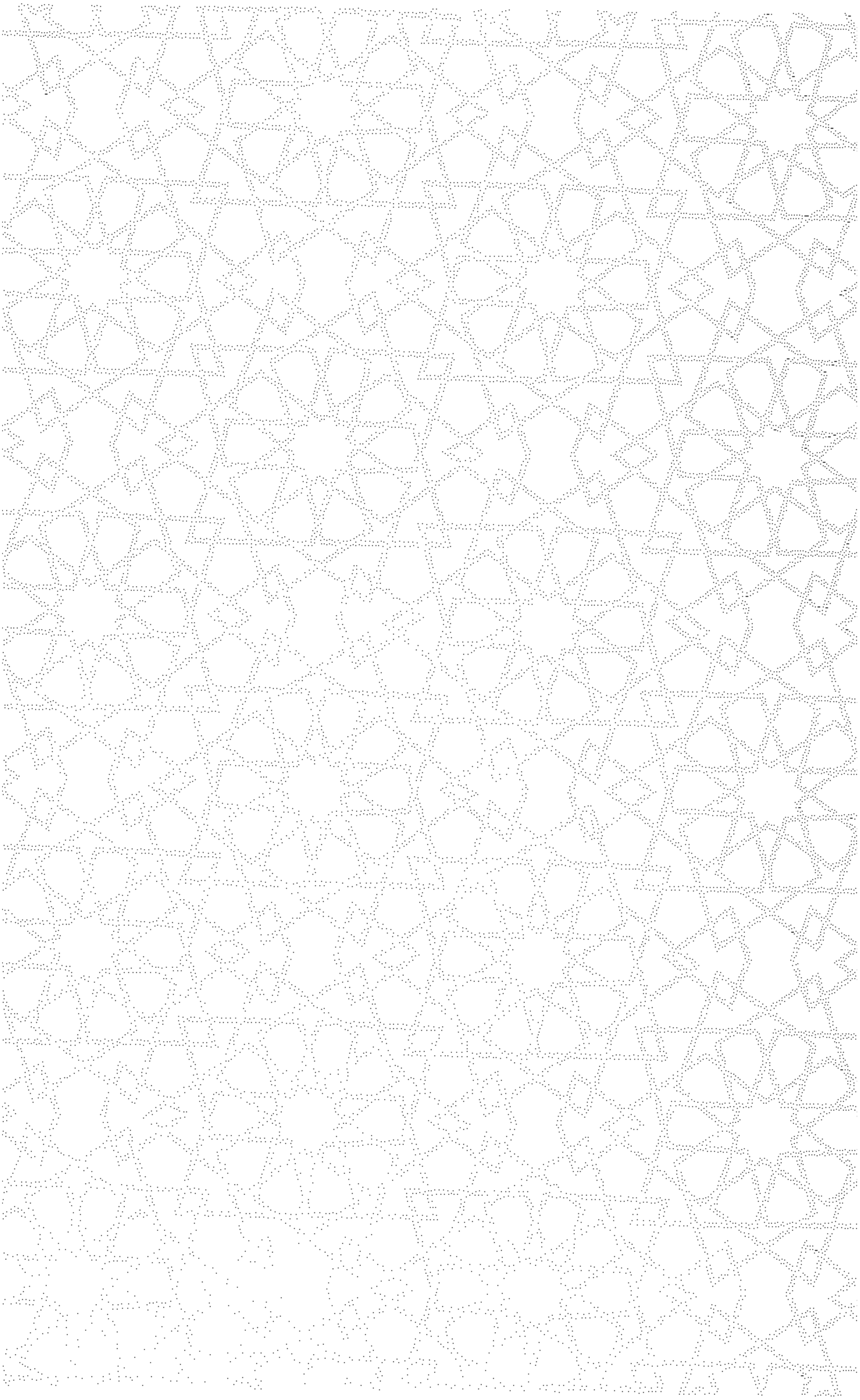

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۳۸)

آن لائن مالی معاملات

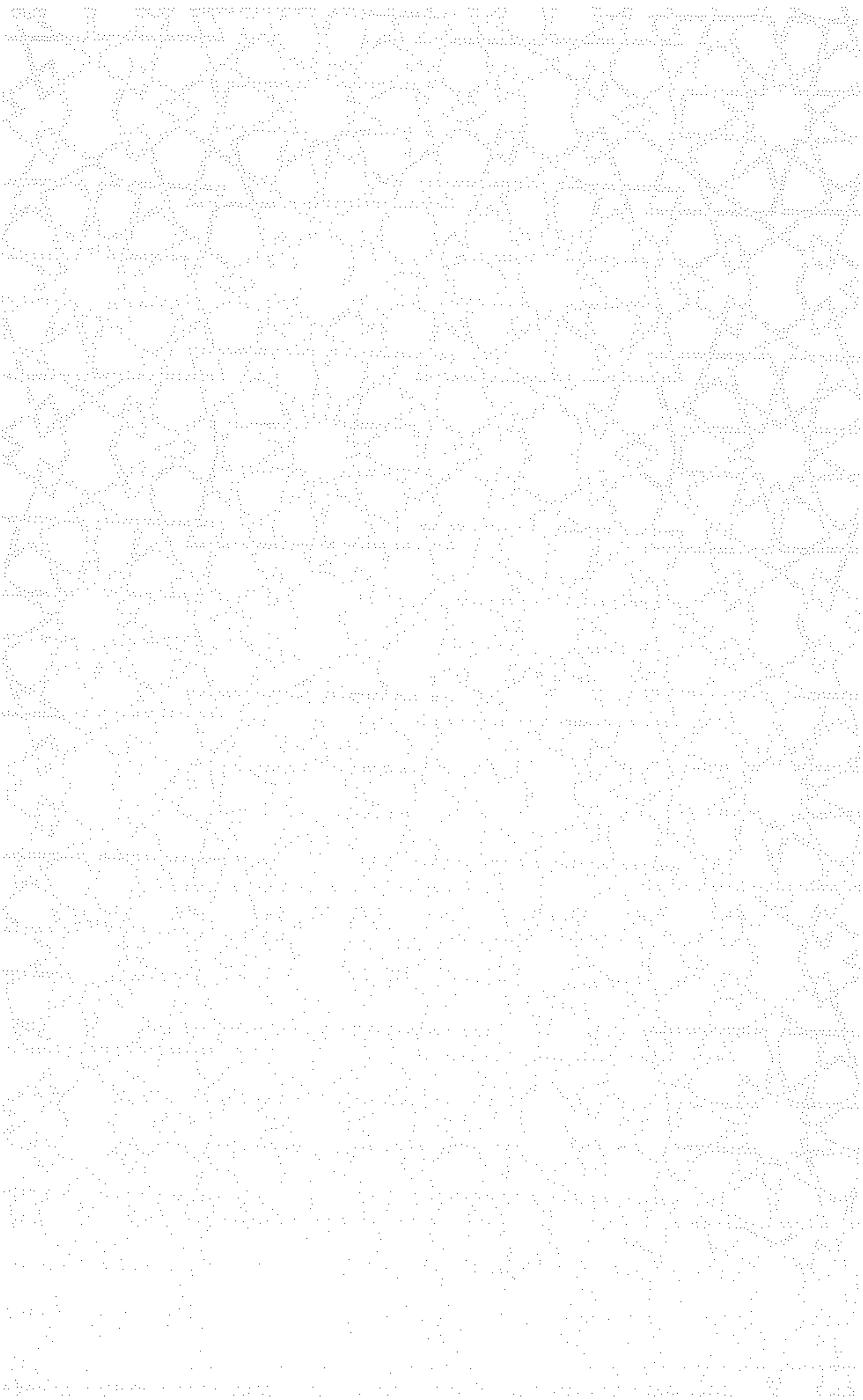

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۹۷۸
معیار کا متن ۹۷۹
۱-معیار کا دائرۂ کار ۹۷۹
۲-انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائنس کا اجرا اور ان کے ذریعے مالی معاملات کا نفاذ ۹۷۹
۳-آن لائن رسائی کی سہولت مہیا کرنا ۹۷۹
۴-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی معاملات میں مجلسِ عقد کی حقیقت ۹۸۰
۵-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود میں ایجاب و قبول کی تعبیر ۹۸۱
۶-آن لائن عقد کے انعقاد کا وقت ۹۸۲
۷-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود میں قبضہ ۹۸۳
۸-آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود کی حفاظت ۹۸۳
۹-معیار کے اجرا کی تاریخ ۹۸۷
معیار کی منظوری ۹۸۸
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۹۸۹
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۹۹۱
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۹۹۶

noorcentre.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ان مالی معاملات اور عقود کے شرعی احکامات کو بیان کرنا ہے جن کا نفاذ آن لائن ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی بیان کرنا مقصود ہے کہ اس طرح کے معاملات اور عقود میں اداروں (ادارہ/ادارے)[۱] کے لیے کن کن باتوں کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار آن لائن نیٹ ورک کے ذریعے انجام دیے جانے والے مالی عقود کے احکامات پر مشتمل ہے، چاہے ان کا تعلق انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کھولنے سے ہو، یا اس کے ذریعے رابطے کی خدمات مہیا کرنے سے ہو۔ نیز یہ معیار آن لائن عقود کی انجام دہی کی شرعی حیثیت، اس کے ذریعے سے عقد کے انعقاد کی مدت کے تعیّن، آن لائن عقود کی انجام دہی کی صورت میں قبضے کے احکامات اور آن لائن انجام دیے جانے والے معاملات کی حفاظت کے احکامات پر بھی مشتمل ہے۔

۲- انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کا اجرا اور ان کے ذریعے مالی معاملات کا نفاذ

۱/۲ انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کا اجراء اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ ویب سائٹس شرعاً حرام امور سے پاک ہو، جیسے حرام اشیا، حرام خدمات یا حرام ذرائع کو فروغ دینا، یا حرام وسائل اور طریقوں کی مدد سے ایسی اشیا، خدمات یا ذرائع کو فروغ دینا جو بذاتِ خود مباح ہیں۔

۲/۲ انٹرنیٹ کے ذریعے مالی عقود کا نفاذ جائز ہے اور ادارے اپنے گاہکوں کے ساتھ جو عقود آن لائن انجام دیتے ہیں، وہ عقود شریعتِ اسلامیہ کے بیان کردہ مالی معاملات کے عام قواعد کے تحت ہوں گے۔ مثلاً اکاؤنٹ کھلوانا، حوالوں کا اجراء، یا تجارتی عقود، اور ان جیسے دیگر معاملات۔

۳- آن لائن رسائی کی سہولت مہیا کرنا

۱/۳ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ خدمات حاصل کرنے والوں کے لیے مشترکہ اجرت کے عقود [subscribtion contracts] یا ان جیسے دیگر عقود جو معیّن اجرت پر مبنی

nooreentre.com

ہیں، کے ذریعے آن لائن رسائی کی سہولت مہیا کرے۔

۲/۳ ادارے کی طرف سے آن لائن رسائی کی خدمت کی فراہمی کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ یہ ادارے اور اِس خدمت سے مستفید ہونے والے کے درمیان ”اجارہ مشترکہ“ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ معاملہ بالعموم توعقدِ اجارہ کے احکام و شرائط کا پابند ہوگا، اور بالخصوص اجیرِ مشترک کے ساتھ اجارے کے احکام و شرائط کے تابع ہوگا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۴) ”افراد کو اجرت پر رکھنا“ اور شرعی معیار نمبر (۹) ”اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک“۔

۳/۳ وہ ادارہ جو مذکورہ خدمت پیش کر رہا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیشگی طور پر تمام احتیاطی تدابیر اور ممکنہ اقدام اس بات کی روک تھام کے لیے کرے کہ جن لوگوں کو یہ خدمت مہیا کی جارہی ہے وہ اس کا ناجائز استعمال نہ کریں۔

۴- آن لائن انجام دیے جانے والے مالی معاملات میں مجلسِ عقد کی حقیقت

۱/۴ دونوں فریقوں کے آن لائن صرف سمعی یا سمعی و بصری بات چیت (audio visual) کے ذریعے عقد کرنے کے وہی احکامات ہیں جو دو حاضر لوگوں کے عقد کرنے کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں دو حاضر لوگوں کے عقد کرنے کے تمام احکامات جاری ہوں گے، مثلاً مجلس کا ایک ہونا، کسی ایسی بات کا صادر نہ ہونا جو دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی جانب سے عقد سے اعراض کی دلیل بن سکے، عرف کے مطابق ایجاب و قبول کا پے در پے ہونا اور اسی طرح کے دیگر احکامات۔

۱/۱/۴ مذکورہ صورت میں مجلسِ عقد درحقیقت دونوں فریقوں کے درمیان رابطے کا وہ دورانیہ ہوگا جس میں ان کے مابین عقد کے سلسلے میں گفتگو جاری رہے۔ چنانچہ اگر بات چیت مکمل ہوگئی، یا رابطہ منقطع ہوگیا، یا متعاقدین نے عقد کے علاوہ کسی اور غیر متعلقہ موضوع پر گفتگو شروع کردی تو مجلس ختم سمجھی جائے گی، اِلّا یہ کہ انقطاع ایسا ہو جس کو عرفاً بہت معمولی سمجھا جاتا ہو۔

۲/۴ تحریری گفتگو، ای میل، آن لائن یا ویب سائٹ کے ذریعے عقد کرنے کے وہی احکامات noorcentre.com
ہوں گے جو دو غیر حاضر لوگوں کے عقد کرنے کے ہوتے ہیں، مثلاً خط و کتابت کے ذریعے عقد کرنا۔

۱/۲/۴ مذکورہ صورت میں مجلسِ عقد کا آغاز اس وقت سے ہوگا جس وقت ایجاب کے مخاطب شخص تک ایجاب پہنچ جائے گا، اور دوسری طرف سے قبول کیے جانے پر مجلس ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ اس صورت میں مجلسِ عقد ختم ہو جاتی ہے جب ایجاب کرنے والا دوسرے فریق کے قبول سے قبل اپنے ایجاب سے رجوع کرلے۔

۲/۲/۴ اگر ایجاب کرنے والا ایجاب کے برقرار رہنے کے لیے کوئی خاص مدت متعین کردے تو ایجاب اس خاص مدت کے اختتام تک برقرار رہے گا اور اس مدت کے درمیانی عرصے میں ایجاب کرنے والے کو اپنے ایجاب سے رجوع کا حق نہیں ہوگا۔

۳/۴ آن لائن نیلامی کے ذریعے عقد کرنے کی صورت میں جو شخص اشیا کی زیادہ قیمت کی بولی لگائے گا اسے مجلسِ عقد ختم ہونے سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کا حق نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر بیچنے والا ایک خاص مدت تک ایجاب کے برقرار رہنے کی شرط لگادے، یا عرف مجلس ختم ہونے کے بعد بھی خاص مدت تک ایجاب کے برقرار رہنے کا تقاضا کرتا ہو، تو اس صورت میں بھی مجلس ختم ہوجانے کے باوجود اسے اپنے ایجاب سے رجوع کا حق نہیں ہوگا۔

۵- آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود میں ایجاب و قبول کی تعبیر

۱/۵ آن لائن انجام دیے جانے والے عقود میں ایجاب و قبول ہر ایسی تعبیر سے مکمل ہو سکتے ہیں جو دونوں فریقوں کی عقد پر رضامندی کو ظاہر کرے۔

noorcentre.com

۲/۵ اگر آن لائن ویب سائٹ کے ذریعے یا بذریعہ ای میل کوئی پیغام ایسا بھیجا جائے جو عقد کے تمام حقوق والتزامات پر مشتمل ہو، اور جس کا تعلق اس عقد کے ساتھ ہو جسے منعقد کرنا مقصود ہو، اور دوسری جانب سے قبول کیے جانے کی صورت میں پیغام بھیجنے والے کو عقد ختم کرنے کا حق بھی نہ ہو، تو اس قسم کا پیغام ایجاب شمار کیا جائے گا۔

۳/۵ اگر آن لائن ویب سائٹ کے ذریعے یا بذریعہ ای میل کوئی پیغام ایسا بھیجا جائے جس کا تعلق اس طے شدہ عقد کے ساتھ ہو جس کا نفاذ ہونا ہے، لیکن اس میں تمام حقوق اور ذمہ داریوں کا ذکر نہ ہو، یا اس کے بھیجنے والے یا ویب سائٹ پر شائع کرنے والے نے اپنے لیے عقد کو ختم کرنے کا اختیار رکھا ہو اگرچہ دوسری طرف سے قبول بھی کر لیا جائے، تو اس پیغام کی حیثیت یا تو اعلان کی ہوگی یا عقد کے دعوت نامے کی ہوگی، ایجاب بہر حال یہ نہیں سمجھا جائے گا۔ چنانچہ نئے سرے سے ایجاب وقبول کی ضرورت ہوگی۔

۴/۵ آن لائن موجود ویب سائٹ پر عقد کے نفاذ کے وقت قبولیت کے "آئی کون" (Icon) پر کلِک کرنا شرعاً معتبر قبول سمجھا جائے گا، بشرطیکہ ویب سائٹ کے نظام میں قبول کی تاکید شرط نہ ہو۔ چنانچہ اگر تصدیق شرط ہو اور کا کوئی بھی طریقہ ویب سائٹ کی طرف سے متعین کیا گیا ہو، تو اس صورت میں اس طریقہ تصدیق پر عمل کیے بغیر قبول کرنا معتبر نہ ہوگا۔

۱/۴/۵ وہ ادارہ جو اپنی آن لائن ویب سائٹ پر خدمات مہیا کر رہا ہے اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ ویب سائٹ کا نظام ایسا بنائے جس میں قبول کی تصدیق کے اقدامات بھی شامل ہوں، اس احتیاط کی وجہ یہ ہے کہ معاملات کرنے والوں کی طرف سے بعض اوقات غلطی بھی ہو جاتی ہے۔

٦- آن لائن عقد کے انعقاد کا وقت

خواہ عقد کا کوئی بھی طریقہ ہو، آن لائن عقد کا انعقاد دوسری جانب سے قبول کیے جانے پر ہو جائے

گا، چاہے ایجاب کرنے والے کو قبول کرنے کا علم ہو یا نہ ہو۔ noorcentre.com

۷- آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود میں قبضہ

۱/۷ آن لائن انجام دیے جانے والے عقود میں ان تمام طریقوں سے شرعاً قبضہ متحقق ہو جائے گا جو طریقے ان عقود میں قبضہ حقیقی یا حکمی کے سلسلے میں معروف ہوں۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۸) "قبضہ"، شق ۳ اور ۵)

۲/۷ اگر عقد کمپیوٹر سوفٹ وئیر (computer software) پر ہوا ہے تو عقد ہو جانے کے بعد خریدار کی جانب سے سوفٹ وئیر، معلومات [data] یا اس جیسی کوئی اور چیز ویب سائٹ سے اپنے ذاتی کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ کرنے سے شرعاً قبضہ متحقق ہو جائے گا۔

۳/۷ کرنسی اور سونا چاندی کی خرید و فروخت میں یا ایسے عقد میں جس میں قبضہ ضروری ہو، دونوں عوضوں پر مجلسِ عقد ہی میں قبضے کا فوری طور پر ہونا ضروری ہے، خواہ قبضہ حقیقتاً ہو یا حکماً۔

۸- آن لائن انجام دیے جانے والے مالی عقود کی حفاظت

۱/۸ تجارتی ویب سائٹس اور معاملات کرنے والوں کے معلومات [data] کی کسی جرم وزیادتی سے حفاظت۔

۱/۱/۸ تجارتی ویب سائٹس ان کے مالکان کی ذاتی مِلک (private property) شمار ہوتی ہیں، اور ان پر کسی قسم کی در اندازی [hacking] سے تاوان بھی آسکتا ہے۔

۲/۱/۸ ادارے کے لیے ضروری ہے کہ وہ آن لائن موجود اپنی ویب سائٹس کو کسی بھی قسم کی دراندازی سے بچانے کے لیے حفاظت کے طریقے اختیار کرے تاکہ خود ادارے اور اس کے ساتھ معاملات کرنے والوں کے حقوق محفوظ رہیں۔

۳/۱/۸ معاملات کرنے والوں کے آن لائن موجود معلومات کے ساتھ کسی بھی قسم کی

noorcentre.com

دراندازی کرنا حرام ہے، نیز اسی طرح ان کی معلومات کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا یا کسی دوسرے کو بغیر ان کے مالکان کی صریح اجازت کے منتقل کر دینا بھی حرام ہے۔

۸/۱/۴ تجارتی ویب سائٹس کے ساتھ دراندازی کے ارتکاب اور معلومات کی چوری کی تحقیق کے لیے عُرف اور قوانین کی طرف رجوع کیا جائے گا، بشرطیکہ وہ قوانین شریعتِ اسلامیہ کے احکامات اور بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔

۸/۱/۵ دراندازی کی صورت میں واجب ہونے والے عوض میں براہ راست مالی نقصان [direct financial loss] بھی شامل ہے اور وہ نقصان بھی جو عملاً آمدنی میں ہوا ہو۔ نیز عوض مقرر کرنے کے لیے بوقتِ ضرورت ماہرین کی بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

۸/۱/۶ عوض کا حقدار بننے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مطالبہ کیا جائے۔ تاہم جُرم کا علم ہو جانے کے بعد مطالبہ کرنے کے لیے کسی مدّت کی قید نہیں۔ ہاں قانونی تقاضوں کی رعایت ضروری ہے، بشرطیکہ وہ قوانین شریعتِ اسلامیہ کے احکامات اور بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔

۸/۱/۷ آن لائن موجود محفوظ ویب سائٹ سے خفیہ معلومات یا کرنسی کی چوری کی صورت میں ضمان اس شخص پر ہوگا جس نے یہ فعل کیا ہے۔ اگر کسی شرعی وجہ کی بنیاد پر اس شخص کو ضامن بنانا مشکل ہو جس نے یہ کام کیا ہے، تو اس صورت میں ضامن وہ شخص ہوگا جو اس کام کا سبب بنا ہے۔ جب تک ویب سائٹ کے مالک نے ویب سائٹ کی حفاظت کے لیے اقدامات کیے رکھے، تب تک اسے جرم کا سبب قرار دینا معتبر نہ ہوگا، الّا یہ کہ ویب سائٹ کا مالک خود ہی اپنے اوپر ضمان کو ہر حال میں لازم کر لے۔

۲/۸ معاملات کرنے والوں کی شناخت کی توثیق

noorcentre.com

۱/۲/۸ ادارے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کی شناخت کی توثیق کے لیے تمام احتیاطی تدابیر اور ممکنہ اقدامات کرے جو اس ادارے کے ساتھ آن لائن معاملات انجام دے رہے ہیں، نیز صحیح طور پر عقد کی انجام دہی اور اس کے نفاذ کے لیے ان کی اہلیت کی بھی تحقیق کرے، تاکہ ادارے کے اموال محفوظ رہیں۔

۲/۲/۸ دونوں فریقوں کی شناخت کی توثیق کے لیے الیکٹرانک دستخط کے طریقے پر اعتماد کرنا شرعاً صحیح ہے، بشرطیکہ توثیق کے طریقوں میں یہ طریقہ قانوناً بھی قابلِ اعتماد سمجھا جاتا ہو۔

۳/۲/۸ اگر دونوں فریقوں کی خصوصیات یا ذاتی شخصیت کے حوالے سے کسی قسم کی جعل سازی، دھوکہ دہی، یا غلطی ثابت ہوجاتی ہے تو عقد کرنے والے دوسرے فریق کو عقد ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۴/۲/۸ جعل سازی، دھوکہ دہی اور غلطی کو ثابت کرنے کے لیے جرم ثابت کرنے کے عام قواعد کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۳/۸ عقودِ اذعان سے معاملہ کرنے والوں کی حفاظت

۱/۳/۸ اس کو بھی نظر میں رکھنا ضروری ہے کہ آن لائن جو عقود بذریعہ ویب سائٹس ہوتے ہیں ان میں ایجاب اکثر تمام لوگوں کے لیے ہوتا ہے، اور اپنی تفصیلات میں یہ انفرادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ نیز عقد کی شرائط کے تعیّن کا اختیار صرف ایجاب کرنے والے کو ہوتا ہے، دوسرے فریق کو ان میں ترمیم وغیرہ کا حق نہیں ہوتا۔ اس طرح کے عقود کو عقودِ اذعان میں شمار کیا جاتا ہے اگر یہ ایسے سامان یا منفعت سے متعلق ہوں جن کی ضرورت تمام لوگوں کو ہو اور وہ اس سے مستغنی نہ ہوں، اور ایجاب کرنے والا ان کی ذخیرہ اندوزی کرے، چاہے وہ ذخیرہ اندوزی قانونی ہو یا حقیقی، یا اس کی ایسی اجارہ داری قائم ہوجائے جس کی وجہ سے

noorcentre.com

مقابلے کی فضا محدود دائرے میں ہو۔

۸/۳/۲ آن لائن انجام دیے جانے والے عقودِ اذعان قابلِ عمل بنانے سے پہلے ریاستی کنٹرول میں دینا شرعاً ضروری ہے۔ یہ سب معاملہ کرنے والے افراد کی حفاظت کے لیے ہے تاکہ ان عقود میں جو چیزیں معتدل ہیں ان کو برقرار رکھا جاسکے اور ان میں جو چیزیں عقودِ اذعان کرنے والے کے ساتھ ناانصافی پر مبنی ہیں ان کو ختم کیا جاسکے۔

۸/۳/۳ آن لائن انجام دیے جانے والے عقدِ اذعان میں اگر قیمت مناسب ہو، اور وہ عقد ایسی شرائط پر بھی مشتمل نہ ہو جو عقدِ اذعان کرنے والے کے ساتھ نہ انصافی پر مبنی ہوں، تو ایسا عقدِ اذعان شرعاً درست ہے اور جانبین پر لازم بھی۔

۸/۳/۴ آن لائن انجام دیے جانے والے عقدِ اذعان میں قیمت غیر مناسب ہو (یعنی عمومی قیمت سے بہت زیادہ فرق ہو) یا عقد کی شرائط، عقدِ اذعان کرنے والے کے حق میں ناانصافی پر مبنی ہوں تو اس کو پورا حق ہے کہ وہ عقد کو ختم کرنے کے لیے یا شرائط میں ایسی ترامیم کے لیے عدالت کی طرف رجوع کرے جو اس نقصان سے بچائیں۔

۸/۴ اگر آن لائن عقد اس طرح ہوا کہ جس چیز پر عقد ہو رہا تھا اس کی خصوصیات بیان کردی گئی ہیں، یا خریدنے والے نے پہلے سے اس کو یا اس شے کے نمونے دیکھ رکھے تھے، لیکن حوالگی کے وقت بیان شدہ خصوصیات سے مختلف نکلا، یا پہلے جس حالت میں دیکھا تھا وہ حالت اب بدل چکی تھی، یا نمونے کے مطابق نہ نکلا، تو جو شخص مالک بننے جا رہا تھا اس کو اس صفت کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے جو اس اثاثے میں مقصود تھی، خیارِ وصف ملے گا۔ چنانچہ اس کو یہ حق ہوگا کہ وہ یا تو عقد ختم کردے، یا اسی طرح عقد کرلے، یا کسی دوسرے عقد کرنے والے کے ساتھ نقصان پورا کرنے پر اتفاق کرلے۔

noorcentre.com

۹- معیار کے اجرا کی تاریخ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۰۹ء۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۴ مارچ، ۲۰۰۹ء کو مجلسِ شرعی نے بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تئیسویں اجلاس میں شرعی معیار "آن لائن مالی معاملات" کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے ۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے سولہویں (۱۶) اجلاس میں آن لائن مالی معاملات کے شرعی معیار کے اجرا کا فیصلہ کیا۔ اور ۱۲ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ اگست ۲۰۰۶ء کو جنرل سیکرٹریٹ آن لائن مالی معاملات کے معیار کی مطالعاتی رپورٹ کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اجلاس میں، جو کہ ۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء کو بحرین میں منعقد ہوا، کمیٹی نے مطالعاتی رپورٹ پر بحث وتمحیص کی، اور مشیر کو اس بات کا پابند کیا کہ اس بحث وتمحیص اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اجلاس میں جو کہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۰۷ء کو بحرین میں منعقد ہوا، کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مشیر کو اس بات کا پابند کیا کہ اس بحث وتمحیص اور ممبران کے غور وفکر کی روشنی میں ضروری تبدیلیوں کو اس میں شامل کیا جائے۔

مجلسِ شرعی نے مکہ مکرمہ میں منعقدہ ۲۶-۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸-۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء اپنے انیسویں اجلاس میں، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کی جانب سے پیش کی گئیں تبدیلیوں کا جائزہ لیا، اور اس میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے جو ترامیم کی تھیں، ۴-۸ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱-۱۵ فروری ۲۰۰۸ء کو مجلسِ شرعی نے بحرین میں منعقد اپنے بیسویں اجلاس میں ان ترامیم کا جائزہ لیا اور جن

noorcentre.com

تبدیلیوں کو مناسب سمجھا شامل کر دیا۔

۲۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا گیا۔ اس اجلاس میں تقریباً تیس سے زائد مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ جلسہ میں پیش کیے گئے نکات کی سماعت کی گئی، شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے ممبران نے نکات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

مجلسِ شرعی نے جمعرات سے ہفتے کے دن تک یعنی ۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۴ مارچ کو بحرین میں منعقد اپنے اجلاس نمبر ۲۳ میں جلسۂ سماعت میں شرکاء کی جانب سے پیش کیے گئے نکات کا جائزہ لیا اور مناسب ترامیم کے بعد اس معیار کی منظوری دے دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- انٹرنیٹ پر تجارتی ویب سائٹس کا اجرا جائز ہے بشرطیکہ وہ حرام امور سے پاک ہو۔ اس بات کا جواز یہ ہے کہ تمام معاملات اصولی طور پر مباح ہیں الّا یہ کہ ان میں شرعاً کوئی خرابی پائی جائے، اور پھر یہ کہ آج کل لوگوں کے بہت سے مصالح اس طرح کی ویب سائٹس کے اجرا سے وابستہ ہیں اور شریعت ہمیشہ لوگوں کی مصلحت کی رعایت رکھتی ہے۔
- آن لائن مالی معاملات انجام دینے کا جواز اس بنیاد پر ہے کہ اس میں شرعاً کوئی خرابی نہیں۔ نیز آن لائن جو عقود کیے جاتے ہیں وہ روایتی عقود کے طریقوں سے مختلف نہیں ہوتے۔ فرق صرف ان کے انعقاد کے طریقوں میں ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ جب عقود میں اصل اباحت ہے، بشرطیکہ وہ شریعتِ اسلامیہ میں معاملات کے قواعد سے متصادم نہ ہوں، تو جب تک یہ طور طریقے عقد کرنے کے شریعت کے تقاضوں کو یقینی بناتے رہیں گے تب تک ان میں بھی اباحت کا یہی اصول جاری رہے گا۔
- دونوں فریقوں کے انٹرنیٹ پر صرف آڈیو یا آڈیو ویڈیو رابطے کے ذریعے عقد کرنے کی شرعی تکییف یہ ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے دو حاضر لوگوں کا عقد کرنا۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں دونوں عقد کرنے والے زمانے کے اعتبار سے ایک ساتھ حاضر ہیں، اگرچہ جگہ کے اعتبار سے دونوں ایک دوسرے کے پاس نہیں بلکہ غائب ہیں۔ نیز وقت کے اعتبار سے ایک ہی زمانے میں رہتے ہوئے ان دونوں کے درمیان ایجاب و قبول ہو رہا ہے، اور اتحادِ مجلس میں جو "اتحاد" معتبر ہے، وہ زمانے کے حساب سے اتحاد[1] ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے جدید آلات کے ذریعے عقود کے اجرا پر جو قرارداد

(۱) دیکھیے فتح القدیر ۳/۱۹۰-۱۹۲، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳/۵، مغنی المحتاج ۲/۵، المغنی ۳/۴۸۱، المدخل الفقہی العام ۱/۳۴۸۔

noorcentre.com

جاری کی تھی وہ بھی اس بات کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ قرارداد کے الفاظ ہیں کہ "اگر دونوں فریق کے درمیان ایک ہی وقت میں عقد ہوا، اگرچہ دونوں فریق خود ایک دوسرے سے دور دو الگ الگ جگہوں پر تھے، جیسا کہ ٹیلیفون اور وائرلیس آلات کے ذریعے عقد کرنے کی صورت میں ہوتا ہے، تو یہ ایک ایسے باہمی عقد کی طرح سمجھا جائے گا جیسے دو حاضر لوگوں کے درمیان ہوا"۔[1] ٹیلیفون اور آن لائن آڈیو بات چیت [audio chat] میں کوئی فرق نہیں۔

- تحریری گفتگو، ای میل یا آن لائن ویب سائٹ کے ذریعے عقد کرنے کی جو شرعی تکییف کی گئی ہے کہ یہ دو غیر حاضر لوگوں کے عقد کرنے کی طرح ہے، تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں دونوں عقد کرنے والے زمانے کے اعتبار سے ایک ساتھ حاضر نہیں ہوتے، کیونکہ وقت کے اعتبار سے ایک ہی زمانے میں رہتے ہوئے ان دونوں کے درمیان ایجاب و قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس سلسلے میں اسلامی اقتصاد پر منعقد "البرکہ" کے سیمینار کی قرارداد میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ "آن لائن جب کوئی عقد دو ایسے لوگوں کے درمیان ہو جو ایک ہی جگہ پر موجود نہ ہوں، اور وہ دونوں ایک دوسرے کی آواز بھی نہ سن رہے ہوں، تو اس طریقے سے عقد کرنا درحقیقت دو غائب لوگوں کے عقد کرنے کی طرح ہے۔ چنانچہ اس کا وہی حکم ہوگا جو خط وکتابت کے ذریعے عقد کرنے کا ہے"۔[2]
- ایجاب کرنے والے نے جو مدت ایجاب کے برقرار رہنے کے لیے متعین کی تھی اس مدت کے اختتام سے قبل اسے اپنے ایجاب سے رجوع کرنا جائز نہیں۔ اس بات کی بنیاد مالکیہ کا وہ قول ہے کہ ایجاب کو اگر کسی وقت کے ساتھ مقید کر دیا جائے تو جب تک وقت باقی رہے گا ایجاب بھی باقی رہے گا۔ حطاب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور ذکر کیا ہے کہ اس کے قائل ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ اپنی تحقیق میں معروف ہیں۔[3] نیز اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں واضح طور پر

(۱) قرارداد نمبر ۵۲ (۶/۳)۔

(۲) اسلامی اقتصاد پر مکہ مکرمہ میں ۶-۷ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۲-۳ دسمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد البرکہ کا انیسواں سیمینار۔

(۳) دیکھیے مواہب الجلیل للحطاب ۴-۲۴۱۔ بہت سے سول قوانین نے اس کو اپنایا ہے اور اسے "ایجاب مؤقت" کا نام دیا ہے۔ دیکھیے "اردن" کے سول قانون کا آرٹیکل نمبر ۹۸ اور "سیریا" کے سول قانون کا آرٹیکل نمبر ۹۳۔

موجود ہے کہ "اگر پیشکش کرنے والا ان وسائل کے ذریعے ایسا ایجاب کرے جس کی کوئی خاص مدت ہو، تو اس مدت کے دوران لازمی طور پر اسے اپنے ایجاب پر قائم رہنا ضروری ہے، اور اسے ایجاب سے رجوع کا حق نہ ہوگا[۱]"۔

noorcentre.com

- اگر آن لائن ویب سائٹ کے ذریعے یا بذریعہ ای میل کوئی پیغام ایسا بھیجا جائے جس کا تعلق طے شدہ عقد کے ساتھ ہو اور اس کا نفاذ ہونا ہو، لیکن اس میں تمام حقوق اور بنیادی التزامات کا ذکر نہ ہو، یا اس کے بھیجنے والے نے اپنے لیے عقد کو ختم کرنے کا حق شرط رکھا ہو، اگرچہ دوسری طرف سے قبول بھی کر لیا جائے، تو اس کو معتبر ایجاب نہ ماننے کی وجہ یہ ہے کہ شرعاً ایجاب کی شرط یہ ہے کہ وہ مکمل اور شرط سے خالی ہو نیز اس میں کسی اور بات کا احتمال نہ ہو۔[۲]
- آن لائن عقد کا انعقاد، چاہے عقد کسی بھی طریقے سے ہو، دوسری طرف سے قبول کیے جانے کے وقت ہو جانا، خواہ ایجاب کرنے والے کو علم ہو یا نہ ہو، اس کی بنیاد فقہاء کا وہ قول ہے کہ عقد نام ہے دو ارادوں کی موافقت کا۔ چنانچہ جب قبول کرنے والے نے ایجاب پر اپنی رضامندی کا اعلان کر دیا تو دونوں کے ارادوں میں موافقت ہوگئی اور عقد مکمل ہوگیا۔ اس سلسلے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد بھی جاری ہو چکی ہے جس میں واضح طور پر موجود ہے کہ "جب دو ایسے غائب لوگوں کے درمیان عقد مکمل ہو گیا جو ایک جگہ پر موجود نہیں اور وہ ایک دوسرے کو نہ ہی سن سکتے ہیں اور نہ ہی دیکھ سکتے ہیں، اور ان کے درمیان رابطہ خط و کتابت یا سفارت (پیغام رساں) کے ذریعے ہوا تھا، اس میں ٹیلیکس (telex)، فیکس، اور کمپیوٹر اسکرین کے ذریعے رابطہ بھی شامل ہے، تو اس صورت میں مخاطب فریق کو ایجاب موصول ہو جانے کے بعد اس کے قبول کرتے ہی عقد کا انعقاد ہو جائے گا"۔[۳]
- عقد ہو جانے کے بعد خریدار کی جانب سے سوفٹ وئیر، معلومات [data] یا اس جیسی کوئی اور چیز ویب

---

(۱) قرارداد نمبر ۵۲ (۶/۳)۔

(۲) دیکھیے فتح القدیر ۱۹۰/۳-۱۹۲، فتح القدیر ۱۹۰/۳-۱۹۲، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۵/۳، مغنی المحتاج ۵/۲، المغنی ۴۸۱/۳۔

(۳) قرارداد نمبر ۵۲ (۶/۳)۔

noorcentre.com

سائٹ سے اپنے ذاتی کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ کرنے سے شرعاً قبضہ متحقق ہوجانے کی بنیاد یہ ہے کہ اعتباری اور حکمی طور پر قبضہ تب متحقق ہوجاتا ہے جب تخلیہ اور تصرف پر قدرت دے دی جائے۔ دراصل اشیا پر قبضہ ان کی نوعیت کے اعتبار سے اور ان اشیا پر قبضے کے سلسلے میں عرف کے اختلاف کی وجہ سے مختلف طریقوں سے ہوتا ہے۔ قبضہ اور اس کی مختلف شکلوں، خصوصاً اِس صورت کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد کا اجرا بھی ہوچکا ہے۔[۱]

- آن لائن موجود ویب سائٹس کے ساتھ دراندازی یا معلومات [data] کی چوری کے حرام ہونے کی وجہ دراندازی کی تمام صورتوں کی ممانعت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہے کہ ﴿وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾[۲] ''اور زیادتی نہ کرو، یقین جانو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔
- اور جیسا کہ ویب سائٹس ان کے مالکان کی ذاتی ملکیت شمار کی جاتی ہیں اور مالی طور پر ان کی قدر و قیمت بھی ہے۔ چنانچہ ان میں دراندازی کرنا درحقیقت ان کے مالکان کو ضرر پہنچانا ہے۔ نیز مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد کا اجرا بھی ہوچکا ہے جو کہ تجارتی نام، تجارتی پتے، ٹریڈ مارک اور ان جیسے دیگر حقوق میں دراندازی کی حرمت پر بھی مشتمل ہے۔[۳]
- دونوں فریقوں کی آن لائن شناخت کی تصدیق کے لیے الیکٹرانک دستخط پر اعتماد کرنے کا جواز، بشرطیکہ شناخت کی تصدیق کا وہ طریقہ قانونی اعتبار سے بھی قابلِ اعتماد ہو، اس بنیاد پر ہے کہ اس سے آن لائن دونوں فریقوں کی شناخت کے سلسلے میں وہ ضرر دور ہوجاتا ہے جو جعلسازی کی وجہ سے لاحق ہو۔ اور پھر یہ کہ اس میں شرعاً کوئی خرابی بھی نہیں، بلکہ شریعتِ اسلامیہ تو مال کی حفاظت کے لیے تکنیکی ذرائع سے کام لینے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، کیونکہ مال کی حفاظت شریعت کے پانچ مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔

---

(۱) قرارداد ۵۳ (۶/۴)۔

(۲) سورۃ البقرۃ: ۱۹۰۔

(۳) قرارداد ۵ دورہ خامسہ ۱۴۰۸ھ ــ ۱۹۸۸ء۔

noorcentre.com

- اگر متعاقدین میں سے کسی کی خصوصیات یا ذاتی شخصیت کو جان لے یا کسی قسم کی جعل سازی، دھوکہ دہی، یا غلطی ثابت ہو جاتی ہے، تو عقد کرنے والے دوسرے شخص کے لیے عقد ختم کرنے کے حق کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے عیوب ہیں جو عقد کرنے والے شخص کی عقد کے لیے رضامندی پر اثر انداز ہونے میں معتبر شمار کیے جاتے ہیں، اور شرعاً عقود کی بنیاد ہی رضامندی پر ہوتی ہے۔ اس پر تمام فقہاء کی صراحت موجود ہے[۱]۔
- آن لائن انجام دیے جانے والے عقودِ اذعان، یعنی ان عقود میں انفرادی حیثیت کا حامل ایجاب تمام لوگوں کے لیے ہوتا ہے، البتہ ایجاب کرنے والا عقد کی شرائط کے تعیّن میں اکیلا ہوتا ہے، اور یہ عقود ایسے منافع اور سامان سے متعلق ہوتے ہیں جن کی ضرورت تمام لوگوں کو ہوتی ہے۔ اور ایجاب کرنے والا ان کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، تو ایسے عقود پر ریاستی نگرانی کو لازمی قرار دینے کی بنیاد وہ نصوص ہیں جو ہمیں ضرر دور کرنے اور عدل کرنے کا حکم دیتی ہیں۔
- اگر عقد کی بنیاد محلِ عقد سامان کا کوئی وصف تھا، یا پہلے سے حاصل شدہ رؤیت بنیاد تھی، یا نمونے کی بنیاد پر عقد ہوا تھا لیکن اس سامان کا وہ وصف مختلف نکلا، یا پہلے جس حالت میں دیکھا تھا وہ حالت اب تبدیل ہو چکی تھی، یا نمونے کے مطابق نہ نکلا، تو مذکورہ صورت میں اس صفت کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے جو اس شے میں مرغوب تھی، خیارِ وصف ملنے کی بنیاد دونوں فریق اور ان کے حقوق کی حفاظت ہے۔ جمہور فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے۔[۲]

---

(۱) دیکھیے موسوعہ فقہیہ کویتیہ، مصطلح رضا، جلد ۲۲۔

(۲) دیکھیے حاشیہ ابن عابدین ۶۹/۴، جواہر الاکلیل ۹/۲، مغنی المحتاج ۱۸/۲، المہذب ۲۷/۱۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

۱-انٹرنیٹ

ملکی حدود کا اعتبار کیے بغیر کمپیوٹر نیٹ ورکس [computer networks] کے درمیان رابطے کا ذریعہ یا آلہ۔

۲-انٹرنیٹ ویب سائٹ

صفحات کی شکل میں معلومات کا ذخیرہ، اور ہر صفحہ ایسی معین معلومات پر مشتمل ہوتا ہے جن کو صفحات ڈیزائن کرنے والے نے خاص رموز کی مدد سے ڈیزائن کیا ہوتا ہے۔ ان صفحات کی براؤزنگ [Browsing] کے لیے انٹرنیٹ براؤزنگ سوفٹوئیر [Internet Brwosing Software] درکار ہوتا ہے، جو رموز کو حل کرتا ہے اور لکھے ہوئے صفحات دکھانے کے لیے احکامات جاری کرتا ہے۔

۳-انٹرنیٹ پر رابطے کی خدمت مہیا کرنے والا (ISP)

یہ وہ ادارہ ہوتا ہے جو خدمات حاصل کرنے والوں کو اشتراکی عقود (subscribtion contracts) یا اس جیسے دیگر عقود جو معین اجرت کی طرح ہیں، ان کی بنیاد پر انٹرنیٹ لائنوں تک داخلے کی سہولت [internet access] فراہم کرتا ہے۔

۴-الیکٹرانک دستخط

یہ وہ معلومات [data] ہیں جو حروف، نمبروں، رموز، اشارات یا ان جیسی صورتیں دھار لیتی ہیں، اور الیکٹرانک، ڈیجیٹل یا فونک [phonic] یا ان جیسے دیگر وسائل کی شکل وصورت میں معلوماتی پیغام کے

noorcentre.com

ساتھ منسلک، مرتبط یا اس پر مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اس الیکٹرانک دستخط کا خاص انداز ہوتا ہے جو دستخط کرنے والے کی شخصی شناخت کی تحدید کرتا ہے اور اس کو دوسروں سے ممتاز بناتا ہے، تاکہ اس کے دستخط اور پیغام کے مضمون کی توثیق و موافقت ہو سکے۔

۵-الیکٹرانک پیغام

یہ وہ معلومات [data] ہیں جن کا نشر و تبادلہ الیکٹرانک رابطے کے ذرائع سے ہوتا ہے، جیسے انٹرنیٹ، ٹیلکس [telex]، فیکس یا ان جیسے دیگر الیکٹرانک رابطے کے ذرائع۔

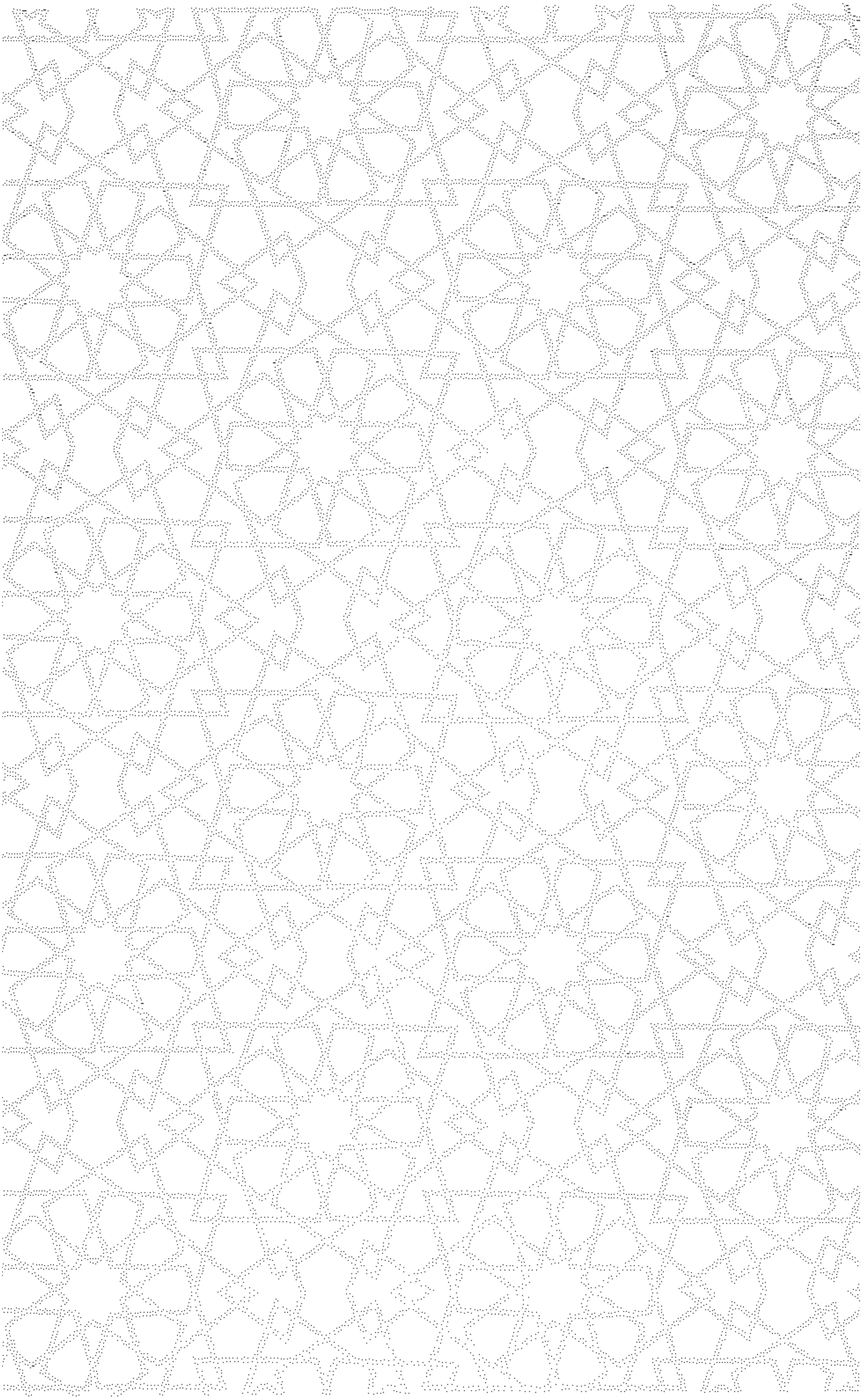

noorcentre.com

رہن اور اس کی جدید تطبیقات

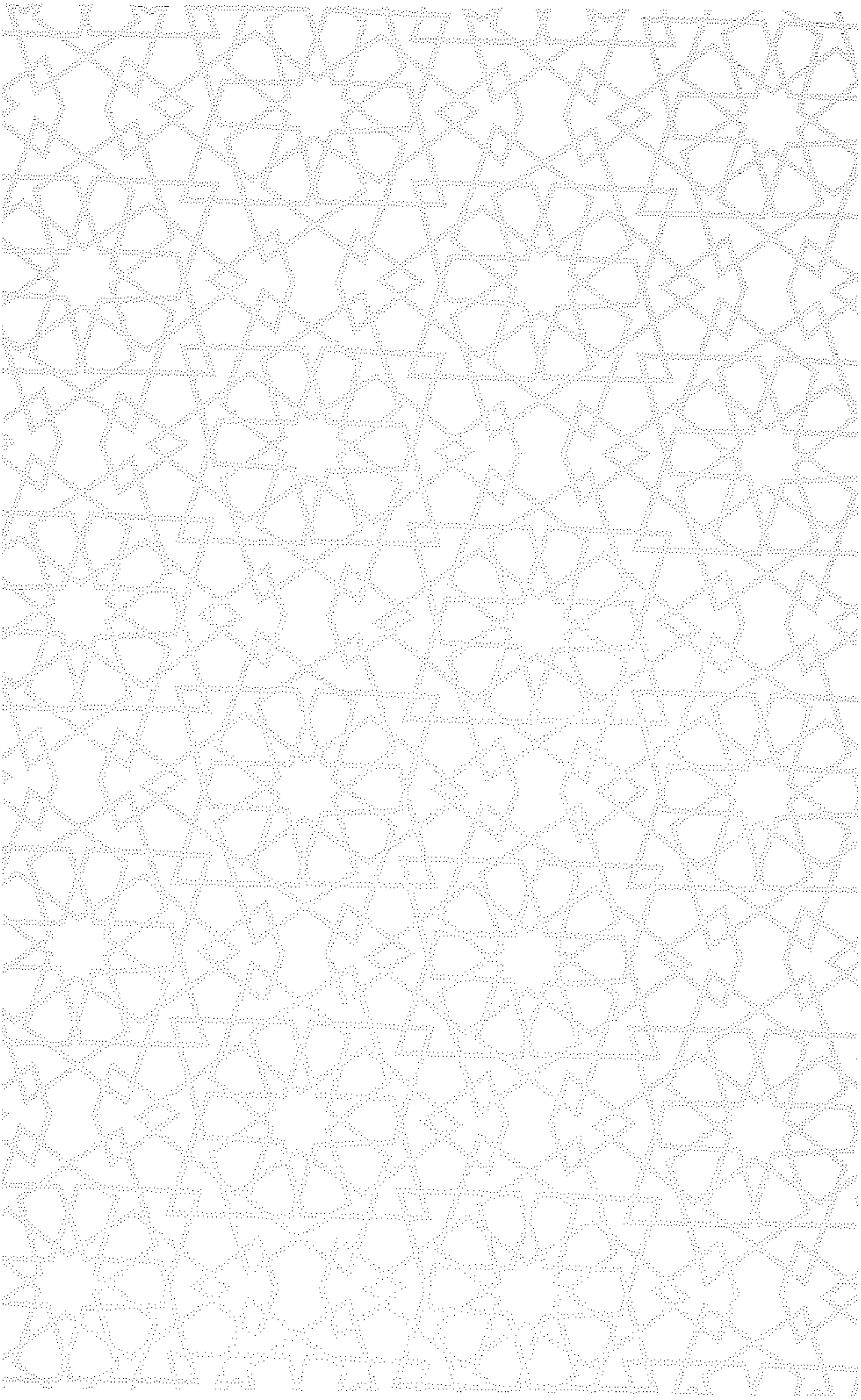

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۰۰۲
معیار کا متن ۱۰۰۳
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۰۳
۲- رہن کی تعریف ۱۰۰۳
۳- رہن کے احکامات ۱۰۰۳
۴- مالیاتی دستاویزات اور صکوک کا رہن ۱۰۰۹
۵- کرنٹ اکاؤنٹ اور کیش مارجن کا رہن ۱۰۱۰
۶- سرمایہ کاری یونٹس اور سیونگ اکاؤنٹس کا رہن ۱۰۱۰
۷- مستقبل میں ملکیت میں آنے والے اثاثے کا رہن ۱۰۱۰
۸- مالِ مرہون کا انشورنس ۱۰۱۰
۹- مالِ مرہون کی زکوٰۃ ۱۰۱۱
۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۱۱
معیار کی منظوری ۱۰۱۲
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۰۱۳
ضمیمہ (ب) شرعی احکامات کی بنیادیں ۱۰۱۵

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد رہن کے احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں اس کی جدید تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے، جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اُس رہن پر مشتمل ہے، جس کا ادارہ اپنے گاہکوں کے ذمہ واجب دیون اور ذمہ داریوں کی توثیق کے لیے مطالبہ کرتا ہے، گاہک چاہے افراد ہوں یا دیگر ادارے۔ اسی طرح اس معیار میں وہ رہن بھی شامل ہے جسے ادارہ دوسرے فریق کو اپنے ذمے عائد دیون والتزامات کی توثیق کے لیے پیش کرتا ہے۔ نیز وہ رہن بھی اس معیار میں شامل ہیں جنہیں دیگر جہات کے مفاد میں ادارہ بحیثیت ثالث یا بطورِ وکیل محفوظ رکھتا ہے۔

۲- رہن کی تعریف

رہن: کسی مالی اثاثے [عین مالیہ] یا اس جیسی چیز کو کسی دَین کی توثیق کے لیے رکھنا تاکہ اگر دَین کی وصولی ممکن نہ رہے تو اس شے سے یا اس کی قیمت سے دَین وصول کیا جا سکے۔

۳- رہن کے احکامات

۱/۳ رہن کا جواز قرآن، سنت اور اِجماع سے ثابت ہے۔

۱/۱/۳ عقدِ رہن راہن [رہن رکھوانے والے] کے حق میں محض عقد ہی سے لازم ہو جاتا ہے اور راہن اسے یکطرفہ طور پر فسخ یا ختم نہیں سکتا۔ تاہم مرتہن [جس کے پاس رہن رکھوایا جائے] کے لیے اسے یکطرفہ طور پر فسخ کرنا جائز ہے۔

۲/۱/۳ رہن کا قبضہ انہی طریقوں سے حاصل ہو جاتا ہے جن طریقوں سے خریدی ہوئی چیز کا قبضہ حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا کبھی تو ہاتھ میں لے کر حقیقی قبضہ حاصل کیا جاتا ہے جسے "رہنِ حیازی" کہتے ہیں۔ اور کبھی رجسٹریشن اور کاغذات کے ذریعے

noorcentre.com

حکمی قبضہ حاصل کیا جاتا ہے جسے "رہن تامینی" یا "رہنِ رسمی" کہتے ہیں۔ اس پر بھی رہن کے احکامات لاگو ہوتے ہیں۔

۳/۱/۳ مرتہن کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی کو رہن کے قبضہ کے لیے وکیل بنائے۔ یہ وکیل قبضہ اور دیگر تمام احکامات میں مرتہن کے قائم مقام ہوگا۔ یہ بھی جائز ہے کہ اسے کسی متفقہ تیسرے فریق کے قبضہ میں دے دیا جائے جسے ثالث [عدل] کہتے ہیں۔ اس صورت میں کسی ایک فریق کے لیے اس رہن کو اس متفقہ فریق سے لے کر غیر متفقہ فریق کو دینا جائز نہیں ہوگا۔

۴/۱/۳ مرتہن کے لیے جائز ہے کہ وہ راہن پر یہ شرط عائد کردے کہ وہ دَین کی عدم وصولیابی کی صورت میں مرتہن یا اس کے وکیل یا تیسرے متفقہ فریق کو عدالت سے رجوع کیے بغیر رہن فروخت کرنے اور اس کی قیمت سے دَین وصول کرنے کا وکیل بناتا ہے۔ راہن اِس وکالت سے رجوع کا حقدار بھی نہیں ہوگا۔

۵/۱/۳ رہن پر راہن یا مرتہن کی وفات سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مرنے والے فریق کے ورثا اس کے قائم مقام بن جائیں گے۔

۶/۱/۳ مالِ مرہون کے ضائع ہونے سے رہن ختم ہوجاتا ہے، الا یہ کہ اس کے ضائع ہوتے ہی اس کا عوض حاصل ہوجائے جیسے اگر رہن کا تکافل کروایا ہوا ہو۔ اس صورت میں یہ عوض اس رہن کی جگہ لے لے گا۔ اسی طرح رہن مرتہن کے فسخ کرنے، دَین وصول کرکے یا معاف کرکے راہن کو بری قرار دینے، مرتہن کے رہن میں اپنے حق سے دستبردار ہونے، یا مرتہن کی اجازت سے کیے گئے ہر اس عمل سے ختم ہوجاتا ہے جو رہن کی ملکیت ختم کردے جیسے فروخت، ہبہ یا وصیت، بشرطیکہ نئے مالک نے اسے بطورِ رہن برقرار رکھنے کو قبول نہ کیا ہو۔ (دیکھیے شق ۳/۲/۶)

۷/۱/۳ مرتہن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے دَین کے کسی بھی حصہ کے عوض مکمل رہن

کو روکے رکھے الا یہ کہ وہ اسے جزوی طور پر چھوڑنے پر راضی ہوجائے۔ تاہم
noorcentre.com
اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دَین کی وصولی کے بعد کسی ایسے دوسرے دَین کے بدلے میں مالِ مرہون کو روکے رکھے جس کے عوض وہ رہن نہیں رکھا گیا تھا الا یہ کہ راہن و مرتہن دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہو کہ رہن ایک مقررہ مدت کے تمام دیون کے عوض میں رکھا جائے گا۔

۲/۳ مرہون [رہن میں رکھی گئی چیز] کے احکام

۱/۲/۳ مرہون کے لیے ضروری ہے کہ وہ مال ہو، متقوّم [جس کی قیمت لگائی جاسکتی ہو] ہو، اشارہ یا نام لینے کے ذریعہ یا صفات بیان کرکے اس کا تعیّن کردیا گیا ہو اور اس پر قبضہ دینا بھی ممکن ہو۔

۲/۲/۳ اصل تو یہ ہے کہ مالِ مرہون کوئی اثاثہ ہو۔ تاہم یہ بھی جائز ہے کہ وہ کوئی دَین یا نقدی یا مالِ مثلی یا استعمال سے ختم ہوجانے والی چیز ہو۔ اسی طرح جلدی خراب ہوجانے والی چیز کو بھی رہن بنایا جاسکتا ہے [جس صورت میں] اسے فروخت کیا جائے گا اور اس کی قیمت کو بطورِ رہن رکھ لیا جائے گا۔ نیز کسی غیر منقسم مگر معلوم حصہ کو رہن میں رکھا جاسکتا ہے جسے فروخت کرنا ممکن ہو۔

۳/۲/۳ یہ جائز ہے کہ ایک چیز ایک سے زائد مرتہن کے پاس رہن رکھی جائے۔ اس صورت میں اگر تمام رہن ایک ہی درجے کے ہوں تو تمام فریقوں کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے، اور مالِ مرہون ان تمام فریق کے درمیان ان کے دیون کے تناسب سے مشترک ہوگا۔ اور اگر مالِ مرہون کی اس طرح درجہ بندی کی گئی ہو کہ دوسرے مرتہن کے لیے پہلے مرتہن کے دَین کی وصولی سے پہلے اپنا دَین وصول کرنا ممکن نہ ہو، تو اس صورت میں دوسرے درجے کے مرتہن کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔

۴/۲/۳ مالِ مرہون مرتہن یا ثالث [عدل] یا وکیل کے پاس بطورِ امانت ہوتا ہے۔ یہ

noorcentre.com

رہن کی مکمل مدت میں راہن ہی کی ملکیت میں رہتا ہے۔ لہٰذا اگر یہ مرتہن یا ثالث کی کسی کوتاہی یا زیادتی کے بغیر ضائع ہوجائے تو ان پر کوئی ضمان نہیں ہوگا اور اس ضیاع کے بدلے میں دَین کا کوئی حصہ بھی ساقط نہیں ہوگا۔ لیکن اگر یہ ضیاع ان کی کسی زیادتی یا کوتاہی سے ہوئی تو وہ اس ضیاع کے وقت کی قیمت کے ضامن ہوں گے، تاہم دَین اپنی جگہ باقی رہے گا۔ دونوں فریقوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ ضائع شدہ مالِ مرہون کی قیمت اور دَین کے درمیان تصفیہ کرلیں۔ اگر مالِ مرہون راہن ہی کے پاس ضائع ہوجائے تو اس کا بدل پیش کرنا اس کے ذمے ہے الّا یہ کہ مرتہن رہن سے دستبردار ہوجائے۔

۳/۲/۵ راہن کے لیے جائز ہے کہ وہ مرتہن کے پاس رکھے ہوئے اپنے مملوکہ مال کو رہن بنادے، چاہے وہ چیز امانت ہو جیسے ودیعت یا عاریت کے طور پر رکھی ہوئی چیز یا سیونگ اکاؤنٹ، یا وہ چیز مضمون [ضمانت میں] ہو جیسے کرنٹ اکاؤنٹ، عقدِ فاسد کی بنیاد پر قبضہ میں رکھی گئی چیز۔ اس دوسری صورت میں مرتہن کا 'قبضۂ ضمان' قبضۂ امانت میں تبدیل ہوجائے گا۔

۳/۲/۶ یہ جائز ہے کہ راہن کوئی چیز عاریت پر لے تاکہ اسے رہن میں دے دے [عاریت پر لیا گیا رہن] اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ کوئی مال کرایہ پر لے کر اسے رہن رکھوائے [کرایہ پر لیا گیا رہن]، ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے مالک کی اجازت بہرحال ضروری ہے۔ اگر دَین کی وصولی کا وقت آجائے اور یہی مالِ مرہون فروخت کرکے دَین وصول کیا جائے تو عاریت یا کرایہ پر دینے والا راہن سے اس چیز کے مثلی ہونے کی صورت میں مثل لے گا ورنہ قیمت وصول کرے گا۔ اور اگر مالِ مرہون بغیر کسی کوتاہی یا زیادتی کے ہلاک ہوجائے تو صرف عاریت پر لینے والا ضامن ہوگا، کرایہ دار ضامن نہیں ہوگا۔

۳/۲/۷ فروخت کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ خرید و فروخت کے عقد میں خریدار پر یہ

شرط عائد کردے کہ وہ فروخت شدہ چیز ہی کو حقیقی یا حکمی قبضہ حاصل کرکے ادھار
noorcentre.com
قیمت کے بدلے رہن رکھوادے۔

۳/۲/۸ مالِ مرہون کا اضافہ اور اس کی آمدنی اصل مالِ مرہون کی طرح رہن ہی ہوگی، چاہے یہ اضافہ متصل ہو یا الگ سے ہو الا یہ کہ دونوں فریق اس کے برعکس کسی صورت پر اتفاق کرلیں۔

۳/۲/۹ راہن کے لیے مرتہن کی اجازت سے مالِ مرہون سے فائدہ اُٹھانا جائز ہے، تاہم مرتہن کے لیے مالِ مرہون سے بلاعوض فائدہ اٹھانا کسی صورت جائز نہیں ہے، چاہے راہن اجازت دے یا نہ دے۔ اگر راہن اجازت دیدے تب اُجرتِ مثل کے عوض فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۳/۲/۱۰ مالِ مرہون کی درستگی اور اسے خرابی سے بچانے کی غرض سے ہونے والے تمام ضروری و حقیقی اخراجات راہن ہی برداشت کرے گا۔ اگر مرتہن نے یہ اخراجات راہن کی اجازت یا بغیر اجازت کردیے تو وہ راہن سے مطالبہ کرسکتا ہے یا ان اخراجات کے بقدر مالِ مرہون سے فوائد حاصل کرسکتا ہے۔ مالِ مرہون کی حفاظت، اس کی توثیق اور فروخت سے متعلق تمام اخراجات کی ذمے داری مرتہن کی ہے، البتہ شرط لگاکر راہن کو اس کا ذمہ دار بنایا جاسکتا ہے۔

۳/۲/۱۱ شق ۵ کی رعایت رکھتے ہوئے، دَین کو رہن رکھنا جائز ہے، چاہے یہ دَین مرتہن کے ذمے ہو یا کسی تیسرے کے ذمے ہو۔

۳/۲/۱۲ مرہونہ دَین کا قبضہ اس کے کاغذات پر قبضہ سے حاصل ہوجائے گا یا اس کو رہن رکھواتے وقت گواہ بنالیے جائیں۔ اس مرہونہ دَین پر رہن کے احکامات لاگو ہوگے اور مرتہن اس دَین کا دوسروں سے زیادہ حق دار بن جائے گا۔

۳/۳ جس دَین کے عوض رہن رکھا گیا ہے، اس کے احکامات

۳/۳/۱ یہ ضروری ہے کہ جس دَین کے بدلے رہن رکھوایا گیا ہے وہ جائز دَین ہو، جیسے

noorcentre.com

خریداری کی قیمت، کسی چیز کو ضائع کرنے کا تاوان، یا عقدِ سلم کا سامان، یا آرڈر پر تیار کروایا گیا سامان، یا ذمے میں لاگو کوئی نفع ہو۔ رہن کے درست ہونے لیے یہ شرط نہیں کہ دَین ذمہ میں ثابت ہو چکا ہو، بلکہ رہن تو اس عقد سے پہلے بھی درست ہو جاتا ہے جس کے ذریعے یا جس کے ساتھ ذمہ میں دَین ثابت ہوگا۔ یہ جائز نہیں کہ جس دَین کے بدلے رہن رکھا گیا ہے وہ ناجائز دَین ہو، جیسے سودی قرض، یا وہ سرے سے دَین ہی نہ ہو، جیسے متعیّن قیمت، کسی متعین اثاثے کی منفعت، فروخت کنندہ کے ہاتھ میں موجود فوری قیمت کے بدلے میں متعیّن فروخت شدہ اثاثہ جات۔

۳/۳/۲ عقدِ امانت میں رہن کی شرط رکھنا جائز نہیں ہے، جیسے وکالت، ودیعت، مشارکہ، مضاربت، کرایہ دار کے قبضہ میں موجود اثاثہ جات۔ تاہم اگر یہ رہن صرف زیادتی یا کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی سے ہونے والے نقصانات کے ازالے کے لیے ہو تو جائز ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۱)

۳/۴ مالِ مرہون پر نفاذ

۳/۴/۱ شق ۳/۱/۴ کی رعایت رکھتے ہوئے، مرتہن کا یہ حق ہے کہ مقررہ تاریخ تک دَین کی عدم ادائیگی کی صورت میں مالِ مرہون کی فروخت کا مطالبہ کرے، اس کی قیمت سے اپنا دَین وصول کرے، جو بچ جائے وہ راہن کو واپس کر دے، یہی عقدِ رہن کا تقاضا ہے۔ اگر قیمت دَین سے کم ہو تو بقیہ رقم کی حیثیت عام دَین کی ہوگی اور اسے راہن سے وصول کیا جائے گا۔

۳/۴/۲ مرتہن کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے دَین کے بدلے مالِ مرہون کے مالک بننے کی شرط لگا دے۔ البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اسے راہن سے بازاری قیمت پر خرید لے اور اپنے دَین کے بقدر اس قیمت سے وصول کر لے۔

۳/۴/۳ اگر راہن دیوالیہ ہو جائے تو مرتہن کو دیگر قرض خواہوں پر اس رہن سے اپنا

دین وصول کرنے کے سلسلے میں فوقیت حاصل ہوگی۔ اگر رہن دَین کی وصولی کے لیے کافی نہ ہو تو باقی ماندہ دَین کی وصولیابی میں مرتہن دیگر قرض خواہوں کے درجے میں ہوگا۔

noorcentre.com

۴- مالیاتی دستاویزات اور صکوک کا رہن

۴/۱ جن مالیاتی دستاویزات اور صکوک کا جاری کرنا اور ان میں معاملہ کرنا شرعاً جائز ہے ان کو رہن رکھوانا بھی جائز ہے، مثلاً اسلامی صکوک، اسلامی مالیاتی اداروں کے حصص۔ اسی میں ان کمپنیوں کے حصص بھی شامل ہیں جن کا بنیادی کاروبار حلال ہے (دیکھیے معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات - حصص اور بانڈز"، شق ۴/۳)

۴/۲ منفعت کے صکوک کو رہن بنایا جاسکتا ہے۔ یہ متعین آثاثوں یا اوصاف کی بنیاد پر ذمہ میں واجب اثاثوں کے منافع کے غیر منقسم حصوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس معاملے میں شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، شق ۵/۱/۵/۲ کی رعایت رکھی جائے۔

۴/۳ جن مالیاتی دستاویزات اور صکوک کا جاری کرنا اور ان میں معاملہ کرنا شرعاً ناجائز ہے ان کو رہن رکھوانا بھی ناجائز ہے، مثلاً سودی بانڈز، ترجیحی حصص [preference shares]، حصصِ تمتع [enjoyment shares]۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات، حصص اور بانڈز"، شق ۲/۶ اور شق ۲/۷)۔ انہی میں روایتی سرمایہ کاری سرٹیفکیٹس، روایتی سرمایہ کاری ڈیپازٹس سرٹیفکیٹس، ان کمپنیوں کے حصص جن کا بنیادی مقصد حرام کاروبار ہے، مثلاً شراب سازی، خنزیر کی تجارت یا سودی کاروبار۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات - حصص اور بانڈز"، شق ۲/۱، اور شرعی معیار نمبر (۱۳) "لیٹر آف کریڈٹ"، شق ۳/۴/۱ اور ۳/۴/۲)۔ انہی کے حکم میں روایتی مالیاتی اداروں کے حصص اور روایتی سرمایہ کاری کمپنیوں، روایتی انشورنس کمپنیوں کے حصص اور ان کمپنیوں کے حصص جن کا اصل کاروبار حلال ہے لیکن ان کے معاملات پر سود اور دیگر ناجائز عناصر غالب ہیں۔

noorcentre.com

۵- کرنٹ اکاؤنٹ اور کیش مارجن کا رہن

جس ادارے میں کرنٹ اکاؤنٹ کھولا گیا ہے، اسی کے مفاد میں کرنٹ اکاؤنٹ کو رہن بنانے کی صورت میں ادارے پر لازم ہے کہ وہ اس اکاؤنٹ کی رقم کو ادارے کی مصلحت میں استعمال نہ کرے، سوائے اس کے کہ دونوں فریق اسے سیونگ اکاؤنٹ بنا کر اس کا حکم قرض سے مضاربت کی طرف منتقل کرنے پر راضی ہوجائیں تاکہ ادارے [مرتہن] کو اس سے فائدہ اٹھانے سے بچایا جاسکے۔ اس صورت میں اکاؤنٹ ہولڈر کو ربّ المال کے لحاظ سے نفع ملے گا اور ادارہ مضارب والا نفع کمائے گا۔

۶- سرمایہ کاری یونٹس اور سیونگ اکاؤنٹس کا رہن

۱/۶ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ اسلامی سرمایہ کاری فنڈز میں موجود سرمایہ کاری یونٹس کو رہن بنائے۔ اس صورت میں اس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ گاہک کو رقم واپس لینے یا رقم نکالنے سے بالکلیہ یا صرف دَین کے بقدر روک دے۔ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے۔

۲/۶ سرمایہ کاری یونٹس اور سیونگ اکاؤنٹس کے منافع اور ان میں اضافہ اصل سرمایہ کی طرح رہن ہی ہوگا۔ یہی حکم اس صورت کا بھی ہے جب گاہک کا ادارے یا فنڈ سے تعلق مضاربت یا وکالت کا ہو۔ سوائے اس کے کہ اس کے خلاف پر اتفاق کرلیا گیا ہو۔

۷- مستقبل میں ملکیت میں آنے والے اَثاثے کا رہن

مستقبل میں ملکیت میں آنے والی آمدنی کو رہن بنایا جاسکتا ہے اگر اصل اَثاثہ (جس سے آمدنی ہونی ہے) متعین ہو، چاہے وہ آمدنی اپنے اصل اثاثے کے ضمن میں رہن بنائی جائے یا مستقل طور پر بنائی جائے۔

۸- مالِ مرہون کا انشورنس

مرتہن کے لیے جائز ہے کہ دَین معاملہ کرتے وقت راہن سے مرتہن کے حق میں مالِ مرہون کی ممکنہ حد تک اسلامی انشورنس کا مطالبہ کرے، اگر راہن نے قبول کرلیا تو مالِ مرہون کے ضائع ہوجانے کی صورت میں انشورنس پالیسی مرہونہ چیز کا عوض بن جائے گا۔ اگر انشورنس پالیسی نقدی کی صورت میں ملے تو

وہ بھی رہن ہوگی اور اس کے راہن کے منجمد سیونگ اکاؤنٹس میں حاصل ہونے والے فوائد بھی رہن ہوں گے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) ”ضمانتیں“، شق ۸/۴)۔

noorcentre.com

۹- مالِ مرہون کی زکوٰۃ

۱/۹　اگر مالِ مرہون ان اثاثوں میں سے ہو جن کے اصل اثاثے اور اس کی آمدنی پر یا صرف آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کی زکوٰۃ اس کے مالک پر واجب ہے۔ مالک کا مالِ مرہون میں تصرّف کرنے پر قادر نہ ہونا زکوٰۃ واجب ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے۔

۲/۹　زکوٰۃ تمام نقدی مالِ مرہونہ پر واجب ہوتی ہے جیسے کرنٹ اکاؤنٹ، کیش مارجن، سرمایہ کاری فنڈز کے یونٹس، منجمد سیونگ اکاؤنٹس، صکوک، سلم واِستصناع کے دیون۔ ان سب پر زکوٰۃ ان قواعد کی روشنی میں واجب ہوگی جو شرعی معیار نمبر (۳۵) ”زکوٰۃ“، شق ۱/۵، ۲/۵ اور ۳/۵ میں مذکور ہیں۔

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ

۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے تیئسویں اجلاس منعقدہ بحرین مورخہ جمعرات - ہفتہ بتاریخ ۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء میں رہن اور اس کی جدید تطبیقات کے معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کے مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے سولہویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے رہن اور اس کی جدید تطبیقات پر شرعی معیار کے اجرا کی منظوری دی۔

۱۲ رجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶ اگست ۲۰۰۵ء کو سیکریٹری جنرل نے رہن اور اس کی جدید تطبیقات کی شرعی مطالعاتی رپورٹ تیار کرنے کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کی منظوری دی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے اجلاس منعقدہ بتاریخ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۰۷ء بحرین میں اس شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے اس بحث وتمحیص اور ممبران کے آراء کی روشنی میں ترمیم کرنے کی ہدایت دی۔

شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے اجلاس منعقدہ بتاریخ ۲۱ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۷ء کویت میں اس شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث کی اور شرعی مشیر سے اس بحث وتمحیص اور ممبران کے آراء کی روشنی میں ترمیم کرنے کی ہدایت دی۔

مجلسِ شرعی نے اپنے بائیسویں اجلاس منعقدہ بمقام بحرین بتاریخ ۲۸-۳۰ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶-۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کی ترامیم پر بحث کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں اس میں شامل کیا۔

مورخہ ۲۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء بحرین میں جنرل سیکریٹریٹ نے جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بینک، اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز، ماہرین شریعت، یونیورسٹی کے اساتذہ ودیگر دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل تیس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسہ میں پیش کی گئیں تمام آراء کو سنا گیا اور شرعی

noorcentre.com

معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے نمائندوں نے سوالات کے جواب دیے اور ان پر اپنے تاثرات بھی لکھے۔

مورخہ ۱۵-۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲-۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء بحرین میں منعقدہ تیئسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے ان ترامیم پر بحث کی جنہیں جلسۂ سماعت کے شرکاء نے پیش کیا تھا اور ان میں جنہیں مناسب سمجھا شامل کیا اور اس معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکامات کی بنیادیں

رہن کا حکم (شق ۳/۱)

۱- سفر میں رہن اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے جائز ہے: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾[1] (اگر تم سفر میں اور کسی لکھنے والے کو نہ پاؤ تو رہن رکھ لو جس پر قبضہ بھی ہو)۔ اور اقامت کی حالت میں بھی جائز ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کے پاس زرہ رہن رکھوائی اور اپنے گھر والوں کے لیے جو خریدی۔ علامہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سوائے امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کو نہیں جانتے جنہوں نے اس آیت کی بنیاد پر حالتِ اقامت میں رہن رکھنے کی مخالفت کی ہو۔ لیکن اس آیت میں سفر کا ذکر تو غالب عادت کی وجہ سے ہے کیونکہ عموماً سفر میں لکھنے والے نہیں ملا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے رہن کے جواز کے لیے کاتب کا نہ ہونا کوئی شرط نہیں ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف بھی نہیں ہے۔ نیز رہن رکھنے کا جو حکم اس آیت میں دیا گیا ہے وہ بطورِ شفقت کے ہے، کوئی وجوبی حکم نہیں ہے، اس پر دلیل آیت کا اگلا حصہ ہے: ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾[2] (اگر تم ایک دوسرے پر امانت رکھواؤ تو... الخ)۔

۲- حنابلہ،[3] حنفیہ[1] اور شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک خرید و فروخت کے عقد میں رہن کی شرط رکھنا

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۸۳۔

(۲) محمد بن عبد الوہاب، مختصر الانصاف والشرح الکبیر، دار النشر: مطبع ریاض۔ ریاض، طبع اول، تحقیق: عبد العزیز بن زید الرومی، د۔ محمد بلتاجی، د۔ سید حجاب، (۵۰۶/۱)، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔

(۳) علاء الدین المرداوی، الانصاف۔ سابقہ مرجع، ۲۰۶/۱۱-۲۰۷۔

noorcentre.com

درست اور لازم ہوجانے والی شرط ہے۔ اور حنابلہ کے نزدیک یہ ان شرائط میں شامل ہے جن سے عقد کی مصلحت وابستہ ہوتی ہے[۲] یا وہ شرائط جو حنفیہ کے نزدیک عقد کے مناسب اور موافق ہوتی ہیں کیونکہ رہن عقد کو مضبوط کرتا ہے۔[۳] حنفیہ کے قول کی وضاحت یوں بھی کی گئی ہے: "رہن اور قیمت کی کفالت دین کی مضبوطی کے لیے ہوتے ہیں لہٰذا یہ قیمت کی بہتر کوالٹی کی شرط لگانے کے مترادف ہے، اس لیے رہن کی شرط عقد کے معنوی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہی ہے۔"[۴] اور یہ ان شرائط میں سے ہے جن کی ضرورت ہر اس معاملہ میں ہوتی ہے جس میں کوئی فریق اس شرط کے بغیر راضی نہ ہورہا ہو۔ اگر اس طرح کی شرط پوری نہیں کی جائے تو دوسرے فریق کو خیار حاصل ہوگا۔ فقہاء نے خیارات کے ضمن میں بیان کیا ہے: "کسی صحیح شرط کے پورا نہ کرنے پر خیار حاصل ہوتا ہے، مثلاً رہن کی شرط، ذمے میں آنے والے عوض کی کفالت"۔[۵]

۳- مالِ مرہون ثالث [عدل] کے قبضہ میں دینا جائز ہے، شوافع اس کی یہ دلیل بیان کرتے ہیں: "کیونکہ یہ تو دونوں فریقوں کا حق تھا تو جس پر وہ دونوں راضی ہوگئے وہ بھی جائز ہے"۔[۶]

۴- فروخت کنندہ کا قیمت کی وصولیابی تک فروخت شدہ چیز کو روکے رکھنے کی شرط حنابلہ کے نزدیک درست اور لازمی شرط ہے، یہ ان کے نزدیک ان شرطوں میں داخل ہے جو عقد کے تقاضے اور اس کی مصلحت میں تو داخل نہیں ہیں لیکن اس کے تقاضے کے خلاف بھی نہیں ہوتیں، اور ان میں فروخت کنندہ یا خریدار کا فائدہ ہوتا ہے۔[۷]

(۱) علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع، ۲/۴۰۔

(۲) وزارۃ الاوقاف کویت، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، حرفِ با، بیع، بیع و شرط، شق: ۲۸۔

(۳) مصطفیٰ احمد زرقا، المدخل الفقہی العام، ط ۱۹۶۸، (۱/۴۷۷-۴۷۸)۔

(۴) علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع، ۲/۴۰۔

(۵) محمد حجاز، فتح العلام بشرح مرشد الانام فی الفقہ علی مذہب السادۃ الشافعیہ، دار ابن حزم، بیروت ط ۱، ۱۴۱۸، ۵/۱۹۔

(۶) ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی ابو اسحاق، المہذب فی فقہ الامام الشافعی، دار النشر، دار الفکر بیروت ۱/۳۱۰، ڈیجیٹل نسخہ، الجامع الکبیر۔

(۷) وزارۃ الاوقاف کویت، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، حرفِ با، بیع، بیع و شرط، شق: ۲۸۔

۵- فروخت کنندہ کا فروخت شدہ چیز کی ملکیت کو ادھار قیمت کی مقررہ مدت میں وصولیابی تک اپنے
noorcentre.com
پاس روکنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے[1] کیونکہ اسی نے اپنا حق مدّت کے حوالہ سے ساقط کیا ہے لہٰذا وہ دوسرے کا حق نہیں روک سکتا[2]، یہی حنابلہ کا مختار مذہب ہے۔[3]

مالِ مرہون کے احکامات (شق ۲/۳)

۶- مالِ مرہون میں ضروری ہے کہ وہ مال ہو اور متقوّم ہو، کیونکہ رہن سے مقصود اس کو فروخت کرکے دَین رقم کو وصول کرنا ہے، جبکہ غیر متقوّم چیز کی فروخت جائز ہی نہیں ہے۔ اس شرط کا سبب حنفیہ کے نزدیک یہ ہے: "رہن تو دَین کی ادائیگی اور وصولی ہے، اور مسلمان کے لیے دَین شراب، خنزیر سے ادا کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح مسلمان مرتہن کے لیے ان چیزوں سے دَین وصول کرنا جائز نہیں ہے"۔[4] حنابلہ کا مؤقف الانصاف میں یوں لکھا گیا ہے: "ہر اس چیز کو رہن رکھنا جائز ہے جسے کبھی بھی بیچنا جائز ہو"۔[5]

۷- یہ جائز ہے کہ مرہون دَین[6] ہو یا نقد[7] ہو ....

(۱) وزارۃ الاوقاف کویت، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، حرفِ با، بیع، مبیع وثمن کے مشترکہ احکام، شق ۶۰/د۔

(۲) علاء الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع، ۵۶/۲۔

(۳) علاء الدین (المرداوی) رحمۃ اللہ علیہ الانصاف۔ سابقہ مرجع، ۴۹۱/۱۱۔

(۴) علاء الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع، ۳/ ۵۴-۵۳۔

(۵) محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ، مختصر الانصاف والشرح الکبیر، دار النشر: مطبع ریاض۔ ریاض، طبع اول، تحقیق: عبد العزیز بن زید الرومی، د: محمد بلتاجی، د۔ سید حجاب، ۵۱۱/۱۔

(۶) اس کی تعریف الانصاف میں یوں کی گئی ہے: "کسی دَین کو عین کے ساتھ اس طرح مضبوط کرنا کہ عدمِ وصولی کی صورت میں اس کی قیمت سے اسے وصول کرنا ممکن ہو۔ علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دَین کی کسی عین یا ایک قول کے مطابق دَین سے مضبوطی"۔ علاء الدین المرداوی، الانصاف (مطبوع مع المقنع والشرح الکبیر والانصاف)، ہجر للطباعۃ، ط۱، ۱۹۹۵، (۳۵۹/۱۲)۔

(۷) شوافع کی ایک عبارت یوں ہے: "کسی نقد کو عاریت پر لے کر رہن رکھنا جائز ہے، پھر دَین کی ادائیگی کی تاریخ پر، اگر اس کے مالک نے اُدھار ادا کر دیا تو ظاہر ہے، اور اگر ادا نہیں کیا تو اگر وہ دراہم اس اُدھار کی جنس سے نہ ہوئے تو ان سے اس کی جنس کی چیز خرید لی جائے گی اور اگر وہ اسی کی جنس سے ہوئے تو وہ اسے اُدھار کے عوض رکھ لے گا"۔ =

noorcentre.com

یا غیر منقسم حصہ ہو(۱)، یا عاریت پر لیا گیا ہو یا کرایہ پر لیا گیا ہو۔(۲)

محمد الحجاز، فتح العلام، سابقہ حوالہ، ۵/۲۷۔ حنبلی فقہاء نے مالِ مرہون کی فروخت اور اس کی قیمت کو رہن بنانے کے مسئلہ پر متعدد جگہوں پر بحث کی ہے، جس سے زیرِ نظر مسئلہ کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: " جلد خراب ہونے والی چیزوں کو کسی فوری یا مؤخر اُدھار کے بدلے رہن بنانا جائز ہے، اسے فروخت کیا جائے اور اس کی قیمت کو رھن بنالیا جائے "شمس الدین، ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۱۲/۳۶۸۔ مالکی فقہاء کے مطابق: " دراہم، دینار، سکوں اور جن چیزوں کی خرید وفروخت کا عرف نہیں ہے جیسے کھانا، سالن، یا وہ چیزیں جن کی پیائش یا وزن کیا جاتا ہے، ان کو رہن بنانا جائز نہیں ہے، اِلّا یہ کہ ان پر مہر لگادی جائے تاکہ مرتہن ان سے نفع اٹھاکر ان کی مثل واپس نہ کرسکے۔" ابو عبداللہ محمد بن محمد المغربی، مواہب الجلیل لشرح مختصر خلیل، دار الفکر، ط ۵، ۱۹۷۸ء، ۵/۲۔

(۱) شافعی علماء نے ہر اس چیز کو رہن رکھنے کی اجازت دی ہے جسے فروخت کرنا جائز ہے،" چاہے وہ غیر منقسم حصّہ ہو جو فروخت کیا جاسکتا ہو"۔ محمد الحجاز، فتح العلام، سابقہ حوالہ، ۵/۲۵۔ حنفی فقہاء نے "غیر منقسم حصہ رہن رکھنے کی اجازت نہیں دی ہے، کیونکہ اسے سپرد کرنا ممکن نہیں ہوتا۔" علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء۔ سابقہ مرجع، ۳/۵۴۔ شرح کبیر میں ہے:" غیر منقسم حصّہ کو رہن رکھنا جائز ہے، اور یہی ابن ابی لیلی، نخعی، مالک، اوزاعی، عنبری، شافعی، ابو ثور رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔ اَصحابِ رائے کہتے ہیں:" غیر منقسم حصّہ کا رہن جائز نہیں ہے الا یہ کہ اسے اس کے شریک کے پاس رہن رکھوایا جائے یا دو شریک کسی تیسرے کے پاس رکھوائیں یا ایک آدمی اپنا گھر دو آدمیوں کو رہن رکھوائے اور وہ دونوں ایک ساتھ قبضہ حاصل کریں۔ شمس الدین، ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۱۲/۳۶۹۔

(۲) "علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن سے ہم نے علم محفوظ کیا ہے ان تمام کی متفقہ رائے ہے کہ اگر کسی نے کوئی چیز اُدھار اس لیے لی تاکہ وہ کسی سے معلوم دینار اُدھار لے کر اس کے پاس ایک مقررہ مدت تک یہ رہن رکھوائے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس نے یہ شرط لگائی لیکن اس کی مخالفت کرکے کوئی دوسری چیز رہن رکھوادی تو یہ ناجائز ہے، علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ نے اس پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ اگر اس نے زیادہ دَین کے عوض رہن رکھوایا تو اس کا امکان ہے کہ پورا رہن باطل ہوجائے، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے ہے، یا جتنی اجازت ہے اس قدر صحیح رہے اور اضافی مقدار کے بقدر باطل ہوجائے، جیساکہ تفریقِ صفقہ میں ہوتا ہے۔ علامہ قاضی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر اجازت غیر مشروط تھی تو یہ درست ہے اور اس کے لیے جائز ہے کہ جتنی مقدار کے بدلے رہن رکھوائے۔

یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جائز نہیں جب تک کہ وہ اس کی مقدار، معیار، فوری ہونا یا مؤخر ہونا واضح نہ کردے۔ اگر وہ ضائع ہوجائے تو راہن کے ضامن ہونے کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے، کیونکہ عاریت کا ضمان دیا جاتا ہے۔ اگر عاریت پر دینے والا راہن کی اجازت کے بغیر ہی رہن واپس لے لے لیکن وہ اسے واپس دینے کا پابند ہو تو کیا اس کی طرف رجوع کیا جائے؟ اس پر دو مؤقف ہیں اس بنیاد پر کہ اگر وہ اُدھار ادا کردے بغیر اس کی اجازت کے۔" شمس الدین، ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، (۵/۱۴۸) ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔

noorcentre.com

۸- رہن مرتہن کے پاس بحیثیتِ امانت ہوتا ہے، راہن ہی کی ملکیت میں رہتا ہے۔ رہن کے اخراجات، پہننے، کھانے، حفاظت، محافظ، پانی پلانے، برابر کرنے، حصے توڑنے اور خشک کرنے کے تمام اخراجات راہن ہی برداشت کرے گا، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رہن تو اسی کا ہے جس نے یہ رکھوایا ہے، وہی اس کے فائدے حاصل کرے گا اور خرچے بھی اٹھائے گا"۔ اور یہ اسی کے خرچے ہیں، نیز یہ اس کا مالک ہے تو اس کے خرچے بھی اسی کے ذمے ہونے چاہئیں، جیسے وہ اپنے قبضے میں موجود چیزوں کے خرچے اٹھاتا ہے"۔[۱] حنفی فقہا لکھتے ہیں: رہن کے خرچہ کی دو صورتیں ہیں: ہر وہ خرچہ اور ذمے داری جو رہن کی مصلحت اور اس کی بقا کے لیے ہو وہ راہن کے ذمے ہے اور جو خرچہ اس کی حفاظت اور مرتہن کو لوٹانے یا اس کے کسی حصہ کو لوٹانے میں پیش آئے جو حادثہ کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہو تو وہ مرتہن کے ذمے ہے۔ جو خرچہ راہن کے ذمے تھا اور مرتہن نے بغیر عدالتی حکم کے وہ خرچہ کر لیا تو وہ محض احسان ہے، اور اگر عدالتی حکم سے کیا ہے تو وہ راہن سے واپس لے گا، اسی طرح جو خرچہ مرتہن کے ذمے تھا اور راہن نے اس کے حکم کے بغیر کر دیا وہ بھی محض احسان ہے۔[۲]

۹- مرتہن کا رہن سے بلا عوضِ مثل کے فائدہ اٹھانے کی ممانعت کی وجہ سود سے بچنا ہے۔

جس دَین کے عوض رہن لیا گیا ہے، اس کے احکام (شق ۳،۳)

۱۰- حق کے ثابت ہونے سے پہلے، اس کے ساتھ یا اس کے بعد، رہن لینا جائز ہے۔ حنابلہ کی اس عبارت سے تائید ہوتی ہے" رہن کی تین حالتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگی۔ پہلی:

٭ الانصاف میں ہے: "جائز ہے کہ کوئی چیز کرایہ پر لے کر رہن رکھوا دی جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ عاریت پر لی گئی چیز رہن رکھوائی جائے، تاہم دونوں صورتوں میں مالک کی اجازت ضروری ہے"۔ علاء الدین المرداوی، الانصاف۔ سابقہ مرجع، ۱۴۸/۵، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔

(۱) عبد اللہ بن قدامہ المقدسی ابو محمد، الکافی فی فقہ الامام المبجل احمد بن حنبل۔ دار النشر: المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۶/۲، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔

(۲) علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء احیاء التراث الاسلامی، حکومتِ قطر، ۵۹/۳-۶۱۔

noorcentre.com

رہن حق ثابت کے بعد ہو، یہ تو بالاجماع جائز ہے کیونکہ دَین ثابت ہو چکا ہے اور وہ مضبوطی کا تقاضا کرتا ہے۔ دوسری: رہن اسی عقد کے ساتھ رکھا جائے جو دَین کو واجب کر رہا ہے، اس کی مثال میں اس طرح کہے ہے: میں نے تمہیں اپنا یہ کپڑا دس درہم کے عوض ایک مہینہ کے ادھار پر بیچ دیا اور تم مجھے اپنا غلام سعد رہن رکھوا دینا، اس کے جواب میں فریقِ ثانی کہے: میں نے قبول کیا، تو یہ معاملہ بھی امام مالک، شافعی اور اصحابِ رائے رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک جائز ہے، کیونکہ اس کے ثابت ہونے کا حاجت تقاضہ کرتی ہے۔ تیسری: حق ثابت ہونے سے پہلے رہن رکھوانے، اس کی مثال یہ ہے کہ اس طرح کہے ہے: میں تمہیں اپنا غلام ان دس دراہم کے بدلے رہن رکھواتا ہوں جو تم مجھے بعد میں قرض دو گے، تو ظاہرِ مذہب میں تو یہ جائز نہیں ہوگا، یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، جبکہ ابو الخطاب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جائز ہے، اور یہی مذہب امام مالک اور ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، کیونکہ یہ کسی حق کو مضبوط کرنا ہے لہٰذا اس کے واجب ہونے سے پہلے بھی اس کا عقد کرنا جائز ہے جیسے ضمان، یا اس کا انعقاد ایسی چیز پر موقوف کر کے کرنا جائز ہے جو مستقبل میں پیدا ہوگی جیسے ضمان بالدرّک۔ (۱)

۱۱- مالِ مرہون پر نفاذ (شق ۳/۴)

رہن کو ضبط کرنا: حدیث میں ہے: "رہن کو اس کے مالک سے ضبط نہیں کیا جا سکتا، رہن کے فوائد اور ذمے داریاں دونوں صرف اس کے مالک کے لیے ہیں"۔ اس کے معنی ہیں: "اگر رہن کا مالک فکِ رہن نہ کرا سکے تو مرتہن اس کا مستحق نہیں بن جائے گا، ایسا تو جاہلیت میں ہوتا تھا کہ اگر راہن وقتِ مقررہ پر اپنے دَین کو ادا نہیں کر پاتا تھا تو مرتہن رہن کا مالک بن جاتا تھا"۔ (۲)

---

(۱) موفق الدین ابنِ قدامہ، المغنی، سابقہ مرجع، ۶/۴۴۴-۴۴۵۔ ضمان الدرک: کوئی شخص خریدار کو اس کی ادا کردہ قیمت کی ضمانت دے اگر وہ سامان فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کا نکلے۔ محمد حجاز، فتح العلام، سابقہ مرجع، ۵/۴۴۔

(۲) محمد حجاز، فتح العلام، سابقہ مرجع، ۵/۴۵۔

رہن کی جدید تطبیقات (شق ۴، ۵ اور ۶)

noorcentre.com

۱۲- اثاثوں کی ملکیت کی نمائندگی کرنے والے کاغذات پر قبضہ رہن شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ کاغذات کا قبضہ اس کے نمائندہ اثاثوں کا قبضہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کاغذات کا حامل ان کے نمائندہ اثاثوں پر اصل مالک کی طرح تصرف کرنے کا مجاز بن جاتا ہے۔

۱۳- حصص کے رہن کے جائز ہونے کی شرعی دلیل یہ ہے کہ حصص متقوّمہ اثاثوں کے غیر منقسم حصّہ کی نمائندگی کرتے ہیں (نقود اثاثے، منافع، حقوق اور دیون۔ شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات"، شق ۱/۳) بعض فقہا کے نزدیک غیر منقسم حصہ کو رہن بنانا بھی جائز ہے، جیسا کہ شرعی دلائل کی شق ۷ میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۴- صکوک کو رہن بنانا اس لیے جائز ہے کہ یہ حصص کی طرح متقوّمہ اثاثوں کے غیر منقسم حصہ کی نمائندگی کرتے ہیں (نقود، اثاثے، منافع، حقوق اور دیون) لیکن صکوک کبھی تو ان موجودات میں سے کسی ایک کا غیر منقسم حصہ ہوتا ہے تو کبھی نقدی یا اثاثہ یا نفع یا دَین کا غیر منقسم حصہ ہوتا ہے (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک")۔ غیر منقسم حصہ، نقدی، عین، اور دَین کے رہن کے جواز کے بارے میں فقہا کا قول پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ شرعی وفقہی ذخیرے میں منافع کے رہن بنانے کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں کوئی واضح حکم موجود نہیں، پھر بھی بظاہر متقوّم منافع کے جواز میں کوئی شرعی رکاوٹ نظر نہیں آتی کیونکہ اس سے سے رہن بنانے کی حکمت اور غرض وغایت حاصل ہو رہی ہے، یعنی "حقوق کی حفاظت اور دیون کی مضبوطی، تاکہ رہن کو فروخت کیا جائے اور استحقاق کے وقت وصولی کر لی جائے"۔ یہ حکمت موجودہ اور موصوفہ فی الذمہ اثاثوں کے منافع کے صکوک میں بھی پائی جاتی ہے (دیکھیے شرعی نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، شق ۲/۵/۱/۵)

۱۵- کرنٹ اکاؤنٹ اور اس کے ہم حکم چیزوں میں نقدی کو بطورِ رہن منجمد کرنے کی شرعی دلیل یہ ہے

noorcentre.com

کہ یہ پہلے سے مرتہن کے ضمان یا قبضہ میں آئی ہوئی چیز کا رہن ہے جو کہ جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) اور کرنٹ اکاؤنٹ پر ادارے کا قبضہ ضمان سے امانت میں بدل جائے گا، امام شافعی کے سوا جمہور علماء رحمہم اللہ کے نزدیک، صرف امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ضمان ہی کے طور پر رہے گا۔ اس صورت میں رہن محض عقد سے ہی لازم ہوجاتا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ مرتہن کے قبضہ میں موجود چیز کو رہن بنانے کے بارے میں حنابلہ کہتے ہیں: اگر ایسے مال کو رہن بنایا جو پہلے سے مرتہن کے قبضہ میں ہو، چاہے بطورِ عاریت یا ہو ودیعت یا غصب کے طور پر ہو یا اس جیسے کسی اور طریقے سے ہو، تو رہن صحیح ہوجائے گا، اس لیے کہ وہ اس کا مالک ہے اور اس کا قبضہ دے سکتا ہے، اسی لیے اس کا رہن اسی طرح درست ہے جس طرح کہ اگر وہ اس کے اپنے قبضہ میں ہوتا۔ امام احمد رحمہ اللہ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عقد ہوتے ہی رہن لازم ہوجائے گا، کسی اضافی عمل کی ضرورت نہیں ہوگی، صرف حکم ہی بدل جائے گا۔ علامہ قاضی، اس کے رفقا اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس صورت میں وہ رہن نہیں بنے گا حتی کہ اتنی مدت گذر جائے جس میں اس کا قبضہ ممکن ہو"۔ شمس الدین ابنِ قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۴۰۶/۱۲۔ الانصاف میں اس مسئلہ میں عقدِ فاسد کے ذریعے قبضہ میں آنے والے اثاثے کا بھی ذکر کیا ہے۔ علاء الدین المرداوی، الانصاف ۱۵۳/۵، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔ اس مسئلہ میں مرتہن کے قبضہ کے بارے میں مختصر الانصاف اور شرح کبیر میں اہم تفصیل بیان کی گئی ہے: "اگر مرتہن کے ضمان میں موجود کوئی چیز رہن رکھوائی، جیسے غصب شدہ یا عاریت پر لی گئی چیز، تو یہ جائز ہوگا اور ضمان ختم ہوجائے گا، یہی امام مالک، ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ضمان ساقط نہیں ہوگا اور رہن کا حکم ثابت ہوجائے گا کیونکہ دونوں کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ رہن میں بھی زیادتی کی صورت میں ضمان ہوتا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اسے بطورِ رہن رکھنے کی اجازت دی گئی ہے جس میں اس سے کوئی نئی زیادتی نہیں ہوئی ہے۔ اور رہا امام شافعی کا یہ کہنا کہ دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، یہ درست نہیں ہے کیونکہ غاصب اور عاریت پر لینے والے کا قبضہ ضمان کا ہوتا ہے اور مرتہن کا قبضہ امانت کا ہوتا ہے، اور ان دونوں میں تضاد ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ ضمان کا سبب پہلے تھا، اب ختم ہوگیا تو ضمان بھی ختم ہوجانا چاہیے، زیادتی کی صورت میں مرتہن کے ضامن ہونے کی وجہ زیادتی ہے، نہ کہ اس کا غاصب، عاریت پر لینے والا ہونا ہے، یہاں سبب ختم ہوچکا ہے"۔ محمد بن عبد الوہاب، مختصر الانصاف والشرح الکبیر، ۵۰۸/۱، ڈیجیٹل نسخہ، برنامج الجامع الکبیر۔ شوافع محمد حجاز، فتح العلام، سابقہ مرجع، ۲۹/۵، نے اس مسئلہ کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے: "مالِ مرہون مرتہن کے پاس امانت ہوتی ہے سوائے آٹھ صورتوں میں:

۱- غصب شدہ چیز غاصب کے پاس ہی رہن بنادی جائے۔

۲- مالِ مرہون غصب کرلیا جائے۔

۳- عاریت پر لی ہوئی چیز کو رہن بنادیا جائے۔

noorcentre.com

۱۶- سیونگ اکاؤنٹ اور سرمایہ کاری یونٹس کو بطورِ رہن منجمد کرنے کی شرعی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک طرح سے غیر منقسم حصہ کا رہن رکھنے کی طرح ہے، جس کو پہلے جائز قرار دیا جاچکا ہے۔ نیز یہ نقدی، دیون، اثاثوں کو رہن رکھنے کے بھی طرح ہے، کہ یہ اکاؤنٹس اور یونٹس یا تو نقدی یا اثاثے یا دیون ہوں گے یا ان سب یا اکثر کا مجموعہ ہوں گے، پہلے ان میں سے ہر ایک کا جواز بیان ہوچکا ہے۔ نیز یہ اس رہن میں سے ہے جن میں تھوڑا غرر ہوتا ہے اور اتنی لاعلمی درگزر کی جاتی ہے، کیونکہ ان اکاؤنٹس اور یونٹس کی پشت پر حقیقی نفع بخش اثاثوں کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ مالکی فقہاء کے نزدیک یہ جائز ہے کیونکہ "مرتہن کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے مال کو بغیر وثیقہ کے دے دے تو اس کے لیے اس کی بھی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ غرر والی چیز لے لے، کیونکہ یہ تو کسی

= ۴- بھاؤ تاؤ کے طور پر قبضہ میں لی گئی چیز کو رہن بنادیا جائے۔

۵- فاسد بیع کے ذریعے قبضہ میں آئی ہوئی چیز کو رہن بنادیا جائے۔

۶- پہلے ہونے والی خرید و فروخت کو ختم کر کے پھر اس کے قبضہ سے پہلے رہن بنادے، یعنی فروخت کنندہ کا فروخت شدہ چیز پر قبضہ۔

۷- یا شوہر بیوی سے کسی عوض پر خلع کرے پھر اسے بطورِ رہن رکھوادے قبضہ سے پہلے۔

ان تمام صورتوں میں ضمان آنے کی وجہ ضمان کے سبب کا پایا جانا ہے، ان تمام صورتوں میں ضمان کا سبب بھی ہے اور ضمان کے ہونے کا سبب نہیں بھی ہے، پہلے کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی، برخلاف اس صورت کہ جہاں ضمان کے نہ ہونے کا سبب ہو تو اس صورت میں اس ممانعت کو ترجیح دی جائے گی جیسا کہ امانت میں ہوتا ہے کہ یہ غاصب کو ضمان سے آزاد کرادیتی ہے کیونکہ یہ محض امانت ہے۔ "مرتہن کے ذمے رہنِ مضمون کے بارے میں ایک عبارت یوں بھی ہے: جب مرتہن کے پاس پہلے سے مضمون چیز کو رہن بنایا جائے جیسے غصب شدہ یا عاریت پر لی گئی چیز۔۔۔ تو یہ جائز ہے اور ضمان ختم ہوجائے گا۔ یہی امام مالک اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضمان ختم نہیں ہوگا، رہن کا حکم ثابت ہوجائے گا، جو حکم پہلے سے ثابت تھا وہی اپنے حال پر باقی رہے گا، کیونکہ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ رہن پر زیادتی کرے تو وہ ضامن ہوتا ہے، اور رہن اپنی حالت میں ہی رہتا ہے، تو اسی طرح رہن کی ابتدا بھی ہے کیونکہ وہ رہن کی ایک حالت ہے۔ (شمس الدین ابن قدامہ، الشرح الکبیر، سابقہ حوالہ، ۱۲/۴۰۷)۔ اس کے بعد مصنف نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دلیل کا جواب دیا ہے کہ ان دونوں میں تضاد ہے، کیونکہ غاصب کا قبضہ ضمان کا ہوتا ہے اور مرتہن کا قبضہ امانت کا ہوتا ہے۔ دیکھیے موسوعہ فقہیہ کویتیہ، مصطلح الرھن، شق ۹۔

noorcentre.com

درجے میں کوئی چیز تو ہے اور کچھ نہ ہونے سے تو بہتر ہے۔[1] اور یہ کسی وقت بعد میں معلوم بھی ہو سکتی ہے۔

دیون کے رہن کی جدید تطبیقات

۱۷- یہ جائز ہے کہ گاہک کے دوسرے پر دَین کے ضمان کے بدلے گاہک کو لیٹر آف کریڈٹ [LC] جاری کی جائے جس کی توثیق لیٹر آف کریڈٹ، گارنٹی، رسید، مالیاتی دستاویز، تمسکات، یا اسلامی صکوک کے ذریعہ کی گئی ہو، کیونکہ شرعی دلائل کی شق ۸ میں پہلے گزر چکا کہ رہن کا دَین ہونا جائز ہے۔

۱۸- کسی دوسرے لیٹر آف کریڈٹ کے بدلے گاہک کو لیٹر آف کریڈٹ جاری کرنا جائز ہے [بیک ٹو بیک ایل سی، ٹرانسفر ایبل ایل سی] کیونکہ ایل سی بینک کے ذمہ مستفید [بینیفشری] کا قرض پیدا کر دیتی ہے لہٰذا یہ بھی جائز ہے کہ یہ دَین کسی نئی ایل سی کے لیے رہن بن جائے۔

رہن کا انشورنس

۱۹- رہن کا اسلامی انشورنس جائز ہے، کیونکہ اگر یہ اثاثہ ضائع ہو جائے تو عوض میں آنے والی رقم رہن کی حکمت کو جاری رکھنے میں مددگار ہے، جو کہ حقوق کا تحفظ، دین کی مضبوطی اور دَین کا لین دین ہے۔

(۱) دیکھیے موسوعہ فقہیہ کویتیہ، مصطلح الرہن، شق ۹۔

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۴۰)

مضاربت پر مبنی
سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۰۲۸

معیار کا متن ۱۰۲۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۲۹

۲- سرمایہ کاری اکاؤنٹس [سرمایہ کاری بچت کھاتے] ۱۰۲۹

۳- نفع کا حصول ۱۰۳۴

۴- نفع کا استحقاق ۱۰۳۶

۵- نفع کی تقسیم ۱۰۳۹

۶- سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے دیگر احکام ۱۰۴۱

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۴۱

معیار کی منظوری ۱۰۴۲

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۰۴۳

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۰۴۵

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۰۵۰

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں بینکوں کے سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے نفع کی تقسیم کے احکام وضوابط اوران امور کو بیان کرنا ہے جن پر نفع کی تقسیم موقوف ہوتی ہے، یعنی نفع کے تحقق کی بنیادیں اور اس کے استحقاق کی شرائط۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار جن امور پر مشتمل ہے ان میں وہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس جن کا انتظام عقدِ مضاربت کی بنیاد پر ہوتا ہے، نفع کے تحقق کے اصول اور اس کے استحقاق کی شرائط، ادارے اور سرمایہ کاری اکاؤنٹس ہولڈرز کے درمیان مضارب اور ارباب الاموال کی حیثیت سے نفع کی تقسیم اور وہ امور جن پر منافع کا تحقق موقوف ہوتا ہے، مثلاً: ان اخراجات کا تعین جو سرمایہ کاری اکاؤنٹس پر عائد کیے جاتے ہیں اور تخمینی متوقع نقصان اور محفوظے [reserves] جو منافع سے منہا کیے جاتے ہیں، شامل ہیں۔

اس معیار میں ان اکاؤنٹس کا بیان شامل نہیں جو وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر منظم کیے جاتے ہیں، کیونکہ ان کے لیے ایک مستقل معیار موجود ہے۔

۲- سرمایہ کاری اکاؤنٹس (سرمایہ کاری بچت کھاتے)

۲/۱　سرمایہ کاری اکاؤنٹس

یہ وہ رقوم ہیں جو ادارہ سرمایہ کاروں سے مضاربتِ مشترکہ کی بنیاد پر وصول کرتا ہے اور ان رقوم کے مالکان ادارے کو یہ ذمہ داری سونپتے ہیں کہ وہ ان رقوم کو مضاربت کی بنیاد پر کاروبار میں لگائے۔ سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو مضاربتِ مطلقہ [غیر مقیّدہ] کی بنیاد پر منظم ہوتے ہیں۔ ایسے اکاؤنٹس میں مضارب کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ مضاربت کی رقوم کو جس کاروبار میں مناسب سمجھے لگادے۔ دوسرے وہ جو مضاربتِ مقیّدہ کی بنیاد پر منظم ہوتے ہیں۔ ایسے اکاؤنٹس میں مضارب کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ مضاربہ کی رقوم کو ایک مخصوص کاروبار یا مخصوص انداز میں کاروبار میں

noorcentre.com

لگائے۔ ایسے کاروبار کا تعیّن ربّ المال کرتا ہے۔ ان اکاؤنٹ ہولڈرز اور ادارے کے درمیان مضارب اور رب المال کا تعلق ہوتا ہے، اوراس صورت میں مضارب ایک اور ارباب الاموال متعدد ہوتے ہیں۔

۲/۱/۱ غیر مقیّد سرمایہ کاری اکاؤنٹس

یہ وہ رقوم ہیں جو ادارے سرمایہ کاروں سے وصول کرتا ہے اوران رقوم کے مالکان ادارے کوکسی متعیّن کاروباری منصوبے یاپروگرام کا تعیّن کیے بغیر مطلق مضاربت کی بنیاد پر یہ ذمہ داری سونپتے ہیں کہ وہ ان رقوم کوکاروبار میں لگائے۔ اگر کاروبار میں نفع ہوتواکاؤنٹ ہولڈرزاور ادارہ اس نفع میں اس تناسب کے مطابق شریک ہوں گے جو عقدِ مضاربت میں یااکاؤنٹ کھولنے کی درخواست میں طے کیا گیا ہواور اس پر ادارے کی منظوری لے لی گئی ہو۔ اکاؤنٹ ہولڈرز جملہ نقصان راس المال میں اپنے حصوں کے تناسب سے برداشت کریں گے، البتہ جونقصان ادارے کی غلطی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے واقع ہوا ہو تواسے ادارہ ہی برداشت کرے گا۔

۲/۱/۲ مقیّد سرمایہ کاری اکاؤنٹس

یہ وہ رقوم ہیں جن کے مالکان کسی مخصوص کاروباری منصوبے یاپروگرام کے ساتھ مقیّد مضاربہ کی بنیاد پر ادارہ کے سپرد کرتے ہیں۔[1] اگر کاروبار میں نفع ہو تو اکاؤنٹ ہولڈرز اور ادارے اس نفع میں اس تناسب کے مطابق شریک ہوں گے جو عقدِ مضاربت میں یااکاؤنٹ کھولنے کی درخواست میں طے کیا گیا ہواور اس پر ادارے کی منظوری لے لی گئی ہو۔ ہر اکاؤنٹ ہولڈر سرمایہ [capital] میں اپنے حصے کے تناسب سے نقصان برداشت کرے گا، البتہ جونقصان ادارے کی

(۱) مقیّد سیونگ اکاؤنٹس کو "وکالت برائے سرمایہ کاری" کی بنیاد پر بھی منظم کیا جاسکتا ہے۔ [تاہم اس کے اصول وضوابط مختلف ہوں گے۔]

غلطی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے واقع ہوا ہو تو اسے ادارہ ہی برداشت کرے گا۔

noorcentre.com

۳/۱/۲ سرمایہ کاری کے مواقع میں مساوات

اصل تو یہ ہے کہ مالکانِ حصص کے فنڈز اور مضاربہ مشترکہ کے سرمایہ کاری اکاؤنٹ ہولڈرز کے فنڈز کے درمیان سرمایہ کاری کے مواقع میں مساوات ہو۔ اس کے علاوہ طریقۂ کار کی صورت میں ادارے پر لازم ہوگا کہ اس طریقۂ کار پر عمل درآمد سے پہلے اس معاملے کو واضح کرے، نیز متعلقہ انتظامی قواعد وضوابط اور اکاؤنٹس کی شرائط کی بھی رعایت رکھے۔

۲/۲ سرمایہ کاری اور کرنٹ اکاؤنٹس اور جو کرنٹ اکاؤنٹس کے حکم میں ہو، کے درمیان فرق [1]

۱/۲/۲ کرنٹ اکاؤنٹ (مطالبہ پر ادا کی جانے والی امانت) وہ رقوم ہیں جو ادارہ اپنے ان گاہکوں سے لیتا ہے جو سرمایہ کاری میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ ایسی رقوم ادارے کے ذمہ میں قرض ہوتی ہیں اور ادارہ گاہک کے مطالبہ کے وقت بغیر کسی اضافی رقم کے ان رقوم کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔ ادارہ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ ان رقوم کو استعمال کرے اور اپنی ذمہ داری پر اپنے فائدے کے لیے ان رقوم کو سرمایہ کاری میں لگائے۔ بہتر ہے کہ اکاؤنٹ کھولنے کی درخواست میں اس بات کی تصریح کر دی جائے۔ رہی بات سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی تو ان کی حیثیت امانت کی ہے اور ادارہ ان کا ضامن نہیں ہوتا، البتہ غفلت یا کوتاہی یا متعلقہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں ادارہ ضامن ہوتا ہے۔

۲/۲/۲ ادارہ کرنٹ اکاؤنٹ والوں کو ان کی پوری رقوم واپس لوٹانے کی ضمانت دیتا ہے۔ ادارہ کا اصل رقم کے علاوہ کسی متعین یا متغیر شرح سے کسی بھی اضافی رقم کی ضمانت

---

(۱) کرنٹ اکاؤنٹ کے بقیہ احکام، مثلاً: ان کی اجرت کا مطالبہ کرنا یا ان میں انعامات کی تقسیم وغیرہ کو شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض" میں ملاحظہ فرمائیں۔

noorcentre.com

دینا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ نفع سود ہے۔ رہے سرمایہ کاری اکاؤنٹس تو ادارہ ان میں سے کسی چیز کا ضامن نہیں ہوتا۔ صرف سرمایہ کاری کے نتیجے میں ہونے والا نفع اکاؤنٹ ہولڈرز کے درمیان طے شدہ تناسب کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔

۳/۲/۲ وہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس جن میں اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے سرمایہ کاری کی اجازت نہیں دی گئی ہوتی ان پر کرنٹ اکاؤنٹس کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ رہی بات ان سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی جن میں اکاؤنٹ ہولڈر کے لیے سرمایہ کاری کی اجازت دی گئی ہوتی ہے سو ان پر سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے احکام ہی جاری ہوتے ہیں۔

۴/۲/۲ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس کھولنے کی خدمت کے بدلے میں ایک یکمشت مقدار کی اجرت (کمیشن) کا مطالبہ کرے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسی اجرت متوسط حقیقی خرچہ سے زیادہ نہ ہو اور اکاؤنٹ کھولتے وقت صرف ایک مرتبہ ہو۔

۵/۲/۲ ادارہ کے خزانے میں کاغذی نوٹ یا سکے امانت کے طور پر رکھوانے کی صورت میں ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ ان نوٹوں کی نقل وحمل، ان کو محفوظ کرنے اور انہیں گننے کی مشقت کے بدلے میں اجرت کا مطالبہ کرے۔ تاہم یہ اس کرنسی پر جو ادارے کے اکاؤنٹ میں منتقل کی جاتی ہے، لاگو نہ ہوگا۔

۶/۲/۲ اکاؤنٹس کے درمیان کرنسی کے انتقال میں قبضۂ حکمی کافی ہوتا ہے، چاہے ایک ہی کرنسی ہو یا مختلف کرنسیاں ہوں، اور یہ صَرف اور حوالہ کے ایک ہی معاملے میں جمع ہونے کی وجہ سے ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"۔

۷/۲/۲ وہ رقوم جن کے متعلقہ مالکان کے نئے پتے معلوم نہیں ہوتے وہ ایک مخصوص مدت کے لیے معطل اکاؤنٹ میں پڑی رہتی ہیں، پھر ادارہ ان رقوم کو خیراتی اکاؤنٹ میں ڈال دیتا ہے۔ جب کبھی ان کے پتے معلوم ہو جائیں اور ان سے

noorcentre.com

رابطہ ممکن ہوجائے اور وہ ان رقوم کو خیراتی کاموں میں استعمال کرنے کی اجازت نہ دیں تو انہیں خیراتی اکاؤنٹ سے ہی رقم واپس کی جائے گی۔ اکاؤنٹ کی شرائط میں اس بات کی صراحت مناسب ہوگی کہ اکاؤنٹ ہولڈرز کے نئے پتوں کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جو رقوم ان تک پہنچانا ممکن نہ رہے، ان رقوم سے اکاؤنٹ ہولڈر خیراتی اکاؤنٹ کے حق میں دستبردار ہوتے ہیں، اور یہ ایک طے شدہ مدت گذر جانے کے بعد ہو۔

۸/۲/۲ اصل یہ ہے کہ اکاؤنٹس کی شرائط یا نفع کے تناسب میں تبدیلی کی صورت میں باہمی خط کتابت کے ذریعے اکاؤنٹ ہولڈرز کو اطلاع دی جائے، البتہ اس عمل کی مشقت اور اخراجات کی وجہ سے صرف اطلاع دے دینا یا بینک کی ویب سائٹ پر نئے اشتہارات جاری کردینا یا ایک ایسی مدت کی تعیین کے ساتھ اعلان کردینا کافی ہوگا کہ اگر اس مدت کے دوران وہ لوگ کوئی اعتراض نہ کریں تو انہیں اس تبدیلی پر رضامند تصور کیا جائے۔ تبدیلی کا اثر اگلے دورانیے تک بھی منتقل ہوگا اور اس اقدام کو اکاؤنٹس کی شرائط میں بھی ذکر کیا جائے گا۔

۹/۲/۲ اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ بینک کی دستاویزات اور مالیاتی گوشواروں کے حجت ہونے کی صراحت کردی جائے، الّا یہ کہ اکاؤنٹ ہولڈران میں کوئی غلطی ثابت کردے۔ باہمی تنازع ہوجانے کی صورت میں ماہرین یا ثالثی یا عدالت کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

۱۰/۲/۲ اکاؤنٹ ہولڈر کی طرف سے ادارہ کے خلاف غلطی یا کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے دعویٰ کی صورت میں اس الزام کو ثابت کرنے کے اخراجات اکاؤنٹ ہولڈر کے ذمہ ہوں گے۔

noorcentre.com

۲- نفع کا حصول

۱/۳ قابلِ تقسیم نفع کے حصول کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

۱/۱/۳ اصل سرمایہ کے تحفظ کے بعد ہی نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ جو رقم اس طرح یقینی نفع سے پہلے تقسیم کی جائے وہ حقیقی نفع نہ ہوگی، وہ تو صرف تحت الحساب [on account] رقم ہوگی۔ دیکھیے شق ۳/۵۔ سرمایہ کاری کی مدت کے اختتام پر جس نفع کی سرمایہ کاری کی اجازت دے دی جائے، اسے اگلی مدت کے دوران اصل سرمایہ کا حصہ تصور کیا جائے گا۔

۲/۱/۳ حقیقی اور حکمی تحلیل

سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں درج ذیل اقدامات کے بعد ہی نفع حاصل ہو سکتا ہے:

۱/۲/۱/۳ مضاربہ کے اثاثوں کی تحلیل چاہے حقیقی ہو، وہ اس طرح کہ مضاربہ کے تمام اثاثوں کو نقدی میں منتقل کیا جائے اور تمام دیون کو جمع کیا جائے۔ یا چاہے حکمی ہو، وہ اس طرح کہ ماہرین سے نقدی کے علاوہ دیگر اثاثوں کی قیمت لگوائی جائے اور دَین کے قابلِ وصول ہونے کی حیثیت سے اس کی قیمت لگوائی جائے اور جن دیون کی وصولیابی مشکوک ہو ان کے متوقع نقصان کا تخمینہ لگایا جائے۔ رہی نقدی تو وہ مقدار سے معلوم ہوتی ہے۔

۲/۲/۱/۳ مندرجہ ذیل اخراجات کا احاطہ:

(الف) وہ اخراجات جو سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی رقوم کے استعمال کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، وہ اس طرح کہ ہر کارروائی کو انجام دینے کے لیے جو لازمی اور براہ راست اخراجات ہوں وہ وصول کیے جائیں۔

(ب) مشترکہ اخراجات میں سے وہ اخراجات جو سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی رقوم کے استعمال کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں، نہ کہ ادارہ کی کسی ذاتی سرگرمی کے اخراجات۔

noorcentre.com

سرمایہ کاری اکاؤنٹس ان کاموں کے اخراجات برداشت نہیں کریں گے جن کی انجام دہی مضارب پر لازم ہوتی ہے، اور وہ یہ ہیں: سرمایہ کاری کے محکموں [departments] اور ان کے فیصلوں کی منظوری کے اخراجات اور متابعت [follow up] اور اکاؤنٹنگ کے محکموں کے اخراجات۔ یہ بھی جائز ہے کہ اخراجات کی ایک حد مقرر کردی جائے کہ اس سے زائد اخراجات کو مضارب برداشت کرے گا۔

۳/۲/۱/۳ قابلِ تقسیم نفع کے حصول کے لیے سرمایہ کاری کی آمدنی میں سے سرمایہ کاری سے متعلق متوقع نقصان کے تخمینے [provisions] اور احتیاطی رقوم [reserves] کی کٹوتی، مثلاً: قرضوں کے اس حصے کے متوقع نقصان کا تخمینہ [provision] جس کا حصول مشکوک ہو اور وہ محفوظے [reserves] جو منافع کو اعتدال میں رکھنے کے لیے ہو [profit equalisation reserves]، اور یہ دونوں اجمالی نفع [gross profit] میں سے کاٹے جائیں گے۔ رہی بات سرمایہ کاری کے خطرات کے لیے مخصوص فنڈ [Investment risk reserves / IRR] کی تو وہ مضارب کا حصہ الگ کرنے کے بعد کاٹا جائے گا۔

۲/۳ نفع کے حصول کے لیے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا جائے گا

۱/۲/۳ جب مضاربہ کی کسی ایک سرگرمی میں نقصان واقع ہو جائے تو اسے [مضاربہ کی] دیگر سرگرمیوں کے منافع سے پورا کیا جائے گا اور اگر ایسا خسارہ کل منافع سے زائد ہو تو اسے اصل سرمایہ سے پورا کیا جائے گا۔ تمام نتائج کا اعتبار ادارہ کی طرف سے طے کردہ مالیاتی مدت کے اختتام پر ہونے والی تحلیل کے وقت ہوگا۔ ایک مدت کے نقصان کی تلافی دوسری مدت کے نفع سے نہیں کی جائے گی، البتہ محفوظوں میں سے کی جانے والی تلافی اس سے مستثنیٰ ہے۔

noorcentre.com

۳/۲/۲ چونکہ مسلسل مطلق مضاربۂ مشترکہ پر مبنی جاری رہنے والے سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی یہ خصوصیت ہے کہ اکاؤنٹس میں رقوم جمع کروانے کی ابتداء اور انتہا کے وقت پر اتفاق نہیں ہوتا، اس لیے جو کاروباری سرگرمیاں مؤجل ہوتی ہیں اور آنے والے کئی ادوار پر مشتمل ہوتی ہیں ان کا نفع ہر مدت کے تناسب سے ان سرگرمیوں کی تمام مدت پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

۴- نفع کا استحقاق

۱/۴ نفع کے متعلق یہ شرط ہے کہ اس کی تقسیم کا طریقۂ کار اس قدر معلوم ہو کہ ابہام یا نزاع کا اندیشہ باقی نہ رہے اور یہ کہ نفع کی تقسیم نفع کے تناسب کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ یہ جائز نہیں کہ دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے لیے ایک لگی بندھی رقم یا سرمایہ کا کچھ فیصدی حصہ طے کیا جائے یا کسی ایسے طریقے سے نفع طے کیا جائے جس سے نفع میں دونوں فریقوں کا اشتراک ختم ہو سکتا ہو۔

۲/۴ دونوں فریقوں کے درمیان نفع کے تناسب کے تعیّن کو عقد طے کرنے کے بعد تک مؤخر کرنا جائز نہیں۔ جب دونوں فریق نفع کے تناسب کے متعلق خاموش رہیں تو اگر ان کے ہاں کوئی ایسا عرف ہو کہ نفع کی تقسیم میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہو تو اسی عرف پر اعتماد لازم گا، مثلاً یہ عرف ہو کہ دونوں فریقوں کے درمیان نفع نصف نصف کے اعتبار سے تقسیم کیا جاتا ہو۔ اگر ان کے ہاں ایسا کوئی عرف نہ ہو تو مضاربت فاسد ہو جائے گی اور مضارب اپنے کام کی اتنی اجرت لے گا جتنی عام طور پر اس طرح کے کام کی ملتی ہو اور تمام نفع رب المال کا ہو گا۔

۳/۴ ادارہ کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے اور سرمایہ کاری اکاؤنٹ والوں کے مختلف طبقات کے درمیان نفع کے مختلف تناسب طے کرے، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ ادارہ اور تمام سرمایہ کاری اکاؤنٹ والوں کے درمیان نفع کا تناسب ایک ہی ہو۔

سرمایہ کاری اکاؤنٹ والوں کے درمیان نفع کا تناسب یکساں رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ ان کے درمیان نفع کا تناسب مخصوص اوزان [weightages] کی بنیاد پر طے ہونے کی وجہ سے مختلف ہو۔

noorcentre.com

۴/۴ اگر کوئی ایک فریق اپنے لیے ایک یکمشت رقم کی شرط لگائے تو مضاربت فاسد ہو جائے گی۔ البتہ یہ ممانعت اس صورت میں نہیں ہوگی جب دونوں فریق اس بات پر اتفاق کریں کہ اگر نفع ایک خاص حد یا اشاریہ سے بڑھ گیا تو کوئی ایک فریق اس حد یا اشاریہ سے اوپر والی رقم کا تنہا مستحق ہوگا، پس اس صورت میں اگر نفع اس حد یا اشاریہ کے برابر یا اس سے کم ہوا تو وہ اسی تناسب سے تقسیم کیا جائے گا جس پر دونوں فریقوں نے اتفاق کیا تھا۔

۵/۴ مضاربہ کے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک فریق کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سرمایہ کے ایک جزو یا اس کی ایک خاص قسم یا جن اثاثوں میں سرمایہ منتقل ہونے والا ہو ان میں سے بعض اثاثوں کے نفع کو اپنے لیے مختص کرلے۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ ایک فریق کے لیے کسی ایک مالیاتی مدت کا نفع اور دوسرے فریق کے لیے کسی دوسری مالیاتی مدت کا نفع طے ہو یا یہ کہ ایک سودے کا نفع کسی ایک فریق اور دوسرے سودے کا نفع کسی دوسرے فریق کے لیے مختص ہو۔

۶/۴ نفع کی تقسیم کے کسی بھی طریقۂ کار پر اتفاق کرلینا جائز ہے، خواہ تمام مدت کے لیے ایک ہی طریقہ ہو، یا مخصوص مدتوں کے لیے مختلف طریقۂ کار ہوں جو ہر مدت کے اختتام پر مضاربہ کی تحلیل کے بعد بروئے کار لائے جائیں۔

۷/۴ جب مضارب مضاربہ کے سرمایہ کے ساتھ اپنا سرمایہ بھی ملا دے تو وہ اپنے مال کی حد تک شریک اور دوسرے مال میں مضارب بن جائے گا اور حاصل شدہ نفع کو دو مالوں پر تقسیم کیا جائے گا، چنانچہ مضارب اپنے عمل اور مال دونوں کا نفع وصول کرے گا۔ نفع میں مضارب کے حصہ پر وہی احکام لاگو ہوں گے جو سرمایہ کاری اکاؤنٹ والے دیگر حضرات کے نفع پر لاگو ہوتے ہیں۔ دیکھیے شق ۴/۳۔

noorcentre.com

۸/۴ اصول تو یہ ہے کہ نفع ادارے اور اکاؤنٹ ہولڈر کے لیے ہی مختص ہو، تاہم اس بات پر اتفاق کرنا بھی جائز ہے کہ نفع کا ایک حصہ کسی تیسرے فریق کے لیے مخصوص ہوگا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"، شق ۸۔

۹/۴ اکاؤنٹ ہولڈرز میں سے کسی کا اپنی تمام یا بعض رقم کے ساتھ مضاربہ سے نکلنا جائز ہے اور اس کا یہ عمل مضاربہ کے اثاثوں میں موجود اس کے حصہ پر تصفیہ شمار ہوگا۔ اس کا یہ عمل اکاؤنٹ میں رکھی گئی کل یا بعض رقم نکلوانا شمار نہیں ہوگا۔ اگر ادارہ مضاربہ سے نکلنے والے سرمایہ کار کی رقم کی تحدید اس طرح کرے کہ وہ کچھ نفع حاصل نہ کرسکے یا اس سے کم نفع حاصل کرے جتنے نفع کا مضاربہ کے قائم رہنے کی صورت میں مستحق ہوتا تو یہ جائز ہے، اور اسے نفع سے محرومی شمار نہیں کیا جائے گا، بلکہ رسد وطلب کی بنیاد پر [اپنے حصہ کی قیمت لے کر] مضاربہ سے نکلنے کی صورت ہوگی۔

۱۰/۴ سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں جمع رقوم میں سے نقد سرمایہ [liquidity] کی فراہمی کے مقصد کے لیے روکی گئی فیصدی رقوم (جس کی صراحت کبھی ان اکاؤنٹس کی شرائط میں کردی جاتی ہے) کا حکم درج ذیل طریقے سے بدلتا رہتا ہے:

۱/۱۰/۴ یا تو ایسا ہوگا کہ ان رقوم کو مرکزی بینک کے اکاؤنٹس میں رکھوانے یا سرمایہ کاری اکاؤنٹس سے رقوم کے نکالنے کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لیے بینک کے خزانہ [treasury] میں رکھوانے کی وجہ سے بینک ان رقوم کو سرمایہ کاری میں نہیں لگائے گا۔ ایسی صورت میں اس رقم پر کوئی آمدن نہیں ہوتی جس کا حکم بیان کرنے کی ضرورت ہو۔

۲/۱۰/۴ یا ایسا ہوگا کہ بینک نے اس رقم کو مختصر مدت کے لیے یا سرمایہ کاری اکاؤنٹس سے رقوم کے نکالنے کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لیے کاروبار میں لگایا ہوگا - اگرچہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس کی شرائط میں بینک کی طرف سے کبھی اس بات کی تصریح بھی ہوتی ہے کہ ایسی رقم نقد سرمایہ [liquidity] کے مقاصد کے لیے مختص ہوگی۔

noorcentre.com

اس صورت کا حکم یہ ہے کہ بینک کا اپنے پاس رکھی گئی اس رقم کو کاروبار میں لگانا جائز ہے اور اسے اکاؤنٹ ہولڈرز کی باقاعدہ رضامندی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ بینک کو ہر اس عمل کی اجازت ہوتی ہے جو مضاربہ مشترکہ کے عقد کے طرفین کے فائدہ کو یقینی بنائے۔ پھر جب اس سرمایہ کاری سے کچھ آمدنی حاصل ہو تو اسے سرمایہ کاری پول [pool] میں ڈال دیا جائے گا اور اس اکاؤنٹ کے نفع کی تقسیم کے لیے طے شدہ فیصد کے مطابق اکاؤنٹ ہولڈر بحیثیت رب المال اور بینک بحیثیت مضارب دونوں، رب المال اور مضارب ہونے کی حیثیت سے اس نفع کے مستحق ہوں گے۔ اگر بینک کی غلطی یا غفلت کے بغیر کچھ نقصان ہوجائے تو اکاؤنٹ ہولڈرز رب المال ہونے کی حیثیت سے اس نقصان کو برداشت کریں گے۔

۵- نفع کی تقسیم

۵/۱ نفع کی تقسیم میں "پوائنٹس کا طریقہ" کا اطلاق

شق ۴/۳ اور ۴/۴ کی رعایت رکھتے ہوئے عام سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے شرکاء کے درمیان نفع کی تقسیم کے لیے "پوائنٹس کا طریقہ" استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقۂ کار میں ہر سرمایہ کاری کل رقم اور اس رقم کے کاروبار میں برقرار رہنے کی مدت (نقدی کی اکائی x مدت کی اکائی) کو بنیاد بنایا جاتا ہے، چنانچہ رقم کی مقدار اور اکاؤنٹ میں اس رقم کے برقرار رہنے کی مدت کی بنیاد پر ہر اکاؤنٹ کو کچھ پوائنٹس دیے جاتے ہیں، اگرچہ اس مدت کے دوران اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے اور نکالنے کا سلسلہ جاری رہے یا رقم کی مقدار کم و بیش ہوتی رہے۔ اکاؤنٹ ہولڈرز کو ہر اس دستبرداری پر ضمناً متفق تصور کیا جاتا ہے جس تک رسائی مشکل ہو۔ دیکھیے شق ۵/۴۔

۵/۲ شرعی لحاظ سے اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ نفع کی ایک متوقع شرح طے کی جائے۔ البتہ

noorcentre.com

اگر متوقع نفع حاصل نہ ہوتو اس طے شدہ شرح کو لازم نہیں سمجھا جائے گا، اگرچہ نفع کی یہ متوقع شرح امکانی مطالعہ [feasibility study] پر مبنی ہو۔ متوقع نفع کی بنیاد پر منافع کی حتمی تقسیم جائز نہیں، بلکہ حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد حاصل شدہ نفع کے مطابق نفع کی تقسیم لازم ہے۔

۳/۵ حقیقی یا حکمی تحلیل سے قبل رقوم کی پیشگی تقسیم بھی جائز ہے، البتہ اس کے لیے یہ شرط ہے کہ حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد پیشگی رقم کے کم ہونے کی صورت میں اضافی رقم کے التزام یا پیشگی رقم کے زائد ہونے کی صورت میں حقیقی نفع سے زائد رقم کی واپسی کا اہتمام کیا جائے۔

۴/۵ مضاربۂ مشترکہ کی بنیاد پر قائم سرمایہ کاری اکاؤنٹس، جن میں اکاؤنٹ ہولڈرز آتے جاتے رہتے ہیں، ان میں اکاؤنٹ ہولڈرز کی رضامندی کے ایک معاہدے کی تصریح ہونی چاہیے، جس کا تقاضا یہ ہو کہ مضاربہ سے نکلنے والا شخص جو نفع ابھی تک تقسیم نہ ہوا ہو یا ابھی تک ظاہر نہ ہوا ہو اس کو دیگر سرمایہ کاری اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے چھوڑ دے گا اور وہ حضرات اس شخص کو ہر اس خسارے سے بری کر دیں گے جو ابھی تک سامنے نہ آیا ہو۔ اسی طرح وہ شخص سرمایہ کاری کے خطرات سے نمٹنے اور متوقع نفع کی ادائیگی کے لیے مختص احتیاطی رقوم [reserves] اور شرحِ نفع اور قابلِ وصول قرضوں کے متوقع نقصان کے تخمینوں کو دیگر سرمایہ کاروں کے لیے چھوڑ دے گا۔ اسی طرح اس بات کی بھی تصریح ہونی چاہیے کہ سرمایہ کاری پول کی تحلیل کے وقت باقی بچی ہوئی مخصوص احتیاطی رقوم کو خیراتی کاموں میں خرچ کیا جائے گا۔

۵/۵ بینکوں پر لازم ہے کہ وہ مضاربہ کی تحلیل کریں اور حاصل شدہ نفع کو عقدِ مضاربت کی شرائط کے مطابق مضارب اور سرمایہ کاری اکاؤنٹس ہولڈرز کے درمیان تقسیم کریں۔

۶/۵ تحلیل اور نفع ونقصان کے حساب کے بعد جب حاملینِ حصص مضارب ہونے کی حیثیت سے اپنے منافع کو دیگر سرمایہ کاری اکاؤنٹ ہولڈرز کے لیے چھوڑ دیں تو اس وقت ادارہ پر لازم ہو گا کہ اس معاملے کو واضح طور پر بیان کرے۔

۶- سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے دیگر احکام

noorcentre.com

جن احکام کی وضاحت اس معیار میں نہیں ہوئی انہیں شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مضاربہ پر مبنی سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم کے معیار کی ۲۵-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸-۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے چوبیسویں اجلاس میں منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مورخہ ۲ - ۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳ - ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو مدینہ منورہ میں مجلسِ شرعی کا دسواں اجلاس منعقد ہوا۔ مجلسِ شرعی نے اس اجلاس میں بینکوں کے ڈپازٹس اور نفع کی تقسیم سے متعلق شرعی معیار جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

مؤرخہ ۷ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی نے بینکوں کے ڈپازٹس اور نفع کی تقسیم سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

مورخہ ۸ - ۹ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵-۱۶ جون ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کی اور معیار میں ضروری ترامیم شامل کریں۔

مورخہ ۸ - ۹ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸ - ۹ ستمبر ۲۰۰۵ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کا سترہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے ابتدائی مسودے پر دوبارہ بحث وتمحیص کی اور معیار میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مورخہ ۲۲ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلسِ شرعی نے معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں اس معیار کے مسودے کو شرعی معیارات کی پہلی کمیٹی کے پاس نظر ثانی کے لیے بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

یکم صفر ۱۴۲۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۰۶ء کو بحرین میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے

noorcentre.com

ارکان کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیٹی نے معیار کے مسودے پر بحث کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور ارکین کے تبصروں کی روشنی میں اس میں ضروری ترامیم شامل کیں۔

مورخہ ۲۶ شوال - یکم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء کو مکہ مکرمہ میں مجلسِ شرعی کا سترہواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلسِ شرعی نے شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی کے اراکین کی طرف سے پیش کردہ ترامیم پر بحث کی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۸ - ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ نومبر ۲۰۰۸ء کو بحرین میں اپنے بائیسویں اجلاس میں معیار پر بحث کی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲ اپریل ۲۰۰۹ء کو بحرین میں میں جلسۂ سماعت منعقد ہوا۔ اس میں تیس سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس اجلاس میں دورانِ جلسہ پیش کی گئی آراء کو سنا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۵ - ۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲ - ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو بحرین میں اپنے تنیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث کی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۵-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸-۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو اپنے چوبیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث کی، اس میں مناسب ترامیم شامل کیں اور اسی اجلاس میں معیار کو منظور کر لیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- کرنٹ اکاؤنٹ کے قرض ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ یہ بینک کے ذمہ میں ہوتے ہیں اور مطالبہ کے وقت ان کی واپسی لازم ہوتی ہے، اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۸۶ (۹/۳) جاری ہو چکی ہے، قرارداد کے الفاظ یوں ہیں: "عند الطلب امانتیں (کرنٹ اکاؤنٹس)، چاہے اسلامی بینکوں کے پاس ہوں یا سودی بینکوں کے پاس، یہ فقہی لحاظ سے قرض ہی ہیں، کیونکہ ان امانتوں کو لینے والے بینک کا قبضہ، قبضہِ ضمان ہوتا ہے اور شرعی لحاظ سے اس کی واپسی لازم ہوتی ہے، باقی بینک کے مال دار ہونے سے قرض کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا"۔

نفع کے احکام اور اس کی شرائط

- نفع کے معلوم ہونے کے وجوب کی بنیاد یہ ہے کہ نفع ہی تو معقود علیہ ہے اور معقود علیہ کی جہالت عقد میں فساد کا باعث بنتی ہے۔
- کسی ایک فریق کے لیے ایک یکمشت رقم یا راس المال کا ایک فیصدی حصہ طے کرنے کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ مضاربت دراصل شرکت کی ایک قسم ہے، جو نفع میں حصہ داری کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے، جبکہ یہ شرط نفع میں اشتراک کو ختم کرنے کی باعث بنتی ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ نفع کی صرف اتنی ہی مقدار حاصل ہو چنانچہ اس صورت میں تمام نفع صرف ایک فریق کا ہو جائے گا اور نفع میں شرکت قائم نہیں رہ سکے گی۔
- نفع کی تقسیم میں پوائنٹس کے طریقۂ کار کو جاری کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ ایک ہی سرمایہ کاری پول میں تمام شرکاء کے اموال اس لیے شامل کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی رقوم کی مقدار اور اکاؤنٹ میں ان کے باقی

noorcentre.com

رہنے کی مدت کے حساب سے نفع حاصل کریں، چنانچہ رقوم کی مقدار اور مدت دونوں کے پیشِ نظر (پوائنٹس کے طریقہ کے مطابق) ایک متناسب حصہ کا استحقاق یہ سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والا نفع اکاؤنٹ ہولڈرز تک پہنچانے کا سب سے منصفانہ طریقہ ہے۔ تاہم اس بنیاد پر سرمایہ کاری میں شامل ہونے کے لیے لازمی ہے کہ اکاؤنٹ ہولڈرز کو ہر اس دستبرداری پر متفق تصور کیا جائے جس تک اس طریقۂ کار کے مطابق رسائی مشکل ہو۔ علاوہ ازیں فقہ کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ مشارکات میں بعض ایسے امور سے درگزر کیا جاتا ہے جن سے معاوضات میں درگزر نہیں کیا جاتا، اور یہ کہ حصص کی برابری کی بنیاد پر تقسیم دراصل درطرفہ چشم پوشی کی بنیاد پر قائم تقسیم کا ایک طریقۂ کار ہے۔

- معیار میں بیان کردہ طریقۂ کار کے مطابق مضاربہ کے اخراجات کو برداشت کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری مضارب پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ کام سرانجام دینا اس کی ذمہ داری ہے اور مال کو مکمل کرنے کے تمام اسباب وسائل بھی اسی کے پاس ہیں، یہ اس کے سرمایہ کاری کے فیصلوں سے بھی متعلق ہے اور ندوۃ البرکہ کی مجلس (۱/۴) میں بھی اس کا ذکر ہے۔
- قرض پر اضافہ جو قرض خواہ اپنے اصل سرمایہ سے اضافی رقم کی صورت میں وصول کرتا ہے، اس کے حرام ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ وہ سود اور حرام ہے اور اس کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر (۲/۱۰) جاری ہو چکی ہے، قرارداد کا متن اس طرح ہے: "یہ کہ دَین کی ادائیگی کی تاریخ آچکی ہو اور مقروض اس ادائیگی سے عاجز ہو اور اضافی رقم یا نفع ادائیگی کی تاخیر کے مقابلے میں ہو، اسی طرح عقد کے شروع ہی میں اضافی رقم یا قرض پر نفع طے ہو، یہ دونوں صورتیں سود ہیں اور شرعاً حرام ہیں"۔
- مضاربہ کے دونوں فریقوں کے لیے نفع کے شرح کا تعیّن کو نفع کے حصول کے بعد تک مؤخر کرنے کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسی جہالت جھگڑے کا باعث بنتی ہے، باقی جہاں تک نفع کی تقسیم کے وقت نفع کی شرح کو تبدیل کرنے یا اپنے حصے میں سے کچھ دوسرے فریق کے لیے چھوڑنے کے لیے دونوں فریقوں کی باہمی معاہدے کی بات ہے تو یہ شرکاء کا حق ہے، ان سے تجاوز نہیں کرتا، چنانچہ ان کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔
- اخراجات، متوقع نقصان کے تخمینے [provisions] اور محفوظے [reserves] الگ کرنے سے

قبل شرکاء کے درمیان نفع کی حتمی تقسیم کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ نفع اصل سرمایہ کو محفوظ کرنے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔

noorcentre.com

- حکمی تحلیل اور راس المال کی یقینی حفاظت کی اساس پر نفع کی تقسیم کی بنیاد یہ ہے کہ شرعی لحاظ سے کئی امور میں قیمت لگانے کے عمل کا جواز ثابت ہے،[۱] زکوٰۃ اور چوری بھی انہی امور میں سے ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: "جو شخص مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردے تو غلام کے پاس اگر اپنا مال ہو تو پھر اس کے مال سے باقی قیمت ادا کر کے اسے آزاد کردیا جائے گا، اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے گی"۔[۲]
- مضاربہ میں نفع کا تصور اصل راس المال کی حفاظت کے بعد ہی ہوتا ہے، اس کی بنیاد حضور ﷺ کی ایک روایت ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نمازی کی مثال تاجر کی سی ہے کہ اس کو تب تک نفع حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اصل سرمایہ حاصل نہ ہو جائے، اسی طرح نمازی جب تک فرض نماز ادا نہ کر لے اس کی نفل نماز قبول نہیں کی جاتی"۔[۳] یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ راس المال کی وصولی سے قبل نفع کی تقسیم درست نہیں۔ مزید یہ کہ نفع اضافی چیز کو کہتے ہیں اور کسی چیز پر اضافہ اس چیز کے اصل کی حفاظت کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔
- نفع کی تقسیم کی شرح سے متعلق خاموشی اور دونوں فریقوں کے درمیان نصف نصف کی بنیاد پر نفع کی تقسیم کے عرف کے نہ ہونے کی صورت میں مضاربہ کے فاسد ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ نفع ہی معقود علیہ ہوتا ہے اور معقود علیہ کی جہالت عقد میں فساد کا باعث بنتی ہے۔
- نفع کی شرح کے راس المال کی شرح کے برابر ہونے یا اس سے مختلف ہونے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ

---

(۱) مورخہ ۲۱-۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے رابطہ عالم اسلامی کے سولہویں اجلاس کی قرارداد نمبر ۴، مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۳۰ (۴/۵) اور البرکہ کے آٹھویں سیمینار کا فتویٰ نمبر ۲/۸، فتاویٰ البرکہ، صفحہ نمبر ۱۳۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح مسلم ۲/۱۱۴۰ میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔

(۳) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو السنن الکبری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس میں ایک ضعیف راوی ہیں۔ موسوعہ فقہیہ کویتیہ ۴/۳۸/۷۔

noorcentre.com

نفع کا استحقاق یا مال کی وجہ سے ہوتا ہے یا عمل کی وجہ سے ہوتا ہے یا ذمہ داری قبول کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، پس جب ان تین اسباب میں سے کوئی بھی ایک سبب موجود ہو تو شرکاء کی باہمی رضامندی سے نفع کی کسی بھی شرح پر اتفاق کر لینے میں کوئی ممانعت نہیں رہتی۔ یہ فقہاءِ احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے۔[1]

- کسی ایک فریق کے نقصان برداشت کرنے یا ملکیت کے حصوں سے مختلف شرح سے نقصان برداشت کرنے کے معاہدے کے ناجائز ہونے کی بنیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے، جس میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نفع کی شرح وہی ہوگی جسے شرکاء باہمی رضامندی سے طے کر لیں، البتہ خسارہ راس المال کے بقدر ہی ہوگا"۔[2] اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی ایک فریق کے حصے کا خسارہ دوسرے فریق کے کھاتے میں ڈالنا ایک باطل شرط ہے، کیونکہ یہ ایک طرح کا ظلم اور دوسروں کا مال ناحق کھانا ہے۔
- یہ معاہدہ کرنا کہ منافع جب ایک مخصوص شرح سے بڑھ جائے تو شرکاء میں سے کوئی ایک فرد اس مخصوص شرح سے زائد تمام نفع کا حقدار ہوگا، اس کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک جائز شرط ہے، جبکہ اسے واضح طور پر بیان کر دیا جائے۔
- مضارب کے لیے ایک مال اور رب المال کے لیے دوسرے مال کا نفع طے کرنے کے ناجائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس شرط کی وجہ سے نفع میں حصہ داری ختم ہو جاتی ہے اور یہ کسی ایک فریق کے لیے غبن کا باعث بنتا ہے۔
- دونوں فریقوں کے درمیان نفع کی تقسیم کی شرح کو کسی بھی وقت تبدیل کرنے کے معاہدے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ نفع ان دونوں کا حق ہے اور کے دائرۂ اختیار کے باہر نہیں ہوتا، اور مذکورہ طریقے کے مطابق معاہدہ کرنا کسی ناجائز کام، مثلاً نفع میں حصہ داری کا خاتمہ وغیرہ، کا باعث نہیں بنتا، بلکہ نفع ان

(۱) الهدایہ شرح البدایۃ از علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ، جلد: ۳، صفحہ: ۷ و ۸، طبع: المکتبۃ الاسلامیۃ۔ بدائع الصنائع، از علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ، جلد: ۶، صفحہ: ۶۲ و ۶۳۔ المبدع، از ابن مفلح رحمۃ اللہ علیہ، جلد: ۵، صفحہ: ۴، طبع: المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

(۲) ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی مصنف ۴/۲۶۸، طبع: مکتبۃ الرشد، ریاض، میں نقل کیا ہے۔

کے درمیان بہرحال مشترک رہتا ہے۔[1]

noorcentre.com

- نفع کی تقسیم کے لیے خواہ تمام مدت کے لیے ایک ہی شرح ہو یا مختلف مدتوں کے لیے مختلف شرحیں ہوں، ان میں سے ہر طریقے کے معاہدے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ نفع کی تقسیم کا ایک قابلِ اعتبار طریقہ ہے، کیونکہ اس میں دونوں فریقوں کی رضامندی پائی جاتی ہے، البتہ یہ شرط ہے کہ اس معاہدے میں کسی مسلّم شرعی ضابطے کی خلاف ورزی نہ ہو، یعنی نفع میں تمام شرکاء کی حصہ داری کو ختم کرنے والی کوئی بات نہ ہو۔
- حکمی تحلیل کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، مکہ مکرمہ کی ایک قرارداد جاری ہو چکی ہے۔[2]

---

(۱) البرکہ کے گیارہویں اجلاس کا فتویٰ نمبر ۸ اور چوتھے اجلاس کا فتویٰ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں۔ فیصل اسلامی بینک، سوڈان کی مجلسِ شرعی کے فتاوی، صفحہ نمبر ۱۰۷ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ مرکز الاقتصاد الاسلامی کے شرعی فتاوی، صفحہ ۵۳ میں بھی یہ بات مذکور ہے۔

(۲) رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے سولہویں دور کی قرارداد نمبر ۴۔ البرکہ کے آٹھویں سیمینار کے فتویٰ نمبر ۲ میں بھی یہی رائے اختیار کی گئی ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ڈپازٹ (ودیعت/امانت)

اس سے مراد وہ مال ہے جو کسی شخص کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھا جاتا ہے۔

بینکاری ڈپازٹ

اس سے مراد وہ اموال ہیں جو افراد یا ادارے بینک کے پاس اس شرط پر رکھوانا چاہتے ہیں کہ مطالبہ یا متفقہ شرائط کے وقت بینک یہی اموال یا ان کے مساوی رقم ان افراد یا (ان کی طرف سے) متعین افراد کو واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔

عند الطلب ڈپازٹ (کرنٹ ڈپازٹ)

کرنٹ ڈپازٹ سے مراد وہ ڈپازٹ ہے جس کے لیے کرنٹ اکاؤنٹ کھولا جاتا ہے۔ کرنٹ اکاؤنٹ کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے: "ایسی رقوم جو لوگ بینک کے پاس اس ارادے سے رکھواتے ہیں کہ وہ بینک کے پاس موجود رہیں اور ضرورت کے وقت بغیر کسی پیشگی اطلاع کے واپس نکلوائی جاسکیں"۔

بچت کھاتہ (سیونگ اکاؤنٹ)

اس سے مراد وہ نقد اور چھوٹی چھوٹی امانتیں ہیں جنہیں لوگ اپنی آمدنی سے بچا کر سیونگ اکاؤنٹ کھولنے کے لیے بینک کے سپرد کرتے ہیں، ان لوگوں کو اپنی کل رقم یا اس کا کچھ حصہ کسی بھی وقت نکلوانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۴۱)

اسلامی ری انشورنس

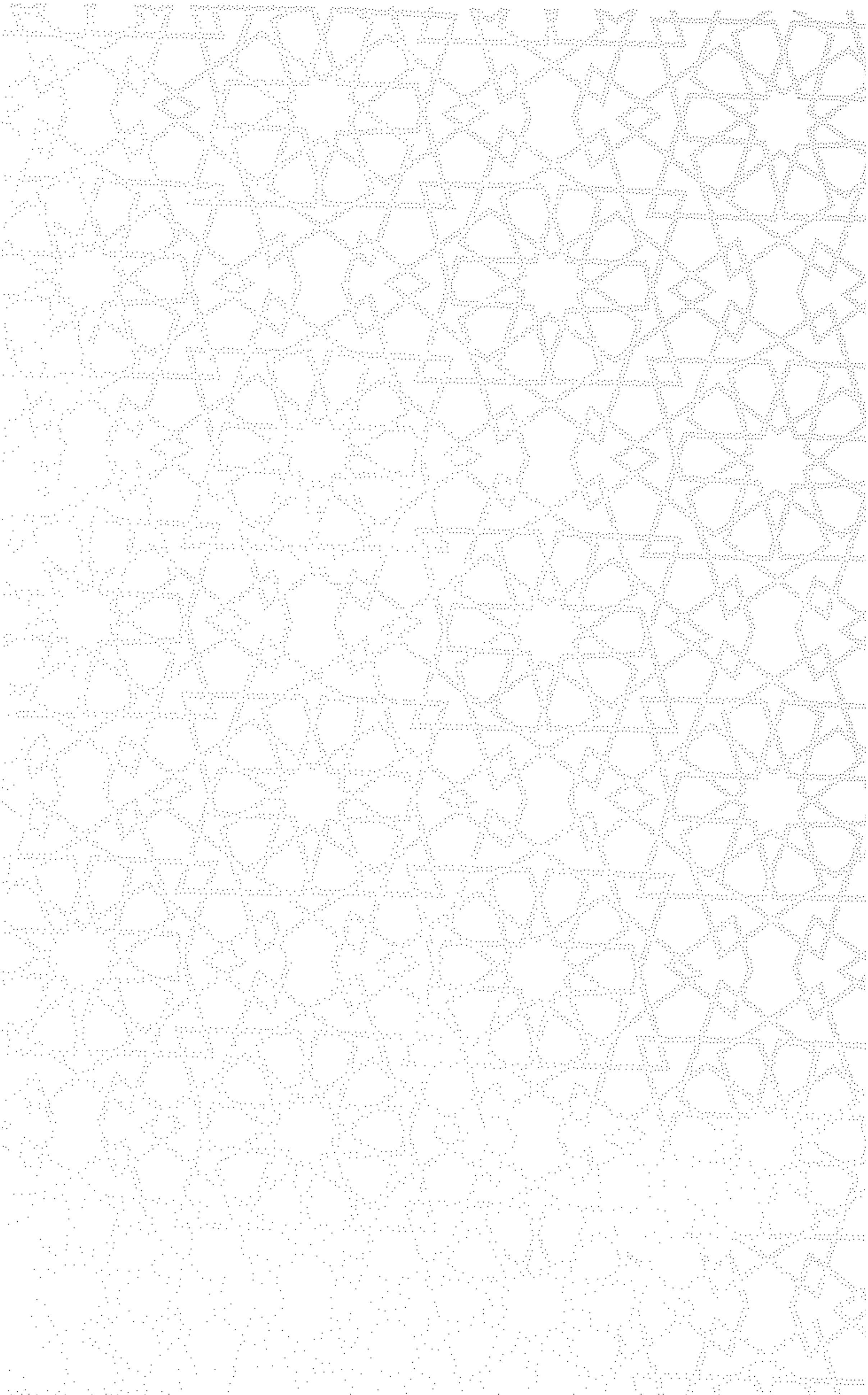

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۰۵۴

معیار کا متن ۱۰۵۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۵۵

۲- ری انشورنس کی تعریف ۱۰۵۵

۳- ری انشورنس کا شرعی حکم ۱۰۵۶

۴- ری انشورنس کے اہم طریقے ۱۰۵۶

۵- ری انشورنس کے مطالبہ کی اہم صورتیں ۱۰۵۶

۶- اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروجہ انشورنس کمپنیوں سے ری انشورنس کروانے کے شرعی ضابطے ۱۰۵۷

۷- مروّجہ ری انشورنس کمپنیوں سے اسلامی انشورنس کمپنیوں کو ملنے والے عوض اور پیشگی رقم کی شرعی حیثیت ۱۰۵۸

۸- اسلامی ری انشورنس کمپنی کے لیے اسلامی ری انشورنس کروانے کے شرعی ضابطے ۱۰۵۹

۹- اسلامی ری انشورنس کمپنیوں سے ملنے والے مالی منافع جات ۱۰۵۹

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۶۰

معیار کی منظوری ۱۰۶۱

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۰۶۲

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۰۶۴

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۰۷۳

ضمیمہ (د) اسلامی انشورنس کمپنی اردن کا جاری کردہ ری انشورنس کے معاہدے کا ایک نمونہ .. ۱۰۷۶

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی ری انشورنس اور اس سلسلے میں مروّجہ انشورنس کمپنیوں کے ساتھ شرکت سے متعلق شرعی قواعد اور احکام کو بیان کرنا ہے، نیز اس معیار کے تحت ان اصول وضوابط کو بھی بیان کیا جائے گا، جن کو ملحوظ رکھنا اسلامی ری انشورنس، انشورنس کمپنیوں اور دیگر اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ ادارے)[1] کے لیے ضروری ہے۔ جن کی بنیاد پر خطرات کو منتقل کیا جاتا ہے اور انشورنس کی صلاحیت میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

والله الموفق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اسلامی ری انشورنس [اسلامی ری تکافل] اور اس کے مروّجہ انشورنس یا ری انشورنس کمپنیوں کے ساتھ اشتراک پر مشتمل ہے۔ اسلامی انشورنس اس معیار کے تحت نہیں آتا، کیونکہ اس کے لیے الگ معیار موجود ہے۔

۲- ری انشورنس کی تعریف

۲/۱ اسلامی ری انشورنس

اسلامی ری انشورنس سے مراد انشورنس کمپنیوں کا اپنے زیرِ انتظام فنڈ کو ممکنہ طور پر لاحق ہونے والے نقصانات کی تلافی کے لیے کچھ رقم دینے پر اتفاق کرنا ہے۔ اس غرض کے لیے انشورنس ہولڈرز کے باہمی تعاون کی بنیاد پر دیے گئے عطیات کا ایک حصہ دیا جاتا ہے اور اس سے ری انشورنس فنڈ قائم کیا جاتا ہے جس کو شخصِ معنوی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور اس کی مستقل ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور اسی سے انشورنس شدہ خطرات سے ایک حد تک حفاظت کی جاتی ہے۔

۲/۲ مذکورہ بالا ری انشورنس کو مروجہ ری انشورنس کمپنیوں کی سہولیات کے اسلامی متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مروجہ ری انشورنس کمپنیوں کی بنیاد التزام بالتبرع [عطیات کے التزام] کی بجائے ری انشورنس کے منافع اور معاوضے پر ہے۔

noorcentre.com

۳- ری انشورنس کا شرعی حکم

۳/۱ اسلامی ری انشورنس کا شرعی حکم

۳/۱/۱ اسلامی ری انشورنس کمپنیوں کے ذریعے ری انشورنس کروانا جائز ہے۔

۳/۲ مروّجہ ری انشورنس کمپنیوں کے ذریعے اسلامی ری انشورنس کروانے کا شرعی حکم

اسلامی انشورنس کمپنیوں کے لیے مروّجہ ری انشورنس کمپنیوں کے ذریعے ری انشورنس کروانا جائز نہیں ہے، الّا یہ کہ ایسا کرنا اس قدر عوامی ضرورت بن جائے کہ اسے شرعاً معتبر ضرورت کا درجہ دیا جاسکے۔

۴- ری انشورنس کے اہم طریقے

ری انشورنس کرنے والی کمپنی کے التزام کے دائرہ کار کو دیکھتے ہوئے ری انشورنس دو طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔

۴/۱ انفرادی ری انشورنس

اس صورت میں انشورنس کمپنی انفرادی خطرے اور اس کے ساتھ متعلقہ تمام تفصیلات ری انشورنس کمپنی کو پیش کرتی ہے، تاکہ ری انشورنس کمپنی ان تفصیلات کا مطالعہ کر کے اسے قبول یا رد کرنے کا فیصلہ کر سکے۔ قبول کرنے کی صورت میں ری انشورنس کمپنی اس خطرے کی تلافی کی پابند ہو جاتی ہے۔

۴/۲ مجموعی ری انشورنس (ری انشورنس کا معاہدہ)

اس صورت میں ری انشورنس کمپنی، انشورنس کمپنی کے ساتھ کیے گئے معاہدے کے تحت آنے والے تمام خطرات کی تلافی کرنے کی پابند ہوتی ہے۔

۵- ری انشورنس کے مطالبہ کی اہم صورتیں

۵/۱ خطرے میں شرکت کے ذریعے ری انشورنس کرنا: اس صورت میں انشورنس کمپنی اپنی جاری کردہ انشورنس پالیسیوں کے مخصوص تناسب (مثلاً آدھا یا چوتھائی) سے ان کی ری

انشورنس کرواتی ہے، چاہے اس ری انشورنس سے حاصل ہونے والی تلافی اس انشورنس کمپنی کی قدرت میں ہو یا اس سے زائد ہو۔

noorcentre.com

۲/۵ اپنی قدرت سے زائد خطرات کی ری انشورنس: اس صورت میں انشورنس کمپنی ان انشورنس پالیسیوں کا ذمہ اپنے سر لیتی ہے، جن کے نقصانات کی تلافی وہ آسانی سے برداشت کر سکتی ہے اور مالی اعتبار سے ناقابلِ برداشت نقصانات والی انشورنس پالیسیوں کے لیے ری انشورنس کرواتی ہے۔

۳/۵ مخصوص حد سے زائد خطرات کی ری انشورنس: اس صورت میں ری انشورنس کمپنی ایک طے شدہ مخصوص حد سے زائد ہو جانے والے نقصانات کی تلافی کا التزام کرتی ہے۔ ری انشورنس کی یہ قسم اکثر بڑی رقوم کے معاملات میں استعمال ہوتی ہے، مثلاً انشورنس کمپنی ابتدائی بیس ہزار تک کے ایک نقصان کا معاوضہ دیتی ہے، اس سے زائد نقصان کا معاوضہ ری انشورنس کمپنی کے ذمہ ہوتا ہے۔

۶- اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروجہ ری انشورنس کمپنیوں سے ری انشورنس کروانے کے شرعی ضابطے

مروّجہ انشورنس کمپنیوں سے ری انشورنس کروانے کی صورت میں اسلامی انشورنس کمپنیوں کے لیے درج ذیل ضابطوں کی پابندی ضروری ہے:

۱/۶ اسلامی انشورنس کمپنیوں کو ممکنہ حد تک اسلامی ری انشورنس کمپنی سے ہی ری انشورنس کروانی چاہیے۔

۲/۶ اسلامی انشورنس کمپنی پیش آمدہ خطرات کے لیے اپنے پاس ایسی کوئی احتیاطی رقم نہیں رکھے گی، جس پر مروّجہ ری انشورنس کمپنی کی ملکیت ہو اور اس پر سود ادا کرنا ضروری ہو، تاہم اسلامی انشورنس کمپنی اور مروّجہ ری انشورنس کمپنی کے مابین ایسا معاہدہ کیا جا سکتا ہے، جس کی رو سے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کو ادا کی جانے والی رقوم کا ایک مخصوص حصہ

noorcentre.com

اسلامی انشورنس کمپنی اپنے پاس رکھے۔ اسلامی انشورنس کمپنی مضاربت یا سرمایہ کاری وکالت کے ذریعے اس رقم کی سرمایہ کاری کر سکتی ہے، اس صورت میں اسلامی انشورنس کمپنی کی حیثیت مضارب یا سرمایہ کاری وکیل کی ہوگی اور مروّجہ ری انشورنس کمپنی کی حیثیت ربّ المال کی ہوگی۔ جب طے شدہ تناسب سے نفع تقسیم کیا جائے گا تو مروّجہ ری انشورنس کمپنی کا حصہ اس اکاؤنٹ میں ڈال دیا جائے گا جو اس نے اسلامی انشورنس کمپنی کے ساتھ کھول رکھا ہے، جبکہ ایک آزاد فریق کی حیثیت سے سرمایہ کاری کے نتیجے میں اسلامی انشورنس کمپنی کے حصے میں آنے والا نفع اس کے شرکاء کے اکاؤنٹ میں چلا جائے گا۔

۳/۶ اسلامی انشورنس کمپنیوں کے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کے ساتھ کیے جانے والے معاہدات کی مدّت حقیقی ضرورت سے زائد نہ ہو۔

۴/۶ مروّجہ ری انشورنس کمپنی سے معاہدہ کرنے سے پہلے اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے اپنے مجلسِ شرعی سے منظوری لینا ضروری ہے۔

۵/۶ اسلامی انشورنس کمپنی اور مروّجہ ری انشورنس کمپنی کے مابین ہونے والا معاہدہ ممکنہ حد تک کم مقدار میں ہونا چاہیے اور اس کی نگرانی کرنا مجلسِ شرعی کی ذمہ داری ہے۔

۷- مروّجہ ری انشورنس کمپنیوں سے اسلامی انشورنس کمپنیوں کو ملنے والے عوض اور پیشگی کمیشن کی شرعی حیثیت

۱/۷ اسلامی انشورنس کمپنیوں کے لیے مروّجہ انشورنس کمپنی کی جانب سے دی جانے والی انشورنس کی رقوم لینے میں کوئی حرج نہیں۔

۲/۷ اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروّجہ ری انشورنس کمپنی سے کمیشن لینا جائز نہیں ہے، تاہم اسلامی انشورنس کمپنی ان رقوم میں رعایت حاصل کر سکتی ہے جو اس نے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کو ادا کرنی ہیں۔

۳/۷ اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کے زائد منافع [underwriting

[surplus] میں حصہ لینا جائز نہیں۔ البتہ اسلامی انشورنس کمپنی ان رقوم میں رعایت حاصل کر سکتی ہے، جو اس نے مروّجہ ری انشورنس کمپنی کو ادا کرنی ہیں۔

noorcentre.com

۸- اسلامی ری انشورنس کمپنی کے لیے اسلامی ری انشورنس کرانے کے شرعی ضابطے

۱/۸ اپنے تمام معاملات میں شریعتِ اسلامی کے احکام کی پابندی کرنا اور ان امور کی روشنی میں معاملات کرنا، جو امور اسلامی انشورنس پر مشتمل شرعی معیار نمبر ۲۶ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس بات کی رعایت رکھتے ہوئے کہ ری انشورنس میں شرکاء افراد نہیں بلکہ انشورنس کمپنیاں ہوتی ہیں۔

۲/۸ ایک ایسی مجلسِ شرعی کا قیام ضروری ہے، جو اسلامی ری انشورنس کے عمل کی نگرانی کرے، اس کے معاملات اور دستاویزات کی تصدیق کا کام کرے، اس کی درخواستوں پر نظرِ ثانی کرے اور شرعی اعتبار سے کمپنی کی کارکردگی کے بارے میں رپورٹ بنائے۔

۳/۸ اسلامی ری انشورنس کمپنی کے لیے مروّجہ انشورنس کمپنی کو ری انشورنس کی سہولت دینا درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

۱/۳/۸ دونوں فریقوں کے مابین ہونے والا بنیادی معاہدہ اسلامی ری انشورنس کا ہو۔

۲/۳/۸ باہم کوئی بھی رابطہ نہ ہو۔

۳/۳/۸ ری انشورنس کے تحت آنے والی اشیا میں کوئی بھی شے شرعاً ممنوع نہ ہو۔

۹- اسلامی ری انشورنس کمپنیوں سے ملنے والے مالی منافع جات

وہ تمام مالی منافع جات، جو اسلامی انشورنس کمپنیاں، اسلامک ری انشورنس کمپنیوں سے حاصل کرتی ہیں، ان کو شرعاً حلال شمار کیا گیا ہے اور انہیں پالیسی ہولڈر (ری انشورنس کے معاملہ میں انشورنس کمپنیاں پالیسی ہولڈر ہوتی ہیں) کے منافع کا حصہ بنا کر ان کے اکاؤنٹ میں ڈالا جاتا ہے۔

noorcentre.com

۱۰- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲ - ۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱ - ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو منعقد ہونے والے اپنے پچیسویں اجلاس میں اسلامک ری انشورنس کے شرعی معیار کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۷-۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳-۸ جون ۲۰۰۶ء کو مدینہ منورہ میں ہونے والے سولہویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے اسلامی ری انشورنس پر معیار کو جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۲ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ اگست کو جنرل سیکرٹریٹ نے اسلامی ری انشورنس اور اس کے مروّجہ کمپنیوں کے ساتھ اشتراک کے منصوبے پر مطالعاتی تحقیق کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۸ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ مارچ ۲۰۰۷ء کو بحرین میں منعقد ہونے والی شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے تحقیق پر بحث کی، اس کی منظوری دی اور شرعی مشیر کو معیار کے مسوّدہ کی تیاری کا کہا۔

۱۵ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۱ مئی ۲۰۰۷ء کو منامہ بحرین میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے ایک بار پھر معیار کے مسوّدہ پر بحث کی اور مجلس کے تبصروں اور مشاہدات کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

۲۶-۳۰ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸-۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے انیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مسودہ پر بحث کی اور اس میں ضروری ترامیم کیں۔

سیکرٹریٹ جنرل نے ۸ جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۲ جون ۲۰۰۸ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ شرعی معیارات کی پہلی اور دوسری کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں ہونے والے تبصروں اور سوالات کا جواب دیا۔

۲-۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو منعقد ہونے والے پچیسویں اجلاس میں مجلسِ
noorcentre.com
شرعی نے معیار کے مسودہ پر بحث کی، اس میں ضروری ترامیم کا اضافہ کیا اور معیار کی منظوری دے دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- تجارتی ری انشورنس کی حرمت کی دلیل یہ ہے کہ مروّجہ ری انشورنس کی بنیاد تجارتی انشورنس پر ہے اور تجارتی انشورنس ممنوعِ شرعی غرر کو شامل ہے، جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت [(۱)] کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غرر والی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔
- غرر کی تفسیر میں فقہاء کے کئی اقوال ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ غرر سے مراد وہ ہے جس کا نتیجہ نامعلوم ہو۔ [(۲)]
- موجودہ زمانے کے بعض فقہاء نے غرر کو شرط اور جوّا کے مشابہ قرار دیا ہے۔ [(۳)]
- غرر کی حرمت پر کئی فقہی مجالس نے قراردادیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے ۱۳۹۸ھ میں منعقد ہونے والے مجمع فقہی اسلامی کی قرارداد ہے، جس میں ۴ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ کو ریاض میں منعقد ہونے والے اجلاس نمبر ۱۰ میں کئی بڑے علماء کی جانب سے اٹھائے گئے مسئلہ یعنی انشورنس کے بارے میں قرارداد پیش کی۔ ایک تیسری قرارداد، قرارداد نمبر (۲/۹) ۹ اس مسئلہ پر مجمع الفقہ الاسلامی کی جانب سے پیش

(۱) صحیح مسلم، کتاب البیوع ۳/۱۱۵۳، سنن ابی داؤد ۲/۲۲۸ حدیث نمبر ۳۳۶۷، نسائی ۲/۲۱۷، ابن ماجہ ۲/۷۳۹، الترمذی ۲/۵۳۲، الدارمی ۲/۱۶۷، الموطا ۲/۶۶۴، احمد ۱/۲۰۳، ۲/۳۶۷، ۴۳۹، بیہقی ۵/۲۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۱۹۴ القسم الثانی۔

(۲) دیکھیے فتح القدیر کی شرح العنایہ ۵/۱۹۲، تبیین الحقائق ۴/۴۶، التاج والاکلیل ۴۴/۳۶۲، فتح العزیز بہامش المجموع ۸/۱۲۷، مطالب اولی النہی ۳/۲۵ قواعد نورانیہ ص ۱۱۶، بطریۃ العقد ص ۲۲۴، الصدیق الضریر کی کتاب القیم عن الغرر و اثرہ فی العقود ص ۵۴۔

(۳) دیکھیے حسین حامد کی کتاب الغرر ص ۷۲۔

کی گئی۔

noorcentre.com

- تعاونی اور اجتماعی ری انشورنس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ معاوضہ کی بنیاد پر منعقد نہیں ہوتا، بلکہ باہمی تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور یہ بات فقہاء کے ہاں واضح ہے کہ باہمی تعاون کے معاملات میں غرر غیر موثر ہوتا ہے۔ اس کے جواز پر کئی ایسی آیات اور احادیث ہیں جو باہمی تعاون کا حکم دیتی ہیں۔
- اس کے جواز پر جامعہ ازہر کے ذیلی ادارے مجمع بحوث اسلامی کی جانب سے کئی قراردادیں پیش کی گئی ہیں، اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے تحت ادارے مجمع فقہ اسلامی نے بھی قرارداد پیش کی، جس کا تذکرہ گزشتہ عبارت میں کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی مجمع فقہ اسلامی ۹(۲/۹) کی قرارداد بھی اس میں شامل ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "یہ وہ معاہدہ ہے، جو معاملات کے اسلامی اصولوں کے مطابق ہے اور یہ تعاونی انشورنس عطیہ اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہے"۔ چنانچہ اس کے جواز پر موجودہ زمانے کے فقہاء میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔[1]
- تکافلی ری انشورنس کے جواز اور تجارتی انشورنس کی حرمت کے مذکورہ بالا اور دیگر اسباب کی بنیادی وجہ ان دونوں میں پائے جانے والے درج ذیل بنیادی فروق ہیں:
  - مروجہ ری انشورنس عقدِ معاوضہ ہے، جس میں محض نفع کمانا مقصود ہوتا ہے، لہٰذا اس پر مالی معاوضات والے احکام جاری ہوں گے جن میں غرر موثر ہوتا ہے، جبکہ تکافلی ری انشورنس عطیہ اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، لہٰذا اس میں اگر غرر پایا بھی جائے تو وہ موثر نہیں ہوتا۔
  - اسلامی ری انشورنس میں کمپنی ری انشورنس فنڈ کی وکیل ہوتی ہے، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں کمپنی اصیل ہوتی ہے اور اپنے نام سے معاملات کرتی ہے۔
  - تجارتی ری انشورنس کمپنی ری انشورنس کا معاوضہ دینے کا التزام کرنے کے عوض شرکاء یعنی انشورنس کمپنیوں کی رقوم کی مالک بن جاتی ہے، جبکہ اسلامی ری انشورنس میں کمپنی عطیات کی مالک نہیں بنتی بلکہ تمام عطیات انشورنس فنڈ کی ملکیت ہوتے ہیں۔

---

(۱) الراجحی بینکنگ اور سرمایہ کاری کمپنی کے شرعی مشاورتی بورڈ کا فتویٰ نمبر ۴۰۔

noorcentre.com

- اسلامک ری انشورنس میں عطیات اور ان کے منافع اخراجات اور معاوضات کی ادائیگی کے بعد پالیسی ہولڈرز کے اکاؤنٹ کی ملکیت میں ہوتے ہیں اور ان پر ہی اس کے اضافے تقسیم کیے جاتے ہیں، جبکہ تجارتی انشورنس میں اس کا تصور نہیں ہے، کیونکہ وہاں معاہدہ اور قبضہ ہوتے ہی انشورنس ہولڈرز کی رقوم کمپنی کی ملکیت میں چلی جاتی ہیں اور ان کو کمپنی کے نفع میں شمار کیا جاتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں انشورنس کے اثاثوں کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی رقوم مضاربت کے حصص کی کٹوتی کے بعد انشورنس ہولڈرز کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہیں، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں یہ رقوم کمپنی کی ملکیت ہوتی ہیں۔
- اسلامی ری انشورنس کا بنیادی مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا، بلکہ معاشرے کے افراد میں تعاون پیدا کرنا ہوتا ہے، جبکہ تجارتی انشورنس کا بنیادی مقصد ہی نفع کمانا ہوتا ہے۔
- اسلامی ری انشورنس میں کمپنی کا نفع وہ ہوتا ہے جو وہ اپنے اموال کی سرمایہ کاری سے کماتی ہے یا جو اسے مضاربت میں مضارب کی حیثیت سے ملتا ہے، کیونکہ اس کی حیثیت مضارب کی ہوتی ہے اور ری انشورنس اکاؤنٹ ربّ المال ہوتا ہے۔
- اسلامی انشورنس میں حصہ دار [participants] اور انشورنس ہولڈر حقیقت میں ایک ہی شخص ہوتا ہے، اگرچہ اعتباری لحاظ سے اسے مختلف کہا جائے، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں یہ دونوں یکسر مختلف ہوتے ہیں۔
- اسلامی ری انشورنس میں کمپنی شریعتِ اسلامیہ کے اصولوں اور نگران مجلسِ شرعی کے فتاویٰ جات کی پابند ہوتی ہے، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں شرعی احکام کی پابندی نہیں ہوتی۔
- تکافلی انشورنس کے فنڈ سے لے کر مختص کی گئی رقوم جو کہ کمپنی کے خاتمے تک باقی رہتی ہیں، ان کو خیراتی کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے اور شرکاء کو نہیں دیا جاتا، جبکہ تجارتی ری انشورنس میں ایسی رقوم کمپنی کے شرکاء کو ملتی ہیں۔
- اسلامی انشورنس ایسا عقد تبرّع ہے جو دونوں فریقوں پر لازم ہوتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ شرعی

noorcentre.com

اعتبار سے 'نہد' یا تبرع کے التزام کی طرح ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا، رابطہ عالم اسلامی کے تحت ادارے مجمع الفقہ الاسلامی اور بین الاقوامی مجمع فقہ اسلامی نے اس کے تبرّع ہونے پر قراردادیں پیش کی ہیں۔ اس کے لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تبرع کا التزام کرنے سے وہ لازم ہو جاتا ہے اور امام مالک کے ہاں مطلقاً تمام اشیا میں ہبہ کی گئی شے پر قبضہ سے پہلے بھی اس کی ملکیت حاصل ہو جاتی ہے اور حنابلہ کے ہاں کیلی اور موزونی اشیا[1] کے علاوہ میں ہبہ کی گئی شے پر قبضہ سے پہلے ملکیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہی بات حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔
ابن رشد الحفید کہتے ہیں کہ "قبضہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ ہبہ کا معاملہ محض قبول کرنے سے منعقد ہو جاتا ہے اور قبضہ کے لیے مجبور کیا جائے گا، جیسے فروخت کے معاملات میں کیا جاتا ہے"۔[2]

- حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ "ہبہ جب معلوم ہو تو جائز ہے، چاہے اس پر قبضہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو" اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہ اقوال مروی ہیں کہ ہبہ صرف قبضہ سے لازم ہوتا ہے۔[3] چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کے ان اقوال کو باہم یوں ملایا کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اقوال کو معاملہ کے لازم ہونے پر محمول کیا اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اقوال کو اس بات کی دلیل بنایا کہ معاملہ کی تکمیل کے لیے قبضہ ضروری ہے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول غلط رخ کو ختم کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔[4]
- اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ فرمایا، "جو ہبہ دے کر واپس کرے وہ ایسا

(۱) دیکھیے بدایۃ المجتہد ۲/۵۳۴، المغنی ابن قدامہ ۵/۶۴۹ اور دیکھیے بدائع الصنائع ۸/۳۶۹۰ اور الغایۃ القصویٰ ۲/۶۵۵۔
(۲) دیکھیے بدایۃ المجتہد ۲/۵۳۴۔
(۳) دیکھیے الموطا ۲/ ۴۶۸، نصب الرایہ ۴/ ۱۲۲۔
(۴) دیکھیے بدایۃ المجتہد ۲/۵۳۴۔

noorcentre.com

ہے گویا کوئی کتا قے کر کے چاٹ لے"۔[1]

- ر۔ انشورنس کمپنی کے ضامن نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہے اور اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے کہ وکیل ضامن نہیں ہوتا جب تک اس کی جانب سے کوتاہی، ظلم یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی نہ پائی جائے۔
- انشورنس کے بنیادی نظام کی تیاری میں نو(۹) اصولوں کو ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ معاملہ میں تبرع کا عنصر قوی طور پر پیدا کیا جائے اور اسے کمپنی کا بنیادی عنصر بنایا جاسکے تاکہ یہ انشورنس شرعاً جائز تعاونی انشورنس بن سکے، کیونکہ اس کے بغیر یہ ایسا انشورنس ہوگا، جو تبرع کے بجائے معاوضہ کی بنیاد پر قائم ہوگا اور اس میں غرر موثر ہوگا۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ یہ بنیادی شقیں تعاونی اور تجارتی انشورنس میں فرق کرتی ہیں۔ ان فروق کی وضاحت میں کئی فتاوی جات جاری کیے گئے ہیں، جن میں اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۲/۱۱)، الراجحی کمپنی کے نگران مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۳۴۲)، فیصل بینک کے مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کردہ فتاویٰ جات اور اُردن کی اسلامی انشورنس کمپنی کی جانب سے جاری کیے گئے فتاویٰ شامل ہیں[2]۔
- معاملہ کے ارکان اور شرائط کی شرعی بنیاد دراصل اس معاملہ کی نوعیت ہے جو انشورنس کے معاملہ کے ضمن میں فقہی لحاظ سے دونوں فریقوں پر لازم ہوا ہے۔
- انشورنس کی سہولت دینے والا اور انشورنس ہولڈر کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا ضروری ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنا معاملے کے ابتداءً اور انتہاءً لازم ہونے کا تقاضا ہے، اور اس میں طے شدہ شرائط کی پابندی کا لازم ہونا ضروری ہے، جبکہ وہ شرائط قران وسنت کے خلاف نہ ہوں۔ اس پر کئی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں کہ معاملات اور شرائط کی پابندی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

(۱) دیکھیے صحیح بخاری ۵ / ۱۹۰، صحیح مسلم ۱۶۲۲۔

(۲) دیکھیے فتاویٰ التامین ط۔ دلة البرکہ گروپ ڈاکٹر عبد الستار ابو غدۃ اور ڈاکٹر عزالدین محمد خوجہ ص ۹۹-۱۰۷۔

ہے کہ "اے ایمان والو اپنے معاملات کی پاسداری کرو"[۱] اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں"۔[۲]

noorcentre.com

- ری انشورنس کمپنی اور انشورنس اکاؤنٹ کے مابین انتظامی تعلق، چاہے کمپنی اجرت لے کر انتظام چلائے یا بغیر اجرت کے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ وکالت کا معاملہ ہے اور اس پر اجماع ہے کہ وکالت اجرت لے کر یا بغیر اجرت کے کی جاسکتی ہے۔ اس موضوع پر جاری کردہ فتاوٰی جات میں اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲)، مکہ مکرمہ کی رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ الاسلامی کا فتویٰ نمبر ۱۹۶۱ اور سعودی عرب کے بڑے علماء کی مجلس کا جاری کردہ فتویٰ نمبر ۵۱ شامل ہے۔
- کمپنی انشورنس فنڈ کے اموال کو کاروبار میں لگا سکتی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ مضاربت کا معاملہ ہے جس کے جواز پر فقہاء کا اجماع ہے، لہٰذا نفع میں دونوں فریقوں کے حصوں کا تناسب طے کرنا ضروری ہوگا اور انشورنس فنڈ نفع میں اپنے حصے کا حقدار ہوگا، جیسا کہ فیصل بینک کے مجلسِ شرعی نے اس بارے میں فتویٰ جاری کیا ہے،[۳] نیز البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۲ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر (۱۱/۱۲) اور مضاربت کے موضوع پر معیار نمبر ۱۳ بھی اس میں شامل ہیں۔
- عمومی صورت میں شرائط کی پابندی ضروری ہے، بشمول اس شرط کے کہ کمپنی انشورنس اکاؤنٹ کو قرضِ حسن دے گی، شرائط کی پابندی کے ضروری ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسے وعدہ کی پابندی ہے جو دونوں فریقوں میں سے ایک کے لیے لازم ہوتا ہے اور یہ بعض معتبر فقہاء کی رائے ہے، جو کہ قرآن و سنت اور صحابہ کے اقوال پر مبنی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اپنے معاملات کی پاسداری کرو" کہ یہاں ہر وہ التزام مراد ہے جس کی پابندی کا وعدہ کسی شخص کی جانب سے کیا گیا ہو اور وعدوں، معاملات

---

(۱) ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ سورۃ المائدۃ:۱۔

(۲) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یقین کے الفاظ کے ساتھ تعلیقاً نقل کیا ہے، فتح الباری ۴/۴۵۱، الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ۴/۵۸۴ میں اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے۔

(۳) دیکھیے چاروں فقہ کی کتابوں میں کتاب المضاربہ، موسوعہ فقہیہ کویتیہ، مصطلح المضاربہ۔

noorcentre.com

اور عہد کی پابندی کے واجب ہونے پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں،[1] نیز اس حوالے سے کئی مجالس فقہیہ اور مجلسِ شرعی نے قراردادیں پیش کی ہیں جن میں مجمع فقہی اسلامی[2] کی قرارداد نمبر ۴۰/۴۱ (۲-۵/۳) اور اردن کی اسلامی انشورنس کمپنی کا فتویٰ شامل ہے۔[3]

- شواہد پیش کرنے کی ذمہ داری انشورنس ہولڈر پر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے عمومی قواعد کی رو سے گواہ پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے، اس پر قرآن وسنت کے کئی دلائل اور اہلِ علم کے اقوال دلالت کرتے ہیں۔ اس کے حق میں البرکہ گروپ کے متحدہ مجلسِ شرعی نے بھی فتویٰ نمبر (۶/۱۴) جاری کیا ہے۔
- اسلامی انشورنس کی دونوں اقسام کے جواز کے دلائل وہی ہیں جو ابھی تک ذکر کیے گئے اور اس کے حق میں کئی فتاویٰ بھی جاری کیے گئے ہیں، جن میں البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۲ میں جاری کردہ فتویٰ نمبر (۹/۲) اور مجلس نمبر ۱۰ میں جاری کیا گیا فتویٰ نمبر (۵/۳/۱۰) شامل ہے، اسی طرح بینک دبئی اسلامی، فیصل اسلامی، کویت فائنانس ہاؤس اسلامی بینک قطر اور اسلامی انشورنس کمپنی کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔[4]
- اسلامی انشورنس سے متعلقہ خاص احکامات کی دلیل شریعتِ اسلامیہ کے وہ عمومی اصول ہیں جو شریعت نے تمام معاملات میں ضروری قرار دیے ہیں، مثلاً دھوکہ اور خیانت سے گریز، معاہدے میں طے شدہ وقت کی پابندی وغیرہ۔ معاوضہ سے متعلقہ شرعی احکام کے حوالے سے بھی رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع فقہی اسلامی، بڑے علماء کی مجالس، اسلامی بینکوں کے مجلسِ شرعی اور اسلامی انشورنس کمپنیوں نے فتاویٰ جاری کیے ہیں۔[5]

---

(۱) دیکھیے مبدا الرضا فی العقود ۲/۱۱۶۱۔

(۲) دیکھیے مجلہ المجمع اجراء نمبر ۵۲/۷۵۴۔۹۶۵

(۳) فتاوی التامین ص ۱۰۶۔

(۴) فتاوی التامین ص ۱۹۳۔۲۰۶

(۵) گذشتہ حوالہ۔

noorcentre.com

- کمپنی کے دائرہ کار کو بنیادی نظام کی دستاویزات اور معاہدے کی دستاویزات واضح کرتی ہیں، اس کی مشروعیت کی دلیل معاملات کے عمومی بنیادی اصول و ضوابط، انشورنس کا رائج نظام اور مجلسِ شرعی کی جانب سے جاری کردہ چند فتاویٰ جات ہیں۔ (۱)
- کمپنی اور انشورنس ہولڈرز کے مابین انتظامی تعلق کی بنیاد کمپنی کے بنیادی نظام کی دستاویز ہے، جس میں یہ درج ہوتا ہے کہ کمپنی کا انشورنس ہولڈرز سے وکالت کا تعلق ہوگا، چاہے اجرت کے عوض یا بلا اجرت اور انشورنس کے اثاثوں کی سرمایہ کاری کے لیے مضارب کا تعلق ہوگا۔
- معاوضہ کی دلیل عمومی قواعد ہیں، مثلاً "نہ نقصان کیا جائے اور نہ ہی نقصان برداشت کیا جائے"۔ (۲) اسی طرح فقہ اسلامی کے وہ عمومی قواعد، جن کا تقاضا یہ ہے کہ عملی نقصان کا غیر جانبداری سے عوض دیا جائے، نیز تعاونی معاملہ جو تبرع کی بنیاد پر قائم ہو اس کی طبیعت بھی معاوضہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اسلامی معاشیات پر ہونے والی البرکہ گروپ کے اجلاس نمبر ۱۰ میں جاری کیا جانے والا فتویٰ نمبر ۳، اسلامی بینکوں کے مجلسِ شرعی اور اسلامی انشورنس کمپنیوں کے جاری کردہ فتاویٰ اسی کے حق میں ہیں۔ (۳)
- انشورنس کے زوائد [underwriting surplus] پر دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنا تعاون کی بنیاد پر قائم معاملہ کی طبیعت کا تقاضا ہے، نیز صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا عملِ مناہدہ بھی اس کی دلیل ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ (۴)

---

(۱) گذشتہ حوالہ۔

(۲) یہ حدیث ہے جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطا ص: ۴۶۴ میں کتاب الاقضیہ کے تحت روایت کیا ہے۔ مسند احمد ۱/۳۱۳، ۵/۳۲۷ حاشیہ ابن ماجہ ۲/۷۸۴۔

(۳) فتاویٰ التامین ص ۱۵۳۔

(۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض ۵/۱۲۸ میں فرمایا ہے کہ مسلمان نہد میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ بعض ایک کھالے اور بعض دوسرا پھر اس پر احادیث نقل کیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری ۵/۱۲۹ فرماتے ہیں کہ 'النہد'، نون کے زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنا زادِ راہ برابر برابر جمع کرتے تھے، لیکن خرچ کرنے میں بعض لوگ دوسروں سے زیادہ کھاتے تھے، پھر جو آخر میں بچ جاتا تھا اسے واپس تمام پر تقسیم کر دیا جاتا تھا یا اگلے سفر کے لیے رکھ دیا جاتا تھا، یہ بالکل وہی صورت ہے جو انشورنس کے زوائد کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔

noorcentre.com

- معاملہ کے خاتمے کی دلیل یہ ہے کہ انشورنس کا معاملہ طے شدہ وقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور طے شدہ وقت گزرنے کے ساتھ معاملہ ختم ہو جاتا ہے، جیسا کہ اجارہ میں ہوتا ہے، اسی طرح جب انشورنس شدہ شے ہلاک ہو جائے تب بھی معاملہ ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں معاملہ کا محل باقی نہیں رہتا۔
- اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مروجہ ری انشورنس کمپنیوں کے ساتھ ری انشورنس کا معاملہ جائز ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسلامی ری انشورنس کمپنیوں کی کمی اور شرعی حاجت کے درجے تک پہنچ جانے والی عوامی ضرورت کی بنیاد پر یہ معاملہ ایک عملی ضرورت بن گیا ہے اور ضرورت اور عوامی حاجت کا اعتبار کتاب و سنت کے کئی دلائل سے ثابت ہے، اس کے ساتھ ساتھ سوڈان کے فیصل اسلامی بینک نے اس کے حق میں فتاوی (۵،۳) بھی جاری کیے ہیں۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

ری انشورنس

یہ ایک ایسا معاملہ جس میں انشورنس کمپنی اپنے انشورنس معاہدات کے تحت آنے والے خطرات کا کچھ حصہ ری انشورنس کمپنی کو منتقل کرتی ہے۔ اس کے تحت انشورنس کمپنی اپنے شرکاء سے حاصل کردہ رقوم کا کچھ حصہ ری انشورنس کمپنی کو دیتی ہے تاکہ ری انشورنس کمپنی ان خطرات کی تلافی کا التزام کرے جو دونوں کے مابین معاہدے میں طے ہوئے ہیں۔ اسلامی ری انشورنس عام ری انشورنس سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اسلامی ری انشورنس کی بنیاد تعاونی انشورنس پر ہے، جس کا ذکر اسلامی انشورنس پر مشتمل شرعی معیار نمبر ۲۶ میں ہوا ہے۔

خاص ضرورت

اس سے مراد وہ ضرورت ہے جس کا تعلق لوگوں کے مخصوص گروہ سے ہو یا ایک مخصوص پیشہ سے تعلق رکھنے والے افراد سے ہو، مثلاً تجارتی اور صنعتی میدان سے تعلق رکھنے والے ملازمین کے لیے انشورنس ضرورت۔

عام ضرورت

ایسی ضرورت جس کا تعلق لوگوں کے کسی خاص گروہ یا کسی خاص ملک سے نہ ہو، بلکہ اس کا تعلق تمام انسانوں سے ہو، مثلاً استصناع کی ضرورت۔

ری انشورنس کا کمیشن

عطیات کا وہ فیصدی حصہ جو ری انشورنس کمپنی کو ادا کیا جاتا ہے، اسلامی ری انشورنس کمپنی کو ری

noorcentre.com

انشورنس کے معاملات میں کی جانے والی محنت کے عوض یہ رقم ادا کی جاتی ہے۔

ری انشورنس کے منافع کا کمیشن

ری انشورنس کے معاہدہ میں اخراجات سے زائد ہونے والی کمائی کا وہ مخصوص فیصدی حصہ، جو اسلامی انشورنس کمپنی کو انشورنس کے معاملات میں عموماً اور ری انشورنس کے خطرات میں خصوصاً بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر بطورِ انعام [بونس] دیا جاتا ہے۔

اشتراکی ری انشورنس [risk sharing]

اس سے مراد اسلامی اور مروّجہ انشورنس کمپنی کے مابین انشورنس شدہ خطرہ تقسیم کرنے کا معاملہ کرنے کا عمل ہے، اس کی وجہ یا تو ایسے خطرات کے لیے انشورنس کی صلاحیت میں کمی کا ہونا ہے یا پھر یہ اشتراک متعلقہ خطرہ کے حجم کی وجہ سے انتظامی ضرورت بن جاتا ہے کیونکہ ان کی قیمت انشورنس ہولڈرز کے عددی کی مناسبت سے متعیّنہ رقم سے بڑھ گئی ہے۔

مروّجہ ری انشورنس کمپنی کی جانب سے اسلامی انشورنس کمپنی کے لیے مالی منافع جات

اسلامی انشورنس کمپنی اور مروّجہ انشورنس کمپنی کے مابین ہونے والے معاہدات کے نتیجے میں اسلامی انشورنس کمپنی کو درج ذیل منافع ملتے ہیں:

نقصانات کا معاوضہ

مروّجہ ری انشورنس کمپنیاں ایک مخصوص تناسب سے انشورنس شدہ نقصان کی تلافی کرتی ہیں، بشرطیکہ واقع ہونے والے نقصان کا تناسب شرکاء کی رقوم کے اس فیصدی تناسب کے تحت آئے جس کی وصولی ری انشورنس کمپنی کرتی ہے۔

ری انشورنس کا کمیشن

یہ ری انشورنس کمپنی کے لیے واجب الاداء عطیات کا وہ فیصدی تناسب ہے، جو اسلامی انشورنس

noorcentre.com

کمپنی کو ری انشورنس کے معاملات میں محنت کے عوض دیا جاتا ہے۔

ری انشورنس کے منافع کا کمیشن

ری انشورنس کے معاہدہ میں اخراجات سے زائد ہونے والی کمائی کا وہ مخصوص فیصدی حصہ، جو اسلامی انشورنس کمپنی کو انشورنس کے معاملات میں عموماً اور ری انشورنس کے خطرات میں خصوصاً بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے اور گاہکوں کو بہترین خدمات فراہم کرنے پر بطورِ انعام دیا جاتا ہے۔

یہ رقم ری انشورنس کمپنی کے منافع سے ایسے فیصدی تناسب سے انشورنس کمپنی کو دی جاتی ہے، جیسا کہ دونوں کے مابین معاہدہ میں طے ہوتا ہے۔

ری انشورنس کمپنی اور انشورنس کمپنی کے مابین ہونے والے معاہدے کے نتیجے میں جب ری انشورنس کمپنی نفع کماتی ہے تو وہ اس نفع کا ایک حصہ طے شدہ تناسب سے انشورنس کمپنی کو دیتی ہے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (د)

اردن میں اسلامی انشورنس کمپنی کا جاری کردہ ری انشورنس کے معاہدے کا ایک نمونہ

۱- انشورنس کمپنی اپنے خطرات ایک حصہ ری انشورنس کمپنی کو منتقل کرنے کی غرض سے ری انشورنس کمپنی کے ساتھ سالانہ معاہدات طے کرتی ہے۔

۲- انشورنس کمپنی پہلے ری انشورنس کمپنی کو خطرات کا طے شدہ حصہ منتقل کرے گی، ری انشورنس کمپنی ان خطرات کو قبول کرے گی۔ ری انشورنس معاہدہ کی شرائط کے مطابق ری انشورنس کمپنی کا قبول اس وقت سے نافذ العمل سمجھا جائے گا، جس وقت انشورنس ہولڈرز نے انشورنس کمپنی سے انشورنس کا معاملہ کیا تھا۔

۳- ری انشورنس کمپنی کی جانب سے دعویٰ کی رقوم سے ایک مخصوص حصہ کی ادائیگی اور معاہدہ میں طے شدہ معاملات کے کمیشن کی ادائیگی کے عوض، انشورنس کمپنی ری انشورنس کمپنی کو رقم کی ادائیگی کا التزام کرتی ہے۔

۴- انشورنس کمپنی آگ، عمومی حادثات، سمندری انشورنس اور صحت کے انشورنس میں ری انشورنس کی رقم کا ایک مخصوص یعنی ۴۰ فیصد حصہ، ری انشورنس کمپنی کے التزامات کی ضمانت کے طور پر اپنے پاس رکھے گی اور ایک سال بعد معاہدہ کے مطابق یہ رقوم ادا کر دے گی۔ اس عرصے کے دوران اسلامی بینک اردن میں شرعی اعتبار سے منظور شدہ طریقوں کے مطابق، ان رقوم کی سرمایہ کاری کی جائے گی اور ری انشورنس کمپنی کو اس کے نفع کا طے شدہ حصہ دیا جائے گا۔

۵- ری انشورنس کمپنی کو دیا جانے والا یہ نفع اس کے اکاؤنٹ میں جائے گا اور اسے اس کمیشن کے عوض

منہا بھی کیا جا سکتا ہے جو ری انشورنس سے وصول کیا جاتا ہے کیونکہ یہ رقم ری انشورنس کے معاملات پر ہونے والے اخراجات کا حصہ ہے۔

noorcentre.com

۶- ری انشورنس کمپنی، انشورنس کمپنی کو کمیشن ادا کرے گی، یہ کمیشن ری انشورنس کے عطیات کے طے شدہ تناسب کی صورت میں ہوگا۔ یہ حقیقی معنی میں کمیشن نہیں ہے، بلکہ یہ ری انشورنس کمپنی کی جانب سے انشورنس کمپنی کے ساتھ ان اخراجات میں شرکت ہے، جو انشورنس کمپنی ری انشورنس کے خطرات میں اخراجات کرتی ہے۔

۷- یہ کمیشن تعاونی انشورنس فنڈ میں جاکر انشورنس ہولڈرز کو دیے جانے والے نفع کا حصہ بن جائے گا۔

۸- عام طور پر ری انشورنس کے معاہدہ میں یہ صراحت کی جاتی ہے کہ معاہدے کے مطابق ری انشورنس کمپنی کو حاصل ہونے والے منافع کے مخصوص فیصدی تناسب پر انشورنس کمپنی کا حق ہوگا۔

۹- ری انشورنس کے منافع کے کمیشن کا حساب معاہدے کی مدت کے اختتام پر کیا جائے گا اور اسے انشورنس ہولڈرز کے نفع کا حصہ بنا کر ان کے اکاؤنٹ میں ڈال دیا جائے گا۔

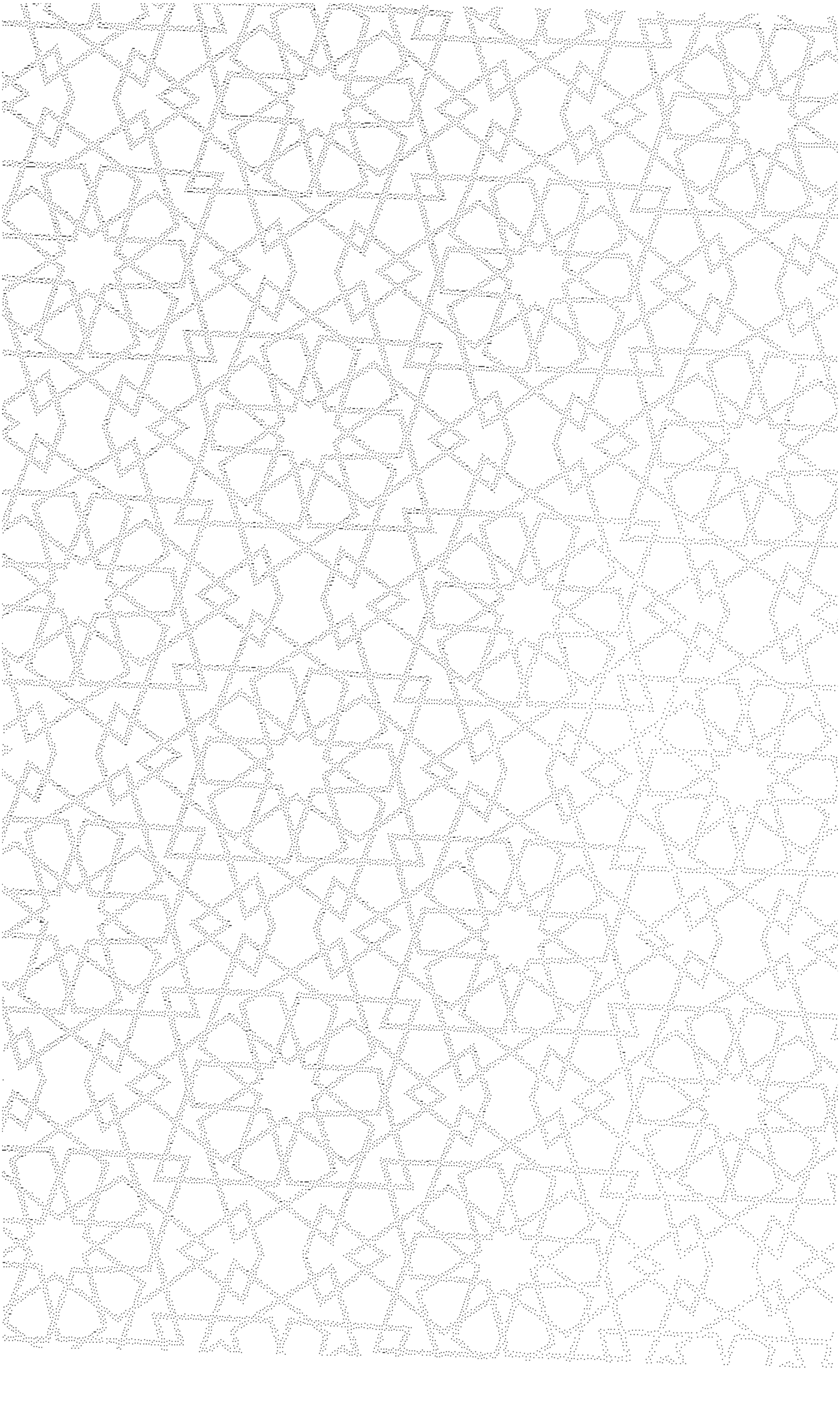

noorcentre.com

مالی حقوق اور ان میں تصرّف

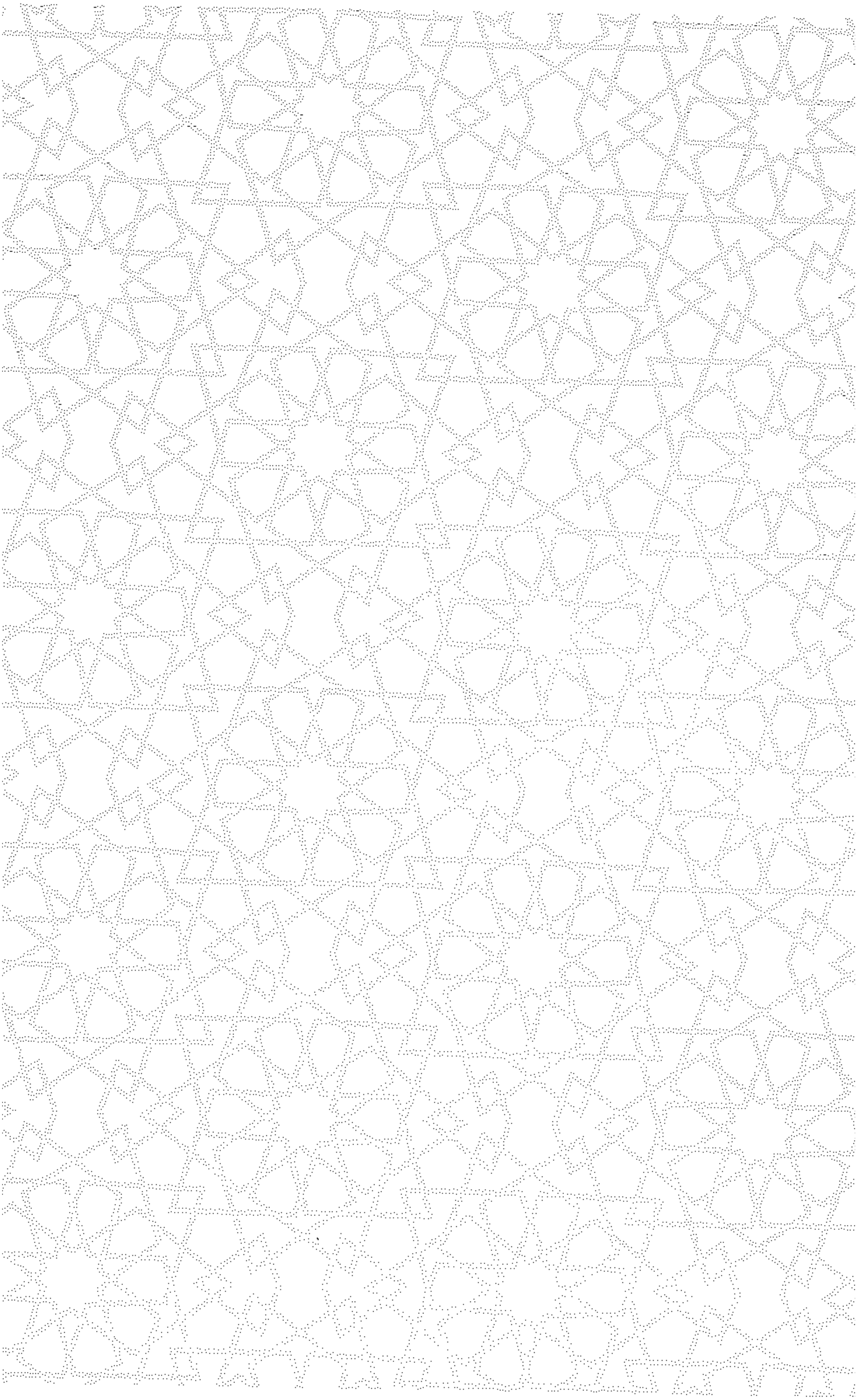

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۰۸۲
معیار کا متن ۱۰۸۳
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۰۸۳
۲- مالی حقوق کی تعریف ۱۰۸۳
۳- مالی حقوق کی انواع ۱۰۸۳
۴- حقوقِ ملکیت سے متفرع ہونے والے حقوق ۱۰۸۵
۵- حقوقِ ارتفاق [سہولیات کے حقوق] ۱۰۸۵
۶- پڑوس کے مالی حقوق ۱۰۸۶
۷- حقِ شفعہ ۱۰۸۶
۸- حقِ خُلو ۱۰۸۷
۹- حقِ تحجیر ۱۰۸۹
۱۰- حقوق کا معاوضہ ۱۰۸۹
۱۱- حقوق میں تصرف کی کیفیت ۱۰۸۹
۱۲- حقوق کی حفاظت ۱۰۹۰
۱۳- مالی حقوق کی بعض جدید تطبیقات ۱۰۹۱
۱۴- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۰۹۲
معیار کی منظوری ۱۰۹۳
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۰۹۴
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۰۹۶
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۰۰

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد مالی حقوق کے احکام، ان میں تصرّف کی کیفیت، اور ان کی حفاظت کے طریقے بیان کرنا ہے۔ اسی طرح اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں استعمال کیے جانے والے بعض حقوق کا بیان بھی اس معیار کا مقصد ہے۔

واللہ الموفّق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مالی حقوق، ان کی انواع، احکام، شرائط، ضوابط، ان میں تصرّف کی کیفیت اور ان کی حفاظت کے طریقوں کے بیان کو شامل ہے، جیسا کہ یہ معیار اداروں کے معاملات میں استعمال کیے جانے والے اہم حقوق کے بیان کو بھی شامل ہے۔

اور یہ معیار غیر مالی حقوق اور خیارات سے پیدا ہونے والے حقوق (مثلاً: خیارِ شرط، خیارِ نقد وغیرہ)، اور وقف سے متعلقہ حقوق کو شامل نہیں ہے، کیونکہ ان کے لیے الگ معیارات موجود ہیں۔

۲- مالی حقوق کی تعریف

مالی حق کسی شخص (حقیقی یا قانونی) کی ایسی خصوصیت ہے جس کے ذریعہ شریعت نے کوئی اختیار یا ذمّہ داری مقرر کی ہو، اور وہ معاوضہ کا محلّ بن سکے۔

۳- مالی حقوق کی انواع

مالی حقوق کی تین انواع ہیں:

۱/۳　شخصی حقوق: یہ ایسے ذمہ پر وارد حقوق ہیں جن کا محلّ کسی معین شخص پر التزام ہوتا ہے، مثلاً: مدیون کے ذمہ کے ساتھ متعلقہ دیون۔

۲/۳　حقوقِ عینیہ: یہ وہ حقوق ہیں جن کا محلّ کسی معین چیز کی ذات ہوتی ہے، بایں طور کہ صاحبِ حق کو اس چیز پر کسی دوسرے شخص کی مداخلت کے بغیر براہِ راست قدرت حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ اصلی عینی حقوق ہوں یا تابع عینی حقوق۔

۱/۲/۳　اصلی عینی حقوق مثلاً: ملکیتِ تامّہ کا حق، یہ حقوق بذات خود مستقل طور پر اس

noorcentre.com

حیثیت سے پائے جاتے ہیں کہ وہ اپنے وجود میں کسی ایسے حق پر مبنی نہیں ہوتے جس کے وہ تابع ہوں۔ اور اصلی عینی حق کی مثال حقِ ملکیت ہے۔

۲/۲/۳ تابع عینی حقوق: یہ ایسے عینی حقوق ہیں جو بذاتِ خود مقصود نہیں ہوتے، بلکہ محض شخصی حقوق کی ادائیگی کے ضمان کے لیے ہوتے ہیں۔ اور تابع حق کی مثال رہن کا حق ہے۔

۳/۲/۳ عینی حق اور شخصی حق میں فرق اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ عینی حق والا شخص معتبر وسائل کے ساتھ عین میں اپنا حق براہِ راست استعمال کر سکتا ہے، جبکہ شخصی حق والے شخص کے لیے معین چیز میں اپنے حق کا استعمال ممکن نہیں ہے۔

۳/۳ معنوی حقوق

۱/۳/۳ معنوی حقوق ایسے مالی حقوق ہیں جو غیر محسوس اشیا پر وارد ہوتے ہیں، اور ان اشیا سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اسے صاحبِ حق کے لیے مخصوص کرتے ہیں۔

۲/۳/۳ معنوی حقوق کی انواع: معنوی حقوق کی متعدد انواع ہیں، جن میں سے تجارتی نام، تجارتی علامت، تجارتی اجازت نامہ (لائسنس)، فکری، فنی، صنعتی ملکیت، اور ایجاد کے حقوق ہیں۔

۳/۳/۳ معنوی حقوق کے احکام

۱/۳/۳/۳ تجارتی نام، تجارتی عنوان، تجارتی علامت، تالیف، اختراع، ایجاد، یہ اپنے اصحاب کے ساتھ مخصوص ایسے حقوق ہیں کہ لوگوں کے ان کی مالیت کا اعتبار کرنے کی وجہ سے جدید عرف میں اُن کی معتبر مالی قیمت بن گئی ہے۔ یہ حقوق شرعاً محفوظ ہیں اور ان کا اعتبار کیا جاتا ہے، لہٰذا ان پر دراندازی کرنا جائز نہیں ہے۔

۲/۳/۳/۳ مالی حقوق ہونے کے اعتبار سے معنوی حقوق میں تصرّف، اور مالی عوض کے بدلہ میں انہیں منتقل کرنا جائز ہے بشرطیکہ غرر، التباس اور دھوکہ نہ ہو۔

noorcentre.com

۳/۳/۳/۳ تجارتی اجازت نامہ [لائسنس]: تجارتی اجازت نامہ [لائسنس] ایسا حق ہوتا ہے جو حکومت بعض تاجروں کو محدود سرگرمیوں میں کام کرنے کے لیے دیتی ہے۔ حاملِ اجازت نامہ کے لیے اس اجازت نامہ میں مال کے عوض یا اس کے بغیر تصرف کرنا جائز ہے، الّا یہ کہ قانون اس تصرف سے واضح طور پر منع کرتا ہو۔

۴/۳ مالی حقوق کا حصول ہر ایسے سبب سے ہوتا ہے جو شرعاً کسی حق کے حصول کا سبب ہو، مثلاً: عقود، شرائط، میراث، قضاء اور سبقت۔

۴- حقوقِ ملکیت سے متفرّع ہونے والے حقوق

۱/۴ طبعی چیز اور منفعت کے حقِ ملکیت سے مکمل تصرّف کا حق حاصل ہوتا ہے، سوائے ان تصرفات کے جن کی شریعت نے ممانعت کی ہے، خواہ یہ کامل تصرف کا حق کسی عوض کے ساتھ یا بلا عوض مکمل منتقلی کی صورت میں ہو، یا فقط منفعت کی منتقلی کی صورت میں ہو۔

۲/۴ منفعت کی ملکیت پر اس چیز سے فائدہ اٹھانے کی قدرت حاصل ہوتی ہے (خواہ خود منفعت سے فائدہ اٹھائے یا کسی اور کے ذریعہ سے اٹھائے) بشرطیکہ اس عین کے مالک کی شرائط کی پابندی کی جائے، نیز جس عین [طبعی چیز] سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو تعدی یا [اس کی حفاظت وغیرہ میں] کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی پائی جانے کی صورت میں اس کا ضمان بھی برداشت کیا جائے۔

۳/۴ انتفاع کے حق سے فقط شخصی استعمال کا حق حاصل ہوتا ہے، اس کے علاوہ نہیں۔

۵- حقوقِ ارتفاق [سہولیات کے حقوق]

۱/۵ ارتفاقِ خاص [مخصوص سہولیات] کا حق زمین کے لیے کسی دوسری زمین پر مقرر حق ہے، مثلاً: پانی سے سیراب کرنے کا حق، پانی کی گذرگاہ کا حق، پانی کی نکاسی کے راستے کا حق، اور گذرنے کا حق۔

noorcentre.com

۲/۵ ارتفاقِ عام [عمومی سہولیات] کا حق ریاست یا اس جیسے کسی ادارہ کی عمومی سہولیات سے فائدہ اٹھانا ہے۔

۱/۲/۵ ارتفاقِ عام [عام سہولیات] میں شخص کا حق فقط شخصی انتفاع تک محدود ہوتا ہے۔

۶- پڑوس کے مالی حقوق

۱/۶ (بالائی اور زیریں) منزلوں کی ملکیت پر قائم پڑوس کے حق پر ایسے آثار مرتب ہوتے ہیں جو واضح طور پر یا غالب گمان کے مطابق دوسروں کو نقصان پہنچانے والے ہر تصرّف کی ممانعت کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

۲/۶ وہ زمین جس پر منزلیں بنی ہوں، اس زمین کی ملکیت میں منزلوں کے مالکان کی شرکت پر مندرجہ ذیل امور مرتب ہوتے ہیں:

۱/۲/۶ نیچے کی منزل کے مالک کی طرف سے کسی وجہ سے منزل منہدم ہوجائے تو اسے تعمیر پر مجبور کیا جائے گا تاکہ اس سے اوپر والی منزل کو ضرر نہ ہو۔

۲/۲/۶ اگر نیچے کی منزل والا انہدام کا سبب نہ بنا ہو تو ایسی صورت میں ایسا فیصلہ کیا جائے گا جو دونوں فریقوں کی مصلحت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان دونوں اور دیگر لوگوں سے ضرر کو دور کرے۔

۳/۲/۶ مشترک سہولیات اور خدمات سے انتفاع۔

۷- حقِ شفعہ

۱/۷ شفعہ کی تعریف: شفعہ بیچی گئی زمین کا اس کے خریدار سے اس قیمت کے عوض جبری طور پر مالک بننے کا حق ہے جس پر وہ فروخت ہوئی۔ شفعہ زمین کی ملکیت میں شریک کے لیے پڑوسی کے لیے ثابت ہوتا ہے۔

۱/۲/۷ جس مال میں شفعہ کا دعویٰ کیا جارہا ہے وہ کوئی زمین ہو، اس میں یہ شرط ہے کہ وہ اپنے تابع منقولی اشیا کے ساتھ کوئی زمین ہو۔

noorcentre.com

۷/۲/۲ پڑوسی کے لیے شفعہ کے ثبوت میں شرط یہ ہے کہ دونوں زمینیں تمام حقوقِ ارتفاق [سہولیات کے حقوق] یا ان میں سے بعض میں شریک ہوں۔

۷/۲ شفعہ کے احکام

۷/۲/۱ اگر حالات ایک جیسے ہوں تو شفیع [شفعہ کا دعویٰ کرنے والا] حقوق میں خریدار کی جگہ لے گا، مثلاً: قیمت کا مؤجل ہونا۔ اور شفیع پر وہ تمام واجبات لازم ہوں گے جو خریدار پر لازم ہیں، مثلاً: ملکیت منتقل کرنے میں معمول کے مطابق ہونے والے اخراجات ادا کرنا۔

۷/۲/۲ اگر متعدد شفیع ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو غیر منقسم ملکیت میں اس کے حصہ کے بقدر شفعہ کے مطالبہ کا حق ہوگا۔

۷/۲/۳ شفیع کی موت کی وجہ سے شفعہ کے ذریعہ لینے کا حق ساقط نہیں ہوتا، بلکہ وہ اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

۷/۲/۴ علم ہوتے ہی فوراً عرف یا قوانین کے تقاضوں کے مطابق شفعہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے، اگر علم ہوا اور مطالبہ نہیں کیا تو اس کا حقِ شفعہ ساقط ہوجائے گا۔

۷/۲/۵ شفیع کے لیے جائز ہے کہ شفعہ کے ذریعہ لینے سے پہلے مشفوعہ چیز پر وارد ہونے والے تمام تصرفات کو ختم کردے، اگرچہ یہ کئی ہاتھوں میں منتقل ہوگئی ہو۔

۷/۲/۶ کسی ایسے عقد سے ملکیت منتقل ہونے سے شفعہ ثابت نہیں ہوتا جو بیع، یا کسی ایسے عقد کے علاوہ ہو جو بیع کے حکم میں ہو، لہٰذا میراث، وصیت یا بلا عوض ہبہ کے اسباب سے ملکیت منتقل ہونے سے شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔

۸- حقِ خُلو [پگڑی]

"خلو" ایسا حق ہے جو زمین یا تجارتی جگہ میں کرایہ دار کے باقی رہنے کے حق پر مبنی ہے۔

اس کی متعدد صورتیں ہیں:

noorcentre.com

۱/۸ اگر مالک اور کرایہ دار اس بات پر متفق ہوجائیں کہ کرایہ دار مالک کو دورانیے کی اجرت سے زائد ایک معین رقم یکمشت ادا کرے گا تو اس معین رقم کی ادائیگی میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ اسے متفقہ مدت کے کرایہ کا حصہ شمار کیا جائے، اور فسخ کی حالت میں رقم کی اس مقدار پر اجرت کے احکام منطبق ہوں گے۔

۲/۸ اگر کرایہ داری کی مدت کے دوران مالک اور کرایہ دار کا اس بات پر اتفاق ہوجائے کہ مالک کرایہ دار کو اس امر کے عوض رقم ادا کرے کہ وہ [کرایہ دار] اجارہ کی بقیہ مدت میں عقد کے ذریعہ ثابت شدہ منفعت کی ملکیت کے حق سے دست بردار ہوجائے تو یہ "بدلِ خلو" [خالی کرنے کا عوض] اس اعتبار سے شرعاً جائز ہے کہ یہ رقم اس منفعت میں کرایہ دار کے حق سے اس کی رضامندی کے ساتھ دستبرداری کا عوض ہے جو اس نے مالک کو فروخت کی ہے۔ تاہم اگر کرایہ داری کی مدت گذر چکی ہو، اور صراحتاً یا خود بخود تجدید کا فائدہ دینے والے الفاظ کے ذریعہ ضمناً عقد کی تجدید نہ ہوئی ہو تو بدلِ خلو جائز نہیں ہے، اور مستاجر کا حق ختم ہوجانے کے بعد مالک اپنی ملکیت کا زیادہ حقدار ہے۔

۳/۸ اگر پہلے کرایہ دار اور نئے کرایہ دار کے مابین کرایہ داری کی مدت کے دوران دورانیے کی اجرت سے زائد کسی رقم کے عوض عقد کی بقیہ مدت سے دستبرداری پر اتفاق ہوجائے تو یہ "بدلِ خلو" شرعاً جائز ہے، اور یہ مالک اور پہلے کرایہ دار کے مابین طے شدہ عقد کے تقاضوں کی رعایت کے ساتھ اور شرعی احکام کے موافق نافذ العمل قوانین کے تقاضوں کی رعایت کے ساتھ ہوگا۔ مزید برآں طویل مدت کی کرایہ داریوں میں، عقدِ اجارہ کی صراحت کے خلاف اگرچہ قوانین اجازت دیتے ہوں، کرایہ دار کے لیے کسی دوسرے کرایہ دار کو کوئی چیز کرایہ پر دینا، اور "بدلِ خلو" لینا جائز نہیں ہے۔ الّا یہ کہ مالک کی رضامندی ہو۔

تاہم اگر پہلے کرایہ دار اور نئے کرایہ دار کے مابین مدت گذرنے کے بعد دستبرداری پر اتفاق ہوا ہو تو "بدلِ خلو" جائز نہیں ہے، کیونکہ عین کی منفعت میں پہلے کرایہ دار کا حق ختم ہوچکا ہے۔

۹- حقِ تحجیر

noorcentre.com

۱/۹ تحجیر کسی غیر آباد زمین [ارضِ موات] پر حکومت کی اجازت کے ساتھ قبضہ، اور اسے معروف علامات کے ساتھ نشان زدہ کرنا ہے۔

۲/۹ تحجیر مخصوص کرنے اور دوسروں سے زیادہ حقدار ہونے کا فائدہ دیتی ہے، اور یہ مالک بننے کا فائدہ نہیں دیتی۔

۳/۹ تحجیر کرنے والے کے لیے اپنی سبقت کے حق سے مال کے عوض صلح کے طور پر دستبرداری جائز ہے، لیکن اس کے لیے تحجیر کی ہوئی زمین کو بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہے۔

۴/۹ تین سال تک، یا قوانین کے مطابق کسی مدت تک زمین کو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے حقِ تحجیر ساقط ہو جاتا ہے۔

۱۰- حقوق کا معاوضہ

۱/۱۰ بیع کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے خیارات [options] کا عوض لینا جائز نہیں ہے۔

۲/۱۰ ان حقوق کا عوض لینا جائز نہیں ہے جو نقصان دور کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں، مثلاً: حقِ شفعہ۔

۳/۱۰ بیع اور اس جیسے دیگر عقود کے ذریعہ حقوقِ ارتفاق [سہولیات] کا عوض لینا جائز ہے۔

۴/۱۰ حقِ انتفاع، حقِ اختصاص، اور حقِ سبقت کی بیع جائز ہے۔

۱۱- حقوق میں تصرّف کی کیفیت

۱/۱۱ تمام مالی حقوق میں اصل یہ ہے کہ وہ تصرف کو قبول کرتے ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ کے احکام اور مبادی، بالخصوص ذیل میں وارد احکام و مبادی کی رعایت کرتے ہوئے کوئی صاحبِ حق اپنے حق میں ہر طرح تصرّف کر سکتا ہے۔

noorcentre.com

۱۱/۱/۱ [دوسرے پر] ظلم کر کے حق استعمال نہ کرنا۔

۱۱/۱/۲ مصلحتِ عامّہ کو مقدّم کرنا جبکہ اس کے ساتھ خاص ملکیت کے حق کو استعمال کرنے کا تعارض ہو جائے۔

۱۱/۲ اس معیار میں مذکور تفصیلات کی رعایت کرتے ہوئے عقودِ معاوضات کی اقسام، تبرّعات، اسقاطات،[۱] مشارکات اور حق کا حوالہ شامل ہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۷) "حوالہ"۔

۱۲- حقوق کی حفاظت

۱۲/۱ حقوق پر ہونے والی کسی بھی دراندازی سے ان کی حفاظت کی جائے گی۔

۱۲/۲ مالی حقوق کی حفاظت کے بعض طریقے

ضمانتوں کے بارے میں شرعی معیار نمبر (۵) میں ذکر کردہ طریقو کے علاوہ مالی حقوق کی حفاظت کے طریقوں میں سے یہ بھی ہیں:

۱۲/۲/۱ مدّت گذرنے سے حق کا ساقط نہ ہونا، لیکن معینہ مدّتوں کا گذرنا بعض اوقات دعویٰ کی سماعت سے مانع ہو سکتا ہے۔

۱۲/۲/۲ حقِ حبس: یہ مدیون کے اس مال پر دائن کا ثابت شدہ حق ہے جو دائن کے قبضہ میں ہو، یہاں تک کہ وہ مال کے مالک مدیون سے اپنا وہ دَین وصول کر لے جس کی میعاد پوری ہو چکی ہو۔ اس کی متعدّد انواع ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(الف) مبیع روکنے میں بیچنے والے کا حق یہاں تک کہ وہ فوری قابلِ وصول قیمت وصول کر لے۔

(ب) صانع اور اجیر کا اس چیز کو روکنے کا حق جس میں انہوں نے کام کیا ہے یہاں تک کہ وہ فوری قابلِ وصول قیمت وصول کر لیں۔

---

(۱) اسقاطات کے مراد وہ عقود جن میں کسی کے ذمہ سے کوئی امر ہٹا لیا جاتا ہے، مثلاً قرض سے بَری کرنا اور طلاق وغیرہ۔ (مترجم)

noorcentre.com

(ج) کرایہ پر دینے والے کا کرایہ پر دی ہوئی چیز میں موجود کرایہ دار کے سامان کو روکنے کا حق یہاں تک کہ وہ فوری قابلِ وصول اجرت جس کی میعاد آچکی ہے، وصول کرلے، کیونکہ کرایہ دار کا چیز پر قبضہ ہے، اور چیز نے سامان کو گھیرا ہوا ہے۔

(د) منتقل کرنے والے کا اس سامان کو روکنے کا حق جو اس نے منتقل کیا ہے یہاں تک کہ وہ منتقلی کی فوری قابلِ وصول اجرت وصول کرلے۔

(ہ) جس کے پاس اجرت پر ودیعت رکھوائی گئی ہو، اس کا ودیعت روکنے کا حق یہاں تک کہ وہ فوری قابلِ وصول اجرت وصول کرلے۔

(و) وکیل کا مؤکل کے مال کو روکنے کا حق یہاں تک کہ وہ وکالت کی فوری قابلِ وصول اجرت وصول کرلے۔

۱۲/۲/۳ اگر خریدار دیوالیہ ہوجائے، اور بیچنے والا مبیع کو بعینہ پالے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے (واپس لینے کا حق)۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۳) "افلاس"۔

۱۳- مالی حقوق کی بعض جدید تطبیقات

۱/۱۳ کمپنیوں کے ضوابط میں کمپنیوں کا سرمایہ بڑھانے کی صورت میں حصص لینے کے ترجیحی حق کی صراحت کرنا جائز ہے۔ لہٰذا کمپنی کے سرمایہ بڑھانے کے فیصلہ کے بعد ہر شریک کو اس شخص کی بنسبت حصص لینے کا ترجیحی حق ہوگا جو شریک نہ ہو۔ اور حصص لینے کا یہ ترجیحی حق بڑھانے کے فیصلہ سے پہلے شریک [شیئر ہولڈر] کے کمپنی کے سرمایہ میں شرکت کے تناسب کے مطابق ہوگا۔

۲/۱۳ قوانین اور کمپنیوں کی جنرل اسمبلیوں کے مقررہ ضابطوں کی رعایت کے ساتھ حصص لینے کے ترجیحی حق سے کسی عوض کے بغیر دوسرے شخص کے حق میں دستبرداری اختیار کی جاسکتی ہے۔

noorcentre.com

۱۴- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے پچیسویں (۲۵) اجلاس میں "مالی حقوق اور ان میں تصرّف" کے معیارِ شرعی کو منظور کیا۔ یہ اجلاس ۲ - ۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱ - ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو منعقد ہوا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹیریٹ نے ۱۳شوال ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۵نومبر ۲۰۰۴ء شرعی مشیر کو "مالی حقوق اور ان میں تصرّف" کے بارے میں شرعی تحقیق کی تیاری کے لیے مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی کے اجلاس میں جو کہ ۴ شعبان ۱۴۲۶ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا، کمیٹی نے معیار "مالی حقوق اور ان میں تصرّف" کے مسوّدہ پر بحث کی، اور اس میں ضروری ترامیم کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کے سولھویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ میں ۷ - ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ - ۹ جون ۲۰۰۶ء کو منعقد ہوا، اور یہ ظاہر ہوا کہ موضوع پر شرعی اعتبار سے مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

جنرل سیکرٹیریٹ نے ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۹ء پر شرعی مشیر کو "مالی حقوق اور ان میں تصرّف" کے بارے میں تحقیق کی تیاری کے لیے مقرر کیا۔

جنرل سیکریٹریٹ نے جلسۂ سماعت منعقد کیا، جلسۂ سماعت میں پیش کیے جانے والے ملاحظات کو سنا گیا۔ مجلسِ شرعی کے بعض ارکان نے ان ملاحظات کا جواب دیا اور ان پر تبصرہ کیا۔

۲-۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کے دوران بحرین میں منعقدہ پچیسویں اجلاس میں مجلس شرعی نے "مالی حقوق اور ان میں تصرف" کے معیار پر بحث مباحثہ کیا، اور ضروری ترامیم کیں، اور معیار پر اعتماد کیا گیا۔

شرعی معیارات کی ڈرافٹنگ کمیٹی نے متحدہ عرب امارات میں ۷ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء کو منعقدہ اجلاس میں اس معیار کا جائزہ لیا، اور تبادلۂ خیال اور بحث مباحثہ کے بعد کمیٹی نے مضمون

وعبارت سے متعلق مناسب ترامیم کیں، اور معیار پر اس کی حالیہ ترمیم شدہ شکل میں منظور کیا گیا۔

noorcentre.com

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- مالی حقوق کے ثبوت کی دلیل بنیادی طور پر کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کے حقِ ملکیت پر دلالت کرنے والے معتبر دلائل ہیں۔
- معنوی حقوق کے احکام کے ثبوت کی دلیل مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۳ (۵/۵) ہے جو معنوی حقوق کے ثبوت اور ان احکام پر دلالت کرنے والے معتبر دلائل پر مبنی ہے جو اس قرارداد کی بنیاد ہیں۔
- عینی حقوق اور شخصی حقوق میں فرق کی دلیل معاصر فقہاء کی ذکر کردہ یہ دلیل ہے کہ فقہ اسلامی نے ان دونوں حقوق کے درمیان ان تمام مسائل میں امتیاز کیا ہے جو اس فرق کا تقاضہ کرتے ہیں۔[۱]
- حقوق کو ثابت کرنے والے قاعدہ کی دلیل، خواہ وہ مادّی حقوق ہوں یا معنوی حقوق، رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیثِ مبارک ہے: ''لا ضرر ولا ضرار''۔[۲]
- شریک اور پڑوسی کے لیے حقِ شفعہ کی دلیل سنتِ نبویہ ہے، صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ہر غیر تقسیم شدہ (بیچی گئی زمین) میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا''۔[۳] مؤطا میں حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اس زمین میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جو شرکاء میں تقسیم نہ ہوئی ہو، جب حدود واقع ہو جائیں اور

---

(۱) دیکھیں: شیخ مصطفی الزرقاء: المدخل الی نظریۃ الالتزام ۲/۳۴۔

(۲) اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں ص: ۴۶۴، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱/۳۱۳، اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (۲/۷۸۴) نے روایت کیا ہے۔

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۲۵۷۔

noorcentre.com

راستے الگ ہو جائیں تو شفعہ نہیں ہے"۔ [۱] صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے ہر غیر تقسیم شدہ شرکت میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا، خواہ وہ زمین ہو یا باغ، اس کے لیے اپنے شریک کو بتائے بغیر بیچنا جائز نہیں ہے، اگر شریک چاہے تو اسے لے، اور اگر وہ چاہے تو چھوڑ دے، اگر اس نے بتائے بغیر بیچ دیا تو شریک اس کا زیادہ حقدار ہے"۔ [۲] اور یہ روایت ہے کہ: "گھر کا پڑوسی گھر کا زیادہ حقدار ہے"۔ [۳] آخری حدیث کو ملکیت میں شریک یا سہولیات میں مشترک پڑوسی پر محمول کر کے دونوں احادیث کو جمع کیا جائے گا۔

- حقِ شرب [پانی سے سیرابی کے حق] کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ [۴] (یہ اونٹنی ہے۔ پانی پینے کے لیے ایک باری اس کی ہوگی، اور ایک معین دن میں ایک باری تمہاری)۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ﴾ [۵] (اور ان کو بتادو کہ (کنویں کا) پانی اُن کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر پانی کا حقدار اپنی باری میں حاضر ہوگا)۔ جبکہ شرعاً اس کا معنی زمین، درخت یا کھیتی کی سیرابی کا فائدہ اٹھانے کی باری ہے۔ اور کھیتی اور درخت کی سیرابی کے ساتھ مخصوص حقِ شرب کے مقابلہ میں حقِ شَفَہ ہے جو کہ انسان اور حیوان کے پینے اور وضو، غسل اور اس جیسے کاموں کے لیے پانی کی منفعت کے ساتھ خاص ہے [۶]۔ اور شریعتِ اسلامیہ میں پانی کا ایک خاص نظام ہے، رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے: "لوگ تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، گھاس اور آگ"۔ [۷]
- تحجیر اور حقِ سبقت کی دلیل سنت میں وارد ہوئی ہے، علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا: (جس نے کسی

(۱) مؤطا، حدیث نمبر ۱۴۲۰۔

(۲) اس حدیث کو احمد رحمہ اللہ ۲۰۰۸۸، ابوداؤد رحمہ اللہ ۳۵۱۷، اور ترمذی رحمہ اللہ (۱۳۶۸) نے روایت کیا ہے۔

(۳) صحیح بخاری، مع فتح الباری: ۱۲/ ۳۴۵۔

(۴) سورۃ الشعراء: ۱۵۵۔

(۵) سورۃ القمر: ۲۸۔

(۶) بدائع الصنائع: ۶/ ۱۸۸ - ۱۹۲۔

(۷) مسند احمد: ۵/ ۳۶۴۔

noorcentre.com

ارضِ موات کی تحجیر کی، اور اسے آباد کرنا شروع کیا اور اسے پورا آباد نہیں کیا تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے، نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کی وجہ سے کہ: ”جس نے کسی ایسی چیز کی طرف سبقت کی جس کی طرف کسی مسلمان نے سبقت نہ کی ہو تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے“[1]۔ اگر اس نے اپنا یہ حق کسی شخص کی طرف منتقل کر دیا تو وہ دوسرا شخص اس کا زیادہ حقدار ہے، کیونکہ صاحبِ حق نے اسے ترجیح دی ہے، اور اس کا انتقال ہو گیا تو یہ حق اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا، رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: ”جس نے کوئی مال یا حق چھوڑا تو وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے“۔ اور اگر اس نے اسے فروخت کیا تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہے، لہٰذا حقِ شفعہ کی طرح اس کی بیع صحیح نہیں ہے، اور اس کی بیع کے جواز کا احتمال ہے کیونکہ وہ اس کا زیادہ حقدار بن گیا ہے)[2]۔ علامہ مرداوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (جس نے کسی موات کی تحجیر کی جس کا وہ مالک نہیں ہے، وہ اس کا زیادہ حقدار ہے، اس کے بعد اس کا وارث اور جس کی طرف وہ منتقل کرے اس میں کوئی نزاع نہیں ہے، اور اسے بیچنے کا اختیار نہیں ہے، اور یہی مذہب ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کی بیع جائز ہے، یہ ابو الخطاب کا احتمال ہے، اور المحرّر، الرعایتین، اور الحاوی الصغیر میں اسے مطلق رکھا ہے)[3]۔

- حق کے بے جا استعمال کے عدمِ جواز کی دلیل قرآن اور سنت ہیں؛ لہٰذا قرآن کریم میں عدل وانصاف اور ظلم نہ کرنے کے وجوب پر دلالت کرنے والی بہت سی آیات ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾[4] ((اے پیغمبر!) درگذر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو)۔ جبکہ سنت میں ہم یہ حدیث پاتے ہیں: (اللہ تعالیٰ نرم خُو شخص پر رحم فرمائے جب وہ بیچتا ہے، جب وہ خریدتا ہے اور جب وہ تقاضہ کرتا ہے)۔

---

(۱) ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اس کی تخریج کی ہے۔

(۲) الکافی لابن قدامہ: ۲ / ۳۹۴۔

(۳) الانصاف، مرداوی: ۶ / ۳۷۳، ۳۷۴۔

(۴) سورۃ الاعراف: ۱۹۹۔

noorcentre.com

- عقدِ بیع میں ملکیت محفوظ رکھنے کی شرط کے عدمِ جواز کی دلیل یہ ہے کہ ملکیت منتقل ہونا عقدِ بیع کا اثر ہے، لہٰذا اس کا عقدِ بیع پر مرتب نہ ہونا جائز نہیں ہے، اور مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قرارداد نمبر ۵۱ (۶/۲) نے اسے مؤکد کیا ہے۔ اور اس کی عبارت یہ ہے: (بیع کے بعد بیچنے والے کے لیے مبیع کی ملکیت محفوظ رکھنے کا حق نہیں ہے، لیکن بیچنے والے کے لیے مؤجل اقساط کی وصولی میں اپنے حق کے ضمان کے لیے خریدار پر یہ شرط لگانا جائز ہے کہ وہ مبیع کو بیچنے والے کے پاس رہن رکھوا دے)۔
- حقِ حبس کی دلیل قرآن اور سنت ہیں۔ کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ﴾[1] (اور اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔ اور اگر صبر ہی کر لو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے)۔ آیتِ کریمہ 'مثل' یعنی برابری کے ساتھ معاملہ کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور اس بناء پر انسان کو مال روکنے کا حق ہے یہاں تک کہ وہ دوسروں کے پاس موجود اپنے حقوق حاصل کر لے۔ اور سنت کی دلیل نبی کریم ﷺ سے مروی یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو حق کی ادائیگی میں زیادہ اچھے ہیں)[2]۔
- حقِ خیارات کا عوض لینے کے عدمِ جواز کی دلیل مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) ہے جو معتبر دلائل پر مبنی ہے۔
- معیار کے شق (۱۰) میں مذکور حقوقِ مجرّدہ کی بیع کے عدمِ جواز کی دلیل ان اشیا میں مالیت کا متحقق نہ ہونا، اور اس کے ساتھ غرر اور جہالت کا وجود ہے۔

(۱)　سورۃ النحل: ۱۲۶۔

(۲)　اس کی تخریج امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں کی ہے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کے ساتھ ص: ۳۱۸۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

حقِ ارتفاق

حقِ ارتفاق زمین پر کسی دوسری زمین کی منفعت کے لیے مقرر حق ہے۔

حقِ شِرب

شِرب (شین کے زیر کے ساتھ) کا معنی لغت میں "پانی کا حصہ" ہے، جبکہ شرعاً اس کا معنی زمین، درخت یا کھیتی کو سیراب کرنے کے انتفاع کی باری ہے۔

پانی کی گذر گاہ کا حق

یہ پانی کی گذر گاہ سے دُور والی زمین کے مالک کا اپنی زمین سیراب کرنے کے لیے اپنے پڑوسی کی زمین میں سے پانی گذارنے کا حق ہے۔

پانی بہانے کے راستے کا حق

یہ کسی شخص کی ملکیت میں زائد پانی کو دوسرے کی ملکیت میں سے بہانے کا حق ہے۔ پانی بہانے کا راستہ، پانی کی گذر گاہ سے اس معنی میں مختلف ہے کہ پانی بہانے کا راستہ پانی لانے کے لیے ہے، جبکہ پانی کی گذر گاہ زمین سے غیر مفید پانی دُور کرنے کے لیے ہے۔

گذرنے کا حق

یہ اندرونی زمین (جسے دوسروں کی زمینوں نے گھیرا ہوا ہو) والے شخص کا ایسے راستے سے اپنی زمین

تک پہنچنے کا حق ہے جس میں وہ چل سکے، خواہ راستہ عام ہو جو کسی کا مملوک نہ ہو، یا خاص ہو جو کسی کا مملوک ہو۔

nooreentre.com

بلندی کا حق

بلندی کا حق کسی شخص کا یہ حق ہے کہ وہ اپنی تعمیر دوسرے کی تعمیر کے اوپر کر سکے، اس طرح کہ وہ عملی طور پر اسے اس کے اُوپر بنائے، جیسا کہ ایسے بنے ہوئے گھر میں ہوتا ہے جس میں ایک منزل زیریں ہو اور دوسری بالائی، اور ہر منزل اس معنی میں کسی شخص کی مملوک ہو کہ زیریں منزل ایک مالک کی ہو اور بالائی منزل دوسرے مالک کی ہو۔

شفعہ

فقہاء کے عرف میں شفعہ ایک شریک کے دوسرے شریک کی فروخت کردہ زمین کو اس قیمت کے عوض لینے کا حق ہے جس پر اس نے فروخت کیا ہے۔

معنوی حقوق

معنوی حق کسی شخص کی ایسی چیز پر قدرت واختیار ہے جو معنوی اور غیر مادی ہو جیسا کہ افکار اور اختراعات۔ اور مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قرارداد نمبر ۴۳ (۵/۵) معنوی حقوق کے موضوع پر جاری ہو چکی ہے جو کہ تجارتی نام، تجارتی عنوان، تجارتی علامت، تالیف اور ایجاد ہیں۔ انہیں اصحابِ حقوق کے ساتھ خاص حق شمار کیا گیا ہے، اور ان کی معتبر مالی قیمت ہے، نتیجتاً شرعی لحاظ سے ان حقوق کا اعتبار کیا جاتا ہے، اور ان پر دراندازی اور زیادتی جائز نہیں ہے۔

انتفاع کے حقوق

فقہی مفہوم کے مطابق حقِ انتفاع کسی شخص کا دوسرے کی مملوکہ عین پر ایسا محدود وقتی حق ہے جو اسے نفع حاصل کرنے کی مدت کے دوران اس عین کے استعمال، اس سے پیداوار کے حصول اور اس کی منفعت میں تصرّف کا حق دیتا ہے، چیز کی ذات میں نہیں۔ جمہور فقہاء شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ ملکِ منفعت اور ملکِ انتفاع کے مابین امتیاز کرتے ہیں، لہٰذا تملیکِ انتفاع سے نفع کا حقدار کا خود براہِ راست نفع اٹھانا مراد ہوتا

noorcentre.com

ہے۔ جبکہ تملیکِ منفعت اس سے زیادہ عام اور زیادہ شامل ہے، اس سے وہ خود براہِ راست نفع حاصل کرتا ہے، اور دوسرے کو بھی کسی عوض کے ساتھ جیسا کہ اجارہ یا بلاعوض جیسا کہ بطورِ عاریت انتفاع پر قدرت دے سکتا ہے۔

حق الحکر

حِکر طویل مدّتی اجارہ پر دی گئی موقوفہ زمین پر مرتب ایسا حق ہے جس میں حقِ حکر لینے والا [مستحکر] وقف کو زمین کی قیمت کے قریب پیشگی رقم ادا کرتا ہے جو اس کی تعمیر یا اس کی عمارتوں کی اصلاح و مرمّت میں استعمال کی جاتی ہے، اور ایک معمولی رقم بھی مقرر کی جاتی ہے جو وقف کی جہت کے لیے حقِ حکر لینے والا [مستحکر] سے یا اس شخص سے سالانہ وصول کی جاتی ہے جس کی طرف حکر کا حق منتقل ہوتا ہو۔

کمپنی کا سرمایہ بڑھانے کی صورت میں حصص لینے کے لیے ترجیحی حق

یہ اس بات کی صراحت ہے کہ کمپنی کا سرمایہ بڑھانے کی صورت میں قدیم حصص مالکان کو نقد قیمتِ اسمیہ پر حصص لینے کا ترجیحی حق حاصل ہوگا۔

گھر یا دکان میں حقِ خُلو

اس سے مراد گھر یا دکان میں باقی رہنے کا حق ہے۔

تجارتی اجازت نامہ [لائسنس]

یہ ایسا حق ہے جو حکومت بعض تاجروں کو معین سرگرمیوں میں کام کرنے کے لیے دیتی ہے۔

حقِ تحجیر

یہ کسی زمین کا قبضہ لینا اور اسے علامات یا دیوار کے ساتھ نشان زد کرنا ہے۔ تحجیر، اختصاص اور دوسروں سے زیادہ حقدار ہونے کا فائدہ دیتی ہے، یعنی جس شخص نے کسی زمین کی تحجیر کی تو وہ اسے آباد کرنے کا زیادہ حقدار ہے، لیکن مالک بننے کا فائدہ نہیں دیتی۔

تصرّف

noorcentre.com

تصرّف ایسی صلاحیت ہے جسے شریعت یا عرف یا قانون نے صاحبِ حقوق کے اپنے حقوق میں استعمال کے لیے رکھا ہے۔ اور یہ تصرّف کسی عوض کے ساتھ جیسا کہ عام بیع اور اجناس کی باہم بیع [مقایضہ] یا بلا عوض جیسا کہ ہبہ، وصیت یا اسقاط کے ذریعہ، اپنا حق دوسرے کی طرف منتقل کرنے کے ذریعہ ہوتا ہے۔

حق کا بے جا استعمال

یہ حق کا ایسا استعمال ہے جس کی وجہ سے عام طور پر دوسرے کو خلافِ معمول زیادہ نقصان ہوتا ہے۔

تقادم

یہ زمانہ گذرنے سے حق کا سقوط ہے، اور شریعت میں حقوق زمانہ گذرنے سے ساقط نہیں ہوتے۔

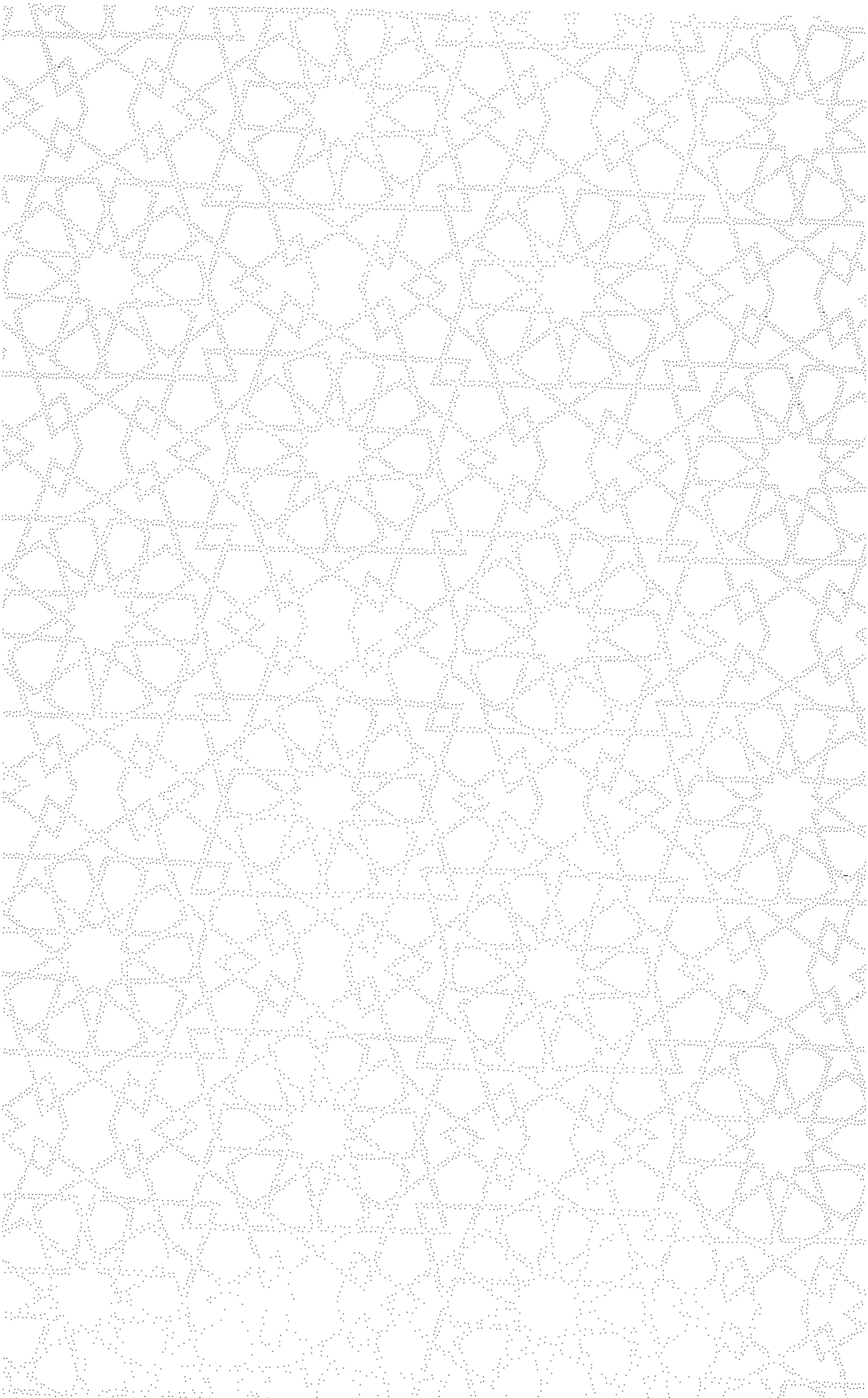

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۴۳)

دیوالیہ ہونا

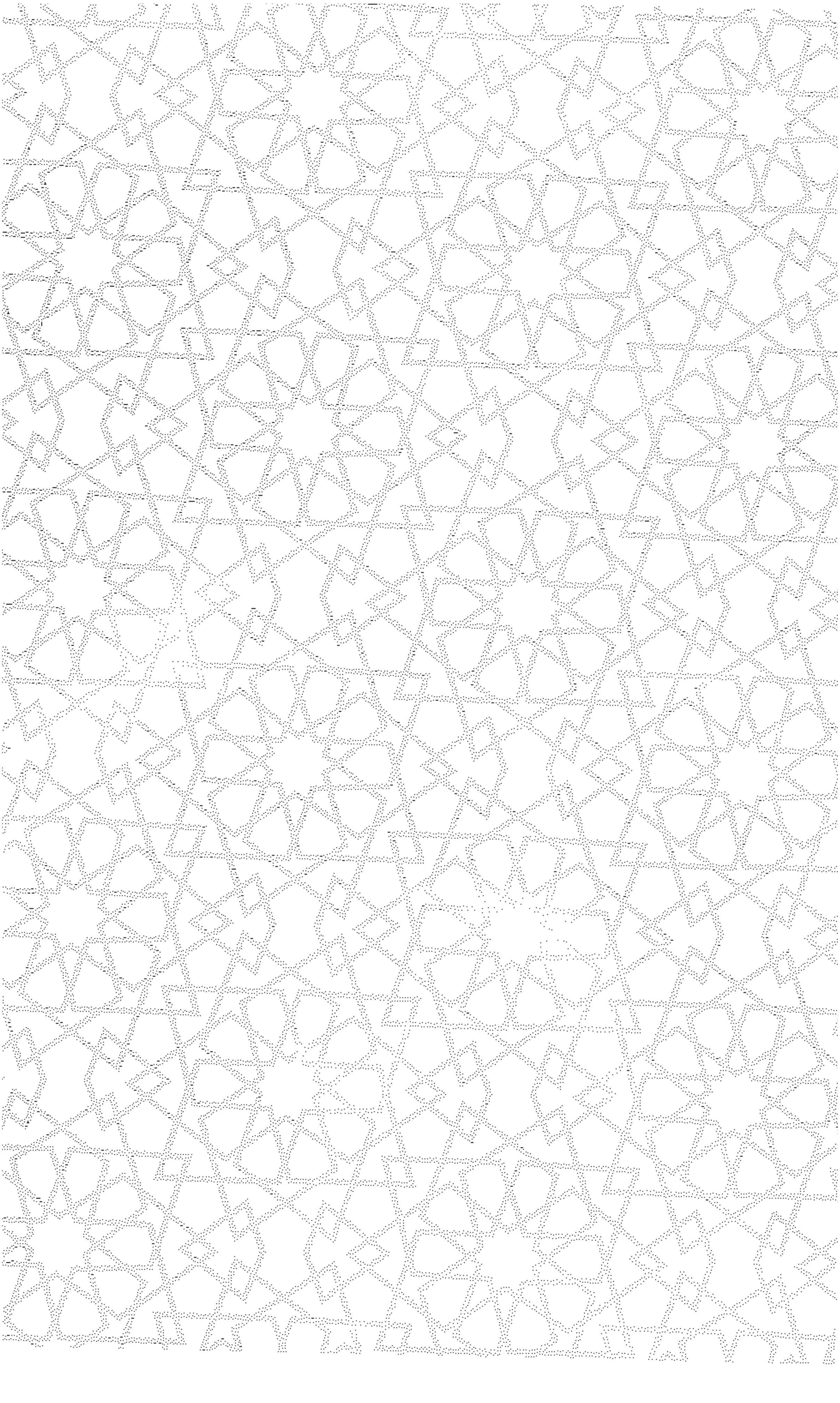

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۱۰۸

معیار کا متن ۱۱۰۹

۲- دیوالیہ ہونے اور دیوالیہ قرار دیے جانے کی تعریف ۱۱۰۹

۳- دیوالیہ ہونے کا شرعی حکم ۱۱۰۹

۴- دیوالیہ ہونے کے مراحل ۱۱۱۰

۵- دیوالیہ قرار دیے جانے کے اثرات ۱۱۱۲

۶- مدیون کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں فروخت کی گئی چیز کو واپس لینے کا حق ۱۱۱۴

۷- دیوالیہ کے اثاثہ جات میں سے کس چیز کو فروخت کر دیا جائے اور کون سی چیز اس کے پاس رہنے
دی جائے ۱۱۱۴

۸- دیوالیہ کے مال و متاع کی دائنین میں تقسیم ۱۱۱۵

۹- خصوصی طور پر اداروں سے متعلق عملی صورتیں ۱۱۱۶

۱۰- دیوالیہ سے حکمِ امتناعی اٹھانا ۱۱۱۷

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۱۸

معیار کی منظوری ۱۱۱۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۲۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۲۲

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۲۶

noorcentre.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں دیوالیہ ہونے اور اُس سے قبل پیش آنے والے حالات کے احکام بیان کرنا مقصود ہے خواہ اُس سے دوچار ہونے والے ادارے ہوں یا کمپنیاں یا ایسے افراد جن کے ساتھ اداروں [1] کا لین دین ہو، خواہ وہ شخص تاجر ہو یا غیر تاجر۔

واللہ الموفق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار اُن شرعی احکام کا احاطہ کرتا ہے جو دیوالیہ ہونے سے متعلق ہیں، جس میں دیوالیہ ہونے کے نتائج اور اس کے نتیجے میں اداروں یا ان کے گاہکوں پر مرتب ہونے والے اثرات شامل ہیں، خواہ وہ گاہک اداروں کی صورت میں ہوں یا افراد کی صورت میں، خواہ وہ تاجر ہوں یا غیر تاجر۔ نیز اس معیار میں کسی ادارے پر دیوالیہ ہونے کا حکم لگانے اور اس کے اثرات کے متعلق شرعی احکام بھی بیان ہوں گے، خصوصاً دیوالیہ ہونے والے ادارے کے ساز و سامان کی فروخت اور پھر ان رقوم کی دائنین میں تقسیم اور اس امر کی وضاحت کہ دیوالیہ پن کن امور سے ختم ہوتا ہے۔

یہ معیار تنگدستی [اِعسار، فقہی اعتبار سے] اور سرمایہ [liquidity] کی کمی کو شامل نہیں ہے اور نہ ہی کسی کے حق ادا کرنے میں اس طرح کی ٹال مٹول کو شامل ہے جس میں دیوالیہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا۔

۲- دیوالیہ ہونے اور دیوالیہ قرار دیے جانے کی تعریف

دیوالیہ ہونا [اِفلاس، insolvency]: جب فوری ادا کیے جانے والے دَین مدیون [debtor] کے مال سے تجاوز کر جائیں تو اسے دیوالیہ پن کہا جاتا ہے۔

دیوالیہ قرار دیا جانا [تفلیس]: قاضی کا مدیون کو دیوالیہ قرار دینے کا فیصلہ صادر کرنا جس میں اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کیا جائے۔

۳- دیوالیہ ہونے کا شرعی حکم

۱/۳ جس شخص کا دَین اس کے مال سے زیادہ ہو اس پر دیانتاً لازم ہے کہ وہ خود کو ہر ایسے تصرف سے روک دے جو دائنین کے لیے نقصان دہ ہو اگرچہ اس کے بارے میں دیوالیہ ہونے کا

noorcentre.com

حکم صادر نہ ہوا ہو۔

۲/۳ متعلقہ اداروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جس شخص کا دَین اس کے مال سے تجاوز کر جائے اس کے دیوالیہ ہونے کا اعلان کریں اور دائنین کے مطالبہ پر اس کے اپنے مال میں تصرف کرنے پر پابندی لگائیں جس میں شق ۳/۴ میں ذکر کردہ شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۳/۳ جب کسی مدیون کو دیوالیہ قرار دیا جائے تو سرکاری طریقے کے مطابق اس فیصلہ کی توثیق اور اس پر گواہ بنانا ضروری ہیں۔

۴- دیوالیہ ہونے کے مراحل

۱/۴ پہلا مرحلہ: دائنین کا مدیون سے اپنے اپنے دیون کے تناسب (قسمة الغرماء) سے رقوم کی ادائیگی کا مطالبہ کرنا اور متعلقہ اداروں کی مدد سے اسے کسی کو مال عطیہ کرنے، ادھار دینے اور کسی کو نوازنے کے لیے حقیقی قیمت سے زیادہ پر کسی چیز کے خریدنے یا اس سے کم پر بیچنے سے منع کرنا۔

۲/۴ دوسرا مرحلہ: اگر مدیون دائنین کو ان کے دیون کی ادائیگی سے منع کرتا ہے تو انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے دیوالیہ قرار دینے کے لیے عدالت سے رجوع کریں۔ نیز وہ متعلقہ سرکاری اداروں سے مندرجہ ذیل امور کی کارروائی کے لیے مدد طلب کر سکتے ہیں:

۱/۲/۴ تبرّعات کرنے سے روکنا۔

۲/۲/۴ کسی کو قرض دینے سے روکنا۔

۳/۲/۴ خرید و فروخت میں کسی کے ساتھ رعایت سے روکنا۔

۴/۲/۴ کسی ایسے شخص کے لیے مالی اقرار کرنے سے روکنا جس کی بنا پر اسے مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہو، اس سے مراد چوتھے درجہ تک کی رشتے داری ہے، یہ اس حالت میں ہے جب کوئی فرد مدیون ہو اور اگر وہ مدیون ادارہ کی صورت میں ہو تو جو رشتے داری کے حکم میں ہو اُس کے لیے اقرار کرنے سے روکنا، مثلاً وہ تمام ادارے اور کمپنیاں جو

ایک ہی گروپ کے تحت ہیں وہ رشتے داری کے حکم میں ہیں یا وہ ادارہ جو مدیون ادارے کے تابع ہے۔

noorcentre.com

۵/۲/۴ جس دَین کی ادائیگی کا وقت ابھی باقی ہے اس کے چکانے سے روکنا۔

۶/۲/۴ صرف بعض دائنین کا دَین اتارنے یا ان کے ساتھ خرید و فروخت میں رعایت کرنے سے روکنا۔

۷/۲/۴ جو سفر دائنین کے لیے نقصان دہ ہو اس سے روکنا۔ ہاں اگر کوئی شخصی ضمانت لے کہ بوقتِ ضرورت وہ اسے پیش کرنے کا ذمہ دار ہوگا یا بعض دیگر حضرات اس کی کفالت لیں تو پھر سفر میں کوئی ممانعت نہیں۔

۳/۴ مدیون کو دیوالیہ قرار دینے کی شرائط درجِ ذیل ہیں

۱/۳/۴ فوری ادا کیے جانے والے دیون سے مدیون کا مال کم پڑ جانے کی وجہ سے دائنین کا اسے دیوالیہ قرار دینے کی درخوست دائر کرنا، جس میں شق ۶/۵ کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

۲/۳/۴ یا خود مدیون کی جانب سے اسے دیوالیہ قرار دینے کی درخواست دائر کرنا۔ ہاں اگر متعلقہ عدالت یہ سمجھتی ہے کہ اس طرح کی کارروائی دائنین کو دھوکہ دینے کے لیے کی جارہی ہے تو پھر اسے مذکورہ عمل سے روکا جاسکتا ہے۔

۴/۴ دائنین کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ ثابت کریں کہ صرف ہم ہی دائن ہیں اُن کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اگر اُن کے درمیان دَین تقسیم کرنے سے قبل کوئی اور دائن سامنے آجاتا ہے تو وہ بھی اُن کے ساتھ شریک ہو جائے گا اور اگر تقسیم کرنے کے بعد سامنے آتا ہے تو شق (۸) میں بیان کردہ حکم کو دیکھا جائے جس میں قانونی کارروائی کی رعایت کرنا ضروری ہے جو شریعت اسلامیہ کے احکام اور اس کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔

۵/۴ صرف عدالت ہی کے ذریعے کسی کو دیوالیہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

noorcentre.com

۵- دیوالیہ قرار دیے جانے کے اثرات

مدیون کو دیوالیہ قرار دیے جانے کے مندرجہ ذیل اثرات ہیں:

۱/۵ مدیون کو دیوالیہ قرار دیے جانے اور اس کے اثاثہ جات پر حکمِ امتناعی جاری کرنے کے بعد اگر وہ کسی کے لیے دَین وغیرہ کا اقرار کرتا ہے تو اس کا اقرار قابلِ قبول نہیں ہوگا، خواہ وہ دَین جس کا اقرار کیا گیا دیوالیہ ہونے سے پہلے کا ہو یا بعد کا۔ البتہ اگر دائن اس بات کی تصدیق کر دیں کہ اس کا دَین دیوالیہ ہونے کے اعلان سے پہلے کا ہے، تو پھر وہ اقرار قابلِ قبول ہوگا۔

۲/۵ حکمِ امتناعی کے وقت مدیون کے جتنے اثاثہ جات ہیں اُن تمام سے دائنین کے قرض کا تعلق ہوگا، نیز وہ مال و متاع بھی اس میں شامل ہوگا جو معاملات کے بغیر اُس کی ملکیت میں آیا، مثلاً تحائف وغیرہ۔ یہ سارا مال اُس کی ملکیت میں رہے گا یہاں تک کہ دائنین کے درمیان تقسیم کرنے کے لیے اسے بیچ نہیں دیا جاتا۔

۳/۵ اعلان کے بعد مدیون کا کسی قسم کا مالی تصرف نافذ نہیں ہوگا، مثلاً خرید و فروخت، ہبہ اور وقف۔ البتہ ایسے تصرفات جو سابقہ معاملات کے متعلق ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً عیب کی وجہ سے یا خیارِ شرط کی وجہ سے سودا منسوخ کرنا۔ عدمِ نفاذ کا مذکورہ حکم اس مشتبہ عرصے کا بھی احاطہ کرتا ہے جو دیوالیہ قرار دیے جانے سے قبل کا کچھ وقت ہوتا ہے جیسا کہ متعلقہ ادارے اس کا تعیّن کر دیں۔

۴/۵ دیوالیہ قرار دیے جانے کے بعد تمام نئے معاملات مدیون کے ذمہ ہوں گے، یعنی وہ تمام معاملات جو خرید و فروخت یا اقرار یا ضمان کے نتیجے میں اس پر واجب الادا ہوئے۔ لیکن نئے معاملات کا تعلق اُس مال سے نہیں ہوگا جس میں وہ دیوالیہ ہوا اور جسے تقسیم کیا جانا ہو، بلکہ پابندی اٹھائے جانے کے بعد اُس سے مطالبہ کیا جائے گا۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی یہ مطالبہ نہیں کر سکتا کہ مجھے بھی اپنے حقوق کے حصول میں دائنین کے ساتھ شامل کیا جائے۔

۱/۵/۵ جن دائنین کے دَین مؤجل ہیں، اُن کی مدت ابھی باقی ہے وہ بھی دیوالیہ کے مال کی تقسیم میں ویسے ہی حقدار ہیں جیسے دیگر دائن ہیں جن کے دَین کی مدت آچکی، البتہ یہ حضرات مدیون کو دیوالیہ قرار دینے کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔

noorcentre.com

۲/۵/۵ اگر کرایہ دار مدتِ اجارہ کے دوران دیوالیہ قرار پاتا ہے تو کرایہ پر دینے والا کرایہ کے مطالبہ میں بقیہ تمام دائنین کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا۔ یہ اُس عرصہ کے کرایہ کی بات ہے جس میں منفعت حاصل ہو چکی۔ جہاں تک آئندہ عرصہ کی بات ہے اگر وہ چاہے تو عقدِ اجارہ کو یہیں پر منسوخ کر دے اور اگر چاہے تو اسے باقی رکھے اور اُس مدت کے کرایہ کے مطالبہ کے لیے دیگر دائنین کے ساتھ شامل رہے جس میں مدیون کو دیوالیہ قرار دیا جا چکا، اور اس دوران منفعت کے حصول میں کرایہ دار کو کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن اگر قاضی یہ سمجھتا ہے کہ دائنین کی بھلائی اجارے کو جاری رکھنے میں ہے تو اس صورت میں کرایہ پر دینے والے مالک کو پوری اجرت دی جائے گی۔

۶/۵ جن لوگوں کے دیون کی ادائیگی کی مدت ابھی باقی تھی مگر مدیون کے دیوالیہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے دَین کے مطالبے میں اُن دائنین کے ساتھ شریک ہو گئے جن کے دیون کی مدت آچکی، اُن کے ساتھ مؤجل دیون کی کمی پر صلح کرنا جائز ہے جب دیگر دائنین اس پر رضامند ہوں۔ اگر مدیون کی طرف سے کسی نے کفالت لی تھی تو دَین کی کمی پر صلح کی صورت میں وہ کفیل اُس رقم کے ادا کرنے کا پابند ہوگا جس پر صلح ہوئی ہے، نہ اُس رقم کا جس کی اُس نے ضمانت لی تھی۔

۷/۵ اگر دیوالیہ نے کسی سے دَین وصول کرنا ہے اور اُس کی مقررہ مدت ابھی باقی ہے تو وہ تب تک واجب الاداء نہیں ہوگا جب تک مدت آ نہیں جاتی، اور اگر اُس کی مدت اعلان سے قبل آچکی ہے تو وہ مدیون کے دیگر اثاثہ جات میں شامل ہوگا جنہیں دائنین پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

۸/۵ دیوالیہ کے اثاثہ جات جب دائنین میں تقسیم کر دیے جائیں تو وہ اپنے دیون کی بقیہ رقوم

noorcentre.com

کے مطالبہ کا قضاء کا اختیار نہیں رکھتے، لیکن دیانتاً مدیون پر واجب ہے کہ وہ اپنے تمام دَین چکائے۔

۶- مدیون کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں فروخت کی گئی چیز کو واپس لینے کا حق (حقِ استرداء)

فروخت کنندہ نے اگر دیوالیہ ہونے والے مدیون کو کچھ فروخت کیا اور مبیع کی قیمت میں سے ابھی تک کچھ نہیں لیا تو اسے مبیع واپس لینے کا اختیار حاصل ہے (دیوالیہ قرار پانے والے شخص کے پاس اگر بعینہ مبیع موجود ہے تو بیچنے والے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ بعینہ مبیع واپس لے یا دیگر دائنین کے ساتھ اثاثوں کی تقسیم میں شامل ہو، اسے 'حقِ استرداء' کہتے ہیں)۔

۷- دیوالیہ کے اثاثہ جات میں سے کس چیز کو فروخت کر دیا جائے اور کون سی چیز اس کے پاس رہنے دی جائے

۷/۱ متعلقہ ادارے دیوالیہ ہونے والے شخص کا پورا مال و متاع فروخت کر دیں گے، ماسوا ان چند چیزوں کے جن کا ذکر عنقریب آئے گا، خواہ وہ کرنسی کی شکل میں ہو جو دیوالیہ کی کرنسی سے مختلف ہو یا وہ مثلی چیزیں ہوں یا کسی کمپنی کے حصص ہوں، یا تجارتی ساز و سامان یا عام سامان ہو، یا وہ جائیداد کی صورت میں ہو، البتہ اسے فروخت کرنے کے لیے مناسب وقت دیا جانا چاہیے۔ فروخت کرنے میں مذکورہ ترتیب کی رعایت ضروری ہے، نیز زیادہ قیمت کے حصول کی پوری کوشش کیجائے، اور اگر نیلامی کی گئی ہو تو یہ یقین کر لیا جائے کہ اس سے زیادہ قیمت کا حصول ناممکن ہے۔ اگر پہلی دفعہ کی نیلامی مبیع کی اصلی قیمت سے کم ہو تو نیلامی کو پھر سے دہرایا جائے تاکہ مطلوبہ قیمت حاصل ہو سکے، اگر دوسری دفعہ کی نیلامی بھی مبیع کی اصلی قیمت سے کم ہو تو تیسری دفعہ کی نیلامی میں بیچ دیا جائے خواہ قیمت کچھ بھی ہو۔ اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ عقد میں مناسب مدت کے لیے خیارِ شرط رکھ دیا جائے تاکہ اُس عرصے میں مبیع واپس لینے یا نافذ کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے۔

noorcentre.com

۲/۷ دیوالیہ شخص کے مال میں سے مندرجہ ذیل چیزیں مستثنیٰ ہیں کہ انہیں فروخت نہیں کیا جائے گا: اگر وہ کاریگر ہے تو اس کی صنعت کے آلات۔ اگر وہ تاجر ہے تو وہ ساز وسامان جس کی تجارت جاری رکھنے کے لیے ضرورت پڑتی ہے۔ مناسب رہائش، اگر اس کی رہائش مناسب سے زیادہ بہتر ہے تو اسے فروخت کر کے مناسب رہائش کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس کے اور جو اس کے اہل وعیال ہیں ان کے ضروری اخراجات بھی مستثنیٰ ہیں یہاں تک کہ اُس کا دیوالیہ پن ختم ہو جائے اور اس کے مال سے حکم امتناعی اٹھالیا جائے۔

اگر دیوالیہ فرد نہیں بلکہ ادارہ ہو تو اسی طرح کی ضروری اشیا اُس سے بھی مستثنیٰ ہوں گی۔

۳/۷ اگر دیوالیہ قرار دیے جانے والے شخص کا پورا مال ومتاع دیون سے کم پڑ جائے تو اسے کما کر یا کسی سے ادھار لے کر قرض چکانا ضروری نہیں ہے۔

۸- دیوالیہ کے مال ومتاع کی دائنین میں تقسیم

۱/۸ بہتر یہ ہے کہ دیوالیہ ہونے والے شخص کے مال کی تقسیم میں جلدی کی جائے۔ ہاں بہت زیادہ جلدی بھی نہ کی جائے کہ جس کی وجہ سے اسے نقصان ہو اور نہ ہی تمام مال کی بیع مکمل ہونے تک تقسیم کو مؤخر کرنا لازم ہے۔ بلکہ جیسے جیسے مال ہاتھ میں آتا رہے اسے تدریجاً تقسیم کرتے جائیں۔ اگر تمام دائنین مذکورہ طریقۂ کار پر متفق ہو جائیں تو ایسا کرنا واجب ہو گا، البتہ اُس میں دیوالیہ قرار دیے جانے کی قانونی کارروائی کا خیال رکھنا ضروری ہے جو شریعت اسلامیہ کے احکام اور اس کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔

۲/۸ قاضی تقسیم کی ابتدا اُس مال سے کرے گا جو دَین کی جنس سے ہو۔

۳/۸ تقسیم میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت ضروری ہے:

۱/۳/۸ سب سے پہلے فروخت کرنے والے اور تقسیم کی کارروائی انجام دینے والوں کی اجرت ادا کی جائے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دیوالیہ ہونے والے مدیون کے ساز وسامان بیچنے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے جن میں سے اُس کمیٹی کا منتظم اور اس

noorcentre.com

کے معاونین شامل ہیں۔

۲/۳/۸ پھر اُن کو ترجیح دی جائے جن کے دیون کے بدلے کچھ رہن رکھوایا گیا تھا، اس سلسلے میں رہن کے احکام کو ملحوظ رکھا جائے۔

۳/۳/۸ دیوالیہ ہونے والے شخص کی جو چیز اجیر مشترک (کاریگر) اور گاڑی کرایہ پر دینے والے کے ہاتھ میں ہو وہ اسے تب تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جب تک مال کی تقسیم میں انہیں اُن کی مکمل اجرت موصول نہیں ہو جاتی، اُس کی وصولی کے بعد مذکورہ چیز کو تقسیم میں شامل کرلیا جائے گا۔

۴/۳/۸ دیوالیہ ہونے والے شخص کے مال و متاع میں جو دائن بعینہ اپنا مال پائے وہ اُسے لینے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے، مثلاً امانتیں، سرمایہ کاری فنڈ، مضاربہ یا وکالہ کا سرمایہ اور دیوالیہ شخص کے علاوہ کسی اور شخص کا ایسے مشارکہ میں حصہ جسے چلانے والی کمپنی دیوالیہ قرار دی جاچکی ہو، اور اگر وہ حصہ دار شریک خود بھی دیوالیہ ہو چکا تو ایسی صورت میں دیوالیہ ہونے کی وجہ سے اس کا حق اس میں ہوگا۔

۵/۳/۸ دیوالیہ شخص کا جو باقی ماندہ مال ہے اسے تمام دائنین میں اُن کے دیون کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے۔

۴/۸ مال تقسیم ہونے کے بعد اگر کوئی اور دَین مدیون پر ظاہر ہوا تو وہ تمام دائنین سے اپنے دَین کا متناسب حصہ ادا کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے خواہ وہ رضامندی سے دیں یا عدالت کے ذریعے۔

۹۔ خصوصی طور پر اداروں سے متعلق عملی صورتیں

۱/۹ دیوالیہ قرار دیے جانے والے ادارے کی مندرجہ ذیل اشیا تقسیم میں شامل ہوں گی:

۱/۱/۹ ادارہ کا کرنٹ اکاؤنٹ، کیونکہ یہ ادارے پر دَین ہے اور یہ اسی تک محدود رہے گا، سرمایہ کاری کرنے والوں پر ادھار چکانے کی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

۲/۱/۹ ادارہ پر واجب الاداء تمام دیون۔

noorcentre.com

۲/۹ تقسیم کیے جانے والے مال ومتاع میں سرمایہ کاری کے ایسے فنڈز شامل نہیں ہوں گے جو آمدن اور خرچ کے اعتبار سے ادارے سے بالکل الگ ہوں، مثلاً مقید [restricted] سرمایہ کاری اکاؤنٹ، مختلف فنڈز اور صکوک کے اثاثہ جات۔ بشرطیکہ ادارہ اُن کا کلی یا جزوی طور پر مالک نہ ہو بلکہ اُس کی ذمہ داری بطورِ وکالہ اجرت پر یا بطورِ مضاربہ ان کا انتظام چلانے تک محدود ہو۔

۳/۹ دیوالیہ ہونے کی وجہ سے تقسیم کیے جانے والے مال ومتاع میں کسی اور کے اثاثہ جات شامل نہیں ہوں گے جو ادارے کے پاس حفاظت کی غرض سے امانتاً رکھوائے گئے ہوں، مثلاً اس کے پاس رکھوائی گئی مالیاتی دستاویزات اور لاکرز میں موجود اشیا۔

۱۰- دیوالیہ سے حکمِ امتناعی اٹھانا

۱/۱۰ دیوالیہ سے حاصل ہونے والا مال ومتاع جب دائنین میں تقسیم ہو جائے گا تو عدالتی فیصلے کے ذریعے حکمِ امتناعی اٹھ جائے گا جس کی تشہیر عرف وعادات اور وہاں کے قوانین کے مطابق ہونی چاہیے۔

۲/۱۰ حکمِ امتناعی اٹھانے کے بعد اگر دیوالیہ کے پاس ایسا مال ومتاع ظاہر ہوا جو تصرف کے بغیر حاصل ہوا ہو، مثلاً تحائف تو اُس پر پھر سے حکمِ امتناعی لگا دیا جائے گا تاکہ اُن پرانے دیون کو چکایا جا سکے جو دیوالیہ ہونے کے اعلان سے پہلے کے ہیں۔ اگر مروجہ قوانین میں کچھ دورانیہ مقرر کیا گیا ہو کہ دوسری دفعہ مدیون کو اتنے عرصے سے پہلے دیوالیہ قرار نہیں دیا جا سکتا تو ایسی صورت میں دیانتاً اُس پر دیون کی ادائیگی واجب رہے گی۔

۳/۱۰ حکمِ امتناعی اٹھ جانے کے بعد اگر دیوالیہ نے پھر سے دَین ذمہ میں لے لیا اور جدید تصرفات کے ذریعے مال کمایا، اور دیوالیہ ہونے کی وجہ سے پھر سے اُس پر حکمِ امتناعی لوٹ آیا، تو جدید مال کی تقسیم میں نئے دائنین کے ساتھ پرانے دائنین میں سے کوئی شریک نہیں ہوگا۔ اگر یہ مال تصرف کے بغیر حاصل ہوا مثلاً تحائف وغیرہ کے ذریعے تو اب اس تقسیم میں

noorcentre.com

دیانتاً[1] پرانے دائنین بھی شریک ہوں گے۔

۔معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو جاری ہوا۔

---

(۱) یعنی قضاءً پرانے دائنین اس مال پر دعویٰ نہیں کر سکیں گے۔ البتہ مدیون کی ذاتی مذہبی ذمہ داری ہوگی کہ وہ پرانے دائنین کا دین اس مال میں سے ادا کرے۔ (مترجم)

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی کا ستائیسواں اجلاس ۱۲-۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ مئی ۲۰۱۰ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں "دیوالیہ ہونا" کے معیار کی منظوری دی گئی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۹ء شرعی مشیر کو دیوالیہ ہونے کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمے داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

۲۰ شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی کا اجلاس دبئی (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہوا جس میں "دیوالیہ ہونا" کے معیار کے مسودہ پر بحث وتمحیص کی گئی اور جو ترامیم کمیٹی نے ضروری سمجھیں انہیں شامل کرلیا گیا۔

اِس معیار کا ترمیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے پچیسویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو ۲-۴ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء بحرین میں منعقد ہوا، مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۲۷ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۱۰ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں مجلسِ شرعی کے ایک ممبر نے دورانِ جلسہ سامنے آنے والے تمام ملاحظات کو بغور سننے کے بعد اُن کے جوابات دیے اور پھر اُن پر تبصرہ پیش کیا۔

مجلسِ شرعی کا چھبیسواں اجلاس ۲۴-۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۰-۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء بحرین میں منعقد ہوا، جس میں جلسۂ سماعت میں حاضرین کی طرف سے پیش کی گئی ترامیم کی تجاویز پر بحث وتمحیص ہوئی، اور جہاں جہاں مجلس نے مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی کا ستائیسواں اجلاس ۱۲-۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶-۲۸ مئی ۲۰۱۰ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں معیار کے مسودے پر غور وخوض کرنے کے بعد مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں اور پھر اس معیار کو منظور کرلیا گیا۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے ۷ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ مئی 2015ء بحرین میں ہونے والے اجلاس میں اِس معیار پر نظرِ ثانی کی، بحث وتمحیص کے بعد جہاں جہاں عبارت کی تبدیلی مناسب سمجھی وہاں ترامیم کیں اور پھر ترمیم شدہ معیار کو حالیہ شکل میں منظور کرلیا۔

noorcentre.com

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- جس شخص کے دیون اس کے مال سے تجاوز کر جائیں اُسے اس کے مال میں اس طرح کے تصرف سے روکنا واجب ہے جو دائنین کے لیے نقصان دہ ہو۔ اس کی دلیل حدیث شریف ہے کہ "جو لوگوں کا مال اس لیے لیتا ہے کہ اسے واپس لوٹا دے اللہ تعالی اُس کی طرف سے ادا فرما دیتا ہے، اور جو اس لیے لیتا ہے کہ اسے ضائع کر دے اللہ تعالی اُس کا مال ضائع فرما دیتا ہے"۔
- جس شخص کے دَین اس کے مال سے زیادہ ہو جائیں اُسے دیوالیہ قرار دینے اور اس کے مال میں حکم امتناعی کے اعلان کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے کہ آپ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر اُن کے مال کے حوالہ سے پابندی لگادی، اور اُن کا مال فروخت کر کے دائنین میں تقسیم کر دیا۔[1] جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے جن میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ بھی ہیں، احناف کے نزدیک مفتی بہ یہی قول ہے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس کے برعکس ہے۔
- تین مرحلوں میں تقسیم کرنا مالکیہ کا مذہب ہے اور اسی پر مروجہ قوانین ہیں۔ دیوالیہ پن میں رائج قوانین کی طرف رجوع اور عدالتی فیصلے کا جاری ہونا ضروری ہے۔
- دیوالیہ قرار دینے کا مطالبہ دائن کر سکتے ہیں جن کے دیون کی ادائیگی کی مقررہ مدت آچکی، اس کی وجہ یہ ہے کہ جن کے دیون کی مدت ابھی باقی ہے انہیں وقت سے پہلے مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اگر مدیون سے اس قسم کے دَین کی ادائیگی کا مطالبہ کیا گیا تب بھی اسے ادا کرنا ضروری نہیں ہے

---

(۱) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن کبری میں سند متصل اور مرسل سے روایت کیا، صحیح یہ ہے کہ یہ سند مرسل ہے: ۶/۴۸ (دیکھیے: تلخیص الحبیر ۳/۳۷، جیسا کہ موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں آیا ہے ۵/۳۰۱)۔

کیونکہ ادھار کا قیمت میں حصہ ہوتا ہے۔

noorcentre.com

- مدیون کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود کو دیوالیہ قرار دینے کا مطالبہ کرے۔ شوافع کا یہی مذہب ہے۔ کیونکہ اُس کی مالی حالت کے مستحکم ہونے میں اُس کی اپنی مصلحت ہے، دوسروں کو دھوکہ دینے کے لیے خود کو دیوالیہ قرار دلانا قاضی کے مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے اس سے مستثنیٰ ہے۔
- دیوالیہ قرار دینے کے لیے عدالتی حکم کے ضروری ہونے کی وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے، کیونکہ کسی کو دیوالیہ قرار دینے کے لیے غور وفکر اور اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے جو قضا کا منصب ہے۔
- اگر دیوالیہ شخص کسی کے لیے مال کا اقرار کرتا ہے تو وہ دائنین کی تصدیق سے مشروط ہے نیز ملکیت کے منتقل ہونے کے بارے میں اُس کا کوئی تصرف نافذ نہیں ہوگا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اس قسم کے اقدامات سے دائنین کو کسی قسم کا نقصان نہ ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نہ تو کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی کسی سے نقصان اٹھاؤ)۔
- تمام نئے تصرفات دیوالیہ کے ذمے قائم رہنے کی وجہ یہ ہے کہ دائنین کا تعلق مدیون کے اُس مال سے ہے جو دیوالیہ قرار دیتے وقت اس کے پاس موجود ہے۔ اِس قسم کے جدید تصرفات کے مدیون کے ذمہ سے متعلق ہونے میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ مدیون کا ذمہ التزام کی صلاحیت رکھتا ہے۔

دیوالیہ کے پاس اگر بعینہٖ مبیع موجود ہے تو دائن کو واپس لوٹانے اور نہ لوٹانے کے حق کے بارے میں فقہاء کے دو موقف ہیں۔ پہلا موقف یہ ہے کہ دیوالیہ کے پاس اگر بعینہٖ مبیع موجود ہے تو دائن کو اُسے واپس لینے کا حق حاصل ہے، یہ مالکیہ، شوافع، حنابلہ اور سلف رحمہم اللہ میں سے بعض کا مذہب ہے، اور زیادہ تر مروجہ قوانین اسی پر ہیں۔ اِس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے[1]: اگر دیوالیہ خریدار کے پاس بعینہٖ مبیع موجود ہے تو بیچنے والے کو اس کے واپس لینے کا حق حاصل ہے، اور اگر وہ چاہے تو واپس لے اور اگر چاہے تو دیوالیہ کے پاس رہنے دے اور دائنین کے ساتھ مال ومتاع کی قیمت کی تقسیم میں شامل ہو جائے، لیکن اس کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

(۱) فتح الباری ۵: ۶۲، صحیح مسلم ۳: ۱۱۹۳۔

noorcentre.com

(الف) مبیع کے واپس لینے کے وقت دیوالیہ شخص زندہ ہو، اگر دیوالیہ ادارہ یا کمپنی کی شکل میں ہے تو وہ اُس وقت اپنا کام انجام دے رہا ہو۔

(ب) مبیع کا پورے کا پورا معاوضہ دیوالیہ شخص کو ادا کرنا باقی ہو۔ اگر دیوالیہ شخص نے اُس میں سے کچھ ادا کر دیا تو اب اسے اختیار ہو گا۔

(ج) فروخت کی گئی چیز پوری کی پوری دیوالیہ شخص کی ملکیت میں ہو۔ اگر وہ ساری یا اُس میں سے کچھ ضائع ہو گئی یا بیع یا ہبہ یا وقف کی وجہ سے وہ اُس کی ملکیت سے نکل گئی تو بقیہ چیز کو واپس لینے کا حق ختم ہو جائے گا۔ ہاں اگر فروخت کی گئی چیز مختلف حصوں پر مشتمل ہے اور اُن حصوں کا سودا علیحدہ علیحدہ انجام پایا تو پھر بقیہ حصے واپس لینے کا اختیار رکھتا ہے۔

(د) فروخت کی گئی چیز اپنی اصلی حالت پر ہو کہ وہ کسی دوسری چیز میں اس طرح سے خلط نہ ہو گئی ہو جس کی وجہ سے اسے الگ کرنا مشکل ہو، نہ ہی اس کے اس طرح سے اوصاف تبدیل ہوئے ہوں جس کی وجہ سے اس کا نام تبدیل ہو گیا ہو یا اس کی قیمت کم ہو گئی ہو۔

(ہ) اُس چیز سے کسی اور کا حق متعلق نہ ہو، مثلاً دیوالیہ نے اسے رہن رکھوا دیا ہو۔ البتہ جس کے پاس رہن رکھوائی گئی اگر وہ اپنا حق اُس سے ساقط کر کے تعلق ختم کر دے تو پھر واپس لی جا سکتی ہے۔

یاد رہے کہ فروخت کی گئی چیز کو واپس لینے کا مطلب ہے بیع کو فسخ کرنا، وہ اس کے لیے فسخ کا لفظ ادا کرے یا اس کا متبادل لفظ کہے۔ فسخ فوراً ہو سکتا ہے، اس کے لیے نہ کسی قاضی کے فیصلے کی ضرورت ہے اور نہ ہی متعلقہ سرکاری ادارے کی اور نہ ہی کسی ایسی طاقت کی جو اسے واپس دلانے کی قدرت رکھتی ہو۔ اگر فروخت کردہ چیز کی مقدار یا اُس کی قیمت یا وصف کم ہو گئی یا اُس میں کچھ اس طرح کا اضافہ ہو گیا جسے الگ نہیں کیا جا سکتا مثلاً جانور کا فربہ ہونا تو مذکورہ صورتوں میں اسے اسی چیز کے صرف واپس لینے کا اختیار ہو گا اس کے علاوہ نہیں۔ اگر اُس میں کسی ایسی چیز کا اضافہ ہوا جسے الگ کر جا سکتا ہے تو وہ اضافہ دیوالیہ شخص کا ہو گا۔

دیوالیہ شخص کا زمین میں عمارت بنا دینا یا درخت لگا دینا اُس کی واپسی میں رکاوٹ نہیں ہے۔ دائن کو

noorcentre.com

اختیار ہو گا کہ وہ دیوالیہ کو عمارت گرانے یا درخت اکھاڑنے کا حکم دے اور اُس کارروائی کے نتیجہ میں جو نقصان ہو گا اُس کی ذمہ داری اسی پر عائد ہو گی، اور اگر وہ چاہے تو زمین عمارت یا درخت سمیت واپس لے اور اُن کی قیمت دیوالیہ شخص کو ادا کرے۔ جہاں تک کھیتی باڑی والی زمین کے واپس لینے کی بات ہے تو کھیتی زمین پر بغیر کسی عوض کے تب تک قائم رہے گی جب تک اُس کی کٹائی نہیں ہو جاتی۔

جو فقہاء فروخت شدہ چیز کو واپس لینے کے حق میں نہیں ہیں اُن کی دلیل یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیث اصول کے تقاضوں کے خلاف ہے، وہ یہ ہے کہ فروخت شدہ چیز اب دیوالیہ شخص کی ذمہ داری میں ہے جس سے دائنین کا حق متعلق ہے۔ نیز وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ: ("اگر کوئی شخص مر جائے یا دیوالیہ ہو جائے اور بعض دائنین بعینہ اپنا مال پالیں تو وہ دیگر دائنین کے ساتھ مال کی تقسیم میں برابر کے شریک ہوں گے"۔[1]

- دیوالیہ شخص کے پاس لوگوں کی جتنی امانتیں جمع ہیں وہ دیوالیہ شخص کے اُس مال میں شامل نہیں ہوں گی جسے دائنین پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دیوالیہ شخص کا مال نہیں ہے جبکہ حکمِ امتناعی صرف اس کے اپنے مال پر ہے نہ کہ امانتاً رکھوائے گئے اموال پر۔
- حکمِ امتناعی اٹھانے کے لیے عدالتی فیصلے کا جاری ہونا اِس لیے شرط ہے کہ اس میں غور و فکر اور اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ قضاء کا کام ہے جیسا کہ کسی کو دیوالیہ قرار دینے میں بیان ہوا۔

---

(۱) دار قطنی رحمہ اللہ نے اسے بطور مرسل روایت کیا ہے، اور جو فقہاء فروخت شدہ چیز کو واپس لوٹانے کے حق کے خلاف ہیں وہ حدیث مرسل کو حجت مانتے ہیں، اور وہ حنفی اور بعض سلف صالحین ہیں۔ دیکھیے: موسوعہ فقہیہ ۵/۳۱۱، نیز اس میں اُن فقہاء کے دلائل بھی دیکھے جا سکتے ہیں جو واپس لینے کا حق دیتے ہیں، واپس لینے کے حق کے بارے میں مزید تفصیل اور احکام بھی اس میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

سار [تنگدستی]

جو مالی حقوق کسی شخص پر عائد ہو رہے ہوں انہیں فوری طور پر ادا کرنے کی قدرت نہ ہونا۔

نصان سے بچاؤ یا حفظِ ماتقدم یا احتیاطی تدابیر کی غرض سے پابندی عائد کرنا

یہ پابندی کی فوری اور آسان سی قسم ہے جس کا مقصد مدیون کا مال عدالت کے زیر نگرانی لانا ہوتا ہے تاکہ دائن کسی ایسے خطرے سے دوچار نہ ہو جس کی وجہ سے اُس کا دَین ڈوب جائے۔[1]

(۱) معجم مصطلحات الشریعة والقانون، ڈاکٹر عبدالواحد کرم ۱۵۶ا۔

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۴۴)

سیّال سرمایہ [liquidity]

حصول اور استعمال

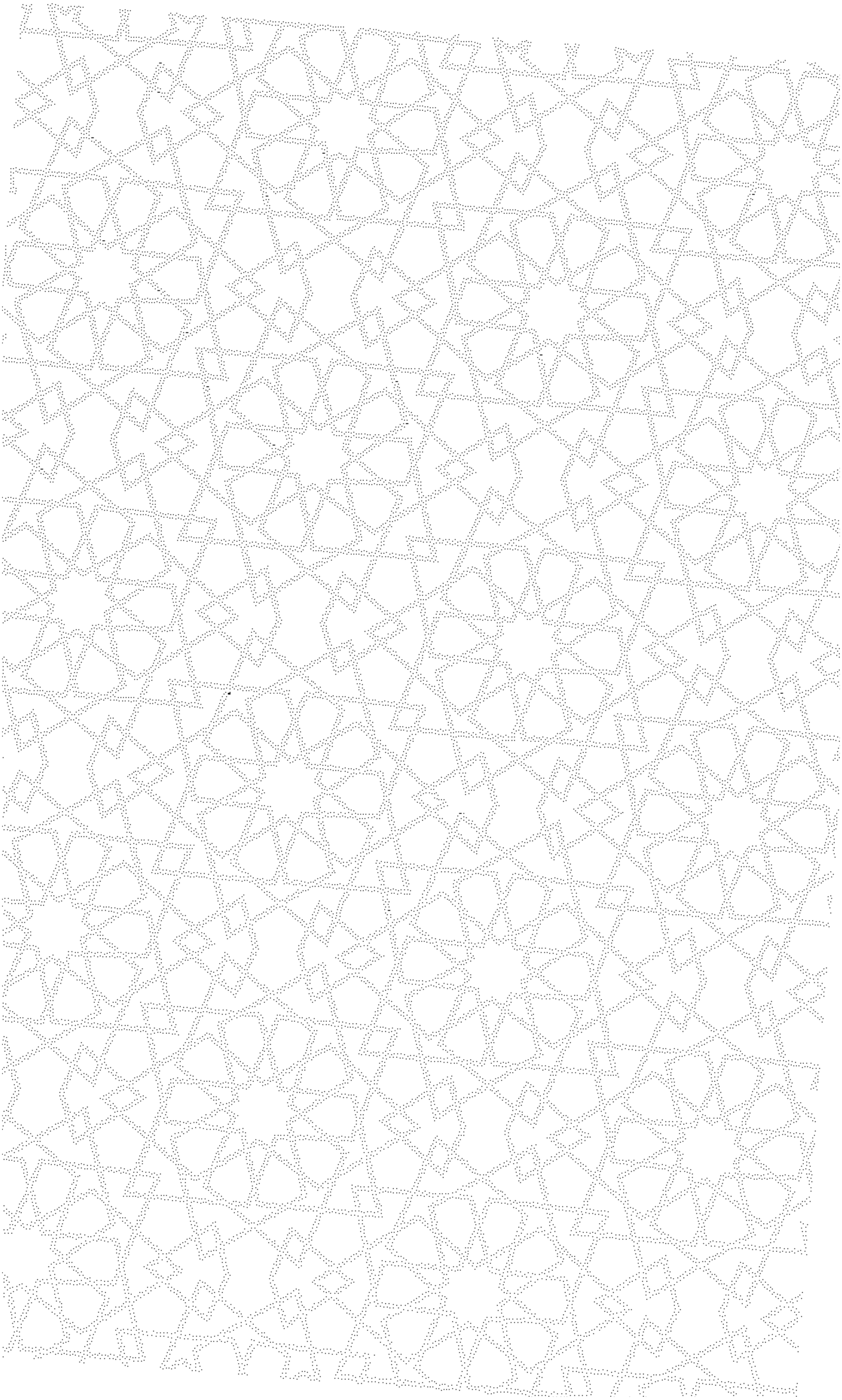

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۱۳۰
معیار کا متن ۱۱۳۱
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۱۳۱
۲- سیال سرمایہ [liquidity] کی تعریف اور اس کا انتظام ۱۱۳۱
۳- مالیاتی اداروں میں سرمایہ کی ضرورت کی صورتیں ۱۱۳۱
۴- سرمایہ کا حصول اور اس کا استعمال ۱۱۳۲
۵- سرمایہ کے استعمال میں شرعی طریقوں کی پابندی ضروری ہے ۱۱۳۴
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۳۵
معیار کی منظوری ۱۱۳۶
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۳۷
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۳۸
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۳۹

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين،
بنا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سیال سرمایہ کی تعریف، اس کے حصول اور استعمال کے طریقوں اور اسلامی
اداروں [1] میں اس کی تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن
اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار سیال سرمایہ [liquidity] کے مقصد، اس کے حصول اور استعمال کے جائز طریقوں کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲- سیال سرمایہ [liquidity] کی تعریف اور اس کا انتظام

۲/۱ سیال سرمایہ سے مراد نقدی اور وہ تمام چیزیں ہیں جن کو نقد میں تبدیل کرنا آسان ہو۔

۲/۲ سیال سرمایہ کے انتظام سے مراد مختصر وقت میں اور بہترین نرخ پر سرمایہ کا حصول اور مؤثر طور پر اس کی سرمایہ کاری اور استعمال ہے۔ سیال سرمایہ کی فراہمی کی صلاحیت مختلف صورتوں میں مختلف انداز سے ہوتی ہے، مثلاً مالیاتی اداروں میں نقد رقم نکالنے کے مطالبات پورا کرنے کی قدرت موجود ہونا، مالیاتی منڈیوں میں مختصر وقت میں مالیاتی دستاویزات [فائنانشل چیزز] کی نقد میں تبدیلی عملی طور پر ممکن ہونا، صکوک اور سرمایہ کاری فنڈز میں واپسی کی قابلیت ہونا یا ان میں شریک ہونے کی خواہش کو پورا کرنا وغیرہ۔

۳- مالیاتی اداروں میں سیال سرمایہ کی ضرورت کی صورتیں

مالیاتی اداروں کو کئی مواقع پر سیال سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے، ان میں سے چند کچھ درجِ ذیل ہیں:

۳/۱ منافع کی تقسیم کے لیے، کیونکہ یہ نقد سرمایہ کی موجودگی پر موقوف ہوتا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۰) "مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں نفع کی تقسیم"۔

۳/۲ ادارہ کے اثاثہ جات کو فروخت کر کے نقد میں تبدیل کرنے کی صورت میں، تاکہ ادارہ پر

noorcentre.com

لازم ادائیگیوں کو پورا کیا جاسکے، یا سرمایہ کاری کے مقصد سے بنائے گئے ن سد و پ فولیو] کی یا ادارہ کی اپنی تحلیل کے وقت پیش آنے والی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے، اسی طرح ادارہ کی سرگرمیوں میں وسعت لانے، قانونی طور پر لازم سرمایہ کی حد کو پورا کرنے یا کریڈٹ ریٹنگ کو بہتر کرنے کے لیے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۳) "دیوالیہ ہونا"۔

ل سرمایہ کا حصول اور اس کا استعمال

۱/۴ سودی قرض کی بنیاد پر سیال سرمایہ کا حصول اور اور اس کا سود پر مشتمل استعمال شرعاً حرام ہے، چاہے ایسا براہِ راست کیا جائے یا اوور ڈرافٹس کے ذریعہ یا ایسی سہولیات کے ذریعہ جو سود یا کمیشن پر مبنی ہوں۔ نگران اداروں کی طرف سے مالیاتی اداروں کو دیے جانے والے سیال سرمایہ کی فراہمی شرعاً جائز طریقوں کے مطابق ہونا ضروری ہے، جیسے مضاربہ، وکالت برائے سرمایہ کاری۔

۲/۴ سیال سرمایہ کے حصول کے جائز طریقے

۱/۲/۴ سلم

جس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ سلم کے تحت کوئی مبیع فروخت کرے اور اس کی قیمت حاصل کر لے، اس کے بعد سامان کی ادائیگی کا وقت آنے پر لازم شدہ سامان بازار سے خرید کر ادائیگی کردے۔ اس بات کی اجازت ہے کہ قیمت خرید اور قیمت فروخت کے درمیان پائے جانے والے ممکنہ اتار چڑھاؤ سے حفاظت کے لیے فروخت سے متعلق وعدے حاصل کر لیا جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۰) "سلم اور متوازی سلم"۔

۲/۲/۴ استصناع

اس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ بحیثیتِ صانع قیمت کی پیشگی ادائیگی کی شر ساتھ استصناع کا معاملہ کرے (اگرچہ قیمت کا پیشگی ادا کرنا استصناع میر

noorcentre.com

نہیں) اور ایک متوازی استصناع کا معاملہ مبیع کی خریداری کے لیے کر لے جس کی قیمت فوری طور پر واجب الاداء نہ ہو یا قسطوں میں ادائیگی ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۱) "استصناع اور متوازی استصناع"۔

۳/۲/۴ اثاثوں کی فروخت اور ان کو کرایہ پر لینا

اس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ کے کچھ اثاثہ جات نقد قیمت پر فروخت کر دیے جائیں، پھر اگر ادارہ کو ان کے استعمال کی ضرورت ہو تو ان کو کرایہ پر حاصل کر لیا جائے جس کی ادائیگی قسطوں میں کی جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق ۵/۸۔

۴/۲/۴ ادارہ کی سرگرمیوں میں وسعت لانے کے لیے عملی سرمایہ [working capital] کی فراہمی

اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ ادارہ درکار عملی سرمایہ کی فراہمی کے لیے سرمایہ کاروں کو مضاربت یا شرکت کی بنیاد پر متعینہ مدت کے لیے سرمایہ کاری کی پیشکش کرے۔ مدت کی تجدید عملی سرمایہ کی ضرورت اور شرکت و مضاربت کی تحلیل پر قدرت کو سامنے رکھ کر کی جاسکتی ہے۔ یہ اس طرح ہوگا کہ شرکاء اپنے مال کے ساتھ شرکت یا مضاربت میں حصہ لیں اور ادارہ اپنے جاری اثاثوں [current assets] کی قیمت لگوا کر ان اثاثوں کے ذریعہ شریک ہو تاکہ ان اثاثوں کی قیمت ادارہ کی طرف سے شرکت یا مضاربت کے سرمایہ کا حصہ ہو۔ شرکت میں جامد اثاثوں [fixed assets] کو شامل نہ کیا جائے بلکہ یہ عاریتاً فراہم کر دی جائیں یا اجارہ پر فراہم کی جائیں اور اجرت کو مضاربت یا شرکت کے اخراجات میں شمار کیا جائے۔

۵/۲/۴ ادارہ کی سرگرمیوں کی وسعت کے لیے سرمایہ کاری صکوک کا اجرا

اس کا طریقۂ کار یہ ہے سرمایہ کاروں سے سرمایہ کے حصول کے لیے اور ادارہ

noorcentre.com

کے مطلوبہ منصوبے پورے کرنے کے لیے سرمایہ کاری صکوک سے معیار ...

میں بیان کردہ اقسام کے سرمایہ کاری صکوک جاری کیے جائیں، یا صکوک جاری کرکے ادارہ کے بعض اثاثے حامل صکوک کو فروخت کردیے جائیں اور ادارہ ان اثاثوں کے انتظام کا ذمہ دار ہو اور ان اثاثوں کو بازاری قیمت پر یا بوقت خرید طے پانے والی قیمت پر خریدنے کا وعدہ کر لے۔ جن اثاثوں کی صکوک نمائندگی کر رہے ہیں اگر ادارہ نے فقط کرایہ پر دہ اثاثے حاصل کیے ہوں ان کا انتظام ادارہ کے پاس نہ ہو تو ادارہ ان اثاثوں کی ظاہری قیمت [face value] پر خریدنے کا بھی وعدہ کر سکتا ہے۔

۶/۲/۴ تورّق

اس کے لیے ان قواعد کی پابندی ضروری ہے جو تورّق سے متعلق شرعی معیار (۳۰) میں بیان ہوئے۔

۷/۲/۴ غیر سودی قرضہ

اس کی ایک صورت وہ ہے جو تکافل سے متعلق شرعی معیار نمبر ۲۶ کی شق ۸/۱۰ میں بیان ہوئی یعنی انشورنس کمپنی کا انشورنس فنڈ کو قرض دینا۔

۵- سیال سرمایہ کے استعمال میں شرعی طریقوں کی پابندی ضروری ہے، جن میں سے چند یہ ہیں

۱/۵ کسی چیز کو نقد خرید کر اس کو بطور بیع مساومہ ادھار فروخت کر دینا، یا بطور بیع مرابحہ کے فروخت کرنا چاہے نقد ہو یا ادھار۔

۲/۵ کسی چیز پر اجارہ یا اجارہ منتہیہ بالتملیک کرنا، یا خدمات کی فراہمی کا اجارہ کرنا، یا اشیا یا خدمات کے لیے اجارہ موصوفہ فی الذمہ کرنا۔[1]

(۱) اجارہ موصوفہ فی الذمہ اجارہ کی ایک خاص قسم ہے جس میں کسی متعین چیز یا کسی متعین شخص کی خدمات کا اجارہ

noorcentre.com

۳/۵ سلم کی بنیاد پر کوئی چیز خریدنا پھر حقیقی یا حکمی قبضہ کر کے خود فروخت کرنا، یا فروخت کنندہ کو الگ معاہدہ کے ذریعہ اس کے اپنے صارفین کو فروخت کا وکیل بنانا۔

۴/۵ استصناع اور متوازی استصناع: یعنی ادارہ کا استصناع کے ذریعہ نقد کوئی سامان خرید کر اس کو استصناع کی بنیاد پر ادھار پر فروخت کرنا بشرطیکہ دونوں معاہدات میں کوئی تعلق نہ ہو، یا صانع کو الگ معاہدہ کے ذریعہ اپنے صارفین کو تیار شدہ سامان کی فروخت کا وکیل بنانا۔

۵/۵ شرکت اور مضاربت: اس طور پر کہ ادارہ رب المال ہو۔

۶/۵ وکالت برائے سرمایہ کاری: یعنی ادارہ دوسرے ادارے کو یا اپنے ساتھ معاملہ کرنے والوں کو سرمایہ کاری کا وکیل بنائے۔

۷/۵ ایسے حصص، سرمایہ کاری صکوک یا سرمایہ کاری فنڈز کے یونٹ خریدنا جو شرعی اصولوں کے مطابق ہوں۔

۸/۵ شرعی اصولوں کے مطابق بین الاقوامی اجناس کی منڈیوں میں تجارت کرنا۔

۹/۵ شرعی اصولوں کے مطابق کرنسی کی تجارت کرنا۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو جاری ہوا۔

ہوتا بلکہ اس چیز یا خدمت کا معیار متعین کیا جاتا ہے اس معیار اور اوصاف پر جو خدمت یا چیز پوری اترتی ہو وہ اجارہ کے طور پر فراہم کی جا سکتی ہے۔ مترجم

noorcentre.com

معیار کی منظوری

ِس شرعی نے ۱۲ - ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء بحرین میں منعقد ہونے
ستائیسویں اجلاس میں شرعی معیار "سیال سرمایہ - حصول اور استعمال" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روداد

مؤرخہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ دسمبر ۲۰۰۷ء کو ادارے کی انتظامیہ نے شرعی مشیر کو سیال سرمایہ کے انتظام سے متعلق معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

اور مجلسِ شرعی کے مؤرخہ ۲ - ۴ ذی قعدۃ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱ - ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو بحرین میں منعقدہ پچیسویں اجلاس میں مجلس نے اس مسودہ پر بحث کے بعد ضروری ترامیم شامل کیں۔

انتظامیہ نے مؤرخہ ۲۷ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۱۰ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا اور اس دوران ان آراء کو سنا گیا جو جلسہ کے دوران سامنے آئیں، اور مجلسِ شرعی کے ایک رکن نے ان آراء کا جواب دیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۴ - ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۰ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء کو بحرین میں اپنے چھبیسویں اجلاس کے دوران جلسۂ سماعت کے شرکاء کی طرف سے موصول ہونے والی آراء کو ملاحظہ کیا اور مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱۲ - ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ مطابق ۲۶ - ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے ستائیسویں اجلاس میں اس پر بحث وتمحیص کے بعد مناسب ترامیم کو شامل کیا اور معیار کو منظور کیا۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے مؤرخہ ۷ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء کو متحدہ عرب امارات میں منعقدہ اجلاس میں اس پر نظرِ ثانی کی اور بحث وتمحیص کے بعد مناسب ترامیم کو باقی رکھ کر موجودہ حالت میں معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- سیال سرمایہ کی تعریف نقدی اور نقدی میں تبدیل ہوجانے والی اشیا سے کی گئی ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ روایتی اصطلاح کے مطابق سیال سرمایہ کے لیے تحلیل [liquidation] کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تحلیل حقیقتاً اور حکماً دونوں طرح سے ہوتی ہے۔ حقیقتاً تو اثاثہ کو فروخت کر کے نقد میں تبدیل کرنے سے اور حکماً اس اثاثہ کی قیمت کا اندازہ لگا کر تاکہ حاصل ہونے والے متوقع سرمایہ کا اندازہ لگایا جاسکے۔
- منافع کی تقسیم سیال سرمایہ کے دستیابی پر موقوف ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ نفع سرمایہ کو محفوظ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جبکہ اثاثوں کو نقد سرمایہ میں تبدیل کیا جائے۔
- سودی قرض کی صورت میں سیال سرمایہ کا حصول اس لیے ممنوع ہے کہ سود کسی بھی صورت میں ہو بہر حال ممنوع ہے۔ اور نگران اداروں کے لیے مالیاتی اداروں کو سیال سرمایہ فراہم کرتے وقت بدرجہ اولی شریعت کی رعایت رکھنا لازم ہے، کیونکہ انہی کی جانب سے مالیاتی ادارے شریعت کے مطابق کام کرنے کی اجازت اور شریعت کے مخالف طریقِ کار کی ممانعت ہوتی ہے۔
- سیال سرمایہ کے حصول کے لیے جو طریقے ذکر ہوئے ان کی شرعی بنیادیں ان سے متعلق شرعی معیاروں میں موجود ہیں۔
- سیال سرمایہ کے استعمال کی شرعی صورتوں کی شرعی بنیادیں بھی ان سے متعلق معیاروں میں مذکور ہیں۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

سیال سرمایہ کا تنوع

اس سے مراد سیال سرمایہ کے استعمال کے طریقوں میں تنوع کا پایا جانا ہے، مثلاً کم، درمیانی اور طویل مدت کے صکوک خریدنا، تاکہ سرمایہ کاری کو منافع پر اثر انداز ہونے والے اتار چڑھاؤ سے محفوظ کیا جاسکے۔

سیال سرمایہ کی ترجیح

اس سے مراد نقد سرمایہ کو اس کے استعمال کے بجائے محفوظ کرنا ہے، تاکہ موجودہ خریداری کی ضروریات کے لیے مالیات کی فراہمی ممکن ہوسکے، یا جن مالیاتی مصنوعات (سیکیورٹیز) کی قیمت کم ہونے کا امکان ہے ان میں سرمایہ کاری کی جاسکے، یا موجودہ مالی مطالبات کو پورا کیا جاسکے۔

سیال سرمایہ کا توازن

سیال سرمایہ کے حصول اور اس کے استعمال کی ضرورتوں کے درمیان توازن کا نام ہے۔

اضافی سیال سرمایہ

ادارہ کی ضرورت سے زائد سیال سرمایہ کا ادارہ کے پاس موجود ہونا۔

سیال سرمایہ کی کمی/خسارہ

مالیاتی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے سیال سرمایہ کی ضرورت ہونا۔

noorcentre.com

عمدہ سیال سرمایہ

اس کی دو بنیادیں ہیں: اچھی قیمت اور کم وقت میں حصول۔

سیال سرمایہ کا رسک

اس سے مراد سیال سرمایہ کے حصول کے لیے اثاثہ یا مالیاتی دستاویزات کی نقصان کے ساتھ فروخت کی صورت میں پیش آنے والی مشکل کا سامنا کرنا ہے۔

noorcentre.com

اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت

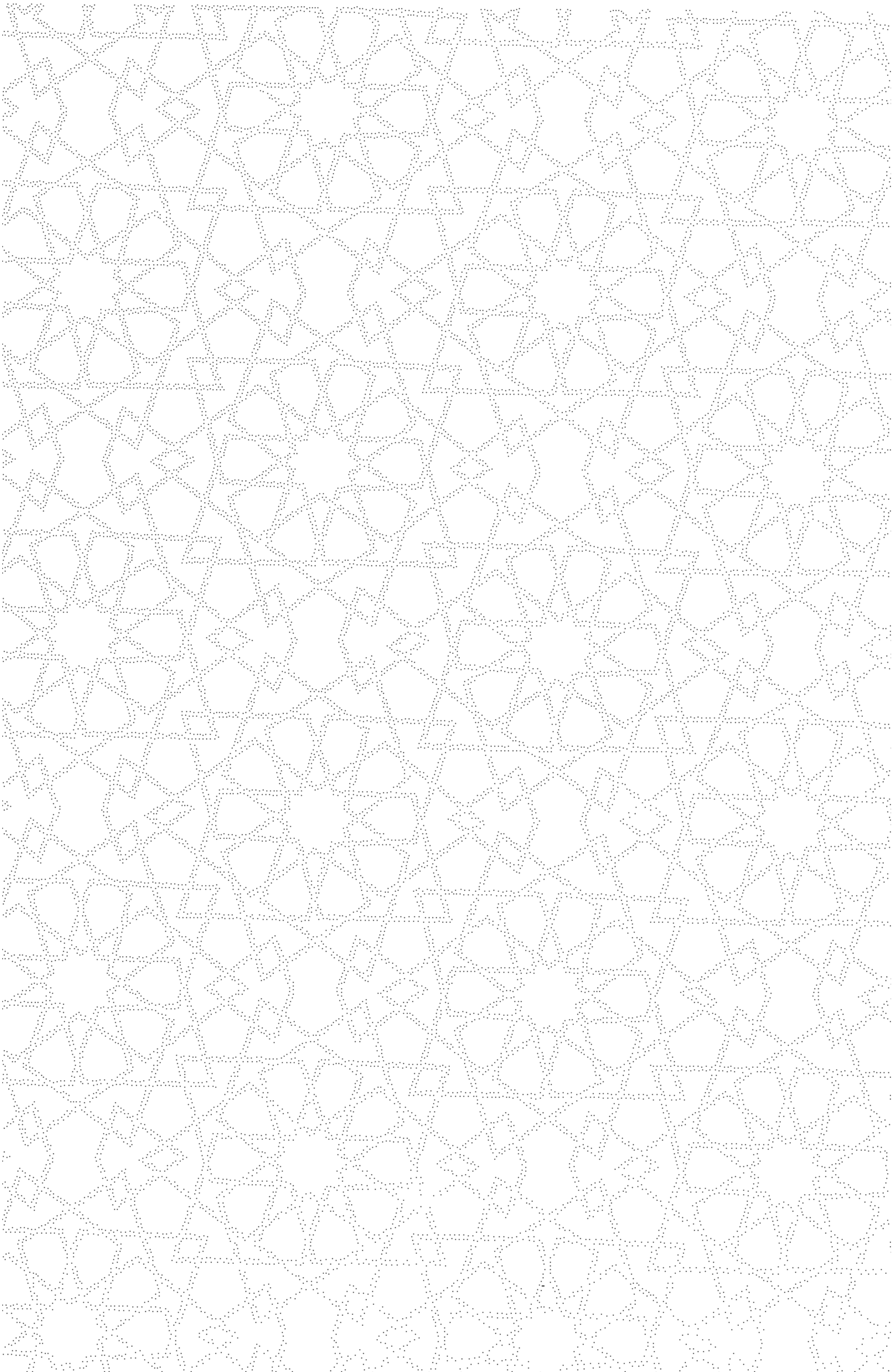

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۱۴۴
معیار کا متن ۱۱۴۵
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۱۴۵
۲- اصل سرمائے اور سرمایہ کاری کی حفاظت کی تعریف، اور حفاظت اور ضمان میں فرق ۱۱۴۵
۳- شرعی حکم ۱۱۴۵
۴- اصل سرمائے کی حفاظت کے مشروع طریقے ۱۱۴۷
۵- اصل سرمائے کی حفاظت کے شرعاً حرام طریقے ۱۱۵۰
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۵۰
معیار کی منظوری ۱۱۵۱
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۵۲
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۵۳
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۵۸

noorcentre.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اصل سرمایہ (راس المال) اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں سرمایہ کاریوں کی حفاظت کے اہم طریقوں، ان میں سے شرعاً جائز اور ناجائز طریقوں، اور اس کے ساتھ ان کے شرعی ضوابط کا بیان ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان طریقوں اور وسائل پر مشتمل ہے جو اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کے نقصان اور ضائع ہونے سے حفاظت کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

۲- اصل سرمائے اور سرمایہ کاری کی حفاظت کی تعریف، اور حفاظت اور ضمان میں فرق

اصل سرمائے، اسی طرح سرمایہ کاریوں کی حفاظت کا مطلب انہیں خسارہ، نقصان یا تلف سے بچانے کے لیے دستیاب وسائل کا استعمال کرنا ہے۔ یہ سرمایہ کاری میں لگائے گئے اصل مال کے ضمان سے اس حیثیت سے وسیع تر ہے کہ ضمان اصل سرمائے کو لاحق ہونے والے خسارہ یا نقصان یا تلف کو کسی معین فریق کی طرف سے برداشت کرنے کا التزام ہے، جبکہ حفاظت (حمایہ) اصل سرمائے کا بچاؤ ہے۔

۳- شرعی حکم

۱/۳ مباح طریقوں سے اصل سرمائے کی حفاظت شرعاً مطلوب ہے، اور یہ شریعت میں "حفظِ مال" کے مقصد کے تحت داخل ہے۔

۲/۳ سرمایہ کاری کا منتظم، خواہ وہ مضارب ہو، سرمایہ کاری کا وکیل ہو، یا منتظم شریک ہو، مال کے امین ہونے کی حیثیت سے اس پر واجب ہے کہ وہ مال کے خسارہ، نقصان یا تلف سے بچاؤ کے اہتمام کی پوری کوشش کرے۔ اور اگر اس نے حفاظت کے لیے معمول کے مطابق وسائل اختیار نہیں کیے تو وہ کوتاہی کرنے والا شمار ہوگا، اور شق ۴/۱ اور شق ۷/۱ کی رعایت کے ساتھ اس پر ضمان واجب ہوگا۔

noorcentre.com

۳/۳ سرمایہ کاری کو درپیش خطرات سے حفاظت کی غرض سے جائز طریقے اور اقدامات اختیار کرنا جائز ہے، خواہ یہ خطرات سرمایہ کاری کے اصل سرمائے کے تلف سے متعلق ہوں یا اس کی قیمت میں نقصان، یا افراطِ زر، یا تبادلہ کے نرخ میں اتار چڑھاؤ، یا اس کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ متعلق ہوں۔

۴/۳ سرمایہ کاری کے منتظم کا مال پر قبضہ، قبضۂ امانت ہے۔ اور وہ اپنی طرف سے زیادتی، کوتاہی، یا شرائط کی خلاف ورزی کے بغیر اصل سرمائے کا ضامن نہیں ہوگا۔

۵/۳ مال کے اضافہ کے لیے منتظم کی کوشش کا سرمایہ کاری کی طبیعت کے مناسب ہونا ضروری ہے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ منتظم ان اسباب کو اختیار کرے جن کے ذریعہ عام طور پر مال کی مناسب حفاظت یقینی ہوجاتی ہے، ورنہ وہ کوتاہی کرنے والا شمار ہوگا۔

۶/۳ سرمایہ کاری کے عقد میں منتظم پر بہر صورت مال کا ضامن ہونے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، یعنی پھر وہ اپنی طرف سے کسی زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے بغیر بھی ضامن ہوگا۔

۷/۳ اگر تجارتی خسارہ مضارب کی طرف سے زیادتی یا اس کی کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے باعث ہوا ہو تو رب المال کو مضارب سے اصل سرمائے کے ضمان کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے، اور اسے ضائع ہونے والے نفع کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر سرمایہ کاری سے حقیقی یا حکمی تحلیل [liquidation] کے بعد نفع ہوا ہو، اور اسے سرمایہ کاری میں لگائے گئے اصل سرمائے کے ساتھ ملا دیا گیا، پھر مضارب کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے خسارہ ہوا ہو تو وہ اصل سرمائے کا حصہ ہونے کے اعتبار سے اس نفع کا بھی ضامن ہوگا۔ تاہم اگر خسارہ اصل سرمائے کے کلی یا جزوی طور پر ضائع ہونے کی صورت میں مضارب کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی کے سبب سے ہوا ہو تو مضارب اس کی ضائع ہونے کے وقت کی قیمت کا ضامن ہوگا۔

۴- اصل سرمائے کی حفاظت کے جائز طریقے

noorcentre.com

۱/۴ اصل سرمائے اور سرمایہ کاری کی حفاظت کے طریقوں اور اقدامات کی درج ذیل شرائط ہیں:

۱/۱/۴ اصل سرمائے میں ہر شریک کے حصہ کے تناسب سے خطرات اور خسارے برداشت کرنے میں شرکاء کے مابین برابری یقینی ہو۔

۲/۱/۴ اس کی غرض سرمایہ کاری کے منتظم کو اس کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کی حالت کے علاوہ ضامن بنانا نہ ہو۔

۳/۱/۴ جو طریقہ اختیار کیا جائے وہ کوئی ناجائز عقد نہ ہو، اور نہ ہی کسی ناجائز امر کا ذریعہ ہو۔

۲/۴ اصل سرمائے کی حفاظت کے جائز طریقوں میں سے بعض یہ ہیں:

۱/۲/۴ اصل سرمائے کی حفاظت، زیادتی، ٹال مٹول، ضائع ہونے یا دیوالیہ ہونے کے خطرات سے بچاؤ کے لیے سرمایہ کاری کا تکافل کروانا، چاہے تکافل کا عقد سرمایہ کار خود انجام دیں یا ان کی طرف سے وکیل کی حیثیت سے سرمایہ کاری کا منتظم یہ عقد انجام دے۔

۲/۲/۴ وہ صکوک جن میں اثاثے کرائے پر دیے ہوئے ہیں ان میں ضائع ہونے اور بڑی دیکھ بھال کے خطرات کے تحفظ کے لیے تکافل کروانا۔

۳/۲/۴ تکافل کے اداروں کا برآمدات اور سرمایہ کاریوں کے ضمان کی ذمہ داری لینا۔

۴/۲/۴ کسی تیسرے فریق کی طرف سے بلا عوض اصل سرمائے کا خسارہ برداشت کرنے کی ذمہ داری لینا، جسے مصلحت عامہ حاصل ہو، مثلاً: ریاست، یا وہ مصلحت حاصل ہو جو مصلحت عامہ کے حکم میں ہو، جیسا کہ ولی اور وصی، ان کا یہ ذمہ داری لینا جائز ہے بشرطیکہ انہیں سرمایہ کاری کے منتظم سے رجوع [recourse] کا حق حاصل نہ ہو۔ اسی قبیل سے حکومت کا سرمایہ کاری کے منصوبوں کی ذمہ داری

noorcentre.com

لینا ہے۔ اور اس التزام کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ تیسرا فریق انتظامی اعتبار سے سرمایہ کاری کے منتظم سے بالکل الگ اور جدا ہو، اور اس کے اور منتظم کے مابین بلاواسطہ یا بالواسطہ نصف سے زائد کی نسبت سے ملکیت کا تعلق نہ ہو۔

۵/۲/۴ منتظم کی زیادتی یا کوتاہی سے ہونے والے اصل سرمائے کے خسارہ کا ضمان [برداشت کرنے] کا تیسرے فریق کا التزام، جبکہ ضمان کے مقابلہ میں کوئی عوض نہ لیا جائے، اگرچہ منتظم سے رجوع کا حق حاصل ہو۔

۶/۲/۴ اصل سرمائے کی حفاظت کے لیے محفوظے [reserve] قائم کرنا بشرطیکہ ان محفوظوں کی کٹوتی سرمایہ کاروں کے حقوق میں سے ہو، مضارب کی حیثیت سے منتظم کو ملنے والے نفع میں سے نہ ہو۔

۷/۲/۴ سرمایہ کاری کے اثاثوں کو اس طرح متنوع بنانا جو مناسب نفع کا ذریعہ ہو اور خطرات بھی کم کردے، اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

(الف) حقیقی اثاثے (مثلاً: زمینیں، اجناس، اور اسی طرح کے دیگر اثاثے) اور مالی اثاثے (مثلاً: حصص، صکوک، اور اسی طرح کے دیگر اثاثے) جمع کرنا، یا ایسے اثاثے جمع کرنا جن کی قیمت دو مختلف کرنسیوں میں لگتی ہو۔

(ب) مرابحہ اور مشارکہ کے عقود کا استعمال؛ اس طرح کہ اصل سرمائے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے: پہلے حصہ سے مضبوط مالی حیثیت رکھنے والی جہات اور اداروں کے ساتھ مرابحہ کیا جائے جس سے حاصل ہونے والے نفع اور اصل رقم سے اصل سرمائے کی حفاظت ہو جائے، اور باقی کی سرمایہ کاری عقود مشارکہ میں کی جائے گی۔

(ج) اجارہ اور مشارکہ کے عقود کا استعمال؛ اس طرح کہ اصل سرمائے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے: پہلے حصہ سے مضبوط مالی حیثیت رکھنے والی جہات اور اداروں کے ساتھ اجارہ اتنی اجرت پر کیا جائے کہ اجرت سے اور کرایہ پر دی ہوئی چیز کی

noorcentre.com

قیمت سے اصل سرمائے کی حفاظت ہوجائے، اور باقی کی سرمایہ کاری عقودِ مشارکہ میں کی جائے۔

(د) مرابحہ اور بیع عربون [بیعانہ] کے عقود کا استعمال: اس طرح کہ اصل سرمائے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے: پہلے حصہ سے مضبوط مالی حیثیت رکھنے والی جہات اور اداروں کے ساتھ عقودِ مرابحہ نفع کی اتنی شرح پر کیا جائے کہ اس سے اور اصل مال سے اصل سرمائے کی حفاظت ہوجائے؛ اور باقی سرمایہ کاری کی رقم کو کسی اثاثے کی کی خریداری کا عربون بنایا جائے۔ اگر اثاثے کی قیمت میں اضافہ ہوگیا تو خریداری کا عقد کرلیا جائے گا، سرمایہ کاری کا منتظم اثاثہ خرید لے گا، اور اگر اثاثہ کی قیمت کم ہوگئی تو عقد نہیں کیا جائے گا، اور خسارہ عربون کی مقدار کے ضائع ہونے تک محدود ہوگا، اور اصل سرمایہ مرابحہ کے عقد کے ذریعہ محفوظ رہے گا۔ اور اس طریقہ میں بیع عربون کے شرعی ضوابط کی رعایت واجب ہے، جن میں سے عقد کی تکمیل سے لیکر تصفیہ کے وقت تک عربون کے طور پر رکھی گئی رقم یا اثاثے کو محفوظ رکھنا اور عربون کی خرید وفروخت نہ کرنا شامل ہیں۔

۸/۲/۴ دیون کی وصولی کو قابلِ اعتماد بنانے کے لیے مرابحہ، سلم اور استصناع میں مختلف رہن اور ضمانتیں لینا۔

۹/۲/۴ خیار [خیارِ نقد] کی شرط کے ساتھ بیع۔

۳/۴ اصل سرمائے کی خطرات سے حفاظت کے لیے سرمایہ کاروں کے اتفاق سے دیگر جائز طریقے اور اقدامات اختیار کیے جاسکتے ہیں؛ خواہ یہ خطرات سرمایہ کاری میں لگائے گئے اصل سرمائے کے تلف سے متعلق ہوں، یا اس کی قیمت میں نقصان، یا افراطِ زر، یا تبادلہ کے نرخوں کے اتار چڑھاؤ، یا ان کے علاوہ کسی اور چیز سے متعلق ہو۔

۴/۴ اگر سرمایہ کار نے اصل سرمائے کی حفاظت کے لیے منتظم پر جائز طریقے اختیار کرنے کی شرط لگائی ہو تو اس کے لیے انہیں اختیار کرنا ضروری ہے، اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو وہ

noorcentre.com

شق ۴/۴ کی رعایت کے ساتھ اصل سرمائے کا ضامن ہوگا۔

۵- اصل سرمائے کی حفاظت کے شرعاً حرام طریقے

اصل سرمائے کی حفاظت ایسے وسائل کے ذریعہ جائز نہیں ہے جو ناجائز ہوں یا ان پر کوئی شرعی خرابی مرتب ہوتی ہو، ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱/۵ منتظم پر اصل سرمائے کے ضمان کی شرط لگانا۔

۲/۵ کسی تیسرے فریق کی طرف سے سرمایہ کاری کے منتظم کے لیے بہر صورت، یعنی اس کی طرف سے کسی زیادتی یا کوتاہی کی قید کے بغیر، نقصان برداشت کرنے کا التزام جبکہ اسے منتظم سے رجوع کا حق بھی حاصل ہو۔

۳/۵ سرمایہ کاری کے منتظم کا التزام یا اس پر لازم کرنا کہ وہ ان اثاثوں کو جن میں سرمایہ کاری کی گئی ہے قیمتِ اسمیہ یا ابتدا میں طے شدہ قیمت پر خریدے گا۔

۴/۵ کسی تیسرے فریق کا اصل سرمائے کے ضمان کا التزام جبکہ اس کے عوض وہ اجرت لے رہا ہو اور یہ تجارتی انشورنس کی ایک شکل ہے۔

۵/۵ احاطہ بندی [hedging] کے مروجہ عقود کے ذریعہ اصل سرمائے کی حفاظت، مثلاً: خیارات (options)، مستقبلیات (futures)، اور مؤجل تبادلے (swaps)۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۲ - ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ - ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے اٹھائیسویں اجلاس میں شرعی معیار "اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۲۰۰۷ء شرعی مشیر کو "اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت" کے بارے میں شرعی تحقیق کی تیاری کے لیے مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی کے اجلاس میں جو کہ ۱۳ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۰۹ء کو کویت میں منعقد ہوا، کمیٹی نے معیار "اصل سرمائے کی حفاظت" کے منصوبے کے مسودہ پر بحث کی، اور اس میں ضروری ترامیم کیں۔

معیار کا ترمیم شدہ مسوّدہ مجلسِ شرعی کے چوبیسویں (۲۴) اجلاس میں پیش کیا گیا جو کہ مدینہ منورہ، سعودی عرب میں ۲۵-۲۷ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸-۲۰ جون ۲۰۰۹ء کو منعقد ہوا، مجلسِ شرعی نے اس میں جو ترامیم مناسب سمجھیں کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۲۷ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ جنوری ۲۰۱۰ء جلسۂ عوامی سماعت منعقد کیا، جس میں پیش کی گئی آراء کو سنا گیا، مجلسِ شرعی کے ایک رکن نے ان آراء کا جواب دیا، اور ان پر تبصرہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۴ - ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۰ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء کے دوران بحرین میں منعقدہ اپنے چھبیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت کے شرکاء کی طرف سے مجوّزہ ترامیم پر بحث کی، اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں شامل کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مدینہ میں ۳۰ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۷ جون ۲۰۱۵ء کو منعقدہ اجلاس میں اس معیار کا جائزہ لیا، اور تبادلۂ خیال اور سوچ بچار کے بعد معیار کے بنیادی ڈھانچے سے متعلق مناسب ترامیم کیں، اور معیار پر اس کی حالیہ ترمیم شدہ شکل میں منظور کر لیا گیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- اصل سرمائے کی حفاظت کے شرعاً مطلوب ہونے کی دلیل شارع کا گواہ بنانے، لکھنے، اور رہن کے ذریعہ دیون کو قابلِ حفاظت بنانے وغیرہ کا حکم ہے۔ اور مال کی حفاظت ان ضروری مقاصد میں سے ایک ہے جن کی رعایت اور حفاظت کا شریعت نے لحاظ رکھا ہے۔
- مال کی حفاظت کے لیے منتظم کے مکمل اہتمام کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ مال پر اس کا قبضہ قبضۂ امانت ہے، جس کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ مال میں اسکا تصرّف ربّ المال کی مصلحت کے ساتھ مشروط ہو، کیونکہ وہ اس تصرف میں رب المال کا نائب ہے، لہٰذا مال کے اضافہ میں عرف کے مطابق احتیاط کے اسباب اختیار کرے گا۔
- سرمایہ کاری کی حفاظت کے لیے مشروع طریقے اختیار کرنے کی دلیل یہ ہے کہ عقود میں اصل جواز ہے، اور اس لیے کہ یہ طریقے مال کی حفاظت کے سلسلہ میں شارع کے مقصود کو ثابت کرتے ہیں۔
- سرمایہ کاری کے منتظم کو مال کے نقصان کا ضامن قرار نہ دینے کی دلیل فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عامل تعدی اور کوتاہی کی صورتوں کے علاوہ ضامن نہیں ہوتا[1]؛ کیونکہ اس نے مالک کی اجازت سے مال لیا ہے، اور اس میں سرمایہ دار کے لیے تصرّف کر رہا ہے، لہٰذا وہ قبضہ اور تصرّف میں سرمایہ دار کا نائب ہے، یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں مال کی ہلاکت اور نقصان اسی حکم میں ہو جس طرح مالک کے ہاتھ میں ہوتی ہے؛ کیونکہ اس نے اس کی اجازت سے اس پر قبضہ کیا ہے، اور

---

(۱)　البحر الرائق: ۶/ ۳۱۳، بہجہ شرح تحفہ ۲/ ۲۱۷، میارة علی العاصمیہ ۲/ ۱۳۱، المغنی ۷/ ۶ـ۷۔

noorcentre.com

اس لیے کہ اصل منتظم کا ذمہ ضمان سے بری ہونا ہے، اور جس کا معاملہ اس طرح ہو اسے شارع کے حکم کے علاوہ ضامن قرار نہیں دیا جاسکتا۔

- منتظم پر مال کا ضمان برداشت کرنے کی شرط کے مطلقاً عدمِ جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ شرط مضاربت، مشارکت اور وکالت کے عقود کو ان کے بنیادی مقصد سے خالی کردے گی، اور انہیں ایسے قرض میں تبدیل کردے گی جس کا ضمان منتظم کے ذمہ میں آتا ہو، اور اس لیے کہ یہ عقود امانت پر مبنی ہیں، اور یہ شرط امانت کے تقاضہ کے خلاف ہے، لہٰذا اس کے فساد کا حکم لگایا جائے گا۔ علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تیسری قسم - یعنی شرائطِ فاسدہ میں سے - ایسی شرط لگانا جو عقد کی مصلحت یا اس کے مقتضیٰ میں سے نہ ہو، مثلاً: مضارب پر مال کے ضمان یا نقصان کے کسی حصہ کی شرط لگانا"۔[1] فقہاء کے درمیان اس شرط کے فساد کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے[2]۔
- تعدی یا کوتاہی کی صورت میں فوت شدہ نفع کا ضمان لازم نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسا معدوم مال ہے جو متحقق نہیں ہوا۔ البتہ حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد محقق نفع کو اصل سرمائے کے حکم میں مانا جائے گا۔

اصل سرمائے کی حفاظت کے مشروع وسائل

- نقصان برداشت کرنے میں شرکاء کے درمیان مساوات کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ شرکت شرکاء کے درمیان برابری پر مبنی ہے، اور بعض شرکاء کے دوسرے بعض سے زیادہ نقصان برداشت کرنے کی شرط عقدِ شرکت کے مقتضیٰ کے خلاف ہے، اور وہ مقدار جس کا ایک شریک نقصان برداشت کررہا ہے اس کے ذمہ میں مضمون ہوجائے گی تو دوسرے شریک کو اس مقدار میں نفع ہوگا جس کا اس نے ضمان برداشت نہیں کیا، اور اس میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عقدِ مشارکہ میں نقصان اصل سرمائے کے حساب سے ہوتا ہے۔[3]
- سرمایہ کاری کے کسی بھی نوع کے خطرات کے مقابلہ میں تکافل کی بنیاد پر انشورنس کے ذریعہ اصل

(۱) المغنی ۵/۴۱۔

(۲) المبسوط: ۱۵/۸۴؛ البھجۃ شرح التحفۃ: ۲/۲۱۷؛ الحاوي الکبیر: ۹/۱۱۳؛ المغنی: ۷/۱۷۹۔

(۳) بدائع الصنائع: ۷/۵۱۷؛ حاشیہ الدسوقی: ۳/۳۵۳؛ تحفۃ المحتاج: ۵/۲۹۲؛ الفروع: ۴/۴۰۳۔

noorcentre.com

سرمائے کی حفاظت کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ تکافل کی بنیاد پر انشورنس شرکاء کے مابین تبرّع کا التزام ہے، اور یہ عقدِ معاوضہ نہیں ہے۔ اور اس کی غرض شرکاء کے مابین تعاون ہے، لہٰذا اس میں وہ شرعی خرابیاں نہیں پائی جاتیں جو تجارتی انشورنس میں پائی جاتی ہیں۔

- منتظم پر رجوع کے حق کے بغیر کسی تیسرے فریق کی طرف سے نقصان برداشت کرنے کے التزام کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ شرعاً اس التزام کی تخریج التزام بالتبرّع کی بنیاد پر کی جائے گی۔ یہ شرعاً جائز ہے، جبکہ التزام کرنے والا منتظم سے الگ حیثیت کا حامل ہو، تاکہ اس التزام کا نتیجہ منتظم کو ضامن بنانے کی صورت میں نہ نکلے۔
- محفوظے [reserves] کی کٹوتی کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ تمام فریقوں کی رضامندی سے سرمایہ کاروں کے لیے سرمایہ کاری کے مالی مرکز کی تقویت کی مصلحت ثابت کرتی ہے۔ اور یہ کٹوتی منتظم کے حصہ سے نہیں ہوگی، کیونکہ خسارہ کا ضمان ارباب الاموال پر ہے، منتظم پر نہیں ہے۔
- سرمایہ کاری کے اثاثوں میں تنوع پیدا کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ تنوع سرمایہ کاروں کی مصلحت کو ثابت کرتا ہے، اور یہ ایک عقد میں مختلف عقود کو جمع کرنے کی قبیل سے نہیں ہے، کیونکہ ہر عقد دوسرے سے الگ مستقل طور پر انجام پاتا ہے، اس طرح کہ منتظم اصل سرمائے کو بعض اجزاء میں تقسیم کرتا ہے اور ہر جزء کی سرمایہ کاری مستقل طور پر الگ عقد یا سرمایہ کاری کے الگ اصول کے تحت کرتا ہے جو اصل سرمائے کے دوسرے جز کی سرمایہ کاری سے مختلف ہوتا ہے، اور اس کی غرض خطرات کو کم کرنا اور آمدنی میں تنوع پیدا کرنا ہے۔ ان عقود کے ضوابط کے سلسلہ میں ان کے شرعی معیارات دیکھ لیے جائیں۔
- مؤجل عقود میں رہون اور ضمانات لینے کے جواز کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾[1] (اور اگر تم سفر پر ہو اور تمہیں کوئی لکھنے والا نہ ملے تو (ادائیگی کی ضمانت کے طور پر) رہن قبضے میں رکھ لیے جائیں)۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(۱)　سورۃ البقرۃ: ۲۸۳۔

noorcentre.com

﴿وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾[1] (اور جو شخص اُسے لاکر دے گا، اُس کو ایک اُونٹ کا بوجھ (انعام میں) ملے گا، اور میں اس (انعام کے دِلوانے) کی ذمہ داری لیتا ہوں)۔ ربّ المال کی عائد کردہ مشروع شرائط کی خلاف ورزی کی حالت میں منتظم کو ضامن قرار دینے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾[2] (اے ایمان والو! معاہدوں کو پورا کرو)۔ اور معاہدہ پورا کرنے میں اس کے ساتھ کی شرائط کو پورا کرنا بھی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد: «المسلمون علی شروطهم»[3] (مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں)۔ اور ان کی خلاف ورزی منتظم کی ایک طرح کی تعدی شمار کی جائے گی، لہٰذا اس پر مرتب ہونے والا ضمان منتظم پر واجب ہوگا۔

اصل سرمائے کی حفاظت کے شرعاً حرام وسائل

- منتظم پر رجوع کے حق کے ساتھ کسی تیسرے فریق کی طرف سے سرمایہ کاری کے منتظم کے لیے مطلقاً۔ یعنی تعدی یا کوتاہی کی قید کے بغیر۔ نقصان برداشت کرنے کے التزام کی حرمت کی دلیل یہ ہے کہ اس شرط کا نتیجہ منتظم کو ضامن قرار دینا ہے جو کہ شرعاً حرام ہے۔
- جن اثاثوں کی سرمایہ کاری کی گئی ہو، قیمتِ اسمیہ یا ابتداء میں طے شدہ قیمت پر منتظم کے ان کی خریداری کے التزام کی حرمت کی دلیل یہ ہے کہ اس شرط کا نتیجہ منتظم کے التزام کی صورت میں نکلتا ہے کہ وہ ان اثاثوں کی قیمت میں نقصان یا کمی کو برداشت کرے گا، اور یہ شرعاً حرام شرط ہے، اس کی

(۱) سورۃ یوسف: ۷۲۔

(۲) سورۃ المائدۃ: ۱۔

(۳) امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے (۱۲۷۲) کتاب الاحکام، باب ما ذکر عن رسول اللہ ﷺ فی الصلح میں اس کی تخریج کی ہے۔ اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے حدیث نمبر ۳۱۲۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کتاب الاقضیہ، باب فی الصلح میں اس کی تخریج کی ہے۔ اور دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے «ما وافق الحق» کی زیادتی کے ساتھ ۳/۲۔ اور یہ اپنے مجموعی طرق کے لحاظ سے صحیح حدیث ہے۔ تغلیق التعلیق: ۲۸۰/۳، فتح الباری: ۴۵۱/۴۔

وجہ گذر چکی ہے۔

noorcentre.com

- کسی تیسرے فریق کے التزامِ ضمان کی حرمت کی دلیل جس کے مقابلہ میں وہ اجرت وصول کرے گا، اس کا غررِ فاحش پر مشتمل ہونا ہے کیونکہ عقد کے وقت خسارہ کی مقدار مجہول ہے، اور اس لیے کہ یہ ضمان پر اجرت لینے کی قبیل میں سے ہے۔
- خیارات (options)، مستقبلیات (futures) اور مؤقت تبادلوں (swaps) کی بیوع کے عدمِ جواز کی دلیل کے سلسلہ میں معیارِ شرعی نمبر (۲۰) دیکھ لیا جائے۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

منتظم کی طرف سے زیادتی

ضمان واجب کرنے والی زیادتی یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جس کے کرنے کا شریعت، عقد یا عرف کے تقاضوں کے مطابق اسے اختیار نہیں ہے۔

منتظم کی کوتاہی

ضمان واجب کرنے والی کوتاہی یہ ہے کہ وہ کسی ایسے کام کو چھوڑ دے جس کا کرنا شریعت، عقد یا عرف کے تقاضوں کے مطابق اس پر واجب ہے۔

noorcentre.com

وکالت برائے سرمایہ کاری

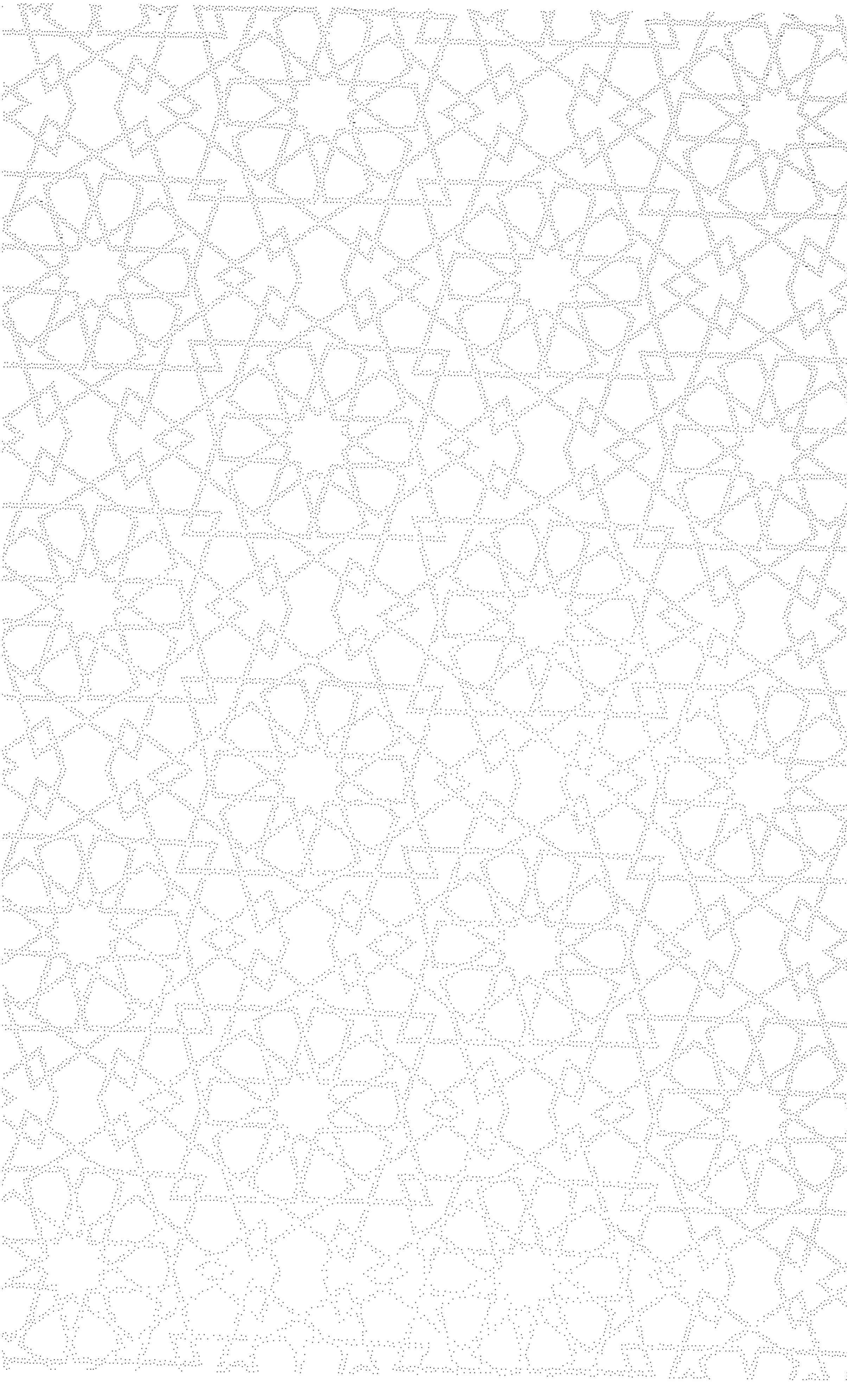

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۱۶۲

معیار کا متن ۱۱۶۳

۱-معیار کا دائرۂ کار ۱۱۶۳

۲-وکالت برائے سرمایہ کاری کی تعریف اور اس کی مشروعیت ۱۱۶۳

۳-وکالت برائے سرمایہ کاری کے ارکان اور اس کی اہم اقسام ۱۱۶۳

۴-وکالت برائے سرمایہ کاری کی نوعیت ۱۱۶۴

۵-وکالت کی اجرت ۱۱۶۴

۶-سرمایہ کاری کا مبلغ، اس کی مدت اور اس کے منافع ۱۱۶۵

۷-سرمایہ کاری کے وکیل کا ضمان ۱۱۶۶

۸-عقد کے حکم اور اس کے حقوق کا تعلق ۱۱۶۶

۹-جس معاملے میں وکیل بنایا گیا ہے، اس میں سرمایہ کاری کے وکیل کا کسی دوسرے کو وکیل بنانا ۱۱۶۷

۱۰-وکالت برائے سرمایہ کاری کو مقید کرنا ۱۱۶۷

۱۱-وکالت برائے سرمایہ کاری کے احکام ۱۱۶۸

۱۲-وکالت برائے سرمایہ کاری کی جدید تطبیقات ۱۱۶۸

۱۳-معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۷۰

معیار کی منظوری ۱۱۷۱

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۷۲

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۷۴

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد وکالت برائے سرمایہ کاری کے اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] سے متعلق احکام، اس کے درست ہونے کی شرائط، اس کے احوال، اثرات اور جدید تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار وکالت برائے سرمایہ کاری کے مختلف دائرہ ہائے کار، مؤکل اور وکیل کی اہلیت اور ذمہ داریوں پر مشتمل ہے۔ یہ معیار عمومی معاملات کے وکیل یا غیر مجاز وکیل (فضولی) پر مشتمل نہیں کیونکہ ان کے لیے علیحدہ شرعی معیار (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف" موجود ہے۔

۲- وکالت برائے سرمایہ کاری کی تعریف اور اس کی مشروعیت

۲/۱ وکالت برائے سرمایہ کاری سے مراد کسی شخص کا دوسرے شخص کو اپنے مال کے اضافہ کے لیے بامعاوضہ یا بلا معاوضہ اپنا نائب یا وکیل بنانا ہے۔

۲/۲ وکالت برائے سرمایہ کاری شرعی قواعد کی پابندی کے ساتھ جائز ہے۔

۳- وکالت برائے سرمایہ کاری کے ارکان اور اس کی اہم اقسام

۳/۱ وکالت برائے سرمایہ کاری کے ارکان: ایجاب وقبول، موضوعِ وکالت اور دونوں فریق [وکیل ومؤکل]۔ ان ارکانِ وکالت کی شرائط کی تفصیلات شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف" میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

۳/۲ وکالت کو معلق کرنا اور اسے مستقبل کی طرف منسوب کرنا اور جائز شرائط کے ساتھ اسے مشروط کرنا جائز ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"۔

۳/۳ وکالت برائے سرمایہ کاری کو کسی خاص سرمایہ کاری یا کسی متعیّن جگہ یا دیگر قیودات کے ساتھ خاص کرنا جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری میں تو کوئی قید نہ لگائی جائے لیکن یہ عرف اور مؤکل کی مصلحت کے ساتھ مقیّد ہو۔

noorcentre.com

۴/۳ جب وکالت مقید ہو تو کسی ایک فریق کے لیے جائز نہیں کہ وہ وکالت کی قیود کو یکطرفہ طور پر تبدیل کر دے۔ وکالت کی اقسام کے بارے میں معیارِ شرعی نمبر ۲۳ دیکھا جا سکتا ہے۔

۴- وکالت برائے سرمایہ کاری کی نوعیت

۱/۴ وکالت برائے سرمایہ کاری اداروں کی تطبیقات میں ایک عقدِ لازم کے طور پر ہوتی ہے، چاہے وہ اجرت کے ساتھ ہو یا بلا اجرت ہو، کیونکہ اس میں دونوں فریق مقررہ مدت تک وکالت ختم نہ کرنے پر متفق ہوتے ہیں۔

۲/۴ معاہدے میں یہ شرط باہمی اتفاق سے طے کی جا سکتی ہے کہ خصوصی حالات میں کوئی ایک فریق یکطرفہ طور پر بھی وکالت ختم کر سکے گا۔

۳/۴ وکالت کی مدت مکمل ہو جانے کا اثر صرف اتنا ہوتا ہے کہ وکیل کسی نئی سرمایہ کاری میں داخل نہیں ہو سکے گا، سابقہ معاملات کے اثرات کو ختم کرنا ضروری نہیں ہے۔

۵- وکالت کی اجرت

۱/۵ اگر وکالت کی اجرت ہو تو اسے اس طرح طے کیا جائے کہ وہ دونوں فریقوں کو معلوم ہو، چاہے وہ کوئی مقررہ رقم ہو یا سرمایہ کاری کی رقم کا کوئی تناسب ہو۔ اس اجرت کو کسی ایسے اشاریے سے مربوط کرنا بھی جائز ہے جو دونوں فریقوں کو معلوم ہو اور سرمایہ کاری کے ہر دورانیہ سے پہلے اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ شرط یہ ہے کہ سرمایہ کاری کے پہلے دورانیہ کی اجرت تو طے شدہ ہو اور اس اشاریہ کی اعلیٰ اور ادنیٰ حدود مقرر کر دی جائیں۔

۲/۵ اگر اجرت طے نہ کی جائے اور وکیل ایسا ہو کہ وہ اجرت کے بغیر کام نہیں کرتا ہو، جیسے ادارے، تو اس صورت میں اجرتِ مثل کو معیار بنایا جائے گا۔ اسی طرح اگر وکیل کام شروع کر کے مؤکل کے لیے قابلِ نفع [مرحلہ] حاصل کرنے کے بعد کام مکمل نہ کرے تب بھی اجرتِ مثل ہی کو دیکھا جائے گا۔

۳/۵ مؤکل پر واجب ہے کہ وہ وکیل کو مقررہ وقت پر طے شدہ طریقے کے مطابق اجرت ادا

کرے۔

noorcentre.com

۴/۵ یہ جائز ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری میں وکیل کے لیے اجرت کے ساتھ متوقع نفع سے بڑھ کر حاصل ہونے والی رقم کو مکمل یا جزوی طور پر طے کردی جائے تاکہ اس کی حسنِ کارکردگی کے صلے میں حوصلہ افزائی کی جاسکے۔

۶- سرمایہ کاری کی مقدار، مدت اور منافع

۱/۶ سرمایہ کاری کی مقدار اور اس کی مدت کو طے کیا جائے، چاہے یہ سرمایہ یکمشت دیا جائے یا قسطوں میں ادا کیا جائے۔

۲/۶ سرمایہ کاری سے متعلق تمام اخراجات مؤکل کی ذمہ داری ہیں، مثلاً نقل وحمل، حفاظت، محصولات، دیکھ بھال اور انشورنس۔ وکیل کو ان اخراجات کا پابند بنانا یا ان کی ادائیگی کو سرمایہ کاری کے نتائج تک مؤخر کرنا یا ان نتائج سے مربوط کرنا جائز نہیں ہے۔ وکیل اگر شخص معنوی ہو تو اپنے ملازمین اور آلات کے تمام اخراجات برداشت کرے گا۔

۳/۶ وکیل کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سرمایہ کاری کی رقم کے موصول ہونے سے پہلے ہی مؤکل کی اجازت سے سرمایہ کاری شروع کردے، اس کی صورتیں درجِ ذیل ہیں:

۱/۳/۶ ادھار خریداری کرکے مؤکل کے ذمہ ادھار کرلے۔

۲/۳/۶ وکیل اپنے ہی مال سے خریداری کے لیے قرض دے دے۔

۴/۶ اگر وکیل اپنے مال سے سرمایہ کاری کی غرض سے خریداری کے لیے ادھار دے تو یہ قرضِ حسن شمار ہوگا اور قرض دہندہ [وکیل] کے لیے اس قرض کی بنیاد پر کوئی نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ اپنے عمل کے عوض قرض کی رعایت کے بغیر انعام کا مستحق ہے۔

۵/۶ حاصل ہونے والا کل نفع مؤکل ہی کا ہوگا، سوائے اس کے کہ نفع کی کوئی متوقع مقدار طے کردی گئی ہو اور اس سے زائد مقدار کا وکیل بطور انعام مکمل یا جزوی طور پر مستحق ہو، اور یہ متعین اجرت کے علاوہ ہو۔

noorcentre.com

۶/۶ مؤکل کی اجازت سے وکیل کے لیے جائز ہے کہ وہ نفع کا ایک حصہ الگ کردے تاکہ نفع کو یکساں رکھنے کے لیے محفوظہ (reserve) مخصوص کیا جاسکے جو کہ مؤکل کی مصلحت ہی کے لیے ہو۔

۷/۶ تصفیہ کے وقت محفوظہ (reserve) کے اثاثے مؤکل کو واپس ملیں گے، تاہم جس دورانیہ میں محفوظہ علیحدہ کیا جاتا رہا، اس دورانیہ کے لیے وکیل کی طے شدہ اجرت اور انعام پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیے۔

۷- سرمایہ کاری کے وکیل کا ضمان

۱/۷ سرمایہ کاری کے وکیل کا قبضہ بطورِ امانت ہوتا ہے، لہٰذا وہ کسی زیادتی یا کوتاہی یا وکالت کی شرائط وقیودات کی خلاف ورزی کے بغیر ضامن نہیں ہوگا۔ تاہم یہ خلاف ورزی اگر مؤکل کے بہتر مفاد میں کی گئی ہو تو اس میں بھی ضمان نہیں آئے گا، مثلاً طے شدہ قیمتِ فروخت سے زائد قیمت پر بیچنا۔ درجِ بالا ضمان آنے کی صورتوں میں بھی نقصان ہونے پر ضمان صرف اصل لگے ہوئے سرمایہ ہی تک محدود رہے گا، وکیل متوقع نفع کا ضامن نہیں ہوگا، چاہے مال کو اُسی وقت سرمایہ کاری میں لگایا گیا ہو یا کچھ تاخیر سے لگایا گیا ہو یا اس مال کو سرے سے سرمایہ کاری میں لگایا ہی نہ ہو۔

۲/۷ مؤکل کے بہتر مفاد میں خلاف ورزی کی گئی ہو تو اس کی وجہ سے حاصل ہونے والا نفع یا قیمت میں اضافہ مؤکل ہی کا ہوگا، بشرطیکہ وکیل کے لیے اگر انعام [incentive] طے کیا گیا ہو تو اس [خلاف ورزی] کی وجہ سے اُس [انعام] میں کمی نہیں کی جائے گی۔

۸- عقد کے حکم اور اس کے حقوق کا تعلق

عقد کا حکم (یعنی اس کے نتائج، جیسے ملکیت کا منتقل ہونا اور عوض کا حق حاصل ہونا) مؤکل سے متعلق ہوتا ہے۔ البتہ جہاں تک عقد کے حقوق کا تعلق ہے، جیسے عوض کا مطالبہ کرنا، یا اس پر قبضہ کرنا تو وہ وکیل سے متعلق ہیں۔

۹- جس معاملے میں وکیل بنایا گیا ہے، اس میں وکیل کا کسی دوسرے کو وکیل بنانا

noorcentre.com

۱/۹ سرمایہ کاری وکیل کے لیے جائز نہیں کہ سرمایہ کاری کے اصل معاملے میں کسی دوسرے کو وکیل بنائے، سوائے ان معاملات کے جو اس کے عمل سے باہر ہوں یا اس کے یا اس کے ملازمین کے لیے سخت دشوار ہوں یا مؤکل نے اس کو وکیل بنانے کی اجازت دی ہو۔

۲/۹ وکیل کا وکیل (جسے مؤکل کی اجازت سے وکیل نے وکیل بنایا ہو) خود وکیل کے معزول کرنے سے معزول نہیں ہوتا لیکن موکل کے معزول کرنے سے وہ معزول ہو جائے گا۔ البتہ اگر مؤکل نے وکیل سے یوں کہا ہو کہ اپنی نیابت کے لیے کسی اور کو وکیل بنالو یا اسے وکیل بنانے کی عام اجازت دی ہو تو وکیل بھی اپنے بنائے ہوئے وکیل کو معزول کر سکتا ہے۔

۱۰- وکالت برائے سرمایہ کاری کو مقیّد [restrict] کرنا

۱/۱۰ اگر وکالت برائے سرمایہ کاری میں یہ شرط لگادی جائے کہ وکیل ہر مرتبہ سرمایہ کاری کرنے سے پہلے مؤکل سے اجازت لے گا تو اس شرط کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ اگر اس نے اس کے خلاف کیا اور نقصان ہو گیا تو وکیل کو یہ نقصان برداشت کرنا ہوگا۔

۲/۱۰ اگر وکالت برائے سرمایہ کاری کو ایسی سرمایہ کاری کے ساتھ مقیّد کر دیا گیا ہو جس کا نفع ایک متعین شرح سے کم نہیں ہوتی، اور وکیل کو اتنا نفع دینے والے سرمایہ کاری کے مواقع نہیں مل رہے ہوں تو اس پر لازم ہے کہ وہ مؤکل سے رجوع کرے۔ اگر اس نے مقررہ شرحِ نفع سے کم نفع والے مواقع میں سرمایہ کاری کر دی اور مقررہ شرحِ نفع سے کم نفع ہوا تو وکیل اس حاصل شدہ نفع اور نفعِ مثل [یعنی بازار کے عرف میں اس قدر سرمایہ کاری پر جو نفع حاصل ہوتا ہے] کے فرق کو پورا کرنے کا ضامن ہوگا، لیکن وہ مقررہ شرحِ نفع کا ضامن نہیں ہوگا جس سے سرمایہ کاری کو مقیّد کیا گیا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"، شق ۲/۳/۶۔

noorcentre.com

۱۱- وکالت برائے سرمایہ کاری کے احکام

اگر وکالت برائے سرمایہ کاری میں وکیل سرمایہ کو اپنے مال یا اپنے زیر انتظام اموال کے ساتھ ملا دے، تو وہ اس مخلوط مال سے خریدے ہوئے اثاثہ جات میں سے کوئی اثاثہ اس وقت تک اپنے لیے نہیں خرید سکتا ہے جب تک کہ وکالت برائے سرمایہ کاری کے اموال سے وکیل کی طرف ملکیت اور ضمان کی منتقلی ثابت کرنے والے نوٹسوں کا تبادلہ نہ ہو، اور ایسا کرنا سرمایہ کاری کے اکاؤنٹس میں دشوار ہے۔ دیکھیے شق ۲/۱/۷ اور شق ۳/۱/۷، اسی طرح دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"۔

۱۲- وکالت برائے سرمایہ کاری کی جدید تطبیقات

۱/۱۲ غیر مقید وکالت کے اموال کو مالِ مضاربت یا وکیل کے مال کے ساتھ ملا دینا

وکالت برائے سرمایہ کاری کی رقم کو مالِ مضاربت (سرمایہ کاری کے اکاؤنٹس) سے ملا کر سرمایہ کاری کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اس رقم کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا جیسے کسی رب المال نے [مزید] رقم دی ہو، یا مالکان حصص اُن حسابات سے مخلوط (اپنا) سرمایہ پیش کریں۔ (وکالت برائے سرمایہ کاری فنڈ) کو حساب النمر (daily weighted average) کے حساب سے نفع کا استحقاق ہوگا، جیسا کہ فنڈ کے علاوہ اموالِ مضاربت اور مالکان حصص کی طرف سے ملائے ہوئے اموال (حساب النمر سے نفع کا استحقاق رکھتے ہیں)۔ وعاءِ مضاربت سے حاصل ہونے والا وکالت کے اموال کا تمام نفع مؤکلین کا ہوگا اور وکیل اپنی اجرت اور انعام (incentive) کا حقدار ہوگا اگر طے ہو، اور مالِ مضاربت کے اکاؤنٹس کی سرمایہ کاری کرنے پر وکیل کو ان اکاؤنٹس کا نفع نہیں ملے گا۔

۲/۱۲ زیر استعمال سرمایہ [working capital] کی تمویل کے لیے وکالت برائے سرمایہ کاری[1]

وکالت برائے سرمایہ کاری اوور ڈرافٹ کا متبادل بن سکتی ہے، اس کی صورت یوں ہے کہ

(۱) یہ اوور ڈرافٹ کا متبادل ہے، اور اس کی تطبیق میں باریک حسابات کی پابندی ضروری ہے۔

ادارے سے گاہک جو رقم نکالے، اسے ادارہ کی طرف سے گاہک کے سرمایہ
noorcentre.com
[working capital] کی تمویل میں حصہ ڈالنا اعتبار کیا جائے اور یہ رقم [ادارے کا]عملیاتی سرمایہ میں ایک غیر منقسم و غیر معین حصہ بن جائے۔ گاہک کے لیے جائز ہے کہ وہ نکالی گئی رقم سے اپنے معاملات سے پیدا ہونے والی مالی ذمہ داریوں اور ملازمین کی تنخواہوں کو اداکرے۔ گاہک اپنے عمل کی اجرت اور اپنے مال کے نفع کا حق دار ہو گا۔ دونوں فریق [ادارے کا گاہک کو] وکیل بنانے کے بعد سے ہونے والے نقصان کو سرمایہ کاری میں اپنے اپنے حصے کے بقدر برداشت کریں گے۔ اگر گاہک کے سودی قرض یا کھاتے ہوں تو ادارے [کے لیے ضروری ہے کہ وہ] شرط لگادے کہ گاہک ہی ان کا تنہا ذمہ دار ہے۔

جب سرمایہ کاری کی ضرورت پوری ہوجائے تو دونوں فریق اس تعلق کو تقسیم کی بنیاد پر ختم کر سکتے ہیں یا وہ دونوں اس وقت اس پر اتفاق کرلیں کہ ایک فریق دوسرے فریق کا حصہ خرید لے۔

۱۲/۳ اداروں کا روایتی بینکوں کو سرمایہ کاری کا وکیل بنانا یا اس کے برعکس معاملہ کرنا

۱۲/۳/۱ ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ روایتی بینک کو سرمایہ کاری کے لیے وکیل بنائے بشرطیکہ وہ صرف ایسے شرعی عقود کو استعمال کریں جن پر اداروں کے مجالسِ شرعی نے اعتماد کیا ہو، اور روایتی بینک کی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری اور تمویل کے شرعی طریقے بھی ہوں جن کی نگرانی اور شریعہ آڈٹ کیا جائے اور اس کے علاوہ اس کے علاوہ نگراں اداروں کے ساتھ کوئی تضادات بھی نہ ہوں۔

۱۲/۳/۲ اداروں کے لیے جائز ہے کہ وہ روایتی بینک کے سرمایہ کو اپنے مجالسِ شرعی سے منظور شدہ معاملات میں وکالت برائے سرمایہ کاری کے لیے قبول کرے بشرطیکہ وہ عقد ہر ممنوع شرط اور قید سے خالی ہو۔

noorcentre.com

۱۲/۴ قابلِ وصول رقم کے حصول سے پہلے وکالت برائے سرمایہ کاری کی مدت کا مکمل ہو جانا

واجب الوصول رقموں کے حصول سے پہلے اگر وکالت کی مدت پوری ہو جائے اور وکالت کی تجدید پر اتفاق بھی نہ ہو سکے تو واجب الوصول رقموں کی وصولیابی اور مدیونین یا ان لوگوں کے ٹال مٹول کرنے کی صورت میں جن کے ساتھ سرمایہ کاری کی گئی ہے، ان کے خلاف مناسب اقدامات کرنا وکیل کی ذمہ داری ہے۔ اس صورت میں وکیل اس وصولیابی پر کسی اجرت کا حق دار نہیں، الّا یہ کہ اس کے خلاف طے ہو جائے۔ وکیل کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ وصول ہونے والے فنڈز کو ذاتی استعمال میں لائے یا دوبارہ سرمایہ کاری میں لگائے۔ اسی طرح وکیل پر یہ بھی واجب نہیں کہ وصولیابی سے پہلے اپنے مال سے یا قرض لے کر یا تورُّق سے سرمایہ حاصل کر کے مؤکل کو اس کی واجب الوصول رقمیں ادا کرے۔

۱۲/۵ اگر وکالت باہمی اتفاق سے ختم کر دی جائے یا کوئی فریق وکالت کو ختم کرنے کا اپنا حق استعمال کرے یا واجب الادا رقموں کی قبل از وقت ادائیگی کرنی پڑ جائے تو سرمایہ کاری کے دورانیہ کے تناسب سے وکیل کے انعام [incentive] میں اسی کے بقدر کمی کرنے میں کوئی ممانعت نہیں۔

۱۳- معیار کے اجرا کی تاریخ

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو اپنے تیسویں اجلاس منعقدہ بحرین میں شرعی معیار "وکالت برائے سرمایہ کاری" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۲۳ محرم ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰ جنوری ۲۰۰۹ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے وکالت برائے سرمایہ کاری کی شرعی مطالعاتی رپورٹ تیار کرنے کے لیے شرعی مشیر کو مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۱۰ء کو بحرین میں میں اس شرعی مطالعاتی رپورٹ پر بحث کی اور ضروری ترامیم کا اضافہ کیا۔

ترمیم شدہ شرعی مطالعاتی رپورٹ مجلسِ شرعی کے سامنے اس کے اٹھائیسویں اجلاس میں پیش کی گئی جو بحرین میں ۱۴ - ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰ - ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۰ء میں منعقد ہوا۔ مجلس نے جن تبدیلیوں کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر دیا۔

ترمیم شدہ شرعی مطالعاتی رپورٹ مجلسِ شرعی کے سامنے اس کے انتیسویں اجلاس میں پیش کی گئی جو مکہ مکرمہ میں ۲۸ - ۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۳ - ۵ مارچ ۲۰۱۱ء میں منعقد ہوا۔ مجلس نے جن تبدیلیوں کو مناسب سمجھا انہیں شامل کر دیا۔

مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۱ء بحرین میں جنرل سیکرٹریٹ نے جلسۂ سماعت منعقد کیا۔ جلسہ میں پیش کی گئیں تمام آراء کو سنا گیا اور شرعی معیارات کی کمیٹی کے نمائندوں نے تمام سوالات کے جواب دیے اور ان پر اپنے تاثرات بھی لکھے۔

مجلسِ شرعی نے اپنے تیسویں اجلاس منعقدہ بحرین بتاریخ ۲۴ - ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ - ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء میں جلسۂ سماعت کے شرکاء کی ترامیم پر بحث کی اور جن ترامیم کو مناسب سمجھا انہیں اس میں شامل کیا اور معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے مدینہ منورہ میں منعقدہ اپنے اجلاس بتاریخ ۳۰ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۷ جون ۲۰۱۵ء معیار کا جائزہ لیا، بحث و تمحیص کے بعد مجلس نے نظرِ ثانی سے متعلق بعض ترامیم کو مناسب سمجھ کر شامل کرلیا اور معیار کی ترمیم شدہ موجودہ صورت میں منظور کرلیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- وکالت برائے سرمایہ کاری اور سادہ وکالت کے درمیان فرق کی دلیل یہ ہے 'وکالت برائے سرمایہ کاری' مال میں اضافہ کے لیے ہوتی ہے اور یہ مضاربہ اور مشارکہ کی طرح ہے، بس اتنا فرق ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری اجارہ کے مشابہ ہے جبکہ مضاربہ اور مشارکہ شرکت کے قبیل سے ہیں۔ سادہ وکالت تو محدود اعمال کی وکالت ہوتی ہے، مثلاً ادائیگی کرنا، وصولی کرنا۔ حتی کہ اگر خرید و فروخت کی بھی وکالت ہو، جیسا کہ گاہک کو مرابحہ میں وکیل بنایا جاتا ہے، تب بھی اس کا مقصد ادارے کے مفاد میں ملکیت حاصل کرنا ہوتا ہے نہ کہ سرمایہ کاری کرنا۔
- وکالت برائے سرمایہ کاری کے جواز کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یتیم کے مال کو تجارت میں لگاؤ، کہیں زکوٰۃ اس کھا ہی نہ جائے''۔[1] اس کے علاوہ متعدد آیات روزی کو تلاش کرنے اور اس سلسلے میں کوشش اور کمانے کی ترغیب دیتی ہیں۔
- وکالت برائے سرمایہ کاری کے لازم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ محدود مدت کے ساتھ طے ہوتی ہے، یعنی دونوں فریق اس بات کا معاہدہ کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو یک طرفہ طور پر ختم نہیں کیا جاسکے گا سوائے ان مخصوص حالات کے جنہیں بطورِ شرط لکھ دیا گیا ہے۔
- متوقع نفع سے زائد نفع کو سرمایہ کاری کے وکیل کے لیے خاص کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ مشروط ہدیہ اور ایک ترغیبی انعام ہے۔
- اگر وکالت کو کسی خاص شرحِ نفع کے ساتھ مشروط کردیا جائے اور وکیل اس شرط کی خلاف ورزی کرے

---

(۱) اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے، امام عراقی نے اسے صحیح حدیث اور امام ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیثِ حسن قرار دیا ہے۔ فیض القدیر ۱/۱۰۸)۔ مؤطا امام مالک میں اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک موقوف بتایا گیا ہے۔

اور اس سے کم شرحِ نفع والی سرمایہ کاری کرے تو وکیل اس فرق کا ضامن ہوگا جو حاصل شدہ نفع اور نفعِ
noorcentre.com
مثل و مشروط نفع میں سے کم نفع کے درمیان ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وکیل نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے۔ وکیل سرمایہ کاری میں مشروط شرحِ نفع کا ضامن نہیں ہوگا اگر وہ نفعِ مثل سے زائد ہو، کیونکہ یہ لوگوں کا مال ناحق کھانے کے مترادف ہے۔ دیکھے المغنی ۱۳۵/۵۔

- مالِ وکالت کو مضاربہ فنڈ میں لگانے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری کے عموم میں یہ معاملہ بھی شامل ہوسکتا ہے۔
- مالِ وکالت کو مضاربہ فنڈ میں لگانے کی صورت میں وکیل کو مضاربت کے نفع کے بجائے صرف وکالت کی اجرت ملنے کی دلیل یہ ہے کہ وکیل اور مؤکل کے درمیان معاہدہ وکالت ہی کا ہوا تھا، مضاربت کا نہیں ہوا تھا۔ اگر وکیل نے وکالت کی بنیاد پر مضاربہ فنڈ میں سرمایہ کاری کی ہے تب بھی مؤکل کو حاصل ہونے والا نفع اس فنڈ سے ہی حاصل ہوا ہے، وکیل سے بحیثیتِ وکیل سے نفع حاصل نہیں ہوا ہے۔

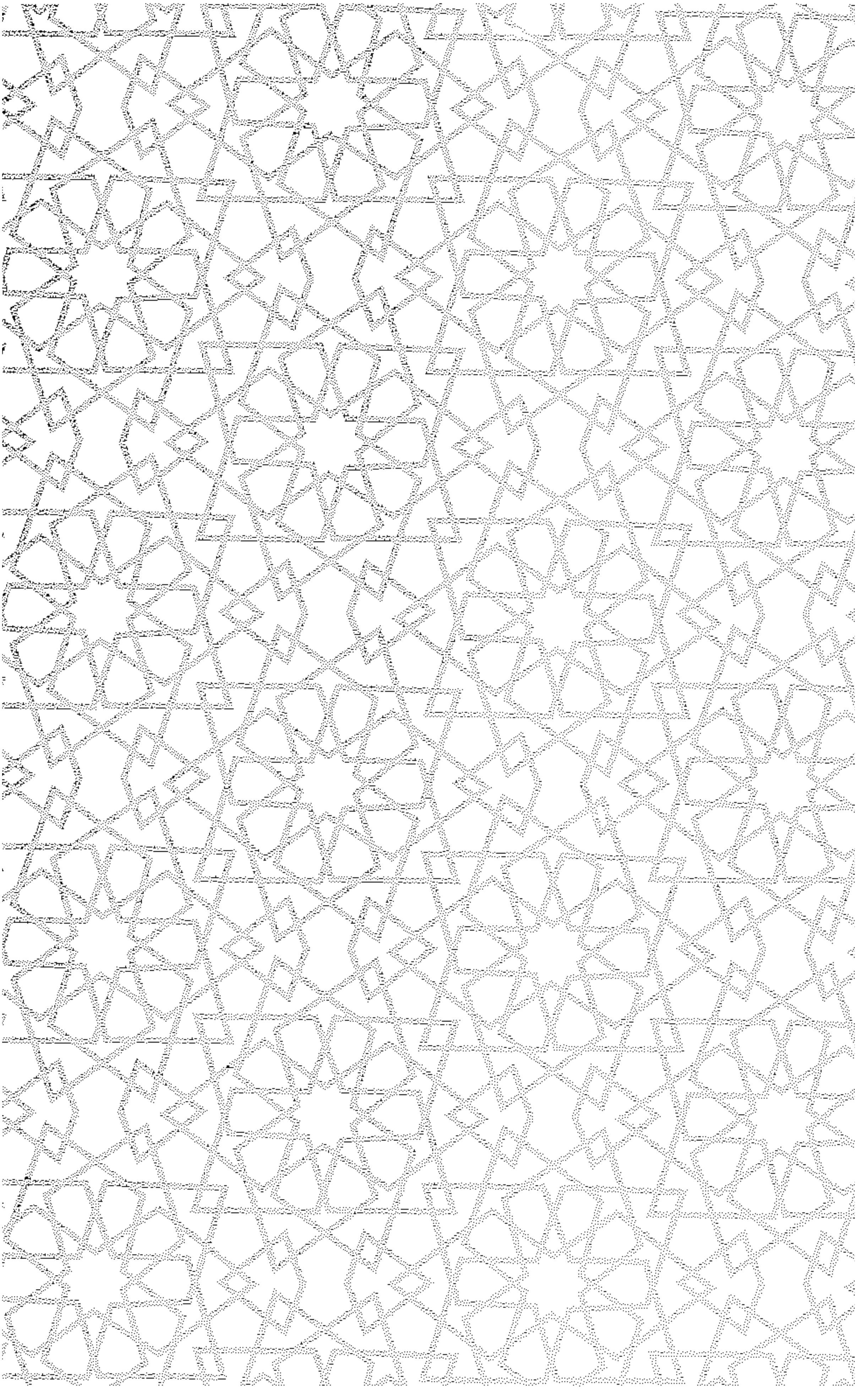

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۴۷)

مالیاتی معاملات میں نفع کے تعیّن کے اصول

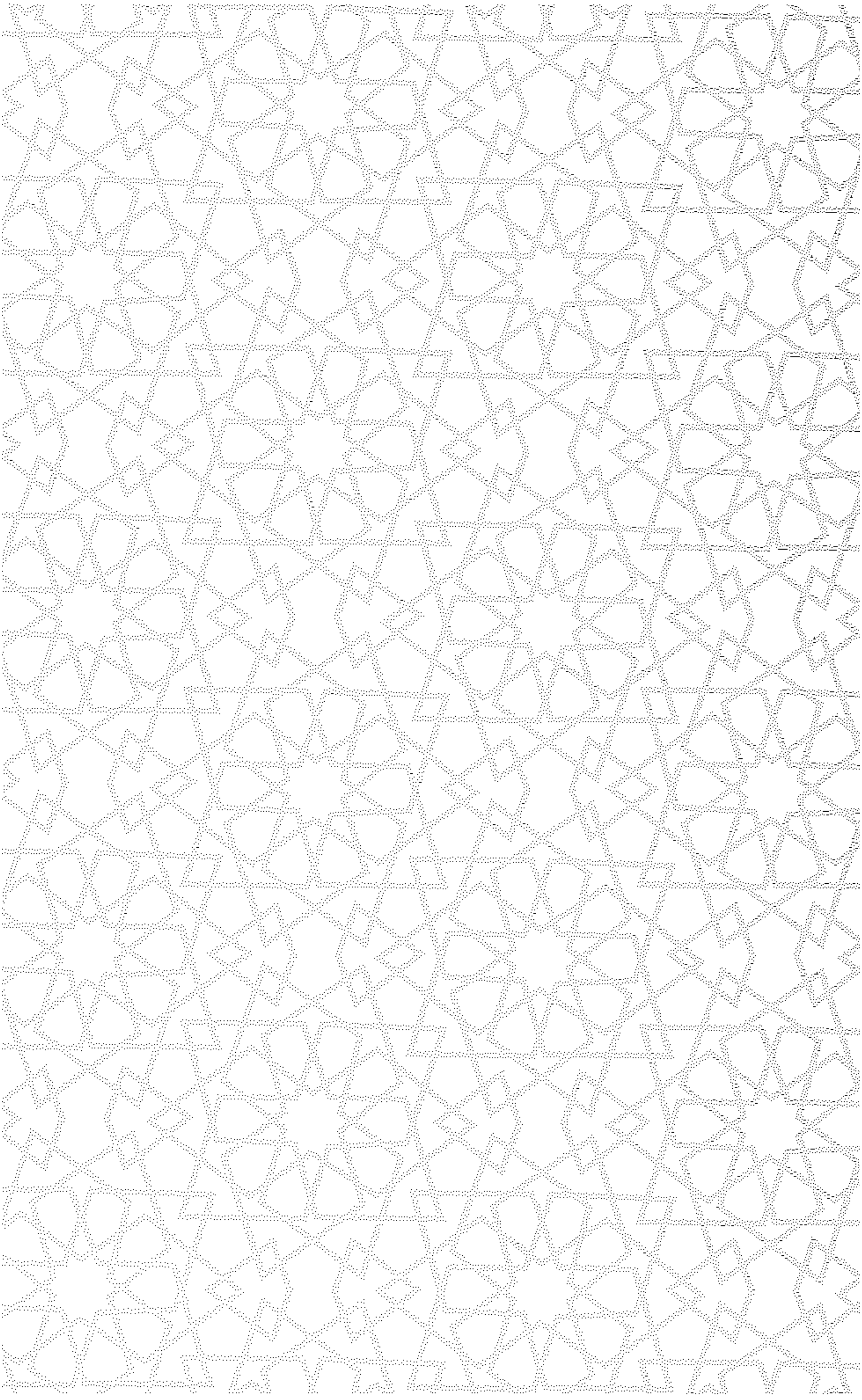

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۱۸۰

معیار کا متن ۱۱۸۱

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۱۸۱

۲- جائز اور ناجائز نفع ۱۱۸۱

۳- معاملات میں نفع کے تناسب کی حد بندی ۱۱۸۱

۴- فوری قیمت کے مقابلہ میں ادھار قیمت میں نفع کا زیادہ ہونا ۱۱۸۲

۵- نفع کا تعین رقم یا تناسب کی صورت میں کرنا ۱۱۸۲

۶- مضاربت کی بنیاد پر ہونے والے مالیاتی معاملات میں نفع کی تقسیم کے لیے متعدد شرح یا تناسب طے کرنا ۱۱۸۲

۷- ادھار معاملات میں نفع کی تقسیم ۱۱۸۳

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۸۴

معیار کی منظوری ۱۱۸۵

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۱۸۶

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۱۸۷

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۱۸۸

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں[1] میں ہونے والے معاملات میں نفع کے حساب اور اس کو تقسیم کرنے کے طریقِ کار کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار نفع، اس کے جواز، احکامات، اس کے حساب اور تقسیم کی حد بندی اور اسلامی مالیاتی اداروں میں ہونے والے تمویل اور سرمایہ کاری کے معاملات میں نفع کے استحقاق کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس معیار میں سرمایہ کاری کھاتوں میں نفع کی تقسیم کو بیان نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اس کا الگ مخصوص معیار ہے۔

۲- جائز اور ناجائز نفع

۲/۱ جائز نفع وہ ہے جو کسی جائز سرگرمی کے نتیجہ میں حاصل ہو، جیسے وہ خرید و فروخت، کرایہ داری اور شرکت جو شرعی اصولوں کے مطابق ہو۔

۲/۲ ناجائز نفع وہ ہے جو کسی حرام سرگرمی کے نتیجہ میں حاصل ہو، جیسے سود، حرام اشیا کی تجارت یا باطل عقود۔

۳- معاملات میں نفع کے تناسب کی حد بندی

۳/۱ نفع کی کوئی ایسی انتہائی حد متعین نہیں ہے کہ جس سے تجاوز کرنا حرام ہو، بشرطیکہ معاملہ باہمی رضامندی سے ہو اور نرمی، قناعت اور درگذر پر مبنی ہو۔

۳/۲ اصل تو یہ ہے کہ مجاز اداروں [ریگولیٹرز] کی طرف سے نفع کی حد بندی جائز نہیں ہے، جب تک کہ ذخیرہ اندوزی یا مخصوص حالات کا تقاضہ یا کوئی واضح مصلحت نہ ہو، چنانچہ ان صورتوں میں نفع کی مقدار کا تعین کرنا درست ہے بشرطیکہ حق تلفی نہ ہو۔

noorcentre.com

۴- فوری قیمت کے مقابلہ میں ادھار قیمت میں نفع کا زیادہ ہونا

ادھار معاملات میں نقد کے معاملات سے زیادہ نفع رکھنا درست ہے، بشرطیکہ اس کو قیمت میں ہی شامل کر کے لیا جائے اور ادائیگی کی مقررہ تاریخ سے تاخیر کی صورت میں دَین میں کوئی زیادتی نہ کی جائے۔

۵- نفع کا تعیّن رقم یا تناسب کی صورت میں کرنا

۱/۵ مرابحہ میں اخراجات یا اس کے فیصدی تناسب سے متعیّن رقم کی صورت میں نفع کا تعیّن درست ہے۔

۲/۵ وعدہ یا عقد کی انجام دہی کے وقت نفع کی حد بندی کے لیے کسی ایسے اشاریے کو استعمال کرنا جس پر دونوں فریق رضامند ہوں، درست ہے۔ البتہ ہر صورت میں پوری قیمت، اس کی قسطوں کی ادائیگی کا وقت اور ان کی مقدار متعیّن ہونی چاہیے جو اشاریے کے تبدیل ہونے سے تبدیل نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۶/۴۔

۶- مضاربت کی بنیاد پر ہونے والے مالیاتی معاملات میں نفع کی تقسیم کے لیے متعدّد شرح یا تناسب طے کرنا

۱/۶ مضاربت کی بنیاد پر ہونے والے مالیاتی معاملات میں نفع کی تقسیم کے لیے متعدّد شرح یا تناسب طے کرنا جو مضاربت کی مدت کے لحاظ سے ہو، یا کسی ایک فریق کا نفع سرمایہ کی ایک متعیّن حد تک پہنچ جانے کے لحاظ سے ہو، ممنوع نہیں ہے، بشرطیکہ نفع میں شرکت ختم نہ ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"، شق ۵/۸۔

۲/۶ رب المال کا مضارب کو اس بات کا پابند بنانا ممنوع نہیں کہ وہ صرف ایسے مواقع میں سرمایہ کاری کرے جن میں ایک متعیّن تناسب سے نفع متوقع ہو۔ البتہ مضارب کو سرمایہ، نفع یا ان دونوں کا ضامن نہیں بنایا جاسکتا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۶) "وکالت برائے سرمایہ کاری"۔

۷- ادھار معاملات میں نفع کی تقسیم

noorcentre.com

۷/۱ ادھار معاملات میں نفع کی تقسیم کے لیے نگران اداروں کی جانب سے متعین کردہ اکاونٹنگ کے معروف طریقوں کی پابندی کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ یہ شرعی احکام کے خلاف نہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایوفی [AAOIFI] کی جانب سے جاری ہونے والے معیارات کی بھی ہر ممکن حد تک پابندی کی جائے۔

۷/۲ اسلامی مالیاتی اداروں پر اپنے مالی گوشوارے بناتے وقت ایسے تمام امور سے بچنا ضروری ہے جن سے نفع کے حساب کتاب یا تقسیم میں دھوکہ دہی یا غیر شفافیت کا اندیشہ ہو۔

۸- ادارہ پر لازم ہے کہ اپنے صارفین کو نفع کے حساب کتاب کا طریقہ واضح طور پر بتائے۔ نیز اپنے صارفین کو اس کے اصولوں کے بارے میں پوچھ گچھ کا موقع فراہم کرے۔ اسی طرح ادارہ پر یہ بھی لازم ہے کہ جب اشتہاری مہم اور مارکیٹنگ بروشرز میں نفع کا ذکر کرے تو اس کا طریقِ کار بھی غیر مبہم انداز میں واضح کرے۔ البتہ معاہدات میں اجمالی طور پر قیمت کا ذکر، یا اخراجات اور اس کے تناسب سے یا متعین رقم کی صورت میں نفع کا ذکر بھی کافی ہے۔ اور جب نفع کے تناسب کو وقت کے دورانیہ کے ساتھ ذکر کیا جائے تو دَین کو وقت کے دورانیہ اور نفع کی زیادتی کے ساتھ از سرِ نو ترتیب دینا [re-scheduling] درست نہیں۔

۹- ادارہ کا سرمایہ کی فراہمی کے دورانیہ کی بنیاد پر نفع کا حساب کرنے کے لیے کوئی متعارف طریقہ اختیار کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر حساب کا ایسا طریقہ جس میں مکمل دورانیہ کا نفع سالانہ کل سرمایہ کے تناسب سے متعین کیا جائے، یا حساب کا ایسا طریقہ جس میں نفع کا تعیّن صارف کے ذمہ میں باقی ماندہ رقم کے تناسب سے قسطوں کی ترتیب کے حساب سے طے کیا جائے، بشرطیکہ شفافیت اور مکمل وضاحت کی پابندی کی جائے اور اجمالی قیمت کو رقم کی صورت میں بیان کردیا جائے۔

۱۰- اگر خریدار اپنے واجبات جلد ادا کردے تو ادارہ کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ قیمت کا کچھ حصہ معاف کردے جبکہ معاہدہ میں باہمی رضامندی سے یہ شرط نہ رکھی جائے اور متعلقہ نگران

noorcentre.com

اداروں کی ہدایات کی پابندی کی جائے۔

۱۱- داخلی حسابات [internal records] میں نفع کے اندراج کے طریقِ کار کا ادارے اور گاہک کے معاہداتی تعلق پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا، مثلاً نفع کے حساب کو خرچ کے حساب سے الگ رکھنا یا شروع کی اقساط کو نفع سے متعلق رکھنا۔ اداروں پر لازم ہے کہ وہ اپنے نظام اور کمپیوٹر سافٹویئرز کو اس نہج پر ترتیب دیں کہ وہ شرعی معیارات اور احکام کے مطابق ہوں۔

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے تیسویں اجلاس میں شرعی معیار "معاملات میں نفع کا حساب کرنے کے اصول" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکریٹریٹ نے مؤرخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء کو شرعی مشیر کو معاملات میں نفع کے حساب سے متعلق شرعی رپورٹ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مؤرخہ ۲۴ رمضان ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ جنوری ۲۰۱۰ء کو کویت میں منعقد ہونے والے اجلاس میں معاملات میں نفع کے حساب سے متعلق شرعی معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا اور اس میں ضروری ترامیم کو شامل کیا۔

یہ ترمیم شدہ مسودہ ۱۲ - ۱۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰ - ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اٹھائیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کیا گیا اور اس میں مناسب ترامیم شامل کی گئیں۔

جنرل سیکریٹریٹ نے مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۱ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں جلسہ کے دوران موصول ہونے والے تبصروں کو سنا گیا اور مجلسِ شرعی کے ایک رکن نے مختلف سوالات کے جوابات دیے۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۴ - ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷ - ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے تیسویں اجلاس میں اس معیار کو منظور کیا۔

شرعی معیارات کی نظر ثانی کمیٹی نے مؤرخہ ۳۰ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۷ جون ۲۰۱۵ء کو مدینہ منورہ میں منعقدہ اجلاس میں اس معیار پر نظر ثانی کی، اور مباحثہ کے بعد کمیٹی نے مناسب ترامیم کو باقی رکھ کر موجودہ ترمیم شدہ حالت میں اس معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- نفع کی کوئی انتہائی حد مقرر نہ کرنے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[1] (مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری آپس کی رضامندی سے) کے منافی ہے۔ اور اس حکم کو مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۴۶ (۵/۸) سے بھی توثیق حاصل ہے، جس کے مطابق "نفع کی کوئی ایسی حد نہیں ہے کہ جس کا تاجر کو پابند کیا جا سکے"۔
- ادھار قیمت کی صورت میں نفع زیادہ کرنے کے جواز کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[2] (اور اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا، اور سود کو حرام قرار دیا)۔ جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد ادھار بیع ہے تاکہ اس کا تقابل سود سے کرنا درست ہو سکے جس میں اضافے کا عنصر پایا جاتا ہے۔ ادھار خرید و فروخت سے متعلق اکاؤنٹنگ کا معیار نمبر ۲۰ جاری ہو چکا ہے۔
- مضاربت میں نفع کے لیے اشاریہ [انڈیکس] مقرر کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس سے نفع میں شرکت ختم نہیں ہوتی۔

(۱) سورۃ النساء: ۲۹۔

(۲) سورۃ البقرہ: ۲۷۵۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

نفع

وہ اضافہ جو سرمایہ یا اخراجات کو نکالنے کے بعد حاصل ہو۔

نفع کی تعریف اور اس کے حساب کا طریقہ

یہاں نفع سے مراد سرمایہ یا اخراجات پر ہونے والا وہ اضافہ ہے جو سرمایہ کاری کرنے یا مالیات کے حصول کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے، اور نفع کے حساب سے مراد ادارہ کے معاملات میں اس کی حد بندی کا طریقِ کار ہے۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ موجودہ دور کی اصطلاح کے لحاظ سے درجِ ذیل مفاہیم بھی نفع میں داخل ہیں۔

اضافہ: وہ اضافہ جو قابل تجارت اثاثوں کی قیمت میں بغیر خرید وفروخت کے ہو۔

فائدہ: جامد اثاثوں کی قیمت میں ہونے والا اضافہ۔

حاصل: سرمایہ کاری کا نفع۔

آمدنی: متعین دورانیہ کا نفع۔

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۴۸)

بھروسے پر مبنی خیارات

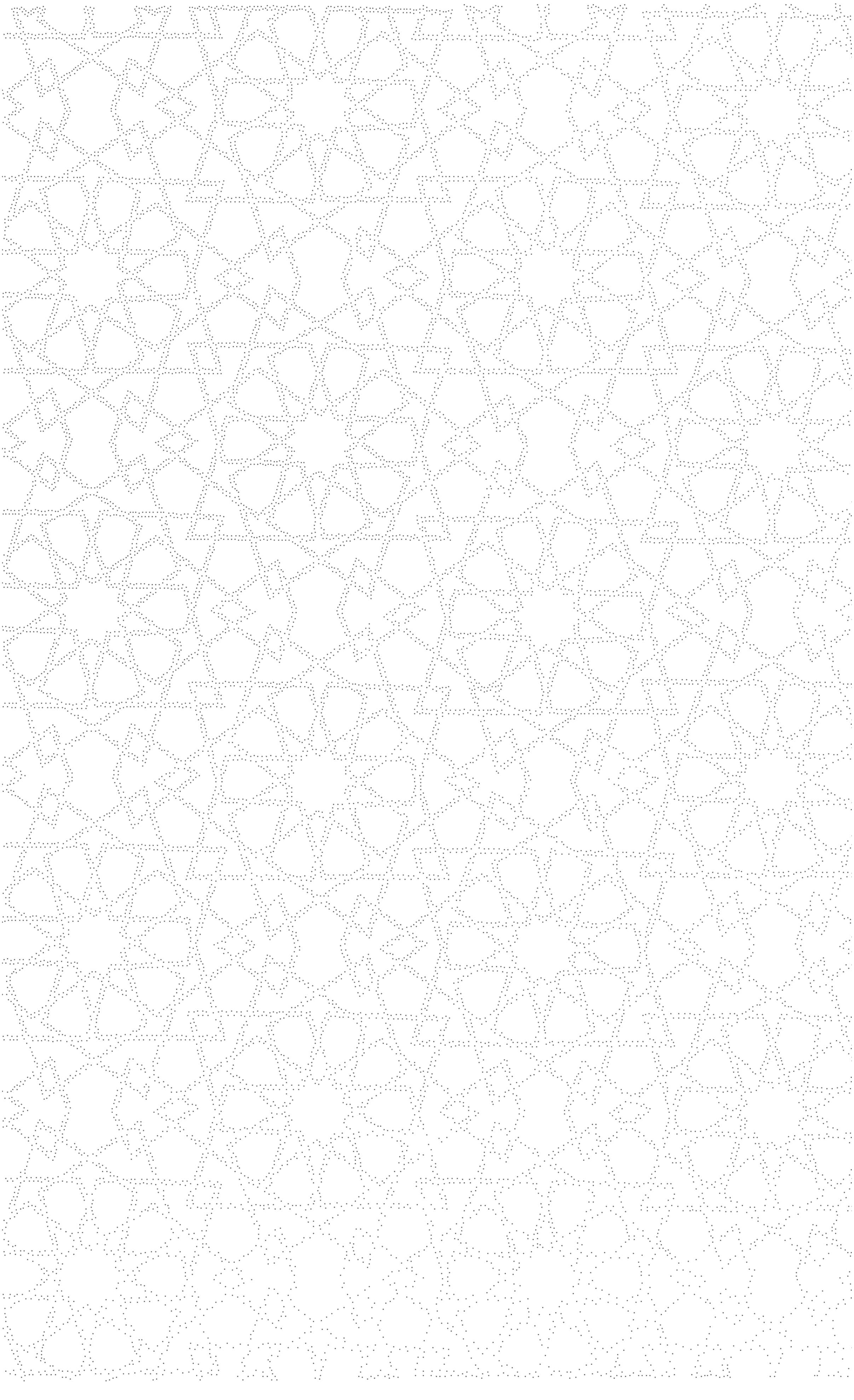

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۱۹۲

معیار کا متن ۱۱۹۳

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۱۹۳

۲- دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والا خیار ۱۱۹۳

۳- خیارِ تدلیس ۱۱۹۵

۴- خیارِ غبن ۱۱۹۶

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۱۹۸

معیار کی منظوری ۱۱۹۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۰۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۰۱

noorcentre.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں ان خیارات کے احکام بیان کرنا مقصود ہے جو بغیر شرط لگائے ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان میں بیچنے والے کے قول یا فعل کے ذریعہ دھوکہ دینے کی وجہ سے یا غَبن [بازاری قیمت سے زیادہ مہنگا فروخت کرنا] کی وجہ سے خریدار کو بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، نیز اداروں[1] میں ان کی عملی شکل بھی بیان کی جائے گی۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ان اختیارات کے شرعی احکام پر مشتمل ہے جو زبانی دھوکا دینے یا عملی طور پر عیب چھپانے یا بعض خاص حالتوں میں غبن کی وجہ سے خریدار کے لیے بغیر شرط کے ثابت ہوتے ہیں۔

یہ معیار سودا پکا کرنے کے لیے سوچ وبچار [خیارات التروّی] اور مبیع کے صحیح سلامت ہونے [خیارات السلامة] کے خیارات پر مشتمل نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ معیار بنائے گئے ہیں۔

۲- دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والا خیار

۱/۲　دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والے خیار کی تعریف

زبانی دھوکے کا خیار: ایسا خیار جس میں خریدار کو اس صورت میں عقد فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے جب بیچنے والا یا کوئی اور اس کے ساتھ مل کر مبیع کے ایسے اوصاف بیان کریں جو اس میں نہیں ہیں تاکہ مثلی قیمت سے زیادہ رقم حاصل کی جاسکے۔

۲/۲　دھوکے کی صورتیں

۱/۲/۲　مرابحہ یا تولیہ [بغیر نفع ونقصان کے فروخت کرنا] یا حطیطہ [نقصان پر فروخت کرنا] کی بیع میں اصل قیمت یا اخراجات حقیقت کے برعکس بتانا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"۔

۲/۲/۲　جس شخص کو بیچنے والے نے مقرر کیا ہو اس کا نیلامی کے وقت نیلامی میں پیش کی گئی چیز کی قیمت بڑھانا، خریدنے کی غرض کی بجائے دوسروں کو دھوکہ دینے کی غرض

noorcentre.com

سے اضافہ کرنا، جسے فقہی اصطلاح میں مُناجشۃ یا نَجْش کہتے ہیں۔

۲/۲/۳ حقیقت کے برعکس خریدار کو یہ باور کرانے کی کوشش کرنا کہ یہ چیز اُس کی ضرورت کے عین مطابق ہے، یا دعویٰ کرنا کہ یہ چیز بازار میں ختم ہو چکی ہے۔

۲/۲/۴ کمپنی کے منافع کے حوالہ سے غلط نتائج کا اعلان کرنا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے کر اُس کمپنی کے حصص خریدنے کی طرف راغب کیا جا سکے۔

۲/۳ اس خیار کے نتیجے میں مرتب ہونے والے احکام

۲/۳/۱ خریدار کو زبانی دھوکے میں یہ اختیار ہوگا کہ وہ بیع کو فسخ کردے۔

۲/۳/۲ اس حق کی وجہ سے خریدار مبیع کو اتنی مدت میں واپس کرے جتنی مدت لوگوں کے عرف وعادات میں بیع کو فسخ کرنے کے لیے دی جاتی ہے۔

۲/۴ اس خیار کے ساقط ہونے کے اسباب

۲/۴/۱ خریدار کو زبانی دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والا خیار مبیع کے ضائع ہونے یا دھوکہ ظاہر ہونے سے قبل استعمال کر لینے یا واپس کرنے میں کسی رکاوٹ کے پیش آنے یا واپس کرنے کی قدرت کے باوجود واپس نہ کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔

۲/۴/۲ اس خیار کے ساقط ہونے سے مبیع کی پوری قیمت ادا کرنا ضروری ہے، خریدار عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۲/۴/۳ مبیع کی واپسی پر آنے والے اخراجات بیچنے والے پر عائد ہوں گے کہ جہاں چیز فروخت کی گئی تھی وہیں پر لانے کا وہ بندوبست کرے۔

۲/۵ خیار کا کسی دوسرے کو منتقل ہونا

زبانی دھوکے کی وجہ سے حاصل ہونے والا خیار خریدار کی موت سے اس کے ورثاء میں منتقل نہیں ہوتا۔

noorcentre.com

۳- خیارِ تدلیس

۱/۳ خیارِ تدلیس کی تعریف

یہ ایسا خیار ہے جس میں خریدار کو اس وقت بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، جب یہ پتہ چلے کہ بیچنے والے نے یا بیچنے والے کے ساتھ مل کر کسی اور نے مبیع غیر حقیقی شکل وصورت میں پیش کی تاکہ خریدار اُس کو اعلیٰ معیار کی سمجھ کر خرید لے۔

۲/۳ اس خیار کی شرائط

۱/۲/۳ بیچنے والے نے خود یا اس کے حکم سے کسی اور نے مبیع کو غیر حقیقی شکل وصورت میں پیش کیا ہو۔ اگر کسی ایسے سبب کی وجہ سے یہ ہوا ہو جس میں بیچنے والے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے یا کسی عارضی سبب کے پیش آجانے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو ایسی صورت میں خریدار کو اس خیار کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

۲/۲/۳ خریدار کا تدلیس کے عمل سے بے خبر ہونا۔

۳/۲/۳ تدلیس کا باقی رہنا، اگر بیچنے والے نے حقیقی صورتِ حال کو چھپایا مگر بیع کے فسخ کرنے سے قبل مبیع صحیح سلامت ہوگئی تو خریدار کے لیے اب خیار نہیں ہوگا۔

۳/۳ خیارِ تدلیس کی چند عملی صورتیں

۱/۳/۳ مصنوعات کو بازار میں عام کرنے کے لیے جعلی برانڈ کی علامات لگا کر بیچنا۔

۲/۳/۳ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے پرانی گاڑیوں کو رنگ کرنا کہ یہ خیال ہو کہ یہ نئی گاڑی ہے۔

۳/۳/۳ مبیع کو تیل یا کوئی اور مواد لگا کر غیر حقیقی صورت میں پیش کرنا۔

۴/۳ خیارِ تدلیس کے ثابت ہوجانے کے بعد کے احکام

۱/۴/۳ تدلیس کی وجہ سے خریدار کو مبیع اپنے پاس رکھنے یا واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

۲/۴/۳ اُس مدت کے اندر لوٹانا ضروری ہے جس میں لوگوں کے عرف وعادات میں مبیع کو واپس کیا جاتا ہے۔

noorcentre.com

۳/۴/۳ خریدار مبیع کو اپنے پاس رکھنے کی صورت میں کسی قسم کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۵/۳ وہ امور جن کی وجہ سے خیارِ تدلیس ساقط ہوجاتا ہے

خریدار کا تدلیس کا علم ہوجانے کے باوجود مبیع میں تصرف کرنا یا واپس لوٹانے کی قدرت ہونے کے باوجود نہ لوٹانا یا مبیع کا ہلاک ہوجانا یا اسے استعمال کرلینا۔

۶/۳ اس خیار کا کسی دوسرے کو منتقل ہونا

خیارِ تدلیس خریدار کی موت سے اس کے ورثاء میں منتقل نہیں ہوتا۔

۴- خیارِ غبن

۱/۴ خیارِ غبن کی تعریف

خیارِ غبن خریدار کا وہ حق ہے جس میں اسے بیع کو منسوخ کرنے یا باقی رکھنے کا اس کا اختیار ہوتا ہے، جب یہ پتا چلے کہ مبیع کی قیمت اکثر تجربہ کار لوگوں کی لگائی گئی قیمت کے اعتبار سے زیادہ وصول کی گئی ہے۔ جو غبن خرید وفروخت میں اثرانداز ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کہ اُس زمانے اور جگہ کے تجربہ کار لوگوں کی لگائی گئی قیمت کے اعتبار سے اسے بہت زیادہ [فاحش] سمجھا جاتا ہو۔

۲/۴ خیارِ غبن کی شرط

بوقتِ عقد خریدار کا غبن سے بے خبر ہونا۔

۳/۴ غبن کی صورتیں

۱/۳/۴ مسترسل [بھروسہ کرنے والے] کی بیع: یہ وہ شخص ہے جو بیچنے والے پر بھروسہ کرتے ہوئے بھاؤ تاؤ چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اس سے غبن نہیں کرے گا۔

۲/۳/۴ ایجنٹوں اور تاجروں کا مل کر مارکیٹ کا نرخ بڑھا دینا یا مثلی قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا۔

noorcentre.com

۴/۳/۳ برآمد کرنے والوں کی قیمتوں کے حوالے سے لاعلمی سے غلط فائدہ اٹھاکر زبانی دھوکہ دے کر بازاری قیمت سے کم پر خریدنا کہ یہی بازاری قیمت ہے۔

۴/۳/۴ بیچنے والوں اور مارکیٹ والوں کے درمیان واسطہ بننا تاکہ وہ اسے رائج نرخ سے زیادہ پر بازار میں بیچیں۔

۴/۴ خیارِ غَبن کے ثابت ہوجانے کے بعد کے احکام

۴/۴/۱ غَبن کے شکار ہونے والے خریدار کو بغیر کسی اضافی عوض کے یہ اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو وہ بیع کو فسخ کرے اور چاہے تو اسے برقرار رکھے۔

۴/۴/۲ غَبن کا شکار ہونے والا شخص اگر بیع کو برقرار رکھنے کا فیصلہ کرتا ہے تو کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کرسکتا، البتہ بیچنے والے اور خریدار دونوں اپنی رضامندی سے مبیع واپس کرنے کے بجائے بقدرِ نقصان کسی معاوضے پر اتفاق کرنا چاہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴/۵ مندرجہ ذیل حالات میں خیارِ غَبن ساقط ہوجاتا ہے:

۴/۵/۱ مبیع کے ہلاک ہونے یا اس کے استعمال کر لینے یا تبدیل ہونے یا عیب دار ہوجانے سے خیارِ غبن ساقط ہوجاتا ہے۔ مبیع کے ساتھ کسی اور کا حق متعلق ہونا استعمال کرنے کے حکم میں ہے۔

۴/۵/۲ غبن کا علم ہونے کے بعد اتنے عرصے تک خاموش رہنا جس میں عموماً واپس کرنا ممکن ہو۔

۴/۵/۳ غبن کا شکار ہونے والے شخص کا غبن کا علم ہونے کے باوجود مبیع میں اس طرح کا تصرف کرنا جس طرح مالک اپنی چیز میں تصرف کرتا ہے۔

۴/۶ خیارِ غبن کا کسی دوسرے کو منتقل ہونا

خیارِ غبن خریدار کی موت سے اس کے ورثاء میں منتقل نہیں ہوتا۔

noorcentre.com

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہونے اپنے تیسویں اجلاس میں شرعی معیار "بھروسے پر مبنی خیارات" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۱۰ء، شرعی مشیر کو بھروسے پر مبنی خیارات کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمے داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۳ ستمبر ۲۰۱۰ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی کا اجلاس دبئی (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہوا جس میں بھروسے پر مبنی خیارات کے معیار کے مسودہ پر بحث ومباحثہ کیا گیا اور جو ترامیم انہوں نے مناسب سمجھیں انہیں شامل کرلیا گیا۔

اس معیار کا ترامیم شدہ مسودہ مجلسِ شرعی کے انتیسویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو ۲۸-۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۳-۵ مارچ ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہوا۔ مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ مئی ۲۰۱۱ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاونٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ان کے علاوہ اس شعبے سے وابستہ لوگوں کے کئی نمائندگان نے بھی شرکت کی، جو جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا۔ شرعی معیارات کی کمیٹی کے بعض اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات دیے اور تبصرہ پیش کرنے کے بعد اُن میں سے بعض اہم امور کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی کا تیسواں اجلاس ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں معیار کی منظوری دی گئی۔

شرعی معیارات کی نظرِ ثانی کمیٹی نے ۷ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء متحدہ عرب امارات میں ہونے والے اجلاس میں اس معیار پر نظرِ ثانی کی، بحث وتمحیص کے بعد جہاں جہاں عبارت کی تبدیلی مناسب سمجھی وہاں ترامیم کیں اور پھر ترامیم شدہ معیار کو موجودہ شکل میں منظور کرلیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- بھروسے پر مبنی خیارات حکمی (جو شرعاً ثابت ہیں) اور اختیاری (جو شرط لگانے سے ثابت ہوتے ہیں) خیارات کی ایک قسم ہیں، ان کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ بیع میں اصل اس کا بے عیب ہونا ہے۔ اگر زبانی دھوکے یا عملی تدلیس یا غبنِ فاحش کی وجہ سے اصل کے خلاف کچھ ظاہر ہوا تو خریدار کو بیع منسوخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔
- دھوکے کی وجہ سے منسوخی کا حق دینے کی وجہ یہ ہے کہ اِس طرح کے عمل سے دونوں فریقوں کی رضامندی مفقود ہوجاتی ہے جو جائز عقودِ تجارت میں شرط ہے، کیونکہ اگر خریدار کو دھوکہ نہ دیا جاتا تو وہ خریدنے پر آمادہ نہ ہوتا۔ نیز تدلیس کی وجہ سے فسخ کا حق حاصل ہونے کی بھی یہی دلیل ہے۔
- مسترسل [بیچنے والے پر اعتماد کرنے کے] کی بیع کو غبنِ فاحش میں شمار کرنے کی وجہ حدیثِ مبارک ہے کہ "مسترسل کے ساتھ غبن کرنا حرام ہے"، اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "مسترسل کے ساتھ غبن کرنا سود ہے"، اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔
- مبیع میں تدلیس یا زبانی دھوکہ کا علم ہونے کے بعد، خریدار کا اُس میں تصرف کرنا منسوخی کے حق کو ساقط کردیتا ہے کیونکہ یہ حق کے اسقاط پر دلالۃً رضامندی ہے جو صریح رضامندی کے حکم میں داخل ہے، گویا کہ اس نے قول کے ذریعہ خیار ساقط کردیا۔

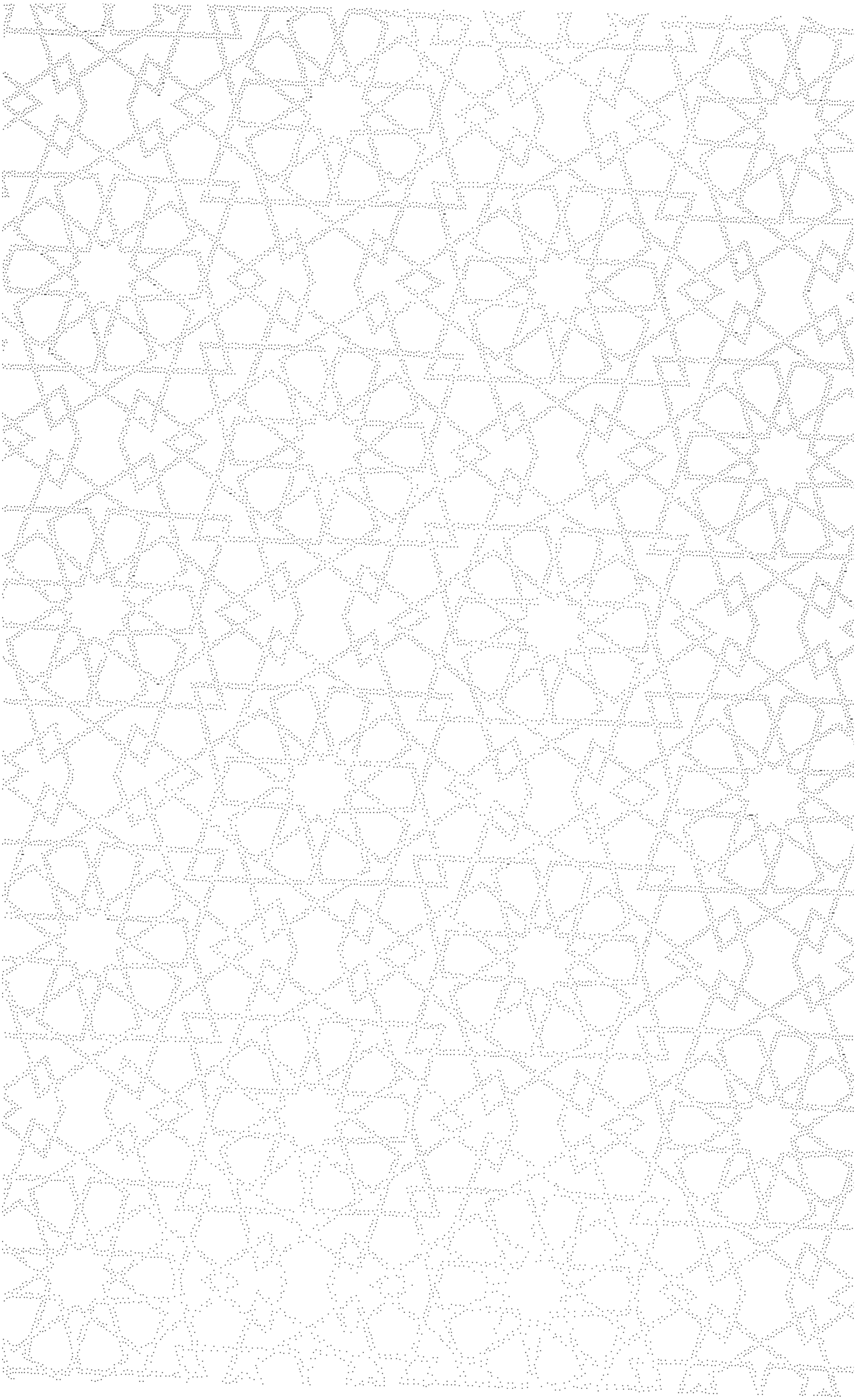

noorcentre.com

وعدہ اور دوطرفہ وعدہ

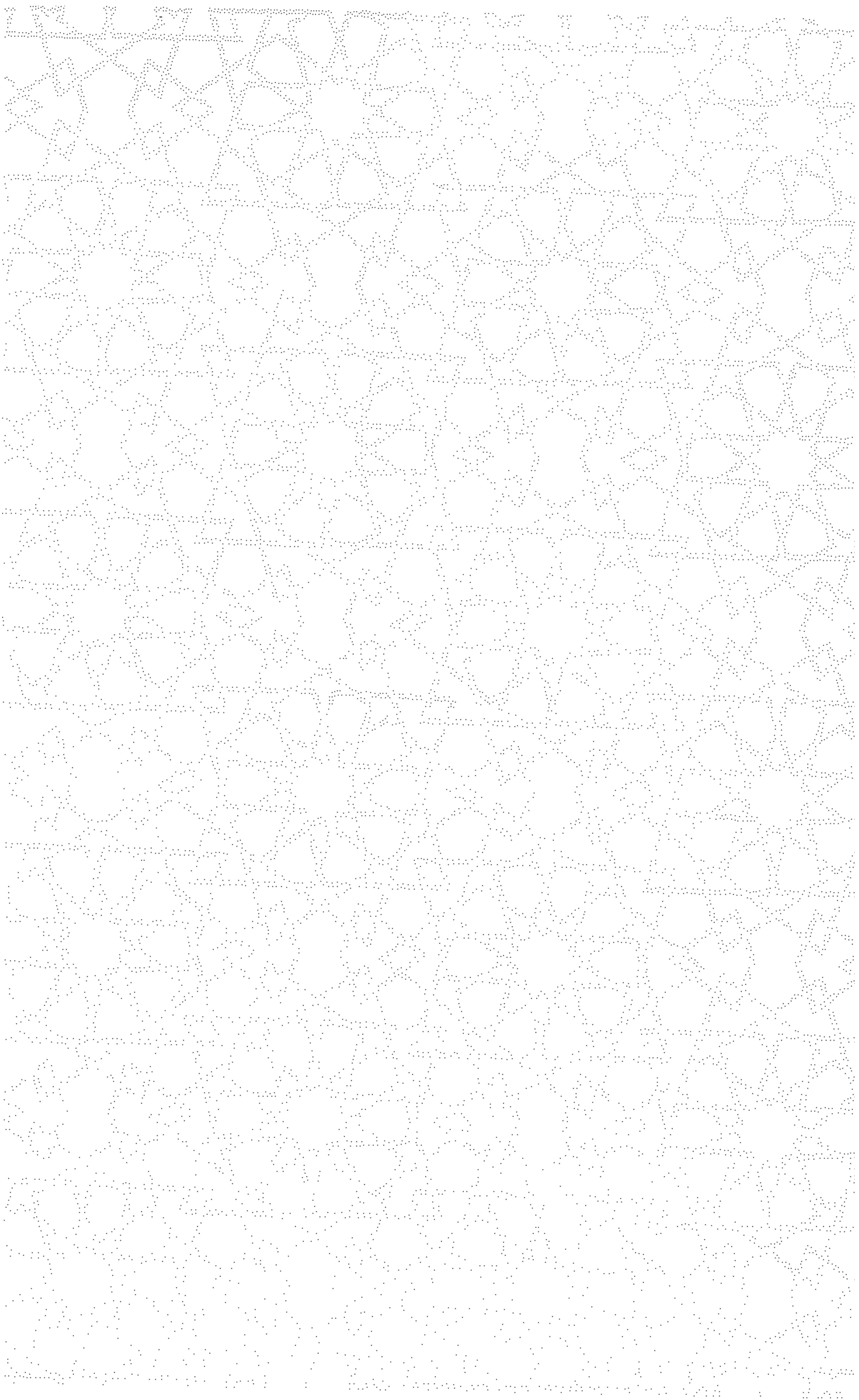

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۲۰۶
معیار کا متن ۱۲۰۷
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۰۷
۲- وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کی تعریف ۱۲۰۷
۳- وعدہ کی اقسام اور ان کے عمومی احکام ۱۲۰۷
۴- دو طرفہ وعدہ کی اقسام اور ان کے عمومی احکام ۱۲۱۰
۵- وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کی جائز تطبیقات ۱۲۱۲
۶- شرعی لحاظ سے ممنوع تطبیقات ۱۲۱۲
۷- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۱۲
معیار کی منظوری ۱۲۱۳
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۱۴
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۱۶
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۲۱۷

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کی حقیقت، کسی چیز کو لازم کرنے کی قوت کے لحاظ سے ان دونوں کی اقسام، ان اقسام میں سے ہر قسم سے متعلق شرعی احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] کے معاملات میں ان دونوں کی جدید تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار جن امور پر مشتمل ہے ان میں وہ وعدہ جو ایک شخص کی طرف سے یکطرفہ طور پر یا دو لوگوں کی طرف سے کسی عقد یا تصرف کو انجام دینے کے لیے دو طرفہ وعدہ کیا جاتا ہے، نیز یہ کہ وعدہ کب لازم ہوتا ہے اور کب غیر لازم عمل ہوتا ہے، وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کے احکام اور فقہی تطبیقات اور اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کی جدید اور اہم ترین تطبیقات، شامل ہیں۔

۲- وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کی تعریف

۱/۲ وہ وعدہ جو اس معیار کا مقصود ہے: ایک آدمی کا کسی دوسرے آدمی کو مستقبل میں اس کے فائدے کے لیے کسی کام کے کرنے کے پختہ ارادے کی خبر دینا۔ اس دوسرے آدمی کو اس وعدہ سے استفادہ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس وعدہ کی خبر دینے والا "واعد"، اس کا مخاطب "موعود لہ" (یعنی وعدہ سے فائدہ اٹھانے والا) اور جس کام کا وعدہ کیا جائے وہ "موعود بہ" کہلاتا ہے۔

۲/۲ وہ دو طرفہ وعدہ جو اس معیار کا مقصود ہے: ایک دوسرے کے مد مقابل دو طرفہ طور پر کیے جانے والے ایسے دو وعدے جو مستقبل میں ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں ان میں سے ہر ایک کی طرف سے کسی کام کو سر انجام دینے کے لیے کیے جاتے ہیں۔

۳- وعدہ کی اقسام اور ان کے عمومی احکام

۱/۳ شرعی لحاظ سے کسی حرام کام کا وعدہ کرنا جائز نہیں اور ایسے وعدہ کو پورا کرنا حرام ہے اور ایسا وعدہ کرنے والے پر اپنے وعدہ کی خلاف ورزی واجب ہے۔ اسی قسم کا ایک وعدہ وہ ہے

noorcentre.com

جس کا مقصد سودی لین دین کے لیے کسی حیلے کا سہارا لینا ہوتا ہے۔

۲/۳ قرض کے لین دین کے عقد میں ہر وہ وعدہ جو قرض کی ادائیگی کے علاوہ قرض دینے والے کے لیے کسی بھی نفع کا سبب بنے وہ شرعاً ممنوع ہے، اگرچہ ایسا وعدہ قرض کے عقد سے بالکل جدا ہو۔

۳/۳ خریدار یا فروخت کنندہ کی طرف سے ہر ایسا وعدہ جس کا نتیجہ "عینہ" ہو وہ شرعاً حرام ہے، خواہ ایسا وعدہ خرید وفروخت کے عقد میں ہو، اس سے پہلے ہو یا اس کے بعد ہو، مثلاً یہ کہ ایک آدمی ادھار قیمت کے عوض کوئی چیز خریدے اور جس سے وہ چیز خریدی، اسی شخص سے اس چیز کو قیمتِ خرید سے کم قیمت پر فروخت کرنے کا وعدہ کرے، یا یہ کہ ادھار قیمت کے عوض کوئی چیز فروخت کرے اور جس شخص کو یہ چیز فروخت کی ہو، اسی شخص سے نقد رقم کے عوض قیمتِ خرید سے کم قیمت پر واپس خریدنے کا وعدہ کرے۔ یہی حکم ہوگا اگر آپس کے اتفاق سے وہ اس چیز کو کسی تیسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کرے، تاکہ وہ تیسرا آدمی اس چیز کو واپس پہلے فروخت کنندہ کے ہاتھ فروخت کرے۔

۴/۳ شرعی لحاظ سے کسی جائز کام یا مالی تصرف کے وعدہ کو پورا کرنا دیانتاً لازم ہے۔ اور کسی عذر کے بغیر ایسے وعدہ کی خلاف ورزی کرنا گناہ ہے، لیکن قانونی لحاظ سے ایسے وعدہ کی پاسداری لازم نہیں۔ البتہ اگر ایسے وعدے پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے موعود لہ [جس سے وعدہ کیا گیا ہو] کو کوئی نقصان پہنچے تو اس صورت میں وعدہ کرنے والے پر اس نقصان کی تلافی کرنا قانونی لحاظ سے لازم ہوگا، مثلاً: وعدہ کرنے والا تاجر سے کہتا ہے کہ آپ یہ سامان اپنے لیے خریدیں اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بعد میں یہ سامان آپ سے خرید لوں گا۔ چنانچہ تاجر اس وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے وہ سامان خرید لیتا ہے، اور وعدہ کرنے والا اپنا وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اب اس وعدہ کرنے والے پر قانونی لحاظ سے لازم ہوگا کہ وہ موعود لہ [جس سے وعدہ کیا گیا ہو] تاجر کو پیش آنے والے حقیقی نقصان کی تلافی کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تاجر اس سامان کو بازار میں اتنی قیمت پر فروخت نہیں کر سکا جس

سے اس کی لاگت پوری ہو سکے تو خریدار noorcentre.com [illegible] چیز کی خریداری پر آنے والی لاگت اور جس قیمت پر تاجر نے وہ چیز فروخت کی ہے ان دونوں کے درمیان فرق کو برداشت کرے گا۔ حقیقی نقصان میں متوقع نفع [opportunity cost] شامل نہیں ہوگا۔

۵/۳ اگر وعدہ قانونی لحاظ سے لازم ہو، جیساکہ شق ۴/۳ میں ذکر کی گئی صورت میں ہے، تو وہ صرف وعدہ کرنے والے پر لازم ہوتا ہے، موعودلہ [جس سے وعدہ کیا گیا ہو] پر لازم نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسے اختیار ہوتا ہے کہ وعدہ کرنے والے سے وعدہ کی پاسداری کا مطالبہ کرے یا اسے چھوڑ دے۔

۶/۳ تبرعات (مثلاً ہبہ یا عاریت) کے وعدہ کو پورا کرنا دیانتاً لازم ہوتا ہے۔ البتہ کوئی عذر ہو تو لازم نہیں۔ ایسا وعدہ پورا کرنا قانونی لحاظ سے لازم نہیں ہوتا، البتہ اگر ایسے وعدہ کو کسی ایسے کام کے ساتھ معلق کیا گیا ہو جسے موعودلہ اس وعدہ کی بنیاد پر سرانجام دے اور اس کام کے کرنے میں خرچہ بھی آتا ہو تو اس صورت میں ایسے وعدہ کی پاسداری قانونی لحاظ سے بھی لازم ہوگی، مثلاً وعدہ کرنے والا یوں کہے: "اگر آپ نے مجھ سے یہ سامان خریدا تو میں آپ کو ایک دوسرا متعیّن سامان ہبہ کروں گا" تو اس وعدہ کو پورا کرنا دیانتاً اور قانوناً دونوں لحاظ سے لازم ہوگا۔

۷/۳ مستقبل میں کسی عقدِ معاوضہ کو سرانجام دینے کا وعدہ کرنا جائز ہے، اس طرح سے کہ موعودلہ ایک دوسرے عقدِ معاوضہ کو سرانجام دینے کے لیے ایک دوسرا وعدہ کرتا ہے، جس کا موضوعِ عقد پہلے وعدہ کے موضوعِ عقد سے مختلف ہو۔ مثلاً وعدہ کرنے والا یوں کہے کہ "میں آپ کو یہ چیز فروخت کرنے کا وعدہ کرتا ہوں" اور دوسرا شخص جواب میں کہے "میں آپ کو ایک متعیّن چیز کرایہ پر دینے کا وعدہ کرتا ہوں"، تو اس صورت میں جب تک وعدہ کرنے والا شخص دوسرے آدمی کو کسی ذمہ داری میں نہ ڈالے تب تک ان دونوں وعدوں میں سے کسی وعدہ کو قانونی لحاظ سے لازم نہیں سمجھا جائے گا۔ (دیکھیے شق ۴/۳)

noorcentre.com

۷/۳ اگر مستقبل میں کسی عقد کے کرنے کا وعدہ ہو تو وقت آنے پر مطلوبہ عقد خود بخود مکمل نہیں ہو جاتا، بلکہ وقت آنے پر باقاعدہ ایجاب اور قبول کے ذریعے اس عقد کو سرانجام دینا لازم ہوتا ہے۔ وعدہ کے لازم ہونے کی صورت میں اگر ایجاب موعود لہ کی طرف سے ہو تو وعدہ کرنے والے پر اس ایجاب کو قبول کرنا دیانت اور قانون دونوں لحاظ سے لازم ہوتا ہے اور اگر ایجاب وعدہ کرنے والے کی طرف سے ہو تو موعود لہ کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو اسے قبول کرے اور چاہے تو قبول کرنے سے انکار کردے۔

۴- دوطرفہ وعدہ کی اقسام اور ان کے عمومی احکام

۱/۴ کسی ناجائز کام کا دوطرفہ وعدہ شرعی لحاظ سے حرام ہے۔ اسی قسم کا ایک دوطرفہ وعدہ وہ ہے جو ایک یا دو ایسے عقود کے لیے کیا جاتا جن کا مقصد سودی لین دین کے لیے کسی حیلے کا سہارا لینا ہوتا ہے، مثلاً: عینہ کا معاملہ کرنے کے لیے دوطرفہ وعدہ کرنا، خرید وفروخت اور قرض کے لیے دوطرفہ وعدہ کرنا، چنانچہ یہ شرعاً حرام ہے۔

۲/۴ کسی جائز مگر غیر لازم کام کو سرانجام دینے کے لیے کیے گئے دوطرفہ وعدہ کو پورا کرنا دونوں فریقوں پر دیانتاً لازم ہے، تاہم یہ قانونی لحاظ سے لازم نہیں۔ البتہ جن حالات میں دوطرفہ اور واجب العمل وعدہ کے بغیر حقیقی تجارتی معاملات کو انجام دینا ممکن نہ ہو وہاں ایسے وعدہ کو پورا کرنا قانونی لحاظ سے بھی ضروری ہوگا، چاہے ایسا کسی قانونی تقاضے کی وجہ سے ہو یا عمومی تجارتی رواج کی وجہ سے ہو، صرف تمویل کی غرض سے نہ ہو، مثلاً:

۱/۲/۴ لیٹر آف کریڈٹ [ایل سی] کے ذریعے کی جانے والی بین الاقوامی تجارت میں دوطرفہ وعدہ۔

۲/۲/۴ اشیا کی فراہمی کے معاہدوں [سپلائی کنٹریکٹ] میں دوطرفہ وعدہ۔

۳/۴ شق ۲/۴ میں بیان کی گئی صورتیں، جن دوطرفہ وعدوں کی پاسداری دونوں فریقوں پر لازم ہوتی ہے، وہاں دوطرفہ وعدہ مستقبل کی طرف منسوب ایک عقد نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ

noorcentre.com

مخصوص وقت کے آپہنچنے پر جس عقد کا وعدہ کیا گیا ہے وہ خود بخود منعقد نہیں ہوجاتا، بلکہ وقت آنے پر باقاعدہ ایجاب اور قبول کے ذریعے اس عقد کو سرانجام دینا لازم ہوتا ہے۔ چونکہ دوطرفہ وعدہ دونوں فریقوں پر لازم ہوتا ہے، اس لیے جو فریق بھی ایجاب کرے، دوسرے فریق پر اس ایجاب کو قبول کرنا دیانتاً اور قانوناً دونوں لحاظ سے لازم ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اگر دوسرا فریق قبول نہ کرے تو اس پر حقیقی نقصان کو برداشت کرنا قانونی لحاظ سے لازم ہوجاتا ہے۔ جس قیمت پر دوطرفہ وعدہ کیا گیا ہو اور جس قیمت پر تیسرے فریق کے ساتھ عقد سرانجام دیا گیا ہو، ان کا درمیانی فرق حقیقی نقصان شمار ہوگا (متوقع نفع کو حقیقی نقصان میں شمار نہیں کیا جائے گا)۔

۴/۴ مستقبل کے معاملات کے لیے دونوں فریقوں کا ایک عمومی مفاہمت کی یادداشت اور اس کے ضوابط اور شرائط پر اتفاق کرلینا جائز ہے، وہ اس طرح کہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے پاس معاملات کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہو۔ البتہ اگر وہ دونوں اپنی مرضی سے کسی معاملے میں داخل ہوگئے تو مجموعی مفاہمت کی یادداشت میں طے شدہ شرائط وضوابط لاگو ہوں گے۔ یہ معاہدہ دوطرفہ وعدہ ہوگا، لیکن کسی بھی فریق کے لیے معاملے میں داخل ہونا لازم نہیں ہوگا، مثلاً ادارہ اپنے کسی گاہک کے ساتھ مرابحہ کے معاملات کے لیے عمومی مفاہمت کی یادداشت پر اتفاق کرلے جس میں اس معاملہ کے طریقۂ کار اور اس کی شرائط وضوابط کی وضاحت کی گئی ہو۔ اس معاہدہ کے نتیجے میں کوئی عقد وجود میں نہیں آتا، اور صرف اس معاہدے پر دستخط کرنے سے گاہک مرابحہ کے عقد میں داخل نہیں ہوجاتا، بلکہ دونوں فریقوں کے پاس اس عقد میں داخل ہونے کا اختیار ہوتا ہے۔ جب ایجاب وقبول کے تبادلے سے دونوں فریق مرابحہ کے عقد میں داخل ہوجائیں تو یہ عقد مجموعی مفاہمت کی یادداشت میں طے شدہ تمام شرائط وضوابط کا پابند ہوگا اور ان شرائط وضوابط کو یوں سمجھا جائے گا گویا کہ ہر عقد میں ان کو صراحت کے ساتھ دہرایا گیا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۷) "کریڈٹ ایگریمنٹ"۔

noorcentre.com

۵-وعدہ اور دوطرفہ وعدہ کی جائز تطبیقات

۱/۵ اداروں میں رائج مرابحہ میں درخواست گزار کی طرف سے خریداری کا وعدہ واجب العمل ہوتا ہے، جیساکہ اس معیار کی شق ۳/۴میں مذکور ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۸)، "مرابحہ")

۲/۵ اجارہ منتہیہ بالتملیک میں تمام کرائے کی اقساط کی ادائیگی کی صورت میں کرایہ پر دینے والے ادارے کی طرف سے کرایہ پر دی ہوئی چیز کرایہ دار کو عطیہ کرنے کا وعدہ، واجب العمل وعدہ ہے، جیساکہ اس معیار کی شق ۶/۳ میں مذکور ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۹)، "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک")

۳/۵ شرکتِ متناقصہ میں ادارے کی طرف سے یہ وعدہ کہ وہ اپنا حصہ شریک کو کرایہ پر دے گا، قانونی لحاظ سے واجب العمل وعدہ ہے۔ اسی طرح گاہک کی طرف سے یہ وعدہ کہ وہ مختلف مراحل میں ادارہ کے حصے کے یونٹس کو خریدے گا، قانونی لحاظ سے ایک واجب العمل وعدہ ہے، جیساکہ شق ۵/۳ میں مذکور ہے۔ "دیکھیے شرکت سے متعلق شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵)۔

۶- شرعی لحاظ سے ممنوع تطبیقات

شرعی لحاظ سے کسی ممنوع معاملے کو حیلے کے ذریعے عمل میں لانے کے لیے دوطرفہ اور پے در پے وعدوں، مثلاً: مالیاتی مشتقات [derivatives] کا اجرا ناجائز ہے، جیساکہ اس معیار کی شق (۱/۳) اور شق (۷/۳) میں مذکور ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰)، "منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت"، شق ۵)

۷- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۰-۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ جنوری ۲۰۱۳ء بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چونتیسویں اجلاس میں شرعی معیار "وعدہ اور دوطرفہ وعدہ" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مورخہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۷ جون ۲۰۰۹ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے وعدہ اور دو طرفہ وعدہ کے متعلق شرعی تحقیق کی تیاری کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے ۷ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۱۰ء کو اپنے اجلاس میں اس تحقیق پر بحث وتمحیص کی، اسے منظور کیا اور شرعی مشیر کو معیار کے مسودے کی تیاری کی ذمہ داری دی۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۹ اگست ۲۰۱۰ء کو اپنے اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور اس سے پہلے ہونے والے مباحثوں اور اراکین کے تبصروں کی روشنی میں ضروری ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۸-۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۳-۵ مارچ ۲۰۱۱ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے انتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کی اور مجلسِ شرعی کے سربراہ سے ترمیم کی درخواست کی۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۲-۲۴ ذیقعدہ، ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰-۲۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے اکتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے کو حتمی شکل دی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۸-۹ ربیع الثانی، ۱۴۳۳ھ مطابق ۱-۲ مارچ ۲۰۱۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے بتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے کو حتمی شکل دی اور مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا۔

noorcentre.com

جنرل سیکرٹریٹ نے مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۲ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت کے لیے اجلاس منعقد کیا۔ اس اجلاس میں متعدد افراد شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ اس اجلاس میں دورانِ جلسہ پیش کیے گئے ملاحظات کو سنا گیا اور مجلسِ شرعی اور شریعہ کمیٹیوں کے ارکان نے ان ملاحظات اور تبصروں کے جوابات دیے۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۱۹-۲۱ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۲ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے اپنے تینتیسویں اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جنہیں شرکاء نے جلسۂ سماعت کے دوران تجویز کیا تھا اور مجلس نے مناسب ترامیم کو منظور کرلیا۔

مجلسِ شرعی نے مورخہ ۲۰-۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو اپنے چونتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث کی، اس میں مناسب ترامیم شامل کیں اور اسی اجلاس میں معیار کو منظور کرلیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد میں ہے:

"جن حالات میں بیچنے والے کے لیے ملکیت میں مبیع کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے خرید وفروخت کے عقد کو انجام دینا ممکن نہ ہو، جبکہ قانون کی وجہ سے یا عالمی تجارتی رواج کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سے ہر فریق کو مستقبل میں عقد انجام دینے کا پابند کرنے کے لیے عمومی حاجت بھی پائی جاتی ہو، جیسا کہ اشیا کی درآمدات کے لیے لیٹر آف کریڈٹ کھلوانے میں ہوتا ہے، تو اس صورت میں دوطرفہ وعدہ کو دونوں فریقوں کے لیے لازم قرار دینا جائز ہے، خواہ ایسا حکومت کی طرف سے قانون سازی کے ذریعے ہو یا دوطرفہ وعدہ کو دونوں فریقوں کے لیے لازم کرنے کے لیے دونوں فریقوں کی طرف سے کسی معاہدہ پر اتفاق کر لینے کے ذریعے ہو"۔ (عقود میں دوطرفہ وعدوں اور باہمی اتفاق سے متعلق قرارداد نمبر ۱۵۷ (۱۷/۶) (مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، عدد: ۱۷، جلد: ۳، صفحہ: ۶۸۱)۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

عمومی مفاہمت کی یادداشت

یہ معاملات میں داخل ہونے کے لیے ایک غیر لازم معاہدہ ہے، جو مفاہمت اور دوطرفہ وعدہ کے قبیل سے ہے۔

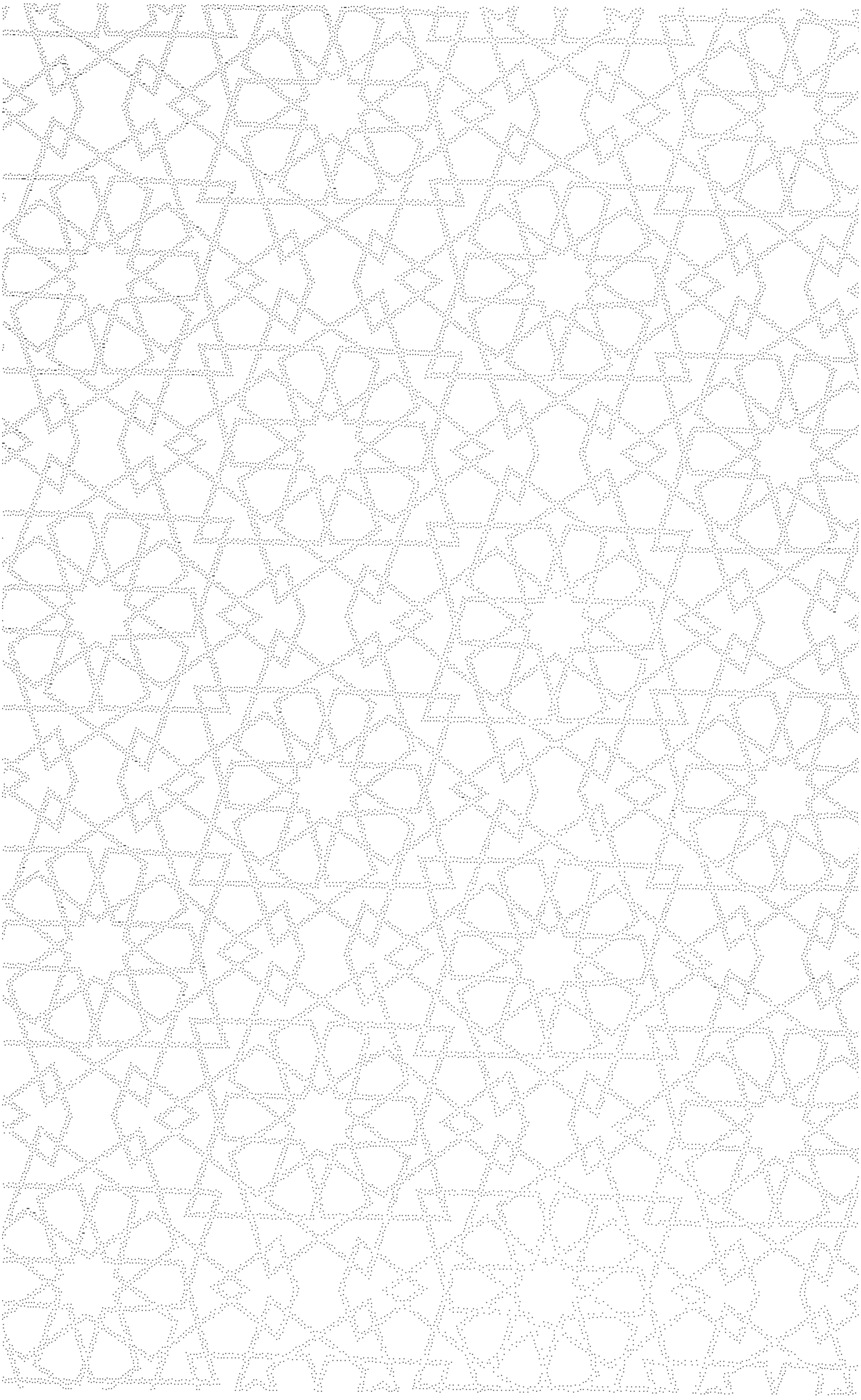

noorcentre.com

درختوں کی آبپاشی

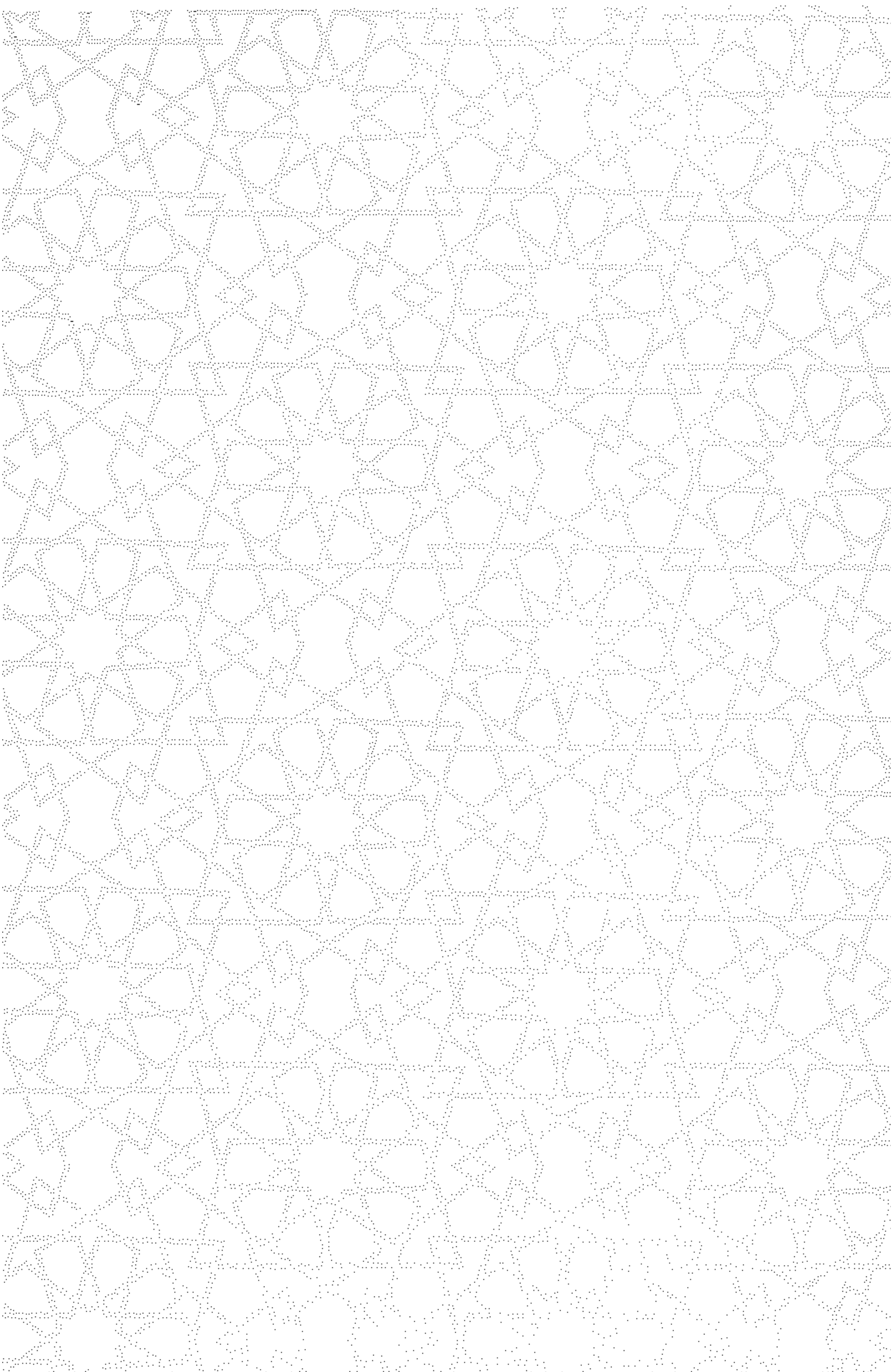

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۲۲۲
معیار کا متن ۱۲۲۳
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۲۳
۲- درختوں کی آب پاشی (مساقات) کی تعریف ۱۲۲۳
۳- عقد کا حکم اور مشروعیت ۱۲۲۳
۴- درختوں کی آب پاشی کے ارکان ۱۲۲۳
۵- درختوں کی آب پاشی کے صحیح ہونے کی شرائط ۱۲۲۴
۶- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کی ذمہ داریاں ۱۲۲۴
۷- درختوں کے مالک کی ذمہ داریاں ۱۲۲۵
۸- درختوں کے مالک اور دیکھ بھال کرنے والے کی مشترکہ ذمہ داریاں ۱۲۲۵
۹- پیداوار کی تقسیم ۱۲۲۶
۱۰- آب پاشی کی ہنگامی صورتِ حال ۱۲۲۷
۱۱- جب یہ معلوم ہو کہ درختوں کا مالک کوئی اور ہے یا غصب شدہ ہیں ۱۲۲۷
۱۲- آب پاشی کے عقد کا اختتام ۱۲۲۷
۱۳- آب پاشی کے عقد کا منسوخ ہونا ۱۲۲۸
۱۴- درختوں کی آب پاشی کی زکوۃ ۱۲۲۹
۱۵- مالیاتی اداروں میں درختوں کی آبپاشی کی تطبیقات ۱۲۲۹
۱۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۲۹
معیار کی منظوری ۱۲۳۰
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۳۱
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۳۳

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار میں درختوں کی آب پاشی کے احکام اور اس کے شرعی ضابطے بیان کرنا مقصود ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا جائے گا کہ ان قواعد وضوابط کی تطبیق اسلامی مالیاتی اداروں[1] میں کیسے کی جاسکتی ہے۔

والله الموفّق...

---

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار درختوں کی آب پاشی [مساقات] کے احکام اور اس کے شرعی ضابطے اور اُن کی اسلامی مالیاتی اداروں میں تطبیقات پر مشتمل ہے، البتہ کھیتی باڑی کی دیگر اقسام اس میں شامل نہیں ہیں کیونکہ ان کے لیے علیٰحدہ معیار موجود ہیں۔

۲- درختوں کی آب پاشی (مساقات) کی تعریف

یہ ایسا عقد ہے جو بعینہ درختوں یا اُس کی منفعت کے مالک اور اُس میں کام کرنے والے (عامل) کے درمیان انجام پاتا ہے اس شرط پر کہ پیداوار عقد کے وقت طے کردہ تناسب کے مطابق دونوں کے درمیان تقسیم ہوگی۔

۳- عقد کا حکم اور مشروعیت

درختوں کی آب پاشی کا عقد جائز ہے جو کام شروع کرنے یا دونوں فریقوں کے اُس کی مدت سے قبل منسوخ نہ کرنے کے عہد سے لازم ہو جاتا ہے۔

۴- درختوں کی آب پاشی کے ارکان

۱/۴ صراحتًا ایجاب وقبول پایا جائے یا کوئی ایسا مُعتبر قول وفعل صادر ہو جو ایجاب وقبول پر دلالت کرے۔

۲/۴ دونوں فریقوں میں کامل اہلیت ہو۔

۳/۴ درخت متعین ہوں اور اُن سے پیداوار کا حصول ممکن ہو، نیز انہیں آب پاشی اور دیکھ بھال

noorcentre.com

کی ضرورت بھی ہو۔

۵- درختوں کی آب پاشی کے صحیح ہونے کی شرائط

۱/۵ ہر فریق کے لیے عقد میں پیداوار کا تناسب متعین کر دیا جائے۔

۲/۵ ذمہ داری اُس کام تک محدود ہو جو درختوں اور پھلوں کے فائدہ میں ہو۔ درختوں کا مالک دیکھ بھال کرنے والے سے اس کے علاوہ کسی اور کام کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

۳/۵ آب پاشی کا معاہدہ پیداوار کے حصول تک ہونا چاہیے یا پھر ایسی مدت مقرر کی جائے جس میں عموماً پیدوار حاصل ہو جاتی ہے۔

۶- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کی ذمہ داریاں

۱/۶ درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ حسبِ اتفاق اور حسبِ عرف ورواج ہر اُس کام کو انجام دے جس میں درختوں اور پھلوں کی مصلحت ہو، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱/۱/۶ درختوں کی آب پاشی، پیوندکاری، کھاد دینا، نقصان دہ جڑی بوٹیوں کو نکالنا، پانی لگانے کے لیے نالوں کی مرمت اور اُن کی صفائی ستھرائی، ٹہنیوں اور شاخوں وغیرہ کو کاٹنا اور درست کرنا، ناگہانی آفتوں پر قابو پانا، پھلوں کو اتارنا، درختوں کی جنس اور نوعیت کے اعتبار سے حسبِ عرف ہر موسم میں دہرائے جانے والے کاموں کو انجام دینا۔

۲/۱/۶ درختوں کی نگہبانی کرنے والا مالک کی اجازت کے بغیر اُن درختوں کی آب پاشی کا عقد کسی اور سے نہیں کر سکتا، اگر مالک کی اجازت کے بغیر اس قسم کا عقد کیا گیا تو اسے باقی رکھنے اور ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔

۲/۶ نگہبانی کرنے والا شخص کسی اور سے کام میں مدد طلب کرنے (مثلاً اجرت پر) کا حق رکھتا ہے، خواہ وہ آب پاشی کے پورے کام میں ہو یا کسی حصہ میں۔

۳/۶ درختوں کی نگہبانی کرنے والا شخص امین ہوتا ہے۔ البتہ تعدی یا آب پاشی کی شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہونے والے حقیقی نقصان کا ضامن ہوگا، اور پھلوں کی پیداوار میں اپنے مقررہ حصے کا مستحق ہوگا۔

noorcentre.com

۷- درختوں کے مالک کی ذمہ داریاں

مالک پر ضروری ہے وہ کام کرنے والے کو اس طرح سے درخت سپرد کرے کہ اس کے کام میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو، اور اسے ضروریات فراہم کرے جن کی بدولت وہ کام کرسکے اور جو مالک کے علاوہ کوئی اور فراہم نہیں کرسکتا۔

۸- درختوں کے مالک اور دیکھ بھال کرنے والے کی مشترکہ ذمہ داریاں

۱/۸ پھلوں کو درختوں سے اتارنے کے بعد دونوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اُس کی حفاظت کا بندوبست کریں۔ جہاں تک اتارنے سے قبل کی بات ہے تو وہ کام کرنے والے کی ذمہ داری کے زمرے میں آتا ہے، ہاں اگر عرف اس کے خلاف ہو یا عقد میں اس کے برعکس شرط رکھ دی گئی ہو تو الگ بات ہے۔

۲/۸ آب پاشی اور دیکھ بھال سے متعلق اخراجات مالک اور عامل دونوں پر اُن کے حصص کے تناسب سے عائد ہوتے ہیں جب تک دونوں فریقوں نے اس کے برعکس اتفاق نہ کرلیا ہو۔ اگر تکافل یا انشورنس کروائی گئی تو اس کے اخراجات بھی اس میں شامل ہوں گے۔

۳/۸ درختوں کی نگہبانی کرنے والا شخص ہر وہ کام خود سرانجام دینے کا پابند ہے جو وہاں کے عرف میں دیکھ بھال کرنے والے خود کرتے ہیں۔ اس کام کے بدلے وہ کسی اضافی حصے کا مطالبہ نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ اُس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ کسی کو اجرت پر رکھتا ہے تو اس کی اجرت وہ خود اپنی جیب سے ادا کرے گا نہ کہ پھلوں کی پیداوار سے۔ جہاں تک اُن کاموں کا تعلق ہے جو حسبِ عرف اُس کی ذمہ داریوں میں شامل نہیں ہیں تو اُن کے لیے کسی کو مساقات کے خرچہ پر اجرت پر رکھ سکتا ہے۔

noorcentre.com

۴/۸ اگر دیکھ بھال کرنے والا کام شروع کرنے کے بعد آب پاشی کے عمل کو مکمل کرنے سے انکار کر دیتا ہے یا عقد میں جو مدت طے ہوئی تھی اس مدت کے مکمل ہونے تک کام کرنے سے منع کرتا ہے تو ایسی صورت میں مالک اس کے مکمل کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے، اگر مطالبے کے باوجود وہ منع کرتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ کیا اُس کا انکار پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے تھا یا ظاہر ہونے کے بعد لیکن قابلِ استعمال ہونے سے پہلے۔ اگر پہلے تھا تو وہ کسی چیز کا مستحق نہیں ہے، اگر بعد میں تھا مگر پھلوں کے قابلِ استعمال ہونے سے قبل تو کام کو مکمل کرنے کے لیے اجرت پر کسی کو لیا جائے، جس کی اجرت پھلوں کو فروخت کرنے کے بعد عامل کے حصے سے ادا کی جائے۔ اگر عامل کا حصہ اجیر کی اجرت سے کم پڑ جائے تو عامل پر لازم ہے کہ وہ اپنی جیب سے اُس کی اجرت پوری کرے۔ اور اگر عامل کا حصہ اجیر کی اجرت سے زیادہ ہے تو بقیہ رقم کا عامل حق دار ہے۔

۵/۸ اگر درختوں کے مالک نے عامل کو کام کرنے سے روک دیا اور اُس آب پاشی کی مدت پھلوں کے درختوں پر لگنے یا اتارنے کے قابل ہونے تک تھی، تو مالک سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ عامل کو کام مکمل کرنے کی اجازت دے، اس کے باوجود اگر وہ مکمل کرنے کی اجازت نہیں دیتا تو دیکھا جائے کہ اگر مالک کی طرف سے روکنا درختوں پر پھل لگنے سے پہلے تھا تو عامل مثلی اجرت کا حق دار ہے، اور اگر وہ پھل لگنے کے بعد تھا تو وہ پھلوں سے اپنا مقررہ حصہ لینے کا حق دار ہے۔

۹- پیداوار کی تقسیم

۱/۹ اصل یہ ہے کہ تقسیم درختوں کی ان تمام چیزوں کو شامل ہونی چاہیے جو بار بار پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ پھل، شاخیں اور پتے وغیرہ، لیکن اگر عقد میں صرف پھلوں کی تقسیم پر اتفاق کر لیا گیا تو پھر اس کے سوا کچھ تقسیم نہیں ہوگا۔

۲/۹ عامل پیداوار کے ظاہر ہونے [درختوں پر پھل لگنے] سے اپنے متناسب حصے کا حق دار

ٹھہرتا ہے۔

noorcentre.com

۱۰- آب پاشی کی ہنگامی صورتِ حال

۱/۱۰ اگر بالکل پیداوار حاصل نہیں ہوئی یا پوری کسی آفت کی نذر ہوگئی تو عامل کسی چیز کا حق دار نہیں ہوگا۔ اگر کچھ پیداوار آفت کی زد میں آگئی تو بقیہ ماندہ حصہ مقررہ تناسب سے دونوں میں تقسیم ہوگا۔

۲/۱۰ اگر عقد میں مقرر کی گئی مدت میں پیداوار ظاہر نہیں ہوئی تو عامل کو اختیار ہوگا کہ وہ بغیر عوض کے کام کرے یہاں تک کہ پیداوار ظاہر ہو اور اپنا مقررہ حصہ وصول کرے یا پھر وہ کام چھوڑ دے۔ بغیر عذر کے کام چھوڑ دینے کی صورت میں پیداوار کے ظاہر ہونے کے بعد کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا، اور اگر کسی عذر کی وجہ سے کام چھوڑتا ہے تو پیدوار کے ظہور تک جتنا عرصہ اس نے کام کیا ہے اس عرصہ کے بقدر حصہ کا مستحق ہوگا۔

۱۱- جب یہ معلوم ہو کہ درختوں کا مالک کوئی اور ہے یا غصب شدہ ہیں

۱/۱۱ اگر معلوم ہو کہ درخت آب پاشی کا عقد کرنے والے کے نہیں بلکہ کسی اور کے ہیں تو پھل حقیقی مالک کے ہوں گے۔ عقد کرنے والا عامل کو مثلی اجرت ادا کرنے کا پابند ہوگا بشرطیکہ وہ پیداوار میں اس کے مقررہ حصہ سے زیادہ نہ ہو۔

۲/۱۱ اگر درختوں کو غصب کرنے والے نے آب پاشی کا عقد ایسے شخص کے ساتھ کیا جسے غصب کا معلوم نہیں تھا، اور کام کرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ غصب کے درخت ہیں، تو حاصل ہونے والی پیدوار حقیقی مالک کی ہوگی، جبکہ غاصب عامل کو مثلی اجرت ادا کرنے کا پابند ہوگا، اگر عامل کو غصب کا علم تھا تو کسی اجرت کا حق دار نہیں ہوگا۔

۱۲- آب پاشی کے عقد کا اختتام

آب پاشی کا عقد درجِ ذیل امور سے اختتام کو پہنچتا ہے:

noorcentre.com

۱۲/۱ آب پاشی کا تعلق اگر کسی موسم کے ساتھ تھا تو اس موسم کی پیداوار اور اُس کی تقسیم سے عقد ختم ہو گا۔

۱۲/۲ مقررہ مدت کے ختم ہونے اور پیداوار کی تقسیم سے آب پاشی کا عمل پایۂ تکمیل تک پہنچے گا جس میں شق (۲/۱۰) کی رعایت ضروری ہے۔

۱۲/۳ درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے عامل کی موت یا آب پاشی کے ادارے کے تصفیہ سے آب پاشی کا عقد ختم ہو جاتا ہے۔ یہ اُس صورت میں ہے جب شرط رکھی گئی ہو کہ وہ شخص یا ادارہ بذات خود کام انجام دے گا۔ اور اگر اس طرح کی کوئی شرط نہ رکھی گئی ہو تو اس کے ورثاء کو طے شدہ شرائط کے تحت کام مکمل کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہو گا۔ اگر وہ کام مکمل کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو انہیں اختیار ہے چاہیں تو وہ خود کریں یا کسی کو اجرت پر رکھ کر اس سے کام کروائیں اور پھر مرنے والے کا حصہ پیداوار سے وصول کریں۔ اگر وہ کام نہ کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو درختوں کے مالک کو خود یا کسی اور سے کام مکمل کرانا ہو گا۔ پیداوار کے حصول کے وقت عامل کے ورثاء بقدرِ مدت اجرتِ مثلی کے حق دار ہوں گے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس کے مقررہ حصے سے زیادہ نہ ہو۔

۱۲/۴ جن درختوں پر عقد ہوا ان کا ختم ہو جانا یا اُن سے پیدوار کا حصول ناممکن ہونا۔

۱۲/۵ پیداوار کے حصول کے بغیر موسم کا ختم ہو جانا۔

۱۳- آب پاشی کے عقد کا منسوخ ہونا

۱۳/۱ آب پاشی کا عقد دونوں فریقوں کی رضامندی سے منسوخ ہو جاتا ہے (اِقالہ)۔

۱۳/۲ درختوں کے مالک کو درجِ ذیل صورتوں میں عقد منسوخ کرنے کا حق حاصل ہے:

۱۳/۲/۱ درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے شخص کے لیے کام کرنا ناممکن ہو جائے تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ:

۱۳/۲/۱/۱ اگر کام ان وجوہات کی بنا پر ناممکن ہوا جو اس کے اختیار میں نہیں ہیں،

مثلاً بیماری وغیرہ تو وہ بقدرِ عمل مثلی اجرت کا حق دار ہوگا۔

noorcentre.com

۱۳/۲/۱/۲ اگر کام ان وجوہات کی وجہ سے ناممکن ہوا جو عامل کے اختیار میں تھیں تو ایسی صورت میں اُس سے مثلی اجرت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ماہرین کے اندازے کے مطابق کام مکمل نہ کرنے کی وجہ سے جتنا حقیقی نقصان ہوا وہ بھی اسے برداشت کرنا ہوگا۔

۱۳/۲/۲ عامل کا کام روک دینا۔ یہ اُن صورتوں میں ہے جن میں اسے کام پر آمادہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلے میں شق (۴/۸) کو دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۳/۲/۳ اگر درختوں کے مالک نے عامل کو اس طرح سے درخت سپرد نہیں کیے کہ وہ صحیح طریقے سے کام انجام دے سکے تو اسے عقد منسوخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس سلسلے میں شق (۸/۵) کو دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۴- درختوں کی آب پاشی کی زکوٰۃ

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۵) "زکوٰۃ"، شق ۵/۴/۹۔

۱۵- مالیاتی اداروں میں درختوں کی آبپاشی کی تطبیقات

۱/۱۵ ہوسکتا ہے کہ ایک طرف درختوں کا مالک ہو اور دوسری طرف دیکھ بھال کرنے والا ادارہ ہو جو مطلوبہ کام اجرت پر لوگوں سے کرائے۔

۲/۱۵ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ درختوں کا مالک ادارہ ہو جو کسی اور کے ساتھ آب پاشی کا عقد کرے۔

۱۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۲ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۲۰۱۳ء مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے پینتیسویں اجلاس میں شرعی معیار "درختوں کی آب پاشی" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روداد

جنرل سیکرٹریٹ نے ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء، شرعی مشیر کو آبپاشی کے بارے میں تحقیقی جائزہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی کا تیسواں اجلاس ۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہوا جس میں درختوں کی آب پاشی کے معیار کے مسودہ پر غور کیا گیا اور جو ترامیم انہوں نے مناسب سمجھیں انہیں شامل کیا۔

اِس معیار کا مسودہ مجلسِ شرعی کے اکتیسویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو ۲۲-۲۴ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰-۲۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء بحرین میں منعقد ہوا۔ مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۸-۹ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱-۲ مارچ ۲۰۱۲ء مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے بتیسویں اجلاس میں اس معیار کے مسودہ پر بحث و مباحثہ مکمل کیا، اور جہاں جہاں مناسب سمجھا وہاں ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے بحرین میں ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۲ء جلسۂ سماعت کا انعقاد کیا جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی ادارے، اکاونٹنگ فرمز، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور ان کے علاوہ اس شعبے سے وابستہ لوگوں نے بھی شرکت کی۔ جو جو تحفظات جلسۂ سماعت میں سامنے آئے انہیں اہتمام سے سنا گیا، مجلسِ شرعی اور شرعی کمیٹیوں کے اراکین نے اُن تحفظات کے جوابات اور ان پر تبصرہ پیش کیا۔

مجلسِ شرعی کا تینتیسواں اجلاس ۱۹-۲۱ شوال ۱۴۳۳ھ مطابق ۶-۸ ستمبر ۲۰۱۲ء مکہ مکرمہ میں منعقد

noorcentre.com

ہوا، جس میں جلسۂ سماعت میں حاضرین کی طرف سے پیش کی گئی ترامیم کی تجاویز پر بحث ومباحثہ کیا گیا۔ جہاں جہاں مجلس نے مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۰-۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ جنوری ۲۰۱۳ء بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چونتیسویں اجلاس میں اس معیار کے مسودہ پر بحث وتمحیص کی، اور جہاں جہاں مناسب سمجھا وہاں ترامیم کیں۔

یہ معیار مجلسِ شرعی کے پینتیسویں اجلاس میں پیش کیا گیا جو ۲۲-۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹-۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء مدینہ منورہ میں منعقد ہوا، مجلس نے جہاں جہاں مناسب سمجھا اس میں ترامیم کیں اور پھر منظور کر لیا گیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

عقد اور اُس کی مشروعیت

- آب پاشی کے جواز کی بنیاد سنت اور اجماع ہے۔ سنت میں سے حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے یہ معاملہ طے فرمایا کہ زمین کی پیداوار سے جو پھل یا اناج حاصل ہوگا اس میں سے آدھا ہمیں دیں گے)۔[1]

اجماع یوں کہ خیبر میں آب پاشی کے عمل پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق تھے کہ کسی بھی صحابی نے انکار نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطن کر دیا، علامہ ابن حزم، موفق الدین ابن قدامہ، شمس الدین ابن قدامہ اور ابن مفلح بہوتی رحمہم اللہ نے درختوں کی آب پاشی کے جواز پر اجماع یا اتفاق نقل کیا ہے۔[2]

- کام شروع کرنے یا مکمل ہونے سے قبل منسوخ نہ کرنے کے التزام سے آب پاشی لازم ہو جاتی ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾۔[3]

---

(۱) امام بخاری رحمہ اللہ نے باب المزارعة بالشطر ونحوه میں روایت کیا، اور امام مسلم نے باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع میں روایت کیا ہے۔

(۲) دیکھیے: مختصر البسیوی ۲۹۱، جامع ابی الحسن ۴/ ۴۹، المحلی ۸/ ۲۳۰، الضیاء ۱۸/ ۲۴۵، المغنی ۵/ ۵۴۹ - ۵۵۲، الشرح الکبیر ۵/ ۵۵۷، الایضاح ۶/ ۲۳۳، البحر الرائق ۸/ ۶۴، المبدع ۵/ ۴۶، کشاف القناع ۳/ ۵۳۳۔

(۳) سورۃ المائدہ: ۱۔

noorcentre.com

درختوں کی آب پاشی کے ارکان

- درختوں کی آب پاشی کے عقد میں کامل اہلیت کی شرط کی وجہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "تین لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے یہاں تک عقل مند ہو جائے"۔[1]
- درختوں کے متعین کرنے اور عام طور پر اُن سے پیداوار کا حصول ممکن ہونے کی شرط کی وجہ غرر کی نفی کے بارے میں وارد ہونے والے دلائل ہیں، جس درخت سے پیداوار کا حصول ناممکن ہو اُس سے آب پاشی کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔
- درختوں کو آب پاشی اور دیکھ بھال کی ضرورت کی شرط کی وجہ یہ ہے کہ کام آب پاشی کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، کسی بھی رکن کے فقدان سے آب پاشی صحیح نہیں ہوگی۔

درختوں کی آب پاشی کے صحیح ہونے کی شرائط

- دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کو پیدوار سے ملنے والا متناسب حصہ متعین اور معلوم ہونے کے شرط کی بنیاد حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے کہ (آپ ﷺ نے اہلِ خیبر سے یہ معاملہ طے فرمایا کہ زمین کی پیداوار سے جو پھل یا اناج حاصل ہوگا اس میں سے آدھا ہمیں دیں گے)۔ کام کرنے والے کے لیے پیداوار کے تناسب کے بجائے اجرت مقرر کرنے سے آب پاشی کے عقد کی خصوصیات ختم ہو جاتی ہیں، تناسب معلوم ہونے کے شرط کی وجہ ممنوعہ جہالت سے اجتناب کرنا ہے۔
- ذمہ داری اُس کام تک محدود ہو جو درختوں اور پھلوں کے فائدہ میں ہو وہ اس لیے کہ آب پاشی میں کام درختوں اور پھلوں ہی کے متعلق ہوتا ہے اُن کے علاوہ نہیں، اگر اس کے علاوہ کسی اور کام کی شرط رکھی گئی تو یہ عقد کے تقاضے کے خلاف ہوگا، یہ ایسی شرط ہے جس میں ایک فریق کے حساب پر دوسرے فریق کا مفاد پایا جاتا ہے۔
- آب پاشی کا عمل پیداوار کے حصول تک ہونا چاہیے یا پھر ایسی مدت مقرر کی جائے جس میں عموماً

---

(۱) ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، باب في المجنون يسرق أو يصيب حدًا۔

noorcentre.com

پیداوار حاصل ہو جاتی ہے اس کی بنیاد شریعتِ اسلامیہ میں عدل وانصاف کے قواعد وضوابط ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو پوری پیداوار کا حق دار صرف مالک قرار پائے جس میں کام کرنے والے کا کسی قسم کا استحقاق نہ ہو، جبکہ عقد کا مقصد پیداوار کا حصول ہے۔ لہٰذا کام کرنے والے کو مختصر مدت کی وجہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کی ذمہ داریاں

- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ہر اُس کام کو انجام دے جس میں درختوں اور پھلوں کی مصلحت ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے درختوں کی دیکھ بھال کے لیے کسی کو خیبر روانہ نہیں فرمایا کہ کچھ کاموں کی ذمہ داری اُن کی ہو بلکہ اہل خیبر تمام کام خود انجام دیا کرتے تھے۔
- کام کرنے والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مالک کی اجازت کے بغیر آب پاشی کسی اور کو سپرد کر دے کیونکہ وہ نہ تو درختوں کا مالک ہے اور نہ ہی مالک کی جانب سے وکیل، لہٰذا ہو سکتا ہے کہ مالک آب پاشی کسی اور کو دینے میں راضی نہ ہو۔
- کام کرنے والا بطورِ اجرت یا بغیر اجرت آب پاشی کے عمل میں کسی سے مدد طلب کر سکتا ہے۔ اس کی دلیل آپ ﷺ کی عمومی شرط ہے کہ (درختوں کی مصلحت کے لیے جو بھی کام ضروری ہوا وہ خود اپنے مال سے انجام دیں گے)[1]، لہٰذا مدد طلب کرنا کام کرنے والے کی ذمہ داری کے خلاف نہیں ہے۔
- کام کرنے والے کی امانت دار کی حیثیت اس لیے ہے کہ وہ درختوں اور پھلوں کی حفاظت میں مالک کا نائب ہوتا ہے۔

درختوں کے مالک کی ذمہ داریاں

- مالک پر ضروری ہے کہ وہ کام کرنے والے کو اس طرح سے درخت سپرد کرے کہ اُسے کام میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو، یہ اس لیے کہ عقد کا تقاضہ ہے کہ عامل اپنا کام صحیح طریقے سے انجام دے سکے۔

---

(۱) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح مسلم باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع میں روایت کیا ہے۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں باب في المساقاة سنن میں روایت کیا ہے۔

noorcentre.com

درختوں کے مالک اور کام کرنے والے کی مشترکہ ذمہ داریاں

- پھلوں کو درختوں سے اتارنے کے بعد مالک اور عامل دونوں کی مشترکہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اُس کی حفاظت کا بندوبست کریں۔ مالک کی ذمہ داری اس لیے کہ وہ اتارنے کے بعد یہ پھل لے سکتا ہے۔ جہاں تک اتارنے سے قبل کی بات ہے تو وہ کام کرنے والے کی ذمہ داری کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ مالک نے اسے درخت سپرد کر رکھے ہیں۔
- آب پاشی کے اخراجات مالک اور عامل دونوں پر تقسیم کرنے کی بنیاد عدل وانصاف کا تقاضہ ہے کہ کسی بھی فریق کو دوسرے کی وجہ سے نقصان نہ ہو۔
- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والا اگر کام مکمل کرنے سے انکار کرتا ہے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اسے اختتام کو پہنچائے کیونکہ آب پاشی کا عقد کام شروع کرنے کے بعد لازم ہو جاتا ہے۔ کسی ایک فریق کو اس کی منسوخی کا حق حاصل نہیں ہے، اگر پھل لگنے سے قبل انکار کرتا ہے تو وہ کسی قسم کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کام مکمل کیے بغیر اپنی ذمہ داری سے دست بردار ہوا۔ اور اگر پھل ظاہر ہونے کے بعد انکار کرتا ہے تو اس کے حساب سے اُس کا مطلوبہ کام اجرت پر کسی سے مکمل کرایا جائے گا، کیونکہ پیداوار کے ظہور سے عامل اپنے حصے کا حق دار قرار پاتا ہے لہٰذا اسے اُس سے محروم نہیں کیا جا سکتا، اور کام مکمل کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے لہٰذا اس کے نتائج اس سے ساقط نہیں ہو سکتے، اس لیے اجیر کی اجرت اس کے حصے سے ادا کی جائے گی۔
- اگر درختوں کا مالک عامل کو کام کرنے سے منع کرتا ہے تو اسے عقد مکمل کرنے پر اس لیے مجبور کیا جائے گا کہ کام شروع کرنے کے بعد یا عقد منسوخ نہ کرنے کے معاہدہ سے آب پاشی کا عقد لازم ہو جاتا ہے۔ پیداوار کے ظہور سے قبل کام سے روکنے کی حالت میں مالک عامل کو مثلی اجرت دینے کا پابند ہو گا تاکہ اُس کی محنت ضائع نہ ہو، اور ابھی تک پیداوار ظاہر نہیں ہوئی اس لیے وہ اپنے حصہ کا مستحق بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور اگر ظاہر ہو گئی تو اُس کا حق دار ہو گا کیونکہ ظہور سے ہی استحقاق ثابت ہو جاتا ہے۔

noorcentre.com

پیداوار کی تقسیم

- تقسیم ہر اس چیز کی پیداوار کو شامل ہوگی جو بار بار پیدا ہوتی ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ اُس پیداوار کے حصول میں عامل کا ہاتھ ہے لہٰذا اسے اس کے حصے سے محروم نہیں کیا جا سکتا، تقریباً اس سے ملتے جلتے اقوال کی صراحت مالکی اور اباضی فقہاء نے کی ہے۔ نیز یہ بعض حنفی فقہاء کے مذہب کا تقاضہ بھی ہے، ابو سعید کدمی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ (کھجور کے پتوں اور کپاس کی چھڑیوں میں عامل حصے دار ہے مگر یہ کہ عرف یا شرط اس کے خلاف ہو)۔ ابو عمرو قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (اتارے جانے والے کھجور کے پتے، گھاس اور ٹہنیاں وغیرہ مالک اور عامل کے درمیان پھل میں ان کے حصص کے اعتبار سے تقسیم ہوں گی۔ اور یہی عدل وانصاف کا تقاضہ ہے)۔[1]
- عامل کا حصہ پیداوار کا کوئی متناسب حصہ ہونا چاہیے اس کی بنیاد حدیثِ رافع رضی اللہ عنہ ہے کہ حنظلہ بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کو سونے اور چاندی (دینار ودرھم) کے عوض کرائے (ٹھیکے) پر لینے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں فرمایا کہ (اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ زمین کرائے پر دیا کرتے تھے، اُس میں زمین کا جو حصہ نہروں کے آس پاس اور نالوں کے سروں پر ہوتا تھا اسے اپنے لیے خاص کر لیا کرتے تھے، کھیت کا وہ حصہ محفوظ رہتا تھا بقیہ حصے ضائع ہو جاتے تھے، اور کبھی کبھار اس کے برعکس بھی ہو جاتا تھا، اُس وقت لوگوں میں اس قسم کا ٹھیکہ متعارف تھا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع فرمایا، ہاں اگر پیداوار معلوم ہو اور محفوظ بھی ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں)۔[2]
- درختوں کی دیکھ بھال کرنے والا پیداوار کے ظاہر ہونے سے مقررہ حصے کا مستحق قرار پاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ظہور میں کام کرنے والے کا یقیناً ہاتھ کار فرما ہے۔ یہ بعض شوافع اور جمہور حنابلہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے، نیز امامیہ کا بھی یہی موقف ہے[3]۔

(۱)　بیان الشرع ۴۰/۲۹۶، ۲۹۲، الکافی ۲/۱۰۷۔

(۲)　امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے باب کراء الأرض بالذھب والورق میں روایت کیا ہے۔

(۳)　کشاف القناع ۳/۵۳۸، المغنی ۵/۵۷۶، المبدع ۵/۵۴، الروضہ ۵/۱۶۰، جامع المقاصد ۷/۳۷۶۔

noorcentre.com

درختوں کی آب پاشی میں ہنگامی صورتِ حال

- اگر پیداوار بالکل نہیں ہے یا پوری پیداوار کسی آفت کی نذر ہوگئی تو عامل کو کچھ نہ ملنے کی بنیاد شرکت کا تقاضہ ہے کہ پیداوار شرکاء میں تقسیم ہو، اگر پیداوار ضائع ہوگئی تو کچھ تقسیم نہیں ہوگا، اگر کچھ پیداوار آفت کی نذر ہوگئی اور کچھ باقی ہے تو بقیہ ماندہ دونوں فریقوں میں تقسیم ہوگی۔ اس کی بنیاد بھی یہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔
- اگر عقد میں مقرر کی گئی مدت میں پیدوار ظاہر نہیں ہوتی تو عامل کو اختیار ہوگا کہ وہ بغیر عوض کے کام کرے یہاں تک کے پیداوار ظاہر ہو اور اپنا مقررہ حصہ وصول کرے یا پھر وہ کام چھوڑ دے، کام چھوڑنے کی صورت میں پیداوار کا مستحق نہیں ہوگا۔ اس کی بنیاد عدل وانصاف کے قواعد وضوابط کی رعایت کرنا ہے، خاص بات یہ ہے کہ درختوں کی حفاظت کی وجہ سے مالک تب بھی فائدہ مند رہا اگرچہ پیداوار حاصل نہیں ہوئی، اگر عامل کسی عذر کے پیشِ نظر کام مکمل نہیں کرسکا تو وہ مذکورہ صورت سے مستثنیٰ ہوگا کہ جتنا عرصہ اُس نے کام کیا اُس عرصے کے حساب سے اپنے حصے کا مستحق قرار پائے گا۔ یہ عدل وانصاف کے عمومی اصولوں کے تقاضے کی بنا پر ہے۔

یہ معلوم ہونا کہ درختوں کا مالک کوئی اور ہے یا غصب شدہ ہیں

- اگر پتہ چلے کہ یہ درخت آب پاشی کا عقد کرنے والے کے نہیں بلکہ کسی اور کے ہیں تو پھل حقیقی مالک کے ہوں گے۔ اس کی بنیاد وہ اصل ہے جس میں پھل تب تک مالک کی ملکیت میں رہتے ہیں جب تک وہ عقد نہیں کرتا، جبکہ یہاں عقد باطل ہے۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جس نے عقد کیا تھا وہ عامل کو مثلی اجرت ادا کرنے کا پابند ہوگا مگر وہ مقررہ حصہ سے زیادہ نہ ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے کام عوض کی بناء پر کیا، ساتھ ہی ساتھ اس میں عقد کا شبہ بھی ہے۔ تو جس حصے پر اتفاق ہوا کسی اور کی ملکیت کی وجہ سے وہ حصہ اسے نہیں دیا جاسکتا، لہٰذا وہ اس کے عوض کا حق دار ہوگا جو کہ مثلی اجرت ہے۔ مثلی اجرت مقررہ حصہ سے زیادہ نہ ہونے کی شرط اس لیے ہے کہ جس نے اُس سے معاہدہ کیا وہ مقررہ حصے سے زیادہ دینے کا پابند نہیں تھا خاص کر اس لیے بھی کہ اُس نے اِس سے زیادتی

noorcentre.com

کی نیت نہیں کی تھی۔

- اگر غاصب نے آب پاشی کا معاملہ کسی سے کیا تو پھلوں کا حق دار مالک ہوگا۔ اس کی بنیاد وہ اصل ہے جس میں پھل تب تک مالک کی ملکیت میں رہتے ہیں جب تک وہ عقد نہیں کرتا، اور یہاں عقد باطل ہے، درختوں کی دیکھ بھال کرنے والے کو اگر یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ مغصوبہ درخت ہیں تو غاصب اسے مثلی اجرت دینے کا پابند ہوگا، کیونکہ عوض کے بدلے اُس نے کام کیا اور اُس میں عقد کا شبہ ہے۔ جس حصے پر اتفاق ہوا تھا وہ اسے اس لیے نہیں دیا جا سکتا کہ وہ کسی اور کی ملکیت ہے، لہٰذا وہ اس کے عوض کا حق دار ہوگا جو کہ مثلی اجرت ہے۔ اگر عامل کو معلوم تھا کہ یہ غصب شدہ درخت ہیں تو پھر کسی اجرت کا حق دار نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ تعدی کرنے والا ہے، اور وہ آپ ﷺ کی حدیث کے عموم میں داخل ہے کہ "ظالم کا کوئی حق نہیں"۔[1]

آب پاشی کے عقد کا اختتام

- پیداوار کی تکمیل اور تقسیم کی کارروائی مکمل ہونے یا متفقہ مدت کے انتہاء کو پہنچنے یا پیداوار کے حصول کے بغیر موسم کے ختم ہو جانے سے آب پاشی کا عقد اختتام کو پہنچتا ہے، ان سب کی وجوہات دونوں فریقوں کے درمیان عقد میں کیا گیا اتفاق ہے۔
- اگر عقد میں یہ شرط رکھی گئی کہ درختوں کی دیکھ بھال کرنے والا خود کام انجام دے گا ایسی صورت میں عامل کی موت یا آب پاشی کے ادارے کے تصفیہ سے آب پاشی کا عقد ختم ہو جاتا ہے اس کی وجہ کام خود کرنے کی شرط کا مفقود ہونا ہے۔ نیز عامل کے ورثاء (خواہ وہ اس کے انتقال سے وارث ہوئے یا ادارے کی ملکیت تبدیل ہونے سے مالک تبدیل ہو گئے) کا متفقہ شرائط کے تحت کام مکمل کرنے اور نہ کرنے کے اختیار کی بنیاد یہ ہے کہ اُن کو یہ حقوق وراثت میں ملے ہیں، یا ادارہ کے مالک بننے کی وجہ سے انہیں یہ حق حاصل ہوا ہے۔ جہاں تک اُن ورثاء کے مثلی اجرت کے استحقاق کی بات ہے تو وہ

---

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب من أحیا أرضا مواتا میں روایت کیا ہے، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں باب القضاء في عمارة الموات میں روایت کیا ہے۔

noorcentre.com

مرنے والے رشتے دار یا ادارے کے سابقہ مالک کی محنت کا عوض ہے کہ اگر وہ پیداوار کے ظہور سے پہلے انتقال کر جاتا ہے تو وہ مثلی اجرت کا مستحق قرار پائے گا، البتہ مثلی اجرت مقررہ حصہ سے زیادہ نہ ہونے کی شرط اس لیے ہے کہ درختوں کا مالک عامل کو مقررہ حصے سے زیادہ دینے کا پابند نہیں تھا۔ اگر ورثاء کام جاری رکھنے کے باوجود پیداوار میں مرنے والے رشتے دار کے مقررہ حصے سے زیادہ لینے کے حق دار نہیں ہیں تو کام نہ کرنے کی صورت میں اس کے حصے سے زیادہ کیسے لے سکتے ہیں؟

- جن درختوں پر عقد ہوا ان کا ختم ہو جانا یا اُن سے پیدوار کا حصول ناممکن ہو جانے سے آب پاشی کا عقد اختتام کو پہنچتا ہے اس کی بنیاد آپ ﷺ کی حدیث اور قاعدہ ہے کہ ”نہ کسی کو ابتداءً نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی نقصان برداشت کرو“، کیونکہ کام کرنے والے کو بغیر کسی عوض کے پابند کرنے میں اُسے بہت بڑا نقصان ہے۔

آب پاشی کے عقد کا منسوخ ہونا

- آب پاشی کا عقد دونوں فریقوں کی رضامندی سے منسوخ ہو جانے کی بنیاد آپ ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ ”جس نے پشیمان کی بیع منسوخ کی اللہ تعالی بروزِ قیامت اس کی لغزشیں معاف فرمادے گا“۔[1]
- اگر کام ان وجوہات کی بنا پر ناممکن ہوا جن میں اُس کا ہاتھ نہیں ہے مالک پر مثلی اجرت کا ادا کرنا واجب ہے، اس کی وجہ یہ ہے دیکھ بھال کرنے والے نے عقد کی بنا پر محنت و مشقت کی جس کے عوض کا وہ مستحق ہے، پیداوار سے اپنے حصے کا مطالبہ وہ اس لیے نہیں کر سکتا کہ اُس نے اپنا کام مکمل نہیں کیا، لہٰذا اسے مثلی اجرت دی جائے گی۔
- اگر درختوں کی دیکھ بھال عامل کی وجہ سے ناممکن ہوئی تو اسے درختوں کے مالک کو حقیقی نقصان ادا کرنا ہوگا کیونکہ وہ نقصان کا سبب بنا اور نقصان کا سبب بننے والا ضامن ہوتا ہے۔

---

(۱) ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسے باب الاقالۃ میں روایت کیا ہے۔

noorcentre.com

سلامتی کے خیارات

عیب - تفرقِ صفقہ - فواتِ وصف

noorcentre.com

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۲۴۴
معیار کا متن ۱۲۴۵
۱-معیار کا دائرۂ کار ۱۲۴۵
۲-خیارِ عیب ۱۲۴۵
۳-خیارِ تفرقِ صفقہ ۱۲۴۸
۴-خیارِ فواتِ وصف ۱۲۴۹
۵-معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۵۰
معیار کی منظوری ۱۲۵۱
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۵۲
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۵۴

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد ایسے حالات اور اسلامی مالیاتی اداروں[1] میں ان حالات کی عملی صورت کو بیان کرنا ہے، جن میں خریدار کو مبیع میں ظاہر ہونے والی کسی کمی، معاملہ کی تقسیم یا پسندیدہ صفات کی کمی کی وجہ سے معاملہ کو ختم کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) ''ادارہ/ادارے'' کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار خیاراتِ عیب، تفرّقِ صفقہ اور پسندیدہ صفات کی کمی کی صورت میں ملنے والے خیار پر مشتمل ہے۔ اس معیار کے تحت امانت اور سوچ و بچار کے اختیارات نہیں آتے، کیونکہ ان دونوں کے لیے الگ سے معیار موجود ہیں۔

۲- خیارِ عیب

۱/۲　خیارِ عیب کی تعریف

خیارِ عیب سے مراد معاملہ کے خاتمے کے لیے خریدار کو ملنے والا وہ حق ہے، جو کسی ایسے پوشیدہ عیب کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے، جس کے بارے میں خریدار کو معاملہ کرتے وقت علم نہ ہو۔

۲/۲　خیارِ عیب کی شرائط

معاملہ ختم کرنے کا اختیار درج ذیل شرائط کی صورت میں حاصل ہوتا ہے:

۱/۲/۲　مبیع میں ایسے مؤثر عیب کی موجودگی، جو معاملہ کے وقت ظاہر نہیں ہوا تھا۔ مؤثر عیب سے مراد ایسا عیب ہے جو مبیع کی اصل میں ایسی کمی کا باعث بنے جو کمی عرف میں معتبر ہو یا اس عیب کی وجہ سے معاملہ کا مقصد حاصل نہ ہوتا ہو یا وہ عیب مبیع کی قیمت میں کمی کا باعث ہو۔

۲/۲/۲　اخراجات لگائے بغیر اس عیب کا خاتمہ ممکن نہ ہو۔

۳/۲/۲　خریدار کو معاملہ کے وقت اس پوشیدہ عیب کے بارے میں علم نہ ہو، تاہم بیچنے والے کے علم کا اعتبار نہیں ہے۔

noorcentre.com

۴/۲/۲ بیچنے والے نے تمام عیوب سے بری ہونے کی شرط نہ لگا رکھی ہو۔ اجارہ اور استصناع میں ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۵/۲/۲ وہ پوشیدہ عیب خریدار کی وجہ سے پیدا نہ ہوا ہو۔

۳/۲ خیارِ عیب کا دائرہ کار

خیارِ عیب کے دائرہ کار میں ایسے معاملات آتے ہیں جن میں مالی عوض دیا جاتا ہے، مثلاً بیع، صرف، اجارہ، مشترک چیز کی شرکاء میں تقسیم، کسی متعین شے کے بدلے صلح کرنا اور عوض ملنے کی شرط پر ہبہ کرنا [اسے ہبۃ الثواب بھی کہا جاتا ہے] وغیرہ۔

۴/۲ خیارِ عیب کی مدت

مبیع کی حوالگی اور اس میں عیب ظاہر ہونے کے بعد، خیار عیب کی بنیاد پر مبیع کو اتنی مدت میں واپس کرنا ہوگا جتنی مدت میں عرفاً [بازاری رواج کے مطابق] معاملہ ختم کیا جا سکتا ہو۔

۵/۲ خیارِ عیب کے نتائج

خریدار کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ یا تو معاملہ ختم کر کے مبیع واپس کر دے یا پھر جوں کا توں معاملہ جاری رکھے۔ اگر خریدار مبیع پر قبضہ کے بعد مبیع کو واپس کرنا چاہے تو یہ واپسی باہمی رضامندی یا قانونی چارہ جوئی کے ذریعے کی جا سکتی ہے۔ تاہم اگر خریدار نے مبیع پر قبضہ نہ کیا ہو اور اسے قبضہ سے پہلے ہی عیب کا علم ہو جائے تو وہ محض اپنی مرضی سے فروخت کنندہ کو اطلاع کر کے یکطرفہ طور پر معاملہ ختم کر سکتا ہے۔ مبیع واپس کرنے کی صورت میں خریدار کو مکمل طے شدہ رقم واپس لینے کا حقدار ہے اور اس رقم کی واپسی باہمی رضامندی یا قانونی چارہ جوئی سے ہو سکتی ہے۔

۶/۲ واپسی کی شرائط

مبیع کی واپسی کی درج ذیل شرائط ہیں:

۱/۶/۲ واپسی کی صورت میں تفریقِ صفقہ [ایک سودے کے ٹکڑے کرنا] لازم نہ آئے، البتہ اگر بیچنے والا تفریقِ صفقہ پر راضی ہو تو حرج نہیں۔ اس صورت میں خریدار

عیب کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا عوض (زرِ تلافی) لینے کا مستحق ہوگا۔
noorcentre.com

۲/۶/۲ خریدار کے پاس مبیع میں نہ تو کوئی نیا عیب پیدا ہوا اور نہ ہی مبیع ضائع ہو۔ اگر ایسا ہوا تو خریدار مبیع کو واپس نہیں کر سکتا، تاہم وہ عیب کے نقصان کے معاوضہ کا حقدار ہوگا۔ البتہ اگر بیچنے والا نئے عیب کی موجودگی کے باوجود مبیع کو واپس لینے پر رضامند ہو تو واپسی کی جا سکتی ہے۔

۳/۶/۲ مبیع میں کوئی ایسا اضافہ نہ ہوا ہو جو اس کی قیمت میں کمی کا باعث بنے، جب وہ اضافہ مبیع کے ساتھ متصل تو ہو لیکن مبیع سے پیدا شدہ نہ ہو، مثلاً زمین میں عمارت کی تعمیر۔ اگر مبیع میں ہونے والا اضافہ متصل ہو اور مبیع کی ذات سے پیدا شدہ ہو یا وہ اضافہ متصل نہ ہو، چاہے مبیع کی ذات سے پیدا شدہ ہو مثلاً حصص کے منافع، اثاثوں کے کرایہ جات، یا چاہے مبیع کی ذات سے پیدا شدہ نہ ہو، تو ان تمام صورتوں میں عیب دار مبیع کی واپسی ممکن ہے۔

۴/۶/۲ جن صورتوں میں مبیع کی واپسی ممکن نہ ہو، ان تمام صورتوں میں خریدار عیب کے نقصان کے معاوضہ کا حقدار ہوگا۔

۷/۲ واپسی کے موانع

شق ۲/۲ کے تحت مذکور شرائط سے کسی شرط کی عدم موجودگی کی صورت میں مبیع واپس نہیں کی جا سکتی۔

۸/۲ خیارِ عیب کا خاتمہ

خیارِ عیب ثابت ہو جانے کے بعد درج ذیل امور سے ساقط ہو جاتا ہے:

۱/۸/۲ واپسی سے پہلے ہی عیب کا ختم ہو جانا یا زرِ تلافی کی ادائیگی۔

۲/۸/۲ خریدار خود ہی خیارِ عیب کے خاتمہ کی صراحت کر دے۔

۳/۸/۲ خریدار اس عیب پر راضی ہونے کی صراحت کر دے۔

۴/۸/۲ عیب پر ضمناً راضی ہو جانا، یعنی مبیع میں ایسے تصرفات کرنا جو رضامندی کو ظاہر

noorcentre.com

کرتے ہوں، مثلاً عیب دار مبیع کو مسلسل استعمال کرنا یا خیارِ عیب کی بنیاد پر مبیع کی واپسی میں بغیر کسی عذر کے متعارف مدت سے زائد وقت لگانا، یا اس سے نفع کمانا، نفع اٹھانا یا اسے اپنی ملکیت سے نکال دینا۔ یہ تمام امور عیب کے علم کے بعد مؤثر ہوں گے۔

۲/۸/۵ خریدار کا مبیع کو ضائع کر دینا۔

۳- خیارِ تفرّقِ صفقہ

۱/۳ خیارِ تفرّقِ صفقہ کی تعریف

خیارِ تفرّقِ صفقہ سے مراد خریدار کو ملنے والا معاملہ ختم کرنے کا وہ حق ہے، جو اس صورت میں ملتا ہے جب معاملہ ان تمام اشیا پر مشتمل نہ ہو جن کے لیے وہ کیا گیا تھا، یعنی معاملہ تقسیم ہو جائے۔

۲/۳ خیارِ تفرّقِ صفقہ کی شرائط

اس خیار کی شرط یہ ہے کہ خریدار کو پہلے سے یہ علم نہ ہو کہ بعد میں تفرّقِ صفقہ ہوگا۔

۳/۳ تفرّقِ صفقہ کی وہ صورتیں جن میں فسخ کا اختیار ملتا ہے

۳/۳/۱ اپنی اور غیر کی مملوکہ شے کو مالک کی اجازت کے بغیر، ایک ہی معاملہ کے تحت فروخت کرنا، یا ایک شریک کا دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر مالِ شرکت کو ایک ہی معاملہ میں فروخت کر دینا۔

۳/۳/۲ جب یہ ظاہر ہو کہ مبیع کے بعض حصہ کا مالک کوئی اور ہے۔

۳/۳/۳ مبیع کی حوالگی (قبضہ حقیقی یا حکمی سے) سے پہلے ہی اس کے بعض حصہ کا ضائع ہو جانا۔

۳/۳/۴ سلم کے معاملہ میں مدت ختم ہونے پر، مسلَم فیہ کے بعض حصہ کا دستیاب نہ ہونا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۰) "سلم"، شق ۸/۵)۔

noorcentre.com

۴/۳ خیار تفرقِ صفقہ کے نتائج

تفرّقِ صفقہ کی صورت میں متاثرہ شخص کو یہ اختیار ملتا ہے کہ وہ چاہے تو معاملہ ختم کردے یا معاملہ کو بقیہ حصہ میں اس کے بقدر قیمت کے عوض جاری رکھے۔ معاملہ کے تقسیم ہو جانے کی بنیاد پر وہ کسی معاوضہ کا حقدار نہیں ہوگا، البتہ اگر خریدے گئے بقیہ حصہ میں کوئی کمی ہو تو اس کا معاوضہ دیا جائے گا۔

۴- خیارِ فواتِ وصف

۱/۴ تعریف

خیارِ فواتِ وصف [طے شدہ صفات کی غیر موجودگی کا خیار] سے مراد خریدار کو معاملہ ختم کرنے کا وہ حق ہے، جو اس صورت میں حاصل ہوتا ہے جب مبیع میں کوئی ایسی صفت موجود نہ جس کی موجودگی صراحتاً یا دلالۃً [بغیر الفاظ کے اظہار کرکے] ضروری قرار دی گئی ہو، مثلاً معاملہ میں یہ شرط لگا کہ خریدی جانے والی گاڑی ایک متعین رنگ کی ہوگی۔

۲/۴ معتبر صفت کی شرائط

۱/۲/۴ بیان کردہ صفت شرعاً جائز ہو۔

۲/۲/۴ بیان کردہ صفت متعین ہو اور اس میں غرر نہ ہو۔

۳/۲/۴ بیان کردہ صفت خریداری کا مقصد ہو یا اس کی بنیاد پر قیمت میں اضافہ ہو سکتا ہو یا مبیع کے معیار میں اضافہ کا باعث ہو، مثلاً یہ صفت کہ خریدی جانے والی گاڑی آٹومیٹک ہوگی۔

۴/۲/۴ بیان کردہ صفت حوالگی (قبضۂ حقیقی یا حکمی) کے وقت سے ہی موجود نہ ہو، اس کی عدم موجودگی حوالگی کے بعد واقع نہ ہوئی ہو۔

۳/۴ خیارِ فوات وصف کے نتائج

۱/۳/۴ جب مبیع میں بیان کردہ صفات کم سے کم درجے میں بھی نہ پائی جائیں تو خریدار کو یہ

noorcentre.com

حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مبیع کو واپس کردے یا بیچنے والے پر کسی بیان کردہ صفت کے عوض کسی رقم کو لازم کیے بغیر مکمل رقم ادا کر کے مبیع خرید لے۔

۲/۳/۴ جب مبیع کو واپس کرنا ممکن نہ ہو تو خریدار بیچنے والے سے اس صفت کے بقدر عوض کا مطالبہ کرے گا، یعنی مبیع کی اس صفت کے ساتھ اور پھر اس کے بغیر قیمت لگائی جائے گی اور دونوں کے مابین آنے والے فرق کے بقدر رقم بیچنے والے سے لے گا۔

۴/۴ خیارِ فواتِ وصف کی مدت اور خاتمہ

خیارِ فواتِ وصف بھی خیارِ عیب کی طرح عرف کے مطابق فوراً حاصل ہوتا ہے اور ان اسباب کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے جن کی وجہ سے خیارِ عیب ختم ہوتا ہے (دیکھیے شق ۸/۲)۔

۵/۴ خیارِ فواتِ وصف کا منتقل ہونا

خیارِ فواتِ وصف تمام قسم کے عام یا خاص ورثاء کو منتقل ہو سکتا ہے۔

۵- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۰ - ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳ - ۴ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چونتیسویں اجلاس میں شرعی معیار "سلامتی کے خیارات" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء کو ایوفی کے جنرل سیکرٹریٹ نے سلامتی کے خیارات کے بارے میں شرعی تحقیق کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۲۹ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۲ جون ۲۰۱۰ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے تحقیق پر بحث کی، اس کی منظوری دی اور شرعی مشیر کو معیار کے مسوّدہ کی تیاری کا کہا۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۳ ستمبر ۲۰۱۰ء کو دبئی متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے ایک بار پھر معیار کے مسودہ پر بحث کی اور مجلس کے تبصروں اور مشاہدات کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

۸-۹ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱-۲ مارچ ۲۰۱۲ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اجلاس نمبر ۳۲ میں مجلسِ شرعی نے مسودہ پر بحث کی اور اس میں مناسب ترامیم کیں۔

ایوفی کے جنرل سیکرٹریٹ نے ۱۶ جمادیٰ الثانیہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۲ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ شرعی معیارات کی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں ہونے والے تبصروں اور سوالات کا جواب دیا۔

۱۹-۲۱ شوال ۱۴۳۳ھ مطابق ۶-۸ ستمبر ۲۰۱۰ء کو مکہ مکرمہ میں ہونے والے تینتیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے عمومی سماعت کے نتیجے میں ہونے والی ترامیم پر بحث کی اور معیار کے مسوّدہ میں مزید ضروری

تراميم کا اضافہ کیا۔

noorcentre.com

۲۰-۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ نومبر ۲۰۱۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے چونتیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے معیار کے مسوّدہ پر بحث کی، اس میں ضروری ترامیم کا اضافہ کیا اور معیار کی منظوری دے دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

خیارِ عیب

- خیارِ عیب کے شرعاً جائز ہونے کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے غلام خریدا اور اس کو کام پر لگا کر نفع کمایا، پھر اس میں پائے جانے والے کسی عیب کی وجہ سے اسے واپس کر دیا تو بیچنے والے نے کہا کہ میرے غلام کے ذریعے کمایا جانے والا نفع کہاں جائے گا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نفع ضمان کے بدلے ہے"[1]، ایک اور روایت میں آتا ہے کہ "خراج ضمان کے بدلے ہوتا ہے"۔
- اسی طرح حدیث مصرّاۃ بھی اس کی دلیل ہے، مصرّاۃ سے مراد وہ بھیڑ ہے جس کے تھنوں کو اس غرض سے باندھ دیا گیا ہو کہ وہ دودھ سے بھرے ہوئے نظر آئیں۔ اس صورت میں جب عیب یعنی دودھ کی کمی ظاہر ہو جائے تو خریدار کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو اس جانور کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو ایک صاع کھجور اور جانور واپس کر دے۔ تمام مذاہبِ فقہیہ نے خیار عیب کا اعتبار کیا ہے اور اس خیار کی بنیاد یہ ہے کہ مبیع عیوب سے پاک ہونی چاہیئے۔
- عیوب سے براءت کی شرط لگانے کے جائز ہونے کی شرعی دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہے۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اس کے حق میں فیصلہ بھی سنایا تھا[2]۔
- خیارِ عیب کے نتیجے میں مبیع کو واپس کیا جائے گا یا مکمل قیمت کے عوض اپنے پاس رکھا جائے گا۔ یہ

(۱) امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہما نے اس کو نقل کیا ہے۔

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں اسے نقل کیا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نقل کیا ہے اور جامع الاصول نے اس کی تصحیح کی ہے ۲/۳۴۔

noorcentre.com

حنفیہ اور شافعیہ کا مذہب ہے کہ عیب پائے جانے کی صورت میں مبیع کو واپس کرنا خریدار کا حق ہے، کیونکہ اس صورت میں مبیع کی سلامتی کا عنصر جو کہ معاملہ کی ضرورت ہے، باقی نہیں رہتا۔ تاہم خریدار کو یہ حق نہیں کہ وہ مبیع اپنے پاس رکھے اور عیب کے عوض ارش [زرِ تلافی] لے، کیونکہ صفات کے عوض قیمت نہیں لگائی جاتی، نیز بیچنے والا بھی اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ طے شدہ قیمت سے کم رقم میں مبیع اس کی ملکیت سے نکل جائے۔ حنابلہ کا قول یہ ہے کہ مبیع کی واپسی کی صورت میں خریدار عیب کے بقدر ارش کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

خیارِ تفرّقِ صفقہ

- تفرّقِ صفقہ کے خیار کی شرعی دلیل یہ ہے کہ یہ بھی عیب کی ایک قسم ہے (بعض کتب میں اسے خیارِ عیب کے تحت ذکر کیا گیا ہے)۔ اس کا ثبوت اس وقت ہوتا ہے جب مبیع کا بعض حصہ واپس کیا جائے۔[1]
- خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ آگے جا کر معاملہ میں تفرّقِ صفقہ ہوگا، اس کی دلیل یہ ہے کہ خریدار کا علم اس کے راضی ہونے پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا یہ کوئی مخفی عیب نہ ہوا۔
- تفرّقِ صفقہ کا نتیجہ یہ ہے کہ یا تو معاملہ کو ختم کر دیا جائے یا پھر مبیع کے بقیہ حصہ کو اس کے بقدر رقم کے عوض رکھ لیا جائے، اس بات کی دلیل یہ ہے قیمت مکمل معاملہ کے لیے طے کی گئی تھی، جب معاملہ کا بعض حصہ نہیں پایا گیا تو اس کے بقدر قیمت میں کمی کی جائے گی اور مبیع سے زائد رقم وصول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ معاملہ کی تقسیم کی وجہ سے گویا دو اشیا کی فروخت کا معاملہ کیا گیا۔ لہٰذا قیمت بھی دو پر تقسیم کر کے ادا کی جائے گی۔

خیارِ فواتِ وصف

- خیارِ فواتِ وصف کا اعتبار جمہور فقہاء نے کیا ہے اور بعض نے اسے خیارِ تدلیس کے تحت ذکر کیا ہے۔
- مطلوبہ صفات کے نہ پائے جانے کی صورت میں اگر مبیع کو واپس کیا جائے تو اس صفت کے عوض رقم

---

(۱)　الفتاویٰ الہندیہ ۸۳/۳۔

noorcentre.com

دی جائے گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ خیارِ عیب کی طرح ہے۔ البتہ اگر اس صفت کے بغیر ہی خریدار مبیع کو اپنے پاس رکھنے پر راضی ہو جائے تو مکمل قیمت کے عوض لے گا اور ارش کا حقدار نہیں ہوگا، کیونکہ معاملہ میں نہ پائی جانے والی چیز صفت ہے اور اس صورت میں قیمت صفت کے مقابلے میں طے نہیں کی جاتی۔

- اس خیار کے عام اور خاص ورثاء کو منتقل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ خیار متعین شے[1] یعنی مبیع کے ضمن میں حاصل ہوتا ہے۔

(۱) فتح القدیر ۵/۳۴۵، البحر الرائق ۶/۱۹۔

noorcentre.com

سوچ وبچار کے خیارات

شرط - تعیین - نقد

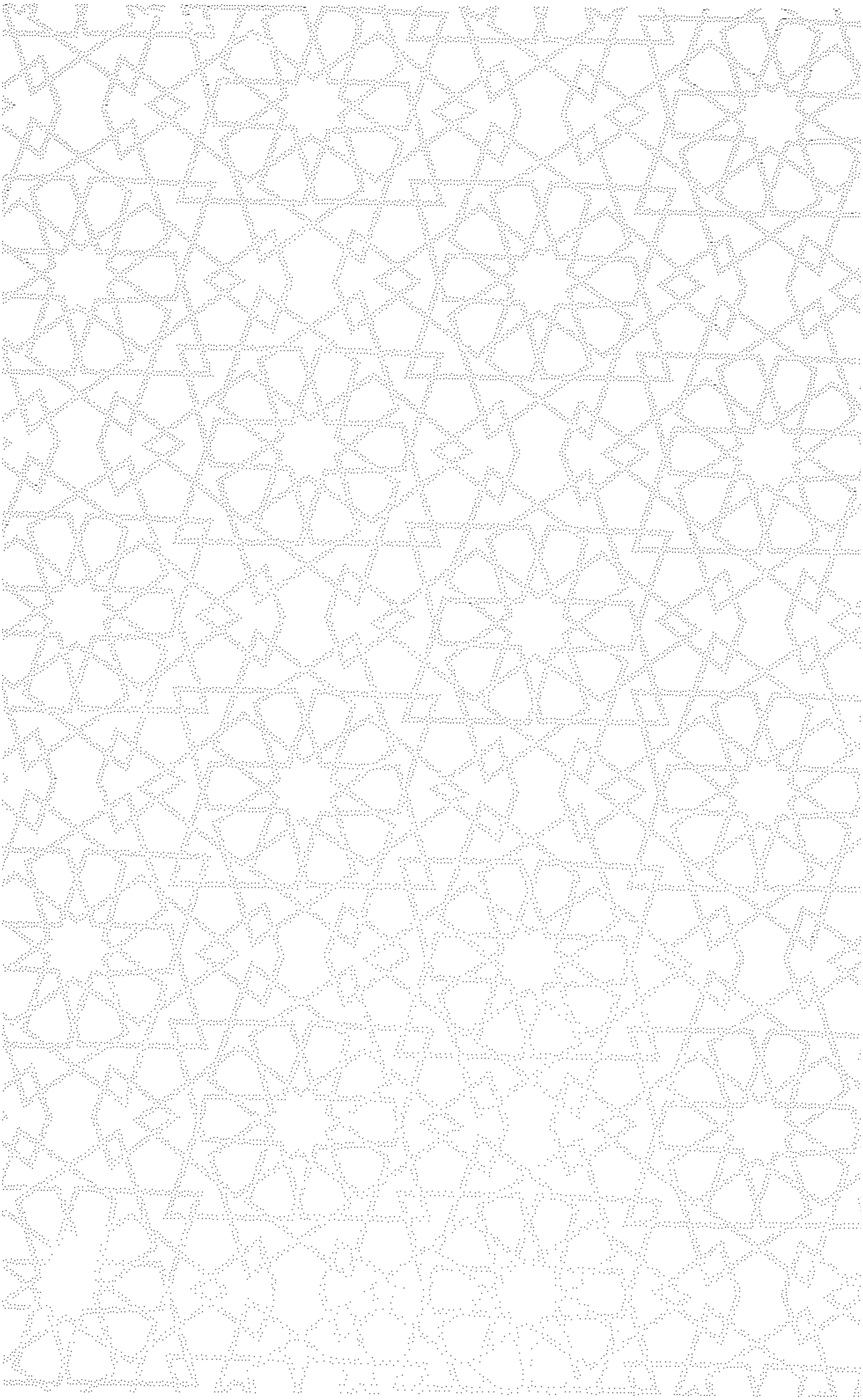

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۲۶۰

معیار کا متن ۱۲۶۱

۱- معیار کا دائرہ کار ۱۲۶۱

۲- خیارِ شرط ۱۲۶۱

۳- خیارِ نقد [فی الفور قیمت کی ادائیگی] ۱۲۶۵

۴- خیارِ تعیین ۱۲۶۶

۵- سوچ و بچار کے خیارات کے عمومی احکام ۱۲۶۸

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۶۸

معیار کی منظوری ۱۲۶۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۷۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۷۲

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سوچ وبچار کے ان خیارات (خیارِ شرط، تعیین اور نقد وغیرہ) کے احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں[1] میں ان کی عملی صورتوں کو بیان کرنا ہے، جن کی شرط معاملہ کرنے والوں نے لگائی ہے، تاکہ وہ معاملہ سے متعلق اپنے مفاد کے بارے میں غور وفکر کرلیں۔

والله الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرہ کار

یہ معیار سوچ وبچار کے خیارات یعنی خیارِ شرط، تعیین اور نقد پر مشتمل ہے، جوکہ دونوں فریق اپنی مرضی سے طے کرتے ہیں، تاکہ انہیں عقد میں غور وفکر کے لیے وقت مل سکے۔

یہ معیار سلامتی کے خیارات یعنی (خیارِ عیب، تفرقِ صفقہ اور فواتِ وصف) اور بھروسے پر مبنی خیارات (یعنی خیارِ تغریر، تدلیس اور غبن) پر مشتمل نہیں ہے، کیونکہ ان کے لیے علیٰحدہ معیار موجود ہیں۔

۲- خیارِ شرط

۱/۲ خیارِ شرط کی تعریف

خیارِ شرط سے مراد وہ حق ہے جسے عقد کے کسی ایک فریق، دونوں فریق یا کسی فریقِ ثالث کے لیے شرط لگا کر طے کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں صاحبِ خیار کو ایک طے شدہ مدت تک عقد کو جاری رکھنے یا ختم کرنے کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ یہ خیار ہر اس لفظ سے حاصل ہو جاتا ہے، جو اس بات کا اظہار کرے کہ عقد ابھی لازم نہیں ہوا اور خیار کی مدت تک فسخ کیا جا سکتا ہے۔

۲/۲ خیارِ شرط کی شرائط

خیارِ شرط کے لیے درج ذیل شرائط ضروری ہیں:

۱/۲/۲ خیار کی شرط عقد کے وقت لگائی جائے۔ البتہ اگر یہ عرف ہو کہ عقد سے پہلے بھی شرط لگائی جا سکتی ہے یا دونوں فریق باہمی رضامندی سے عقد کے بعد خیار کی شرط کا اضافہ کر دیں تو بھی جائز ہے۔

noorcentre.com

۲/۲/۲ خیارِ شرط کے لیے ایک مخصوص مدّت متعین کی جائے، لہٰذا مدت کے تعیین کے بغیر شرط لگانا درست نہیں اور نہ ہی کسی نامعلوم مدّت تک خیار کی شرط لگانا درست ہے، مثلاً مدّت متعین کئے بغیر یہ شرط لگانا کہ "جب تک کسی ماہر سے رائے نہ لیں، تب تک خیار باقی ہے" یا کسی غیر متعیّن وقت کی شرط لگانا، مثلاً "جب فلاں اشاریہ فلاں قیمت تک پہنچ جائے، تب تک خیار ہے"۔ خیارِ شرط کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ مدّت اس مبیع میں رائج عرف سے زائد نہ ہو۔

۳/۲/۲ خیارِ شرط کی مدّت کی ابتداء، عقد کے ابتداء کے ساتھ ہو۔

۴/۲/۲ اگر عقد میں متعدّد چیزیں ہوں تو یہ ضروری ہے کہ موضوعِ خیار کی تحدید کی جائے، جیساکہ شق ۳/۸/۲ میں آئے گا۔

۵/۲/۲ موضوعِ خیار کے لیے شق ۶/۲ میں بیان کردہ نکات کی رعایت رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ وہ اسی حالت میں ہو، جس حالت میں فروخت کے وقت تھی۔

۳/۲ خیارِ شرط کا دائرہ کار

خیارِ شرط لازم مالی عقود میں ثابت ہوتا ہے، مثلاً بیع، اجارہ، حوالہ، کفالہ، مشترک چیز کی شرکاء میں تقسیم اور وقف وغیرہ۔ وہ عقود جو لازم نہ ہوں مثلاً بغیر عوض کے وکالہ یا جن میں راس المال پر قبضہ ضروری ہو (جیساکہ سلم)، یا عقد کے دونوں عوضوں پر قبضہ ضروری ہو (مثلاً صرف)، تو ایسے معاملات میں خیارِ شرط نہیں ہوگا۔

۴/۲ خیارِ شرط کے نتائج

۱/۴/۲ صاحبِ خیار کو خیار کی مدّت کے دوران عقد کو ختم کرنے یا جاری رکھنے کا اختیار ہوتا ہے، اگر اس مدّت میں وہ عقد کو ختم نہ کرے تو خیار ختم ہو جاتا ہے اور عقد خو بخود لازم ہو جاتا ہے۔

۲/۴/۲ صاحبِ خیار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ موضوعِ خیار کی جانچ پڑتال کرے۔ ایسا

کرنے سے اس کا خیار ختم نہیں [illegible] noorcentre.com ورت ایسا کرے، یا اس شے میں ایسے مالکانہ تصرّف کرے جو معاملہ میں لگائی کی شرط یا عرف کے خلاف ہوں تو اس کا خیار باقی نہیں رہے گا۔

۲/۴/۳ خیارِ شرط والے عقد میں یہ لازم نہیں ہے کہ عقد کے دونوں عوض کو حوالے کیا جائے، یعنی بیچنے والے کو قیمت اور خریدار کو مبیع دی جائے۔ البتہ اگر دونوں فریق شرط لگا کر یا باہمی رضامندی سے ایسا کریں تو خیار اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے مالک بننے یا مالک بنانے کا اظہار ہوتا ہو۔ اگر دونوں فریقوں میں سے ایک اپنا عوض حوالے کرنا چاہے اور دوسرا فریق لینے پر راضی نہ ہو تو دوسرے فریق کو لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دینے والے کو اپنی شے واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔

۲/۴/۴ صاحبِ خیار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ موضوعِ خیار کو کسی دوسرے خریدار کے سامنے فروخت کے لیے پیش کرے۔ ایسا کرنے سے اس کا خیار ختم نہیں ہوگا، اس کا خیار اسی وقت ختم ہوگا جب وہ عملاً فروخت کردے۔

۲/۵ خیارِ شرط کے ملکیت پر اثرات

۲/۵/۱ جب عقد کے دونوں فریق یا صرف بیچنے والے کے لیے خیار رکھا جائے تو مبیع اور ثمن اپنے مالکوں کی ملکیت سے نہیں نکلتی اور اس میں بیچنے والے کے تصرّفات نافذ ہوتے ہیں جبکہ خریدار کے تصرفات نافذ نہیں ہوتے۔

۲/۵/۲ جب خیار صرف خریدار کے لیے ہو تو مبیع کی ملکیت بیچنے والے سے منتقل ہو کر خریدار کی جانب آجاتی ہے اور مبیع میں خریدار کا تصرف اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ معاملہ منعقد کر دیا گیا ہے۔

۲/۵/۳ جب مبیع بیچنے والے کے پاس ہو اور مبیع ضائع ہو جائے تو اس کا نقصان بیچنے والے پر ہوگا۔ اگر مبیع خریدار کے پاس ضائع ہو جائے اور خیار بھی خریدار کا ہو تو

noorcentre.com

وہ بیچنے والے کو طے شدہ قیمت دینے کا پابند ہوگا۔ جب خیار بیچنے والے کا ہو اور خریدار سے اس کی کوتاہی یا زیادتی کی وجہ سے مبیع ضائع ہو جائے تو خریدار مبیع کی بازاری قیمت کی ادائیگی کرے گا، البتہ اگر خریدار کی کوتاہی یا زیادتی کے بغیر ضائع ہو جائے تو اس کے ذمہ کوئی ادائیگی لازم نہیں۔

۶/۲ خیارِ شرط کی مدت کے دوران مبیع میں اضافہ کا حکم

۱/۶/۲ اگر مبیع میں ایسا اضافہ ہو جائے، جو مبیع کے ساتھ متّصل ہو اور اسی کی ذات سے پیدا شدہ ہو، مثلاً زرعی پیداوار (فصلیں) یا حیوانی پیداوار [مال مویشی] وغیرہ، تو ایسی صورت میں اگر خیار خریدار کا ہو اور وہ عقد کو جاری بھی کر دے تو یہ اضافہ خریدار کی ملکیت ہوگا۔ البتہ اگر خیار بیچنے والے کا ہو تو وہ عقد ختم کرے یا جاری رکھے، ہر صورت میں یہ اضافہ اس کی ملکیت شمار ہوگا۔

۲/۶/۲ ایسا اضافہ جو مبیع سے الگ ہو اور اس کی ذات سے پیدا شدہ بھی نہ ہو، مثلاً مبیع میں مدّتِ خیار کے دوران کسی غیر کی وجہ سے پیدا ہونے والے عیب کا معاوضہ، ایسا اضافہ خریدار کی ملکیت ہوگا اگر وہ عقد کو جاری رکھے۔ اگر وہ عقد کو ختم کر دے تو یہ اضافہ بیچنے والے کی ملکیت ہوگا۔

۳/۶/۲ ایسا اضافہ جو مبیع سے الگ ہو، لیکن اس کی ذات سے پیدا شدہ ہو، وہ بیچنے والے کی ملکیت ہوگا، مثلاً حصص کے منافع اور اثاثوں کے کرایہ جات وغیرہ۔

۷/۲ خیارِ شرط کا خاتمہ

۱/۷/۲ جب خیار کی مدّت ختم ہو جائے تو عقد لازم ہو جائے گا۔

۲/۷/۲ جب صاحبِ خیار اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے عقد کو ختم کر دے تو عقد ختم ہو جائے گا۔ البتہ عقد ختم کرنے کی صورت میں ضروری ہے کہ دوسرے فریق کو صراحتًا اطلاع دی جائے۔ اگر صاحبِ خیار نے عقد جاری رکھنے کا فیصلہ کیا تو معاملہ لازم ہو جائے گا، اگرچہ اس فیصلے کا اظہار عملًا ہو [یعنی عمل سے ہو، الفاظ

سے نہ ہو]۔

noorcentre.com

۲/۷/۳ جب مبیع قبضہ حقیقی یا حکمی سے پہلے ہلاک ہوجائے تو عقد ختم ہوجائے گا۔

۸/۲ خیارِ شرط کی چند عملی صورتیں

۱/۸/۲ مالیاتی ادارہ، چاہے وہ معاملہ میں بیچنے والا ہو یا خریدار، اس کا خیار کی شرط لگانا، تاکہ یہ غور و فکر کیا جاسکے کہ مبیع کو خریدنا یا فروخت کرنا ادارے کے مفاد میں ہے یا نہیں۔

۲/۸/۲ مالیاتی ادارے کا سپلائر سے سامان خریدتے وقت خیار کی شرط لگانا، تاکہ جب ادارہ اس سامان کو اپنے خریداروں کے سامنے ان سے خریدنے کا لازمی وعدہ لیے بغیر فروخت کے لیے پیش کرے، اور اگر وہ خریدنے میں دلچسپی نہ رکھتے ہوں تو ادارہ اس سامان کو واپس کرسکے۔

۳/۸/۲ ادارے کا عقد کے تحت آنے والی تمام یا بعض اشیا میں خیار کی شرط لگانا۔ اگر وہ تمام اشیا باہم مختلف ہوں تو موضوعِ خیار کو متعین کرنا ضروری ہے اور اگر وہ اشیا ایک جیسی ہوں مثلاً گندم یا چاول وغیرہ تو فیصدی تناسب کا تعین ضروری ہے۔

۴/۸/۲ موضوعِ خیار سے نفع اٹھانے کی غرض سے خیار شرط لگانا درست نہیں کہ بیچنے والے کو ثمن حوالے کردی جائے اور یہ معاملہ قرض کے لیے ایک حیلہ بن جائے۔

۵/۸/۲ خیار کی مدت کے دوران قیمت میں واقع ہونے والے اتار چڑھاؤ سے بچنے کی غرض سے خیارِ شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۳- خیارِ نقد [قیمت کی فوری ادائیگی]

۱/۳ خیارِ نقد کی تعریف

خیارِ نقد سے مراد ایسا خیار ہے جو بیچنے والا یا اجارہ پر دینے والا شخص اس لیے لگاتے ہیں تاکہ

noorcentre.com

اگر خریدار یا کرایہ دار طے شدہ مدّت میں ادائیگی نہ کر سکے تو وہ معاملہ کو ختم کر سکیں۔ یہ خیار طے کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

۲/۳ خیارِ نقد کا دائرہ کار

ان معاملات میں خیارِ نقد جائز نہیں ہے، جن میں ثمن کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے، مثلاً سَلم یا صَرف کا عقد۔

۳/۳ خیارِ نقد کے نتائج

اگر خریدار طے شدہ مدّت میں ادائیگی نہ کر سکے تو خیارِ نقد کے نتیجہ میں بیچنے والے کو عقد ختم کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

۴/۳ خیارِ نقد کی منتقلی

صاحبِ خیار (بیچنے والا یا کرایہ پر دینے والے) کی موت سے خیارِ نقد ختم ہو جاتا ہے۔

۴- خیارِ تعیین

۱/۴ خیارِ تعیین کی تعریف

۱/۱/۴ خیارِ تعیین سے مراد خریدار کو ملنے والا وہ حق ہے، جس کے تحت خریدار طے شدہ مدّت کے اندر اندر، مختلف اشیا میں سے ایک شے کو بطورِ مبیع منتخب کرنے کا حقدار ہوتا ہے۔ یہ خیار بھی طے کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

۲/۱/۴ خیارِ تعیین کے ثبوت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ سامان ایک جیسا ہو اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ ان کی قیمتیں ایک جیسی ہوں۔ البتہ جب ان کی قیمتیں مختلف ہوں تو ہر ایک کی قیمت کو متعیّن کرنا ضروری ہے۔

۳/۱/۴ خیارِ تعیین کے لیے دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے مدّت کا تعیّن ضروری ہے، نیز اس مدّت میں کم یا زیادہ کی کوئی قید نہیں۔

noorcentre.com

۲/۴ خیارِ تعیین کے نتائج

۱/۲/۴ خیارِ تعیین، موضوعِ خیار کے تحت آنے والی اشیا میں سے کسی ایک غیر متعیّن شے میں ملکیت کو ثابت کرتا ہے۔ اگر تمام اشیا خریدار کے حوالے کر دی جائیں تو ان میں سے ایک شے خریدار کے ضمان میں ہوگی اور باقی اشیا اس کے پاس بطورِ امانت رہیں گی۔ اگر ان تمام میں سے کوئی ایک ہلاک یا عیب دار ہو جائے تو معاملہ لازم ہو جائے گا اور خریدار کے ذمہ ثمن کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اگر وہ تمام اشیا ہلاک ہو جائیں اور ان کی قیمتیں بھی مختلف ہوں تو تمام اشیا اور خریدی جانے والی شے کی قیمتوں کی اوسط نسبت کی ادائیگی خریدار کے ذمہ لازم ہوگی، مثلاً معاملہ میں تین اشیا تھیں اور ان میں سے ایک غیر متعیّن شے کو خریدا جانا تھا، ایسی صورت میں خریدار تمام اشیا کی ایک تہائی قیمت کی ادائیگی کا پابند ہوگا۔

۲/۲/۴ خیارِ تعیین کی صورت میں اگر موضوعِ خیار خریدار کے قبضہ کے بعد، بیچنے والے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو خریدار ضامن نہیں ہوگا۔

۳/۲/۴ اگر خریدار کسی ایک شے کو متعیّن نہ کرے اور مدت گذر جائے تو اسے قانونی چارہ جوئی کر کے کسی ایک شے کے تعیّن پر مجبور کیا جائے گا، الّا یہ کہ بیچنے والا خود ہی عقد ختم کر دے۔

۴/۲/۴ جب خریدار موضوعِ خیار کے تحت آنے والی اشیا میں سے کسی ایک میں تصرف کرے تو یہ تصرف تعیّن شمار ہوگا اور وہ شے متعیّن سمجھی جائے گی۔

۴/۳ خیارِ تعیین کی منتقلی

صاحبِ خیار کی موت سے خیارِ تعیین اس کے ورثاء کو منتقل ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کے ورثاء تعیّن میں اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

noorcentre.com

۵- سوچ وبچار کے خیارات کے عمومی احکام

۱/۵ سوچ وبچار کے خیارات کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

۲/۵ سوچ وبچار کے خیارات میں سے دو یا اس سے زائد خیارات ایک ہی عقد میں جمع ہو سکتے ہیں۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کو جاری کیا گیا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۲۲-۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹-۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کو مدینہ منورہ، سعودی عرب میں منعقد ہونے والے اپنے پینتیسویں اجلاس میں شرعی معیار "سوچ وبچار کے خیارات" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۸ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے سوچ وبچار کے خیارات کے بارے میں شرعی مطالعاتی تحقیق کے لیے ایک شرعی مشیر کے تقرر کا فیصلہ کیا۔

۱۴ صفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۰۹ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے تحقیق پر بحث کی، اس کی منظوری دی اور شرعی مشیر کو معیار کے مسوّدہ کی تیاری کا کہا۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۳ ستمبر ۲۰۱۰ء کو دبئی متحدہ عرب امارات میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرعی معیارات کی کمیٹی نے ایک بار پھر معیار کے مسودہ پر بحث کی اور مجلس کے تبصروں اور مشاہدات کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

۲۴-۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۷-۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے تیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے مسوّدہ پر بحث کی اور اس میں مناسب ترامیم کیں۔

۲۰ - ۲۲ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰-۲۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اکتیسویں اجلاس میں بھی مجلسِ شرعی نے مسوّدہ پر بحث جاری رکھی اور اس میں مناسب ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۶ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۱۳ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں مرکزی بنکوں، مالیاتی اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کی نمائندگی کرنے والے تیس سے زائد شرکاء نے شرکت کی، ان شرکاء میں ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس میدان میں دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد بھی شامل تھے۔ شرعی معیار کی کمیٹی نے جلسۂ سماعت میں ہونے والے تبصروں اور سوالات کا جواب دیا۔

۲۲-۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹-۳۰ نومبر ۲۰۱۳ء کو مدینہ منورہ میں ہونے والے پینتیسویں اجلاس میں مجلسِ شرعی نے جلسۂ سماعت کے نتیجے میں ہونے والی ترامیم پر بحث کی، معیار کے مسوّدہ میں مزید ضروری ترامیم کا اضافہ کیا اور معیار کی منظوری دے دی۔

noorcentre.com

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

خیارِ شرط

خیارِ شرط کی شرعی دلیل حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جو وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جب تم خرید وفروخت کرو تو کہا کرو کہ "کوئی دھوکہ نہیں" پھر تمھیں تین دن کا اختیار ہوگا۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے اور یہ حدیثِ حسن ہے۔

ہر وہ لفظ جو خیارِ شرط پر دلالت کرے اس سے خیار حاصل ہوتا ہے، اس کی دلیل چاروں مذاہبِ فقہیہ کے اقوال ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یہ الفاظ (ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں آنے والے الفاظ یعنی لاخلابۃ) نہ ہی خالصتاً عبادت ہیں اور نہ ہی ان کا تعلق شریعت کے ان احکام سے جن کا علم ہر شخص پر لازم ہے"۔

خیارِ شرط کی مدت طے کرنا اس لیے ضروری ہے، کہ غیر متعین مدت تک کا خیار جھگڑے کی جانب لے جانے والی لاعلمی کے اسباب میں سے ایک سبب نہ بن جائے۔ اس بات پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔

خیار کی شرط کو عقد کے وقت طے کرنا اس لیے ضروری ہے، کیونکہ شرط کو عقد کے ساتھ نہ جوڑنا، عقد کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ عقد کے تقاضے سے مراد عقد کے آثار کا فوری ظاہر ہونا ہے۔

خیار کا عقدِ لازم میں واقع ہونا اس لیے ضروری ہے کیونکہ خیار کا فائدہ ہی ایسے معاملہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے معاملات، جن میں قبضہ ضروری ہوتا ہے ان میں خیار اس لیے درست نہیں ہے، کیونکہ قبضہ جو کہ سلم اور صَرف کے معاملات میں ضروری ہے، اس کی وجہ سے خیار کے وقوع میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

عقد کے عوضین کی حوالگی واجب نہیں، بلکہ جائز ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ مبیع کی حوالگی میں اختیار کا

noorcentre.com

پہلو ہے اور خیار کا بنیادی مقصد ہی سوچ وبچار کرنا ہے۔

موضوعِ خیار کو فروخت کی غرض سے خریدار کے سامنے پیش کرنے سے خیار اس لیے ختم نہیں ہوتا، کیونکہ یہ ثمن کی مناسبت جانچنے کا ایک ذریعہ ہے، البتہ عملاً فروخت کر دینے سے خیار ختم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ مبیع پر رضامندی کی دلیل ہے اور محلِ خیار میں مالکانہ تصرف ہے۔

جب دونوں فریقوں کی جانب سے خیار کی شرط لگائی جائے تو مبیع اور ثمن کی ملکیت میں تبدیلی نہیں آتی، اس کی دلیل یہ ہے کہ ملکیت اپنی سابقہ حالت پر برقرار رہتی ہے، جیساکہ حنفیہ کا مذہب ہے برخلاف حنابلہ کے۔ البتہ جب کسی ایک فریق کی جانب سے خیار کی شرط ہو تو مذکورہ معیار اس حوالے سے مختلف نقطہ ہائے نظر پر مبنی ہے، ان کی عملی تطبیق کو مرابحہ کے معیار میں دیکھا جاسکتا ہے۔

خیارِ نقد

خیارِ نقد کے شرعاً جائز ہونے کی دلیل خیارِ شرط پر قیاس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول کئی آثار ہیں۔ حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ نے یہی اختیار کیا ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ ہر خریدار سوچ وبچار کے لیے اس بات کا محتاج ہے کہ وہ یہ جانچ لے کہ کیا وہ ادائیگی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور ہر بیچنے والے کو اس کی ضرورت اس لیے ہے تاکہ وہ خریدار سے وصولی کو یقینی بنا سکے اور اس کی ٹال مٹول سے بچ سکے۔

جن عقود میں قبضہ ضروری ہے، مثلاً صرف اور سلم وغیرہ، ایسے معاملات میں خیار نقد اس لیے منع ہے کیونکہ خیارِ نقد ایسے عقود کی درستگی کے خلاف ہے۔

صاحبِ خیار کی موت سے خیارِ نقد اس لیے ختم ہو جاتا ہے کیونکہ خیارِ نقد نام ہے ارادے کا، لہٰذا یہ ورثاء کو منتقل نہیں ہوگا۔

خیار تعیین

خیار تعیین کے شرعاً جائز ہونے کی دلیل اس کا خیارِ شرط پر قیاس کرنا ہے، کیونکہ معنوی اعتبار سے یہ خیارِ شرط جیسا ہے، لہٰذا اسے بھی حکم میں خیارِ شرط کے ساتھ ملا دیا گیا۔ نیز اس کی ضرورت بھی ہے، کہ جب خریدار کئی اشیا میں سے ایک کو منتخب کرنے میں تردد کا شکار ہو تو یہ ضروری ہو جاتا ہے۔ جمہور فقہاء نے اس کی

noorcentre.com

صورتوں اور مواقع کے اختلاف کے ساتھ اسے جائز قرار دیا ہے۔

لکیت کے ساتھ متعلقہ تمام مسائل کی دلیل یہ ہے کہ ان کی بنیاد ضمان اور ہلاکت [ضیاع] کے احکام پر رکھی گئی ہے، نیز اگر موضوعِ خیار کے تحت آنے والی اشیا میں سے کوئی شے ہلاک ہو جائے تو اس کی قیمت لازم کرنے میں اس کی بنیاد دونوں فریقوں میں برابری اور عدل پر رکھی گئی ہے۔

خیارِ تعیین کے ورثاء کو منتقل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ موضوعِ خیار کے تحت آنے والی اشیا کے ضمن میں مرنے والے کی ملکیت پائی جاتی ہے، لہٰذا وارث کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اس میں سے ملکیت کو علیحدہ کرے۔

سوچ و بچار کے تمام خیارات کی خرید و فروخت اس لیے منع ہے کہ یہ ارادہ اور خواہش ہے جو کہ خرید و فروخت کے لیے نہیں ہے۔

دو یا زائد خیارات کا ایک ہی عقد میں جمع ہونا اس لیے درست ہے کیونکہ اس سے ان خیارات کے تقاضوں یعنی معاملہ کے اثرات فوری ظاہر ہونے کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

noorcentre.com

عربُون (بیعانہ)

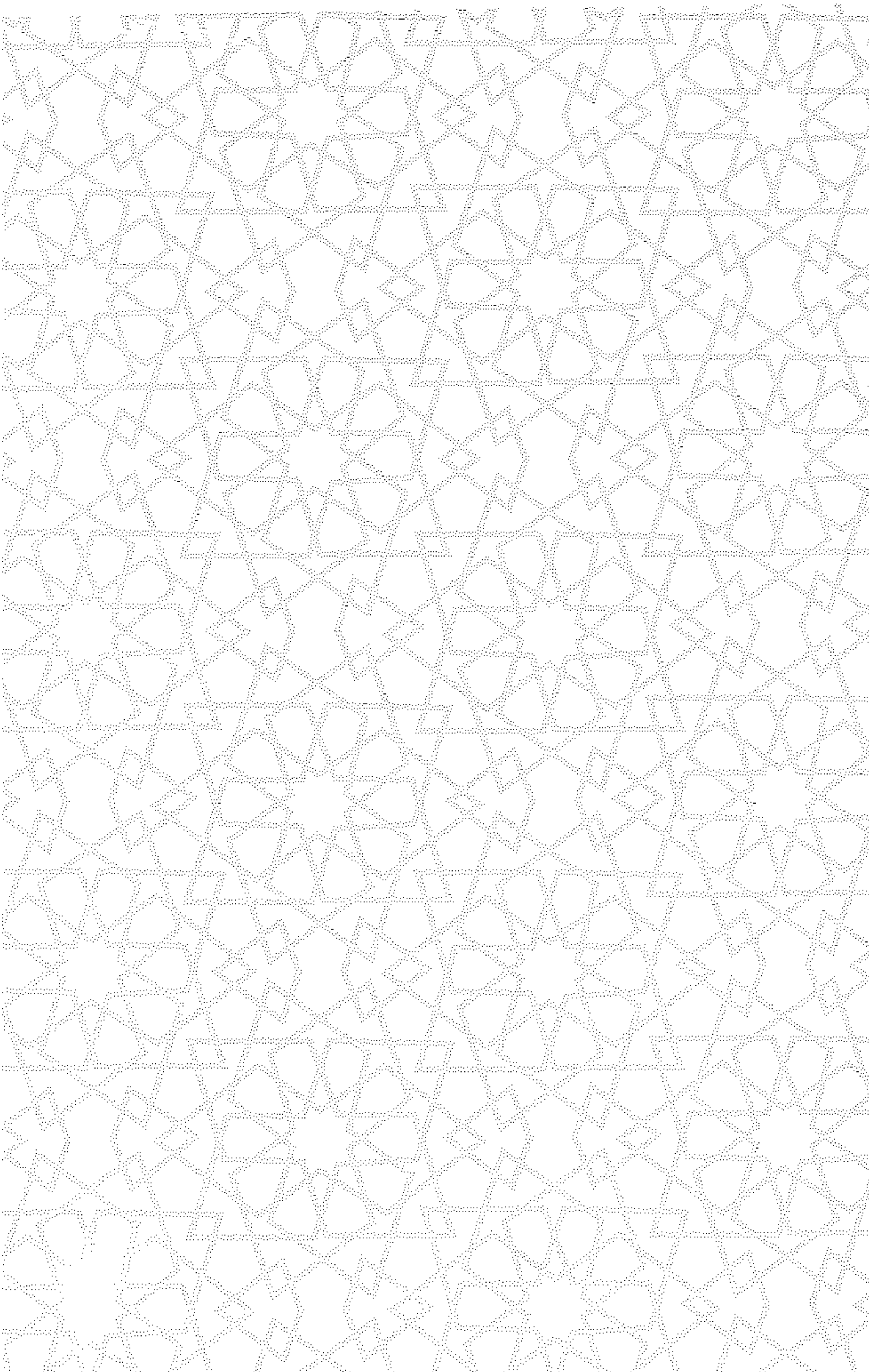

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۲۷۸

معیار کا متن ۱۲۷۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۷۹

۲- عربون [بیعانہ] کی تعریف ۱۲۷۹

۳- عربون [بیعانہ] کا حکم ۱۲۸۰

۴- عربون [بیعانہ] کی مدت ۱۲۸۰

۵- عربون [بیعانہ] میں خیار کا ساقط ہونا ۱۲۸۰

۶- عربون [بیعانہ] کی مدت میں مبیع کی ملکیت اور ضمان ۱۲۸۱

۷- عربون [بیعانہ] کی مدت میں مبیع پر قبضہ ۱۲۸۱

۸- مبیع کی بڑھوتری (اضافہ) اور اس کی پیداوار ۱۲۸۱

۹- عربون [بیعانہ] کے ذریعے فروخت کی گئی چیز (مبیع) میں تصرف ۱۲۸۲

۱۰- عربون [بیعانہ] واپس کرنے کی شرط لگانا ۱۲۸۳

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۸۳

معیار کی منظوری ۱۲۸۴

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۲۸۵

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۲۸۷

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد عربون [بیعانہ] کی بیع کے شرعی احکامات اور اسلامی مالیاتی اداروں[1] میں اس کے استعمالات کو بیان کرنا ہے۔

والله الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار عربون [بیعانہ] کی تعریف، اس کے احکامات اور اداروں میں انجام دیے جانے والے اُن مالی معاملات میں اس کی تطبیقات پر مشتمل ہے جن میں قبضہ شرط نہیں۔

یہ معیار ان ادائیگیوں پر محیط نہیں جو عقد سے پہلے کی جاتی ہیں، جیسے ہامش جدیہ [زرِ ضمانت] اور فیس، یا وہ پیشگی ادائیگی جو اس عقد کے بعد ہو جس میں خیار نہ ہو۔

۲- عربون کی تعریف

۲/۱　عربون وہ ہوتا ہے جو خریدار، فروخت کنندہ[1] کو عقد کے وقت اس حیثیت سے ادا کرتا ہے کہ خریدار کو طے شدہ مدت کے اندر اندر عقد کو ختم کرنے کا اختیار ہوگا، اور شرط اس میں یہ ہوتی ہے کہ اگر عقد عملاً مکمل ہو گیا تو جو بیعانہ دیا ہے وہ ثمن (قیمت) کا حصہ بن جائے گا۔ اور اگر خریدار نے عقد عملاً مکمل نہ کیا یا خریدار نے بیعانہ کی مدت کے اندر اندر بقیہ قیمت کی ادائیگی نہ کی تو فروخت کنندہ کو یہ حق ہوگا کہ وہ اگر چاہے تو خریدار کو عربون واپس نہ کرے۔

۲/۲　آئندہ کسی وقت عقدِ بیع کے نفاذ پر اتفاق [رائے معاہدہ برائے فروخت/ agreement to sell] در حقیقت [دو طرفہ] وعدہ ہے، یہ بیع نہیں ہے، چنانچہ اگر اتفاقِ رائے کے وقت کچھ ادائیگی بھی کر دی گئی تو وہ عربون شمار نہ ہوگی۔

(۱)　جو اصول و ضوابط خریدار کے لیے ہوں گے وہی کرایہ پر لینے والے اور استصناع کے خریدار پر لاگو ہوں گے۔ اسی طرح جو احکامات فروخت کنندہ پر لاگو ہوں گے، وہی کرائے پر دینے والے اور استصناع پر بیچنے والے کے لیے بھی ہوں گے۔ الخ

noorcentre.com

۳/۲ بیعانہ نقد بھی ہوسکتا ہے، اثاثہ بھی ہوسکتا ہے، یا کسی منفعت کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے۔

۳-عربون کا حکم

۱/۳ عربون ان عقود میں جائز ہے جو عقودِ معاوضہ ہوں [بشرطیکہ] اُن عقود کے صحیح ہونے کے لیے قیمت اور فروخت کردہ چیز دونوں پر یا ان میں سے کسی ایک پر قبضہ کرنا شرط نہ ہو، خواہ جس چیز پر عقد ہوا ہے وہ کوئی متعیّن شے ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی صفات متعیّن کردی گئی ہوں[1]۔ مثلاً "بیع"، "استصناع"، "اجارہ معینہ" اور "اجارہ موصوف فی الذمہ"۔

۲/۳ بیع الصرف اور سلم میں عربون جائز نہیں۔

۴-عربون کی مدّت

عربون کی بیع میں خِیار کی مدّت کا متعیّن ہونا واجب ہے، چاہے مدت کا تعیّن دونوں فریقوں کے اتفاق سے ہو یا عرف کے ذریعے ہو، جبکہ مدّت کے تعیّن کے لیے اس جگہ کوئی عرف موجود ہو۔

۵-عربون میں خیار کا ساقط ہونا

۱/۵ اگر خریدار دوسرے فریق کو عقد کی توثیق کی اطلاع کردے یا جس چیز پر عقد ہوا ہے اس میں کوئی ایسا تصرف کردے جو عقد کی توثیق پر دلالت کرتا ہو تو ایسی صورت میں خریدار کے فسخ کرنے کا حق ساقط ہوجائے گا۔ نیز جھگڑے سے بچنے کے لیے اگر عقد میں ایسے تصرفات کی صراحت کردی جائے کہ جن کی وجہ سے خیار ساقط ہوجائے گا اور عقد حتمی طور پر مکمل ہوجائے گا تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

---

(۱) یعنی عقد متعیّن چیز پر نہ ہو بلکہ کسی چیز کی صفات متعیّن کردی گئی ہوں جیسے استصناع میں ہوتا ہے کہ عقد متعیّن چیز پر نہیں ہوتا بلکہ کسی چیز کے بارے میں یہ بتادیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں صفات کی حامل فلاں چیز تیار کردی جائے۔ (مترجم)

دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵۲) "سوق حجار کی خیارات"
noorcentre.com

۲/۵　اگر عربون کی مدت گزر گئی اور خریدار نے فروخت کنندہ کو بقیہ قیمت کی ادائیگی نہیں کی، اور نہ ہی فروخت کنندہ نے ادائیگی کی مدت میں مہلت دینے پر اتفاق کیا تھا، تو مذکورہ صورت میں یہ عقد فسخ سمجھا جائے گا اور خریدار کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ عربون کی واپسی کا مطالبہ کرے۔

۶- عربون کی مدّت میں مبیع کی ملکیت اور ضمان

مبیع کی حوالگی سے پہلے تک مبیع فروخت کنندہ کے ضمان [ذمہ داری] میں ہوگی۔ چنانچہ اگر خریدار کو سپرد کرنے سے پہلے ہی مبیع ضائع ہوگئی یا عیب دار ہوگئی، یا اس کو سپرد کرنا ممکن نہ رہا تو عقد خود بخود فسخ ہوجائے گا اور عربون خریدار کو واپس کیا جائے گا۔ البتہ حوالگی کے بعد مبیع خریدار کے ضمان میں ہوگی، چنانچہ اس صورت میں اگر مبیع ضائع ہوجائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے تو خریدار کا خیار ساقط ہوجائے گا اور اس پر واجب ہوجائے گا کہ وہ بقیہ قیمت بیچنے والے کو ادا کرے۔

۷- عربون کی مدّت میں مبیع پر قبضہ

عربون کی مدّت کے دوران خریدار کے لیے مبیع کو اپنے قبضے میں لینا جائز ہے، لیکن یہ عقد پر عمل درآمد شمار نہیں ہوگا الاّ یہ کہ خریدار کوئی ایسا تصرف کرے جو مبیع پر اس کی رضامندی کی دلیل ہو۔

۸- مبیع میں اضافہ اور اس کی پیداوار

۱/۸　وہ اضافہ جو مبیع کے ساتھ متّصل ہو وہ اصل ہی کے تابع ہوگا۔

۲/۸　عربون کی مدت کے دوران، قبضے سے پہلے یا بعد میں، مبیع کا وہ اضافہ اور پیداوار جو اس سے الگ (منفصل) ہو وہ اصولی طور پر مبیع ہی کا حصہ سمجھی جاتی ہے۔ البتہ مبیع جس کے ضمان میں ہے اگر وہ یہ شرط لگادے کہ اس کا منفصل اضافہ اور پیداوار میری ہوگی تو یہ جائز ہے، اگرچہ مبیع پر اس کی ملکیت باقی نہ رہے۔

noorcentre.com

۹- عربون کے ذریعے فروخت کی گئی چیز میں تصرف

۱/۹ جس چیز پر بیع ہوئی ہے اگر وہ کوئی متعیّن سامان تھا، تو فروخت کنندہ کو اس میں تصرف کا حق نہیں، لیکن اگر فروخت کنندہ اس میں بیع، اجارے یا ان جیسے عقود کے ذریعے تصرف کرتا ہے تو اس تصرف کا وہی حکم ہوگا جو بلا اجازت نیابت کرنے والے [فضولی] کے تصرف کا ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر خریدار نے فروخت کنندہ کے اس تصرف کی اجازت دے دی تو خریدار کا حقِ خیار ساقط ہوجائے گا اور اس پر واجب ہوجائے گا کہ بقیہ قیمت پہلے والے فروخت کنندہ کو ادا کرے۔ نیز اس کے ساتھ ہی دوسرا تصرف نافذ ہوجائے گا اور پہلا خریدار اس کے عوض کا حقدار ہوجائے گا۔ لیکن اگر پہلے والے خریدار نے فروخت کنندہ کے اس تصرف کی اجازت نہ دی تو یہ دوسرا تصرف باطل ہوجائے گا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالہ اور فضولی کا تصرف"۔

۲/۹ بیع اگر معین سامان پر ہوئی تھی تو فروخت کنندہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی جگہ کوئی اور سامان دے دے، اگرچہ دونوں کی صفات ایک جیسی ہوں، الاّ یہ کہ خریدار رضامند ہو، اور خریدار نے جو عربون دیا تھا وہ اب بھی عربون ہی متصور ہوگا۔

۳/۹ اگر خریدار، فروخت کنندہ پر یہ شرط عائد کردے کہ وہ مدتِ خیار میں سامان کو اپنے گاہکوں کے سامنے پیش کرے گا، اور فروخت کنندہ اس کو قبول کرلے تو عربون کی مدت کے اندر اندر اس کا فسخ کرنے کا حق باقی رہے گا، گاہکوں کے سامنے پیش کردینے کے بعد بھی۔ البتہ خریدار کے گاہکوں کے ہاتھوں سامان کو باقاعدہ فروخت کردینا عقد کو نافذ کرنا سمجھا جائے گا۔

۴/۹ عربون کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۰) "منظم منڈیوں میں اجناس کی تجارت"۔

۱۰- عربون واپس کرنے کی شرط لگانا

noorcentre.com

اگر خریدار، فروخت کنندہ پر بعض متعیّن حالات میں، جن پر دونوں کا اتفاق ہوگیا ہو، عربون واپس کرنے کی شرط لگادے تو یہ ممنوع نہیں، مثلاً خریدار متعلقہ قانونی ذرائع سے لائسنس لینے میں ناکام ہوجائے، یا اس طرح کوئی اور صورتِ حال پیدا ہوجائے۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

اس معیار کا اجرا ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے انتالیسویں اجلاس میں شرعی معیار "عربون" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۱۲ء کو جنرل سیکرٹریٹ نے عربون سے متعلق شرعی تحقیقات کی تیاری کے لیے شرعی مشیر کی تقرری کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۲-۲۳شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۳۰ستمبر ۲۰۱۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد اپنے پینتیسویں اجلاس میں معیار کے ابتدائی مسودے پر بحث وتمحیص کے بعد اس میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۱۹ - ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰-۲۲ مارچ ۲۰۱۳ء کے دورانیہ پر مشتمل، بحرین میں منعقد اپنے سینتیسویں (۳۷) اجلاس میں معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری رکھا اور اس میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۸شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶-۲۸ جون ۲۰۱۴ء کے دورانیہ پر مشتمل، بحرین میں منعقد اپنے اجلاس نمبر ۳۸ میں بھی معیار کے مسودے پر بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری رکھا اور اس میں مناسب تبدیلیاں کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ کی جانب سے ۲۸ ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو سعودی عرب میں جلسہ برائے عوامی سماعت منعقد کیا گیا، اجلاس میں بہت سے مرکزی بینکوں، مالیاتی اداروں، اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، نیز ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس کے دوران شرکاء کی جانب سے پیش کیے گئے اہم نکات کی سماعت کی گئی، مجلسِ شرعی اور شرعی معیارات کی کمیٹی کے ممبران نے نکات اور اس پر کیے گئے اضافوں پر اپنا جواب پیش کیا۔

noorcentre.com

۱۳-۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶-۸ نومبر کے درمیانی عرصے میں مجلسِ شرعی نے بحرین میں منعقد اپنے انتالیسویں (۳۹) اجلاس میں ان ترامیم پر بحث وتمحیص کی جو جلسہ عوامی سماعت میں شرکاء نے پیش کی تھیں، اور مناسب ترامیم شامل کرنے کا فیصلہ کیا اور اسی جلسے میں اس معیار کی منظوری دی۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

بیعِ عربون کے جواز کی دلیل

اس کے جواز کی بنیاد اُس روایت پر ہے کہ حضرت نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ نے جیل خانے کے لیے صفوان بن امیہ سے ایک گھر چار ہزار درہم کے عوض اس شرط پر خریدا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رضامند ہو گئے تو ان کے حق میں بیع منعقد ہو جائے گی، اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رضامندی ظاہر نہ کی تو چار سو دینار صفوان بن امیہ کے ہوں گے۔

نیز وہ روایت بھی اس کا جواز ہے جو ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: ایک شخص نے سواری کے لیے اونٹ کرائے پر دینے والے شخص سے کہا کہ اپنی سواری تیار رکھو، اگر میں فلاں فلاں دن تمہارے ساتھ نہ گیا تو سو درہم تمہارے ہوں گے۔ چنانچہ وہ شخص نہ جا سکا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص بغیر کسی زور زبردستی کے، اپنی رضامندی سے کوئی شرط اپنے اوپر لگا لے تو اس شرط کو پورا کرنا اس کے ذمہ ہوگا۔ یہی معاملہ عربون کا ہے، کیونکہ خریدار کچھ قیمت ادا کر دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ اگر میں نے مبیع نہ لیا تو یہ رقم تمہاری ہوگی۔ بیعانہ کی ادائیگی عقد کے وقت ہو یا عقد کے بعد عقد سے پھر جانے کے وقت تک، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

عقدِ صرف اور عقدِ سلم میں عربون کے عدمِ جواز کی دلیل

عربون خیارِ شرط سے خالی نہیں ہو سکتا، اور مذاہبِ اربعہ میں سے جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ عقدِ صرف میں خیارِ شرط نہیں ہو سکتا۔ جمہور علماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیثِ مبارکہ کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جب سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گیہوں،

noorcentre.com

گیہوں کے بدلے، جو، جو کے بدلے، کھجور، کھجور کے بدلے، نمک، نمک کے بدلے فروخت کیا جائے تو ایک جیسے برابر سرابر ہوں اور ہاتھ در ہاتھ ہوں، اور اگر یہ اصناف مختلف ہوں تو جیسے چاہو فروخت کرو بشرطیکہ ہاتھ در ہاتھ ہو)۔

نیز حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: ”اے اللہ کے رسول! میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، میں بقیع کے مقام پر اونٹ فروخت کرتا ہوں، بیچتا دیناروں میں ہوں لیکن اس کی قیمت دراہم میں وصول کرتا ہوں، اور کبھی دراہم میں فروخت کرتا ہوں اور دینار وصول کرتا ہوں، اس کے بدلے میں یہ لیتا ہوں اور اس کے بدلے میں یہ دیتا ہوں“۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم اسی دن کی قیمت کے حساب سے لو، اور اس حال میں جدا ہو کہ تم دونوں کے درمیان کوئی حساب باقی نہ رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں“۔

چنانچہ یہ حدیث مجلسِ عقد میں قبضے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔

سلم کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ اس میں عربون جائز نہیں، کیونکہ یہ اُن عقود میں سے ہے جن میں مجلسِ عقد ہی میں قیمت پر قبضہ کرنا شرط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ”جو کوئی کھجور میں سلم کرے، تو وہ معلوم کیل اور معلوم وزن میں معلوم مدت کے لیے سلم کرے“، یعنی پیسے دے دے۔ وجہ یہ ہے کہ اس جگہ ”سلف“ کا لفظ تب ہی واقع ہو سکتا ہے جب سلم کرنے والا اس شخص سے جدا ہونے سے پہلے پہلے سلم کی قیمت دے دے جس کے ساتھ اس نے سلم کا معاملہ کیا ہے۔

عربون میں مدت کے معلوم ہونے کا وجوب اس بنیاد پر ہے کہ مدت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہونے والے غرر سے بچا جا سکے۔

مبیع حوالگی سے پہلے فروخت کنندہ کے ضمان میں ہوگی اور حوالگی کے بعد خریدار کے ضمان (ذمہ داری) میں، اس کی دلیل مشہور فقہی قاعدہ ہے کہ ”ملکیت تو صرف عقد ہی سے ثابت ہو جاتی ہے جبکہ ضمان قبضے کے ذریعے ثابت ہوتا ہے“۔

وہ اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل ہو وہ اصل ہی کا حصہ سمجھا جائے گا اس حکم کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک ایسا جزء ہے جو اس سے الگ نہیں ہو سکتا۔

مبیع کا وہ اضافہ اور پیداوار جو منفصل ہو وہ مبیع کے [illegible] ہوگی اس کی بنیاد حضرت ﷺ کی مذکورہ حدیث ہے کہ "نفع کا استحقاق ضمان برداشت کرنے کے ساتھ ہے"۔

noorcentre.com

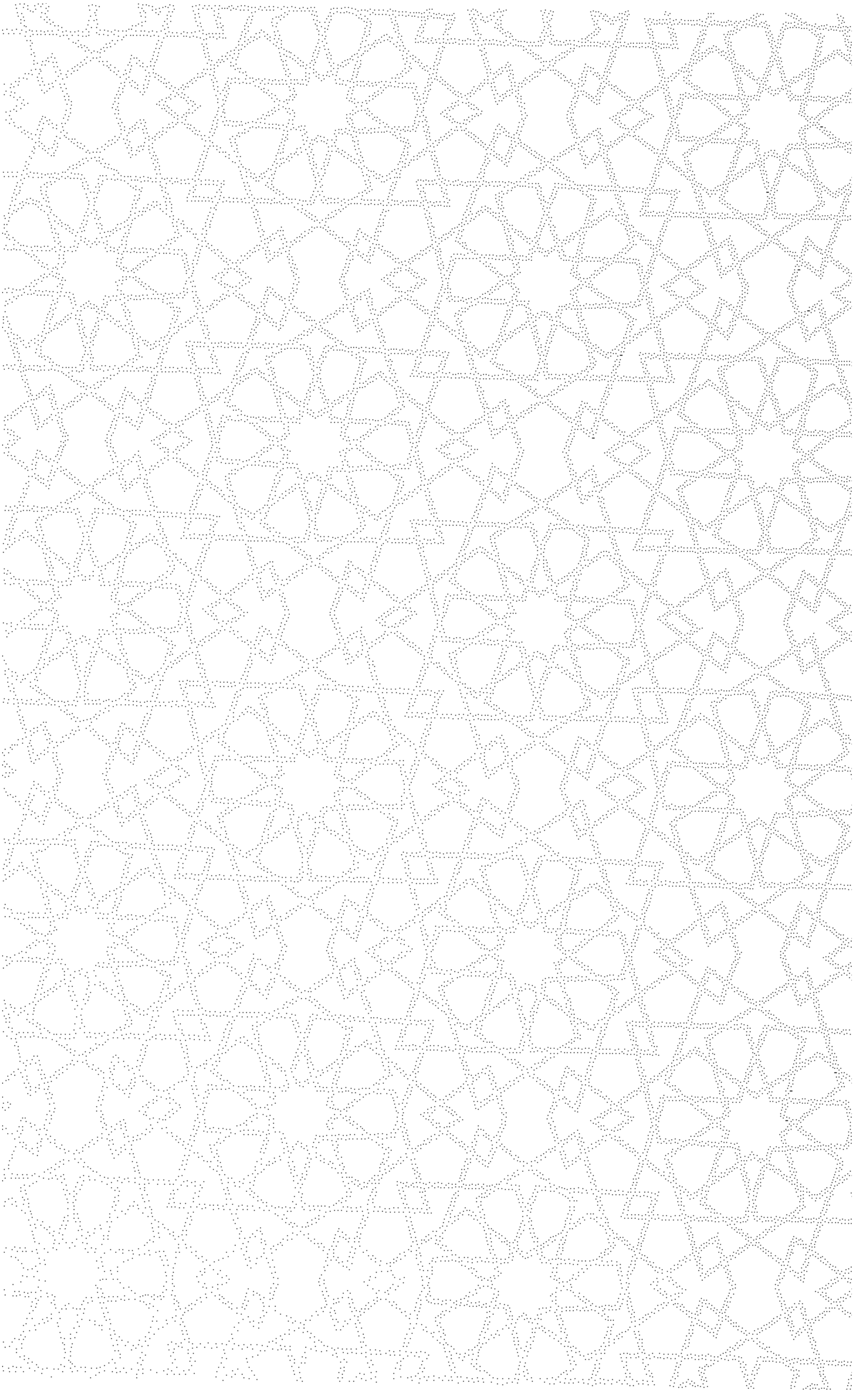

noorcentre.com

شرعی معیار نمبر (۵۴)

شرط کے تحت عقود فسخ کرنا

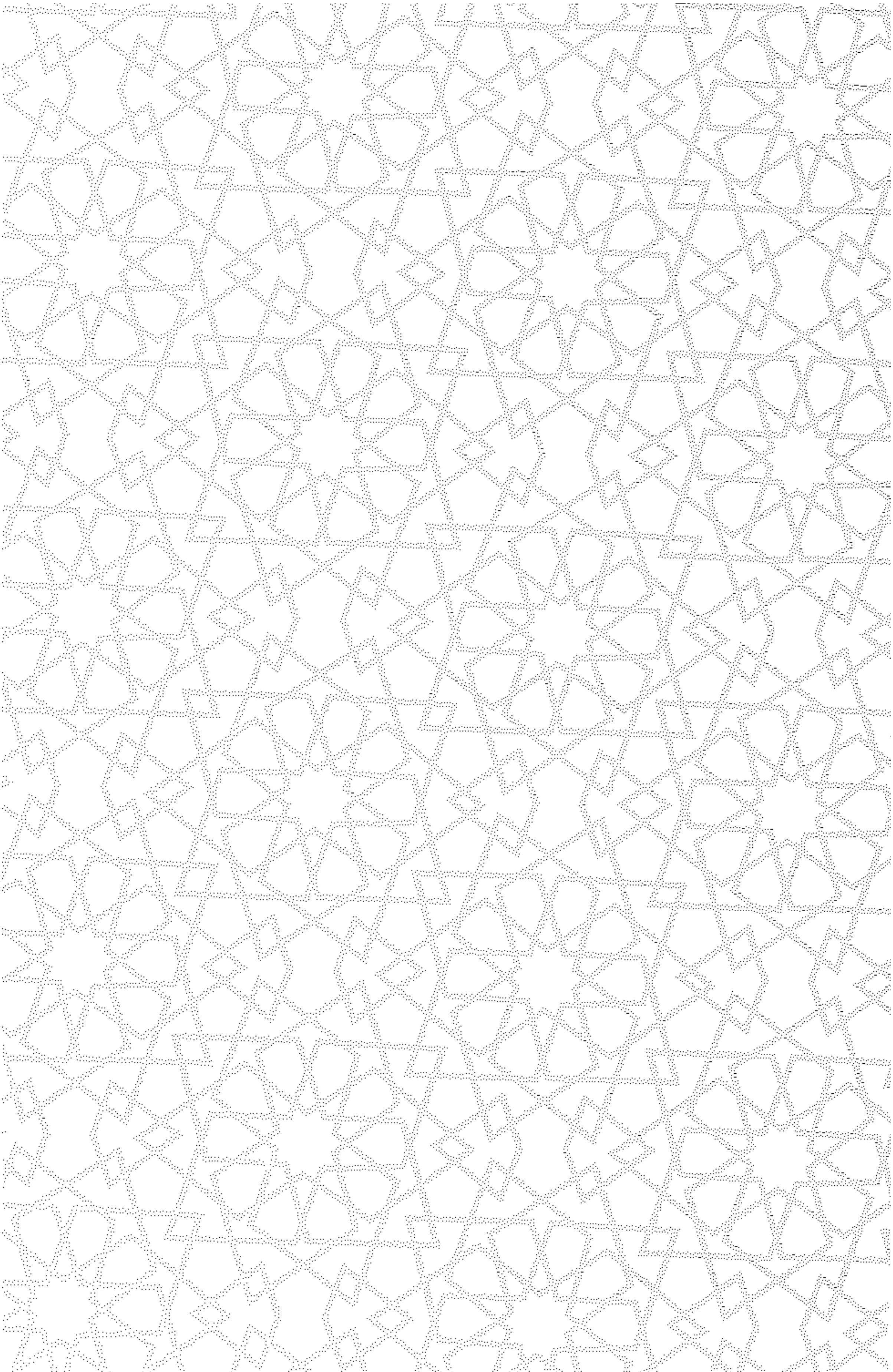

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۲۹۴

معیار کا متن ۱۲۹۵

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۲۹۵

۲- فسخ بالشرط کی تعریف ۱۲۹۵

۳- فسخ کی شرط عائد کرنے کے الفاظ ۱۲۹۵

۴- فسخ کی شرط عائد کرنے کا حکم ۱۲۹۵

۵- فسخ کا سبب ۱۲۹۶

۶- فسخ کی صحت کی شرائط ۱۲۹۶

۷- موانعِ فسخ ۱۲۹۶

۸- فسخ کا اثر ۱۲۹۶

۹- حقِ فسخ کے ثبوت کے بعد اس کا اسقاط ۱۲۹۷

۱۰- فسخ کا عوض ۱۲۹۷

۱۱- فسخ بالشرط کی بعض تطبیقات ۱۲۹۷

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۲۹۸

معیار کی منظوری ۱۲۹۹

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۰۰

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۰۲

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد فسخ، بالخصوص فسخ بالشرط کی تعریف، اور اسے اس کے مشابہ معاملات سے ممتاز کرنا، اس کے اسباب، شرائط، موانع، اور اسلامی مالیاتی اداروں [1] میں اس کی تطبیقات کا بیان ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار صحیح اور لازم عقود کے لیے فسخ کی شرط [خیار الشرط] عائد کرنے، اس کے اسباب، موانع اور اس پر مرتب ہونے والے آثار پر مشتمل ہے۔

اور یہ معیار عقد کی مدت ختم ہونے کی بناء پر عقد کی انتہاء، یا کسی شرعی شرط کے معدوم ہونے کی وجہ سے عقد کے فسخ ہونے پر محیط نہیں ہے۔

۲- فسخ بالشرط کی تعریف

فسخ بالشرط عقد میں موجود کسی ایسی شرط کے تقاضے کی وجہ سے صحیح اور لازم عقد کو ختم کرنا ہے جو طرفین میں سے کسی کو فسخ کا حق دیتی ہو۔

۳- فسخ کی شرط عائد کرنے کے الفاظ

فسخ کی شرط لگانا فسخ کو ظاہر کرنے والے کسی بھی لفظ سے صحیح ہے، اور فسخ کا لفظ متعین نہیں ہے۔

۴- فسخ کی شرط عائد کرنے کا حکم

۱/۴ یہ جائز ہے کہ طرفین میں سے دونوں یا کسی ایک فریق کے لیے متعینہ حالات میں حقِ فسخ کی شرط عائد کی جائے جن پر عقد میں اتفاق ہوا ہو اور جو احکامِ شریعت کے خلاف نہ ہوں۔

۲/۴ اگر فسخ کا سبب اور شرائط پائی جائیں، اور رکاوٹیں [موانع] نہ ہوں تو فسخ صحیح ہے۔ اور اگر فسخ کا سبب یا اس کی شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے، یا کوئی مانع موجود ہو، یا وہ شریعت کے خلاف ہو تو فسخ صحیح نہیں ہے۔

noorcentre.com

۵- فسخ کا سبب

حقِ فسخ کا سبب ان حالات میں سے کسی کا واقع ہونا ہے جن کے واقع ہونے کے وقت فسخ کی شرط عائد کی گئی ہو۔

۶- فسخ کی صحت کی شرائط

فسخ کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱/۶ فسخ کا سبب موجود ہو، اور وہ سبب فسخ کے وقت تک باقی ہو۔

۲/۶ فسخ کے موانع کا موجود نہ ہونا۔

۳/۶ جس فریق کو فسخ کا حق حاصل ہو، وہ عرف کے مطابق دوسرے فریق کو فسخ کی اطلاع دے۔

۴/۶ جسے فسخ کا حق حاصل ہے وہ اسے استعمال کرے۔

۷- فسخ کے لیے رکاوٹیں [موانع]

مندرجہ ذیل حالات میں فسخ رکاوٹوں کی بنا پر ناممکن ہو جاتا ہے۔

۱/۷ مبیع پر قبضہ کے بعد اس کا کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہو جانا۔

۲/۷ خریدار کا مقصودِ عقد (مبیع) کے ضائع ہونے میں مطلقاً سبب بننا، خواہ وہ قبضہ سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔

۳/۷ ملکیت کو منتقل کرنے والا ایسا تصرف جس کے ساتھ غیر کا حق متعلق ہو، جیسا کہ اگر خریدار نے مبیع کی فروخت یا اس کے ہبہ کا تصرف کیا ہو، اور مبیع کی ملکیت غیر کی طرف منتقل ہو گئی ہو۔

۴/۷ عقد میں فسخ کے لیے مقرر کی گئی مدت کا ختم ہونا۔

۸- فسخ کا اثر

فسخ عقد کے حکم کو فسخ کے وقت سے ختم کر دیتا ہے، ہاں [طبعی طور پر] متصل اضافہ اصل کے تابع ہوتا

ہے؛ جبکہ وہ منفصل اضافہ [جو طبعی طور پر متصل نہ ہو] جو کہ عقد کے وقت سے فسخ تک خریدار کے قبضہ سے پہلے ہوا ہو، وہ بیچنے والے کے لیے ہے، اور خریدار کے قبضہ کے بعد ہونے والا منفصل اضافہ خریدار کے لیے ہے۔

noorcentre.com

۹- حقِ فسخ کے ثبوت کے بعد اس کا اسقاط

اگر فسخ کا حق رکھنے والا شخص اپنا حق ساقط کردے، اور فسخ کا سبب ایسا ہو جس کا ضرر بار بار پیش نہ آتا ہو تو فسخ کا حق ساقط ہو جائے گا۔ جبکہ اگر فسخ کا سبب ایسا ہو جس کا ضرر بار بار پیش آنے والا، یا دائمی ہو تو فسخ کا حق ساقط نہیں ہوگا، مثلاً اگر کرایہ پر دیا ہوا اثاثہ ناکارہ ہو جائے اور کرایہ دار اپنا فسخ کرنے کا حق ساقط کردے اور اور اثاثے کو صحیح کرالے، پھر دوبارہ اثاثے میں خرابی ہو جائے تو اسے فسخ کا حق حاصل ہے۔

۱۰- فسخ کا عوض

۱/۱۰ عقد فسخ کرنے کے عوض کی شرط لگانا عقدِ بیع میں جائز نہیں ہے۔ جبکہ ایسے عقود جو کسی طے شدہ مدت تک ہوں، مثلاً: اجارہ، استصناع، حوالہ، مزارعت، مغارست اور وکالت، ان میں یہ جائز ہے کہ کوئی فریق باقی مدّت سے اس وقت طے کردہ عوض لے کر دستبردار ہو جائے۔

۲/۱۰ اچانک پیش آمدہ حالات سابقہ تفصیلات سے مستثنیٰ ہیں۔

۱۱- فسخ بالشرط کی بعض تطبیقات

۱/۱۱ قرضہ فراہمی کی سہولیات کے معاہدات [کریڈٹ فیسیلٹی ایگریمنٹ] میں فسخ کی شرط لگانا جائز ہے، اور یہ فسخ ادائیگی کی اہلیت میں ناکامی، یا افلاس کے واقع ہونے سے پہلے اس کے خطرے، یا عقد میں لگائی گئی کسی شرط کی خلاف ورزی کے حالات میں ہوگا۔

۲/۱۱ اگر کرایہ پر دینے والے نے یہ شرط لگائی ہو کہ عقدِ اجارہ کی ہر نئی مدّت میں اسے سابقہ مدّت میں مرمّت، انشورنس اور ملکیت کے ٹیکس (وغیرہ) کے اخراجات کو پورا کرنے کے

noorcentre.com

لیے اضافہ اجرت [supplementary rental] کا حق حاصل ہوگا، اور کرایہ دار اسے قبول کرنے سے انکار کرے، تو کرایہ پر دینے والے کو عقد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور اگر کرایہ دار کی طرف سے خریداری کا کوئی سابقہ وعدہ ہو تو کرایہ پر دینے والے کو اس کی تنفیذ کا مطالبہ کرنے کا حق ہوگا بشرطیکہ خریداری کے ثمن میں اس مدت کی اضافی اجرت شامل نہ کی جائے۔

۱۱/۳ وسعت کے باوجود دو یا زیادہ اقساط کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینے کی صورت میں دائن کے لیے مدیون پر نوٹس بھیجنے کے بعد باقی ماندہ اقساط کی فوری ادائیگی اور حقِ فسخ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی شرط لگانے کا حق حاصل ہے۔

۱۱/۴ اگر بیچنے والے نے خریدار سے رہن یا کفیل یا کوئی اور ضمان پیش کرنے کی شرط لگائی ہو، اور خریدار نے ضمان فراہم نہیں کیا تو بیچنے والے کو عقد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔

۱۱/۵ سوچ بچار، سلامتی اور امانت کے بعض خیارات میں فسخ کی مقررہ حالتوں کے لیے ان خیارات کے سلسلہ میں جاری ہونے والے شرعی معیارات دیکھ لیے جائیں۔

۱۲- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے اپنے انتالیسویں (۳۹) اجلاس میں "شرط کے تحت عقود فسخ کرنا" کے شرعی معیار کو منظور کیا۔ یہ اجلاس ۱۳ - ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ - ۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو بحرین میں منعقد ہوا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے یکم شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو شرعی مشیر کو ”شرط کے تحت عقود کو فسخ کرنا“ کی شرعی تحقیق تیار کرنے کے لیے مقرر کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ ۸ مئی ۲۰۱۲ء کو منعقدہ اجلاس میں کمیٹی نے شرعی تحقیق اور معیار کے مسوّدہ پر بحث کی، اور معیار میں مناقشات اور ارکان کی آراء کی روشنی میں ضروری ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے اپنے چونتیسویں اجلاس میں، جو کہ بحرین میں ۲۰ - ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳-۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا، معیار کے مسوّدہ پر بحث مباحثہ کیا، اور مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے مدینہ منورہ میں ۲۲-۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ — ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کو منعقدہ اپنے پینتیسویں (۳۵) اجلاس میں معیار کے مسوّدہ پر بحث جاری رکھی، اور مناسب ترامیم کیں۔

مجلسِ شرعی نے بحرین میں ۱۹ — ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰ - ۲۲ مارچ ۲۰۱۴ء کو منعقدہ اپنے سینتیسویں (۳۷) اجلاس میں معیار کے مسوّدہ پر بحث جاری رکھی، اور مناسب ترامیم کیں۔

جنرل سیکرٹریٹ نے ۶ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۱۴ء کو بحرین میں جلسۂ سماعت منعقد کیا، جس میں متعدّد مرکزی بینکوں، اداروں اور اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندے، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ ماہرین شریک ہوئے۔ جلسۂ سماعت میں ظاہر کی گئی آراء کو سنا گیا، اور مجلسِ شرعی اور کمیٹیوں کے ارکان نے ان آراء کا جواب دیا، اور ان پر تبصرہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۸ شعبان - یکم رمضان ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ - ۲۸ جون ۲۰۱۴ء کے دوران بحرین

میں منعقدہ اپنے اڑتیسویں (۳۸) اجلاس میں ان ترامیم پر [illegible] شرکاء نے پیش کی تھیں، اور مناسب ترامیم شامل کیں۔

noorcentre.com

مجلسِ شرعی نے ۱۳-۱۵ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۶-۸ نومبر ۲۰۱۴ء کے دوران بحرین میں منعقدہ اپنے انتالیسویں (۳۹) اجلاس میں معیار پر بحث مباحثہ کیا، اور مناسب ترامیم کیں، اور اس معیار کو منظور کیا۔

nooreentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- فسخ کی شرط کے عقودِ لازمہ تک محدود ہونے کی دلیل یہ ہے کہ غیر لازم عقد اپنی طبیعت کے اعتبار سے ہی طرفین یا کسی ایک جانب سے قابلِ فسخ ہوتا ہے۔
- ہر دلالت کرنے والے لفظ سے فسخ کی صحت کی دلیل یہ قاعدہ کلیہ ہے: «العبرة في العقود بالمقاصد والمعاني، لا بالألفاظ والمعاني». (قواعد المجلّة العدلية)، اور بعض فقہاء کا یہ قول کہ ”فسخ فقہاء کا تالیف کردہ لفظ ہے، اور اصل اہمیت اس کے معنی کی ہے“[1]۔
- سببِ فسخ کے وجود کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ فسخ اس اصل کے خلاف ہے جو کہ غالب حالات میں لزوم ہے، اور اصل مسببات کا اسباب پر ترتّب ہے، اور فسخ کے وقت تک سبب کا باقی ہونا ضروری ہے[2]۔
- فریقِ ثانی کو فسخ کی اطلاع کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد بن الحسن رحمہ اللہ کا مذہب ہے، اور اس میں جمہور کا اختلاف ہے، اور یہ بھی کہ اطلاع میں فریقِ ثانی سے ضرر دور کرنا ہے جبکہ وہ فسخ سے لاعلم ہونے کی صورت میں کوئی تصرف کرلے۔
- فسخ کے چار موانع کی دلیل یہ ہے کہ ان میں سے بعض سے ارکانِ عقد میں خلل پیدا ہوتا ہے؛ یا تصرف کے ذریعہ عقد پر رضامند ہونے پر دلالت ہوتی ہے، اور دلالت کے لیے صریح کا حکم ہے؛ یا عقد کی انتہاء یعنی محلِّ فسخ کے حکمی طور پر زائل ہونے پر دلالت ہوتی ہے۔
- اثرِ فسخ اور اس کے عقد کو وقتِ فسخ سے رفع (زائل) کرنے کی دلیل یہ ہے کہ شافعیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ کے

(۱) شرح المنہاج، وحاشیہ القلیوبی ۲/ ۱۹۵۔

(۲) الفروق للقرافی ۳/ ۲۶۹، والقلیوبی ۲/ ۱۸۹۔

مذہب میں صحیح یہی ہے، اور فسخ سے بیع میں ملکیت مرتفع (زائل) ہو جاتی ہے۔

noorcentre.com

- یہ مثلاً مبیع (محلِ عقد) کی نسبت سے ہے، جبکہ مبیع کے زوائد (منفصل اضافہ) وقتِ عقد سے فسخ تک خریدار کے قبضہ سے پہلے بیچنے والے کے لیے ہیں، کیونکہ ملکیت فسخ کے وقت یا اس سے کچھ پہلے بیچنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے[1]؛ جبکہ خریدار کے قبضہ کے بعد کے زوائد خریدار کے لیے ہیں۔
- معیار کے حصہ نمبر (۹) میں اسقاطِ فسخ کے سلسلہ میں جو امور آئے ہیں، ان کی دلیل وہ ہے جو علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے المنثور فی القواعد (۱۵۱/۲) میں بیان کیا ہے۔
- فسخ کے لیے عوض کی شرط کے عدمِ جواز کی دلیل اس کا اقالہ پر اس حیثیت سے قیاس ہے کہ وہ بھی فسخ قرار دیا جاتا ہے، اور اس کا کمی بیشی کے بغیر عوضین کی باہمی واپسی کے ساتھ تام ہونا واجب ہے۔ اسی طرح بعض حقوق، مثلاً حقِ شفعہ اور تحجیر، کے مقابلہ میں عوض لیکر دستبردار ہونے کی ممانعت بھی اس کی دلیل ہے۔
- مستمر (جاری) عقد اور اجارہ کی باقی مدتوں سے دستبرداری کی دلیل یہ ہے کہ دستبردار ہونے والا ایسی منفعت کا مالک ہے جس سے دستبرداری کے مقابلہ میں اسے عوض لینے کا حق ہے۔

فسخ بالشرط کی تطبیقات کے دلائل وہ ہیں جو ہر تطبیق کے ساتھ مخصوص معیار میں آئے ہیں، کیونکہ یہ تطبیقات سابقہ معیارات سے لی گئی ہیں۔

(۱) ابن عابدین ۱۰۸/۴، ونہایۃ المحتاج: ۴۳۴/۳۔

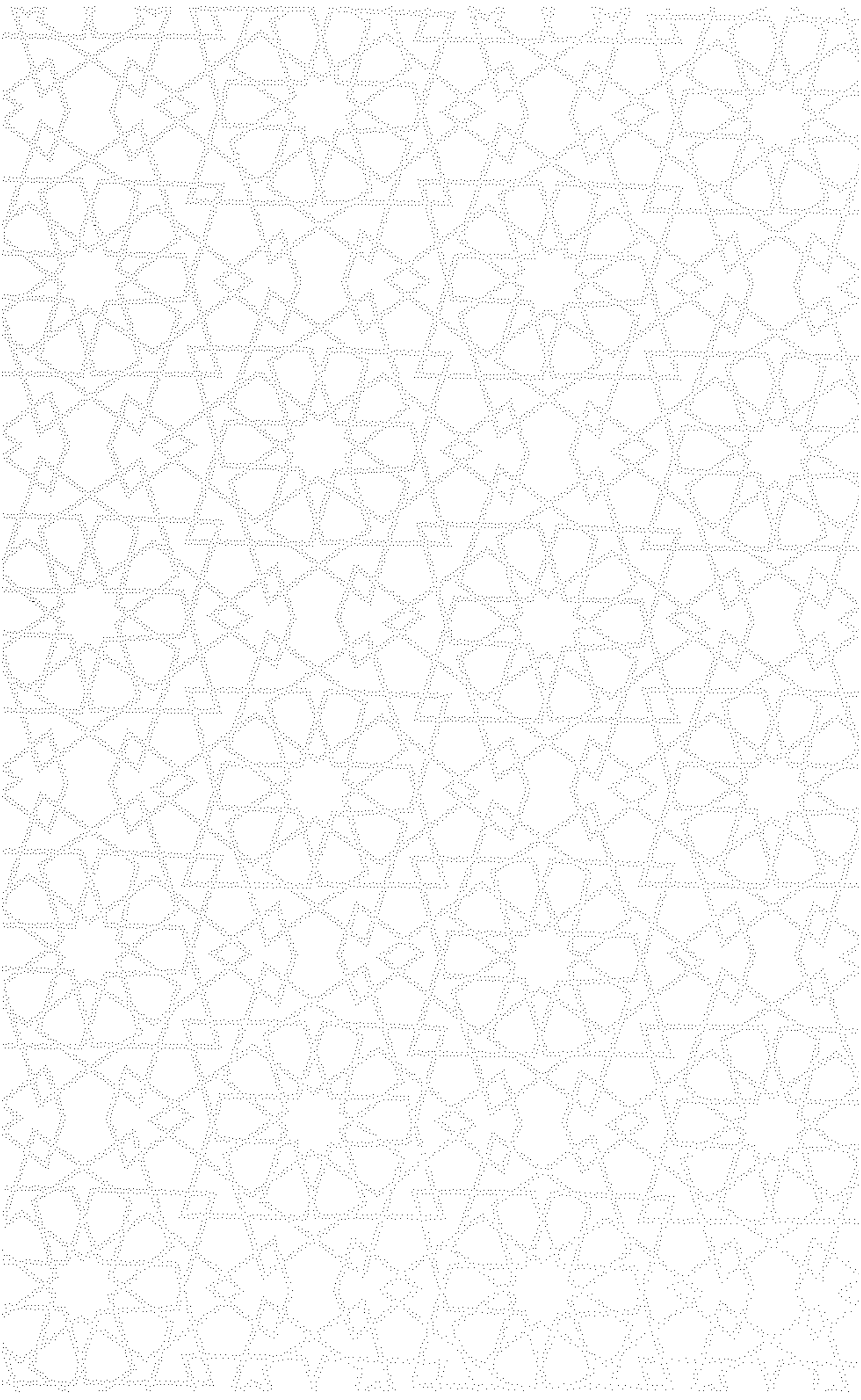

noorcentre.com

مقابلے اور انعامات

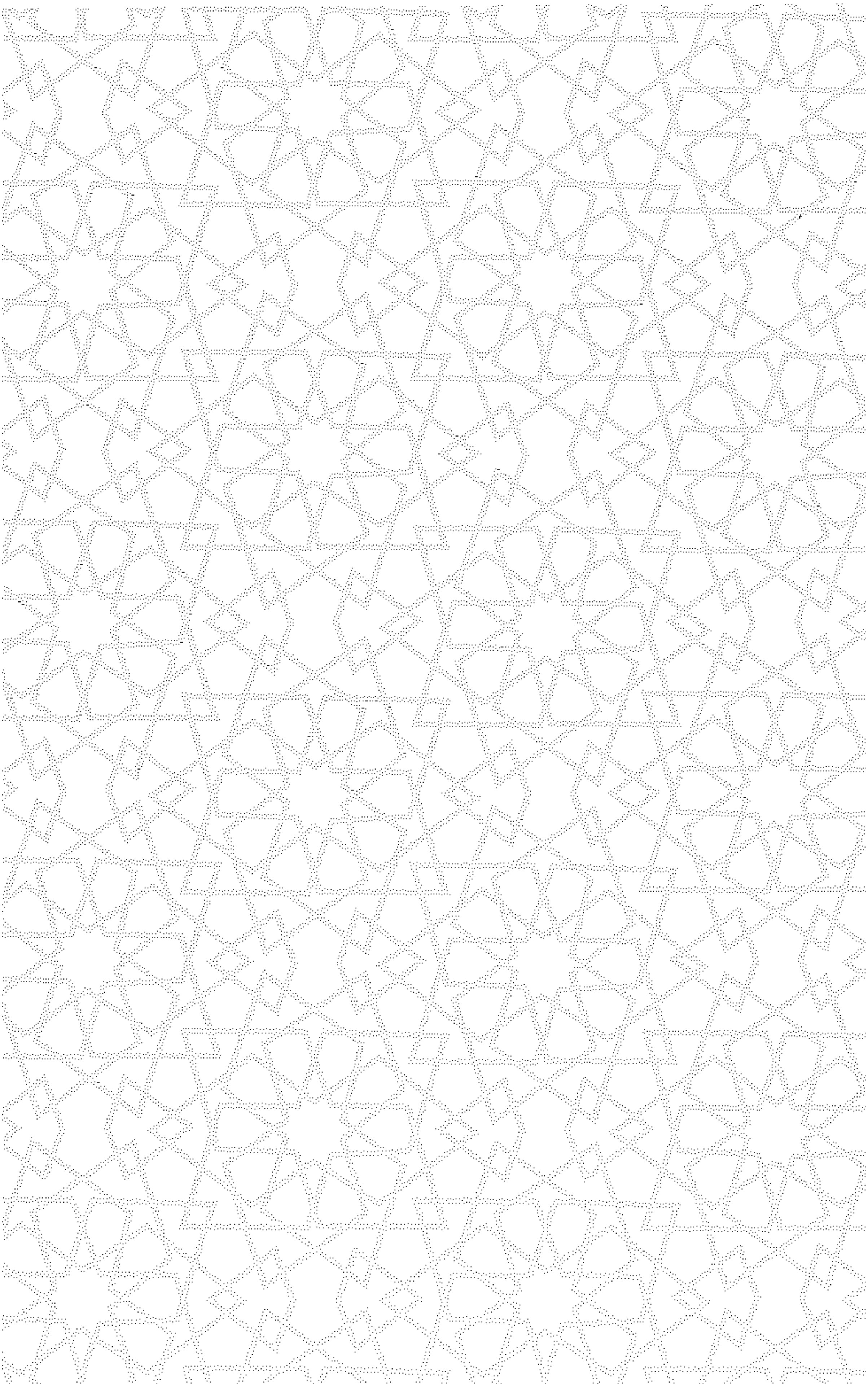

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۳۰۸
معیار کا متن ۱۳۰۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۳۰۹
۲- مقابلے [competitions] ۱۳۰۹
۳- انعامات ۱۳۱۱
۴- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۳۱۷
معیار کی منظوری ۱۳۱۸
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۱۹
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۲۱
ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۳۲۳

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد مقابلے کے مفہوم، اس کی اقسام، صورتوں، شرائط، اور احکام، نیز انعامات کے مفہوم، اقسام، شرائط، احکام اور اداروں[1] میں ان کی تطبیقات کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

(۱) ''ادارہ/ادارے'' کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مقابلے، انعامات اور کاروباری تحائف کے احکام کے بیان پر اور اداروں کے ان کا اعلان کرنے یا ان کی ترویج میں حصہ لینے کے احکام پر مشتمل ہے۔

یہ معیار ان ترغیبی پیشکشوں کے بارے میں نہیں ہے جو ادارے سے معاملہ کرنے والوں یا ادارے سے تعلق رکھنے والوں کو ان کی عمدہ کارکردگی کے لیے دی جاتی ہیں، اور نہ ہی ملازمت اور نیلامی سے متعلق مسابقوں کے بارے میں یہ معیار ہے۔ اسی طرح یہ معیار مقابلہ کے علاوہ جعالہ کے معاملہ میں دیے جانے والے انعام کے احکام سے متعلق بھی نہیں ہے۔

۲- مقابلے [competitions]

۲/۱　مقابلہ [مسابقہ/ competitions] کی تعریف: دو یا زیادہ اطراف کے درمیان زیادہ اچھے/زیادہ بہتر کے تعیّن کی کوشش۔

۲/۲　مقابلوں کی اقسام: مقابلہ کبھی کسی عوض کے ساتھ ہوتا ہے کبھی عوض کے بغیر۔ ایسے ہی عوض کبھی مقابلے کے تمام شرکاء کی طرف سے، یا ان میں سے کچھ کی طرف سے ہوتا ہے یا ان کے علاوہ کسی اور کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے۔ اگر مقابلہ عوض کے ساتھ ہو تو جس نے عوض دینے کی ذمہ داری لی ہو اس پر دینا لازم ہوتا ہے۔

۲/۳　مقابلوں کے احکام

۲/۳/۱　مقابلہ درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۲/۳/۱/۱　مقابلہ جائز کاموں میں ہو، جیسے علمی، ثقافتی یا ورزش کا مقابلہ۔

noorcentre.com

۲/۳/۱/۲ مقابلہ کسی ممنوع سرگرمی پر مشتمل نہ ہو جن میں سے چند درجِ ذیل ہیں:

(الف) کسی شرعی ذمہ داری جیسے نماز یا روزہ چھوڑنے کا باعث ہونا۔

(ب) نعرہ بازی، فساد، عصبیت یا لڑائی جھگڑے کا ذریعہ ہو۔

(ج) ستر کا ظاہر ہونا یا مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع۔

(ہ) کسی انسان، معاشرہ، جانور یا ماحول کو نقصان پہنچانا۔

۲/۳/۲ شق ۲/۳/۱ میں مذکور شرائط کے ساتھ ساتھ کسی عوض کے ساتھ مقابلہ کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ:

۱/۲/۳/۲ مقابلہ کے وقت، جگہ، جنس، نوعیت، آلات، اور عوض کی ادائیگی کے طریقہ کے بارے میں اتنا علم ہو جس سے ان چیزوں کے متعلق جہالت [لاعلمی] باقی نہ رہے۔

۲/۲/۳/۲ عوض یا تو شرکاء کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہو یا شرکاء میں سے صرف ایک کی طرف سے ہو، اگر عوض دونوں کی طرف سے ہو یا شرکاء دو سے زیادہ ہوں اور عوض سب کی طرف سے ہو تو معاملہ ناجائز ہوگا۔

۲/۳/۳ ادارہ کی طرف سے مقابلے کا انعقاد یا اس کی ترویج

شق ۲/۳/۱ میں مذکور شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے ادارہ کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ درجِ ذیل قواعد کے مطابق مقابلے کا انعقاد یا ان کی ترویج میں معاونت فراہم کرے:

۱/۳/۳/۲ مقابلے کے اخراجات جو عوض دینے میں صرف ہوں وہ ادارہ (مالکانِ حصص) کے مال میں سے کیے جائیں، سرمایہ کاری کھاتوں میں سے نہ ہوں۔

۲/۳/۳/۲ مقابلے میں مصلحت اور ترجیحات کی رعایت رکھنا اور فضول خرچی سے بچنا۔

۳/۳/۳/۲ مقابلے کے بارے میں ادارہ کے مجلسِ شرعی کو اعتماد میں لیا جائے۔

۳-انعامات

noorcentre.com

۱/۳ **انعام کی تعریف:** متعین کام کو انجام دینے کی غرض سے حقیقی یا معنوی فرد کو دیا جانے والا تحفہ۔

۲/۳ **کاروبار کی ترویج کے لیے دیا جانے والا انعام:** ایسا انعام جو کسی مخصوص سامان یا خدمت کی تشہیر، سرمایہ کاروں کو مخصوص بازار یا متعین دو کانوں کی طرف راغب کرنے کے لیے قرعہ اندازی، پوائنٹس، یا ہر خریداری یا خدمت کے حصول پر تحفہ کی صورت میں دیا جائے۔

۳/۳ قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام کا حکم

۱/۳/۳ کسی سامان یا خدمت کی خریداری کی شرط کے بغیر قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دینا جائز ہے۔

۲/۳/۳ قرعہ اندازی میں داخلہ کے لیے جس خدمت یا سامان کی خریداری شرط ہو اس کا شرعاً جائز ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اس انعام کا بھی شرعاً جائز ہونا ضروری ہے جس کے لیے قرعہ اندازی کی جارہی ہو۔

۳/۳/۳ کسی مصنوع یا خدمت کی خریداری کی شرط کے ساتھ قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دینے کے جائز ہونے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

۱/۳/۳/۳ وہ سامان یا خدمت جس کی خریداری قرعہ اندازی میں شامل ہونے کے لیے شرط ہو اس کی عام قیمت میں قرعہ اندازی کی وجہ سے اضافہ نہ کیا جائے۔

۲/۳/۳/۳ انعام سے قطع نظر اصل مقصود سامان یا خدمت کی خریداری ہو۔ ادارہ پر لازم ہے کہ انعام کا اعلان کرتے وقت عوام کو یہ بات بتادے۔ اگر ظنِ غالب ہو کہ قرعہ اندازی میں حصہ لینے والے صرف انعام ہی کی غرض سے اس سامان یا خدمت کو خرید رہے ہیں، اس صورت میں انعام مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔

۳/۳/۳/۳ قرعہ اندازی میں داخل ہونے والے تمام شرکاء کے لیے کامیابی کا برابر امکان ہو۔

noorcentre.com

۴/۳/۳/۳ انعام مقرر کرنے سے دیگر شرکا، کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو۔

۵/۳/۳/۳ انعام کی قرعہ اندازی میں داخل ہونے کے لیے براہِ راست یا بالواسطہ کوئی فیس یا قیمت دینا جائز نہیں، جیسے فون کالز کے نرخ عام نرخ سے زیادہ کر دینا۔

۴/۳ انعام کے لیے کئی امیدوار ہونا

اگر انعام کسی ایک کو یا ایک مخصوص تعداد کو دینا طے پایا ہو اور اس کے لیے کئی حقدار سامنے آجائیں تو قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دیے جانے کا فیصلہ کرنا درست ہے۔

۵/۳ اداروں میں دیے جانے والے انعامات

۱/۵/۳ **کرنٹ اکاؤنٹ پر انعامات:** ادارہ کی جانب سے دیے جانے والے انعامات کے لیے کرنٹ اکاؤنٹس رکھنے والوں کو خاص کرنا جائز نہیں۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض"، شق ۱۰/۲۔ اسی طرح وہ منافع بخش کھاتے (سیونگ اکاؤنٹس) جن کو کرنٹ اکاؤنٹ سے ملا دیا گیا ہو کہ وہ دیگر تمام کھاتوں کی نسبت بہت معمولی ہوں اور وہ بہت کم ویٹیج [weightage] کے حامل ہوں، ان پر بھی انعامات دینا حرام ہے، کیونکہ یہ اسی مذکورہ تخصیص کا ایک حیلہ ہے۔

۲/۵/۳ سرمایہ کاری اکاؤنٹس پر انعامات: ادارہ سرمایہ کاری اکاؤنٹس رکھنے والے صارفین کو درج ذیل شرائط کے ساتھ انعامات دے سکتا ہے:

۱/۲/۵/۳ یہ انعامات سرمایہ کاری اکاؤنٹس، ان پر ہونے والے منافع یا خیرات کے کھاتے سے نہ دیے جائیں، یہ انعامات ادارہ کے حصص مالکان کی جانب سے دیے جاسکتے ہیں۔

۲/۲/۵/۳ ان انعامات کا دینا سرمایہ کاری کے لیے لگائے جانے والے سرمایہ یا اس کے کسی حصہ کی ضمانت کا باعث نہ ہوں، مثلاً بینک ہر اس شخص کے پچاس ہزار قیمت کے ایک انعام کا اعلان کرے جو اس کے پاس دس لاکھ کی سرمایہ کاری کرے۔ یہ ابتداء ہی میں سرمایہ کے ایک حصہ کی ضمانت کی صورت ہے اور یہ شرعاً

منع ہے۔

noorcentre.com

۳/۲/۵/۳ انعامات حاصل کرنے کا موقع سرمایہ کاری اکاؤنٹس والے تمام صارفین یا ان اکاؤنٹس کی کسی ذیلی قسم کے تمام صارفین کے لیے ہو۔ انعامات محدود تعداد میں ہونے کی صورت میں تقسیم قرعہ اندازی کے ذریعہ ہوگی۔

۳/۵/۳ تمویلات، کرنسی کے تبادلہ اور رقوم کی منتقلی کی خدمات پر انعامات:

اگر تمویل [فائنانسنگ]، کرنسی کے تبادلہ اور رقوم کی منتقلی کی خدمات پر قرعہ اندازی کے ذریعہ انعامات دیے جائیں تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ صارف کو فراہم کیے گئے سرمایہ پر حاصل کیے جانے والے نفع اور خدمات کی فیس کو بڑھایا نہ جائے۔ اور اگر یہ انعامات ہر صارف کو یا پوائنٹس کے حساب سے دیے جائیں تو اس صورت میں شق ۱/۶/۳ اور ۳/۶/۳ میں مذکور احکام لاگو ہوں گے۔

۴/۵/۳ بینک سے جاری ہونے والے کارڈز پر ملنے والے انعامات:

اے ٹی ایم کارڈ اور کریڈٹ کارڈ پر انعامات دینا جائز ہے چاہے ان کے رکھنے پر انعام دیا جائے یا استعمال پر۔ اس سلسلہ میں درجِ ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱/۴/۵/۳ کارڈ ہولڈرز پر انعام میں شرکت کے کے لیے کسی رقم کی شرط نہ لگائی جائے، چاہے یہ رقم صارف کی طرف سے ادائیگی کی صورت میں ہو یا اس کے کھاتہ سے کاٹی جائے۔

۲/۴/۵/۳ انعام دیے جانے کے دورانیہ میں کارڈز کی فیس عام فیس سے زیادہ مقرر نہ کی جائے۔

۳/۴/۵/۳ انعام صرف اس کارڈ کے ساتھ خاص نہ ہو جو کرنٹ اکاؤنٹ سے منسلک ہو، اور صارف کو یہ حق نہ دیا جائے کہ وہ اسے سرمایہ کاری اکاؤنٹ سے منسلک کر سکے۔

noorcentre.com

۶/۳ تجارتی انعامات اور تحائف

تجارتی تحائف کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱/۱/۶/۳ **پہلی صورت:** فروخت کنندہ سامان یا خدمات کی خریداری پر کوئی متعین تحفہ دے۔ یہ شرعاً جائز ہے چاہے نقد کی صورت میں ہو یا کوئی اور چیز دی جائے۔ حکم کے لحاظ سے یہ فروخت شدہ سامان میں اضافہ شمار ہوگا۔

۲/۱/۶/۳ **دوسری صورت:** فروخت شدہ سامان کے ساتھ کوئی غیر متعین چیز تحفہ میں دی جائے۔ یہ شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ اس تحفہ کے مقابلہ میں قیمت میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔

۳/۱/۶/۳ **تیسری صورت:** فروخت کنندہ کی طرف سے خریدار کو ایسا تحفہ دیا جائے جو اسی خریدے ہوئے سامان کے متصل ساتھ ہو اور اسی جنس کا ہو، جیسے عام معمول سے ہٹ کر زائد پیکٹ دینا۔ یہ شرعاً جائز ہے، کیونکہ یہ سامان کی قیمت میں کمی شمار کی جائے گی۔

۲/۶/۳ تجارتی رعایتوں [ڈسکاؤنٹس] کی صورت میں انعامات، اس کی صورتیں اور احکامات:

۱/۲/۶/۳ **ترغیبی ڈسکاؤنٹس:** فروخت کنندہ کی طرف سے خریداری کی حوصلہ افزائی کی خاطر یا صارفین سے کاروباری تعلق بنائے رکھنے کی خاطر خریدار کو یہ ڈسکاؤنٹس سامان یا خدمات کے نرخ پر دیے جاتے ہیں یا بازار میں رائج عام نرخ یا مصنوعات کے تیار کنندگان کی طرف سے مقرر کردہ نرخ پر یہ ڈسکاؤنٹس دیے جاتے ہیں۔

رعایتوں [ڈسکاؤنٹس] کی چند تجارتی صورتیں:

۱/۱/۲/۶/۳ خریدے جانے والے سامان کی مقدار میں اضافہ کر کے نرخ میں کمی کرنا:

ایسا عام طور پر ان صارفین کے لیے ہوتا ہے جو سامان کی ایک بڑی مقدار خریدتے ہیں۔

noorcentre.com

۳/۶/۲/۱/۲ مخصوص اوقات میں دیے جانے والے (سیزنل) ڈسکاؤنٹ: وہ ڈسکاؤنٹ جو فروخت کنندہ کی جانب سے مخصوص اوقات میں دیا جاتا ہے، مثلاً فروخت سے رہ جانے والا ذخیرہ ختم کرنے، پرانے ڈیزائن کا سامان نکالنے یا نقد سرمایہ کے حصول کے لیے۔ ڈسکاؤنٹ کی یہ مذکورہ صورتیں شرعاً جائز ہیں، کیونکہ اس قسم کے ڈسکاؤنٹس سامان یا خدمات کو بازار سے کم قیمت پر فروخت کرنا شمار ہوں گے۔

۳/۶/۲/۲ **کارڈز کے ذریعہ ڈسکاؤنٹ:** فروخت کنندہ خریدار کو اپنی دکانوں سے خریداری کرنے پر ڈسکاؤنٹ کارڈ دے یا کوئی تیسرا فریق صارف کو تجارتی مراکز سے خریداری پر ڈسکاؤنٹ کارڈ دے جس کا معاہدہ فریق ثالث نے اس تجارتی مرکز سے کیا ہو۔

ان صورتوں کا حکم

۳/۶/۲/۲/۱ اگر یہ ڈسکاؤنٹ کارڈ بغیر کسی فیس کے ہوں تو یہ تبرع (حسنِ معاملہ) کی بنیاد پر ڈسکاؤنٹ فراہم کرنے کا وعدہ ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔ اگرچہ اس میں جہالت [لاعلمی] ہے لیکن تبرعات میں جہالت نظر انداز کردی جاتی ہے۔

۳/۶/۲/۲/۲ اگر یہ ڈسکاؤنٹ کارڈ کسی فیس کے بدلہ میں جاری کیا جائے تو اس کی درجِ ذیل صورتیں ہیں:

(الف) اگر کارڈ کسی تیسرے فریق کی جانب سے جاری کیا جائے اور وہ فیس وصول کر کے دیگر اداروں کی جانب سے ڈسکاؤنٹ فراہم کرے تو یہ جائز ہے، کیونکہ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ حکم کے لحاظ سے دلال / بروکر ہے۔

noorcentre.com

(ب) اور اگر کارڈ اسی ادارہ کی طرف سے جاری کیا جارہا ہے جو فیس کے بدلہ میں ڈسکاؤنٹ فراہم کررہا ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: یہ کہ ڈسکاؤنٹ کے ساتھ کچھ ایسی خدمات یا فوائد ہوں جو وصول کی جانے والی فیس کا بدل بن سکیں، اس صورت میں ڈسکاؤنٹ کارڈ جائز ہے، اس لیے کہ ڈسکاؤنٹ ان دیگر خدمات کے بدلہ میں شمار کیا جائے گا۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ فیس کے بدلہ میں دیگر کوئی خدمات نہ ہوں، ڈسکاؤنٹ کارڈ کی یہ صورت جائز نہیں، کیونکہ اس میں غرر اور جہالت پائی جاتی ہے۔

۳/۲/۶/۳ **کوپن کے ذریعہ ڈسکاؤنٹ:** یہ کوپن کے حامل کے لیے مخصوص ڈسکاؤنٹ ہوتا ہے۔

اس کا حکم: کوپن کی کئی صورتیں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

پہلی: کوپن مفت ہو، یہ صورت جائز ہے۔

دوسری: کوپن فیس کے بدلہ میں ہو، اس کا حکم شق ۲/۲/۶/۳ کے مطابق ہوگا۔

تیسری: کوپن رکھنے والے کو متعین ڈسکاؤنٹ کے ساتھ ساتھ انعامی قرعہ اندازی میں شامل ہونے کا حق بھی دیا جائے، اس کا حکم شق ۳/۳ کے مطابق ہوگا جو انعامی قرعہ اندازی سے متعلق ہے۔

۳/۶/۳ پوائنٹس کے ذریعہ انعامات:

پوائنٹس کے ذریعہ انعامات: اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی ادارہ اپنے صارفین کو اپنے یہاں سے، یا اپنے کسی ذیلی ادارہ یا کسی ایسے ادارہ سے جس کے ساتھ اس کا معاہدہ ہوا ان سے سامان یا خدمات کی خریداری پر کچھ پوائنٹس فراہم کرے اور اس

noorcentre.com

بات کی اجازت دے کہ ان پوائنٹس کے بدلے میں کوئی سامان یا خدمت مفت حاصل کرلی جائے یا شرائط کے مطابق ڈسکاؤنٹ حاصل کرلیا جائے۔ مثلاً ہوٹلز، ائرلائنز اور ٹیلی کمیونیکیشن کمپنیز کی جانب سے دیے جانے والے ممبر شپ پروگرامز۔

اس کا حکم: اگر بغیر فیس کے ہو تو جائز ہے، کیونکہ یہ تبرع [حسنِ معاملہ] ہے۔ اور اگر فیس کے بدلہ میں ہو اور اس کے مقابلہ میں کچھ ایسی خدمات یا فوائد ہوں جن کی شریعت کی نگاہ میں کوئی قیمت ہو تو بھی یہ معاملہ جائز ہے۔ اور اس ڈسکاؤنٹ پروگرام میں شامل ہونے والے کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ سامان یا خدمات کی فراہمی کے وقت پوائنٹس کی کمی کو نئے پوائنٹس نقد خرید کر پورا کرلے اور ان کو استعمال کرلے، کیونکہ پوائنٹس کا استعمال درحقیقت قیمت ہی کے ایک حصہ کی ادائیگی ہے۔ ادارہ پر لازم ہے کہ وہ تمام پروگرامز کی شرائط اور ان کے مخصوص شرعی حکم کی تحقیق کے لیے اپنے مجلسِ شرعی سے رجوع کرے۔

۴- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار ۳۰ رجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۶ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مقابلے اور انعامات کے معیار کو مؤرخہ ۱-۳ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۰-۱۲ مارچ ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تینتالیسویں اجلاس میں منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۰ - ۲۱ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۳ - ۴ جنوری ۲۰۱۳ء کو بحرین میں منعقدہ اپنے چونتیسویں اجلاس میں کسی ماہر کو مقابلوں، انعامات، قرعہ اندازی اور تشہیر کے طریقوں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ کی تیاری کی ذمہ داری دینے کا فیصلہ کیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے مؤرخہ ۲ فروری ۲۰۱۵ء کو کویت میں منعقد ہونے والے اپنے اجلاس میں اس رپورٹ پر بحث کی اور اس پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے تحقیق کار کو شرعی معیار کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

مؤرخہ ۶ جون ۲۰۱۵ء کو کویت میں منعقد ہونے والے اجلاس کے دوران شرعی معیارات کی کمیٹی نے اس معیار کے مسودہ پر بحث کی اور اس میں ترمیم اور چند امور کا اضافہ تجویز کیا۔

مؤرخہ ۳۰ نومبر ۲۰۱۵ء کو کویت میں ہونے والے اجلاس کے دوران شرعی معیارات کی کمیٹی نے اس مسودہ پر مباحثہ مکمل کرنے کے بعد اس کو مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۲ - ۲۳ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ - ۵ دسمبر ۲۰۱۵ء کو بحرین میں منعقدہ بیالیسویں اجلاس کے دوران معیار کے مسودہ پر بحث کی اور اس میں مناسب ترامیم کو شامل کرکے اس کو جلسۂ سماعت میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی کی تجویز کے مطابق انتظامیہ نے جلسۂ سماعت کی تین نشستیں منعقد کیں: مؤرخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۱۶ء کو مراکش کے شہر رباط میں بمقام دار الحدیث الحسنیۃ، مؤرخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ کو ہاشمی مملکت اُردن میں بمقام جامعۃ الاردنیۃ اور جمعیۃ العلمیۃ القضائیۃ السعودیۃ کے تعاون سے

noorcentre.com

مؤرخہ ۴ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳ فروری ۲۰۱۶ کو سعودی عرب میں۔ ان نشستوں میں ماہرینِ شریعت، مرکزی بینکوں، آڈٹ فرمز، اسلامی مالیاتی اداروں کے نمائندوں اور مختلف یونیورسٹیوں کے اساتذہ سمیت متعدد ماہرین نے شرکت کی اور تفصیل سے معیار کے مسودہ پر بحث کی گئی اور ماہرینِ شریعت اور ماہرین کی آراء اور ان کے تبصروں کو جمع کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱-۳ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۰-۱۲ مارچ ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے تینتالیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت کی تینوں نشستوں میں سامنے آنے والی آراء کی روشنی میں معیار کے مسودہ پر غور کیا اور مناسب ترامیم کو شامل کرنے کے بعد معیار پر اعتماد کی منظوری دی۔

شرعی معیارات کی ڈرافٹنگ کمیٹی نے مؤرخہ ۳۰ رجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اجلاس میں معیار پر نظر ثانی کی، اور مباحثہ اور بعض ترامیم شامل کرنے کے بعد باقاعدہ طور پر اس معیار کو جاری کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

مقابلوں [مسابقوں] کے جائز ہونے کی بنیاد

- مسابقوں کے جائز ہونے کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے: ﴿قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا﴾ (کہنے لگے، ابا جی! ہم دوڑنے کا مقابلہ کرنے چلے گئے تھے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا)۔[1] ماوردی فرماتے ہیں: ان بھائیوں نے اس کی خبر ایک نبی کو دی جس نے اس پر کوئی نکیر نہیں کی، یہ شرعاً اس کے مباح ہونے کی دلیل ہے، اور جو چیز پہلی کسی شریعت میں وارد ہوئی ہو اور منسوخ نہ ہوئی ہو تو اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔[2]
- اور سنت سے دلیل وہ روایت ہے جس میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (انعام تو گھوڑے یا اونٹ کی دوڑ یا تیر اندازی میں ہی ہونا چاہیے)۔[3]
- نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ کروایا ان گھوڑوں کے درمیان جن کی تضمیر[4] کی گئی حفیاء نامی مقام سے ثنیۃ الوداع نامی مقام تک اور ان گھوڑوں کے درمیان جن کی تضمیر نہیں کی گئی ثنیۃ سے بنی زریق کی مسجد تک، اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی مقابلہ میں حصہ لینے والوں

(۱) سورۃ یوسف: ۱۷۔

(۲) الماوردی: علی بن محمد، الحاوی الکبیر ۱۵/۱۸۰۔

(۳) ابوداؤد، السنن، حدیث ۲۵۷۴۔

(۴) تضمیر ایک خاص عمل ہے جو گھوڑوں کو تیز دوڑ کے قابل بنانے کے لیے کیا جاتا ہے جس کے تحت ان کو مخصوص طریقہ سے خوراک وغیرہ دی جاتی ہے۔ (مترجم)

noorcentre.com

میں شامل تھے)۔ [1]

• انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی العضباء نامی ایک اونٹنی تھی جس سے کوئی آگے کوئی نہ بڑھ پاتا تھا، ایک دن دیہات کے رہنے والے ایک صاحب ایک جوان اونٹ پر آئے اور وہ اونٹ اس اونٹنی سے آگے نکل گیا، یہ بات مسلمانوں کو ناگوار گزری، جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: (یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی بلند ہوگی اللہ اس کو نیچا کر دکھائے گا)۔ [2]

• نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، فرماتی ہیں: میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کیا تو میں اپنی پیدل چال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی، پھر جب میرا وزن زیادہ ہوگیا تو میں نے اللہ کے نبی علیہ السلام سے مقابلہ کیا تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمایا: (اب حساب برابر ہوگیا)۔ [3]

انعامات کے جواز کی بنیاد

• یہ حدیث شریف ہے: «لا سبق إلا في خف أو حافر أو نصل» "انعام تو گھوڑے یا اونٹ کی دوڑ یا تیر اندازی کا ہونا چاہیے"، یہاں سبَق (باء کے زبر کے ساتھ) سے مراد وہ انعام ہے جو مقابلہ میں دیا جاتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد میں مسابقوں میں انعامات کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

---

(۱) البخاری، الصحیح، حدیث نمبر ۴۲۱۰، ۲۷۱۵، مسلم، الصحیح، حدیث نمبر ۱۸۷۰۔

(۲) البخاری، الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، حدیث نمبر ۲۷۱۷۔

(۳) ابوداؤد: السنن، کتاب الجہاد، باب السبق علی الرجل، حدیث نمبر ۲۵۷۸، ابن ماجہ: السنن، کتاب النکاح، باب حسن معاشرة النساء، حدیث نمبر ۱۹۷۹۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

- **السبق لغت کے لحاظ سے:** باء کے سکون کے ساتھ، دوڑ یا کسی بھی مقابلہ میں شامل ہونا، اور السبق باء کے زبر کے ساتھ وہ انعام جو مقابلہ جیتنے والے کو دیا جاتا ہے۔ (۱)
- **المسابقة [مقابلہ] اصطلاح میں:** کسی جائز کام کے انجام دینے کا عقد اس طرح کہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کیا جاسکے تاکہ اس کے ذریعہ سب سے ماہر کی پہچان ہوسکے، چاہے اس کے مقابل کوئی عوض ہو یا اس کے بغیر۔ (۲)
- **تیراندازی کا مقابلہ:** تیراندازی میں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرنا۔ (۳)
- **التحریش:** جانوروں کو ابھارنا اور جوش دلانا۔
- **الجائزۃ لغت میں:** تحفہ۔

اصطلاح میں: ایک یا زائد حقیقی یا معنوی اشخاص کو انعام دینا تاکہ وہ اپنے برابر کے فریقوں پر غلبہ حاصل کرکے مباح اور متعین کام انجام دے سکیں۔

- **کرنٹ اکاؤنٹ** وہ رقوم جو بینک کے پاس اس شرط پر رکھوائی جاتی ہیں کہ جب صارف چاہے بینک اس کو لوٹا دے گا۔
- **سرمایہ کاری اکاؤنٹس:** وہ رقوم جو صارفین بینک میں رکھواتے ہیں اور متعین مدت گذرنے کے بعد انہیں نکالا جاسکتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: متعین مدت کے لیے رکھی جانے والی رقوم (ٹرم ڈیپازٹ) اور سیونگ ڈیپازٹ۔

---

(۱) ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب ۱۰/ ۱۵۳، دار صادر بیروت۔

(۲) الشثری، سعد بن ناصر بن عبد العزیز، المسابقات واحکامہا فی الشریعۃ الاسلامیۃ (تبدیلی کے ساتھ)۔

(۳) الانصاری، زکریا محمد بن زکریا، اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، ۴/ ۲۲۴۔

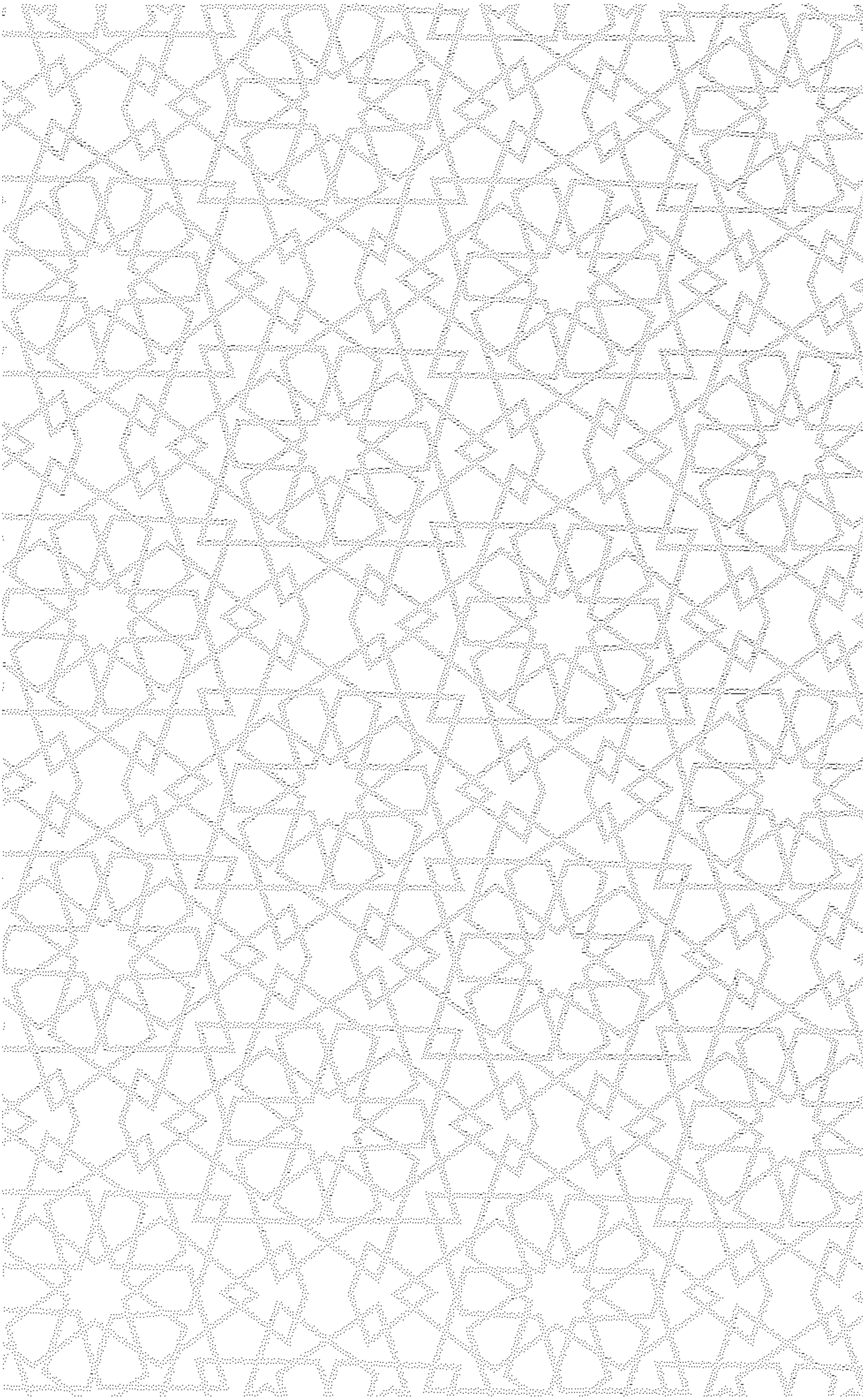

noorcentre.com

سرمایہ کاری کے منتظم پر ضمان

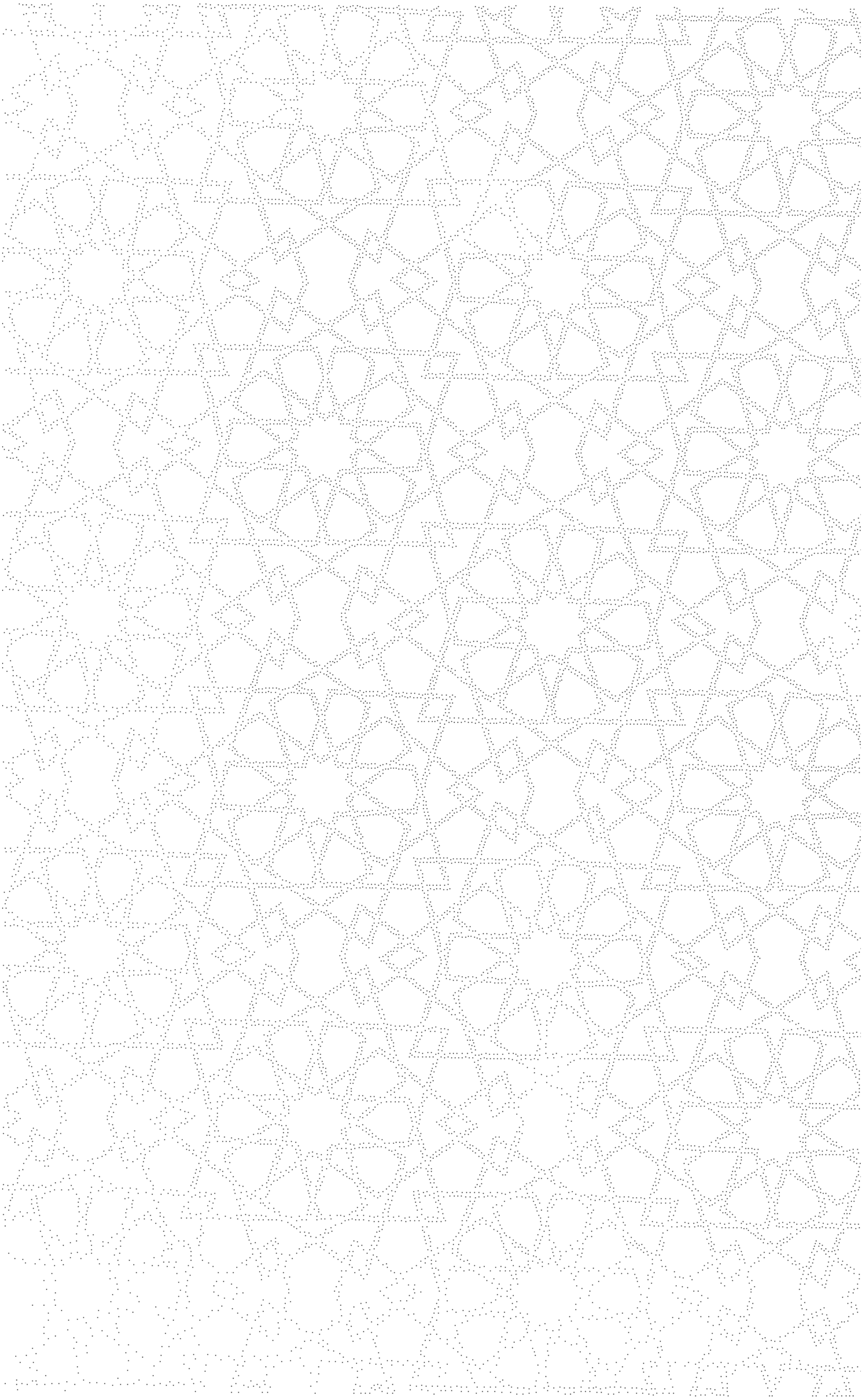

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۳۲۸

معیار کا متن ۱۳۲۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۳۲۹

۲- سرمایہ کاری کے منتظم کی تعریف ۱۳۲۹

۳- سرمایہ کاری کے منتظم کے ضامن ہونے یا نہ ہونے کی مختلف صورتیں ۱۳۳۰

۴- تیسرے فریق کا نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لینا ۱۳۳۱

۵- زیادتی اور کوتاہی ۱۳۳۳

۶- ثبوت کی ذمہ داری ۱۳۳۴

۷- منتظم سرمایہ کاری پر نقصان کی ذمہ داری ثابت ہونے کی صورت میں مرتب ہونے والے اثرات ۱۳۳۴

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۳۳۵

معیار کی منظوری ۱۳۳۶

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۳۷

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۳۹

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں سرمایہ کاری کے منتظم (بشمول مضارب، سرمایہ کاری کے وکیل اور شراکت داری کی بنیاد پر ہونے والے کاروبار میں انتظام سنبھالنے والے شریک) پر لاگو ہونے والی ذمہ داریوں کے احکام، اسی طرح سرمایہ کاری کے منتظم پر کاروبار سے متعلق ضمانت کی شرط لگانے یا منتظم کی جانب سے رضا کارانہ طور پر اس ضمانت کے قبول کرنے کے حکم، سرمایہ کاری کے منتظم کو زیادتی یا کوتاہی نہ پائے جانے کو قانونی طور پر ثابت کرنے کے مالی اخراجات کا ذمہ دار ٹھہرانے کے حکم اور سرمایہ کاری کے منتظم کی ذمہ داری ثابت ہوجانے کی صورت میں لاگو ہونے والے احکام کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفّق...

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار سرمایہ کاری کے منتظم کے ذمہ دار ہونے یا نہ ہونے کے احوال، زیادتی اور کوتاہی کے مفہوم، اس کی صورتوں، زیادتی اور کوتاہی کے معیار، سرمایہ کاری کے منتظم کی ذمہ داری کے متعلق لاگو ہونے والے احکام اور کسی تیسرے فریق کی جانب سے کاروبار میں ہونے والے نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے احکام کے بیان پر مشتمل ہے۔

یہ معیار ان ذمہ داریوں پر مشتمل نہیں ہے جن کا تعلق سرمایہ کاری کے منتظم سے نہیں ہوتا، ایسی ذمہ داریوں کا حکم معلوم کرنے کے لیے دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۹) "رہن"، شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں" اور شرعی معیار نمبر (۴۵) "اصل سرمائے اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت"۔

۲- سرمایہ کاری کے منتظم کی تعریف

۱/۲　وہ شخص جو کسی دوسرے کی اجازت سے اس کے مال کی سرمایہ کاری کرنے کا ذمہ دار ہو۔

۲/۲　سرمایہ کاری کے انتظام کی مختلف صورتیں

۱/۲/۲　مضاربہ: یعنی اس بنیاد پر منافع میں شرکت کہ سرمایہ ایک فریق کی جانب سے ہو (جو کہ رب المال کہلاتا ہے) اور اس سرمایہ کو مختلف صورتوں میں استعمال کرنے کا عمل دوسرے فریق کی جانب سے ہو (جو کہ مضارب کہلاتا ہے)۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۳) "مضاربہ"۔

۲/۲/۲　وکالت برائے سرمایہ کاری: یعنی کسی ایک فرد کا دوسرے کو اپنے مال کے اضافہ کے لیے مقرر کرنا چاہے اجرت کی بنیاد پر ہو یا بغیر اجرت کے۔ دیکھیے شرعی معیار

noorcentre.com

نمبر (۴۶) "وکالت برائے سرمایہ کاری"۔

۳/۲/۲ شراکت داروں میں سے کسی ایک کو شرکت کے اموال کی سرمایہ کاری کا ذمہ دار بنادینا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"۔

۴- سرمایہ کاری کے منتظم کے ضامن ہونے یا نہ ہونے کی مختلف صورتیں

۱/۴ سرمایہ کاری کا منتظم "امین" ہوتا ہے سوائے ان صورتوں کے جن میں اس کی طرف سے زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی پائی جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۳/۱/۴/۱، اور شرعی معیار نمبر (۴۶) "وکالت برائے سرمایہ کاری، شق ۷/۱۔

۲/۴ سرمایہ کاری کے معاہدہ میں ہر صورت میں سرمایہ کاری کے منتظم کے ذمہ دار ہونے کی شرط لگانا جائز نہیں اور نہ ہی منتظم کے لیے ایسی ذمہ داری عقد کے وقت قبول کرنا جائز ہے۔

۳/۴ سرمایہ کاری کے منتظم کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سرمایہ کاری کا معاہدہ ہونے کے بعد صراحتاً یا ضمناً ضمانت [نقصان کی ذمہ داری] کو اپنے اوپر لازم کرے۔

۴/۴ کاروبار میں مکمل یا جزوی نقصان کی صورت میں سرمایہ کاری کے منتظم کے لیے جائز ہے کہ اپنی مرضی سے رضاکارانہ طور پر (نہ کہ مشروط طور پر) نقصان کی ذمہ داری لے لے۔

۵/۴ ضمانت کی ممنوعہ صورتیں درجِ ذیل ہیں:

۱/۵/۴ سرمایہ کاری کے منتظم کا سرمایہ کار سے ایک متعین قیمت پر اثاثے خریدنے کا عہد کرلینا، جیسے مضاربہ، مشارکہ یا وکالہ پر مشتمل صکوک کے حاملین یا ان حاملین کے نمائندوں سے عقد کے وقت طے شدہ قیمت پر اثاثے خریدنے کا عہد کرلینا۔ البتہ یہ جائز ہے کہ اثاثوں کو ان کی صافی قیمت، بازار میں رائج قیمت، منصفانہ قیمت یا خریدتے وقت دونوں فریقوں کے درمیان طے پاجانے والی قیمت پر خریدنے

noorcentre.com

کا عہد ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کر لیا جائے جو شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۳/۱/۶/۲ میں اور شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۲/۲/۱ اور ۲/۲/۲ میں بیان ہوئیں۔

۲/۵/۳ سرمایہ کاری کے منتظم کا کرنسی کے اتار چڑھاؤ کے نتیجہ میں ہونے والے نقصان کو برداشت کرنے کا معاہدہ کرنا۔ اس سلسلے میں شق ۳/۲ اور ۳/۴ کو ملحوظ رکھا جائے۔ نیز دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۳/۳/۴۔

۶/۳ یہ جائز نہیں ہے کہ سرمایہ کاری کے منتظم کو ضامن ٹھہرانے کی غرض سے کوئی ایسی شرط لگائی جائے جس کو نافذ کرنا/پورا کرنا عام طور پر ممکن نہیں ہوتا۔

۴۔ تیسرے فریق کا نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لینا

۱/۴ کسی تیسرے فریق کا سرمایہ کار کے لیے اصل سرمایہ یا نفع میں ہونے والے نقصان کی تلافی کی یا سرمایہ کاری کے اثاثوں کو ایک متعین قیمت پر خریدنے کی ذمہ داری لینا درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۱/۱/۴ فریقِ ثالث سرمایہ کاری کے منتظم کے علاوہ کوئی اور شخص ہو۔ اور اگر ان دونوں کے درمیان ملکیت کا تعلق ہو تو ایک کی ملکیت دوسرے میں ۵۰ فیصد سے زیادہ نہ ہو، نیز صرف اس شرط کو نظر انداز کرنے کے لیے کوئی حیلہ سازی کرنا مثلاً ایک الگ ادارہ یا شخصِ قانونی [legal entity] بنا لینا جائز نہیں ہے۔

۲/۱/۴ ذمہ داری قبول کرنے والے فریق کو سرمایہ کاری کے منتظم سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔

۳/۱/۴ فریقِ ثالث کی طرف سے یہ ذمہ داری قبول کرنا صرف احسان کی بنیاد پر ہو۔

۲/۴ فریق ثالث کی طرف سے قبول کی گئی ذمہ داری پوری نہ کیے جانے یا اس کے ختم ہو جانے کی صورت میں سرمایہ کاری کے معاہدہ پر کوئی منفی اثر مرتب نہ ہوتا ہو۔ دیکھیے شرعی معیار

noorcentre.com

نمبر (۵) "ضمانتیں"، شق ۶/۶، شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت شق ۲/۹/۳، شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۳/۱/۴/۳، شرعی معیار نمبر (۱۷) "سرمایہ کاری صکوک"، شق ۵/۱/۷/۸ اور شرعی معیار نمبر (۴۵) "اصل سرمایہ اور سرمایہ کاریوں کی حفاظت"، شق ۴/۱۔

۴/۳ وکیلِ خدمات کا ذمہ داری قبول کرنا

۴/۳/۱ اس معیار میں خدمات کے وکیل سے مراد وہ وکیل ہے جس کی اہم ذمہ داریاں سرمایہ کاری کے علاوہ دیگر خدمات پیش کرنے تک محدود ہوں، اثاثوں کو کرائے پر دینا، ان کی انشورنس (تکافل) کروانا، ان کی دیکھ بھال [maintenance] کروانا یا سرمایہ کاری سے حاصل شدہ آمدنی کی وصولی کرنا وغیرہ۔ یہ وکیل مضارب، شراکت کی بنیاد پر منتظم یا وکیل برائے سرمایہ کاری نہیں ہوگا، اور نہ ہی سرمایہ کاری کی منصوبہ بندی کے نفاذ یا اس سے متعلقہ فیصلوں سے اس کا کوئی تعلق ہوگا۔

۴/۳/۲ شق ۴/۱ میں مذکور شرائط کی پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے وکیل برائے خدمات فریقِ ثالث شمار کیا جائے گا جو کہ سرمایہ کار کے لیے سرمایہ میں یا نفع میں ہونے والے نقصان کی تلافی کی ذمہ داری درجِ ذیل مزید شرائط کے ساتھ قبول کر سکتا ہے:

۴/۳/۲/۱ وکیلِ خدمات خود سرمایہ کاری میں سرمایہ فراہم نہ کر رہا ہو اور نہ ہی وکیلِ خدمات سرمایہ کاری کا منتظم ہو۔ وکیل برائے سرمایہ کاری کے منتظم کے حکم میں ہونے کے لیے یہ بھی کافی ہے کہ وہ سرمایہ کاری سے متعلق منصوبہ بندی کے نفاذ یا اس کے متعلق فیصلوں کا اختیار رکھتا ہو۔

۴/۳/۲/۲ وکیل برائے خدمات کی طرف سے نقصان کی تلافی کی ذمہ داری قبول کرنا وکالت برائے خدمات کے معاملہ سے الگ ایک ایسے مستقل معاملہ کے ذریعہ ہو جس کے منسوخ ہونے سے وکالت برائے خدمات کا معاملہ منسوخ نہ ہو۔

noorcentre.com

۴/۳/۲/۳ اگر وکالت اجرت کے ساتھ ہو [یعنی وکالۃ بالاجرۃ کا معاملہ ہو] تو وکیل برائے خدمات کی اجرت عام طور پر رائج اجرت سے زیادہ نہ ہو، کیونکہ شق (۴/۱/۳) میں ذکر کردہ نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لینے کی صورت کے عوض کوئی اجرت وصول کرنا ممنوع ہے۔

۵- زیادتی اور کوتاہی

۵/۱ زیادتی اور کوتاہی کا مفہوم

۵/۱/۱ زیادتی سے مراد یہ ہے کہ کسی ایسی حد سے تجاوز کیا جائے جو شریعت کی طرف سے مقرر شدہ ہو، یا دونوں فریقوں کے درمیان طے پائی جانے والی ایسی شرائط سے جو عموماً نفاذ کے قابل ہوتی ہیں، یا ایسی حد سے جو مضاربہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری کے متعلق عرف کے لحاظ سے لاگو ہوتی ہو، چاہے یہ حدود سے تجاوز جان بوجھ کر ہو یا بلا ارادہ۔

۵/۱/۲ کوتاہی سے مراد یہ ہے کہ سرمایہ کاری کے انتظامات کا ذمہ دار کسی ایسی ذمہ داری کی ادائیگی کو ترک کردے جو اس پر شرعاً یا دونوں فریقوں کی طے شدہ شرائط یا عرف کے مطابق سرمایہ کاری کے حوالہ سے اس پر لاگو ہوتی تھی۔

۵/۲ مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے پائی جانے والی زیادتی یا کوتاہی کی چند عام صورتیں یہ ہیں:

۵/۲/۱ حالات کے تقاضہ کے باوجود ضمانت (سیکورٹی، گارنٹی وغیرہ) حاصل نہ کرنا۔

۵/۲/۲ فیزیبلیٹی رپورٹ تیار نہ کروانا حالانکہ عرف یا شرائط کے مطابق یہ لازم بھی ہو۔

۵/۲/۳ سامان کو اس کی حفاظت کے لیے مناسب مقام پر محفوظ نہ کرنا۔

۵/۲/۴ عرف یا قانون کے مطابق جن چیزوں کی وضاحت ضروری ہو ان کی وضاحت نہ کرنا۔

noorcentre.com

٦- ثبوت کی ذمہ داری

اصولاً سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی ثابت کرنے کی ذمہ داری اسی پر لازم ہے جو اس کا دعویٰ کرے (مدعی) نہ کہ انکار کرنے والے پر (مدعی علیہ/سرمایہ کاری کا منتظم) کیونکہ منتظم عقد میں امین شمار کیا جاتا ہے۔ البتہ چند صورتوں میں یہ ذمہ داری سرمایہ کاری کے منتظم پر لاگو ہوگی جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

١/٦ عقد میں یہ شرط رکھی گئی ہو کہ یہ ذمہ داری سرمایہ کاری کے منتظم پر ہوگی۔

٢/٦ قانونی یا انتظامی اداروں کی طرف سے یہ ذمہ داری سرمایہ کاری کے منتظم پر لاگو کی گئی ہو۔

٣/٦ ایسے شواہد موجود ہوں جو سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے نقصان یا زیادتی اور کوتاہی کے نہ پائے جانے کے دعوے کے خلاف ہوں، مثلاً منتظمِ سرمایہ کاری نقصان کا دعویٰ کرے حالانکہ اس جیسی دوسری سرمایہ کاریاں منافع بخش رہی ہوں۔

٧- منتظمِ سرمایہ کاری پر نقصان کی ذمہ داری ثابت ہونے کی صورت میں مرتب ہونے والے اثرات

٧/١/١ منتظمِ سرمایہ کاری پر نقصان کی ذمہ داری ثابت ہو جانے کی صورت میں وہ اصل سرمایہ کے ساتھ ساتھ اس نفع کا بھی ذمہ دار ہوگا جو اس کی طرف سے زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں پائے جانے والے نقصان سے پہلے سرمایہ کاری کو ہو چکا تھا، اسی طرح منتظمِ سرمایہ کاری سرمایہ کے اضافہ (capital gain) کا بھی ذمہ دار ہوگا، البتہ ضائع ہو جانے والے اور متوقع منافع کا وہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

٧/١/٢ اگر سرمایہ کار نے منتظمِ سرمایہ کاری کو ایک متعین نرخ پر خرید و فروخت کا پابند بنایا ہو اور وہ سرمایہ کار کی اجازت کے بغیر اس سے کم نرخ پر سامان فروخت کر دے تو

منتظمِ سرمایہ کاری دونوں قیمتوں کے فرق کا ذمہ دار ہوگا۔[1]

noorcentre.com

۷/۱/۳ اگر کسی ادارہ کو کوئی مال اس ادارہ کے عام سرمایہ کاری مواقع [پول] میں سرمایہ کاری کے لیے دیا گیا اور ادارہ نے یہ رقم اس عام پول میں نہیں لگائی اور اس پول میں منافع حاصل ہوا تو سرمایہ کار کو معاہدہ میں طے شدہ تناسب کے لحاظ سے منافع حاصل کرنے کا حق ہوگا، اور نقصان یا ضیاع کی صورت میں سرمایہ کار اپنے سرمایہ کے تناسب سے نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

۷/۱/۴ اگر سرمایہ کاری کا موضوع کچھ جامد اثاثے ہوں تو کوتاہی کے سبب ہونے والے نقصان کی مقدار کا تعیّن نقصان، گھاٹا یا ہلاکت واقع ہونے والے دن کے حساب سے کیا جائے گا۔

۷/۲ کاروباری تعلق کا تسلسل

منتظمِ سرمایہ کاری صرف زیادتی، کوتاہی یا شرائط کی خلاف ورزی پائے جانے سے معزول نہیں ہوگا۔ البتہ اگر معاہدہ میں یہ طے ہو تو پھر صرف ان امور کے پائے جانے سے ہی معزول ہو جائے گا، اسی طرح اگر سرمایہ کار خود معزول کردے تو بھی منتظمِ سرمایہ کاری معزول ہو جائے گا۔

۸- معیار کے اجرا کی تاریخ

یہ معیار مؤرخہ ۱۷ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۸ نومبر ۲۰۱۶ء کو جاری ہوا۔

---

(۱) یہ حکم مجلس شرعی کے پینتالیسویں اجلاس منعقدہ اکتوبر ۲۰۱۶ء، بحرین میں طے شدہ فیصلہ کے مطابق ہے، جس کی رُو سے بعد ازاں شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"، شق ۲/۳/۶ میں ترمیم کی گئی ہے۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے سرمایہ کاری کے منتظم کی ذمہ داریوں سے متعلق شرعی معیار پر بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھیالیسویں اجلاس مؤرخہ ۱۷-۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷-۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۸-۲۹ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹-۲۰ مارچ ۲۰۱۵ء کو اپنے چالیسویں اجلاس میں شرعی مشیر کو منتظمِ سرمایہ کاری (مضارب، وکیل برائے سرمایہ کاری اور شریک) کی ذمہ داریوں سے متعلق شرعی تحقیق تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

۶ جون ۲۰۱۵ء کو شرعی معیارات کی کمیٹی نے کویت میں منعقد ہونے والے اجلاس کے دوران اس رپورٹ پر مباحثہ کیا اور اس پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے معیار کے مسودہ کی تیاری کا حکم دیا۔

شرعی معیارات کی کمیٹی نے بعد ازاں ۲۰ ستمبر ۲۰۱۵ء کو کویت میں منعقدہ اجلاس کے دوران معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا اور اس میں مناسب ترامیم کا اضافہ کیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۲-۲۳ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۴-۵ دسمبر ۲۰۱۵ء بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے بیالیسویں اجلاس میں معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا اور مناسب ترامیم کے اضافہ کے بعد مسودہ کو جلسۂ سماعت میں پیش کرنے کے لیے منظور کیا۔

جنرل سیکرٹریٹ نے مجلسِ شرعی کی تجویز کے مطابق سماعت کی تین نشستوں کا اہتمام کیا جو کہ بالترتیب مراکش کے دارالحکومت رباط میں مؤرخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۱۶ء کو، جامعہ اردنیہ اردن میں مؤرخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ فروری ۲۰۱۶ء کو اور سعودی عرب میں جمعیۃ العلمیۃ القضائیۃ السعودیۃ کے تعاون سے مؤرخہ ۴ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳ فروری ۲۰۱۶ء کو منعقد ہوئیں، جن میں ماہرینِ شریعت اور ماہرین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جن میں مرکزی بینکوں، اسلامی مالیاتی اداروں، آڈٹ فرمز اور دیگر متعلقہ اداروں کے نمائندوں سمیت مختلف یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور دیگر ماہرین نے

noorcentre.com

شرکت کی، اور تفصیل کے ساتھ اس معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا گیا اور ماہرین کے تبصروں اور آراء کو جمع کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ - یکم محرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۹ ستمبر - ۲ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے پینتالیسویں اجلاس میں ساعت کے اجلاسوں کے دوران موصول ہونے والی آراء اور تبصروں کا جائزہ لینے کے بعد مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

ذیلی کمیٹی نے وکیل برائے خدمات کے ضامن ہونے سے متعلق شق کے حوالہ سے ایک طویل اجلاس مؤرخہ ۳ نومبر ۲۰۱۶ء کو ملائیشیا میں منعقد کیا اور اس سلسلہ میں اپنی تجاویز مجلسِ شرعی کو پہنچائیں۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱۷ - ۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷ - ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھیالیسویں اجلاس میں مذکورہ مسئلہ کے بارے میں مناسب ترامیم شامل کرنے کے بعد معیار کو منظور کیا۔

مسودہ ساز کمیٹی نے ۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو ڈرافٹنگ سے متعلق چند تبدیلیوں کے بعد معیار کو باقاعدہ طور پر جاری کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- منتظمِ سرمایہ کاری کے امین ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس معیار میں منتظمِ سرمایہ کاری سے مراد شریکِ منتظم، مضارب اور وکیل برائے سرمایہ کاری ہیں اور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ تمام افراد کاروبار میں امین کی حیثیت رکھتے ہیں اور زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کے علاوہ نقصان کے ذمہ دار نہیں ہوتے۔ نیز اگر معاہدہ میں نقصان کی ذمہ داری کی شرط شامل کی جائے تو یہ نفع پر مشتمل قرض کی صورت ہوجائے گی جو کہ ناجائز ہے۔[1]
- سرمایہ کاری کے منتظم کی طرف سے کاروبار میں مکمل نقصان کی صورت میں از خود نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ ایسا کرنے کی صورت میں وہ احسان کا معاملہ کرے گا اور احسان کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔
- سرمایہ کاری کے منتظم کی جانب سے حاملینِ صکوک سے پہلے سے طے شدہ قیمت پر اثاثہ خریدنے کی ذمہ داری یا سرمایہ کاروں کے حصہ واپس لینے کے وقت کرنسی کے اتار چڑھاؤ سے ہونے والے نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے کے عدم جواز کی بنیاد یہ ہے کہ انجامِ کار یہ بھی پہلی صورت میں کلی طور پر اور دوسری صورت میں جزوی طور پر سرمایہ کاری کے منتظم پر نقصان کی ذمہ داری کی شرط لگانے کے مترادف ہے اور یہ ناجائز ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔
- معیار میں مذکور شرائط کے مطابق فریقِ ثالث کا نقصان یا منافع میں کمی کی ذمہ داری قبول کرنے کے

---

(۱)　ملاحظہ ہو: ابن جزی کی القوانین الفقہیہ ص ۲۲۱، الماوردی کی الحاوی الکبیر ۶/۵۰۲، العمرانی کی البیان فی مذہب الامام الشافعی ۶/۴۵۷، ابن قدامہ کی المغنی ۷/۲۱۴۔

noorcentre.com

جواز کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک احسان کی ذمہ داری قبول کرنا ہے اور اس سے نہ تو کسی شرعی ممانعت کا ارتکاب لازم آتا ہے اور نہ ہی یہ سرمایہ کار سے اصل ضمان کی نفی کرتا ہے، نیز اس میں منتظم سرمایہ کاری کو نقصان کا ضامن بنانا بھی نہیں پایا جارہا۔ اس سلسلہ میں سرمایہ کاری دستاویز سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد ۳۰ (۵/۴) دیکھ لی جائے۔

- منتظم سرمایہ کاری کی جانب سے زیادتی یا کوتاہی کو ثابت کرنے کی ذمہ داری مدعی یعنی سرمایہ کار پر ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اصل تو زیادتی اور کوتاہی کا نہ پایا جانا ہے اور اسی طرح اصل تو وکیل کا ذمہ داری سے بری ہونا ہے، لہٰذا جب تک ان کے برخلاف ثابت نہ ہو اصل کو برقرار رکھا جائے گا۔
- مذکورہ بالا اصول کے برخلاف اگر معاہدہ میں نقصان کی صورت میں اس دعویٰ کے ثبوت کے اخراجات منتظم سرمایہ کاری کے ذمہ ہونے کی شرط طے کی گئی ہو تو یہ اخراجات منتظم پر لاگو ہوں گے۔ اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں منتظم اپنے حق کو چھوڑنے پر راضی ہو گیا ہے، اور اس میں شرعاً کوئی خرابی بھی نہیں ہے۔ اور اگر منتظم سرمایہ کاری پر ان اخراجات کی ادائیگی قانونی اداروں کی جانب سے لازم کی گئی ہو تو یہ فقہ کے اصول "مصالح مرسلہ" کی قبیل سے حاکم کا مقرر کردہ فیصلہ ہے جس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر مذکورہ اصول کے خلاف شواہد موجود ہوں تو اس صورت میں منتظم سرمایہ کاری متہم ہوگا، خصوصاً اس صورت میں جب کہ وہ لوگوں کا مال لے کر غائب ہو جائے اور سرمایہ کاروں کے لیے اپنے اموال کی سرمایہ کاری کی تفاصیل کا حصول بھی ممکن نہ ہو۔ اس سلسلہ میں مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۲۱۲ (۲۲/۸) دیکھ لی جائے۔
- منتظم سرمایہ کاری کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی پائے جانے کی صورت میں اس پر ضائع ہونے والے متوقع منافع کی ذمہ داری نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ضائع ہونے والا متوقع نفع وجود میں نہیں آیا لہٰذا اس کی ذمہ داری بھی منتظم پر نہیں ہوگی۔ مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۲۱۲ (۲۲/۸) دیکھ لی جائے۔ البتہ جو منافع حاصل ہو چکا ہو اس کا حکم اصل سرمایہ والا ہوگا۔
- وکیل کی جانب سے مؤکل کی طرف سے طے شدہ قیمت کے برخلاف خرید وفروخت پائے جانے کی صورت میں مؤکل کو دونوں قیمتوں کے درمیان فرق وصول کرنے کا حق حاصل ہونے کی شرعی بنیاد

"منتہی الارادات" (۱۹۶/۲) کی عبارت ہے جس کا متن یہ ہے: (وکیل اور مضارب طے شدہ قیمت یا عام
noorcentre.com
رائج قیمت سے مہنگا خریدنے کی صورت میں زائد قیمت کے، اور طے شدہ قیمت یا عام رائج نرخ سے سستا بیچنے کی صورت میں نقصان کے ذمہ دار ہوں گے، اور اگر ان کے لیے خرید و فروخت میں کوئی حد مقرر نہ کی گئی ہو تو بھی عام عرف کے بر خلاف کیے جانے والے معاملات کے ذمہ دار ہوں گے)۔ اسی طرح "مجلہ الاحکام العدلیۃ" کا مادہ نمبر (۱۴۹۵) بھی اس کی شرعی بنیاد ہے، جس کا متن ہے: (اگر مؤکل نے کوئی قیمت متعین کی ہو تو وکیل کے لیے اس سے کم پر بیچنا درست نہیں ہے، اور اگر اس سے کم پر فروخت کیا تو یہ معاملہ مؤکل کی اجازت پر موقوف ہوگا، اور اگر کم قیمت پر فروخت کرکے سامان خریدار کے حوالہ کردیا تو مؤکل وکیل کو اس نقصان کا ذمہ دار بنا سکتا ہے۔) اسی طرح "مجلہ الاحکام الشرعیۃ الحنبلیۃ" کا مادہ نمبر (۱۴۳۴) بھی اس کی شرعی بنیاد ہے، جس کا متن ہے: (وکیل کی جانب سے مؤکل کی طرف سے مقرر کردہ قیمت سے کم پر فروخت کرنے کی صورت میں معاملہ صحیح سمجھا جائے گا اور وکیل طے شدہ قیمت میں ہونے والے نقصان کا ذمہ دار ہوگا، مثال کے طور پر اس کو سو (۱۰۰) میں بیچنے کا پابند کیا گیا لیکن اس نے ننانوے (۹۹) میں فروخت کیا تو وہ ایک کے نقصان کا ذمہ دار ہوگا)۔

- سرمایہ کار کی جانب سے کسی ادارہ کو اس کے عمومی سرمایہ کاری مواقع میں سرمایہ کاری کی غرض سے مال دیے جانے اور ادارہ کی جانب سے اس کو استعمال نہ کرنے کی صورت میں معاہدہ میں طے شدہ تناسب کے مطابق سرمایہ کار کو نفع کا حق ہونے اور نقصان کی صورت میں سرمایہ کے تناسب سے نقصان کی ذمہ داری ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ معاہدہ کے مطابق سرمایہ کار اس عمومی سرمایہ کاری میں شریک کی حیثیت رکھتا ہے نیز شرکت کے ثابت ہونے کے لیے [معاہدہ اور مال فراہم کیا جانا کافی ہے]۔ مال کو شرکت کے دیگر اموال سے ملا دینا ضروری نہیں۔ اسی طرح نفع اور نقصان کے استحقاق کے لیے بھی اتنی ہی شرط ہے۔
- جس صورت میں سرمایہ کاری کا موضوع جامد اثاثے ہوں تو نقصان کے تعین کے لیے ضیاع یا نقصان واقع ہونے کا دن معتبر ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ نقصان کی ذمہ داری زیادتی یا کوتاہی کے نتیجہ میں پائے جانے والے نقصان یا ہلاکت کی وجہ سے لازم ہوتی ہے، لہٰذا نقصان کی قیمت کی تعیین کے لیے

noorcentre.com

بھی وہی دن معتبر ہوگا[۱]۔

منتظم سرمایہ کاری کی جانب سے زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی پائے جانے کی صورت میں اس کے خود بخود معزول نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ وکالت برائے سرمایہ کاری کا معاہدہ مختلف تصرفات کی اجازت پر مشتمل ہوتا ہے اور ان تصرفات میں امانت داری کو ملحوظ رکھنا ہوتا ہے، لیکن اگر زیادتی کی وجہ سے امانت داری ختم ہو تو تصرف کی اجازت اپنی جگہ برقرار رہے گی اور ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ وکیل کا تصرف مؤکل کی اجازت سے ہے، چنانچہ یہ تصرف درست مانا جائے گا جیسا کہ زیادتی نہ ہونے کی صورت میں درست ہوتا ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ کو مرتہن پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے، چنانچہ رہن کا معاملہ مرتہن کی طرف سے زیادتی پائی جانے کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا حالانکہ مرتہن بھی امین ہوتا ہے، یہی معاملہ وکیل کا بھی سمجھا جائے۔[۲]

---

(۱) ملاحظہ ہو: حاشیہ العدوی علی شرح الخرشی لمختصر خلیل، ۲۱۳/۶، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ۶۹۴/۳، مغنی المحتاج، ۲۴۶/۳۔

(۲) ملاحظہ ہو: الحاوی، ۵۳۴/۶، المغنی ۲۳۶/۷، تقریر القواعد وتحریر الفوائد ۳۴۲/۱۔

noorcentre.com

سونا اور اس سے متعلق اصول وضوابط

یہ معیار ورلڈ گولڈ کونسل کے تعاون سے تیار کیا گیا

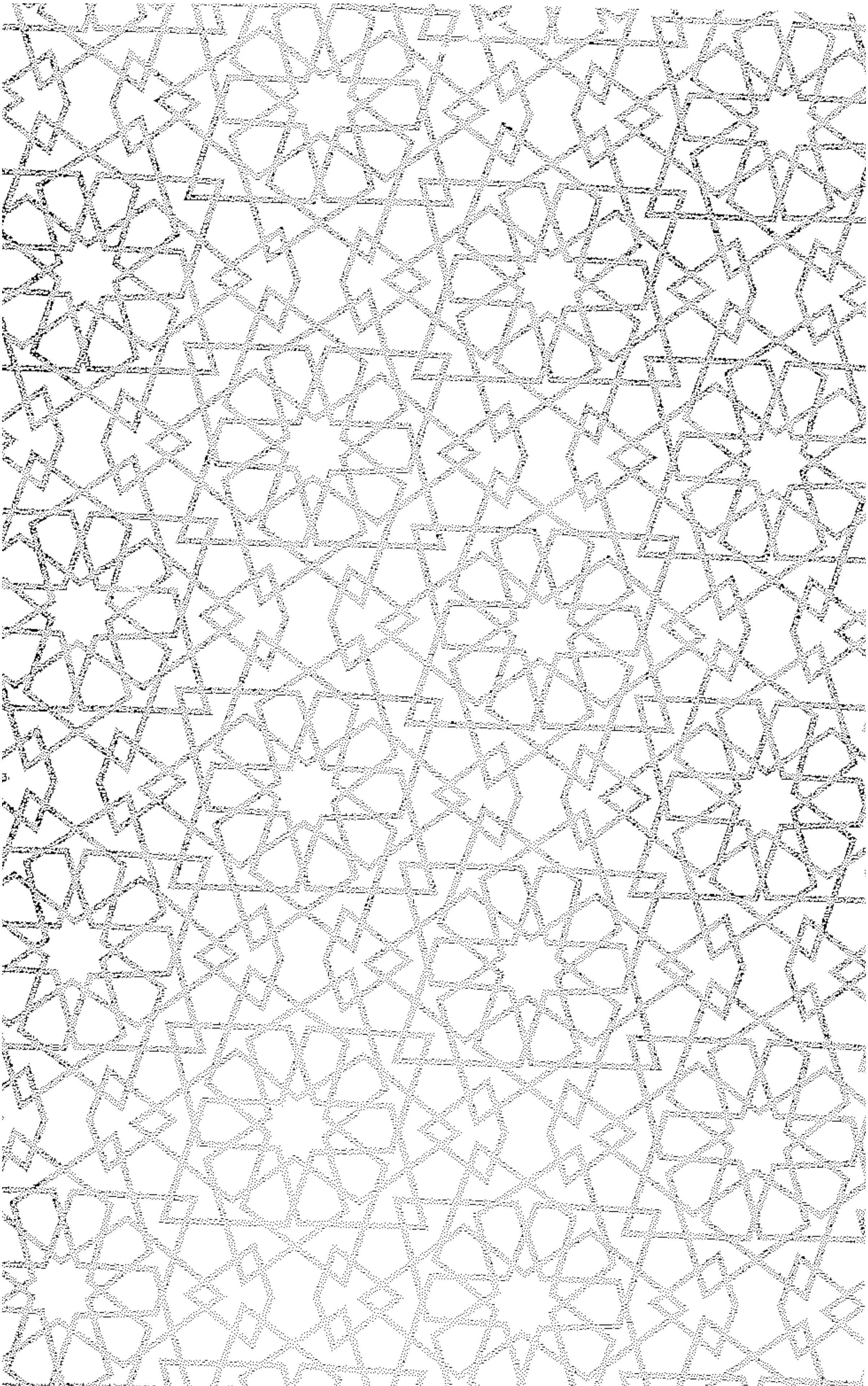

noorcentre.com

noorcentre.com

انتباہ اور نتائج کی ذمہ داری سے براءت

- ایوفی کسی بھی ایسے منفی نتیجہ کا ذمہ دار نہیں جو کسی بھی شخص کے دعوے کے مطابق اس معیار کے مطابق عمل کرنے یا اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے پیش آیا ہو۔
- ادارہ اور اس کی مجلسِ شرعی کی ذمہ داری صرف اس معیار کے مندرجات کے جاری کرنے کی حد تک ہے، ادارہ اور اس کی مجلسِ شرعی کسی ایسی پراڈکٹ کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ وہ اس معیار کے مطابق ہے۔
- انٹرنیشنل گولڈ کونسل سے ادارہ کا تعلق صرف سونے کے متعلق پیشہ ورانہ اور فنی معاملات اور سونے کی سرمایہ کاری کے طریقوں کی معلومات کے حصول کی حد تک ہے۔ اس سلسلہ میں ادارہ اور اس کی مجلسِ شرعی کو ورلڈ گولڈ کونسل کی کسی پراڈکٹ، معاہدہ یا سرگرمی کا نہ تو علم ہے اور نہ ہی ان کے حوالہ سے اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔
- فی الحال ایسی کوئی پراڈکٹ، معاہدہ، تکنیکی نظام یا پروگرام موجود نہیں ہے جس کی ادارہ یا اس کی مجلسِ شرعی کی جانب سے کسی بھی شکل میں تصدیق کی گئی ہو۔ اسی طرح کسی بھی ادارہ کو "ایوفی" کا لوگو، ٹریڈ مارک یا کوئی دیگر حق ادارہ کی باقاعدہ اجازت کے بغیر استعمال کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اسی طرح اپنی کسی پراڈکٹ، معاہدہ یا تکنیکی نظام کے بارے میں بالواسطہ یا بلاواسطہ صراحت یا یہ اشارہ کرنے کا حق بھی حاصل نہیں کہ اس کی یہ اشیا "ایوفی" سے تصدیق شدہ ہیں۔ ادارہ کی جانب سے جاری کردہ یا تصدیق شدہ پراڈکٹ، تکنیکی نظام، پروگرام یا ادارہ کی جانب سے شائع ہونے والے ترجمے یا کتاب واضح شکل میں ادارہ کی آفیشل ویب سائٹ پر موجود ہوں گے۔
- اس معیار کی تمام شقوں کی تشریح، وضاحت اور اس کے معانی کی حد بندی کا تمام تر اختیار صرف "ایوفی" کی مجلسِ شرعی کے پاس محفوظ ہے۔

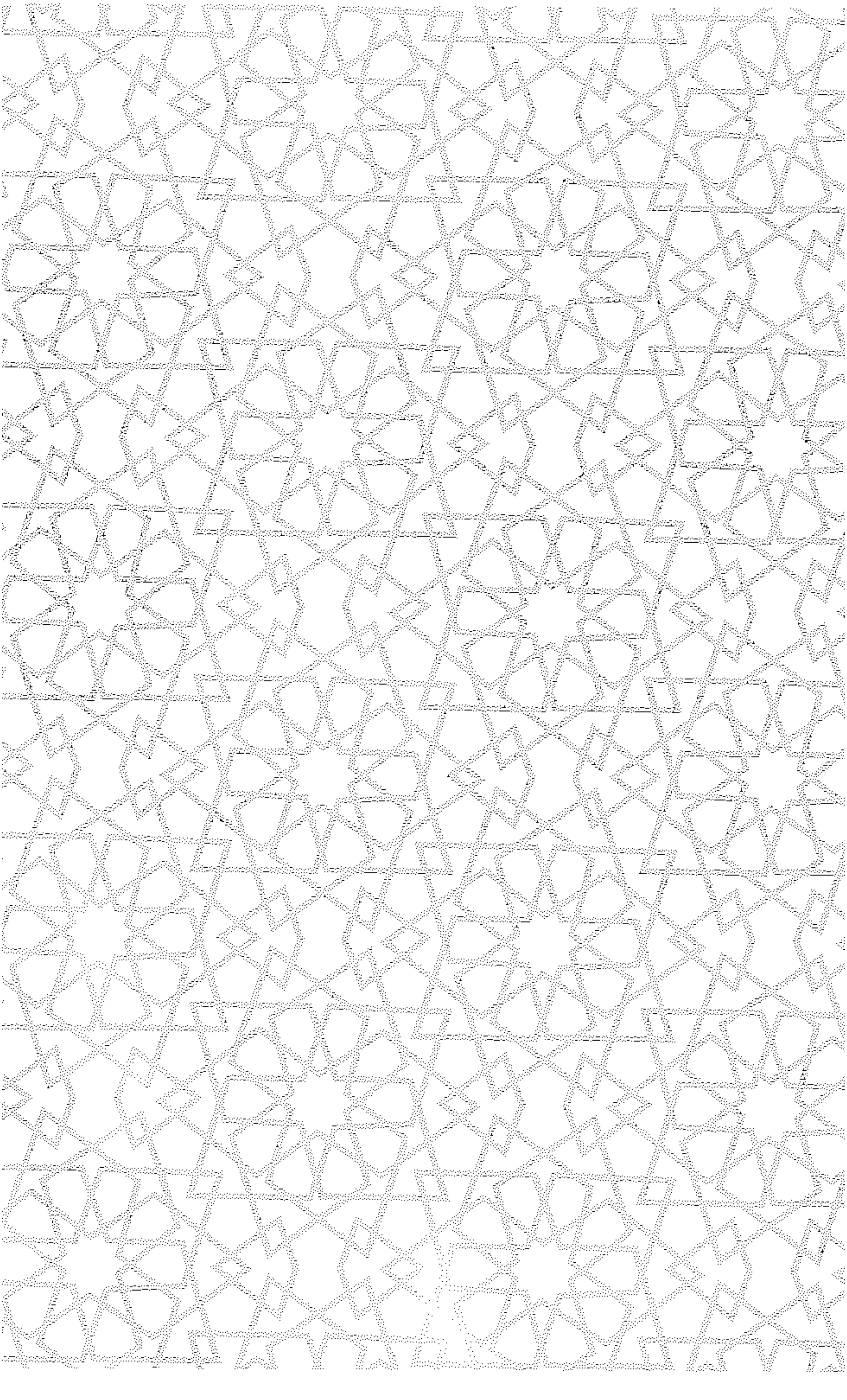

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۳۴۸

معیار کا متن ۱۳۴۹

۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۳۴۹

۲- سونے کی حقیقت اور اس کی شرعی کیفیت ۱۳۴۹

۳- سونے کی خرید وفروخت کے احکام ۱۳۴۹

۴- شرکت کے معاملات میں سونے کے احکام ۱۳۵۴

۵- عقودِ معاوضہ میں سونے کے احکام ۱۳۵۵

۶- تبرع (احسان) کے معاملات میں سونے کے احکام ۱۳۵۷

۷- وثیقہ کے معاملات میں سونے کے احکام ۱۳۵۷

۸- وعدہ کے متعلق سونے کے احکام ۱۳۶۱

۹- سونے کی زکوٰۃ ۱۳۶۱

۱۰- عمومی احکام اور صورتیں ۱۳۶۱

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۳۶۳

معیار کی منظوری ۱۳۶۴

ضمیمہ جات

ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۶۵

ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۶۷

ضمیمہ (ج) فرہنگ ۱۳۷۲

noorcentre.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد سونے کی اقسام، صورتوں، اس سے متعلق شرعی اصولوں اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں رائج ان مالیاتی مصنوعات کے احکام بیان کرنا ہے جو سونے پر مشتمل ہوتی ہیں۔

واللہ الموفّق...

(۱) "ادارہ/ادارے" کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار مختلف صورتوں اور درجہ بندی کے لحاظ سے سونے کے احکام، اس سے متعلق شرعی اصول و ضوابط اور سونے پر مشتمل مالیاتی مصنوعات کے احکام کے بیان پر مشتمل ہے۔

یہ معیار سونا اور چاندی کے علاوہ دیگر قیمتی دھاتوں اور اسی طرح کرنسی کے احکام کے بیان پر مشتمل نہیں ہے، کیونکہ اس کے لیے الگ معیار موجود ہے۔

۲- سونے کی حقیقت اور اس کی شرعی کیفیت

سونا ایک مشہور و معروف قیمتی قدرتی دھات ہے۔ اور اصل کے اعتبار سے یہ مثلی (وزنی) چیز ہے، اور ان اموال میں سے ہے جن میں ربا اور صَرف کے متعلقہ احکام جاری ہوتے ہیں۔

۳- سونے کی خرید و فروخت کے احکام

سونے کی خرید و فروخت کی مختلف جہتیں ہیں:

۱/۳　مقدار میں برابر ہونے یا نہ ہونے کی جہت

۱/۱/۳　سونے کی خرید و فروخت سونے کے بدلہ جائز ہے، بشرطیکہ نیا یا پرانا ہونے کا اعتبار کیے بغیر دونوں طرف وزن برابر ہو اور دونوں فریقوں کی طرف سے اس طور پر قبضہ پایا جائے جو کہ شرعاً مطلوب ہے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱)، "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۶)۔

۲/۱/۳　اگر کسی تجارتی پراجیکٹ میں سونا دوسرے اثاثوں کے تابع ہو اور اس پراجیکٹ کی بنیادی سرگرمی سونے، چاندی اور نقود کی تجارت نہ ہو۔ نیز خرید و فروخت اس

noorcentre.com

پراجیکٹ یااس کے کسی حصہ کی ہورہی ہوجس میں سوناضمناً ہوتواس صورت کے جائز ہونے کے لیے "صرف" کے احکام کی پابندی ضروری نہیں ہے۔ البتہ "صرف" کے احکام کی پابندی کیے بغیر سونے کی خرید وفروخت کے لیے اس طرح کاکوئی پورٹ فولیو[portfolio] بناناجائز نہیں۔

۳/۱/۳ سونے کی خریدوفروخت چاندی کے عوض کی بیشی کے ساتھ جائز ہے اور کسی کرنسی کے بدلہ میں کسی بھی نرخ پر جائز ہے، بشرطیکہ دونوں فریقوں کی جانب سے اس طور پر قبضہ پایاجائے جو شرعاً مطلوب ہے۔ دیکھیے شق ۱/۱/۳۔

۴/۱/۳ سونے کی خریدوفروخت سونے، چاندی اور نقد رقم کے علاوہ کسی بھی سامان، منفعت یا خدمت کے عوض کسی بھی قیمت پر جائز ہے، اور دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ بھی شرط نہیں۔

۲/۳ نقداورادھار کی جہت

۱/۲/۳ سونے کی سونے، چاندی یا ان دونوں کے علاوہ کسی کرنسی کے بدلہ میں خریدوفروخت کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ عقد انجام پانے کی نشست میں ہی دونوں فریقوں کی جانب سے خریدی اور بیچی جانے والی دونوں چیزوں پر حقیقی یا حکمی قبضہ کرلیاجائے۔ اگر سونے کی ان کے علاوہ کسی اور چیز کے بدلہ میں خرید وفروخت ہوتو کسی ایک عوض پر قبضہ مؤخر بھی کیا جاسکتا ہے۔ سونے کے خالص ہونے کا معیار مختلف ہونے سے یا نیا اور پرانا ہونے سے حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔

۲/۲/۳ یہ جائز نہیں ہے کہ سونے کی خریدوفروخت کا معاملہ کسی امر کے واقع ہونے سے مشروط ہو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ سونے کی خرید وفروخت کا معاملہ مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب ہو۔ اسی طرح [سونے کی] خریدوفروخت میں خیارِ شرط بھی درست نہیں۔

۳/۲/۴ سونے کی خرید وفروخت کے ایسے معاملات جائز نہیں ہیں جن میں (خریدی اور بیچی جانے والی) دونوں چیزیں ادھار ہوں۔ فارورڈ اور فیوچر کے نام سے معروف معاملات بھی اسی صورت میں داخل ہیں، اور ان کے جائز نہ ہونے کی بنیاد دونوں جانب سے قبضہ کا نہ پایا جانا ہے جو کہ شرعاً مطلوب ہے۔

noorcentre.com

۳/۴ سونے کی صفت [quality] کی جہت

۴/۳/۱ مخلوط سونا:

جس سونے میں کسی اور چیز کی آمیزش ہو اس کی تین اقسام ہیں:

۴/۳/۱/۱ **پہلی قسم:** سونے میں کسی اور چیز کو ملایا گیا ہو اور دونوں میں سے ہر ایک چیز اپنی ذات کے لحاظ سے مقصود ہو۔

اس کی درجِ ذیل صورتیں ہیں:

پہلی صورت: چاندی ملائے ہوئے سونے کی خرید وفروخت خالص سونے یا خالص چاندی کے بدلہ جائز ہے بشرطیکہ دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جائے، اور بدلہ میں دیا جانے والا خالص [سونا یا چاندی] مخلوط سونے میں شامل اپنی جنس [سونا یا چاندی] سے وزن میں زیادہ ہو۔ اور اگر بدلہ میں دیا جانے والا خالص [سونا یا چاندی] مخلوط سونے میں شامل اپنی جنس [سونا یا چاندی] کے برابر ہو یا وزن میں اس سے کم ہو تو یہ خرید وفروخت جائز نہیں۔ اگر چاندی ملائے ہوئے سونے کو چاندی ملائے ہوئے سونے کے یا کسی کرنسی کے بدلہ میں خریدا یا بیچا جائے تو ایسی صورت میں صرف دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہے۔

دوسری صورت: سونے میں چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی آمیزش ہو، اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اس مخلوط میں خالص سونا ۵۰ فیصد سے زیادہ ہو، اس صورت میں خرید وفروخت کے جواز کے لیے درجِ ذیل شرائط ہیں:

noorcentre.com

(الف) خالص سونے کے بدلہ میں خرید وفروخت کی صورت میں، دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ کا پایا جانا ضروری ہے، نیز خالص سونا مخلوط میں پائے جانے والے سونے سے وزن میں زیادہ ہو، تاکہ خالص سونے میں جتنا وزن زیادہ ہے وہ مخلوط میں سونے کے علاوہ پائی جانے والی دھات کے مقابل ہوجائے۔

(ب) خالص چاندی کے عوض خرید وفروخت کی صورت میں یا چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی آمیزش والے سونے یا کرنسی کے بدلہ میں خرید وفروخت کی صورت میں صرف دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہے۔

(ج) چاندی اور کرنسی کے علاوہ کسی اور چیز کے مقابلہ میں خرید وفروخت ہو تو دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ شرط نہیں ہے۔

دوسری صورت: مخلوط میں خالص سونا ۵۰ فیصد یا اس سے کم مقدار میں پایا جائے، اس صورت میں یہ سونے کے حکم میں نہیں ہوگا البتہ جب اس کو سونا، چاندی یا کرنسی کے مقابلہ میں بیچا جائے گا تو دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہوگا۔

۲/۱/۳/۴ دوسری قسم: سونے میں ایسی چیز ملائی گئی ہو جو بذات خود مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اس کو سونے میں ملانے کا مقصد سونے کو خاص معیار یا خاص شکل یا رنگ دینا وغیرہ ہو مثلاً سونے میں کوئی مواد ملا کر اس کو متعین معیار جیسے ۲۱ قیراط یا ۱۸ قیراط کا بنانا۔ ایسے سونے کی اس طرح کے دوسرے سونے کے عوض خرید و فروخت کی صورت میں دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا اور دونوں طرف خالص سونے کے وزن کا برابر ہونا بھی ضروری ہے۔

۳/۱/۳/۴ تیسری قسم: سونا بہت تھوڑی مقدار میں اور غیر مقصود ہو اور کسی اور چیز میں ملایا گیا ہو جو مقدار میں زیادہ ہو اور اصل مقصود ہو، جیسے کسی چیز پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو یا سونے کے علاوہ بنی ہوئی کسی چیز میں سونے کا کوئی پرزہ جوڑ دینا،

تو اس کی خرید وفروخت پر سونے والے احکام جاری نہیں ہوتے۔

noorcentre.com

۴/۳ کرنسی کے بدلہ سونے کی اینٹوں [ingots] کی خرید وفروخت

کرنسی کے بدلہ سونے کی اینٹوں کی خرید وفروخت کی صورت میں عقد کی نشست میں دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہے۔ اینٹ خریدنے والے فریق کا قبضہ اس وقت معتبر ہوگا جب وہ خود یا اپنے وکیل کے ذریعہ خریدی ہوئی اینٹ پر حقیقی یا حکمی قبضہ کرلے، حکمی قبضہ کی صورت یہ ہے کہ سونے کی اینٹ کو متعین کردیا جائے اور خریدار کو اس میں تصرف کرنے کا اختیار دے دیا جائے یا کوئی ایسی دستاویز جاری کردی جائے جو سونے کی ایسی اینٹوں کی نمائندگی کرتی ہو جن کو اعداد یا دیگر کسی ایسی علامت کے ذریعہ متعین کردیا گیا ہو جو انہی ٹکیوں کے ساتھ خاص ہو، بشرطیکہ یہ دستاویز اس دن جاری کی جائے جس دن عقد کیا جارہا ہے، اور یہ دستاویز ایسے ادارہ کی جانب سے ہو جو قانون اور عرف کے لحاظ سے معتبر ہو۔ نیز یہ خریدار کو یہ حق دیتی ہو کہ خریدار جب چاہے اس پر طبعی طور پر قبضہ حاصل کرسکے۔ تعیین، امتیاز اور قبضۂ حقیقی کے بغیر سونے کی اینٹیں فروخت کرنا جائز نہیں، جس کو سونے کی صناعت کے عرف میں unallocated بھی کہا جاتا ہے۔

۵/۳ غیر منقسم [مشاع] سونے کے احکام

۱/۵/۳ غیر منقسم سونے کی ملکیت حاصل کرنا درست ہے، جس کی صورت یہ ہوگی کہ ہر حصہ دار کل متعین مقدار میں ایک متعین تناسب کے بقدر غیر منقسم حصہ کا مالک ہوگا بشرطیکہ شق ۳/۴/۱ میں مذکور شرائط کو پورا کیا جائے۔

۲/۵/۳ غیر منقسم حصہ کے مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے حصہ کو تقسیم/الگ کرنے کا مطالبہ کرے بشرطیکہ یہ ممکن ہو اور دیگر حصہ داروں کو اس سے نقصان نہ ہو، اور یہ بھی اختیار ہے کہ تقسیم کیے بغیر اسی حالت میں اپنے حصہ کو فروخت کردے۔

۳/۵/۳ اگر ایسا سونا تباہ یا ضائع ہوجائے تو ہر حصہ دار اپنے غیر غیر منقسم کے تناسب سے

noorcentre.com

نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

۴/۵/۳ کسی متعین گودام/لاکر میں محفوظ کی ہوئی سونے کی اینٹیں اگر نمبر وغیرہ کے ذریعہ متعیّن نہ کی گئی ہوں تو ایک ساتھ ملانے سے وہ بھی غیر تقسیم شدہ کے حکم میں ہوجائیں گی۔ اور اگر سونے کی اینٹیں نمبر کے ذریعہ متعیّن کردی گئیں ہوں تو وہ ہر مالک کی جداگانہ ملکیت ہوں گی اور اسی مالک کی ذمہ داری شمار ہوں گی۔ البتہ اگر تمام مالکان اس بات پر راضی ہوں کہ گودام/لاکر میں محفوظ کرنے کے بعد یہ اینٹیں مشترک ہوں گی تو اس کا حکم غیر منقسم سونے والا ہوگا۔ اور اگر غیر منقسم سونے کی اینٹیں تباہ یا ضائع ہوجائیں تو ہر مالک اس سے ہونے والے نقصان کا اپنی ملکیت کے تناسب سے ذمہ دار ہوگا، بشرطیکہ گودام/لاکر میں محفوظ شدہ کل مقدار تمام اوقات میں متعیّن رہی ہو۔

۴- شرکت اور کمپنیوں کے معاملات میں سونے کے احکام

۱/۴ سونے کو شرکت، مضاربت اور وکالت برائے سرمایہ کاری میں سرمایہ بنانا جائز ہے بشرطیکہ دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی سے سرمایہ کی کرنسی کے حساب سے اس کی قیمت کا تعیّن کرلیا جائے، تاکہ شرکت میں ہر شریک کا حصہ اور مضاربہ اور وکالت برائے سرمایہ کاری میں سرمایہ کا تعیّن ہوسکے۔ چنانچہ اگر سونے کی قیمت متعیّن کرنا ممکن نہ ہو تو اس کو شرکت یا مضاربت میں سرمایہ بنانا جائز نہیں۔

۲/۴ معاملہ کرنے والوں کا اس بات پر متفق ہونا جائز ہے کہ نفع سونے کی صورت میں تقسیم کیا جائے گا، سونے کی اس قیمت کے لحاظ سے جو نفع کی تقسیم کے وقت بازار میں رائج ہو۔

۳/۴ معاملہ کرنے والوں کا اس بات پر متفق ہونا جائز ہے کہ کاروبار کی حقیقی یا حکمی تحلیل کے بعد سرمایہ سونے کی صورت میں واپس لیا جاسکتا ہے، سونے کی اس قیمت کے لحاظ سے جو سرمایہ واپس لیتے وقت بازار میں رائج ہو۔

noorcentre.com

۴/۴ متعلقہ شرعی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے ایسی کمپنی کے حصص خریدنا جائز ہے جو سونا نکالنے کا کام کرتی ہو۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات"۔

۵- عقودِ معاوضہ میں سونے کے احکام

۱/۵ خرید وفروخت کے معاملات میں سونے کے احکام

۱/۱/۵ کسی ادارہ کا فراہم کنندہ [سپلائر] سے نقد قیمت پر سونا خریدنا اور اس کو شق ۳ میں مذکور قواعد کی پابندی کے ساتھ مرابحہ یا مساومہ کی بنیاد پر فروخت کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۶/۲۲ کی بھی پابندی کی جائے۔

۲/۱/۵ ایل سی کے ذریعہ سونے کی خرید وفروخت جائز نہیں، البتہ شق ۳ میں بیان کیے گئے شرعی ضوابط کی پابندی اگر کی جاسکے تو جائز ہے۔ مثلاً سونا خریدتے وقت ایل سی کی رقم ادا کردی جائے، ادھار معاملہ نہ ہو۔ اس سلسلہ میں دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۴) "لیٹر آف کریڈٹ [LC]"، شق ۳/۱/۳۔

۳/۱/۵ سونا خریدنے اور اس پر قبضہ کرنے کے لیے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔ اور وکیل کے لیے یہ جائز ہے کہ قبضہ کرنے کے بعد اپنے مؤکل سے ایجاب وقبول کر کے وہ سونا خرید لے۔ اس ایجاب وقبول کے بعد وکیل کے پاس سونے کا ضمان بحیثیت خریدار کے ہوگا۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۳) "وکالت اور فضولی کا تصرف"، شق ۶/۱/۴ اور شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۳/۱۔

۲/۵ سلم اور استصناع کے عقد میں سونے کے احکام

۱/۲/۵ سلم کے معاملہ میں سونے کو راس المال [ثمن] بنانا جائز ہے بشرطیکہ مسلم فیہ [مبیع] سونا، چاندی یا نقد کی صورت میں نہ ہو۔

۲/۲/۵ سلم کے معاملہ میں سونے کو مسلم فیہ [مبیع] بنانا جائز ہے بشرطیکہ راس المال [ثمن] سرمایہ سونا، چاندی یا نقد کی صورت میں نہ ہو۔

noorcentre.com

۳/۲/۵ سونے میں استصناع کا عقد کرنا جائز ہے بشرطیکہ قیمت سونا، چاندی یا نقد کی صورت میں نہ ہو۔

۳/۵ کرایہ داری کے عقد میں سونے کے احکام

۱/۳/۵ سونے کو کرایہ پر دینا درست ہے بشرطیکہ اس سونے [کے اصل کو ضائع کیے بغیر محفوظ رکھتے ہوئے اس] سے فائدہ اٹھایا جا سکے، چاہے یہ سونا زیور کی صورت میں ہو اینٹوں کی صورت میں یا اس کے علاوہ، اسی طرح اجرت چاہے فوری ہو یا ادھار، نیز اجارہ معینہ ہو یا موصوفہ فی الذمہ۔

۲/۳/۵ سونے کو کرایہ پر لینے والے کے لیے کرایہ پر لیے ہوئے سونے کو اس کے مالک سے خریداری کے وقت طے کی جانے والی نقد قیمت پر خریدنا جائز ہے۔

۳/۳/۵ کرایہ داری کے معاملہ میں سونے کو اجرت بنایا جا سکتا ہے اگرچہ کرایہ پر لی ہوئی چیز بھی سونا ہی ہو۔

۴/۳/۵ سونے پر کسی قسم کا کام کروانے کے لیے اجرت کا معاملہ کرنا جائز ہے اس طور پر کہ سونا کام کروانے والے کی طرف سے فراہم کیا جائے اور عمل اجیر [کاریگر] کی طرف سے، چاہے اجرت نقد ہو یا ادھار نیز اجرت سونے کی صورت میں بھی دی جا سکتی ہے۔

۴/۵ ودیعت [امانت رکھوانے] کے عقد میں سونے کے احکام

۱/۴/۵ بطور ودیعت [امانت] رکھوایا گیا سونا امانت کے حکم میں ہوتا ہے چنانچہ جس کے پاس یہ سونا رکھوایا گیا ہو اس کے لیے اس کو استعمال کرنا، اس میں کوئی تصرف کرنا، اپنے یا حفاظت کی غرض سے رکھے ہوئے کسی اور اثاثہ میں بغیر تعیّن کے ملا دینا جائز نہیں۔ اور اگر اس سونے کو امانت رکھوانے والے کی اجازت سے امانت رکھنے والے نے اپنے سونے کے ساتھ ملا دیا کہ دونوں میں تمیز ممکن نہ ہو تو اس پر شق ۳/۵ میں ذکر کردہ احکام لاگو ہوں گے۔

noorcentre.com

۵/۴/۲ جس کے پاس بطور امانت سونا رکھوایا گیا ہو اس کے لیے جائز ہے کہ سونے کی حفاظت کے بدلہ اجرت لے، چاہے اجرت ایک متعین رقم کی صورت میں ہو یا امانت رکھوائے گئے سونے کی قیمت کے تناسب سے ہو۔ امانت رکھوایا گیا سونا ایسے قرض کی ضمانت کے طور پر ہو جو امانت رکھوانے والے کے ذمہ واجب الاداء ہے تو ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ اجرت سونے کی حفاظت پر آنے والے حقیقی اخراجات سے زیادہ نہ ہو۔

۵/۴/۳ اگر سونا امین کے پاس اس کی زیادتی، کوتاہی یا کسی طے شدہ شرط کی خلاف ورزی کی وجہ سے ضائع ہو گیا یا اس میں عیب پیدا ہو گیا تو امین پر اس جیسا سونا بدلہ میں دینا لازم ہو گا، اگر ایسا سونا دینا ممکن ہو۔ اور اگر اسی جیسا سونا دینا ممکن نہ ہو تو ضیاع یا عیب پیدا ہونے کے وقت کی قیمت دینی ہو گی۔

۶- عقودِ تبرعات [احسان والے عقود] میں سونے کے احکام

۶/۱ سونے کو عاریت پر دینا جائز ہے چاہے قیمی [جس کی ہر اکائی دوسری سے الگ ہو] ہو یا مثلی [جس کی ہر اکائی دوسری سے یکساں ہو]۔

۶/۲ اگر سونا مثلی ہو تو اس کو بطور قرض دینا بھی درست ہے۔

۶/۳ سونے کو وقف کرنا بھی درست ہے۔ مثلاً اس کو اجرت پر دیے جانے کے لیے وقف کر دینا، اس صورت میں اس کی اجرت وقف کی آمدنی شمار ہو گی، یا عاریت پر دینے یا قرض پر دینے کے لیے وقف کر دینا۔

۷- وثیقہ کے معاملات میں سونے کے احکام

۷/۱ سونے کو بطور رہن استعمال کرنا

۷/۱/۱ سونے کا استعمال رہن رکھنے کے لیے درست ہے، چاہے سونا ڈھلا ہوا ہو یا بغیر ڈھلا ہوا اور چاہے خود سونے کو رہن رکھا جائے یا اس کی ملکیتی دستاویز کو۔

noorcentre.com

۷/۱/۲ مرتہن [جس کے پاس رہن رکھوایا ہو] کا قبضہ بطور امانت ہوتا ہے لہٰذا اس پر ذمہ داری صرف زیادتی، کوتاہی یا طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں ہی آئے گا۔ چنانچہ اگر مرتہن کی زیادتی، کوتاہی یا اس کی طرف سے طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے سونا گم ہوگیا، چوری ہوگیا یا ضائع ہوگیا تو مرتہن پر اس جیسا سونا دینا لازم ہوگا اور اگر اس جیسا سونا دینا ممکن نہ ہو تو ضائع کرنے کے وقت کی قیمت دینی ہوگی۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۹) "رہن"۔

۷/۱/۳ اگر مقروض اس قرض کی ادائیگی سے انکار کردے جس کی ادائیگی کی مدت آچکی ہے تو قرض دینے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ رہن رکھوائے ہوئے سونے کو فروخت کرنے اور اپنے حق کی وصولی کا مطالبہ کرے اور باقی رقم مقروض کو لوٹا دے۔ اور رہن کی قیمت سے حق کی وصولی کے وقت رائج قیمت کے لحاظ سے سونا فروخت کیا جائے گا۔

۷/۱/۴ مرتہن کے لیے رہن رکھوائے گئے سونے میں خرید و فروخت کا تصرف کرنے یا اس سونے کو آگے رہن رکھوانے یا اجارہ پر دینے کی شرط لگانا جائز نہیں چاہے یہ رہن مالک کے پاس ہی لوٹانے کا التزام کیا جائے۔

۷/۱/۵ لاکر میں رکھے ہوئے سونے کی ملکیت کی دستاویزات کو رہن رکھنا حکماً سونے کو ہی رہن رکھنا سمجھا جائے گا بشرطیکہ راہن [رہن رکھوانے والا] کے لیے ان دستاویزات کے دکھائے بغیر سونے میں کوئی تصرف کرنا ممکن نہ ہو۔

۷/۱/۶ رہن کو ٹھیک حالت میں رکھنے اور اس کو نقصان سے بچانے کے لیے کیے جانے والے اخراجات رہن رکھوانے والے کے ذمہ ہوں گے۔ اگر یہ اخراجات مرتہن نے رہن رکھوانے والے کی اجازت سے یا اس کے بغیر ادا کردیے تو وہ راہن سے وصول کرسکتا ہے یا رہن سے ان اخراجات کے بقدر نفع اٹھا سکتا ہے۔ البتہ رہن کی حفاظت اس کی توثیق اور فروخت کے اخراجات مرتہن پر ہوں

گے، اور اگر شرط طے کردی جائے کہ یہ اخراجات رہن رکھوانے والا برداشت کرے گا تو یہ بھی جائز ہے۔

noorcentre.com

۷/۲ سونے کو بطور ہامشِ جدّیہ [زرِ ضمانت] استعمال کرنے کا حکم

۷/۲/۱ اگر گاہک پر وعدہ پورا کرنا لازم ہو تو اس کے وعدہ کی پختگی کے مقصد سے اس سے سونے کی ایک مقدار وصول کرنا جائز ہے۔ اس کو "ہامشِ جدّیہ" کہا جاتا ہے اور یہ امانت کے حکم میں ہوتا ہے۔ یہ عربون [بیعانہ] نہیں ہے، کیونکہ کوئی عقد موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اگر گاہک وعدہ پورا کرنے سے انکار کرے تو اس میں سے صرف حقیقی نقصان کے بقدر ہی وصولی کی جاسکتی ہے۔ لاگت اور جس قیمت پر وہ چیز بیچی گئی ان کا فرق حقیقی نقصان ہے، اور سونے کی قیمت نقصان وصول کیے جانے کے وقت بازار کے نرخ کے لحاظ سے طے کی جائے گی۔

۷/۲/۲ عقدِ معاوضہ کرتے وقت یہ طے کرنا جائز ہے کہ بطور ہامشِ جدّیہ دیا جانے والا سونا قیمت یا اجرت کا ایک حصہ شمار کرلیا جائے گا۔ اور جب ہامشِ جدّیہ کو قیمت یا اجرت کی ادائیگی کے لیے استعمال کیا جائے تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ سونے کی قیمت اس وقت بازار کے رائج نرخ کے اعتبار سے طے کی جائے گی۔

۷/۲/۳ رہن کے اخراجات سے متعلق احکامات ہامشِ جدّیہ پر بھی لاگو ہوں گے۔ دیکھیے شق ۷/۱/۶۔

۷/۳ سونے کو عربون [بیعانہ] کے لیے استعمال کرنا

جس عقد معاوضہ میں عربون [بیعانہ] لینا درست ہو اس میں سونے کو عربون کے لیے استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ فروخت کی جانے والی چیز سونا چاندی یا نقدی نہ ہو۔ خرید و فروخت کا معاملہ چاہے پورا ہو یا منسوخ ہوجائے یہ عربون فروخت کنندہ کا ہوگا۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۵۳) "عربون")۔

noorcentre.com

۴/۷ دَین کے حوالہ میں سونے کا استعمال

۷/۴/۱ حوالہ کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے سونے کی صورت میں دین کا حوالہ کرنا جائز ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۷) ”حوالہ“۔

۷/۴/۲ اگر سلم میں مسلم فیہ سونا ہو (دیکھیے شق ۲/۲/۵) تو فروخت کنندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ خریدار کے ساتھ حوالہ کا معاملہ کر لے تاکہ وہ اپنا دَین محال علیہ (جو کہ فروخت کنندہ کا مدیون ہے) سے وصول کرے، بشرطیکہ دین یا جس قدر حوالہ کیا جا رہا ہے اس کی مقدار میں برابری کو ملحوظ رکھا جائے اور کمی زیادتی کی شرط نہ لگائی جائے۔ دیکھیے شرع معیار نمبر (۷) ”حوالہ“، شق ۶/۶۔

۷/۴/۳ اگر محال علیہ (جس کی طرف دَین منتقل کیا گیا ہے) محال (خریدار) کو سونا فوری طور پر دے تو خریدار سونے کی کچھ مقدار سے دستبرداری اختیار کر سکتا ہے اور باقی سونا محال علیہ کو فوری طور پر ادا کرنا ہوگا۔

۷/۴/۴ اگر خریدار سونے کی کچھ مقدار سے دستبرداری اختیار کر لے جس کے بدلہ میں یہ شرط ہو کہ محال علیہ باقی سونا فوری طور پر ادا کر دے گا تو یہ بھی جائز ہے۔

۵/۷ سونے میں تصفیہ کے احکام

۷/۵/۱ سونے کے ایسے دو دیون [قرضوں] میں تصفیہ جائز ہے جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں۔ اگر دونوں قرضوں کی مقدار مختلف ہو تو تصفیہ صرف اتنی ہی مقدار میں ہوگا جو دونوں میں مشترک ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴) ”مقاصہ“۔

۷/۵/۲ ایسے دو مقابل دیون میں بھی تصفیہ بھی جائز ہے جن میں سے ایک سونا ہو اور دوسرا چاندی یا نقدی کی صورت میں ہو بشرطیکہ صرف کے احکام کی پابندی کی جائے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) ”کرنسی کی تجارت“۔

۸- وعدہ کے متعلق سونے کے احکام

noorcentre.com

۱/۸ سونے کی خرید وفروخت میں ایک فریق کی جانب سے لازمی وعدہ کرنا جائز ہے، دونوں فریقوں کی جانب سے لازمی وعدہ جائز نہیں ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱) "کرنسی کی تجارت"، شق ۲/۹/۱۔

۲/۸ ایک جانب سے کیے جانے والے لازمی وعدہ کے نفاذ کو کسی مخصوص اشاریہ (انڈیکس) سے منسلک کرنا ممنوع نہیں۔

۳/۸ سونے کی خریداری کا وعدہ کرتے وقت ہامشِ جدّیہ (زرِ ضمانت) دینا جائز ہے اور اگر لازمی وعدہ کرنے والا فریق اپنے وعدہ کے نفاذ سے انکار کرے تو فریق ثانی کو یہ حق حاصل ہے کہ اس انکار سے ہونے والے حقیقی نقصان کی تلافی کا مطالبہ کرے۔ (دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۹) "وعدہ اور دوطرفہ وعدہ"، شق ۴/۳، اور شرعی معیار نمبر (۸) "مرابحہ"، شق ۳/۵/۲)

۴/۸ خرید وفروخت کے مذکورہ بالا وعدہ کی تجارت کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

۹- سونے کی زکوٰۃ

سونے میں شریعت کی مقرر کردہ شرائط کے مطابق زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۳۵) "زکوٰۃ"۔

۱۰- عمومی احکام اور صورتیں

۱/۱۰ اس معیار میں ذکر کردہ سونے کے تمام احکام چاندی پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

۲/۱۰ اگر خریدار کے سامنے سونے میں کوئی ایسا پوشیدہ عیب ظاہر ہو جس سے فروخت کنندہ بری الذمہ نہیں ہوا تھا تو خریدار کو خیارِ عیب کی بنیاد پر اختیار حاصل ہوگا کہ اسی عیب کے ساتھ معاملہ کو برقرار رکھے یا معاملہ منسوخ کر کے سونا واپس کردے۔

۳/۱۰ ایسی مالیاتی دستاویزات جن کے پیچھے تمام اثاثے سونے کی صورت میں ہوں، جیسے سرمایہ صکوک، سرمایہ کاری کے یونٹس، سرمایہ کاری کے ایسے قابل خرید وفروخت یونٹس جو کسی

noorcentre.com

اشار یہ سے منسلک ہوں وغیرہ، ان کے معاملات سونے کے معاملات کی طرح ہوں گے۔

۱۰/۴ سونے کی قیمت کی ادائیگی ڈیبٹ کارڈ یا کریڈٹ کارڈ یا اس کے کسی جائز متبادل کے ذریعہ کرنا جائز ہے، اگرچہ سونا فروخت کرنے والا وہی بینک ہو جس نے کارڈ جاری کیا ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲) "ڈیبٹ کارڈ اور کریڈٹ کارڈ"۔

۱۰/۵ سونا درآمد کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ برآمد کنندہ [سپلائر] کے پاس کچھ مال اس شرط پر رکھوا دے کہ جب سونے کی متعین مقدار کی فراہمی مکمل ہو جائے تو وہ عقد کے دن طے شدہ قیمت پر اس سونے کی خرید و فروخت کا عقد کریں گے، بشرطیکہ عقد کے دن ہی سونے پر قبضہ حاصل کر لیا جائے اور برآمد کنندہ کے پاس رکھوائے گئے مال میں سے قیمت وصول کر لی جائے۔ اگر برآمد کنندہ [سپلائر] اس مال سے نفع حاصل کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ سونے کی خرید و فروخت عقد والے دن کے نرخ کے حساب سے کی جائے۔

۱۰/۶ سفید سونے [white gold] پر وہی شرعی احکام جاری ہوتے ہیں جو عام سونے پر ہوتے ہیں، اس حکم میں دیگر معدنیات مثلاً پلاٹینم، پیلاڈیم اور نکل شامل نہیں ہیں جس کو بعض ممالک میں مجازاً سفید سونا بھی کہتے ہیں۔

۱۰/۷ سونے کی حفاظت، اس کو الگ کرنے، اس کی اینٹیں بنانے اور طبعی طور پر حوالہ کرنے [فزیکل ڈیلیوری] اور دیگر متعلقہ خدمات کے بدلہ اجرت لینا جائز ہے۔ اگر یہ معاملہ سونے کے سونے کے ساتھ تبادلہ کی صورت میں ہو تو ضروری ہے کہ اجرت صرف حقیقی اخراجات کی حد تک ہی ہو۔

۱۰/۸ ایسا کرنٹ اکاؤنٹ کھولنا جائز ہے جس میں صارف متعین مقدار اور معیار کا سونا رکھوائے، اور اس پر کرنٹ اکاؤنٹ کے احکام جاری ہوں گے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۱۹) "قرض" شق ۱۰/۱۔

۱۱- معیار کے اجرا کی تاریخ

noorcentre.com

یہ معیار مؤرخہ ۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱۷ - ۱۹ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷ - ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھیالیسویں اجلاس میں سونے کے معیار کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

"ورلڈ گولڈ کونسل" اور "شرکۃ امانی للاستشارات" [Amanie Advisors] کی جانب سے ادارہ کو سونے کے شرعی احکام پر مشتمل معیار جاری کرنے کی تجویز کی بناء پر مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۲ - ۲۳ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ - ۵ دسمبر ۲۰۱۵ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے بیالیسویں اجلاس میں اس تجویز پر عمل کا فیصلہ کیا اور ایک مخصوص ذیلی کمیٹی کو اس موضوع پر تیار کردہ علمی تحقیق اور معیار کے مسودے پر غور وفکر کی ذمہ داری سونپی۔

چنانچہ اس ذیلی کمیٹی نے اس موضوع پر دبئی (متحدہ عرب امارات) میں پانچ تفصیلی اجلاس کیے جن کے دوران اس علمی تحقیق اور معیار کے مسودہ پر مباحثہ کیا گیا اور مناسب ترامیم شامل کرنے کے بعد یہ مسودہ مجلسِ شرعی کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۴ - ۲۶ رجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۱ - ۳ مئی ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے چوالیسویں اجلاس میں اس مسودہ کی اکثر شقوں کو تفصیلی طور پر پڑھا اور ذیلی کمیٹی کو چند مسائل میں نظرِ ثانی کرنے، شرعی حکم تحریر کرنے اور نئے سرے سے معیار کو ترتیب دینے اور مجلسِ شرعی کے پینتالیسویں اجلاس میں پیش کرنے کی تاکید کی، تاکہ معیار کی باقی شقوں پر بحث مکمل ہوسکے۔

بعد ازاں معیار کی ذیلی کمیٹی نے اس حوالہ سے دو تفصیلی اجلاس منعقد کیے جن میں سے پہلا ۱۶ جولائی ۲۰۱۶ء کو دبئی اور دوسرا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں ہوا۔ ان دونوں اجلاسوں میں معیار کی تمام شقوں اور خصوصاً مجلسِ شرعی کی طرف سے تجویز کردہ مسائل کا نئے سرے سے جائزہ لیا گیا اور مناسب ترامیم کے بعد از سرِ نو مسودہ مجلسِ شرعی کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

noorcentre.com

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۳۷ء - یکم محرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۹ ستمبر - ۲ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے پینتالیسویں اجلاس میں مسودہ کا جائزہ لیا اور مناسب ترامیم شامل کرنے کے بعد متعدّد جلسۂ سماعت منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجلسِ شرعی کی تجویز کے مطابق منتظمین نے جلسۂ سماعت کی تین نشستیں منعقد کیں۔ پہلی ۲۳ محرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو سلطنت عمان میں، دوسری ۲۴ محرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو سوڈان میں اور تیسری ۴ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۱۶ء کو ملائیشیا میں۔ ان نشستوں میں ماہرینِ شریعت اور دیگر ماہرین، مرکزی بینکوں، اسلامی مالیاتی اداروں، آڈٹ فرمز کے نمائندوں سمیت یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور اس شعبہ کے متعلق دیگر افراد نے شرکت کی۔ ان نشستوں میں معیار کے مسودہ پر تفصیلی بحث کی گئی اور ان افراد کی جانب سے سامنے آنے والی آراء اور تبصروں کو جمع کیا گیا۔

مجلسِ شرعی نے مؤرخہ ۱۷-۲۰ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۷-۲۰ نومبر ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ میں ہونے والے اپنے چھیالیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت میں موصول ہونے والی تجاویز اور بعض ماہرین کی جانب سے آنے والی آراء کا جائزہ لینے کے بعد مناسب ترامیم کو معیار میں شامل کیا اور معیار کی منظوری دی۔

مسودہ ساز کمیٹی نے مؤرخہ ۲۰ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ میں ہونے والے اجلاس میں معیار پر نظر ثانی کی اور معیار میں تدوین سے متعلق کچھ ترامیم کے بعد معیار کو باقاعدہ طور پر جاری کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- سونے کے مثلیات میں سے ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ اس پر مثلیات کی تعریف منطبق ہوتی ہے، اور وہ ہے وزن یا گنتی کا پایا جانا۔ اور سونے کی پیمائش وزن سے ہوتی ہے۔ اور اگر اس کو کرنسی (سکوں) کی صورت میں ڈھال لیا جائے تو اس کی اکائیاں وزن میں ایک جیسی ہوتی ہیں جیساکہ مثلیات میں ہوتا ہے۔
- سونے کے ربوی اموال میں سے ہونے کی بنیاد وہ احادیث ہیں جو خرید وفروخت کے سود سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ انہی میں سے وہ روایت بھی ہے جس کو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ "سونا سونے کے بدلہ میں برابر ہونا چاہیے، اور اگر یہ اصناف [جو حدیث میں مذکور ہیں] مختلف ہوں تو نقد ہونے کی شرط کے ساتھ جس طرح چاہو خرید وفروخت کرو"۔ [(۱)]
- مذکورہ حدیث کی بناء پر فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ سونے کے معاملہ میں دونوں جانب سے قبضہ پایا جانا ضروری ہے۔ اور اسی کے مطابق مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر (۴۸ ب) بھی ہے۔
- سونے کی فروخت سونے چاندی یا کرنسی کے علاوہ کسی چیز کے بدلہ میں ہو تو دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ کی شرط کے بغیر بھی جائز ہونے کی بنیاد یہ ہے کہ سلم کے جائز ہونے پر اجماع ہے اور سلم میں ایک جانب سونا بھی ہو سکتا ہے۔
- ایسی تجارتی سرگرمی جس میں سونا ضمنی طور پر پایا جائے اور تجارتی سرگرمی سے مقصود سونے، چاندی اور نقود کی تجارت نہ ہو اور خرید وفروخت دراصل اس تجارتی سامان یا اس کے کسی حصہ کی ہو جس میں سونا

(۱)　امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے ۱۲۱۱/۳۔

noorcentre.com

ضمناً شامل ہو تو اس صورت میں صرف کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ اس کی بنیاد دو فقہی ضوابط ہیں، ایک یہ کہ "تابع کے طور پائے جانے والی اشیا میں ایسی گنجائش مل جایا کرتی ہے جو کہ تابع کے علاوہ میں نہیں ہوتی"،[1] اور دوسرا یہ کہ "بعض اوقات ضمناً کچھ ایسے احکام ثابت ہوتے ہیں جو اصلاً ثابت نہیں ہوتے"۔[2] دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۱) "مالیاتی دستاویزات" اور شرعی معیار نمبر (۲۵) "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا" کا ضمیمہ (ب) 'شرعی احکام کی بنیادیں'۔

- سونے کی معلق خرید و فروخت یا اس میں خیارِ شرط کی ممانعت کی بنیاد یہ ہے کہ اس سے دونوں فریقوں کی جانب سے قبضہ کی شرط پوری کرنے میں خلل واقع ہوتا ہے۔
- چاندی کے ساتھ مخلوط سونے کی خرید و فروخت جب خالص چاندی یا خالص سونے کے بدلہ میں ہو تو دونوں جانب سے قبضہ اور بدلہ میں دیا جانے والا خالص [سونا یا چاندی] مخلوط سونے میں شامل اپنی جنس [سونا یا چاندی] کے مقابلہ میں زیادہ ہونے کی شرط کی بنیاد یہ ہے کہ مخلوط میں شامل سونا اور اس کے ہم وزن سے خالص سونا ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہوجائیں گے اور اس طرح برابری واقع ہوجائے گی اور زائد مقدار چاندی کے مقابلہ میں ہوجائے گی۔ یہ فقہاءِ احناف کی رائے ہے۔
- سونے کے جن اثاثوں میں ملاوٹ ۴۹ فیصد سے کم ہو ان کو سونا ہی شمار کیا جانے کی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں "اکثر کے لیے کل کے احکام ثابت ہوتے ہیں" کے قاعدہ پر عمل کیا گیا ہے۔
- جب سونے کی ٹکیوں کی نقدی کے بدلہ خرید و فروخت ہو تو حکمی قبضہ کو معتبر مانا جائے گا، اس کی بنیاد یہ ہے کہ سونے کے دستاویزات پر معیار میں مذکور اوصاف کے مطابق قبضہ کرنا قانونی اثرات، متعلقہ خطرات کی منتقلی، اضافہ اور تصرف کا اختیار حاصل ہونے کے لحاظ سے طبعی قبضہ کی طرح ہوتا ہے، خصوصاً موجودہ دور میں جب کہ سونے کی ٹکیوں کو مخصوص طرز کے لائسنس یافتہ گودام/لاکرز میں محفوظ کیا جاتا ہے جن میں معاملات کا ایک مخصوص طریق کار ہوتا ہے اور ان گودام/لاکرز کا بندوبست کرنے والے ادارے اس سونے کو قبضہ میں لینے، دیکھ بھال، انشورنس کروانے اور دیگر متعلقہ امور میں

---

(۱) مجلۃ العدلیۃ، مادّہ: ۵۴، الاشباہ والنظائر، سیوطی ۱۲۰۔

(۲) ردالمحتار ۴/۱۷۰۔

حاملِ دستاویز کے وکیل کے طور پر یہ تمام اعمال انجام دیتے ہیں۔

noorcentre.com

- غیر منقسم [مشاع] سونے کی ملکیت کے حصول کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس میں سونے کی ملکیت کی شرعی شرائط صرف کے احکام میں خلل واقع ہوئے بغیر پوری ہو سکتی ہیں۔
- سونے کو شرکت، مضاربت اور وکالت برائے سرمایہ کاری میں دونوں فریقوں کی رضامندی اور اس کی قیمت کے تعیّن کے ساتھ سرمایہ بنانا جائز ہے، اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ان معاملات میں سرمایہ کے سونے کی شکل میں ہونے کی صورت میں سرمایہ کے معلوم ہونے کی شرط پوری ہو سکتی ہے، اور سونے کی قیمت کا تعیّن کر کے شرکاء کے حصے بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔
- معاملہ کرنے والوں کا نفع کو رائج نرخ کے حساب سے سونے کی صورت میں میں تقسیم کرنے پر اتفاق کرنا جائز ہے، اسی طرح شرکت کے تصفیہ کے بعد سرمایہ کو رائج نرخ کے حساب سے سونے کی صورت میں واپس لینے پر اتفاق کرنا بھی جائز ہے، اس کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں معاملہ کرنے والوں کے صحیح مقاصد کا تحقق سرمایہ کی ضمانت یا منافع میں شرکت نہ ہونے کی خرابیوں کے بغیر ممکن ہے۔
- جب سونے کی خرید و فروخت مرابحہ یا مساومہ کی بنیاد پر ہو تو قیمت کا نقد ہونا ضروری ہے، اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ دونوں جانب سے قبضہ متحقق ہو سکے۔
- اگر شق ۳ میں مذکور شرائط کی پابندی ممکن نہ ہو تو ایل سی کے ذریعہ سونا خریدنا ممنوع ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں سونے کی قیمت پر اسی مجلس میں قبضہ ممکن نہیں ہے جو کہ شرعاً شرط ہے۔
- سلم میں سرمایہ اور استصناع میں مبیع سونا ہو سکتا ہے بشرطیکہ سلم میں مسلم فیہ [مبیع] اور استصناع میں قیمت سونا، چاندی یا نقدی نہ ہو۔ اسی طرح مسلم فیہ سونا ہو سکتی ہے بشرطیکہ سلم میں سرمایہ سونا، چاندی یا نقدی نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں کے جواز کی شرعی بنیاد علت کے مختلف ہونے کی وجہ سے سود کا نہ پایا جانا ہے۔
- سونے کو کرایہ پر دینے کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ عین کے باقی رہتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانا ممکن ہے، اور اجارہ کسی چیز کی منفعت پر ہی ہوا کرتا ہے اس کے عین پر نہیں۔

nooRcentre.com

- اجرت کے طور پر سونے کی ادائیگی جائز ہے چاہے اجرت پر دی گئی چیز بھی سونا ہی ہو۔ اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اجرت کے طور پر دیا جانے والا سونا منفعت کے مقابلہ میں ہے نہ کہ عین کے مقابلہ میں۔
- جو سونا قرض کی ضمانت کے طور پر رکھوایا گیا ہو اس کی حفاظت کی اجرت صرف حقیقی اخراجات کی حد تک جائز ہونے کی شرعی بنیاد سودی قرض کی بنیاد پر فائدہ کی ممانعت ہے۔
- سونے کو وقف کرنے کے جواز کی بنیاد وہ روایات ہیں جو سلف سے نقد اور منقولہ اشیا کے وقف کے جواز پر منقول ہیں۔
- سونے کو ضمانت کے طور پر استعمال کرنے کے جواز کی بنیاد یہ ہے کہ سونا اپنی ایک مستقل قیمت رکھنے والا مال ہے جس کی خرید و فروخت جائز ہے، اور ہر وہ چیز جس کی خرید و فروخت جائز ہو اس کو رہن رکھوانا بھی جائز ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ مختلف علامات اور نمبروں کے ذریعہ سونے کو الگ کرنا اور اس کی تعیین کرنا بھی ممکن ہے۔ سونے کو رہن رکھوانے کے دیگر احکام اور ان کی شرعی بنیادیں اسی معیار کے مطابق ہیں جو عام اشیا کے رہن اور رہن کی فروخت سے متعلق ہے۔
- رہن رکھوائے گئے سونے میں مرتہن کے تصرف کی ممانعت کی بنیاد قرض اور بیع (عقد معاوضہ) کو جمع کرنے کا ممنوع ہونا ہے۔ کیونکہ یہ شرط (رہن میں تصرف کی شرط) رہن کو مرتہن کے ذمہ قرض بنا دے گی۔
- رہن (یا ہامشِ جدّیہ) کی حفاظت کے اخراجات کی ذمہ داری راہن (ہامشِ جدّیہ دینے والے) کی ہے کیونکہ یہ اسی کے فائدہ کے لیے ہے، البتہ عربون کی حفاظت کی ذمہ داری فروخت کنندہ کی ہے کیونکہ یہ اسی کے فائدہ کے لیے ہے۔
- سونے کو ہامشِ جدّیہ کے طور پر استعمال کرنے کی صورت میں سونے کی قیمت رائج نرخ کے مطابق طے کرنے کی شرط کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ سونے کا یہی نرخ مناسب ترین ہے، چاہے سونے کی قیمت کا اندازہ ہامشِ جدّیہ کو نقد میں تبدیل کروانے کے وقت کے حساب سے ہو یا ہامشِ جدّیہ کے حوالہ کیے جانے کے وقت حساب سے، تاکہ انکار نہ پائے جانے کی صورت میں یہ سونا قیمت کا حصہ بن جائے۔ اور چونکہ یہ تبادلہ سونا رکھوانے والے کی غیر موجودگی میں ہوگا اس لیے اس تبادلہ میں انصاف کی

noorcentre.com

رعایت رکھنا ضروری ہے۔

- وعدۂ خرید یا وعدۂ فروخت کی خرید وفروخت کسی بھی صورت میں جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ معاوضہ کا محل نہیں [یعنی اس کے بدلہ معاوضہ لینا درست نہیں]۔
- خریدے ہوئے سونے میں ایسا مخفی عیب جس سے فروخت کنندہ نے بری ہونے کا اظہار نہ کیا ہو، ظاہر ہونے کی وجہ سے خیار عیب حاصل ہونے کی شرعی بنیاد نقصان اٹھانے والے فریق سے نقصان کو دور کرنا ہے اور اس سے صرف کے احکامات میں بھی کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔
- شق (۵/۱۰) میں ذکر کردہ صورت کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد جانبین سے قبضہ پائے جانے کی شرط کا پورا ہو جانا ہے جو کہ عقد کے وقت شرعاً مطلوب ہے۔ اور یہ اس طرح کہ برآمد کنندہ قیمت قیمت اس رقم سے وصول کرلے گا جو اس کے پاس درآمد کنندہ نے رکھوائی ہے۔ اور اگر برآمد کنندہ اس مال سے فائدہ اٹھا رہا ہے جو اس کے پاس رکھوایا گیا تو اس صورت میں بازاری نرخ کے مطابق سونے کی خرید وفروخت کی شرط کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا قرض نہ بن جائے جو سود کا ذریعہ ہو۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ج)

فرہنگ

سونے کی اینٹ [ingot]

اینٹ [یا سلاخ/bar] کی شکل میں خام سونا، اس کی کوئی متعین فنی تعریف نہیں ہے، اس کے نرخ کا تعیّن خام دھات میں موجود سونے کی مقدار کے مطابق کیا جاتا ہے۔

سونے کے سکے/بسکٹ

یہ عموماً حکومتیں جاری کرتی ہیں، اور ان سکوں کی ایک مخصوص بازاری اور متعیّن قیمت ہوتی ہے۔ یہ مختلف شکل کے ہوتے ہیں اور سونے کے خالص ہونے کے لحاظ سے ان کے مختلف معیار مقرر ہوتے ہیں، البتہ ان کی قیمت کا تعیّن اس میں موجود سونے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

سونے کی کاروباری ٹکیاں

یہ ٹکیاں سونے کے خالص ہونے کے لحاظ سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں جو کہ حد بندی [range] کے اعتبار سے ۹۹.۵ اور ۹۹.۹ درجہ کے اور ایک گرام سے لیکر ایک کلو تک کے وزن میں دستیاب ہوتی ہیں اور ان سبھی کی بازار میں ترسیل کی جاتی ہے۔ یہ ٹکیاں مشہور کارخانوں میں تیار کی جاتی ہیں۔

(۱) یہ تمام تعریفات فنی لحاظ سے کی گئی ہیں جو کہ ورلڈ گولڈ کونسل سے ماخوذ ہیں اور ان کا کچھ تبدیلی کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے۔

noorcentre.com

خالص سونا

سونے کی اصل مقدار جو ٹکیہ میں موجود ہوتی ہے۔

سفید سونا

سونے اور دیگر سفید دھاتوں مثلاً نکل، پیلاڈیم یا پلاٹینم وغیرہ کا مجموعہ۔ عموماً سونے کو زیور اور ٹکیوں میں ڈھالنے کے دوران مضبوطی پیدا کرنے یا رنگ تبدیل کرنے کی غرض سے دیگر دھاتوں کی ایک معمولی مقدار شامل کی جاتی ہے۔ سفید سونے کی ٹکیوں میں بعض اوقات چاندی یا زنک (zinc) بھی شامل کیا جاتا ہے۔

سونے کے درجات (قیراط)

قیراط (caret) اس خالص سونے کو ناپنے کا معیار ہے جو دیگر دھاتوں سے مخلوط ہو۔ ۲۴ قیراط کا سونا بالکل خالص اور دیگر کسی دھات کی ملاوٹ کے بغیر ہوتا ہے۔ اس سے کم درجہ کے سونے میں سونا اس معیار سے کم ہوتا ہے چنانچہ ۱۸ قیراط کا سونا ۷۵ فیصد سونے اور ۲۵ فیصد دیگر دھاتوں پر مشتمل ہوتا ہے جو عموماً تانبا یا چاندی ہوتی ہیں۔ مختلف شہروں میں سونے کے قیراط کی کم سے کم حد مختلف ہوسکتی ہے۔ انتظامی لحاظ سے کم سے کم ۱۰ قیراط کے سونے کی قانوناً اجازت ہے جبکہ عموماً ۱۴ قیراط کا سونا بکثرت پایا جاتا ہے۔ البتہ فرنس، امریکا، آسٹریلیا، پرتگال اور آئرلینڈ میں انتظامی طور پر ۹ قیراط کے سونے کی حد متعیّن ہے، جبکہ ڈنمارک اور یونان میں یہ حد ۸ قیراط ہے۔

تخصص کردہ سونا [allocated gold]

کسی صراف کے پاس (جو کہ بینک بھی ہوسکتا ہے) سونے کی ڈلیوں کے مالک کے لیے ایک اکاؤنٹ مخصوص ہوسکتا ہے جس میں اس کے متعین کردہ سونے کی ڈھلیاں رکھی جاتی ہیں۔ مخصوص کردہ سونے کے اکاؤنٹ میں موجود سونے کی ڈلیاں ایک فہرست میں مرتب ہوتی ہیں جس میں ہر سونے کی ڈلی کو معیار، وزن اور صفائی کے اعتبار سے دکھایا گیا ہوتا ہے۔

noorcentre.com

غیر تخصیص کردہ سونا[unallocated gold]

غیر تخصیص کردہ سونے کے اکاؤنٹ میں سونے کا مالک خاص متعین کردہ سونے کی ڈلیوں کا مالک نہیں ہوتا (بلکہ سونے کی مخصوص مقدار کا مالک ہوتا ہے)۔

noorcentre.com

فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری

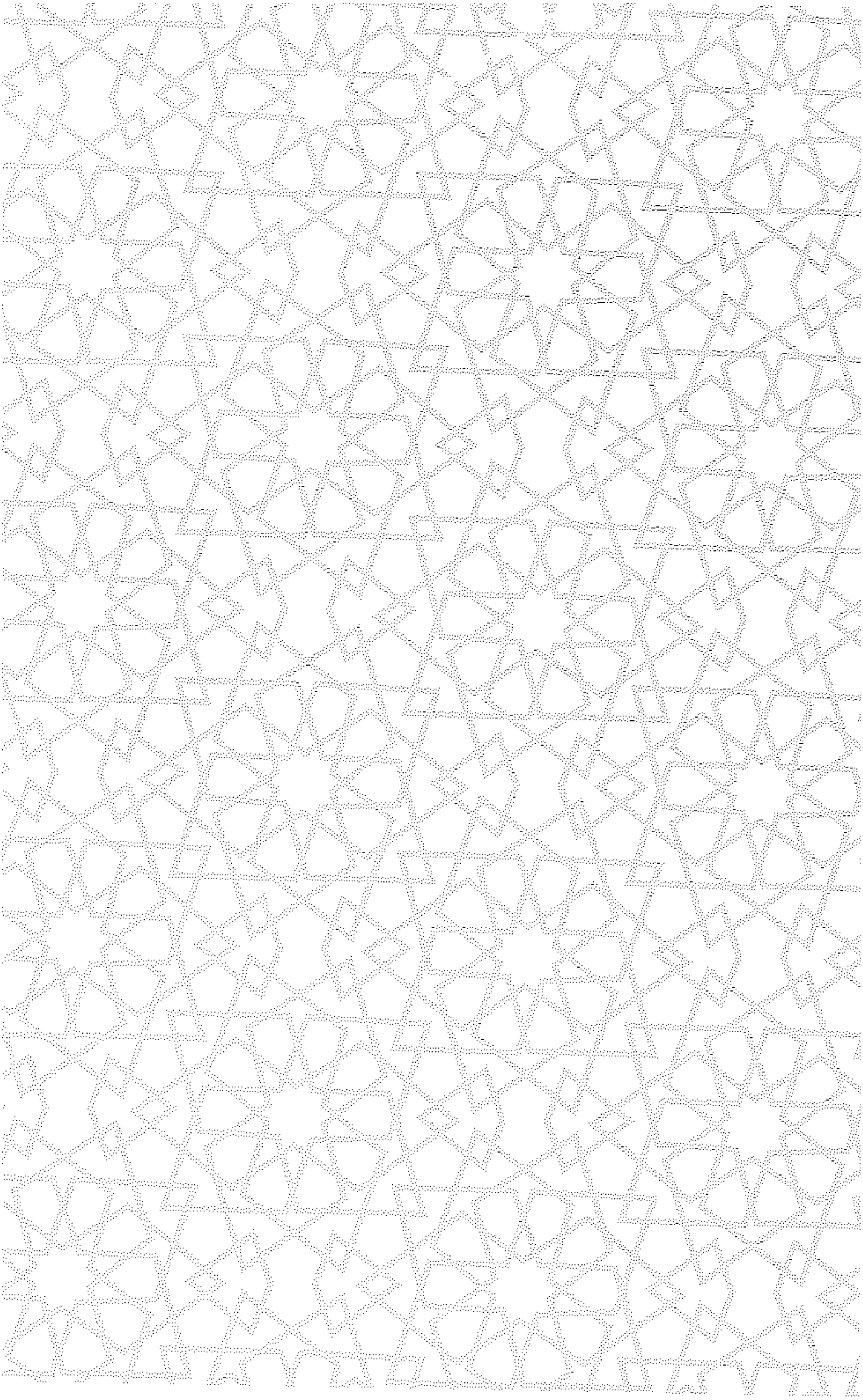

noorcentre.com

فہرست

دیباچہ ۱۳۷۸
معیار کا متن ۱۳۷۹
۱- معیار کا دائرۂ کار ۱۳۷۹
۲- واپس خریداری کی تعریف ۱۳۷۹
۳- واپس خریداری کا شرعی حکم اور اس کے قواعد ۱۳۷۹
۴- واپس خریداری کے احکام ۱۳۸۱
۵- اداروں میں پیش آمدہ واپس خریداری کی صورتیں ۱۳۸۲
۶- معیار کے اجرا کی تاریخ ۱۳۹۱
معیار کی منظوری ۱۳۹۲
ضمیمہ جات
ضمیمہ (الف) معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد ۱۳۹۳
ضمیمہ (ب) شرعی احکام کی بنیادیں ۱۳۹۵

noorcentre.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف المرسلين، سيدنا ونبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.

دیباچہ

اس معیار کا مقصد فروخت شدہ چیز کو واپس خریدنے کے شرعی احکام اور اسلامی مالیاتی اداروں (ادارہ/ادارے)[1] میں اس کی پیش آمدہ صورتوں کو بیان کرنا ہے۔

واللہ الموفق...

(۱) ”ادارہ/ادارے“ کی اصطلاح یہاں اختصار کی غرض سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے استعمال کی گئی ہے جن میں اسلامی بینک بھی شامل ہیں۔

noorcentre.com

معیار کا متن

۱- معیار کا دائرۂ کار

یہ معیار ایسی فروخت شدہ چیز یا منفعت کو واپس خریدنے کے بارے میں ہے، جو خرید و فروخت یا اس کے ہم معنی کسی عقدِ معاوضہ کے ذریعہ معاملہ کرنے والی کی ملکیت سے نکل چکی ہو۔ اس معیار میں اس معاملہ کی تعریف، شرعی حکم، واپس خریدنے کے جواز کی شرائط وضوابط اور اسلامی مالیاتی اداروں میں اس کی پیش آمدہ صورتوں کو بیان کیا جائے گا۔

یہ معیار اس چیز یا منفعت کو واپس خریدنے کے احکام کے بیان پر مشتمل نہیں ہے جو خرید و فروخت کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے عقد کرنے والے کی ملکیت سے نکلی ہو، اور نہ ہی ان تصرفات کے احکام کے بیان پر مشتمل ہے جن میں کوئی چیز خرید و فروخت کے بغیر یا عقد فسخ ہونے کے ذریعہ فروخت کنندہ کے پاس واپس آجاتی ہے، جیسے "بیع بالوفاء" اور "اقالہ"۔

۲- واپس خریداری کی تعریف

اس معیار میں "واپس خریداری" سے مقصود یہ ہے کہ ایک چیز یا منفعت کو فروخت کرنے کے بعد فروخت کنندہ اس چیز یا منفعت کو خریدار سے یا اس کے علاوہ کسی ایسے شخص سے جس کو ملکیت کے کسی بھی طریقہ سے اس چیز یا منفعت کی ملکیت منتقل ہوئی ہو، واپس خرید لے۔

۳- واپس خریداری کا شرعی حکم اور اس کے ضوابط

۱/۳　کسی چیز یا منفعت کو فروخت کرنے کے بعد اسی چیز کو خریدار یا کسی اور سے خریدنا درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۱/۱/۳　خرید و فروخت حقیقتاً واقع ہو جس سے شرعاً ملکیت منتقل ہو سکے اور انتقالِ ملکیت

noorcentre.com

کے اثرات بھی مرتب ہو سکیں جیسے فروخت شدہ چیز میں ہونے والے اضافہ پر خریدار کو حق حاصل ہونا اور اس چیز کی نرخ میں تبدیلی کے خطرہ کو خریدار کی جانب سے برداشت کیا جانا اور قبضہ منتقل ہونے کی وجہ سے اس چیز کے ضیاع کی ذمہ داری خریدار پر آجانا۔

۲/۱/۳ واپس خریدنا ایک ایسے مستقل [علیحدہ] عقد کے ذریعہ ہو جس کے ذریعہ ملکیت منتقل ہونے کا فائدہ حاصل ہو سکے، چاہے یہ عقد قول کے ذریعہ انجام دیا جائے یا فعل کے ذریعہ۔ یہ جائز نہیں ہے کہ ایک مستقل عقد کی انجام دہی کے بغیر صرف مدت کے گزرنے سے یہ واپس خریداری واقع ہو جائے۔

۳/۱/۳ دوسرا عقد پہلے عقد میں مشروط نہ ہو۔

۴/۱/۳ دونوں فریقوں کی جانب سے دوسرے عقد کی انجام دہی کا وعدہ نہ کیا جائے (صرف ایک فریق کی جانب سے ہو تو جائز ہے)۔

۵/۱/۳ واپس خریداری پر باہمی اتفاق یا اس طور پر واپس خریدنے کا رواج نہ ہو کہ پہلے یا دوسرے خریداری میں ادھار قیمت زیادہ رکھی جائے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ "عینہ کا معاملہ" ہوگا، چاہے واپس فروخت کرنے والا وہی پہلا خریدار ہو یا کوئی اور ہو۔

۱/۵/۱/۳ باہمی اتفاق یا رواج پائے جانے کی صورت میں درج ذیل صورتوں کی ممانعت ہے:

(الف) چیز کو ادھار پر فروخت کرنے کے بعد پہلے فروخت کنندہ کا اسی چیز کو کم قیمت پر خریدنا چاہے نقد قیمت پر ہو یا اتنی مدت کی ادھار قیمت پر جو پہلے معاملہ میں طے شدہ مدت سے قبل واقع ہو رہی ہو۔

(ب) چیز کو نقد فروخت کر کے ادھار زیادہ قیمت پر خریدنا۔

(ج) چیز کو ادھار فروخت کر کے اس کو زیادہ قیمت پر پہلے عقد کے بعد کی مدت

کے ادھار پر خریدنا۔

noorcentre.com

(د) چیز کو نقد فروخت کر کے آئندہ کسی تاریخ میں زیادہ اور نقد قیمت پر خریدنا۔

(ھ) ادھار قیمت نقد کے برابر یا اس سے کم ہو لیکن ادھار قیمت کی صورت میں قیمت وصول کرنے والے کو بلا عوض کوئی منفعت یا فوائد حاصل ہوں جن کی وجہ سے ادھار قیمت نقد قیمت سے زیادہ ہو جائے۔

۳/۱/۵/۲　واپس خریداری کی جائز صورتیں

(الف) جبکہ واپس خریدنا کسی بھی طرح کی باہمی رضامندی یا رواج کے بغیر ہو۔

(ب) جبکہ قیمت میں تبدیلی چیز کی صفت یا اس کے نرخ میں تبدیلی کی وجہ سے ہو نہ کہ قیمت کے ادھار یا نقد ہونے کی وجہ سے۔

(ج) جبکہ دوسرا خریدار پہلے فروخت کنندہ کے علاوہ ہو اور (فروخت کنندہ اور خریدار کے ادارہ/شخص قانونی ہونے کی صورت میں) ان دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کی مکمل یا اکثر ملکیت میں نہ ہو۔

(د) جبکہ دونوں میں سے کسی بھی ایک عقد میں قیمت نقود کے علاوہ ہو۔

۳/۱/۶　واپس خریداری کی صورت میں ادھار بیع الصرف نہ پائی جائے، جیسے عقد کرنے والوں کا باہم اس بات پر اتفاق کرنا کہ ایک فریق سامان کو سونے یا کسی کرنسی کے بدلہ میں فروخت کرے گا اور اس سامان کو ادھار پر چاندی یا کسی اور کرنسی کے بدلہ میں خرید لے گا۔

۴-واپس خریداری کے احکام

۴/۱　ذکر کردہ اصولوں کی پابندی کے ساتھ واپس خریداری جائز معاملات کے جمع ہونے کی ایک صورت شمار ہوگی، دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۵) "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا"۔

۴/۲　اگر فروخت کنندہ نے کسی قانونی رجسٹریشن کے ذریعہ بیچی گئی چیز کو اپنے نام محفوظ کر لیا ہو تو

noorcentre.com

کسی ایسی دستاویز پر دستخط ہونے چاہئیں جو خریدار کی ملکیت کو ثابت کر سکے جیسے سندِ ضد [counter deed]وغیرہ۔ یہ اس لیے کہ فروخت کنندہ کی جانب سے کروائی جانے والی قانونی رجسٹریشن سے خریدار کی ملکیت، چیز میں ہونے والے اضافہ پر اس کے حق اور ضائع کرنے کی صورت میں خریدار کے ذمہ دار ہونے پر کوئی اثر واقع نہ ہو سکے، جبکہ فروخت کنندہ کا قبضہ بطور امانت ہوگا۔ اور فروخت کنندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ ادھار قیمت کے مقابلہ میں اسی چیز کو رہن [گروی] رکھنے کی یا اس چیز کو کسی قابلِ اعتماد فرد کے پاس محفوظ رکھنے کی شرط لگائے، اور خریدار کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ فروخت کنندہ کو فروخت شدہ چیز میں ہونے والے اضافہ جیسے آمدنی، نقد منافع [dividend]یا بونس شیئرز پر قبضہ کرنے کا اور خریدار کے فائدہ کی خاطر ان چیزوں کی سرمایہ کاری کا وکیل بنادے۔ اسی طرح [حصہ داروں] عمومی اجلاس میں اس کی جانب سے رائے دہی کے حق کا وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

۳/۴ سامان کو ادھار فروخت کر کے نیلامی کے ذریعہ نقد واپس خریدنا جائز ہے اگرچہ نقد قیمت ادھار والی قیمت سے کم ہو۔ اور سامان کو ادھار پر خرید کر نیلامی میں نقد فروخت کے لیے پیش کرنا جائز ہے اگرچہ پہلا فروخت کنندہ بھی بولی لگانے والوں میں شامل ہو۔

۴/۴ کسی تیسرے فریق کو ادھار فروخت کرنے کی غرض سے کوئی سامان نقد خریدنا جائز نہیں ہے جبکہ معاملہ کے تمام متعین فریقوں کے درمیان اس بات پر باہمی اتفاق پایا جاتا ہو کہ سامان پہلے فروخت کنندہ کو ادھار والی قیمت سے کم نقد قیمت پر واپس فروخت کر دیا جائے گا۔

۵- اداروں میں پیش آمدہ واپس خریداری کی صورتیں

۱/۵ واپس خریداری کا وعدہ

شرعی معیار نمبر (۴۹) "وعدہ اور دوطرفہ وعدہ"، شق ۳/۳ کی رعایت رکھتے ہوئے صرف

فروخت کنندہ یا صرف خریدار کی جانب سے واپس خریدنے /فروخت کرنے کا وعدہ کرنا
noorcentre.com
درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۵/۱/۱ دونوں معاملات (پہلی فروخت اور واپس خریداری) نقد قیمت پر ہوں۔

۵/۱/۲ واپس خریدنے یا فروخت کرنے کا وعدہ پہلے معاملہ سے الگ ایک مستقل دستاویز کے ذریعہ ہو۔

۵/۱/۳ وعدہ کے نفاذ کے موقع پر ملکیت منتقل کرنے کے لیے ایک مستقل عقد انجام دیا جائے، صرف وعدہ کی دستاویز کے ذریعہ ایسا نہ کیا جائے۔

۵/۱/۴ فریقِ ثانی (جس کے حق میں وعدہ کیا گیا ہو) پر مروجہ نظام، عادت یا باہمی اتفاق یا دیگر ایسے عوامل کی وجہ سے دوسرے عقد (واپس خرید یا فروخت) کی انجام دہی لازمی نہ ہو۔

۵/۱/۵ یہ وعدہ شرکت عقد کے کسی شریک، مضارب یا وکیل برائے سرمایہ کاری کی جانب سے اس طور پر نہ کیا جائے کہ اس کے نتیجہ میں تمام یا بعض سرمایہ کی ضمانت [گارنٹی] حاصل ہوتی ہو۔

۵/۱/۶ جس سامان کے واپس خریدنے یا فروخت کرنے کا وعدہ کیا گیا ہو اس کے مکمل ضائع ہو جانے کی صورت میں وعدہ کرنے والے پر وعدہ کے نفاذ [پورا کرنے] کو لازم کر دینا جائز نہیں ہے۔

۵/۱/۷ وعدہ کرنے والے کی جانب سے وعدہ پورا کرنے سے انکار کی صورت میں فریقِ ثانی کو اس انکار کی وجہ سے ہونے والے حقیقی نقصان کی تلافی کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ البتہ جس قیمت کے مطابق وعدہ کیا گیا تھا اس میں شامل ضائع شدہ منافع [opportunity cost] حقیقی نقصان میں داخل نہیں ہے۔ لہٰذا اگر وعدہ واپس خریدنے کا ہو تو حقیقی نقصان کا اندازہ لاگت اور فریقِ ثالث کے ساتھ وعدہ کے نفاذ کی تاریخ میں طے شدہ قیمتِ فروخت کے درمیان فرق کے لحاظ

noorcentre.com

سے کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں شرعی معیار نمبر (۴۹) "وعدہ اور دوطرفہ وعدہ" کو ملحوظ رکھا جائے۔ وعدہ پورا کرنے سے انکار کرنے والے کے لیے قیمت کے کچھ حصہ کی شرط لگانا جائز نہیں۔ اور اگر وعدہ واپس فروخت کرنے کا ہو تو حقیقی نقصان کا اندازہ وعدہ کے نفاذ کی تاریخ میں سامان کی قیمتِ خرید اور وعدہ میں طے شدہ قیمت کے درمیان فرق کے لحاظ سے کیا جائے گا۔

۲/۵ فروخت کنندہ کو فروخت شدہ چیز اجارہ منتہیہ بالتملیک کے طور پر دینا

کسی چیز کو خریدنے کے بعد اس چیز کو فروخت کنندہ کو ہی اجارہ منتہیہ بالتملیک پر دینا جائز ہے۔ اور اس معاملہ پر شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق ۲/۳، ۵/۸ اور ۶/۸ کا اطلاق ہوگا۔

۳/۵ کرایہ دار کا کرایہ پر لی ہوئی چیز اسی کے مالک کو کرایہ پر دینا

کرایہ دار کے لیے کرایہ پر لی ہوئی چیز کو کرایہ داری کی مدت کے دوران اسی کے مالک کو کرایہ پر دینا جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرنے میں "عینہ" کی صورت پیدا نہ ہو اور یہ معاملہ شرعی معیار نمبر (۹) "اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک"، شق ۳/۴ کے مطابق کیا جائے۔

۴/۵ فروخت کنندہ سے شرکتِ متناقصہ کرنا

۱/۴/۵ شرکتِ متناقصہ کی صورت یہ ہے کہ کسی چیز کا مشاع حصہ خریدنا، فروخت کنندہ کے اس وعدہ کے ساتھ کہ وہ بتدریج شریک خریدار کا حصہ خریدے گا۔ یہ معاملہ شق ۳ میں مذکور شرائط کے ساتھ جائز ہے، نیز اس معاملہ میں شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵ کی رعایت رکھی جائے گی۔

۲/۴/۵ شرکتِ عقد میں ایک شریک کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ دوسرے شریک سے اس کو فروخت کیے گئے حصہ کو وعدہ کے نفاذ کی تاریخ کے وقت کی قیمت کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی متعین قیمت پر واپس خریدنے کا وعدہ کرے، کیونکہ اس

سے شرکت کا بنیادی مقصد یعنی "نفع و نقصان میں شریک ہونا" ختم ہو جاتا ہے۔
hoorcentre.com

البتہ اگر واپس خریداری بازار کے رائج نرخ یا دونوں فریقوں کے اتفاق سے واپس خریداری کے وقت طے شدہ قیمت پر ہو تو جائز ہے۔ اس معاملہ میں شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵/۷ کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

۵/۴/۳ شرکتِ ملک میں ایک حصہ دار اپنا حصہ دوسرے حصہ دار کو بیچ سکتا ہے، اس وعدہ کے ساتھ کہ وہ اس سے دوبارہ خرید لے گا یا خریدنے والا شریک وعدہ کر لے کہ وہ دوبارہ بیچ دے گا۔ یہ وعدہ بازار کے نرخ، خرید و فروخت کے وقت آپس میں طے شدہ قیمت یا کسی بھی متعین قیمت پر اس معیار کی شق ۵/۱ کی پابندی کرتے ہوئے کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ خریدار کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا حصہ دوسرے شریک کو اس معیار کی شق ۳ میں مذکور شرائط کے مطابق کرایہ پر دے دے۔ یہ معاملہ شرعی معیار نمبر (۱۲) "شرکت (مشارکہ) اور جدید اقسامِ شرکت"، شق ۵/۷ میں مذکور حکم کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہاں ذکر کی گئی تفصیل شرکتِ عقد سے متعلق ہے۔

۵/۵ سرمایہ کاری فنڈ کے منتظم کا سرمایہ کاری یونٹس کی خریداری کی ذمہ داری لینا

سرمایہ کاری فنڈ کے منتظم کے لیے ان سرمایہ کاروں سے جو سرمایہ کاری فنڈ سے نکلنا چاہتے ہوں سرمایہ کاری یونٹس خریدنا جائز ہے، چاہے یہ وہ یونٹس ہوں جو اس نے خود اپنی ملکیت میں موجود یونٹس میں سے فروخت کیے ہوں یا ان یونٹس میں سے جو اس نے بطور دوسرے سرمایہ کاروں کے وکیل کے فروخت کیے ہوں۔ البتہ یہ شرط ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ سرمایہ کاری یونٹس کی خریداری فنڈ سے نکلتے وقت بازار کے نرخ کے مطابق ہو۔

۵/۶ واپس خریداری کے معاہدات [Repo and reverse Repo]

۵/۶/۱ تعریف

یہ دونوں فریقوں کے درمیان کسی ایسے مالیاتی اثاثہ کو نقد قیمت پر فروخت کر کے

noorcentre.com

خریدار سے آئندہ تاریخ میں زیادہ قیمت پر خریدنے کے اتفاق پر مبنی معاملہ ہے ہے جس کو نقد میں تبدیل کیا جانا ممکن ہوتا ہے، اس میں عموماً خرید وفروخت کے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

ان معاہدات کا مقصد اداروں میں سیالیت کے حوالہ سے انتظام [liquidity management] کرنا ہوتا ہے، چاہے یہ مرکزی بینک کی سطح پر سرمایہ سے متعلق پالیسیوں کے نفاذ کے سلسلہ میں ہو یا تجارتی اداروں کی سطح پر اضافی سرمایہ کی موجودگی [excess liquidity] یا سرمایہ کی کمی [liquidity shortage] کی صورت میں سیالیت کے انتظام کے سلسلہ میں ہو۔ ان معاہدات میں معاملہ کرنے والے کے مقصد کے لحاظ سے اس کی حیثیت کا تعین ہوتا ہے، چنانچہ اگر اس کو سرمایہ کے حصول میں دلچسپی ہو تو وہ فروخت کنندہ ہوتا ہے اور اس کی طرف سے واپس خریدنے پر اتفاق کا اظہار کیا جاتا ہے [جو کہ ری پرچیز repurchase کہلاتا ہے] اور اس کی دلچسپی سرمایہ لگانے میں ہو تو وہ خریدار ہوتا ہے اور اس کی جانب سے واپس فروخت کرنے پر اتفاق کا اظہار پایا جاتا ہے (جو کہ ریورس ری پرچیز reverse repurchase) کہلاتا ہے۔

۲/۶/۵ واپس خریدنے کے معاہدات کی شرعی حیثیت اور حکم

روایتی ری پرچیز شرعی لحاظ سے ایک مخصوص نفع کے عوض میں دیا جانے والا سودی قرضہ ہے جس میں مالیاتی اثاثہ بطور رہن ہوتا ہے. نیز اس میں خرید وفروخت کے اثرات مرتب نہیں ہوتے، مثلاً ذمہ داری منتقل ہونا اور جو اثاثہ بیچا جارہا ہے اس میں ہونے والے اضافہ پر خریدار کا استحقاق ہونا، اور مالیاتی اثاثے بطور رہن ہوتے ہیں نہ کہ معاملہ کے بنیادی موضوع کے طور پر اور پہلے ادا کی جانے والی اور واپس خریدتے وقت ادا کی جانے والی رقم کے درمیان پایا جانے والا فرق قرض کی نمائندگی کرتا ہے، جو "ریپوریٹ" کے نام سے معروف ہے۔ اسی

بناء پر یہ معاہدات شرعاً حرام ہیں۔ مزید برآں یہ کہ ان میں استعمال ہونے والے
noorcentre.com
اثاثے بھی [بالعموم] حرام ہوتے ہیں جیسے سودی تمسکات اور بینک ڈیپازٹس کے سرٹیفیکیٹ وغیرہ۔

۳/۶/۵ شرعی متبادل

ادارہ کو چاہیے کہ وہ سیالیت کے انتظام کے لیے ایسے مناسب طریقۂ کار اختیار کرے جو سرمایہ کی اضافی موجودگی یا کمی کے شرعی اصولوں کے مطابق ہوں۔ درجِ ذیل صورتیں اس مقصد کو پورا کر سکتی ہیں:

۱/۳/۶/۵　ایسے سرمایہ کاری یونٹس اور مالیاتی دستاویز کی خرید و فروخت کی جائے جو شرعی اصولوں کے مطابق ہوں، جیسے جائز حصص، اسلامی صکوک، اسلامک فنڈز کے یونٹس، مضاربہ، مشارکہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر قائم شدہ ڈیپازٹ میں مشاع حصوں کے کی دستاویزات وغیرہ۔ اور خریدار کی طرف سے فروخت کنندہ کو دوبارہ فروخت کر دینے کا وعدہ کر لیا جائے یا فروخت کنندہ کی جانب سے خریدار سے آئندہ تاریخ میں واپس خرید لینے کا وعدہ کر لیا جائے۔ اس سلسلہ میں شق ۳ اور شق ۵/۱ میں مذکور قواعد کی پابندی ضروری ہے۔

۲/۳/۶/۵　پوائنٹس کے حساب سے متبادل قرضے [mutual/counter loans]، اس طور پر کہ قرض دینے والے کے حق میں کچھ کریڈٹ پوائنٹ شمار کیے جائیں جن میں صرف میزانیہ [balance] کی مقدار اور ان کے باقی [کارآمد] رہنے کی مدت کو ملحوظ رکھا جائے اور اس کے مقابلہ میں مقروض اکاؤنٹ کے میزانیہ کے ڈیبٹ پوائنٹس ہوں جن میں صرف میزانیہ کی مقدار اور باقی رہنے کی مدت کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس سلسلہ میں درجِ ذیل اصولوں کی پابندی ضروری ہے:

(الف) پوائنٹس کا حساب ایسا ہو جس میں دونوں طرف برابری ہو، چنانچہ

noorcentre.com

یہ جائز نہیں ہے کہ پوائنٹس کے حساب میں کسی ایک فریق کو زیادتی یا برتری حاصل ہو چاہے قرض لیتے وقت اس کی شرط لگائی گئی ہو یا مقابل قرض کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں بطور شرط جزائی [جرمانے کی شرط] اس کو لازم کیا جائے۔

(ب) اس معاملہ کو نقد عوض میں تبدیل کرنا درست نہیں ہوگا مثلاً یہ طے کیا جائے کہ عدم ادائیگی کی صورت میں ان پوائنٹس کو نقد میں تبدیل کر لیا جائے گا۔

(ج) باہمی قرضہ / متبادل قرضہ کا حساب کرتے ہوئے صرف اصل قرض اور اس کی مدت کا حساب رکھا جائے ان قرضوں پر کسی قسم کے نفع کا حساب نہ کیا جائے۔

۵/۶/۳/۳ سرمایہ کاری ڈیپازٹس۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ ادارہ ایک سرمایہ کاری فنڈ قائم کرے جس میں سرمایہ کاروں کے نکلنے کی سہولت ہو اور اس سے سیالیت کا انتظام [liquidity management] مقصود ہو اس طور پر کہ سرمایہ حاصل کرنے والا ادارہ ان اداروں سے سرمایہ حاصل کر سکے جن کے پاس زائد سرمایہ موجود ہو، اور ادارہ اس فنڈ کا انتظام مضاربہ، مشارکہ یا وکالت برائے سرمایہ کاری کی بنیاد پر چلائے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل شرائط کی پابندی ضروری ہے:

(الف) ادارہ سرمایہ کاری کا منتظم ہونے کی حیثیت سے سرمایہ کاروں کو ان کے مکمل سرمایہ یا اس کے کسی حصہ کی ضمانت (گارنٹی) فراہم نہیں کر سکتا۔ البتہ نقصان کی صورت میں بغیر کسی شرط کے رضاکارانہ طور پر اس کو پورا کرنا جائز ہے۔

(ب) ادارہ سرمایہ کاری کے منتظم ہونے کی حیثیت سے اس سرمایہ کاری کے اثاثوں کو ان کی قیمتِ اسمیہ [face value] پر خریدنے کی

ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا، البتہ بازار کے رائج نرخ کے مطابق خریدنے کا وعدہ کر سکتا ہے۔

noorcentre.com

(ج) ادارہ سرمایہ کاری منتظم ہونے کی حیثیت سے کسی متعین نفع کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا، البتہ متوقع منافع کا ذکر اس کے واقع ہونے کی ذمہ داری لیے بغیر کیا جا سکتا ہے۔

(د) یہ جائز نہیں ہے کہ معاہدہ کسی ایسی شق پر مشتمل ہو جو نفع میں شرکت کو ختم کرتی ہو۔ مثلاً اس بات پر اتفاق کرنا کہ ایک متعین حد تک پورا نفع کسی ایک فریق کا ہوگا اور جو اس حد سے زیادہ ہو وہ دوسرے فریق کو ملے گا۔ البتہ منتظم کے لیے کوئی اضافی فائدہ[incentive] مقرر کرنا جائز ہے مثلاً ایک حد تک نفع میں دونوں فریق شریک ہوں اور جو اس سے زیادہ ہو وہ منتظم کو دے دیا جائے۔ اس معاملے میں شرعی معیار نمبر (۵۶) ''سرمایہ کاری منتظم پر ضمان'' کی بھی رعایت رکھی جائے۔

۵/۶/۳/۴ مالیاتی دستاویز کو رہن رکھوا کر تورُّق کرنا، چنانچہ جب (تورُّق کے خواہشمند) ادارہ کو سرمایہ کی ضرورت ہو تو وہ ادھار پر سامان خریدے پھر اس کو فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ نقد فروخت کردے۔ اور جب ادارہ کے پاس زائد سرمایہ موجود ہو تو وہ سامان نقد پر خرید کر تورُّق کے خواہشمند ادارہ کو ادھار پر فروخت کردے، اور دونوں صورتوں میں مرابحہ کے دَین [واجب الاداء رقم] کی توثیق تورُّق کے خواہشمند ادارہ کی مملوکہ مالیاتی دستاویز سرمایہ فراہم کرنے والے ادارہ کے پاس رہن رکھوا کر کی جا سکتی ہے۔ واضح رہے کہ تورُّق سے متعلق شرعی معیار نمبر ۳۰ کی شق ۴ اور ۵ میں موجود تفصیلات کے پابندی کے ساتھ ساتھ درجِ ذیل شرائط کی پابندی بھی ضروری ہے:

noorcentre.com

(الف) سامان کو خریدنے والا فریق ملکیت اور شرعی طور پر معتبر قبضہ کے بغیر اس کو فروخت نہیں کر سکتا۔

(ب) خریداری کے بعد اور آگے فروخت سے قبل سامان خریدار کے ضمان [ذمہ داری] میں آچکا ہو۔

(ج) سامان دوبارہ اسی فروخت کنندہ کو نہ بیچا جائے جس سے خریدا گیا ہے۔

(د) رہن رکھوائی جانے والی مالیاتی دستاویز رہن رکھوانے والے (تورُّق کے خواہشمند ادارہ) کی ملکیت ہوں گے اور ان کی قدر میں ہونے والا اضافہ یا نقصان کا مالک بھی رہن رکھوانے والا ہی ہوگا۔ البتہ یہ جائز ہے کہ اس دستاویز کی رجسٹریشن کو بطور وثیقہ [معاملہ کی پختگی کے] رہن رکھنے والے (سرمایہ فراہم کرنے والے) کے نام کروادی جائے۔ نیز رہن رکھنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس دستاویز میں ہونے والے کسی بھی قسم کے اضافہ مثلاً اس پر حاصل ہونے والی نقد آمدنی جس کا حقدار ان دستاویزات کا مالک ہے، کو بھی اصل دستاویز کے ساتھ بطور رہن رکھوانے کی شرط لگادے۔ اسی طرح دونوں فریقوں کا اس بات پر متفق ہونا بھی جائز ہے کہ ان دستاویزات کی آمدنی کو رہن رکھوانے والے فریق پر واجب الاداء مکمل دَین یا اس کے کچھ حصہ کی ادائیگی کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ یہ جائز نہیں ہے کہ رہن رکھنے والے کو ان دستاویزات کے فروخت کا حق حاصل ہونے کی شرط لگائی جائے۔

۶- معیار کے اجرا کی تاریخ

noorcentre.com

یہ معیار ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو جاری ہوا۔

noorcentre.com

معیار کی منظوری

مجلسِ شرعی نے ۱۰ - ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۹ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے سینتالیسویں اجلاس میں شرعی معیار "فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری" کو منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (الف)

معیار کی تیاری سے متعلق مختصر تاریخی روئداد

جنرل سیکرٹریٹ نے یکم شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو شرعی مشیر کو فروخت شدہ اشیا کی واپس خریداری کے معاہدات سے متعلق شرعی تحقیق تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

شرعی معیاروں کی کمیٹی نے مؤرخہ ۲۹ مارچ ۲۰۱۳ کو جدہ میں اس تحقیق اور معیار کے مسودہ پر مباحثہ کے بعد اس پر اعتماد کا اظہار کیا اور اس میں مناسب ترامیم شامل کیں۔

مجلسِ شرعی نے ۲۲ - ۲۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ - ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے پینتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودہ پر مباحثہ کے بعد اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

مجلسِ شرعی نے ۲۵ - ۲۶ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۸ - ۲۹ نومبر ۲۰۱۳ء کو بحرین میں منعقد ہونے والے اپنے چھتیسویں اجلاس میں معیار کے مسودہ پر مباحثہ کے بعد اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا۔

جنرل سیکرٹریٹ نے سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۲۸ ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو ۵۰ سے زائد شرکاء کی موجودگی میں جلسۂ سماعت منعقد کیا جن میں مرکزی اور دیگر بینکوں، اکاؤنٹنگ فرمز کے نمائندوں، ماہرینِ شریعت، یونیورسٹی کے اساتذہ اور دیگر متعلقہ اہم افراد شامل تھے۔ اس نشست میں پیش کی جانے والی آراء کو سنا گیا۔

مجلسِ شرعی نے ۱۰ - ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۹ - ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو مدینہ منورہ میں منعقد ہونے والے اپنے سینتالیسویں اجلاس میں جلسۂ سماعت میں سامنے آنے والی آراء پر مباحثہ کے بعد اس میں مناسب ترامیم کو شامل کیا اور اس معیار پر اعتماد کا اظہار کیا۔

شرعی معیارات کی مسودہ ساز کمیٹی نے ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو مدینہ منورہ

noorcentre.com

میں منعقد ہونے والے اجلاس میں اس معیار پر نظر ثانی کی اور اس پر مباحثہ کے بعد مسودہ سے متعلق چند ترامیم شامل کرنے کے بعد اس معیار کو باقاعدہ طور پر منظور کیا۔

noorcentre.com

ضمیمہ (ب)

شرعی احکام کی بنیادیں

- لازمی دو طرفہ وعدہ، شرط اور پہلی بیع کے وقت واپس خریدنے پر باہمی اتفاق کے بغیر اس چیز یا منفعت کو واپس خریدنا جائز ہے جو خریدار نے پہلے فروخت کی تھی، اس کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ مالی معاملات اور معاہدات میں اصل جائز ہونا اور درست ہونا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ﴾[1] "اور اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال کیا"۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[2] اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال کو آپس میں ناحق مت کھاؤ مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری آپس کی رضامندی کے ساتھ"۔
- دوبارہ ادھار قیمت پر خریدنے کی شرط لگانا جو کہ نقد قیمت سے زیادہ ہو جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عینہ کی ہی ایک صورت اور خرید وفروخت کے ایک عقد میں دو عقود کو جمع کرنا ہے جو کہ حرام ہے، کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم عینہ کی بنیاد پر خرید وفروخت کرنے لگو گے اور گائے کی دموں کے پیچھے پڑ جاؤ گے اور کھیتی باڑی پر راضی ہو کر جہاد کو چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت کو مسلط فرمادیں گے جس سے تم نکل نہیں پاؤ گے جب تک کہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آؤ"۔[3] اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۷۵۔

(۲) سورۃ النساء:۲۹۔

(۳) اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۴/۲ پر، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع والاجارات باب النہی عن العینہ حدیث نمبر ۳۴۶۲ پر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۱۶/۵ پر متعدد طرق سے روایت کیا ہے جن سب میں کلام کی گنجائش ہے۔ =

noorcentre.com

دو بیع کے عقود کو ایک عقد میں جمع کرنے سے منع فرمایا"۔ [1] اس صورت کی حرمت پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر کسی نے معاملہ کرتے ہوئے یوں کہا کہ میں تجھ سے یہ کپڑا نقد اتنی [یعنی ایک متعیّن] قیمت پر اس شرط کے ساتھ خریدتا ہوں کہ تو مجھ سے اس کو ادھار پر خریدے گا تو فقہاء کے نزدیک یہ معاملہ بالاتفاق ناجائز ہے"۔ [2] دیکھیے شرعی معیار نمبر (۲۵) "ایک سے زائد معاہدات کو جمع کرنا"۔

- نقد قیمت یا زیادہ پر دوبارہ ادھار خریدنے کا جانبین سے لازمی وعدہ کرنے کے جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ بھی گزشتہ صورتوں ہی کے ہم معنی ہے۔ دیکھیے شرعی معیار نمبر (۴۹) "وعدہ اور دوطرفہ وعدہ"۔
- نقد قیمت سے زیادہ پر دوبارہ اشیا کو ادھار خریدنے کے بارے میں باہمی اتفاق کے جائز نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عینہ ہی کی ایک صورت ہے جو کہ شرعاً حرام ہے۔ [3]
- اگر واپس خریدنے پر باہمی اتفاق نہ پایا جائے یا قیمت میں تبدیلی اس فروخت شدہ چیز کی صفت یا قدر

= البتہ یہ تمام طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں جس کی وجہ سے حدیث دلیل بنانے کے قابل ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، نصب الرایہ ۴/۱۷۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بلوغ المرام ص ۱۷۷ پر فرماتے ہیں اس کے رواۃ قابلِ اعتبار ہیں، شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار ۶/۲۹۸ پر اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) اس حدیث کی تخریج امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۲/۴۳۲ پر، ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع باب فی الرجل یبیع مالیس عندہ کے تحت حدیث نمبر ۳۴۶۲ پر اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع باب ماجاء فی النھی عن بیعتین فی بیعۃ کے تحت حدیث نمبر ۱۲۳۱ پر اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع باب بیعتین فی بیعۃ کے تحت حدیث نمبر ۴۶۳۲ پر کی ہے، نیز اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان رحمہما اللہ نے صحیح قرار دیا ہے، اور ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد ۴/۸۵ پر کہا ہے کہ "مسند احمد کے رواۃ صحیح ہیں"۔

(۲) بدایۃ المجتہد ۲/۱۱۶، نیز ملاحظہ ہو تکملۃ المجموع ۱۰/۱۵۷، المحلی ۹/۴۷۔

(۳) عینہ کی تعریف: "سامان کو متعیّن مدت کے ادھار پر فروخت کرکے خریدار سے نقد کم قیمت پر واپس خریدنا"، حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے اکثر فقہاء کے نزدیک یہ حرام ہے۔ فتح القدیر ۶/۳۲۳ مواہب الجلیل ۴/۴۰۴ شرح منتہی الارادات ۲/۱۵۸۔

میں تبدیلی کی وجہ سے ہو یا دوسری کرنسی میں معاملہ کرنے کی وجہ سے ہو یا فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور سے واپس خریدی جائے تو واپس خریدنے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں عینہ کا شبہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ معاملہ اپنی اصل یعنی جواز پر قائم رہے گا۔

noorcentre.com

- واپس خریدتے وقت ایک مستقل معاملہ کی انجام دہی اور صرف مدت کے گزرنے کے کافی نہ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ شرعاً ملکیت کے منتقل ہونے کے لیے کسی قولی یا فعلی ذریعہ کا ہونا ضروری ہے، اور اسی ذریعہ سے شرعی احکامات مثلاً رضامندی کا شرط ہونا، عقد کے بارے میں علم ہونا مبیع کو حوالہ کرنے کی قدرت ہونا وغیرہ متعلق ہوتے ہیں۔ نیز ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عقد کی انجام دہی کے بغیر خود بخود ملکیت ثابت ہونا "بیع معلق" کی صورت ہے۔
- فروخت کنندہ کے پاس قانونی رجسٹریشن کا حق محفوظ ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ ملکیت تو شرعاً خرید یا فروخت کی پیشکش اور اس کے قبول کرلینے سے منتقل ہوجاتی ہے، جبکہ قانونی رجسٹریشن صرف ملکیت کے ثبوت کی پختگی کے لیے ہوتی ہے۔
- نیلامی کے ذریعہ مبیع کو ادھار والی قیمت سے کم پر بھی واپس خریدنے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس صورت میں دونوں فریقوں کے درمیان باہمی اتفاق ختم ہوجاتا ہے، کیونکہ اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے کہ چیز پہلے فروخت کنندہ کے علاوہ کسی اور کے پاس چلی جائے، نیز قیمت بھی نیلامی میں طے شدہ حتمی قیمت کی بنیاد پر متعین ہوتی ہے، چنانچہ دوسری خرید وفروخت بازار کے رائج نرخ پر انجام پاتی ہے نہ کہ کسی ایسی قیمت پر جو دونوں فریقوں کے درمیان پہلے سے طے شدہ ہو۔
- کسی تیسرے فریق کے ذریعہ پہلے فروخت کنندہ کو ادھار سے کم نقد قیمت کے بدلہ سامان واپس کرنے پر باہمی اتفاقِ رائے کرنے کے حرام ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عینہ کا حیلہ ہے اور فریق ثالث کے معاملہ میں شامل ہونے سے معاملہ کی حقیقت پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا کیونکہ اس کو داخل کرنے کا مقصد سامان پہلے فروخت کنندہ کو واپس لوٹانا ہے۔
- مضارب یا شریک منتظم یا وکیل سرمایہ کاری کی جانب سے کسی متعین قیمت پر خریداری کے لازمی وعدہ کے حرام ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ عمل کرنے والے کی جانب سے ضمانت فراہم کرنا ہے اور یہ

noorcentre.com

عقد کے تقاضہ کے خلاف ہے کیونکہ عمل کرنے والا امین ہوتا ہے لہٰذا اس پر صرف زیادتی یا کوتاہی کی صورت میں ہی نقصان کی ذمہ داری ڈالی جاسکتی ہے۔[1] ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فاسد شرائط کی تیسری قسم، ایسی شرط لگانا جو عقد کے تقاضہ اور اس کی مصلحت کے خلاف ہو مثلاً مضارب پر مال کے نقصان کی ذمہ داری یا نقصان کے ایک متعین حصہ کی ذمہ داری ڈالنا"۔[2] اسی طرح عمل کرنے والے پر سرمایہ کے نقصان کی ذمہ داری ڈالنا معاملہ کو اس کے موضوع سے ہٹا کر قرض میں تبدیل کر دیتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ قرض اور مضاربہ میں فرق یہ ہے کہ پہلے معاملہ میں مال کی ذمہ داری مقروض پر ہوتی ہے جبکہ دوسرے معاملہ میں مضارب پر مال کے نقصان کی ذمہ داری نہیں ہوتی، لہٰذا اگر قرض کی صورت میں مال کے مالک کو نفع میں شریک کیا جائے تو یہ ایک ایسا قرضہ ہو گا جس پر نفع حاصل کیا گیا۔ [3]

- کسی چیز کو خرید کر اس کے فروخت کنندہ کو ملکیت منتقل کر دینے کے وعدہ کے ساتھ کرایہ پر دینے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہ معاملہ درجِ ذیل وجوہات کی بناء پر عینہ کی ممنوع صورت میں شمار نہیں ہو گا:

۱- اجرت منفعت کے بدلہ میں ہے، اور اجارہ کی مدت کے ساتھ یہ منفعت بھی تبدیل ہوتی رہے گی، چنانچہ اجارہ کا موضوعِ عقد پہلے معاملہ سے مختلف ہے۔

۲- اس عقد کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک طویل مدت پہلے عقد اور دوبارہ مالک بننے کے درمیان گزر چکی ہو جس میں اس چیز کی صفت یا قیمت میں تبدیلی واقع ہو جائے۔

۳- اس عقد میں دوبارہ ملکیت عموماً ہبہ کے ذریعہ یا پہلے والے عقد میں طے شدہ قیمت سے کم قیمت پر حاصل ہوتی ہے۔

---

(۱) البحر الرائق ۶/۳۱۳، البہجہ شرح التحفہ ۲/۲۱۷، میارہ علی العاصمیہ ۲/۱۳۱، المغنی ۷/۷۶۔

(۲) المغنی ۵/۴۱۔

(۳) المنتقی شرح الموطا ۷/۷۲۔

- کسی چیز کو کرایہ پر لے کر اس کے مالک ہی کو کرایہ پر دید ینے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ کرایہ پر لینے والا منفعت کا مالک ہے، لہٰذا اس کو اختیار ہے کہ وہ اس منفعت کو مالک کو دیدے یا کسی اور کو۔

noorcentre.com

- شرکت العقد میں کسی شریک کے حصہ کو ایک متعیّن قیمت پر خریدنے کا التزام کرنے کے حرام ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس سے شرکت کا موضوع یعنی نفع و نقصان میں شریک ہونا ختم ہو جاتا ہے، البتہ بازار میں رائج نرخ پر خریداری کا التزام کرنے میں یہ خرابی نہیں رہتی اس لیے یہ جائز ہے، کیونکہ بازار میں رائج قیمت التزام کو نافذ کرتے وقت شرکت کے نفع یا نقصان ہی کی نمائندگی کرتی ہے۔
- شرکت الملک میں اپنے شریک کا حصہ کسی متعیّن قیمت پر خریدنے کا التزام کرنے کے جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ یہاں شریک اجنبی شمار ہوتا ہے اور دوسرے کے حصہ میں بلا اجازت تصرف نہیں کر سکتا، چنانچہ کسی ممنوع چیز کی ذمہ داری قبول کرنا لازم نہیں آتا۔
- مالیاتی بازار میں رائج واپس خریداری کے معاہدات کی تکییف بطور سودی قرض کیے جانے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ معاملات میں اصل اعتبار ان کی حقیقت کا ہوتا ہے نہ کہ ان کے نام کا۔ اور معاملہ کی حقیقت یہی ہے کہ یہ مالیاتی دستاویز کے خریدار کی جانب سے اس کے فروخت کنندہ کو دیا جانے والا قرض ہے جس میں قرض دینے والے [خریدار] کے فائدہ کے لیے ان مالیاتی اثاثوں کو بطور رہن استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز یہاں حقیقتاً خرید و فروخت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی اس کے کوئی اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس کی انجام دہی تو فقط معاملہ کی پختگی کے لیے ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس فروخت اور واپس خریداری کے دورانیہ میں ان دستاویزات کی قدر میں ہونے والے اضافہ یا نفع کی تقسیم کا تعلق بھی فروخت کنندہ ہی سے ہوتا ہے۔ اسی طرح خریدار کو اس میں کسی تصرف کا حق حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے پاس یہ دستاویز محض فریق ثانی کے ذمہ میں واجب الاداء دَین کے وثیقہ کے طور پر ہوتی ہیں۔ یہ تمام امور اس معاملہ کو خرید و فروخت کے بجائے قرض بنا دیتے ہیں۔

جانبین سے برابری کی بنیاد پر باہمی قرضوں کا معاملہ جائز ہونے کی شرعی بنیاد یہ ہے کہ اس معاملہ میں منفعت صرف قرض فراہم کرنے والے کو حاصل نہیں بلکہ دونوں فریقوں کو مشترکہ طور پر حاصل ہے۔ نیز اس

noorcentre.com

کو "سفتجہ "(۱) پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ سفتجہ میں بھی فائدہ معاملہ کے دونوں فریقوں کو مشترکہ طور پر حاصل ہوتا ہے۔ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا جائز ہونا روایت کیا گیا ہے کیونکہ اس میں دونوں فریقوں کا فائدہ ہوتا ہے"۔ عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ابن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں لوگوں سے دراہم لیکر عراق میں مصعب ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا کرتے اور لوگ ان سے جاکر وہ دراہم وصول کرلیتے، اس معاملہ کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا"۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے اس معاملہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بھی اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا، ابنِ سیرین اور نخعی رحمہما اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔ صحیح قول کے مطابق یہ جائز ہے، کیونکہ اس میں کسی ایک فریق کو نقصان پہنچائے بغیر دونوں ہی کا فائدہ ہے، اور شریعت میں ایسے فوائد جن میں کسی فریق کا نقصان نہ ہو ان کی ممانعت نہیں ہے۔ نیز اس کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں ہے لہٰذا اس کو اصل یعنی جواز پر برقرار رکھا جائے گا۔(۲) اور شائد باہمی قرضوں (قرضِ متبادل) اور «أسلفني أسلفك» کے عنوان سے مشہور مسئلہ (جس کو اکثر متقدمین فقہاء ناجائز کہتے ہیں) کے درمیان یہی فرق ہے کہ یہ ایک ہی معاملہ ہے جس میں قرض فراہم کرنے والے کے فائدہ کی شرط ہوتی ہے جبکہ باہمی قرض کی صورت ایک باقاعدہ معاہدہ ہے جس میں جانبین سے تعاون مقصود ہے، جب بھی کسی ایک فریق کو سرمایہ کی ضرورت ہو دوسرا اس کو بغیر فائدہ کا قرض فراہم کرتا ہے، چنانچہ قرض فراہم کرنے کی شرط دونوں فریقوں کے مفاد میں ہے، کیونکہ کبھی ایک اس فائدہ اٹھائے گا کبھی دوسرا کیونکہ دونوں ہی قرض حاصل کرنے اور فراہم کرنے والے ہیں۔

(۱) سفتجہ کی تعریف: مال کے مالک کی جانب سے اپنے وکیل کو مال قرض کے طور پر دیے جانے کی تحریر جس سے وہ راستہ کے خطرات سے محفوظ ہوجاتا ہے، اس کی جمع سفاتج ہے۔ المصباح المنیر: ص ۲۸۰۔

(۲) المغنی ۴/ ۲۱۲۔

noorcentre.com

اسلامک بینکنگ انڈسٹری آف پاکستان

(Vol. 1 of 2)

شرعی معیارات

01 to 26

AAOIFI
هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية
ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

اسلامک بینکنگ انڈسٹری آف پاکستان

(Vol. 2 of 2)

شرعی معیارات

27 to 58

AAOIFI

هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

اسلامک بینکنگ انڈسٹری آف پاکستان

شرعی معیارات

AAOIFI

هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

noorcentre.com

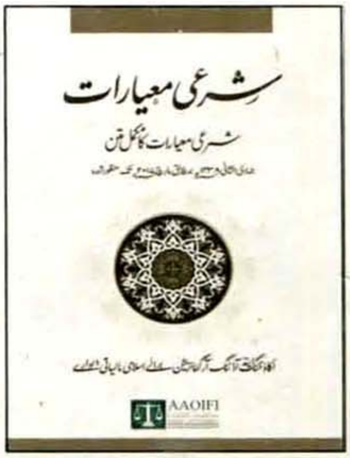

شرعی معیارات

شرعی معیارات کا مکمل متن

جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۷ء تک منظور شدہ

یہ کتاب فقہ المعاملات پر جدید دور کے فقہی اجتہادات کا عظیم مجموعہ ہے۔ یہ اسلامی مالیاتی عقود اور مصنوعات کی تفصیلات کے ایک بڑے حصے پر مشتمل ہے جس میں بینک، تکافل، سرمایہ کاری بینکاری، کیپٹل مارکیٹ اور تمویل وغیرہ شامل ہیں۔

ان معیارات کو عمومی مقبولیت حاصل رہی ہے اور ان کے فوائد سے دنیا بھر کے لوگ مستفید ہوتے آرہے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس وقت یہ دنیا بھر میں اسلامی مالیاتی صنعت میں قانون سازی اور نگرانی کرنے والے اداروں کے علاوہ دیگر پیشہ ورانہ اداروں بشمول اکاؤنٹنگ و مشاورتی فرمز، تعلیمی و تحقیقی اداروں، اور دار الافتاء میں ایک شرعی سند کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

اس وقت ایوفی کے ان معیارات کو متعدّد مرکزی بینکوں اور مالیاتی نگران اداروں نے یا تو باقاعدہ نافذ کر رکھا ہے یا پھر بطور رہنما دستاویز کے اختیار کرلیا ہے۔ اس لیے ایوفی کے یہ معیارات اسلامی مالیاتی صنعت کے لیے بجا طور پر باعثِ فخر اور اعزاز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسلامک بینکنگ انڈسٹری آف پاکستان

ISBN 978-969-9306-10-5
9 789699 306105

SHARI'AH STANDARDS

noorcentre.com

Full Text of Shari'ah Standards for Islamic Financial Institutions As at Safar 1439 A.H. – November 2017 A.D.

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION
FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

AAOIFI
ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION
FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

SHARI'AH STANDARDS

© The Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions, 2015

King Fahd National Library Cataloging-in-Publication Data
The Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions
Shari'ah Standards. / The Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions.- Manama, 2015
1262p ; 24×17 cm
ISBN: 6-9616-01-603-978
-1 Finance (Islamic Law) |- Title
275.5 dc 171/1437
L.D. no. 168/1437
ISBN: 6-9616-01-603-978

noorcentre.com

ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS
P.O. Box 1176, Manama, Kingdom of Bahrain
Telephone: :(17375400 (973+ – Fax: (17250194 (973+
E-mail: info@aaoifi.com
Website: www.aaoifi.com

Exclusive Sponsor of AAOIFI's Shariah Standards Online Version
SABB ساب
الخدمات المصرفية الإسلامية

Worldwide Distribution: Dar AlMaiman for Publishing & Distributing
For online shopping, visit our website: www.daralmaiman.com
For more information Email us: info@daralmaiman.com
Connect with us via twitter: @DarAlMaiman
Phone : +966 11 4627336 Fax : +966 11 4612163
Mobile : +966 500004568 Mobile : +966 505455097

No Unauthorized Photocopying
All rights reserved for Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions. Without permission in writing, no part of this publication may be translated, reprinted or reproduced or utilized in any form either in whole or in part or by any electronic, mechanical or other means, now known or hereafter invented, including photocopying and recording, or in any information storage and retrieval system.

AAOIFI's Shari'ah Standards are published both in Arabic and English. In case of any difference between the two texts, the Arabic text shall prevail. Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions is not responsible for any negative consequences occasioned to any person acting or refraining from action as a result of any material in this publication due to its usage.

noorcentre.com

SHARI'AH STANDARDS

Full Text of Shari'ah Standards for Islamic Financial Institutions as at Safar 1437 A.H. – December 2015 A.D.

AAOIFI
ACCOUNTING AND AUDITING ORGANIZATION FOR ISLAMIC FINANCIAL INSTITUTIONS

noorcentre.com

noorcentre.com

Foreword by AAOIFI Secretary General

Praise be to Allah, Lord of the Worlds, and Allah's blessings and peace be upon the noblest of Messengers, Prophet Muhammad, and upon his household and the companions, and those who follow their example with good conduct until the Day of Judgment.

It is of Allah's Grace that He bestowed on us the great religion of Islam, and made us the best Ummah raised up for mankind, one that is graced with the noblest of Prophets and Heavenly Books and religious codes. This comprehensive religious code encompassed and ordained all things beneficial to humankind in this life and in the Hereafter, and prohibited and banned all evils and vices, as made clear in the Noble Qur`an:

{"...Today, I have perfected your religion for you, and completed My favour upon you, and have granted Islam as a religion for you..."}. [1]

One of the basic pillars of Islamic Faith is the belief in, and perseverance towards, the preservation of the well-being of people, and solid establishment of markets, trade, finances, and to distance all of which from prohibitions sanctioned in the Qur`an and the Sunnah; namely, Riba, Gharar, gambling, illegal appropriation of peoples' wealth, etc. This is also embodied in the keenness to observe prohibitions in the area of financial transactions and contracts, especially when it comes to honoring obligations, honesty and straightforwardness, mutual consent of contracting parties, and so on.

Based on this set of norms and values, the Islamic finance industry was established and has attained its current paramount status, as manifested in its growth at a pace greater than that of all other financial sectors. By so doing, it will hopefully be a boon for all peoples and nations of the world.

The cornerstone of the Islamic finance industry is, and will always be, the adherence to, and compliance with, the rules and principles of Shari'ah,

(1) [Al-Ma`idah (The Table): 3]

under the broader collective reasoning by prominent Shari'ah scholars and jurists, and based on evidences found in the Qur`an and the Sunnah, in an attempt to deduce Shari'ah rulings that fit current-day reality and practices.

noorcentre.com

In this regard, the volume of Shari'ah Standards has become the major compilation of contemporary Fiqh reasoning in the area of *Fiqh al-Mu'amalat* (Jurisprudence of Financial Transactions) around the globe. The standards cover a large array of Islamic financial contracts and products, including those pertaining to banking, Islamic insurance, investment banking, capital markets, financing, and so on.

These standards have acclaimed wide popularity within the global Islamic finance industry, and are deemed the most outstanding Shari'ah reference for this industry and its various stakeholders, including legislative bodies, regulatory authorities, and financial institutions, and other professional entities such as law firms, accounting and consultancy firms, in addition to universities, academic institutions and research centers and Fatwa issuing bodies.

Currently, AAOIFI Standards are officially adopted by a number of central banks and financial authorities on a mandatory basis or as guidance. Hence, these standards are viewed as a major hallmark for the Islamic finance industry and one of its principal accomplishments.

These standards would have not achieved such a prominence and outreach, with Allah's Grace and Guidance first and utmost, had there been no great efforts exerted by the Shari'ah scholars and Fuqaha and a host of experts and professionals, volunteering a great deal of their time towards this great cause.

The success of these standards can be attributed to a set of factors, primarily the thorough scholarly methodology (the due process) that AAOIFI follows in its efforts to develop and issue the standards. The development process is carried out through more than ten stages, commencing with the commissioning of consultants to prepare the exposure drafts. The exposure draft is then submitted to the respective Shari'ah Standards Committee which discusses and reviews it, and then forwards it to the Shari'ah Board to

noorcentre.com

further discuss and review it, coming up with the draft standard. The draft standard is then presented at a public hearing (one or more) where the Islamic finance institutions can discuss it with Fuqaha, experts and professionals hailing from these institutions in order to make certain the draft standard is meticulous and of high quality, covering all practical aspects and emerging practices faced by the industry practitioners. The remarks and comments presented at the public hearing will be discussed by the Shari'ah Board to introduce the changes it deemed suitable and finally adopt the standard. At this stage, the standard is presented to the drafting committee to edit its text for publication.

One of the major strengths of these standards is reflected in the collective efforts made by the Shari'ah Board which consists of 20 prominent Shari'ah scholars from around the world. This ensures globality and wide geographical outreach of these standards in addition to accounting for various localities, jurisdictions, applications and customary practices, etc. The standards also embody the scholarly background diversification among board members, as all major schools of Islamic Law are duly represented, and various specializations are taken into consideration in its formation (from judiciary to Fatwa issuing, consultancy, research, authorship, law, and economic and financial advisory, etc.).

These standards also pay special attention to noting down classical Fiqh compendiums across ages, in the area of financial transactions, selecting the most practical and convenient out of these references, and giving preponderance to specific rulings in the form of a classified and typified standard. Furthermore, the standards account for modern applications of Islamic financial contracts and products and relevant emerging matters. They also grant special consideration to the use of unified terminology and disambiguation of its different components and aspects: technical, legal, accounting, financial, etc. Moreover, the standards involve the process of deriving Shari'ah rulings to address all pertaining matters and to provide guidance to the process of differentiation between impermissible and permissible transactions and practices all in one neat, summarized compilation.

The Shari'ah Board has made incumbent upon itself, in view of the fast pace of development and change in the Islamic finance industry, to review

existing standards. It formed from amongst its members a special committee for that purpose. The committee reviews all remarks and comments raised by scholars and experts on the form and substance of the standards. The reviews, in a bid to address the industry's requirements as to emerging matters, have resulted in three classes of standards: (I) Standards whose items and paragraphs were updated to remove ambiguity and clarify their meanings and the rulings embedded therein, or to present more precise presentation of content and so on. (II) Standards to which new paragraphs were added or existing paragraphs were merged or omitted, so that the general structure of the standard is maintained. (III) Standards which the board deemed in need of a new preparation and development, in order to account for the sizable emerging matters and changes relating to the topic of the standard such as the Shari'ah Standards on Sukuk, Debit Card, Charge Card and Credit Card, and so on. The development process for such standards has commenced and is under way.

noorcentre.com

The new version of AAOIFI Shari'ah Standards has included a number of reviewed and revised standards (of types 1 and 2, as mentioned above). These standards are labeled with a "Revised Standard" designation.

We are ever thankful to Allah that issuance of the new version in its elegant layout has been completed both in hardcopy and digital formats. A total of 15 new Shari'ah standards have been translated and added to the English volume. As such, all Shari'ah standards, included in this edition, have been issued both in Arabic and English. New standards are also under preparation and are currently at different stages of the due process.

The newly translated standards that have been added to this edition went through three extensive stages in implementation of proper quality control measures. The first stage constituted institutional efforts made by the International Shari'ah Research Academy for Islamic Finance (ISRA) and the Islamic Development Bank (IDB). The second stage involved revision by a legal expert (lawyer) who examined the translation from the angle of accuracy and faithfulness to the original text and legal vocabulary. Finally, in the third stage, the Translation Committee, consisting of the Honorable Chairman of the Shari'ah Board and four esteemed members, edited and

fine-tuned the translation through ten meetings, some of which spanned 3 successive days. To all of them, we extend our sincere appreciation and best wishes. I would also like to thank my colleague Mr. Mohammad Majd Bakir (Corporate Development Manager, AAOIFI) for his outstanding efforts to accomplish this project.

noorcentre.com

We warmly welcome your remarks and feedback, including errata, on existing standards and your proposals as to new standards, on our email: sharia@aaoifi.com

With sincere wishes and best regards,

Dr. Hamed Hassan Merah

23 Dhul-Qa'dah, 1436 A.H., 7 September 2015 A.D.

noorcentre.com

Foreword by Shari'ah Board's Chairman

Praise be to Allah, Lord of the Worlds, and peace be upon our master Muhammad, the last-sent Prophet and the leader of Prophets, and on all his household and the companions, and those who follow their example in good conduct till the Day of Judgment.

As to what follows,

Islamic banking does considerably differ from its conventional counterpart in terms of principles, norms, values, and practices. The specialty of Islamic banking and the soundness of its transactions must be clearly reflected in accounting treatments so that no confusion arises, and no mistakes are committed in practice. Conventional accounting cannot serve the purpose, as it is based on a different set of norms and values. Therefore, it was vital that Islamic banks and financial institutions (IFIs) have their own accounting standards, rather than conventional ones. The development of the standards was and is still a gigantic task that draws on the great efforts exerted by Shari'ah scholars and professional experts alike. Since inception in 1411 A.H. (corresponding to 1991 A.D.), AAOIFI has been exerting a lot of efforts in the preparation of accounting standards for Islamic financial institutions and auspiciously the standards have been well received by the industry, especially in the area of Islamic banking where Islamic banks follow them on a mandatory basis or as guidance, based on regulatory enforcement by central banks in many countries around the globe. Subsequently, AAOIFI decided to issue Shari'ah standards in the same way it had issued its accounting standards, in order to provide a reference for Islamic banks and financial institutions to comply with Shari'ah in their transactions and products and to harmonize various Fatwas issued by different Shari'ah Supervisory Boards (SSBs). To that end, AAOIFI formed its Shari'ah Board in 1419 A.H. (corresponding to 1999 A.D.) consisting of Shari'ah scholars versed with *Fiqh al-Mua'amalat* (Islamic commercial and financial jurisprudence), especially in the area

of Islamic banking. The Board, with Allah's Grace, has managed to issue more than 54 standards hitherto, covering a wide array of Shari'ah rules pertaining to financial transactions of Islamic financial institutions (IFIs). These standards have become a reliable reference for the Islamic banking industry, and an essential part of academic curricula in universities, colleges and schools offering education on Islamic banking.

noorcentre.com

The Board exerts due diligence to develop these standards through the due process which initiatives with commissioning of a consultant/scholar knowledgeable in the area relevant to the topic of the standard. An additional study will be conducted to take into consideration all relevant issues in light of the Noble Qur`an, the Sunnah, and major schools of Islamic Law, setting out Shari'ah basis and newly emerging matters along with contemporary Fiqh views. Then, an exposure draft is prepared for the prospective standard. The study and exposure draft will be submitted to a committee formed from amongst the Board members in addition to a number of external, specialized scholars. For that purpose, the Board formed four committees that convene to review the exposure draft and prepare it for submission to the Shari'ah Board. The Board used to convene every week and other week in Makkah Al-Mukarramah and Al-Madinah Al-Munawwarah, in turns. It currently convenes only four times a year at least, two in the Two Holy Cities, and two elsewhere.

Afterward, the exposure drafts reviewed by the committees are discussed line in line out in the Board's meetings in a deliberate and unhindered manner, until a standard is adopted based on consensus or the opinion of the majority. Thereafter, AAOIFI holds a public hearing to present and discuss the proposed standard with a host of scholars and practitioners who voice their views and opinions, whether in the form of deletions, additions, or amendment. The feedback will be presented to the Board again in its next meeting for discussion. This will represent an opportunity for the Board to discuss the standard for the last time before issuance, where it can add or delete or amend it as deemed appropriate after extensive discussions. At this stage, the due process completes and the standard is officially adopted and issued.

In this regard, two important facts are worth noting:

noorcentre.com

First, these standards are issued by the Board, not by an individual or an ad-hoc group of individuals. Hence, the rulings and provisions reached at in the standards shall not be attributed to a specific member in his personal capacity. The Board follows a professional methodology as do most similar international bodies. Its decisions are taken by the majority of members, while those members with opposing views or reservations will be referred to along with their views or reservations in the minutes of meetings. The decisions will be issued under the name of the Board and points of incongruity will not be mentioned. Most of the provisions in the standards issued by the Board are typically agreed on by all members. It is not unusual, however, that different points of view often emerge as to rulings developed on the basis of reasoning (*Ijtihad*), especially in relation to new occurrences and issues (*Nawazil*). If incongruity on some issues lingers on after open deliberations, the Board would take its decisions based on the majority of views, and the points of incongruity would be noted down in the minutes as is the usual procedure without referring thereto in the body of the standard.

Second, despite the above-mentioned steps followed by the Board in its keenness to take prudent measures in the process of standards issuance, this all remains a human endeavor that is fallible by nature, where mistakes and oversight are not completely ruled out, and infallibility only belongs to Prophets and Messengers (peace be upon them). Therefore, the Board formed a review committee to look into its existing standards. Should a mistake or oversight be pinpointed, or should there be any suggestion for improvement of the standards, we would be thankful to receive feedback from scholars (please address them to AAOIFI's General Secretariat, which will submit them in turn to the Board through the review committee, Allah's Willing).

Lastly, I would like to extend my appreciation to all Board members for their invaluable efforts and contributions to the realization of this splendid achievement, purely dedicated to Allah, and also for the spirit of understanding they exhibited during constructive scholarly deliberations. I would also like to thank AAOIFI for its remarkable initiative embodied in this

outstanding accomplishment and for its unwavering efforts to support and facilitate the errand of the Board as it saved no means to arrange the Board's meetings, to iron out all obstacles and difficulties, and to follow up on the Board's resolutions and communicate them to all parties concerned. I do supplicate to Allah to amply reward all those who sincerely contributed towards this work, and I pray that Allah accept it and extend its benefits to people everywhere.

noorcentre.com

And praise be to Allah, first and foremost,

Muhammad Taqi Usmani

noorcentre.com

noorcentre.com

Table of Contents

Subject	Page
Foreword by AAOIFI Secretary General	5
Foreword by Shari'ah Board's Chairman	10
Introduction	19
Organizational Structure	26
Shari'ah Standards	
1. SS (1): Trading in Currencies	47
2. SS (2): Debit Card, Charge Card and Credit Card	67
3. SS (3): Procrastinating Debtor	83
4. SS (4): Settlement of Debt by Set-Off	103
5. SS (5): Guarantees	119
6. SS (6): Conversion of a Conventional Bank to an Islamic Bank	147
7. SS (7): Hawalah	171
8. SS (8): Murabahah	195
9. SS (9): Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek	233
10. SS (10): Salam and Parallel Salam	267
11. SS (11): Istisna'a and Parallel Istisna'a	291
12. SS (12): Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations	321
13. SS (13): Mudarabah	365
14. SS (14): Documentary Credit	391
15. SS (15): Ju'alah	421
16. SS (16): Commercial Papers	439
17. SS (17): Investment Sukuk	463
18. SS (18): Possession (Qabd)	489
19. SS (19): Loan *(Qard)*	513
20. SS (20): Sale of Commodities in Organized Markets	535

21. SS (21): Financial Paper (Shares and Bonds) 555
22. SS (22): Concession Contracts 583
23. SS (23): Agency and the Act of an Uncommissioned Agent (Fodooli) .. 605
24. SS (24): Syndicated Financing 629
25. SS (25): Combination of Contracts 647
26. SS (26): Islamic Insurance 673
27. SS (27): Indices 701
28. SS (28): Banking Services in Islamic Banks 719
29. SS (29): Stipulations and Ethics of Fatwa in the Institutional Framework 733
30. SS (30): Monetization (*Tawarruq*) 753
31. SS (31): Controls on Gharar in Financial Transactions 767
32. SS (32): Arbitration 789
33. SS (33): Waqf 809
34. SS (34): Hiring of Persons 839
35. SS (35): Zakah 865
36. SS (36): Impact of Contingent Incidents on Commitments 905
37. SS (37): Credit Agreement 921
38. SS (38): Online Financial Dealings 943
39. SS (39): Mortgage and its Contemporary Applications 963
40. SS (40): Distribution of Profit in Mudarabah-Based Investment Accounts 989
41. SS (41): Islamic Reinsurance 1013
42. SS (42): Financial Rights and How They Are Exercised and Transferred ....
43. SS (43): Insolvency 1061
44. SS (44): Obtaining and Deploying Liquidity 1083
45. SS (45): Protection of Capital and Investments 1097
46. SS (46): Al-Wakalah Bi Al-Istithmar (Investment Agency) 1115
47. SS (47): Rules for Calculating Profit in Financial Transactions 1133
48. SS (48): Options to Terminate Due to Breach of Trust (Trust-Based Options 1145
49. SS (49): Unilateral and Bilateral Promise 1159

noorcentre.com

50. SS (50): Irrigation Partnership (Musaqat) 1175
51. SS (51): Options to Revoke Contracts Due to Incomplete Performance .. 1197
52. SS (52): Options to Reconsider (Cooling-Off Options, Either-Or Options, and Options to Revoke Due to Non-Payment) 1213
53. SS (53): ’Arboun (Earnest Money) 1231
54. SS (54): Revocation of Contracts by Exercise of a Cooling-Off Option... 1245
Overview: Publication Sponsor 1259

noorcentre.com

noorcentre.com

noorcentre.com

Introduction

noorcentre.com

noorcentre.com

Introduction

The Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions (AAOIFI), formerly known as Financial Accounting Organization for Islamic Banks and Financial Institutions, was established in accordance with the Agreement of Association which was signed by Islamic financial institutions on 1 Safar 1410 A.H., corresponding to 26 February 1990 A.D., in Algiers. AAOIFI was registered on 11 Ramadan 1411 A.H., corresponding to 27 March 1991 A.D., in the Kingdom of Bahrain as an international autonomous non-profit making corporate body.

Objectives of AAOIFI are:

1. To develop accounting and auditing thoughts relevant to Islamic financial institutions;
2. To disseminate accounting and auditing thoughts relevant to Islamic financial institutions and their applications through training, seminars, publication of periodical newsletters, carrying out and commissioning of research and other means;
3. To prepare, promulgate and interpret accounting and auditing standards for Islamic financial institutions; and
4. To review and amend accounting and auditing standards for Islamic financial institutions.

AAOIFI carries out these objectives in accordance with the precepts of Islamic Shari'ah which represents a comprehensive system for all aspects of life, in conformity with the environment in which Islamic financial institutions have developed. This activity is intended both to enhance the confidence of users of the financial statements of Islamic financial institutions in the information that is produced about these institutions, and to encourage these users to invest or deposit their funds in Islamic financial institutions and to use their services.

Before the establishment of AAOIFI, intensive efforts were made on both administrative and technical levels beginning with the working paper that

was presented by the Islamic Development Bank during the annual meeting of its board of governors in Istanbul in March 1987. Thereafter, a number of committees were formed to examine the appropriate methods of preparing accounting standards for Islamic financial institutions. These committees produced several research studies and reports.(1)

noorcentre.com

Since its establishment in 1411 A.H., corresponding to 1991 A.D. and until 1415 A.H., corresponding to 1995 A.D., the organizational structure of AAOIFI comprised the Supervisory Committee which consisted of seventeen members, the Financial Accounting Standards Board which consisted of twenty one members, an Executive Committee appointed from within the members of the Standards Board, and a Shari'ah Committee of four members.

After four years of work, the Supervisory Committee decided to form a review committee to look into the statute of AAOIFI and its organizational structure. The amendments that were later introduced in the statute, which were approved by the Supervisory Committee, included the renaming of the Organization and the changing of its organizational structure. The revised structure consisted of a General Assembly, a Board of Trustees (which replaced the supervisory committee), an Accounting and Auditing Standards Board (which replaced the former board that was confined to accounting standards only), an Executive Committee, a Shari'ah Board and a General Secretariat to be headed by a Secretary-General.

The amendment of the statute also included changing the method of financing AAOIFI. In the past, AAOIFI was financed by contributions paid by the founding members (Islamic Development Bank, Dar Al-Maal Al-Islami Group, Al Rajhi Banking & Investment Corporation, Dallah Al Baraka and Kuwait Finance House). The revised statute calls for the establishment of a Waqf (endowment) and charity fund to be financed from membership fee that is paid only once by institutions joining AAOIFI. The proceeds from this fund, the annual subscription fees, grants, donations, bequests and others are the sources from which AAOIFI funds its activities.

(1) These studies and reports are compiled in five volumes and were lodged in the library of the Islamic Research and Training Institute of the Islamic Development Bank in Jeddah - Saudi Arabia under serial no. (332/121021).

The amendment of the statute also included changing the membership of AAOIFI. It consisted of:

noorcentre.com

- Founding members,
- Non-founding members,
- Observing members.

Attached is an updated list of AAOIFI's members.

In 1419 A.H., corresponding to 1998 A.D., additional amendments were made in AAOIFI's statute. These amendments included, among other things, the broadening of AAOIFI's objectives. Article (4) of the amended statute states that AAOIFI shall:

1. Develop the accounting, auditing and banking practices thought relating to the activities of Islamic financial institutions.
2. Disseminate the accounting and auditing thought relating to the activities of Islamic financial institutions and their applications through training, seminars, publication of periodical newsletters, preparation of research and other means.
3. Prepare, promulgate and interpret accounting and auditing standards for Islamic financial institutions in order to harmonize the accounting practices adopted by these institutions in the preparation of their financial statements, as well as to harmonize the auditing procedures adopted in auditing the financial statements prepared by Islamic financial institutions.
4. Review and amend the accounting and auditing standards for Islamic financial institutions to cope with developments in the accounting and auditing thought and practices.
5. Prepare, issue, review and adjust the statements and guidelines on the banking, investment and insurance practices of the Islamic financial institutions.
6. Approach the concerned regulatory bodies, Islamic financial institutions, other financial institutions that offer Islamic financial services, and accounting and auditing firms in order to implement the accounting and auditing standards, as well as the statements and guidelines on the banking, investment and insurance practices of Islamic financial institutions that are published by AAOIFI.

The amendments also included the renaming of non-founding members to be "Associate Members". Article (3) of the amended statute states that associate members shall comprise the following:

noorcentre.com

1. Islamic financial institutions that comply with Islamic Shari'ah rules and principles in all their transactions.
2. Regulatory and supervisory authorities that supervise Islamic financial institutions. Regulatory and supervisory authorities include central banks, monetary agencies and other similar authorities.
3. Islamic Fiqh academies and authorities that have corporate entity.

The Observing Members shall comprise the following:

1. Organizations and associations responsible for regulating the accounting and auditing profession and/or those responsible for preparing accounting and auditing standards.
2. Practicing certified accounting and auditing firms that have interest in the accounting and auditing practices of Islamic financial institutions.
3. Financial institutions engaged in financial activities of Islamic institutions.
4. Users of financial statements of Islamic financial institutions both individual and corporate.

The conditions of membership specified in Article (8) of the amended statute stipulate that every member should pay the prescribed membership fee and the annual subscription fee. A member should also comply with AAOIFI's statute and bylaws.

The amendment of the statute also included the formation of a Shari'ah Board instead of Shari'ah Committee. Details of the Shari'ah Board are shown below in the organizational structure.

In 1425 A.H., corresponding to 2004 A.D., additional amendments were made in AAOIFI's statute. These amendments included expanding the membership category to include supporting members, which comprise users of financial statements of Islamic financial institutions both individuals and corporate. It also comprises all the local and international financial institutions that already have or intend to have relations with Islamic financial institutions' products.

The changes also include AAOIFI ability to offer a testing and certification programme in the areas of accounting, auditing, financial analysis, and Islamic banking, conducted either by AAOIFI or in cooperation with other parties.

noorcentre.com

noorcentre.com

Organizational Structure

a) General Secretariat

The General Secretariat consists of the Secretary-General and the technical and administrative units. The Secretary-General is the executive director of AAOIFI. He coordinates the activities of General Assembly, the Board of Trustees, the Standards Board, Shari'ah Board, the Executive Committee and the subcommittees and acts as their rapporteur. He runs the day-to-day affairs and activities as well as coordinating and supervising the studies related to the preparation of statements, standards and guidelines promulgated by AAOIFI. The responsibilities of the Secretary-General also include strengthening ties between AAOIFI and other organizations and representing AAOIFI at conferences, seminars and scientific meetings.

b) Board of Trustees

The Board of Trustees is composed of nineteen part-time members, in addition to the Secretary General, who are appointed by the General Assembly for a five-year term. Members of the Board of Trustees represent the following various categories: regulatory and supervisory bodies, Islamic financial institutions, Shari'ah Supervisory Boards, organizations and associations responsible for regulating the accounting profession and/or responsible for preparing accounting and auditing standards, certified accountants, and users of the financial statements of Islamic financial institutions. The conditions of electing these members are specified in Article (11) of the statute.

The Board of Trustees meets at least once a year. With the exception of the proposals to amend the statute of AAOIFI which requires the vote of three quarters of the members of the Board of Trustees, decisions in all matters before the Board are adopted by the majority of the members voting. In case of a tie, the Chairman shall have the casting vote.

The powers of the Board of Trustees include, among others, the following:

noorcentre.com

1. Appointment of members of AAOIFI's Boards and termination of their membership, in accordance with the provisions of the statute.
2. Arrangement of sources of finance for AAOIFI and investing those resources.
3. Appointment of two members from amongst the members of the Board of Trustees to the Executive Committee.
4. Appointment of the Secretary-General.

Notwithstanding the provisions of the statute concerning the Board of Trustees' powers and authorities, neither the Board of Trustees nor any of its sub-committees including the Executive Committee, has the right to interfere directly or indirectly in the work of the other Boards of AAOIFI or influence them in any manner whatsoever.

c) Executive Committee

The Executive Committee is composed of five members: The Chairman and one member from of the Board of Trustees, the Secretary General, the Chairman of the Accounting and Auditing Standards Board and the Chairman of the Shari'ah Board. The Executive Committee has the power to discuss, among other things, the work plan, the annual budget, financial statements, and the report of the external auditor. The Executive Committee also has the power to approve the employment bylaws and financial regulations of AAOIFI. The Executive Committee meets at least twice at the request of the Secretary–General or as and when required at the request of either its Chairman or the Secretary–General.

d) General Assembly

The General Assembly is composed of all founding and associate members, members representing regulatory and supervisory authorities, observer members and supporting members. Observer and supporting members have the right to participate in the meetings of the General Assembly but without a right to vote. The General Assembly is the supreme authority and convenes at least once a year.

e) Shari'ah Board

The Shari'ah Board is composed of not more than twenty members to be appointed by the Board of Trustees for a four-year term from among Fiqh scholars who represent Shari'ah Supervisory Boards in the Islamic financial institutions that are members of AAOIFI, and Shari'ah supervisory boards in central banks, in addition to the Secretary General.

noorcentre.com

The powers of the Shari'ah Board include, among others, the following:

1. Achieving harmonization and convergence in the concepts and application among the Shari'ah Supervisory Boards of Islamic financial institutions to avoid contradiction or inconsistency between the Fatwas and applications by these institutions, thereby providing a pro-active role for the Shari'ah Supervisory Boards of Islamic financial institutions and central banks.
2. Helping in the development of Shari'ah approved instruments, thereby enabling Islamic financial institutions to cope with the developments taking place in instruments and formulas in fields of finance, investment and other banking services.
3. Examining any inquiries referred to the Shari'ah Board from Islamic financial institutions or from their Shari'ah Supervisory Boards, either to give the Shari'ah opinion in matters requiring collective Ijtihad (reasoning), or to settle divergent points of view, or to act as an arbitrator.
4. Reviewing the standards which AAOIFI issues in accounting, auditing and code of ethics and related statements throughout the various stages of the due process, to ensure that these issues are in compliance with the rules and principles of Islamic Shari'ah.

f) Accounting and Auditing Standards Board

The Standards Board is composed of twenty part-time members who are appointed by the Board of Trustees for a four-year term, in addition to the Secretary General. Members of the Standards Board represent the following various categories: Regulatory and supervisory bodies, Islamic financial institutions, Shari'ah Supervisory Boards, university professors, organizations and associations responsible for regulating the accounting

profession and/or responsible for preparing accounting and auditing standards, certified accountants, and users of the financial statements of Islamic financial institutions.

noorcentre.com

The powers of the Standards Board include, among others, the following:

1. To prepare, adopt and interpret accounting and auditing statements, standards and guidelines for Islamic financial institutions.
2. To prepare and adopt code of ethics and educational standards related to the activities of Islamic financial institutions.
3. To review with the aim of making additions, deletions or amendments to any accounting and auditing statements, standards and guidelines.
4. To prepare and adopt the due process for the preparation of standards, as well as regulations and bylaws of the Standards Board.

The Standards Board meets at least twice every year and its resolutions are adopted by the majority of the votes of the members voting. In case of a tie, the Chairman of the Standards Board shall have the casting vote.

noorcentre.com

Board of Trustees

NAME	POSITION	STATUS
H.E Shaikh Ebrahim Bin Khalifa Al Khalifa	Former Minister of Housing, Kingdom of Bahrain	Chairman
H. E. Sheikh Saleh Abdullah Kamel	President, Dallah Al Baraka Group, Kingdom of Saudi Arabia	Deputy Chairman
Tan Sri Dr. Munir Majid	Chairman, Bank Muamalat, Malaysia	Member
Mr. Ahmed al Gebali	Director, Islamic Development Bank	Member
Mr. Shadi Zahran	Group Chief Financial Officer, Kuwait Finance House	Member
H. E. Muliaman D Hadad	Chairman, Financial Services Authority of Indonesia	Member
Mr. Khalid Hamad	Executive Director, Banking Supervision, Central Bank of Bahrain	Member
Mr. Saeed Ahmed	Deputy Governor, State Bank of Pakistan	Member
Mr. Abdulmohsen Abdulaziz Al-Fares	Chief Executive Officer, Alinma Bank, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Mr. Tirad M. Mahmoud	Chief Executive Officer, Abu Dhabi Islamic Bank, United Arab Emirates	Member
Mr. Abdulbasit Ahmed A. Al-Shaibei	Chief Executive Officer, Qatar International Islamic Bank, Qatar	Member
Mr. Irfan Siddiqui	President & Chief Executive Officer, Meezan Bank, Pakistan	Member
Mr. Abdulrazak Mohammed Elkhraijy	Head of Islamic Banking Development Group, National Commercial Bank, Kingdom of Saudi Arabia	Member

Sh. Dr. Sayyed Mohammad Al-Sayyid Abdul Razzaq Al-Tabtaba'e	Shari'ah Scholar, Kuwait	Member
Sh. Yousif Khalawi	Shari'ah Scholar, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Mr. Noor ur Rahman Abid	Former Managing Partner, Auditing and Assurance Business Services, Middle East, EY, Kingdom of Bahrain	Member
Mr. Ahmad Fayez Al Shamsi	Chairman, Maayer Consulting and Auditing, United Arab Emirates (and former Chief Financial Officer, Emirates Islamic Bank)	Member
Prof. Dr. Necdet Sensoy	Member of the Board, Central Bank of the Republic of Turkey (and former Professor of Accounting in Universities in Malaysia and Turkey)	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary General, AAOIFI	Member & Rapporteur

noorcentre.com

Secretary-General

Dr. Hamed Hassan Merah

noorcentre.com

Shari'ah Board

NAME	POSITION	STATUS
Sheikh Muhammad Taqi Usmani	Vice-President Darul-Uloom Karachi, Pakistan, and Permanent Member, OIC Fiqh Academy, Jeddah, Kingdom of Saudi Arabia	Chairman
Sheikh Abdulla Bin Sulaiman Al Manea	Member, Council of Senior Scholars, and Advisor to the Royal Court, Kingdom of Saudi Arabia	Deputy Chairman
Sheikh Dr. Abdul Sattar Abu Ghuddah	President and General Secretary of the Unified Shari'ah Board of Al Baraka Banking Group, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Dr. Hussein Hamid Hassan	International Expert and Advisor, Chairman and Member of IFIs' Shari'ah Supervisory Boards, Arab Republic of Egypt	Member
Sheikh Abdulla Bin Mohamed Al Mutlaq	Member, Council of Senior Scholars, and Member, Permanent Committee of Ifta', and Advisor to the Royal Court, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Dr. Ahmad Ali Abdulla	Secretary General, The Higher Council of the Shari'ah Supervisory Board, Sudan	Member
Sheikh Nizam Yaquby	Chairman and Member, IFIs' Shari'ah Supervisory Boards, Kingdom of Bahrain	Member
Sheikh Dr. Mohamed Ali Al Qari	Chairman and Member, IFIs' Shari'ah Supervisory Boards, Saudi Arabia	Member
Sheikh Dr. Yousef Abdullah Al-Shubaily	Chairman and Member, IFI's Shari'ah Supervisory Board, Bank Albilad, Kingdom of Saudi Arabia	Member

noorcentre.com

Sheikh Dr. Ahmed Bin Abdulaziz Al Hadad	Senior Mufti, Supreme Committee of Iftaa, Director, Dar Al Iftaa, Department of Islamic Affairs and Charitable Activities United Arab Emirates	Member
Sheikh Dr. Mahmoud Al Sartawi	Chairman, Shari'ah Supervisory Board, Jordan Islamic Bank, Jordan	Member
Sheikh Dr. Ayashi Faddad	Shari'ah Advisor, Islamic Development Bank	Member
Sheikh Dr. Esam 'Anezi	Chairman, Shari'ah Supervisory Board, Investment Dar, Kuwait.	Member
Sheikh Dr. Mohammed Akram Laldin	Executive Director, The International Shari'ah Research Academy for Islamic Finance,	Member
Sheikh Waleed Bin Hadi	Head of Shari'ah Compliance, Qatar Islamic Bank, Qatar	Member
Sheikh Aflah Alkahalili	Head of Studies and Research, Grand Mufti Office, Sultanate of Oman	Member
Mr. Abdulla Bin Humood Al Ezzi	Member, Ulama Society, Yemen	Member
Sheikh Mohsen Al Asfoor	Member, Shari'ah Supervisory Board, Ithmaar Bank, Kingdom of Bahrain	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary-General, AAOIFI	Member & Rapporteur

Former Shari'ah Board Members

noorcentre.com

Sheikh Prof. Dr. Wahbe Mustafa al Zuhaili	Sheikh Prof. Dr. Nazih Hammad
Sheikh Abdul Razzaq Naser Mohammed	Sheikh Ghazali Bin Abdul Rahman
Sheikh Yousif Mohammed Mahmoud Qasim	Sheikh Dr. Abdul Rahman Bin Saleh Al Atram
Sheikh Dato Haji Mohammed Hashim Bin Yehia	Sheikh Prof. Dr. Alsidiq Mohammed Al Dharir
Sheikh Yusuf Talal De Lorenzo	Sheikh Prof. Dr. Ali Mohi Eldinne Alqoradaghi
Sheikh Dr. Mohammad Daud Bakr	Sheikh Mohammed Ali Taskhiri
Sheikh Dr. Mohammed Abdul Rahim Sultan Al Ulama	Sheikh Prof. Dr. Ajeel Jasim Al-Nashmi
Sheikh Dr. Saleh Bin Abdulla Lihaidan	

Shari'ah Standards Review Committee

noorcentre.com

NAME	POSITION	STATUS
Sheikh Dr. Abdul Sattar Abu Ghuddah	President and General Secretary of the Unified Shari'ah Board of Al Baraka Banking Group, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Dr. Ayashi Faddad	Shari'ah Advisor, Islamic Development Bank, Saudi Arabia	Member
Sheikh Waleed Bin Hadi	Head of Shari'ah Compliance, Qatar Islamic Bank, Qatar	Member
Sheikh Dr. Yousef Abdullah Al-Shubaily	Member, Shari'ah Supervisory Board, Bank Albilad, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Dr. Esam 'Anezi	Chairman, Shari'ah Supervisory Board, Investment Dar, Kuwait.	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary-General, AAOIFI	Member

Shari'ah Standards Drafting Committee

noorcentre.com

NAME	POSITION	STATUS
Sheikh Dr. Abdul Sattar Abu Ghuddah	President and General Secretary of the Unified Shari'ah Board of Al Baraka Banking Group, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Dr. Mohamed Ali Al Qari	Chairman and Member of IFIs' Shari'ah Supervisory Boards, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Dr. Yousef Abdullah Al-Shubaily	Member, Shari'ah Supervisory Board, Bank Albilad, Kingdom of Saudi Arabia	Member

Shari'ah Standards Translation Committee

noorcentre.com

NAME	POSITION	STATUS
Sheikh Muhammad Taqi Usmani	Vice-President, Darul-Uloom Karachi, Pakistan, and Permanent Member, OIC Fiqh Academy, Kingdom of Saudi Arabia	Chairman
Sheikh Nizam Yaquby	Chairman and Member of IFIs' Shari'ah Supervisory Boards, Kingdom of Bahrain	Member
Sheikh Dr. Mohamed Ali Al Qari	Chairman and Member of IFIs' Shari'ah Supervisory Boards, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Essam Mohammed Ishaq	Shari'ah Advisor & Board Member, Discover Islam Centre, Kingdom of Bahrain.	Member
Sheikh Dr. Mohammed Akram Laldin	Executive Director, The International Shari'ah Research Academy for Islamic Finance,	Member

Shari'ah Standards Committee (1)
noorcentre.com
Kuwait

NAME	POSITION	STATUS
Sheikh Dr. Esam 'Anezi	Chairman, Shari'ah Supervisory Board, Investment Dar, Kuwait.	Chairman
Sheikh Dr. Muhammad Anas Al Zarka	Senior Advisor, Shura Shari'ah Consultancy	Member
Dr. Mohammed Awd Ali Alfeze'e	Director, Shari'ah Compliance Department, Alimtiaz Investment, Kuwait	Member
Dr. Ali Ebrahim Al Rashid	Shari'ah Consultant, Al Raya Consulting and Training, Kuwait	Member
Sheikh Abdul Sattar al Qattan	General Manager, Shura Shari'ah Conslutancy, Kuwait	Member
Dr. Abdul Aziz Al Qassar	Professor, College of Shari'ah, University of Kuwait, Kuwait	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary General, AAOIFI	Member
Dr. Abdul Rahman Abdulla Al Saadi	Advisor, AAOIFI	Rapporteur

noorcentre.com

Shari'ah Standards Committee (2)
Jeddah, Kingdom of Saudi Arabia

NAME	POSITION	STATUS
Sheikh Dr. Ayashi Faddad	Shari'ah Advisor, Islamic Development Bank, Kingdom of Saudi Arabia	Chairman
Sheikh Dr. Mohamed Ali Al Qari	Chairman and Member of IFIs' Shari'ah Supervisory Boards, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Dr. Yousef Abdullah Al-Shubaily	Member, Shari'ah Supervisory Board, Bank Albilad, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Dr. Mosa Adam Essa	Head of Shari'ah Compliance, National Commercial Bank, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Dr. Sami Al-Suwailem	Head, Financial Product Development Centre	Member
Dr. Abdulla al Omrani	Faculty Member, College of Shari'ah, Al-Imam Muhammad Ibn Saud Islamic University, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Dr. Adel Qouteh	King Abdul Aziz University, Jeddah, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary General, AAOIFI	Member
Dr. Abdul Rahman Abdulla Al Saadi	Advisor, AAOIFI	Rapporteur

Shari'ah Standards Committee (3)
noorcentre.com
Dubai, United Arab Emirates

NAME	POSITION	STATUS
Sheikh Dr. Abdul Sattar Abu Ghuddah	President and General Secretary of the Unified Shari'ah Board of Al Baraka Banking Group, Kingdom of Saudi Arabia	Chairman
Dr. Osaid Mohammed Adeeb Kilani	Head of Shari'ah at Abu Dhabi Islamic Bank	Member
Dr. M. Imran Usmani	Resident Shari'ah Board Member, Meezan Bank, Pakistan	Member
Dr. Abdul Sattar Khuwaylidi	Secretary General, International Islamic Center for Reconciliation and Arbitration, United Arab Emirates	Member
Dr. Amin Fatih	General Manager, Minhaj Advisory, United Arab Emirates	Member
Sheikh Nizam Yaquby	Chairman and Member of IFIs' Shari'ah Supervisory Boards, Kingdom of Bahrain	Member
Sheikh Yusuf Talal De Lorenzo	Chief Shari'ah Officer, Shari'ah Capital, United States	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary General, AAOIFI	Member
Dr. Abdul Rahman Abdulla Al Saadi	Advisor, AAOIFI	Rapporteur

Shari'ah Standards Committee (4)

noorcentre.com

Karachi, Pakistan

NAME	POSITION	STATUS
Sheikh Muhammad Taqi Usmani	Vice-President, Darul-Uloom Karachi, Pakistan, and Permanent Member, OIC Fiqh Academy, Kingdom of Saudi Arabia	Chairman
Dr. M. Imran Usmani	Resident Shari'ah Board Member, Meezan Bank, Pakistan	Member
Mufti. M. Hassan Kaleem	Resident Shari'ah Board Member, Dubai Islamic Bank Pakistan Limited, and Shari'ah Advisor, Deloitte	Member
Mufti. Irshad Ahmad Aijaz	Chairman, Shari'ah Supervisory Board, Bank Islami Pakistan	Member
Dr. Khalil Ahmed Azami	Shari'ah Advisor, Al Falah Bank Limited, Pakistan	Member
Dr. Mohammed Zubair Al Usmani	Darul-Uloom Karachi, Member of Shari'ah Board, Habib Bank Limited, Pakistan	Member
Mufti. Abdullah Najeeb Ul Haq Siddiqui	Resident Shari'ah Board Member, Al Baraka Bank (Pakistan) Limited, Pakistan	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary General, AAOIFI	Member

Accounting and Auditing Standards Board

noorcentre.com

NAME	POSITION	STATUS
Mr. Hamad Abdulla Eqab	Senior Vice President, Head of Financial Control, Al Baraka Banking Group, Kingdom of Bahrain.	Chairman of Accounting and Auditing Standards Board
Mr. Jalil Al-Aali	Partner, KPMG Fakhro, Kingdom of Bahrain	Chairman of Accounting Standards Committee
Mr. Jamil Darras	Head, Central Accounting Section, Finance Department, Islamic Development Bank, Kingdom of Saudi Arabia.	Chairman of Auditing and Governance Standards Committee
Sheikh Dr. Abdul Sattar Abu Ghuddah	President and General Secretary of the Unified Shari'ah Board of Al Baraka Banking Group, Kingdom of Saudi Arabia	Member
Sheikh Essam Mohammed Ishaq	Shari'ah Advisor & Board Member, Discover Islam Centre, Kingdom of Bahrain.	Member
Mr. Firas S Hamdan	Accounting Department, Banque du Liban (Central Bank of Lebanon), Lebanon.	Member
Dr. Hussein Said Saifan	Assistant General Manager, Jordan Islamic Bank, Jordan	Member
Dr. Nordin Mohammed Zain	Deloitte Kassimchan, Malaysia	Member
Mr. Fawad Laique	Partner, EY , Kingdom of Bahrain.	Member

Mr. Oliver Agha	Managing Partner, Agha & Co, United Arab Emirates	Member
Mr. Qudeer Latif	Partner, Clifford Chance LLP, Dubai, United Arab Emirates.	Member
Mr. Mohamed Said El Saka	General Manager, Financial Control and Planning Department, Kuwait International Bank, Kuwait	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary-General, AAOIFI	Member & Rapporteur

noorcentre.com

Accounting Standards Committee

noorcentre.com

NAME	POSITION	STATUS
Mr. Jalil Al-Aali	Partner, KPMG Fakhro, Kingdom of Bahrain	Chairman
Mr. Firas S Hamdan	Accounting Department, Banque du Liban (Central Bank of Lebanon), Lebanon.	Member
Mr. Fawad Laique	Partner, EY & Young, Kingdom of Bahrain.	Member
Mr. Imtiaz Ibrahim	Partner, EY, Qatar	Member
Mr. Aly El Azhary	Deloitte & Touch Bakr Albulkhair & Co., Kingdom of Saudi Arabia	Member
Mr.Mahesh Balasubramaniam	Partner, KPMG Fakhro, Kingdom of Bahrain	Member
Mr. Madhukar Shenoy	Partner, PwC, Kingdom of Bahrain	Member
Mr. Irshad Mahmood	Director, PwC, Kingdom of Bahrain	Member
Mr. Issam Z Al-Tawari	Vice Chairman & Chief Executive Officer, Rasameel Structured Finance Co., Kuwait.	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary-General, AAOIFI	Member

Auditing and Governance Standards Committee

noorcentre.com

NAME	POSITION	STATUS
Mr. Jamil Darras	Head, Central Accounting Section, Finance Department, Islamic Development Bank, Kingdom of Saudi Arabia.	Chairman
Sheikh Essam Mohammed Ishaq	Shari'ah Advisor & Board Member, Discover Islam Centre, Kingdom of Bahrain.	Member
Dr. Hussein Said Saifan	Assistant General Manager, Jordan Islamic Bank, Jordan	Member
Mr. Oliver Agha	Managing Partner, Agha & Co, United Arab Emirates	Member
Mr. Qudeer Latif	Partner, Clifford Chance LLP, Dubai, United Arab Emirates.	Member
Dr. Hatim El-Tahir	Director, Deloitte, Kingdom of Bahrain	Member
Dr. Hamed Hassan Merah	Secretary-General, AAOIFI	Member

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (1)

Trading in Currencies

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	51
Statement of the Standard	52
1. Scope of the Standard	52
2. Shari'ah Ruling on Trading in Currencies	52
3. Date of Issuance of the Standard	58
Adoption of the Standard	59
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	60
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	62

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to explain the Shari'ah rulings relating to trading in currencies, as well as the conditions and precepts laid down by the Shari'ah as to what is permissible in currency trading and what is not. The standard also explains some of the practices being applied by Islamic financial Institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers issues of both actual and constructive possession of currencies, the use of modern means of communication in currency trading, exchange of currencies in the context of the bilateral settlement of debts owed by the parties to the exchange, dealing in currencies in money markets, bilateral promises to buy and sell currencies, deferment of the delivery of one of two countervalues in currency trading, and some cases practised by the Institutions.

The standard does not cover the following cases: those where there are no trading in currencies; the effect of goldsmithery in selling gold and silver; transfers of debts that do not involve exchanges of currency; and the discounting of bills of exchange.

2. Shari'ah Ruling on Trading in Currencies

2/1 It is permissible to trade in currencies, provided that it is done in compliance with the following Shari'ah rules and precepts:

2/1/1 Both parties must take possession of the countervalues before dispersing, such possession being either actual or constructive.

2/1/2 The countervalues of the same currency must be of equal amount, even if one of them is in paper money and the other is in coin of the same country, like a note of one pound for a coin of one pound.

2/1/3 The contract shall not contain any conditional option or deferment clause regarding the delivery of one or both countervalues.

2/1/4 The dealing in currencies shall not aim at establishing a monopoly position, nor should it entail any evil consequences to the interest of individuals or societies.

2/1/5 Currency transactions shall not be carried out on the forward or futures market.

noorcentre.com

2/2 It is prohibited to enter into forward currency contracts. This rule applies whether such contracts are effected through the exchange of deferred transfers of debt or through the execution of a deferred contract in which the concurrent possession of both of the countervalues by both parties does not take place.

2/3 It is also prohibited to deal in the forward currency market even if the purpose is hedging to avoid a loss of profit on a particular transaction effected in a currency whose value is expected to decline.

2/4 It is permissible for the Institution to hedge against the future devaluation of the currency by recourse to the following:

2/4/1 To execute back to back interest free loans using different currencies without receiving or giving any extra benefit, provided these two loans are not contractually connected to each other.

2/4/2 Where the exposure is in respect of an account payable, to sell goods on credit or by Murabahah in the currency of the exposure.

2/5 It is permissible for the Institution and the customer to agree, at the time of settlement of the instalments of a credit transaction (such as a Murabahah), that the payment shall be made in another currency applying the spot exchange rate on the day of payment.

2/6 Possession in sales of currencies

2/6/1 When a contract is concluded for the sale of an amount of currency, possession must be taken for the whole amount that is the subject matter of the contract at the closing of the transaction.

2/6/2 Taking possession of one of the countervalues by one party without taking possession of the other is not enough to make a currency dealing transaction permissible. Likewise, taking partial possession is not sufficient. Taking possession of part

of a countervalue is valid only in respect of the part, possession of which is complete, whereas the remaining part of the transaction remains invalid.

noorcentre.com

2/6/3 Possession may take place either physically or constructively. The form of taking possession of assets differs according to their nature and customary business practices.

2/6/4 Physical possession takes place by means of simultaneous delivery by hand.

2/6/5 Constructive possession of an asset is deemed to have taken place by the seller enabling the other party to take its delivery and dispose of it, even if there is no physical taking of possession. Among other forms of constructive possession that are approved by both Shari'ah and business customary practices are the following:

a) To credit a sum of money to the account of the customer in the following situations:

1. When the Institution deposits to the credit of a customer's account a sum of money directly or through a bank transfer.
2. When the customer enters into a spot contract of currency exchange between himself and the Institution, in the case of the purchase of a currency against another currency already deposited in the account of the customer.
3. When the Institution debits – by the order of the customer – a sum of money to the latter's account and credits it to another account in a different currency, either in the same Institution or another Institution, for the benefit of the customer or any other payee. In following such a procedure, the Institution shall adhere to the principles of Islamic law regarding currency exchange.

A delay in making the transfer is allowed to the Institution, consistent with the practice whereby a payee may obtain actual receipt according to prevailing business practices in currency

markets. However, the payee is not entitled to dispose of the currency during the transfer period, unless and until the effect of the bank transfer has taken effect so that the payee is able to make an actual delivery of the currency to a third party.

noorcentre.com

b) Receipt of a cheque constitutes constructive possession, provided the balance payable is available in the account of the issuer in the currency of the cheque and the Institution has blocked such a balance for payment.

c) The receipt of a voucher by a merchant, signed by the credit card holder (buyer), is constructive possession of the amount of currency entered as payable on the coupon provided that the card issuing Institution pays the amount without deferment to the merchant accepting the card.

2/7 Agency in trading in currencies

2/7/1 It is permissible to appoint an agent to execute a contract of sale of a currency with authorisation to take possession of and deliver the countervalue.

2/7/2 It is permissible to appoint an agent to sell currencies without authorizing him to take possession of the amount sold, provided the principal or another agent takes possession at the closing of the transaction, before the principal parties are dispersed.

2/7/3 It is permissible to authorise taking possession of the countervalues after the execution of a contract of currency exchange, provided such possession is completed by the authorised agents at the closing of the transaction, before the principal parties are dispersed.

2/8 Use of modern means of communication for currency trading

2/8/1 Bilateral contracting between two parties at different remote places using modern communication means has the same juristic consequences as execution of the contract in one and ame place.

2/8/2 An offer made for a stated period, which is transmitted by one of the prescribed means of communication, remains binding on the offeror during that period. The contract is not completed until acceptance by the offeree, and taking possession of the countervalues (either actual or constructive) by both parties, has taken place.

noorcentre.com

2/9 Bilateral promise to purchase and sell currencies

2/9/1 A bilateral promise to purchase and sell currencies is forbidden if the promise is binding, even for the purpose of hedging against currency devaluation risk. However, a promise from one party is permissible even if the promise is binding.

2/9/2 Parallel purchase and sale of currencies is not permissible, as it incorporates one of the following invalidating factors:

a) There is no delivery and receipt of the two currencies bought and sold, and thus the contract amounts to a deferred sale of currency.

b) Making a contract of currency exchange conditional on another contract of currency exchange.

c) A bilateral promise that is binding on both parties to the contract of currency exchange, and this is not permissible.

2/9/3 It is not permissible for one of the partners in Musharakah or Mudarabah to be a guarantor for the other partner, to protect the latter from the risks of dealing in currencies. However, it is permissible for a third party to volunteer being a guarantor for that purpose, provided this guarantee is not stated in the contract.

2/10 Exchange of currencies that are debts owed by the parties

An exchange of amounts denominated in currencies that are debts established as an obligation on the debtor is permissible, if this results in the settlement of the two debts in place of a bilateral exchange of currencies, and in the fulfilment of the obligations in respect of these debts. This covers the following cases:

2/10/1 Discharge of two debts when one party owes an amount from another party denominated in (say) dinar and the other party owes an amount from the first party denominated in (say) dirham. In this context, both may agree on the rate of exchange between the dinar and the dirham in order to extinguish the debts, wholly or partially. This type of transaction is known as *al-Muqassah* (set-off).

noorcentre.com

2/10/2 The creditor's making payment of a debt due to him in a currency different from that in which the debt was incurred, provided the settlement is effected as a spot transaction at the spot exchange rate on the day of settlement.

2/11 Combination of currency exchange and transfer of money

It is permissible to execute a financial transfer of money (remittances) in a currency different from that presented by the applicant for the transfer. This transaction consists of a currency exchange effected through actual or constructive possession by delivering an amount of currency that is evidenced by a bank draft, followed by the transfer of the amount using currency that is bought by the applicant for the transfer of money. It is permissible for the Institution to charge a fee for the transfer.

2/12 Forms of dealing in currencies via Institutions

2/12/1 Among the forms that are not permitted is the customer of an Institution entering into currency trading for an amount of money exceeding the amount of money he owns, using credit facilities granted by the Institution which handles the currency trading, thus enabling the customer to enter into a transaction for an amount in excess of what he would otherwise be able to pay for.

2/12/2 It is not permitted for the Institution to lend the customer a sum of money on the condition that currency dealing must be effected with that Institution and not with any other. If there is no such condition, then there is no Shari'ah prohibition.

3. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 27 Safar 1421 A.H., corresponding to 31 May 2000 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Trading in Currencies was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (4) held on 25-27 Safar 1420 A.H., corresponding to 29-31 May 2000 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (1) held in Bahrain on Saturday 11 Dhul-Qa'dah 1419 A.H., corresponding to 27 February 1998 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah standard on Trading in Currencies.

On Saturday 11 Dhul-Qa'dah 1419 A.H., corresponding to 27 February 1999 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft.

In its meeting held in Bahrain on 13-16 Rabi' I, 1420 A.H., corresponding to 27-30 June 1999 A.D., the Shari'ah Committee discussed the juristic study and made certain amendments to it. The committee also discussed the exposure draft of the standard in its meeting No. (3) held in Bahrain on 9-11 Rajab 1420 A.H., corresponding to 18-20 October 1999 A.D., and asked the consultant to make some amendments in light of the comments made by the members.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (2) held in Mecca on 10-15 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 18-22 December 1999 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 29–30 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 4-5 April 2000 A.D. The Public hearing was attended by more than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. Members of the Shari'ah Studies Committee responded in the

public hearing to the written comments as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Studies Committee held its meeting No. (5) on 22-24 Muharram 1421 A.H., corresponding to 26-28 April 2000 A.D, to discuss the comments made about the exposure draft. The Committee made the necessary amendments, which it deemed necessary in light of both the discussions that took place in the public hearing and the written comments that were received.

The Shari'ah Board in its meeting No. (4) on 25–27 Safar 1421 A.H., corresponding to 29–31 May 2000 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Studies Committee, and made the necessary amendments, which it deemed necessary. The standard was adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Available Evidence Pertaining to the Exchange of Currencies

In the Hadiths of the Prophet, there are many Hadiths which govern the rules regarding the exchange of currencies. The best known Hadith is the one reported on the authority of Ubadah Ibn Al-Samit (may Allah be pleased with him) that the Prophet (peace be upon him) said: *"Gold for gold, silver for silver – until he said - equal for equal, like for like, hand to hand, if the kinds of assets differ, you may sell them as you wish provided it is hand to hand."*(2) The other Hadith, reported on the authority of Abu Sa'id Al-Khudri, is that the Prophet (peace be upon him) said: *"Do not sell gold for gold except equal for equal and do not sell what is deferred for a spot exchange."*(3) These two Hadiths show clearly enough that gold is of one kind and the silver is of another. A few decisions have been issued by Islamic Fiqh organizations(4) in accordance with the Shari'ah ruling that has been already accepted amongst the jurists, namely that dinars are of a different kind from dirhams. Contemporary Islamic Fiqh scholars have made an analogy between paper and coin money and gold and silver money referred to in the prophetic Hadith. The currency of each

(2) Related by Muslim in his *"Sahih Muslim"*.

(3) Related by Al-Bukhari in his *"Sahih Al-Bukhari"*.

(4) Among other examples is the one issued by the General council of Fatwa in Kuwait as follows: It is permissible to sell currencies that are different from each other because every currency is considered as a kind of money on its own, like that of gold and silver, and therefore it is permissible to sell a particular currency such as dollar, for another currency such as Indian Rupee even for inequality as it is permissible to sell gold for silver for a different weight, provided the bilateral taking possession of the two counter values (two currencies) must take place in the session of the contract. However, if a certain amount of a particular currency is sold for the same currency such as Indian rupee for Indian rupee, then the inequality is impermissible (*"Majmu'at Al-Fatawa Al-Shar'iyyah"*, Adminsitration of Fatwa of Kuwait 3/160 no. 788).

country is considered as being of a kind that is different from that of other countries as they are 'constructive money' according to the decision of the International Islamic Fiqh Academy.[5] Therefore, these currencies differ in kind according to the authority that considers them as money.

noorcentre.com

On this basis, it has been a condition, in the exchange of currencies that are of the same kind, that equality in amount as well as taking possession of the two countervalues before the two contracting parties depart the place of the closing of the contract. However, if the kind of the currencies to be exchanged is different, then it is permissible for the amounts to be different, but the condition of taking possession of the countervalues before the two contracting parties leave the place of signature of the contract shall prevail.

Shari'ah Ruling on Trading in Currencies

The original ruling on trading in currencies is that it is permissible, as it falls under the general Islamic provisions regarding the permissibility of selling gold, silver and money because this is one means of earning a profit. This ruling is applicable as long as there is no reason for considering the dealing as prohibited or objectionable. The basis of this ruling is the Hadith that are available with regard to exchange of currencies and the general ruling that is derived from these Hadith as decided by the jurists in the chapter on currency exchange. Whenever one of the Shari'ah precepts is not met, then the dealing is not permissible.

Stipulation of Equality and Taking Possession

While equality of the countervalues and concurrent taking of possession are required in the exchange of two similar kinds of currencies, only bilateral taking of possession is required in the exchange of two dissimilar kinds, based on the basis stated in (1) above.

Constructive Possession

Constructive possession –as in the forms mentioned in the standard– is on an equal footing with actual possession, because the Shari'ah never prescribed a particular method for taking possession. Therefore, reference must be made to the prevailing custom in the business community which

(5) The International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 21 (9/3).

results in the ability to dispose of the currency for the intended purpose and transfer of the risk of the currency to the transferee, as in the forms mentioned in the standard.

noorcentre.com

As for the various forms of constructive possession, there is a decision issued by the International Islamic Fiqh Academy,[6] and the various Fatwa Committees have added to these forms some others, such as the credit card settlement coupon.[7]

The Ninth Seminar of Al Baraka[8] has confirmed the prohibition of giving a guarantee by one of the parties in Mudarabah or Musharakah transactions to the other party, to indemnify him against currency risks.

Agency in Exchange of Currencies and Issue of Taking Possession

Agency in exchange of currencies is permissible because agency is permissible with regard to an activity that the principal could undertake personally. As one could undertake the exchange himself, then it is also permissible for him to authorise its undertaking by others on his behalf. However, since taking possession of the countervalues immediately after concluding the contract has been a juristic condition, the juristic requirement in the case of agency would be the taking possession by the parties to the contract of exchange, whether through principal or agent. When the agency is for the purpose of taking possession only, the juristic rule relates to the leaving of the place of execution of the contract by both principals before possession is taken, and not to the agent's doing so.

Use of Modern Means of Communication for Trading in Currencies

The International Islamic Fiqh Academy[9] issued a decision on the subject of those means of communication. This is a reinforcement of what has already been approved by the jurists on the permissibility of concluding

(6) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 53 (3/6); *"Majallat Al-Majma'"*, vol. 6 [2: 785].

(7) Fatwa No. (12/6) of Al Baraka Seminar No. (12), stating: A payment slip signed by the cardholder is tantamount to receipt, by means of a cheque. In this respect it is stronger than a cheque, as stated by experts, because it is binding on the trader and it discharges the cardholder of the debt immediately, and he may not protest the collection of the amount thereof.

(8) Al Baraka Seminar No. 9 (9/5).

(9) The International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 52 (3/6).

a contract via writing and communications that can be understood. This would cover all contemporary means such as telex, fax, internet, etc.

noorcentre.com

Bilateral Promise in Exchange of Currencies

The prohibition of a binding bilateral promise in an exchange of currencies is supported by the majority of Shari'ah jurists, because binding bilateral promises from two parties are equivalent to a contract, and also for the reason that the bilateral promise is not immediately followed by taking possession of the countervalues, since it is not the wish of the parties to take possession at that time.

Financial Institutions have a customary practice of treating promises as binding, even when formally they are not. A promise from one party only (as opposed to a bilateral promise) is permissible in currency exchange, even if it is binding.

Exchange of Currencies that Are Owed by the Parties

The basis of the permissibility of an exchange of amounts denominated in currencies that are debts established as an obligation of the debtor, on the condition that the two obligations are thereby settled, is that this would entail the settlement of the debt by discharging it. This does not involve any prohibited transaction pertaining to debts either with regard to sale or purchase.

As for some of the forms mentioned in the standard, there are texts to support them, inter alia, the Hadith reported on the authority of Ibn Umar (may Allah be pleased with him) who said: "I have met the Prophet (peace be upon him) at the house of Hafsah (may Allah be pleased with her). And I said to him: 'O Prophet of Allah, I would like to ask you; 'I sell a camel in Al-Baqi' for a price quoted in dinar but I take dirham, and I sell for a price quoted in dirham but I take dinars, I take this from this and I give this from this'. The Prophet (peace be upon him) replied: *'There is no objection to your taking the other currency based on the price of the day, provided you do not leave each other with something remaining owed as a debt between you'.*"[10] Some of the forms in the standard are a kind of set-off and this is permissible.

(10) Related by Abu Dawud, Al-Tirmidhi, Al-Nassa`i, Ibn Majah and Al-Hakim, who deemed it a sound Hadith, as confirmed by Al-Dhahabi. It was also narrated without a chain of narrators, quoting only Ibn Umar (*"Al-Talkhis Al Habir"* [3: 26]).

Combination of Currency Exchange and Transfer of Money

noorcentre.com

The basis of the permissibility of the combination of currency exchange and transfer of money is the achievement of constructive possession by virtue of a bank draft for the amount that is given in one currency in return for an amount paid in another currency for the purpose of its transfer. In this regard, there is a decision by the International Islamic Academy of Fiqh that reads: "If a transfer of money is to be made in a currency different from the currency of the amount paid by the applicant, then the transaction is based on currency exchange and transfer of money. The currency exchange takes place before the transfer, that is, the customer pays the amount of money to the bank and the bank, after agreeing on the currency exchange rate that is printed on the receipt delivered to the customer, issues a bank draft on the basis of transfer of debt in the sense that has been mentioned."[11]

Forms of Trading in Currencies

The following form is not permissible: providing a type of financial facility to a customer who wishes to engage in currency trading which enables him to deal in amounts that he does not own and to sell amounts that he does not own. An alternative and permissible form is that the Institution lends the money to the customer so that the latter would then deal in amounts that he owns. However, this would not be permissible if the Institution made it a condition of the loan that the customer must carry out the currency trading with the Institution, as this would involve a combination of both loan and contract of exchange. This is not permissible because it results in a benefit to the lender. Where no such condition is imposed, there is no prohibition.

(11) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 48 (1/9)

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (2)

Debit Card, Charge Card and Credit Card

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	71
Statement of the Standard	72
1. Scope of the Standard	72
2. Characteristics of Different Types of Card	72
2/1 Characteristics of the debit card	72
2/2 Characteristics of the charge card	73
2/3 Characteristics of the credit card	74
3. Shari'ah Rulings for Different Types of Card	74
4. General Provisions	75
5. Date of Issuance of the Standard	76
Adoption of the Standard	77
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	78
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	80

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of the standard on debit card, charge card and credit card is to explain their types and characteristics, and to lay down the Shari'ah principles for dealing with the three types of card by both Islamic financial Institutions[1] and their customers who hold their cards and use them. The standard also explains the Shari'ah rulings on the use of the cards in various circumstances.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

The standard covers debit cards, charge cards and credit cards that are issued by Institutions to their customers to enable the latter, by using the cards, either to withdraw cash from their accounts or to obtain credit or to pay for goods or services purchased. These cards include the following types:

- Debit card
- Charge card
- Credit card

2. Characteristics of Different Types of Card

While some of the characteristics are common to more than one type of card, some are specific to a particular type of card.

2/1 Characteristics of the debit card

2/1/1 The Institution issues the card to a customer with available funds in his account.

2/1/2 The card confers on its holder the right to withdraw cash from his account or to pay for goods or services purchased up to the limit of the available funds (credit balance) on his account. The debit to the customer's account will be immediate, and the card does not provide him with any credit.

2/1/3 The customer will not normally pay any charges for using this card, except when it is used to withdraw cash or to purchase another currency through another Institution different from the Institution that has issued the card.

2/1/4 The issuing Institution may charge a fee for issuing the card, or may make no charge for issuing it.

2/1/5 Some Institutions charge the party accepting payment by means of the card a commission calculated as a percentage of such payments.

noorcentre.com

2/2 Characteristics of the charge card

2/2/1 The card provides a credit facility up to certain ceiling for a specified period of time, as well as providing a means of repayment.

2/2/2 The card is used to pay for goods and services and to obtain cash.

2/2/3 This card does not provide revolving credit facilities to the cardholder, insofar as the cardholder is obliged to make payment for the purchased goods or services by the end of a prescribed credit period following receipt of a statement sent by the Institution issuing the card.

2/2/4 If the cardholder delays payment of the amount due beyond the period of free credit, an interest charge is imposed on the cardholder but none is imposed by the Institutions.

2/2/5 The Institution issuing the card does not charge the cardholder any percentage commission on purchases, but receives a percentage commission from the party accepting the card on purchases made by using the card.

2/2/6 The Institution issuing the card is obliged to pay the party accepting the card for purchases made by the cardholder, within a specified transaction credit limit (or the agreed increase thereon). This obligation on the card issuer to pay for the cardholder's purchases is direct, and is independent of the relationship between the party accepting the card and the cardholder.

2/2/7 The Institution issuing the card has a personal and direct right against the cardholder to be reimbursed for any payments made on his behalf. The issuer's right is absolute and independent of

the relationship between the cardholder and the party accepting the card in accordance with the contract between them.

noorcentre.com

2/3 Characteristics of the credit card

2/3/1 This card provides a revolving credit facility within the credit limit and credit period determined by the issuer of the card. It is also a means of payment.

2/3/2 The holder of a credit card is able to pay for purchases of goods and services and to withdraw cash, within the approved credit limit.

2/3/3 When purchasing goods or services, the cardholder is given a free credit period during which the amount due should be paid and no interest is chargeable. The cardholder is also allowed to defer paying the amount due and is charged interest for the duration of the credit. In the case of a cash withdrawal, there is no free credit period.

2/3/4 The conditions set out in items 2/2 (e), (f) and (g) above are equally applicable to this type of card.

3. Shari'ah Rulings for Different Types of Card

3/1 Debit card

It is permissible for Institutions to issue debit cards, as long as the cardholder does not exceed the balance available on his account and no interest charge arises out of the transaction.

3/2 Charge card

It is permissible for Institutions to issue charge cards on the following conditions:

3/2/1 The cardholder is not obliged to pay interest in the case of delay in paying the amount due.

3/2/2 If the Institution obliges the cardholder to deposit a sum of money as a guarantee and this amount is not available for the use of the card holder, then it must be made clear that the In-

stitution will invest the money for the benefit of the cardholder on the basis of Mudarabah and that any profit accruing on this amount will be shared between the cardholder and the Institution according to a specified percentage.

noorcentre.com

3/2/3 The Institution must stipulate that the cardholder may not use the card for purposes prohibited by the Shari'ah and that the Institution has the right to withdraw the card in case such a condition is violated.

3/3 Credit card

It is not permissible for an Institution to issue credit cards that provide an interest-bearing revolving credit facility, whereby the cardholder pays interest for being allowed to pay off the debt in instalments.

4. General Provisions

4/1 The affiliation of the Institution to membership of international card regulatory organizations

4/1/1 It is permissible for Institutions to join the membership of international card regulatory organizations, provided the Institutions avoid any infringements of Shari'ah that may be prescribed by those organizations.

4/1/2 It is permissible for the Institutions to pay membership fees, service charges and other fees to international card regulatory organizations, so long as these do not include interest payments, even in an indirect way, such as in the case of increasing the service charge to cater for the granted credit.

4/2 Commission to the card issuer payable by merchants accepting the card

It is permissible for the Institution issuing the card to charge a commission to the party accepting the card, at a percentage of the purchase price of the items and services purchased using the card.

4/3 Fees charged by the Institution to the cardholder

It is permissible for the Institution issuing the card to charge the cardholder membership fees, renewal fees and replacement fees.

4/4 Purchasing gold, silver and currency with cards

noorcentre.com

It is permissible to purchase gold, silver or currency with a debit card or a charge card, in cases where the issuing Institution is able to settle the amount due to the party accepting the card without any delay.

4/5 Cash withdrawal using a card

4/5/1 It is permissible for the cardholder to withdraw an amount of cash within the limit of his available funds, or more with the agreement of the Institution issuing the card, provided no interest is charged.

4/5/2 It is permissible for the Institution issuing the card to charge a flat service fee for cash withdrawal, proportionate to the service offered, but not a fee that varies with the amount withdrawn.

4/6 Privileges granted by card issuing parties

4/6/1 It is not permissible for Institutions to grant the cardholder privileges prohibited by the Shari'ah, such as conventional life insurance, entrance to prohibited places or prohibited gifts.

4/6/2 It is permissible to grant privileges to the cardholder that are not prohibited by the Shari'ah, such as a priority right to services or discounts on hotel, airline or restaurant reservations and the like.

5. Date of Issuance of the Standard

The Standard was issued on 27 Safar 1421 A.H., corresponding to 31 May 2000 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Debit Card, Charge Card and Credit Card was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (4) held on 25-27 Safar 1421 A.H., corresponding to 29-31 May 2000 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (1) held in Bahrain on Saturday 11 Dhul-Qa'dah 1419 A.H., corresponding to 27 February 1998 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah standard on debit card, charge card and credit card.

On Saturday 11 Dhul-Qa'dah 1419 A.H., corresponding to 27 February 1999 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft.

In its meeting held in Bahrain on 13-16 Rabi' I, 1420 A.H., corresponding to 27-30 June 1999 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the juristic study and inserted certain amendments to it. The committee also discussed the exposure draft of the standard in its meeting No. (3) held in Bahrain on 9-11 Rajab 1420 A.H., corresponding to 18-20 October 1999 A.D. and, asked the consultant to make the necessary amendments in light of the comments made by the members.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (2) held in Mecca on 10-15 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 18-22 December 1999 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 29–30 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 4-5 April 2000 A.D. The public hearing was attended by more than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. Members of the Shari'ah Studies Committee responded in the

public hearing to the written comments as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Studies Committee held its meeting No. (5) on 22-24 Muharram 1421 A.H., corresponding to 26-28 April 2000 A.D., to discuss the comments made about the exposure draft. The committee made the necessary amendments, which it deemed necessary in light of both the discussions that took place in the public hearing, and the written comments that were received.

The Shari'ah Board in its meeting No. (4) held on 25–27 Safar 1421 A.H., corresponding to 29–31 May 2000 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Studies Committee, and made the necessary amendments, which it deemed necessary. Some paragraphs of the standard were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board, while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

1. Debit Cards

It is permissible to issue debit cards subject to the conditions mentioned in the standard, because such issuance does not incur any Shari'ah prohibition.

2. Charge card

It is permissible to issue charge cards subject to the conditions mentioned in the standard, because such issuance does not incur Shari'ah prohibition and because the contract involved does not grant credit facilities to the cardholder in exchange for interest. Prohibition might be caused by conditions incorporated in the contract, or by dealings of the cardholder, which contravene the Shari'ah.

3. Credit card

It is prohibited to issue credit cards, as mentioned in the standard, where such issuance is based on a contract granting the cardholder the right to a revolving credit on terms that involve interest, because Riba is prohibited in terms of either taking or giving. The prohibition of Riba is established through Quranic Texts, direct and certain Hadiths of the Prophet (peace be upon him) and the consensus of Muslim scholars, rendering its prohibition well known in the Muslim community as self-evident. However, the issuance of credit cards free from Riba, or from any other legal prohibition, is permissible.

4. Institution's affiliation to membership of international card regulatory organizations is permissible because the contracts of the Institutions with those organizations are free from Shari'ah infringements. The fees that the companies pay are the charges for the services rendered by the international organizations, by granting a license, carrying out set-

off in transactions and other services. The transactions do not relate to the advance of loans interest, since the dealings of the Institutions are confined to debit and charge cards that are free from any requirement to pay interest. These dealings do not involve credit cards of the type that are not permissible for the reason given above.

noorcentre.com

5. It is permissible for Institutions to charge the party accepting a card commission based on the prices of purchases or services made with the card, as this can be considered as partly a brokerage and marketing fee as well as a service charge for the collection of the debt.

6. It is permissible for Institutions to charge the cardholder membership or renewal or replacement fees, because these fees are in exchange for the right given to the customer to carry the card and to benefit from its services.

7. Purchasing with a debit card constitutes constructive possession as endorsed by the Shari'ah. When the purchaser receives gold or silver or currencies which he is buying, uses the card and signs the payment coupon for the account of the party accepting the card, then constructive possession takes place. This ruling is extracted from the decision of the International Islamic Fiqh Academy(2) which states that an accounting entry is considered to be constructive possession. Thus, the legal condition of taking possession is satisfied when using cards to purchase gold or silver or currencies.

8. It is permissible for the cardholder to withdraw cash from his available funds at the bank using the card, because this is to withdraw his own money. Likewise, it is permissible for him to withdraw more than his available funds from the Institution, if the latter has agreed that he may do so and has not stipulated that interest is payable on the such amounts. This is a permissible loan.

9. In the case of the Institution stipulating that the cardholder must deposit a sum of money prior to receiving approval to use the card, then it is not

(2) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 53 (4/6).

permitted for the Institution to prevent the cardholder from investing the amount deposited in his account, as this would be tantamount to a loan that draws extra benefit. For that reason, the appropriate alternative is for amounts so deposited to be invested for the benefit of the cardholder on the basis of profit and loss sharing.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (3)

Procrastinating Debtor

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject — **Page**

Preface 87

Statement of the Standard 88

1. Scope of the Standard 88
2. Shari'ah Ruling 88
   - 2/1 Default in payment by a debtor 88
   - 2/2 Guarantor 89
   - 2/3 Contractor 89
   - 2/4 Non-material punishments for default in payment 90
   - 2/5 General rulings 90
   - 2/6 Establishment of default in payment 90
3. Date of Issuance of the Standard 90

Adoption of the Standard 91

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 92

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 94

Appendix (c): Definitions 101

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to explain the Shari'ah rulings applicable to the transactions of Islamic financial Institutions[1] relating to solvent debtors and/or guarantors procrastinating in settling their obligations and contractors delaying in fulfilment of their obligations, which invokes penalty stipulated in the contract.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers cases of default on the part of a solvent debtor or a solvent guarantor, and the case of a contractor or concessionaire who is late in completing work and thus becomes a debtor by virtue of a penalty clause.

The standard does not cover debtors who are insolvent or bankrupt, or debtors who delay payment for an established Shari'ah reason.

2. Shari'ah Ruling

2/1 Default in payment by a debtor

2/1/1 Default in payment by a debtor who is capable of paying the debt is *Haram* (prohibited).

2/1/2 It is not permitted to stipulate any financial compensation, either in cash or in other consideration, as a penalty clause in respect of a delay by a debtor in settling his debt, whether or not the amount of such compensation is pre-determined; this applies both to compensation in respect of loss of income (opportunity loss) and in respect of a loss due to a change in the value of the currency of the debt.

2/1/3 It is not permitted to make a judicial demand on a debtor in default to pay financial compensation, in the form either of cash or of other consideration, for a delay in settling his debt.

2/1/4 The procrastinating debtor is liable for legal and other expenses incurred by the creditor in order to recover his debt.

2/1/5 The creditor is entitled to apply for the sale of any asset mortgaged as collateral for the debt, for the liquidation of the debt. He is equally entitled to stipulate that the debtor must give a mandate

to the creditor to sell the mortgaged asset without recourse to the courts.

noorcentre.com

2/1/6 Unless failure to pay was caused by force majeure, it is permissible to stipulate that all outstanding instalments become due once the procrastinating debtor fails to pay an instalment. It is preferable that this clause is implemented only after notifying the debtor and after the lapse of a reasonable period of time. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees (item 5/1)]

2/1/7 In the case of a Murabahah sale, if the asset that was sold is still available in the condition in which it was sold, and the buyer has defaulted in the settlement of the price and has later become bankrupt, then the seller (the Institution) is entitled to repossess the asset instead of initiating procedures to obtain a bankruptcy order.

2/1/8 It is permissible in contracts involving indebtedness (such as Murabahah) to stipulate an undertaking by the debtor, that in case of procrastinating in payment, the latter will donate an amount or a percentage of the debt to be spent for charitable causes through the Institution.

2/2 Guarantor

a) It is permissible for a creditor to demand that a debt be settled by the debtor or the guarantor of the debtor, unless the guarantor stipulated that the settlement must first be sought from the debtor.

b) All rulings applicable to debtors in default are equally applicable to guarantors in default.

2/3 Contractor

It is permissible to include penalty clauses in contracts for construction, Istisna'a and supply contracts. In case of a refusal to pay the amount due under a penalty clause, the rulings relating to default by a debtor would be applicable. It is permitted to deduct the amount from outstanding amounts due to the contractor.

2/4 Non-material punishments for default in payment

noorcentre.com

The Institution is entitled to include the name of a debtor in default in a list of undesirable customers (black list) and to send a warning admonition to other companies about the defaulting debtor, either when there is an inquiry from other companies about the debtor or when such 'black lists' are exchanged between companies directly.

2/5 General rulings

2/5/1 The Institution is entitled to [monitor and] investigate [the financial status and activities] of a defaulting debtor through all permissible and legitimate means.

2/5/2 The Institution may accept a payment from a debtor who is in default that is in excess of the amount of the debt, provided there is no contractual condition whether written or verbal, or custom or mutual agreement relating to this additional amount.

2/5/3 It is permissible for the Institution to stipulate in a contract dealing with indebtedness that, if the debtor is late in making payment, the Institution is entitled to recoup the amount due from any of the accounts of the customer with the Institution, whether current accounts or investment accounts. This may be done without getting any further consent of the debtor provided the balance in the account is of the same currency as that of the debt. If, however, the currency is different, then the rate of exchange to be used must be the then prevailing rate of exchange.

2/6 Establishment of default in payment

Default in payment is established when, following a normal demand for payment, a debtor who has not proved that he is insolvent fails to settle the debt on its due date.

3. Date of Issuance of the Standard

The Standard was issued on 27 Safar 1421 A.H., corresponding to 31 May 2000 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Standard on Procrastinating Debtor was adopted by the Shari’ah Board in its meeting No. (4) held on 25-27 Safar 1421 A.H., corresponding to 29-31 May 2000 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (1) held in Bahrain on Saturday 11 Dhul-Qa'dah 1419 A.H., corresponding to 27 February 1998 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah standard on procrastinating debtor.

On Saturday 11 Dhul-Qa'dah 1419 A.H., corresponding to 27 February 1999 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft.

In its meeting held in Bahrain on 13-16 Rabi' I, 1420 A.H., corresponding to 27-30 June 1999 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the juristic study and introduced certain amendments to it. The Committee further discussed the exposure draft of the standard in its meeting No. (3) held in Bahrain on 9-11 Rajab 1420 A.H., corresponding to 18-20 October 1999 A.D., and asked the consultant to make additional amendments to reflect the comments made by the members.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (2) held in Mecca on 10-15 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 18-22 December 1999 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard, and decided that the amended exposure draft should be distributed to specialists and interested parties to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 29–30 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 4-5 April 2000 A.D. The public hearing was attended by more than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested

in this field. Members of the Shari'ah Studies Committee responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Studies Committee held its meeting No. (5) on 22-24 Muharram 1421 A.H., corresponding to 26-28 April 2000 A.D., to discuss the comments made about the exposure draft. The Committee made the necessary amendments, which it deemed necessary in light of both the discussions that took place in the public hearing, and the written comments that were received.

The Shari'ah Board in its meeting No. (4) held on 25–27 Safar 1421 A.H., corresponding to 26-28 May 2000 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Studies Committee, and made the necessary amendments, which deemed necessary. Some paragraphs of the standard were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board, while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Muharram 1433 A.H., corresponding to November 2011 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (38) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia on 28 Sha'ban - 1 Ramadan 1435 A.H., corresponding to 26-28 June 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved the necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Default on the Part of a Debtor

The debtor must settle his debt when it is due. Default in payment by a debtor who is able to settle the debt is prohibited. The Prophet (peace be upon him) says: *"Default in payment on the part of a solvent debtor is unjust."*[(2)] He (peace be upon him) also says: *"Delay in payment by a solvent debtor would be a legal ground for his being publicly dishonoured and punished."*[(3)] Moreover, he (peace be upon him) approved the statement of Salman Al-Farisi to Abu Al-Darda` saying: "Give everyone his right."[(4)] Muslim scholars have agreed on the permissibility of a debtor being punished in such circumstances.[(5)] However, an insolvent debtor should be granted a grace period.

---

(2) Related by Al-Bukhari in his *"Sahih"* [2: 999], Dar Al-Qalam edition, Damascus, 1401 A.H./1981 A.D.; Muslim in his *"Sahih"* [10: 288], Al-Maktabah Al-Misriyyah edition with the commentary of Al-Nawawi, Cairo, 1349 A.H./1930 A.D.; and Ahmad in his *"Musnad"* [2: 71 and 345], Al-Maktab Al-Islami edition, Damascus.

(3) Related by Ahmad in his *"Musnad"* [4: 388-399], and all relators of Hadith except Al-Tirmidhi, Al-Bayhaqi, Al-Hakim and Ibn Hibban who deemed it authentic. Al-Bukhari deemed it 'suspended'. In his *"Fath Al-Bari"*, Ibn Hajar has said: "Its chain of transmission is good": *"Nayl Al-Awtar"* [5: 240], Mustafa Al-Babi Al-Halabi edition, Cairo, 1378 A.H./1951 A.D.; and *"Fayd Al-Qadir"* [5: 400], Mustafa Muhammad edition. Cairo, 1371 A.H./1938 A.D.

(4) Related by Al-Tirmidhi from Abu Juhayfah quoting the statement of Salman (may Allah be pleased with him) which the Prophet (peace be upon him) approved when mentioned to him saying: *"Salman has said the truth."* Al-Tirmidhi said: "It is an authentic Hadith": "*Sunan Al-Tirmidhi*" [2: 66], Bulaq Edition.

(5) *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [7: 173], Dar Al-Kitab Al-Arabi, Beirut, 1982 A.D.; *"Al-Muhadhdhab"* [3: 245], Dar Al-Qalam edition, Damascus, 1417 A.H./1996 A.D.; *"Al-Mughni"* [4: 501], Maktabat Riyad Al-Hadithah, Riyadh; *"Hashiyat Qalyubi"* [2: 288], Dar Al-Fikr edition, Beirut, no date; *"Mu'jam Al-Mustalahat Al-Iqtisadiyyah"*, (P. 314); The International Institute of Islamic Thought edition, Virginia, USA, 1415 A.H./1995 A.D.; and *"Dalil Al-Mustalahat Al-Fiqhiyyah Al-Iqtisadiyyah"*, (P. 274), Kuwait Finance House edition, Kuwait, 1412 A.H./1992A.D.

Stipulation of, or Legal Claim for, Compensation for Late Payment of the Debt

noorcentre.com

It is not permitted to stipulate as a condition of a contract involving indebtedness that in case of default the debtor should pay compensation, or to have a legal claim for compensation against a defaulting debtor, whether such arrangements are made at the beginning of the contract or on its maturity, since this would constitute Riba and any such stipulation or arrangement is null and void. This is because the Prophet (peace be upon him) says: *"Muslims are bound by their contractual conditions, except those that render impermissible what is permissible or render permissible what is impermissible."*[6] There is also the reason that, during the pre-Islamic period, lenders who charged interest used to say to their debtors: "Do you want to settle now or to pay an additional amount for a further period of credit?". The prohibition of any loan which requires a payment in excess of the amount lent has also been reported on the authority of many companions from the Prophet (peace be upon him). On this basis, a decision was reached by the International Islamic Fiqh Academy which reads as follows: "It is impermissible from the Shari'ah perspective to stipulate a condition of compensation in the case of delay in the settlement of a debt".[7]

No penalty clause may be applied in the case of a delay in settling a debt, as any increase in the amount of the debt is Riba; this is in contrast to the application of a penalty clause to other cases of delay, such as delay in fulfilling construction or Istisna'a contracts. As the judgement on this issue by the court is binding, it is therefore not permitted to stipulate such a condition directly in the contract creating a debt or to enforce it subsequently by recourse to the judiciary.

(6) This Hadith has been narrated by a number of the companions and it was related by Ahmad in his *"Musnad"* [1: 312]; Ibn Majah through a good chain of transmission [2: 783], Mustafa Al-Babi Al-Halabi edition, Cairo, 1372 A.H./1952 A.D.; Al-Hakim in his *"Mustadrak"*, Hyderabad edition, India, 1355 A.H.); Al-Bayhaqi in his *"Sunan"* [6: 70 and 156] and [1: 133], Hyderabad edition, India, 1355 A.H.; and Al-Darqutni in his *"Sunan"* [4: 228] and [3: 77], Dar Al-Mahasin Lil-Tiba'ah edition, Cairo, 1372 A.H./1952 A.D.

(7) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. (51); and *"Majallat Majma' Al-Fiqh Al-Islami"*, No. 6 [1: 193]; and No. 6 [2: 9].

Litigation Expenses

A defaulting debtor must bear the litigation expenses and other expenses relating to his default in payment as he is the cause of the expenses.[8]

noorcentre.com

Disposal of a Mortgaged Asset

It is permissible for the creditor to demand the selling of a mortgaged asset and other properties belonging to a debtor which are in his possession for the purpose of liquidation and recovery of the debt. Furthermore, it is permissible for the creditor to obtain a mandate from the debtor to sell the mortgaged assets or other properties of the debtor, because such disposal is permissible for the creditor, and such a practice would speed up the procedures for disposing of the charged asset.[9]

Maturity of Instalments in the Case of Instalment Credit

It is permissible for the creditor to impose the condition that, if the debtor is late in paying one instalment, all the instalments become due. To this effect, there is a decision by the International Islamic Academy of Fiqh, the text of which reads as follows: "It is permissible for a seller on deferred credit terms sale to impose the condition that instalments become due before their original due date in case of the delay of the debtor in paying some of the instalments, so long as the debtor consented to this condition when the contract was agreed".[10] Such a condition would be valid, as there is no Shari'ah text to the contrary, and it serves a lawful interest of the creditor.[11] Giving prior notice to the debtor before giving effect to such

---

(8) Some of the jurists have stated this such as Ibn Taymiyyah in *"Al-Ikhtiyarat"* and in "*Mukhtasar Al-Fatawa*" (P. 346), Al-Mawardi in *"Al-Insaf"* and Sheikh Muhammad Ibn Ibrahim Al Al-Shaykh (see: Paper by Sheikh Ibn Mani' in the Fourth Fiqh Conference (pp. 226-227), organized by Kuwait Finance House 1416 A.H./1995 A.D.

(9) *"Al-Rawd Al-Murbi"*', (P. 74), 2nd edition, Dar Al-Turath, Cairo.

(10) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. (51); *"Majallat Majma' Al-Fiqh Al-Islami"* No. 6 [1: 193] and No. 7 [2: 9]. This has been reinforced by the Resolution No. 64 (2/7); see: *"Majallat Jami'at Al-Malik 'Abd Al-'Aziz"*, Al-Iqtisad Al-Islami, (P. 89).

(11) Ibn Abidin says; "If one says, I have invalidated the deferred period and I have abandoned it, the debt becomes due on the spot": *"Hashiyat Ibn Abidin"* [5: 157], Dar Al-Fikr edition, Beirut, 1399 A.H./1979 A.D. The Shari'ah Supervisory Council of the Kuwait Finance House has supported this in its Fatwa No. (542). *"Al-Fatawa Al-Shar'iyyah Fi Al-Masa'il Al-Iqtisadiyyah"*, Kuwait Finance House, [4: 18].

a condition is merely of the nature of a reminder, so as to provide him with reasonable time for payment.

noorcentre.com

The Right to Repossess a Sold Asset

If an asset sold by Murabahah or another sales contract is still available to the seller, and the purchaser has defaulted in the payment of the price, and subsequently has become bankrupt, then the seller is entitled to repossess the sold asset instead of initiating legal proceedings to obtain a bankruptcy order. This judgement is based on the report of Abu Hurayrah (may Allah be pleased with him) that the Prophet (prayers and peace of Allah be upon him) said: If one party has sold an asset and the other party (the purchaser) has become bankrupt, and the former party has managed to retain the asset, then he is more qualified to take possession of the asset in preference to the other creditors.(12)

A Commitment on the Part of the Debtor to Make a Donation in Case of Default

The permissibility of stipulating a condition, whereby the debtor in case of default is obliged to donate a sum of money (in addition to the amount of the debt) to be spent by the creditor (the Institution) on charitable causes, is because this has been considered as an instance of the commitment to make a donation, which is well established in the Maliki school of law. This is the opinion of Abu Abdullah Ibn Nafi' and Muhammad Ibn Ibrahim Ibn Dinar, two Maliki jurists.(13)

Guarantor

A guarantor is liable for anything for which the debtor whose debt is guaranteed is liable, because standing as a surety adds one obligation to another with respect to the liability. This is in line with the Quranic verse expressing the statement of Prophet Yusuf (peace be upon him) saying: ***{"... and I will be a guarantor to it"}***.(14) Also, the Prophet (peace be upon

---

(12) This Hadith has been related by Al-Bukhari in his *"Sahih"* [2: 846]; and Muslim in his *"Sahih"* [10: 221]. Also, see: *"Al-Muhadhdhab"* by Al-Shirazi [3: 253], Dar Al-Qalam edition, Damascus 1417 A.H./1996 A.D.

(13) See the book entitled: *"Tahrir Al-Kalam Fi Masa'il Al-Iltizam"* by Al-Hattab and the legal opinions of the Fourth Fiqh Conference organized by the Kuwait Finance House.

(14) [Yusuf (Joseph): 72].

him) affirmed the suretyship of Abu Qatadah in respect of the debt of a deceased person, when Abu Qatadah said; "I take responsibility as surety for both (two dinars), O Messenger of Allah."[15] It is a principle of law that the demand for payment from either the debtor or guarantor is permissible, as this is the very essence of suretyship, so long as there is no stipulation that the demand be in sequence; that is, it must start with the debtor and once he refuses to pay, payment will be demanded from the guarantor, because this sequence is a valid stipulation and believers are bound by their stipulations.

noorcentre.com

Contractor or Concessionaire

It is permissible to impose penalty clauses in contracts for constructions, Istisna'a and supply contracts, as such clauses are included in what may be validly stipulated as part of the contract. This does not render the impermissible permissible, or vice versa, and it complies with the Hadith of the Prophet (peace be upon him): *"Muslims are bound by contractual conditions, except those that render impermissible what is permissible or render permissible what is impermissible."*[16] Also, this is based on the statement of Shurayh (may Allah confer mercy upon him) saying: "Whoever has bound himself by a contractual condition voluntarily without any coercion, is bound by that condition". The International Islamic Fiqh Academy has also issued a decision which states: "It is permissible to include in an Istisna'a contract a penalty clause according to what is agreed upon by the two contracting parties provided that there are no unusual circumstances.[17] In addition, it is a juristic principle in the Hanbali school of law. This is also what has been decided by consensus of the Council of the Eminent Scholars of Saudi Arabia, in the following words: "The council has decided by consensus that a penalty clause that is stipulated in a contract is a valid and enforceable stipulation".[18] It is well known that the stipulation of the penalty clause is permissible only for non-financial obligations.

(15) Related by Al-Bukhari in his *"Sahih"* [2: 800-803]; Ahmad and others.
(16) This Hadith has been previously explained under Note No. (5).
(17) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 56 (3/7); see also the Journal of the Academy vol. 2, issue No. (7), (p. 223).
(18) Research papers by the Eminent Scholars of the Kingdom of Saudi Arabia, vol. 1, the penalty clause, Maktabat Ibn Khuzaymah edition, Riyadh, 1412 A.H.

Non-Material Penalties Applied to the Debtor in Case of Default

The grounds for such penalties lie in the jurists' decision which is based on their interpretation of the Hadith of the Prophet (peace be upon him): *"Delay in payment by a solvent debtor would be a legal ground for his being publicly criticised and punished"*.(19) A public complaint about his default in payment is not a prohibited slander; on the contrary, there is an obligation to warn other companies about his character, as this falls under the category of advice which it is a duty to give.

noorcentre.com

General Provisions

a) The monitoring of the affairs of the default debtor, is a kind of pursuing that has been established by the Shari'ah jurists. This pursuit is intended to make recovery from the defaulting debtor out of assets that he may have concealed from the knowledge of the creditor. In the circumstances, such pursuit does not constitute interference in the affairs of others.

b) The debtor may, entirely at his own discretion without any condition or customary practice, pay an additional amount when settling the debt, and this is part of good settlement following the saying of Allah: ***{"...No ground (of complaint) can there be against the Muhsinun (good-doers)..."}.***(20) Also, the prophetic Hadith says: *"Verily the best of you is he who is the best in the settlement of debt."*(21) The Prophet (peace be upon him), occasionally used to pay an additional amount when settling a debt. The permissibility of this practice depends on the discretionary nature of this extra payment and the absence of any stipulation or customary practice of making such a payment, since the existence of such a customary practice would be inconsistent with the condition that the extra payment be entirely discretionary and not stipulated.

c) It is permissible to accept the extra amount paid by the debtor following the proofs mentioned earlier.

---

(19) This Hadith has been previously explained under Note No. (3).

(20) [Al-Tawbah (Repentance): 91].

(21) Related by Al-Nasa`i on the authority of Al-'Irbad Ibn Sariyah: *"Fayd Al-Qadir"* [3: 497].

d) A stipulation by an Institution that it may recover amounts owing to it by a defaulting debtor by right of set-off from accounts of the debtor that are kept by the Institution is valid, since believers are bound by their stipulations. This right of set-off, even though it does not require the consent of the debtor, should preferably be documented in the contract that establishes the indebtedness, in order to shorten the procedures in case of dispute. This right is based on the amicable right of recovery that is based on Shari'ah evidence including the saying of the Prophet (peace be upon him) to the wife of Abu Sufyan: *"Take (from his property) what would suffice you and your child amicably."*[22]

noorcentre.com

(22) Related by Al-Bukhari and Muslim: *"Al-Lu`lu` Wa Al-Marjan"*, No. (1115).

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Default in payment

Delay in the settlement of an obligation or in paying an amount due for payment, without any legitimate reason.

Procrastinating debtor

A debtor who is solvent but refuses to pay a debt that is due, without any legitimate reason, after receiving the normal demand for payment.

Penalty clause

An agreement between two parties to a contract stipulating a pre-determined amount of compensation that will be due to the obligee, should the obligor delayed carrying it out.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (4)

Settlement of Debts by Set-Off

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 107
Statement of the Standard 108
1. Scope of the Standard 108
2. Definition of Set-Off and its Various Forms 108
3. Bilateral Exchange of Promises to Conclude a Set-Off in the Future 110
4. Application of the Rules of Set-Off to Some Modern Transactions .. 111
5. Currency Swaps 111
6. Date of Issuance of the Standard 112

Adoption of the Standard 113
Appendices
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard............. 114
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard.......... 116
Appendix (c): Definitions.. 117

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The aim of this standard is to outline the rules governing the use of set-off in settling debts, the Shari'ah requirements and conditions applicable to set-off, what is permissible or not permissible in this procedure and the most significant practices of Islamic financial Institutions (Institution/ Institutions)[1] in this regard.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers the settlement of debt by way of set-off. The standard shall not apply to discharge of liability by way of transfer, waiving of obligation, composition, acquisition of a right payable or bilateral cancellation of a contract, as they are covered by their respective Standards.

2. Definition of Set-Off and Its Various Forms

A set-off is to extinguish a debt receivable by a debt payable. It is divided into two main forms: mandatory set-off and contractual set-off.

2/1 Mandatory set-off

A mandatory set-off is a set-off that occurs without the need for bilateral agreement or consent of both indebted parties and, in some cases of mandatory set-off, it is one party that is forced to comply with the request of the other party for set-off. It is divided into compulsory set-off (on both parties)(2) and set-off on demand (of the person with the superior debt whereby the other party is obliged to comply with the demand).

2/1/1 A compulsory set-off is the spontaneous discharge of two debts that is not contingent on the request or consent of both or either party.

2/1/2 The conditions of the permissibility of compulsory set-off are the following:

a) Each party should be a creditor and debtor simultaneously.

b) Both debts should be equal in kind, type, description and maturity. However, if the two debts are not equal in amount, a set-off will take place of an equivalent amount on both

(2) Compulsorily set-off is a set-off that occurs without a need to bilateral agreements or consents of the parties.

sides, and the party that is owed the larger debt will remain a creditor for the remaining balance.

noorcentre.com

c) Neither of the two debts should be encumbered by an obligation to a third party, such as the right of a mortgagee to one of the debts. The intention of this is to protect rights associated with the amount of the debt and belonging to third parties.

d) The set-off should not be arranged in a manner that results in violation of a rule of Shari'ah, such as Riba (usury) or *Shubhat al-Riba* (a transaction potentially involving Riba).

2/1/3 A set-off on demand is the discharge of two debts at the request of the creditor for the superior debt and his consent to forgo the excess of the amount or privilege he is owed over what he owes. This set-off will take place whether or not the creditor for the smaller debt consents.

2/1/4 The conditions of permissibility of a set-off on demand are the following:

a) Each party should be a creditor and debtor simultaneously.

b) The creditor for the superior debt, in terms of quality and duration, should consent to relinquish his additional right or privilege. An example of superiority in terms of quality is when the debt is secured by a mortgage, or when a third party has given a guarantee to pay the debt, and the owner of the secured debt consents to relinquish this guarantee. Superiority in terms of duration exists if the duration of one of the debts is shorter, or one debt is now due and the other is not yet due. In these cases, the debt which has the shorter duration or which is now due is superior.

c) Both debts should be similar in kind and type, but not necessarily in quality and date of maturity. However, if the two debts are not equal in amount, a set-off will take place of an equivalent amount on both sides, and the party that is owed the larger debt will remain a creditor for the remaining balance.

d) The set-off should not be arranged in a manner that results in violation of a rule of Shari'ah, such as Riba (usury) or a transaction potentially involving Riba.

noorcentre.com

2/2 Contractual set-off

2/2/1 A contractual set-off is the discharge of two debts by the consent of the two parties to extinguish their obligations towards each other.

2/2/2 The conditions of the permissibility of a contractual set-off are the following:

a) Each party should be a creditor and debtor simultaneously.

b) The two parties should mutually consent to the set-off.

c) The set-off should not be arranged in a manner that results in violation of a rule of Shari'ah, such as Riba or a transaction potentially involving Riba.

2/2/3 A contractual set-off is permissible even without the need for two debts to be similar in kind, type, description or maturity. This is because the agreement on contractual set-off means that each party has agreed to relinquish any extra privilege associated with his debt. A contractual set-off is also permissible if the two debts are not equal in terms of amount, in which case a set-off will take place of an equivalent amount on both sides, and the party that is owed the larger debt is entitled to request payment of the remaining balance. [see item 2/10 (a) of the Shari'ah Standards on Trading in Currencies]

3. Bilateral Exchange of Promises to Conclude a Set-Off in the Future

It is permissible for the Institution and its customers or other Institutions to exchange bilateral promises that debts that may be created between them in the future will be settled by way of set-off, in which case all the conditions mentioned in the items 2/1 and 2/2 will be applicable at the time of actual set-off. However, if the currencies of the two debts differ, a bilateral exchange of promise of set-off should be concluded on the basis

that a set-off will take place based on the current currency exchange rate at the time of actual set-off; this ruling is to prevent the practices of Riba by roundabout methods or by implied agreement for practicing Riba.

noorcentre.com

4. Application of the Rules of Set-Off to Some Modern Transactions

The followings are some rules of set-off to modern transactions:

4/1 Stipulating set-off between the customer and the Institution in respect of debts to the Institution arising out of sales on deferred payment. The agreement on contractual set-off of future debts, commonly known as set-off and consolidation, is a practice employed by a large number of financial Institutions. This form of set-off may take place either compulsorily or contractually depending on whether the situation that gives rise to this set-off meets the conditions of compulsory set-off or the conditions of contractual set-off. Moreover, by pre-stipulating this type of set-off in the agreement, a fresh agreement may be avoided at the time of set-off when the two currencies are different or when one of the debts is superior to the other.

4/2 A set-off may take place between a financial Institution accepting a cheque and the drawer of the cheque, through the clearing-house. This form of set-off may also take place either compulsorily or contractually depending on whether the state that gives rise to this set-off meets the conditions of compulsory set-off or the conditions of contractual set-off.

4/3 Set-off that is concluded among financial Institutions through international or national networking systems, such as credit card or debit card organisations. This form of set-off may be either compulsory or contractual depending on whether the state that gives rise to this set-off meets the conditions of compulsory set-off or the conditions of contractual set-off.

5. Currency Swaps

The currency swaps that are concluded on the basis of Riba are not permissible. This is because in this process it is the interest-based securities that are set-off against interest-based securities.

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 29 Safar 1422 A.H., corresponding to 23 May 2001 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Settlement of Debts by Set-off was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (6) held on 25-29 Safar 1422 A.H., corresponding to 19-23 May 2001 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (2) held in Makkah Al-Mukarramah on 10-14 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 18-22 December 1999 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah Standard on settlements of debt by way of set-off.

On Tuesday 27 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 4 January 2000 A.D., one Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft.

In its meeting held in Bahrain on 18-19 Rabi' I, 1421 A.H., corresponding to 20-21 June 2000 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the juristic study and made certain amendments to it. The committee also discussed the exposure draft of the Standard in its meeting No. (6) held in Bahrain on 20-21 Jumada II, 1421 A.H., corresponding to 18-19 September 2000 A.D., and asked the consultant to make some amendments in light of the comments made by the members.

In its meeting No. (7) held in Bahrain on 5-6 Sha'ban 1421 A.H., corresponding to 1-2 November 2000 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the exposure draft and made some relevant amendments.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (5) held in Mecca on 8-12 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 4-8 December 2000 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 4-5 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 27-28 February 2001 A.D. The public hearing was attended by

more than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. Members of the Shari'ah Studies Committee responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Studies Committee held its meeting No. (8) on 16-17 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 11-12 March 2001 A.D., to discuss the comments made about the exposure draft. The Committee made the necessary amendments in light of both the written comments that were received and oral comments that took place in the public hearing.

The Shari'ah Board in its meeting No. (6) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 25-29 Safar 1422 A.H., corresponding to 19-23 May 2001 A.D., discussed the amendments made by the Shari'ah studies committee, and made necessary amendments. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Muharram 1433 A.H., corresponding to November 2011 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (38) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia on 28 Sha'ban to 1 Ramadan 1435 A.H., corresponding to 26-28 June 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved the necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

The basis for debt settlements by way of set-off is that it has been practised from time immemorial without any report of disapproval. Moreover, set-off is in line with the objectives of the Shari'ah as it encourages discharging individuals from liability of debt and set-off is one way of discharging debt liabilities without involving futile processes of debt recovery.

In addition, there is no Shari'ah objection to a set-off taking place on demand. The authority for this permissibility is that the person entitled to the superior debt has agreed to forgo the advantage attached to his debt and the Shari'ah will not object to such a gesture.

If set-off is executed contractually, it is then based on the prophetic Hadith stating; *"Muslims are bound by the conditions and agreements they have made, except a condition that has rendered the unlawful lawful or rendered the lawful unlawful."*[3]

(3) The Hadith has been related by Al-Tirmidhi in his *"Sunan Al-Tirmidhi"* [3: 634] edited by Ahmad Muhammad Shakir and others, Beirut: Dar Ihya` Al-Turath Al-'Arabi. Also, it has been related by Al-Bayhaqi in his *"Sunan Al-Bayhaqi"* [7: 248]; and Al-Manawi, *"Fayd Al-Qadir"* [6: 272], Egypt: Al-Maktabah Al-Kubra, 1356 A.H..

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Debt and Loan

A debt is any liability that is not in terms of a specified or defined item, whatever the cause of its establishment, i.e. whether its origin is in cash or in a commodity, or in a particular described benefit such as the benefit of using particular things or services of persons. For instance, the consideration in deferred sales and loans is described as a debt.

The relationship between a loan and a debt is that the latter is more general than the former, since every loan is described as a debt but the converse is not true. Not all debts originate from a loan. In this sense, a loan is but one cause of the creation of debt.

Due Debt

A due debt is a debt that is immediately payable or that is payable on the creditor's demand, whether on its original due date or, if it has been rescheduled and deferred, on its rescheduled due date.

Deferred Debt

A deferred debt is a debt the payment thereof is due at a certain time in the future, and it may also be due in periodic instalments over time.

Description

A description is a condition that distinguishes particular specimens of the same species from one other. For examples, conditions such as good quality and poor quality, or mortgage of security or personal guarantees, letters of guarantee and the freezing of the amount of cheques for payment which are attached to the debt are considered descriptions.

Ibra` (discharge)

An act by a person to discharge another person from a liability (owed by the latter to the former)

Reconciliation (Sulh)

An agreement to solve dispute between parties.

noorcentre.com

Iqalah (Mutual Rescission of Contract)

Revocation of a contract and cancellation of its effects with mutual consent of both parties.

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (5)

Guarantees

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	123
Statement of the Standard	124
1. Scope of the Standard	124
2. General Rulings on Guarantees	124
3. Personal Guarantees	125
4. Mortgage (Rahn)	129
5. Cases of Achieving the Objectives of Securities	129
6. Some Contemporary Applications of Securities	129
7. Date of Issuance of the Standard	134
Adoption of the Standard	135
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	136
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	138
Appendix (c): Definitions	146

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The aim of this standard is to outline the Shari'ah rules governing guarantees, and to clarify the forms of guarantees that are permissible or prohibited. It also outlines some significant modern applications of guarantees as employed by Islamic financial Institutions (Institution/Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers securities (Guarantees) intended to secure obligations and protect debts against procrastination and default. Such securities may take the form of written documents, attestations, personal guarantees, mortgages, cheques and promissory notes. The standard also explains the permissible and prohibited forms of securities. It also intends to distinguish between liabilities and the assets held on trust.

The standard does not cover guarantees against torts.

2. General Rulings on Guarantees

2/1 Permissibility of guarantees and their relevance to contracts

2/1/1 A contract of guarantee is permissible in contracts of exchange, e.g. a contract of sale, or contract of rights, e.g. right of intellectual property. Such a guarantee contract does not affect the permissibility of the original contract in which it is required. It is, moreover, permissible to stipulate a guarantee into the body of an original at one time, because guarantee is appropriate to, or relevant in, contracts.

2/1/2 There is no objection in Shari'ah to include a number of guarantees in one contract, such as incorporating a personal guarantee together with a mortgage of security in the same contract.

2/2 Guarantees in trust (fiduciary) contracts

2/2/1 It is not permissible to stipulate in trust (fiduciary) contracts, e.g. agency contracts or contracts of deposits, that a personal guarantee or mortgage of security be produced, because such a stipulation is against the nature of trust (fiduciary) contracts, unless such a stipulation is intended to cover cases of miscon-

duct, negligence or breach of conditions or stipulations. The prohibition against seeking a guarantee in trust contracts is more stringent in Musharakah and Mudarabah contracts, since it is not permitted to require from a manager in the Mudarabah or the Musharakah contract or an investment agent or one of the partners in these contracts to guarantee the capital, or to promise a guaranteed profit. Moreover, it is not permissible for these contracts to be marketed or operated as a guaranteed investment.

noorcentre.com

2/2/2 It is not permissible to combine agency and personal guarantees in one contract at the same time (i.e. the same party acting in the capacity of an agent on one hand and acting as a guarantor on the other hand), because such a combination conflicts with the nature of these contracts. In addition, a guarantee given by a party acting as an agent in respect of an investment turns the transaction into an interest-based loan, since the capital of the investment is guaranteed in addition to the proceeds of the investment, (i.e. as though the investment agent had taken a loan and repaid it with an additional sum which is tantamount to Riba). But if a guarantee is not stipulated in the agency contract and the agent voluntarily provides a guarantee to his clients independently of the agency contract, the agent becomes a guarantor in a different capacity from that of agent. In this case, such an agent will remain liable as guarantor even if he is discharged from acting as agent.

2/3 Guaranteeing existing leased properties

The lessor bears the risk associated with the leased property and the lessee holds it on a trust basis. Hence, it is not permissible for the lessor to stipulate in the lease contract that the lessee provide a guarantee or mortgage of security, etc., so that he may use it to recover the amount of the lease rental if the leased property is damaged, unless such a stipulation is restricted to cases of misconduct, negligence or breach of contract. Therefore, the lessor is liable for the consequences of any damage to the leased property that is not caused

by the misconduct or negligence of the lessee, and is responsible for any related insurance expenses. The lessor also bears the expense of any major maintenance work required to keep the leased property in the condition necessary to provide the contractual benefits under the lease.

noorcentre.com

2/4 Written documentation and attestation

2/4/1 Documentation in writing is recommended by Shari'ah, whether such documentation is in the form of ordinary (private) or official documents. However, customary practice is applicable in the drawing up of such documents and in determining the documents that are relevant as proof (or have evidential value). It is prohibited to forge documents or to conceal their contents or to destroy them so as to bring about the loss of other peoples' rights.

2/4/2 Attestation in financial transactions is recommended by Shari'ah. It is also commendable, and in case of necessity it is obligatory, to give testimony. On the other hand, perjury is prohibited and is one of the major sins.

2/4/3 It is not permitted to scribe or witness acts prohibited by Shari'ah, such as certifying or witnessing borrowing on the basis of interest.

3. Personal Guarantees

3/1 Permissibility and types of personal guarantee

3/1/1 It is permissible for an Institution to stipulate that a customer should provide one or more guarantors to secure the debts owed by the customer.

3/1/2 Personal guarantees are divided into two types. One type is a guarantee where the guarantor has a right of recourse to the debtor, and this guarantee is offered at the request or with the consent of the debtor. The other type is a non-recourse guarantee, which is offered voluntarily by a third party without the debtor's request or consent (voluntary guarantee).

3/1/3 An Institution is not entitled to guarantee financial commitments without a right of recourse to the debtor, i.e. to be a non-recourse guarantor, unless the Institution is already authorised by its shareholders and investors to make donations or to perform acts of benevolence.

noorcentre.com

3/1/4 It is permissible to fix the duration of a personal guarantee. It is also permissible to set a ceiling on the amount to be guaranteed and it is permissible that the personal guarantee be restricted by, or be contingent upon, a condition. In addition, it is permissible that such a guarantee be made contingent upon a future event, for example, by fixing a future date at which liability will commence and, in this case, the guarantor may validly withdraw the guarantee, by notifying the creditor, before the prospective obligation to be guaranteed arises.

3/1/5 It is not permissible to take any remuneration whatsoever for providing a personal guarantee per se, or to pay commission for obtaining such a guarantee. The guarantor is, however, entitled to claim any expenses actually incurred during the period of a personal guarantee, and the Institution is not obliged to inquire as to how the guarantee produced has been obtained by the customer. [see item 7/1/1 and 7/1/2)]

3/2 Guaranteeing unknown (Majhul) and future debts

A valid guarantee may be given for debts, the exact amount of which is unknown. Similarly, a valid guarantee may be given for a debt that will arise in the future. However, it is permissible for the guarantor to withdraw such a guarantee before a future debt is actually created, after notifying the person having interest in the guarantee. This is called a "market (business) guarantee," or a "guarantee of contractual obligation." An example of this type is a third party's guarantee to refund the price to the buyer if it appears that the sold commodity belongs to a person other than the seller and this guarantee is known as *Daman al-Dark* (dealers/business misrepresentation guarantee).

3/3 The effect of a personal guarantee

noorcentre.com

3/3/1 The creditor is entitled to claim the amount of his debt from either the debtor or the guarantor and he has the choice of claiming his right from either of them. However, the guarantor is entitled to arrange the order of liability, for example, by stipulating (at the conclusion of the contract of guarantee) that the creditor shall first claim payment from the principal debtor and that the creditor is entitled to recourse to the guarantor for payment only if the principal debtor refuses to fulfil his obligation.

3/3/2 If the creditor discharges the debtor from the debt, the guarantor is also discharged automatically from his liability. However, if the creditor discharges the guarantor from liability, the debtor remains in debt. If the guarantor secures a discount that results in paying an amount less than the original debt, the guarantor is entitled to recover only the amount he has actually paid to the creditor; he cannot demand that the debtor pay the debt in full ignoring the discount. This rule is intended to prevent a procedure being used that potentially leads to Riba. However, if the guarantor reaches an agreement with the creditor to settle the debt using as consideration a commodity of a different type from that in which the original debt was designated, the guarantor is entitled to recover the exact amount of the commodity provided as consideration for the debt, or the exact amount of the debt, whichever is less.

3/3/3 It is permissible for a personal guarantee contract to be designated in a separate contract. It can also be concluded together with, or before, or after, the conclusion of the contract of a credit transaction.

3/3/4 If an Institution manages transactions on the basis of Mudarabah or Musharakah or investment agency, it is not permitted for it to guarantee the fluctuations of currency exchange rates so that the investors will recover their investment shares irrespective of the behaviour of the currency market. Such a guarantee is prohibited

because it is tantamount to the Mudarib or partner or investment agent guaranteeing the capital of other partners or investors, which is prohibited by Shari'ah. [see items 2/21 and 2/2/2]

noorcentre.com

3/3/5 If the contract of a credit transaction stipulates that the debtor shall provide a guarantor and the debtor fails to provide one, the Institution is entitled to initiate legal action to force him to provide a guarantor or to terminate the contract.

4. Mortgage (Rahn)

It is to make a financial asset or so tied to a debt so that the asset or its value is used for repayment of the debt in case of default. [see Shari'ah Standard No. (39) on Mortgage]

5. Cases of Achieving the Objectives of Securities

5/1 Bringing forward future instalments in case of default on payment

It is permissible to include a term in a debt contract to the effect that, if the debtor defaults on the payment of one or more instalments, some or all of the future instalments shall fall due immediately, provided the default was not caused by unforeseeable intervening events or force majeure. However, this term shall not be effective until the debtor has been served with a reminder notice and after a reasonable period of time has elapsed.

5/2 Termination of a sale on deferred payment terms in case of failure to pay

The seller is entitled, in a contract of sale on a deferred payment basis, to stipulate that if the buyer fails to pay the price within a certain period of time, the seller is entitled to revoke the contract and repossess the sold asset without recourse to the courts.

6. Some Contemporary Applications of Securities

6/1 Letters of guarantee

6/1/1 It is not permissible to take remuneration for issuing a letter of guarantee, whether it is with cover or without cover, if the remuneration is intended as consideration for the guarantee

per se, since the amount guaranteed and the duration of the guarantee are usually taken into consideration in computing remuneration.

noorcentre.com

6/1/2 Asking an applicant for a letter of guarantee to bear administrative expenses incurred in issuing a letter of guarantee of either type (i.e. preliminary or final) is permissible in Shari'ah, provided the remuneration for such expenses do not exceed the commission that others would charge for such services. Where full or partial cover is provided, it is permissible, in estimating the expenses for issuing a letter of guarantee, to take into account anything that will reflect the actual service to be rendered in providing a cover for the transaction.

6/1/3 It is not permitted for the Institution to issue a letter of guarantee in favour of an applicant who will use it to acquire an interest-based loan or to conclude a prohibited transaction.

6/2 Documentary credit

It is a written undertaking by a bank (known as the issuer) given to the seller (the beneficiary) as per the buyer's (applicant's or orderer's) instruction or is issued by the bank for its own use, undertaking to pay up to a specified amount (in cash or through acceptance or discounting of a bill of exchange), within a certain period of time, provided that the seller present documents for the goods conforming to the instructions.

In brief, a documentary credit is an undertaking by a bank to pay subject to conformity of the documents to the contractual instructions. [see Shari'ah Standard No. (14) on Documentary Credit]

6/3 Use of cheques or promissory notes

There is no Shari'ah objection to obtaining cheques or promissory notes from the debtor (unless not allowed by law) as a means to force the debtor to make timely payment of instalments in cash, whereby if the debtor pays on time such cheques or promissory notes shall be returned to him, and in the event of default on payment they

may be produced for recovery. The party providing these cheques or promissory notes as security is entitled to obtain an undertaking from the Institution that they will be used only for timely recovery of its due debts without any addition.

noorcentre.com

6/4 Insurance for doubtful or bad debts

It is permissible to subscribe to an Islamic insurance coverage as security for debt obligations and it is not permissible that debts be insured on a conventional insurance basis.

6/5 Freezing cash deposits (blocking withdrawals)

6/5/1 In order to secure the future payment of debts on a single payment or an instalment basis, it is permissible for the Institution to stipulate, that it is entitled to freeze the customer's investment account, or to revoke his right to withdraw money from such an account entirely or to block an amount in the account equivalent to the debt, which is the preferred option. Nevertheless, the customer remains entitled to share profits on the whole balance of the investment account after deducting the Institution's share for acting as a Mudarib.

6/5/2 In a credit transaction, it is not permitted for the Institution to stipulate a right to freeze the customer's current account. However, a stipulation of this kind is allowed where the customer has freely, willingly and absolutely agreed to his current account to be frozen.

6/6 Third party guarantees (voluntary undertakings to compensate an investment loss)

It is permissible for a third party, other than the Mudarib or investment agent or one of the partners, to undertake voluntarily that he will compensate the investment losses of the party to whom the undertaking is given, provided this guarantee is not linked in any manner to the Mudarabah financing contract or investment agency contract.

6/7 Underwriting the subscription of shares issued (subscription guarantee)

noorcentre.com

6/7/1 It is permissible for the Institution to undertake that it will underwrite the remaining shares offered for subscription after the expiry of the offer period, provided the shares are underwritten at the offer value without any consideration for the underwriting per se.

6/7/2 The underwriter is entitled to receive consideration for a service it provides other than the guarantee, such as conducting a feasibility study or marketing the shares.

6/8 Guarantees in tenders, security deposits in Murabahah transactions and 'Arboun (Earnest Money)

6/8/1 It is permissible to obtain guarantees for tenders and this includes both the amounts paid for participating in the bid (primary cash security for participating in the bid) and the amounts paid when the contract is awarded to the successful bidder (final cash security providing evidence of ability to complete the project). Such amounts shall be considered as being held on trust by the offeror of the bid on behalf of the successful bidder, and are not viewed as 'Arboun (Earnest Money). Hence, such amounts are recoverable if they are intermingled with other amounts of money (i.e. irrespective of any unwanted circumstances). Moreover, it is not permissible to confiscate such amounts of money, except in compensation for an equivalent amount of financial damage actually sustained in the tendering process. Such amounts may be invested in the benefit of the customer with his consent, unless he requests it to be credited to his current account.

6/8/2 It is permissible for the Institution, in the case of a unilateral binding promise, to take a sum of money called *Hamish Jiddiyyah* (security deposit) from the purchase orderer (customer) as security for his promise. This sum of money is held on trust, not as

'Arboun, because no contract has been established. The rules set out in item 6/8/1 apply here. Where the customer fails to honour his binding promise, the Institution is not permitted to retain the security deposit as such. Instead, the Institution's rights are limited to deducting the amount of any damage actually incurred as a result of the breach, namely the difference between the cost of the item to the Institution and its selling price to a third party.

noorcentre.com

6/8/3 It is permissible to take 'Arboun from a buyer or lessee when a sale or lease contract is concluded, on condition that, if the contract is not terminated within the specified period during which the option to terminate the contract remains valid, such an amount will be considered as part of the consideration for the contract and, if the buyer or lessee fails to perform the contract within this period, the seller or lessor is entitled to retain the amount. It is, however, preferable that the Institution should refund to the customer any balance remaining after deducting from the 'Arboun the amount of any damage actually sustained by it.

6/9 Priority right of recovery and the right to follow up

6/9/1 The Institution is entitled to recover first its tangible items that were sold to or manufactured for a customer and have not been paid for and can be identified among the assets of the customer.

6/9/2 The Institution is entitled to protect the integrity of the subject of a guarantee, such as a mortgaged asset, and pursue a legal action against misusing it if it is established that the person holding it is using it in a manner that may lead to losses to be borne by the Institution.

6/9/3 The rights of the parties holding mortgages of security shall be given priority over the rights of the parties who are unsecured. [see Shari'ah Standard No. (39)]

6/9/4 In the event of bankruptcy or liquidation, the parties in charge of the liquidation have a preferential right or priority over other creditors in recovering their rights; i.e. the cost of any services provided in the process of liquidation. [see Shari'ah Standard No. (43) on Insolvency]

noorcentre.com

7. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 29 Safar 1422 A.H., corresponding to 23 May 2001 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Guarantees was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (6) held on 25-29 Safar 1422 A.H., corresponding to 19-23 May 2001 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (2) held in Mecca on 10-14 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 18-22 December 1999 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah Standard on Guarantees.

On Tuesday 27 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 4 January 2000 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft.

In its meeting held in Bahrain on 18-19 Rabi' I, 1421 A.H., corresponding to 20-21 June 2000 A.D., the Shari'ah Committee discussed the juristic study and made certain amendments to it. The committee also discussed the exposure draft of the Standard in its meeting No. (6) held in Bahrain on 20-21 Jumada II, 1421 A.H., corresponding to 18-19 September 2000 A.D., and asked the consultant to make some amendments in light of the comments made by the members.

In its meeting No. (7) held in Bahrain on 5-6 Sha'ban 1421 A.H., corresponding to 1-2 November 2000 A.D., the Shari'ah Committee discussed the exposure draft and made some relevant amendments.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (5) held in Mecca on 8-12 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 4-8 December 2000 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 4-5 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 27-28 February 2001 A.D. The public hearing was attended

by more than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. Members of the Shari'ah studies committee responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Committee held its meeting No. (8) on 16-17 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 11-12 March 2001 A.D., to discuss the comments made about the exposure draft. The committee made the necessary amendments in light of both the written comments that were received and oral comments that took place in the public hearing.

The Shari'ah Board in its meeting No. (6) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 25-29 Safar 1422 A.H., corresponding to 19-23 May 2001 A.D., discussed the amendments made by the Shari'ah Committee, and made necessary amendments. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Muharram 1433 A.H., corresponding to November 2011 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (38) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia on 28 Sha'ban - 1 Ramadan 1435 A.H., corresponding to 26-28 June 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the Standard

Permissibility of Guarantees and Its Relevance to Contracts

The basis of the permissibility of stipulating guarantees in contracts is that it protects property, which is one of the objectives of Shari’ah. The other authorities mentioned in the standard in support of each kind of guarantee can be cited as authority for the permissibility of guarantees in contracts.

Guarantees in Trust Contracts

Assets held on trust must be returned to their owners in the manner in which they were received and in their original physical state promptly after the owners demand their return. Allah, the Almighty, says: ***{“Allah doth command you to render back your trusts to those to whom they are due”}.***[2] Since such assets are not subject to exchange, they are purposely meant either for custody with permission to use them, such as assets on deposit, or for charitable acts, such as a loan of tangible assets. Therefore, the persons holding such assets are considered by the owners from the beginning as capable of returning them to their owners on demand, making them trustees, and as a principle of Shari’ah, a trustee is not held liable (for loss of, or damage to, an asset held on trust), except in circumstances of misconduct, negligence or violation of the conditions agreed upon, because in other circumstances it is inconsistent with the fundamental principle of trusts for a trustee to be held liable.

Written Documentation and Attestation

Written documentation is recommended by Shari’ah. This is the opinion of the majority of Fuqaha, in contrast to Ibn Hazm who argued that written documentation is an obligation (i.e. if one did not put his financial

(2) [Al-Nisa` (Women): 58].

transactions in writing he has committed a sin) relying on the literal meaning of the Qura`nic verse: ***{“O ye who believe! When you deal with each other, in transactions involving future obligations in a fixed period time, reduce them to writing”}***[3] and the Quranic Verse: ***{“Disdain not to reduce to writing your contract for a future period, whether it be small or big”.***[4] The majority of Fuqaha have also inferred that this verse itself excluded written documentation in the cases of trustworthiness, as the last part of the following verse says: ***{“And if one of you deposits a thing on trust with another, let the trustee (faithfully) discharge his trust and left him fear Allah his Lord.”}***

noorcentre.com

It must be noted that customary practice is the basis in determining the form and evidential value of written documentation, because Shari’ah did not specify a particular manner of writing to be considered. As for the permissibility of attestation as documentation, the authority for that is the following Qura`nic verse: ***{“And get out two witnesses, out of your own men. And if there are not two men, then a man and two women, such as ye choose, for witnesses, so that if one of them errs, the other can remind her”}.***[5]

The evidential value of attestation according to traditional Fuqaha is stronger than that of written documentation. But in modern times, things have changed so that some laws rely on witnesses only in a very limited number of cases and paramount importance is given to written documentary evidence.

Personal Guarantees

Permissibility of personal guarantees

Personal guarantees derive their permissibility from the Qura`n, Sunnah, consensus and reasoning. In the Qura`n, Allah, the Almighty, says: ***{“They said: ‘We miss the great beaker of the king; for him who produces it, is (the reward of) a camel load; I will be bound by it’”}.***[6] In Sunnah, there is the Hadith narrated by Salamah Ibn Al-Akwa’, who said: “We were with the

(3) [Al Baqarah (The Cow): 282].
(4) [Al Baqarah (The Cow): 282].
(5) [Al Baqarah (The Cow): 282].
(6) [Yusuf (Joseph): 72].

Prophet (peace be upon him) when a deceased person was brought. They said, 'O Prophet of Allah, perform prayers on him.' He (peace be upon him) said, *'Has the deceased left anything?'* They said, 'No.' He (peace be upon him) said, *'Is he in debt?'* They said, 'Three dinars.' He said, *'Perform prayers on your companion.'* Abu Qatadah said, 'O Messenger of Allah, perform prayer on him, and I am responsible for his debt.' Then the Prophet (peace be upon him) performed prayers on him."[7] In another text of the Hadith, he (Qatadah) said: "I guarantee (to pay) his debt."[8]

noorcentre.com

The Fuqaha are unanimous on the permissibility of personal guarantees. Moreover, the need of people for personal guarantees to facilitate dealings with each other had also made them legitimate, particularly in the case of customers who lack a good credit record. In addition, personal guarantees encourage performance and prevent the contract from being breached and this security also justifies their permissibility.

The objection to taking consideration for personal guarantees is that giving a guarantee is one of the charitable acts that should be offered without consideration, and this ruling has generated consensus among the Fuqaha. Moreover, a personal guarantee indicates a readiness to give away the amount of a loan, which means that the guarantor will pay the loan (if the principal debtor fails to pay) and have recourse to the guaranteed person for fulfilment. Hence, it is not permissible to take consideration for a guarantee, because it is not permissible to take consideration for giving away the amount of the loan itself, since such consideration is considered to be Riba.

Guaranteeing unknown and future debts

The Shari'ah basis for the permissibility of guaranteeing the unknown is the general meaning of the Hadith: *"The guarantor is liable."*[9] because

(7) Related by Al-Bukhari in his *"Sahih"* [2: 800], Dar Ibn Kathir and Yamamah.

(8) *"Sunan Al-Nasa`i"* [7: 317]; *"Sunan Ibn Majah"*, [2: 804]; and Al-Bayhaqi in *"Al-Sunan Al-Kubra"* [4: 95].

(9) The Hadith has been related by Ahmad, Abu Dawud, and Al-Tirmidhi: *"Al-Darari Al-Mudiyyah"* [1: 399], Dar Al-Jil; Ibn Majah in his *"Sunan Ibn Majah"* [2: 804], Dar Al-Fikr; and Al-Bayhaqi in *"Al-Sunan Al-Kubra"* [6: 72], Maktabat Dar Al-Baz.

this Hadith makes no distinction between guaranteeing the known and the unknown since there is no harm or element of dispute arising due to uncertainty here, because the unknown transaction guaranteed will become certain and known, and the guarantor will know, after the debt is incurred, the actual obligation he undertakes. Another authority for the permissibility of guaranteeing what is not known is the Quranic verse: ***{"...for him who produces it, is (the reward of) a camel load and I will be bound by it".***[10] Here, the guarantor guaranteed a camel load although it was not yet a debt.

noorcentre.com

The evidence for the creditor's right to demand payment from either the debtor or the guarantor is that the debt is established as liability of both of them, hence the right to demand payment from either of them. The permissibility for stipulating that the creditor has first to ask for payment from the principal debtor and that he may ask the guarantor for payment only if the debtor fails to pay, is based on an opinion in the Maliki school of law[11] and it is also an opinion of the Hanafis.[12] These opinions argued that if the debtor is solvent then demanding payment from the guarantor is pointless, unless the debtor refuses to pay. So, the requirement that payment be first sought from the debtor has a Shari'ah basis as well as being a case of adherence to a principle of natural justice.

Bringing Forward Future Instalments in Case of Default in Payment

The basis for this condition is the Hadith of the Prophet (peace be upon him): *"Muslims are bound by the conditions they made,"*[13] and because payment on a deferred basis is the right of the debtor, and the debtor may choose to pay before time and relinquish the deferral of the date of payment entirely. If this is the case, the date of payment may also be based on default so as to strengthen the collectibility of the debt and secure payment on time. The basis of the rule enabling the creditor to demand payment of all instalments in the event of default, instead of waiting until each instalment

(10) [Yusuf (Joseph): 72]. ***"I will be bound by it"*** means being a guarantor.
(11) Ibn Rushd, *"Al-Bayan Wa Al-Tahsil"* [11: 291].
(12) *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [7: 2423].
(13) Related by Al-Bayhaqi in *"Al-Sunan Al-Kubra"* [6: 79], Maktabat Dar Al-Baz; Al-Daraqutni in his *"Sunan Al-Daraqutni"* [10: 27], Dar Al-Ma'rifah; Ibn Abu Shaybah in his *"Musannaf"* [4: 450], Maktabat Al-Rushd; and Al-Tahawi in *"Sharh Ma'ani Al-Athar"* [4: 90], Dar Al-Kutub Al-'Ilmiyyah.

is due, is the possibility that during the period of delay in payment the debtor may find a means to conceal his assets and claim insolvency. The permissibility of this condition is confirmed by the Resolution No. (51) issued by the International Islamic Fiqh Academy.

noorcentre.com

Termination of a Sale on Deferred Payment Terms in Case of Failure to Pa

The basis for this is that the seller has consented to deferred payment only if it will not lead to a loss of what is due to him. This is the opinion of the majority of Fuqaha, as opposed to the Hanafis who have confined the creditor’s right to litigation, unless he has stipulated the right to terminate the contract and “Muslims are bound by conditions they made.”

Guarantees and Their Modern Applications

Letters of Guarantee

The basis of the rule that no remuneration may be taken for a guarantee per se is that it is a surety, and as such it is one of the contracts of charity since it involves a readiness to give away the amount of a loan for no consideration. The majority of Fuqaha agree that it is prohibited to take consideration for guarantee. However, issuing the letter of guarantee is a service that justifies charging fees.

The prohibition of issuing a letter of guarantee for unlawful acts is analogous to the prohibition of giving assistance in committing a sin. The Hadith: *“Allah curses the one who gives Riba and the one who takes it and the one who writes its contract and the two witnesses involved”*(14) also supports this ruling, because the personal guarantor has a stronger role in establishing and recovering a debt than the writer of the contract and the witness mentioned in the Hadith.

Documentary credits

The basis for the permissibility of charging fees for a documentary credit is that issuing a documentary credit is a service performed in the interest of the applicant for the documentary credit, for which the Bank has the right to charge fees.

(14) Related by Muslim in his *“Sahih”* [3: 1219], Dar Ihya` Al-Turath Al-’Arabi; and the five compilers of Hadith, and see: Al-Shawkani *“Nayl Al-Awtar”* [5: 296], Dar Al-Jil.

Use of cheques or promissory notes

noorcentre.com

The Shari'ah basis for obtaining cheques or promissory notes from the debtor as a guarantee is the general sources on the permissibility of guarantees in general.

Insurance for debts

Islamic insurance is based on the principle of donation, and Gharar is tolerable in such conditions. In Islamic insurance, the instalments that are paid are provided within a framework of donations organised for the mutual benefit of the contributors to the insurance fund. The permissibility of Islamic insurance is confirmed by the resolutions issued by the Islamic Fiqh Academy of the World Muslim League [(15)] and the International Islamic Fiqh Academy of the Organisation of Islamic Conference.[(16)] Although this form of insurance falls within the meaning of a guarantee, the guarantee here is not provided in return for conditional consideration as such, hence the permissibility of subscribing to an Islamic insurance coverage as security for doubtful or bad debts.

Freezing cash deposits

The basis for the permissibility of stipulating a right to freeze acustomer's investment account is the permissibility of pledging funds, in addition to the fact that the purpose behind such freezing is to be able to agree on a set-off if it appears that the pledgor of the balance is in debt to the bank. It is a form of mortgage to secure a possible future debt. The basis for the prohibition of stipulating a right to freeze a customer's current account is that such a right would be tantamount to a combination of a sale on deferred payment terms and a loan transaction; i.e., it amounts to a deferred sale with a condition to provide a loan, which is prohibited by Shari'ah.

Third party guarantees

The basis for third party guarantees is that they are a promise to volunteer to remedy a loss of capital under an investment contract with a party other

---

(15) The First Session, Resolution No. (5).
(16) Resolution No. 9 (9/2).

than the volunteer. This is a permissible act as a volunteer, as is evidenced in the Holy Qura`n: ***{"No ground (of complaint) can there be against such as do right,"}.***[17] A resolution passed by the International Islamic Fiqh Academy states as follows:

noorcentre.com

"There is no Shari'ah objection to mention in the prospectus of the issue or in the documents of Muqaradah (Mudarabah) bonds the promise of a third party, who is independent personally and in terms of financial liability from the two parties to the contract, to volunteer an amount of money for no consideration to be allocated to make good a loss on a particular project. However, this is circumscribed with a condition that such a promise should be an obligation independent from the Mudarabah contract. In other words, the third party's performance of his obligation should not be a condition for the enforcement of the contract and the conditions and liabilities of the parties to the contract. As such, holders of the bonds or the manager of the Mudarabah are not entitled to claim that they may fail to honour their obligations relating to their contracts because the volunteer failed to fulfil his promise because the performance of their obligations takes into consideration the promise to volunteer."[18]

Underwriting the subscription of shares issued

If such underwriting is offered without consideration, it is considered as a personal guarantee for no consideration, and this is permissible in Shari'ah. However, if it is for consideration, the basis for its prohibition is what we have mentioned in respect to taking a commission for a guarantee. [see item 4/1]

Guarantees in tenders, security deposits in Murabahah transactions and 'Arboun (Earnest Money)

The basis for the permissibility of guarantees in tenders and earnest money is the afore-mentioned authority for guarantees in general. Both guarantees in tenders and security deposits are permissible because they facilitate obtaining compensation for actual damages in case of breach of contract. The basis for obtaining the earnest money to secure performance

(17) [Al-Tawbah (Repentance): 91].
(18) Resolution No. 30 (5/4)

is the practice of Umar Ibn Al-Khattab (may Allah be pleased with him) in the presence of some companions of the Prophet (peace be upon him), which has been permitted by Imam Ahmad. A resolution has been issued in connection with the permissibility of 'Arboun (Earnest Money) by the International Islamic Fiqh Academy.[19]

noorcentre.com

Priority right of recovery and the right to follow up

The basis for the permissibility of the priority of certain rights, such as those of liquidators, is that these rights are considerations that are determined by the judiciary on the basis of public interest. The basis for giving priority to a person whose assets per se have contributed to the increase of the bankrupt's assets, and have been located and identified, is the Hadith of the Prophet (peace be upon him): *"If one sells a commodity, and the owner thereof becomes bankrupt, and then he finds it without being altered, he has more right over it than the other creditors."*[20] A resolution in connection with the permissibility of preference was issued by the Second Fiqh Seminar hosted by Kuwait Finance House, based on a number of Fiqh rulings determining certain preferences that include priority in the recovery of debts. The right of following up the subject of a mortgage is based on the fact that the aim of the mortgage is to facilitate recovery of the amount of the debt and leaving the debtor without a right of follow-up will defeat this objective.

(19) Resolution No. 72 (3/8) in respect of 'Arboun (Earnest Money).

(20) Related by Al-Bukhari and Muslim with different texts as follows: *"If one finds his property without being altered in the possession of a bankrupt, he has more right over it than the other creditors"*: *"Sahih Al-Bukhari"* (H: 2402); and *"Sahih Muslim"* (H: 1559).

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Payables:

Debts that are absolutely payable and liabilities held on trust basis, either because of being contractually created, or because unjust enrichment has given rise to a liability for restitution.

Liabilities:

Liabilities held on trust basis, i.e., obligations that are not subject to compensation for any loss suffered except in circumstances of misconduct, negligence or violation of the conditions agreed upon.

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (6)

Conversion of a Conventional Bank to an Islamic Bank

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	151
Statement of the Standard	152
1. Scope of the Standard	152
2. Time Frame for the Conversion	152
3. Necessary Measures for Conversion	153
4. Dealings with Banks	154
5. Providing Banking Services in Permissible Ways	155
6. Effect of Conversion on the Interest Based Receivables and Their Shari'ah Alternatives	155
7. Effect of Conversion on Investments	156
8. Treatment of the Bank's Non-Permissible Existing Receivables before the Decision to Convert	157
9. Treatment of Non-Permissible Liabilities before the Decision to Convert, Whether the Conversion Is Internal or External	158
10. Disposal of Impermissible Earnings	159
11. Zakah Obligation on the Bank before the Decision to Convert	160
12. Date of Issuance of the Standard	160
Adoption of the Standard	161
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	162
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	164

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The aim of this standard is to explain procedures, mechanisms and treatments that are required for converting a conventional bank to an Islamic bank (bank/banks)[1] that observes the rules and principles of Shari'ah in its operations and financial relationships, and, at the same time, embraces the objectives and functions of Islamic banking services. The standard also includes an outline of significant Islamic banking activities that constitute alternatives to conventional banking practices that are in place prior to conversion.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers fundamental mechanisms for converting a conventional bank to a bank that complies with Shari'ah rules and principles right after the decision to undertake immediate comprehensive conversion within a particular designated period that is announced, whether such a decision comes from within the bank or from outside the bank to be converted by outside parties interested in converting it. The standard covers the time frame required for the conversion, the effect of conversion on the methods used to solicit and receive deposits, and the method to be used to invest such deposits. The standard provides guidance on how to treat the receivables and liabilities realized by the bank prior to the conversion, whether or not such receivables and liabilities are received or paid. The standard includes a treatment of the prohibited assets that are in the possession of the bank before conversion and the appropriate ways of disposing of them.

The standard does not cover activities of the converting bank that are naturally permissible or the profit made by permissible means, as these are not the subject matter of the conversion. This is because there is no Shari'ah objection to the bank continuing such activities or employing them for its own benefit. The standard also does not cover activities of Islamic windows or departments or units in conventional banks.

2. Time Frame for the Conversion

2/1 It is necessary that all Shari'ah requirements be executed in the process of converting a conventional bank to a potential Islamic bank. It is also necessary that the Shari'ah rules and principles be observed in respect of all new transactions after conversion. In principle, the transactions that are concluded before the decision to convert must be ceased or disposed of immediately. It is not permissible to delay clearing out non-permissible transactions

unless such delay becomes a necessity or a pressing need. Thus, the circumstances surrounding the conversion must be taken into consideration in order to avoid the risk of failure or a breakdown of the bank's operations, taking into account that the provisions of this standard will be applied to accommodate the situation.

noorcentre.com

2/2 If the bank did not decide on an immediate and comprehensive conversion as per item 2/1 and decided to adopt a gradual or partial conversion, then it is not regarded as a converted bank and may not be granted a licence as an Islamic bank unless the conversion process is completed. The shareholders are required to accelerate the process of conversion in order to free themselves from the sin of impermissible activities. This standard may be used as a guideline for identifying the steps of conversion.

2/3 The impermissible profits realised and transactions concluded during the period of conversion can be treated as per the explanation in items 8-11.

3. Necessary Measures for Conversion

3/1 For the success of the process of conversion, it is necessary that the bank set up all necessary procedures, create the required tools, explore alternatives to non-permissible financial practices, and train and promote the personnel required for proper implementation of the procedures of conversion.

3/2 The appropriate administrative arrangements must be in place, including changing the bank's operating license if required by the supervisory authorities, and amending the bank's by-laws (memorandum and articles of association) through the required procedures so that they include objectives and operational measures that are appropriate to Islamic banking. The by-laws must be cleansed from anything that contradicts the nature of Islamic banking.

3/3 Restructuring the organizational structure of the bank and its employment procedures, conditions and employee statutes to fit the situation of conversion.

3/4 Formation of a Shari'ah supervisory board and an internal Shari'ah compliance department in accordance with the Governance Standards issued by Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions.

noorcentre.com

3/5 Reformatting or designing standard contracts or specimens or exemplars of documents that comply with Shari'ah rules and principles.

3/6 Opening accounts with local or international Islamic banks and revamping of the accounts that are maintained with local or corresponding conventional banks [see, item 4 (b)]. Any dealings with conventional banks must be limited to the magnitude of the need to do so.

3/7 Preparing a special programme for preparing personnel and training them to deal with the application of Islamic banking practices.

3/8 Taking necessary measures for the implementation of accounting, auditing, governance, and ethics standards issued by Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions.

4. Dealings with Banks

4/1 Exerting all possible efforts to adapt the ways of dealing with central banks regarding deposits, liquidity needs or otherwise in a way that does not conflict with the rules of Shari'ah, especially rules that govern Riba transactions. The possible alternatives to the reserve amount required by law include, among others, depositing receivables represented by commercial paper to be paid later by customers instead of accepting the freezing of the cash account. The bank can also finance government projects using Islamic instruments. Among the possible alternatives for the purpose of set-off is for the bank to maintain current accounts that accrue no interest or disposing of the interest earned, if that is impossible, and adapting the ways of dealing with the central bank for acquiring liquidity, for example, by the opening of investment accounts for the central bank.

4/2 Revamping the transactions with conventional banks on the basis of Riba free transactions and the application of instruments acceptable by Shari'ah.

4/3 Intensifying transactions with Islamic financial Institutions through bilateral exchange of current or investment accounts and considerable cooperation in the areas of remittances, documentary credits and syndicated financing.

noorcentre.com

5. Providing Banking Services in Permissible Ways

In providing banking services, it is not permissible for the bank to receive interest as compensation for services rendered. It is a requirement that an Islamic alternative be worked out, such as treatment of uncovered documentary credits through Murabahah, Musharakah or Mudarabah in accordance with the rules of Shari'ah. It is not permissible to take a commission for providing a mere facility. However, the commission may be linked to expenses incurred for the execution of the credit facility accordingly.

6. Effect of Conversion on the Interest Based Receivables and Their Shari'ah Alternatives

6/1 All traces of conventional transactions whereby the bank originated monetary assets and is liable to pay interest for them must be liquidated. This is the rule whether such transactions involve individuals, banks or central banks. This liquidation includes, among others, the conditions relating to the deposits, preference shares, investment bonds and interest-based certificates that were issued by the bank before the decision for conversion. [see item 9]

6/2 The bank must confine itself to permissible operations for acquiring the necessary funds to operate or to meet its liabilities. Examples of such operations are:

6/2/1 The shareholders may increase their share capital in order to increase the bank's capital and provide a basis for attracting investment accounts and current accounts.

6/2/2 Issuance of Islamic certificates such as Mudarabah, Musharakah or Ijarah certificates within the parameters of Shari'ah.

6/2/3 Concluding Salam contracts whereby the bank acts in the capacity of a supplier, or Istisna'a contracts whereby the bank

acts in the capacity of a manufacturer or builder with the condition that the contract price of the Istisna'a is paid to the bank in advance, although the deferment of payment of the price in Istisna'a is allowed by Shari'ah.

noorcentre.com

6/2/4 Concluding a sale-and leaseback deal by selling some of the assets of the bank for liquidity and leasing them back by means of an Ijarah contract. This transaction must take into account the Shari'ah Standards on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek whereby the contract of sale must be independent from the contract of lease, i.e. the two contracts must remain separate from each other.

6/2/5 Concluding Tawarruq deals in line with Shari'ah principles by buying a commodity on a deferred payment basis and selling it to a third party, other than the previous seller, for immediate payment.

6/3 If the capital of the bank has increased due to non-permissible transactions or the accumulation of reserves based on non-permissible transactions, then its treatment must be in accordance with the treatment of non-permissible receivables or other non-permissible assets in the possession of the bank as discussed below. [see items 8 and 10]

7. Effect of Conversion on Investments

7/1 All interest-based investment instruments must cease to be used and must be replaced by permissible investment instruments such as Mudarabah, all Shari'ah-nominate partnerships, diminishing Musharakah, sharecropping partnerships (agricultural, planting or irrigation partnership) or financing by way of deferred sales, Murabahah, Salam, Istisna'a, operating Ijarah, Ijarah Muntahia Bittamleek or other permissible financing and investment instruments.

7/2 All possible efforts must be exerted to terminate all interest-based loans that the bank has made before the decision to convert, whether such loans are medium-term or long-term facilities, followed by converting

the principal amounts to financing instruments in accordance with the rules and principles of Shari'ah. If the bank is unable to terminate some of these loans, then the bank must dispose of the interest earned in the manner explained in item 10/2.

noorcentre.com

8. Treatment of the Bank's Non-Permissible Existing Receivables before the Decision to Convert

8/1 Non-permissible assets of the bank originated or acquired before the decision to convert

Starting from the financial period in which the bank decides to convert, the following must be done:

8/1/1 If a conventional bank is acquired with the intention to convert it to an Islamic bank, the new owners are not obliged to dispose of interest and impermissible earnings that have been earned before such acquisition.

8/1/2 If a conventional bank is converted by its existing shareholders into an Islamic bank, then the process of disposing of interest and impermissible earnings should be considered as commencing at the beginning of the financial period in which the conversion starts to take effect. However, for any impermissible earnings that have been distributed prior to conversion, it is necessary, on ethical grounds, for the shareholders and depositors to whom these earnings have been distributed to dispose of them personally. The bank is not bound to do so.

8/1/3 Revenues not yet received that are of doubtful permissibility are not subject to compulsory disposal, whether they were earned before or during the financial period in which the bank decides to convert. The same rule applies to revenues of doubtful permissibility that have been already received because of a belief that they are permissible on the basis of (I) an interpretation of a person who is qualified to perform *Ijtihad* on issues that are subject to personal juristic interpretation, (II) juristic position of an authoritative school of Shari'ah or (III) the opinion of some eminent and knowledgeable scholars.

8/1/4 If the bank has rights to prohibited non-monetary assets, it may receive them with the intent to destroy them. If the bank is entitled to receive consideration for supplying non-permissible assets or services, the bank may receive the consideration with the intent to donate it to charity. The same rule applies to any income that has been acquired from non-permissible assets during the period in which the bank decides to convert. In both cases, the customer should not be allowed to avoid paying the amount receivable or the consideration, otherwise such a customer would end up being entitled to two counter-values of the same transaction: the good or service supplied and the price payable for it.

noorcentre.com

8/1/5 If the bank is converted and it has, among its tangible assets, impermissible commodities, the bank is obliged to destroy them. If the bank has sold some of these commodities and is yet to receive the price thereof, the price must be received and be donated to charity.

8/1/6 If the property assets of the bank are locations designated for non-permissible activities, they should be changed to locations designated for permissible operations and services.

9. Treatment of Non-Permissible Liabilities before the Decision to Convert, Whether the Conversion Is Internal or External

9/1 Internal conversion

9/1/1 If the liabilities are in the form of payment of interest, the bank should employ all lawful means to avoid paying such interest. This rule does not apply to the principal amounts of debts or loans. The bank should not pay interest except on the basis of dire need.

9/1/2 If the liabilities are in the form of obligations to provide non-permissible services, then the bank is obliged to make every effort to terminate such liabilities, by refunding the consideration, even if it has to pay compensation for non-fulfilment of such obligations.

9/2 External conversion through acquisition of the bank by parties interested in converting it.

noorcentre.com

If the purchaser is capable of negotiating a deal that could exclude all non-permissible receivables (e.g. interest and non-permissible assets) from the acquisition deal in a way that will make the seller solely liable for non-permissible liabilities, then the Shari'ah requires that the purchaser do so. However, if the acquisition cannot be concluded unless all assets of the bank including the non-permissible assets and receivables are acquired, then the purchaser is required by Shari'ah to act as quickly as possible to dispose of non-permissible liabilities even if the purchaser has to suggest to the creditors of the bank an earlier repayment for a discount.

9/3 Treatments for impermissible mortgages

The shareholders must accelerate the redemption of all impermissible mortgages attached to the assets of the bank. In the case of external conversion, the buyer must stipulate that the seller replaces impermissible mortgages with permissible ones.

10. Disposal of Impermissible Earnings

10/1 All impermissible earnings acquired by the bank before conversion that need to be disposed of as per the rules in this standard must without delay be paid to charity, unless it is difficult to do so, for example, where complete disposal promptly will lead to the collapse of the bank or bankruptcy. In this case, the implementation of conversion can reasonably take place gradually.

10/2 Any interest and other non-permissible earnings should be channelled to charity and general public utilities. It is not permissible for the bank to use this money, directly or indirectly, for its own benefit. Examples of charitable channels include, among others, training people other than the staff of the bank, funding research, providing relief equipment, financial and technical assistance for Islamic countries or Islamic scientific, academic Institutions, schools, anything to do with spreading Islamic knowledge, and

similar channels. The charity money must go to these channels in accordance with the resolutions of the Shari'ah Supervisory Board of the bank.

noorcentre.com

11. Zakah Obligation on the Bank before the Decision to Convert

When the conversion is initiated by outsiders who acquired the conventional bank for the purpose of converting it, then they are not obliged to make Zakah payment for the past financial periods because the Zakah for previous periods is the liability of the previous owners. The Zakah liability will start to exist for the new owners from the date of the decision to convert. For the purpose of discharging the responsibility to pay Zakah, the owners may apply the Shari'ah Standard No. (35) on Zakah. However, if the decision to convert was made by the shareholders and the Zakah was not paid for the previous financial periods, the shareholders are obliged to pay Zakah for these periods. They must take into account that they are obliged to pay Zakah even if the revenues and the money earned are impermissible because the shareholders are obliged in the first place to dispose of all accrued interest and impermissible earnings. So, the payment of Zakah is part of the obligation to dispose of impermissible earnings and interest.

12. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 4 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Conversion of a Conventional to an Islamic bank was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah on 8-12 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 4-8 December 2000 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah Standard on Conversion of a Conventional bank to an Islamic Bank.

On Monday 29 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 25 December 2000 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft.

In its meeting held in Bahrain on 15-16 Safar 1422 A.H., corresponding to 9-10 May 2001 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the juristic study and made certain amendments to it. The committee also discussed the exposure draft of the Standard in its meeting No. (10) held in Bahrain on 14 Rabi' I, 1422 A.H., corresponding to 6 June 2001 A.D., and asked the consultant to make some amendments in light of the comments made by the members.

In its meeting No. (11) held in Jordan on 17 Jumada II, 1422 A.H., corresponding to 5 September 2001 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the exposure draft and made some relevant amendments.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah on 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2001 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments and discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 29 –20 Dhul-Hajjah 1422 A.H., corresponding to 2-3 February 2002 A.D.. The public hearing was attended by more than 30 participants representing central Institutions, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. The members responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Standards Committee in its meeting held on 21-22 Dhul-Hajjah1422 A.H., corresponding to 6-7 March 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain discussed the comments made about the exposure draft. The Committee made the necessary amendments, which it deemed necessary in light of both the discussions that took place in the public hearing, and the written comments that were received.

The Shari'ah Board in its meeting No. (8) held on 28 Safar – 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D, in Al-Madinah Al-Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Standards Committee, and made the necessary amendments, which it deemed necessary. Some paragraphs of the standard were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board, while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Gradual Clearance of Non-Permissible Previous Transactions

The basis for the permissibility of gradual clearance of non-permissible previous transactions due to necessity or need and in accordance with the rules of Shari'ah is because it is not feasible for the converting bank to clear all non-permissible transactions immediately. Therefore, the bank must dispose of the effects of impermissible transactions because this is feasible.

Necessary Procedures and Mechanisms for Conversion

Since the realisation of the conversion is dependent on the procedures and mechanisms mentioned in this standard, these procedures and mechanisms thus become permissible or in certain circumstances their use becomes obligatory when the conversion will not be realised without applying these procedures and mechanisms. This is because conversion is obligatory, and if an obligation can be realised only by means of a particular way or tool, then the use of such a tool also becomes an obligation.

Providing Banking Services

The basis for the permissibility of providing banking services that are not related to giving loans on an interest-bearing basis is that such an operation is a practical application of Ijarah and an agency contract with remuneration. If providing these services involves Riba then the operation becomes impermissible as it is a Riba-based transaction that is prohibited by Shari'ah.

Attracting Investments

The conversion necessitates doing away with the conventional methods of attracting investment funds such as interest-bearing deposits, which should be replaced by the application of Mudarabah and Musharakah contracts or acting as an investment agent. The basis for the impermissibility of using conventional methods of attracting investments is the Saying of Allah,

the Exalted: ***{"But Allah has permitted trade and forbidden usury"}.***[2] The basis for terminating all previous impermissible transactions is the Saying of Allah, the Exalted: ***{"Give up what remains of your demand for usury"}.***[3] Also, a number of Shari'ah boards have issued resolutions for the treatment of pre-conversion liabilities that involve payment of interest by using Shari'ah acceptable instruments and the conversion of interest-based bonds to Islamic certificates and shares.[4] The Fiqh Academy under the auspices of the Muslim World League has issued a resolution confirming the permissibility of Tawarruq (which is one of the instruments that can be used to acquire liquidity).[5]

noorcentre.com

Investment of Funds

- The basis for the rule that the bank must cease investing through making loans and receiving interest is that this is Riba and paying or receiving Riba is prohibited.
- The basis for the alternatives to interest-based transactions provided in this standard is the authorities that are mentioned for each investment instrument in details in the Fiqh books[6] and the Shari'ah Standards.

Treatment of Impermissible Rights of the Bank before the Decision to Convert

- The basis for not obliging the bank to dispose of impermissible intangible assets from the previous financial period, i.e. before the year of conversion, is because the management of the bank cannot change rights originating in the previous financial period, as the responsibility and authority for doing so ends at the end of the previous financial period. As for the shareholders (the owners), they are obliged person-

(2) [Al-Baqarah (The Cow): 275].
(3) [Al-Baqarah (The Cow): 278].
(4) *"Qararat Al-Hay`ah Al-Shar'iyyah Li Sharikat Al Rajhi"*: Fatwa No. (106 and 200); *"Fatawa Nadwat Al Baraka"* [11: 6]; *"Fatwa Hay`at Al-Fatwa Wa Al-Raqabah Al-Shar'iyyah li Bayt Al-Tamwil Al-Kuwayti"* No. (415).
(5) *"Qararat Majma' Al-Fiqh Al-Islami Al-Tabi' Li Rabitat Al-'Alam Al-Islami"*, the session held in 1419 A.H.
(6) See: Chapters on Mudarabah, partnerships, agency contract, sales, Ijarah, etc. in different Fiqh books and also the Shari'ah rules for investment and financing instrument issued by Accounting and Auditing Organisation for Islamic Financial Institutions.

ally to dispose of any dividends from non-permissible earnings that were distributed to them, because the responsibility of shareholders remains even after termination of the responsibility of the management at the end of the financial period, i.e. the end of financial period does exonerate shareholders from responsibility.

noorcentre.com

- The basis for allowing the bank to keep impermissible earnings and income of doubtful permissibility earned on the basis of an interpretation of a person who is qualified to perform *Ijtihad* on issues that are subject to personal juristic interpretation and the juristic position of an authoritative School of Shari'ah, etc., is that the Shari'ah validates actions that occur on the basis of an interpretation that one believes to be valid until such an interpretation is proved incorrect. The scholars are unanimous that in times of social unrest due to the actions of insurgents who believe in their cause by interpretation or *Ijtihad* to the effect that they have a right to do so, the insurgents are entitled to items of property they acquire during this time, even if they realise later that they were wrong and end their act of insurgence.(7)
- The basis for destroying the bank's non-permissible tangible assets in the possession of others before the year of conversion is that these assets are worthless by Shari'ah Standards since they are impermissible. This is because disposing of a prohibited thing is an obligation as in the case when the verse that prohibited liquor was revealed people discharged the wine that was in their possession.

Treatment of Non-Permissible Liabilities of the Bank before the Decision to Convert

- The basis for the rule that the bank should refrain from paying interest after the conversion is because such interest is not, by the Shari'ah Standard, a valid debt that should be honoured. Again, repentance through conversion necessitates refraining from prohibited acts including payment of interest. The principle of necessity is the basis for allowing payment of interest if the bank could not refrain from doing

(7) See Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* [12: 250-251], Hajr publication, 2nd edition 1413 A.H., edited by Abdullah Al-Turki and Abdul-Fattah Al-Hulw.

so because of lack of legal protection and the possibility that the bank may be subject to punishment that may prevent the avoidance of paying interest. The payment of interest due to necessity is supported by saying of Allah, the Exalted: ***{"Whoever disbelieved in Allah after his belief, except him who is forced thereto and whose heart is at rest with Faith..."}***[8] and the saying of the Prophet (peace be upon him): *"Verily, Allah, the Exalted, Has forgiven my ummah those act done by mistake, forgetfulness and compulsion"*.[9]

noorcentre.com

- The basis for making a distinction between the principal loan and interest is because the loan contracts per se are valid. It is the interest associated with the loan that is forbidden. This is the view of the Hanafi jurists who say that the loan contract itself is valid and the condition to pay interest is void.[10] Again, the basis for this ruling is the legal maxim that says acts of Muslims must be deemed valid as far as possible even if their acts are based on a non-preferable juristic view.[11]
- The basis for the requirement that the outside buyer interested in converting the conventional bank should exert all possible effort to exclude impermissible rights is that the payment of interest is the responsibility of the seller. Such interest would have no bearing on the buyer of the bank as the seller's right to receive such interest can be taken into account in computing the price to be paid for the bank. If the buyer is unable to convince the seller in this respect, the principle of necessity becomes applicable with regard to payment of interest. The basis for extinguishing Riba-based loans as soon as possible even if such an act will impose on the buyer the need to suggest to the creditor/s early payment of these loans for a discount is the principle of *Da' Wa Ta'jjal* (discount for acceleration of payment) that was endorsed by the resolution of International Islamic Fiqh Academy provided the discount was not agreed upon earlier.[12]

---

(8) [Al-Nahl (The Bees): 106].
(9) The Hadith is related by Ibn Majah, *"Sunan Ibn Majah"* [1: 695].
(10) See Al-Sarakhsi, *"Al-Mabsut"* [12: 25-26], Dar Al-Ma'rifah.
(11) See Ibn Al-Humam, *"Fath Al-Qadir"* [9: 114], Dar Al-Fikr; Al-Sarakhsi, *"Al-Mabsut"* [7: 86]; Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"*, [3: 79], [4: 5], [7: 149 and 177], (Dar Al-Kutub Al-'Ilmiyyah).
(12) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 64 (2/7).

- The basis for requiring that the purchaser accelerate the redemption of all impermissible mortgages attached to the assets of the bank is because Riba is prohibited; hence, securing payment of Riba by personal guarantees or mortgages is also prohibited. It must be noted that the graveness of securing Riba by personal guarantee is greater than graveness of securing Riba by writing and attestation, which were mentioned in the saying of the Prophet (peace be upon him): *"Allah curses the one who take (earn) Riba, the one who gives it, the one who scribe it and the two witnesses".*[13]

noorcentre.com

Treatment of Impermissible Tangible Assets Acquired by the Bank Before the Decision to Convert

- The basis for destroying the existing tangible assets of the bank after conversion has already been explained. The basis for donating to charity receivables earned from trading in such assets has also been explained earlier. The basis for transforming the locations that were used for impermissible services to locations for permissible services is that the prohibition does not concern the location itself, rather the prohibition relates to the use of the location.

Disposal of Impermissible Rights

- The basis for the requirement that impermissible earnings be donated to charity is that these revenues are not permissible for the person who earns them. This is evidenced by the order of the Prophet (peace be upon him) that the usurped goat be given to war prisoners.[14]
- The basis for indicating charity as a way of disposing of impermissible earnings is that by transferring the ownership of these earnings, the characterisation of prohibition in respect to these earnings is changed and they become permissible for the beneficiary. Again, a thing which is prohibited for one person is not necessarily prohibited for another person, i.e. when it is prohibited for one, it may be permissible for other.

(13) The Hadith has been related by Muslim in his *"Sahih"* [3: 1219], verified by Muhammad Fu`ad Abdul-Baqi, Dar Ihya Al-Turath Al-'Arabi.

(14) The Hadith has been related by Al-Daraqutni, *"Sunan Al-Daraqutni"* [4: 285]; and *"Nayl Al-Awtar"* [9: 18].

The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in support of this ruling.[15]

noorcentre.com

- The basis for allowing delay in disposal of non-permissible earnings if such disposal will lead a total breakdown of the activities of the bank or its bankruptcy is that the Fuqaha were of the view that a repentant may use impermissible earnings to cover his unavoidable needs. However, the Institution is not entitled to benefit whatsoever, i.e. directly or indirectly, from the earnings that must be disposed of. This is because such benefit adds value to the asset of the Institution.
- The channels for disposing of impermissible earnings include, as well as those mentioned in this standard, all other channels of disposal that the Shari’ah Supervisory Board of each Institution will regard as appropriate channels for disposal of impermissible earnings.

(15) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 13 (1/3).

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (7)

Hawalah

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	175
Statement of the Standard	176
1. Scope of the Standard	176
2. Definition of Hawalah	176
3. Permissibility of Hawalah	176
4. Form of a Hawalah Contract	176
5. Types of Hawalah and the Applicable Rulings	177
6. Conditions of Hawalah	178
7. Effect of Hawalah on the Relationship between the Transferor and the Transferee	178
8. Effect of Hawalah on the Relationship between the Transferor and the Payer	179
9. Effect of Hawalah on the Relationship between the Transferee and the Payer	179
10. Effect of Death and Bankruptcy on a Hawalah Transaction	179
11. Termination of a Hawalah Liability	180
12. Modern Applications of Hawalah Rules	180
13. Date of Issuance of the Standard	183
Adoption of the Standard	184
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	185
Appendix (b): The Shari’ah Basis for the Standard	187
Appendix (c): Definitions	193

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The aim of this standard is to explain the rulings, types, requirements and limitations of transfers (transfer of debts and transfer of rights), what is permissible or prohibited in this regard, and the applications of transfers in Islamic financial Institutions (Institution/Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers Hawalah transactions that involve a change of debtor, i.e. transfer of debt. The scope of this standard does not cover banking remittances except the remittances that take the form of Hawalah (transfer of debt).

2. Definition of Hawalah

Hawalah of debt is the transfer of debt from the transferor (*Muheel*) to the payer (*Muhal Alaihi*). The transfer of right, on the other hand, is a replacement of a creditor with another creditor. The transfer of debt differ from transfer of right in that in transfer of debt a debtor is replaced by another debtor, whereas in a transfer of right a creditor is replaced by another creditor.

3. Permissibility of Hawalah

3/1 Hawalah is a legitimate and an independent contract made out of courtesy and is not a contract of sale. It is permitted in order to facilitate payments and recovery.

3/2 The acceptance of Hawalah is recommended for the transferee if the potential payer is known to be solvent and a person who honours payments. This is because Hawalah benefits the creditor and gives relief to the debtor. If the financial status and creditworthiness of the potential payer are unknown, then Hawalah becomes *Mubah* (permissible).

4. Form of a Hawalah Contract

4/1 A contract of Hawalah can be concluded by an offer from the transferor and acceptance from the transferee (*Muhal*) and the payer in a manner that clearly indicates the intention of the parties to conclude a Hawalah contract and the transfer of the liability or obligation in respect of

a debt from one party to another party. It is not necessary that the word transfer be used.

noorcentre.com

4/2 Hawalah is a binding contract. Therefore, it is not subject to unilateral termination.

4/3 It is a requirement that a transfer of debt take effect immediately, not to be suspended for a period of time and not to be concluded on a temporary basis or contingent on future events. However, it is permissible to defer payment of the transferred debt until a future specified date.

5. Types of Hawalah and the Applicable Rulings

5/1 Hawalah is divided into restricted and unrestricted Hawalah.

5/1/1 Restricted Hawalah is permissible. It is a transaction where the payer is restricted to settling the amount of the transferred debt from the amount of a financial or tangible asset that belongs to the transferor and is in the possession of the payer.

5/1/2 Unrestricted Hawalah is permissible. It is a kind of transfer of debt in which the transferor is not a creditor to the payer and the payer undertakes to pay the amount of the debt owed by the transferor from his own funds and to have recourse afterwards to the transferor for settlement, provided that the transfer for payment was made on the order of the transferor.

5/1/3 It is permitted to conclude a Hawalah on a spot payment basis. This is a Hawalah in which the debt transferred to the payer becomes payable on the spot, whether the debt has already fallen due and the obligation is then transferred to the payer for immediate settlement, or the transferred debt is yet to fall due and the transferee has required, as a condition for accepting the transfer, that it be paid immediately by virtue of transfer.

5/1/4 It is permissible to conclude a Hawalah contract on a deferred payment basis. This is a Hawalah in which the debt transferred to the payer is to be paid in the future, whether the payment of the debt is not yet due and was transferred as such to the payer,

or the payment of such debt is due but the payer required that it should be transferred for future payment at an agreed date. In the latter case, the payer cannot be asked for payment before the agreed date.

noorcentre.com

6. Conditions of Hawalah

6/1 The permissibility of Hawalah requires the consent of all parties, namely the transferor, the transferee and the payer.

6/2 The permissibility of a Hawalah requires that the transferor be a debtor to the transferee. A transaction in which a non-debtor transfers another is an agency contract for collection of the debt and not a transfer of debt.

6/3 It is not a condition in a Hawalah that the payer be a debtor to the transferor. If the payer is not a debtor to the transferor, the Hawalah will be an unrestricted Hawalah. [see item 5/1/2]

6/4 It is a condition that all Hawalah parties be legally competent to act independently.

6/5 It is a condition in Hawalah that both the transferred debt and the debt to be used for settlement be known and transferable.

6/6 It is a condition for concluding restricted Hawalah that the transferred debt or the transferred portion of the debt be equal to the debt owed to the transferee in terms of kind, type, quality and amount. However, the transferor may transfer a lesser amount of a debt owed to the transferee to be settled from a larger amount owed by the transferor on condition that the transferee be entitled only to the equivalent amount of his debt.

7. Effect of Hawalah on the Relationship between the Transferor and the Transferee

7/1 A valid Hawalah discharges the transferor from both the debt liability and any claims in respect of it. In other words, the transferee will have no right of recourse against the transferor for payment. However, if

the acceptance of the transfer was based on the condition that the payer must be solvent, then the transferee will have a right of recourse if the payer is not solvent.

noorcentre.com

7/2 The transferee is entitled to have a right of recourse against the transferor in situations of (I) death of the payer in bankruptcy, (II) liquidation of an Institution that is the payer in the case of bankruptcy before payment of the debt, (III) the payer is declared bankrupt in his lifetime, or he denies concluding the Hawalah contract and has taken a judicial oath to this effect and there is no evidence to prove otherwise and (IV) the Institution that is the payer is declared bankrupt by a court order.

8. Effect of Hawalah on the Relationship between the Transferor and the Payer

After the conclusion of a restricted Hawalah, the transferor is no longer entitled to reclaim from the payer an amount transferred to the payer in respect of the debt to be settled, because the right to receive this amount has now passed to the transferee.

9. Effect of Hawalah on the Relationship between the Transferee and the Payer

9/1 The transferee is entitled to claim the amount of the debt assigned to him through Hawalah from the payer in accordance with conditions of Hawalah contract. The payer, on the other hand, is obliged to pay him and has no right to refuse payment.

9/2 The payer takes the place of the transferor in respect to all rights, legal protections and obligations. The transferee in restricted Hawalah takes the place of the transferor in respect to all rights, legal protections and obligations against the payer.

10. Effect of Death and Bankruptcy on a Hawalah Transaction

10/1 A Hawalah shall not be annulled by the death of the transferor or liquidation of a transferor Institution. The transferee is the sole owner of the amount of the debt payable by the payer and, after

a Hawalah transaction, such a debt cannot be included in the assets of the transferor that are available to be distributed, after death or liquidation, among creditors on a pro rata basis.

noorcentre.com

10/2 A Hawalah transaction shall not be annulled due to the death of the payer or the liquidation of the Institution acting as payer. In these cases, the transferee will have the right of recourse against the estate of the payer for recovery, a personal guarantor, if any, or pre-distribution assets of the liquidation. However, if the payer dies in the state of bankruptcy, then the transferee shall be entitled to have recourse to the transferor. [see item 7/2]

10/3 A Hawalah transaction shall not be annulled due to the death of the transferee and the heirs shall replace the transferee. The Hawalah will also not be void in case of liquidation of a transferee Institution in which case the liquidator takes the place of the Institution for settlement.

11. Termination of a Hawalah Liability

A Hawalah liability will come to an end by settlement of the debt or by a mutual agreement to terminate it or by the debt being written-off by the transferee.

12. Modern Applications of Hawalah Rules

12/1 Withdrawals from a current account

An issuance of a cheque against a current account is a form of Hawalah if the beneficiary is a creditor of the issuer or the account holder for the amount of the cheque, in which case the issuer, the bank and the beneficiary are the transferor, the payer and the transferee respectively. If the beneficiary is not a creditor to the issuer of the cheque, then this is not a Hawalah transaction because there can be no Hawalah transaction without an existing debt. In the absence of a debt, the transaction becomes an agency contract for recovery of the amount of the debt on behalf of the transferor, which is permissible by Shari'ah.

12/2 Overdrawing from an account or overdraft

noorcentre.com

If the beneficiary of the amount of a cheque is a creditor to the issuer, then issuing a cheque against the account of the issuer without a balance is unrestricted transfer of debt if the bank accepts the overdraft. If the bank rejects the overdraft, then this is not considered a transfer of debt, in which case the potential beneficiary may have recourse to the issuer.

12/3 Travellers’ cheques

The holder of a travellers’ cheque, the value of which has been paid by him to the issuing Institution, is a creditor to such an Institution. If the holder of the travellers’ cheque endorses the cheque in favour of his creditor, it becomes a transfer of debt in favour of a third party against the issuing Institution that is a debtor to the holder of the traveller’s cheque. This is a restricted transfer of debt and the amount of the debt is the value of the cheque for which the Institution received payment.

12/4 Bills of exchange

12/4/1 A bill of exchange is a form of Hawalah if the beneficiary is a creditor to the drawer. The drawer is, in this case, the transferor who gives orders for the paying bank to pay a certain sum of money at a specified date to the defined beneficiary. The party executing payment of such amount of money is the payer whereas the beneficiary, i.e. the holder of the bill, is the transferee. If the beneficiary is not a creditor of the drawer, then the issuance of the bill of exchange becomes an agency contract to recover or collect the amount of the bill of exchange on behalf of the drawer.

12/4/2 In the absence of a debt obligation between the drawer and the paying bank, the issuance of a bill of exchange becomes an unrestricted Hawalah.

12/5 Endorsement of a negotiable instrument

noorcentre.com

12/5/1 An endorsement of a negotiable instrument in a manner that transfers title to its value to the beneficiary is a form of Hawalah if the beneficiary is a creditor to the endorser. If the beneficiary is not a creditor to the endorser, the endorsement becomes one of agency contract for collection of the amount of the debt.

12/5/2 An endorsement of a bill of exchange on behalf of a client who requires the Institution to transfer, after collection, the amount of the instrument into his account is not a Hawalah. This is a contract of agency that is permissible with or without consideration.

12/5/3 Subject to item 12/5/1, it is permissible for the first beneficiary from a bill of exchange to endorse it in favour of any other party. The second beneficiary may also endorse such a bill of exchange in favour of a third party and so on, in which case the revolving of endorsements is a form of successive Hawalah which is not objectionable in Shari’ah.

12/5/4 It is not permissible to discount bills of exchange by transferring the ownership of their value, before their due date, to an Institution or others for a discounted immediate payment. This is because the transaction in this manner is a form of Riba.

12/6 Transfer of money (remittances)

The request of a customer for the Institution to transfer a certain amount of money in the same currency from his current account to a particular beneficiary is a transfer of debt if the applicant is a debtor to such a beneficiary. The fee that the Institution gains from this transaction is consideration for the delivery of the money and it is not an additional amount gained by the Institution over the amount transferred. However, if a remittance is to take place in a currency different from that presented by the applicant

for the transfer, then the transaction consists of a combination of currency exchange and a transfer of money that is permissible. [see item 2/11 of the Shari'ah Standard on Trading in Currencies]

noorcentre.com

13. Date of Issuance of the Standard

This standard was issued on Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Hawalah was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah on 8-12 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 4-8 December 2000 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah Standard on Hawalah.

On 29 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 25 December 2000 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft.

In its meeting held in Bahrain on 15-16 Safar 1422 A.H., corresponding to 9-10 May 2001 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the juristic study and made certain amendments to it. The committee also discussed the exposure draft of the Standard in its meeting No. (10) held in Bahrain on 14 Rabi' I, 1422 A.H., corresponding to 6 June 2001 A.D., and asked the consultant to make some amendments in light of the comments made by the members.

In its meeting No. (11) held in Jordan on 17 Jumada II, 1422 A.H., corresponding to 5 September 2001 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the exposure draft and made some relevant amendments.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah on 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2001 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 29–20 Dhul-Hajjah 1422 A.H., corresponding to 2-3 February 2002. The public hearing was attended by

more than 30 participants representing central Institutions, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. The members responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Standards Committee in its meeting held on 21-22 Dhul-Hajjah 1422 A.H., corresponding to 6-7 March 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain discussed the comments made about the exposure draft. The Committee made the necessary amendments, which it deemed necessary in light of both the discussions that took place in the public hearing, and the written comments that were received.

The Shari'ah Board in its meeting No. (8) held on 28 Safar – 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Standards Committee, and made the necessary amendments, which it deemed necessary. Some paragraphs of the standard were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board, while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Rabi' II, 1433 A.H., corresponding to March 2012 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (39) held in the Kingdom of Bahrain on 13-15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 6-8 November 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Permissibility of Hawalah

The contract of Hawalah derives its permissibility from the Qur`an, the Sunnah, Ijma' (consensus of Fuqaha) and reasoning. Abu Hurayrah (may Allah be pleased with him) narrated that the Prophet (peace be upon him) said: *"Default on payment by a solvent debtor is unjust, and if anyone of you is transferred to a solvent person, he must accept the transfer."*[(2)] In another text of the Hadith, related by Ahmad and Al-Bayhaqi, the Prophet (peace be upon him) said: *"If one is referred to a solvent person for the recovery of his right, such a person must accept the transfer"*. The Prophet's order that the creditor must accept the transfer means transfer of debt is legal, otherwise he would not give that order.

The permissibility of Hawalah has enjoyed unanimity in Muslim societies and communities from time immemorial and there is no report that anyone has disapproved of it.[(3)]

The acceptance of a Hawalah contract is recommended for the transferee if the potential payer is known to be solvent and keeps his promises in respect to payments because it benefits the creditor and gives relief to the debtor from liability by the transfer.

The basis that a Hawalah transaction is also *Mubah* (permissible) for the transferee if the financial status and creditworthiness of the potential payer are unknown is that the order in the above-mentioned Hadith does not make it a condition that the payer be solvent for the permissibility of Hawalah. If

(2) *"Sahih Al-Bukhari"* [3: 123]; and *"Sahih Muslim"* [3: 119].

(3) Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* [4: 336]; Al-Buhuti, *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 382]; Al-Buhuti, *"Sharh Muntaha Al-Iradat"* [2: 134]; Ibn Nujaym, *"Al-Bahr Al-ra`iq"* [6: 269]; and Al-Zayla'i, *"Tabyin Al-Haqa`iq"* [4: 171].

the payer is not solvent then the acceptance of the Hawalah by the transferee remains permissible.

noorcentre.com

A Hawalah Contract is Binding

If all its conditions are met, a Hawalah contract becomes binding without any difference of opinion among the scholars.

Form of a Hawalah Contract

The contract of Hawalah cannot be concluded on a deferred basis or subject to the happening of a particular event, as it has the character of a contract of (immediate) exchange. This is because by virtue of the Hawalah contract both the transferee (the payee) and the payer have immediately entered into a new contractual relationship. Also, a Hawalah cannot be concluded on a temporary basis nor can it be contingent on future events, because this conflicts with the nature of Hawalah which is the immediate transfer of the debt to the payer.(4)

Types and Rulings of a Hawalah Contract

- The scholars have unanimously endorsed the permissibility of restricted Hawalah, whether it is restricted to a debt owed to the transferor by the payer or it is restricted to the value of a tangible good belonging to the transferor in the possession of the payer. The unrestricted Hawalah is permitted by the Hanafis only. They based this permissibility on the Prophet's order that a Hawalah deal must be accepted, without indicating that the payer must be a debtor to the transferor or not. This shows the permissibility of both the unrestricted and restricted Hawalah.(5)
- The basis for the permissibility of a deferred Hawalah contract is that the payer is liable to make payment to the payee (transferee) by virtue of Hawalah. This permissibility is analogous to the permissibility of a deferred guarantee contract. As a matter of principle, a right that is due by virtue of Hawalah is similar to a right that is due by virtue of a guarantee

(4) Ibn Abidin, *"Radd Al-Muhtar"* [5: 349]; *"Durar Al-Hukkam Fi Sharh Majallat Al-Ahkam"* [2: 52]; and *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah Al-Kuwaytiyyah"* [18: 191-192].

(5) Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [6: 16]; Al-'Ibadi, *"Al-Jawharah Al-Nayyirah"* [1: 316]; Al-Zayla'i, *"Tabyin Al-Haqa`iq"* [4: 174]; and *"Majallat Al-Ahkam Al-'Adliyyah"*, article (686).

contract. Since the latter can be concluded on a deferred basis, so a Hawalah transaction.(6)

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of *Hawalat al-Haqq* (transfer of a right) as advocated by the Hanafis is that its essence is similar to suretyship which is permitted by all four schools of Islamic law, regardless of the name of the contract in this regard.(7) Again, *Hawalat al-Haqq* does not significantly differ from restricted transfer of debt. If one looks at the change of creditor, then the transaction is one of transfer of rights, and if one looks at the change of debtor, it is a restricted transfer of debt. The differences between transfer of debt and transfer of right are evident in some forms, such as when the creditor makes a gift of the amount of his debt claim against the payer to a person who is not a debtor to the transferor. Here, there are not two debts, hence there is a transfer of right and not a restricted Hawalah because of the lack of two debtors, as the transferor here is not a creditor of the beneficiary from the gift.

Conditions of Hawalah

- The basis for the necessity of the consent of all the three parties in a Hawalah contract is as follows:
  a) The transferor is required to consent because he might not want a third party to pay the debt on his behalf. Therefore, his consent is necessary for the permissibility of the Hawalah contract.
  b) The transferee must also consent to the Hawalah contract because the Hawalah contract necessitates a transfer of his right to payment from the transferor as debtor to another person (the payer), and people differ in various aspects when it comes to payment of debts.
  c) The payer must also consent in the unrestricted Hawalah because the effect of the Hawalah contract is to make the payer liable for payment and, as a principle; there is no liability without there first being an acceptance of such liability.(8)

(6) Al-Sarakhsi, *"Al-Mabsut"* [20: 71-72]; Ibn Nujaym, *"Al-Bahr Al-Ra`iq"* [6: 270]; *"Durar Al-Hukkam"* [2: 52]; and Al-Balkhi, *"Al-Fatawa Al-Hindiyyah"* [3: 298].
(7) Wahabah Al-Zuhayli, *"Al-Fiqh Al-Islami Wa Adillatuhu"* [5: 171].
(8) Ibn Abidin, *"Radd Al-Muhtar"* [5: 341]; and Mullah Khasru, *"Durar Al-Hukkam"* [2: 308].

- The basis for the requirement that the transferred debt or the transferred part of a debt be equal to the payable debt in kind, type, quality or amount is to avoid Riba. However, this condition does not mean that the liability of the transferor must be similar in quantity to the liability of the payer towards the transferor in order to make a Hawalah contract valid. In other words, a Hawalah contract is permissible even if the amount of one of the two liabilities is either greater or lesser than the other liability provided that the transferee will be paid only an amount equivalent to his debt. For example, one can transfer the right to his creditor to collect 10 dinars, the equivalent amount of his debt, out of the 20 dinars he is owed. The transferor may also direct the transferee to collect five dinars being his right against the payer out of the ten the transferor owes the transferee. Therefore, the similarity in amount that is required here is that the transferee must not take more than the actual amount of his debt. The intention of this is to avoid Riba.(9)

noorcentre.com

Effect of Hawalah on the Relationship Between the Transferor and the Transferee

- The reason for saying that the transferor is discharged from liability after the conclusion of a Hawalah transaction is because this is the legal effect of Hawalah. Hawalah means that the other party (the transferee) is deemed to have received his right to payment by the payer outright, which connotes its obligatory nature. Therefore, the transaction cannot be reversed for the simple reason that if something is transferred then it cannot be argued that it remains in the same place. This means the transferee is not entitled to ask the transferor for payment and the payer, on the other hand, becomes liable for payment.(10)
- The right of the transferee to have recourse, in the event of non-performance by the payer, to the transferor as advocated by the Hanafis is based on a Hadith. It is reported that Uthman Ibn Affan was asked about a situation in which a transfer of debt is concluded and the transferee

(9) Al-Ruhaybani, *"Matalib Uli Al-Nuha"* [3: 325]; Al-Buhuti, *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 308]; *"Hashiyat Al-Dusuqi 'Ala Al-Sharh Al-Kabir"* [3: 327]; and Al-Sawi, *"Hashiyat Al-Sawi 'Ala Al-Sharh Al-Saghir"* [3: 426].
(10) Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* [4: 338].

found the payer had died in a state of bankruptcy. The answer was that the transferee is entitled to return to the transferor for payment, as the right of a Muslim cannot go unfulfilled.(11) This report reveals that the transferor has a right of recourse to the original debtor if the payment is not attained due to bankruptcy or death of the payer.

- The Hadith that says, Muslims are bound by the conditions they made(12) is the basis for the view of the majority of jurists that the transferee has a right of recourse to the transferor if he had stipulated that he accepts the transfer on the basis that the payer is solvent and is capable of paying the amount of the debt. Moreover, this stipulation serves the purpose of the contract; hence, termination of the contract takes place if such a condition is not met.(13)

The Effect of Hawalah on the Relationship Between the Transferor and the Payer

The basis for the rule that the transferor loses his claim over the amount of the debt against the payer after the Hawalah transaction is that the right to this claim has shifted to the transferee by virtue of the contract of Hawalah.

The Effect of Hawalah on the Relationship Between the Transferee and the Payer

The basis for the rule that the transferee no longer has a financial claim against the transferor is that the contract of Hawalah transfers the liability to pay to the payer.(14)

The right of the payer to be entitled to all rights associated with the securities that were available to the debtor (the transferor) is based on the fact that these securities are associated with the debt of the transfer or, which are the subject matter of the Hawalah contract. These rights are

(11) Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* [4: 339].

(12) This Hadith has been related by Al-Bayhaqi in *"Al-Sunan Al-Kubra"* [6: 79] and [7: 249], Maktabat Dar Al-Baz; and Al-Daraqutni in his *"Sunan Al-Daraqutni"* [10: 27], Dar Al-Ma'rifah.

(13) Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* [4: 339]; Al-Buhuti, *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 387]; and Al-Buhuti, *"Sharh Muntaha Al-Iradat"* [2: 136].

(14) Al-Balkhi, *"Al-Fatawa Al-Hindiyyah"* [3: 297], *"Durar Al-Hukkam Fi Sharh Majallat Al-Ahkam"* [2: 36]; and Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [6: 18].

therefore transferable with the transfer of the debt liability. Hence, the payer is entitled to all these rights as well.[15]

noorcentre.com

Effect of Death and Bankruptcy on a Hawalah Contract

The basis that the death of the transferor will not affect the Hawalah contract is that the transferor, after the Hawalah contract, is not entitled to the transferred debt.[16] In addition, the reason why the death of the payer will not affect the Hawalah contract is that the heirs or the guarantor of the payer, if any, will be liable for payment.[17]

The practices of overdrafts, negotiable instruments and endorsing cheques and bills of exchange are valid because they are practical applications of the concept of Hawalah.

Transfer of Money (Remittances)

The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in respect to the permissible solutions for the combination of transfer of money (banking remittances) and currency exchange.[18]

---

(15) *"Al-Mawsuah Al-Fiqhiyyah Al-Kuwaytiyyah"* [18: 225]; *"Qanun Al-Mu'amalat Al-Sudani"*, article (510); and Jordanian Civil code, Article (1005).

(16) Al-Babarti, *"Al-'Inayah Sharh Al-Hidayah"* [7: 249]; Al-Zaylai, *"Tabyin Al-Haqa`iq"* [4: 174]; Ibn Abidin, *"Tanqih Al-Fatawa Al-Hamidiyyah"* [1: 293]; Malik, *"Al-Mudawwanah"* [4: 126-127]; Ibn Nujaym, *"Al-Bahr Al-Ra`iq"*, [6: 274]; and Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [6: 17].

(17) *"Durar Al-Hukkam Fi Sharh Majallat Al-Ahkam"* [2: 36]; and *"Al-Mabsut"* [20: 72].

(18) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 8 (1/9).

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Hawalah

Hawalah is the transfer of a debt liability from the transferor to the payer (i.e. it is a process of changing debtors and creditors)

Muheel (the transferor)

The transferor is the principal debtor and who usually refers his creditor to a third party for the collection of the debt. In some forms of Hawalah, he may be a creditor.

Muhal

Muhal or the transferee is the creditor or the party who accepts the offer to collect his due from the transferor's debtor. He is also known as Muhal Lahu or Muhtal Lahu.

Muhal Alaihi

Muhal Alaihi is the party accepting the debt liability that will be collected from him by the transferee. He is also called Muhtal Alaihi.

Hawalat al-Haqq

The transfer of a right from one creditor to another

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (8)

Murabahah*

(Revised Standard)

* This standard was previously issued by the title "Shari'ah Rules for Investment and Financing Instruments No. (1) Murabahah to the Purchase Orderer. It is reissued as a Shari'ah standard based on the resolution of the Shari'ah Board to reformat all Shari'ah Rules in the form of Shari'ah Standards.

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	199
Statement of the Standard	200
1. Scope of the Standard	200
2. Procedures Prior to the Contract of Murabahah	200
3. Acquisition of Title to, and Possession of, the Asset by the Institution or Its Agent	206
4. Conclusion of a Murabahah Contract	210
5. Guarantees and Treatment of Murabahah Receivables	212
6. Date of Issuance of the Standard	214
Adoption of the Standard	215
Appendices	
Appendix (a): Notice from Institution's Customer of Its Performance of Purchasing Asset or Good As Agent for Institution, and of Its Offer to Purchase Item from Institution According to Contract of Murabahah	216
Appendix (b): Notice of Acceptance by Institution of Customer's Offer to Purchase Asset or Good to Be Acquired, and of selling item by Institution to Customer	217
Appendix (c): Brief History of the Preparation of the Standard	218
Appendix (d): The Shari'ah Basis for the Standard	221
Appendix (e): Definitions	230

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to explain the Shari'ah basis and rules for a Murabahah transaction, the stages of this transaction beginning from the promise to transferring ownership of the goods to the customer, and the Shari'ah requirements that need to be observed by Islamic financial Institutions.[2]

(2) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers the Murabahah transaction and its various stages, the issues relating to guarantees before concluding a Murabahah deal such as promise, *Hamish Jiddiyyah* (security deposit) and issues relating to guarantees for recovery of the debt created by the Murabahah transaction.

This standard does not cover deferred payment sales that take place on a basis other than that of Murabahah. It also does not cover other trust and bargaining sales.

2. Procedures Prior to the Contract of Murabahah

2/1 The customer's expression of his wish to acquire an item through the Institution

2/1/1 The Institution may purchase the item only in response to its customer's wish and application, as long as this practice is compatible with the Shari'ah precepts for the contract of sale.

2/1/2 With due consideration to item 2/2/3, it is permissible for the customer to request the Institution to purchase the item from a particular source of supply. However, the Institution is entitled to decline to carry out the transaction if the customer refuses offers from other sources of supply that are more suitable for the Institution.

2/1/3 The customer's wish to acquire the item does not constitute a promise or commitment except when it has been expressed in due form. It is permissible to prepare a single set of documentation to be signed by the customer and to include both the customer's stated wish that the Institution should buy the item from the supplier and a promise to buy the item from the Institution. It is permissible for the customer to prepare such

a document, or it may be a standard application form prepared by the Institution to be signed by the customer.

noorcentre.com

2/1/4 The customer may obtain statement of prices from the supplier whether they are addressed to the customer by name [specific offer], or with no reference to any named customer [general offer]. In the latter case, the statement is considered as an invitation to negotiate, and not as an offer of sale. It is preferable that the invoice should be addressed to the Institution so as to include an offer of sale from the supplier effective up to the end of a specified period. The contract of sale is deemed concluded once acceptance comes from the Institution.

2/2 The position of the Institution in respect to the application of the customer for Murabahah

2/2/1 When there is acceptance by the customer of an offer from the supplier that is either addressed to him personally, or that has no addressee, then the sale is concluded with the customer and so it is not permissible for the Institution to carry out Murabahah on the same item.

2/2/2 It is essential to exclude any prior contractual relationship between the customer who is the purchase orderer and the original supplier of the item ordered, if any, regarding the supply of the item. It is a requirement of Murabahah that the transaction between the two parties must genuinely, not fictitiously, exclude any prior contractual relationship.

It is not permissible to assign a contract that has been executed between the customer and the supplier of the ordered item to the Institution.

2/2/3 The Institution must ensure that the party from whom the item is bought is a third party other than customer or his agent. For example, it is not permitted for a customer to sell an ordered item to the Institution and then repurchase it through a Murabahah transaction. Nor may the party that is supplying the item be wholly, or by way of majority [more than 50%],

owned by the customer. If a sale transaction takes place and later on it is discovered that it was carried out through such practices, this would render the transaction void as it is tantamount to 'Inah.

noorcentre.com

2/2/4 If the supplier (owner) of the item has a blood relationship or marital relationship with the customer, then the Institution shall verify, before entering into Murabahah, that the sale is not fictitious and not a stratagem for the sale of 'Inah.

2/2/5 It is not permissible for the Institution and the customer to agree to form a Musharakah in a project or a specified deal together with a promise from one of them to buy the other's share in Musharakah by means of Murabahah on either spot or deferred payment terms. However, it is permissible for one partner to promise to purchase the other's share in Musharakah at market price or at a price to be agreed upon at the time of sale provided a new contract is drawn up. This sale may be on spot or on deferred payment terms.

2/2/6 It is not permitted to carry out a Murabahah on deferred payment terms where the asset involved is gold, silver or currencies.

2/2/7 It is also impermissible to issue negotiable Sukuk where the underlying asset consists of Murabahah receivables or other receivables only.

2/2/8 Likewise, it is not permitted to renew a Murabahah contract on the same commodity that was the subject matter of a previous Murabahah contract with the same customer, i.e. to refinance the transaction.

2/3 The promise from the customer

2/3/1 It is not permissible that the document of promise to purchase (signed by the customer) should include a bilateral promise which is binding on both parties (the Institution and the customer).

noorcentre.com

2/3/2 The customer's promise to purchase, and the related contractual framework, are not integral to a Murabahah transaction, but are intended to provide assurance that the customer will complete the transaction after the item has been acquired by the Institution. If the Institution has other opportunities to sell the item, then it may not need such a promise or contractual framework.

2/3/3 A bilateral promise between the customer and the Institution is permissible only if there is an option to cancel the promise which may be exercised either by both promisors or by either one of them.

2/3/4 It is permissible for the Institution and the customer, after the latter has given a promise but before the execution of the Murabahah, to agree to revise the terms of the promise whether with respect to the deferment of payment, the mark-up or other terms. The terms of the promise cannot be revised except by mutual consent by both parties.

2/3/5 It is permissible for the Institution to purchase the item from a supplier on a "sale or return" basis, i.e., with the option to return it within a specified period. If the customer then does not purchase the item, the Institution is able to return it to the supplier within the specified period on the basis of the conditional option that is established in Shari'ah. The option between the Institution and the supplier does not expire by the mere presentation of the item to the customer, but it expires by virtue of the actual sale to the customer. It is advisable to stipulate in a stipulated option to revoke (*khiyar al-Shart*) that the mere offer by the purchaser for the sale of the item to a third party does not invalidate the option.

2/4 Commissions and expenses

2/4/1 It is not permissible for the Institution to receive a commitment fee from the customer.

2/4/2 It is not permissible for the Institution to receive a fee for providing a credit facility.

noorcentre.com

2/4/3 The expenses of preparing the documents of the contract between the Institutions and the customer are to be borne evenly by the two parties (the Institution and the customer), provided they do not agree that the expenses are to be borne wholly by one party, and provided those expenses are proportional to the actual amount of work involved, so that they do not implicitly include a commitment fee or a facility fee.

2/4/4 If the Murabahah is carried out by means of syndicated financing, the Institution which acts as the arranger of the syndicate is entitled to an arrangement fee to be paid by the participants in the syndicate.

2/4/5 It is permissible for the Institution to receive a fee for a feasibility study that it undertakes in case such study is requested by the customer and for the benefit thereof and the customer agrees to pay the fee thereof. The customer is entitled to a copy of the study if he so requires.

2/5 Guarantees related to the commencement of the transaction

2/5/1 It is permissible for the Institution to obtain from the customer (the purchase orderer) a guarantee (performance deed) regarding the good performance by the supplier of his contractual obligations towards the Institution in his personal capacity and not in his capacity as purchase orderer or in his capacity as an agent of the Institution. Hence, if the Murabahah contract is not executed, his guarantee would still be valid. This guarantee is required only in cases where the customer has suggested a particular source of supply for the item that is the subject matter of the Murabahah contract.

As a consequence of this guarantee, the customer shall make good any damage suffered by the Institution due to failure of the supplier to provide good performance of his contractual obligations. These obligations concern meeting the specification

of the item to be supplied and the exercise of diligence in executing the contract, non-observance of which may result in the loss of the Institution's time and efforts or property, or in a legal dispute and damage claims.

noorcentre.com

2/5/2 It is not permitted to impose on a customer who is the purchase orderer a guarantee regarding hazards that may affect the item such as damage and destruction during a period of shipment or storage.

2/5/3 It is permissible for the Institution, in the case of a binding promise by the customer, to take a sum of money as *Hamish Jiddiyyah* (security deposit). This is to be paid by the customer at the request of the Institution, both as an indication of the financial capacity of the customer and to ensure the compensation of any damage to the Institution arising from a breach by the customer of his binding promise. Having taken this *Hamish Jiddiyyah*, the Institution need not to demand compensation for damage as this may be charged against the *Hamish Jiddiyyah*. The *Hamish Jiddiyyah* is not considered as 'Arboun (Earnest Money). The amount of money deposited by the customer as security for his commitment can be either held, if the customer permits the Institution to invest it, as an investment trust on the basis of Mudarabah between the customer and the Institution, or held in a current account at the discretion of the customer.

2/5/4 In the case of the customer's breach of his binding promise, the Institution is not permitted to retain *Hamish Jiddiyyah* as such. Instead, the Institution's rights are limited to deducting the amount of the actual damage incurred as a result of the breach, namely the difference between the cost of the item borne the Institution and the price at which the item is sold to a third party. The actual damage to the Institution may not include the loss of its mark-up in the Murabahah transaction, that is, its opportunity loss.

2/5/5 When the customer has fulfilled his promise and executed the contract of Murabahah, the Institution must refund *Hamish Jiddiyyah* to the customer. The Institution is not entitled to receive any amount out of *Hamish Jiddiyyah* except in the case of breach of promise as laid down in item 2/5/3. It is permissible for the Institution to agree with the customer that the amount of *Hamish Jiddiyyah* will be deducted from the price payable by the customer pursuant to the contract of Murabahah.

noorcentre.com

2/5/6 It is permissible for the Institution to take 'Arboun (Earnest Money) upon conclusion of the Murabahah sale with the customer. This may not be done during the contractual stage at which the customer has given his promise to purchase. In the event that the customer revokes the contract in an 'Arboun-based transaction, it is preferable that the Institution, after deducting the actual damage it incurs, refunds the remaining amount of 'Arboun to the customer. The damage in this context means the difference between the cost of the item borne the Institution and the price at which the item is sold to a third party.

3. Acquisition of Title to, and Possession of, the Asset by the Institution or Its Agent

3/1 The acquisition of the asset or good by the Institution prior to its sale by means of Murabahah

3/1/1 The Institution shall not sell any item in a Murabahah transaction before it acquires such item. Hence, it is not valid for the Institution to conclude a Murabahah sale with the customer before the Institution concludes a urchase contract with the supplier of the item the subject matter of the Murabahah and before it acquires actual or constructive possession of such items, which can be achieved when the supplier gives the Institution control over the item or the documents that represent possession thereof [see items 3/2/1-3/2/4]. Likewise, the Murabahah is considered void in case the contract with the supplier is void, because

in this case the Institution would fail to acquire complete title to the item.

noorcentre.com

3/1/2 It is permitted that the contract between the Institution and the supplier be completed by means of a meeting of the two parties to discuss the details, at which point the contract may be executed. Likewise, it is permitted that the contract be completed through exchanging of the notices of offer and acceptance, either in writing or by any form of modern communication customarily practiced according to known principles.

3/1/3 The original principle is that the Institution itself purchases the item directly from the supplier. However, it is permissible for the Institution to carry out the purchase by authorizing an agent, other than the purchase orderer, to execute the purchase; and the customer (the purchase orderer) should not be appointed to act as an agent except in case of a dire need. Furthermore, the agent must not sell the item to himself. Rather, the Institution must first acquire title of the item and then sell it to the agent. In such a case, the provisions of item 3/1/5 should be observed.

3/1/4 In cases when the customer is authorized to purchase the item as the Institution's agent, it is obligatory to adopt procedures which would ensure that certain conditions are observed. These conditions include:

a) the Institution itself must pay the supplier, and not pay the price of the item into the account of the customer as agent, whenever possible.

b) the Institution should obtain from the supplier the documents that confirm that a sale has taken place.

3/1/5 It is obligatory to separate the two liabilities of risk attaching to the purchased item, namely the liability of the Institution and the liability of the customer as agent of the Institution. This is achieved by having an interval in time between the

performance of the agency contract and the execution of the contract of Murabahah, as indicated in the customer's notice of performance of the agency contract to acquire the item and offer to purchase the item by means of Murabahah [see Appendix (a)], followed by the institution's notice of its acceptance of the customer's offer to purchase and the execution of the Murabahah sale contract [see Appendix (b)].

noorcentre.com

3/1/6 The original principle is that all documents and contracts concerned with the execution of the sale of the item must be in the name of the Institution and not in that of the customer, unless the latter acts as the Institution's agent in acquiring the item.

3/1/7 It is permissible, at the time when the Institution appoints someone as its agent for the acquisition of the item, that the two parties agree to authorize the agent to carry out the acquisition of the item as agent, without disclosing the existence of the agency agreement. In this case, the agent will act as principal in dealing with other parties, and will undertake the purchase directly in his name but on behalf of the Institution as principal. However, it is preferable that the agent's role be disclosed.

3/2 The Institution's taking possession of the asset or good, prior to its sale by Murabahah

3/2/1 It is obligatory that the Institution's actual or constructive possession of the item be ascertained before its sale to the customer on the basis of Murabahah.

3/2/2 The condition that possession of the item must be taken by the Institution (before its onward sale to the customer) has a specific purpose: that the Institution must assume the risk of the item it intends to sell. This means that the item must move from the responsibility of the supplier to the responsibility of the Institution. Similarly, it is obligatory that the point when the risk of the item is passed on by the Institution to the customer

be clearly identified, with reference to the stages in which the item is transferred from one party to another.

noorcentre.com

3/2/3 The forms of taking delivery or possession of items differ according to their nature and different trade customs. Taking possession may be actual in the case of the physical delivery or transportation to the acquirer or its agent, but may also take place constructively by placing of the item at the acquirer's disposal so as to enable him to deal with it at his will, even though no physical delivery has taken place. Taking possession of an item of real property may also take place by means of the property being vacated and its being placed at the acquirer's disposal; if the latter is not able to have disposal of the purchased item, then the vacation of the property is not considered as conveying possession. In the case of moveable assets, possession will take place in accordance with the nature of the asset.

3/2/4 The receipt of a bill of lading by the Institution or its agent, when purchasing goods on the international market, is considered as constructive possession. The same would apply to the Institution's receipt of certificates of storage issued by warehouses following appropriate and reliable formalities.

3/2/5 The original principle is that the Institution itself must receive the item from the premises of the supplier or from a location that is specified in the delivery conditions. The responsibility for the risk attached to the item is transferred to the Institution upon its taking possession of the item. However, it is permissible for the Institution to authorize another party to take delivery of the item on its behalf.

3/2/6 As the Institution is the owner of the subject matter of Murabahah its insurance lies with the Institution before selling it to the customer. Any amount recovered from insurance at this stage will belong to the Institution exclusively and the customer has no claim to it even if the recovered amount exceeds the purchase price. The Institution is entitled to include

the expenses of insurance in the Murabahah cost price to be subsequently added to the price of Murabahah. Insurance must be on the basis of Takaful whenever possible.

noorcentre.com

3/2/7 Agency in carrying out the procedures of obtaining insurance cover for the item at the stage of the Institution's acquisition of ownership of the asset is permitted. However, it is obligatory that the Institution should bear the cost of insurance.

4. Conclusion of a Murabahah Contract

4/1 It is not permitted for the Institution to consider that the contract of Murabahah is automatically concluded by its mere taking possession of the asset. Likewise, the Institution may not force a customer who is the purchase orderer to take delivery of the asset and pay the Murabahah selling price, if the customer refuses to conclude the Murabahah transaction.

4/2 The Institution is entitled to receive compensation for any actual damage it has incurred as a result of the customer's breach of a binding promise. The compensation consists of the customer reimbursing the Institution for any loss due to a difference between the price received by the Institution in selling the asset to a third party and the original cost price paid by the Institution to the supplier.

4/3 When the Institution has purchased an asset for a deferred price, with the intention that it will be sold on a Murabahah basis, then the Institution is obliged to disclose to the customer that the asset is purchased by the Institution on deferred payment basis. The Institution has the obligation to disclose to the customer, when concluding the contract of sale, the details of any expenses that it would include in determining the cost. The Institution is also entitled to include any expenses relating to the item if this is acceptable to the customer. However, if the Institution failed to disclose any expenses, it is not entitled to include them unless they are customarily considered as normal expenses, such as transportation expenses, storage expenses, fees for letters of credit and insurance premiums.

noorcentre.com

4/4 The Institution is not entitled to include in the base cost of the item, for the purpose of calculating the Murabahah price, any amounts other than the direct expenses that are paid to a third party. It is not permissible, for example, for the Institution to add to the cost of the item payments made to its own staff for their work, and the like.

4/5 If the Institution has, even after the drawing up of the Murabahah contract, received a discount for the same item that was sold on Murabahah basis from the supplier of the item, then the customer should benefit from that discount by a reduction of the total Murabahah selling price in proportion to the discount.

4/6 It is an obligation that both the price of the item and the Institution's profit on the Murabahah transaction be fixed and known to both parties on the signature of the contract of sale. It is not permitted under any circumstances to subject the determination of the price or the profit to unknown variations or variations that are determinable in the future, such as by concluding the sale and making the profit dependent on the rate of LIBOR that will prevail in the future. There is no objection to referring to any other known indicators during the promise stage as a comfort indicator to determine the rate of profit, provided that the determination of the Institution's profit at the time of concluding the Murabahah is based on a certain percentage of the cost and is not tied up with LIBOR or a time factor.

4/7 The Institution's profit mark-up in Murabahah must be known, and the mere mention of the total selling price is not sufficient. It is permissible that the profit be determined based on a lump sum amount or a certain percentage of the cost price only or of the cost price plus the expenses. This determination is completed by the agreement and mutual consent of the two parties.

4/8 It is permissible to agree on the payment of the price of the item under Murabahah either by short or long term instalments, and the selling price of the asset becomes a debt that the customer is obligated to pay at the time agreed upon. It is not permitted subsequently to demand any extra payment either in consideration of extra time

given for payment or for delay in payment that may be for a reason or no reason.

noorcentre.com

4/9 It is permissible for the Institution to stipulate in the contract of Murabahah a condition that the Institution is free from responsibility for all or some of the defects of the asset, but not from destruction caused before the possession of the customer or diminution of quantity sold; this is known as *Bay’ al-Bara`ah* (sale on ‘as is’ basis). In the case of stipulating such a condition, it is preferable that the Institution should assign to the customer the right of recourse to the supplier to obtain compensation for any defects that are established, which would otherwise be recoverable by the Institution from the supplier.

4/10 The Institution shall be responsible for pre-existing hidden defects which appear after the conclusion of the contract, unless it stipulates otherwise according to item 10/4. However, it shall not be responsible for any new defects (recent defects) that arise after the conclusion of the contract and taking delivery by the customer.

4/11 The Institution is entitled to include, as a condition of the contract, that in case of the customer’s refusal, after the execution of the Murabahah contract, to take delivery of the asset at the prescribed time, the Institution could revoke the contract or sell the asset to a third party on behalf of the customer and for his account. The Institution could then recover from the selling price the amount due to it from the customer under the contract, and would have recourse to the customer for the balance if that price were not sufficient to cover the amount due to the customer.

5. Guarantees and Treatment of Murabahah Receivables

5/1 It is permissible for the Institution to stipulate to the customer that instalments may become due before their originally agreed due dates in case of the customer’s refusal or delay in paying any instalment without any valid reason after the lapse of the time specified in the notice to be sent by the Institution to the customer within a reasonable period of time following the due date.

5/2 The Institution should ask the customer to provide permissible security in the contract of Murabahah. Among other things, the Institution may receive a third party guarantee or the mortgagee of the investment account of the customer or the mortgagee of any item of real or moveable property, or the mortgagee of the subject matter of the Murabahah contract as a fiduciary mortgagee (or a registered charge), either without taking possession of the mortgageed asset, or by taking possession of the mortgageed asset and then releasing the mortgagee progressively according to the percentage of the total payment received.

noorcentre.com

5/3 It is permissible for the Institution to require the customer to provide cheques or promissory notes before the execution of the contract of Murabahah, as a guarantee of the indebtedness that will be created after the execution of the contract. This is possible on the written condition that the Institution is not entitled to use these cheques or documents except on their due dates. The requirement to provide cheques as security is not permissible in countries where they could be presented for payment before their due date.

5/4 It is not permissible to stipulate that the ownership of the item will not be transferred to the customer until the full payment of the selling price. However, it is permissible to postpone the registration of the asset in the customer's name as a guarantee of the full payment of the selling price. The Institution may receive authority from the customer to sell the asset in case the customer delays payment of the selling price, in which case the Institution should issue a counter-deed to the customer to establish the latter's right to ownership. If the Institution sells the asset as a result of the customer's failure to make a payment of the selling price on its due date, it must confine itself to recovering the amount due to it and must return the balance to the customer.

5/5 In the case of the Institution receiving a mortgagee from the customer, the Institution is entitled to stipulate that the customer should make an assignment to the Institution to enable it to sell the mortgageed

asset for the purpose of recovering the amount due from the customer without recourse to the judiciary.

noorcentre.com

5/6 It is permissible that the contract of Murabahah consists of an undertaking from the customer to pay an amount of money or a percentage of the debt, on the basis of undertaking to donate it in the event of a delay on his part in paying instalments on their due date. The Shari'ah Supervisory Board of the Institution must have full knowledge that any such amount is indeed spent on charitable causes, and not for the benefit of the Institution itself.

5/7 It is not permissible to extend the date of payment of the debt in exchange for an additional payment in case of rescheduling, irrespectively of whether the debtor is solvent or insolvent.

5/8 When there is default in payment by the customer with regard to instalments of the selling price that are due, the amount due is just the amount of the unpaid selling price. It is not permissible for the Institution to impose any additional payment on the customer for the Institution's benefit. This provision is, however, subject to item 5/6 .

5/9 It is permissible for the Institution to give up part of the selling price if the customer pays early, provided this was not part of the contractual agreement.

5/10 If the customer wishes to pay in a currency different from Murabahah currency, it is permissible, with the agreement of the Institution at the time of payment on condition that the payable debt is paid in full or the amount agreed to be paid in different currency is paid in full and no part of the currency exchange amount remains due. This currency exchange may not be stipulated in the contract of Murabahah.

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard for Murabahah was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (4) held on 25-27 Safar 1421 A.H., corresponding to 29-31 May 2000 A.D.

In its meeting No. (8) held in Mecca on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari'ah Board readopted a resolution to reformat the Shari'ah rules for Murabahah in the form of a Shari'ah standard.

noorcentre.com

Appendix (A)
Notice from Institution's Customer of Its Performance of Purchasing Asset or Good As Agent for Institution, and of Its Offer to Purchase Item from Institution According to Contract of Murabahah

Notice from the institution's customer of its performance of the purchase of the asset or good as agent for the institution: **From:** (The Institution's customer as agent) .... **To:** (The Institution).......... In the performance of my contract of agency with you, I hereby inform you that I have purchased the item described below on your behalf and for your benefit. This item is in my possession on your behalf. In accordance with my promise to you, I hereby agree to purchase this item from you for a total price of ….., namely the cost price of ….. plus the mark-up of ….... The payment of this price will be in accordance with the following schedule of instalments: - ……………………….. - ………………………. - ……………………….. **Please send the acceptance in accordance with this offer.**

noorcentre.com

Appendix (B)
Notice of Acceptance by Institution of Customer’s Offer to Purchase Asset or Good to Be Acquired, and of selling item by Institution to Customer

Notice of the acceptance by the Institution of the customer’s offer to purchase the asset or good to be acquired:

From: (The Institution)..........

To: (The customer as the Institution’s agent)..........

In response to your notice dated ….., containing your offer to purchase the item described below which is owned by us, we hereby confirm to you our sale of the item to you at a total price of ….. comprising the cost price of ….. plus the mark-up of ….., in accordance with the conditions explained in the general agreement to a contract of Murabahah.

Please send the acceptance in accordance with this offer.

noorcentre.com

Appendix (C)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (1) held on 11 Dhul-Hajjah 1419 A.H., corresponding to 27 February 1999 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Standard setting out the Shari'ah rules for Murabahah.

On Tuesday 13 Dhul-Hajjah 1419 A.H., corresponding to 30 March 1999 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee recommended to the Shari'ah Board the commissioning of a Shari'ah consultant to prepare a juristic study and an exposure draft of the Shari'ah Rules for Murabahah.

In its meeting held on 13-14 Rajab 1420 A.H., corresponding to 22-23 October 1999 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah Rules for Murabahah, and asked the consultant to make the amendments in light of the comments made by the members.

The revised exposure draft of the Shari'ah Rules was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (2) held in Mecca on 10-15 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 18-22 December 1999 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the Shari'ah Rules and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 29–30 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 4-5 April 2000 A.D. The public hearing was attended by more than 30 participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. The members responded to the written comments that were

sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Studies Committee and the Fatwa and Arbitration Committee held a joint meeting on 21-23 Muharram 1421 A.H., corresponding to 26-28 April 2000 A.D., to discuss the comments made about the exposure draft of the Shari'ah Rules. The joint meeting made the necessary amendments, which it deemed necessary in light of the discussions that took place in the public hearing.

The Shari'ah Board in its meeting No. (4) held on 25–27 Safar 1421 A.H., corresponding to 29–31 May 2000 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Studies Committee and the Fatwa and Arbitration Committee, and made the necessary amendments, which it deemed necessary. The standard was adopted with the name of "Shari'ah Rules for the Murabahah". Some paragraphs were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board, while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Board decided in its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah on 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding 24-28 November 2001 A.D., to pass a resolution to reformat all Shari'ah rules in a form of standards and a committee was formed for this purpose.

In its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari'ah Board adopted the reformatting of the Shari'ah Rules for Investment and Financing No. (1) on Murabahah with the name of Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Rabi' II, 1433 A.H., corresponding to March 2012 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (39) held in the Kingdom of Bahrain on 13-15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 6-8 November 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved the necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (D)
The Shari'ah Basis for the Standard

Preface on the Permissibility of Murabahah

Definition of Murabahah

Murabahah is selling a commodity as per the purchasing price with a defined and agreed profit mark-up. This mark-up may be a percentage of the selling price or a lump sum. This transaction may be concluded either without a prior promise to buy, in which case it is called an ordinary Murabahah, or with a prior promise to buy submitted by a person interested in acquiring goods through the Institution, in which case it is called a "banking Murabahah" i.e. Murabahah to the purchase orderer. This transaction is one of the trust-based contracts that depends on transparency as to the actual purchasing price or cost price in addition to common expenses.

Permissibility of Murabahah

The authorities for the permissibility of Murabahah are authorities on the permissibility of sale. Among them is the saying of Allah, the exalted: ***{"...Allah has permitted trade..."}***.[3] Some scholars has also cited to support the permissibility of Murabahah the saying of Allah, the Exalted: ***{"It is no crime for you to seek the bounty of your Lord,"}***[4] arguing that the bounty mentioned here means profit. The Murabahah is also analogous to a form of sale called *Tawliyyah* (which means to sell as per the purchasing price without making profit). This is because the Prophet (peace be upon him) purchased a she-camel from Abu Bakr to use it as a transportation to immigrate to Medina. Abu Bakr wanted to give it to the Prophet (peace be upon him) free of charge, but the Prophet refused

(3) [Al-Baqarah (The Cow): 275].
(4) [Al-Baqarah (The Cow): 198].

saying: *"I will preferably take it at the acquisition price"*. The majority of scholars agreed, in principle, on the permissibility of Murabahah.

noorcentre.com

Promise from the Purchase Orderer

- The basis for the permissibility of responding to the application of the customer that the Institution buys the commodity from a particular supplier is because such a demand will not affect the acquisition of the commodity by the Institution, especially in view of the fact that this demand is not binding. The Institution is entitled to acquire the commodity from another supplier provided the commodity complies with the desired specification. The customer may be forced to fulfil his obligation on the basis of general sources of the Qur`an and Sunnah that require fulfilment of obligation and undertaking. The International Fiqh Academy has issued a resolution endorsing a unilateral binding promise.(5) The same was adopted in a fatwa for Kuwait Finance House,(6) Qatar Islamic Bank,(7) and others.
- The basis for allowing price quotations be submitted in the name of customer is because such an act has no contractual effect if there is no acceptance by the customer. The basis why it is preferred that the quotation be submitted in the name of the Institution, is to avoid confusion and this is what was endorsed by the Fatwas of Qatar Islamic Bank,(8) and Kuwait Finance House.(9)
- The basis for not allowing a Murabahah deal when the customer accepts the deal directly from the supplier is because, by this, a sale contract has taken place between the customer and the supplier in which case the commodity enters into ownership of the customer. This ruling will not be affected whether or not the customer has paid the price. This is because payment is not a condition for the permissibility and conclusion of a contract as payment of the price is but a consequence of a contract and is not principal requirement or a condition for regarding a contract valid.

(5) International Fiqh Academy Resolution No. 40-41 (2/5 and 3/5).
(6) Fatwa No. (49).
(7) Fatwa No. (8).
(8) Fatwa No. (35).
(9) Fatwa No. (87).

- The basis for the requirement that there must not be any contractual commitment between the customer and the supplier is to safeguard against the contract being a mere interest-based financing. Therefore, the lack of any commitment between the customer and the supplier is a basic condition for the permissibility of executing a Murabahah by the Institution.

noorcentre.com

- The basis for the requirement that the customer must not have any (business) connection with the supplier is to avoid involving in a 'Inah (sell and buy back) transaction that is prohibited by Shari'ah.
- The basis for the permissibility that the supplier may be a relative of the customer or a husband or wife to the customer is because both parties have independent legal liability unless it has come to be that they are involved in a 'Inah transaction, in which case the transaction is prohibited. This is to defeat a potential intentional arrangement to evade formalities of the transaction. The Fatwa of Kuwait Finance House supports this.(10)
- The basis for not allowing a partner to promise to buy the shares of another partner on a Murabahah basis is because this will lead to the buyer guaranteeing the share of other partner, which is Riba.
- The basis for not allowing dealings in gold, silver and currencies on deferred Murabahah basis is the saying of the Prophet, peace be upon him, in respect to exchange of gold with silver that such exchange take place *"hand to hand"*;(11) i.e., without delay in delivery, and the rules of currencies are subsumed under the ruling for gold and silver. This ruling is endorsed by the resolution of the International Fiqh Academy.(12)
- The basis for the prohibition of Murabahah tradable securities or refinancing of a Murabahah transaction is because these fall under the heading of sale of debt that is prohibited by Shari'ah.
- The basis for not allowing a bilateral binding promise is because it amounts to a contract prior to acquisition of the item to be sold. The International Fiqh Academy has issued a resolution in this respect.(13)
- The basis for the permissibility of the agreement to amend the terms of the promise is because a promise is not a contract and as such the amendment

---

(10) Fatwa No. (55).
(11) The Hadith has been related by Muslim in his *"Sahih"*.
(12) International Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7).
(13) International Fiqh Academy Resolution No. 41(3/5).

of the profit margin and the duration will not amount to rescheduling of debt which is prohibited by Shari'ah.

noorcentre.com

- The basis for using options when buying on Murabahah is the case of Hibban Ibn Munqidh when the Prophet (peace be upon him), said to him: *"If you buy, a condition that there is no cheating and that you have a three day period for any of the goods bought. If you are satisfied, then keep it and if you are not satisfied, return it to the buyer."*(14) The ruling on the application of option in Murabahah is endorsed by a resolution issued during the second Fiqh Forum organised by Kuwait Finance House.
- The basis for the impermissibility of a commitment fee is because such a fee is in exchange for the right to contract, which is a mere intention and wish that is not a subject of exchange.
- The basis for the impermissibility of a facility commission is because it is not allowed to receive commission in the event of giving out a loan facility itself. It is therefore a logical conclusion to disallow commission for a mere readiness to finance the customer on a deferred payment basis.
- The basis for allowing that the expenses of preparing the document of contracts between the Institution and the customer be borne by the two parties is because both parties will equally benefit from this, and moreover there is no any impermissible act involved. The basis for the permissibility that these expenses may be borne by one of the parties is because this is a form of condition that is permissible.
- The basis for the permissibility of the customer guaranteeing the good performance of the supplier is because this guarantee secures rights and does not adversely affect any rules of the Murabahah transaction.
- The basis for not allowing that the customer guarantee the risk of transportation of the goods is because the safety of the goods is the responsibility of the owner and the customer is not the owner. Hence, the owner must bear the risk since the right to profit is associated with bearing risk.
- The basis for the permissibility of *Hamish Jiddiyyah* (security deposit) is because it is a form of guarantee for any financial damage that may occur.
- The basis for the permissibility of obtaining the earnest money to secure performance is the practice of Umar Ibn Al-Khattab (may Allah be pleased

(14) The Hadith has been related by Ibn Majah, *"Sunan Ibn Majah"* [2: 789].

with him) in the presence of some companions of the Prophet, peace be upon him,[15] which has been permitted by Imam Ahmad. A resolution has been issued in connection with the permissibility of 'Arboun (Earnest Money) by the International Islamic Fiqh Academy.[16]

noorcentre.com

Acquisition of Title to, and Possession of, the Asset by the Institution or its Agent

- The basis for the prohibition of selling a commodity before taking possession is the saying of the Prophet (peace be upon him): *"Do not sell what you own not"*[17] and the Hadith in which the Prophet (peace be upon him) prohibits a person from selling what he does not own.[18] The basis for preferring that the Institution appoint an agent other than the purchase orderer in case of the need to do so is to avoid a fictitious transaction that shows on paper that the acquisition is made on behalf of the Institution. This is necessary in order that the Institution appear as the real purchaser and in order to demarcate the liabilities of the parties, the liability of the Institution and the liability of the purchase orderer after the sale contract.
- The basis for the requirement that the Institution must pay the supplier directly is to avoid the risk of the contract degenerating into mere interest-based financing.
- The basis for the requirement that the liabilities of the parties -in case the Institution acquires the goods through agency- is to demarcate the two liabilities.
- The basis for the requirement that documents must be directed to the Institution is because the purchase is taking place on behalf of the institution.
- The basis for the requirement that the agent must explain to the supplier his agency status is to control the transaction and to determine the party to be referred to for the execution of the contract.

---

(15) The source of the Hadith has been stated earlier.
(16) Resolution No. 72 (3/8) in respect of 'Arboun (Earnest Money).
(17) The Hadith has been related by Al-Tirmidhi *"Sunan al-Tirmidhi"* [3: 534].
(18) The Hadith has been related by Al-Tabrani in *"Al-Mu'jam Al-Awsat"* [5: 66], Dar Al-Haramayn, Cairo, 1415 A.H.

- The basis for the requirement of possession before a sale contract is to ensure that the Institution becomes liable for the risk of destruction of the commodity before it is entitled to sell it.
- The basis for separating an agency contract from a Murabahah transaction is to be sure that there is no any intentional arrangement to connect the two contracts.
- The basis for the rule that constructive possession is sufficient to meet the requirement of possession and that possession is according to the nature of the items is because the Shari'ah did not state a particular form for possession. Rather this is left to the customary practices. Again, the purpose of possession is to enable one to have control over something. Therefore, any procedure that serves this objective would be regarded as possession.
- The basis for the requirement that the contract of agency be separate from the contract of sale on a Murabahah basis is because of the risk that the contracts may be connected to each other.
- The basis for the rule that the Institution bear the expenses of insurance is because these expenses follow ownership of the goods.

Conclusion of a Murabahah Contract

- The basis for the rule that the Institution is entitled to compensation in case of breach of a binding promise by the customer to buy the goods is because of the damage that may be inflicted on the Institution due to the act of the customer. This is because the customer has caused the Institution to enter into a deal that it would not have concluded in the absence of the promise. The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in this respect.(19)
- The basis for the rule that the Institution's rights are limited, in case of breach of promise, to the difference between the cost of the item to the Institution and its selling price to a third party is because the lawful right in a guarantee is limited to the amount that compensates for the damage suffered and because the Institution's right to recover loss of its mark-up is irrational since there is no mark-up unless there is actually a Murabahah transaction and in this case there is no such transaction.

(19) International Islamic Fiqh Academy's resolution No. 40-41 (2/5 and 3/5).

noorcentre.com

- The basis for the requirement of transparency as to the cost price is because Murabahah is a trust related contract that requires disclosure of the amount and the currency of the cost price because a price in a deferred payment sale is higher.
noorcentre.com
- The basis for allowing normal expenses to be included in computing the selling price of the commodity is because these expenses are paid to a third party.
- The basis for entitlement of the buyer to benefit from the discount acquired by the Institution is because Murabahah is a mark-up sale. Therefore, if the previous purchasing price decreases then the cost price is the amount that remains after the discount and this price is the cost price for the purpose of the Murabahah.
- The basis for the requirement that the price and the profit in Murabahah must be determined is to avoid uncertainty and lack of knowledge.
- The basis for the requirement that the profit must be separately disclosed from the cost price and that it is not allowed to be calculated as a single amount for the customer is because Murabahah is a sale with a profit margin. Therefore, it is necessary this profit be disclosed separately to ensure that the customer will agree to it.
- The basis for the permissibility of instalment payment is because Murabahah is one of the sale contracts that are subject to spot payment, deferred payment or instalment payment. The basis for the impermissibility of requesting an additional sum of money for delay in payment is because this is the prohibited Riba.
- The basis for the permissibility of stipulating a defect exclusion item is because a buyer is entitled to require guaranteeing hidden defects which are related to the sold commodity by the seller. However, the buyer may relinquish this right by agreeing to a defect exclusion item, as stated by a number of scholars.[20]
- The basis for the permissibility of stipulating that the contract would be terminated for default in payment is because the original princi-

(20) See Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [5: 276]; Al-Mawwaq, *"Al-Taj Wa Al-Iklil"* [4: 439]; Al-Shirazi, *"Al-Muhadhdhab"* [1: 284]; Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* [4: 129]; and Al-Buhuti, *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 228].

ple in respect to stipulations is validity and permissibility. In addition, this item does not render permissible an impermissible act or prohibit a permissible act. Hence, this item falls under the Hadith that says: *"Muslims are bound by the conditions they made, except a condition that renders permissible an impermissible act or prohibits a permissible act.*[21]

noorcentre.com

Guarantees in Murabahah and Treatment of Murabahah Receivables

- The basis for the condition that all instalments will become due if there is delay in payment is the Hadith of the Prophet, peace be upon him: Muslims are bound by the conditions they made, and because payment on a deferred basis is the right of the buyer, and the buyer may choose to pay before time and relinquish the deferral of the date of payment entirely or make payment of all instalments contingent on default on payment of one instalment.
- The basis for demanding collateral to secure payment is because such a requirement does not affect the contract; rather, it consolidates performance and such guarantees are relevant to contracts involving credit.
- The basis for not allowing a stipulation that delays transfer of ownership is because such a stipulation is against the effect of a sale contract, which is immediate transfer of ownership. The basis for allowing the Institution to hold up registering the commodity in the name of the customer until payment is realised is that such an action does not affect the transfer of ownership to the buyer.
- The basis for the permissibility of stipulating a condition, whereby the debtor in case of default is obliged to donate a sum of money in addition to the amount of the debt to be spent by the Institution on charitable causes, is because this has been considered as an instance of the commitment to make a donation, which is well established in the Maliki school of law. This

(21) This Hadith has been reported by number of the companions. It has been related by Ahmad in his *"Musnad"* [1: 312]. Ibn Majah through a good chain of transmission in his *"Sunan"* [2: 783], Mustafa Al-Babi Al-Halabi edition, Cairo, 1372 A.H./1952 A.D.; Al-Hakim in his *"Mustadrak"*, Hyderabad edition, India, 1355 A.H.; Al-Bayhaqi in his *"Sunan"* [6: 70 and 156] and [1: 133], Hyderabad edition, India, 1355 A.H.; and Al-Daraqutni in his *"Sunan"* [4: 228] and [3: 77], Dar Al-Mahasin Lil-Tiba'ah edition, Cairo, 1372 A.H./1952 A.D.

is the opinion of Abu Abdullah Ibn Nafi' and Muhammad Ibn Ibrahim Ibn Dinar, among the Maliki jurists.(22)

noorcentre.com

- The basis for the prohibition of additional payment over the principal debt in consideration for extension of time is because such action is a pre-Islamic form of Riba.
- The basis for the permissibility of discount or rebate for earlier payment is because discount for early payment is a form of settlement between the creditor and the debtor to pay less than the amount of the debt. This is among the settlement that are endorsed by Shari'ah as stated in the case of Ubay Ibn Ka'b (may Allah be pleased with him) and his debtor where the Prophet (peace be upon him) suggested to him in words: *"write off a portion of your debt."*(23) The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in support of this rule.(24)
- The basis of the permissibility of payment of debt in another currency is that this would entail the settlement of the debt by discharging it. This does not involve any prohibited transaction pertaining to debts either with regard to sale or purchase.

As for some of the forms mentioned in the standard, there are texts to support them, inter alia, the Hadith reported on the authority of Ibn Umar (may Allah be pleased with him) who said: "I have met the Prophet (peace be upon him) at the house of Hafsah (may Allah be pleased with her), and I said to him: 'O Prophet of Allah, I would like to ask you: 'I sell a camel in Al-Baqi' for a price quoted in dinar but I take dirham, and I sell for a price quoted in dirham but I take dinars, I take this from this and I give this from this.' The Prophet (peace be upon him) replied: *'There is no objection to your taking the other currency based on the price of the day, provided you do not leave each other with something remaining owed as a debt between you'."*(25) Some of the forms in the standard are a kind of set-off and this is permissible.

---

(22) See the book entitled: *"Tahrir Al-Kalam Fi Masa`il Al-Iltizam"* by Al-Hattab. This rule has been endorsed by the resolutions and recommendations of the Fourth Fiqh Forum organized by the Kuwait Finance House.

(23) The Hadith has been related by Al-Bukhari: *"Sahih Al-Bukhari"* [1: 179] and [2: 965].

(24) The International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 64 (7/2).

(25) Related by Abu Dawud, Al-Tirmidhi, Al-Nassa`i, Ibn Majah and Al-Hakim, who deemed it a sound Hadith. Al-Dhahabi agreed with Al-Hakim. It was also narrated without a chain of narrators, quoting only Ibn Umar: *"Al-Talkhis Al-Habir"* [3: 26].

noorcentre.com

Appendix (E)
Definitions

Murabahah

It is the sale of a commodity by an institution to its customer (the purchase orderer) as per the purchasing price/cost with a defined and agreed profit mark-up (as set out in the promise/*Wa'd*), in which case it is called a banking Murabahah. The banking Murabahah involves deferred payment terms, but such deferred payment is not one of the essential conditions of such transaction, as there is also a Murabahah arranged with no deferral of payment. In this case, the seller only receives a mark-up that only includes the profit for a spot sale and not the extra charge it would, otherwise, receive for deferral of payment.

Commitment Fee

A commitment fee is the percentage or amount which the Institution takes from the customer to start processing the transaction even though a sale contract may not be concluded).

'Arboun

The term 'Arboun means an amount of money that the customer as purchase orderer pays to the Institution after concluding the Murabahah sale, with the provision that if the sale is completed during a prescribed period, the amount will be counted as part of the price. If the customer fails to execute the Murabahah sale, then the Institution may retain the whole amount.

Syndicated Financing

A syndicated financing is a partnership relationship for financing a particular project which two or more parties has interest to finance. They will distribute the profit or revenue as per agreement. In other words, syndicated financing is the acceptance of a number of companies (financial Institutions) to enter into a joint investment transaction through one of the permissible investment instruments with an understanding that one of the

parties assumes leadership of the deal. During the period of the transaction, the transaction would enjoy an independent liability separated from their companies.

noorcentre.com

Credit Facility

A credit facility is an upper limit for a customer's Murabahah transactions. This credit facility may be restricted to a specified type of item, or to a specified period of time.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (9)

Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek*

(Revised Standard)

* This standard was previously issued by the title “Shari’ah Rules for Investment and Financing Instruments No. (2) Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek. It was reissued as a Shari’ah standard based on the resolution of the Shari’ah Board to reformat all Shari’ah Rules in the form of Shari’ah Standards.

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	237
Statement of the Standard	238
1. Scope of the Standard	238
2. Promise to Lease (an Asset)	238
3. Acquisition of the Asset to Be Leased, or Its Usufruct, by the Institution	239
4. Concluding an Ijarah Contract and the Forms of Ijarah	241
5. Subject Matter of Ijarah	243
6. Guarantees and Treatment of Ijarah Receivables	246
7. Changes to the Ijarah Contract	247
8. Transfer of the Ownership in the Leased Property in Ijarah Muntahia Bittamleek	249
9. Date of Issuance of the Standard	251
Adoption of the Standard	252
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	253
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	256
Appendix (c): Definitions	266

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This standard outlines the basis of the Shari'ah rulings on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek, beginning with the rules relating to the promise to lease, if any, and concluding with the rules of repossession of the leased property in an operating Ijarah by the lessor or transferring its ownership in case of Ijarah Muntahia Bittamleek, within or by the end of the lease term. The Standard also aims to outline the Shari'ah requirements that must be observed by Islamic financial Institutions (Institution/Institutions)[2] with respect to Ijarah transactions.

(2) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers operating leases of properties or Ijarah Muntahia Bittamleek, whether the Institution is the lessor or the lessee.

This standard does not cover *Sukuk al-Ijarah*, as they are covered by Shari'ah Standard on Investment Sukuk, nor the employment of persons (labour contract), as it is covered by a separate standard.

2. Promise to Lease (an Asset)

2/1 In principle, an Ijarah contract is executed for an asset owned by the lessor or an usufruct owned by the sub-lessor. However, it is for a customer to request an Institution to acquire the asset or to acquire the usufruct of an existing asset which the customer wishes to take on lease.

2/2 In principle, Ijarah may be effected directly on the asset without any requirement of a preceding master agreement. However, it is permissible to have a master agreement drawn up coveringa number of Ijarah transactions between the Institution and the customer, setting out the general terms and conditions of agreement between the two parties. In this case, there may either be a separate lease contract for each transaction, in a specific written document signed by the two parties, or alternatively the two parties may exchange notices of offer and acceptance by referring to the terms and conditions contained in the master agreement.

2/3 It is permissible for the Institution to require the customer who has promised to lease to pay a sum of money to the Institution to ensure the customer's seriousness in accepting a lease on the asset and the subsequent obligations, provided no amount is to be deducted from

this sum except in proportion to the actual damage suffered by the Institution in case the customer does not fulfil his promise. Thus, if the customer, in case of Ijarah associated with a promise to transfer ownership, breaches his promise, the promisor shall be charged either the difference between the cost of the asset intended to be leased and the total lease rentals for the asset which is leased on the basis of Ijarah Muntahia Bittamleek to a third party, or, in case of operating Ijarah, the promisor breaching his promise shall be charged the difference between the cost of acquisition and the total selling price if sold to a third party by the Institution (promisee). Otherwise; i.e., in case it is not sold, the promisee shall not be entitled to receive any compensation.

noorcentre.com

2/4 The amount of money deposited by the customer as security for his commitment can be either held on trust in the custody of the Institution in which case the latter cannot invest it, or it may be held on an investment trust basis in which case the customer permits the Institution to invest it on the basis of Mudarabah between the customer and the Institution. It is permissible to agree with the customer, upon the execution of the contract of lease, that this amount shall be treated as an advance payment of the instalments of the lease rental.

3. Acquisition of the Asset to Be Leased, or Its Usufruct, by the Institution

3/1 For the permissibility of an Ijarah contract concerning a specified asset, the lease contract should be preceded by acquisition of either the asset to be leased or the usufruct of that asset.

3/1/1 If the asset or the usufruct thereof is owned by the Institution, which should in principle be the case, an Ijarah contract may be executed as soon as agreement is reached by the two parties.

3/1/2 However, if the asset is to be acquired by the customer [see item 3/2 below], or by a third party, the Ijarah contract shall not be executed unless and until the Institution has acquired that asset.

Ownership is possible under a sale contract, even if the title is not registered in the purchaser's name (the Institution), and the purchaser has the right to obtain a counter-deed to establish the actual transfer of his ownership of the asset. [see item 3/5 below]

noorcentre.com

3/2 An asset may be acquired by a party and then leased to that party. In this case, the Ijarah transaction should not be stipulated as a condition of the purchase contract by which the Institution acquires the asset.

3/3 A lessee of an asset may enter into a sub-lease contract with a party other than the owner for a rental that is either the same, lower or higher, payable either currently or on a deferred basis, unless the owner stipulates that the lessee should not assign or sublet the property to third parties, or should not do so without his approval.

3/4 The lessee may lease the asset back to its owner in the first lease period for a rental that is lower, same or higher than what he is paying, if the two rentals are paid on a spot basis. However, this is not permissible if it should lead to contract of 'Inah, by varying the rent or the duration. For example, it is not permissible, if the first rental is one hundred dinars payable on a spot basis, for the lessee to sublet it to the lessor for one hundred and ten dinars payable on a deferred basis, or if the first rental is one hundred and ten dinars payable on a deferred basis, for the second to be for one hundred dinars payable instantly, or if the two rentals are of the same amount, but the payment of the first rental is deferred for one month and the second rental is deferred for two months.

3/5 An Ijarah contract may be executed for an asset undertaken by the lessor to be delivered to the lessee according to accurate specifications, even if the asset so described is not owned by the lessor. In this case, an agreement is reached to make the described asset available during the duration of the contract, giving the lessor the opportunity to acquire or to produce it. It is not a requirement of this lease that the rental should be paid in advance as long as the lease is not executed according to the contract of Salam (or Salaf). Should the lessee receive

an asset that does not conform to the description, then he is entitled to reject it and demand an asset that conforms to the description.

noorcentre.com

3/6 An Institution's customer may jointly acquire an asset that he wishes to lease with the Institution, and then lease the Institution's share of the asset from the Institution. In this case, the rental specified as receivable by the Institution should only be in proportion to its share in the ownership of the asset, since the lessee is a co-owner of the asset and therefore has to pay rent only on the share that he does not own.

3/7 An Institution may appoint one of its customers to act as its agent in acquiring on its behalf an asset that is desired by that customer such as equipment, machinery, etc., whose description and price are fixed with a view to the Institution's leasing such asset or assets to the customer after it has acquired their ownership through either actual or constructive possession. Although this type of agency (for the purchase of the assets) is permissible, it is always preferred that the agent is someone other than the customer (prospective lessee) as far as possible.

4. Concluding an Ijarah Contract and the Forms of Ijarah

4/1 Signature of the contract and the consequences thereof

4/1/1 The lease contract is a binding contract which neither party may terminate or alter without the other's consent [see items 5/2/2, 7/2/1, and 7/2/2]. However, an Ijarah contract may be terminated in accordance with item 7/2/1.

4/1/2 The duration of an Ijarah contract must be specified in the contract. The period of Ijarah should commence on the date of execution of the contract, unless the two parties agree on a specified future commencement date, resulting in a future Ijarah, that is, an Ijarah contract to be executed at a future date.

4/1/3 If the lessor fails to deliver the asset to the lessee on the date specified in the Ijarah contract, no rental is due for the period

between the date specified in the contract and the date of actual delivery, and the rental should be reduced accordingly, unless it is agreed that the lease be extended by an equivalent period after its original expiry date.

noorcentre.com

4/1/4 'Arboun (Earnest Money) may be taken in respect of lease at the execution of the contract of lease, with the lessee having the right to terminate the contract during a specified period of time, and 'Arboun is treated as an advance payment of the rental. If the Ijarah contract is not executed for a reason attributable to the lessee, the lessor may retain the 'Arboun. However, it is preferable for the Institution to forgo any amount in excess of the actual damage it has suffered. [see para. 3/2]

4/2 Forms of the Ijarah contract

4/2/1 Ijarah contracts may be executed in respect of the same asset for different periods for several lessees, provided that two contracts are not executed in respect of the same asset for the same period. Such an arrangement is called "successive leases", because each Ijarah is considered as being successive to the previous one and not concurrent with it on the basis of its being a future Ijarah. [see item 4/1/2 above]

4/2/2 If the lessor signs an Ijarah contract for a particular asset for a specified period of time, he cannot sign another Ijarah contract with another lessee for the duration of the existing Ijarah period or for any remaining period thereof. [see item 7/1/2 below]

4/2/3 An Ijarah contract may be signed with several lessees being entitled to the same specified usufruct of a particular asset and duration of rent, without specifying a particular period of time for a particular person. In this case, each lessee may benefit from the property during the time assigned to him in accordance with specified rules. This case is one form of Muhaya`ah (time-sharing) in benefiting from the usufruct.

4/2/4 A lessee may invite others to share with him in the usufruct he owns. In this case, they become co-owners in the usufruct of the leased property. This can only be done before entering into a sub-lease. If the property is sub-leased after the co-owners having owned the usufruct each co-owner is entitled to a share in the sub-lease rental pro rata to his share in the usufruct.

noorcentre.com

5. Subject Matter of Ijarah

5/1 Rules governing benefit and leased property

5/1/1 The leased asset must be capable of being used while preserving the asset, and the benefit from an Ijarah must be permissible by Shari'ah. For example, a house or a chattel may not be leased for the purpose of an impermissible act by the lessee, such as leasing premises to be used as headquarters by an Institution dealing in interest or to a shopkeeper for selling or storing prohibited goods, or leasing a vehicle to transport prohibited merchandise.

5/1/2 The subject matter of Ijarah may be a share in an undivided asset held in common with the lessee, whether the lessee is a partner with the lessor or not. In this case the lessee may benefit from the leased share in the same way in which the lessor used to benefit from it, i.e., by usufruct division based on Muhāya'ah i.e. by identifying a particular time (time-sharing) or a particular part of the property, used alternately by the co-owners, or any other means with consent of the other partner.

5/1/3 An Ijarah contract may be executed for a house or a chattel, even with a non-Muslim, if the use to be made of it is permissible, such as a house for residential purposes, a car for transport, or a computer to store data, unless the lessor knows in advance, or has reason to presume, that the use of the asset to be leased will be for an impermissible purpose.

5/1/4 The lessee must use the leased asset in a suitable manner or in conformity with common practice, and comply with conditions which are acceptable in Shari'ah. He must also avoid causing

damage to the leased asset by misuse through misconduct or negligence.

noorcentre.com

5/1/5 The lessor must accept responsibility for any defects of the leased asset which impair the intended use of the asset, and may not exclude his liability for any impairment that the leased asset may sustain, either by his own doing or as a result of events outside his control, which affect the benefits intended to be available under the Ijarah contract.

5/1/6 If the benefit from the leased asset is impaired wholly or partially as a result of the lessee's misconduct, while the property remains under lease, the lessee is obliged to restore or repair the usufruct, and rent for the time during which the benefit is lost is not to be waived.

5/1/7 The lessor may not stipulate that the lessee will undertake the major maintenance of the asset that is required to keep it in the condition necessary to provide the contractual benefits under the lease. The lessor may delegate to the lessee the task of carrying out such maintenance at the lessor's cost. The lessee should carry out operating or periodical (ordinary) maintenance.

5/1/8 The leased asset is the responsibility of the lessor throughout the duration of the Ijarah, unless the lessee commits misconduct or negligence. The lessor may take out permissible insurance on it whenever possible, and such insurance expenses must be borne by the lessor. The lessor may take this into account implicitly when the lease rental is to be fixed. However, he may not, after the contract is signed, charge the lessee any cost in excess of the cost anticipated at the time of fixing the rent. The lessor may also delegate to the lessee the task of taking out insurance at the lessor's expense.

5/2 Rules governing lease rentals

5/2/1 The lease rental may be in cash or in kind (goods) or benefit (service). The rental must be specified, either as a lump sum

covering the duration of the Ijarah contract, or by instalments for parts of the duration. It may also be for a fixed or variable amount, according to whatever designated method the two parties agree upon. [see item 5/2/3 below]

noorcentre.com

5/2/2 The rental is made obligatory by the contract and the lessor's entitlement to the rental runs from the time when the lessee starts to benefit from the asset or once the lessor makes the usufruct of the asset available to the lessee, and the entitlement to the rental does not necessarily commence on the date of signing the Ijarah contract. The rental may be paid entirely in advance or in instalments during a period equivalent, or more or less, to the duration of the Ijarah. However, if the asset is made available only after a period longer than what customary practices deem proper, then no payment shall be obligatory.

5/2/3 In case the rental is subject to changes (floating rental), it is necessary that the amount of the rental of the first period of the Ijarah contract be specified in lump sum. It is then permissible that the rentals for subsequent periods be determined according to a certain benchmark. Such benchmark must be based on a clear formula which is not subject to dispute, because it becomes the determining factor for the rentals of the remaining periods. This benchmark should be subject to a ceiling, on both maximum and minimum levels.

5/2/4 It may be agreed that the rental should consist of two specified parts: one to be paid or transferred to the lessor and the other to be held by the lessee to cover any expenses or costs approved by the lessor, such as the cost of major maintenance, insurance, etc. The excess of the second part of the rental shall be treated as an advance to the lessor on account, while the lessor shall bear any shortage.

5/2/5 The amendment of future rentals is permissible by the agreement of both parties, i.e. the periods for which the lessee has not yet received any benefit. The rentals of any previous periods which

have not yet been paid become a debt owed to the lessor by the lessee, and therefore cannot be increased.

noorcentre.com

6. Guarantees and Treatment of Ijarah Receivables

6/1 Permissible security, of all kinds, may be taken to secure the rental payments or as a security against misuse or negligence on the part of the lessee, such as a charge over assets, guarantees or an assignment of rights over assets of the lessee held by third parties, even if such rights are a permissible life or property insurance indemnity in favour of the lessee.

6/2 The two parties may agree that the rental be paid fully in advance. It is also permissible to make the rent payable in instalments, in which case the lessor may stipulate that the lessee should immediately pay the remaining instalments if he, after receiving a specified period of due notice, delays, without a valid reason, payment of one instalment or more, provided that the asset shall be made available for the lessee to use for the remaining period of time. Any stipulated upfront rental or accelerated -because of delay of payment- rental is subject to settlement at the end of the Ijarah period or, if the Ijarah contract is terminated earlier, at the time of such termination. Any extension of time by the lessor after the stipulated time for prompt payment is considered as a consent to deferral of payment throughout the extension period and not a right of the lessee, subject always to item 5/2/2 above.

6/3 No increase in the rental due may be stipulated by the lessor in case of delay in payment by the lessee.

6/4 It may be provided in the contract of Ijarah or Ijarah Muntahia Bittamleek that a lessee who delays payment for no good reason undertakes to donate a certain amount or percentage of the rental due in case of late payment. Such donation should be paid to charitable causes under the co-ordination of the Institution's Shari'ah Supervisory Board.

6/5 In case of foreclosure of the security provided by the lessee, the lessor may deduct from such amounts only what is due in respect

of rental for previous periods, and not all rental instalments, including instalments which have not yet fallen due and in respect of periods for which the lessee has not had the benefit of the leased asset. The lessor may also deduct from the security all legitimate compensations necessitated by the lessee's breach of contract.

noorcentre.com

7. Changes to the Ijarah Contract

7/1 Selling of or damage to the leased asset

7/1/1 If the lessor sells the leased asset to the lessee, the Ijarah contract is terminated due to the transfer of the ownership of the leased asset and ownership of usufruct to the lessee.

7/1/2 The lessor may sell the leased asset to a third party other than the lessee, and the title to the asset together with the rights and obligations of the lessor under the Ijarah contract is thereby transferred to the new owner, because the asset and the rights and obligations attached to it become the right of the third party. The lessee's consent is not necessary when the lessor decides to sell the asset to a third party. If the purchaser does not know about the Ijarah contract, he may terminate the sale contract, but if he knows about it and consents to it, he takes the place of the previous owner in his entitlement to the rental for the remaining period.

7/1/3 In case of total destruction of the leased asset, the Ijarah contract is terminated if it is concluded on an identified asset. In such a case, it may not be stipulated that the rest of the instalments should be paid.

7/1/4 The leased asset in the possession of the lessee is held by the lessee in a fiduciary capacity on behalf of the lessor. The lessee will not be held liable for any damage or destruction of the leased asset unless such damage or destruction is a result of misconduct or negligence on the part of the lessee. In this case, he is obliged to replace the asset if it is replaceable; otherwise, he is liable for the amount of the damage to be determined by valuation.

noorcentre.com

7/1/5 In case of the partial destruction of the leased asset in a manner that impairs the benefits expected from the leased asset, the lessee may terminate the Ijarah contract. Both he and the lessor may also agree to amend the rental in case of partial destruction of the leased property, if the lessee waives his right to termination. The lessor in this case is not entitled to rent for the period during which the lessee was not able to benefit from the asset unless the lessor makes it up (by agreement with the lessee) with a like benefit after the expiry of the period specified in the contract. [see para. 5/1/6]

7/1/6 In an *Ijarah Mawsufah fi al-Dhimmah* (contract for an unidentified asset undertaken by the lessor to be delivered according to the agreed specifications), the owner in cases of total and partial destruction must offer an alternative asset having a specification similar to that of the destroyed asset, unless otherwise agreed at the time. The Ijarah shall continue for the remaining time of the contract. If it is not possible to provide a substitute asset, the contract will be terminated. [see item 3/5]

7/1/7 If the lessee stops using the leased asset or returns it to the owner without the owner's consent, the rental will continue to be due in respect of the remaining period of the Ijarah, and the lessor may not lease the property to another lessee for this period, but must keep it at the disposal of the current lessee unless the lessee relinquishes to the lessor the remaining period of time, in which case the lease expires. [see item 7/2/1 below]

7/2 Termination, expiry and renewal of the Ijarah contract

7/2/1 It is permissible to terminate the lease contract by mutual consent but it is not permissible for one party to terminate it except in case of force majeure or there is a defect in the leased asset that materially impairs its use. Termination is also possible when one party secures an option to terminate the contract in which case the party who holds the option may exercise it during the specified period.

7/2/2 The lessor may stipulate that the Ijarah contract be terminated if the lessee does not pay the rent or fails to pay it on time.

noorcentre.com

7/2/3 An Ijarah contract does not terminate with the death of either party thereto. However, the heirs of the lessee may terminate the Ijarah contract if they can prove that the contract has become, as a result of the death of their legator, too onerous for their resources and in excess of their needs.

7/2/4 An Ijarah contract expires with the total destruction of the leased asset in the case of leasing a specific asset or with the inability to enjoy the usufruct owing to the loss of the benefit that the asset was intended to provide.

7/2/5 The two parties may terminate the Ijarah contract before it begins to run.

7/2/6 The lease expires upon the expiry of its term, but it may remain operative for a good cause, such as the late arrival to the place intended in the lease of transportation vehicles, and in the case of a late harvesting period for land leased for crop cultivation. The lease then continues with the rental based on the prevailing market value. An Ijarah may be renewed for another term, and such renewal may be made before the expiry of the original term or automatically by adding a provision in the new contract for such renewal when the new term starts, unless either party serves a notice on the other of its desire not to renew the contract.

8. Transfer of the Ownership in the Leased Property in Ijarah Muntahia Bittamleek

8/1 In Ijarah Muntahia Bittamleek, the method of transferring the title in the leased asset to the lessee must be evidenced in a document separate from the Ijarah contract document, using one of the following methods:

a) By means of a promise to sell for a token or other consideration, or by accelerating the payment of the remaining amount of rental, or by paying the market value of the leased property.

b) A promise to give it as a gift (for no consideration).

noorcentre.com

c) A promise to give it as a gift, contingent upon the payment of the remaining instalments.

In all these cases, the separate document evidencing a promise of gift, promise of sale or a promise of gift contingent on a particular event, should be independent of the contract of Ijarah Muntahia Bittamleek and cannot be taken as an integral part of the contract of Ijarah.

8/2 A promise to transfer the ownership by way of one of the methods specified in item 8/1 above is a binding promise by the lessor. However, a binding promise is binding on one party only, while the other party must have the option not to proceed. This is to avoid a bilateral promise by the two parties which is Shari'ah impermissible because it resembles a concluded contract.

8/3 In all cases of transfer of ownership by way of gift or sale, it is necessary, when the promise is fulfilled, that a new contract be drawn up, since the ownership to the property is not automatically transferred by virtue of the original promise document that was drawn up earlier.

8/4 In case the Ijarah contract is combined, through a separate document, with a gift contingent upon the condition that the remaining rent instalments be paid, the ownership to the leased property is transferred to the lessee if the condition is fulfilled, without the need for any other procedure to be adopted or a document to be signed. However, if the lessee's payment is short of even one instalment, the ownership to the property is not transferred to him, since the condition has not been fulfilled.

8/5 If the leased asset was purchased from the lessee before it was leased back to the lessee on the basis of Ijarah Muntahia Bittamleek, a (reasonable) period of time, between the lease contract and the time of the sale of the asset to the lessee, must have expired, to avoid the contract of 'Inah. This period must be long enough so that the leased property or its value could have changed. This shall

also apply to the case of early ownership of the asset where a sale contract is concluded during the Ijarah. [see para. 7/1]

noorcentre.com

8/6 Subject to item 8/8 below, the rules governing Ijarah must apply to the Ijarah Muntahia Bittamleek, i.e. when a promise is made by the lessor to transfer the ownership in the leased asset to the lessee. None of these rules should be breached under the pretext that the leased asset was bought by the lessor on the basis of a promise by the lessee that he would acquire it or that ownership of it would devolve upon him, or that he would pay rentals in excess of those payable in respect of a similar property which are similar in amount to the instalments of an instalment sale, or that local laws and conventional banking practices consider such a transaction as an instalment sale with a deferred transfer of the ownership.

8/7 Transfer of the ownership in the leased property cannot be made by executing, along with the Ijarah, a sale contract that will become effective on a future date.

8/8 If the leased asset is destroyed or if the continuity of the lease contract becomes impossible up to the expiry period without the cause being attributable to the lessee in either case, then the rental is adjusted based on the prevailing market value. That is, the difference between the prevailing rate of rental and the rental specified in the contract must be refunded to the lessee if the latter rental is higher than the former. This is to avoid loss to the lessee, who agreed to a higher rental payment compared to the prevailing rate of rental in consideration of the lessor's promise to pass the title to him upon the expiry of the lease term.

9. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard for Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (4) held on 25-27 Safar 1421 A.H., corresponding to 29-31 May 2000 A.D.

In its meeting No. (8) held in Mecca on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H. corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari'ah Board readopted a resolution to reformat the Shari'ah rules for Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek in the form of a Shari'ah standard.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (1) held on 11 Dhul-Hajjah 1419 A.H., corresponding to 27 February 1999 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of the Shari'ah rules for Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek.

On Tuesday 13 Dhul-Hajjah 1419 A.H., corresponding to 30 March 1999 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study and an exposure draft on the Shari'ah Rules for Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek.

In its meeting held on 13-14 Rajab 1420 A.H., corresponding to 22-23 October 1999 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah Rules for Ijarah and Ijarah Muntahia Bitamleek, and asked the consultant to make the amendments in light of the comments made by the members.

The revised exposure draft of the Shari'ah Rules was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (3) held in Mecca on 10-15 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 18-22 December 1999 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the Shari'ah Rules and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 29–30 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 4-5 April 2000 A.D. The public hearing was attended by more than 30 participants representing central Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. The members responded to the written comments that were sent prior

to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Standards Committee and the Fatwa and Arbitration Committee held a joint meeting on 21-23 Muharram 1421 A.H., corresponding to 26-28 April 2000 A.D., to discuss the comments made about the Shari'ah Rules. The committee made the amendments which it considered necessary in light of the discussions that took place in the public hearing.

The Shari'ah Board in its meeting No. (4) held on 25–27 Safar 1421 A.H. corresponding to 29–31 May 2000 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Studies Committee and the Fatwa and Arbitration Committee, and made the amendments which it considered necessary. Some paragraphs of the standard were adopted in the name of Shari'ah Rules for Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board, while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

In its meeting No. (7) held on 9-13 Ramadan 1422 A.H. corresponding to 24-28 November 2001 A.D., in Makkah Al-Mukarramah, the Shari'ah Board decided to convert all Shari'ah rules for Investments and Financing to Standards and a committee was formed for this purpose.

In its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H. corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari'ah Board adopted the reformatting of Shari'ah Rules for Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek in the name of Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek. The committee did not make any changes to the substance.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Rabi' II, 1433 A.H. corresponding to March 2012 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (39) held in the Kingdom of Bahrain on 13-15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 6-8 November 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Permissibility of Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek

- Ijarah derives permissibility from the Qur`an, the Sunnah, consensus of Fuqaha and Ijtihad (reasoning).
- On the level of the Qur`an, Allah, the Almighty, says: ***{"said one of them 'O my father engage him on wages"}***,(3) and ***{"if you had wished, surely you could have exacted some recompense for it"}***.(4)
- The authority for the permissibility of Ijarah in the Sunnah is the saying of the Prophet (peace be upon him): *"Whoever hired a worker must inform him of his wages"*,(5) and his saying: *"Give a worker his wages before his sweat (body odour) is dried"*.(6)
- The permissibility of Ijarah also generated consensus among the legal community. The Ijarah is also acceptable by reasoning because it is a convenient means for people to acquire right to use assets that they do not own since not all people may be able to own tangible assets.
- The Ijarah Muntahia Bittamleek, on the other hand, is not different in its rules from an ordinary Ijarah, except that it is associated with a promise by the lessor to transfer ownership at the end of the Ijarah term. The permissibility of this form of Ijarah is confirmed by the resolution of International Islamic Fiqh Academy which explained the impermissible and the permissible forms of Ijarah Muntahia Bittamleek.(7)
- It must be noted that the permissible Ijarah Muntahia Bittamleek is different from hire-purchase as commonly practised by the conventional

(3) [Al-Qasas (The Narrative): 26].
(4) [Al-Kahf (The Cave): 77].
(5) This Hadith has been related by Ibn Majah in his *"Sunan"* [2: 817]; and Al-Haythami in *"Majam' Al-Zawa'id"* [4: 98].
(6) This Hadith has been reported by Ibn Majah in his *"Sunan"* [2: 817]; and Al-Tabrani in *"Al-Mu'jam Al-awsat"*; and Al-Haithami in *"Majam' Al-Zawa'id"* [4: 98].
(7) Resolution of the International Islamic Fiqh Academy No. 110 (4/12).

noorcentre.com

banks in the following respects. In hire-purchase, the terms and provisions of sale and leasing are applied to the subject matter at the same time, and subsequently the ownership of the subject matter is transferred to the lessee (buyer), once he pays the last instalment without the need for a separate contract for the transfer of ownership. In the permissible Ijarah Muntahia Bittamleek, on the other hand, the provisions governing Ijarah are applied to the leased asset until the end of the Ijarah term, after which the lessee obtains ownership of the asset in the manner explained in this Standard.

- It must be noted also that the Ijarah contract intended in this Standard is the lease of tangible assets (chattels or property), which is a contract giving a legal title to legitimate and identified usufruct for a defined period of time in exchange for a legitimate and determined consideration.

Promise to Lease an Asset

The basis for allowing the Institution to demand payment of money by a party who has promised to take the property as lessee is the need to confirm the commitment of the promissor. This is because a binding promise has financial implications if the promissor retracts the promise. The request for payment of a commitment fee is to cater for financial damage that the Institution may have incurred as a result of the promissor taking back the promise or defaulting in payment. The unified Shari'ah Supervisory Board of Al Baraka issued a Fatwa in respect to *Hamish Jiddiyyah* (security deposit) in Murabahah.[(8)] This ruling is also applicable to Ijarah.

Acquisition of the Asset to be Leased, or Its Usufruct, by the Institution

- The basis for not allowing the leasing of an asset that is not owned by the lessor is the Hadith that prohibits one from selling what he does not own,[(9)] and Ijarah proper is a sale of usufruct. The basis for allowing the leasing back of an asset to the person from whom the asset was acquired is because such a transaction does not involve any 'Inah sale.
- The basis for not allowing a simultaneous combination of Ijarah and sale is because making purchase contracts contingent upon leasing contracts is impermissible by an explicit text in the view of a number

(8) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 110 (4/12).
(9) Fatwa of Unified Shari'ah Board of Al Baraka No. (9/10).

of jurists. This is prohibited by a well-known Hadith which prohibits two sales in one sale.[10]

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of sub-leasing when the lessor has allowed it is because the lessee has ownership of the usufruct by virtue of the Ijarah contract, in which case he is entitled to transfer such usufruct for consideration as he deems fit. The basis for impermissibility of sub-leasing when the lessor has not allowed it is because the ownership of usufruct by the lessee is limited in which case the lessee is obliged to consider any limitations on this ownership.
- The basis for the permissibility of leasing a property on the basis of specifications even if the lessor does not own it is that this will not lead to dispute, in which case it is similar to a Salam contract. However, in this case the lessor should not request advance payment of the rentals according to one of the views of the Shafi'is and Hanbalis.
- The basis for preferring that the agent who purchases on behalf of the Institution be someone other than the customer (lessee) is to avoid fictitious transactions and to demonstrate the genuine role of the Institution in making the usufruct of the asset available to the lessee.

Contract of Ijarah

- The basis for the binding nature of an Ijarah contract is because Ijarah is one of the contracts for transferring ownership that depends on an exchange of counter-values. The Shari'ah principle is that these contracts are binding because of the Saying of Allah, the Almighty: ***{"... Fulfil (your) obligations..."}***.[11] The basis for allowing cancellation of an Ijarah contract due to contingencies is because without the right to cancel the Ijarah contract the lessee would waste money by paying rent for unneeded usufruct due to an event of which he did not contribute to the occurrence.
- The basis for requiring a designated term for the lease is because without such a designated term there would be an uncertainty that might lead to dispute. The basis for allowing an Ijarah contract take effect based on

(10) The Hadith has been related by Abu Dawud in his *"Sunan"* [3: 283].

(11) The Hadith has been related by Ahmad, Al-Nasa'i and Al-Tirmidhi. Al-Tirmidhi autheticated the Hadith: see, *"Nayl Al-Awtar"* [5: 248].

future events is because Ijarah is, unlike a sale contract, a contract that involves time and for this it is relevant that it be contingent on future events.

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of obtaining 'Arboun (Earnest Money) to secure performance is the practice of Umar Ibn Al-Khattab (may Allah be pleased with him) in the presence of some companions of the Prophet (peace be upon him). This practice is also permitted by Imam Ahmad. A resolution has been issued in connection with the permissibility of 'Arboun (Earnest Money) by the International Islamic Fiqh Academy.(12)
- The basis for the impermissibility of re-leasing after the lease of the asset is that under the first contract, the usufruct of the asset no longer belongs to the owner, and a new contract may not be signed with another lessee before the contract with the first lessee is terminated. Hence, this form of Ijarah is not suitable as an investment instrument, because it constitutes an impermissible sale of the rent receivable pursuant to providing new lessees with an asset already leased out to the existing lessee. The form just described is different from the transfer, by the owner, of the ownership of the leased assets to an investor, so that the latter takes his place, wholly or partially, with regard to the ownership of all or some parts of the assets, as well as in the ownership of the usufruct of, and entitlement to his share of the rent from, those assets. Al Baraka Forum has issued a resolution disallowing multiple leases of the same asset after the first Ijarah contract.(13)
- The basis for allowing successive leases on the same specified usufruct of a particular asset without specifying a particular period for a particular person is because the usufruct -in line with the term assigned to each party- can accommodate the parties. The justification for not allowing a specific term for each person is that each party will know the term to which he is entitled in his turn and because their applications are considered in order. This rule was supported by a resolution of Al Baraka Forum.(14)

(12) [Al-Ma`idah (The Table): 1].
(13) Resolution No. 72 (3/8) in respect of 'Arboun (Earnest Money).
(14) Resolution No. (13/4).

noorcentre.com

- The basis for the requirement that incorporating co-lessees must take place before any sub-lease contract is signed is because sub-leasing the property means the sub-lessor no longer owns the usufruct, and thus he would be leasing out a benefit of the usufruct that he does not own, which is not permissible in Shari'ah as stated earlier. The jurists have considered a bankrupt lessor -a person who leases things he does not own- among those who must be restricted in using their property.

Subject Matter of Ijarah

- The basis for the requirement that the leased asset must be capable of being used while preserving the asset is that the subject of a lease is usufruct and not the asset, as leasing is not possible for things that perish by use. The basis for the requirement that benefit from Ijarah must be permissible is that leasing an asset that will be used in impermissible way makes the lessor an accomplice in doing evil and this is prohibited as per the saying of Allah, the Almighty: ***{"Help you one another in Al-Birr and At-Taqwa (virtue, righteousness and piety)"}***.[15]
- The basis for the impermissibility of stipulating a defect exclusion clause in respect to the leased asset is that such a condition defeats the purpose of the contract, which is exchange of usufruct for rentals. If the usufruct is partially or wholly impaired, the receipt of the rentals by the lessor becomes a form of unjust enrichment. The resolution of the International Islamic Fiqh Academy has declared that the lessor must accept responsibility for any destruction or impairment of the leased asset insofar as these events are not sustained as a result of misconduct or negligence on the part of the lessee.[16] The Fatwa of the unified Shari'ah Supervisory Board of Al Baraka states that the lessor is not entitled to exclude his liability in respect of defects in the leased asset.[17]
- The reason why the lessor may not stipulate that the lessee will undertake the major maintenance of the leased asset is that this condition defeats the purpose of an Ijarah contract. Again, it is the duty of the lessor to ensure that the usufruct is intact, and this is not possible unless the asset is maintained and kept safe so that the lessor may be entitled

(15) Resolution No. (10/1).
(16) [Al-Ma`idah (The Table): 2].
(17) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 13 (1/3).

to the rentals in consideration for the usufruct. The unified Shari'ah Supervisory Board of Al Baraka issued a fatwa supporting this.(18)

noorcentre.com

- The reason why insurance expenses must be borne by the lessor is that the owner of the asset is responsible for insuring it, and the lessor is the owner. This is supported by the resolution issued by the International Islamic Fiqh Academy.(19)
- The basis for the permissibility of using a certain benchmark or price index to determine rentals of subsequent periods after the expiration of the first period of an Ijarah contract is that the rentals will subsequently be known. This is similar to the principle of *Ujrat al-Mithl* (prevailing market rate of rental) and does not lead to dispute. Again, using a benchmark to determine the rentals is to the benefit of all parties since there is possibility of rental fluctuation that may be in favour of either the lessee or the lessor in view of the fact that the contract remains binding on both parties throughout its term. This rule is supported by a Fatwa issued during Al Baraka's 11th Forum.
- The basis for the permissibility of restructuring the rentals for the future periods is that such an act is deemed to create a new contract for a new term for which the rentals are not yet due. Hence, the rentals are not regarded as a debt, in which case the prohibition of rescheduling rentals in return for higher payment is not applicable to this. However, increasing previously agreed rentals in exchange for a deferred period of payment is a form of Riba.

Guarantees and Treatment of Ijarah Receivables

- The basis for the permissibility of obtaining guarantees for payment is that this is not contrary to the purpose of an Ijarah contract. Rather guarantees are relevant to credit transactions because they secure performance.
- The basis for the permissibility of a payment acceleration clause is the saying of the Prophet (peace be upon him): *"Muslims are bound by the conditions they made"*, and because payment on a deferred basis is the right of the lessee (the debtor as to rentals), and the lessee may, based

(18) Fatwa of the Unified Shari'ah Board of Al Baraka No. (1/97).
(19) Fatwa of the Unified Shari'ah Board of Al Baraka No (9/9).

on agreement, choose to pay before time and relinquish the deferral of the date of payment entirely. The lessee may also agree to a stipulation that bases acceleration of payment on the event of default in payment.

noorcentre.com

- The basis of the prohibition of increasing the amount of lease receivables in exchange for a deferral of payment is because this is a form of Riba.
- The basis for the permissibility of stipulating that a solvent debtor should undertake to make a payment to charity in case of default is that this is similar to an undertaking to make a donation that is approved by the Maliki scholars, notably Abdullah Ibn Nafi' and Muhammad Ibn Ibrahim Ibn Dinar.[20]

Changes to the Ijarah Contract

- The basis for allowing the lessor to sell the leased asset to a third party without the consent of the lessee is that the lessor owns the asset and is acting within the limits of his ownership without affecting the right of the lessee that is materialised in the usufruct. If the Ijarah expires, enabling the buyer to take possession of the asset is sufficient to discharge the seller from any responsibility as to delivery in which case the buyer will own the asset excluding the right of the lessee to the usufruct which is attached to the asset even if the ownership is transferred. The Shari'ah Supervisory Board of Al Rajhi Banking and Investment Corp.,[21] and the Shari'ah Supervisory Board of the Jordan Islamic Bank[22] have issued a resolution in support of this ruling.
- The basis for the termination of the lease contract due to a total destruction of the leased asset is that the rent is in consideration of the benefit of the leased asset and if the latter is destroyed, there is no justification for the payment of the rental.
- The basis for the entitlement of the lessor to the rentals even though the lessee returns the leased asset to the owner or stops using it is that Ijarah is a binding contract that cannot be terminated unilaterally by the lessee.

(20) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 13 (1/3).
(21) See: Al-Hattab, "*Tahrir Al-Kalam Fi Masa`il Al-Iltizam*" (pp. 170). This view appeared in the Fatwas of Kuwait Finance House.
(22) Resolution of the Shari'ah Board of Al Rajhi Banking and Investment Corp. No. (11).

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of terminating the lease contract in case of intervening contingencies or force majeure is that there is a pressing need which calls for this. This is because if the contract were to be binding in spite of such contingencies, then a person with a valid excuse may incur loss that was not a result of a contract. The Shari'ah Supervisory Board of the Kuwait Finance House[23] and the unified Shari'ah Supervisory Board of Al Baraka[24] have issued a supporting Fatwa in this regard.
- The basis for the permissibility that the lessor may stipulate that an Ijarah contract be terminated due to non-payment of rental by the lessee is that contractual stipulations are primarily valid and enforceable. This stipulation does not legalise impermissible acts or invalidate permissible acts. Therefore, the permissibility of this stipulation comes under the prophetic Hadith stating: *"Muslims are bound by the conditions they made except a condition that legalises impermissible act or invalidates permissible act"*.[25]
- The basis of the rule that Ijarah does not terminate with the death of either party thereto is that the subject-matter of the contract is the asset and as long as the asset is available the Ijarah contract remains unaffected. The basis for the right of the lessee's heirs to terminate the Ijarah if they can prove that the contract has become too onerous for their resources is to avoid inflicting damage on the heirs. This exceptional ruling is taken from the Maliki School of law since it serves the interests of the lessee. The heirs of the lessor may not terminate the Ijarah in the event of the death of the lessor because there is no potential damage to them, as they will receive the rentals for the remainder of the term of the contract.

Transfer of the Ownership in the Leased Asset in Ijarah Muntahia Bittamleek

- The basis of the rule that the documents of the lessor's promise to sell and the methods of transfer of ownership be separated from the Ijarah contract is to ensure that the obligations and liabilities are not

(23) Fatwas of the Shari'ah Board of Jordan Islamic Bank No. (18).
(24) Fatwa No. (233) and (253).
(25) Fatwa No. (9/9) of the Unified Shari'ah Board.

linked to each other. The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in this regard.(26)

noorcentre.com

- The basis for the rule that the promise of a client to take an asset acquired by the Institution on lease is binding is that the Institution has acquired the asset in order to lease it to the client due to the promise. Therefore, the rule that the promise to take the asset on lease is binding will protect the promisee.
- The basis for not allowing bilateral promises is that the resemblance of these promises to a contract, i.e. a contract is effected before taking ownership of the subject matter of the contract. The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in this regard.(27)
- The basis for the permissibility of a gift contingent upon the expiry of the Ijarah term is that a conditional gift is valid. The Prophet (peace be upon him) sent a gift to Negus (the former emperor of Ethiopia) on condition that he was alive at the time of the arrival of the messenger.(28) The basis for the permissibility of leasing an asset to the person from whom it is purchased by way of Ijarah Muntahia Bittamleek on condition that the parties observe the lapse of a period of time is that this prevents the contract from becoming a 'Inah transaction. This is because the physical changes to the asset or changes in the value of the asset during this period give it the economic characteristics of a different asset.
- The basis for the requirement that all the rules prescribed for an ordinary lease are applicable to Ijarah Muntahia Bittamleek is that a mere promise to transfer ownership does exclude the contract from becoming an Ijarah contract or from the applicable rules. This requirement is necessary in order to prevent a linking of contracts (the sale contract and lease

---

(26) This Hadith has been related by a number of companions. It was also related by Ahmad in his *"Sunan"* [1: 312]; Ibn Majah in his *"Sunan"* through a good chain of transmission [2: 783], Mustafa Al-Babi Al-Halabi edition, Cairo, 1372 A.H./1952 A.D.; Al-Hakim in *"Mustarak"*, Edition of Hyderabad, India, 1355 A.H.; Al-Bayhaqi in his *"Sunan"* [6: 70 and 156] and [1: 133], Edition of Hyderabad, India, 1355H; and Al-Daraqutni in his *"Sunan"* [4: 228] and [3: 77], Dar Al-Mahasin Lil-Tiba'ah edition, Cairo, 1372 A.H./1952 A.D.

(27) Intenatioanl Islamic fiqh Academy Resolution No. 13 (1/3).

(28) The Hadith has been related by Ibn Hibban: *"Sahih Ibn Hibban"* [11: 516]; and Ahmad in his *"Musnad"* [6: 404].

contract). The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in support of this ruling.(29)

noorcentre.com

- The basis for the rule that ownership cannot be made in contingent on a future date is that a sale contract cannot be dependent on a future date, as the term 'sale' means that its effect (transfer of ownership) immediately takes place.
- The basis for allowing recourse to the prevailing market rate of rental when the transfer of ownership becomes impossible without any cause attributable to the lessee is to protect the lessee against any loss as the lessee has paid more than the prevailing rate of rental in order to acquire title to the asset. If this acquisition of title becomes impossible, then the rental must be adjusted retrospectively to the prevailing market rate. This ruling is analogous to the principle that the price must be discounted when a sold crop has suffered damages due natural calamities.

(29) See Note (25).

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Ijarah

The term Ijarah as used in this standard means leasing of property pursuant to a contract under which a specified permissible benefit in the form of a usufruct is obtained for a specified period in return for a specified permissible consideration.

Ijarah Muntahia Bittamleek

One of the forms of Ijarah used by Islamic financial Institutions is Ijarah Muntahia Bittamleek. This is a form of leasing contract which includes a promise by the lessor to transfer the ownership in the leased property to the lessee, either at the end of the term of the Ijarah period or by stages during the term of the contract, such transfer of the ownership being executed through one of the means specified in the Standard.

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (10)

Salam and Parallel Salam

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	271
Statement of the Standard	272
1. Scope of the Standard	272
2. Contract of Salam	272
3. Subject Matter of Salam	273
4. Changes to al-Muslam Fihi	276
5. Delivery of al-Muslam Fihi	276
6. Parallel Salam	278
7. Salam Sukuk Issues	279
8. Date of Issuance of the Standard	279
Adoption of the Standard	280
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard............	281
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard............	284
Appendix (c): Definitions............	289

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The aim of the standard is to explain the rules for and limitations of Salam and Parallel Salam in respect to concluding a Salam contract, the subject matter of Salam and changes to the contract, whether in the event of ability to deliver or otherwise. The standard also explains rulings in respect to issuing Salam Sukuk.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers Salam and Parallel Salam transactions, whether the Institution is the buyer or the seller, and issuing Salam Sukuk. This standard does not cover Istisna'a (manufacturing or supplier contract) because the latter is covered by a separate standard.

2. Contract of Salam

2/1 General framework for Salam contracts

2/1/1 It is permissible to initiate through negotiations several Salam contracts (with different parties). Each operation will end at its due date. It is also permissible to draw up a general framework or a master agreement that consists of an understanding to conclude successive Salam contracts, each of which will take place at an appropriate time. In this latter case, the transaction involved shall be concluded on the basis of a memorandum of understanding in which the contracting parties determine the framework of the contract and the intention of the parties to buy and sell. The parties shall also determine the quantity and specifications of the goods, the manner of their delivery, the basis for determining the price, and the manner of payment. The types of guarantees and other prospective arrangements shall also be specified in the memorandum. The execution of each Salam contract may then take place separately at the appropriate date.

2/1/2 If the Salam contract is concluded on the basis of what was initially agreed in the memorandum of understanding, the contents of the memorandum become part and parcel of the contract. This will hold true unless the parties agreed when the

contract was concluded to exempt themselves from some of the obligations referred to in the memorandum of understanding.

noorcentre.com

2/2 Form of a Salam contract

A contract of Salam may be concluded using the word Salam, or Salaf, or sale, or any term that indicates sale of a prescribed commodity for deferred delivery in exchange for immediate payment of the price.

3. Subject Matter of Salam

3/1 Capital of Salam contract and its conditions

3/1/1 It is permissible for the capital of Salam to be in the form of fungible goods (such as wheat and other cereals) in which case the parties must make sure that they do not fall into Riba. The capital may also be items of material value (such as livestock). It is also permissible for it to be in the form of the general usufruct of a particular asset, such as living in a house or having the use of an aircraft or a ship for a certain period. In such a case, when a party is granted access to the usufruct through delivery of the asset, this is regarded as immediate receipt (possession) of the Salam capital.

3/1/2 The capital of Salam should be made known to the two parties in a manner that removes all uncertainty and eliminates the possibility of dispute. In principle, the capital of Salam should be in the form of cash. In this case, the currency of payment, the amount and the manner of payment shall be clearly defined. If the capital of Salam is in the form of fungibles,(1) then the kind, type, specifications and quantity of these shall be clearly defined.

3/1/3 The capital in a Salam contract must be paid immediately at the place where the contract is concluded. However, as an exception to this ruling, payment may be delayed for two or three days at

(1) Fungibles are goods that share common features such that they do not differ significantly. Any fungibles can be replaced by any other in the event of destruction, without need to assess the value of the item destroyed or the one replacing it.

most. Even if such a short delay has been stipulated earlier, this will not affect the Salam contract provided that the period of delay is not equal to or greater than the delivery period for al-Muslam Fihi.

noorcentre.com

3/1/4 It is not permitted that a debt be recognised as the capital of Salam, such as using as the capital of Salam loans or debts owed by the seller to the Institution as a result of previous transactions.

3/2 Al-Muslam Fihi and its conditions

3/2/1 Salam contracts are permitted for fungible goods, like those that may be weighed, measured or counted, the articles of which do not differ in any significant manner, provided that no Riba ensues.

3/2/2 Among the items for which variations in numbers make no difference are the products of companies that manufacture goods in approximate units that are identified by trademarks, standardised specifications and are regularly and commonly available at any time. However, this rule must be read together with item 3/2/8.

3/2/3 Salam is not permitted for anything specific like "this car". Nor is it permitted for anything for which the seller may not be held responsible, like land, buildings or trees; or for articles whose values change according to subjective assessment, like jewellery and antiques. Also, it is not permissible to stipulate that al-Muslam Fihi must be from a specific piece of land. However, on the delivery date the seller may present the buyer with whatever items are available (and meet the contract specifications), irrespective of whether such items are from his own fields or factories or elsewhere.

3/2/4 It is not permissible for al-Muslam Fihi to be an amount of currency, gold or silver, if the capital of the Salam contract was paid in the form of currency, gold or silver.

3/2/5 Al-Muslam Fihi must be the kind of article for which a specification may be drawn up so that the seller may be held responsible for its conformity to the specification. It will be sufficient if the specification is explained in a manner that removes uncertainty, except for minor discrepancies that are customarily ignored, considered acceptable, and not usually regarded as grounds for dispute.

noorcentre.com

3/2/6 It is a requirement that al-Muslam Fihi be clearly known to the contracting parties in a manner that eliminates any possibility of uncertainty or ambiguity. The reference for determining descriptions that are used to specify and identify al-Muslam Fihi is customary practice and the experience of experts.

3/2/7 It is a requirement that the parties know the quantity of al-Muslam Fihi. The quantity of each item is determined according to its condition and nature with regard to weight, measurement, volume and number.

3/2/8 It is a requirement that al-Muslam Fihi be commonly available under normal circumstances at the place where it should be on the delivery date, so that the commodity will be accessible to the seller in order to discharge his obligation by delivering it to the buyer.

3/2/9 It is a requirement that the date of delivery for al-Muslam Fihi be known in a manner that eliminates any uncertainty or ambiguity which may lead to a dispute. There is no Shari'ah objection to the contracting parties setting various dates on which the delivery of al-Muslam Fihi may take place, in instalments, provided the capital of Salam was paid at the time the contract was originally concluded.

3/2/10 In principle, the parties may designate the place at which al-Muslam Fihi is to be delivered. If the parties to the contract do not determine the place of delivery, then the place at which the contract was concluded will be regarded as the place of delivery unless it turns out to be impossible to make delivery

to such a place. In that case, the place of delivery should be determined according to customary practice.

noorcentre.com

3/3 Security for al-Muslam Fihi

Al-Muslam Fihi may be secured by a mortgagee or a guarantee or any other permissible means of securing payment.

4. Changes to al-Muslam Fihi

4/1 Selling al-Muslam Fihi before taking possession

It is not permitted for the buyer to sell al-Muslam Fihi before taking possession of it.

4/2 Replacement of al-Muslam Fihi

It is permissible for the buyer to exchange al-Muslam Fihi for other goods, except currency, after the delivery date falls due, as long as such a substitution was not stipulated in the contract. This rule applies whether or not the substitute is similar in kind to al-Muslam Fihi. This is provided that the substitute is suitable for being exchanged as al-Muslam Fihi for the capital of the Salam contract, and that the market value of the substitute should not be greater than the market value of al-Muslam Fihi at the time of delivery.

4/3 Cancellation (Iqalah) of a Salam contract

It is permissible, when both parties agree, to cancel the entire Salam contract in return for repayment in full of the amount of the capital of Salam. Partial cancellation, that is, cancellation of the delivery of part of al-Muslam Fihi, in return for repayment of a corresponding part of the capital of Salam, is also permissible.

5. Delivery of al-Muslam Fihi

5/1 The seller is under an obligation to deliver al-Muslam Fihi to the buyer on the due date in accordance with the terms of the contract, such as agreed specifications and quantity. The buyer, on the other hand, must accept the goods if they meet the specifications explained in the contract. If the buyer refuses to accept al-Muslam Fihi, he shall be compelled to do so.

noorcentre.com

5/2 If the seller offers delivered goods of a quality that is superior to that required by the contractual specifications, the buyer must accept the goods, provided that the seller shall not seek a higher price for the better quality. This may be considered one of the ways in which a contract is ethically fulfilled. However, this will apply only if the (inferior) description specified in the contract is not itself deemed vital.

5/3 If the quality of the delivered goods is inferior to that required by the contractual specifications, the buyer is entitled either to reject or to accept the goods in that condition. If he accepts the goods, his action is considered as ethical acceptance. It is also permissible for the two parties to agree to a settlement on terms for acceptance of the goods even at a discounted price.

5/4 It is not permitted for a seller to deliver al-Muslam Fihi in the form of a commodity different from the one agreed upon if the commodity is considered to belong to the same genus as al-Muslam Fihi (e.g., al-Muslam Fihi is corn and the commodity that the seller wants to deliver is wheat). However, the delivery of al-Muslam Fihi in the form of a different type of commodity from that agreed upon may take place only on the basis of the conditions for the replacement of al-Muslam Fihi by other goods. [see item 4/2]

5/5 Delivery of al-Muslam Fihi may take place before the due date, on condition that the goods conform to the agreed specifications and quantities. If the buyer has a valid reason for rejecting the goods, then he will not be compelled to accept them. Otherwise, the buyer will be forced to accept the goods.

5/6 If the seller fails to perform his obligation, owing to insolvency, he should be granted an extension of time for delivery.

5/7 It is not permitted to stipulate a penalty clause in respect of delay in the delivery of al-Muslam Fihi.

5/8 In case all or part of al-Muslam Fihi is not available to the seller on the due date, the buyer shall have the following options:

5/8/1 To wait until al-Muslam Fihi is available.

5/8/2 To cancel the contract and recover the paid capital.

noorcentre.com

It is also permissible for the parties to agree to replacement of al-Muslam Fihi by other goods. [see item 4/2]

6. Parallel Salam

6/1 It is permissible for the seller to enter into a separate, independent Salam contract with a third party in order to acquire goods of a similar specification to those specified in the first Salam contract, so that the first Salam obligation will be discharged by delivering these goods. Hence, the seller in the first Salam contract becomes the buyer in the second Salam contract.

6/2 It is permissible for the buyer to conclude a separate parallel Salam with a third party for the purpose of selling, on the basis of Salam, a commodity whose description corresponds to the description of the commodity to be acquired through the first Salam contract. In this situation, the buyer in the first Salam contract becomes the seller in the second Salam contract.

6/3 In both the two situations mentioned in items 6/1 and 6/2, it is not permissible for the parties to link the obligations under the two Salam contracts together so that the execution of the obligations of one contract is contingent on the outcome of the other. Hence, it is necessary that both the obligations and the rights under the two contracts stand alone in all respects. Therefore, if one party breaches his obligation under the first Salam contract, the other party (the injured party) has no right to relate this damage or loss to the party with whom he concluded a Parallel Salam. Consequently, he has no right on the basis of his loss or damage under the first Salam contract to terminate the second Salam contract or to delay in performing it.

6/4 All the rules of Salam as explained in items 1-5 above are applicable to Parallel Salam as well.

7. Salam Sukuk Issues

It is not permitted to issue tradable Sukuk based on the debt from a Salam contract. [see item (4/1)]

noorcentre.com

8. Date of Issuance of the Standard

This Shari’ah Standard was issued on 29 Safar 1422 A.H., corresponding to 23 May 2001 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Standard on Salam and Parallel Salam was adopted by the Shari’ah Board in its meeting No. (6) held on 25-29 Safar 1422 A.H., corresponding to 19-23 May 2001 A.D.

In its meeting No. (8) held in Mecca on 28 Safar - 4 Rabi’ I 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari’ah Board readopted a resolution to reformat the Shari’ah Rules for Salam and Parallel Salam in the form of a Shari’ah Standard.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah on 8-12 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 4-8 December 2001 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of the a Shari'ah rules for Salam and Parallel Salam.

On Monday 11 Shawwal 1420 A.H., corresponding to 17 January 2000 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study and an exposure draft on the Shari'ah Rules for Salam and Parallel Salam.

In its meeting held in Bahrain on 21-23 Muharram 1421 A.H., corresponding to 26-28 April 2000 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah rules for Salam and Parallel Salam and asked the consultant to make the amendments in light of the comments made by the members.

In its meeting No. (4) held in Abu Dhabi, United Arab Emirates, on 14 Sha'ban 1421 A.H., corresponding to 10 November 2000 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee discussed the exposure draft and made some relevant amendments.

The revised exposure draft of the Shari'ah rules was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah on 8-12 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 4-8 December 2000 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 4-5 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 27-28 February 2001 A.D. The public hearing was attended by more than 30 participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in this field. Members of the Shari'ah Studies Committee responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Fatwa and Arbitration Committee held its meeting No. (5) in Bahrain on 15 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 10 March 2001 A.D., to discuss the comments made about the exposure draft. The committee made the necessary amendments in light of both the written comments that were received and oral comments that took place in the public hearing.

The Shari'ah Board in its meeting No. (6) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 25-29 Safar 1422 A.H., corresponding to 19-23 May 2001 A.D., discussed the amendments made by the Fatwa and Arbitration Committee, and made the necessary amendments. The standard was adopted in the name of Shari'ah rules for Salam and Parallel Salam. Some paragraphs were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Board decided in its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah on 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding 24-28 November 2001 A.D., to reformat all Shari'ah rules in a form of standards and a committee was formed for this purpose.

In its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari'ah Board adopted the reformatted version of the Shari'ah rules for Investment and Financing No. (3) on Salam and Parallel Salam with the title of Shari'ah Standard No. (9) on Salam and Parallel Salam, without any substantial changes in the content.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Rabi' II, 1433 A.H., corresponding to March 2012 A.D.,

in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

noorcentre.com

In its meeting No. (39) held in the Kingdom of Bahrain on 13-15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 6-8 November 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Permissibility of Salam

A contract of Salam derives its permissibility from the Qur`an, the Sunnah and Ijma' (consensus of Fuqaha). On the level of the Qur`an, Allah, the Almighty, says: ***{"O ye who believe! When you deal with each other, in transactions involving future obligations in a fixed period time, reduce them to writing"}***.[2] Ibn Abbas said: "I declare that a Salaf (Salam) contract in which the commodity is guaranteed for future delivery has been permitted by Allah" and then he read: ***{"O ye who believe! When you deal with each other, in transactions involving future obligations in a fixed period time, reduce them to writing"}***. It is reported that Ibn Abbas said: "This verse is a revelation for the particular purpose of making Salam permissible."[3]

On the level of Sunnah, Ibn Abbas is reported to have said: "*The Prophet (peace be upon him) has came to Medina and found that people were selling dates for deferred delivery after a duration of one or two years on a Salam basis. The Prophet (peace be upon him) said: 'Whoever pays for dates on a deferred delivery basis (Salam) should do so on the basis of a specified scale and weight'*". In another text of the Hadith the Prophet (peace be upon him) said: "*Whoever pays on a deferred delivery basis should do so on the basis of a specified scale, weight and date of delivery*".[4]

The scholars are unanimous on the permissibility of a Salam contract. Ibn Mundhir said that the scholars agreed that a Salam contract -i.e, a contract

(2) [Al-Baqarah (The Cow): 282].

(3) See: Ibn Al-Jawzi, "*Zad Al-Masir Fi 'Ilm Al-Tafsir*" [1: 336]; and Ibn Kathir, "*Tafsir Al-Qur`an Al-'Azim*" [1: 496].

(4) The Hadith has been related by Al-Bukhari, Muslim and others. See: "*Sahih Al-Bukhari*" [2: 781], Damascus: Dar Al-Qalam edition; and "*Sahih Muslim*" [3: 1226], Beirut: Dar Al-Fikr edition.

in which a person sells to his fellow man a specific and determined thing by weight or measure for a future defined date of delivery—is permissible.[(5)]

noorcentre.com

Wisdom of Making Salam Permissible

The wisdom of making Salam permissible lies in the fact that Salam facilitates a type of financing for people in need of it. In particular, farmers, market gardeners and merchants, among others, need working capital for their businesses and for their living expenses in order to operate. Hence, Salam is made permissible so that these businesses may benefit from it. The buyer may benefit from its permissibility as well, by acquiring the commodity at a price below the market price.

Similarly, a contract of Salam responds to the needs of a large number of business enterprises at different levels, ranging from small and medium-sized enterprises to conglomerates that are involved in agricultural and industrial production or trade and the like. In order for these businesses to be productive, they need working capital in the form of either cash or assets. Hence, Salam has provided an investment opportunity in the form of financing of the working capital for trade. It also covers the demands of those in need of liquidity, as long as they are able to fulfill the orders they receive in return at the due date.

Although the contract of Salam is commonly used by agricultural businesses, its permissibility is not, however, confined to these fields. It can also be used in other investment opportunities, such as industry or trade.

The contract of Salam also meets immediate needs for liquidity. This is because it gives the seller flexibility in using the sale proceeds (before the commodity is delivered), and the opportunity to arrange for the counter-value (al-Muslam Fihi) and its delivery to the buyer at the date of delivery.

Subject Matter of a Salam Contract

- The basis for the permissibility of presenting usufruct as capital in a Salam contract is the view of the Maliki scholars. This is regarded as immediate receipt of the capital based on the Shari'ah maxim that says:

(5) Ibn Al-Mundhir, *"Al-Ijma'"* (P. 54); and Ibn Qudamah; *"Al-Mughni"* [6: 385], Cairo: Matba'at Hajar edition.

"Taking possession of part of a thing is like taking possession of the whole thing".(6) Hence, this is not a sale of debt (because the buyer has received control over the usufruct).(7)

noorcentre.com

- The basis for the requirement that the capital of Salam must be known to the two parties is that a Salam contract is one of the exchange contracts in which the consideration need to be known so as to remove any uncertainty.(8)
- The basis for the requirement that the capital must be paid at the conclusion of a Salam contract is the saying of the Prophet (peace be upon him): "*Whoever pays on a deferred delivery basis should do so on the basis of specifying the scale*".(9) The *Taslif* or *Islaf* means payment in advance. Salam was so named because the capital must be paid in advance. If payment is delayed, the transaction is not called Salam.(10) Again, any delay in payment of the capital and dispersal of the parties renders the transaction a sale of debt for debt(11) which is prohibited, and the scholars agreed on its prohibition. Ibn Rushd said: "As for sale of debt for debt, Muslim scholars are unanimous regarding its prohibition".(12)
- The basis for it not being permitted that a debt be capital in Salam is because this would render the transaction a form of sale of debt and this is prohibited by the Shari'ah.
- The basis for the impermissibility of Salam where the subject matter is a specific and identified thing is the Hadith stating that "*A man came*

---

(6) Al-Dardir, "*Al-Sharh Al-Saghir*" [4: 347].
(7) Al-Buhuti, "*Sharh Muntaha Al-Iradat*" [2: 37].
(8) Al-Qadi Abdul-Wahhab, "*Al-Ma'unah*" [2: 987]; Ibn Juzay, "*Al-Qawanin Al-Fiqhiyyah*" (P. 202); Al-Kasani, "*Bada`i' Al-Sana`i'*" [5: 301]; Ibn Qudamah, "*Al-Mughni*" [6: 411]; and Al-Shirazi, "*Al-Muhadhdhab*" [1: 300].
(9) The Hadith has been related by Al-Bukhari, Muslim and others: "*Sahih Al-Bukhari*" [2: 781], Damascus: Dar Al-Qalam edition; and "*Sahih Muslim*" [3: 1226], Beirut: Dar Al-Fikr edition.
(10) Ibn Qudamah, "*Al-Mughni*", [6: 408]
(11) See: Al-Kasani, "*Bada`i' Al-Sana`i'*" [5: 202]; Ibn Rushd (the grandson) "*Bidayat Al-Mujtahid Wa Nihayat Al-Muqtasid*" [2: 205], Beirut, Dar Al-Qalam edition; Al-Qadi Abdul-Wahhab, "*Al-Ma'unah*" [2: 988]; and Al-Zayla'i, "*Tabyin Al-Haqa'iq Sharh Kanz Al-Daqa'iq*" [4: 117].
(12) Ibn Rushd, "*Bidayat Al-Mujtahid*" [2: 150].

to the Prophet (peace be upon him) and said; 'The kin of so and so from the Jews had embraced Islam. However, they are hungry and I am afraid they may become apostates'. The Prophet (peace be upon him) asked the people around him; 'Who has something (money)?' One Jew said; 'I have so and so (he mentioned a sum of money), may be he said; 'I have three hundred dinars and I will pay such and such price for the products of the farm of the kin of so and so'. The Prophet (peace be upon him) said: '(buy) With such and such price to be delivered after such and such period, but not for the products of the kin of so and so'".[13] Again, if a Salam contract is concluded for providing products from a specific farm, there might not be products from this farm at the time of delivery, and this leads to Gharar (uncertainty).

- The basis for the requirement that the subject-matter of Salam be commonly available under normal circumstances where it is required is to remove uncertainty and to ensure that the seller will be able to deliver it at the date of delivery.

Changes to a Salam Contract

- The basis for the impermissibility of selling the subject-matter of Salam before taking possession of it is because such an action is a form of sale of debts which is not permissible.
- The basis for the impermissibility of substituting the subject-matter of Salam with a commodity, the price of which is higher than the prevalent market value of the subject-matter of Salam at the date of delivery is to deter the buyer from making a compound profit on one deal.
- The basis for the permissibility of the termination of a Salam by agreement (Iqalah) is because the Prophet (peace be upon him) has encouraged Iqalah in general and Salam is not an exception from this concession. Salam is also a form of sale and since sale contracts admit Iqalah, so too does a Salam contract. Again, Iqalah is actually

(13) The Hadith has been related by Ibn Majah and Abu Dawud. See: *"Sunan Ibn Majah"* [2: 765-766]; and *"Sunan Abu Dawud"* [3: 744]. Al-Shawkani said: "There is an unknown narrator in the chain of transmission of this Hadith. This is because Abu Dawud narrated it through Muhammad Ibn Kathir from Sufyan from Abu Ishaq from a Najrani man from Ibn Umar. Therefore, the Hadith is not of a strong authority. See: *"Nayl Al-Awtar"* [5: 345-346].

noorcentre.com

permitted for the sale of tangible goods in consideration of the need of contracting parties to be able to deal with regret and a desire to withdraw from the contract. In the case of Salam, the possibility that the parties may regret concluding the transactions is greater than in the sale of tangible goods because Salam is a low cost form of sale for which permissibility of Iqalah is easily applicable in Salam.(14)

noorcentre.com

Delivery of al-Muslam Fihi

The basis for not allowing penalty clauses in Salam is because al-Muslam Fihi is considered to be a debt; and it is not permitted to stipulate payment in excess of the principal amount of debts.

Parallel Salam

- The basis for the permissibility of Parallel Salam is that it represents two Salam deals that are separable from each other despite the fact that the descriptions of the subject-matter in the two contracts are similar. However, the contract does not lead to two sales in one, which is impermissible.
- The basis for the impermissibility of tradeable Salam Sukuk is because trading with such Sukuk is a form of sale of debt which is prohibited.

(14) See: Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [5: 214].

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Salam

A Salam transaction is the purchase of a commodity for deferred delivery in exchange for immediate payment. It is a type of sale in which the price, known as the Salam capital, is paid at the time of contracting while the delivery of the item to be sold, known as al-Muslam Fihi (the subject-matter of a Salam contract), is deferred. The seller and the buyer are known as al-Muslam Ilaihi and al-Muslam or Rab al-Salam respectively. Salam is also known as Salaf (literally; borrowing).

Parallel Salam

If the seller enters into another separate Salam contract with a third party to acquire goods, the specification of which corresponds to that of the commodity specified in the first Salam contract, so that he (the seller) can fulfil his obligation under that contract, then this second contract is called, in contemporary custom, Parallel Salam or *Salam Muwazi*. The following is an example of such a contract. An Institution on one hand buys a specified quantity of cotton from farmers on a Salam basis and, in turn, the buyer in the first Salam contract enters into a new separate Salam contract with textile mills so as to provide them, by means of that new Salam contract, with cotton, the specifications of which are similar to the specifications of the cotton to be acquired under the first Salam contract, without making the execution of the second Salam contract contingent on the execution of the first Salam contract.

Iqalah

Iqalah or cancellation of a contract is a bilateral agreement of the contracting parties to abate and remove the legal effect of a contract.

Mithlis (Fungibles)

Items that are mutually interchangeable, i.e., items whose units are identical (in specifications), and if destructed, are guaranteed by other identical units without consideration to their value.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (11)

Istisna'a and Parallel Istisna'a

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	295
Statement of the Standard	296
1. Scope of the Standard	296
2. Istisna'a Contract	296
3. Subject-Matter of, and Guarantees in, Istisna'a	298
4. Changes to Istisna'a Contract	302
5. Supervision of the Execution of an Istisna'a Contract	304
6. Delivery and Disposal of the Subject-Matter	305
7. Parallel Istisna'a	307
8. Date of Issuance of the Standard	308
Adoption of the Standard	309
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	310
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	313
Appendix (c): Definitions	319

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The objective of this standard is to explain the Shari'ah rulings and limitations applicable to Istisna'a and parallel Istisna'a transactions in respect to concluding an Istisna'a contract, the subject-matter of Istisna'a and changes to the contract. The standard also explains issues relating to the execution of the contract and the supervision of its execution.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

The standard covers Istisna'a and parallel Istisna'a transactions whether the Institution is acting as an ultimate purchaser or is acting as a manufacturer or as a builder for construction.[1]

2. Istisna'a Contract

2/1 Conclusion of an Istisna'a contract at the time of contracting or after the bilateral promise

2/1/1 It is permissible that the Institution and a customer conclude an Istisna'a contract before the Institution assumes title to the subject-matter to be sold to the customer or to the materials from which the subject-matter will be produced (manufactured or constructed).

2/1/2 It is permissible for the Institution to benefit from any price offers or quotations that the customer has obtained from other dealers or suppliers to assist it in the evaluation of expenses and the computation of prospective profit.

2/1/3 It is not permissible that the Institution's role in the Istisna'a be that of a financial intermediary between a buyer and a third party, especially if the buyer has become unable to meet his obligations toward such a third party, and this prohibition applies whether such a role would take place before or after the commencement of the work. [see item 4/2/2]

(1) The Arabic term "Istisna'a" applies to both manufacturing and construction, and there is no convenient term in English that covers both manufacturers and builders. Therefore, the term "manufacturer" will be used in this standard to designate a party acting as manufacturer or contractor in an Istisna'a contract, and the term 'subject-matter' will be used to designate the goods or buildings that are the subject-matter of the contract.

noorcentre.com

2/2 Form and conditions of an Istisna’a contract

2/2/1 A contract of Istisna’a is binding on the contracting parties provided that certain conditions are fulfilled, which include specification of the type, kind, quality and quantity of the subject-matter to be produced. Moreover, the price of the subject-matter must be known and, if necessary, the delivery date must be determined. If the subject-matter does not conform to the specification agreed upon, the customer has the option to accept or to refuse the subject-matter.

2/2/2 Since a contract of Istisna’a is binding, the parties to the contract are inevitably bound by all obligations and consequences flowing from their agreement. In other words, the contracting parties need not to renew an exchange of offer and acceptance after the subject-matter is completed. This is different from the promise in a contract of Murabahah, which requires the signature of a sale contract through a new offer and acceptance by the parties when possession of the items to be sold is taken by the Institution.

2/2/3 It is not permitted for the manufacturer to stipulate in the contract of Istisna’a that he is not liable for defects.

2/2/4 It is not permissible to conclude Istisna’a contracts or processes of Istisna’a in a manner that makes it a legal device for a mere interest-based financing. Examples are a transaction in which the Institution buys items from the contractor on a cash payment basis and sells them back to the manufacturer on a deferred payment basis at a higher price; or where the party ordering the subject-matter to be produced is the manufacturer himself; or where one third or more of the facility in which the subject-matter will be produced belongs to the customer. All the circumstances mentioned above would make the deal an interest-based financing deal in which the subject-matter never genuinely changes hands, even if the deal is won through competitive bidding. This rule is intended to avoid sale and buy back transactions (*Bay’ al-’Inah*).

3. Subject-Matter of, and Guarantees in, Istisna’a

3/1 The rulings concerning al-Masnoo’

noorcentre.com

3/1/1 An Istisna’a contract is permissible only for raw materials that can be transformed from their natural state by a manufacturing or construction process involving labour. Therefore, Istisna’a is valid only in so far as the supplier has agreed to provide a subject-matter that is manufactured or constructed.

3/1/2 It is permissible that a contract of Istisna’a be concluded for the production of a subject-matter having unique descriptions according to the requirement of the ultimate purchaser even if such a subject-matter has no substitutes in the market, provided the subject-matter is subject to specification. Similarly, it is permissible that the subject-matter of a contract of Istisna’a be items that have perfect substitutes in the market, and can be substituted for one another in fulfilling an obligation, because they share common characteristics by virtue of the process of manufacture or construction. This rule applies whether the items to be produced are intended for consumption or for use with their substance kept intact.

3/1/3 It is not permissible that the subject-matter of an Istisna’a contract be an existing and identified capital asset. For example, it is invalid for the Institution to conclude a contract to sell a particular designated car or factory on the basis of Istisna’a. This is because Istisna’a is a sale contract applicable to items that are identified by specification, not by designation. Unless the items are completely or partially delivered, the ultimate purchaser has no prior right (in the event that the supplier is declared bankrupt or insolvent) over a third party to the items that are the subject-matter of the contract while they are still in the process of being produced and have not yet been delivered to him. In addition, the ultimate purchaser cannot be regarded as the owner of the materials in the possession of the manufacturer for the purpose of producing the subject-

matter of the contract, unless the manufacturer has previously undertaken, as a guarantee for the completion of the work, that such materials will only be used for the order of the ultimate purchaser.

noorcentre.com

3/1/4 The contract of Istisna'a may be concluded with a condition that the production shall be carried out by the Institution using its own resources, in which case it has to abide by this condition and has no right to assign the process of production to another entity.

3/1/5 It is permissible for the manufacturer to fulfil his obligation in an Istisna'a contract by using items produced by his own resources or items produced by other parties that existed before the contract was concluded. The latter option is, however, only valid if the ultimate purchaser did not stipulate that the manufacturer should use his own resources. However, this rule should not be used as a device for deferment of consideration (the price and the commodity) of a sale of a subject-matter that is to be delivered in the future based on its specification as given by the seller, but which are not intended to be produced.

3/1/6 The manufacturer is under an obligation to produce the subject-matter according to specification and within the period agreed upon or within such reasonable time as the nature of the work may permit, in accordance with accepted practice that is recognised by experts.

3/1/7 The parties may agree on a period during which the manufacturer will be liable for any defects or the maintenance of the subject-matter. They may also leave the determination of liability relating to defects and maintenance to customary practice.

3/1/8 It is permissible to draw up an Istisna'a contract for real estate developments on designated land owned either by the ultimate purchaser or the contractor, or on land in which either of them

owns the usufruct. This is permissible because the contract involves the construction of specified buildings that will be built and sold according to specification and the contract of Istisna'a in this case does not concern a particular identified place (i.e. the land).

noorcentre.com

3/2 Price and guarantees of Istisna'a contract

3/2/1 It is a requirement that the price for an Istisna'a contract be known at the conclusion of the contract, in which case it can be in the form of cash or tangible goods or the usufruct of an asset for a particular duration, whether such usufruct is related to an asset other than the subject-matter or to the subject-matter itself. The use of usufruct of the subject-matter itself as consideration for an Istisna'a contract is relevant to situations when a government offers a preferential contract giving usufruct to the builder or manufacturer for a particular duration, commonly known as Build Operate Transfer (BOT).

3/2/2 The price of an Istisna'a contract may be deferred or paid in instalments within a certain period of time, or if delivery of the subject-matter is to be made in stages a portion of the price may be paid immediately while the balance is paid by instalments according to the stages of delivery. It is also permissible to connect payment with the stage of completion of the work, (such that a payment is made at the end of each stage), provided the stages of this type of work are by custom subject to specification and their identification will not lead to dispute.

3/2/3 If the process of manufacture or construction is divided into phases, or payment is designed according to the stage of completion of the work, then the manufacturer or contractor is entitled to request that the ultimate buyer make payment accordingly for each stage that has been carried out according to specification.

3/2/4 It is permissible that the price of Istisna'a transactions vary in accordance with variations in delivery date. There is also no objection to a number of offers being subject to negotiation, provided that eventually only one offer will be chosen for concluding the Istisna'a contract. This is to avoid uncertainty and lack of knowledge that may lead to dispute.

noorcentre.com

3/2/5 A contract of Istisna'a cannot be drawn up on the basis of a Murabahah sale, for example, by determining the price of Istisna'a on a cost- plus basis.

3/2/6 If the actual costs incurred by the Institution to bring the subject-matter to completion are substantially less than the estimated costs or the Institution secures a discount from the party with whom it contracted on a Parallel Istisna'a basis to acquire the subject-matter in order to fulfil its contractual obligation, the Institution is not obliged to give a discount to the ultimate purchaser and the latter is not entitled to the amount or part thereof the Institution has gained over the estimated costs. The same rule applies conversely when the actual costs of production are substantially greater than the estimated costs.

3/3 Guarantees

3/3/1 It is permissible for the Institution, acting either in the capacity of the manufacturer or of the ultimate purchaser, to give or demand accordingly 'Arboun as a guarantee, which will either be part of the price, if the contract is fulfilled, or forfeited, if the contract is rescinded. However, it is preferable that the amount forfeited be limited to an amount equivalent to the actual damage suffered.

3/3/2 In an Istisna'a contract, it is permissible for the Institution, whether acting in the capacity of manufacturer or in the capacity of the ultimate purchaser, to demand guarantees that it considers sufficient to secure fulfilment of its rights against

an ultimate purchaser or a manufacturer. It is also permissible for the institution, when acting in the capacity of an ultimate purchaser, to give guarantees requested by the manufacturer, which can be in a form of a mortgage, personal guarantee, assignment of rights, a current account, or an investment account or consent to blocking withdrawal from an account.

noorcentre.com

4. Changes to Istisna'a Contract

4/1 Amendments, changes and introduction of new conditions

4/1/1 It is permissible, after the conclusion of an Istisna'a contract, for the manufacturer and the ultimate purchaser to agree on amending the manufacturing or construction specifications previously agreed upon or introducing additional specification requirements on condition that the price is adjusted accordingly and a reasonable period for the execution of the new requirements is granted. It is also permissible to state in the contract that the consideration for amendments or introduction of additional requirements shall be determined and added to the original price as per the expert opinion, custom or an identified price index which preclude any uncertainty that may potentially lead to dispute.

4/1/2 The ultimate purchaser cannot oblige the manufacturer to introduce modifications and changes to the subject matter of an Istisna'a contract without the consent of the manufacturer.

4/1/3 It is not permissible for amendments and changes to the contract to be agreed on the basis that an additional sum will be paid in consideration for an extension of the period of payment. However, a rebate for pre-payment is permissible provided it is not stipulated at the conclusion of the contract.

4/2 Intervening contingencies (force majeure)

4/2/1 It is permissible, by way of agreement of the contracting parties or arbitration or judicial procedure, to amend the contract price

of an Istisna'a contract upwards or downwards, as a result of intervening contingencies (force majeure). This rule must be read together with item 4/1/3 above.

noorcentre.com

4/2/2 It is permissible for the Institution to replace a contractor and enter into an Istisna'a contract with a customer to complete a project which had been started by the previous contractor of such a customer. In this case, an assessment of the project should be undertaken on the basis of the existing status of the project. The cost of this assessment is chargeable to the account of the customer, in which case all outstanding debts, if any, that arise from the incomplete Istisna'a contract shall be the personal responsibility of the customer. The parties may after this conclude a new Istisna'a contract for the remaining work. The Institution is not bound to deal with the previous contractor. Rather, the Institution has the right to stipulate that the work needed to complete the project will be carried out by any means it deems fit.

4/2/3 In the case of constructing buildings or public utilities on land owned by the ultimate purchaser, it is permissible to stipulate that the ultimate purchaser has the right to perform the contract of Istisna'a at the expense of the manufacturer if the latter fails to perform the contract or to complete the work within a particular period of time, and that this performance will be effected from the date the manufacturer halted the work.

4/2/4 If the contractor is unable to continue to discharge his obligation, the ultimate purchaser (the owner of the land) is not entitled to acquire ownership of the incomplete building structures or utilities that are already in place without giving consideration to the contractor. However, this rule depends on the cause of the failure to continue the work. If the failure to perform is due to the misconduct of the contractor, the ultimate purchaser is liable only for the value of the building structure and the builder is liable to compensate the ultimate purchaser for any actual

noorcentre.com

damage or loss he suffered. If the failure to perform is due to the misconduct of the ultimate purchaser, the contractor is entitled to the value of the work he has completed and compensation for any damage or loss. However, if the failure to perform has not been caused by either of them, the ultimate purchaser is liable only for the value of the building structure that is already in place and neither of them has any responsibility to pay compensation for the loss or damage the other party had suffered. [see item 4/2/3]

4/2/5 It is permissible that a contract of Istisna'a includes a clause to the effect that if any additional conditions are inserted into the contract at a later date as a result of directives of the relevant authorities, and these additional conditions lead to extra expenses that cannot, by virtue of the terms of the contract, be borne by the manufacturer because they were not in the original contract as signed or there is no law making such payment compulsory, the extra expenses will be borne by the ultimate purchaser.

5. Supervision of the Execution of an Istisna'a Contract

5/1 It is permissible for the seller and purchaser to appoint technically experienced consulting firm to represent it in determining whether the subject-matter conforms to the contractual specification, and to advise the Institution as to whether payment for the subject-matter, or delivery or acceptance of it, under the terms of the contract, should take place, and they should adhere to its resolutions

5/2 It is permissible for the Institution, when acting as the manufacturer, to draw-up an independent and separate contract of agency appointing the ultimate purchaser as an agent of the Institution to supervise the manufacturing or construction process so as to ensure that the items produced conform to contractual specification.

5/3 It is permissible for the manufacturer and the ultimate purchaser to agree on the party who will bear the additional costs of supervision of an Istisna'a contract.

6. Delivery and Disposal of the Subject-Matter

noorcentre.com

6/1 The manufacturer is discharged from liability if the subject-matter is delivered to either the ultimate purchaser or to a person appointed by him or if the ultimate purchaser is enabled to exercise full control over the subject-matter.

6/1/1 If the condition of the subject-matter does not conform to the contractual specifications at the date of delivery, the ultimate purchaser has the right to reject the subject-matter or to accept it in its present condition, in which case the acceptance constitutes satisfactory performance of the contract. It is also permissible for the contracting parties to agree on acceptance of a subject-matter that fails to conform to the specification even if such an arrangement involves a price discount.

6/1/2 If the seller offers to deliver a better quality, then the purchaser shall accept his conditions, provided that the seller shall not charge any additional amounts for the better quality, which may be considered one of the ways in which a contract is ethically fulfilled, unless the quality specified in the contract is particularly pursued by the purchaser.

6/2 It is permissible that delivery of the subject-matter takes place before the due date, on condition that the subject-matter meets the specifications agreed upon, in which case the ultimate purchaser is obliged to accept the subject-matter. If the ultimate purchaser is unwilling to take delivery of the subject-matter, the rule on this point depends on whether or not there is justification for this refusal. If there is a good reason for the rejection of the subject-matter, the ultimate purchaser shall not be obliged to accept it. If there is not a good reason for rejecting it, then the ultimate purchaser will be obliged to accept the subject-matter.

6/3 The delivery of the subject-matter may take place through constructive possession, by enabling the ultimate purchaser to take control over the subject-matter after the production process is completed. At this

point, the liability of the manufacturer in respect of the subject-matter comes to an end and the liability of the ultimate purchaser begins. If after enabling the ultimate purchaser to take control over the subject-matter any loss or damage subsequently occurs to the subject-matter without any proof of negligence or misconduct on the part of the manufacturer, then the ultimate purchaser is liable. This is therefore the demarcation line between the liabilities of the two parties: the liability of the manufacturer and the liability of the ultimate purchaser.

noorcentre.com

6/4 If the ultimate purchaser refuses to accept the subject-matter without a good reason after he is enabled to take possession, the subject-matter will remain in the possession of the manufacturer on a trust basis, in which case the manufacturer will not be liable for loss or damage that occurs to it, unless such loss or damage is a result of negligence or misconduct on the part of the manufacturer. The ultimate purchaser bears the expenses for the safe keeping of the subject-matter.

6/5 It is permissible to state in a contract of Istisna'a that the manufacturer will act as the agent of the ultimate purchaser to sell the subject-matter if there is a delay on the part of the purchaser in taking delivery of the subject-matter within a particular period of time. In this case, the manufacturer will sell the subject-matter on behalf of the ultimate purchaser and, after deducting the agreed contract price, the balance, if any, will be returned to the purchaser. If the price obtained is less than the contract price, the manufacturer shall have a right of recourse to the ultimate purchaser for the recovery of the remaining balance. In addition, the ultimate purchaser will bear the expenses incurred in selling the subject-matter.

6/6 It is permissible for the contract of Istisna'a to include a fair penalty clause stipulating an agreed amount of money for compensating the ultimate purchaser adequately if the manufacturer is late in delivering the subject-matter. Such compensation is permissible only if the delay is not caused by intervening contingencies (force majeure). However, it is not permitted to stipulate a penalty clause against the ultimate purchaser for default on payment. [see item 2/1/2 of the Shari'ah Standard No. (3) on Procrastinating Debtor]

6/7 It is not permissible to sell the subject-matter prior to taking either actual or constructive possession of it [see item 6/4]. However, it is permissible to conclude an Istisna'a contract to sell an item on the basis of description or specification that is similar to an item to be acquired from a manufacturer, and this is called *Istisna'a Muwazi*: Parallel Istisna'a [see item 7].

noorcentre.com

6/8 It is permissible for the Institution acting in the capacity of ultimate purchaser to appoint, after taking possession of the subject-matter, the manufacturer as an agent to sell the subject-matter to latter's customers on behalf of the Institution. This agency is permissible whether it is carried out free of charge, or for consideration either in the form of a fixed fee or a particular percentage of the sale price, on condition that the contract of agency and the contract of Istisna'a were not entered into in connection with each other.

7. Parallel Istisna'a

7/1 It is permissible for the Institution to buy items on the basis of a clear and unambiguous specification and to pay, with the aim of providing liquidity to the manufacturer, the price in cash when the contract is concluded. Subsequently, the Institution may enter into a contract with another party in order to sell, in the capacity of manufacturer or supplier, items whose specification conforms to the wishes of that other party, on the basis of parallel Istisna'a, and fulfil its contractual obligation accordingly. This is permissible on condition that the delivery date stipulated in the parallel (sale) contract must not precede that stipulated in the original purchase contract, and, moreover, the two contracts should remain separate from each other. [see item 3/1/4]

7/2 It is permissible for the Institution, acting in the capacity of the producer or supplier, to conclude an Istisna'a contract with the aim of selling such items to the customer on a deferred payment basis, and to enter into a Parallel Istisna'a contract on an immediate payment basis with a manufacturer or builder to acquire such items as per the specifications in the first contract and sell them to the customer. This

is permissible on condition that the two contracts should remain separate and, moreover, be subject to the matters set out in item 3/1/4.

noorcentre.com

7/3 As a result of concluding an Istisna'a contract in the capacity of a producer or supplier, the Institution must assume liability for ownership risk and maintenance and insurance expenses prior to delivering the subject-matter to the ultimate purchaser (the customer). Moreover, the Institution is not permitted, in the Parallel Istisna'a contract concluded with the manufacturer, to transfer to the latter the risk arising from its obligations towards the customer.

7/4 It is not permissible to make any contractual link between the obligations under two contracts (the contract of Istisna'a and the contract of Parallel Istisna'a) when they are concluded. Therefore, it is also not permissible for a party to an ordinary Istisna'a contract (I) to withdraw his contractual obligations or delay delivering the subject-matter of the contract because the obligation under Parallel Istisna'a did not take place or (II) to increase the price of the goods to be delivered because of an increase in the cost of goods in the Parallel Istisna'a. However, there is no restriction on the right of the Institution to stipulate conditions and requirements when concluding a Parallel Istisna'a contract as a purchaser, including a penalty clause similar to, or different from, that which the customer has stipulated in the first Istisna'a contract in which the Institution is the supplier.

8. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 29 Safar 1422 A.H., corresponding to 23 May 2001 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Istisna'a and Parallel Istisna'a was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (6) held on 25-29 Safar 1422 A.H., corresponding to 19-23 May 2001 A.D.

In its meeting No. (8) held in Makkah Al-Mukarramah on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari'ah Board readopted a resolution to reformat the Shari'ah rules for Istisna'a and Parallel Istisna'a in the form of a Shari'ah standard.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah on 8-12 Ramadan 1421 A.H. corresponding to 4-8 December, 2000 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of the a Shari'ah rules for Istisna'a and Parallel Istisna'a.

On Monday 11 Shawwal 1420 A.H. corresponding to 17 January 2000 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee recommended to the Shari'ah Board the commissioning of a Shari'ah consultant to prepare a juristic study and an exposure draft on the Shari'ah Rules for Istisna'a and Parallel Istisna'a.

In its meeting held in Bahrain on 21-23 Muharram 1421 A.H., corresponding to 26-28 April 2000 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah Rules for Istisna'a and Parallel Istisna'a and asked the consultant to make amendments in light of the comments made by the members.

In its meeting No. (4) held in Abu Dhabi, United Arab Emirates on 14 Sha'ban 1421 A.H. corresponding to 10 November 2000 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee discussed the exposure draft and made some relevant amendments.

The revised exposure draft of the Shari'ah Rules was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah on 8-12 Ramadan 1421 A.H. corresponding to 4-8 December 2000 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 4-5 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 27-28 February 2001 A.D. The public hearing was attended by more than thirty participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. Members of the Shari'ah Studies Committee responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Fatwa and Arbitration Committee held its meeting No. (5) in Bahrain on 15 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 10 March 2001 A.D., to discuss the comments made about the exposure draft. The committee made the necessary amendments in light of both the written comments that were received and oral comments that took place in the public hearing.

The Shari'ah Board in its meeting No. (6) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 25-29 Safar 1422 A.H., corresponding to 19-23 May 2001 A.D., discussed the amendments made by the Fatwa and Arbitration Committee, and made necessary amendments. The standard was adopted in the name of Shari'ah Rules for Istisna'a and Parallel Istisna'a. Some paragraphs were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Board decided in its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah on 9-13 Ramadan 1422 A.H. corresponding 24-28 November 2001 A.D. to reformat all Shari'ah rules in the form of standards and a committee was formed for this purpose.

In its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 28 Safar - 4 Rabi' I 1423 A.H. corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari'ah Board adopted the reformatting of the Shari'ah Rules for investment and Financing No. (4) on Istisna'a and Parallel Istisna'a in the name of Shari'ah Standard No. (11) on Istisna'a and Parallel Istisna'a without any substantial changes in the content.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Rabi' II 1433 A.H. corresponding to March 2012 A.D.

in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

noorcentre.com

In its meeting No. (4) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia on 27-29 Sha'ban 1436 A.H. corresponding to 14-16 June 2015 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Legitimacy of Istisna'a Contract

The legitimacy of Istisna'a is based on the request of the Prophet (peace be upon him) that a pulpit (a platform) for preaching and a finger ring be manufactured for him.(2) An Istisna'a contract is also permissible on the basis of the principle of Istihsan (Shari'ah approbation), the general principles of contracts and transactions and the objectives of Shari'ah. The Istisna'a is a binding contract and not a mere promise. The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in support of the legitimacy of Istisna'a.(3)

Istisna'a Contract

- The basis for it not being permissible that the role of the Institution remain as a mere financier for a deal concluded between the supplier and the ultimate purchaser is that this would lead to involvement in a Riba transaction which makes the Istisna'a contract a mere cover-up and not a real Istisna'a.
- The basis for stating that an Istisna'a contract is binding is the view of Imam Abu Yusuf, as stated in the "*Majjalat Al-Ahkam Al-'Adliyyah*", (known in English by the name the Mejelle), that the manufacturer has spent money in order to manufacture and to deliver according to specification. If the ultimate purchaser has a right to refuse the manufactured goods, then the manufacturer will incur losses.

(2) The Hadith in which the Prophet (peace be upon him) requested the manufacture of finger ring has been related by Al-Bukahri and Muslim: "*Sahih Al-Bukhari*" [5: 220]; and "*Sahih Muslim*" [3: 1655]). The Hadith in which the Prophet (peace be upon him) requested the manufacture of a pulpit for preaching has been related by Al-Bukhari in his "*Sahih*" [2: 908].

(3) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 65 (3/7).

- The basis for the impermissibility of the manufacturer including a defect exclusion clause in an Istisna'a contract is that a valid Istisna'a is a sale of specified goods to be delivered in the future and exclusion of liability as to defects is valid only in the sale of particular identified goods. This prohibition of excluding liability as to defects in Istisna'a is one feature that makes it different from an ordinary sale.

noorcentre.com

- The basis for the impermissibility of drawing up Istisna'a contracts or procedures in a way that appears to be a mere interest-based financing is the need to avoid involvement in a Riba transaction, a potential Riba or 'Inah sales.

Subject Matter of, and Guarantees in, an Istisna'a Contract

- The basis for the impermissibility of concluding an Istisna'a contract for items that are not manufactured or constructed is that items that are not the subject of transformation by manufacture or construction by man, that is natural things such as animals, fruits and vegetables, are not by definition covered by the term Istisna'a which means a sale of materials on condition that they be subjected to transformation by a manufacturing or construction process.
- The basis for the permissibility of concluding an Istisna'a for manufactured items that either have or do not have equivalents in the market is because it is normal for people to deal in these kinds of item. As a principle, rules that are based on customary practice will change whenever such customary practice is changed. Therefore, any customary transaction that is subject to specifications may be a subject-matter of Istisna'a, regardless of whether it is for use or consumption.
- The basis for not allowing the subject-matter of Istisna'a to be a specific identified item is that an Istisna'a contract involves a sale for future delivery based on a specification. Therefore, if the items to be sold are specific identified items, the transaction involves selling identified items that the seller does not own, which is prohibited by the saying of the Prophet (peace be upon him): *"Do not sell what you own not"*.[4]

(4) The Hadith has been related by Al-Tirmidhi in his *"Sunan "* [3: 534], edited by Ahmad Shakir; and Al-Albani, *"Irwa' Al-Ghalil"* [5: 132].

Again, items to be manufactured or constructed do not yet exist and thus cannot be specific and identified. The non-existent item is to be produced and delivered later and this constitutes a non-monetary obligation of the supplier.[5]

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of a stipulation by the ultimate purchaser that the manufacture be carried out by the Institution itself is because this stipulation does affect the purpose of the contract. Rather, this condition is relevant in this contract because the ultimate purchaser may be interested in the items that are produced by a particular supplier due to this supplier's distinguished competence in manufacturing or construction and the quality of the items manufactured or constructed by this supplier.
- The basis for the permissibility of the manufacturer presenting to the ultimate purchaser either what he has produced or what other parties have produced, if the ultimate purchaser did not stipulate to the contrary, is because this satisfies the purpose of the contract. This is the case because the items are being delivered according to the specifications that are laid down in the contract.
- The basis for the permissibility of stipulating a time-period during which manufacturer remains liable for any manufacturing or construction defects is that such a stipulation serves the purpose of the contract. This is because the ultimate purchaser wants to use the subject-matter and this is not possible unless the subject-matter is free from defects.
- The basis for the requirement that the price be known is to remove any lack of knowledge and uncertainty that may lead to dispute.
- The basis for the permissibility in Istisna'a of payment on deferred terms or on an instalment basis is that labour (i.e. transformation and added value) is an important part of the items to be sold and this makes the transaction similar to a leasing contract in which it is permissible for the rentals to be paid on a deferred or instalment basis without this being considered as a sale of debt for debt which is prohibited. The same ruling applies to Istisna'a.

(5) See: *"Majallat Al-Ahkam Al-'Adliyyah"*, article (158).

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of offering a difference in the price for an Istisna'a contract relating to a difference in the date of delivery is that Istisna'a is analogous to an Ijarah contract. The fuqaha have stated that it is permissible to give a labourer in Ijarah an option regarding wages depending on whether the worker finishes the work in one day or in two days. The hirer may say two dinars if the worker finishes in one day or one dinar if he finishes in two days. Istisna'a is similar to this. There is a resolution issued during the Al Baraka Annual Forum supporting this ruling.(6)
- The basis for not allowing a contract of Istisna'a to be drawn up on the basis of a Murabahah sale, for example, by determining the price of Istisna'a on a cost- plus basis, is because the subject-matter of Murabahah should be something already in existence, the cost of which is known and which is owned prior to the conclusion of a Murabahah sale. An Istisna'a contract, on the other hand, is concluded prior to ownership of the subject-matter, because (I) it is a sale based on a specification giving rise to a future obligation, and (II) the actual cost will be known only after the completion of the work, and, (III) the price in a contract of Istisna'a should be known when the contract is concluded.
- The basis for deciding that the Institution is not obliged to give a discount when the actual costs of the manufacture are substantially greater than the estimated costs or when it secures a discount from the manufacturer is because the Istisna'a contract and Parallel Istisna'a contract are independent in terms of obligation and effects. The Shari'ah Supervisory Board of the Kuwait Finance House has issued a Fatwa in this respect.(7)
- The basis for the permissibility of the Institution acquiring all necessary guarantees is that these guarantees secure its rights and this request does affect the purpose of a contract.

Changes to an Istisna'a Contract

- The basis for the impermissibility of extending the date of payment in return for consideration is because that is Riba.

(6) See: Resolution No. (13/7).
(7) *"Al-Fatawa Al-Shar'iyyah Fi Al-Masa'il Al-Iqtisadiyyah"*, Fatwa No. (447).

- The basis for the permissibility of discounting for unconditional earlier payment is the saying of the Prophet (peace be upon him) in the case of Ubay Ibn Ka'b (may Allah be pleased with him) and his debtor: *"Write off a portion of your debt"*.(8) The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in support of this rule.(9)
- The ultimate purchaser (the owner of the land) is not entitled to acquire ownership of incomplete building structures or utilities that are already in place without giving consideration to the builder if the builder is unable to continue to discharge his obligation. The basis for this is that the construction was initiated by the builder at the request of the ultimate purchaser and such a request is stronger than a mere permission to build on the latter's land.
- The basis for the permissibility of a contract of Istisna'a including a clause that the manufacturer is not liable for extra expenses that result from additional conditions inserted into the contract at a later date as a result of directives of the relevant authorities, is because this condition is agreed upon by the parties and does not affect the purpose of Istisna'a contract. The Shari'ah Supervisory Board of Kuwait Finance House has issued a Fatwa in respect to this ruling.(10)
- The basis for the permissibility of a penalty clause in an Istisna'a contract is that such a clause is in the interest of the contract and because it is laid down in respect to an obligation regarding items that must be produced and delivered in the future and not in respect to monetary debt.

Supervision of the Execution of an Istisna'a Contract

The basis for the permissibility for the Institution, when acting as the ultimate purchaser, to appoint a technically experienced consulting firm and the permissibility for the Institution, when acting as the manufacturer, to appoint the ultimate purchaser as an agent is because agency is permissible and there is nothing against it in an Istisna'a contract provided it is done with the agreement of the parties.

---

(8) The Hadith has been related by Al-Bukhari in his *"Sahih"* [1: 179] and [2: 965].
(9) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 64 (7/2).
(10) See: Fatwa No. (251).

noorcentre.com

Delivery and Disposal of the Subject-Matter

The basis for the impermissibility of selling the items to be produced prior to taking either actual or constructive possession of them is that such an action is considered as selling a non-existent item. It is also considered as selling what one does not own because it is not available for the seller at the time of conclusion of the contract.

Parallel Istisna'a

The basis for the permissibility of the Institution entering into a contract with another party in order to sell, in the capacity of manufacturer, builder or supplier, items whose specification conforms to the wishes of that other party, on the basis of Parallel Istisna'a, is that in such a case there are two separate deals of Istisna'a. There is no link between the two contracts; hence, this is not an instance of two sales in one deal, which is impermissible. The separation of the two contracts also has the effect of making the transaction a type of non-Riba-based financing.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Istisna'a Contract

Istisna'a is a contract of sale of specified items to be manufactured or constructed, with an obligation on the part of the manufacturer or builder (contractor) to deliver them to the customer upon completion.

Parallel Istaisna'a

Another form of Istisna'a, known in modern custom as Parallel Istisna'a *"al-Istisna'a al-Muwazi"*, takes effect through two separate contracts. In the first contract, the Islamic Financial Institution acts in the capacity of a manufacturer, builder or supplier and concludes a contract with the customer. In the second contract, the Institution acts in the capacity of a purchaser and concludes another contract with a manufacturer, builder or supplier in order to fulfil its contractual obligations towards the customer in the first contract. By this process, a profit is realised through the difference in price between the two contracts and, in most cases, one of the two contracts is concluded immediately, (i.e. the Istisna'a contract entered into with the manufacturer, builder or supplier), while the second contract (i.e. the contract entered into with the customer) is concluded later.

Difference Between Istisna'a and Ijarah

The contract of Istisna'a differs from the contract of Ijarah in the sense that the latter is a contract of services without any commitment to supply materials whereas the former requires that the manufacturer or builder provide both services for the transformation or construction process and ultimately to supply the materials in the form of the finished items.

Difference Between Istisna'a and a Standard Construction Contract

The contract of Istisna'a also differs from a standard construction contract in that the latter is regarded as an Ijarah contract if it is confined to providing

services only, with the materials to be provided by the customer (the person who engaged the Institution to carry out the construction work). But if a construction contract requires the builder to provide both the services and the materials needed to fulfil the contract, then it is an Istisna'a contract.

noorcentre.com

Difference Between Istisna'a and Salam

The Istisna'a contract also differs from a Salam contract in the sense that the former is a contract that involves a sale of specified items that have by nature to be manufactured or constructed. In other words, an Istisna'a contract is applicable to materials that require transformation by a manufacturing or construction process. The Salam, on the other hand, is a contract of sale of specified goods, the permissibility of which is not attached to a condition that the goods must be manufactured or constructed.

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (12)

Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	325
Statement of the Standard	326
1. Scope of the Standard	326
2. Definitions, Classifications and Types of Sharikat al-'Aqd	326
3. First Category: Traditional Fiqh-Nominate Partnerships	327
3/1 General rulings of Sharikah, especially Sharikat al-'Inan	327
3/2 Partnership in creditworthiness or reputation	337
3/3 Service partnerships (professional or vocational partnerships and partnerships in skilled trades)	337
4. Second Category: Modern Corporations	338
4/1 Stock company	338
4/2 Joint-liability company	342
4/3 Partnership in commendum	343
4/4 Company limited by shares	344
4/5 Allotment/particular (Muhassah) partnership	345
5. Diminishing Musharakah	346
6. Date of Issuance of the Standard	348
Adoption of the Standard	349
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	350
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	352
Appendix (c): Definitions	363

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The objective of this standard is to explain the basis and general rulings for Sharikat al-'Aqd, (contractual partnership) which is known today as Musharakah, including the rulings for joint partnership, reputation (creditworthiness) partnership, vocation partnership, diminishing partnership and modern corporations. The explanation of these partnerships includes definitions, rulings applicable to each partnership and the Shari'ah limitations that must be taken into account by Islamic financial Institutions (Institution/Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers all forms of traditional Fiqh-nominate partnerships that operate on the basis of Sharikat al-'Aqd (contractual partnership), except the partnerships that are explicitly excluded by this standard as indicated below. The standard also applies to all modern forms of partnerships including diminishing Musharakah. The standard does not cover ownership partnership where the parties jointly own an asset. It does not include rules for Sharikat al-Mufawadah because the practical application of this form of partnership is rare and, if need be, reference should be made to Fiqh books. The standard does not cover Mudarabah, because this form of partnership has a separate standard. In the same vein, it does not cover sharecropping partnerships, such as irrigation and agricultural partnerships. The standard also does not cover, as far as modern partnerships are concerned, regulatory policies and procedures necessary for operations in the market.

2. Definition, Classifications and Types of Sharikat al-'Aqd

2/1 Definition of Sharikat al-'Aqd

Sharikat al-'Aqd (contractual partnership) means an agreement between two or more parties to combine their assets, labour or liabilities for the purpose of making profits.

2/2 Classifications of Sharikat al-'Aqd

Sharikat al-'Aqd is classified into two main categories:

First Category: Traditional Fiqh-Nominate Partnerships.

Second Category: Modern Corporations.

2/2/1 The traditional Fiqh-nominate partnerships are as follows:

a) Sharikat al-'Inan (contractual partnership)

b) Sharikat al-Wujuh or Al-Dhimam, i.e. partnership of credit-worthiness or reputation (liability partnership)

noorcentre.com

c) Sharikat al-A'mal (vocational partnerships and partnerships for undertaking difficult work or accepting jobs)

2/2/2 Modern corporations and their well-known forms are as follows:

a) Stock company

b) Joint-liability company

c) Partnership in commendum

d) Company limited by shares

e) Allotment (Muhassah) partnership

f) Diminishing partnership (this partnership has originated from Sharikat al-'Inan)

3. First Category: Traditional Fiqh-Nominate Partnerships

3/1 General rulings for Sharikah, especially Sharikat al-'Inan

Sharikat al-'Inan is a partnership between two or more parties whereby each partner contributes a specific amount of money in a manner that gives each one a right to deal in the assets of the partnership, on condition that the profit is distributed according to the partnership agreement and that the losses are borne in accordance with the contribution of each partner to the capital.

3/1/1 Conclusion of a Sharikah contract

3/1/1/1 A Sharikah contract can be concluded by agreement between the parties concerned on the basis of offer and acceptance. The contract of partnership should, if necessary, be documented and registered officially. The objectives of the partnership must be clearly spelt out in the document of partnership or in the articles of association of the company.

3/1/1/2 It is permissible for the Institution to enter into a partnership contract with non-Muslims or conventional banks to carry out operations acceptable by Shari'ah

noorcentre.com

unless it has become evident that the funds or items presented by these entities for the purpose of the partnership are from non-permissible sources. In operating a partnership with non-Muslims or conventional banks, arrangements must be made to obtain all necessary assurances and guarantees that rules and principles of the Shari'ah are observed during operations of the partnership. Among such guarantees is one to the effect that the operations of the company be either managed or supervised by an entity that observes the Shari'ah rules.

3/1/1/3 It is permissible for the Institutions to include conventional banks as partners in a syndicated financing which operates on the basis of Shari'ah, provided that the Institution secures the right to manage the partnership's operations and that such operations are subject to the Shari'ah supervision. [see Shari'ah Standard No. (24) on Syndicated Financing]

3/1/1/4 It is permissible for the partners to amend at any point of time the terms of a partnership contract. They may make changes to the ratio of profit-sharing, taking into account that any losses are shared according to the share of each partner in the partnership capital.

3/1/2 The capital of Sharikah

3/1/2/1 In principle, the capital of Sharikah should be contributed in the form of monetary assets on which one can rely in order to determine the amount of the capital and to recognise profit or loss. Nevertheless, it is permissible, with the agreement of all partners, to provide tangible assets (commodities) as the capital of Sharikah after the monetary values of these assets are determined and expressed in currency in order to know the share contributed by each partner.

3/1/2/2 If partners have contributed their partnership capital in different currencies, these currencies must be translated into the currency of the Sharikah at current exchange rates so as to determine the shares and liabilities of each partner.

noorcentre.com

3/1/2/3 The share of each partner in the capital should be determined, whether it is contributed in the form of one lump sum or by more than one payment over time; i.e., when there is a need for additional funds to increase the capital.

3/1/2/4 It is not permitted that debts (receivables) alone be used as a contribution to the Sharikah capital. However, debts may form part of the contribution to the capital where they become inseparable from other assets that can be presented as a contribution to the capital in Sharikah, such as when a manufacturing firm use its net assets as a contribution to the capital. [see Shari'ah Standard No. (21) on Financial Paper]

3/1/2/5 The funds of current accounts, although they are juristically classified as loans to the Institutions, can be presented as a contribution to the capital in a Sharikah either with the Institution itself or with a third party.

3/1/3 Managing a Sharikah venture

3/1/3/1 In principle, each partner is entitled to act in the interest of the partnership in the following transactions: spot or deferred sales; taking possession or custody of the partnership receivables; making payments or deposits and providing or receiving a mortgage on behalf of the partnership; asking for payment of debts, admission of liabilities, taking up legal actions, cancellation of contracts, rejecting defective goods, renting the assets of the partnership, processing transfers of rights and

noorcentre.com

debts; requesting credit facilities in the interest of partnership; and doing what is customary in the interest of trading. A partner is not entitled to act against the interest of the partnership or to perform actions that will damage the partnership, such as giving out grants or loans, unless all the partners have consented to such an action. However, the partner may give out short-term minor loans that will not, according to customary practice, affect the operation of partnership.

3/1/3/2 It is permissible for the partners to agree that the management of the partnership will be restricted to certain partners or to a single partner. In this case, the other partners are bound to abide by their consent not to act on behalf of the partnership.

3/1/3/3 It is permissible for the partners to appoint a manager other than one of the partners and pay him a fixed remuneration that will be included in the expenses of the Sharikah. It is also permissible that the partners set aside a portion of the investment profit plus a fixed remuneration as a form of incentive for the manager. However, if the management is carried out from the outset for a percentage share in the profit earned, this action classifies the manager as a Mudarib and he is only entitled to a share in the profit, if any, and deserves no further remuneration for management services.

3/1/3/4 It is not permitted, in a Sharikah contract, to specify a fixed remuneration for a partner who contributes in managing the Sharikah funds or provides some form of other services, such as accounting. However, it is permissible to give him a greater share of profit than he would receive solely on the basis of his share in the partnership capital.

3/1/3/5 It is permissible that one of the partners be appointed to provide services that are mentioned in item 3/1/3/4 provided that the appointment is based on an independent contract from the Sharikah contract so that he may be dismissed as a manager at any point of time without the need to amend or to terminate the Sharikah contract. In this case, the appointed partner may earn a specific remuneration.

noorcentre.com

3/1/4 Guarantees in a Sharikah contract

3/1/4/1 All partners in a Sharikah contract maintain the assets of the Sharikah on a trust basis. Therefore, no one is liable except in cases of misconduct, negligence or breach of contract. It is not permitted to stipulate that a partner in a Sharikah contract guarantees the capital of another partner.

3/1/4/2 It is permissible for a partner in a Sharikah contract to stipulate that another partner provides a personal guarantee or a mortgage to cover cases of misconduct, negligence or breach of contract.

3/1/4/3 A third party may provide a guarantee to make up a loss of capital of some or all partners. This guarantee is circumscribed with the conditions that (I) the legal capacity and financial liability of such a third party as a guarantor are independent from the Sharikah contract, (II) the guarantee should neither be provided for consideration nor linked in any manner to the Sharikah contract; (III) the third party guarantor should not own more than a half of the capital in the entity to be guaranteed, and (IV) the guaranteed entity should not own more than a half of the capital in the entity that undertakes to provide a guarantee. In case of a third party's undertaking to guarantee, the partner benefiting from such

an undertaking is not, however, entitled either to claim that the Sharikah contract becomes null and void or to refuse to meet his obligations under the contract if the guarantor fails to meet his voluntary promise to cover the loss of his capital, on the grounds that he (the beneficiary) entered into the Sharikah contract taking into account the state of such a third party's undertaking to guarantee the loss of his capital.

noorcentre.com

3/1/5 The outcome of Sharikah investments (profit and loss)

3/1/5/1 The Sharikah contract should incorporate a provision specifying the manner of sharing profits between the parties. The allocation of profits must be made in a manner that gives each partner an undivided percentage of profit, not a sum of money or a percentage of the capital. [see item 3/1/5/9]

3/1/5/2 It is not permitted to defer the determination of the profit percentages due to each partner until the realisation of profit. The profit percentage for each partner must be determined at the conclusion of Sharikah contract. The parties may bilaterally agree to amend the percentages of profit-sharing on the date of distribution. Also, a partner may relinquish, on the date of distribution, a part of the profit that is due to him in favour of another party.

3/1/5/3 In principle, the shares of profit may be in proportion to the percentage of each partner's contribution to the Sharikah capital. Nevertheless, the partners may agree to make profit-sharing not proportionate to their contributions to capital, provided the additional percentage of profit over the percentage of contribution to the capital is not in favour of a sleeping partner. If a partner did not stipulate a condition that he be

a sleeping partner, then he is entitled to stipulate an additional profit share over his percentage of contribution to the capital even if he did not work.

noorcentre.com

3/1/5/4 It is a requirement that the proportions of losses borne by partners be commensurate with the proportions of their contributions to the Sharikah capital. It is not permitted, therefore, to agree on holding one partner or a group of partners liable for the entire loss or liable for a percentage of loss that does not match their share of ownership in the partnership. It is, however, valid that one partner takes, without any prior condition, the responsibility of bearing the loss at the time of the loss.

3/1/5/5 It is permissible for the partners to agree on the adoption of any method of allocation of profit, either permanent or variable, for example, by agreeing that the percentages of profit shares in the first period are one set of percentages and in the second period are another set of percentages, depending on the disparity of the two periods or the magnitude of the realised profit. This is allowed provided that using such a method does not lead to the likelihood of a partner being precluded from participation in profit.

3/1/5/6 It is not permitted to start the allocation of profit between the partners unless the operating costs, expenses and taxes are deducted in calculating the profit and the capital of the Sharikah is maintained intact.

3/1/5/7 It is not permitted that the conditions or modes of profit allocation in a Sharikah contract include any clause or condition that may result in the probable violation of the principle of sharing profit. For example, if a predetermined amount of profit or a specific percentage of capital is assigned to one of the partners, this assignment will be rendered void. If the assignment

noorcentre.com

is amended before profit comes forth, profit shall be divided in accordance with what partners agreed on as to amendment. Otherwise, profit shall be divided based on each partner's respective share in capital.

3/1/5/8 Taking into account the provisions of item 3/1/5/3, it is permissible to agree that if the profit realised is above a certain ceiling, the profit in excess of such a ceiling belongs to a particular partner. The parties may also agree that if the profit is not over the ceiling or is below the ceiling, the distribution will be in accordance with their agreement.

3/1/5/9 The profit may be finally distributed on the basis of the proceeds of selling all the existing assets, known as actual valuation, or on the basis of constructive valuation of assets which means valuation of the assets of the Sharikah at fair value. The receivables must be valued at the cash value that is expected to be realised, i.e. after deduction of an allowance for doubtful debts. In valuing receivables, it is not permitted to take account of the time value of money (interest) or the notion of discount on the basis of current value, i.e. a discount of the amount of the debt as consideration for earlier payment, and cash amounts shall be recognized as is.

3/1/5/10 It is not permitted that the final allocation of profit take place based on expected profit, i.e. it is necessary that the allocation of profit take place on the basis of actual profit earned through actual or constructive valuation of the sold assets.

3/1/5/11 It is permissible to allocate some funds to any of the partners on account, i.e. before actual or constructive valuation, on condition that the final actual settlement will take place at a later stage. In this case, the parties

should undertake to reimburse to the Sharikah any amount that they have received in excess of their share of profit after actual or constructive valuation.

noorcentre.com

3/1/5/12 If the subject matter of Sharikah is assets acquired for leasing that bring in income or the subject matter is services that bring in revenue, then the amount distributed to the partners annually is on account, and it is subject to settlement and reimbursement at the end of the Sharikah.

3/1/5/13 It is permissible, based on the articles of association or a decision of the partners, not to distribute the profits of the company. It is also permissible to set aside periodically a certain ratio of profit as a solvency reserve or as a reserve for meeting losses of capital (investment risk reserve) or as a profit equalisation reserve.

3/1/5/14 It is permissible to agree on setting aside a proportion of profit for non-partners as a charitable donation.

3/1/6 Maturity of Sharikah

3/1/6/1 Each partner is entitled to terminate the Sharikah (i.e. to withdraw from the partnership) after giving his partner/s due notice to this effect, in which case he shall be entitled to his share in the partnership, and this withdrawal would not necessitate the termination of the partnership of the remaining partners. It is permissible for the partners to enter into a binding promise for the continuity of the partnership for a period of time. In this case, it is permissible for the parties to agree to terminate the partnership before such a fixed period. In all these cases, the obligations and actions that took place before termination will remain unaffected and they will continue to exist.

3/1/6/2 It is permissible for a partner to issue a binding promise to buy, either within the period of operation or at the time of liquidation, all the assets of the Sharikah as per their market value or as per agreement at the date of buying. It is not permissible, however, to promise to buy the assets of the Sharikah on the basis of face value.

noorcentre.com

3/1/6/3 A Sharikah venture comes to an end at the expiry date or before the expiry date if the partners agree to terminate it prematurely, or, in the case of partnership in a particular business, by actual liquidation of the assets that constitute the subject matter of the partnership. The termination of a Sharikah can take place on the basis of constructive liquidation. In this case, the Sharikah will be regarded as if it has been ended and the parties have commenced a new partnership whereby the assets that were not sold through actual liquidation, but have been valued on the basis of constructive liquidation, will be considered as the capital of the new partnership. If the liquidation is based on the expiry date, then all the existing assets shall be sold according to current market values and the proceeds will be used as follows:

a) Payment of liquidation expenses.

b) Payment of financial liabilities from the net assets of the partnership.

c) Distribution of the remaining assets among the partners in accordance with their percentage of contribution to the capital. If the assets fall short and the partners do not recover all of their contributed capital, the distribution shall take place on a pro rata basis to the shares of capital.

3/2 Partnership in creditworthiness or reputation (liability partnership)

3/2/1 A partnership in creditworthiness (partnership of liability) is a bilateral agreement between two or more parties to conclude a partnership to buy assets on credit on the basis of their reputation for the purpose of making profit, whereby they undertake to fulfil their obligations according to the percentages determined by the parties. In addition, the parties should determine for each partner the percentage of profit sharing and of liability sharing, which latter may, by agreement, differ, downwards or upwards, from the percentage of profit sharing.

noorcentre.com

3/2/2 The partnership in creditworthiness has no monetary capital. This is because the subject matter of the partnership is an obligation or a liability that is contingent on creditworthiness (outstanding reputation). This is the obligation of the partners to pay the amount of debts created through purchases on credit, which form the liability of the partners. Therefore, the parties should agree on the ratio of liability for which each partner is responsible when paying such debts.

3/2/3 The profit shall be distributed according to the agreement. However, the loss will be borne by each partner according to the ratio that each partner had undertaken to bear in proportion to overall assets that are purchased on credit. It is not permitted that the contract of partnership incorporates a provision that specifies a lump sum from the profit for a particular partner.

3/3 Service partnerships (professional or vocational partnerships and partnerships in skilled trades)

3/3/1 A service partnership is an agreement between two or more parties to provide services pertaining to a profession, vocation or skilled trade or to render some services or professional advice or to manufacture goods, and to share profit according to an agreed upon ratio.

noorcentre.com

3/3/2 The service partnership has no monetary capital. This is because the subject matter of the partnership is rendering services. There is no Shari'ah implication regarding any disproportion in the services the partners or their representatives may have rendered. The partners may also distribute different types of services among themselves and may assign some or all partners a set of services or a particular service in a way that will achieve the integration and purpose of the overall service to be rendered.

3/3/3 The profit shall be distributed among the partners according to the agreed ratio, but the contract should not specify that a lump sum be paid from the profit to a particular partner.

3/3/4 If the service partnership requires capital goods (e.g., equipment or tools), then it is permissible for each party to provide the necessary goods that his services require, in which case each partner owns the goods he has provided. The partners may contribute funds to acquire the goods on the basis of a partnership in ownership. It is also permissible for a party to a Sharikah contract to provide the capital goods required by the partnership in consideration for fees that will be charged against the Sharikah operation as expenses.

4. Second Category: Modern Corporations

4/1 Stock company

4/1/1 Definition of a stock company

4/1/1/1 A stock company is a company of which the capital is partitioned into equal units of tradable shares and each shareholder's (co-owner's) liability is limited to his share in the capital. It is a form of financing partnership. The rules of Sharikat al-'Inan apply to this company except on the issue of the limited liability of the shareholders and the fact that this type of company cannot be unilaterally terminated by one party or a minority of its shareholders. [see items 4/1/2/1 and 4/1/2/9]

4/1/1/2 The stock company has a juristic personality through its incorporation by law in such a way that it cannot avoid its obligations to people dealing with it. This separates the liability of the company from the liability of its shareholders (the co-owners) and also establishes for it a separate legal capacity as required for necessary legal arrangements, irrespective of the legal capacity of the shareholders. By definition, a stock company is entitled to initiate legal claims through its representative. It is subject to the jurisdiction of the place of its incorporation.

noorcentre.com

4/1/2 Shari'ah Rulings relating to a stock company

4/1/2/1 The contract forming a stock company is binding during the duration designated by the articles of association for the continuity of the company on the basis of the undertaking of the parties not to dissolve the company unless the majority of the partners have consented to do so. Therefore, no one is entitled to dissolve (to terminate) the company in respect to his shares. However, a shareholder is entitled to sell his shares or to relinquish title to them in favour of another person.

4/1/2/2 It is permissible for the issuer of shares to add a certain percentage to the actual value of the shares on the subscription date in order to recover issuing expenses, provided that such percentage is appropriately estimated to reflect the actual expenses incurred.

4/1/2/3 It is permissible to issue new shares in order to increase the capital provided the new shares are issued at the fair value of the old shares. This should be done in accordance with the opinion of experts in valuation of the company's assets. In other words, the new issues can be issued at a premium or at a discount to their nominal value, or issued at a market value.

noorcentre.com

4/1/2/4 It is permissible that a shareholder underwrite an issue of shares without any consideration. In such a case, there is an agreement between a person and the company on the date of incorporation of the company, or of a share issue, to the effect that such a person is undertaking to buy all or part of the shares issued. In other words, it means an undertaking to subscribe all the remaining shares that are not subscribed at its nominal value. However, it is permissible for a shareholder to ask for consideration for services provided other than the underwriting, such as conducting feasibility studies or marketing the shares.

4/1/2/5 It is permissible that a part of payment for subscription of shares be made in an instalment and that the other instalments be deferred. In this case, the paid instalment is a contribution to the Sharikah capital, and the deferral of some instalments constitutes an undertaking to increase his share of capital in the company subsequently. This is permissible provided the instalments cover all the shares and that the company's liability is confined to the value of the subscribed shares.

4/1/2/6 It is not permitted to purchase shares using interest-based loans, provided by either a broker or any other person, in consideration for mortgaging the shares as a security for payment.

4/1/2/7 It is not permitted for someone to sell shares that he does not own and the promise of a broker to lend the shares to him at the date of delivery does not constitute ownership or possession of the shares. This is not allowed especially if the broker stipulates that the seller must pay the price of the shares so that he can deposit it and earn interest in return for such a loan.

noorcentre.com

4/1/2/8 In the legitimate public interest, it is permissible for the relevant authorities to organise trading in shares in such a way that trading will not take place except through specific licensed stockbrokers.

4/1/2/9 It is permissible to restrict the liability of a company to its paid up capital if this is made public, in order to make the customers of the company aware of the financial position of the company without any uncertainty or lack of transparency.

4/1/2/10 It is permissible to sell shares in the company subject to rules and regulations of the company that do not conflict with Shari'ah, such as pre-emptive rights of the existing shareholders to purchase the shares.

4/1/2/11 It is permissible to mortgage the company's shares. However, this is subject to the rules and regulations of the company vis-à-vis the right of the shareholders to mortgage their ownership rights to undivided shares in the company.

4/1/2/12 It is permissible to issue shares "to the order of" (nominative shares).

4/1/2/13 It is permissible to issue "bearer shares". This is executed by handing over to the investor a certificate that represents a right to shares in the company and receiving their value in cash or acquiring a counter deed recognising a debt against the shareholder. In this case, the common ownership of shares represented by the certificate is vested in the holder of the certificate of shares at any time.

4/1/2/14 It is not permitted to issue preference shares, i.e. shares that have special financial characteristics that give them a priority at the date of liquidation of the company or at the date of distribution of profit. However, it is

permissible to grant certain shares, in addition to being entitled to rights attached to common shares, certain procedural and administrative privileges, such as a right of vote.

noorcentre.com

4/1/2/15 It is not permitted to issue *Tamattu'* (enjoyment) shares: shares that entitles the holder a participation in the net profit, but not to vote and which are gradually redeemed before the termination of the company through distribution of profits.

4/2 Joint-liability company

4/2/1 Definition of Joint-liability Company

4/2/1/1 A joint-liability company is a form of personal partnership. It is a necessary requirement that this partnership is publicly declared as a registered company assigned a unique title (trademark).

4/2/1/2 A joint-liability company has a juristic personality and independent financial liability unrelated to the liability of the partners. Nevertheless, all the partners are personally responsible for the obligations and liabilities of the company if the existing assets cannot meet the liabilities of the company.

4/2/1/3 In addition to maintaining documents of the joint-liability company, the partners are also obliged to maintain commercial documents relating to external trade activities.

4/2/2 Shari'ah Rulings relating to Joint-liability Companies

4/2/2/1 A creditor of a joint-liability company is entitled to demand fulfilment of all or part of his rights from any of the partners in any way the creditor deems fit. Therefore, the creditor is not obliged to claim such fulfilment from the company first.

4/2/2/2 The contract of a joint-liability partnership is not binding; hence, a partner is entitled to withdraw from the partnership on the following conditions:

noorcentre.com

a) If the partners did not set a duration for the company. If they agreed on a duration, then such duration must be observed.

b) The partner should notify the other partners of the intention to withdraw.

c) If the unilateral withdrawal from the partnership would not cause damage to other partners.

4/2/2/3 It is not permissible for the partner to bring in a substitute for himself without the agreement of the other partners.

4/3 Partnership in commendum

4/3/1 Definition of partnership in commendum

4/3/1/1 Partnership in commendum is a form of financing partnership. This is because the personality of the operating partner is important for the sleeping partner and because there is a difference in terms of determination of the ownership of the partners, whereby the ownership is calculated based on disproportionate lots and not on the basis of proportionate shares that are equal in number.

4/3/1/2 This form of company consists of managing partners and sleeping partners. The managing partners in this partnership are jointly liable for the obligations of the company from their personal wealth on the basis of joint-liability. The liability of each sleeping partner is limited to the number of lots he owns and his liability does not extend to his personal assets. It is permissible to limit the liability of some investors

without any consideration for limiting their liability, in which case the company consists of joint-liability partners and partners with limited liability. [see item 4/1/2/9]

noorcentre.com

4/3/1/3 It is not permissible for the sleeping partners to interfere in the operations of the company. The law does not even allow that their names be mentioned on the date of the registration of the company. Only the funds collected from the sleeping partners are mentioned.

4/3/1/4 The management of the company may be delegated either to one of the joint liability partners or to a third party. The sleeping partners are not entitled to manage the company.

4/3/2 Shari'ah Rulings relating to the partnership in commendum

4/3/2/1 Profit must be distributed according to the ratio of lots or agreement. Losses are borne by managing and sleeping shareholders partners, according to the ratio of their shares in the capital.

4/3/2/2 It is not permissible to stipulate that a sleeping partner has a right to an amount of profit according to a particular percentage of the capital or a lump sum. [see item 3/1/5/8]

4/4 Company limited by shares

4/4/1 Definition of a company limited by shares

The company limited by shares is a form of personal partnership. The subscription in this company is in accordance with equal numbers of shares and it comprises of managing partners and sleeping partners.

4/4/2 Shari'ah Rulings relating to the company limited by shares

4/4/2/1 The managing partners in this company are liable for the obligations of the company from their personal

noorcentre.com

assets on the basis of joint liability. They are in the position of a person who works as a Mudarib and simultaneously participates in a partnership. The sleeping partners' liability is limited to the number of the shares each partner owns and does not extend to his own assets. In this case, the liability of sleeping partners is equivalent to that of the capital providers in a Mudarabah contract. It is permissible to limit the liability of some investors without any consideration for limiting their liability, in which case the company consists of joint liability partners and partners with limited liability. [see item 4/1/2/9]

4/4/2/2 It is not permissible for the sleeping partners to interfere in the operations of the company. The law does not even allow that their names are mentioned on the date of the registration of the company. Only the funds collected from the sleeping partners are mentioned.

4/4/2/3 The management of the company may be delegated either to one of the managing partners or to a third party. The sleeping partners are not entitled to manage the company.

4/4/2/4 Profit must be distributed according to the ratio of participation or agreement. Losses are borne by the managing shareholding partners and sleeping shareholding partners according to their shares in the capital. And any excess losses shall be borne by managing partners.

4/4/2/5 It is not permissible to stipulate that a sleeping partner has a right to an amount of profit according to a particular percentage of the capital or a lump sum.

4/5 Allotment/particular (Muhassah) partnership

4/5/1 Definition of allotment partnership

4/5/1/1 The definition of Sharikat al-'Inan is applicable to an allotment partnership [see item 3/1]. This type of partner-

noorcentre.com

ship belongs to the personal (private) form of company. The reason for this is that the partners take into account before concluding a partnership each ones financial strength and ability to meet financial obligations from his personal assets.

4/5/1/2 Sharikat al-Muhassah has no juristic personality because people other than the partners do not know about it. This partnership does not have any separate financial liability as an entity.

4/5/2 Shari'ah rulings relating to Muhassah Company

4/5/2/1 The rulings for and basis of a Muhassah company do not differ from those for an 'Inan partnership. [see item 3/1]

4/5/2/2 The liability of partners is personal and, as such, they are liable for the liabilities of the company from their personal assets. The rules for and classification of an allotment partnership do not differ from 'Inan partnership.

4/5/2/3 The contract of a Muhassah partnership is not binding. However, if the parties agree to make it binding for a particular period of time, then they shall be bound by such an agreement. [see 4/3/2/2]

4/5/2/4 A partner in Sharikat al-Muhassah is entitled to terminate his partnership on condition that (I) he notifies other partners of his intention to withdraw and (II) the unilateral withdrawal from partnership would not cause damage to other partners or clients of the company. The partnership can be liquidated by way of actual or constructive liquidation of the company's assets.

5. Diminishing Musharakah

5/1 Diminishing Musharakah is a form of partnership in which one of the partners promises to buy the equity share of the other partner

gradually until the title to the equity is completely transferred to him. It is necessary that this buying and selling should not be stipulated in the partnership contract. In other words, the buying partner is allowed to give only a promise to buy. This promise should be independent of the partnership contract. In addition, the buying and selling agreement must be independent of the partnership contract. It is not permitted that one contract be entered into as a condition for concluding the other.

noorcentre.com

5/2 The general rules for partnerships must be applied to a diminishing partnership, especially the rules for Sharikat al-'Inan. Therefore, it is not permitted that the contract of diminishing partnership include any clause that gives any of the parties a right to withdraw his share in the capital.

5/3 It is not permitted to stipulate that one partner should bear all the cost of insurance or maintenance on the ground that he will eventually own the subject matter of the partnership.

5/4 Each partner should contribute part of the capital. The contribution may be in the form of cash or tangible assets that can be translated into a monetary value, for example, a land for building or equipment required for the operation of partnership. The loss, if any, shall be borne periodically by the parties in accordance with the participation ratio of each partner as the equity stake of one partner decreases and the stake of the other partner increases.

5/5 The ratio of profit or income of the partnership that each partner (the Institution and customer) is entitled to should be clearly determined. However, it is permissible for the partners to agree on a ratio of profit sharing that is disproportionate to the ratio of equity ownership. It is also permissible for the partners either to maintain the ratio of profit already determined even if the ratio of equity shares has changed, or to agree on amending the ratio of profit sharing due to the change in the ratio of equity shares. In doing so, they must ensure that the principle of allocation of losses in accordance with the ratio of equity share of ownership is maintained.

5/6 It is not permitted to stipulate that one partner has a right to receive a lump sum out of the profits. [see item 3/1/5/8]

noorcentre.com

5/7 It is permissible for one of the partners to give a binding promise that entitles the other partner to acquire, on the basis of a sale contract, his equity share gradually, according to the market value or a price agreed at the time of acquisition. However, it is not permitted to stipulate that the equity share be acquired at their original or face value, as this would constitute a guarantee of the value of the equity shares of one partner (the Institution) by the other partner, which is prohibited by Shari'ah.

5/8 The partners may arrange for the acquisition of the equity share of the Institution in a manner that serves the interests of both parties. This includes, for example, a promise by the Institution's client to set aside a portion of the profit or the return he may earn from the partnership for the acquisition of a percentage of the equity of the Institution. The subject matter of the partnership may be divided into shares, in which case the Institution's partner can purchase a particular number of these shares at certain intervals until the partner becomes the owner of the entire shares and consequently becomes the sole owner of the subject matter of the partnership.

5/9 It is permissible for either of the partners to rent or to lease the share of the other partner for a specified amount and for whatever duration, in which case each partner will remain responsible for the periodical maintenance of his share on a timely basis.

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of
the Preparation of the Standard

In its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah on 8-12 Ramadan 1421 A.H., Corresponding to 4-8 December 2000 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah Standard on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations.

On Saturday 15 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 10 March 2001 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee recommended to the Shari'ah Board the commissioning of a Shari'ah consultant to prepare a juristic study and an exposure draft on the Shari'ah Rules for Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations.

In its meeting held on 18 Muharram 1422 A.H., corresponding to 12 April 2001 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah Rules for Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations and asked the consultant to make amendments in light of the comments made by the members. The Committee also held a meeting on 20 Jumada II 1422 A.H., corresponding to 8 September 2001 A.D. and made some amendments in light of the comments made by the members.

The revised exposure draft of the Standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah on 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2001 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments and discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 29–20 Dhul-Hajjah 1422 A.H., corresponding to 2-3 February 2002 A.D. The public hearing was attended by more than thirty participants representing central banks, institutions,

accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. Some of the members of the Shari'ah Board responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Standards Committee in its meeting held on 21-22 Dhul-Hajjah 1422 A.H., corresponding to 6-7 March 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain discuss the comments made about the exposure draft. The Committee made the necessary amendments, which it deemed necessary in light of both the discussions that took place in the public hearing, and the written comments that were received.

The Shari'ah Board in its meeting No. (8) held on 28 Safar – 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., in Al-Madinah Al Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Standards Committee, and made the necessary amendments, which it deemed necessary. Some paragraphs of the standard were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board, while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held in Rabi' II 1433 A.H., corresponding to March 2012 A.D. in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (41) held in Al-Madinah Al Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia on 27-29 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 14-16 June 2015 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the Standard

Permissibility of Partnership

The Fuqaha have classified partnerships into four categories, namely Sharikat al-’Inan (contractual partnership), Sharikat al-Abdan (skilled trade partnership), Sharikat al-Mufawadah (agency-like partnership) and Sharikat al-Wujuh (creditworthiness or reputation partnership). The most important of all is Sharikat al- ’Inan (contractual partnership). The permissibility of this form of partnership is established by the Qur`an, the Sunnah and practical consensus of the Fuqaha.

The permissibility of Sharikah is supported by the Saying of Allah, the Almighty: ***{“…And, verily, many partners oppress one another, except those who believe and do righteous good deeds, and they are few…”}***.(2)

Among the Sunnah provisions that support the permissibility of partnership is the case of Al-Sa`ib Ibn Abu Al-Sa`ib Al-Makhzumi who was a partner of the Prophet (peace be upon him) in business at the beginning of Islam. On the day when the Prophet (peace be upon him) conquered Mecca, he met Al-Sa`ib, then he (peace be upon him) said: *“Welcome my brother and my partner. He jokes not (i.e. he is serious in business) and do not argue (unnecessarily).”*(3)

Moreover, partnership is one of the main transactions in all societies since the advent of Islam. This constitutes, therefore, a practical consensus for the permissibility and validity of partnerships.

The partnerships for which the jurists have clarified their rules are the origins of the modern corporations, such as joint-stock companies whose

(2) [Sad: 24]
(3) The Hadith had been related by Al-Hakim who deemed it authentic [2: 61]. Al-Dhahabi agreed with Al-Hakim.

noorcentre.com

financial standing and obligations are related to the volume of the shares of the company and on its juristic personality, not on the personality of the shareholders. Therefore, the general rules for various partnerships in Shari'ah will govern modern forms of corporations. However, the procedural systems relating to representation of partnership companies and bureaucratic, administrative and accounting procedures are required by Maslahah (consideration of the public good or common need), which is an acceptable source for validating human actions provided it is employed in line with the principles of Shari'ah.

The general basis of Sharikah is agency (Wakalah) because each partner is acting as a principal partner, on one hand, and acting in the interest of the partnership, on the other hand, as an agent for the remaining partners. Unlike other partnerships, *Sharikat al-Mufawadah* combines rules of agency and guarantee simultaneously.

Conclusion of Sharikah Contract

- It is permitted to conclude a partnership contract with non-Muslims or conventional banks for carrying out permissible operations in association with necessary guarantees that they will observe Shari'ah precepts and principles. The Shari'ah basis for this is the Hadith stating: "*The Messenger of Allah has prohibited concluding partnership with Jews and Christians unless the selling and buying is in the hands of the Muslim*".(4) The cause of the prohibition is the fear of being involved in interest-based transactions or in concluding impermissible contracts and this fear is absent when there are guarantees to observe and apply Shari'ah rulings.(5) Al Baraka Forum has issued a resolution in support of partnership between Islamic banks and conventional banks.(6)
- The basis for the permissibility of an agreement on amending the terms of partnership and the profit sharing ratio is that this action does not lead to a possibility of precluding a partner from getting a share of profit.(7)

---

(4) "*Musannaf Ibn Abu Shaybah*" [6: 9].
(5) See: Ibn Qudamah, "*Al-Mughni*" [7: 110-111].
(6) See: Resolution No. (9/1): "*Fatawa Nadwat Al Baraka*" No. 9, (P. 151).
(7) See: Resolution No. (11/8): "*Fatawa Nadwat Al Baraka*" No. 11, (P. 194).

Capital of Sharikah

noorcentre.com

- The basis for the permissibility that Sharikah capital may be contributed in the form of tangible assets other than cash, after valuation, is that the purpose of Sharikah is to give partners a right to use the contributed money freely and to share the profit. This objective is realisable even if the capital is contributed in the form of tangible assets just as it is in the case of a contribution in cash. Therefore, it is just as valid to present tangible assets for Sharikah investment as to present cash. At the liquidation, each one of the partners will be entitled to the equivalent value of the assets presented at the conclusion of the Sharikah.(8) This is the view of the Maliki and the Hanbali scholars.(9)
- The basis for the requirement that a payment of contribution to Sharikah capital in a currency different from the designated currency of partnership must be valued according to the current exchange rate at the time of payment is that this action is a currency exchange between two currencies which is permitted provided it is carried out at the current exchange rate. This is evidenced by the Hadith in which Ibn Umar asked the Prophet (peace be upon him) concerning selling camels at (a place in Medina called Al-Baqi') in a currency and collecting payment in a different currency. The Prophet (peace be upon him) endorsed the transaction provided it had taken place according to the current exchange rate.(10)
- The basis for the requirement that the investments of parties in the capital should be properly determined is that failure to do so will lead to ambiguity in respect to the capital. It is not permissible that the capital of Sharikah be ambiguous since certainty as to the amount of the capital is a benchmark for sharing profit. The equitable distribution of profit is not possible if the amount of capital contributed by each party is ambiguous.(11)
- The basis for rejecting payment of partnership capital in receivables alone is that debts owed to a partner by another partner cannot actually be used in partnership operations, as they are not assets in possession.

---

(8) *"Al-Mughni"* [7: 124]
(9) *"Hashiyat Al-Dusuqi"* [2: 517]; and *"Al-Mughni"* [5: 17].
(10) The source of the Hadith has been stated earlier.
(11) *"Al-Mughni"* [7: 125].

Again, this may potentially lead to Riba when the partner is the one in debt.(12) However, if the receivables are combined with other assets and the ratio of debt to the total assets is negligible, then debt and the other assets can be presented as a contribution to partnership capital. The basis for this is the principle of *Taba'iyyah* (things dependent on another thing) as per the legal maxim: "A thing which in fact follows from another thing follows it also in law and judgment cannot be given separately for a thing that follows from another" and the legal maxim: "The law is flexible in things that follow from another".

noorcentre.com

- The basis for allowing current accounts as capital in partnership is that, in spite of their being considered as loan, they are presumed to be possessed by the accountholders because the funds are available on demand. This is because the Institutions are obliged by their regulations and directives of the supervisory bodies to pay the owner on demand or accept cheques against these accounts irrespective of the financial situation of the Institution.

Managing a Partnership

- The basis for the right of each partner to participate in the management of the partnership is that partnership is based on elements of agency and trust. The element of agency requires that each party be entitled to be involved in the operations in a manner that is in the interest of the partnership. The element of trust requires that each party act for the benefit of the partnership.(13)
- The basis for not allowing a fixed remuneration for a partner who assists in the management is that this may lead to guaranteeing the capital of this partner, or to his not being exposed to risk of loss, if any, in proportion to his contribution in the capital.
- The basis for the permissibility of appointing, by a separate independent contract, one partner to manage the partnership and the permissibility of paying him wages is that the partner becomes an employee of the company and he is not acting in the capacity of a partner.

(12) *"Hashiyat Al-Dusuqi"* [3: 517]; and *"Al-Mughni"* [5: 17].
(13) See: *"Al-Mughni"* [7: 128].

Guarantees in Partnership

noorcentre.com

- The basis of the requirement that a partner is not liable except in cases of misconduct or negligence, and of the impermissibility of a stipulation to the effect that a partner guarantees the capital of another partner, is that partnership operates on the basis of trust, and to hold a trustee liable for losses (except in the case of misconduct or negligence) is impermissible.(14)
- The basis for allowing a party to a partnership to require a guarantee or a mortgage from another party as security against cases of misconduct and the like is that this requirement does not conflict with the rules for partnership. Again, the general principle of contracts and partnerships is that parties are required to observe stipulated terms as far as possible.(15)
- The basis for the permissibility of a "promise to guarantee" by a third party whose financial liability is independent from the parties to a partnership is that this action is a mere charitable act and an undertaking that is independent of the partnership contract. In other words, a fulfilment of a promise by a third party is not a condition for the permissibility of the contract. In addition, the third party's guarantee does not adversely affect the established Shari'ah principle against guaranteeing capital or profit. A resolution was issued by International Fiqh Academy in support of the permissibility of a third party's promise to guarantee.(16)
- The basis for the requirement that the guaranteeing Institution should not be the owner of the guaranteed Institution or vice versa is that by ownership the transaction becomes in substance a guarantee by a partner of the capital of another partner.

Outcome of Partnership Investment (Profit and Loss)

- The basis for the impermissibility of an agreement to determine the profit share on the basis of a lump sum or a percentage of the capital is because this is inconsistent with the sharing of profit and because profit is not realised unless the capital is maintained intact.

---

(14) See: Ibn Qudamah, *"Al-Kafi"* [2: 230]; and *"Al-Mubdi"* [4: 256].

(15) See: Fatwa (1/5) of Al Baraka First Forum, 1403 A.H.: *"Qararat Wa Fatawa Nadwat Al Baraka"* (P. 18).

(16) International Fiqh Academy resolution No. 30 (5/4).

noorcentre.com

- The basis for the impermissibility of deferring the statement of the profit ratio of each party until profit is realised is because such a procedure involves uncertainty which may potentially lead to dispute. However, the parties are entitled to amend the profit ratio or to relinquish a right to profit on the date of distribution. This is because the profit belongs to them; hence, it is permissible for them to make amendments or relinquishments.
- The basis for the requirement that the profit share may be either proportionate or disproportionate to the contribution of each party in the capital is that an individual deserves a share in profit on the basis of the funds contributed, the work done or the risk borne. If an individual is involved in any of these three, then it is allowed for the parties to agree on a profit ratio accordingly. This is the opinion of the Hanafi and Hanbali schools.(17)
- The basis for the impermissibility of one party bearing losses or that each party bear a portion of losses that may not be proportionate to the share of each party in the capital is the saying of Ali Ibn Abu Talib (may Allah be pleased with him): "Profit distribution is according to agreement of the partners and loss must be borne in proportion to the contribution in the capital."(18) Therefore, it is a void condition that one party should bear the loss of other parties and such a condition facilitates misappropriation of the property of others.
- The basis for the permissibility of the partners agreeing on any method for allocation of profit, whether fixed or variable during a particular period, is that this agreement is circumscribed with a condition that the method adopted should not contravene any Shari'ah principle, which means the method should not preclude a party from sharing in profit.
- The basis for not allowing final distribution of profit before deduction of expenses and expenditure is that there is no profit unless the capital is maintained intact.

(17) See: Al-Mirghinani, *"Al-Hidayah Sharh Al-Bidayah"* [3: 7-8], Al-Maktabah Al-Islamiyyah edition; Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [6: 62-63]; and Ibn Muflih, *"Al-Mubdi"* [5: 4], Al-Maktab Al-Islami edition

(18) This Athar has been reported by Ibn Abu Shaybah in his *"Musannaf"* [4: 268], Riyadh: Maktabat Al-Rushd.

- The basis for the impermissibility of specifying a lump sum profit amount for one partner is that this action is inconsistent with sharing in profit.
noorcentre.com
- The basis for not allowing a partner to earn a share of profit and a fee simultaneously is that this fee is a lump sum that may preclude sharing in profit due to the possibility that the partnership business may not realise enough profit to cover it. The basis for allowing a partner to receive, based on a separate contract, a fee is that the contract that entitles a partner to a fee is not part of the partnership contract and because this fee is not inconsistent with sharing in profit, as the partner in this case is considered to be a third party.
- The basis for the permissibility of an agreement that if the profit realised is above a certain ceiling, the profit over such ceiling belongs to a particular partner, is because this constitutes a valid condition that is not inconsistent with profit sharing.(19) Moreover, the capital provider is the one who will bear losses, if any.
- The basis for the permissibility of distributing profit based on constructive valuation is that the use of this method is permitted by Shari'ah(20) and was used in a number of cases, such as Zakah and theft. The basis for the permissibility of constructive valuation is also the saying of the Prophet (peace be upon him): *"If a co-owner of a slave frees his part, the slave will be set free against his property if he has property; otherwise, it will be valued by fair value and freed."*(21)
- The basis for the permissibility of distributing funds to partners on account, i.e. subject to settlement and refund of any additional profit acquired over the contribution to the capital on the date of actual liquidation, is because this action causes no damage to any of the partners since the distributed funds on account are subject to settlement at a later stage.

---

(19) *"Al-Bahr Al-Zakhkhar"* [5: 83], Dar Al-Kitab Al-Islami edition.
(20) See: Resolution No. (4) of the Islamic Fiqh Academy under the auspices of Muslim World League that was issued in the 16th session held in Mecca on 21-26/10/1422 A.H.; the International Islamic Fiqh Academy resolution No. 30 (5/4) and Fatwa No. (8/2) issued during the Al Baraka's 8th Forum on Islamic Economics in *"Fatawa Al Baraka"* (P. 134).
(21) This Hadith has been related by Muslim, See: *"Sahih Muslim"* [2: 1140].

- The basis for allowing distribution of partnership revenues, including the capital assets, prior to liquidation of the partnership is that the partners suffer no damage from this and also the distribution is subject to review and reimbursement when liquidation is actually effected.(22)

noorcentre.com

Termination of Partnership

- The basis for the rule that termination of partnership will not affect obligations and actions that took place before it is protection of the remaining partners against any potential damage.
- The basis for the impermissibility of a promise by one of the partners to buy assets of the partnership at face value is that this constitutes a guarantee of the capital which is prohibited by Shari'ah. The basis for the permissibility of a promise to buy the assets of partnership at the market value is that this does not constitute a guarantee of capital.

Modern Corporations

- The permissibility of modern corporations is dependent on the principle of Shari'ah that human transactions are, in principle, permissible (*Mubah*) as long as there is no clear injunction against them, especially in view of the fact that the categorisation of any one or more of these corporations had parallels in Shari'ah-nominate contracts, such as 'Inan partnership, Mudarabah and the like.(23)

Stock Companies

- The basis for the permissibility of underwriting issues of shares without taking consideration is that this is an undertaking that does not involve an impermissible act, such as taking a commission for a guarantee. The International Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in this respect.(24)
- The basis for the impermissibility of buying shares using an interest-based loan provided by a stockbroker or other party against a mortgage of the shares is that this is an interest-based transaction secured by

(22) See: International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 30 (5/4), and resolution of Islamic Fiqh Academy under the auspices of Muslim World League during its 16th session.
(23) See: Abdul-Aziz Al-Khayyat, *"Al-Sharikat"* [2: 158-159].
(24) See: The International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7).

shares.[25] In this case, both transactions are prohibited by an explicit source that indicates that Allah, the Almighty, has cursed a person who lives on interest-based transactions, a person who pays such interest, and a person who notarises or acts as a witness for such transactions.

noorcentre.com

- The basis for the impermissibility of selling shares that the seller does not own is that this constitutes selling of an item that one does not own or an involvement in a transaction without bearing a risk which is prohibited by Shari'ah.
- The basis for allowing a mortgage of shares is that mortgaging is permissible. Moreover, anything that can be sold may be presented as a mortgage as in the case of shares unless the bylaws of the company state otherwise in which case the conditions stated must be observed.
- The basis for the permissibility of "shares to the order of" (nominative shares) is that this is a form of transferring ownership of shares to another investor. The acceptance by the remaining shareholders of the bylaws of the company that give a right to transfer is an implied consent to the transfer of ownership.[26] The basis for the permissibility of "bearer shares" is that it is a sale of shares by a shareholder to another investor. The acceptance by the remaining shareholders of the bylaws of the company that give a right to sell is an implied consent to the sale. The fact that the identification and personality of the new shareholder (the purchaser) is not known to other shareholders will not affect the sale as they may be provided with this information if need be.[27]
- The basis for the impermissibility of issuing preference (preferred) shares is that preference shares are inconsistent with profit sharing and involve depriving other partners of their fair share of profit.[28]
- The basis for the impermissibility of issuing shares that entitle the holder a participation in the net profit and entitles the company to gradually redeem the participation through the distribution of profits before the termination of the company, is because the funds the certificate holders receive constitute profit in respect of their shares. The claim that the

(25) See: International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7).
(26) See: International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7).
(27) See: International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7).
(28) See: International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7).

participations are redeemed in consideration for the distributed profit is invalid. Therefore, the certificate holders remain owners of the shares and are entitled to proceeds when the company is liquidated.(29)

noorcentre.com

Joint Liability Company

- The basis for the permissibility of the undertaking of partners in a joint liability company to be jointly responsible is that the joint liability in this way is subject to the rules for guarantees. The permission granted by each of them to the others to act on behalf of the company is subject to the rules of agency as in the case of Mufawadah partnership which combines elements of guarantee and agency. The partners have consented to be liable jointly because there is no gain at the expense of any of the partners and no one is to be cheated.(30)
- The basis for the impermissibility of bringing in a substitute partner in a joint liability company when the other partners did consent to it is that the personality of the partner is significant for the partners because the liability of the company includes his personal assets and the substitute may not be in the same financial position as the partner.

Partnership in Commendum

- The basis for the impermissibility of sleeping partners of partnership in commendum or company limited by shares being entitled to interfere in the management of the company is that they have agreed not to do so and this agreement does not affect the rules of partnership.
- The reason why the financial liability of the sleeping partners in partnership in commendum is limited to their shares is that they are in the position of capital providers in a Mudarabah contract.

Allotment (Particular) Partnership

The basis for the permissibility of unilateral termination of participation in this kind of partnership by any of the partners is that, in principle, unilateral termination of participation is allowed provided such action inflicts no damage to any of the partners as per the saying of the Prophet (peace be upon him): *"No harm to be inflicted and no reciprocal harm."*(31)

(29) See: International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7).
(30) See: Abdul-Aziz Al-Khayyat, *"Al-Sharikat"* [2: 235].
(31) The Hadith has been related by Ibn Majah in his *"Sunan"* [2: 784].

Diminishing Partnership

- The basis for saying that all the general rules for partnerships, especially the rules for 'Inan partnership, are applicable to diminishing partnerships is to safeguard this new form of partnership from becoming a mere interest-based financing transaction in which a client undertakes to pay another party for his finance in addition to a share in the partnership income.
- The basis for the impermissibility of one partner being responsible for the expenses of insurance or maintenance is that this condition is in conflict with the nature of the partnership contract.[32]

noorcentre.com

(32) See: Fatwa No. (219) of the Fatwas of Kuwait Finance House.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Contract Partnership (Sharikat al-'Aqd)

Contract partnership is an agreement between two or more parties to combine their assets or to merge their services or obligations and liabilities with the aim of making profit.

Partnership of Ownership (Sharikat al-Milk)

Partnership of ownership (Sharikat al-Milk) is the combination of the assets of two or more persons in a manner that creates a state of sharing the realised profit or income or benefiting from an increase in the value of the partnership assets. This combination of assets for making profit necessitates bearing losses, if any. The ownership partnership is created by events beyond the partners' control such as the inheritance rights of heirs in the legacy of a deceased person. This partnership is also created by the wish of the partners such as when two or more parties acquire common shares in a particular asset.

Mufawadah Partnership

Mufawadah partnership is any partnership in which the parties are equal in all respects, such as funds contributed by them, their right to act and their liability, from the commencement of the partnership to the date of its termination.

Sharecropping Partnership (Muzara'ah)

Sharecropping is partnership in crops in which one party presents land to another for cultivation and maintenance in consideration for a common defined share in the crop.

Irrigating Partnership (Musaqat)

Irrigating partnership is a partnership that depends on one party presenting designated plants/trees that produce edible fruits to another in order to work on their irrigation in consideration for a common defined share in the fruits.

Agricultural Partnership (Mugharasah)

noorcentre.com

Agricultural partnership is a partnership in which one party presents a treeless piece of land to another to plant trees on it on the condition that they share the trees and fruits in accordance with a defined percentage.

Distribution of Proceeds and Profits

Distribution of proceeds and profits is a process of termination an undivided ownership in the company by the final distribution of the assets whereby rights of each partner are defined and common shares are partitioned into identified sets for each partner. This is why distribution is defined as identification of undefined shares or proceeds of a particular person.

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (13)

Mudarabah

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	369
Statement of the Standard	370
1. Scope of the Standard	370
2. Definition of Mudarabah	370
3. Agreement of Mudarabah Financing	370
4. Mudarabah Contract	371
5. Types of Mudarabah	372
6. Guarantees in a Mudarabah Contract	372
7. Requirements Relating to the Capital	372
8. Rulings and Requirements Relating to Profit	373
9. Duties and Powers of the Mudarib	375
10. Liquidation of a Mudarabah Contract	378
11. Date of Issuance of the Standard	378
Adoption of the Standard	379
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	380
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	382
Appendix (c): Definitions	389

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The aim of this standard is to explain the Shari'ah rulings for restricted and unrestricted Mudarabah, whether the Islamic financial Institution (Institution/Institutions)[1] is acting in the capacity of a Mudarib (entrepreneur) or in the capacity of an investor.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers Mudarabah contracts between the Institution and the other entities or individuals. It also covers joint investment accounts and special purpose investment accounts if these accounts are administered on the basis of Mudarabah.

The standard does not cover Sukuk of Mudarabah (Mudarabah Certificates) or other types of partnership contracts, as these are covered by separate standards.

2. Definition of Mudarabah

Mudarabah is a partnership in profit whereby one party provides capital (Rab al-Mal) and the other party provides labour (Mudarib).

3. Agreement of Mudarabah Financing

3/1 It is permissible, on the basis of a general framework or a memorandum of understanding, to conclude Mudarabah financing contracts for a particular sum of money and within a particular defined duration provided that the memorandum of understanding will be later implemented in line with specific or successive Mudarabah transactions.

3/2 The memorandum of understanding should define the general contractual framework, indicating the intention of the parties to use either unrestricted or restricted Mudarabah financing instrument, either through revolving transactions or separate transactions. Also, the memorandum of understanding should indicate the profit ratio, and type of guarantees that shall be presented by the Mudarib to cover situations of negligence, misconduct or breach of contract and other relevant issues in this regard.

3/3 If the Mudarabah contract is actually concluded on the basis of the memorandum of understanding, the contents of the memorandum become an integral part of any future contract, unless the parties had originally agreed to exempt themselves from some of the obligations mentioned therein.

noorcentre.com

4. Mudarabah Contract

4/1 The Mudarabah contract may be concluded using terms such as Mudarabah, Qirad or Mu'amalah.

4/2 Both parties should possess the legal capacity to appoint agents and accept agency. Therefore, a Mudarabah contract may not be concluded in the absence of two contracting parties with absolute legal capacity or of their agents who enjoy legal capacity similar to that of the contracting parties.

4/3 The general principle is that a Mudarabah contract is not binding, i.e. each of the contracting parties may terminate it unilaterally except in two cases:

4/3/1 When the Mudarib has already commenced the business, in which case the Mudarabah contract becomes binding up to the date of actual or constructive liquidation.

4/3/2 When the contracting parties agree to determine a duration for which the contract will remain in operation. In this case, the contract cannot be terminated prior to the end of the designated duration, except by mutual agreement of the contracting parties.

4/4 A Mudarabah contract is one of the trust-based contracts. Therefore, the Mudarib is investing Mudarabah capital on a trust basis in which case the Mudarib is not liable for losses except in case of breach of the requirements of trust, such as misconduct in respect to the Mudarabah fund, negligence and breach of the terms of Mudarabah contract. In committing any of these, the Mudarib becomes liable for the amount of the Mudarabah capital.

5. Types of Mudarabah

Mudarabah contracts are divided into unrestricted and restricted Mudarabah.

noorcentre.com

5/1 An unrestricted Mudarabah contract is a contract in which the capital provider permits the Mudarib to administer a Mudarabah fund without any restrictions. In this case, the Mudarib has a wide range of trade or business freedom on the basis of trust and the business expertise he has acquired. An example of unrestricted Mudarabah is when the capital provider says, "Do business according to your expertise". However, such unrestricted business freedom in an unrestricted Mudarabah must be exercised only in accordance with the interests of the parties and the objectives of the Mudarabah contract, which is making profit. Therefore, the actions of the Mudarib must be in accordance with the business customs relating to the Mudarabah operations: the subject matter of the contract.

5/2 A restricted Mudarabah contract is a contract in which the capital provider restricts the actions of the Mudarib to a particular location or to a particular type of investment as the capital provider considers appropriate, but not in a manner that would unduly constrain the Mudarib in his operations.

6. Guarantees in a Mudarabah Contract

The capital provider is permitted to obtain guarantees from the Mudarib that are adequate and enforceable. This is circumscribed by a condition that the capital provider will not enforce these guarantees except in cases of misconduct, negligence or breach of contract on the part of Mudarib.

7. Requirements Relating to the Capital

7/1 In principle, the capital of Mudarabah must be provided in the form of cash. However, it may be presented in the form of tangible assets, in which case the value of the assets is the contribution to the Mudarabah capital. The valuation of the assets may be conducted by experts or as agreed upon by the contracting parties.

7/2 The capital of Mudarabah should be clearly known to the contracting parties and defined in terms of quality and quantity in a manner that eliminates any possibility of uncertainty or ambiguity.

noorcentre.com

7/3 It is not permissible to use a debt owed by the Mudarib or another party to the capital provider as capital in a Mudarabah contract.

7/4 For a Mudarabah contract to be valid and for the Mudarib to be considered as having control over the capital, the capital must be, wholly or partially, put at the disposal of the Mudarib, or the Mudarib must have free access to the capital.

8. Rulings And Requirements Relating to Profit

8/1 It is a requirement that the mechanism for distributing profit must be clearly known in a manner that eliminates uncertainty and any possibility of dispute. The distribution of profit must be on the basis of an agreed percentage of the profit and not on the basis of a lump sum or a percentage of the capital.

8/2 In principle, it is not permissible to earn a share of profit in addition to a fee in a Mudarabah contract. However, it is permissible for the two parties to construct a separate agreement independent of the Mudarabah contract assigning one party to perform, for a fee, a business activity that is not by custom part of Mudarabah operations. The independence of this separate agreement means that if the contract of providing this activity is terminated, this will not affect the contract of Mudarabah.

8/3 The parties shall agree on the ratio of profit distribution when the contract is concluded. It is also permissible for the parties to change the ratio of distribution of profit at any time and to define the duration for which the agreement will remain valid.

8/4 If the parties did not stipulate the ratio of profit distribution, then they shall refer to customary practice, if any, to determine the shares of profit. If the customary practice is that the profit is distributed equally, then this will be applied as such. If there is no customary practice in this regard, the Mudarabah contract is regarded void

ab initio, and the party who acts as the Mudarib should receive a common market price for the kind and amount of services that he provided as Mudarib.

noorcentre.com

8/5 If one of the parties stipulates that he should receive a lump sum of money, the Mudarabah contract shall be void. This rule does not apply to a situation where the parties agree that if the profit is over a particular ceiling then one of the parties will take the additional profit and if the profit is below or equal to the amount of the ceiling the distribution of profit will be in accordance with their agreement.

8/6 It is not permissible for the capital provider to give the Mudarib two amounts of capitals on condition that the profit earned on one of the two amounts would be taken by the Mudarib while the capital provider would take the profit earned on the other amount. It is not also permissible for the capital provider to state that the profit of one financial period would be taken by the Mudarib and the capital provider would take the profit of the following financial period. Similarly, it is not permissible to assign the profit from a particular transaction to the Mudarib and the profit from another transaction to the capital provider.

8/7 No profit can be recognised or claimed unless the capital of the Mudarabah is maintained intact. Whenever a Mudarabah operation incurs losses, such losses stand to be compensated by the profits of future operations of the Mudarabah. The losses brought forward should be set against the future profits. All in all, the distribution of profit depends on the final result of the operations at the time of liquidation of the Mudarabah contract. If losses are greater than profits at the time of liquidation, the balance (net loss) must be deducted from the capital. In this case, as he is a trustee the Mudarib is not liable for the amount of this loss, unless there is negligence or misconduct on his part. If the total Mudarabah expenses are equal to the total Mudarabah revenues, the capital provider will receive his capital back without either profit or loss, and there will be no profit in which the Mudarib is entitled to a share. If profit is realised, it must be distributed between the parties as per the agreement.

8/8 The Mudarib is entitled to a share of profit as soon as it is clear that the operations of the Mudarabah have led to the realisation of a profit. However, this entitlement is not absolute, as it is subject to the retention of interim profits for the protection of the capital. It will be an absolute right only after distribution, i.e. when actual or constructive valuations take place. It is permissible to distribute the realised profit among the parties on account, in which case the distribution will be revised when actual or constructive valuation takes place. The final distribution of profit should be made based on the selling price of the Mudarabah assets, which is known as actual valuation. It is also permissible that the profit be distributed on the basis of constructive valuation, which is valuation of the assets on the basis of fair value. Receivables shall be measured at the cash equivalent, or net realisable value, i.e. after the deduction of a provision for doubtful debts. In measuring receivables, neither time value (interest rate) nor discount on current value for extension of period of payment shall be taken into consideration.

noorcentre.com

8/9 If the Mudarib has commingled his own funds with the Mudarabah funds, the Mudarib becomes a partner in respect of his funds and a Mudarib in respect of the funds of the capital provider. The profit earned on the two commingled funds will be divided proportionately to the amounts of the two funds, in which case the Mudarib takes the profit attributable to his own funds, while the remaining profit is to be distributed between the Mudarib and the capital provider according to the provisions of the Mudarabah contract.

9. Duties and Powers of the Mudarib

The Mudarib should employ his best efforts to accomplish the objectives of the Mudarabah contract. The Mudarib should assure the capital provider that his money is in good hands that will act to find the best ways of investing it in a permissible manner.

9/1 If a Mudarabah contract is concluded on an unrestricted basis, the Mudarib is permitted, in general, to do what entrepreneurs do in his field of activity, including the following:

9/1/1 Attending to all permissible investment or trading fields that are feasible, given the amount of the capital at his disposal, and in which he believes that his expertise, and technical and professional qualifications are likely to give him the ability to compete effectively.

noorcentre.com

9/1/2 Carrying out the work himself or appointing another person to carry out some work if necessary, such as buying a commodity or marketing it for him.

9/1/3 Choosing as far as possible appropriate places and markets that are seemingly free of risks.

9/1/4 Safeguarding the Mudarabah funds or depositing them in the custody of a trustworthy person whenever appropriate.

9/1/5 Selling and buying on a deferred payment basis.

9/1/6 The Mudarib may do, either by permission or appointment of the capital provider, the following:

a) The Mudarib may, at any time, combine a Mudarabah contract and a partnership (Sharikah) contract, irrespective of whether this takes place at the outset of the contract or after the commencement of Mudarabah operations, and of whether the partnership contribution is from the Mudarib himself or from a third party. The mixture of unrestricted investment deposits with the Institutions' funds is an example of this kind of combination.

b) The Mudarib may accept funds from a third party on a Mudarabah basis if this new contract will not affect his investment and management responsibility in respect of the first Mudarabah contract.

9/2 It is permissible for the capital provider, on the basis of his interests, to place restrictions on the actions of the Mudarib. Thus, Mudarabah operations may be restricted to a specified time and place, so that the Mudarib may only invest the Mudarabah funds during a particular time period or in a specified country or in a market of a particular

country. In addition, the Mudarabah operations may be restricted to investment in certain sectors such as services or trade sectors or a single commodity or a group of commodities. However, restricting the Mudarabah operations to certain commodities is circumscribed with a condition that such commodities must be commonly available so that, other things being equal, the restriction will not prevent the objectives of the Mudarabah contract from being achieved. For example, the commodities to which the Mudarabah is restricted must not be scarce, seasonal (and out of season) or in very limited supply with the consequence that the objectives of the Mudarabah contract cannot be achieved.

noorcentre.com

9/3 The capital provider is not permitted to stipulate that he has a right to work with the entrepreneur (Mudarib) and to be involved in selling and buying activities, or supplying and ordering. However, the Mudarib should refer to him in performing any action and should not act without consulting him. Also, the capital provider is not entitled to lay down conditions that will restrict movements or actions of the Mudarib, such as a stipulation that the Mudarib must enter into a partnership with others or a stipulation that the Mudarib must mix his personal funds with the Mudarabah funds.

9/4 The Mudarib must carry out all the work that any similar asset or fund manager would be liable, by custom, to do. In this case, the Mudarib is not entitled to a fee for this work as this is part of his responsibilities. If the Mudarib appoints another party on an Ijarah (hiring contract) basis to carry out such work, the wages for the worker must be paid from the personal funds of the Mudarib and not from the Mudarabah funds. The Mudarib may hire against the account of Mudarabah funds another party, at the prevailing rate, to execute work that is not by custom the responsibility of the Mudarib.

9/5 The Mudarib is not entitled to sell items for the Mudarabah operation at less than the common or market price, or to buy items for the Mudarabah operation at a price higher than common prices, unless if such action in either case is intended to achieve an objective that is obviously in the interest of the Mudarabah.

9/6 It is not permissible for the Mudarib to make a loan or a gift or a charitable donation out of the Mudarabah funds. Likewise, the Mudarib is not entitled to waive a right associated with the Mudarabah operation unless the capital provider has consented to his doing so.

noorcentre.com

9/7 If the Mudarib has a right to receive living expenses from the Mudarabah funds that has been approved by the capital provider, then he is entitled to the amount so approved for him. If there is no agreement on this, then the Mudarib should take living expenses in accordance with custom and reason. The Mudarib is also entitled to travelling expenses in accordance with custom and reason.

10. Liquidation of a Mudarabah Contract

10/1 A Mudarabah contract can be liquidated in the following manner:

10/1/1 Being a non-binding contract, it can be liquidated by unilateral termination of the contract by one of the parties. [see item 4/3]

10/1/2 With the agreement of both parties.

10/1/3 On the date of maturity if the two parties had earlier agreed to set a time limit for it. [see item 3/4]

10/1/4 When the funds of Mudarabah contract have been exhausted or have suffered losses.

10/1/5 The death of the Mudarib or the liquidation of the institution that acts as Mudarib.

10/2 On the maturity of a Mudarabah operation, the assets should be liquidated in the manner explained in item 8/8.

11. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 4 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Mudarabah was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 28 Safar to 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 8-12 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 4-8 December 2001 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of a Shari'ah Standard on Mudarabah.

On Saturday 15 Dhul-Hajjah 1421 A.H., corresponding to 10 March 2001 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee recommended to the Shari'ah Board the commissioning of a Shari'ah consultant to prepare a juristic study and an exposure draft on the Shari'ah Standard for Mudarabah.

In its meeting held on 18 Muharram 1422 A.H., corresponding to 12 April 2001 A.D., the Fatwa and Arbitration Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah Rules for Mudarabah and asked the consultant to make amendments in light of the comments made by the members. The Committee also held a meeting on 20 Jumada II, 1422 A.H., corresponding to 8 December 2001 A.D., and made some amendments in light of the comments made by the members.

The revised exposure draft of the Standard was presented to the Shari'ah Board in its 7th meeting held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2001 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the Standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments with the objective of discussing them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain during the period of 29-20 Dhul-Hajjah 1422 A.H., corresponding to 2-3 February 2002 A.D. The public

hearing was attended by more than thirty participants representing central Institutions, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. Some of the members of the Shari'ah Board responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Standards Committee in its meeting held during the period of 21-22 Dhul-Hajjah 1422 A.H., corresponding to 6-7 March 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain discussed the comments made on the exposure draft. The Committee made the amendments which it considered necessary in light of both the discussions that had taken place in the public hearing and the written comments that had been received.

The Shari'ah Board in its 8th meeting held on 28 Safar - 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah discussed the amendments made by the Shari'ah Standards Committee, and made the necessary amendments, which it deemed necessary. Some paragraphs of the standard were adopted by the unanimous vote of the members of the Shari'ah Board, while the other paragraphs were adopted by the majority vote of the members, as recorded in the minutes of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the Standard in its meeting held on Rabi' II, 1433 A.H., corresponding to March 2012 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its 41st meeting held in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia during the period of 27-29 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 14-16 June 2015 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the Standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Permissibility of Mudarabah and Its Rationale

- Mudarabah, known also as Qirad, is a contract that arranges cooperation in business investment between capital on one hand and entrepreneurship on the other, whereby the contracting parties jointly and commonly own the realised profit as per the agreement. The party providing the capital is known Rab al-Mal and the investor is known as Mudarib or 'Amil (literally. worker) or Muqarid.(2)

Mudarabah contract derives its permissibility from the following:(3)

a) From the Qur`an is the Saying of Allah, the Almighty: ***{"Others travelling through the land, seeking of Allah's bounty"}***.(4) This verse is interpreted to mean those who travel for the purpose of trading and seeking permissible income in order to provide for themselves and their family.

b) From the Sunnah is the Hadith that says, "Al-'Abbas Ibn Abdul-Muttalib used to pay money for Mudarabah and to stipulate to the Mudarib that he should not travel by sea, pass by valleys or trade in livestock, and that the Mudarib would be liable for any losses if he did so. These conditions were brought before the Prophet (peace be upon him) and he approved them".(5) Among the Hadiths regarding the permissibility of Mudarabah is the case that states that "Umar Ibn

(2) Al-Marghinani, *"Al-Hidayah Sharh Bidayat Al-Mubtadi"* [3: 202]; Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [6: 56 and 57]; Ibn Rushd, *"Bidayat Al-Mujtahid"* [2: 236]; and Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* [3: 26].

(3) *"Takmilat Al-Majmu'"* [14: 357-360]; *"Subul Al-Salam"* [3: 76]; *"Bidayat Al-Mujtahid"* [2: 236]; *"Al-Hidayah"* [2: 202]; *"Al-Mughni"* [5: 26]; and *"Al-Muhadhdhab"* Printed with *"Al-Majmu'"* [14: 357].

(4) [Al-Muzzammil (The One Wrapped in Garments): 20].

(5) The Hadith has been related by Al-Bayhaqi [6: 111].

Al-Khattab gave one man the funds belonging to an orphan for the purpose of Mudarabah and the man was trading with these funds in Iraq".[6]

noorcentre.com

c) Ibn Al-Mundhir mentioned that there is generally consensus among the scholars in respect to the permissibility of a Mudarabah contract.[7]

- The rationale for making this contract permissible includes the following:

a) Money cannot increase unless it is associated with work. It is also not permissible to provide money in return for a periodic pre-agreed payment (rent) to a person who is willing to invest it as this will constitute a debt with Riba.

b) The Mudarabah contract is made permissible to facilitate investment cooperation between capital providers who are not prepared to invest and manage their money themselves, and competent business or investment experts who lack adequate capital. In other words, there are some individuals who are rich but lack business or investment know-how and others who have business or investment expertise but lack money. This situation thus calls for the permissibility of the Mudarabah contract so as to combine the interests of the two parties.[8]

Moreover, a Mudarabah contract is an instrument that was commonly used in trade and which usage expanded in modern times to include business, services, and agricultural or horticultural and industrial activities.

a) The business philosophy of conventional banks depends on the concept of renting out money and making profit in doing so, while Shari'ah prohibits this philosophy because of its being Riba. The Mudarabah financing instrument has been an essential instrument to develop Islamic financial Institutions (Institution/Institutions). This instrument is used by these institutions to attract unrestricted or restricted investment accounts and to reinvest these funds in various activities.

---

(6) The Hadith has been related by Al-Bayhaqi in *"Al-Ma'rifah"* (see: Al-Zayla'i, *"Nasb Al-Rayah"*).

(7) *"Al-Mughni"* [7: 133-134].

(8) *"Takmilat Al-Majmu'"* [14: 371].

noorcentre.com

Contract of Mudarabah

- The basis for the rule that both parties to a Mudarabah contract must be legally capable to appoint, or act as, an agent is because each party acts as an agent of the other party and appoints the other party to act on his behalf. The entitlement to appoint or act as an agent entitles one to conclude a Mudarabah contract.
- The basis for regarding a Mudarabah contract initially as a non-binding contract is that the Mudarib is using the capital provider's funds with his consent in a contractual relationship in which the Mudarib is just an agent, and an agency contract is not binding.
- The basis for making a Mudarabah contract binding once the work has commenced is that a unilateral termination of the contract at this stage might frustrate the objective of the parties to make profit and might cause damage to the Mudarib since he might not receive any compensation for his work.
- The basis for allowing a time limit for the operation of a Mudarabah contract is that a Mudarabah contract is, in essence, an agency contract, which is subject to a designated duration.(9) The International Fiqh Academy has issued a resolution in this respect.(10)
- The basis for considering the Mudarib as a trustee with respect to the Mudarabah funds is that the Mudarib is using another person's money with his consent, and the Mudarib and the owner of the funds share the benefits from the use of the funds. In principle, a trustee should not be held liable for losses sustained by the funds. Rather, the risks of such losses must be borne by the Mudarabah funds.

Guarantees in a Mudarabah Contract

- The basis for allowing guarantees in a Mudarabah that would be used in case of misconduct and negligence of the Mudarib is that in such a case the Mudarib then becomes liable for losses and must bear the consequences of these actions.(11)

---

(9) *"Al-Mughni"* [7: 133-134].
(10) Resolution No. 122 [5: 13].
(11) This is the opinion of the Shari'ah Board of Al Rajhi Company, see *"Al-Mudhakkirah Al-Tafsiriyyah"*. It is also endorsed in the First Al Baraka Forum.

Requirements Relating to the Capital

noorcentre.com

- The basis for it being permissible that the capital of Mudarabah may be constituted by the value of tangible assets contributed is that the objective of Mudarabah is to make profit. This objective can be realised whether the capital is contributed in the form of tangible assets or cash. This rule is based on the view of the Maliki and the Hanbali jurists.(12)
- The basis for the requirement that the capital of Mudarabah should be clearly known and should be defined in terms of quality and quantity in a manner that eliminates any possibility of uncertainty or ambiguity is because recognition of profit is dependent on the recovery of the capital on the date of liquidation. However, recovery of the capital cannot be ascertained if its amount was not known earlier, and this lack of knowledge may potentially lead to a dispute.
- The basis for not allowing a debt owed by the Mudarib to the capital provider be contributed as capital in a Mudarabah contract is because, as a principle, Mudarabah capital must be (at the conclusion of a Mudarabah contract) an asset that is available and cannot be used on the spot for the Mudarabah operations. A debt fails to meet this requirement, as it is a receivable that is not available for use when the contract is concluded. Moreover, considering a debt as capital of Mudarabah involves potential Riba. This is because the creditor may be suspected of having extended the debt tenure in order to get additional consideration (for the extension) from the debtor under the name of Mudarabah.
- The basis for the requirement that the Mudarabah operation is valid only if the capital is presented to the Mudarib is because the Mudarib is the manager of the Mudarabah operation, and the trustworthy trustee for the Mudarabah capital and income. Therefore, it is necessary that the capital be fully released to the Mudarib so that he will be able to protect and invest the capital and achieve the objective of the Mudarabah contract.(13)

(12) *"Hashiyat Al-Dusuqi"* [3: 517]; and *"Al-Mughni"* [5: 17].
(13) *"Al-Hidayah"* [3: 203]; and *"Hashiyat Al-Dusuqi"* [3: 517].

Rules and Requirements Relating to Profit

noorcentre.com

- The basis for the requirement that the profit ratio is known is because profit is the subject matter of a Mudarabah contract and a lack of knowledge as to the subject matter renders a contract void.
- The basis for the requirement that the profit share of each party be a percentage of the profit and not a lump sum is because a Mudarabah contract is a form of partnership for sharing profit. Any condition that allocates a lump sum to one party would not be consistent with the sharing of profit. This is because the Mudarabah operation may not realise a profit other than the lump sum which goes to one party, thus excluding the other party from partnership in profit.
- The basis for the impermissibility of simultaneously receiving a share of profit and a fee for managing a Mudarabah is likewise that the fee is provided in the form of a lump sum and the Mudarabah operation may not realise a profit other than the lump sum, thus precluding the sharing of profit.
- The basis for the permissibility of an agreement to change the ratio of profit distribution at any time is that the profit is a right belonging to the parties and an agreement in the manner described does not lead to a prohibited act, such as preclusion of sharing in profit. Rather, the agreement makes the parties partners in profit.(14)
- The basis for nullifying a Mudarabah contract when the contract is silent on the ratio of profit distribution and there is no customary practice according to which the profit is to be distributed to each party is that the subject matter of a Mudarabah contract is profit. The lack of knowledge as to the subject matter nullifies contracts.
- The basis for nullifying a Mudarabah contract when one party stipulates entitlement to a lump sum is because a Mudarabah is about sharing profit and this form of condition precludes sharing of profit and may potentially lead to one party being wrongfully deprived of his rights.

(14) See: Al Baraka's 11th Forum, Fatwa No. (8); Al Baraka's 4th Forum, Fatwa No. (5). This is also seconded by the Fatwa of the Shari'ah Board of Faisal Islamic Bank, Sudan (P. 107), which was published in *"Dalil Al-Fatawa Al-Shar'iyyah Fi Al-A'mal Al-Masrafiyyah"*, Islamic Economic Centre, International Islamic Bank, (P. 53).

- The basis for not allowing an agreement that the Mudarib be entitled to the profit earned on one of two capital funds, while the profit earned on the other capital fund belongs to the capital provider, is that such an agreement may preclude the sharing of profit and may potentially lead to one party being wrongfully deprived of his rights.

noorcentre.com

- The basis for stating that profit is not realised unless the capital is recovered or maintained intact is the Hadith in which the Prophet (peace be upon him) said: *"The instance of a Musali (a person who performs prayer) is that of a businessperson who will not secure profit unless the capital is secured. Likewise, a supererogatory prayer is not acceptable unless the obligatory prayer is performed"*.(15) This Hadith shows that distribution of profit prior to recovery of the capital, or unless the capital is maintained intact, is invalid. Moreover, profit is an addition to the capital and such an addition cannot be recognised or realised unless the capital that is the source of the profit is maintained.
- The basis for the requirement that the Mudarib is preliminarily entitled to a profit when realised, i.e. prior to distribution (an encumbrance right), and that the net profit earned will be known absolutely only after allocation through actual or constructive valuation, is analogous to the contract of sharecropping. The Mecca based Islamic Fiqh Academy has issued a resolution in support of constructive valuation.(16)

Duties and Powers of the Mudarib

- The basis for allowing the Mudarib freedom of action in an unrestricted Mudarabah is that the Mudarib has the aim of achieving the objective of the capital provider, which is making profit, and this is not possible unless the capital is vigorously put into operation.
- The basis for not allowing the capital provider to stipulate a right to work with the entrepreneur (Mudarib) or to be involved in acts relating to Mudarabah operations is because such a stipulation would curtail

(15) The Hadith has been related by Al-Bayhaqi in his *"Sunan"*, and was narrated by Ali Ibn Abu Talib. Al-Bayhaqi stated that there is a weak narrator in the chain of transmission of this Hadith, *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah"* [38: 74].

(16) Resolution No. (4) of the Islamic Fiqh Academy under the auspices of Muslim World League issued in the sixth session that was held in Mecca. This is also the view that was endorsed by Al Baraka's 8th Forum, Fatwa No. (2).

the freedom of the Mudarib, limit the investment scope and hinder the Mudarib in achieving the objective of the Mudarabah contract, i.e. making profit.

noorcentre.com

- The basis for not allowing the Mudarib to make a loan, gift or charitable donation from the Mudarabah fund is because these actions do not benefit the Mudarabah operation, rather, they involve potential loss to the capital provider.
- The basis for allowing the Mudarib, when acting in the interest of the Mudarabah and in the event that the parties did not specify an amount of money for expenses, to obtain personal expenses from the Mudarabah funds as per customary practice is because what is known by custom is deemed to apply as a condition even if the parties did not clearly stipulate it. Again, the permission for the Mudarib to obtain common personal expenses in these cases is granted by custom.

Liquidation of Mudarabah Contract

- The basis for allowing liquidation of a Mudarabah contract unilaterally or by agreement of the parties or at the maturity date is because a Mudarabah contract is non-binding if the parties did not stipulate a term for its maturity.
- The basis for allowing constructive valuation is because Shari'ah has endorsed the concept of valuation. In addition, this is allowed because it is a valid tool that passes rights to owners appropriately. The actual valuation of assets for distribution is based on a common sense because this is the principle.
- The basis for allowing a Mudarabah contract be terminated on the grounds of loss of capital is that when the capital has been lost, the Mudarib is not able to put it to work in a business, and that the fund that was assigned for the Mudarabah is no longer in existence, thus entailing the termination of the Mudarabah contract.
- The basis for allowing termination of a Mudarabah contract due to the death of the Mudarib is that a Mudarabah contract is similar to contract of agency or, at least, it includes agency and an agency contract is terminable by the death of the agent.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Sharikah

Sharikah is an agreement between two or more parties to merge their assets or to combine their services, obligations and liabilities with the aim of making profit.

A Mudarabah contract is distinguished from a Sharikah (Musharakah) contract in the following respects:

a) The basis for earning a share of profit in Sharikah is the required capital contribution of all parties, whether in the form of cash, commodities, services or liability in the case of reputation partnership and that the subject of the contract is based on a single element, i.e. capital. The basis for earning a profit in a Mudarabah, on the other hand, comes from two elements: the first element is the existence of capital that is subject to, and similar to, the conditions of Sharikah capital; the second element is the work done by the Mudarib that is different from the capital of the venture.

b) In Sharikah, the work, as a general rule, is to be done jointly by the parties, whereas in Mudarabah it is the Mudarib who works.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (14)

Documentary Credit

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	395
Statement of the Standard	396
1. Scope of the Standard	396
2. Definition, Types and Characteristics of Documentary Credit	396
3. Shari'ah Ruling on Documentary Credit	399
4. Date of Issuance of the Standard	405
Adoption of the Standard	406
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	407
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	410
Appendix (c): Definitions	415

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to define documentary credits, their characteristics, Shari'ah rules and regulations so as to facilitate transactions in them by the Islamic financial Institutions (Institution/Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers documentary credit extended by an Institution, either on the basis of client orders or for the use of the institution itself, including all types and forms of documentary credit, the various stages of their execution and the relationships created between the parties to the transaction.

2. Definition, Types and Characteristics of Documentary Credit

2/1 Definition of documentary credit

A documentary credit is a written undertaking by a bank (known as the issuer) given to the seller (the beneficiary) as per the buyer's (applicant's or orderer's) instruction or is issued by the bank for its own use, undertaking to pay up to a specified amount (in cash or through acceptance or discounting of a bill of exchange), within a certain period of time, on condition that the seller presents documents for the goods conforming to the instructions.

In brief, a documentary credit is an undertaking by a bank to pay subject to conformity of the documents to the contractual instructions.

2/2 Procedural stages of documentary credit

2/2/1 The stage of concluding a credit contract: This stage precedes credit, and the contract concluded is usually a sale contract in which the seller stipulates that the price be paid through documentary credit, however, the contract may be a lease contract, agency with commission or any other contract.

2/2/2 The stage of requesting the opening of credit: At this stage the buyer requests the bank to open the credit so that the seller can be notified.

2/2/3 The stage of issuing credit and notifying the seller: At this stage, the bank issues and sends the letter of documentary credit to the buyer, either directly or through an intermediary bank.

noorcentre.com

2/2/4 The stage of executing the credit: At this stage, the beneficiary presents the documents stipulated in the letter of credit to the bank. The bank examines them in accordance with the credit conditions. If the documents conform to instructions, the bank accepts them, executes the credit and delivers the documents to the buyer, in case it is not the institution itself, after the receipt of partial or full payment of the value or receives a deed of commitment to pay on the date of maturity so that the buyer is able to receive the goods represented by the documents. If the documents do not conform to instructions, the bank reserves the right to accept, reject or seek amendment of the documents.

2/2/5 Coverage by correspondents: If more than one bank participate in the execution of credit, the accounts are settled in accordance with the terms of coverage agreed upon between the banks.

2/3 Types of documentary credit

2/3/1 Basic classification

Documentary credit is classified, according to the strength of the undertaking into two types; namely (I) revocable credit, which can be amended or cancelled without consulting the beneficiary, and (II) irrevocable credit, which cannot be amended or cancelled without the consent of the parties.

2/3/3 Other classifications

There are other classifications of documentary credit. These include the following:

- Transferable documentary credit: This credit entitles the beneficiary to request the executing bank to make the credit available, partially or totally, to another beneficiary or beneficiaries.
- Back-to-back credit, which means the credit issued is guaranteed by another credit.

- Revolving or renewable credit, which means the beneficiary can repeatedly submit new documents for new operations within the limits of the credit amount and during its permissibility.

noorcentre.com

- Red clause or advance payment credit whereby the bank is allowed to pay a certain percentage of the credit before submission of the documents, against an undertaking by the beneficiary to repay that amount if the goods are not shipped or the beneficiary fails to use the credit during the period of its permissibility. Such payment may be made against a letter of guarantee from the beneficiary.
- Import and export credit (depending on the issuing bank).
- Local and foreign credit.
- Confirmed and non-confirmed credits.
- Partial shipment and a non-partial shipment credit.
- On sight or immediate payment credit, deferred payment credit, acceptance credit and negotiable credit.
- Syndicated credit (partnership credit), which describes the state of participation by more than one bank due to the huge amount of credit granted with each bank providing a letter of guarantee, to the extent of its participation, to the leading bank.
- Standby credit (guarantee credit). This credit resembles letters of guarantee with a clause that payment is conditional upon beneficiary's (in this case the contractor's) failure to perform.

2/4 Characteristics of documentary credit

2/4/1 Dealing in documentary credit takes place on the basis of the documents alone and is executed without reference to the goods. Documentary credit, in essence, makes it binding for the bank to execute the credit whenever the beneficiary presents, within the duration of the validity of the contract, the documents required by the credit and conforming to the instructions.

2/4/2 Opening of credit by the buyer (orderer), though it may be acted upon with certainty, is not considered a final payment of the price of the goods. The buyer remains liable for the payment until the bank pays the value of the documents, however, the

seller (beneficiary) does not have a right to request payment from the buyer as long as the credit subsists and is valid. If the credit expires before the submission of the documents, the seller has the right to claim payment directly from the buyer, because expiry of the credit in itself does not amount to revocation of the sale contract.

noorcentre.com

2/4/3 The bank is obliged to pay the value of the credit to the beneficiary when the latter presents the documents that conform to instructions, except upon proof of fraud or forgery of the documents, or in the case of a court decision declaring the sale contract null and void.

2/4/4 Interpretation of the duties and obligations of the parties to documentary credit are subject to International Commercial Terms (INCOTERMS 2000) and the Uniform Customs and Practices for Documentary Credit (UCP 500) when reference is made to INCOTERMS in the sale contract and to UCP in documentary credit.

3. Shari'ah Ruling on Documentary Credit

3/1 Permissibility of documentary credit

3/1/1 Dealing in documentary credit includes agency for providing procedural services, the most important of which is the examination of documents, and the provision of institutional guarantee to the importer. As both agency and guarantee contracts are permissible, documentary credit becomes permissible subject to the conditions stipulated in this standard.

3/1/2 Opening of all types of documentary credit, its issuance and confirmation, on the basis of the client's order or for the institution itself, are permitted to an Institution. It is also permissible to an institution to participate, or play an intermediary role, in such dealings and to notify, amend or execute in any way such credit, either for its own use or on behalf of another institution or bank, according to the available forms of executing documentary credit, subject to item (3/1/3) below.

3/1/3 It is not permissible for the institution to undertake transactions in documentary credit, in accordance with what is stated in item (3/1/2), either for itself or on behalf of another as a client or institution or by way of collaboration, when such credit pertains to goods that are prohibited by the Shari'ah, or is based on a contract that is void or irregular (according to the Shari'ah) due to vitiating conditions or includes interest, either charged or paid, whether explicitly as in the case of loan upon payment by the beneficiary of amounts not fully or partially covered in similar credit, or impliedly, as in the case of discounts or trading (payment) on bills of exchange with deferred and delayed payments.

noorcentre.com

It is stipulated for the permissibility of the subject of documentary credit that the contract upon which reliance is placed be a contract that is valid in the Shari'ah insofar as its elements, conditions and type of transaction, whether currency exchange, ordinary sale or another, are concerned, and also with respect to its specific additional conditions.

3/1/4 The bank is obliged to execute the credit when it conforms to instructions, except upon proof of fraud or forgery of the documents, in which case it is under no obligation to execute it. Provided that if the contract concluded prior to opening of documentary credit is nullified by a court decision, the execution of the credit is subject to a new agreement.

3/2 The contract preceding the opening of credit

3/2/1 It is permissible for the seller to stipulate in the sale contract that payment be made through documentary credit. Such a condition is valid and its performance is binding upon the buyer.

3/2/2 It is permissible to secure international transactions using documentary credit provided that the secured transactions do not violate the rules of the Shari'ah.

3/2/3 When the contract stipulates that its interpretation is subject to INCOTERMS (issue 2000) or the United Nation's Convention in respect of the International sale of goods or any other reference, then such potential interpretation is circumscribed with a condition that it must not violate the rules of the Shari'ah. [see item 3/2/2]

noorcentre.com

3/3 Commissions and expenses in documentary credit

3/3/1 It is permissible for the institution to charge actual expenses incurred in issuing documentary credit. It is also permissible for the institution to charge a fee for providing the required services, whether such a fee is in the form of a lump sum or a certain percentage of the credit amount, provided that the duration of the credit is not considered in determining the commission. This rule applies to services rendered for both import and export credit, except where the amendment involves a rescheduling of the duration of the credit facility. It is, therefore, permissible for the institution to charge only the actual expenses incurred, in which case it will be a definite sum and not a percentage.

The Institution must abide by the following conditions:

a) The aspect of guarantee per se must not be taken into account when estimating fees for documentary credit. Accordingly, it is not permissible for an institution to charge an amount in addition to the actual expenses incurred if it endorses a credit facility issued by another bank, because endorsing a credit facility is an addition over guarantee. The rule for endorsement applies to participation in the issuance and endorsement of credit as well as issuance of standby credit (guarantee credit), as long as services or obligations are not required.

b) The issuance of a credit facility should not involve Riba bearing profits or become a means for such profits.

c) It is not permissible to use a combination of contracts in documentary credit as an excuse for involvement in the prohibited transactions, such as taking a commission for providing a guarantee or extending a loan.

noorcentre.com

3/3/2 The rule of item 3/3/1 above equally applies to receiving or payment of commissions and expenses and in a situation where the institution acts as an intermediary in these respects, irrespective of whether the transaction is between the institution and its client (the orderer or beneficiary) or between the institution and other institutions and banks.

3/3/3 The ruling of commission for providing letters of guarantee that was stated in the Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees must be applied when determining commissions for the letters of guarantee that accompany documentary credits, such as letters of guarantee provided in the case of advance payment of a portion of the amount or the shipping guarantee that is issued for releasing the goods before the arrival of documents.

3/4 Guarantees in documentary credits

3/4/1 It is permissible for the institution to secure the obligations arising out of documentary credit, or to provide documentary credit as security for payment in favour of institutions and banks dealing with it. The institution may act as an intermediary for facilitating documentary credit using other permissible and acceptable forms of guarantee. It is, therefore permissible to use a number of means as a cover for documentary credit including cash, freezing of permissible accounts and negotiable instruments valid according to the Shari'ah, certificates of shares in real estate and withholding the documents of the credit that stand for the goods.

The cover of a documentary credit may be also one of the following: a transferable letter of credit; a back-to-back letter of credit; a letter of guarantee issued by the bank of the beneficiary

against the advance payment in case of advanced payment credits; a letter of guarantee issued by a bank participating in the issuance or confirmation of the credit; relinquishment receivables and commercial papers, such as bill of exchange and promissory notes. This item must be read together with item 3/4/2 below.

noorcentre.com

3/4/2 It is not permissible for the institution to accept the following types of guarantees: interest-based bonds, shares of companies that deal in prohibited activities, and interest-based receivables. It is also not permissible for the institution to provide any of these guarantees as security for its obligation to other institutions or banks or to act as an intermediary to facilitate such guarantees.

3/4/3 It is permissible for the institution and the applicant for documentary credit to agree on investing the cash cover of the credit in accordance with Mudarabah partnership.

3/5 Murabahah transactions in documentary credit

When a client intends to purchase imported goods from the institution through Murabahah financing of the documentary credit, the following must be observed:

3/5/1 Opening of documentary credit should not precede the conclusion of the sale contract between the orderer and the beneficiary (the seller) irrespective of the orderer having taken possession of the goods that are the subject-matter of the contract.

3/5/2 Institution should be the party who purchases from the supplier, and then sells to the client through Murabahah as per the rulings stated in Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah, while taking into account item 2/2/2 in respect to cancellation of contract and item 3/1/3 in respect to agency in Murabahah.

3/6 Musharakah contract with the client to finance documentary credit for imported goods

noorcentre.com

3/6/1 In case the institution signs a partnership contract with the client to purchase goods prior to the opening of credit and before the client concludes a sale contract with the supplier, it is permissible to open the credit in the name of either partner. It is permissible for the institution, after receipt of the goods, to sell its share to a third party or to its partner through a spot or deferred payment Murabahah on the condition that the sale to the partner is not based on an earlier exchange of binding promises or stipulated in the Musharakah contract.

3/6/2 It is permissible for the institution to sign a partnership contract with the client in respect of goods purchased by the client on the condition that the institution does not sell its share to the client on a deferred payment basis.

3/7 General rules

3/7/1 If the credit transaction includes a provision that it is subject to the prevalent principles and practices that unify documentary credit, it is necessary to qualify such a statement with the stipulation that it will not violate Shari’ah rules and principles. It is preferable that the institution presents alternatives that could be agreed upon between the institution and the correspondent banks.

It is a requirement to explicitly state that a provision stipulating interest will not be acted upon, and also for trading activities that contravene the provisions of the Shari’ah. For valid substitutes. [see Shari’ah Standard No. (17) on Commercial Papers, items 5/2 and 5/3]

3/7/2 It is not permissible for the institution to discount accepted bills of exchange, i.e. to purchase these bills before maturity at less than their nominal value.

3/7/3 It is not permissible for the institution to trade in deferred payment documents or accepted bills of exchange, i.e. to purchase these instruments at less than their nominal value. It is also not permissible for the institution to act as an intermediary, whether by payment or notification, between the beneficiary and the issuing or confirming bank to facilitate such dealings.

noorcentre.com

3/7/4 It is not permissible for the institution to negotiate, for less than their nominal value, documents payable on sight or payable bills of exchange.

3/7/5 It is not permissible for the institution, as far as possible, to present bills of exchange that it undertakes to pay to clients whose debts to the institution are represented by these bills, so as to get them discounted by other banks that may accept them.

3/7/6 The institution should arrange its relationships with other institutions and correspondent banks on the basis of non-payment of interest and avoidance of prohibited transactions with respect to covering operations between the correspondent banks when such relationships involve settlement of inter-bank obligations resulting from documentary credit and other banking operations.

4. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 8 May 2003 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Documentary Credits was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (10) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 2-7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3-8 May 2003 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (5) held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 8-12 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 4-8 December 2000 A.D., the Shari'ah Board resolved to give priority to the preparation of a Shari'ah Standard on Documentary Credit.

On Monday 29 Ramadan 1421 A.H., corresponding to 25 December 2000 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a Shari'ah study and an exposure draft.

In its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 15 and 16 Safar 1422 A.H., corresponding to 9 and 10 May 2001 A.D., the Shari'ah Studies Committee discussed the juristic study of the standard and requested the consultant to incorporate the necessary amendments in the light of the conclusions of the Committee and the observations of members. The Committee also discussed the exposure draft in its 10th meeting held in the Kingdom of Bahrain on 14 Rabi' I, 1422 A.H., corresponding to 6 June 2001 A.D., and made some amendments to the exposure draft.

In its meeting No. (11) held in Jordan on 18 and 19 Jumada II, 1422 A.H., corresponding to 6-7 September 2001 A.D., the committee further discussed the exposure draft of the standard and made amendments that were deemed necessary in preparation of the submission to Shari'ah Board.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its 8th meeting held in Al-Madinah Al-Munawwarah from 28 Safar to 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 1116 May 2002 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft and decided to defer its discussion in the public hearing until views crystallize

on the issue of the contract that is relied upon for documentary credit in the context of the deferment of its two counter-values, known as *Ta`jil al-Badalayn*.

noorcentre.com

The revised exposure draft of the standard was also presented to the Shari'ah Board in its 9th meeting held in Makkah Al-Mukrramah during the period of 11-16 Ramadan 1423 A.H., corresponding to 16-21 November 2002 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments in preparation of its discussion in a public hearing.

A public hearing in Bahrain on 18 Dhul-Hajjah 1423 A.H., corresponding to 19 February 2003 A.D. The public hearing was attended by more than thirty participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in the field. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

The Shari'ah Standards Committees (1) and (2) held a joint meeting on 2 Muharram 1424 A.H., corresponding to 5 March 2003 A.D., to discuss the comments that were made during the public hearing as well as the observations received in writing. The two committees made amendments that were deemed suitable.

The Shari'ah Board in its meeting No. (10) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 2-7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3-8 May 2003 A.D., discussed the amendments made by the Shari'ah Standards Committee, and incorporated the amendments deemed suitable. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held on Rabi' II, 1433 A.H., corresponding to March 2012 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments

(additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

noorcentre.com

In its meeting No. (41) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia during the period of 27-29 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 14-16 June 2015 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Permissibility of Documentary Credit

The permissibility of documentary credit is based on the principle that it relies upon contracts that are valid according to the Shari'ah, such as Kafalah (personal guarantee), Wakalah (agency contract) and Qard (loan).

Shari'ah Categorization of Documentary Credit

- The basis for the permissibility of irrevocable documentary credit is a combination of a contract of guarantee and agency. To these two the Qard (loan) transaction is to be added. It derives permissibility from the contract of mortgage (Rahn) as well, because it secures payment. The contract of guarantee creates a liability for payment, while agency determines the performance of acts relating to operations such as communication of the credit notification and initiation of operations pertaining to follow-up and examination of document. The loan element comes into operation when the institution pays on behalf of the client in case of documentary credit that is totally or partially uncovered.[2]
- The basis for the permissibility of a revocable documentary credit is that it is a form of agency contract that is permitted by the Shari'ah. When a third party's right is attached to it, it becomes binding, and this occurs when it leads to acceptance or payment. A revocable documentary credit cannot be classified under the contract of guarantee for two reasons; namely (I) it conflicts with the requirements of guarantee; and (II) an option is not permissible in guarantee contracts.[3]
- The basis for the permissibility of the undertaking of the confirming bank and other similar undertakings of the banks that participate in

(2) Resolution No. (419) of the Shari'ah Board of the Al Rajhi Banking Corporation and Investment and Answer No. (71) of the Shari'ah advisor of Dallah Al Baraka.

(3) Ibn Qudamah, *"Al-Sharh Al-Kabir"*, [3: 59-60], 1951 A.D.

issuance or confirmation of the credit is that it is an act of back up guarantee, which is permissible in the Shari'ah.(4)

noorcentre.com

- The basis of permissibility of guarantee in irrevocable credit being qualified from the perspective of execution with the condition that documents presented conform to the conditions stipulated, is the ruling of the jurists that Kafalah (guarantee) accepts qualification through a stipulated condition.(5)
- The basis for the ruling that documentary credit terminates with implementation or expiry is that the guarantee for documentary credit is limited in time by a period, and this is the period of validity of the credit. It is permitted to place a time frame on guarantee.(6)
- The basis for the permissibility of the contract relied upon for documentary credit, as well as its conditions, is that it is a sale for which security is provided through guarantee, and this is compatible with the objectives of the contract.

Contract That Precedes the Opening of Credit

- The basis for the permissibility of making opening of documentary credit a condition in the sale contract preceding documentary credit is that such a condition is similar to a stipulation to provide a specific guarantor for payment, which is a valid condition acknowledged as an interest for the contract.(7)
- The basis for the permissibility of undertaking international sale contracts and their security through documentary credit is that upon examination, the international sale contracts that are secured through documentary credit pose a difficulty: Do they involve delay of the two counter-values that is prohibited by the Shari'ah?

---

(4) Ibid., [13: 25-26]; Ala' Al-Din Al-Samarqandi, *"Tuhfat Al-Fuqaha'"*, [3: 407].

(5) Ibn Abidin, *"Radd Al-Muhtar 'Ala Al-Durr Al-Mukhtar"*, [4: 265], Beirut: Dar Ihya\` Al-Turath Al-'Arabi, n.d.

(6) Ibid. (P. 265). Ibn Qudamah, *"Al-Sharh Al-Kabir"*, [13: 25-26]; Al-Samarqandi, *"Tuhfat Al-Fuqaha'"*, [3: 402, 404 and 405]; Muhammad Al-Hajjar, *"Fath Al-'Allam Bi-Sharh Murshid Al-Anam Fi Al-Fiqh 'Ala Madhhab Al-Sadah Al-Shafi'iyyah"*, [5: 43], Beirut: Dar Ibn Hazm, 1418 A.H.

(7) See: Wizarat Al-Awqaf Al-Kuwaytiyyah, *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah"*, letter "Ba", "Bay'", *"Bay' Wa Shart"*, Para (28); Al-Samarqandi, *"Tuhfat Al-Fuqaha\`"*, [2: 70]. Mustafa Ahmad Al-Zarqa, *"Al-Madkhal Al-Fiqhi Al-'Amm"*, 1986, (pp. 477-478); Muhammad Al-Hajjar, *"Fath Al-'Allam"*, [5: 19].

The members of the Board differed on this into those who prohibit them due to the cause indicated, and those who permit them -being in a majority with those permitting them disagreeing on the following points:

noorcentre.com

a) That these contracts -prior to the ascertainment of the goods- do not involve delay in the two counter-values rather they amount to bilateral promises, which are agreements to sell and do not amount to sale itself.

b) That they merely amount to extension of the session of the contract (*Majlis al-'Aqd*), with respect to the agreement, up to the time of ascertainment of the goods.

c) That they do not amount to a delay in the two counter-values, but they are permitted on the basis of general need.

d) That they are, *ab initio*, an exchange of a debt for a debt and this is permitted under the Shari'ah.

e) That the contract preceding the opening of documentary credit amounts to a sale contingent upon the opening of credit.

f) That these contracts do not involve delay in counter-values, because that is attained through a stipulation for delay, while there is no stipulation of delay in this case.

Commissions and Expenses in Documentary Credit

- The basis for the impermissibility of receiving compensation for guarantee for the aspect related to documentary credit is that a guarantee is preparatory to extending a loan, and this is not to be compensated. The four Fiqh schools are unanimous on the impermissibility of taking compensation for guarantee. This rule is endorsed by a resolution of the International Islamic Fiqh Academy,[8] a ruling of the Shari'ah Supervisory Board of the Faysal Islamic Bank of Sudan,[9] the Shari'ah Board of Al Rajhi Banking Corporation for Investment[10] and a resolution of the Shari'ah Fatwa and Supervisory Board of the Kuwait Finance House.

(8) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 12 (12/2).

(9) Fatwa No. (14) of the Shari'ah Supervisory Board of the Faisal Islamic Bank, Sudan.

(10) Resolution No. (297) of the Fatwas of the Shari'ah Supervisory Board of Kuwait Finance House.

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of receiving compensation for an agency-related service in documentary credit, whether in a lump sum or as a percentage of a known amount, is that the amount is in lieu of services rendered by the institution, in its capacity as an agent of the client. The majority of the Fuqaha upheld the permissibility of charging wages for agency.[11] The Shari’ah Supervisory Board of Al Rajhi Banking Corporation for Investment has passed a resolution permitting receipt of payment including the services involved in documentary credit without referring to the aspect of guarantee.[12]
- The basis for the impermissibility of charging commissions in consideration for providing long or short term loans, discounting and trading (payment of the value) in documents and deferred payment bills of exchange or for providing facility, are the texts of the Qur`an and the Sunnah laying down the prohibition of Riba.[13]

Guarantees in Documentary Credit

- The basis for the permissibility of seeking guarantees explained in this Standard (item 3/4) is that collateral (Rahn) may be money, debt or tangible asset insofar as they might be lawfully owned or created according to the Shari’ah and because the debt to be secured may be a current or future obligation.[14]

---

(11) Ala` Al-Din Al-Mardawi, *“Al-Insaf”*, [13: 577].

(12) Resolution No. (419) of the Shari’ah Supervisory Board of Al Rajhi Banking Corporation for Investment.

(13) In its Resolution No. (372), the Shari’ah Supervisory Board of Al Rajhi Banking Corporation for Investment stipulated: “It is prohibited in documentary credit to collect from the client any interest at any stage of the credit” (for discounting and trading in commercial papers, see item 2/8 where the resolution provides the Shari’ah basis for this ruling). As regards commission for providing the facility, the facility is preparatory to extending a loan, and hence if commission is prohibited for giving the loan itself it would be obviously correct to prohibit commission for a mere readiness to do so. This conclusion has been adopted in the Al Baraka 8th Forum in its Fatwa No. (13) and the response of the Shari’ah advisor to Dallah Albaraka Group No. (1).

(14) See: Al-Samarqadi, *“Tuhfat Al-Fuqaha`”*, [3: 53-54]; Al-Mardawi, *“Al-Insaf”*, [13: 359]; Al-Hajjar, *“Fath Al-’Allam”*, [5: 44]; Ibn Qudamah, *“Al-Mughni”*, [6: 444-445]; Abu Abdullah Muhammad Ibn Muhammad, *“Mawahib Al-Jalil Sharh Mukhtasar Khalil”*, 2nd edition., [5: 5], Beirut: Dar Al-Fikr, 1978 A.D.; See also Islamic Fiqh Academy Resolution No. (86) 3/9, Jeddah; Fatwa No. (5) of Al Baraka’s 5th Forum and Resolutions No. (19 and 283) of Al Rajhi Banking Corporation for Investment.

- The basis for not allowing the Institution to sell its share of partnership, in goods purchased by the client, for a delayed payment to the client is that this amounts to a sale-buy back arrangement (*Bay' al-'Inah*), which is prohibited by the Shari'ah.
- The basis for not allowing negotiability of documents payable on sight including bills of exchange for an amount lesser than their nominal value is that this adopts the form of the sale of debt, which is prohibited.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Credit Documents

These are the documents relating to goods detailed in the credit. The documents are divided into two types: basic and additional documents. Basic documents include: Shipping documents, commercial invoice, marine insurance policy, certificate of origin, consulate invoice and promissory note. Additional documents include: Weights certificate, analysis certificate, review and inspection certificate, warehouse receipts, delivery orders, packing review/supervision certificate, test certificate, medical certificate and non-infection certificate. Such certificates are requested to verify certain attributes and characteristics of the commodity and to make sure that it is free of defects and infection. The certificates are required by the authorities of the importing or exporting country.

Bill of Lading

A bill of lading is the traditional source of shipping documents. It indicates the party authorized to receive the goods, whether it is the original beneficiary, a party in whose name the bill is backed as a collateral arrangement or an agent assigned to receive the goods. A bill of lading constitutes the practical execution of the shipping contract signed between the shipper and the marine carrier. Shipping is the responsibility of either the buyer or of the seller according to the type of International Sale Contract (Commercial Terms) adopted. A bill of lading is the only shipping document that can be backed.

Examination of Documents

It is the process of ensuring that the documents comply with the specifications indicated in the letter of credit. The general conditions for the integrity of documents are detailed through the following four conditions:

- That the documents are submitted during the validity of the credit.
- That they are complete in number.
noorcentre.com
- That they are complimentary and one document does not contradict another and that each contains the required information or each serves its function.
- That they conform to the conditions of the letter of credit.

In case any of these conditions is missing, for any one of these documents, it is obligatory upon the bank to reject the documents as a whole, even those that are not defective.

At Sight Credit

It is credit that has to be paid promptly at sight according to the value of the documents, by the issuing bank, the confirming bank or the paying bank, if the documents conform to the conditions of the credit.

Deferred Payment Credit

It is an undertaking given by the issuing, or confirming bank to pay at a future date, being the date fixed in the credit, the value of the documents if they conform to the conditions of the credit. It differs from acceptance credit insofar as the beneficiary does not present a promissory note with the documents.

Acceptance Credit

It is the acceptance of the bill of exchange attached to the documents or is signed on behalf of the bank; that is, the bank accepts the obligation of paying the nominal value on the date of maturity.

Negotiation of Documents

It is the payment of the value of the documents, or the purchase of the bill of exchange attached to them; that is, its discounting, whether it is to be paid at sight or after a known specified period.

Acceptance of Documents 'Under Reserve'

It occurs when the bank chooses to accept the documents at its own risk despite their non-conformance with the conditions of the credit, paying their value or accepting the bill of exchange attached to them, on the condition that

it reserves the right of recourse to the beneficiary if the issuing bank does not accept the discrepancies in the documents. The paying bank usually reserves this right by way of obtaining a letter of guarantee, covering the value of the documents, from the bank of the beneficiary.

noorcentre.com

Marine Letter of Guarantee

It is an undertaking given by the issuing bank to place the original bill of lading, when received, at the disposal of the carrier in lieu of receiving back a letter from him. The carrier in this case is relieved from all responsibility that may arise from the delivery of the goods to the importer, who gives an undertaking to the issuing bank for the acceptance of the documents regardless of any discrepancies in them. This type of letter is usually issued upon arrival of the goods when the documents are to follow or are delayed.

Correspondent Bank

It is the bank assigned by the issuing bank to notify the beneficiary of the credit. As a rule, the correspondent bank is under no obligation to pay the value of the credit; its role is confined to that of an intermediary. Correspondent banks are banks with which the institution makes certain arrangements for accepting or covering the value of the credits that it issues or confirms.

In case the beneficiary requests notification through a non-correspondent bank, the issuing bank sends its instructions to one of its correspondent banks asking it to process the notification through the bank nominated by the beneficiary.

Confirmation of Credit

It is the merging of the liability of the confirming bank with the liability of the issuing bank making both banks liable for fulfilling the conditions of payment of credit, when the beneficiary presents documents that meet the terms of the credit. The beneficiary has the right to claim payment severally from either bank or jointly from both banks.

The Paying Bank

It is a correspondent bank of the issuing bank in the currency of the credit to whom the issuing bank entrusts the payment of the value of the

credit on its behalf, but the paying bank is under no obligation for executing this trust.

noorcentre.com

The Covering Bank

Covering banks are types of correspondent banks with which the bank maintains an account and to whom it delegates the authority to cover disbursement and negotiation payments upon the first presentation.

Transferable Credit

It is irrevocable credit by means of which the beneficiary (first beneficiary) requests the bank assigned, or any other licensed institution, to make payment or to undertake to pay in the future or to accept or to negotiate so as to make the credit available, in whole or in part, to the beneficiary or beneficiaries.

Back to Back Credit

It is irrevocable credit issued for the same purpose as that of transferable credit whenever a credit is not transferable.

Revolving Credit

It is credit that is opened for a fixed value and duration, except that its value is renewed automatically when it is executed or utilised so as to enable the beneficiary to present documents for a new operation within the value of the credit, during the period of its validity, and for the number of times fixed for the credit.

Advance Credit or Red Clause Credit

It is credit bearing a paragraph written in red ink to invite attention to its instructions. In this credit, the authorised bank is assigned to pay certain amount according to percentage of the value of the credit to the beneficiary in advance before the goods are shipped and before the documents that necessitate payment are presented.

Credit Available for Negotiation

This is credit by which the issuing bank grants to the correspondent bank the legal authority to buy bills of exchange drawn on the basis of documentary

credit upon presentation of bills of exchange that are payable at sight by the issuing bank or are payable in the future to the issuer of documentary credit. Accordingly, the seller is able to receive the value of the credit (bills of exchange) upon presentation of required complete documents that obligate payment of the value of the credit.

noorcentre.com

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (15)

Ju'alah

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	425
Statement of the Standard	426
1. Scope of the Standard	426
2. Definition of Ju'alah	426
3. Permissibility of the Ju'alah	426
4. Shari'ah Status of Ju'alah	426
5. Elements of Ju'alah and Its Conditions	427
6. Revocation of Ju'alah	429
7. Distinction between Ju'alah and Ijarah	430
8. Applications of Ju'alah	430
9. Role of Institutions in Ju'alah	431
10. Date of Issuance of the Standard	431
Adoption of the Standard	432
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	433
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	435

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to elaborate the definition of Ju'alah, to distinguish it from Ijarah, to describe its elements, conditions, legal status in the Shari'ah, fundamental rules, and applications in the transactions of Islamic financial Institutions (Institution/Institutions),[1] irrespective of the institution acting as the general offeror (demanding performance) or as the worker (under an obligation to perform), even when this is through another, parallel Ju'alah.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard sets out fundamental rules of the Shari'ah on Ju'alah and its application in activities for which the extent of the work required cannot be precisely determined for it continues throughout the determined period. It is for this reason that it does not cover the contract of Ijarah for employment/service or leasing, just as it does not cover maintenance contracts or stipulations of maintenance in relation to other contracts, such as the requirement of maintenance in a sale contract or an Istisna'a contract (construction contract).

2. Definition of Ju'alah

Ju'alah is a contract in which one of the parties (the Ja'il) offers specified compensation (the Ju'l) to anyone (the 'Amil) who will achieve a determined result in a known or unknown period.

3. Permissibility of Ju'alah

Ju'alah is permissible deeming the determination of the end result to be realised through it as sufficient, and it is not affected by the uncertainty that prevails with respect to the subject-matter of the contract, that is, the work to be done. It is for this reason that Ju'alah is suitable for activities for which Ijarah, which requires that the desired work be clearly specified, is not.

4. Shari'ah Status of Ju'alah

4/1 With due consideration to item (6) below in respect to the revocation of Ju'alah, Ju'alah, in principle, is not a binding contract. The general offeror (Ja'il) or the worker ('Amil) are entitled to revoke it unilaterally, however, it becomes binding for the Ja'il when the worker commences work. If the worker undertakes not to revoke the contract during a specified period, it is binding on him to abide by the undertaking.

4/2 The possession of the worker exercised over the property of the offeror is that of a trustee. He is, therefore, not liable except in the case of negligence, misconduct or violation of the conditions stipulated by the offeror.

noorcentre.com

5. Elements of Ju'alah and Its Conditions

The elements of Ju'alah are: The two parties (the offeror and the worker), the form of the contract and the subject-matter of the contract (the compensation and the work).

5/1 The two parties to the contract (the offeror and the worker)

The existence of legal capacity is a condition for both parties to the contract. It is not a condition that the worker be specified, therefore, Ju'alah is concluded by the issuance of an offer directed at the general public. Any person whom the offer reaches may undertake the work himself or with the help of another. If, however, the worker is specified, it is obligatory for him to undertake the work himself or with the express consent of the offeror through someone under his supervision and control.

5/2 Form of the contract

The Ju'alah contract is concluded by an offer directed towards a specified worker or towards the general public, irrespective of such an offer being made verbally, in writing or through any other means that indicate an invitation to work and an obligation to pay the compensation. Acceptance of the offer is not stipulated as a condition.

5/3 The subject matter of the contract (compensation and work)

The subject matter of the contract is the work that is agreed upon through Ju'alah as well as the compensation for the work.

5/3/1 Work that produces the desired result

5/3/1/1 Among the forms of activity that may be agreed upon on the basis of the Ju'alah contract are the following:

a) An activity that is intended, through the agreement, to produce a result such as the extraction of minerals.

b) Any information in which the offeror has an interest such as presenting a report or study or the completion of scientific works that realise a result, but in which the extent of the work cannot be determined.

noorcentre.com

c) An activity that is intended, through the agreement, to return lost property to its seeker.

5/3/1/2 It is permissible to stipulate that the job is done within a specified period so that the worker will not be entitled to compensation after this period, except when the period is over and the result is close to realisation, in which case the period will be automatically extended.

5/3/1/3 When the period is over and the worker has done (part of) the work that will benefit the offeror, the worker is entitled to reasonable wages (*Ujrat al-Mithl*).

5/3/1/4 The Ju'alah contract is valid despite uncertainty as to the nature of the work, provided that the required result realised by the work is determined.

5/3/1/5 It is a condition that the work involves some type of effort.

5/3/1/6 It is a condition that the work not be obligatory for the worker.

5/3/2 The compensation

5/3/2/1 The compensation should be known, valuable in the eyes of the Shari'ah, and deliverable. If the compensation is unknown, unlawful or not deliverable, payment of reasonable compensation becomes binding.

5/3/2/2 The compensation may be a portion of the object of work in Ju'alah, for instance, a percentage of a debt agreed upon for collection or the right to utilise, for a determined period, a project whose implementation is agreed upon.

5/3/2/3 As a rule, entitlement to compensation is not established until the work is completed and delivered to the offeror. The following are the exceptions to the rule:

noorcentre.com

a) Where it is evident that the work undertaken by the worker belongs to someone other than the offeror and has been decreed as such, the worker is entitled to the compensation.

b) Where an accident occurs during work undertaken by the worker causing loss that was not due to the tort or negligence of the worker, the worker is entitled to full compensation.

5/3/2/4 It is permissible to stipulate that all or part of the compensation be paid in advance at the conclusion of the contract or thereafter, even though this is before the completion of the entire work, however, it is considered "subject to accounts" and the worker is not entitled to it without the realisation of the result, the offeror having the right to reclaim it if the work is not realised.

6. Revocation of Ju'alah

6/1 If the offeror, or the worker, revokes the contract prior to the commencement of work, the worker is not entitled to compensation.

6/2 If the offeror prevents the worker from working after commencement of the work, the offeror is bound to pay reasonable wages.

6/3 If Ju'alah contract is terminated by the worker after the work is commenced; the worker is not entitled to a reward, except when the parties agree to otherwise.

6/4 If the worker revokes the contract after commencing the work, he has no claim against the offeror, unless they had agreed to the contrary.

7. Distinction between Ju'alah and Ijarah

Ju'alah is distinguished from Ijarah on the following grounds:

noorcentre.com

7/1 Ju'alah is valid despite uncertainty of work deeming the determination of the required result by the offeror as sufficient.

7/2 Ju'alah does not require acceptance.

7/3 Entitlement to compensation depends on completion of work and delivery of result.

7/4 Ju'alah is valid even if the other party is not known.

7/5 As a rule, Ju'alah is terminable, while Ijarah is binding.

8. Applications of Ju'alah

Among the applications of Ju'alah in activities where the extent of work is undetermined and in which uncertainty is overlooked are:

8/1 Exploration for minerals and extraction of water

Ju'alah contract may be used for the exploration for minerals and the extraction of water in situations where entitlement to wages is contingent upon the finding of minerals or water without reference to the amount of time or the extent of the period.

8/2 Collection of debts

Ju'alah is used for collecting debts in cases where the entitlement to compensation is contingent upon the collection of all of the debt, in which case entitlement to the entire compensation is established, or part of the debt so that compensation proportionate to the amount of debt collected is due.

8/3 Securing permissible financing facilities

8/3/1 Securing permissible financing facilities means that the worker undertakes some work that leads the institution to agree to the granting of financing facilities to the offeror or to arrange syndicated financing.

8/3/2 Ju'alah contract may be used for securing facilities provided that the condition of the permissibility of Ju'alah is met, that is,

the subject-matter of Ju'alah must be valid such as the creation of debt through Murabahah on deferred payment, Ijarah with deferred rental, raising of loans without interest, issuance of letters of guarantee or the opening of documentary credit with the condition that the transactions are not employed for raising interest bearing loans through stipulations, customary practice or dealings among institutions.

noorcentre.com

8/4 Brokerage

Ju'alah is used in brokerage activities in cases where the entitlement to compensation is contingent upon the conclusion of the contract for which intermediation is undertaken.

8/5 Discoveries, inventions and designs

Ju'alah is used for the realisation of scientific discoveries, innovative inventions and designs, such as symbols and trade marks, where entitlement to compensation is contingent upon the realisation of the discoveries, the registration of patents or the creation of designs conforming to the conditions elaborated by the offeror.

9. Role of Institutions in Ju'alah

9/1 It is permissible for an institution to have the status of a worker in Ju'alah by contract, for work benefiting others irrespective of the institution undertaking the work itself or by contracting out the work through another Ju'alah that is in the nature of a parallel, unless it is stipulated that the institution will carry out the work itself. It is obligatory that the two Ju'alahs are not linked.

9/2 It is permissible for an institution to have the status of the offeror whether the work benefits the institution or is for the fulfilment of its obligation in a Ju'alah for the benefit of another (parallel Ju'alah) ensuring that the two Ju'alahs are not linked.

10. Date of Issuance of the Standard

This Shari'ah Standard was issued on 7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 8 May 2004 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Standard on Ju’alah was adopted by the Shari’ah Board in its meeting No. (9) held during the period of 11-16 Ramadan 1423 A.H., corresponding to 16-21 November 2002 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2002 A.D., the Shari'ah Board resolved to give priority to the preparation of the Shari'ah Standard for Ju'alah.

On Saturday 14 Shawwal 1422 A.H., corresponding to 29 December 2001 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft on the Shari'ah Standards for Ju'alah.

In its meeting No. (1) held on 9 Safar 1423 A.H., corresponding to 20 April 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the Shari'ah Standards Committee discussed the exposure draft of the standard and made some amendments.

In its meeting No. (2) held on 20 and 21 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 1 and 2 June 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the Committee also discussed the exposure draft of the standard and asked the consultant to make the necessary amendments in light of comments and discussions of the members.

In its meeting No. (3) held on 20 Rabi' II, 1423 A.H., corresponding to 1 July 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the Committee further discussed the exposure draft and made amendments that it deemed suitable in preparation of the submission of the exposure draft to the Shari'ah Board.

The revised exposure draft of the Shari'ah standard was presented to the Shari'ah Board in its 9th meeting held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 11-16 Ramadan 1423 A.H., corresponding to 16-21 November 2002 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard and resolved that it be distributed to specialists and interested

parties for soliciting their comments in preparation of their discussion in a public hearing.

noorcentre.com

A public hearing was held in Bahrain on 18 Dhul-Hajjah 1423 A.H., corresponding to 19 February 2003 A.D. The public hearing was attended by more than thirty participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others having interested in this field. The public hearing was based on the observations made whether these transmitted prior to the public hearing or were raised during the public hearing. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) responded to the observations and comments.

The Shari'ah Standards Committees (1) and (2) held a joint meeting on 2 Muharram 1424 A.H., corresponding to 5 March 2003 A.D., in the Kingdom of Bahrain to discuss the comments made during the public hearing as well as those sent received in writing, inserting amendments deemed suitable.

The Shari'ah Board in its 10th meeting held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 2-7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3-8 May 2003 A.D., discussed the amendments suggested by the Shari'ah Standards Committee, and incorporated the amendments that it found suitable. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held on Rabi' II, 1433 A.H., corresponding to March 2012 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (41) held in Al-Madinah Al Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia during the period of 27-29 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 14-16 June 2015 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the Standard

Permissibility of Ju’alah

Ju’alah contract is permissible according to the majority of the Fuqaha on the basis of the Qur`an, the Sunnah, Ijma’ (consensus of Fuqaha) and Ijtihad (reasoning).

- As for the Qur`an, the evidence is in the story of Yusuf (Joseph) and his brother after the announcement of the loss of the King’s great beaker, ***{“For him who brings it is the (reward of) a camel load; I will stand surety for it”}.***(2)
- As for the Sunnah, the evidence is in the report from Abu Sa’id Al-Khudri(3) about the stipulation of Ju’l (compensation) if the chief of the tribe was cured through him and the tacit approval of the Prophet (peace be upon him) of this.
- There is Ijma’ (consensus of Fuqaha) about the contract of Ju’alah in essence with some disagreement about its scope insofar as some Fuqaha restricted it to reward for the return of a runaway slave, as is recorded in the Sunnah.
- As for Ijtihad (reasoning), there is a general need for Ju’alah in the case of acts that cannot be performed by a person himself nor can he find someone who will volunteer for him. Further, it is suitable for cases for which the contract of Ijarah is not suitable, like the return of lost property from an unknown location.

Shari’ah Status of Ju’alah

- The basis for the principle that Ju’alah is not binding for the offeror is that accrual of the compensation is contingent upon a condition, thus,

(2) [Yusuf (The Prophet Joseph): 72].
(3) *“Sahih Al-Bukhari”* [5: 2166].

it resembles bequest, which is not binding. The basis for Ju’alah being non-binding for the worker is that the work to be done is uncertain, thus, it resembles Mudarabah, which is not binding.

noorcentre.com

- The basis for regarding Ju’alah as binding when the worker has commenced work is that at this stage Ju’alah is similar to Mudarabah in which the Mudarib has commenced work. Like Mudarabah, Ju’alah is considered binding by the Maliki scholars in such a case. The basis for considering it binding when the two parties undertake not to terminate the contract during the period of the contract is that unilateral revocation leads to the loss of the effort put in by the worker or the likelihood of injury for the offeror.
- The basis for the entitlement of the worker to receive reasonable wages, when the contract is revoked after commencement of work, is that the work done by the worker is legally valid and loss is not to be caused to him. He, therefore, has recourse to reasonable compensation as is the case in Ijarah when it is revoked due to a defect.

Elements of Ju’alah and Its Conditions

- The basis for the rule that it is obligatory in Ju’alah that all its elements (two parties, form, work and compensation) be found is that it is a contract and must have these elements. Further, Ju’alah is a commutative contract that must have a form to indicate the task required as well as the amount of compensation.
- The basis for permitting the worker to seek assistance from others, when there is no stipulation for his personal services, is that Ju’alah is similar to agency in which seeking help from others is valid.
- The basis for not stipulating the identification of the worker and directing the offer towards the general public is that the offeror does not know of a person who is able to achieve what is required.
- The basis for not stipulating acceptance on the part of the worker, when he is unknown, is that it is not possible to obtain his acceptance.
- The basis for allowing the work to be uncertain is the general need along with the impossibility of determining the extent of work.
- The basis for stipulating that compensation be known is that compensation is like wages and that there is no need to validate Ju’alah when

the compensation is unknown as against the uncertainty about the work and the worker.

noorcentre.com

- The basis for recourse to reasonable compensation upon the vitiation of the named compensation is analogy constructed upon Ijarah with recourse to reasonable wages upon the vitiation of the named wages.
- The basis for the permissibility of compensation being a portion of the subject-matter of Ju'alah, even though it is uncertain and does not exist, is that it is a type of uncertainty that does not prevent delivery and involves no Gharar (uncertainty) since entitlement to compensation is not established until the task is accomplished.
- The basis for the rule that entitlement to compensation is not established until the work is completed and delivered, is that work in Ju'alah is not determined or certain, therefore, stipulating payment as compensation would amount to compensating something that has not compensation because the work has not been completed.

Applications of Ju'alah

- The basis for permitting an institution to undertake Ju'alah, as a worker or as an offeror, is the permissibility of Ju'alah for which natural persons and juristic persons have the same legal capacity.
- The basis for the permissibility of Ju'alah for debt collection, and other similar acts stated in the standard, is that these are acts whose precise determination is difficult and Ijarah is not suitable for them, while Ju'alah is legally valid despite the uncertainty with respect to work.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (16)

Commercial Papers

(Revised Standard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	443
Statement of the Standard	444
1. Scope of the Standard	444
2. Definition and Shari'ah Characterisation of Commercial Papers.	444
3. Rules for Dealing in Commercial Papers	445
4. Endorsement	445
5. Collection of the Amount of Commercial Papers	446
6. Discounting of Commercial Papers	446
7. Taking Possession of Commercial Papers	446
8. Acceptance for Payment of the Value of Commercial Papers	447
9. Date of Issuance of the Standard	448
Adoption of the Standard	449
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	450
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	452
Appendix (c): Definitions	459

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to elaborate the rules pertaining to commercial paper, the types permitted and those not permitted, the rules for dealing in commercial paper, its collection, discounting, possession and the acceptance of the obligation to pay, as well as the elaboration of the Shari'ah regulations for Islamic financial Institutions (Institution/Institutions)[1] for dealing in commercial paper.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers commercial papers to which the Geneva Uniform Convention on the Law of Commercial Papers,[(2)] confined itself. These are bill of exchange, promissory note and cheque. This standard covers dealings in such commercial papers insofar as they conform to the rules and principles of the Shari'ah. The standard does not cover anything that may possess the attributes of commercial paper other than the three types named above.

2. Definition and Shari'ah Characterisation of Commercial Papers

2/1 Bill of exchange: A written, signed, and unconditional order from a person to another person to pay a certain sum of money at sight or at a particular or determinable date to a third person or to the order of that third person or to the bearer of that order.

2/2 Promissory note: A certificate whereby by the issuer (a debtor) promises to pay a certain amount of money at sight or at a particular or determinable date to another person (a beneficiary/creditor). In Shari'ah characterisation, it is considered a certificate of debt.

2/3 Cheque: A certificate that is issued to a particular person, containing an order issued by a person (the drawer) to another person (the drawee) to pay a certain sum of money to a third person (the beneficiary) at sight. In Shari'ah characterisation, it is considered a restricted Hawalah if the drawer is a debtor to the drawee. Otherwise, it is considered an unrestricted Hawalah with respect to the drawer.

(2) Issued on 1349/1350 A.H., corresponding to 1930/1931 A.D., and adopted by a large number of countries.

3. Rules for Dealing in Commercial Papers

noorcentre.com

3/1 It is permissible to undertake transactions in commercial paper of the three types (bill of exchange, promissory note and cheque) on the condition that it does not amount to the contravention of the Shari'ah, like Riba or delay that is legally prohibited in accordance with the details provided in the following paragraphs.

3/2 It is not permissible to use a bill of exchange or promissory note in transactions that require possession (of the counter-values), like deeming the two types of commercial paper as counter-values in the contract of *Sarf* (currency exchange) or as the counter-value for the capital (*Ras al-Mal*) in the contract of Salam.

3/3 It is permitted to use a cheque in the following types of transactions and situations:

a) A cheque, where the owner has a balance, when drawn by the client against the bank or by the bank against another bank or against itself or against one of its branches.

b) A cheque, where the owner has no balance, when drawn by the client against a bank or is drawn by the bank against another bank or against itself or against one of its branches (the so-called overdraft). From Shari'ah perspective, it is a loan (Qard) which is permissible if it is void of Riba.

c) A crossed cheque that binds the payee bank to fulfil its conditions.

d) An account payee cheque that binds payee bank to fulfil its conditions by crediting the amount of the cheque to the beneficiary's account.

e) Travellers' cheques. It is permissible for the institution issuing it to take commission in lieu of intermediation in such issuance or at the time of its payment provided this does not include Riba.

4. Endorsement

All forms of endorsements are binding with respect to their legal effects provided that the endorsements fulfil the legal conditions and regulations determined for them.

5. Collection of the Amount of Commercial Papers

The collection of the amount of commercial papers is considered an agency with the client appointing the institution as an agent to collect the value of the paper on his behalf. The institution is entitled to commission that is agreed upon between the client and the institution. In the absence of an agreement between them, the practice prevalent among institutions is to be acted upon.

noorcentre.com

6. Discounting of Commercial Papers

6/1 It is not permissible to discount commercial papers, but it is permitted to pay an amount that is less than the value of the paper to the first beneficiary prior to the date of maturity.

6/2 It is not permissible to sell commercial paper that has not become due for an amount similar to its value (*Riba al-Nasi`ah*) nor for an amount that is more than its value (*Riba al-Nasi`ah* plus *Riba al-Fadl*).

6/3 It is permissible to the beneficiary to treat commercial paper that is not yet due as price for ascertained goods or usufruct, but not those that are sold by description as a liability with the condition of actual or legal delivery of goods or usufructuary asset (commodity-based discounting of debts).

6/4 The holder of commercial paper is permitted to purchase goods to be delivered later (on the date of maturity of the paper), and after the debt is established as a liability. The holder of the paper transfers the claim of his creditor to his debtor through this paper. In such a case, the transaction amounts to Hawalah.

7. Taking Possession of Commercial Papers

7/1 The receipt of a cheque requiring prompt payment, if it is a banker’s cheque or a certified cheque or one that is legally deemed a certified cheques whereby a certain amount is mandatorily maintained in the drawer’s account, being drawn among banks or among banks and their branches, constitutes constructive possession of the amount written on it, and it is on this basis that it is permissible to use the

cheque in transactions that stipulate possession such as the exchange of currencies, the purchase of gold or silver with the cheque as well as treating the cheque as capital (*Ras al-Mal*) of Salam.

noorcentre.com

7/2 The receipt of a cheque that is to be paid promptly, if it is not a banker's cheque or a certified cheque or one that is legally deemed a certified cheque, cannot be considered constructive possession of its amount, and in such a case, it is not permitted to use it for transactions for which possession is stipulated.

7/3 It is permitted to use cheques of bank transfers for transactions when the amount intended to be transferred is in the same currency in which payment is to be made, however, where the currency is different from that in which payment is to be made, it is necessary to first apply the process of conversion between the two currencies, deeming constructive possession to be sufficient, and then undertake the transfer. It is a form combining currency exchange (*Sarf*) and Hawalah.

8. Acceptance for Payment of the Value of Commercial Papers

8/1 Acceptance for paying the value of commercial paper on the part of the drawee is considered an undertaking and an obligation to pay the debt represented by the commercial paper to the holder on the date of maturity. This undertaking and obligation must be fulfilled according to the Shari'ah.

8/2 All parties whose signatures appear on the commercial paper including the drawer, the endorser and the guarantor are jointly responsible to pay to the holder the value of the paper in accordance with rules of liability, thus, the holder is entitled to have recourse to them severally or jointly after the refusal of the drawer (or the issuer in case of a promissory note) to pay.

8/3 Tangible security stipulated by the holder of commercial paper to ensure the securing of his right will be deemed a Mortgage (Rahn) and will be governed by the rules of Mortgage (Rahn).

9. Date of Issuance of the Standard

This Shari'ah Standard was issued on 7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 8 May 2003 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Commercial Papers was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (10) held during the period of 2-7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3-8 May 2003 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2001 A.D., the Shari'ah Board decided to issue the Shari'ah standard for Commercial Papers and to appoint a Shari'ah consultant for the preparation of the exposure draft of the Shari'ah standard for commercial papers.

On Saturday 14 Shawwal 1422 A.H., corresponding to 29 December 2001 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft on the Shari'ah standards for commercial papers.

In its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 4-5 Safar 1423 A.H., corresponding to 17-18 April 2002 A.D., the Shari'ah Standard Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah standard on commercial papers and asked the consultant to make necessary amendments to reflect the comments and observations made by the members of the Committee. The Committee discussed the exposure draft of the standard in its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 6-7 Rabi' II, 1423 A.H., corresponding to 17-18 June 2002 A.D., and introduced necessary amendments as per observations and comments of the members.

The exposure draft of the standard was also discussed by the Committee in its meeting held in Amman, the Hashemite Kingdom of Jordan on 17 Rabi' II, 1423 A.H., corresponding to 28 June 2002 A.D., and further amendments were incorporated in the standard.

The revised exposure draft of the Shari'ah standard was presented to the Shari'ah Board in its 9th meeting held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 11-16 Ramadan 1423 A.H., corresponding to 16-21 November 2002 AD. The Shari'ah Board made further amendments to the

exposure draft of the standard and decided that it be sent to specialists and interested parties in order to obtain their comments in preparation for its discussion in a listenig session.

noorcentre.com

A public hearing was held in Bahrain on 18 Dhul-Hajjah 1423 A.H., corresponding to 19 February 2003 A.D. The public hearing was attended by more than thirty participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in the field. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

The Shari'ah Standards Committees (1) and (2) held a joint meeting on 2 Muharram 1424 A.H., corresponding to 5 March 2003 A.D., to discuss the comments made during the public hearing as well as comments received in writing. The two Committees made the amendments considered necessary.

The Shari'ah Board in its meeting No. (10) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 2-7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3-8 May 2003 A.D., discussed the amendments made by the Shari'ah Standards Committee and made amendments considered suitable. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items, while other items were adopted by a predominant majority vote, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

The Shari'ah Standards Review Committee reviewed the standard in its meeting held on Rabi' II, 1433 A.H., corresponding to March 2012 A.D., in the State of Qatar, and proposed after deliberation a set of amendments (additions, deletions, and rephrasing) as deemed necessary, and then submitted the proposed amendments to the Shari'ah Board for approval as it deemed necessary.

In its meeting No. (41) held in Al-Madinah Al-Munwwarah, Kingdom of Saudi Arabia during the period of 27-29 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 14-16 June 2015 A.D., the Shari'ah Board discussed the proposed amendments submitted by the Shari'ah Standards Review Committee. After deliberation, the Shari'ah Board approved necessary amendments, and the standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Dealings in Commercial Papers

- The basis for the permissibility of dealing in a bill of exchange is that it is in the meaning of Hawalah or Qard (loan) contract, which are agreed upon by Ijma' (consensus of Fuqaha), or in the meaning of *Suftajah* (demand note), which is valid according to the preponderant opinion. The evidence for this is the report from a number of Companions (may Allah be pleased with them) who dealt in these instruments. It is reported from Abdullah Ibn Abbas (may Allah be pleased with him) that he used to take silver from traders at Mecca and write down a demand note for them to be paid at Kufa. It is related from Abdullah Ibn Al-Zubayr that he used to take dirhams from traders at Mecca and then write a note drawn upon his brother Mus'ab in Iraq. When Ibn Abbas was asked about this, he saw no harm in the transaction.[3] Al-Muwaffaq Ibn Qudamah,[4] may Allah confer mercy upon him, has related from Ali (may Allah be pleased with him) that he was asked about a similar transaction and he saw no harm in it. Further, in the *Suftajah* is the interest of both the lender and the borrower without harm being caused to either one of them. The lender is secure against the danger of the highway in transporting his dirhams to the destined town, while the borrower benefits from the loan and is also secure against the dangers of the highway being under an obligation to pay in the said town. The Shari'ah does not lay down a prohibition for interests that do no invoke harm.

(3) This has been related by Al-Bayhaqi in *"Al-Sunan Al-Kubra"* [5: 352]; and see Muhammad Nasir Al-Albani, *"Irwa` Al-Ghalil Fi Takhrij Ahadith Manar Al-Sabil"* [5: 328].

(4) *"Al-Mughni"* [6: 436].

- Shaykh Al-Islam Ibn Taymiyyah[5] (may Allah confer mercy upon him) has said: "The correct view is that of permissibility, because both the lender and the borrower benefit from such raising of a loan, and the Shari'ah does not proscribe what benefits them and is in their interest; it proscribes what is harmful for them." In addition to this, there is no text that prohibits a *Suftajah* nor is such meaning implied by the texts. It is, therefore, necessary to maintain its permissibility, especially when there is a general need for it.[6]
- The basis for the permissibility of a promissory note is that it is considered a document acknowledging a debt, and Allah, the Al-Mighty, has commanded the securing of debts, as He, the Al-Mighty, says: ***{"O you who believe! When you contract a debt for a fixed period, write it down. Let a scribe write it down in justice between you..."}***[7]
- The permissibility of a cheque drawn by the client upon a bank, with which he has a balance is that it is in the nature of Hawalah. The *Muhil* (transferor) is the accountholder, the *Muhal* is the beneficiary and the *Muhal Alayh* (transferee) is the drawee bank.
- The permissibility of a cheque drawn by the client upon a bank with which he does not have a balance is that it is Hawalah. This view is held by those who do not stipulate for the permissibility of Hawalah that the transferee be indebted to the *Muhal* (transferor) with Hawalah (transfer) being valid for a person who does not owe a prior debt. Some jurists call this absolute Hawalah or Hawalah upon one with no liability. The second view is that it is an agency for borrowing, and both are (independently) valid. This rule, however, is contingent upon the cheque no invoking Riba by way of an overdraft, for banks usually do not lend without interest. Banks will not accept cheques drawn upon them by clients with no balance except by charging Riba-bearing profits that are due from the client along with the value of the cheque. Consequently, if the cheque drawn by the client upon the bank, where he does not

(5) *"Majmu' Al-Fatawa"* [29: 531].
(6) See: *"Al-Mughni"* [6: 437]; *"Majmu' Al-Fatawa"* [20: 515] and [29: 531]; and Ibn Qayyim Al-Jawziyyah, *"Tahdhib Sunan Abu Dawud"* [5: 152].
(7) [Al-Baqarah (The Cow): 282].

have a balance, includes Riba-bearing profits it is prohibited; it is not permissible to write such a cheque nor to undertake transactions in it.

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of dealing in crossed and account payee cheques, and the obligation of the payee bank to abide by the conditions stipulated by the accountholder for the two types of cheque, is the generality of the Hadith stating: *"Muslims abide by the conditions they stipulate"*.(8) The reason is that such a condition promotes the inherent interest of the contract. Further, the primary principle for conditions and contracts is that of permissibility.

Endorsement

The basis for the permissibility of endorsement is that it does not go beyond the meaning of either Hawalah (transfer) or Wakalah (agency), and both are permissible.

Discounting of Commercial Papers

- The basis for not permitting discounting of commercial paper is that in reality the discounting of commercial paper amounts to a loan with interest. What affirms this is that the interest charged through discounting varies according to the value of the commercial paper and its date of maturity, and loan with interest is prohibited by agreement.
- The permissibility of paying less than the value of the paper, when the transaction is between the holder and the first beneficiary, is that it belongs to the category of the issue known as "negotiating a deferred debt for part of it paid promptly." This is what is known as *Da' Wa Ta'ajjal* (reduce the amount for hastening payment), and according to one opinion it is permissible to undertake such a transaction. The evidence that supports permissibility is the Hadith of Ibn Abbas (may Allah be pleased with him), stating: *"When the Prophet (peace be upon him) decided to expell Banu Al-Nadir, they said, 'O Messenger of Allah,*

---

(8) This Hadith has been related by a number of reporters of Hadith. See: *"Sunan Al-Tirmidhi"* [4: 584]; Al-Hakim, *"Al-Mustadrak"* [4: 101]; and *"SunanAl-Daraqutni"* [3: 27]. The Hadith has been narrated by Amr Ibn Awf and is connected to the Prophet (peace be upon him). It has a number of different Isnad (chains of transmission) to the Prophet. This is why Al-Bukhari related it in his *"Sahih"* [4: 451] as a *Mu'allaq* (Suspended) Hadith. Muhammad Nasir Al-Albani has investigated the chains of transmission of this Hadith *"Irwa` Al-Ghalil"* [5: 142-146] and concluded that the Hadith is generally authentic in view of the number of its Isnads.

you have ordered our expulsion when we have against people debt claims that are not yet due.' The Prophet (peace be upon him) said, 'Reduce the amounts to hasten payments'."[9] Ibn Abbas (may Allah be pleased with him), was asked about the issue of a person who has a deferred claim against another, and he says to the debtor, "Hasten the payment and I will reduce the amount for you", so Ibn Abbas responded saying, "There is no harm in it". Ibn Abbas (may Allah be pleased with him), was the narrator of the previous Hadith. Further, this issue is the opposite of the issue of Riba. That is, Riba involves an excess in both the period and the amount, which is entirely harmful for the debtor, whereas this issue involves the absolving of the liability of the debtor with respect to the debt with a benefit coming to the creditor through prompt payment. Each one of them benefits without being subjected to harm. This is different from Riba, the prohibition of which is agreed upon and that causes injury to the debtor. The benefit in Riba is exclusively for the creditor (owner of capital). Thus, this case differs from Riba in both form and meaning. The reason is that the excess in Riba as a counter-value for the period leads to a grave hardship, for a single dirham is doubled and multiplied keeping the Dhimmah (liability) engaged without any corresponding benefit. In the case of reduction of the amount and hastening of payment, the liability of the debtor is removed and the prompt payment benefits the creditor. The Law-giver encourages the discharging of debt liabilities. The debtor has been called a person imprisoned by difficulties, and thus in the discharging his liability is a release from these shackles. This is different from his remaining patiently burdened with an excess.[10]

---

(9) This Hadith has been related by a number of Hadith reporters. See: Al-Tahawi, *"Sharh Mushkil Al-Athar"* [11: 56]; Al-Bayhaqi, *"Al-Sunan Al-Kubra"* [6: 28]; *"Sunan Al-Daraqutni"* [3: 46]; and Al-Hakim, *"Al-Mustadrak"* [2: 52]. Ibn Al-Qayyim said in *"Ighathat Al-Lahfan"* [2: 11]: This Hadith has been related as per relation conditions of *"Al-Sunan Al-Kubra"*. Al-Bayhaqi has classified the Hadith as weak but the men in the chain of transmission of the Hadith are trustworthy. However, the Hadith has been classified as weak due to Muslim Ibn Khalid who is a narrator in the chain of transmission of the Hadith. Nevertheless, he is a trustworthy and reliable jurist as Imam Shafi'i has related Hadiths through him and regard his view as authoritative.

(10) "*Ighathat Al-Lahfan*" [2: 11]; and "I'lam Al-Muwaqqi'in" [3: 313].

- The basis for treating commercial paper as a price for ascertained goods is that it amounts to the sale of a debt, to a person other than the one who owes it, for ascertained goods. This is permitted according to the Maliki school if it takes place after possession so that it does not turn into the delaying of the two counter-values. A resolution pertaining to this has been issued by the Islamic Fiqh Academy of the Organization of Islamic Conference.(11)

noorcentre.com

Taking Possession of Commercial Papers

- The basis for considering a cheque, whether certified or one of the same type, as possession of the amount mentioned in it, is that a cheque is secured by a large number of guarantees that make the possessor the owner of its contents. The beneficiary in this case is able to undertake transactions in it by selling, buying or by making a gift. Further, there is a strong protection provided by state governments to support confidence in cheques. In addition to this, relying upon a cheque means the existence of sufficient funds to cover its amount with the certifier undertaking to retain the funds until the end of the period fixed for payment. It is for this reason that people in general prefer certified cheques over cash for large transactions.
- The basis for not considering an uncertified cheque, or one that is similar to it as far as the possession of its amount is concerned, is the probability that there is no balance to cover it or there is an insufficient balance. The basis for possession is customary practice, and a resolution has been passed by the Islamic Fiqh Academy deeming the receipt of a certified cheque as possession.
- The basis for the permissibility of dealing in cheques for bank transfers, when the intention is to transfer the same currency in which payment is to be made, is that it belongs to the category of *Suftajah*, which is permissible according to one out of two opinions of the jurists.

Payment Guarantees for the Value of Commercial Paper

- The basis for considering a guarantee for acceptance as an undertaking and an obligation on the part of the drawee to pay to the legal holder, on

(11) In its 16th session held in Mecca on 21-26 Shawwal 1422 A.H.

the date of maturity, the amount of debt stated on the bill of exchange, is that this undertaking and obligation is to be fulfilled according to the Shari'ah. This requirement is due to the generality of the words of Allah, the Exalted, saying: ***{"O you who believe! Fulfil (your) obligations"},***[12] as well as due to the generality of the saying of the Prophet (peace be upon him): *"Muslims abide by the conditions they stipulate"*.[13]

noorcentre.com

- The conditions a person stipulates for himself, and by which he is bound, are included in this meaning. There is also the Hadith of Jabir Ibn Abdullah (may Allah be pleased with him), who said: "The Messenger of Allah (peace be upon him) did not pray over (the funeral of) a person who died while owing a debt. A dead person was brought to him (for prayers) and he said, *'Does he owe a debt?'* The people replied, 'Yes, he owes two dinars.' At this Abu Qatadah Al-Ansari said, 'The two dinars are on me, O Messenger of Allah.' The Messenger of Allah (peace be upon him) then offered the funeral prayers for him".[14] In this Hadith, we notice that Abu Qatadah Al-Ansari (may Allah be pleased with him) offers an undertaking and accepts the obligation to pay the debt owed by the deceased, and this is accepted by the Prophet (peace be upon him). In fact, this undertaking and obligation given by Abu Qatadah were deemed sufficient to absolve the deceased from all liability for the debt. In some different texts of the Hadith, it has been reported that after the statement of Abu Qatadah (The two dinars are on me), "The Prophet (peace be upon him) said, *'The right of the creditor is due and the deceased is absolved of it.'* Abu Qatadah responded in the affirmative, so the Prophet (peace be upon him) prayed over him".[15] The removal of all liability for the debt from the deceased was due to the undertaking and obligation given by Abu Qatadah (may Allah be pleased with him), to pay the debt due form this person and because of which he became indebted to the extent

(12) [Al-Ma`idah (The Table): 1].
(13) The source of the Hadith is stated earlier.
(14) This text of the Hadith has been related by Abu Dawud in his *"Sunan"* [9: 193]. However, the Hadith has origin in the two authentic books of Hadith. See: *"Sahih Al-Bukhari"* [2: 467]; and *"Sahih Muslim"* [3: 1237] (H: 1619).
(15) This narration has been related by Imam Ahmad in his *"Musnad"* [3: 330].

of two dinars. Al-Muwaffaq Ibn Qudamah (may Allah confer mercy upon him) said: "The words of the Prophet (peace be upon him): *'The deceased is absolved of it'* mean that 'you have now become subject to the claim for two dinars.' This is by way of emphasis for establishing the claim against him as well as the obligation to pay".[16]

noorcentre.com

- The basis for permitting the holder of commercial paper to have recourse to all persons who have signed the paper is that by doing so they bind themselves to the extent of the value of the paper in case of non-payment. The Ulama arrived at a consensus on the permissibility of guarantees on the whole.
- The basis for the permissibility of guarantees through tangible assets is that these are treated as Rahn (mortgage) and are governed by the same rules that apply to Rahn. The Ulema arrived at a consensus for the permissibility of Rahn (Mortgage).

(16) *"Al-Mughni"* [7: 85].

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Commercial Papers

Tradable certificates that represent pecuniary rights payable at sight or after a short period. Customary practice regards them as instruments of payment and they act as substitutes for cash in transactions.

Bill of Exchange

A certificate issued in a particular legal form. It consists of an order from a person (known as the drawer) to another person (known as the drawee) to pay a certain sum of money at sight, or at a particular or determinable date, to a third person (called the beneficiary).

Promissory Note

A certificate whereby the issuer promises to pay a certain sum of money at a particular or determinable date, or at sight, to another person (called the beneficiary).

Cheque

A certificate that is issued in a particular form containing an order issued by a person (known as the payer) to another person (known as the payee) to pay a certain sum of money to a third person (known as the beneficiary) when the cheque is presented.

Crossed Cheque

A cheque written in the form of an ordinary cheque except that it is distinguished by two parallel lines on the face of the cheque. The crossing places an obligation upon the payee bank not to pay the value of the cheque to a person other than a client of the payee bank or to another bank.

Certified Cheque

noorcentre.com

A cheque written in the form of an ordinary cheque and distinguished by the word "certified" or "accepted" or whatever gives this meaning, on the face of the cheque along with the date and the address of the payee bank with the signatures of the certifying official whereby the payee bank certifies the authenticity of the signature of the payer and the existence of sufficient funds in his account for payment of the value of the cheque to the beneficiary.

Banker's Cheque (Bank Draft)

A cheque issued by the payee bank (to its client) guaranteeing payment of the value of the cheque to a third party.

Account Payee Cheque

A cheque written in the form of an ordinary cheque to which the issuer adds a statement indicating that its value should not be paid in cash, but upon conditions stated, like a statement written on the face of the cheque saying "Account Payee" or any other statement bearing the same meaning.

Travellers' Cheque

Cheques drawn in varying values by institutions upon their foreign branches or correspondent institutions in the interest of a traveller who will receive their value by merely presenting them for payment to a party that will accept them.

Cheques for Bank Transfers

A cheque written by an institution, upon the request of a person, who intends to remit his cash through the institution, by way of cheques, to another location, so that he, his agent, or any other person may receive it.

Endorsement

A legal act by means of which ownership in the commercial paper is transferred from one person (known as endorser) to another person (known as the endorsee), or it has the effect, through a statement, of creating an agency for collection or a mortgage.

Discounting of Commercial Papers

noorcentre.com

A process by means of which the holder of commercial paper, through an endorsement, transfers ownership in it to a third party prior to the date of maturity with the institution discounting the value by a determined amount in lieu of early payment.

Acceptance to Pay

The undertaking by the drawee to pay the value of the bill of exchange to the lawful holder at the date of its maturity.

Guarantee or Guarantor

The bank as guarantor provides a guarantee to the holder for paying the value of the commercial paper by way of a guarantor along with other signatories if the primary debtor refuses to pay.

Tangible Guarantees

These are guarantees stipulated by the holder of commercial paper through the creation of a mortgage on real estate, or a mortgage of movables, like commercial paper or negotiable instruments that the debtor endorses over to the holder by way of mortgage or goods that the debtor delivers to the holder as a security for payment.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (17)

Investment Sukuk

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	467
Statement of the Standard	468
1. Scope of the Standard	468
2. Definition of Investment Sukuk	468
3. Types of Investment Sukuk	468
4. Characteristics of Investment Sukuk	471
5. Shari'ah Rulings and Regulations	472
6. Date of Issuance of the Standard	481
Adoption of the Standard	482
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	483
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	485
Appendix (c): Definitions	487

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The aim of this standard is to elaborate the Shari'ah rules for the issuance and trading of investment Sukuk (certificates) as well as the elaboration of their types, characteristics, Shari'ah regulations and the conditions for the issuance of Sukuk and dealings in them for trading by Islamic financial institutions (institution/institutions).(1)

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers investment Sukuk. These Sukuk include Sukuk of ownership of leased assets, ownership of usufructs, ownership of services, Murabahah, Salam, Istisna'a, Mudarabah, Musharakah, investment agency and sharecropping (Muzara'ah), irrigation (Musaqat) and agricultural (Mugharasah) partnerships. The standard does not cover shares of joint stock companies, certificates of funds and investment portfolios.

2. Definition of Investment Sukuk

Investment Sukuk are certificates of equal value representing undivided shares in ownership of tangible assets, usufruct and services or (in the ownership of) the assets of particular projects or special investment activity, however, this is true after receipt of the value of the Sukuk, the closing of subscription and the employment of funds received for the purpose for which the Sukuk were issued.

In this standard, Sukuk have been designated as Investment Sukuk in order to distinguish them from shares and bonds.

3. Types of Investment Sukuk

Investment Sukuk are of different types, and among these are:

3/1 Certificates of ownership in leased assets

These are certificates of equal value issued either by the owner of a leased asset or a tangible asset to be leased by promise, or they are issued by a financial intermediary acting on behalf of the owner with the aim of selling the asset and recovering its value through subscription so that the holders of the certificates become owners of the assets.

3/2 Certificates of ownership of usufructs

3/2/1 Certificates of ownership of usufructs of existing assets

noorcentre.com

These are two types:

3/2/1/1 Certificates of equal value issued by the owner of an existing asset either on his own or through a financial intermediary, with the aim of leasing the asset and receiving the rental from the revenue of subscription so that the usufruct of the assets passes into the ownership of the holders of the certificates.

3/2/1/2 Certificates of equal value issued by the owner of the usufruct of an existing asset (lessee), either on his own or through a financial intermediary, with the aim of subleasing the usufruct and receiving the rental from the revenue of the subscription so that the holders of the certificates become owners of the usufruct of the asset.

3/2/2 Certificates of ownership of usufructs of described future assets

These are certificates of equal value issued for the purpose of leasing out tangible future assets and for collecting the rental from the subscription revenue so that the usufruct of the described future asset passes into the ownership of the holders of the certificates.

3/2/3 Certificates of ownership of services of a specified party

These are certificates of equal value issued for the purpose of providing services through a specified provider (such as educational benefits in a nominated university) and obtaining the service charges in the form of subscription income so that the holders of the certificates become owners of these services.

3/2/4 Certificates of ownership of described future services

These are certificates of equal value issued for the purpose of providing future services through described provider (such as educational benefits from a university without naming the educational institution) and obtaining the fee in the form of

subscription income so that the holders of the certificates become owners of the services.

noorcentre.com

3/3 Salam certificates (Salam Sukuk)

These are certificates of equal value issued for the purpose of mobilising Salam capital so that the goods to be delivered on the basis of Salam come to be owned by the certificate holders.

3/4 Istisna'a certificates (Istisna'a Sukuk)

These are certificates of equal value issued with the aim of mobilising funds to be employed for the production of goods so that the goods produced come to be owned by the certificate holders.

3/5 Murabahah certificates (Murabahah Sukuk)

These are certificates of equal value issued for the purpose of financing the purchase of goods through Murabahah so that the certificate holders become the owners of the Murabahah commodity.

3/6 Musharakah certificates (Musharakah Sukuk)

These are certificates of equal value issued with the aim of using the mobilised funds for establishing a new project, developing an existing project or financing a business activity on the basis of any of partnership contracts so that the certificate holders become the owners of the project or the assets of the activity as per their respective shares, with the Musharakah certificates being managed on the basis of participation or Mudarabah or an investment agency.

3/6/1 Participation certificates

These are certificates representing projects or activities managed on the basis of Musharakah by appointing one of the partners or another person to manage the operation.

3/6/2 Mudarabah Sukuk

These are certificates that represent projects or activities managed on the basis of Mudarabah by appointing one of the partners or another person as the Mudarib for the management of the operation.

3/6/2 Investment agency Sukuk

noorcentre.com

These are certificates that represent projects or activities managed on the basis of an investment agency by appointing an agent to manage the operation on behalf of the certificate holders.

3/7 Sharecropping certificates (Muzara'ah Sukuk)

These are certificates of equal value issued for the purpose of using the funds mobilised through subscription for financing a project on the basis of Muzara'ah so that the certificate holders become entitled to a share in the crop according to the terms of the agreement.

3/8 Irrigation certificates (Musaqat Sukuk)

These are certificates of equal value issued for the purpose of employing the funds mobilised through subscription for the irrigation of fruit bearing trees, spending on them and caring for them on the basis of a Musaqat contract so that the certificate holders become entitled to a share in the crop as per agreement.

3/9 Agricultural certificates (Mugharasah Sukuk)

These are certificates of equal value issued on the basis of a Mugharasah contract for the purpose of employing the funds for planting trees and undertaking the work and expenses required by such plantation so that the certificate holders become entitled to a share in the land and the plantation.

4. Characteristics of Investment Sukuk

4/1 Investment Sukuk are certificates of equal value issued in the name of the owner or bearer in order to establish the claim of the certificate owner over the financial rights and obligations represented by the certificate.

4/2 Investment Sukuk represent a common share in the ownership of the assets made available for investment, whether these are non-monetary assets, usufructs, services or a mixture of all these plus intangible rights, debts and monetary assets. These Sukuk do not represent a debt owed to the issuer by the certificate holder.

4/3 Investment Sukuk are issued on the basis of a Shari'ah-nominated contract in accordance with the rules of Shari'ah that govern their issuance and trading.

noorcentre.com

4/4 The trading of Investment Sukuk is subject to the terms that govern trading of the rights they represent.

4/5 The owners of these certificates share the return as stated in the subscription prospectus and bear the losses in proportion to the certificates owned (held) by them.

5. Shari'ah Rulings and Regulations

5/1 Issuance of investment Sukuk

5/1/1 It is permissible to issue investment certificates by way of subscription on the basis of any of Shari'ah-nominated investment contract.

5/1/2 It is permissible to issue certificates for (to securitize) assets that are tangible assets, usufructs and services by dividing them into equal shares and issuing certificates for their value. As for debts owed as a liability, it is not permissible to securitize them for the purpose of trading.

5/1/3 The issue contract has all the legal effects of the contract upon which the issued certificates are based. This occurs after closing of the subscription and the allotment of the certificates.

5/1/4 The two parties of the issue contract are the issuer and the subscribers.

5/1/5 The relationship between the two parties to the issue contract is determined on the basis of the type of contract and its status in the Shari'ah as well as the following description:

5/1/5/1 Certificates of ownership of leased assets

The issuer of these certificates is seller of a leased asset or an asset to be leased on promise, the subscribers are the buyers of the asset, while the funds mobilised

through the subscription are the purchase price of the asset. The certificate holders jointly own the assets through an undivided ownership sharing the profits and losses on the basis of the partnership that exists between them.

noorcentre.com

5/1/5/2 Certificates of ownership of usufructs

a) Certificates of ownership of the usufruct of existing assets

The issuer of these certificates is the seller of usufruct of an existing asset, the subscribers are buyers of such usufruct, while the funds mobilised through subscription are the purchase price of the usufruct. The certificate holders become joint owners of the usufruct sharing its benefits and risks.

b) Certificates of ownership of described usufruct to be made available in the future

The issuer of these certificates is the seller of usufruct of an asset to be made available in the future as per specification. The subscribers are buyers of the usufruct through, the funds mobilised through subscription are the purchase price of the usufruct. The certificate holders become joint owners of the undivided usufruct sharing its benefits and risks.

c) Certificates of ownership of services

The issuer of these certificates is the seller of services, the subscribers are buyers of the services, while the funds mobilised through subscription are the purchase price of the services.

The certificate holders are entitled to sell the profits of all the types that are listed at (a), (b) and (c) and are entitled to the income from the resale of such usufruct.

5/1/5/3 Salam certificates (Salam Sukuk)

noorcentre.com

The issuer of the certificates is a seller of the goods of Salam, the subscribers are the buyers of the goods, while the funds realised from subscription are the purchase price (Salam capital) of the goods. The holders of Salam certificates are the owners of the Salam goods and are entitled to the sale price of the certificates or the sale price of the Salam goods sold through a Parallel Salam, if any.

5/1/5/4 Istisna'a certificates (Istisna'a Sukuk)

The issuer of these certificates is the manufacturer (supplier/seller), the subscribers are the buyers of the intended product, while the funds realised from subscription are the cost of the product. The certificate holders own the product and are entitled to the sale price of the certificates or the sale price of the product sold on the basis of a Parallel Istisna'a, if any.

5/1/5/5 Murabahah certificates (Murabahah Sukuk)

The issuer of the certificates is the seller of the Murabahah commodity, the subscribers are the buyers of that commodity, and the realised funds are the purchasing cost of the commodity. The certificate holders own the Murabahah commodity and are entitled to its sale price.

5/1/5/6 Musharakah certificates (Musharakah Sukuk)

The issuer of the certificates is the inviter to a partnership with him in a specific project or determined activity. The subscribers are the partners in the Musharakah contract. The realised funds are the share contribution of the subscribers in the Musharakah capital. The certificate holders own the assets of partnership with the accompanying profits and losses and are entitled to their share in the profits of the partnership, if any.

5/1/5/7 Mudarabah certificates (Mudarabah Sukuk)

noorcentre.com

The issuer of these certificates is the Mudarib, the subscribers are the owners of capital, and the realised funds are the Mudarabah capital. The certificate holders own the assets of Mudarabah and the agreed upon share of the profits belongs to the owners of capital and they bear the loss, if any.

5/1/5/8 Certificates of investment agency (Wakalah Sukuk)

The issuer of these certificates is the investment agent, the subscribers are the principals and the realised funds are the entrusted capital of the investment. The certificate holders own the assets represented by the certificates with its benefits and risks, and they are entitled to the profits, if any.

5/1/5/9 Muzara'ah certificates (Muzara'ah Sukuk)

a) The issuer of these certificates is the owner of the land (the principal owner or owner of the usufruct of the land). The subscribers are the cultivators on the basis of a Muzara'ah contract (the cultivators or their assignees). The realised funds are the cultivation cost.

b) The issuer of these certificate may be the cultivator (the worker), the subscribers are the owners of the land (investors whose subscription amounts are used to buy the land); and the certificate holders are entitled to a share of the produce of the land as per agreement.

5/1/5/10 Musaqat certificates (Musaqat Sukuk)

a) The issuer of these certificates is the owner (or owner of usufruct) of the land that consists of trees; the subscribers are those who assume the obligation of irrigation through a Musaqat contract, while the realised funds are the maintaining cost of the trees.

b) The issuer of these certificates may be the irrigator (the worker) and the subscribers are the owners of the land (investors whose subscription amounts are used to irrigate the land). The certificate holders are entitled to a share of the produce of the trees as per agreement.

noorcentre.com

5/1/5/11 Mugharasah certificates (Mugharasah Sukuk)

a) The issuer of these certificates is the owner of land suitable for planting (trees), the subscribers are those who assume the obligation of planting on the basis of a Mugharasah contract, while the realised funds are the cost of maintaining the plantation.

b) The issuer may be the planter (the owner of the work), the subscribers are the owners of the land (investors whose subscription amounts are used to undertake plantation in the land), and the certificate holders are entitled to a share in both the trees and the land as per agreement.

5/1/6 The relationships between the parties, namely the issuer and the subscriber shall be governed by applicable contracts of issuing Sukuk. The mere conclusion of the contract will give rise to legal effects with respect to rights and obligations of the parties.

5/1/7 The issuance of the prospectus represents the issuer's invitation to subscription in which case the act of subscription represents an offer. As for acceptance, it is issuer's approval of the subscription, unless it is expressly stated in the prospectus that it is an offer. In this case, the prospectus will be considered as an offer and the subscription becomes an acceptance.

5/1/8 The following shall be observed in the prospectus of issue:

5/1/8/1 The prospectus must include all contractual conditions, adequate statements about the participants in the issue,

their legal position and rights as well as obligations, such as statements about the issue agent, issue manager, originator, investment trustee, the party covering the loss, payment agent as well as others along with the conditions of their appointment and dismissal.

noorcentre.com

5/1/8/2 The prospectus of Sukuk must include the identification of the contract on the basis of which the certificates are to be issued, such as sale of tangible leased assets, Ijarah, Murabahah, Istisna'a, Salam, Mudarabah, Musharakah, Wakalah, Muzara'ah, Mugharasah or Musaqat.

5/1/8/3 The contract that forms the basis of the issue must be complete with respect to its elements and conditions and should not include conditions that conflict with its objectives and rules.

5/1/8/4 The prospectus must explicitly mention the obligation to abide by the rules and principles of the Shari'ah, and that there is a Shari'ah Supervisory Board that approves the procedures of the issues and monitors the implementation of the project throughout its duration.

5/1/8/5 The prospectus must state that the investment of the realised funds and the assets into which the funds are converted will be undertaken through Shari'ah-compliant modes of investment.

5/1/8/6 Taking into account item 3/1/5 of the Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations, the prospectus must state that each owner of a certificate participates in the profit and bears a loss in proportion to the financial value represented by his certificates.

5/1/8/7 The prospectus must not include any statement to the effect that the issuer of the certificate accepts the liability to compensate the owner of the certificate up to the nominal value of the certificate in situations

other than torts and negligence nor that he guarantees a fixed percentage of profit. It is, however, permitted to an independent third party to provide a guarantee free of charge, while taking into account item 7/6 of Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees. It is also permitted to the issuer of the certificate to offer some tangible or personal guarantees with respect to its wrongful acts or negligence, while taking into account item 3/1/4/3 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations as well as the contracts stated in that standard.

noorcentre.com

5/1/9 It is permissible for the institution to undertake to underwrite the unsubscribed issue, in which case the obligation of the underwriter is based on a binding promise. The underwriter should not receive any commission in lieu of such underwriting taking into account item 4/1/2/4 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations.

5/1/10 It is permissible to issue Sukuk on a short-term, medium-term or long-term basis in accordance with the principles of the Shari'ah. The Sukuk may also be issued without specifying a period depending upon the nature of the contract underlying the Sukuk issue.

5/1/11 It is permissible for the issuer or the certificate holders to adopt permissible methods of managing risk, of mitigating fluctuation of distributable profits (profit equalisation reserve), such as establishing an Islamic insurance fund with contributions of certificate holders, or by participating in insurance (*Takaful*) by payment of premiums from the income of the shares of Sukuk holders or through donations (*Tabarru'at*) made by the Sukuk holders.

5/2 Trading of Sukuk and their redemption

5/2/1 It is permissible, after closing subscription, allotment of Sukuk and commencement of activity, to trade in and redeem investment

Sukuk that represent common ownership of tangible assets, usufructs or services. As for trading or redemption prior to the commencement of activity, it is necessary to observe the rules of the contract of *Sarf* (currency exchange) along with the rules for debts (receivables) when liquidation is complete and the assets are receivables or when the assets represented by the Sukuk are sold for a deferred price.

noorcentre.com

5/2/2 In the case of negotiable Sukuk, it is permissible for the issuer to undertake, through the prospectus of issue, to purchase at market value, after the completion of the process of issue, any certificate that may be offered to him, however, it is not permissible for the issuer to undertake to purchase the Sukuk at their nominal value

5/2/3 The certificates may be traded through any known means, that do not contravene the rules of the Shari'ah, such as registration, electronic means or actual transmission by the bearer to the purchaser.

5/2/4 It is permissible, immediately upon issue and up to the date of maturity, but after the passing of ownership of the assets to the holders of the Sukuk, to trade in Sukuk that represent ownership of existing leased assets or assets to be leased on promise.

5/2/5 It is permissible for the issuer to redeem, prior to maturity, certificates of ownership of leased assets at the market price or at a rate agreed upon, at the date of redemption, between the certificate holder and the issuer.

5/2/6 It is permissible to trade in securities of ownership of usufructs of tangible assets prior to a contract for sub-leasing the assets. When the assets are sub-leased, the certificate represents rent receivables, which makes it a debt owed by the second lessor subject to the rules and regulations for disposal of debts.

5/2/7 It is permissible for the issuer to redeem Sukuk of ownership of the usufruct of tangible assets from the holder, after allotment

and payment of the subscription price, at the market price or at a price agreed upon between the parties at the time of redemption, on the condition that the subscription amount or redemption price is not deferred. [see item 3/4 of Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek]

noorcentre.com

5/2/8 It is not permissible to trade in certificates of ownership of usufructs of a described asset before the asset from which usufruct is to be made available is ascertained, except by observing the rules for disposal of receivables. When the asset is ascertained, trading in Sukuk of usufructs of such asset may take place.

5/2/9 It is permissible to trade in securities of ownership of services to be provided by a specified party prior to sub-leasing such services. When the services are sub-leased, the certificate represents rent receivables to be collected from the second lessee. In this case, the certificate represents a debt and is, therefore, subject to the rules and regulations of disposal of debts.

5/2/10 It not is permissible to trade in securities of ownership of services to be provided by a party to be specified in the future before the source from which the services would be provided is identified, except by observing the rules for dealing in debts. When the source of services is identified, trading in such Sukuk may take place.

5/2/11 It is permissible to set up a parallel Ijarah on tangible assets by employing the same description for the usufruct that was provided to the holders of the Sukuk in cases detailed in items 5/2/8 and 5/2/10 provided the two lease contracts remain independent.

5/2/12 It is permissible for the second buyer of the usufruct of existing and specified assets to resell them. The buyer is also entitled to issue certificates in this respect.

5/2/13 It is permissible to trade in or redeem Istisna'a certificates if the funds have been converted, within the period of the Istisna'a, into assets owned by certificate holders. If the realised funds are immediately paid as a price in a parallel Istisna'a contract or the manufactured item is submitted to the ultimate purchaser, then trading in Istisna'a certificates is subject to rules of disposal of debts.

noorcentre.com

5/2/14 It is not permissible to trade in Salam certificates.

5/2/15 It is not permissible to trade in Murabahah certificates after delivery of the Murabahah commodity to the buyer. However, trading of Murabahah certificates is permissible after purchasing the Murabahah commodity and before selling it to the buyer.

5/2/16 It is permissible to trade in Mudarabah, Musharakah and investment agency certificates after closing of subscription, allotment of the certificates and commencement of activity with respect to the assets and usufructs.

5/2/17 It is permissible to trade in Muzara'ah and Musaqat certificates after closing of subscription, allotment of certificates and commencement of activity with respect to the assets and usufructs. This rule applies when the certificate holders own the land. Thus, trading in these certificates is not allowed where the certificate holders act as workers (who undertake to provide agricultural or irrigation works) in which case trading in these certificates is not permissible before the maturity of the fruits and plants.

5/2/18 It is permissible to trade in Mugharasah certificates after closing of subscription, allotment of certificates and commencement of activity irrespective of the certificate holders being owners of the land or workers.

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 8 May 2003 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Commercial Papers was adopted by the Shari'ah Board in its 10th meeting held on 2-7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3-8 May 2003 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (7) held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2002 A.D., the Shari'ah Board decided to give priority to the preparation of the Shari'ah Standard for Investment Sukuk.

On Saturday 14 Shawwal 1422 A.H., corresponding to 29 December 2002 A.D., a Shari'ah consultant was commissioned to prepare a juristic study and an exposure draft on the Shari'ah Standards for Commercial Papers.

In its 2nd meeting of Committee (1), held in the Kingdom of Bahrain on 4-5 Safar 1423 A.H., corresponding to 17-18 April 2002 A.D., the Shari'ah Standard Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah Standard on Investment Sukuk and asked the consultant to make additional amendments to reflect the comments made by the members of the committee.

In its meeting No. (4) held on 16 and 17 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 28-27 June 2002 A.D., the committee discussed the exposure draft and made necessary amendments as per the comments and observations of the members and in the light of the recommendations of AAOIFI's First Fiqh Forum in respect to requirements of trading in investment portfolios held in Amman (The Hashimite Kingdom of Jordan) on 16 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 27 June 2002 A.D.

In its meeting No. (5) held on 2 and 3 Rajab 1423 A.H., corresponding to 9-10 September 2002 A.D., and decided to merge the exposure of this Standard with the exposure draft of the Standard on Securitisation. In its meeting No. (6) held on 19 Rajab 1423 A.H., corresponding to 26 September 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the Committee further discussed the

exposure after the merger, made some amendments and decided to present it to the Shari'ah Board.

noorcentre.com

The revised exposure draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its 9th meeting held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 11-16 Ramadan 1423 A.H., corresponding to 16-21 November 2002 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the Standard and decided that it should be distributed to specialists and interested parties in order to obtain their comments in order to discuss them in a public hearing.

A public hearing was held in Bahrain on 18 Dhul-Hajjah 1423 A.H., corresponding to 19 February 2003 A.D. The public hearing was attended by more than thirty participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others who are interested in this field. Members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

The Shari'ah Standards Committees (1) and (2) held a joint meeting on 2 Muharram 1424 A.H., corresponding to 5 March 2003 A.D., to discuss the comments made about the exposure draft. The two committees made the necessary amendments in light of both the written comments that were received and oral comments that took place in the public hearing.

The Shari'ah Board in its meeting No. (10) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 2-7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3-8 May 2003 A.D., discussed the amendments made by the Shari'ah Standards Committee, and made necessary amendments. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the Standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for the permissibility of issuing investment certificates is that such certificates are usually issued on the basis of Shari'ah-nominated contracts. Hence issuance of Sukuk on the basis of any of these contracts becomes acceptable as well.
- The basis for considering the issue prospectus as an offer and the fact of subscription as an acceptance is that valid contracts take place on the basis of anything that indicates consent without specifying a particular form of expression. It is thus not objectionable that an offer comes from one person and acceptance from a large number of persons.
- The basis for the right of certificate holders to management is that they own the property that their certificates represent, and management is part of ownership.
- The basis for permissibility of trading in investment Sukuk when such Sukuk represent shares in tangible assets or usufruct is that the trading is, in fact, on the assets and usufructs. Since these assets may be traded so too the certificates that represent them.
- The basis for impermissibility of trading in Salam certificates is that the certificate represents a share in the Salam debt in which case the certificates is subject to rules of debt trading.
- The basis for permissibility of trading in Istisna'a certificates after conversion of the realized funds into assets is that such assets represent properties that can be disposed of. The basis for the impermissibility of trading in Istisna'a certificates in case of using the realized funds as a price in a parallel Istisna'a and in case of delivering the manufactured asset to the ultimate purchaser is that the certificate represents the price in the liability of the purchaser. The price then is a monetary debt for which trading of the Sukuk at this stage is subject to the rules of debt trading.

- The basis for the impermissibility of trading in Murabahah certificates after the commodity is sold and delivered to the buyer is that the certificates represent a monetary debt against the buyer, in which case trading is not permissible except in accordance with the limitations of debt trading. However, if purchase of the commodity has taken place and is yet to be sold, trading in these certificates is permissible because the certificates represent assets that can be traded.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Securitisation (Tawreeq)

Securitisation is known in Arabic terminology as *Taskik* (issues) and *Tasnid* (securities). Securitisation is a process of dividing ownership of tangible assets, usufructs or both into units of equal value and issue securities as per their value.

Issue Contract

Issue contract is the contract that form basis for issuance of the investment certificates.

Issuer of Investment Certificate

Issuer of investment certificate is the party who uses the realised funds in a Shari'ah-compliant investment instrument. The issuer could be a firm, an individual, a government or a financial institution. The issuer may delegate, for a consideration or commission, the process of arranging the operation of the issue to a financial intermediary, which may be stipulated by the issue prospectus.

Issue Agent

It is an intermediary institution that manages the process of issue and performs all procedural arrangements pertaining to the issue on behalf of the issuer against a specific fee to be agreed upon or to be stated in the prospectus of issue. The relationship between the issuer and the issue agent is governed agency contract with remuneration.

Issue Manager

Issue manager is the intermediary institution that acts for remuneration on behalf of the subscribers in executing the issue contract.

Payment Underwriter

Payment underwriter is the intermediary institution that undertakes to pay dues of certificate holders after when realised.

noorcentre.com

Investment Manager

Investment manager is the party appointed by the issuer or the issue manager to perform all or part of investment operations as indicated in the issue prospectus.

Investment Trustee

Investment trustee is the intermediary financial institution charged with protecting the interests of certificate holders, supervising the performance of the issue manager and safe custody of documents and guarantees for consideration stipulated in the issue prospectus on the basis of agency contract

Trading of Certificates

Trading of certificates refers to disposal of the ownership right contained in the certificate through selling, pledging, gift or any other permissible means of disposal.

Muzara'ah (Sharecropping)

Sharecropping is partnership in crops in which one party presents land to another for cultivation and maintenance in consideration for a common defined share in the crop.

Musaqat (Irrigation)

Irrigating partnership is a partnership that depends on one party presenting designated plants/trees that produce edible fruits to another in order to work on their irrigation in consideration for a common defined share in the fruits.

Mugharasah (Share-Agriculture)

Agricultural partnership is a partnership in which one party presents a treeless piece of land to another to plant trees on it on the condition that they share the trees and fruits in accordance with a defined percentage.

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (18)

Possession (Qabd)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	493
Statement of the Standard	494
1. Scope of the Standard	494
2. Definition of Possession	494
3. Mode of Taking Possession	494
4. Expenses of Possession	496
5. Key Modern Applications of Possession	497
6. Date of Issuance of the Standard	498
Adoption of the Standard	499
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	500
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	502
Appendix (c): Definitions	510

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to elaborate actual possession in contracts along with its related Shari'ah rules as well as the significant applications undertaken by Islamic financial Institutions (Institution/Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers possession in contracts and what acts as a constructive substitute for it (constructive possession). It elaborates the mode of its realisation in immovable and movable property as well as in things that are ascertained and those established as a liability by description. The standard also identifies the person responsible for its costs (maintenance and expenses) in various types of contracts along with their modern applications.

The standard does not cover acts other than contracts, like possession in usurpation (*Ghasb*) and the like. Further, it does not cover the nature of possession with respect to liability for compensation or otherwise, nor to possession in set-offs, as these have their specific standards.

2. Definition of Possession

Possession is the gathering of a thing or what takes its rule, according to the requirements of customary practice.

3. Mode of Taking Possession

3/1 The basis for determining the mode of possession in things is custom ('Urf). It is for this reason that possession of things has differed in accordance with the nature of things and differences among people with respect to things.

3/2 Actual possession is realised in immovable property through relinquishment and enabling transactions in it.

3/3 Actual possession takes place in movables through physical corporeal delivery. Constructive possession, in ascertained movables as well as in those established as a liability by description, takes place -after their ascertainment by means of one of the methods known for their

ascertainment- by relinquishing (releasing) the thing for the person entitled to it enabling him to deliver it without any obstacle even when no transportation or transmission has taken place. This takes place irrespective of the thing being one that is acquired by hand in practice or is one in which delivery (transmission) is stipulated through one of the customary units of measure -cubic measure, weight or linear measure- or it is a commodity to which these measures do not apply due to their inapplicability or with the possibility of their applicability, but the measures are not applied, as in the case of sale by estimate.

noorcentre.com

3/4 Constructive possession includes the registration of a mortgage of immovables and (hypothecation) of mobile movables like cars, trains, steamers and airplanes through registration that is valid under the law. Registration stands in place of actual possession with respect to its rules and legal effects.

3/5 The possession of documents, like bills of lading and warehouse receipts, issued in the name of the possessor or acknowledging his interest therein is deemed constructive possession of what the documents represent if the ascertainment of commodities, goods and appliances is attained through them along with the ability of the possessor to undertake transactions in them.

3/6 Prior possession of a tangible thing stands in place of subsequent lawful possession due to a cause acknowledged by the Shari'ah irrespective of the possession of the prior possessor being on the basis of the liability to bear loss (Daman) or one of trust (Amanah) and irrespective of the subsequent constructive possession entailing liability for loss or a burden of trust (Amanah).

3/7 Reciprocal possession stipulated in the contract of *Sarf* (transaction in gold, silver and currencies) is delivery and acceptance of delivery within the session of the contract on a spot basis (*Yadan Bi Yadin*). [see item 2/6 of Shari'ah Standard No. (1) on Trading in Currencies]

4. Expenses of Possession

4/1 Expenses of possession in financial commutative contracts

noorcentre.com

4/1/1 The expenses of delivering the sold commodity -for presenting it if it is absent, for ascertaining it through one of the customary units where that entails a claim for ascertainment like wages of employing a cubic measure, weight, linear measure and counting- is the responsibility of the seller. As for the expenses of delivering the price, if any, it is the responsibility of the buyer, unless there is a stipulation or customary practice to the contrary, in which case it is binding to follow such stipulation or practice.

4/1/2 The expenses of conveyancing, witnessing, preparation of instruments that record a sale and the formalities of registration are borne as stipulated by the parties to the contract. If there is no such stipulation on their part, customary practice is relied upon.

4/1/3 Where it is stipulated by the buyer for the seller that the sold commodity be delivered at a particular place, other than the one where it is present at the time of the contract, and that it be delivered at the expense of the seller, the seller is bound to deliver it at the specified place and the expenses of transporting it to such place will be borne by the seller.

4/1/4 The rules for the expenses of possession explained in items 4/1/1, 4/1/2 and 4/1/3 apply to all financial commutative contracts, like Salam, Istisna'a and others. Accordingly, the expenses of delivering the Salam commodity will be borne by the seller, the expenses of delivering the capital (Ras al-Mal) will be borne by the Rab al-Salam (the buyer); the expenses of taking possession of the leased property will be borne by the lessor, the expenses for the delivery of possession of the lease value (wages) shall be borne by the lessee; and the expenses for delivering the subject matter of Istisna'a will be borne by the manufacturer, while the expenses for the delivery of the price shall be borne by the orderer. In all these cases, if there is a customary practice or stipulation to the contrary, then, such practice or stipulation shall be observed.

4/2 Expenses for delivery of possession in a loan (Qard)

noorcentre.com

4/2/1 The expenses for delivery and recovery in a contract for loan, expenses that pertain to its ascertainment through one of the customary units of measure and the like, shall be borne by the borrower.

4/2/2 The expenses for the drawing up of documents, promissory notes, title deeds and the like that are required for transacting a loan contract; its implementation or documentation shall be borne by the borrower. [see Shari'ah Standard No. (19) on Loan (Qard), item 8]

4/3 Expenses for delivery of possession in a deposit (Wadi'ah)

The expenses of deposit and withdrawal in a contract of deposit shall be borne by the depositor (the owner of the deposit).

5. Key Modern Applications of Possession

5/1 Possession by the beneficiary of a bank draft or personal cheque is deemed constructive possession of the amount payable by the drawee bank. This is deemed possession of the payable amount even though there is delay in the payment of the actual amount, keeping in view what is laid down in Shari'ah Standard No. (1) on Trading in Currencies (item 2/6/5) as well as what is laid down in the Shari'ah Standard No. (12) on Commercial Papers (items 6/1 and 6/2).

5/2 Payments for a credit card are deemed constructive possession of such payments. [see Shari'ah Standard No. (2) on Debit Cards and Credit Cards (item 4/4)]

5/3 A deposit by a person of an amount in a bank account maintained for a debtor, upon his demand or with his consent, is deemed constructive possession irrespective of the deposit being by way of cash, by endorsement or by cheque drawn upon a bank with which an account is maintained, and the depositor is absolved of liability when he is indebted to the extent of such amount.

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 19 May 2004 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Possession was adopted by the Shari'ah Board in its 12th meeting held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 26-30 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 15-19 May 2004 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (8) held during the period of 28 Safar to 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah, the Shari'ah Board decided to issue the Exposure Draft of Shari'ah Standard on Possession (Qabd).

On 24 Rajab 1423 A.H., corresponding to 1 October 2002 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to assign to a Shari'ah consultant the responsibility of preparing the Exposure Draft of the Shari'ah Standard on Possession (Qabd).

The Shari'ah Standards Committee (1), in its meeting No. (7), which was held in the Kingdom of Bahrain on 16 Muharram 1424 A.H., corresponding to 19 March 2003 A.D., discussed the Shari'ah study and required the consultant to incorporate certain necessary amendments in the light of the discussion and the comments made by the members.

In its meeting No. (8) held on 16-17 April 2003 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the Shari'ah Standards Committee (1) discussed the exposure draft of the Standard on Possession in the light of the discussions and the observations of the members, just as the Committee discussed the exposure draft in its meeting held during the period of 25–26 Rabi' II, 1424 A.H., corresponding to 25-26 June 2003 A.D., and made necessary amendments to the draft in the light of the discussion and observations of the members.

In its meeting No. (9) held in Amman, the Hashimite Kingdom of Jordan, during the period of 23-24 Jumada I, 1424 A.H., corresponding to 23-24 July 2003 A.D., the Committee discussed the exposure draft and made necessary amendments in the light of the discussions and the observations of the members.

The revised exposure draft of the Standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (11) held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 2-8 Ramadan 1424 A.H., corresponding to 27 October - 2 November 2003 A.D. The Shari'ah Board incorporated amendments to the exposure draft of the Standard and decided that it be distributed among specialists and interested parties in order to obtain their comments as a preliminary to the discussion in a public hearing.

noorcentre.com

A public hearing was held in the Kingdom of Bahrain on 29 Dhul-Qa'dah 1424 A.H., corresponding to 21 January 2004 A.D. The public hearing was attended by more than fifteen participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in the field. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

The Shari'ah Standards Committees (1) and (2) in a joint meeting in the Kingdom of Bahrain on 30 Dhul-Qa'dah 1424 A.H., corresponding to 22 January 2004 A.D., discussed the comments that were made during the public hearing as well as the observations received in writing. The Committees made amendments that were deemed suitable.

The amended exposure draft was presented to the Drafting Committee in its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 25 Safar 1425 A.D., corresponding to 15 April 2004 A.D.

The Shari'ah Board in its meeting No. (12) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 26-30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 15-20 May 2004 A.D., discussed the amendments suggested by the Shari'ah Standards Committee and the Drafting Committee, and incorporated the amendments deemed suitable. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the Standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Realisation of Possession in the Shari'ah

- The basis for the realisation of actual possession with respect to gold, silver and currencies through actual physical possession is the sound tradition reported from Ubadah Ibn Al-Samit (may Allah be pleased with him), that the Messenger of Allah (peace be upon him), said, *"Gold for gold, silver for silver. . . ,"* till he said, *"like for like, equal for equal, from hand to hand. If these species differ, then sell as you like as long as it is from hand to hand"*.(2)
- The basis for acknowledging custom ('Urf) as the basis for the realisation of possession is the consensus (Ijma') of the Jurists (Fuqaha).It is in this regard that Al-Khatib Al-Shirbini says: "The reason is that the Law-giver has used the term possession in an unqualified sense and has deemed it the basis of rules. He did not elaborate it, and there is no definition for it in the language. It is for this reason that recourse is to be had to custom ('Urf)".(3) Ibn Taymiyyah said, "As long as there is no definition for it in the language or in the Shari'ah, recourse must be had to the custom of the people, like possession mentioned in the words of the Prophet (peace be upon him): '*He who buys food is not to sell it until he takes possession of it*'."(4) Al-Khattabi says: "Forms of possession differ for things in accordance with a difference in their own forms and in accordance with the varying practices of the people with respect to them."(5)
- The basis for the realisation of possession in immoveable property through relinquishment is customary practice. The opinion of the

(2) Related by Muslim in his *"Sahih"*.
(3) *"Mughni Al-Muhtaj"* [2: 72].
(4) *"Majmu' Al-Fatawa"* by Ibn Taymiyyah [3: 272].
(5) *"Ma'alim Al-Sunan Li Al-Khattabi"*, [3: 136].

majority of the jurists among the Hanafis, Malikis, Shafi'is, Hanbalis and Zahiris, as well as others besides them, is that possession in immoveable property is delivered through relinquishment and the facilitating of transactions in it.[6] Hanafi jurists have stipulated that if a lock is placed on the immoveable property, then, it is sufficient for the delivery of possession to deliver the key along with relinquishment so as to provide the facility to the possessor to open it without difficulty.[7]

noorcentre.com

- The basis for considering registration of immoveable property as constructive possession in the case of mortgage (Rahn) is custom and its practice (in countries that have adopted the system of registration of property) whereby registration of mortgage of immovable property by entry in a page of the register of mortgages is deemed delivery of possession under the law (constructive possession) and it acts as a substitute for actual delivery of possession with respect to its legal effects and results. This applies even if the property has in it the household assets of the tenant or is attached to the rights of the lessor over this property, because in such a case too they are considered possession constructively and in fact.[8]
- Add to this the fact that official mortgage grants to the creditor (mortgagee) a personal right over the mortgaged property, which gives him, as a result of the death of the owner or his insolvency, a right prior to all the creditors for the satisfaction of his claim from this property.[9]

Possession of Ascertained Moveable Property

- The basis for the realisation of possession in ascertained moveable property, as well as liabilities by description, through relinquishment in favour of one entitled to it and in a manner that enables him to deliver it without any

(6) *"Al-Fatawa Al-Hindiyyah"* [3: 16]; *"Radd Al-Muhtar"* [4: 561], passim; *"Rawdat Al-Talibin"* [3: 515]; *"Al-Majmu' Sharh Al-Muhadhdhab"* [9: 276]; *"Mawahib Al-Jalil"* [4: 477]; *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 202]; *"Al-Mughni"* [4: 333]; *"Al-Muhalla"* [8: 89]; see article (263) in *"Majallat Al-Ahkam Al-'Adliyyah"*; article (435) in *"Murshid Al-Hayran"*; and article (335) in *"Majallat Al-Ahkam Al-Shar'iyyah 'Ala Madhhab Al-Imam Ahmad"*.

(7) *"Radd Al-Muhtar"* [4: 561]; *"Al-Fatawa Al-Hindiyyah"* [3: 16]; see articles (270) and (271) in *"Majallat Al-Ahkam Al-'Adliyya"*; and articles (435) and (436) in *"Murshid Al-Hayran"*.

(8) *"Al-Madkhal Al-Fiqhi Al-'Amm Lil-Zarqa"* [1: 278] and [2: 648] marginal note.

(9) *"Al-Mudhakkirah Al-Idahiyyah Li Al-Qanun Al-Madani Al-Kuwayti"*, (P. 339) as quoted by Muhammad Wahid Al-Din Suwar in his book on Islamic Fiqh, (P. 94).

restriction, whether or not the moveable property needs to be delivered through one of the customary units of measure, is that delivery of a thing literally means delivering it completely without any impediments, so that no one shares it with the possessor, and this is possible by relinquishment. Further, the person who is under an obligation to deliver must have a way through which he can be discharged of his obligation, and what is in his ability is to relinquish it and remove all obstacles. As for actual physical possession (by hand), it is not within his ability to provide that for it is a voluntary act of taking possession. If the obligation to make such a delivery is imposed on him, it would become difficult for him to meet such an obligation.[10]This rule, as well as its basis, has been supported by a resolution of the Islamic Fiqh Academy (OIC).[11]

noorcentre.com

- The basis for considering the registration of pledges (hypothecation) of mobile moveable property like cars, steamers, airplanes and trains in the official register for the beneficiary (in countries where a system of registration has been adopted for such moveable property) is deemed constructive possession for what it represents. It is the governing custom that considers official registration as the delivery of constructive possession to the beneficiary and acts as a substitute for actual possession with respect to its legal effects and consequences.
- The basis for stipulating the ascertainment (setting aside) of moveable property through customary units of measure for the realisation of possession are the words of the Prophet (peace be upon him): *"He who buys food (wheat) is not to sell it until he has measured it."*[12] insofar as they indicate that possession in this case is not attained except by the use of the cubic measure. Thus, ascertainment in what is estimated by cubic measure is through cubic measure and the remaining types are assigned

(10) *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [5: 244]; *"Al-Fatawa Al-Hindiyyah"* [3: 16]; *"Radd Al-Muhtar"* [4: 561]; *"Sharh Al-Majallah Li Al-Atasi"* [2: 200 and after]; *"Al-Mughni"* [4: 111]; *"Al-Ifsah Li-Ibn Hubayrah"* (P. 224); articles (272) to (275) of *"Majallat Al-Ahkam Al-'Adliyyah"*; and articles (437) and (438) in *"Murshid Al-Hayran"*.

(11) Resolution No. 53 (4/6) in its 6th Session (Sha'ban 1410 A.H./March 1990 A.D.).

(12) Related by Muslim in his *"Sahih"*, [10: 169]; Abu Dawud in his *"Sunan"* [2: 252]; and Al-Nasa`i in his *"Sunan"* [7: 285].

noorcentre.com

a similar rule on the basis of analogy.(13) This is the view of the majority of the Jurists from among the Malikis, Shafi`is and Hanbalis upholding that possession in things that are estimated by cubic measure, weight, linear measure and counting is attained by taking delivery through these measures accompanied by relinquishment.

- The basis for considering the delivery of documents pertaining to commodities, appliances and goods (like bills of lading and warehouse receipts) as constituting constructive possession of what they represent is the customary practice in this respect seeking support from the view of the Malikis that the mode of possession in moveable property that is not subjected to estimation is recourse to custom ('Urf).(14) Further, the basis for stipulating cubic measure for the soundness of possession in food that is estimated by cubic measure in the tradition from the Prophet (peace be upon him) is the custom that was prevalent during the period of the Prophet (peace be upon him) to the effect that possession in things subjected to cubic measure is through cubic measure and for the rest analogy is to be employed. As the determination of the issue of possession in contracts is based on custom, therefore, everything that is taken by custom to be possession in a certain period is to be deemed as possession from the perspective of the Shari'ah. If the custom of the people changes in this respect, the consideration of that mode as possession ceases. The reason is that where the constructive basis of rules is custom, the rules will alter with a change in custom,(15) except for those things that have been specified by the Shari'ah. As far as the custom prevalent in our times is based upon the consideration of the delivery of documents for moveable commodities and goods -even where these are subjected to estimation- as amounting to possession of these commodities and goods, it will be deemed valid from the perspective of the Shari'ah. The basic principle here is what is stated by Al-Wansharisi, "A thing that is acted upon by the people and is preferred by their custom and practice must

(13) *"Mughni Al-Muhtaj"* [2: 173]; *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 201]; and Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* [4: 111].

(14) *"Sharh Al-Khirashi"* [5: 158]; Al-Dardir, *"Al-Sharh Al-Kabir"* [3: 145]; and Al-Baji, *"Al-Muntaqa"* [6: 97].

(15) *"Al-Mughni"* [6: 188]; *"Al-Furuq"* [1: 176]; and Al-Qarafi, *"Al-Ihkam Fi Tamyiz Al-Fatawa 'An Al-Ahkam"*, (P. 231).

be accommodated through the Shari'ah even against disagreement and opposition, as far as possible".[16]

noorcentre.com

- The basis for considering prior possession of a certain thing as a substitute for subsequent possession on grounds that are acknowledged by the Shari'ah, when it represents it, is that the purpose behind the realisation of possession is to establish control over, and the ability to undertake transactions in, the thing possessed. If this state is found possession is found too. This is based on what is upheld by the Malikis and Hanbalis to the effect that if a person sells a thing, or gives it away as gift or pledges it, while the thing is in the possession of a usurper, borrower, bailee, hirer, agent or another, then prior possession represents absolutely subsequent entitled possession through the contract, irrespective of the nature of possession exercised by the possessor being that of liability or trust and irrespective of the entitled possession being in the nature of trust or liability. As for what arises from this with respect to the possessor being liable for the thing possessed or holding it as a trustee, it has no connection with or effect upon the reality of possession.[17]

Expenses of Possession

- The basis for the view that the expenses of possession of the sold commodity are borne by the seller is that the delivery of the sold commodity is obligatory on the seller by virtue of the contract, and the contract is not completed without it; and a thing without which an obligation cannot be fulfilled is also obligatory. Accordingly, this is what was upheld by the majority of the Jurists to the effect that meeting the expenses of the delivery of the sold commodity -by presenting it if it is absent and by ascertaining it if it needs to be ascertained by a customary unit of measure- is the responsibility of the seller. The basis for the view that expenses, if any, of taking delivery of the price are the responsibility of the buyer, is that payment of the price to the seller is obligatory upon the buyer, thus, it is binding on him to bear the burden of all that is required by such delivery. The basis for qualifying this rule to impose the expenses on both parties insofar as there

(16) Al-Wansharisi, *"Al-Mi'yar"* [6: 471].

(17) *"Mayyarah 'Ala Al-Tuhfah"* [1: 111]; *"Bidayat Al-Mujtahid"* [2: 229]; Majd Ibn Taymiyyah, *"Al-Muharrar"*, [1: 374]; Ibn Taymiyyah, *"Nazariyyat Al-'Aqd"*, (P. 236); *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 249 and 373], [4: 253]; and Al-Qarafi, *"Sharh Tanqih Al-Fusul"* (P. 456).

is no condition to the contrary, is extended from the ruling of the majority of the Jurists of upholding conditions. As for the qualification that "there is no custom to the contrary," it is based on the view of the Jurists, insofar as it is stated in their texts that if there is a stipulation or custom to the contrary, then, it is binding to follow such stipulation or custom.(18)

noorcentre.com

- The basis for the buyer bearing the expenses of constructive possession of what he has purchased, as represented by official registration and attestation for the sale of immoveable property or its mortgage in countries that have adopted a system of registration of transfer of immoveable property, as well as the sale of some mobile moveable property like cars, vehicles, steamers and airplanes or their pledging (hypothecation) in countries that have adopted a system of officially registering such things, and as well as the purchase of shares of corporations -whose trading is permissible according to the Shari'ah in markets for financial paper- is the customary practice in all these things. Further, such a practice secures the interest of the buyer and is supported by the rule that gain is linked to the bearing of expenses. It is also supported by derivation of the rule from what has been stated by the Hanafi Jurists to the effect that the expenses of the drafting of documents, promissory notes and of witnessing, which confirm the transaction of sale, are to be borne by the buyer as long as there is no custom or stipulation to the contrary.
- The basis for the seller bearing the expenses for the delivery of the sold commodity to the buyer with the stipulation of a known place (other than the place of contract where it is present) is what has been stated by the Hanafis and the Hanabalis affirming that such expenses are borne by the seller in case of a stipulation to this effect.(19)

(18) *"Al-Zurqani 'Ala Khalil"* [5: 158}; *"Hashiyat Al-Dusuqi"* [3: 144]; *"Al-Bahjah 'Ala Al-Tuhfah"* [2: 144]; Al-Dardir, *"Al-Sharh Al-Saghir"* [3: 197]; *"Al-Mughni"* [6: 188]; *"Sharh Muntaha Al-Iradat"* [2: 192]; *"Mughni Al-Muhtaj"* [2: 73]; *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [5: 243]; Al-Atasi, *"Sharh Al-Majallah"* [2: 221]; articles (45-242) in *"Majallat Al-Ahkam 'Ala Madhhab Al-Imam Ahmad"*; articles (288-91) in *"Majallat Al-Ahkam Al-'Adliyyah"*; and articles (67-466) in *"Murshid Al-Hayran"*.

(19) *"Durar Al-Hukkam"* [3: 230]; *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 180]; *"Sharh Muntaha Al-Iradat"* [2: 161]; articles (353), (446) in *"Murshid Al-Hayran"*; article (287) in *"Majallat Al-Ahkam Aal-'Adliyyah"*; and article (342) in *"Majallat Al-Ahkam Al-Shar'iyyah 'Ala Madhhab Al-Imam Ahmad"*.

noorcentre.com

Expenses of Possession in Qard (Loan)

- The basis for the borrower bearing the expenses of delivery and acquisition, which refer to taking of delivery through customary units of measure in a contract of Qard, is that the lender has undertaken a good act, and costs are not to be imposed on one who does a good act.[20] Linked to these with respect to the rule are the expenses of the drawing up of documents, promissory notes and so on, which are matters that are needed for the implementation, execution or verification of the contract of Qard (loan), it is the borrower who bears these costs insofar as these are the requirements or appendages of raising a loan, which is for his interest. The lender is undertaking an act of donation of the benefits of his wealth and the person doing good is not to be made to bear costs over and above his granting of a thing, because “No ground (of complaint) can there be against those who do good.”[21] If it is made binding on him to bear the costs of lending and recovery as well as attestation, it would run counter to his good act, and it would lead to the preventing to those who own wealth from lending it.

Expenses of Possession in Deposit (Bailment)

- The basis for the depositor bearing the costs of deposit and recovery in a contract of *Ida’* (deposit) is that “The burden of possession on each thing is binding upon the one who benefits from its possession, due to the principle: Gains are based on the bearing of costs.”[22]22 It is known that the benefit in deposit and its return belong to the depositor alone, thus, the expenses that are incurred on its deposit and recovery are binding upon him.[23]

Key Modern Applications of Possession

- The basis for considering the possession of a bank draft or a personal cheque, accepted for payment by the drawee, as constructive possession of

(20) *“Al-Zarqani ’Ala Khalil”* [5: 158]; Al-Dardir, *“Al-Sharh Al-Saghir”* [3: 197]; and *“Hashiyat Al-Dusuqi”* [3: 144].

(21) [Al-Tawbah (Repentance): 91].

(22) *“Durar Al-Hukam”* [2: 333].

(23) *“Al-Bahr Al-Ra`iq”* [7: 276]; *“Durar Al-Hukkam”* [2: 272]; *“Al-Mughni”* [9: 269]; *“Kashshaf Al-Qina’”* [4: 203]; *“Asna Al-Matalib”* [3: 84]; *“Tuhfat Al-Muhtaj”* [7: 124]; *“Al-Muhalla”* [8: 278]; articles (793) in *“Majallat Al-Ahkam Al-’Adliyyah”*; and articles (1340) in *“Majallat Al-Ahkam Al-Shar’iyyah ‘Ala Madhhab Al-Imam Ahmad”*.

the amount accepted is customary banking practice and trading transactions in this respect. The confirmation of this is laid down in a resolution of the International Islamic Fiqh Academy.[24]

noorcentre.com

- The basis for considering a payment on a credit card as constructive possession of the amount of repayment is banking practice in this respect. Likewise, in the consideration of a deposit by a person of an amount in a bank account of the client, irrespective of this being cash, a bank endorsement, or a cheque accepted for payment by the drawee bank, as constructive possession by the beneficiary. This has been confirmed by a resolution of the International Islamic Fiqh Academy.[25]

(24) Resolution No. (53) 4/6 in its 6th Session (Sha'ban 1410 A.H./March 1990 A.D.).
(25) 25 Resolution No. (53) 4/6) in its 6th Session.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Al-'Aqar (Immoveable Property)

It is something that has a permanently affixed foundation and it is not possible to transfer it or move it, along with the subsistence of its shape and form, like land and houses.

Al-Manqul (Moveable Property)

It is something that can be transferred and moved. Thus, it includes cash, loans, animals, cars, ships, airplanes, trains, things subjected to cubic measure or weight.

Bay' Al-Juzaf (Sale by Random Estimate)

It is the sale of something whose precise quantity is not known, and its quantity is known through estimation without employing a cubic measure, weight, linear measure, count.

Al-Qabd Bi-Sifat Al-Daman (Possession Creating a Liability for Return)

It is the acquisition of a thing that leads to the liability for the return of the thing, if it is a fungible commodity, that is, its return to its owner as long as the thing exists, and its value, if it is non-fungible, on its loss or conversion, whatever the cause of this, and this when it occurs without the permission of the owner (as a wrongful act, delict, tort), like the possession by a thief or usurper, or with the permission of the owner, but with the intention of owning it, like the possession of one bargaining for it or one who has expressed the intention to own it. Some Jurists have deemed the possession by the borrower, the mortgagee (pledge), lessor and the independent contractor to be of this nature.

Al-Qabd Bi-Sifat Al-Amanah (Possession Creating a Trust)

It is the acquisition of a thing that leads to its treatment as a trust in the possession of the possessor insofar as he does not bear the liability of its

loss, and as long as he has not committed a tort or negligence in its safe-keeping. This occurs with the permission of the owner when there is no intention to own it rather it is for the interest of the owner, like the bailee, agent, dedicated servant, Wali and Wasi, or it is for the interest of the person acquiring it, like the tenant, borrower, and mortgagee, or for their common interest, like the Mudarib, partner, tenant and irrigator.

noorcentre.com

'Urf (Custom)

It is what is practised by the people and what they have come to follow in terms of words, acts or relinquishment. The 'Urf that is acknowledged by the Shari'ah is the one that meets the following conditions:

1. That it should not contradict the Shari'ah. If the 'Urf goes against a Shar'iah Text or one of the principles of the Shari'ah, it is a custom that is void.
2. That the 'Urf should be continuous or predominantly so.
3. That the 'Urf be prevalent at the time of the undertaking of the transaction.
4. That the two parties to the contract should not have expressly stipulated against it. If they express such a stipulation the 'Urf is not admissible.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (19)

Loan (Qard)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 517

Statement of the Standard 518

1. Scope of the Standard 518
2. Definition of Qard 518
3. Elements (Arkan) of a Loan (Qard) Contract and Its Conditions... 518
4. Rules for Excess Benefit Stipulated in the Qard Contract 518
5. Rules for Excess Benefit Not Stipulated in the Contract 519
6. Stipulation of a Period in Qard 519
7. Stipulation of a Contract in Qard 519
8. Stipulation of a Reward for Raising Loans for Another 519
9. Service Charges for Qard 520
10. Key Modern Applications of Qard 520
11. Date of Issuance of the Standard 522

Adoption of the Standard 523

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 524

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 526

Appendix (c): Definitions 533

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This standard aims to elaborate the rules of the Shari'ah for loan (Qard). Among these are the rules for a benefit (Manfa'ah) arising from a loan whether or not this is stipulated (in the contract), just as it includes the regulations of the Shari'ah that must be followed by Islamic financial institutions (Institution/Institutions).[1] Likewise, the Standard includes the Shari'ah rules for some applications that the institutions need to implement, like current accounts, perquisites in return for loans, service charges for loans, and mutual overdrafts between the institution and its correspondents.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers loans and the accompanying benefits or costs irrespective of the institution being a lender or a borrower.

The Standard does not cover what is not a loan (Qard), like the price in a credit sale and investment accounts, because they have standards specific to them.

2. Definition of Qard

Qard is the transfer of ownership in fungible wealth to a person on whom it is binding to return wealth similar to it.

3. Elements (Arkan) of a Loan (Qard) Contract and Its Conditions

3/1 The contract of loan (Qard) is concluded through offer and acceptance by the use of the words Qard and Salaf or any other word or act that conveys the meaning of Qard.

3/2 The legal capacity for making a donation is stipulated for the lender.

3/3 The legal capacity to undertake transactions is stipulated for the borrower.

3/4 It is stipulated for the subject-matter of the contract that it be known fungible (Mithli) marketable wealth.

3/4/1 The borrower comes to own the subject-matter of Qard (the wealth loaned) through possession, and he becomes liable for (the repayment of) a similar subject-matter.

3/4/2 The applicable rule is the return of an amount similar to the loan amount at the place where it was delivered.

4. Rules for Excess Benefit Stipulated in the Qard Contract

4/1 The stipulation of an excess for the lender in loan is prohibited, and it amounts to Riba, whether the excess is in terms of quality or

quantity or whether the excess is a tangible thing or a benefit, and whether the excess is stipulated at the time of the contract or while determining the period of delay for satisfaction or during the period of delay and, further, whether the stipulation is in writing or is part of customary practice.

noorcentre.com

4/2 It is permissible to stipulate the satisfaction (repayment) of Qard at a place other than that where the loan was made.

5. Rules for Excess Benefit Not Stipulated in the Contract

5/1 It is not permissible to the borrower to offer tangible property or extend a benefit to the lender during the period of the Qard when this is done for the sake of Qard, unless giving of such benefits is a practice continuing among the parties from a time prior to the contract of Qard.

5/2 An excess over Qard is permissible in terms of quantity or quality, or offering of tangible property or extending of a benefit, at the time of satisfaction when it is not stipulated or is part of custom, irrespective of the subject-matter of Qard being cash or kind.

6. Stipulation of a Period in Qard

It is permissible to stipulate a period in Qard. The borrower is, therefore, under no obligation to return it prior to the termination of the period nor can the lender demand it back prior to the end of the period. If, however, no period is stipulated, it is binding upon the borrower to return its substitute (*Badal*) on demand.

7. Stipulation of a Contract in Qard

It is not permissible to stipulate a contract of Bay' (exchange, sale) or Ijarah or other commutative contract within the contract of Qard.

8. Stipulation of a Reward for Raising Loans for Another

It is permissible to stipulate a reward for raising loans for another as long as it is not a fictional device (*Hilah*) for dealing in Riba. [see item 8/3/2 of Shari'ah Standard No. (15) on Ju'alah at the end of which it is stated "with the condition that the transactions are not employed for raising interest bearing loans through stipulations, customary practice or dealings among Institutions"]

9. Service Charges for Qard

noorcentre.com

9/1 It is permissible to a lending institution to charge for services rendered in loans equivalent to the actual amount directly spent on such services. It is not permissible to the institution to charge an amount in excess of such a service charge. All charges in excess of the actual amount spent are prohibited, and it is necessary to ensure precision in the determination of the actual charges so that they do not lead to an excess that can be deemed a benefit. The fundamental rule is that each loan bears its own specific charges, unless this becomes difficult as in the case of a group or common loan, in which case there is no restriction in the way of bearing direct collective charges for all the loans on the basis of the entire sum. It is necessary that the method of determining the charges be laid down by the Shari'ah Supervisory Board of the institution in detail, and this is to be done by distributing the expenses incurred among all the loans and each loan is to bear its share proportionately. An explanation of such circumstances is to be presented before the Board along with suitable documents.

9/2 Indirect expenses incurred in rendering services for loans are not included in actual expenses, like the salaries of the employees, the rentals of space, assets and means of transport as well as other management and general expenses of the institution.

10. Key Modern Applications of Qard

Among the most important modern applications of Qard are the following:

10/1 Current accounts

10/1/1 The reality of current accounts is that these are loans and not deposits. Thus, the institution comes to own the amounts and a liability to repay the amount is established against it.

10/1/2 It is permissible for the institution to demand wages for services rendered to the holders of the current accounts.

10/1/3 It is permissible for the institution to render services related to deposits and withdrawals to the owners of the current accounts with or without compensation like chequebooks and ATM cards and the like. There is no restriction on the institution

if it distinguishes between owners of current accounts with respect to what relates to deposits and withdrawals, like exclusive booths for receiving the owners of some accounts, or like distinguishing between the types or cheques.

noorcentre.com

10/2 Perquisites for Qard

It is not permitted to the institution to present to the owners of current accounts, in lieu of such accounts, material gifts, financial incentives, services or benefits that are not related to deposits and withdrawals. Among these are exemptions from charges in whole or in part, like exemption from credit card charges, deposit boxes, transfer charges and letters of guarantee and credit.

The perquisites and incentives that are not specific to current accounts are not governed by this rule.

10/3 Charges on credit cards for cash withdrawals from ATMs

10/3/1 The charges imposed on cards for cash withdrawals from bank teller machines are a charge for services and are independent of the loan.

10/3/2 It is necessary that the charges imposed on credit cards for cash withdrawals from bank teller machines be an amount that is certain within the limits of reasonable charges excluding profit from Qard. It is not permissible to link the charge to the amount withdrawn. It is not permissible to the institution to slice the withdrawals as a device for obtaining repeated charges just as it is not permissible (for this purpose) to take into account the period of repayment of the amount withdrawn. Where there is a difference in currencies, the application of the rate for the prevailing currency is stipulated. [see also item 4/5, Shari'ah Standard No. (2) on Credit and Charge Cards]

10/4 Overdrafts between the institution and its correspondents

In order to avoid interest between the institution and its correspondents, there is no restriction if the institution comes to

an agreement with other correspondent banks to place a ceiling upon the overdrafts of one drawn upon the other without any claims for profits (interest). [See item 2/4/a of Shari'ah Standard No. (1) on Trading in Currencies]

noorcentre.com

11. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 19 May 2004 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Standard on Qard was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (12) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 26-30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 15-19 May 2004 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 28 Safar to 3 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 6-11 May 2002 A.D., the Shari'ah Board decided to issue the Shari'ah Standard on Qard (loan).

On 24 Rajab 1423 A.H., corresponding to 1 October 2002 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to commission a Shari'ah consultant to prepare an exposure draft on the Shari'ah Standard on Loan (Qard).

In its meeting No. (7) held in the Kingdom of Bahrain on 16 Muharram 1424 A.H., corresponding to 19 March 2003 A.D., the Shari'ah Standards Committee (1) discussed the Shari'ah study and required the consultant to incorporate necessary amendments in the light of the discussions and observations of the members.

In its meeting No. (8) held in the Kingdom of Bahrain during the period of 16-17 April 2003 A.D., the Shari'ah Standards Committee (1) discussed the exposure draft of the standard on Qard and made necessary amendments in the light of the discussions and the observations of the members. The Committee discussed the exposure draft of the standard in its meeting held on 25 and 26 Rabi' II, 1424 A.H., corresponding to 25 and 26 June 2003 A.D., and incorporated necessary amendments in the light of the discussions and observations of the members.

The Committee discussed the exposure draft of the standard in its meeting No. (9) held it Amman, the Hashimite Kingdom of Jordan, on 23 and 24 Jumada I, 1424 A.H., corresponding to 23 and 24 July 2003 A.D., and made necessary amendments in the light of the discussions and observations of the members.

The revised exposure draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (11) held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 2-8 Ramadan 1424 A.H., corresponding to 27 October-2 November 2003 A.D. The Shari'ah Board made amendments to the exposure draft of the standard and decided that it be sent to specialists and interested parties in order to obtain their comments in preparation for the discussion of the exposure draft in a public hearing.

noorcentre.com

A public hearing was held in the Kingdom of Bahrain on 29 Dhul-Qa'dah 1424 A.H., corresponding to 21 January 2004 A.D. The public hearing was attended by more than fifteen participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in the field. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

The Shari'ah Standards Committees (1) and (2) in a joint meeting in the Kingdom of Bahrain on 30 Dhul-Qa'dah 1424 A.H., corresponding to 22 January 2004 A.D., discussed the comments that were made during the public hearing as well as the observations received in writing. The Committees made amendments that were deemed suitable.

The amended exposure draft was presented to the Drafting Committee in its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 25 Safar 1425 A.H., corresponding to 15 April 2004 A.D.

The Shari'ah Board in its meeting No. (12) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 26-30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 15-20 May 2004 A.D., discussed the amendments suggested by the Shari'ah Standards Committee and the Drafting Committee, and incorporated the amendments deemed suitable. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the Standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for stipulating that wealth given as Qard be known is to enable the borrower to return a similar substitute of the wealth of Qard.
- The basis for the rule that the borrower does not come to own the wealth lent except through possession is that the contract of Qard is one in which commutative aspect and that of donation stand combined, however, the act of donation is predominant. It is for this reason that the rule is similar to that for gift (Hibah) in which ownership is transferred with the taking of possession.
- The basis for the rule that the subject-matter of Qard be a fungible item is that it is only such an item that can be returned by the borrower. Further, fungible items are compensated through similar substitutes in usurpation and destruction.
- The basis for the obligation of returning the counter-value of Qard at the same place where it was granted, when there is no contrary stipulation, is that this is the governing rule.

Stipulation of an Excess in the Counter-Value of Qard

- The basis for the prohibition of stipulating an excess in the counter-value of Qard for the lender are evidences from the Qur`an, the Sunnah, consensus of Fuqaha (Ijma') as well as rational arguments that convey the prohibition of Riba (usury) in Qard.

Stipulation of Repayment in a Land (Place) Other Than That of Qard

- The basis for the permissibility of repayment in a land other than that where Qard was granted so as to provide a facility to the borrower whether or not the lender benefits from this, is as follows:
  1. The reports[2] from the Companions, may Allah be pleased with them, which indicate the permissibility of stipulating repayment in

(2) *"Al-Musannaf"* by Ibn Abu Shaybah [6: 279]; and *"Al-Sunan Al-Kubra"* by Al-Bayhaqi, [5: 352].

a land other than that where Qard was made. This is a view upheld by the Malikis and the Hanbalis and it was preferred by Ibn Taymiyyah and Ibn Al-Qayyim Al-Jawziyyah.

noorcentre.com

2. The stipulation of repayment in a land other than that of the Qard is in the interest of both the lender and the borrower without causing injury to either along with the existence of a need. The Shari'ah does not lay down the prohibition of interests that bear no injury. In fact it lays down their permissibility. It does prohibit those that are injurious, but here the benefit is mutual and they are cooperating to arrange this. It, therefore, belongs to the category of cooperation and participation.
3. The basic rule in transactions (Mu'amalat) is permissibility, and the stipulation of repayment of a loan in a land other than that of the Qard is not expressly prohibited by the texts, nor is the meaning expressly stated in the texts so that prohibition could be extended through analogy. Thus, the repayment falls under the rule of permissibility.

Stipulation of a Period in Qard

- The basis for the permissibility of stipulating a period in Qard, for Qard can be delayed by stipulating a period, are evidences about the permissibility of a period of delay, the obligation of abiding by conditions and contracts, for the realisation of the purposes of the Qard, and for repelling injury.

Stipulating a Contract of Sale within the Contract of Qard

- The bases for the prohibition of stipulating a contract of sale within the contract of Qard are the following:
  1. The saying of the Prophet (peace be upon him): *"A Salaf (loan) and sale (in one contract) are not permitted nor are two conditions in a sale nor the profit from a thing for which the liability for loss is not borne nor the sale of what you do not have".*[3]

(3) Related by Abu Dawud. The text of this Hadith belongs to him as narrated from Abdullah Ibn Amr Ibn Al-'Ass (may Allah be pleased with him), chapter on the person who =

2. The underlying reasoning is that the word Salaf in the words of the Prophet (peace be upon him): *“A Salaf (loan) and sale (in one contract) are not permitted”*, means Qard. The Hadith indicates the impermissibility of combining a Qard and a sale in a single contract. The generality of its meaning includes the impermissibility of stipulating a contract of sale in a contract of Qard as well as the impermissibility of stipulating a Qard contract within a contract of sale.

noorcentre.com

3. The stipulation of a contract of sale within a contract of Qard is a means towards obtaining an excess in Qard as he may oblige him with respect to the price for the sake of Qard, and in this way the Qard will be created with a stipulated excess, which is Riba. These are means that, by agreement, are to be prevented and blocked.
4. The stipulation of a contract of sale within a contract of Qard removes the contract of Qard from its main purpose, which is to provide a facility. The reason is that Qard is not a commutative contract, it is rather a contract of piety and virtue; thus, it is not valid if compensation is stipulated in it. If Qard is linked to a commutative contract, it will receive a part in the compensation and this will take it out of its required purpose. This will nullify it and nullify the commutative contract linked to it as well.

- The basis for the prohibition of a stipulation by the lender that the borrower gives him a gift is that in reality this amounts to Qard with an excess that is stipulated for the benefit of the lender and this excess is the gift. Thus, it amounts to prohibited Riba and removes the contract from the category of a compassionate contract moving it to one of Riba. Further, this stipulation

---

= sells what he does not have, *“Kitab Al-Buyu”*’, (H: 3504): *“Sunan Abu Dawud”* [3: 283]; Al-Tirmidhi, chapter on the disapproval of selling what one does not have, *“Kitab Al-Buyu”*’ (H: 1234): *“Sunan Al-Tirmidhi”* [3: 526-27]; Al-Nasa`i, chapter on two conditions in a sale, *“Kitab Al-Buyu”*’ (H: 4644): *“Sunan Al-Nasa`i”* [7: 340]; Ahmad in *“Musnad Al-Mukthirin Min Al-Sahabah”* (H: 6633): *“Musnad Ahmad”* [2: 3730] through different channels, all of them: From Ayyub, who said: “Amr Ibn Shu’ayb related to me saying, ‘My father related to me from ...’ till he mentioned Abdullah Ibn Amr reporting it”. The Hadith is deemed *hasan* Hadith, but rises to the level of *Sahih Li-ghayrihi* due to its numerous channels.

noorcentre.com

generates a benefit for the lender and the Jurists have unanimously agreed that any contract that yields a benefit stipulated for the lender is impermissible. The benefit in this stipulation is that the lender will benefit from a second loan from the borrower, and this benefit is not in lieu of anything other than the very Qard that he gave him.

Stipulation of a Reward for Raising Loans on the Basis of Credit-Worthiness

- The basis for permitting the stipulation of a reward for raising loans on the basis of credit status is that this is a counter-value for a service rendered, and this is what is upheld by the Jurists that a reward may be acquired for recommendations and lending of status.

Charges for Services Actually Rendered

- The basis for the permissibility of the lender charging only what is equivalent to the actual costs incurred is that these are in lieu of the costs alone. The lender is doing a favour and the person doing a favour is not to be penalised. The basis for the prohibition of charging in excess of this is that in such a case it would amount to an excess in lieu of the Qard. Resolution No. 13 (1/3) was issued by the International Islamic Fiqh Academy (OIC) regarding the recovery of actual costs.

Material Benefits at the Time of Repayment That Are Not Stipulated

- The basis for the permissibility of giving an excess, in terms of quantity or quality, at the time of repayment by way of generosity and goodwill, when these are neither stipulated nor is there a practice of paying them, is the Hadith reported from Abu Rafi', may Allah be pleased with him, that the Messenger of Allah (peace be upon him) borrowed a very young camel from a man and then wished to present to him one of the camels of the Sadaqah (Zakat), so he asked Abu Rafi` to repay the man his camel. Abu Rafi' returned it to him and said, "I do not find anything there except a full grown four year old camel." The Prophet (peace be upon him) said, *"Give him this camel. The best people are those who do better in of repayment"*.[(4)] It is reported from Abu Hurayrah that a man came to the

(4) Related by Muslim in his *"Sahih"* in the Book of *"Musaqat"*, chapter on the person who borrows may return what is better.

Messenger of Allah (peace be upon him) seeking alms. The Messenger of Allah (peace be upon him) borrowed food amounting to one-half of a Wasq and gave the man this. When the lender came demanding his loan, he gave him a full Wasq saying, *“One-half of this is your repayment and the other half is a present from me”*.(5)

noorcentre.com

Material Benefits Not Stipulated Prior to Repayment

- The basis for the prohibition of material benefits not stipulated prior to repayment, unless these benefits are not for the sake of Qard or in lieu thereof, are the following:
  1. From Anas Ibn Malik, may Allah be pleased with him, who said: “The Messenger of Allah (peace be upon him) said, `When one of you grants a Qard and a gift is made to him by the borrower or he offers him a free ride on his animal, he is not to accept this from him, unless such a practice was prevalent among them prior to the Qard’.”(6)
  2. Reports of precedents laid down by the Companions, may Allah be pleased with them, which indicate the prohibition of accepting the gift of the borrower and other types of benefits, unless there is an evidence that this is not for the sake of the loan, and that the lender responds with a similar gift or adjusts it as repayment of the debt.

Current Accounts

- The basis for the determination that current accounts constitute loans (Qurud), are the following:
  1. That the bank comes to own the deposits in the current accounts and has the right to undertake transactions in the amounts and to seek growth in them (through investment). Further, it is under an obligation to return a similar amount on demand. This is the very meaning of Qard, which is the giving of wealth to one who benefits from it -that is, employs it and consumes it in pursuit of his aims- and then returns its counter-value. This differs from Wadi’ah (deposit) in the terminology of Fiqh, which is wealth deposited with a person for safe-custody so that he does not employ the wealth and returns this very wealth to the owner.

---

(5) Related by Al-Bayhaqi, *“Al-Sunan Al-Kubra”*, [5: 351].

(6) Related by Ibn Majah in his *“Sunan”* (H: 2457).

2. It is binding on the bank to return a similar amount on demand for the current deposit, and it guarantees such return even upon loss of the wealth, whether or not it was negligent. This is the purpose of the contract of Qard, as against Wadi'ah in Fiqh terminology insofar as the Wadi'ah is a trust in the possession of the custodian, thus, if it is destroyed due to his transgression or negligence, he is held liable for it, but if it is destroyed without such transgression or negligence, he is not liable. Resolution No. 86 (3/9) was issued by the International Islamic Fiqh Academy (OIC) regarding the status of current accounts.

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of the bank demanding service charges -for maintaining current accounts- for the services rendered, is an excess over the duty owed by it, because it is entitled to such charges in lieu of the acts undertaken by it and services rendered to the client.
- The basis for the permissibility of the owner of a current account utilising a chequebook and ATM card without compensation are the following:
  1. The additional benefit arising out of this issue is common for both parties -the lender and the borrower- as both benefit from it, thus, both benefits are set off against each other. In fact, the benefit that goes to the client through the issuance of a chequebook and an ATM card is secondary and is not a primary benefit insofar as the bank has set up this system for serving its own numerous aims and objectives, thus, the benefit accruing to the bank from this system is a primary benefit, while the realisation of the benefit for the client from this system is a consequence of the employment of this system by the bank for its aims and objectives.
  2. The benefit derived by the owner of a current account -the lender- from this system without a counter-value is not a benefit separate from the Qard. In fact, it is a means for the satisfaction of the loans acquired by the bank insofar as these are ways for the repayment of loans for every lender as when he demands them.
- The basis for the prohibition of presents and gifts, when the underlying cause is Qard, insofar as the bank gives these presents and gifts to one who gives it a Qard, is that these are by way of gifts to the lender prior to

the satisfaction of the loan when these are due to the Qard.[7] As for the basis of presents and gifts in general, they are not related to Qard and there is no suspicion about them.

noorcentre.com

Overdrafts between the Institutions and Their Correspondents

- The basis for the permissibility of overdrafts between institutions and their correspondents is general need and that the benefit derived from this practice is not specific to the lender alone. In fact, the benefit is mutual. Further, it does not fall under the category of Qard rather it is a step for transacting with one who deals with you. Thus, the issue does not resemble the case of "You give me a loan and I will give you a loan."[8]

(7) Resolution No. (355) of the Shari'ah Board of Al Rajhi Banking Corporation was issued with respect to presents and gifts in lieu of loans (Qurud).

(8) *"Al-Mughni"* by Ibn Qudamah, [6: 436]; Resolutions and Recommendations of Al Baraka, No. (8/10) and (11/6); Shari'ah Rulings on economic Matters, issued by Bayt Al-Tamwil Al-Kuwayti, [1: 178].

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Benefit Arising from Qard

It is a benefit or an interest that is derived by the lender in a contract of Qard due to this contract.

Current Accounts

These are loans that constitute the current accounts insofar as the bank comes to own these amounts and it is possible for the owner of these accounts to withdraw these amounts at any time he likes.

Mithlis (Fungibles)

These are cash, things subjected to cubic measure, weight, linear measure and very similar countable things that do not differ to an extent that their difference will lead to a difference in their value.

Qimis (Non-Fungibles)

These are types of wealth whose difference, one from another, leads to a difference in their value, as in the case of animals.

Legal Capacity for Donation

It is the ability of the subject (Mukallaf) to grant wealth or a benefit to another in the present or in the future without compensation in lieu thereof and with the usual intention of piety and the doing of good.

Legal Capacity to Undertake Transactions

It is the ability of a person to commit an act or to issue a statement in a manner that is acknowledged by the Shari'ah, and the underlying basis is discretion, reason and puberty.

Deficient Legal Capacity for Execution

It is the ability of a person to undertake certain transactions and not others so that the execution of such transactions depends upon ratification by another.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (20)

Sale of Commodities in Organized Markets

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	539
Statement of the Standard	540
1. Scope of the Standard	540
2. Definition of International Sales and Their Kinds	540
3. Shari'ah Basis for International Commodity Sales	541
4. Key Applications of International Commodity Sales	543
5. Derivatives	546
6. Date of Issuance of the Standard	548
Adoption of the Standard	549
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	550
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	552

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to elaborate the foundations on which international commodity sales, between parties from different countries, are based whether the contracts have been concluded for spot or deferred commodities or through derivatives (futures, options, indexes and swaps). The Standard also explains what is permissible out of these according to the Shari'ah and what is not, along with an explanation of the Shari'ah substitutes for them within the Islamic financial institutions (Institution/Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers international sales contracts whose subject-matter are commodities and to derivatives of various kinds: Swaps, Indexes, Futures and Options.

The Standard does not cover financial and commercial paper or currencies, because these have their own specific standards, just as it does not cover sales that are concluded outside the organized markets.

2. Definition of International Sales and Their Kinds

2/1 Definition of international commodity sales

2/1/1 International commodity sales are contracts that are concluded in organized commodity markets under the supervision of specialised Organizations and through intermediaries who coordinate the demand for sales and the demand for purchases by employing standard contracts that contain various conditions and specifications along with a statement of the period and place of delivery. The contract may also stipulate the deposit of a portion of the price as a security for the execution of the contract and opening of an account with the intermediary.

2/2 Types of international commodity sales

International commodity sales are divided into three types:

2/2/1 Spot contracts

These are contracts that require immediate delivery and acceptance of delivery, however, delivery and possession may take place within the limit of a day or two days in accordance with the regulations of the market.

2/2/2 Forward contracts

noorcentre.com

These are contracts in which both counter-values are deferred with the legal effects of the contracts taking place at a determined future date, and delivery and possession take place at that time.

2/2/3 Futures commodity contracts

These are contracts whose legal effects take place at a determined future date either through liquidation between the parties, or cash settlement or through counter-contracts, but they rarely end in actual delivery and possession.

2/3 Termination of international commodity sales

International commodity sales end in one of the following ways:

2/3/1 Contracts in which actual delivery takes place for both counter-values or in one of them;

2/3/2 Contracts that end through the operation of liquidation between the two parties;

2/3/3 Contracts that end in cash settlement by agreement; and

2/3/4 Contracts that end in counter-contracts.

3. Shari'ah Basis for International Commodity Sales

3/1 Spot contracts

Conclusion of spot contracts in the commodity markets is permitted with the following conditions:

3/1/1 That the commodity sold must be in existence and owned by the seller;

3/1/2 That the commodity sold must be ascertained in a manner that distinguishes it from others;

The documents that establish the existence of the commodity, its ownership and distinguish it from others are sufficient proof of the realisation of the two previous conditions.

3/1/3 That the contract should not include a condition that prevents the buyer from taking delivery of the commodity sold and obliges him to accept a set-off for value;

noorcentre.com

3/1/4 That the price be paid on a spot basis. Delay, without the stipulation of delay, in the delivery of an existing and ascertained commodity, or delay in the acceptance of spot price, does not affect the validity of the contract.

3/2 Forward contracts (both counter-values delayed)

3/2/1 These are the selling and buying of commodities with the stipulation of delivery in the near future. They differ from futures transactions insofar as they are not organized in an exchange and they are instruments of hedging that do not submit to financial supervision.

3/2/2 There are two forms for contracts with both counter-values delayed:

3/2/2/1 That the commodity is a liability through description, while the price is deferred, irrespective of the contract being concluded with the word sale or with the word Salam. These contracts are not permitted, because they amount to a Salam contract in which the capital of Salam (Ras al-Mal) is not paid promptly. [see Shari'ah Standard No. (10) on Salam and Parallel Salam]

3/2/2/2 That the commodity is ascertained, but a delay in its delivery is stipulated along with a delay in the price. Such contracts are not permitted.

3/2/3 When the contract is that of Istisna'a, such a contract is valid even when the price is delayed. [see Shari'ah Standard No. (11) on Istisna'a and Parallel Istisna'a, item 3/1/5]

3/2/4 There is no restriction in delaying one of the counter-values: the price, while observing Accounting Standard No. (20) on Deferred Sale; and the commodity sold, while observing Shari'ah Standard No. (10) on Salam and Parallel Salam.

3/3 Futures transactions in commodities

It is not permitted to undertake futures transactions according to the Shari'ah, either through their formation or by trading in them. [see items 2/2/3, 5/1]

noorcentre.com

4. Key Applications of International Commodity Sales

4/1 Permissible applications of international commodity sales:

4/1/1 Appointing another person as an agent for the purchase of a commodity at a spot price, and the sale of the commodity by the agent to a third person for a deferred price on behalf of the principal along with the determination of compensation for the agent as part amount or percentage of the purchase price of the commodity. These are the operations of the "Investment Agency."

4/1/2 Appointing another person for the management of purchase operations with a spot price and sale on a deferred basis with the manager being entitled to a known undivided share in the profit. These are "Mudarabah" operations. [see Shari'ah Standard No. (13) on Mudarabah]

4/1/3 The agent undertaking -after the purchase of the commodity on account of the principal- to buy it for himself from the principal with the stipulation of distinguishing between the liability of the agent and the liability of the principal for the commodity and this by ensuring two independent offers and acceptances between the principal and the agent. It is possible that this be accomplished through the exchange of two advices, one for notifying ownership by means of agency and the proposal of purchase (offer), and the other for agreement to sell (acceptance). [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah (appendices A and B)]

4/1/4 Purchase by the institution of a commodity on a spot basis and the subsequent sale of this commodity by the institution to another on a deferred payment basis. In this application the avoidance of

buy-back is stipulated, like the buyer selling what he purchased with a deferred price to one from whom it was initially bought on a spot basis at a price lesser than this (deferred price).

noorcentre.com

4/2 International commodity sales prohibited by the Shari'ah

4/2/1 Transactions in commodities that are not permissible.

4/2/2 Sale of the purchased commodity prior to its ascertainment in a manner that distinguishes the commodity sold from other commodities leading to the overlapping of the liability of the buyer and the liability of the seller due to the mixing up of what is owned by the buyer with what remains with the seller.

4/2/3 Purchase by the agent of a commodity for the institution's account and its sale thereafter to himself without the exchange of two advices of offer and acceptance between the agent-buyer and the institution that owns the commodity so that the liability of the principal (seller) and the liability of the agent selling the commodity to himself come to overlap.

4/2/4 Sale by the agent of the purchased commodity before actually or legally taking delivery. Legal delivery includes the transfer of liability to the buyer (agent) by ascertaining the commodity in a manner that distinguishes it from things other than the commodity sold.

4/2/5 Commodity purchase operations of the institution through agency and purchase thereafter by the agent for his own account on a deferred basis by confining the transaction to an offer by the agent to the institution to enter into the transaction and acceptance by the institution thereof prior to taking possession of the commodity by the institution or without the exchange of the two advices of offer and acceptance.

4/2/6 Purchase of a commodity by an institution on the basis of a spot price and thereafter its sale to the (same) institution itself on a deferred basis, or its sale to a holding institution of the seller institution with complete or majority ownership, or

with effective control, amounts to a buy-back ('Inah) sale. [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah and item 2/2/4 of Shari'ah Standard No. (11) on Istisna'a and Parallel Istisna'a]

noorcentre.com

4/2/7 Sale by an agent of a commodity for his client, prior to the transfer of ownership to him through purchase, to an institution that is his principal.

4/2/8 Sale of ascertained specified commodity, without its passing into the ownership of the seller, through fictitious documents or the sale of the same commodity at the same time to more than one institution dealing with the commodity. It is necessary to be precise about the numbers of the title documents of the commodity along with the fixing of liability for the person causing a discrepancy.

4/2/9 The lack of detail about compensation for agency (brokerage) and merging it with the determined purchase price, which is stated as an amount that includes it. The substitute for this is the mentioning of the compensation and then deducting it from the inclusive price, or the addition of the compensation to the purchase price or the determination of the sale price with the specification that what is in excess is the compensation of the agent.

4/2/10 A statement within the general memorandum of agency for purchase and sale of commodities that denies the right of the buyer (principal) to take delivery of the commodity.

4/2/11 The institution making the payment of the purchase price of the commodity contingent upon the agent providing a guarantee for the payment of the sale price by the agent himself or by another person.

4/2/12 Stipulation of a guarantee by the seller for the sale price under all circumstances. He is obliged to provide a guarantee in case of tort, negligence or breach of the provisions of agency like the stipulation that he obtain sureties from the buyers of the

commodities with respect to the deferred period. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees]

noorcentre.com

5. Derivatives

Derivatives have a large number of kinds, the most important of which are: Futures, Options, Indexes and Swaps. The Shari'ah rule for derivatives is based on the rule for the contracts employed within their framework, as stated in paragraphs that follow:

5/1 Futures

5/1/1 A contract that is binding under law. It is concluded on the trading floor of the exchange for the sale and purchase of commodities or financial instruments for a period linked to the near future. The transaction is arranged with the mentioning of the quantity, type and category along with the statement of the date and place of delivery. As for the price, it is the sole element that varies, and it is ascertained in the trading hall.

5/1/2 The Shari'ah rule for futures contracts

It is not permitted according to the Shari'ah to undertake futures contracts either through their formation or trading. [see para. 4]

5/2 Options

5/2/1 A contract by means of which a right is bestowed -but not an obligation- for the purchase or sale of an identified item (like shares, commodities, currencies, indexes or debts) at a etermined price and for a determined period. There is no obligation in this contract except on the person selling this right.

5/2/2 The Shari'ah rule for options

Options indicated above are not permitted neither with respect to their formation nor trading.

5/2/3 Shari'ah substitutes for options

5/2/3/1 The conclusion of a contract pertaining to ascertained assets is permitted according to the Shari'ah, along with the payment of part of the price as 'Arboun (Earnest Money) with the stipulation that the buyer has the right to revoke the contract within a specified period in lieu of the entitlement of the seller to the amount of earnest money in case the buyer exercises his right of revocation. It is not permitted to trade the right established with respect to the earnest money.

noorcentre.com

5/2/3/2 The conclusion of a contract for commodities in themselves along with the stipulation of an option for establishing the right of revocation for one of the parties, or for both, during a known period. This option is not eligible for trading.

5/2/3/3 The issuance of a binding promise by the owner of assets to sell them, or a binding promise by one desiring to buy them, without specifying a counter-value for the promise. This promise is not eligible for trading.

5/3 Swaps

5/3/1 Swaps are agreements between two parties for the temporary exchange of determined financial assets, material assets or interest rates. In some cases the sale of a commodity or deferred currency takes place without the transaction resulting in any exchange of the commodity, while in other cases there may be an option, in return for a counter-value, that gives the owner the right to execute or not to execute the contract.

5/3/2 The Shari'ah rule for swaps

Swaps are not permitted in the forms in which they are practised in commodity exchanges.

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 20 May 2004 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Standard on International Commodity Sales in Organized Markets was adopted by the Shari’ah Board in its meeting No. (12) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 26-30 Rabi’ I, 1425 A.H., corresponding to 15-20 May 2004 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A) Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (8) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 28 Safar to 3 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., the Shari'ah Board decided to issue the Standard on International Commodity Sales in Organized Markets.

On 25 Rajab 1423 A.H., corresponding to 2 October 2002 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to commission a Shari'ah consultant to prepare an exposure draft on international commodity sales in organized markets.

The Shari'ah Standards Committee (2) in its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 13 Safar 1424 A.H., corresponding to 15 April 2003 A.D., discussed the juristic study and required the consultant to incorporate necessary amendments in the light of the discussion and the observations of the members. The Committee also discussed the exposure draft in its meeting held on Monday 23 Rabi' II, 1424 A.H., corresponding to 23 June 2003 A.D., and made necessary amendments in the light of the discussion and the observations of the members.

The revised exposure draft of the standard was presented to the Shari'ah Board in its 11th meeting held in Makkah Al-Mukarramah during the period of 2-8 Ramadan 1424 A.H., corresponding to 27 October - 2 November 2003 A.D. The Shari'ah Board made amendments to the exposure draft of the standard and decided that it be sent to specialists and interested parties in order to obtain their comments in preparation for its discussion in a public hearing.

A public hearing was held in the Kingdom of Bahrain on 29 Dhul-Qa'dah 1424 A.H., corresponding to 21 January 2004 A.D. The public hearing was

attended by more than fifteen participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in the field. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

noorcentre.com

The Shari'ah Standards Committees (1) and (2) in a joint meeting in the Kingdom of Bahrain on 30 Dhul-Qa'dah 1424 A.H., corresponding to 22 January 2004 A.D., discussed the comments that were made during the public hearing as well as the observations received in writing. The Committees made amendments that were deemed suitable.

The amended exposure draft was presented to the Drafting Committee in its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 25 Safar 1425 A.H., corresponding to 15 April 2004 A.D.

The Shari'ah Board in its meeting No. (12) held in Al-Madinah Al-Munawwarah during the period of 26-30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 15-20 May 2004 A.D., discussed the amendments suggested by the Shari'ah Standards Committee and the Drafting Committee, and incorporated the amendments deemed suitable. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for the permissibility of international sales transactions that fulfil the required Shari'ah elements and conditions of the validity of sales is their inclusion within the fold of the sale with respect to which the Words of Allah, the Exalted, were laid down: ***{"...Where Allah has permitted trading..."}***,(2) as well as His Words: ***{"...Eat not up your property among yourselves unjustly except it be a trade amongst you, by mutual consent..."}***.(3) The implementation of the international conventions on sales or the implementation of the laws of some countries does not require prohibition of these sales if they do not contain what conflicts with the rules and principles of the Shari'ah, and this is due to the Words of Allah the Exalted: ***{"O you who believe! fulfil (your) obligations..."}***,(4) with the proviso *"except what legalizes the prohibited and prohibits what is legal"*, due to the words of the Prophet (peace be upon him): *"Muslims shall abide by their conditions, except for a condition that legalises the prohibited or prohibits the lawful"*.(5)
- The basis for the prohibition of delaying of both counter-values is that in this there is the creation of two liabilities, along with what the jurists have mentioned with respect to the impermissibility of delaying the capital of Salam. Further, there is opposition to the conditions required by the contract. The basis for the conditions of spot contracts in the commodity

(2) [Al-Bqarah (The Cow): 275].
(3) [Al-Nisa` (Women): 29].
(4) [Al-Ma`idah (The Table): 1].
(5) This Hadith has been narrated by a number of Companions. It has been related by Ahmad [1: 312]; Ibn Majah with a hasan chain of transmission [2: 784], Mustafa Al-Babi Al-Halabi edition, Cairo (1372 A.H./1952A.D.); Al-Hakim (Hyderabad, India edition, 1355 A.H.); Al-Bayhaqi [6: 70, 156], [10: 133], Hyderabad, India edition, 1355 A.H.); Al-Daraqutni [4: 228], [3: 77], Dar Al-Mahasin Lil-Tiba'ah, Cairo (1372 A.H./1952 A.D.).

markets is that these are general conditions of sale and are permitted according to the Shari'ah.

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of contracts in which one of the counter-values is deferred is the validity of *Bay' Mu'ajjal* and Salam.
- The basis for the permissibility of forms of transactions mentioned in the Standard related to international commodity sales is that they are concluded in accordance with the principles of Wakalah (agency), sale with a deferred period, Murabahah sale, and all these are valid contracts.
- The basis for the obligation of issuing an offer by the agent for seeking a sale on his own account and its acceptance by the principal as a seller is the distinction between the liability of the seller (the principal) and the liability of the buyer (the agent).
- The basis for the obligation of specifying the wages of the agent, and not merging it with the price is the Hadith: *"He who hires a hired worker must make known to him his wages"*.(6) This rule of the contract of Ijarah is applicable to agency for wages.
- The basis for the prohibition of stipulating the lack of delivery in commodity sales is that this negates the requirements of sale, which are the transfer of ownership to the buyer and his right to undertake transactions in the sold commodity.
- The basis for prohibiting the stipulation of a guarantee by the agent is that the agent is a trustee and does not provide a guarantee except for cases of transgression, negligence or going against the constraints of agency.
- The bases for the prohibition of deferred transactions in currencies are the Hadiths prescribing the obligation of possession in their sale. This has received support from a resolution of the International Islamic Fiqh Academy emphasising this.(7)
- The basis for the prohibition of derivatives is that these are binding promises that are converted to sale contracts pertaining to the future without an offer and acceptance. The Shari'ah substitutes mentioned in the Standard for derivatives are stated in a resolution of the International Islamic Fiqh Academy.(8)

---

(6) Related by Ibn Majah in his *"Sunan"* [2: 817]; See also *"Majma' Al-Zawa`id"* by Al-Haythami [4: 98], Dar Al-Rayyan Lil-Turath and Dar Al-Kitab Al-'Arabi.
(7) The International Islamic Fiqh Academy Resolution No. (63) 1/7.
(8) The International Islamic Fiqh Academy Resolution No. (63) 1/7.

- The basis for the impermissibility of options is that the subject-matter of the contract in them is not wealth that can be deemed compensation according to the Shari'ah.[9]
- The basis for the impermissibility of swaps is that no actual exchange of counter-values takes place thereby. Such swaps, as well, usually constitutes interest payment, 'Inah, and deferment of one of the counter-values.

noorcentre.com

(9) The International Islamic Fiqh Academy Resolution No. (63) 1/7.

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (21)

Financial Paper
(Shares and Bonds)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	559
Statement of the Standard	560
1. Scope of the Standard	560
2. Rules for Issuance of Shares	560
3. Rules for Dealing in Shares	562
4. Rules for Issuance of Bonds	567
5. The Rule for Trading in Bonds	568
6. Shari'ah Substitute for Bonds	568
7. Date of Issuance of the Standard	568
Adoption of the Standard	569
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	570
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	572
Appendix (c): Definitions	580

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to elaborate the rules for the shares of corporations just as it seeks to explain the rules for interest-bearing bonds.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers shares with respect to their issuance and flotation including investment, trading, renting, loaning, pledging and Salam in them, along with the rule for concluding futures, options and swapping contracts on the basis of shares.

The Standard also covers issuance of and trading in interest-bearing bonds. The Standard does not cover investment Sukuk for which there is a separate specific standard.

2. Rules for Issuance of Shares

2/1 The issuance of shares is permissible if the objectives for which the corporation was established are permissible according to the Shari’ah, thus, the objectives of its formation should not be transactions that are prohibited, like the manufacturing of liquor, trading in swine or transactions in Riba. If the objectives of the corporation are impermissible, the formation of the corporation is permissible too, and consequentially so is the issuance of shares that constitute such a corporation.

2/2 It is permissible to add a determined percentage to the value of the share at the time of subscription to cover the expenses of issuance as long as this percentage is fixed and determined to be a reasonable amount. [see item 4/1/2/2 of Shari’ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

2/3 It is permissible to issue new shares for increasing the capital of a corporation if such shares are issued at a price that is equivalent to the value of the old shares, which is worked out through expert valuation of the assets of the corporation or on the basis of the market-value whether this is at a premium or at a discount with respect to the price of the issue. [see item 4/1/2/3 of Shari’ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

2/4 It is permissible to underwrite the issue when this is done without compensation in lieu of underwriting. This is an agreement, at the time of the formation of the corporation, with someone who undertakes to purchase the entire issue of shares, or a part thereof. It is an undertaking from the person bound to subscribe at the nominal value to all that remains and has not been subscribed to by another. It is permissible to acquire compensation for work, like the preparation of feasibility studies or the marketing of shares, irrespective of the work being undertaken by the underwriter or someone if such compensation is not in lieu of a guarantee. [see item 4/1/2/4 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

noorcentre.com

2/5 It is permissible to split the value of the share into instalments at the time of subscription so that one instalment is paid and the remaining instalments are deferred. The subscriber will be considered a participant to the extent of what he has paid up and will be bound to pay his additional capital in the company, and this on the condition that the instalments apply to all the shares and that the liability of corporation remains restricted to the value of the shares subscribed to. [see item 4/1/2/5 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

2/6 It is not permissible to issue preference shares that have special financial features leading to the granting of priority to these shares at the time of liquidation or the distribution of profits. It is permitted to grant certain shares features related to procedural or administration matters, in addition to the rights attached to ordinary shares, like voting rights. [see item 4/1/2/14 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

2/7 It is not permissible to issue *Tamattu'* shares. These are shares that grant the participant compensation in lieu of his shares, whose value is redeemed during the existence of the company, and he is granted *Tamattu'* shares that grant him rights that are available for shares based on capital, except the right to profits and the distribution of assets at the time of winding up, insofar as the *Tamattu'* shares

are entitled to profit lesser than that given to the owner of shares based on capital, just as the owner of *Tamattu'* shares does not have a share in the assets of the company at the time of winding up until the owners of shares based on capital have been granted the value of their shares. [see item 4/1/2/15 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

noorcentre.com

2/8 The share certificate – or what stands in its place – is a document that is deemed evidence of ownership of the shareholder for his undivided share in the assets of the company. It is permitted that this document be in the name of the owner, to his order, or for the bearer.

3. Rules for Dealing in Shares

3/1 A share represents an undivided share in the capital of a corporation, just as it represents an undivided share in its assets and the rights associated with it upon conversion of the capital into tangible things, benefits, debts and so on. The subject-matter of the contract at the time of trading of shares is this undivided share.(1)

3/2 It is permissible to buy and sell shares of corporations, on a spot or deferred basis in which delay is permissible, if the activity of the corporation is permissible irrespective of its being an investment (that is, the share is acquired with the aim of profiting from it) or dealing in it (that is, with the intention of benefiting from the difference in prices).

3/3 Participation or trading in shares for purposes of conversion

Participation or trading is permitted for purposes of conversion for one who has the ability to effect conversion by adopting a resolution for

---

(1) See the Shari'ah basis for the standard, item (18), for the permissibility of trading in shares of corporations whose assets represent tangible things and profits along with debts and cash that are in excess of the tangible assets and profits with the stipulation that such tangible and cash assets should not be less than one-third. The reason is that the debts and cash can be properly considered as secondary to them. (This explanatory note is intended to complete the text of the Standard for implementing subsequent amending procedures, God willing).

conversion in accordance with the Shari'ah at the first general meeting or by striving for conversion in line with item 3/4/6. [see Shari'ah Standard No. (6) on Conversion of a Conventional Bank into an Islamic Bank]

noorcentre.com

3/4 Participation or trading (for investment and trading) in the shares of corporations whose primary activity is permissible, but they make deposits or borrow on the basis of interest

The fundamental rule is that of prohibition of acquiring shares of and transactions (investment and trading) in the shares of corporations that sometimes undertake transactions in Riba and other prohibited things even when their primary activity is permissible, but from this rule subscription and transactions (investment or trading) are exempted with the following conditions:

3/4/1 That the corporation does not state in its memorandum of association that one of its objectives is to deal in interest, or in prohibited goods or materials like pork (swine) and the like.

3/4/2 That the collective amount raised as loan on interest – whether long-term or short-term debt – does not exceed 30% of the market capitalization of the corporation, knowingly that raising loans on interest is prohibited whatsoever the amount is.

3/4/3 That the total amount of interest-taking deposits, whether short-, medium- or long-term, shall not exceed 30% of the market capitalization of total equity, knowingly that interest-taking deposits are prohibited whatsoever the collective amount is.

3/4/4 That the amount of income generated from prohibited component does not exceed 5% of the total income of the corporation irrespective of the income being generated by undertaking a prohibited activity, by ownership of a prohibited asset or in some other way. If a source of income is not properly disclosed then more effort is to be exerted for identification thereof giving due care and caution in this respect.

3/4/5 For the determination of these percentages, recourse is to be had to the last budget or verified financial position.

noorcentre.com

3/4/6 It is obligatory to eliminate prohibited income specific to the share that is mixed up with the earnings of the corporations, and this in accordance with the following:

3/4/6/1 The elimination of prohibited income is obligatory on one who is the owner of the share, whether an investor or a trader, at the end of the financial period, even if the payment is due at the time of issuance of the final financial statements whether quarterly, annual or for other period. Accordingly, elimination is not obligatory for one who sells the shares before the end of the financial period.

3/4/6/2 The subject-matter of elimination is the prohibited income specific to the share whether or not the profits have been distributed and whether or not the corporation has declared a profit or suffered a loss.

3/4/6/3 Elimination is not obligatory for the intermediary, agent or manager out of part of their commission or wages, because this is their right in lieu of the work they have undertaken.

3/4/6/4 The figure, whose elimination is obligatory on the person dealing in shares, is arrived at by dividing the total prohibited income of the corporation whose shares are traded by the number of shares of the corporation, thus, the figure specific to each share is obtained. Thereafter the result is multiplied by the number of shares owned by the dealer – individual, institution, fund or another – and the result is what is to be eliminated as an obligation.

3/4/6/5 It is not permissible to utilise the prohibited component in any way whatsoever nor is any legal fiction to be

created to do so even if this is through the payment of taxes.

noorcentre.com

3/4/6/6 The responsibility for elimination of the prohibited component of the income, for the benefit of all, falls upon the institution in case it is trading for itself or in case it is managing the operations. In the case of intermediation, however, it is bound to inform the person dealing in them of the mechanism for the elimination of the prohibited component so that he can undertake it himself. The institution may offer these services, with or without a charge, for those dealers who desire them.

3/4/7 The institution will apply the above rules whether it does so directly or through another and whether it is trading for itself or for another by way of intermediation or management of wealth, like funds, or is doing so as the agent of another.

3/4/8 It is necessary to observe these rules throughout the period of participation or trading. If the rules cannot be applied, it is obligatory to give up such investment.

3/5 It is not permissible to purchase shares by raising interest-bearing loans through a broker or another (margin sales), just as it is not permitted to mortgage the shares for such a loan. [see item 4/1/2/6 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

3/6 It is not permissible to sell shares that the seller does not own (short sale), and the promise of a broker to lend these at the time of delivery is of no consequence. [see item 4/1/2/7 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

3/7 It is permissible to the buyer of a share to undertake transactions in it by way of sale to another and the like after the completion of the formalities of the sale and the transfer of liability to him even though the final settlement in his favour has not been made.

3/8 To secure lawful interests, it is permissible to specialised official agencies to organize trading in some shares so that it cannot be undertaken except through specialised brokers or those licensed to undertake the activity. [see item 4/1/2/8 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

noorcentre.com

3/9 It is not permissible to lend shares of corporations.

3/10 It is permissible to mortgage shares that are lawful according to the Shari'ah, and in this respect there is no difference whether the assets of the corporation are cash, tangible assets or debts or they are a combination of cash, tangible assets and debts and irrespective of one type being predominant in them. This is to be done in conformity with the conditions for selling shares at the time of liquidation.

3/11 The contract of Salam is not permissible in shares.

3/12 It is not permissible to conclude futures contracts for shares. [see item 5/1 of Shari'ah Standard No. (20) on the Sale of Commodities in Organized Markets]

3/13 It is not permissible to conclude contracts of options for shares. [see item 5/2 of Shari'ah Standard No. (20) on the Sale of Commodities in Organized Markets]

3/14 It is not permitted to conclude swap contracts with respect to shares and their returns.

3/15 It is not permissible to rent shares, whether this is for pledging them or for the purpose of selling the rented shares, and returning shares similar to them, as is done in the stock-markets, or for acquiring their profits or for showing a stronger financial position of the hirer or for another reason.

3/16 It is permitted to lend shares by way of I'arah for the purpose of pledging them or for the purpose of granting their profit to the borrower as is done in stock markets. The borrower does not have the right to sell the shares except for the execution of the terms of the mortgage.

noorcentre.com

3/17 It is not permissible to undertake trading in the shares of a corporation, when the assets of the corporation are cash exclusively, whether this is during the period of subscription or after that, prior to the commencement of the business of the company or at the time of liquidation, except at their nominal value and with the condition of delivery of possession.

3/18 It is not permissible to undertake trading in the shares of a corporation if the entire assets of the corporation are composed of debts, unless the rules for dealing in debts are observed.

3/19 If the assets of a corporation are composed of tangible assets, benefits, cash and debts, the rule for trading in the shares of such a corporation will differ according to the primary asset, which conforms to the objective of the corporation and its usual activity. If its purpose and activity pertain to trading in tangible assets, benefits and rights, trading in its shares is permissible without taking into account the rules of *Sarf* or transactions in debts, with the condition that the total market value of assets, benefits and rights should not be less than 30% of the total assets value of the corporation including all assets, benefits, rights and cash liquidity (the corporation's debts, current accounts with others, and bonds it holds which constitute debts) irrespective of their size as in such a case these are secondary. If, however, the objective of the corporation and its usual activity is dealing in gold, silver or currencies (*Sirafah*), it is obligatory to undertake trading in its shares in the light of the rules of *Sarf*.

3/20 It is stipulated for the implementation of what is laid down in paragraph 3/18 that it shall not be adopted as a means for bargains in debts and trading in them by merging parts of tangible assets and benefits with the debts as a legal device for transaction in debts.

4. Rules for Issuance of Bonds

The issuance of all kinds of bonds is prohibited when these bonds include stipulations for the return of the amount of loan and excess in any form, whether such excess is paid at the time of the satisfaction of the principal amount of loan, is paid in monthly or yearly instalments or in another

manner and whether this excess represents a percentage of the value of the bond, as in the case with most types of bonds, or a part of it, as is the case with zero-coupon bonds. Likewise, prize bonds are also prohibited. This applies irrespective of the bonds being private, public or governmental.

noorcentre.com

5. The Rule for Trading in Bonds

Trading in bonds, both sale and purchase, is prohibited and so is their pledging and endorsement and so on.

6. Shari'ah Substitute for Bonds

The Shari'ah substitute for bonds are investment Sukuk. [see Shari'ah Standard No. (17) on Investment Sukuk]

7. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 20 May 2004 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Financial Paper (Shares and Bonds) was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (12) held at Al-Madinah Al-Munawwarah from 26-30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 15-20 May 2004 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari'ah Board in its meeting No. (7) held at Makkah Al-Mukarramah from 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2001 A.D., decided to issue the Shari'ah standard on financial paper (Shares and Bonds).

On 25 Rajab 1423 A.H., corresponding to 2 October 2002 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to commission a Shari'ah consultant for the preparation of an exposure draft on the Shari'ah Standard on Financial Paper (Shares and Bonds).

In meeting No. (6) of the Shari'ah Standards Committee (2) held from 14-15 Muharram 1424 A.H., corresponding to 17-18 March 2003 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the Committee discussed the Shari'ah standard and required the consultant to incorporate necessary amendments in the light of the discussion and observations of the members.

In meeting No. (7) of the Shari'ah Standards Committee (1) held from 14-15 Safar 1424 A.H., corresponding to 16-17 April 2003 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the Committee discussed the exposure draft of the Shari'ah Standard on Financial Paper (Shares and Bonds) and made necessary amendments, just as the Committee discussed the exposure draft of the Standard in its meeting held from 25-26 Rabi' II, 1424 A.H., corresponding to 25-26 June 2003 A.D., and made necessary amendments in the light of the discussion and observations of the members.

In its meeting No. (9) held from 23-24 Jumada I, 1424 A.H., corresponding to 23-24 July 2003 A.D., at Amman, the Hashimite Kingdom of Jordan, the Committee discussed the exposure draft of the Standard and made necessary amendments in the light of the discussion and observations of the members.

The revised exposure draft of the Shari'ah standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (11) held in Makkah Al-Mukarramah from 2-8 Ramadan 1424 A.H., corresponding to 27 October - 2 November 2003 A.D. The Shari'ah Board made further amendments to the exposure draft of the standard, and decided that it be sent to specialists and interested parties in order to obtain their comments in preparation for the discussion of the standard in a public hearing.

noorcentre.com

A public hearing was held in the Kingdom of Bahrain on 29 Dhul-Qa'dah 1424 A.H., corresponding to 21 January 2004 A.D. The public hearing was attended by more than 50 participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in the field. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), responded to the written comments that were sent prior to the public hearing as well as to the oral comments that were expressed in the public hearing.

The Shari'ah Standards Committees (1) and (2) in a joint meeting in the Kingdom of Bahrain on 30 Dhul-Qa'dah 1424 A.H., corresponding to 22 January 2004 A.D., discussed the comments that were made during the public hearing as well as the observations received in writing. The Committees made amendments that were deemed suitable.

The amended exposure draft was presented to the Drafting Committee in its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 25 Safar 1425 A.H., corresponding to 15 April 2004 A.D.

The Shari'ah Board in its meeting No. (12) held at Al-Madinah Al-Munawwarah during the period 26-30 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 15-20 May 2004 A.D., discussed the amendments suggested by the Shari'ah Standards Committee and the Drafting Committee, and incorporated the amendments deemed suitable. The Shari'ah Board unanimously adopted some of the items of the standard and some items were adopted by the majority vote of the members of the Shari'ah Board, as recorded in the minutes of the meetings of the Shari'ah Board.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Issuance of Shares

- The basis for the permissibility of the issuance of shares, when the objectives for which the corporation has been established are permissible, is the basis for the permissibility of the corporation (Sharikat al-Musahamah), which is the generality of the evidences conveying the obligation of abiding by contracts and conditions, the generality of the evidences conveying the permissibility of partnership, and the generality of the evidences conveying the permissibility of 'Inan, Mudarabah, Musaqat and Muzara'ah. 'Inan is the basis for the permissibility of participation by two or more persons with their wealth and labour, just as Mudarabah, Musaqat and Muzara'ah are the basis for the permissibility of participation with wealth from one side and labour from the other side whether the subject-matter of the contract is cash, as in the case of Mudarabah, or is tangible assets that are developed with work on these assets, as in the case of Musaqat and Muzara'ah. The evidences for all these forms are well known.
- The basis for the permissibility of underwriting the issue without compensation is that it is an undertaking that does not have a counter-value, which is the taking of compensation for it. In this regard a resolution of the International Islamic Fiqh Academy has been issued.(2)
- The basis for the impermissibility of the issuance of preference shares, that is, in other than the prescribed manner, is that this leads to the severance of participation in profit and the imposition of injustice on the other shareholders.(3)
- The basis for the impermissibility of issuing *Tamattu'* shares is that the owners of these shares claim their rights to profit and their redemption is

(2) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7) on Financial Markets.
(3) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 63 (1/7) on Financial Markets.

only in form as they continue to be owners of these share and are entitled to rights at the time of liquidation.

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of share being in a person's name, at his order, or for bearer is that the Lawgiver wishes to establish rights through writing and other forms, but He has not determined a particular form for this. If -in the case of corporations- this takes place through the issuance of shares on which names of the shareholders are written then this is valid. Likewise, if this is undertaken by recording the names of the shareholders in special registers, or indexes, or in any other way, or even if the names are not recorded at all -neither on the certificates nor elsewhere- then this is permissible.

Trading in Shares

- The basis for the permissibility of the sale and purchase of shares of corporations, when the activity of the corporation is permissible, is that the shares are owned by the shareholder, and he has the right to undertake transactions in them as he desires whether this is by way of sale, gift or another way, especially when each one of the shareholders has been granted permission to undertake such transactions through their participation in the memorandum of the corporation and by subscribing to it.
- The basis for the permissibility of participation by one who has the ability to convert or makes an effort to convert insofar as that is a means to alter the rejected and belongs to the category of *al-Amr Bil-Ma'ruf Wa al-Nahy 'An al-Munkar* (enjoining good and forbidding evil), which is an act approved by acknowledged evidences. In this regard a jurstic opinion (Fatwa) has been issued by the Third Seminar on Financial Markets.(4)
- The basis for exempting trading in the shares of these corporations, whose primary activity is permissible, however, they deposit amounts and borrow on the basis of interest, is the application of the rule of removal of hardship and acknowledging of general need, widespread practice, the acknowledged principles of surplus, shortage and predominance,(5)as well

(4) Held in the Kingdom of Bahrain during Jumada I, 1412 A.H., corresponding to November 1991 A.D.

(5) *"Al-Furuq"* by Al-Qarafi [4: 104]; *"Al-Muwafaqat"* [1: 37]; *"Ahkam Al-Qur`an"* by Ibn Al-Arabi [4: 1804]; and *"Qawa'id Al-Ahkam Fi Masalih Al-Anam"* [1: 18, 41-45].

as the permissibility of dealing with one the major part of whose wealth is permissible,[6] along with reliance upon the issue of separation of bargains according to some Jurists.[7] This is upheld by most fatwa issuing organisations as well as the Shari'ah Supervisory Boards of Islamic banks.[8]

noorcentre.com

- The basis of the impermissibility of buying shares by raising interest-bearing loans from the broker or someone else, is the indulgence in interest and securing this through mortgage, and these are activities prohibited by the Texts along with a curse for those who charge Riba, pay it, write it down and witness it.
- The basis for the impermissibility of the sale of shares that the seller does not own is that this leads to the sale of something that is not within the liability of the seller nor in his ownership, and this is prohibited according to the Shari'ah.
- The basis for the permissibility of undertaking transactions in shares even though the final registration formalities have not been completed is the transfer of the liability for loss (*Daman*) to the buyer. This is attained through constructive possession that is granted through the transacting in what he has purchased.
- The basis for the impermissibility of lending the shares of corporations is that the share at the time of repayment-in consideration of what it represents-does not represent the same thing that it did at the time of lending due to the constant change in the assets of the corporation.
- The basis for the permissibility of mortgaging the shares of corporations is the established principle that a thing can be mortgaged if its sale is permissible. As the sale of shares is permitted, mortgaging them is also permitted. The reason is that the purpose of a mortgage is the securing of a loan and recovering it through the sale price of the asset mortgaged in case recovery is not possible from the debtor. This is what is achieved through the mortgaging of shares and is, therefore, permitted.

(6) *"Bada'i' Al-Sana'i'"* [4: 104]; *"Al-Ashbah Wa Al-Naza'ir* by Ibn Nujaym (pp. 112-114); *"Al-Bayan Wa Al-Tahsil"* [18: 194-95]; and *"Al-Manthur Fi Al-Qawa'id"* [2: 335].

(7) *"Fath al-Qadir* [6: 89-90]; *"'Iqd Al-Jawahir Al-Thaminah"* [3: 439]; *"Al-Sharh Al-Kabir Ma'a Al-Dusuqi* [3: 15]; *"Al-Rawdah"* [3: 420-25]; and *"Majmu' Al-Fatawa"* [29: 48].

(8) Among these is Al Rajhi Organization in its resolution No. 48, 23/8/1422 A.H.

noorcentre.com

- The basis for the impermissibility of Salam in shares is that the subject-matter of Salam is a debt and not an ascertained thing, while in shares of corporations nothing works except ascertainment. This is done by mentioning the name of the corporation whose shares are desired through Salam thereby rendering the shares an ascertained thing and not a liability for a debt. Shares cannot, therefore, essentially be the subject-matter of the contract of Salam. Further, Salam in shares implies the sale of ascertained things that are not owned and this is not permitted. In addition to this, the constant availability of specified shares in the market and the ability of the buyer to deliver them at the end of the period is something that cannot be guaranteed.
- The impermissibility of concluding futures contracts for shares is that these contracts imply the stipulation of delay in the delivery of an ascertained sold commodity, that is, shares, and this prohibited and not permitted. Likewise, the delay in the price and the priced commodity, for this is the sale of a debt for a debt, which is prohibited by agreement. Further, the seller -mostly- does not own the shares for which the futures contract has been concluded and is, therefore, selling something that is owned by another. This is something over which there is no disagreement among the scholars as to its impermissibility. It is also included primarily in the meaning of the Shari'ah Texts established By Prophet Muhammad (peace be upon him) that convey the prohibition of the sale of something that one does not possess. Again, most of the futures contracts are completed through a cash settlement between the parties, and this is brazen gambling if this is stipulated within the contract. If it is not stipulated in the contract, it is still one type of gambling. Thereafter, the purpose of contracts is the delivery of possession, while in futures contracts delivery of possession is not the primary purpose of the contracting parties. These contracts, thus, create an obligation for, and engage the liability of, each party for a debt that is of no benefit, except by way of Mukhatarah and for waiting for a loss that will inevitably be incurred by one party.
- The basis for the impermissibility of concluding options contracts for shares is the right of option- which is the subject-matter of options

contracts transacted in financial markets- is not included in rights that can be sold. The reason is that this right is not established at all for the seller as it is created through the contract and after its creation it is not related to wealth rather it is related to an abstract thing, that is, sale and purchase. If established rights cannot be sold when these do not relate to wealth, like the right of pre-emption, the right to custody of children, the right of Qisas, then, rights -like the right of option- cannot be permitted in the first instance. Added to this is the fact that dealing in options contracts is based on Gharar, and Gharar is prohibited, just like dealing in options contracts is based upon gambling and games of chance, equally for the buyer and the seller of a right to an option, and this occurs in cases that terminate in a cash settlement between the two parties. The contract for an option falls under the sale by a person of something that he does not own when he writes an option to buy, for he does not own the shares or commodities that he undertakes to sell; and the sale of what one does not own is prohibited according to the Shari'ah.

noorcentre.com

- The basis for the impermissibility of concluding swap contracts for the dividends of shares is that these contracts include Riba in both its forms if the contracts involve the same currency, or *Riba al-Nasi`h* alone if it involves two different currencies; the sale of a debt for a debt as it is a contract in which both counter-values are deferred; Gharar due to the uncertainty about the amount of the cash at the time of the contract; gambling, as the purpose of these contracts is the acquisition of the difference between the two average returns on the shares and it is not the delivery of possession, which is the purpose of contracts, thus, one of the parties gains and the other inevitably loses, and this is truly gambling. Each one of these prohibitions alone is sufficient to prohibit this type of contracts, then what about all of them collectively?
- The basis for the permissibility of trading in shares or corporations, which include cash assets and debts, without regard for the rules of Sarf and dealing in debts, even when such debts are more than one-half, is that in such circumstances such assets are deemed secondary, and in secondary things matters that are not normally overlooked otherwise are overlooked. If, however, the tangible assets and benefits are less than a third, it is not

permitted to deal in the shares, except by observing the rules of *Sarf* or transactions in debts, because in such a case the assets and benefits are meagre and here debts and cash cannot be deemed secondary to them, and they are the primary objective of the contract, thus, those conditions are to be stipulated for them that would be applied to them if they were desired separately.

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of trading in shares of corporations whose assets include debts and cash, when the objective and activity of the corporation is dealing in things and benefits, without regard for the percentage of debts and cash, is as follows:

  1. The Hadith of Ibn Umar (may Allah be pleased with him) stating: "... *When a person buys a slave, who has wealth, then the wealth is for the seller, unless the buyer stipulates this too.*"(9) The Hadith is explicit on the permissibility of the sale without regard for the genus of the price. The general meaning of the Arabic term "*Mal*" in the Hadith includes all his wealth whether this is cash, debts or goods and whether this is less or more. It indicates that debts or cash, less or more, in comparison with the price of the slave are not taken into account in the Hukm, because they are in this case secondary and are not the primary purpose of the contract.

     Imam Malik relates this Hadith in Al-Muwatta` and then says: "The matter is settled unanimously in our view that if the buyer stipulates the wealth of the slave then it belongs to him, whether this is cash or debt or goods, known or unknown. This applies even if the wealth owned by the slave is more than that with which he is purchased, and irrespective of whether the price is cash debts or goods."(10)

  2. The Hadith of Ibn Umar (may Allah be pleased with him) stating: "*When a person buys a palm-grove after pollination, then the fruit is*

(9) Agreed upon by both Al-Bukhari and Muslim. The text of this Hadith belongs to Al-Bukhari: "*Sahih Al-Bukhari*", "*Kitab Al-Musaqat*", chapter: When the person has a right of way or right to water in an orchard or palm-grove (No. 2250); and "*Sahih Muslim*", "*Kitab Al-Buyu'*", chapter: When a person sells palm-grove with fruit (No. 1543).

(10) See "*Al-Muwatta'*".

for the seller, unless the buyer stipulates this too."[11]The Hadith conveys the permissibility of an absolute stipulation on the part of the buyer for the fruit whether or not the fruit has begun to ripen despite the prohibition of the sale of fruit before it has begun to ripen, as is found in the Hadith of Jabir (may Allah be pleased with him)saying: "The Messenger of Allah (peace be upon him) forbade the sale of fruit before it has begun to ripen."[12]As the fruit was secondary to the primary subject-matter, which was the palm-grove, it was overlooked when it would not be if it was the only subject-matter of the contract.

noorcentre.com

3. Among the established principles of Fiqh according to the scholars is that the secondary is subservient. One who examines the various issues flowing from this principle, and the cases structured upon the principle, will find that these principles as a group convey the meaning that the secondary thing will take the rule of the primary and will not be assigned a separate rule; it will come to be owned along with the ownership of the primary, and something that will not be overlooked separately will be overlooked when the thing is secondary.

   Among the cases derived from the rules are the following:

   a) The subservience of what has not begun to ripen to what has begun to ripen even when what is ripening is very little. It is stated in *"Kashshaf Al-Qina'"* as follows: "The ripening of some of the fruit of a tree in a garden is its ripening, that is, of the tree as well as the ripening of all that falls in this category in a single garden. … It becomes valid with what has begun to ripen as it is subsidiary to it."[13]

   b) The sale of a house, whose roof is painted with gold, for gold, or is painted with silver for silver; the sale of a sword ornamented with gold for gold; the sale of milk for milk; or a thing made of wool for wool and so on.

(11) Agreed upon by both Al-Bukhari and Muslim. The text of this Hadith belongs to Al-Bukhari: *"Sahih Al-Bukhari"*, *"Kitab Al-Musaqat"*, chapter: When the person has a right of way or right to water in an orchard or palm-grove (No. 2250); and *"Sahih Muslim"*, *"Kitab Al-Buyu'"*, chapter: When a person sells palm-grove with fruit (No. 1543).
(12) Agreed upon by both Al-Bukhari and Muslim.
(13) *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 287]; see also *"Al-Mughni"* [6: 156].

Issuance of Bonds

- The basis for the impermissibility of issuing interest-bearing bonds is that they represent, in their customary nature, a loan and the meaning of a loan is applied to them in their nature according to the Shari'ah. As each loan that yields a benefit is Riba, and the issuance of bonds is based upon loans with interest, their issuance is prohibited according to the Shari'ah.

noorcentre.com

Dealing in (Negotiation of) Bonds

- The basis for the impermissibility of dealing in bonds is what has been settled with respect to their issuance due to their being based on Riba. The reason is that the word negotiation includes the meaning of continuity and the transfer of the bond from one hand to another bearing interest benefits. This means that the buyer of a bond continues to be a creditor of the issuing corporation and demands Riba for his debt. This is impermissible according to the Shari'ah, and all dealing leading to this is impermissible.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Share

It is the share of a shareholder in the assets of the corporation and is represented by a certificate that can be negotiated. The term share is also applied to the certificate that represents such share.

Preference Shares

These are shares whose bearer is accorded priority over the holder of the ordinary share in the distribution of dividends and in claiming his share in the assets of the corporation at the time of liquidation.

Tamattu' Shares

These are shares whose holder is granted compensation for his shares that are offered for redemption during the existence of the corporation, and in exchange for this he is granted Tamattu' shares that grant him the rights that belong to the holder of shares based upon capital, except in dividends and the distribution of assets a the time of its winding up, insofar as the owner of the Tamattu' shares is given a share in the profits less than that given to the shares based upon capital, just as the owner of the Tamattu' shares does not get a share in the assets of the corporation at the time of winding up until the owners of shares based on capital are granted the value of their shares.

Futures Contract

It is a contract for a specified thing, or one described as deferred liability, for a deferred prince.

Option Contract

It is a contract for compensation for an abstract right granting the owner the right to sell a specified thing, or to buy it for a specified price, during

a determined period, or at a fixed date, either directly or through an organisation that guarantees the rights of the two parties.

noorcentre.com

Swap Contract

It is an agreement between two parties to exchange at a subsequent date the average return on a specified share, or a group of share for the average return on a share or for another financial asset.

Bond

It is a financial paper issued by trading establishments and governments in order to raise long-term loans (wealth) in lieu of interest that is paid to the bearer of the bond after periods. They are sometimes issued at a discount with respect to their face value.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (22)

Concession Contracts

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	587
Statement of the Standard	588
1. Scope of the Standard	588
2. Definition of Concession	588
3. Permissibility of Concession Contracts	588
4. Offering the Concession Right	588
5. Concession Contracts for Utilization of Minerals, Water and the Like (Utilization Concession)	589
6. Concession Contracts for Construction of Projects (Construction Concession)	592
7. Application of Utilization Concession Contracts by Institutions	594
8. Application of Construction Concession Contracts by Institutions	595
9. Disposing of the Concession License	596
10. Management Concession Contracts	596
11. Date of Issuance of the Standard	597
Adoption of the Standard	598
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	599
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	601

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this Standard is to indicate the rules that govern Concession Contracts for utilization of minerals, water and the likes (Utilization Concession), or construction of projects (Construction Concession), or management of government facilities and projects that provide services to the public (Management Concession). The Standard also highlights the Shari'ah adaptation of such contracts, as well as their underlying procedures, rights and duties. Moreover, it portrays application of Concession Contracts by Islamic financial Institutions (the Institution Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the basic Shari'ah rulings relating to Concession Contracts for utilization, construction or management of projects, and provides guidance to Institutions on application of such contracts. It does not cover legal or consensual concession rights, which are subsidiary rights. This standard does not cover franchises as it should be dealt with by a separate standard.

2. Definition of Concession

Concession in this context refers to the act of an authorized party granting another party the right of utilizing, constructing or managing a project for agreed upon consideration.

3. Permissibility of Concession Contracts

3/1 The concession contracts described in this Standard are permissible, as set out in the Shari'ah rulings, unless those contracts comprise an element that does not conform to the rules and principles of Islamic Shari'ah. Such contracts are considered to be among the devices that facilitate realization of public interest or the interests pursued by the two contracting parties.

3/2 There is no Shari'ah objection to taking on the procedures required to the offering of concession rights against specific fees or any compensation stipulated in the contract, unless the deal constitutes an element of Riba (usury), Gharar (uncertainty), or any other Shari'ah-banned practices.

4. Offering the Concession Right

When offering concession rights, due consideration should be given to justice, equality of chances, and realization of public interest.

5. Concession Contracts for Utilization of Minerals, Water and the Like (Utilization Concession):

noorcentre.com

5/1 Definition of utilization concession contracts

A Utilization Concession contract is an agreement between the State and a natural or legal person (Institution) according to which the latter becomes the sole owner of the right of extracting and producing the minerals, water or any other object in question against a specific remuneration, as is shown in item 5/3 below.

5/2 Formal procedures of utilization concession

5/2/1 Granting a survey license

The State has the right to require natural or legal persons to obtain permission (license) before conducting survey in a certain area against payment of a specific amount of fee or rent to the State. Such a license does not grant its holder the right of the sole surveyor in that area nor does it grant him the right to conduct works relating to extraction through mining and construction of the required facilities.

5/2/2 Granting exploration licenses

The State has the right to require natural or legal persons to obtain permission (license) before conducting exploration in a certain area for a certain period against payment of a specific amount of fee or rent to the State. Such exploration license may entitle its holder the right to become the sole explorer in that area and the right of conducting the works required for exploration.

5/2/3 Obtaining utilization concession

The exploration licensee, after discovering the minerals, water or any object in question, becomes eligible for the exclusive right of obtaining the utilization concession in the area specified in the license, unless the license stipulates otherwise.

5/2/4 If until the end of the exploration period, the holder of the exploration license (the licensee) does not discover the minerals, water or for whatever the license has been obtained then the licensee is not entitled to utilization concession at the end of that period.

noorcentre.com

5/2/5 Notwithstanding the procedural order stated in preceding paragraphs, the State may offer exploration or utilization concessions directly, and without resorting to the above-mentioned procedures.

5/2/6 When the State requests a specialized body to conduct survey or exploration on its behalf, the contractual relationship becomes subject to the rulings of "Ijarah" and "Ju'alah". In this case Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek, as well as Shari'ah Standard No. (15) on Ju'alah, should be referred to.

5/3 Shari'ah perspective on utilization concession contracts

Utilization of minerals, water resources and the likes cannot take place without exploration, which entails an unknown amount of effort. Whereas the remuneration to which the holder of concession is entitled, is usually a well-defined lump sum amount or percentage share of the output. The Shari'ah classifies such contracts as a form of Ju'alah, where the State is the "*Ja'il*" *(Ju'alah initiator)*, the licensee Institution is the "*'Amil*" (hired party) and the specific amount to be received by the latter is the "*Ju'l*" (compensation amount). [see Shari'ah Standard No. (15) on Ju'alah]

5/4 Scope of utilization concession contracts

Since utilization concession contracts are concluded between the State on the one hand and natural or legal persons on the other, the following should be observed:

5/4/1 When adopting the Fiqh viewpoint that considers minerals to be the property of the State, whether such mineral have been extracted from a State-owned or a privately-owned land,

concession contracts may be applied to all types of lands, whether State- or privately-owned.

noorcentre.com

5/4/2 When adopting the Fiqh viewpoint that gives the right of utilization of minerals to the owner of the land or its usufruct against a fee payable to the State, the following types of lands should not become subject to concession contracts:

5/4/2/1 Privately-owned lands whether vacant or built on.

5/4/2/2 Wastelands that have been contracted for development according to the relevant Shari'ah stipulations and legal rulings.

5/4/2/3 Lands allotted by the State to natural or legal persons, whether through change of ownership title or for temporary utilization.

5/5 Requirements of obtaining the utilization concession

A holder of a utilization concession is entitled to undertake all the activities required for utilization, such as establishing refineries and treatment laboratories, acquiring transportation devices and facilities, etc. The holder becomes the sole owner of such rights throughout the period of the concession license thereof.

5/6 Continuity of utilization

Concession contracts usually indicate the commitment of the licensee to continue utilization as per contract or the prevailing customary practices. In case the licensee ceases utilization without a reasonable excuse, the licensee may be given a reasonable grace period to restart again and preserve utilization, otherwise the State has the right to cancel the license thereof.

5/7 Product pricing and purchase by the State

5/7/1 The State has the right to determine in advance the way in which the licensee should dispose of his share of the extracted products and the value to be paid to him taking into account public interest

5/7/2 In addition to its own share in the product, the State has also the preemptory right of purchasing the quantities it needs from the output, according to the prevailing prices and contractual terms.

noorcentre.com

5/8 Expiry of utilization concession contracts

A utilization concession contract expires at the end of its specified period, or when the two parties agree to prematurely cancel it. The contract can also be cancelled when there remains no more output to be utilized. Moreover, each of the two parties has the right to revoke the contract when the other party breaches a contractual condition or commitment. In this case the breaching party has to compensate the other party for any consequent actual damages.

6. Concession Contracts for Construction of Projects (Construction Concession)

6/1 Definition and forms of a construction concession contract

6/1/1 Definition of a construction concession contract

A Construction concession contract is a contract between the State and another party according to which the latter constructs a specifically defined project usually related to public utilities.

6/1/2 Forms of construction concession contracts:

Construction concession contracts may take several forms including the following:

6/1/2/1 When the licensee constructs the project according to certain specifications, on a piece of land owned by the State, and the State becomes the owner of the project, while the licensee is entitled to the usufruct of the project for a specific period. After this period, the ownership of the usufruct is transferred to the State.

6/1/2/2 When the licensee constructs the project according to certain specifications on a piece of land owned by the State, and the project and its usufructs become

the property of the licensee for a specific period after which the ownership of the project (and its usufruct) goes to the State.

noorcentre.com

6/1/2/3 When the licensee constructs the project according to certain specifications on a piece of land owned by the State, and the project becomes a property of the State, while the two parties agree to share the revenue for a specific period after which the project belongs to the licensee.

6/1/3 In all three cases set out in 6/1/2, the licensee becomes entitled to collection of fees or rent for provision of services to the public.

6/2 Shari'ah perspective on construction concession contracts:

Construction concession contracts vary with regard to their Shari'ah adaptation, according to the following conditions:

6/2/1 If the commitment of the licensee includes construction works as well as provision of materials, which is the predominant case, the contract is that of "Istisna'a". The value of the contract is the right which enables the licensee to utilize the project for one's own benefit for a specific period before handing it over to the State.

6/2/2 If the project is constructed on a piece of land that the licensee obtained on lease from the State against handing over the project thereto after a specific period, the contract is that of "Ijarah" and the rent is the project itself which will be handed over to the State at the end of the contractual period.

6/3 Remuneration for construction concession contracts

6/3/1 When the remuneration for construction of the project is determined in terms of the right to utilize the project for a specific period, the contract is considered as "Istisna'a" against a price determinable in terms of utilizing the constructed facility for a specific period before handing it over to "al-Mustasni'".

6/3/2 If the remuneration for the construction of a project is determined in terms of a certain amount of money, the licensee retains the ownership of the project to ascertain one's right to get the price through utilization of the project. Licensee has also the right of arranging a clearance deal with the licensor so that the licensee can receive the full price and hand over the project to the licensor before the end of the contract period. Otherwise, the licensee keeps on utilizing the project until the receipt of the full amount agreed upon.

noorcentre.com

7. Application of Utilization Concession Contracts by Institutions

Institutions can apply utilization concession contracts either through direct relationship with the State, or by playing an intermediary role in the contract between the State and the licensee. Application of such contracts may take place in one of the following forms:

7/1 Ju'alah

It is possible to apply Ju'alah or Parallel Ju'alah where the licensee receives a specific share of the output as remuneration.

7/2 Ijarah

Ijarah contract may be applied where the State gives the land on lease to the licensee for a rent payable as a predetermined share of the output. The licensee may, in turn, give the land on lease to a third party to establish the project thereon (sub-contracting).

7/3 Mudarabah

Mudarabah may be applied where the State provides the land to the licensee to utilize it on the basis of a predetermined rate of profit sharing. The Institutions may either implement the project directly or through two-steps Mudarabah.

7/4 Musharakah

In utilization concession contracts, Musharakah - whether fixed or diminishing - may be applied as follows:

7/4/1 In fixed Musharakah, the Institution contributes a share in the required capital besides the State or the party that executes the

concession license, and the Musharakah continues up to the end of the contract's period.

noorcentre.com

7/4/2 In diminishing Musharakah, the Institution contributes a share in the required capital, and undertakes (the Institution or the party that executes the concession license) to sell its share in the project gradually to the State.

8. Application of Construction Concession Contracts by Institutions

Institutions may apply construction concession contracts whether through direct relationship with the State, or by entering as an intermediary party in the contract between the State and the licensee. Application of such contracts may take place in one of the following forms:

8/1 Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek

In this case, the licensee hires the land from the State with the aim of constructing the project thereon and presenting the project back to the State based on Ijarah Muntahia Bittamleek. The licensee may, use a sub-contract of operating or diminishing Ijarah, to rent out the land to another party to construct the project thereon.

8/2 Istisna'a

Istisna'a and Parallel Istisna'a contracts may be applied where the State is "al-Mustasni'" and the Institution becomes "al-Sani' (the licensee is a parallel Mustasni')" and the price of the product is the income generated from the fee or rent collected from the public for provision of the services.

8/3 Musharakah

In construction concession contracts Musharakah, whether fixed or diminishing, may be applied as follows:

8/3/1 In fixed Musharakah, the Institution contributes a share in the required capital besides the State or the party that executes the concession license, and the Musharakah continues up to the end of the contract's period.

8/3/2 In diminishing Musharakah, the Institution contributes a share in the required capital, and undertakes (the Institution or the party that executes the concession license) to sell its share in the project gradually to the State.

noorcentre.com

9. Disposing of the Concession License

Since the concession license is a financial right, its owner may dispose it of through selling, leasing, mortgaging, partnership or securitization according to Shari'ah rulings, as well as the conditions imposed by the licensor.

10. Management Concession Contracts

10/1 Definition of management concession contracts

These are contracts between the State and other parties according to which the right of managing public utilities and providing services to the public is given against a specific price.

10/2 Shari'ah perspective on management concession contracts

10/2/1 When the price for offering management concession is determined as a lump sum amount of money or a percentage of total income, the contract between the State and the licensee is that of Ijarah. The licensor in this case has the right to receive rent for offering the concession license, in addition to the amount/percentage of income the licensor deserves during the period of the contract. If the price of the management concession is a percentage of the profit (net income after expenses and allocations), the contract between the State and the licensee becomes Mudarabah wherein the capital is the original facility or the project itself.

10/2/2 In both cases mentioned in item (10/2/1) above, the contract between the State and the project's utilizer is either that of Ijarah or *Bay'* (sale) contract, as per the nature of the activity in question.

10/3 Cancellation of the management concession contract

Management concession contract is a fixed-term contract. It may be rescinded by the State when the licensee breaches a condition or fails to meet one's contractual obligations. The licensee may also rescind the contract on condition that the licensee takes the measures that ascertain the provision of the services to the public.

noorcentre.com

10/4 Pricing of services

It is permissible for the licensor to fix or adjust the price of the services to be delivered by the licensee in a way that leads to establishing justice and preservation of the interests of both the licensee and the beneficiaries.

10/5 Observation of the contract's conditions

The licensor has the right to perform (directly or through deputation) monitoring and inspection to ascertain observation of the conditions and specifications stipulated in the contract. It has also the right to impose penalties stipulated in the contract, in case of breach of contractual obligations on the part of the licensee.

11. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 22 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 2 May 2005 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board has adopted the Standard on Concession Contracts in its meeting No. (14) held in Dubai on 21–22 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari'ah Board decided in its meeting No. (7) held on 9–13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24–28 November 2001 A.D., in Makkah Al -Mukarramah to issue a Shari'ah Standard on Concession Contracts.

On 12 Jumada I 1423 A.H., corresponding to 22 July 2002 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a draft standard on concession contracts.

In its meeting No. (5) the Shari'ah Standards Committee (2) held on 1 Rajab 1423 A.H., corresponding to 8 September 2002 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the committee discussed the Shari'ah study and advised the consultant to introduce the necessary amendments, in light of the discussions and observations of its members.

In the joint meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) on 21 January 2004 A.D., held for discussing the observations made in the public hearing that had been convened on the same day in the Kingdom of Bahrain, the committee discussed the draft standard on concession contracts and introduced necessary changes. The committee also requested the consultant to review the document in light of the discussion and comments of its members.

The committee once again discussed the draft standard in its meeting in Dubai on 28 Rabi' I, 1425 A.H., corresponding to 16 June 2004 A.D., and made further changes therein.

The revised draft of the standard was then submitted to the Shari'ah Board in its meeting No. (3) held in Makkah Al-Mukarramah on 26-30 Sha'ban 1425 A.H., corresponding to 10–14 October 2004 A.D. The Board

made some changes on the document and decided to present it to some experts for their comments before discussing it later in the public hearing.

noorcentre.com

A public hearing was held in the Kingdom of Bahrain on 15 Safar 1426 A.H., corresponding to 25 March 2005 A.D. and attended by more than 35 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars academics and other concerned parties. Several comments were made before and after the public hearing. Some members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) responded to the queries raised during the session.

In the meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), held in the Kingdom of Bahrain on 15-16 Safar 1426 A.H., corresponding to 25-26 March 2005 A.D., the comments made during the public hearing were discussed and some appropriate changes were made.

The Shari'ah Board convened its meeting No. (14) on 21–23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D., in Dubai (U. A. E) and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Concession for Utilization of Minerals

- The right of the State to regulate survey or exploration of minerals, water and the like by offering exclusive rights of utilization, stems from the fact that such an act by the State leads to realization of public interest and prevention of disputes. This reasoning is adopted by the fuqhaa who argue that development of wasteland requires State permission. The basic assumption here, knowingly, is that when the State disposes of public property, its act is supposed to be that of serving the cause of public interest, which should always surpass private interest.
- The distinction between survey on the one hand, and exploration and concession on the other, and the fact that only the latter two can enable the licensee to have the exclusive status as a contractor, stems from the fact that survey is based on mere expectation, while exploration is like *Tahjir* (retention) in wasteland development, which usually precedes utilization. Thus, offering the exclusive right to the explorer can be based on the saying of the Prophet (peace be upon him): "*Whom who develops a piece of wasteland shall become its owner.*"(2)
- The ruling that gives the one who discovers the minerals the priority in utilizing them is extracted from the fact that exploration resembles wasteland development, which entitles to ownership of the developed land.
- The alternate viewpoint of the Maliki School, which considers minerals as the property of *Bayt al-Mal* (treasury) even when discovered in a private land, leans towards the fact that no body, the landlord included, can claim the honor of bringing these minerals into being. Putting the mi-

(2) This Hadith has been Related by Al-Bukhari in his "*Sahih*" [3: 139], Al-Shaab Publications, 1378 A.H.

nerals at the disposal of the State, therefore, does not leave any room for dispute between the property owner and the one who discovers the minerals.

noorcentre.com

- The viewpoint of the majority of the Fuqaha, including the Maliki School, that the minerals are the property of the landowner, focuses on their perspective that deems land ownership as underground resources. Moreover, the fact that the *Kharaj* imposed on land is one fifth indicates that the remaining four fifths are the property of the landowner.
- Eligibility of the holder of the concession for utilization of minerals to other rights pertaining to production and transportation devices is due to the fact that such rights constitute the complementary requirements. This reasoning also holds true for eligibility of the licensee to the easement rights pertinent to one's license.
- The condition that the licensee should sustain the activity in question originates from the Shari'ah ruling on the case of a person who retains a piece of wasteland for a period of time without developing it. In this connection it has been narrated that Caliphate Umar Ibn Al-Khattab said: "When somebody develops a piece of wasteland that had been left for three years undeveloped by its original owner, the land becomes the property of the developer"(3)
- Eligibility of the State to purchase the quantity it requires from the output of the project is justifiable by the need to realize public interest without harming the licensee, since purchasing takes place according to the procedures and conditions available to other clients. With regard to the right of the State to fix the price of the product, the justification is hinged on the need to prevent social injury that could result from charging unduly high prices by licensee.
- The State is given the right of amending concession contracts for minerals when necessary, because the acts of the State are normally considered to be in pursuance of public interest, which should always surpass private interest.

(3) Related by Abu Yusuf in *"Al-Kharaj"* (P. 61), Dar Al-Ma'arif edition. Al-Hafiz said in *"Al-Dirayah"* that this Hadith has been narrated by reliable people.

Concession for Construction of Projects

noorcentre.com

- Project construction contracts are permissible because they come under commitments that should be honored by virtue of the divine ordain of Allah, Exalted be He, Who says: ***{"fulfill (all) obligations"}***(4) and also the Hadith of the Prophet (peace be upon him): *"Muslims honor all their obligations except those which permit prohibited deeds or prohibit permitted deeds"*(5)
- Permissibility of remunerating the licensee by allowing him to benefit from the project before handing it over to the licensor, relates to the fact that in Istisna'a, temporary benefiting from the product may constitute the price of its production. That is to say, the price can be either money or usufruct including that of the product in question. This viewpoint has been confirmed by a similar resolution of the Al Baraka Seminar.(6) The other viewpoint referred to in this Standard is that the price should be fixed first, and then the licensee is given the chance to utilize the project until he gets the remuneration agreed upon, regardless of any specific period of time. The basis for this viewpoint is that a predetermined period may not be sufficient for getting the full price. This viewpoint, therefore, seems to visualize the relationship between the State and the Institution as a management relationship, as well as a clearance arrangement with regard to the price to be paid and the period of utilization.
- Permissibility for Institutions to enter into concession contracts with the State directly or as intermediaries is clear because they do this in a permissible contractual form such as Ju'alah, Mudarabah, Musharakah, Istisna'a and Ijarah. All these contractual forms are permissible whether performed directly or though entering as an intermediary between the State and the other original party to the contract.

(4) [Al-Ma`idah (The Table): 1]

(5) Narrated by several companions of the Prophet (peace be upon him) and quoted by: Ahmad [1: 312], Ibn Majah [2: 784], Mustafa Al-Babi Al-Halabi, Cairo, 1372 A.H./1952 A.D.); Al-Hakim (Hyderabad Publications, India, 1355 A.H.); Al-Bayhaqi [6: 70 and 156], [10: 133], Hayderabad Publications, India, 1355 A.H.); Al-Daraqatni [4: 228], [3: 77], Dar Al-Mahasin, Cairo, 1372 A.H./ 1952 A.D.).

(6) Resolutions and Recommendations of the 17th Seminar of Al Baraka, Resolution No. 13/2, (P. 220).

Management Contracts

noorcentre.com

- Permissibility for the State to offer concession licenses for management of public utilities is justified by the fact that the State has the right of regulating such facilities and collecting fees, and therefore it can transfer this right to a second party. The management contract in this case is Ijarah and the government has the right of identifying the lessee on the ground of common interest.
- Permissibility of fixing the contract's value in terms of money is that the deal is considered as Ijarah, and determination of the contract's value as a specific share of the project's income could embody uncertainty (*Jahalah*) pertaining to the possibility of realizing the agreed upon amount during the contract's period. The relationship between the State and the licensee, in this sense, is considered as an Ijarah deal. If such relationship is considered as Mudarabah, the basis for determination of the contract's value will become a given share of the project's profit, which can be determined only after preservation of the project's capital, which is the managed asset in this case. The Hanbalis permit Mudarabah on income-generating assets like animals. The reason behind the justification for sharing the net profit after allocations is the preservation of the project's capital.
- Permissibility for licensor to rescind the contract when the other party breaches a condition or fails to fulfill an obligation is derived from the commitment of Muslims to honor contractual obligations according to the Hadith of the Prophet (peace be upon him) stating: *"Muslims shall honor their obligations"*[7]

(7) Narrated by several companions of the Prophet (peace be upon him) and quoted by: Ahmad [1: 312], Ibn Majah [2: 784], Mustafa Al-Babi Al-Halabi, Cairo, 1372 A.H./1952 A.D.); Al-Hakim (Hyderabad Publications, India, 1355 A.H.); Al-Daraqatni [4: 228] and [3: 77], Dar Al-Mahasin, Cairo, 1372 A.H./ 1952 A.D.).

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (23)

Agency and the Act of an Uncommissioned Agent (Fodooli)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	609
Statement of the Standard	610
1. Scope of the Standard	610
2. Agency	610
3. Conditions on the Agency Parties	612
4. Types of Agency	613
5. Commitments of the Principal and the Agent	616
6. Stipulations on the Agent	617
7. Expiry of Agency	619
8. Act of an Uncommissioned Agent (Fodooli)	620
9. Date of Issuance of the Standard	620
Adoption of the Standard	621
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	622
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	624

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this Standard is to clarify the Shari'ah rulings that govern the activities of Islamic financial Institutions (Institution/Institutions)[1] in appointing agents or becoming agents of others, whether in arranging contracts and disposing of property, or undertaking procedural tasks, or managing/ investing funds. The Standard also indicates the underlying conditions of Agency, elaborates on its various forms, spells out its repercussions, and outlines the responsibilities of both the Principal and the Agent. Moreover, the Standard aims to embark upon the Act of an Uncommissioned Agent "Fodooli" and the Shari'ah rulings thereon.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers agency and the acts of an uncommissioned agent in concluding contracts on financial transactions (such as sale, Ijarah and compensatory reconciliation), disposing of assets, providing services and conducting practical acts such as receipt, payment and delivery. The Standard also covers areas such as fund management, real estate and investment agency. However, it does not cover agency and the act of an uncommissioned agent in several other affairs of life such as worshipping (like Zakah, for which there is a separate standard), personal affairs, penalty affairs, legal prosecution/advocacy, and documentary credits (which have also been dealt with in a separate standard).

2. Agency

2/1 Definition, permissibility and characteristics of agency

2/1/1 Agency is the act of one party delegating the other to act on its behalf in what can be a subject matter of delegation and it is, thus, permissible.

2/1/2 Agency is, basically, a non-binding contract for both the parties thereto. However, it may sometimes become a binding contract. [see 3/4 below]

2/2 Basic elements of agency

2/2/1 The basic elements of agency include the form, the subject matter of agency, and the two parties to the contract (the principal and the agent).

2/2/2 The form of agency comprises any act that customary practices traditionally consider a delegation of the right to acting by someone on behalf the other. Such delegation comprises of

offer and acceptance which has no standard form of wording and may be expressed through utterance of words, writing, messaging or gesture. In accepting non-paid agency, silence is also considered as sufficient acceptance, while a negative response is indicative of rejection of agency.

noorcentre.com

2/2/3 Agency may take place in any of the following forms:

2/2/3/1 Immediate Agency, as usually the case, where the contract becomes effective as soon as it is entered into.

2/2/3/2 Conditional Agency: where the validity of the contract is made subject to fulfillment of a certain condition, for instance when a debtor agrees to put his own assets under the management of his creditor in case of default.

2/2/3/3 Future Agency: where the contract becomes valid only at a specific date in the future.

2/2/3/4 Agency, whether free or limited, shall be subject to specific conditions. In case of free agency, consideration should be given to customary practices, interest and the state of the principal.

2/2/4 While conditionality and limitation may be resorted to in concluding agency contracts, they may also be confined to the disposal of the subject matter of agency. In this case, though the agency contract is immediately effective, disposal is made subject to the fulfillment of a specific condition, such as resorting back to the principal before disposal. The conditions set by the principal should be observed such as offering him a guarantee or lien.

2/2/5 The subject matter of agency is for what the contract is entered into. [see item 3/3]

2/2/6 The two parties to the contract are the principal and the agent. [see items 3/1 and 3/2]

3. Conditions on the Agency Parties

3/1 Conditions on the principal

noorcenture.com

3/1/1 The principal should possess legal capacity to enter into contract.

3/1/2 The principal should have the right to dispose of the asset in question. Agency, therefore, is not acceptable from a legally incapable person like a lunatic or an indiscriminating minor. A partially capable person, such as a discriminating minor, may appoint an agent for matters that result in absolute benefit to him, such as accepting donations from others, but he cannot appoint an gent in harmful matters like making donations. In acts that may be harmful or useful, such as buying and selling, a partially capable person may appoint an agent, but the acts of that agent remain pending the approval of the principal's guardian or whosoever enjoys the similar right on behalf of the principal.

3/2 Conditions on the agent

3/2/1 The agent should have full legal capacity, because a lunatic or an indiscriminating minor cannot become an agent. A discriminating minor may become an agent, provided that all the contractual commitments are the sole responsibility of principal.

3/2/2 The agent should be aware of his status as an agent. When somebody acted on behalf of another and later on, the former comes to know that he is an agent of the latter, the preceding act does not fall under the agency contract. If, however, he does so with the intention of performing the act regardless of agency, the case should be subjected to the rules governing the act of an uncommissioned agent (*Fodooli*). [see item 8]

3/3 Conditions on the subject matter of agency

3/3/1 The subject matter of agency should be known to the agent. However, minor *Jahalah* (unknowability) that does not lead to

dispute, or temporary uncertainty, may be dispensed with. It can also be overlooked when, in absolute agency, the principal authorizes the agent to channel the funds in any form of investment. Nevertheless, the agent should observe the interest of the principal, as well as the norms and customary practices if necessary.

noorcentre.com

3/3/2 It should be owned by the principal, or he has the right of deposing thereof.

3/3/3 It should be something that can be disposed of through agency. This includes all types of financial contracts and dealings that a person can perform personally. Any contract that a person is permitted by Shari'ah to be involved in personally can be performed through agency.

It should not involve a Shari'ah-banned practice, like trading in impermissible commodities or committing usurious lending.

4. Types of Agency

4/1 Agency may take the following forms:

4/1/1 Specific versus general agency. General agency includes all methods of disposing of assets provided that the interest of the principal and the customary practices are well observed. Disposal of assets here does not include making donations, unless the principal authorizes the agent to do so.

4/1/2 Limited versus absolute agency. Absolute agency is bound by customary practices and the interest of the principal. It is not permissible in absolute agency to sell at less or buy at more than the market price, nor is it permissible to perform barter and deferred payment sales, except with the prior consent of principal.

4/1/3 Paid versus non-paid agency. [see item 4/2]

4/1/4 Binding versus non-binding agency. [see item 4/3]

4/1/5 Temporary versus continuous agency. [see item 4/4]

4/2 Paid agency

noorcentre.com

4/2/1 Paid agency is permissible in Shari'ah, whether remuneration is explicitly stipulated in the contract or ascertained in accordance with the customary practices, as when the agent doses provide such service except for remuneration.

4/2/2 When agency is paid, it falls under the Shari'ah rulings on Ijarah. [see item 4/3]

4/2/3 The amount payable as remuneration for agency should be known, whether in lump sum or as a share of a specific amount of income. It may also be defined in terms of an amount of income to be known in the future, as when remuneration is linked to an indicator that may be quoted at the beginnings of different intervals of time. However, it is not permissible to leave remuneration for agency undetermined and allow the agent to take an unspecified share from the entitlements of the principal.

4/2/4 When remuneration for agency is not specified, it may be measured in terms of the prevailing market rate for similar effort.

4/2/5 Remuneration for agency may be any gain in excess of a specific amount of output of the operation, or a share of the output.

4/2/6 A certain share of the output may be added to the specific remuneration of the agent, as a motivation.

4/2/7 When the agent, for no reasonable excuse, refrains from carrying on agency that he has been paid for, and the work he has done was beneficial, he becomes entitled to the remuneration commensurate with the part of work done, and within the limits of the contract value for that part of work. The agent in this case is bound to indemnify the principal for any actual loss resulting from his refusal to continue the work.

When the principal, for no reasonable excuse, forces the agent to discontinue the work before the end of the agency period,

the agent becomes entitled to the full remuneration agreed upon.

noorcentre.com

When the principal, for a valid reason, forces the agent to discontinue the work before the end of the contract, the agent becomes entitled to remuneration for that part of work he has already performed.

4/2/8 Damage of the subject matter of agency does not relieve the principal from paying remuneration to the agent for the part of the work the latter has already performed. When the damage occurs because of misconduct or negligence of the agent, he is bound to indemnify the principal for it.

4/3 Binding agency

Agency is, basically, not binding, because each of the two parties has the right to revoke the contract without denying its effects that may continue after revocation. However, agency becomes binding in the following cases:

4/3/1 When it involves rights of others, as when the mortgagor appoints the mortgagee as an agent, or when the mortgagor is authorized to seize the mortgaged asset or sell it on maturity. Agency in the latter case is binding to the mortgagor (the debtor). A further example of binding agency is a case when the owner of an income-generating asset assigns the collection of his entitlements to an agent manager.

4/3/2 When agency is a paid agency. [see item 4/2]

4/3/3 When the agent commences tasks that cannot be discontinued or phased out without causing injury to him or to the principal. Agency in this case remains binding until it is possible to suspend the work, or phase it out without causing injury to any of the two parties.

4/3/4 When the principal or the agent undertakes not to revoke the contract within a certain period.

4/4 Temporary agency

noorcentre.com

4/4/1 Basically, agency has no time limit beyond which the contract becomes no longer valid, because the agent can be terminated at any time. The two parties, however, may agree on a certain period after which the agency becomes invalid without a request from any of them to revoke the contract.

4/4/2 The effect of specification of a time limit for agency is confined to restrain the agent from commencing new operations subsequently.

4/4/3 Unless the contract stipulates otherwise, the agent may commence new operations during the contract period even if the effects of such operations will succeed the period of the contract.

5. Commitments of the Principal and the Agent

5/1 Commitments of the principal

5/1/1 In contract of procurement agency, the price and other expenses should be borne by the principal. Besides the price of purchased commodity, the principal should reimburse the agent expenses such as those of transportation, storage, taxation, maintenance and insurance. In paid agency, such expenses should not be stated in the contract as payable by the agent now or in the future.

5/1/2 In paid agency, the principal should pay the agent the amount of remuneration agreed upon in the contract. [see item 4/2]

5/2 Commitments of the agent

The agent is considered as a trustee in holding the asset in question, and therefore, he is not bound to indemnify the principal for that asset in case of damage. He shall be held responsible for indemnity only when the damage results from his own misconduct, negligence or breach of terms or stipulations of the contract. Breach of contract for this purpose does not include acts that serve the interest of the

principal, like selling at a higher or buying at a lower price. In this regard, Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees indicates under item 2/2/2 the following:

noorcentre.com

"It is not permissible to combine agency and personal guarantees in one contract at the same time (i.e. the same party acting in the capacity of an agent on one hand and acting as a guarantor on the other hand), because such a combination conflicts with the nature of these contracts. In addition, a guarantee given by a party acting as an agent in respect of an investment turns the transaction into an interest-based loan, since the capital of the investment is guaranteed in addition to the proceeds of the investment, (i.e. as though the investment agent had taken a loan and repaid it with an additional sum which is tantamount to Riba). But if a guarantee is not stipulated in the agency contract and the agent voluntarily provides a guarantee to his principals independently of the agency contract, the agent becomes a guarantor in a different capacity from that of agent. In this case, such an agent will remain liable as guarantor even if he is discharged from acting as agent".

6. Stipulations on the Agent

6/1 Performing deals with one's self and relatives

6/1/1 When an agent conducts deals with his ascendant or descendant relatives, who are neither under his guardianship, nor are the agent's spouse, the deal is permissible unless it encompasses injustice or favoritism. In case of deals that involve relatives who are under the guardianship of the agent, or deals that involve the agent's spouse, the agent should obtain the consent of the principal.

6/1/2 An agent should not conduct deals with his own self or with his son/daughter who is still under his guardianship, or with his partner (*Sharik*) in the same contract.

6/1/3 The agent should not act for both parties to the contract.

6/1/4 An agent may purchase what he has bought for the principal, by way of offer and acceptance. The deal should be concluded

in such a way that the guarantees stemming from the agency contract and the sale contract are kept separate. After the completion of the conclusion of the sale contract, the commodity becomes under the guarantee of the purchaser/agent. [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah – item 3/1/5]

noorcentre.com

6/2 Monitoring of the provisions and rights of the contract

Monitoring the provisions of contract is the responsibility of principal, whereas monitoring the activities stipulated in the contract (except donations that should be assigned to the principal) is the responsibility of agent. Nevertheless, the principal, by virtue of ownership, may pursue the agent's activities.

6/3 Breach of contract stipulations

6/3/1 When the agent breaches the contract in a way that does not serve the interest of the principal, the latter is free to maintain the contract or declare it invalid. Breach of the contract on the part of the agent may relate to the subject matter of agency or part thereof, the price, on spot or deferred payment, possession (purchase), or transfer of ownership (sale). [see items (8) and 5/2]

6/3/2 When the agent breaches the contract by purchasing at a price that exceeds both the market price and the price set forth by the principal, he should compensate the principal for the difference between the purchase price and the market price. Similarly, if the breach is by selling at less than the price specified by the principal, compensation should be for the difference between the selling price and the market price. Hence, the case here is similar to what happens in Mudarabah or investment agency whereby selling is stipulated to take place for a profit not less than a specified proportion. And hence, the agent (or the Mudarib) doesn't guarantee that proportion, but his guarantee is limited to any amount less than the price of a similar fungible good.

6/4 Appointing a sub-agent

noorcentre.com

The agent has no right to appoint a sub-agent except with the permission of the principal. Once a sub-agent is appointed, his termination does not spontaneously follow the termination of the first agent, but the principal can terminate him.

6/5 Appointing more than one agent

When more than one agent are appointed in the same contract, none of them should become the sole decision-maker unless with the authorization of principal. If they have been appointed by separate contracts, each of them has the right to discharge their responsibilities independently, unless the principal requires joint action from them.

7. Expiry of Agency

7/1 The agency contract expires in the following cases:

7/1/1 The contract expires when the principal or the agent dies or loses legal capacity or when the Institution undergoes bankruptcy or liquidation.

7/1/2 When the principal terminates the agent or the latter resigns. In case of termination, the principal has to inform the agent [see item 4/2/7], for compensation of loss resulting from refusal by the agent to continue the work, or forced discontinuation of work imposed by the principal before the expiration of contract or agency term, in regard to the consequent remuneration or damage compensation.

7/1/3 When the agent completes the work assigned to him in fixed-task agency or the principal performs the task in question.

7/1/4 When the principal no longer owns the asset in question or the principal has lost the right of disposing thereof. Agency also expires if the principal has performed the work, or the subject matter of agency no longer exists.

7/1/5 At the occurrence of the incidence that has been stipulated for ipso facto expiry of the agency.

7/1/6 At the expiry of the contract term in temporary agency. In this case, the contract may be extended to the required term when necessary. [see item 4/3]

noorcentre.com

7/2 Interminable agency remains effective even after the death of the principal or liquidation of the Institution. It continues up to the end of the subject matter of agency.

8. Act of an Uncommissioned Agent (Fodooli)

8/1 An uncommissioned agent (Fodooli) is a person who discharges (in the absence of any need or urgency) the affairs of others without being an agent or having a right to do so by virtue of Shari'ah. The deal becomes subject to the rulings on the Fodooli, even when the acts of a real owner makes him appear an agent.

8/2 The approval or denial of a contract concluded by an uncommissioned agent is subject to the discretion of the owner. Approval of such contract by the owner should also precede revocation of the contract by either of the two parties; otherwise, a new contract has to be initiated. If the owner of the property does not approve the act of the uncommissioned agent, the act becomes binding to the latter, if he did not declare at the time of signing the contract that he had no authority.

8/3 The rulings on the uncommissioned agent are applicable to all financial contracts, including compensatory contracts like sale, purchase, rent and hiring contracts, donations by way of gift, and investment agency contracts.

8/4 When the owner of the asset approves the act of the uncommissioned agent, the contract becomes effective, and subject to all rulings on agency. The approval shall be retroactively effective, based on the date of such an act.

9. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April 2005 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Shari'ah Standard on Agency and the Act of An Uncommissioned Agent in its meeting No. (14) held in Dubai on 21 – 22 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari’ah Board decided in its meeting No. (10), held on 2–7 Rabi’ I, 1424 A.H., corresponding to 3–8 May 2001 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah to issue a Shari’ah Standard on Agency and the Act of Uncommissioned Agent.

On 17 Sha’ban 1423 A.H., corresponding to 13 October 2002 A.D., the Shari’ah Standards Committee decided to commission a Shari’ah consultant to prepare a draft standard on Agency and the Act of Uncommissioned Agent.

In its meeting No. (10) held on Friday and Saturday 26-27 Safar 1425 A.H., corrsponding to 16-17 April 2004A.D., in the Kingdom Of Bahrain, the Shari’ah Standards Committee (2) discussed the Shari’ah study and advised the consultant to make necessary changes in light of the discussions and observations of its members.

In its meeting No. (11) held on Wednesday 28 Rabi’ II, 1425 A.H., corrsponding to 16 June 2004 A.D., in Dubai (U.A.E), the Shari’ah Standards Committee (2) discussed the draft Standard on Agency and the Act of Uncommissioned Agent (Fodooli) and introduced some changes thereto in light of the discussions and observations of the members.

Once again, the committee discussed the draft standard in its meeting held on 24–25 Rajab 1425 A.H., corresponding to 9-10 September 2004 A.D., and made further changes in light of the discussions and observations of its members.

The revised draft of the standard was then submitted to the Shari’ah Board in its meeting No. (13) held in Makkah Al-Mukarramah on 26-30

Sha'ban 1425 A.H., corresponding to 10–14 October 2004 A.D. The Board made some changes in the document and decided to send the amended document to a number of experts for their comments before discussing it in a public hearing.

noorcentre.com

A public hearing was held in the Kingdom of Bahrain on 15 Safar 1426 A.H., cooresponding to 25 March 2005 A.D., and attended by more than 35 participants representing central banks, financial Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and other concerned parties. Several comments were made before and after the public hearing. Some members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) responded to the quires made during the session.

In the meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), held in the Kingdom of Bahrain on 15-16 Safar 1426 A.H., corresponding to 25-26 March 2005 A.D., the comments made during the public hearing were discussed and some changes were made to the document.

The Shari'ah Board convened its meeting No. (14) on 21–23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April - 2 May 2005 A.D., held in Dubai (U.A.E) and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Permissibility of agency by Shari'ah is demonstrated in the noble Qur`an, where Allah, Exalted be He, says: ***{"...So send one of you with this silver coin of yours to the town, and let him find out which is the good lawful food..."}.***[2] Similitude of this incidence to agency is that the one who was sent to the town to buy the food was the agent of the others.[3] In Sunnah, a Hadith was narrated by Urwah Al-Bariqi (may Allah be pleased with him) who said that the Prophet (peace be upon him) had given him one dinar to purchase a sacrificial sheep for the Prophet,[4] an incidence that involves agency. As regards to Ijma' (consensus of Fuqaha), the author of the *"Al-Bahr Al-Zakhkhar"* and others have demonstrated permissibility of agency. Also, in common sense agency is well demonstrated in terms of the help of others that one may sometimes need, especially for things that he cannot do himself.[5]
- Permissibility of initiating agency in any wording which indicates initiation thereof is based on the fiqh principle that "What matters in contracts are intentions and meanings rather than wording and constructions". Therefore, whatever indicates delegation, which is the essence of agency, is acceptable for initiating the contract. The underlying reason for consideration of silence as acceptance in case of non-paid agency is that acceptance in this case is considered to have been given implicitly[6]. Effectiveness of the agency contract can be linked to fulfillment of a certain condition or to a future date because agency is delegation of power rather than an act of ownership

---

(2) [Al-Kahf (The Cave): 19].
(3) Related by Al-Bukhari, Abu Dawud and Al-Tirmidhi: *"Al-Talkhis Al-Habir"* [3: 304].
(4) *"Nayl Al-Awtar"* [5: 352]; *"Fath Al-Qadir"* by Ibn Al-Humam [6: 554]; *"Al-Mughni"* by Ibn Qudamah [5: 203]; and *"Al-Bahr Al-Zakhkhar"*.
(5) *"Al-Bahr Al-Ra`iq"* by Ibn Nujaym [7: 153].
(6) *"Al-Minhaj"* by Al-Nawawi [2: 164]; and *"Fath Al-Qadir"* [6: 553].

transfer that could be required immediately. On the contrary, a person may need to tie delegation to the occurrence of a certain incidence, or to a specific date in the future.

noorcentre.com

- The principal shall possess the right of disposing of the asset in question because the agent is going to derive such right from him; hence the former cannot delegate a right that he does not own[7].
- As for the detailed rulings pertaining to partial legal capacity of the agent, these rulings hold true for all dealings including agency.
- The ruling that agency should be known to the agent is manifested in the fact that knowledge in this case is a necessity for completion of the process of offer and acceptance, and hence distinction between a real agent and an uncommissioned agent.
- Imposition of four conditions on the subject matter of agency is necessary to facilitate conclusion and validity of the contract that cannot be attained without these four conditions namely: existence of the asset, asset ownership by the principal, possibility of disposing of the asset through agency and the absence of any Shari'ah restriction that prevents the deal.
- Permissibility of paid agency stems from the fact that agency is a useful work for which the agent has the right to ask remuneration. An agent who is known to be providing agency services only against payment is entitled to remuneration even when remuneration is not explicitly mentioned in the contract, because a customary practice is acceptable as long as it does not encounter a Shari'ah restriction. Non-paid agency is also permissible because it is considered, in this case, as a form of donation.
- The justification for the clauses relating to remuneration of the agent is that such clauses are essential to make remuneration well known at either the time of the contract conclusion or in the future. Temporary uncertainty about the exact amount of the remuneration is overlooked because knowledge of the amount in the future will leave no room for dispute.[8] Permissibility of adding a certain share of the profit to the principal remuneration rests on the fact that such addition does not distort knowledge of the principal

(7) *"Al-Lubab"* by Al-Maydani [2: 139].
(8) *"Al-Insaf"* [5: 403]; *"Al-Rawdah"* by Al-Nawawi [4: 301]; *"Al-Khurashi"* [7: 5]; *"Al-Fatawa Al-Hamidiyyah"* [1: 324]; and *"Tadhkirat Al-Fuqaha`"* by Al-Hilli [2: 114].

amount. In this case, the commitment to offer the agent a certain share of the profit is in the sense of a pledge to offer donation. Thus, the offered share of the profit can be considered as a conditional gift, or as Ju'alah. There is another viewpoint that considers the pledged share of the profit as a subsidiary addition to the principal remuneration, and concludes that in a subsidiary we can overlook what we cannot overlook in the principal.

noorcentre.com

- Agency is, originally, non-binding because it is an act of delegation that neither the principal nor the agent should be forced to continue. The exceptional cases of binding agency have been dealt with to preserve whatever rights of others involved therein. Moreover, an exceptional treatment is also needed for paid agency that should be subjected to the rulings on Ijarah, as well as the case when there is a pledge not to revoke the contract within a specific period because breaching such commitment may cause injury to others.
- It is permissible to specify a time limit for agency, because agency is nothing but a contract that could have a specific duration, like Ijarah for instance.
- The justification for defining the commitments of the principal and the agent is – as set out in the Standard- the need to honor contractual obligations of agency and pursue the acts and liabilities that emerge from it.
- The agent is considered as a trustee in holding the asset because he works for the interest of others (the principal) and trusteeship is the normal status in similar engagements. Moreover, the principal's act of choosing the agent for the purpose in question is an indication of his good faith on him, and therefore the principal should not reverse that good faith, except for misconduct, negligence or breach of the contract's limitations.
- Impermissibility of combining agency and guarantee in the same contract, is based on their opposing implications, in addition to the fact that guarantee by the agent entails a suspicion of Riba (usury). Therefore, the status of the agent as a trustee contradicts with provision of guarantee.
- Impermissibility for the agent to represent both parties to the contract – as per the Hanafi School and the predominant view in the Shafi'i School – is to avoid assigning both offer and acceptance to the same party, and hence prevent any probable self bias. Adopting the viewpoint of these two Schools is, therefore, most suitable for Institutions to avoid malpractices and

misleading formalism in making transactions and prevent overlapping of guarantees.

noorcentre.com

- Monitoring of the contract's provisions is assigned to the principal because he is the principal party of the contract, whereas the agent, who is just a contractor, has to monitor the activities of the contract.
- Suspension of an agent act that breach the contract without adding to the benefit of the principal, until obtaining the principal's approval conforms to the normal Shari'ah practice of exerting the best possible effort to rectify an act of a Muslim.(9) The act here remains pending approval of the principal to safeguard him against injury.
- An agent who breaches the contract by selling or buying at a price other than the price agreed upon has to indemnify the principal for the difference between the price he accepted/offered, and the market price. The justification for this ruling is the need to establish justice and compensate the principal for loss, without committing the Shari'ah-banned practice of accepting capital on pre-fixed return, which entails a suspicion of Riba. This case has been discussed in *"Al-Mughni"* by Ibn Qudamah, who referred also to another viewpoint that suggests revocation of the deal.(10)
- Agency in selling a mortgaged asset is treated as an exceptional case where the contract does not expire on the death of the agent (agency to be pursued by inheritors), in order to preserve the rights of the mortgagee. Moreover, such agency is originally irrevocable before fulfillment of its purpose, for thereto is attached others' rights.
- The justification for adopting the fiqh viewpoint that advocates suspending the act of the uncommissioned agent rather than revoking the deal (for uncertainty about its confirmation by the principal), is the fact that an act of a Muslim should, as far as possible, be preserved from cancellation.(11) Preservation of the act against cancellation is possible here through suspension, in addition to the fact that the act may prove to be useful to the

---

(9) *"Al-Mughni"* by Ibn Qudamah [5: 135-136].

(10) Ibid.

(11) In *"Al-Bada`i'"* [5: 177], it is stated: "The act of the Muslim should, as far as possible, be perceived as correct"; and in *"Fath Al-Qadir"* [2: 445], it is stated: "Making the best possible effort to rectify the act of the Muslim".

noorcentre.com

owner of the property in question. In this connection, Ibn Al-Humam said: "When the case is viewed from the standpoint of Gharar (uncertainty), the contract appears to be invalid, whereas if it is viewed from the standpoint of benefit and absence of harm the contract appears to be permissible. Therefore, Ibnul Humam supports reconciliation of the two standpoints by suggesting permissibility with suspension."(12) It has also been narrated that the Prophet (peace be upon him) said: *"Whoever can offer a benefit to his Muslim brother, should do so"*. If, however, the act turned to be harmful to the principal, he can revoke it by virtue of the right he has.

Moreover, permissibility of suspending the act of the uncommissioned agent until approval of the principal can also be derived from the Hadith narrated by Hakim Ibn Hizam (May Allah be pleased with him) stating that the Prophet (peace be upon him) gave him one dinar so as to buy a sheep that the Prophet (peace be upon him) wanted to sacrifice. Hakim purchased the sheep for one dinar and sold it for two. Then he purchased another sheep for the Prophet (peace be upon him) for one dinar and handed over the remaining dinar to him. The Prophet (peace be upon him) took the remaining dinar and spent it on charity and then prayed to Allah to bless Hakim's trading business.(13)

(12) *"Fath Al-Qadir"* [5: 317].
(13) Related by Abu Dawud and Al-Tirmidhi.

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (24)

Syndicated Financing

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 633

Statement of the Standard 634

1. Scope of the Standard 634
2. Definition of Syndicated Financing 634
3. Projects Financed Through Syndication 634
4. Modes of Providing Syndicated Financing to Customers 634
5. Participation of Institutions with Conventional Banks in Syndicated Financing 634
6. Shari'ah-Compliant Methods of Arranging the Relationship Between the Syndication Parties 635
7. Preparatory Tasks and Commissions 636
8. Provision of Guarantee and Suretyship by the Syndication Manager... 636
9. Exchange Rates 637
10. Exit in Syndicated Financing 637
11. Date of Issuance of the Standard 638

Adoption of the Standard 639

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 640

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 642

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to highlight syndicated financing operations that take place either between Islamic financial Institutions (Institution/Institutions),(1) or between these Institutions and conventional banks.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers syndicated financing operations, whether those arranged among Institutions, or between them and conventional banks, and the Institution-agent relationships relating to such operations.

2. Definition of Syndicated Financing

It refers to the participation of a group of institutions in a joint financing operation through one of the Shari'ah-compliant modes of financing. The accounts of the syndicated financing operation are kept independent from the accounts of the participating Institutions.

3. Projects Financed Through Syndication

Syndicated financing should be channeled towards investment activities that are permissible in Shari'ah. It should not be totally or partially directed towards projects that encounter Shari'ah restriction or constitute Riba.

4. Modes of Providing Syndicated Financing to Customers

Syndicated financing should be provided to customers through Shari'ah-compliant modes of financing, including the following:

4/1 Sale through bargaining, Murabahah or installments.

4/2 Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek.

4/3 Salam and Parallel Salam.

4/4 Istisna'a and Parallel Istisna'a.

4/5 Mudarabah.

4/6 Muzara'ah, Musaqat and Mugharasah.

4/7 Investment Sukuk.

5. Participation of the Institutions with Conventional Banks in Syndicated Financing

5/1 Originally, syndicated financing shall take place among Islamic financial Institutions.

5/2 There is no Shari'ah restriction against participation of conventional banks and Islamic financial Institutions in syndicated financing, as long as subscription and utilization of funds are arranged according to Shari'ah-compliant forms.

noorcentre.com

5/3 Originally, the syndication should be led by an Islamic financial Institution. However, there is no Shari'ah restriction against appointing a conventional bank to lead the syndication and initiate, on its own or with Islamic financial Institutions, the mechanisms and conditions of operation management. Assigning the role of the Musharakah lead manager to a conventional bank as indicated above is acceptable only if the contracts, projects financed and the modes of financing are all Shari'ah-compliant.

5/4 Arrangement, implementation and follow up of syndicated financing operations should take place under supervision of the Shari'ah supervisory boards of the Institutions participating in the syndication. Preferably, a joint committee of the Shari'ah supervisory boards of these Institutions could be formed and delegated to make decisions that become binding to all parties.

5/5 It is not prohibited for Islamic financial Institutions to provide syndicated financing to certain parts of a project that also receives financing for its remaining parts from other sources through conventional modes. This could be done on condition that the accounts and lead manager arrangements of the two types of financing are kept separate. It is well known that usurious lending and borrowing is a Shari'ah-impermissible practice and the responsibility thereof falls right on the party who commits it.

6. Shari'ah-Compliant Methods of Arranging the Relationship Between the Syndication Parties

The relationship between the Institutions participating in a syndicated financing operation may be arranged in one of the following forms:

6/1 **Mudarabah:** The syndication manager acts as a Mudarib and becomes the exclusive operation manager according to the Mudarabah contract. [see Shari'ah Standard No. (13) on Mudarabah, item 8/9]

noorcentre.com

6/2 **Musharakah:** The institutions participate jointly in providing the funds and bearing any losses proportionately, whereas profits are shared as agreed upon. In this case, the Institutions may select a joint committee to undertake management, or they may delegate one of them to manage the company against an increase in its profit share or a lump sum payment. A separate management contract in this case should be signed with the selected Institution. [see Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern corporations]

6/3 **Paid agency:** In this case, the work to be done should be clearly defined, along with estimation of the period of agency. The agent shall become entitled to remuneration whether profit is actually materialized or not. Furthermore, the agent may be given a bonus as a lump sum amount or a share of profits above a certain limit. [See Shari'ah Standard No. (23) on Agency and the Act of an Uncommissioned Agent (Fodooli)]

6/4 **Non-paid agency:** The lead manager in this case undertakes to manage the operations for no reward, and the financing Institutions share the profit.

7. Preparatory Tasks and Commissions

7/1 It is permissible for the leading Institution to receive commission for performing the preparatory tasks such as conducting feasibility studies, organization, mobilization of participatory funds, preparations of contracts etc. The commission thus obtained may be equal to, less or more than the actual cost the Institution incurs for carrying out such tasks. Furthermore, an Institution performing such tasks against the commission may or may not be a lead manager.

7/2 Musharakah It is not permissible to receive commitment commission. [see Shari'ah Standard No. (17) on Investment Sukuk and Shari'ah Standard No. (8) on Mudarabah, item 2/4/1]

8. Provision of Guarantee and Suretyship by the Syndication Manager

8/1 In dealing with the syndication funds the lead manager (being a Mudarib, partner or an agent) is considered as a trustee, and therefore he should not guarantee these funds except in case of miscon-

duct, negligence or breach of conditions embodied in syndication arrangement. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees, item 2/2/2]

noorcentre.com

8/2 It is not permissible for the Institution that manages the syndication as a Mudarib, partner or an agent to guarantee the debtors of his partners, or to guarantee the contributions of these partners against exchange rate fluctuations. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees and Shari'ah Standard No. (23) on Agency and the Act of an Uncommissioned Agent (Fodooli)]

9. Exchange Rates

9/1 A specific currency should be fixed for the syndicated financing operation. However, the participating parties may pay their contributions in other currencies on condition of revaluating the contributions in terms of the syndication currency, and according to the prevailing exchange rate on the same day of contributions payment.

9/2 It is permissible for any of the participating Institutions to receive all its profits and entitlements in a currency other than the currency of the syndication on the condition of revaluing the receipts in terms of syndication currency and , according to the prevailing exchange rate on the day of receiving such amounts.

9/3 It is impermissible for the investment agent or any other party of the Musharakah or the Mudarabah to provide a commitment to safeguard any other party against exchange rate fluctuations. [see Shari'ah Standard No. (1) on Trading in Currencies, item 2/9/3]

10. Exit in Syndicated Financing

10/1 It is permissible to agree on a closed syndicated financing operation that does not allow premature exit.

10/2 It is permissible for an Institution to dispose of its share in the investment to an external or internal party before liquidation, as per the contract conditions, and at the value agreed upon, if the physical assets and usufructs of the company exceed its cash money, debts and financial rights. If the company's cash money, debts and finan-

cial rights are predominant, Shari'ah rulings on currency exchange and debt-related transactions should be referred to and applied. It is, however, not permissible to agree beforehand on such transfer of shares at nominal value or on guarantee of a certain limit of profits. [see Shari'ah Standard No. (17) on Investment Sukuk and Shari'ah Standard No. (21) on Financial Paper (Shares and Bonds)]

noorcentre.com

11. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 2 May 2005 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Syndicated Financing was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (14) held in Dubai on 21–22 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari'ah Board decided in its meeting No. (10) held on 2 – 7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3–8 May 2001 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah to issue a Shari'ah Standard on Syndicated Financing.

On 7 Dhul-Hajjah 1424 A.H., corresponding to 29 January 2004 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to appoint a Shari'ah consultant to prepare a draft standard on Syndicated Financing.

In its meeting No. (11) held on 25-26 Safar 1425 A.H., corresponding to 15-16 April 2004 A.D., in the Kingdom Of Bahrain, the Shari'ah Standards Committee (1) discussed the Shari'ah study and advised the consultant to make necessary changes in the light of the discussions and observations of its members.

In its meeting No. (12) held on 28 Rabi' II, 1425 A.H., corresponding to 16 June 2004 A.D., in Dubai (U.A.E) the Shari'ah Standards Committee (1) discussed the draft Standard on Syndicated Financing, introduced some changes and asked the consultant to make further necessary changes in the light of the discussions and observations of its members.

Once again, the committee discussed the draft standard in its meeting held on 24–25 Rajab 1425 A.H., corresponding to 9–10 September 2004 A.D., and made further changes in the light of the discussions and observations of its members.

The revised draft of the standard was then submitted to the Shari'ah Board in its meeting No. (13) held in Makkah Al-Mukarramah on 26-30 Sha'ban 1425 A.H., corresponding to 10–14 October 2004 A.D. The Board made some changes in the document and decided to present it to some experts for their comments before discussing it in a public hearing.

A public hearing was held in the Kingdom of Bahrain on 15 Safar 1426 A.H., corresponding to 25 March 2005 A.D., and attended by more than 35 participants representing central banks, financial Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and other concerned parties. Several comments were made before and after the public hearing. Some members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) responded to the quires made during the session.

noorcentre.com

In the meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), held in the Kingdom of Bahrain on 15-16 Safar 1426 A.H., corresponding to 25-26 March 2005 A.D., the comments made during the public hearing were discussed and some changes were made in the document.

The Shari'ah Board held its meeting No. (14) on 21–23 Rabi' I, 1426 A.H., 4 April – 2 May 2005 A.D., in Dubai (U.A.E) and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Permissibility of Syndicated Financing

- Permissibility of syndicated financing is derived from Musharakah, which encounters no Shari'ah restriction.

Projects Financed Through Syndication

- The ruling that syndicated financing should be directed only towards activities that do not entail dealing in a Shari'ah-impermissible commodity or service, is dictated by the need to abide by the directives outlined in the Holy Qur`an verses and the noble Hadith of the Prophet (peace be upon him). These divine sources prohibit usury, alcoholic drinks, drugs, gambling, pork, illegitimate carcasses, prostitution, nightclubs, statues, etc, as well as impermissible acts like deception, bribe, cheating in weight and measurement, and all types of prohibited sales, etc.[2]

Participation of Institutions with Conventional Banks in Syndicated Financing, and Permissibility of Assigning the Role of the Lead Manager to a Conventional Bank

- Partnership between a Muslim and a Non-Muslim is not prohibited or cannot be judged right away as invalid, except in case of Shari'ah-banned dealings. This is so because what really matters is the conformity of the deal in question to the rulings of Shari'ah, rather than whether the deal has been made by a Muslim or a Non-Muslim. This viewpoint has been adopted by the Al Baraka Seminar,[3] as well as the Fourth Fiqhi

(2) For a detailed account of prohibited dealings, their various modern forms, and the Shari'ah bases of their prohibition. See: Dr. Ahmad Muhiddin Ahmad: Operations of Islamic Investment Companies in the International Market, (pp. 27–43).

(3) The text of the Fiqhi opinion is "There is no Shari'ah restriction on participation of conventional banks with Islamic banks in a syndicated financing that observes Shari'ah rulings in its operations, on condition that conventional banks should not assume the entire task of managing the operations, or making decisions on Shari'ah related issues.", Resolution No. (9/1), The Fatawa of the Al Baraka Seminars (P. 151).

Seminar of the Kuwait Finance House (1995). This case also does not come under the Hadith stating that the Prophet (peace be upon him) prohibited involiving in partnership with a Jew or a Christian unless purchase and sale take place by the hands of the Muslim.[4] It is clear that the emphasis of prohibition here relates to avoidance of Riba and invalid contracts, and therefore, no justification for prohibition will remain if due preventive measures against prohibited practices are well catered for. Also, the viewpoint of the Shafi'i, Maliki, Hanbali and Hanafi Schools[5] who advocate *Karahah* (disinclination towards the deal) does not include this case. The reason is that the Musharakah can avoid Shari'ah-banned practices by explicit reference to the firm commitment of the conventional Institution that leads the syndication to Shari'ah rulings in transactions, besides tightening the control and supervision of the Shari'ah boards of the participating Institutions throughout the various stages of the syndicated financing operation.

noorcentre.com

Preparatory Tasks and Commissions

- Permissibility of receiving commissions for performing preparatory tasks, originates from the fact that such tasks are beneficial to the partners and do not embark on any Shari'ah-impermissible practice. As regards the justification for the ruling that the commission can be equal to, less or more than the actual cost of providing the tasks, it is because the two parties are free to make what is known as a permissible condition, or resort to mutual consent. This same viewpoint was the Fiqhi opinion of the Al Baraka Seminar as well as the Fiqhi Seminar of the Kuwait Finance House (1995).[6]

---

(4) See: *"Al-Majmu' Sharh Al-Muhadhdhab"* [14: 93].

(5) Ibn Qudamah, *"Al-Mughni"* (Part 4); Al Nawawi, *"Al-Majmu'"* [13: 504]; Al-Buhuti, *"Sharh Muntaha Al-Iradat"* [2: 319]; *"Al-Mudawwanah"* [5: 70]; and Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [6: 61].

(6) The text of the Fiqhi opinion of the Al Baraka Seminar is "The preparatory tasks performed by the bank that creates the operation entitles it to a remuneration which could be equal to, less or more than the actual cost of performing the tasks". The Fiqhi opinion of the Fourth Seminar of the Kuwait Finance House is "The preparatory tasks performed by the bank that initiates the operation entitles it to remuneration to be determined through mutual consent, whether the bank has been assigned the role of management or not."

- Receiving commitment commission is prohibited because such commission is paid for exercising the right of contracting, which is a matter of will and desire, rather than a subject matter of compensatory deals.(7)

noorcentre.com

Provision of Guarantee and Suretyship by the Lead bank

- A lead bank should not provide guarantee except in case of misconduct and negligence. Being a partner in the operation, it is supposed to be holding the assets as a trustee, and hence, it should not provide any guarantee. Stating such guarantee in the contract constitutes a violation of the Shari'ah rulings on trusteeship. When the managing bank commits misconduct or negligence, or resort to fraud and trickery in the studies it prepares, it should then indemnify the partners for the injury it has deliberately caused to them.
- A bank that manages the syndication through Mudarabah or Musharakah should not provide a warranty cover against default of the debtors of its partners, or guarantee the contributions of these partners against exchange rate fluctuations, because provision of guarantee by a partner or a Mudarib to his other partners/owners of the capital is prohibited by Shari'ah.
- When the bank manages the syndication as an agent, it may provide a warranty cover for the debtors of his partners in a separate contract and without referring to warranty in the agency contract. The justification here is that the bank does not provide such warranty in its capacity as an agent of the partners, and the warranty thus provided against default of the debtors will remain valid even if the agency contract is revoked.

Exchange Rates

- Permissibility for the parties of the syndication to make their contributions in currencies other than that of the syndication on condition that such contributions be revaluated according to the prevailing exchange rates is derived from a Hadith narrated by Ibn Umar (may Allah be pleased with him). Ibn Umar said: "When I told the Messenger of Allah (peace be upon him) that I used to sell camels at Al-Baqi' in dinars and receive the value in dirhams, he (peace be upon him) said: *'No harm if you apply the exchange rate of the same day and finalize the deal with your partner before leaving*

(7) Shari'ah Standards, AAOIFI, Shari'ah Standard on Murabahah.

each other'."[8] This case also implies combining currency exchange and Hawalah (transfer of money), which has been approved by a resolution of the Islamic Fiqh Academy.[9]

noorcentre.com

- The Hadith narrated by Ibn Umar also justifies the fiqhi opinion that the participating Institutions can stipulate receiving their profits and other entitlements in a currency other than that of the syndication, and according to the prevailing exchange rate on the day of receiving such profits and entitlements.
- Prohibition of commitment of one party of the Musharakah or Mudarabah to safeguard the other party against exchange rate fluctuations is because such commitment leads to the impermissible case of a partner or a Mudarib provides to the other partner guarantee against loss of capital.

Controls on Disassociation

- Participating Institutions can agree on a closed syndicated financing operation where premature exit is not allowed. Such a condition is regarded as a proper condition in Shari'ah, and it does not contradict with the aim of the contract. Moreover, imposing a condition against premature exit does not lead to permitting what Shari'ah has prohibited or prohibiting what it has permitted, nor does it seem to be a probable cause of future dispute.[10] Therefore such condition should be honored in abidance to the divine order of Allah, Exalted be He, in the holy Qur`an: ***{"O you who believe! Fulfill (all) obligations..."}***[11]
- Agreement beforehand on exit at nominal value or on guaranteeing a certain amount of profit is prohibited because such condition entails exact Riba, or a suspicion of it. Moreover, it involves other Shari'ah-

---

(8) Related by Abu Dawud, Al-Nasa`i, Ibn Majah and Al-Hakim who deemed it authentic. Al-Zahabi agreed with Al-Hakim. The Hadith has been narrated both as *Marfu'* (Traceable) Hadith to the Prophet, and *Mawquf* (Discontinued) Hadith to Ibn Umar, "*Al-Talkhis Al-Habir*" [3: 29].

(9) International Islamic Fiqh Academy Resolution No. 184/9.

(10) Regarding contractual conditions see: "*Tabyin Al-Haqa`iq*" [4: 43]; Ibn Al-Humam, "*Sharh Fath Al-Qadir*" [5 :215]; Al-Buhuti, "*Kashshaf Al-Qina'*" [3: 192–193]; Al Nawawi, "*Al-Majmu' Sharh Al-Muhadhdhab*" [9: 364–368]; and "*Al-Khurashi 'Ala Mukhtasar Khalil*" [5: 80–81].

(11) [Al-Ma`idah (The Table): 1].

impermissible practices like the case of one party providing a guarantee against the loss of the share of the other party in the capital, or guarantees a predetermined rate of profit for him.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (25)

Combination of Contracts

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	651
Statement of the Standard	452
1. Scope of the Standard	452
2. Concept of Combination of Contracts	452
3. Shari'ah Status of Combination of Contracts	653
4. Shari'ah Controls on Combination of Contracts	653
5. Shari'ah Concession for Combination of Contracts	654
6. Prior Agreement (Muwata`ah) for Combination of Contracts	655
7. Contemporary Applications and General Rules for Combination of Contracts.	657
8. Date of Issuance of the Standard	657
Adoption of the Standard	658
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	659
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	661
Appendix (c): Definitions	669

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to explain the process of combining more than one contract in one set. The Standard also aims to elucidate the characteristics, Shari'ah status and Shari'ah controls relating to the process of Contracts' Combining. Furthermore, the Standard indicates the Shari'ah rulings on Muwata`ah (prior agreement) and provides guidance on the main applications of combined contracts in Islamic financial Institutions (Institution/Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers transactions that comprise more than one contract combined together in one set. The scope of the discussion in this respect covers the definition, forms, controls, characteristics, and concessions relating to the process of Combination of Contracts and explores the characteristics of Muwata`ah and the Shari’ah rulings pertaining thereto. The discussion also embarks on contemporary applications of combined contracts.

2. Concept of Combination of Contracts

2/1 Combination of contracts is a process that takes place between two parties or more, and entails the simultaneous conclusion of more than one contract. Hence, combination of contracts may take any of the following forms:

2/1/1 Combining more than one contract without imposing any of them as a condition in the other, and without prior agreement (Muwata`ah) to do so.

2/1/2 Combining more than one contract while imposing some of them as conditions in the others, without prior agreement to do so.

2/1/3 Combining more than one contract subject to prior agreement (Muwata`ah), but without imposing any of them as a condition in the others.

2/1/4 Agreement to conclude the deal through any of different contractual forms as will be finally decided in the future.

2/2 Forms of combined contracts

2/2/1 Combined contracts may have a single lump sum counter value. For instance, a party may sell his piece of land to the other and

simultaneously rents his car to the same party for one month, both against one thousand dinars.

noorcentre.com

2/2/2 Combined contracts may be concluded for separate values. For instance, one party may sell his house to the other for one thousand dinars, and rent his car to the same party for one hundred dinars per month.

2/2/3 Some of the combined contracts may be stipulated as conditions in the other contracts. One party, for instance, may say to the other party that I will sell you my house for ten thousand dinars, on condition that you undertake to rent the house to me for two years for one thousand dinars per year. The sale of the house in this manner could also be concluded on condition that the buyer of the house undertakes in return to sell his car to the seller for two thousand dinars.

2/2/4 Combined contracts may take the form of an exhaustive contractual statement comprising a number of successive parts and stages, which finally lead to realization of the desire of the two parties to conclude the deal in question. A good example in this regard may be seen in a number of present day financial transactions like Ijarah Muntahia Bittamleek, Murabahah, and Diminishing Musharakah.

3. Shari'ah Status of Combination of Contracts

It is permissible in Shari'ah to combine more than one contract in one set, without imposing one contract as a condition in the other, and provided that each contract is permissible on its own. Combining contracts in this manner is acceptable unless it encounters a Shari'ah restriction that entails its prohibition on exceptional basis.

4. Shari'ah Controls on Combination of Contracts

4/1 Contracts' combining should not include the cases that are explicitly banned by Shari'ah like combing sale and lending in one contract.

4/2 It should not be used as a trick for committing Riba such as agreement between two parties to practice *Bay' al-'Inah* or *Riba al-Fadl*.

4/3 It should not be used as an excuse for practicing Riba. The two parties could misuse, for instance, Contracts' Combining when they conclude a lending contract that, at the same time, facilitates some other compensatory gains to them. For example, they could stipulate in the contract that the borrower should offer accommodation in his house to the lender, or should grant him a present. Contracts' Combining could also be misused by imposing excess repayment in terms of quantity or quality on the borrower. [see Shari'ah Standard No. (14) on Loan (Qard) – item 1/4]

noorcentre.com

4/4 Combined contracts should not reveal disparity or contradiction with regard to their underlying rulings and ultimate goals. Examples of contradictory contracts include granting an asset to somebody as a gift and selling/leasing it to him simultaneously, or combining Mudarabah with lending the Mudarabah capital to the Mudarib, or currency exchange with Ju'alah, or Salam with Ju'alah for the same contract value, or leasing with selling (i.e. hire-purchase in its traditional form).

5. Shari'ah Concessions for Combination of Contracts

5/1 In principle, the Shari'ah concessions that can be granted to implicit and subsidiary contracts at the time of combining contracts cannot be granted to the same contracts when concluded independently. Here, implicit and subsidiary contracts refer to contractual commitments that are not explicitly embodied in the deal agreement or those which succeed the original commitments of the transaction. The concessions to be granted in this case should be judged in the light of traditions, practice and professional experience, and subjected to clearance by the Shari'ah Supervisory Board of the Institution.

5/2 Concessions granted to implicit and subsidiary contracts comprise relief from the following impermissible acts:

5/2/1 Gharar, which affects financial contracts, may be overlooked in implicit and subsidiary contracts.

5/2/2 Jahalah, which also affects financial contracts, may be ignored with regard to the object of a subsidiary contract.

5/2/3 Sale-based Riba and violation of currency exchange rules (as when spot delivery is ignored in a contract that combines currency exchange with money transfer) are also forgivable in subsidiary and implicit contracts.

noorcentre.com

5/2/4 Selling of a debt for another debt may be ignored when it comes in the context of a subsidiary contract. A fitting example here is purchasing (on debt) the shares of an indebted company.

5/2/5 Subsidiary and implicit contracts may also relieved from some prerequisites that underline the validity of contracts (such as offer and acceptance) when such relief is dictated by need or desire to achieve a permissible interest.

6. Prior Agreement (Muwata`ah) for Combination of Contracts

6/1 Muwata`ah or Tawatu' in Fiqh terminology has several meanings; most important among which are stated below:

6/1/1 Explicit or implicit intention of the parties to the contract to use a certain trick for practicing Riba through a Shari'ah accepted contractual form.

6/1/2 An unrevealed prior agreement between the two parties to perform a Shari'ah-permissible act or deal for the sake of finding a Shari'ah-accepted exit (acceptable trick).

6/1/3 Coincidence of the intentions of parties to the contract at the stage of preparatory negotiations that precede the signing of the contract as indicated in item (2/2/4) above.

6/2 In Fiqh perception, Muwata`ah for combining contracts has three distinct characteristics:

6/2/1 It is an agreement between two parties to conclude contracts and fulfill pledges in the future.

6/2/2 When Muwata`ah is stipulated as part of the contract it becomes a condition precedent to the conclusion of the contract, and the contract becomes subject to the relevant Shari'ah rulings with regard to permissibility, enforceability, and validity.

6/2/3 Enforceability of Muwata`ah in Shari'ah is similar to enforceability of conditions precedent to the signing of contracts. A condition that precedes the signing of the contract has the same validity and binding nature of the normal conditions of the contract, since the former constitutes the bases of the contract that have been mutually agreed upon between the two parties.

noorcentre.com

6/3 Muwata`ah to combine contracts takes several forms, which may be grouped into the following four types:

6/3/1 Muwata`ah to form up Riba tricks, in which the two parties agree to practice, for instance, *Bay' al-'Inah* or its reverse, or *Bay' al-Wafa`* (*Bay' al-Raja`*), or *Riba al-Fadl*. In this case, Shari'ah prohibits Muwata`ah and the contract so designed is invalid.

6/3/2 Muwata`ah for Riba excuses is prohibited by Shari'ah whereby the two parties agree to combine a loan with another transaction, or stipulate that the borrower has to present a gift to the lender, or make excess repayment in terms of quantity or quality.

6/3/2/1 Prohibition of Muwata`ah to use such tricks, which are permissible in principle, should be judged in the light of two conditions:

First, the intention to use the permissible act as a means of concluding a prohibited deal should be obvious and beyond all doubts.

Second, there should be no obvious need or lawful interest that justifies resorting to such a trick.

6/3/3 Muwata`ah for obtaining Shari'ah Exits, which refers to tricks that do not violate Shari'ah rules, or contradict with Shari'ah objectives, or result in any harm to others, is permissible.

6/3/4 Muwata`ah for combining contracts that contradict to or oppose each other is prohibited because it leads to performing of an act that has been strictly banned by Shari'ah. [see item 4/4]

7. Contemporary Applications and General Rules for Combination of Contracts

noorcentre.com

7/1 One of the most distinguishable forms of contemporary financial transactions is the contractual arrangements which comprise a number of contracts and pledges that the parties agree beforehand to execute in a specific manner and according to agreed number of successive stages. Such arrangements aim to achieve a given purpose or interest of the parties to the contract such as performing Murabahah on Order of Purchase, Ijarah Muntahia Bittamleek, or Diminishing Musharakah.

7/2 Muwata`ah, when provided for in the contract and used for combination of contracts, should be observed by, and remain binding to the parties to the contract, subject to permissible commercial and banking conventions. [see item 6/2/2]

7/3 The pledges contained in such combined contract sets are binding to their respective parties.

7/4 These newly devised sets of combined contracts should observe the general rules of Shari'ah with regard to structure, rulings, requirements and conditions in order to be Shari'ah compliant. [see item 5/2]

7/5 These contract sets should also observe the Shari'ah rulings pertaining to combination of contracts, and may make use of the Shari'ah concessions in this respect.

7/6 Failure of any of the parties to combined contracts to honor its contractual commitments gives the other party right of claiming indemnity for the actual injury encountered.

8. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 2 May 2005 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Combination of Contracts was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (15) held in Makkah Al-Mukarramah on 22–26 Sha'ban 1427 A.H., corresponding to 26 September – 2 October 2005 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari'ah Board decided in its meeting No. (10) held on 2–7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3–8 May 2003 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah to issue a Shari'ah Standard on Combination of Contracts.

On 17 Sha'ban 1423 A.H., corresponding to 13 October 2003 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a draft standard on combination of contracts.

In meeting No. (10) of the Shari'ah Standards Committee (2) held on Friday and Saturday 27-28 Safar 1425 A.H., corresponding 16-17 April 2004 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the committee discussed the Shari'ah study and advised the consultant to incorporate the necessary changes, in the light of the discussions and observations of the meeting.

In meeting No. (11) of the Shari'ah Standard Committee (2) held on Wednesday 28 Rabi' II, 1425 A.H., 16 June 2004 A.D., held in Dubai (U.A.E) the Committee discussed the draft standard on combination of contracts and introduced necessary changes in it in the light of discussions and comments of the meeting.

The revised version of the Standard was submitted to the Shari'ah Board in its meeting No. (13) held in Makkah Al-Mukarramah on 30 Sha'ban 1426 A.H., 14 October 2004 A.D., and further changes were incorporated in the document. The Board then decided to send the document to concerned experts for review and comments before discussing it in a public hearing.

AAOIFI held public hearing in the Kingdom of Bahrain on 15 Safar 1426 A.H., corresponding to 25 March 2005 A.D. More than 35 participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars,

university teachers and other interested parties attended the public hearing. Several observations were made in the public hearing to which members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) duly responded.

noorcentre.com

In a meeting held in the Kingdom of Bahrain on 15-16 Safar 1426 A.H., corresponding to 25-26 March 2005 A.D., the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) discussed the comments and observations made during the public hearing, and incorporated necessary changes in the document.

The Shari'ah Board discussed the draft standard in its meeting No. (14) held in Dubai (U.A.E) on 21-23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D. and decided, in the light of the comments and observations of the meeting, to send the draft standard to the Shari'ah Standards Committee (2) for study.

In its meeting No. (15) held on 22–25 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 26-29 September 2005 A.D., in Makkah Al-Mukarramah, the Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the Shari'ah Standards Committee and the Drafting Committee and made the changes in the draft Standard, where it deemed necessary. Consequently, the Shari'ah Board approved the Standard (unanimously for some clauses and with the majority for others), as indicated in the minutes of the Board's meetings.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- It is permissible to combine more than one contract in a single transaction as long as each of these contracts is permissible on its own. This is so because freedom of contracting and honoring commitments is acknowledged in principle by the general teachings and directives of Shari'ah, unless such contracts and commitments lead to violation of Shari'ah rulings.(2) Ibn Al-Qayyim said, "It is permissible in principle to form up contracts and conditions, except for what has been prohibited by Shari'ah."(3)
- According to the majority of the Hanafi, Shafi'i and Hanbali Fuqaha, the set of combined contracts can always be judged in the light of its individual components. Therefore, if the transaction comprises a number of contracts that each of them individually satisfies permissibility requirements, the combined set of such contracts is also permissible. (4)
- Based on the above fact the Hanbali and Shafi'i Fuqaha, as widely reported, indicate permissibility of combing two contracts, for the same contract value, even if the two contracts differ with regard to Shari'ah status and rulings.(5) Ibn Taymiyyah indicated permissibility of combining two contracts having two separate values.(6)
- Prohibition of combining contracts in specific cases on exceptional basis, as indicated by Al-Shatibi, stems from the fact that the act of combining

---

(2) *"Majmu' Fatawa Ibn Taymiyyah"* [29: 132]; and *"Al-Qawa'id Al-Nuraniyyah Al-Fiqhiyyah"*, (P. 188).

(3) *"I'lam Al-Muwaqi'in"* [1: 344]; and *"Jami' Al-Rasa`il"* by Ibn Taymiyyah [2: 317].

(4) *"Kashshaf Al-Qina'"* [3: 478]; *"Al-Bayan"* by Al-Umrani [5: 148]; *"Al-Majmu' Sharh Al- Muhadhdhab"* [9: 388]; *"Tabyin Al-Haqa`iq"* [4: 174], *"Al-Bada`i'"* [6: 58]; and *"I'lam Al- Muwaqi'in"* [3: 354]; *"Al-Mubdi'"* [5: 43].

(5) *"Al-Mughni"* [6: 39 and 355]; *"Al Majmu'"* [9: 388]; *"Sharh Al-Sunnah"* by Al-Baghawi [8: 67].

(6) *"Nazariyyat Al-'Aqd"* by Ibn Taymiyyah (P. 191); and *"Al-Ikhtiyarat Al-Fiqhiyyah Min Fatawa Ibn Taymiyyah"* (P. 122).

could sometimes generate Shari'ah restrictions that do not hold true when the combined acts are taken up individually. Examples of acts that become prohibited when combined, though they are individually permissible, include combining sale and lending, marrying two sisters, or marrying a woman and her aunt.[7]

noorcentre.com

- The absence of any exceptional Shari'ah restriction in the particular case of combining constitutes the first control on contracts' combining due to the directives of the Prophet (Peace be upon Him) who has been quoted to have prohibited combining sale with lending,[8] or combining two sales in one deal,[9] or two transaction in one transaction.[10]
- The second control, which prohibits using Contracts' Combining as a trick for practicing Riba is based on the directives of the prophet (peace be upon him) which indicate prohibition of *Bay' al-'Inah*[11] and *Riba al-Fadl*. As regards *Riba al-Fadl*, it has been reported that the Prophet (Peace be upon Him) instructed one of his employees to sell his low-quality dates first and then buy the high-quality dates he wanted, instead of resorting to exchange of more quantity of low-quality dates for less quantity of high-quality dates.[12] Ibn Al-Qayyim said, "This indicates that the employee was directed to commence the process of purchasing the high-quality dates after the complete finalization of the former transaction; i.e., selling his low-quality dates. If, instead, he agreed beforehand with another party

(7) *"Al- Muwafaqat"* [3: 192].

(8) Al-Tirmidhi said: "This is a good authentic Hadith": *"Al-Muwatta'* "[2: 657]; *"Mukhtasar Sunan Abu Dawud"* by Al-Munziri [5: 144]; *"Musnad Al-Imam Ahmad"* [2: 178]; *"'Aridat Al-Ahwazi"* [5: 249]; *"Sunan Al-Nasa`i"* [7: 295]; and *"Nayl Al-Awtar"* [5: 152].

(9) Ibn Al-Arabi confirmed that these has been the directives of the Prophet (peace be upon Him): *"Al-Qabas"* [2: 842]; *"Mukhtasar Sunan Abu Dawud"* by Al-Munziri [5: 98]; *"Al-Muwatta`"* [2: 663]; *"'Aridat Al-Ahwazi"* [5: 239]; *"Sunan Al-Nasa`i"* [7: 295]; and *"Nayl Al-Awtar"* [5: 152].

(10) *"Musnad Al-Imam Ahmad"* [1: 198]; *"Nayl Al-Awtar"* [5: 152]; *"Fath Al-Qadir"* [6: 81]. Al-Haythami said: "Ahmad always reports from reliable sources": *"Majma' Al-Zawa`id"* [4: 84].

(11) *"Musnad Al-Imam Ahmad"* [2: 42, 48]; *"Al-Sunan Al-Kubra"* by Al-Bayhaqi [5: 316]; *"Subul Al-Salam"* [3: 14]; *"Mukhtasar Sunan Abu Dawud"* by Al-Munziri; and *"Tahdhib Al-Sunan"* by Ibn Al-Qayyim [5: 99, 104].

(12) Related by Al-Bukhari, Muslim, Al-Tirmidhi, Al-Nasa`i and Malik: *"Sahih Al-Bukhari"* [3: 97]; *"Sahih Muslim"* [3: 1208]; *"'Aridat Al-Ahwadhi"* [5: 249]; *"Al Muwatta`"* [2: 632]; and *"Sunan Al-Nasa`i"* [7: 244].

to conduct the two deals successively, the second contract will not become an independent contract, because it is a mere completion of the first one. The directives of the Prophet (Peace be upon Him), apparently necessitate two separate contracts that neither of them is related to or based on the other”.[13]

noorcentre.com

- The third control, that prohibits using combined contracts as an excuse for dealing in Riba, is based on the directives of the Prophet (Peace be upon Him) which forbid combining lending with selling.[14] In this regard, the Fuqaha unanimously agree that when the two parties stipulate in the loan contract that the borrower should reward the lender by offering him free accommodation, or grant him a present, or the borrower should make excessive repayment in terms of quantity or quality, the contract becomes null and void. In other words, any loan arrangement that comprises a prior condition on a benefit to be rendered to the lender by the borrower is considered Riba.[15]
- The fourth control, which indicates that the contracts to be combined should not be contradicting with each other in terms of purpose or Shari’ah rulings, stems from the fact that contracts, as indicted by Al-Qarafi, are devices for using appropriate means to achieve specific objectives. Obviously, the same contracting requirement cannot always fit at the same time two contradicting positions[16]. Therefore, contracts that contradict each other in their rulings and effects cannot be combined together in the same transaction.
- The Shari’ah concessions sanctioned to subsidiary and implicit contracts are based on several statements in *“Al-Qawa’id Al-Fiqhiyyah”*, including the following:
  - What can be forgiven in a subsidiary contract cannot be forgiven in other contracts.[17]

---

(13) *“I’lam Al-Muwaqi’in”* [3: 238]; and *“Ighathat Al-Lahfan”* [2: 103].

(14) Related by Abu Dawud, Al-Tirmidhi, Al-Nasa`i, Ibn Majah, Ahmad, Al-Shafi’i and Malik. [See footnote No. (3) in Shari’ah Standard No. (19): Loan (Qard)].

(15) *“Al-Mughni”* [6: 436]; *“Al-Sharh Al-Kabir ’Ala Al-Muqni’”* [12: 432]; *“Al-Zakhirah”* [5: 289]; *“Al-kafi”* by Ibn Qudamah [2: 93]; *“Al-Mubdi’”* [4: 209]; and *“Majmu’ Al-Fatawa”* by Ibn Taymiyyah [29: 334].

(16) *“Al-Furuq”* [3: 142].

(17) Article (54) of *“Majallat Al-Ahkam Al-Fiqhiyyah”*; and *“Al-Ashbah Wa Al-Naza`ir”*, (P. 120).

– What can be forgiven in implicit contracts cannot be forgiven in independent contracts.[18]

noorcentre.com

– Concessions that can be sanctioned to implicit provisions cannot be sanctioned to ordinary provisions.[19]

– Provisions in ordinary contracts entail more validity requirements than provisions in implicit and subsidiary contract.[20]

– Implicit contracts are relieved of what independent contracts cannot be relieved of.[21]

– Provisions that hold true in implicit contracts may not hold true in ordinary contracts.[22]

- Shortcomings like Gharar, which affect financial transactions such as sale contracts and the like, may be forgiven when the contract subject matter or the contract itself is subsidiary. The Prophet (peace be upon him) said: *"When somebody purchases a palm tree, that has not yet been pollinated, the fruits of the tree should belong to the seller unless the buyer stipulates in the contract that he should be entitled to the fruits"*.[23] This Hadith indicates that the reason for ignoring the gharar involved in the act of the buyer who stipulates in the contract that the anticipated fruits of the palm tree should belong to him, is the fact that getting the fruits is an implicit aspect of the contract. As is the case with gharar, excessive Jahalah is also forgivable in subsidiary and implicit contracts.
- Ignoring sale-based Riba and non-fulfillment of the Shari'ah requirements of currency exchange in subsidiary contracts is based on the Hadith of the Prophet (peace be upon Him) which states: *"When somebody buys a slave who has money, the slave's money should go to the seller, unless the buyer*

(18) *"Fatawa Al-Ramli"* [2: 115].
(19) *"Bada`i' Al-Fawa'id"* by Ibn Al-Qayyim [4: 27].
(20) *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [5: 58].
(21) *"Al-Manthur Fi Al-Qawa'id"* by Al-Zarkashi [3: 378].
(22) *"Radd Al-Muhtar"* [4: 170].
(23) *"Sahih Al-Bukhari"* with *"Fath Al-Bari"* [5: 49]; *"Sahih Muslim"* with Al-Nawawi elaborations [10: 191]; *"Sunan Abu Dawud"* [2: 240]; *"Sunan Al-Nasa`i"* [2: 260]; *"Sunan Ibn Majah"* [2: 745]; *"Muwatta` Al-Imam Malik"* [2: 617]; *"Musnad Al-Imam Ahmad"* [2: 6, 9, 54, 63, 78, 102 and 150]; and *"'Aridat Al-Ahwazi"* [5: 253].

stipulates in the contract that he should get the money.[24] The justification for this is that the buyer may have taken into consideration (at the time of making his offer) the amount of money the slave could have, be it big or small, and explicitly determined a portion of the price for it, though he did not declare such portion independently. Hence, it becomes clear from this Hadith that it is permissible to buy a slave along with his money without observing the Shari'ah requirements of currency exchange, and regardless of whether the amount of money that the slave has is big or small, known or unknown.[25]

noorcentre.com

- Permissibility of *Bay' al-Kali` Bil-Kali`* (selling a debt for another debt) in subsidiary and implicit contracts although it is prohibited in original and independent contracts, is based on the previous Hadith about purchasing a slave along with the money he has. In this respect, Imam Malik indicated in "*Al-Muwatta`*" the permissibility of selling a slave and providing in the contract for the status of the money he owns, even if that money is a debt owed to the slave by a third party and the slave is himself sold on deferred payment. That is to say, Malik seems to have based his opinion on the apparent and general meaning of the Hadith and the ruling practice in Al-Madinah.[26]
- Permissibility of relieving, upon need or probable interest, subsidiary and implicit contracts from some of the bases and conditions of contracts' validity, can be derived from a statement by Al-Sayuti in *"Al-Ashbah Wa Al-Naza`ir"*. In that statement, Al-Sayuti indicates permissibility of abandoning offer and acceptance (the form) in case of implicit sale, or accepting deferred, instead of spot, delivery/payment in such sales. Such rulings in fact come as further ramifications of the Fiqh principle that "Subsidiary contracts can be relieved from what other contracts cannot be relieved from"[27]

---

(24) *"Sahih Al-Bukhari"* with *"Fath Al-Bari"* [5: 49], *"Sahih Muslim"* [3: 1173]; *"Sunan Abu Dawud"* [2: 240]; *"Sunan Al-Nasa`i"* [7: 261]; *"Sunan Ibn Majah"* [2: 746]; *"Muwatta` Al-Imam Malik"* [2: 611]; *"Musnad Al-Imam Ahmad"* [2: 9 and 78]; and *"'Aridat Al-Ahwazi"* [5: 252].

(25) *"Al-Qabas"* by Ibn Al-'Arabi [2: 805]; *"Al-Mughni"* by Ibn Qudamah [6: 96]; and "*Al-Zurqani 'Ala Al-Muwtta`*" [3: 253].

(26) *"Al-Zurqani 'Ala Al-Muwtta`"* [3: 253].

(27) *"Al-Ashbah Wa Al-Naza`ir"* by Al-Sayuti (pp. 120 and 377).

- Muwata`ah for combining contracts is considered as an enforceable condition that precedes the signing of the contract, because Muwata`ah, traditionally as well as in fiqh terminology, is an agreement between the two parties to sign contracts and honor pledges in the future. Therefore Ibn Taymiyyah said, "When the two parties agree beforehand to do specific things, and then sign a general contract, the contract should honor that prior agreement".(28)
- A condition that precedes the contract should be regarded as binding and enforceable as a one that comes in the text of the contract, because traditionally there is no difference between the conditions stated in the contract and those agreed upon beforehand, even if such prior conditions are not mentioned at the time of signing the contract. This is only natural since these conditions form the bases of the contract, which the two parties have agreed to observe. This viewpoint is supported by a number of traditionally accepted norms such as:
  - A condition, which the two parties agree to observe, resembles a one explicitly mentioned in the contract.
  - Traditionally acceptable conditions resemble explicitly stated conditions.
  - Intentions in contracts deserve observation.

  Moreover, enforceability of prior conditions was the ruling practice in Al-Madinah and the predominant opinion in Al-Imam Ahmad's School.(29)
- Prohibition of Muwata`ah for devising Riba tricks is because Muwata`ah in this case is a means used for practicing Riba. Consequently, since the end objective (which is Riba) is prohibited, the means used for achieving it must also be prohibited. As indicated in *"Al-Qawa'id Al-Fiqhiyyah"*, "means are discarded on discarding of objectives"(30)

---

(28) *"Nazariyyat Al-'Aqd"* by Ibn Taymiyyah (p. 204).

(29) *"I'lam Al-Muwaqqi'in"* [3: 105, 145, 212 and 241]; *"Kashshaf Al-Qina'"* [5: 98]; *"Bayan Al-Dalil 'Ala Butlan Al-Tahlil"* (P. 533); *"Majmu' Al-Fatawa"* by Ibn Taymiyyah [29: 336]; *"Al-Fatawa Al-Kubra"* by Ibn Taymiyyah [4: 108]; *"Al-Madkhal Al-Fiqhi Al-'Aam"* by Al-Zarqa [1: 487]; and *"Al-'Uqud Wa Al-Shurut Wa Al-Khiyarat"* by Ahmad Ibrahim (P. 711).

(30) *"Al-Furuq"* by Al Qarafi [2: 33]; and *"Al-Qawa'id Al-Kubra"* by Al-'Izz Ibn Abdul-Salam [1: 161 and 168].

noorcentre.com

- Prohibition of Muwata`ah as an excuse for Riba, originates from the application of the principle of *Sadd al-Zara`i’*. This principle aims to prohibit permissible practices that could be used as a means for accomplishing Shari’ah-banned objectives.(31)

noorcentre.com

- However, application of the principle of *Sadd al-Zara`i’* should be based on two requirements as indicated by the Maliki Fuqaha. The first requirement is that resort to the *Zari’ah* (excuse) should be very frequent and excessive in view of normal practice, and the second requirement is the presence of a strong accusation that rules out the possibility of any good intention behind using the excuse(32). Application of the principle of *Sadd al-Zara`i’* should also observe the non-existence of any need or lawful interest for using the *Zari’ah*, as has been emphasized by several fiqh principles such as:
  - Prohibition for the sake of blocking the way to excuses is less forceful than prohibition per se”.(33)
  - Practices that originate from the need for devising acceptable Shari’ah exits deserve more Shari’ah concessions than other practices.(34)
  - Acts that are prohibited for the sake of blocking the way to excuses become permissible in case of need or desire to achieve a lawful interest.(35)
- Permissibility of Muwata`ah for devising acceptable Shari’ah exits can be derived from the statements of several Fuqaha who indicate that using Shari’ah accepted means to achieve permissible objectives is permissible. According to those Fuqaha practicing acceptable Shari’ah exits and helping others to devise them is a permissible and reward-worthy practice as long as it abides by the directives of Allah, Exalted be He, leads to avoidance of sins, and facilitates achievement of lawful interests.(36)

---

(31) *“Sharh Tanqih Al-Fusul”* (P. 449); *“Al-Furuq”* by Al-Qarafi [2: 32]; and *“Al-Qabas”* [2: 876].

(32) *“Al-Muwafaqat”* [4: 198]; *“Al-Ma’unah”* by Al-Qadi Abdul-Wahhab [2: 996]; and *“’Iqd Al-Jawahir Al-Thaminah”* [2: 441].

(33) *“I’lam Al-Muwaqqi’in”* [2: 140].

(34) *“Al-Ashbah Wa Al-Naza`ir”* by Al-Sayuti (P. 158).

(35) *“Zad Al-Ma’ad”* [4: 78]; *“Tafsir Ayat Ashkalat”* by Ibn Taymiyyah [2: 682]; *“Majmu’ Al-Fatawa”* by Ibn Taimaih [23: 214-215], [32: 228-229]; and *“I’lam Al-Muwaqqi’in”* [2: 142].

(36) *“Ighathat Al-Lahfan”* [1: 339, 383 and 385] and [2: 86].

noorcentre.com

- Prohibition of Muwata`ah for combining contracts that contradict each other in rulings and objectives is because Muwata`ah in this case is used as a means of doing an unacceptable act. According to Shari'ah, means always follow ends with regard to permissibility and prohibition[37]. It has been indicated in "*Al-Qawa'id Al-Fiqhiyyah*" that: "Disregarding the ends leads to disregard of the means".[38]
- Recognition of Muwata`ah when it precedes contemporary transactions, that comprise a set of successive and inseparable contracts forming up a single transaction, is the present day commercial and banking tradition that considers Muwata`ah in this case as binding to the two parties. In fact, Muwata`ah in this sense is part of a whole system that tends to completely collapse when any of its individual components looses balance. Violating Muwata`ah in this case will jeopardize the fulfillment of the objectives of the contracting parties, and may cause them serious injuries.
- The pledges that relate to an agreement are binding to the two parties since, according to its nature and Fiqh status, and as perceived by most of the Fuqaha, such pledges are similar to the conditions stipulated in the agreement. Enforceability of such pledges also stems from the fact that they constitute the basis for the transaction. It is well known that Shari'ah-accepted conditions stipulated in a contract are binding from both the fiqhi as well as the legal viewpoints. Moreover, in present day commercial and banking traditions, such pledges are also considered as binding. Otherwise, it will not be possible for the two parties to form up a definite perception about the purpose and objectives of the contract, and hence they will not be able to sign it.

(37) *"Al-Muafaqat"* [2: 212].
(38) *"Al-Qawa'id"* by Al-Muqri [1: 329].

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Zara`i'

Zara`i' are the apparently permissible practices used as a means of doing a prohibited act. Therefore, *Sadd al-Zara`i'* means prohibition of permissible practices that can be used for committing Shari'ah-restricted acts. However, prohibition in this sense is subject to two restrictions. The first is the existence of a clear intention of the person in question to use the permissible practice for the sake of accomplishing Shari'ah-banned objectives, and the second is that resorting to prohibition should be only after wide spread of such misconduct in the society.

Subsidiaries

Subsidiary contracts or objectives in financial transactions refer to the consequent contracts or objectives that follow the original ones. The subsidiary status of these contracts or objectives is usually determined according to tradition, practice and the experience of those who are in the field.

Transaction

It is a binding contractual relationship that carries no optional choices.

'Inah

It is a sale whereby one party, for instance, sells the commodity to the other for one hundred dollars, on deferred payment basis, and repurchases it from the other for eighty dollars payable on spot. In fact, the sale transaction here is nothing but a mere trick for practicing usurious lending, and the commodity is used for no purpose other than facilitating the usurious transaction. The deal in this case has nothing to do with the purposes and objectives of sale, nor does it contain any element of them. In other words 'Inah takes place when one party buys a commodity from the other

on deferred payment basis and before making payment sells back the same commodity to the other for a less amount of money payable on spot.

noorcentre.com

Reverse 'Inah

It takes place when one party sells the commodity to the other party for a spot price, and the seller repurchases the same commodity from the buyer or from his agent for a higher deferred price.

***Bay' al-Raja`* (*Bay' al-Wafa`*)**

It is a sale whereby the seller keeps the intention to buy back his sold commodity. One of the most popular forms of this type of sale is when one party, who wants to obtain an interest-bearing loan, agrees to sell an income-earning asset to the lender. The lender will thus become entitled to the income of the asset as long as it remains in his ownership. The buyer then undertakes to return the sold asset to the seller whenever the seller pays back the same price to him. In this manner, the borrower (artificial buyer) succeeds to get the loan amount against payment of the agreed upon interest.

Shari'ah-Banned Tricks

It refers to those permissible contractual arrangements and other practices, which may be used to achieve prohibited goals like permitting what Shari'ah has prohibited, like escaping duties, deceiving people and performing other Shari'ah-banned practices.

Shari'ah Exit (Shari'ah-Acceptable Trick)

A Shari'ah exit is an act that is performed for the sake of avoiding commitment of sins, or achieving a permissible objective, or refraining from prohibited acts, or realizing a Shari'ah-acceptable interest.

Separation of the Transaction

Separation of a transaction means dividing the object of the same contract, into portions. To Fuqaha, it means a situation in which the provisions of the contract do not cover all the components of its object, or they may cover all of them first, and then shrink down to cover only some of them later on. Thus, either the single transaction is broken down into a number of portions, or only

some parts of it are separated in this manner. When separation takes place in this manner in a single transaction between a single buyer and a single seller and for a single price, the buyer should have the option to conclude the deal or not.

noorcentre.com

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (26)

Islamic Insurance

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	677
Statement of the Standard	678
1. Scope of the Standard	678
2. Definition of Islamic Insurance in Contrast with Conventional Insurance.	678
3. Status of Islamic Insurance According to Fiqh (Islamic Jurisprudence)	678
4. Contractual Relationships in Islamic Insurance	679
5. Principles and Shari'ah Bases of Islamic Insurance	680
6. Types of Islamic Insurance	681
7. Participation in Islamic Insurance	682
8. Commitments of the Participant in Islamic Insurance	682
9. Conditions in Islamic Insurance Policies	683
10. Commitments and Jurisdictions of the Joint Stock Company	683
11. Indemnity	685
12. Insurance Surplus	685
13. Expiry of Insurance Policy	686
14. Date of Issuance of the Standard	686
Adoption of the Standard	687
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	688
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	690
Appendix (c): Definitions	698

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to present the Shari'ah rules that govern Islamic Insurance, as well as the characteristics, basic aspects, principles and types of Islamic Insurance. The standard also aims to indicate the controls that Islamic financial Institutions (Institution/Institutions)[1] should observe in this connection.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers Islamic Insurance in terms of its definition, Shari’ah status, characteristics, principles, basic elements, types, and how it differs from Conventional Insurance. The Standard also sets out the controls to be observed by the Islamic financial Institutions offering products based on Islamic insurance. However, it does not cover social insurance schemes arranged by the state.

2. Definition of Islamic Insurance in Contrast with Conventional Insurance

Islamic Insurance is a process of agreement among a group of persons to handle the injuries resulting from specific risks to which all of them are vulnerable. A process, thus initiated, involves payment of contributions as donations, and leads to the establishment of an insurance fund that enjoys the status of a legal entity and has independent financial liability. The resources of this fund are used to indemnify any participant who encounters injury, subject to a specific set of rules and a given process of documentation. The fund is managed by either a selected group of policyholders, or a joint stock company that manages the insurance operations and invests the assets of the fund, against a specific fee.

As for Conventional Insurance, it is a Mu’awadah (mutual compensation) contract that seeks to make profit out of the insurance operation itself, and, hence, is subject to Shari’ah rulings on financial dealings that involve Gharar (uncertainty). Consequently, conventional insurance is banned by Shari’ah.

3. Status of Islamic Insurance According to Fiqh (Islamic Jurisprudence)

Islamic insurance is based on the commitment of the participants to make donations for the sake of their own interest. The participants,

therefore, protect their group by payment of contributions that constitute the resources of the insurance fund, and assign the management of that fund to a committee of policyholders, or to a joint stock company that possesses the license of practicing insurance business. In the latter case, the company assumes this job on the basis of a remunerated Wakalah (Agency) contract. In addition to managing the insurance operations, the committee of policyholders or the company also assumes the responsibility of investing the assets of the fund through Mudarabah or investment agency.

noorcentre.com

3/1 The managing company is entitled to its own capital and returns on capital, the agency fee, and its specific share of the profits earned by investing the insurance assets through Mudarabah or investment agency. The company also bears all the expenses of its operations including those relating to its tasks for investing the insurance assets.

3/2 The policyholders fund is entitled to the contributions and the returns thereon, the provisions and reserves relating to insurance business, and the insurance surplus. The fund bears all direct expenses pertaining to management of insurance operations.

4. Contractual Relationships in Islamic Insurance

There are three contractual relationships in Islamic insurance, including:

4/1 The Musharakah (partnership) among the participants, which leads to the establishment of a company that has articles of association and all other documents. The relationship between the participants may be confined to a Musharakah contract if a company manages the fund. [see Shari'ah Standard No. (12), on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

4/2 The relationship between the company and the policyholders' fund which is a Wakalah relationship in regard to management, and a Mudarabah or investment agency relationship in regard to the investment of the fund's assets.

4/3 The relationship between the policy holders and the fund which takes the form of donation commitment at the stage of making

contributions, and indemnification commitment at the stage of providing compensation for injury as per regulations and underlying constituent documents.

noorcentre.com

5. Principles and Shari'ah Bases of Islamic Insurance

Islamic insurance is based on the following principles and rules of Shari'ah, which shall be explicitly mentioned in the articles of association or the rules or the documents of the corporation:

5/1 Donation commitment, as it should be stipulated that the participant donates his contribution and the returns thereon to the insurance account for payment of indemnity, and may undertake to bear any deficit that may occur, as per regulations.

5/2 The company that arranges the insurance deal should maintain two separate accounts: one for its own rights and liabilities, and the other for the rights and liabilities of the policyholders.

5/3 The company should assume the role of the agent in managing the insurance account, and the role of the Mudarib or agent in investing the insurance assets.

5/4 The insurance account is entitled to the insurance assets and their returns on investment, and should bear the liabilities relating to these assets.

5/5 The adopted rules may comprise disposal of the surplus in a way that serves the cause of common interest of the participants, such as accumulation of reserves, reduction of the contribution, charitable donations and partial/full distribution of the surplus among the participants. The managing company is not entitled to any share of the surplus.

5/6 When the company is liquidated, all provisions and accumulated reserves pertaining to insurance should be spent on charitable purposes.

5/7 Preference should be given to policyholders to participate in management of the insurance operations through appropriate legal arrangements that enable them to exercise their control rights and protect

their interest. Such arrangements could include, among others, representation of policyholders in the Board of Directors.

noorcentre.com

5/8 Company shall adhere to the rules and principles of Islamic Shari'ah in all its activities and investments, especially in refraining from provision of insurance coverage for Shari'ah-banned items, activities or purposes.

5/9 A Shari'ah Supervisory Board shall be formulated for issuance of Fatawa (plural: Fatwa, i. e. juristic opinion) that are binding to the company, and establishment of an internal unit for Shari'ah monitoring and auditing.

6. Types of Islamic Insurance

6/1 Property Insurance: which entails indemnification for actual injury, and comprises insurance against fire, car accidents, airplane accidents, liability, breach of trust, etc. [See Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees – item 6/4]

6/2 Person Insurance: which includes insurance against the risk of disability and death, and is sometimes known as *Takaful* (mutual support). It corresponds to conventional life insurance.

6/2/1 Insurance against the risk of disability or death takes place as follows:

6/2/1/1 Submission of a request for participation indicating all personal affairs and characteristics, that need to be known for offering the insurance coverage to the insured, along with the particulars of the entitlements and obligations of the insured.

6/2/1/2 Specification of the contribution amount.

6/2/1/3 Specification of the benefits payable to the beneficiary as per agreement.

6/2/1/4 In case of death, the *Takaful* entitlements should be distributed among the deserving persons, parties or purposes as indicated in the documents, and accord-

ing to the regulatory rules issued by the Shari'ah Supervisory Board. In case the deceased was entitled to some investment balances, then the same should be distributed among the inheritors according to the Islamic rules of inheritance.

noorcentre.com

6/2/1/5 In case of insurance against death, it should be stipulated in the insurance policy that the insured (the beneficiary) or his inheritor should not be entitled to any compensation when the death is caused by a murder wherein the said beneficiary or inheritor is involved.

7. Participation in Islamic Insurance

7/1 Non-Muslims may participate with Muslims in the various types of Islamic insurance.

7/2 The contribution may be determined according to the actuarial principles based on statistical techniques. In this regard, due consideration should be given to whether the risk involved is fixed or variable, and to the contribution/risk tradeoff besides determination of the type and period of the risk coverage, and specification of the insurance amount.

7/3 The risk that constitutes the subject matter of insurance should be one that could probably occur. It should not be something that relates to the absolute will of the participant, and should not encounter any Shari'ah prohibition.

8. Commitments of the Participant in Islamic Insurance

The participant (insurance seeker) should observe the following commitments:

8/1 Submission of the required information about the risks to be insured against, and informing the company of any new circumstances that may increase these risks after concluding the contract. If it is proved that the participant had committed fraud or deceit, or submitted false information, he is then subject to partial or full deprivation

from indemnity. In case of unintentional misrepresentation by the participant, the indemnity shall become proportionate to the accurate information he presented.

noorcentre.com

8/2 Payment of contribution on time as per agreement. If the participant refrains from or delays payment of his contribution, the company has the right to terminate the contract or pursue legal enforcement of payment.

8/3 Informing the company, in its capacity as an agent of the policyholders' fund, of occurrence of the risk insured. Notification should be made during the period stipulated in the insurance policy, or within reasonable time if such period is not provided for in the policy. If the participant fails to make such notification, the company has the right to claim indemnity from him for the actual loss incurred by the insurance account due to such breach of commitment.

9. Conditions in Islamic Insurance Policies

9/1 There is no Shari'ah restriction on providing for special conditions in the insurance policy. Special conditions may relate to periods of insurance, denial of indemnity in specific cases as when the participant fails to notify the company about occurrence of risk on time, or charging the participant with a specific portion of the indemnity. A condition thus stipulated in the insurance policy remains binding as long as it does not contradict with the rules of Shari'ah or the prerequisites of the contract.

9/2 It is permissible to stipulate in the insurance policy special cases that lead to deprivation from indemnity provided that justice, preservation of rights, and avoidance of abusive conditions are well observed.

10. Commitments and Jurisdictions of the Joint Stock Company

10/1 The Company shall assume the various tasks of managing the insurance operations including; preparation of insurance policies, collection of contributions, payment of indemnities, and all other technical tasks. The Company performs such tasks against a specific fee, which should be stated in the agreement in order to obtain the participant's approval thereon by signing the contract.

10/2 The Company is entrusted with the duty of achieving common interest while undertaking the management of the insurance operations. However, it should not guarantee the insurance assets except in case of misconduct, negligence or breach of contractual obligations.

noorcentre.com

10/3 The Company shall bear its pre-operating expenses as well as all other expenses that relate to conducting its own business or the investment of its own funds.

10/4 The statutory reserve of the Joint Stock Company is deducted from its share capital and becomes part of its shareholders equity, a case that also holds true for all other capital-related deductions. No deduction shall be made from the policyholders fund or profits for the benefit of the shareholders of the Joint Stock Company.

10/5 For the sake of serving the policyholders' interest, it is permissible to deduct part of their funds or profits to be used as reserves or allocations pertaining to the insurance fund. Such deductions, however, should by no means belong to the shareholders of the Joint Stock Company. The accumulated balance of the insurance account shall be spent on charity purposes in case of liquidation.

10/6 The Company claims indemnity from the party who causes the injury, whether through breach of contractual commitment or any similar misbehavior. In this case, the Company represents the participants in disposing of all the tasks that relate to the case, such as filing of lawsuits, realization of the consequent rights, and depositing the proceeds in the insurance account.

10/7 When the Company invests the policyholders' funds through Mudarabah, it should bear the expenses that are normally borne by the Mudarib [see Shari'ah Standard No. (13) on Mudarabah]. However, if the Company invests such funds through investment agency, the deal shall be subject to Shari'ah rulings on remunerated agency.

10/8 When the insurance assets along with indemnities received from re-insurance companies fall short of covering indemnity commitments, the Company may cover the deficit from project financing or *Qard Hasan* (interest-free or benevolent loan) debited to the account of the insurance fund. In this regard, the deficits resulting from commitments of the current year may be covered from the surpluses of the succeeding years. The Company may also claim settlement of the deficit from policyholders if they undertake to do so in the insurance policy.

noorcentre.com

10/9 The insurance account shall bear all the expenses and fees that relate to insurance activities.

10/10 There is no Shari'ah restriction on reconciling between the Company and the party who causes the injury, if such reconciliation is in the interest of the participants, and conforms to the relevant Shari'ah rulings.

11. Indemnity

11/1 The participant shall receive either the loss, he incurred because of the injury, or the insurance amount; whichever is less, and as per regulations.

11/2 The participant should not receive both the indemnity and the compensation from other parties for injury caused to him.

11/3 In Property Insurance, indemnity should be confined to what has been provided for in the regulations, and may comprise subsidiary losses that can be appropriately estimated according to the actual injury.

12. Insurance Surplus

12/1 The insurance surplus is part of the assets of the insurance account and should be disposed of according to what has been stated in item 5/5 of this Standard.

12/2 Distribution of the surplus or part thereof among the policyholders should be in one of the following forms, provided that the selected form is explicitly mentioned in the regulations:

12/2/1 Distribution of the surplus among the policyholders in proportion to their respective contributions, and regardless of whether the policyholder has received indemnity during the financial period or not.

noorcentre.com

12/2/2 Distribution of the surplus among the policyholders who have not received indemnity during the financial period.

12/2/3 Distribution of the surplus among policyholders after deducting the amounts of indemnity they receive during the same financial period.

12/2/4 Distribution through any other method approved by the Shari'ah Supervisory Board.

13. Expiry of Insurance Policy

The insurance policy expires in any of the following cases:

13/1 At the end of the period agreed upon in the insurance policy. In case of property insurance, it is permissible to stipulate that the contract is automatically renewable unless the participant informs the company, within a specific period before expiry of the contract, of his desire to cease contract's renewal.

13/2 Termination of the policy by the company or the participant, if the policy provides for the right of termination to each of the parties to contract.

13/3 Complete damage of the insured property (in case of property insurance), without nullifying the entitlement of the participant to the indemnity, subject to the contract's conditions.

13/4 Death of the insured person in case of persons' (life) insurance, without nullifying the entitlement of the beneficiary to the insurance benefits, subject to the contract's conditions.

14. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 2 May 2005 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Islamic Insurance was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 7-12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3-9 June 2006 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari'ah Board decided in its meeting No. (8) held on 28 Safar – 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., in Makkah Al-Mukarramah to issue a Shari'ah Standard on Islamic Insurance.

On 12 Jumada I, 1424 A.H., 12 July 2003 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a draft standard on Islamic Insurance.

In its meeting No. (10) held on 23–24 Jumada II, 1424 A.H., corresponding to 23–24 July 2003 A.D., in Amman, the Hashemite Kingdom of Jordan, the Shari'ah Standards Committee (1) discussed the Shari'ah study and advised the consultant to incorporate the necessary changes, in the light of the discussions and observations of its members.

The Shari'ah Standards Committee (1) once again discussed the draft of the Standard in its meeting No. (11) held on 25–26 Safar 1425 A.H., corresponding to 15-6 April 2004 A.D., in the Kingdom of Bahrain and incorporated further changes in it. The committee also requested the consultant to review the document on the light of the discussions and incorporate necessary changes.

A third round of discussions on and amendments in the draft of the Standard also took place in meeting No. (12) of the Shari'ah Standards Committee (1) held on 28 Rabi' II, 1425 A.H., corresponding to 16 June 2004 A.D. in Dubai, United Arab Emirates.

The revised version of the Standard was then submitted to the Shari'ah Board in its meeting No. (13) held in Makkah Al-Mukarramah on 26 Sha'ban – 1 Ramadan 1425 A.H., corresponding to 10–15 October 2004 A.D. and further changes were incorporated in the document.

In its meeting No. (14) held in Dubai, United Arab Emirates on 21–24 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard and decided, in the light of the discussions and comments of the members, to transfer it to the Shari'ah Standards Committee (1) for thorough study.

noorcentre.com

The Shari'ah Standards Committee (1) studied the draft of the Standard in its meeting No. (17) held in Kingdom of Bahrain on 4–5 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 8–9 September 2005 A.D.

The revised draft of the Standard was again submitted to the Shari'ah Board in its meeting No. (15) held in Makkah Al-Mukarramah, on 22–26 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 26–30 September 2005 A.D. The Board decided to send the document to concerned experts for review and comments before discussing it in a public hearing.

AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 1 Safar 1427 A.H., corresponding to 1 March 2006 A.D. More than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and other interested parties attended the session. Several comments and observations were posed, to which the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) duly responded.

In its meeting held in the Kingdom of Bahrain on 1 Safar 1427 A.H., corresponding to 1 March 2006 A.D., the Drafting Committee discussed the comments and observations made in the public hearing and made the changes that it deemed necessary.

In its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 7–12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3–9 June 2006 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the Drafting Committee, incorporated some changes in the document and approved the Standard (unanimously for some clauses and with the majority for others), as indicated in the minutes of the Board's meetings.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Commercial Insurance is prohibited because it involves Gharar (uncertainty). In this regard Muslim, *Ashab Al-Sunan* (compilers of the books of Sunan) and others quoted Abu Hurayrah as having said: "*The Prophet peace be upon him prohibited sales which involve Gharar*".(2)
- The Fuqaha define Gharar in several ways, which -in brief- indicate that it is a process that has unknown/unrevealed consequences and outcomes.(3)
- Some contemporary scholars believe that Gharar is similar to betting and gambling.(4)
- Resolutions of Fiqh forums on insurance include the resolution of the Islamic Fiqh Academy in its first session held in 1398 A.H., which endorsed a preceding resolution on the subject issued by the Council of Eminent Shari'ah Scholars of the Kingdom of Saudi Arabia in its session No. (10) held in Riyadh on 4 April 1397 A.H. A third resolution on the subject was issued by the International Islamic Fiqh Academy - Resolution No. 9 (9/2).
- Permissibility of cooperative/mutual/social insurance stems from the fact that it is based on cooperation and donation, rather than on Mu'awadah (exchange contract). It is well known among the Fuqaha (Maliki School)

---

(2) *"Sahih Muslim"*, *Kitab: Al-Buyu'* [3: 1153]; *"Sunan Abu Dawud"* [2: 228] (H: 3367); *"Sunan Al Nasa`i'"* [2: 217]; *"Sunan Ibn Majah"* [2: 739]; *"Sunan Al-Tirmidhi"* [3: 532]; *"Sunan Al-Darimi"* [2: 167]; *"Al-Muwatta`"* [2: 664]; *"Musnad Al-Imam Ahmad"* [1: 203] and [2: 367 and 439]; *"Sunan Al-Bayhaqi"* [5: 226]; and *"Musannaf Ibn Abu Shaybah"* [8: 194], Section (2).

(3) See: *"Sharh Al-'Inayah Ma'a Fath Al-Qadir"* [5: 192]; *"Tabyin Al-Haqa`iq"* [4: 46]; *"Al-Taj Wa Al-Iklil"* [4: 362]; *"Fath Al-'Aziz Bi-Hamish Al-Majmu'"* [8: 127]; *"Matalib Uli Al-Nuha"* [3: 25]; *"Al-Qawa'id Al-Nuraniyyah"* (P. 116); *"Nazariyyat Al-'Aqd"* (P. 224). See: *"Al-Gharar Wa Atharahu Fi Al-'Uqud"* by Al-Siddiq Al-Amin Al-Darir (published by Saleh Kamil Center for University Thesis), (P. 54).

(4) See: Husayn Hamid, *"Al-Gharar"* (P. 72).

noorcentre.com

that Gharar has no impact on donation contracts. This viewpoint is well supported by a number of Quranic verses and sayings of the Prophet (peace be upon him) which instruct Muslims to promote cooperation.

- Consequently, several resolutions were issued by Fiqh forums regarding permissibility of cooperative insurance. Such resolutions include, the resolution of the Islamic Research Academy of Al-Azhar Al-Sharif, the resolution of the Islamic Fiqh Academy of the World Muslim League referred to earlier, and the resolution of the International Islamic Fiqh Academy, which states that: "The contract that respects the origins of Islamic dealings is the cooperative insurance Contract which is based on donation and cooperation…". The fact that cooperative insurance is permissible, also does not seem to have encountered any dispute among contemporary Muslim Fuqaha.(5)
- Permissibility of cooperative insurance and non-permissibility of commercial insurance is in fact due to the following differences:
  a) The conventional insurance contract is a financial Mu'awadah (exchange contract) that aims at making profit out of the insurance operations. Therefore, its permissibility should be judged in the light of the Shari'ah rulings on financial transactions. Consequently, such rulings prohibit the conventional insurance contract, which involves Gharar.

  b) In the Islamic insurance contract, the company assumes the role of the agent of the insurance account, whereas in the commercial insurance contract the company is an original party that signs the contract in its own name.

  c) The company in commercial insurance owns the premiums against its commitment to pay the insurance amount; whereas in Islamic insurance, it is the insurance account rather than the company that owns the contributions.

  d) In Islamic insurance the residual premiums and the returns on them, that remain after deduction of expenses and indemnity amounts,

(5) Fatawa of the Shari'ah Advisory Board of Al Rajhi Banking & Investment Company, Fatwa No. (40).

become the property of the policyholders account, and constitute a surplus, which can be distributed among the policyholders. This cannot be imagined in commercial insurance where the company owns and receives the premiums as soon as it signs the contract. In commercial insurance, the premiums constitute part of the revenue and profits of the company.

hoorcentre.com

e) In Islamic insurance, the returns on investment of the premium assets belong to the policyholders account, after deduction of the Mudarib share for the company, whereas such returns belong to the company in commercial insurance.

f) Islamic insurance aims at achieving cooperation among the members of the society, rather than generating profits from the insurance operations, whereas commercial insurance is profit-oriented.

g) The company in Islamic insurance earns profits through investment of its own funds and its share in Mudarabah, as it assumes the role of the Mudarib and the insurance account assumes the role of the Rab al-Mal (owner of the capital).

h) In Islamic insurance, the insurer and the participant are in fact the same person although they differ in recognition, whereas the insurer and the participant are totally different in commercial insurance.

i) The company in Islamic insurance adheres to the rules of Islamic Shari'ah and the Fatawa of its Shari'ah Supervisory Board, while in commercial insurance there are no such commitments.

j) In Islamic insurance, the allocations from the insurance account, which remain there until the time of liquidation of the company, are spent on charity purposes, and do not go to shareholders, whereas in commercial insurance such amounts go to shareholders.

- The Shari'ah ruling that the Islamic insurance contract is an act of donation that both parties are bound to honor, is measured by analogy to what is known in Fiqh as *Nihd*,(6) or donation pledge. It has been narrated that

(6) Al-Bukhari in his *"Sahih"* [15: 128] commented on *Nihd* or *Nahd* where he said (….since Muslims did not see any harm in *Nihd*, in which the members of =

noorcentre.com

Ali and Ibn Mas'ud said: "A gift, if specifically defined, is binding, whether received or not." It has also been narrated that Abu Bakr and Umar indicated that a gift does not become binding before receipt.(7) Malik however reconciled the two viewpoints by indicating that Ali, Ibn Mas'ud and the others seem to have focused on the fact that the contract as such is binding, while Abu Bakr and Umar seem to have focused on the fact that the receipt of the gift is a prerequisite of finalizing the contract. The latter viewpoint was justified by the desire to leave no room for an excuse that Umar explicitly mentioned.(8) The obligatory nature of the donation contract can also be derived from the saying of the Prophet (peace be upon him) that: *"A person who withdraws his gift is like a dog that withholds its vomit"*.(9)

- The basis of the Shari'ah ruling that the company should not guarantee the insurance assets is that the company is an agent, and the Fuqaha unanimously agree that an agent should not guarantee the property except against misconduct, negligence or breach of the contract.
- The justification for stating the nine principles of Islamic insurance in the articles of association of the company is the need to preserve the element of donation in the contract and emphasize it as a basic aspect of the company, and hence preserve the cooperative nature and permissibility of the insurance operation. Otherwise, the insurance operation becomes a Mu'awadah transaction, and therefore subject to impact of Gharar as mentioned earlier. In other words, emphasis on the nine principles is because they constitute the fundamental differences between Islamic insurance and commercial insurance. Several Fatawa were issued to

---

= of the group consume different amounts of the food to which they have equally contributed) and he narrated some sayings of the Prophet (peace be upon him) that support this practice. In *"Fath Al-Bari"* [5: 129], Ibn Hajar indicated that *Nihd* was an ancient practice of Muslim travelers who used to contribute equally to the stock of food they need during their journey, and leave each of them free to consume the portion of the food he needs. At the end of the journey, they distribute the food leftover among themselves, unless they decide to keep it for another journey. This is quite similar to the treatment of the surplus in Islamic Insurance.

(7) See: *"Al-Muwatta`"* [2: 468]; and *"Nasb Al-Rayah"* [4: 122].

(8) *"Bidayat Al-Mujtahid"* [2: 534].

(9) *"Sahih Al-Bukhari"* [5: 190]; and *"Sahih Muslim"* (H: 1622].

demonstrate these differences including, Fatwa No. (12/11) issued by the 12th Seminar on Islamic Economics of the Al Baraka Group, Fatwa No. (42/3) issued by the Shari'ah Supervisory Board of the Al Rajhi Company, Fatwa of the Shari'ah Board of Faisal Islamic Bank and Fatwa of the Islamic insurance Company of Jordan.(10)

noorcentre.com

- The general framework of the contract and the nature of its conditions have been set up along the lines of binding contracts in Islamic jurisprudence, and the peculiar characteristics of the insurance contracts as far as the insured is concerned.
- The ruling that the insurer and the insured must fulfill their commitments is based on the Shari'ah prerequisite of honoring contracts. Since the insurance contract is a binding contract, all its conditions should be honored unless they violate the rules of Islamic Shari'ah. Such reasoning is well supported by various Quranic Verses and sayings of the Prophet (peace be upon him) that explicitly instruct Muslims to honor their contracts and conditions. In this regard, Allah, the Almighty, says: ***{"O You who believe! Fulfill (all) obligations..."}***.(11) The Prophet (peace be upon him) also says *"Muslims are at their conditions"*.(12)
- The company could manage the insurance account against fee or free of charge because the relationship here is viewed as agency, which the Fuqaha unanimously approve, with or without remuneration. The Fatawa in this regard comprise those of the 12th Seminar on Islamic Economics of the Al Baraka Group (Fatwa No. (12/11), the resolution of the Islamic Fiqh Academy of the Muslim World League – Makkah Al-Mukarramah (Fatwa No. 961), and Fatwa No. (51) of the Council of Eminent Scholars of Saudi Arabia.
- The basis of assigning the investment of the assets of the insurance fund to the company is the Mudarabah contract, which the Fuqaha unanimously declare as permissible. Arrangement of investment in this manner entails

(10) See: *"Fatawa Al-Ta`min"*, Dallah Al Baraka Group, Dr. Abdul-Sattar Abu Ghuddah and Dr. Izzul-Din Khoja (eds.), (pp. 99-108).

(11) [Al-Ma`idah (The Table): 1].

(12) Related by Al-Bukhari in his *"Sahih"* [4: 451]; and Al-Tirmidhi with *"Tuhfat Al-Ahwazi"* [4: 584]. Al-Tirmidhi deemed it a good, authentic Hadith.

specification of a profit share for each party, and entitlement of the insurance fund to its respective share. The relevant Fatawa in this regard include the Fatwa of the Shari'ah Supervisory Board of Faisal Islamic Bank,(13) Fatwa No. (12/11) of the 12th Seminar on Islamic Economics of the Al Baraka Group and the Shari'ah Standard No. (13): Mudarabah.

noorcentre.com

- The emphasis on honoring commitments in general – including commitment of the company to furnish *Qard Hasan* to the insurance account – is based on the Shari'ah requirement of honoring pledges that are binding to either of the two parties. This viewpoint to which some leading Fuqaha subscribe is well supported by Qur`an, Sunnah and reported Muslim practice, such as the divine Quranic instruction: ***{"...Fulfill (all) obligations..."}*** has been taken by the Fuqaha to comprise any Shari'ah-accepted commitment of the Muslim. There are also several sayings of the Prophet (peace be upon him) which indicate that Muslims are bound to honor their contracts, covenants and pledges.(14) Several resolutions of Shari'ah forums and Shari'ah Boards were also issued in this connection including, resolution No. 40 – 41 (2–5/3) of the International Islamic Fiqh Academy(15) and the Fatwa of the Shari'ah Supervisory Board of the Islamic Insurance Company of Jordan.(16)
- The ruling that responsibility of providing the evidence lies with the participant depends on the general rules in the Qur`an, the Sunnah and the opinion of the Ulema that evidence should be established by the claimant. This has been indicated in several Fatawa including Fatwa No. (14/6) of the United Shari'ah Board of Al Baraka Group.
- Permissibility of the two types of Islamic insurance (mentioned in this Standard) rests on the various evidences of permissibility of Islamic insurance in general, as discussed earlier, and are supported by various Fatawa of Shari'ah Boards. Such Fatawa include Fatwa No. 2/9 of the 2nd Al Baraka Seminar on Islamic Economics, Fatwa No. 10/3/5 of the 10th Al Baraka seminar on Islamic Economics, and other Fatwa issued by the Shari'ah

---

(13) See: Chapters on Mudarabah in books of various schools of Fiqh, and the term "Mudarabah" in the Kuwaiti Encyclopedia.

(14) See: *"Mabda` Al-Rida Fi Al-'Uqud: Dirasah Muqaranh"* (Principle of Consent in Contracts: A Comparative Study) and its references.

(15) See: Magazine of the International Islamic Fiqh Academy, Issue No. (5), (2/754– 965).

(16) *"Fatawa Al-Ta`min"*, (P. 106).

Supervisory Boards of Dubai Islamic Bank, Kuwait Finance House, Qatar Islamic Bank and the Islamic Insurance Company – Jordan.(17)

noorcentre.com

- The rulings relating to the contract as such are based on the general principles of contracts in Islamic Shari'ah, which emphasize avoidance of fraud and deceit and the need to observe the time limits indicated in the contracts. Shari'ah rulings on compensation have also been resorted to in this connection, in addition to the Fatawa and resolutions issued by various forums such as the Islamic Fiqh Academy of the Muslim World League, the Supreme Council of Ulema of Saudi Arabia and the Shari'ah boards of Islamic banks and Islamic insurance companies.(18)
- The jurisdictions of the company are determined on the basis of its articles of association, the various documents that govern the contractual relationship, the general principles of contracts and conditions, insurance conventions, and some Fatawa of Shari'ah boards.
- The rules that regulate the relationship between the company and the policyholders are based on the articles of association, which consider this relationship as an agency contract (remunerated or free of charge) for the management of the insurance operations, and Mudarabah for the investment of the insurance assets.
- Indemnity is based on the general Shari'ah directives emphasizing the principle that "one should neither tolerate harm nor cause it to others"(19) as well as the general principles and rules of Fiqh that advocate fair, and at the same time, non-obsessive indemnification for injury. Furthermore, inferences on indemnity could also be drawn from the cooperative nature of this donation-oriented contract, in addition to some Fatawa such as Fatwa No. (3) of the 10th Al Baraka Seminar on Islamic Economics, and the various Fatawa of the Shari'ah boards of Islamic banks and Islamic insurance companies.(20)

---

(17) *"Fatawa Al-Ta`min"* (pp. 193–206).

(18) ibid.

(19) This Hadith has been related by Malik in *"Al-Muwatta`"*, *"Kitab Al-Aqdiyah"*; Ahmad in *"Musnad Al-Imam Ahmad"* [1: 313] and [5: 527]; and Ibn Majah in his *"Al-Hashiyah"* [2: 782].

(20) *"Fatawa Al-Ta`min"*, (P. 153).

- Treatment of the insurance surplus is based on the cooperative nature of the contract and the practice of the *Sahabah* [companions of the Prophet (peace be upon him)] with regard to *Nihd*, as reported by Bukhari.[21]
- Possibility of contract termination stems from the fact that the insurance contract is a time-specific contract, and therefore it expires at the end of its stipulated period just like Ijarah (hiring). The insurance contract also expires on the damage of the insured property (or death of the insured), as there will be no object of commitment.

noorcentre.com

(21) Al-Bukhari in his *"Sahih"* [15: 128] commented on *Nihd* or *Nahd* where he said (….since Muslims did not see any harm in *Nihd*, in which the members of the group consume different amounts of the food to which they have equally contributed) and he narrated some sayings of the Prophet (peace be upon him) that support this practice. In *"Fath Al-Bari"* [5: 129], Ibn Hajar indicated that *Nihd* was an ancient practice of Muslim travelers who used to contribute equally to the stock of food they need during their journey, and leave each of them free to consume the portion of the food he needs. At the end of the journey, they distribute the food leftover among themselves, unless they decide to keep it for another journey. This is quite similar to the treatment of the surplus in Islamic Insurance.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Premium

It is the amount of the contribution, which the participant donates, along with its related profits, for the benefit of the insurance scheme.

Insurance Amount

It is the amount paid by the company out of the insurance account at the occurrence of the risk insured against.

Risk Insured Against

It is the probable, legally acceptable, accident.

Commercial Insurance

It is a contract between an insured party and a technical insuring body, stipulating that the former pays the latter a specific number of financial installments or a lump sum amount, against the commitment of the latter to bear a risk that can be insured against, through payment of an estimated financial indemnity to the insured or the beneficiary, on the occurrence of the risk. [Clause No. (747) of the Egyptian law, Clause No. (773) of the Kuwaiti Law and Clause No. (983) of the Iraqi Law].

Cooperative Insurance

A collective insurance contract is a contract whereby each participant undertakes to pay a specific amount of money as donation to indemnify any member of the group who encounters the risk insured against.

Islamic Insurance

It is a kind of cooperative insurance, which covers all types of risks, under the management of a specialized company that adheres to the rules and principles of Shari'ah. In this sense, Islamic insurance differs from coopera-

tive insurance as the latter only covers a specific group of beneficiaries who might encounter risks, for instance, merchants, sailors and the like while Islamic insurance is available to the general public. Islamic insurance also differs from cooperative Insurance with regard to adherence to the rules and principles of Islamic Shari'ah as well as in some technical aspects pertaining to premiums. In cooperative insurance, premiums may be variable at the beginning; whereas in organized Islamic insurance, premiums are specific due to use of precise statistical studies.

noorcentre.com

Mutual Insurance, the Alternate to Life Insurance

It is the insurance that covers the risks of death, inability, injury or illness, for the individual or the group, through payment of the insurance amount to the participant or the beneficiary, as per the agreement.

Surplus

The Surplus comprises of residual premiums of the participants (the insured) in addition to the reserves and profits, after deducting all expenses and indemnity amounts (paid or payable during the same year). The residual amount, thus computed, is considered as surplus, rather than profit.

Gharar

It is what one cannot predict its unrevealed/unknown consequences. Something that may occur/materialize or may not[22].

Participant

The Participant is a person who accepts the cooperative insurance scheme, signs the insurance policy and undertakes to observe its consequent commitments. It may be referred as the insured, the insured for and the policyholder.

Insurance Account

It is the account established by the company by virtue of its articles of association, to accommodate the premiums of the participants and the returns thereon as well as the reserves. Such account has an independent

(22) See: *"Al-Gharar Wa Atharahu Fi Al-'Uqud"* (P. 53).

financial liability towards its own claims and commitments, though it is represented by the company for its all affairs. This account is also known as the insurance fund, the policyholders account or the portfolio of the participants group.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (27)

Indices

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	705
Statement of the Standard	706
1. Scope of the Standard	706
2. Definition and Main Applications of the Index	706
3. Bases of Calculation and Characteristics of Indices	707
4. Types of Indices	708
5. Permissible Methods of Using Indices	708
6. Impermissible Methods of Using Indices	709
7. Development of an Islamic Index	710
8. Date of Issuance of the Standard	710
Adoption of the Standard	711
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	712
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	714
Appendix (c): Definitions	716

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to present basic information about Indices with special emphasis on their nature, functions, Shari'ah status of their various applications, and to what extent Islamic financial institutions (Institution/Institutions)[1] may apply them.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers definition of Indices, methods of their calculation, their main types, their various forms of applications, and the Shari'ah status of each of these forms. The Standard also sets out the Shari'ah rulings that govern Indices.

2. Definition and Main Applications of the Index

1/2 An Index is a statistically computed figure based on a selected package of financial papers or commodities dealt in organized or non-organized financial markets, or in both. Each paper/commodity is given a specific weight, according to its market value, and the total value is divided by a constant figure. Among the best-known indices at present are the Consumer Price Index, and the Dow Jones and FTSE indices in the financial markets.

2/2 An Index that is well designed to measure the market situation, indicates the general economic situation of the country, and may help in forecasting its future developments before any change takes place and, thus, facilitates investment decisions. An index may also provide a signal to investors about the future movement of the prices of financial papers, or demonstrate a certain downward or upward trend of such prices. Due to the inconsistency that might occur between one index and another, indices are used besides other analytical methods, as well as the experience and knowledge about the market situations and the predominant models of transactions.

2/3 The upward and downward movements of an index reveal the directions of the market, and hence the market is denoted as a rising or a declining market.

3. Bases of Calculation and Characteristics of Indices

noorcentre.com

3/1 Calculation of indices is a process that depends on several aspects including past and current price forecasts, market projections, time intervals, upper and lower limits of dealing prices, and display charts.

3/2 Indices differ from each other in several aspects such as the components of the index or the type of data it attempts to summarize, the weight it assigns to each component, and the method of calculation thereof. There are, however, some common characteristics among all well-known indices in the capital and commodity markets, regardless of the data that each index attempts to analyze. Most important among these characteristics are accuracy, objectivity and transparency.

Accuracy refers to proper specification of the components of the index, sources of its data input, time of obtaining the data, method of calculating the weights, and basis of rounding off the numbers.

Objectivity entails presentation of the detailed calculations of the index to leave no room for difference of opinion with regard to determination of the value of the index on a specific date or at a specific place.

Transparency entails pre-specification of the time, place, and method of announcing the readings of the index so that the process does not involve *Jahalah* (ignorance or uncertainty).

3/3 There are some general principles that govern almost all indices, such as:

3/3/1 The absolute value of the index has no implication when presented as a single figure. The value of the index, at a given point of time, becomes meaningful only when compared to the past and future values of the index. Only then, the trend and percentage of change may be observed. For instance, an increase of 9 points in the value of the index may represent 2% of its previous value.

3/3/2 The values of the index at different periods may be multiplied or divided by any constant figure (i.e., increasing or decreasing

the figures of the index by the same percentage like division of shares) without affecting the accuracy of its implications. That is to say, the implications of the index are confined to what it represents of the average upwards and downwards changes in the weights of its components from time to time.

noorcentre.com

4. Types of Indices

Indices are classified according to different considerations:

4/1 With regard to their general or specific nature, indices may be classified into the following categories:

- General Indices that measure the market situation in general.
- Sectoral Indices that measure the market situation of a certain sector or industry, such as the transport sector.

4/2 Indices that precede price movements may be classified, with regard to central and area fluctuations, into the following categories:

- Centered Oscillating Indices, which measure price changes during a specific period in the past, and indicate probable future events.
- Ranged Oscillating Indices (band) that fluctuate between two areas, like overbuying or overselling.

5. Permissible Methods of Using Indices

5/1 It is permissible in Shari'ah to use indices to discern the magnitude of change in a certain market, or to judge the performance of specialized managers by comparing the returns they achieve to the indices. Indices may be used to form up an idea about a portfolio or to estimate its systematic risks instead of monitoring the performance and risks of each financial paper independently. Moreover, Indices may also be used for forecasting the future situation of the market and discovering the pattern of changes that the market may undergo. Therefore, using indices for guidance in operations that relate to real transactions is permissible in Shari'ah.

5/2 It is permissible to use indices as a benchmark for comparison of funds and investment bonds, or for correlating the remuneration of

the manager or the bonus of the agent to the investment, or the bonus of the Mudarib to the results of the Mudarabah.

noorcentre.com

5/3 It is permissible to use an index like LIBOR, or a certain share/ commodity price index, as a basis for determining the profit of a Murabahah pledge, provided that the contract is to be concluded on a specific profit that does not vary with further changes in the index. [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah – Item 4/6]

5/4 It is permissible to use the index to determine the portion of the variable *Ujrah* (rent) that represents the return. [see Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek – para 5/2/3]

5/5 It is permissible that work rules, regulations and the arrangements, pertaining to money-based employment contracts, stipulate a provision on wage indexation.Wage indexation here refers to periodical adjustment of wages according to changes in the price level, as determined by the concerned bodies. However, in case of accumulation of unpaid wage that takes the form of debt, Shari'ah rulings on debts should be observed.

5/6 It is permissible to link the deals to be undertaken by the Mudarib or the agent to a specific index, so that he can dispose of the commodity at the market price when the index reaches a certain reading, or purchase a certain amount of the commodity at a specific reading of the index.

5/7 It is permissible to connect the fulfillment of a binding pledge on the part of a buyer or a seller to the rate of increase or decrease of a specific index in comparison to the price of the commodity at a particular date, so that any further increase may be added to the price of the commodity.

5/8 It is permissible to link the amount of a donation to a charitable body, in case of delayed settlement, with a particular index, at one end.

6. Impermissible Methods of Using Indices

6/1 Shari'ah prohibits trading in indices or taking advantage of their changes in the financial markets, through payment or receipt of

money on the mere occurrence of certain readings of the index, and without selling or buying the real assets which the index represents or any other assets. Such dealing is prohibited even if it is practiced for the sake of hedging against potential risk.

noorcentre.com

6/2 It is prohibited in Shari'ah to conclude option contracts on indices. [see Shari'ah Standard No. (20) on Sale of Commodities in Organized Markets – item 5/2]

6/3 It is also prohibited in Shari'ah to conclude contracts on the Index Contracts' Multiplier.

6/4 It is also prohibited in Shari'ah to link a contract that should not be suspended, like selling, to a specific index.

6/5 It is prohibited in Shari'ah to connect the amount of a cash debt, at the time of lending, to the price index.

7. Development of an Islamic Index

The following points should be observed while developing an Islamic Index:

7/1 Adherence to Shari'ah precepts, in addition to the technical controls relating to the components of the index, and its applications.

7/2 There should be a Shari'ah Supervisory Board for the Index, to ensure observation of the Shari'ah precepts in the components and applications of the index, and to conduct periodical review and reporting relating thereto.

8. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3–9 June 2006 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Indices was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 7–12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3–9 June 2006 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A) Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari'ah board decided in its meeting No. (8) held on 28 Safar – 4 Rabi' I, 1423 A.H., corresponding to 11-16 May 2002 A.D., in Makkah Al-Mukarramah, to issue a Shari'ah Standard on Indices.

On 12 Jumada I, 1424 A.H., corresponding to 12 July 2003 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a draft Standard on Indices.

The Committee (2) discussed the draft Standard in its meeting No. (15) held in Manama, Kingdom of Bahrain, on 8 Jumada I, 1426 A.H., corresponding to 15 June 2005 A.D., and made necessary changes thereto in the light of the discussions and comments of its members.

The Committee (2) once again discussed the draft Standard in its meeting No. (16) held in Manama, Kingdom of Bahrain, on 4–5 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 8-9 September 2005 A.D., and incorporated necessary changes therein in the light of the discussions and observations of the meeting.

The revised draft of the Standard was submitted to the Shari'ah Board in its meeting No. (15) held in Makkah Al-Mukarramah on 22–26 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 26-30 September 2005 A.D. The Shari'ah Board decided to send the draft Standard to specialized experts for review and comments before discussing it in a public hearing.

AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain, on 1 Safar 1427 A.H., corresponding to 1 March 2006 A.D. More than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and other interested parties attended the public hearing. Several

observations were made in the session to which members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) duly responded.

noorcentre.com

The draft Standard was presented to the Drafting Committee in a meeting held in Kingdom of Bahrain on 1 Safar 1427 A.H., corresponding to 1 March 2006 A.D., and several amendments were proposed in the meeting.

The Shari'ah Board discussed in its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 7-12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3-9 June 2006 A.D., the amendments proposed by the Drafting Committee and accepted some of them. The Shari'ah Board then approved the Standard, unanimously for some of its clauses and by majority for others, as indicated in the minutes of the Board's meetings.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Developing indices is permissible in Shari'ah because they constitute a method of forecasting and a means of observing the state of circumstances (inferences). Resorting to inferences is a well-recognized practice in judicature and financial transactions. Ibn Al-Qayyim in his book on Judicial Methods presented a number of proofs on permissibility of using inferences.
- Permissibility of using indices to forecast the market situation is derived from acceptability of using inferences for judgment. As indicated above, Shari'ah does not object to using inferences to make current or future judgment based on past events, or to initiate practical actions in the light of probable developments.
- Selling or buying indices is prohibited because it is nothing more than payment or receipt of money for the mere existence of a certain reading or figure. Such an act constitutes a form of gambling and an illegal act of gaining money. Hence, prohibition of selling or buying indices has been well emphasized by the Resolution of the International Islamic Fiqh Academy which states that it is not permissible to sell or buy an index, because this constitutes pure gambling. It is an act of selling an imaginary object that never exists.[(2)]
- Prohibition of concluding option contracts that are based on indices, or on the index contracts' multiplier, rests on the same reasons for prohibition of trading in indices, in addition to prohibition of dealing in options themselves. Such transactions obviously deal with wills and intentions rather than with real commodities. Moreover, prohibition of dealing in options has been clearly stated in a resolution issued by the International Islamic Fiqh Academy.[(3)]

---

(2) Resolution No. 63 (1/7), Resolution of the Islamic Fiqh Academy (P. 127).
(3) Resolution No. 63 (1/7), Resolution of the Islamic Fiqh Academy (P. 127).

- The justification for periodical adjustment of wages subject to changes in the level of prices is to pursue application of a fair wage policy, and protect the money income of the employees against deterioration of purchasing power due to inflation. It is permissible to provide for such a condition in the contract because conditions between contracting parties are permissible in principle, unless they lead to reversing what has been permitted or prohibited by Shari'ah.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Index Multiplier

A specific ratio added to the difference in the price of the index on expiry of the date of the transaction.

Centered Oscillating Indices

These are the indices that fluctuate around a given center or point. They measure price change in a past period, and are used for forecasting probable future events. Such indices precede market movements and measure the rate of price change during the period under study.

Ranged Oscillating Indices

These are indices that fluctuate between two specific ranges, such as the limit of overbuying and the limit of overselling.

Benchmark

It refers to any index that represents the performance of a whole industry or a particular activity. It can be used as a standard for measuring the performance of investment funds and investment units, or used as an indicator for fixing remuneration for management or bonus for the investment agent or the Mudarib.

Hedging

It is a method for mitigating investment risks (such as market risks) by using financial instruments available in the market to curb down the risks that may arise from severe price changes.

Divider

It is the total price of the two shares, divided by the average price before division.

Index Contracts’ Multiplier

noorcentre.com

It is a decimal or simple number, multiplied by the nominal value of a contract that has been connected to the performance of a certain index, to calculate the value of the contract based on the performance of that index.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (28)

Banking Services in Islamic Banks

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	723
Statement of the Standard	724
1. Scope of the Standard	724
2. Types of Banking Services and Their Shari'ah Status	724
3. Date of Issuance of the Standard	727
Adoption of the Standard	728
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	729
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	731

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to indicate banking services provided by Islamic financial Institutions (Institution/Institutions),[1] and the Shari’ah opinion on the fees charged for such services.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers the most important banking services that do not involve lending and borrowing, and which the Institutions render to their customers, directly or through other parties, with the aim of facilitating internal and external operations and activities performed by these customers.

It does not cover loan and investment services, or other banking services for which separate Shari'ah standards have already been issued, such as trading in currencies, debit and credit cards, investment accounts, and investment Sukuk.

2. Types of Banking Services and Their Shari'ah Status

Institutions may provide banking services against fees payable in lump sum or as a percentage share of the value of the service in question, as indicated in the following cases:

2/1 Custodian services

Institutions may receive Shari'ah-accepted documents and financial papers from their customers as a custodian of such documents/ financial papers, and may charge fees for such services.

2/2 Contracting agency services

A customer may use the institution as an agent for concluding contracts such as sale, purchase, and lease contracts, against a fee payable to the institution.

2/3 Subscription arrangement services

2/3/1 The institution may act as an agent of the founding shareholders of a Shari'ah-accepted and technically licensed joint stock company, in performing the various steps of the public issue, or issuing new

shares to increase the capital of the company, and may receive fees for such services. However, the fees thus earned by the Institution should not comprise any remuneration for extending credit, if it happens to be part of the service.

noorcentre.com

2/3/2 The Institution may arrange, and receive fees for, engaging a third party to underwrite the subscription. The Institution may also underwrite the subscription itself, without charging any fees for the mere act of underwriting. However, the Institution may charge the actual expenses it incurs in providing other services like conducting studies or marketing the shares. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees, item 6/7]

2/4 Services of conducting studies and consultancies

2/4/1 The institution may conduct, against a fee or free of charge, feasibility studies or other studies relating to issuance of shares.

2/4/2 The institution may act as an agent of its customers, for a fee or free of charge, in performing services that relate to real estate properties (residential buildings, commercial blocks, offices, etc.) as well as movable assets.

2/5 Collection and payment services

2/5/1 The institution may accept requests of its customers to collect their dues with, or pay their commitments to other parties. For instance, it can perform collection of cheques, debt notes, and promissory notes from debtors, or vouchers of shares and Sukuk owned by the customers, and deposit the proceeds in their accounts. It can also make payments on behalf of its customers and charge their accounts. For all such services, the Institution may receive fees from the customers or their agents.

2/5/2 The institution may pay wages and salaries on behalf of its customers.

2/5/3 The institution may execute standing collection and payment orders.

2/5/4 The institution should refrain from collection when it realizes that it involves an impermissible practice, or leads to discounting of a commercial paper. [see Shari'ah Standard No. (16) on Commercial Paper, item 5]

noorcentre.com

2/6 Accounts' services

2/6/1 The institution may provide additional services to the owners of its investment or current accounts when they desire so, and charge fees for such services.

2/6/2 The institution may provide free services to the owners of its investment or current accounts, provided that the services rendered to the owners of the current accounts are not set as a precondition or constitute a traditionally observed prerequisite for opening the account. [see Shari'ah Standard No. (19) on Loan (Qard), item 10/2]

2/7 Services of safe deposit vaults

2/7/1 The institution may provide the services of leasing safe deposit vaults to its customers. This is done through signing a contract according to which the Institution allocates a safe deposit vault within its premises for the customer to use against a specific fee. The deal here is based on Ijarah (hiring) contract that entitles the customer to the vault's usufruct.

2/7/2 The institution is responsible for ensuring the safety of the vault. However, it does not guarantee the safety of items kept in vault except in case of misconduct or negligence in keeping the vault.

2/8 Services of cards and their related bodies

See Shari'ah Standard No. (2) on Debit Card, Charge Card and Credit Card.

2/9 Zakah account services

See Shari'ah Standard No. (35) on Zakah, item 2/2.

2/10 Suretyship services

See Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees, item 6

2/11 Cheques services

See Shari'ah Standard No. (16) on Commercial Papers, item 3/3 and item 7.

noorcentre.com

3. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 8 June 2006 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Banking Services in Islamic Banks was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al -Munawwarah on 7–12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3-8 June 2006 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari'ah Board decided in its meeting No. (10) held on 2–7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3–8 May 2003 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah to issue a Shari'ah Standard on Banking Services and Facilities in Islamic Banks.

On 29 Safar 1425 A.H., corresponding to 19 April 2004 A.D., the Shari'ah Standards Committee (2) decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a draft standard on Banking Services and Facilities in Islamic Banks.

In the meeting of the Shari'ah Standards Committee (2) on 14-15 Safar 1426 A.H., corresponding to 24-25 March 2005 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the committee discussed the study and advised the consultant to incorporate the necessary changes, in the light of the discussions and observations of the Committee members.

In the meeting No. (17) of the Shari'ah Standards Committee (1) held on 8-9 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 8-9 September 2005 A.D., in the Kingdom Of Bahrain, the Committee discussed the draft standard and introduced necessary changes therein.

The Shari'ah Board discussed, in its meeting No. (15) held on 22–26 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 26-30 September 2005 A.D., in Makkah Al-Mukarramah, the draft of the Standard, and decided, in the light of the discussions and observations of the members, to send it to Shari'ah Standards Committee (1) for review.

A joint committee comprising the members of Shari'ah Standards Committees (1) and (2) discussed the Standard in a meeting held on 1 Safar 1427 A.H., corresponding to 1 March 2006 A.D., in the Kingdom of Bahrain, and incorporated necessary changes.

The revised draft of the Standard was submitted to the Shari'ah Board in its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 7–12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3–8 June, 2006 A.D. The Shari'ah Board made further changes in the document and decided to send it to the concerned experts for review and observations before discussing it in a public hearing.

noorcentre.com

AAOIFI then held, in the Kingdom of Bahrain on 6 Rajab 1427 A.H., corresponding to 31 July, 2006, the public hearing which was attended by more than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session to which the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) duly responded.

The Shari'ah Board adopted, in its meeting No. (17) held in Makkah Al-Mukarramah on 26 Shawwal – 1 Dhul-Qa'dah, 1427 A.H., corresponding to 18–23 November, 2006 A.D., the Standard (unanimously for some clauses and with the majority for others), as indicated in the minutes of the Board's meetings.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- It is permissible for the Institutions to provide banking services that do not involve interest-based lending and borrowing, because such services serve a permissible interest of the clients.
- Institutions may charge fees for providing banking services, because the fees so charged constitute a remuneration which the Institutions deserve for the tasks they perform, since it is permissible in Shari'ah to get reward for performing tasks that result in permissible benefits to others.
- The fee charged by the institutions may be a lump sum amount or a percentage of the value of the service, because when the percentage remuneration is calculated it becomes like the lump sum amount.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (29)

Stipulations and Ethics of Fatwa in the Institutional Framework

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	737
Statement of the Standard	738
1. Scope of the Standard	738
2. Definition of Fatwa and Istifta` (Seeking Fatwa)	738
3. Shari'ah Ruling on Fatwa and Istifta`	738
4. Scope of Fatwa (Content)	739
5. Conditions on Mufti (Fatwa Issuers)	739
6. Duties of the Institution That Seeks Fatwa	739
7. Methods and Means of Fatwa	740
8. Fatwa Controls	741
9. Text of Fatwa	743
10. Fatwa Manuscript (Document)	743
11. Retreat From a Mistaken Fatwa	744
12. Morals of Fatwa (Ethics of Fatwa Issuers)	744
13. Date of Issuance of the Standard	745
Adoption of the Standard	746
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	747
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	749
Appendix (c): Definitions	752

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to indicate the meaning of Fatwa (Shari'ah opinion), elucidate the eligibility conditions for issuance thereof, and define its appropriate means and scope. The standard also aims to identify the observed methods of Fatwa presentation and explain how an erroneous Fatwa can be rectified.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers the area of Fatwa because it is one of the tasks assigned to Shari'ah Supervisory Boards (Board/Boards) of the Islamic Financial Institutions (Institution/Institutions).[1]

2. Definition of Fatwa and Istifta` (Seeking Fatwa)

2/1 The term Fatwa refers to a Shari'ah opinion presented to a person who seeks it with regard to an incidence that has already occurred (the Fatwa incidence) or is expected to occur. It does not refer to answering queries pertaining to hypothetical incidences.

2/2 Istifta` refers to the act of seeking the Shari'ah opinion on an incidence that has already occurred or expected to occur.

3. Shari'ah Ruling on Fatwa and Istifta`

3/1 Originally, Fatwa is a collective duty that can be discharged of by any one of those who are able to do it. Fatwa could, however, become the personal duty of the individual if he happens to be the only one in the community who is eligible to issue it.

3/3 The board has to provide Fatwa to the Institution by virtue of their relationship.

3/4 It is the duty of the Institution to seek Fatwa on incidences that actually occur or are expected to occur. It should also seek Fatwa for every operation that it intends to pursue.

3/5 Although the seeker of the Fatwa is free to use his best efforts to determine the most appropriate source (both in terms of knowledge and integrity) from whom he will seek the Fatwa, yet according to

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

the rules and regulations, Institutions have to seek Fatwa from their own boards.

noorcentre.com

4. Scope of Fatwa (Content)

Fatwa in Institutions is confined to operational financial rulings and issues pertaining to them such as some rulings on worshipping, as well as permissibility and prohibition in some concerns such as Zakah.

5. Conditions on Mufti (Fatwa Issuers)

5/1 A board member shall be well versed in Fiqh (Islamic Jurisprudence), well informed of the contributions of diligent Fiqh scholars, and has the ability to use the Shari'ah-accepted methods of deriving reasonable rulings on emerging issues. He shall also be known for his discernment, cautiousness and knowledge about the circumstances and traditions of people, and should always remain alert against the different means of human misbehavior. Competence in Fiqh is usually manifested by the vast reputation of the scholar or his distinguishable contributions especially in the area of financial transactions performed by institutions.

5/2 Issuing Fatwa to institutions does not require competence in all areas of Fiqh. Fatwa can be issued by a scholar who is competent only in the area of financial transactions performed by institutions.

5/3 The member of the Board shall have no personal interest in the matter for which the Institution seeks Fatwa.

6. Duties of the Institution That Seeks Fatwa

6/1 The Institution is obliged to follow the Fatwa once it is issued regardless of whether it meets the satisfaction of the management or not. This obligation holds true when the Fatwa entails enforcement or prohibition of a certain act. When the Fatwa entails permissibility of the act in question, the institution has the right to refrain from following it, if it believes that for practical needs it has to do so. In this case, however, rejection of the board Fatwa should be reported to the General Assembly of the institution.

6/2 Fatwa should be sought again if there are new developments that should be presented to the Board. New developments may include change or improvement of conception, occurrence of new circumstances, or non-existence of some of the underlying reasons of the previous Fatwa.

ndorcentre.com

6/3 The institution should not follow the Fatwas of other Shari'ah Advisory Boards except with permission of its own Board.

6/4 The institution should not demand Fatwa according to a specific *Madhab* (School of Fiqh) even if it is the official school in its host country, or the school that official Fatwa bodies adhere to. However, attention should be given to situations where the legal or judiciary system in the country observes a specific school, and the issue in question may be taken to the courts in the future.

7. Methods and Means of Fatwa

7/1 Fatwa should basically be founded on what has been explicitly stated in the Qur`an and the Sunnah along with what has been supported by Ijma' (consensus of Fuqaha) or proved by Qiyas (analogical deduction). After resorting to the preceding sources, the judgment of the Mufti (issuer of the Fatwa) with regard to the different viewpoints of the Fuqaha (scholars of Fiqh); i.e, Istihsan (Shari'ah approbation) and *Maslahah Mursalah* (public interest) may be considered as the basis for issuance of Fatwa.

7/2 Fatwa should not be based on a personal viewpoint that does not cater for the sources referred to in item (1/7) above, or contradict with the general texts of the Qur`an and the Sunnah that have explicit indications. Moreover, Fatwa shall also not fall in disparity with well-established Ijma' or the general rules derived from the Qur`an and the Sunnah.

7/3 Absence of explicit directives in the Qur`an and Sunnah on a given issue, or non-existence of the issue in the prevailing Fiqh literature, do not justify refraining from seeking Fatwa on that issue. Fatwa in this case may be derived through Shari'ah-sanctioned rules and methods of deduction.

7/4 The board may coordinate with the Institution to transfer the Fatwa, if necessary, to a board that is considered to be more reliable due, for instance, to its larger membership, or its inclusion of more specializations, such as Fiqh academies, AAOIFI Board and the Supreme Shari’ah boards.

noorcentre.com

7/5 Among the means that may be used for reaching the appropriate Shari’ah ruling on a given issue are the following:

7/5/1 Building detailed knowledge about the issue of the Fatwa through questioning the one who seeks it, consulting other boards, resorting to experts and specialized parties, and taking into consideration the prevailing norms and tradition.

7/5/2 Tracing the Shari’ah ruling on the issue in the different schools of Fiqh, and exerting due endeavors to ascertain if the issue encounters the existence of contradicting proofs, or it is an issue that has not been specifically dealt with in the Qur`an and the Sunnah or discussed by the Fuqaha.

7/5/3 Making use of collective Fatwas, such as the resolutions of the Islamic Fiqh Academy, other Shari’ah Advisory Boards, seminars, and conferences.

7/6 The board should issue Fatwa whenever the Institution approaches it for that purpose, except when it feels that the Institution may use the Fatwa for committing a impermissible action. In that case, the board may either refrain from issuing the Fatwa, or make it subject to certain restrictions.

7/7 Endeavors should be made for disseminating the Fatwas of the Institution and exchanging them with other Institutions and related bodies.

8. Fatwa Controls

8/1 Derivation of presumptive indications from the texts, or usage of unattested narrations about the Prophet (peace be upon him) should be avoided. Moreover, all the Sunnah texts used for supporting the Fatwa should be well-documented.

8/2 Fatwa issuers, while issuing the Fatwa, shall signify keenness to quote *Ijma'* and opinions of diligent Fuqaha from their accredited sources, as well as concentration on those opinions which have gained more accreditation in each School of Fiqh, and should resort to available Fiqh literature on principles of issuing Fatwa.

noorcentre.com

8/3 When the Fatwa offers the chance for choice between two permissible actions, preference shall be given to the easier. If choosing one of the two permissible actions would result in realization of a lawful interest while choosing the other would leave the door open for blight, leaving the door open for blight should be avoided, and efforts shall be exerted to resolve the repercussions that may subsequently result.

8/4 Fatwa issuers shall not always pursue Shari'ah exemptions to make matters easier for Institutions. A Shari'ah exemption should be sought only when it results from thorough examination of the issue and appropriate reasoning. Moreover, it has to be ensured that making use of the Shari'ah exemption does not embody a related act that the Fuqaha unanimously consider as prohibited, or lead to issuing different Fatwas for two identical incidences. Misuse of Shari'ah exemptions in this manner is known in Fiqh as "*Talfiq*" (fabrication).

8/5 Fatwa issuers shall not direct Institutions to impermissible tricks for escaping Shari'ah restrictions, or violating the objectives of Shari'ah legislation.

8/6 Fatwa shall not be issued hastily, declaring (for instance) prohibition of an act for the mere sense of condemnation that the one feels towards new habits and traditions, unless such habits and traditions contradict with the rules and principles of the Shari'ah. Similarly, declaring permissibility of an act shall not come for the mere sake of following rules and traditions.

8/7 It shall be made clear, when necessary, that declaring permissibility of an act is by no means amount to recommending that act or making a call for performing it.

noorcentre.com

9. Text of Fatwa

9/1 The Fatwa shall be clearly stated so that it may not be misunderstood by the layman, or taken to mean different things to those who have bad intentions.

9/2 When there are more than one Fiqh opinion on the same issue, the board shall declare the specific opinion that it subscribes to. If the issue is controversial the board has to explain the specific bases of its choice.

9/2 When the Fatwa has more than one aspect all such aspects have to be clearly indicated.

9/3 In principle, mentioning the proof is not an underlying condition for issuing the Fatwa, and the Institution has no right to impose it as a condition for accepting it. However, the board has to refer to the bases of its Fatwa.

9/4 The Fatwa statement shall be precise, concise and free from any confusing details and preachy expressions that have nothing to do with serving the purpose. If, however, the subject requires detailed statement for the sake of public interest or so as to convince the regulatory and supervisory bodies, it would be better to add such expressions, in order to justify the ruling, indicate the goal behind it, and warn against falling into blights.

9/5 There is no harm to provide more information than what has been requested by the seeker of the Fatwa in order to leave no room for confusion, or to distinct the opinion from other similar opinions, or to serve a future need of the Fatwa seeker.

10. Fatwa Manuscript (Document)

10/1 In principle, Fatwa can be issued by uttering, signaling or acting, but for Institutions it should be written to become an evidence or a document that can be referred to.

10/2 Fatwa shall be started by the Verse of *Basmalah* (i.e., In the name of Allah, the Most Gracious, the Most Merciful), along with praise to Allah and blessings on Prophet Muhammad (peace be upon him).

At the end of the Fatwa, the same expressions could be repeated or, in stead, expressions like *"Allahu A'lam"* (Allah knows best) could be introduced to indicate closing up of the Fatwa statement.

noorcentre.com

10/3 Fatwa shall be clearly handwritten or typed, and each page of it shall be initialed. It should also carry the date of its issuance and the official stamp of its issuing source, if such stamp is available.

10/4 Clear linkage between the Fatwa request and the Fatwa statement should be indicated. Preferably, there shall be a precise summary of the question.

10/5 When the Fatwa is issued by the concerned board of the Institution, the content of the Fatwa shall be stated in the formal proceedings of the board meeting.

11. Retreat from a Mistaken Fatwa

11/1 The board has to retreat from its Fatwa if it is proved to be wrong on reviewing, or on examination by a higher body. In such case, the board has to inform the Institution so as to rectify the ruling and its consequent effects. The Institution on its part has to correct all the actions that had been based on the wrong Fatwa and refrain from adopting it any more.

11/2 The board, on its own initiative or on request of the institution, has the right to review a previous Fatwa even if such revision would lead to issuing a new Fatwa that contravenes the former one. In such case, the Institution has to follow the new Fatwa in the future and rectify the effects and repercussions of the old one.

12. Morals of Fatwa (Ethics of Fatwa Issuers)

12/1 Being slow and cautious in explaining the Fatwa, and avoiding over-courage in making Fatwa decisions.

12/2 Avoidance of issuing different Fatwas, on the same subject and the same issue, according to the source of the Fatwa request.

12/3 Fatwa issuer should avoid issuing Fatwa when he is mentally involved in a personal affair that leaves him no room for offering correct judgment.

12/4 Keeping the secrets of the Institution and its employees, as well as the application mechanisms, which have been revealed to the board in the Fatwa process. Dealing with such secrets should not surpass the limits of illustrating the Fatwa, to indulge into unnecessary disclosure of information on technical means and procedures of application.

noorcentre.com

13. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 1 Dhul-Qa'dah 1427 A.H., corresponding to 23 November 2006 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Controls and Ethics of Fatwa in the Institutional Framework was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 1 Dhul-Qa'dah 1427 A.H., corresponding to 23 November 2006 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari’ah Board decided in its meeting No. (14) held in Dubai (U.A.E) on 21–23 Rabi’ I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D., to issue a Shari’ah Standard on Controls and Ethics of Fatwa in the Institutional Framework.

On 29 Jumada I, 1426 A.H., corresponding to 6 July 2005 A.D., the Shari’ah Standards Committee decided to commission a Shari’ah consultant to prepare a study on Controls and Ethics of Fatwa in the Institutional Framework.

The study was discussed in a meeting of a joint committee comprising Shari’ah Standards Committees (1) and (2) held in Makkah Al-Mukarramah on 8–9 Rabi’ I, 1427 A.H., corresponding to 6–7 April 2006 A.D., and the consultant was advised to incorporate necessary changes, in the light of the discussions and observations raised in the meeting.

The revised draft of the Standard was submitted to the Shari’ah Board in its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 7–12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3–8 June 2006 A.D. Further changes were introduced in the draft and the board decided to send it to the concerned experts for review and observations before discussing it in a public hearing.

AAOIFI then held, in the Kingdom of Bahrain on 6 Rajab 1427 A.H., corresponding to 31 July 2006 A.D., a public hearing which was attended by more than 30 participants representing central banks, institutions, accounting firms, Shari’ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session to which the members of the Shari’ah Standards Committees (1) and (2) duly responded.

noorcentre.com

In its meeting No. (17) held in Makkah Al-Mukarramah on 26 Shawwal – 1 Dhul-Qa'dah, 1427 A.H., corresponding to 18–23 November, 2006 A.D., the Shari'ah Board accepted the changes proposed by the participants in the public hearing and adopted the Standard (unanimously for some clauses and with the majority for others), as indicated in the minutes of the Board's meetings.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Fatwa is considered as a collective duty that can be discharged of by any one of those who are able to do it, because it is one of the religious functions that serve public interest. Therefore, what is required is to have someone in the Muslim community who can issue Fatwa, rather than to have each and every individual of the community able to do so. Fatwa would become the duty of a specific individual or a group only if that individual or group is the only one who can issue it. If Fatwa were to become the duty of every member of the society, things would be more complicated.(2)
- It is the duty of the institutions to seek Fatwa because otherwise they would not be able to meet their commitments to observe the rules of the Islamic Shari'ah. Therefore, Institutions should approach the boards for obtaining Fatwa. Similarly, it is the duty of the board to issue Fatwa to the Institution due to the relationship that binds the two by virtue of the decision of the general assembly (equity owners) of the Institution.
- Acceptance of the Fatwa of a Shari'ah scholar whose knowledge is confined to only one branch of Fiqh, such as financial transactions in institutions, is based on the viewpoint that Ijtihad (reasoning) and Fatwa may be made partially.(3)
- Preventing the Institution to adopt the Fatwas of other boards, except when allowed by its own board to do so, stems from the need to bar the way to any tendency of fabrication or attempt to pursue Shari'ah exemptions without observing their relevant controls or their context and circumstances, an act which leads to adoption of irrelevant Fatwas.
- Permissibility of referring the Fatwa to a higher Shari'ah board or to a Fiqh forum for reconsideration, or making use of collective Fatwa, rests on the

(2) *"Sifat Al-Fatwa Wa Al-Mufti Wa Al-Mustafti"*, Ibn Hamdan Al-Hanbali (P. 52)
(3) ibid. (P. 28).

fact that an opinion that gains support from a large group of eligible scholars is likely to be more reliable. Moreover, collective Fatwa may facilitate more coordination, and avoidance of discrepancies in the Fatwas of the different boards on the same subject.

noorcentre.com

- Withdrawal or refraining from dissemination of a certain Fatwa for fear of being misused is based on the principle of *Sadd al-Zara`i’* which advocates the prohibition of a permissible act if it would (certainly or probably) lead to blight.
- Pursuing Shari’ah exemptions is prohibited because it leads to relaxation of the rules of the Islamic Shari’ah and induce loss of keenness to observe them. Therefore, some Fuqaha hold that pursuing Shari’ah exemptions amounts to *Fisq* (rebellion against Allah’s Obedience).(4)
- Choosing the easier ruling when two alternative options are available is supported by the Qur`an in Allah’s Saying: ***{“Allah intends for you ease, and He does not want to make things difficult for you”},***(5) and by the Sunnah in the Prophetic Hadith stating: *“Make things easier not harder...”*.(6) All these directives are to be considered after reviewing the specific proofs.(7)
- The controls relating to the text of the Fatwa are meant to ensure that the Fatwa would achieve its goal without deviating to an invalid meaning. As indicted by Ibn Hamdan(8) in his book *“Sifat Al-Fatwa”*, drawing attention to these controls and what the ancestor Fuqaha had said about them is meant to ensure the appropriateness of the Fatwa.
- Permissibility of offering additional information with the Fatwa is shown by the statement of the Prophet (peace be upon him) when he was asked about using seawater for *Wudu`* (ablution): *“Seawater is pure and sea carcasses are permissible”*.(9)

---

(4) *“I’lam Al-Muwaqqi`in”* by Ibn Al-Qayyim [1: 222]; and *“Sifat Al-Fatwa Wa Al-Mufti Wa Al-Mustafti”* by Ibn Hamdan (P. 32).
(5) [Al-Baqarah (The Cow): 185]
(6) *“Sahih Al-Bukhari”* (H: 69); and *“Sahih Muslim”* (H: 1734).
(7) *“Rasm Al-Mufti”* by Ibn Abidin (P. 11).
(8) *“Sifat Al-Fatwa Wa Al-Mufti Wa Al-Mustafti”* by Ibn Hamdan (pp. 58–66).
(9) *“Sunan Ibn Majah”* (H: 386 and 388).

- The controls on the Fatwa document aim to preserve Fatwa from being misused.(10)

noorcentre.com

- The ruling that a wrong Fatwa should be rectified is supported by the incident when the Caliphate Umar in one case issued a Fatwa that denied some of the brothers the right of inheritance, and later on he issued another Fatwa that granted such brothers the inheritance right. Having done so he said: the former case was subject to my previous Fatwa, and the new one is subject to the new Fatwa.(11)
- Avoidance of hasty Fatwa should be observed because it was the practice of the *Sahabah* (Companions of the Prophet) and the other leading Fuqaha who succeeded them. In issuing Fatwa, one should not feel shy to say: I do not know, or to postpone the Fatwa until he is in a position to answer it properly.(12)

---

(10) See more elaborations on *"Sifat Al-Fatwa Wa Al-Mufti Wa Al-Mustafti"* by Ibn Hamdan (P. 63).

(11) *"Jama' Al-Jawami'"* by Al-Subki (with elaborations by Al-Mahalli) [2: 391].

(12) *"Sifat Al-Fatwa Wa Al-Mufti Wa Al-Mustafti"* by Ibn Hamdan (pp. 6-11).

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

- Judgment entails the issuance of a verdict which is binding to the two litigants. In this sense, Fatwa differs from judgment as the latter entails offering a Shari'ah ruling without enforcing commitment towards it. Fatwa also differs from education, because the latter is not restricted to a specific incident. Therefore, Fatwa is quite distinct from an initiation to teach Shari'ah rulings, or a mere act of seeking knowledge about hypothetical incidences.

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (30)

Monetization (Tawarruq)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	757
Statement of the Standard	758
1. Scope of the Standard	758
2. Definition of Monetization and Its Distinction from *Bay' Al-'Inah*	758
3. Mutawarriq (Monetization Beneficiary)	758
4. Controls on Monetization Transactions	758
5. Controls on Monetization When the Institution Is the Beneficiary	760
6. Date of Issuance of the Standard	760
Adoption of the Standard	761
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	762
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	764

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

The purpose of this standard is to indicate the essence of Monetization and explain the Shari'ah conditions for its validity, as well as the controls pertaining to its application in Islamic financial Institutions (Institution/ Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the different applications of monetization, whether the beneficiary is the customer or the institution.

2. Definition of Monetization and Its Distinction from *Bay' Al-'Inah*

Monetization refers to the process of purchasing a commodity for a deferred price determined through Musawamah (Bargaining) or Murabahah (Mark-up Sale), and selling it to a third party for a spot price so as to obtain cash.

Whereas 'Inah refers to the process of purchasing the commodity for a deferred price, and selling it for a lower spot price to the same party from whom the commodity was purchased.

3. Mutawarriq (Monetization Beneficiary)

3/1 The Monetization beneficiary may be a customer who purchases the commodity from the Institution and sells it to a third party to obtain liquidity. It may also be the Institution itself when it purchases the commodity from the customer or another Institution and sells it to a third party to obtain liquidity. The controls for both cases are shown in items (4) and (5) below.

3/2 The institution should not perform Monetization for the benefit of conventional banks when it discovers that such banks are going to use the liquidity for interest-based lending instead of Shari'ah-compliant operations.

4. Controls on Monetization Transactions

4/1 The requirements of the contract for purchasing the commodity on deferred payment bases should be fulfilled, for both Musawamah and Murabahah transactions, with due consideration to Shari'ah Standard

No. (8) on Murabahah. There shall also be a real commodity that the seller owns before selling it. If the process is to involve a binding promise, it shall be from only one party. As regards the commodity sold, it shall not be gold or silver or any type of currency.

noorcentre.com

4/2 The commodity sold shall be well identified so as to become distinct from the other assets of the seller. This may be done by separating the commodity from the other assets of the seller, or recording the numbers of its identifying documents such as storing certificates. [see Shari’ah Standard No. (20) on Sale of Commodities in Organized Markets, item 4/2/2]

4/3 If the commodity is not made available at the time of signing the contract, the client shall be given a full description or a sample that indicates the quantity of the commodity and the place of its storage, so that his act of purchasing the commodity becomes real rather than fictitious. In this sense, using local commodities for Monetization is more preferable.

4/4 The commodity shall be actually or constructively received by the buyer, and there remains no further condition or procedure for receiving it.

4/5 The commodity (object of Monetization) must be sold to a party other than the one from whom it was purchased on deferred payment basis (third party), so as to avoid ’Inah which is strictly prohibited. Moreover, the commodity shall not return back to the seller by virtue of prior agreement or collusion between the two parties, or according to tradition.

4/6 The contract for purchasing the commodity on deferred payment basis, and the contract for selling it for a spot price shall not be linked together in such a way that the client looses his right to receive the commodity. Such linking of the two contracts is prohibited whether it is made through stipulation in the documents, acceptance as a normal tradition, or incorporation in the procedures.

noorcentre.com

4/7 The client shall not delegate the Institution or its agent to sell, on his behalf, a commodity that he purchased from the same Institution and, similarly, the Institution shall not accept such delegation. If, however, the regulations do not permit the client to sell the commodity except through the same Institution, he may delegate the Institution to do so after he, actually or constructively, receives the commodity.

4/8 The Institution should not arrange proxy of a third party to sell, on behalf of the client, the commodity that the client purchased from the Institution.

4/9 The client shall not sell the commodity except by himself or through an agent other than the Institution, and shall duly observe the other stipulations.

4/10 The Institution shall provide the client with the information that he or his appointed agent may need for selling the commodity.

5. Controls on Monetization When the Institution Is the Beneficiary

5/1 Monetization is not a mode of investment or financing. It has been permitted when there is a need for it, subject to specific terms and conditions. Therefore, the Institutions shall not use Monetization as a means of mobilizing liquidity for their operations, and exert no effort for fund mobilization through other modes such as Mudarabah, investment agency, Sukuk, investments funds, and the like. The Institution shall resort to monetization only when it faces the danger of a liquidity shortage that could interrupt the flow of its operations and cause losses for its clients.

5/2 The institutions shall avoid proxy in selling the Monetization commodity, even if proxy is to be arranged with a third party. In other words, Institutions shall use their own bodies for selling the monetization commodity, though using brokers for this purpose is permissible.

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued 1 Dhul-Qa'dah 1427 A.H., corresponding to 13 November 2006 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Monetization was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (17) held in Makkah Al Mukarramah on 26 Shawwal – 1 Dhal-Qa'dah 1427 A.H., corresponding to 18-23 November 2006 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

The Shari’ah Board decided in its meeting No. (7) held on 9-13 Ramadan 1422 A.H., corresponding to 24-28 November 2001 A.D., in Makkah Al Mukarramah, to issue a Shari’ah Standard on Monetization, as practiced by banks.

On 17 Sha’ban 1423 A.H., corresponding to 3 October 2005 A.D., the Shari’ah Standards Committee (2) decided to commission a Shari’ah consultant to prepare an exposure draft on Monetization.

On 6 Rabi’ I, 1426 A.H., corresponding to 15 April 2005 A.D., the Shari’ah Standards Committee (2) decided to commission another Shari’ah consultant to redraft the Monetization Standard in the typical format of the other Shari’ah Standards.

The Committee (2) discussed the exposure draft in its meeting No. (15) held in Manama, Kingdom of Bahrain on 8 Jumada I, 1426 A.H., corresponding to 15 June 2005 A.D., and introduced necessary changes in the light of the comments and observations of the members.

A joint committee comprising members from Shari’ah Standards Committees (1) and (2) discussed the exposure draft in a meeting held in the Kingdom of Bahrain on 1 Safar 1427 A.H., corresponding to 1 March 2006 A.D., and introduced further changes in the light of the comments and observations of its members.

In its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 7-12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3-8 June 2006 A.D., the Shari’ah Board discussed the amendments suggested by the joint meeting of the two Shari’ah Committees and accepted what it deemed appropriate.

AAOIFI then held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 6 Rajab 1427 A.H., corresponding to 31 July 2006 A.D. The public hearing was attended by more than 30 participants representing central banks, Institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the public hearing to which the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) duly responded.

noorcentre.com

In its meeting No. (17) held in Makkah Al-Mukarramah on 26 Shawwal – 1 Dhul-Qa'dah 1427 A.H., corresponding to 18-23 November 2006 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes proposed by the participants in the public hearing, accepted some of them, and adopted the Standard (unanimously for some clauses and with the majority for others), as indicated in the minutes of the Board's meetings.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Differentiation between Monetization and 'Inah with regard to permissibility and prohibition stems from the fact that, contrary to the former, the latter is a trick for practicing Riba (usury). 'Inah takes place between two parties who are in fact a borrower and a lender. The lender sells the commodity to the borrower for a deferred price and buys it back from him for a less price payable on spot. The majority of the Fuqaha subscribe to prohibition of 'Inah and permissibility of monetization, except Ibn Taymiyyah and Ibn Al-Qayyim who consider monetization as prohibited or worthy of aversion.
- Permissibility of constructive receipt of the commodity has already been catered for in the Shari'ah Standard No. (18) on Possession (Qabd) and the Shari'ah Standard No. (1) on Trading in Currencies.
- Permissibility of monetization transactions that observe the Shari'ah controls indicated in this Standard can be traced in the texts of the Qur`an and the Sunnah that permit sale transactions. It has also been confirmed by two resolutions issued by the Islamic Fiqh Academy of the Muslim World League,[(2)] and the Standing Committee of the Supreme Board of Shari'ah Scholars of the Kingdom of Saudi Arabia (Fatwa No. 19297), as well as the Fatwas of several Shari'ah Supervisory Boards. Therefore, monetization is an exit for avoiding Riba rather than a trick for performing it, as it is usual-

(2) Resolution of the 15th Session which imposes no condition other than that Monetization should not be performed like 'Inah. Also, the Resolution of the 17th Session which comprises other conditions (well-observed in this standard) most important of which is non-commitment of the bank to become the agent of the client in selling the commodity which "makes Monetization similar to 'Inah" – using the same words of the Resolution - and non-violation of the condition relating to receipt of the commodity: (the Resolution here did not impose actual receipt only, similar to what it did in its 11th Session where it considered legal receipt to be sufficient in currency exchange, which requires more controls than sale transactions).

ly practiced by those who do not want to be involved in interest-based borrowing. It has been reported by Abdullah Ibn Al-Mubarak(3) that 'A`ishah (may Allah be pleased with her) practiced it.

noorcentre.com

- Prohibition of joining together the contract for purchasing the commodity and the contract for selling it is justified by the fact that joining them together would impose a commitment on the client to sell the commodity right away. Hence, such immediate transfer of the ownership of the commodity may not enable the client to receive it. This is again the same reason for prohibition of agency-related commitments.
- Permissibly of resorting to agency of the Institution when the client, by virtue of law, cannot sell the commodity directly, is meant to safeguard the deal from being nullified by the law.
- The ruling that the Institution shall provide detailed information about the commodity to the client aims at preventing fictitious transactions and helping the client to obtain liquidity. Such requirement holds true whether the commodity in question is a commodity, a car, shares of a company, international goods, or local goods. The latter are more suitable for monetization due to the easiness of ensuring their existence, and the chance available to the client to actually hold them if he so desires.
- The ruling that the Institution shall provide the client with a full description or a sample of the commodity is to ensure that the latter's act of purchasing the commodity is actual rather than fictitious.
- Monetization (where the client or the Institution is beneficiary) shall be subjected to strict controls and restrictions so that institutions fulfill the main objectives underlying their presence and the interest of customers to make dealings with them.
- Principally, institutions have to show strict commitment towards using modes of investment and financing such as the various forms of Musharakah (Partnership) and exchange of goods, usufructs and services that conform to the very nature and basic activities of Islamic banking. Hence, imposition

(3) Al-Azhari Al-Shafi'i, *"Al-Zahir"* (P. 216); and *"Al-Fa`iq Fi Ghrib Al-Hadith"* [2: 108]. For permissibility of Monetization see also Al-Mardawi, *"Al-Insaf"* [4: 250]; *"Kashshaf Al-Qina'"* [2: 447] and [3: 185]; *"Al-Mughni"* [4: 127]; Al-Sarakhsi, *"Al-Mabsut"*, [11: 211]; and Al-Nawawi, *"Al-Rawdah"* [3: 416].

of controls and restrictions on monetization would curb any tendency for expanding monetization to the extent that jeopardizes the extensive use of the original modes of investment and financing. Therefore, Institutions shall not use monetization except in the limited scope defined in this Standard. They shall also restrict the use of monetization to the cases of clients whose transactions cannot be disposed of through other modes of financing and investment such as Musharakah, Mudarabah, Ijarah, Istisna'a and the like. Monetization may also be used as a means for helping the clients to dispose of their previous interest-based debts, after ensuring that they have developed genuine intention not to deal in usurious transactions any more.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (31)

Controls on Gharar in Financial Transactions

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	771
Statement of the Standard	772
1. Scope of the Standard	772
2. Definition and Types of Gharar	772
3. Shari'ah Status of Gharar	772
4. Controls on Gharar Which Violates Transactions	772
5. Scope of Gharar in Exchange-Based Contracts (*'Uqud al-Mu'awadat*)	774
6. Impact of Gharar on Documentation Contracts	779
7. Impact of Gharar Which Stems from the Conditions of the Contract	780
8. Date of Issuance of the Standard	780
Adoption of the Standard	781
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	782
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	784
Appendix (c): Definitions	788

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This standard aims at defining Gharar (uncertainty), indicating its types and impacts and emphasizing controls that need to be applied when Gharar is to the extent which nullifies transactions.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers the impact of excessive, medium and minor Gharar on transactions performed by Islamic financial institutions (Institution/ Institutions).[1] In this respect the standard will set out the Shari'ah rulings pertaining to the case when Gharar is involved in exchange-based contracts/commutative contracts (*'Uqud al-Mu'awadat*) including partnerships, and the case when Gharar is involved in donation contracts/ non-commutative contracts (*'Uqud al-Tabarru'at*). The standard will also make special reference to the case when Gharar is involved in a contract's condition.

2. Definition and Types of Gharar

2/1 Gharar is a state of uncertainty that exists when the process of concluding a transaction involves an unknown aspect. In other words, Gharar refers to the status of results that may or may not materialize.

2/2 Degree-wise, Gharar can be excessive, medium or minor. As regards its effect on the transaction, Gharar can be to the extent which nullifies the contract or it may not be so.

3. Shari'ah Status of Gharar

It is impermissible in Shari'ah to conclude a contract or stipulate a condition that involves a degree of Gharar which could jeopardize the fulfillment of the contracts stipulations. The degree of Gharar for this purpose is judged as per item (4) below.

4. Controls on Gharar Which Violates Transactions

Gharar violates the transaction when it satisfies the following four conditions:

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

a) If it is involved in an exchange-based contract or any contract of that nature.

noorcentre.com

b) If it is excessive in degree.

c) If it relates to the primary subject matter of the contract.

d) If it is not justified by a Shari'ah-recognizable necessity.

4/1 First Condition: When Gharar is in an exchange-based contract or a similar contract:

This includes, for instance, sale, lease and partnership contracts, whereas Gharar does not affect donation contracts such as gift and will contracts.

In an exchange-based contract Gharar can be either in the form or subject matter of the contract.

4/2 Second Condition: When Gharar is excessive

4/2/1 Gharar is excessive when it becomes a dominating and distinctive aspect of the contract, and is capable of leading to dispute. However, assessment of Gharar for such purpose could differ according to place and time, and has to be determined in the light of normal practice ('Urf). Examples of excessive Gharar include selling of fruits before production, signing a lease contract for an unspecified period, and sale of a Salam commodity that is not usually available on date of delivery. Gharar in any of these forms sets the contract null and void.

4/2/2 Minor Gharar is the degree of Gharar that a contract could hardly avoid, and is not sufficient to generate dispute. This includes transactions like sale of a house to a buyer who has not seen its foundation, or leasing the house for one month while months differ in length. Such type of Gharar does not affect the contract.

4/2/3 Medium Gharar falls between excessive and minor and its examples are: sale of underground commodities or commodities that cannot be known unless broken, or leasing of fruit trees.

Medium Gharar can also exist in contracts like Ju'alah (payment of a specific reward for a task if accomplished), guardianship, companies and fixed-term Mudarabah. Medium Gharar does not affect the contract.

noorcentre.com

4/3 Third Condition: When Gharar relates to the primary object of the contract

If Gharar relates to the primary subject matter of the transaction, it sets the contract null and void, as when unripe fruits are sold (apart from the trees and without a stipulation for awaiting harvesting). If, instead, Gharar is in a corollary (*Tabi'*) of the primary subject matter, it has no effect on the contract. The example here is selling the unripe fruits along with the trees, or selling the nonexistent part of the plants along with the part that already exists. A further example of Gharar in a corollary is a fetus sold along with the pregnant sheep, or milk in the udder of a sold sheep.

4/4 Fourth Condition: When no Shari'ah-recognizable need has necessitated Gharar in the contract

Need in this context (which could be public or private) refers to the situation when refraining from commitment of impermissible Gharar leads to severe hardship, though may not amount to mortality. Need should also be inevitable; i e, there should be no permissible way of accomplishing the task, except through the contract that involves excessive Gharar. Commercial insurance, in the absence of Takaful (solidarity insurance) can be cited here as a fitting example.

5. Scope of Gharar in Exchange-Based Contracts *('Uqud al-Mu'awadat)*

Gharar in this type of contracts could be in the form, object or terms of the contract.

5/1 Excessive Gharar in the form of the contract

Gharar is said to be in the form of the contract when it relates to offer and acceptance rather than to the object of the contract. Practical types of such Gharar comprise the following:

5/1/1 Combining two sales in one sale (*Bay'atayn Fi Bay'ah*)

noorcentre.com

Combining two sales in one sale nullifies the contract, and the examples of that is selling a good for one thousand pounds in cash or two thousands on deferred payment, without concluding any of the two deals.

5/1/2 Sales in which the deal is finalized subject to random selection of the sold object

Sales become void when the sold item is randomly selected. One example of such type of sale is *Bay' al-Hasah* (sale by stone throwing), in which the seller throws a stone and the buyer has to accept the item on which the stone falls. Another example is *Bay' al-Munabadhah* (throwing of the sold commodity), where the seller throws to the buyer one of the commodities he wants to sell. Such sale could also be conducted by using a programmed machine to determine the sold good irrespective of the choices of the seller and the buyer.

5/2 Gharar in the object of the contract

5/2/1 Gharar in sold or leased objects and the like

5/2/1/1 Gharar which results from ignorance of the essence of the sold commodity nullifies the contract. This type of Gharar takes place when, for instance, a sale contract is concluded without indicating what the sold commodity is. Ignorance of the essence of the sold commodity would consequently result in ignorance of the type and characteristics of that commodity.

5/2/1/2 Gharar which stems from ignorance of the type of the sold commodity nullifies the contract, as when a car is sold without specifying its type, or when an amount of currency is sold (through a currency exchange contract) without indicating the type of that currency or having a generally accepted tradition for its determination.

5/2/1/3 Gharar which results from lack of knowledge of the sold commodity in particular (non-specification of the commodity) nullifies the contract. The example of this is sale of a non-specified car from a number of cars in a car showroom, or sale of a piece of land in a residential area without the option of specification.

noorcentre.com

5/2/1/4 Gharar due to ignorance of the specific characteristics of the sold commodity (for commodities that usually differ in nature) nullifies the contract. This happens when a nonexistent commodity is sold without describing it.

5/2/1/5 Gharar due to ignorance of the amount of the sold commodity, such as *Bay' al-Juzaf* (sale of an unknown quantity), nullifies the contract, except when there exist the conditions that make Gharar forgivable. Such conditions include: viewing the sold commodity at the time of sale, or when estimation is possible in the case of the commodity in question, or if what really matters for that specific commodity is the quantity as a whole rather than the individual components. In such cases, Gharar does not nullify the contract.

5/2/2 Gharar in the price or rent of the contract's object

Gharar could arise when, for instance, a commodity is sold without mentioning the price, or when the price is left to be determined by one of the two parties of the contract, or by a third party. Another example here is the case of somebody purchasing a commodity for an amount of money in a bundle or in his pocket. A third example is purchasing the commodity by using a currency which the buyer ignores its issuer and has no indication that could help him to know it. In all these cases, Gharar nullifies the sale contract.

However, there are some cases where Gharar in the price is permitted, as - for instance - when the sale contract is concluded

at the market price on the day of purchase, or at the price to be set by the market on the day of purchase, or at the price people usually sell at.

noorcentre.com

Sale with forgivable Gharar in price could also include purchasing commodities through *Bay' al- Istjrar*, in which the buyer obtains the goods regularly from the seller for a price to be determined subject to the price that people normally sell at, or subject to an index, and even after consumption of the goods in question.

A similar sale contract is that which comprises selling, at unit price, of a quantity of the commodity which the buyer can see, yet does not know its exact amount or total value. That is to say, one could sell a quantity of grains at the price per kilogram, or he could rent a car at a rent per mile, so that the payable amount of rent is determined after reaching the target destination.

Furthermore, such sales may include concluding a lease contract at the rent normally paid for similar property, or for a variable rent to be indicated by a specialized index.

In all these preceding cases, the contract does not become null and void.

5/3 Gharar relating to ignorance of the contract's period

5/3/1 The contract becomes null and void when its duration is not stipulated. If, however, Gharar is removed by knowledge of the contract's duration, or abandonment of the duration, at the time of contracting, the contract becomes valid.

5/3/2 Gharar can be forgiven in postponement of the price until known seasons such as season of harvesting. In this case, the two parties should observe the normal date of the season rather than the event of harvesting.

5/4 Gharar pertaining to failure in delivery

Gharar which relates to failure in delivery nullifies the contract. Examples of such Gharar include selling of fish in the water, unless it is

found in a confined place and does not require fishing. Such type of Gharar can also be seen in the sale (without option) of a commodity to be imported from abroad, and one is not sure whether a license for its importation would be obtained or not.

noorcentre.com

5/5 Gharar relating to sale of non-owned commodities

Gharar relating to sale of a non-owned commodity nullifies the sale contract. It refers to the case when the seller does not (personally) have the commodity at the time of signing the contract, and has to purchase it from the market. Salam and Istisna'a are exceptional cases here (subject to their respective conditions).

5/6 Gharar that results from sale of non-held commodities

A person shall not sell a commodity (whether it is a real estate or movable property) that he does not guarantee through actual or constructive holding. In the absence of actual or constructive holding, it will not be possible to determine the party that possesses (and hence guarantee) the sold object. Therefore, selling a commodity that one does not own nullifies the sale contract.

Actual holding in this context refers to receiving the good in hand, or receipt of the exact quantity in case of commodities measured in terms of volume or so. If the deal in question pertains to a Juzaf commodity (a commodity of an unknown quantity) holding would require shifting the commodity to another location. Holding in all cases, other than the preceding ones, shall be judged as per normal practice.

As regards constructive holding, it indicates the act of releasing the commodity and facilitating the process of its holding.

5/7 Gharar resulting from sale of nonexistent commodities

It is impermissible to sell a commodity that neither existents at present, nor does its existence in the future is ensured. Mu'awamah sale (sale of fruits to be delivered over several years) is a good example of such transactions.

5/8 Gharar which results from lack of viewing the sold commodity (*Bay' al-Ayn al-Gha`ibah*)

noorcentre.com

5/8/1 It is impermissible to sell a commodity without enabling the buyer to view it or obtain its full description. Nevertheless, a commodity can be sold on the basis of mere description, whether description is to be made by the seller or someone else. Description should include all those characteristics which could affect the price. The buyer should then conclude the deal if the commodity is exactly as described, otherwise he is free to conclude the deal or not.

5/8/2 It is permissible to sell an asset that the buyer has seen sometime before the time of signing the contract, provided that the asset has undergone no change since that time.

5/8/3 A sale can be concluded on the basis of a model that indicates the characteristics of the sold commodity.

6. Impact of Gharar on Documentation Contracts

6/1 Impact of Gharar on Rahn (Mortgage) contracts

Rahn (Mortgage) can permissibly involve a degree of Gharar that is not allowed in sale. For instance, a lost car or a farm that has not yet reached the stage of giving yield can be the object of a mortgage contract. Nonetheless, such property cannot be sold for settlement of the debt, unless the lost car is found or the farm has reached the stage of giving yield. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees]

6/2 Impact of Gharar on suretyship (Kafalah) contracts

Suretyship (Kafalah) can also involve a degree of Gharar that is not permitted in sale. Suretyship can be conditional (provided that the condition does not contradict with the stipulations of the contract); or it can be for an unknown period; or it may relate to a future obligation. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees]

6/3 Impact of Gharar on agency (Wakalah) contracts

Agency (Wakalah) is permissible with Gharar, if there are indications or traditions that can be used for specifying its subject matter. For

instance, agency can be conditional, or its subject matter can be identified through some of its forms. This shall, however, hold true when agency is free of charge, otherwise it shall be treated like Ijarah (hiring) and, thus, affected by Gharar. It is also permissible to make general agency contracts. [see Shari'ah Standard No. (23) on Agency and the Act of an Uncommissioned Agent (Fodooli)]

noorcentre.com

7. Impact of Gharar Which Stems from the Conditions of the Contract

The condition which results in Gharar in the form or subject matter of the contract:

A contract becomes null and void if it contains a condition that causes Gharar in its form, as when it contains an option without time limit. A contract can also become null and void for involving Gharar in its subject matter, as in the case of "*Bay' al-Thunya*" which refers to partial sale of a property, while retaining the remaining part as an exception (e.g., selling a multistory building with the exception of one floor without specifying it). Such sale is permissible only if the retained part of the property is specified.

8. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 26 Sha'ban 1428 A.H., corresponding to 9 September 2007 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Controls on Gharar in Financial Transactions in its meeting No. (19) held on 26-30 Sha'ban 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., in Makkah Al-Mukarramah, Kingdom of Saudi Arabia.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (14) held on 21-23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D., in Dubai (U.A.E.), the Shari'ah Board decided to issue a Shari'ah Standard on Controls on Gharar in Financial Transactions.

On 20 Jumada II, 1426 A.H., corresponding to 26 July 2005 A.D., the Shari'ah Standards Committee decided to commission a consultant to prepare a study on Controls on Gharar in Financial Transactions.

The study was discussed in a joint meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), held in Makkah Al-Mukarramah on 8-9 Rabi' I, 1427 A.H., corresponding to 6-7 April 2006 A.D. The joint committee then advised the consultant to introduce the necessary changes in the Standard, in the light of the discussions and observations of the meeting.

The revised draft of the Standard was discussed in another joint meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), held in Al-Madinah Al-Munawarah, on 7-12 Jumadah I, 1427 A.H., corresponding to 3-8 June 2006 A.D. The consultant was again advised to introduce changes in the Standard as per the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (17) held in Makkah Al-Mukarramah, on 27 Shawwal – 1 Dhul-Qa'dah 1427 A.H., corresponding to 18-23 November 2006 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes in the Standard which had been made by the joint meeting of Shari'ah Standards Committees (1) and (2), and introduced changes that it deemed necessary.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 18 Safar 1428 A.H., corresponding to 8 March 2007 A.D.

More than 30 participants attended the session as representatives of central banks, institutions, and accounting firms. The session was also attended by Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session, and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

noorcentre.com

In its meeting No. (19) held in Makkah Al-Mukarramah during 26 Sha'ban – 1 Ramadan 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments that had been suggested in the public hearing, introduced changes that it deemed necessary and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Gharar is divided into excessive, medium and minor, because there is a degree of Gharar which contracts could hardly avoid, whereas there is an excessive degree of Gharar that could become a distinguishing aspect of the contract, such as *Bay' al-Gharar* (aleatory sale). In order to specify the two extreme limits of Gharar (excessive and minor) there should be a midpoint of Gharar (medium Gharar). Regarding controls on excessive Gharar, Abu Al-Walid Al-Baji said: "It is the degree of Gharar which becomes so dominant in the contract, that the contract is described in terms of it."(2)
- Prohibition of concluding a contract or making a condition that involves Gharar is based on the Hadith (Prophetic tradition) which states: "*The Prophet (peace be upon him) has forbidden aleatory sale*".(3) Al-Nawawi said: "This Hadith is a great origin of Shari'ah injunctions on sales and covers an unlimited number of issues."(4)
- Assessing excessive Gharar in terms of the four conditions mentioned in this Standard is justified as follows:
  1. If Gharar is in an exchange-based contract: Involvement of Gharar in exchange-based contracts would lead to unlawful acquisition of the wealth of other people, whereas it is not so in donation contracts. No dispute would arise in the case of donation contracts, since the recipient of the donation would incur no loss.
  2. If Gharar is excessive: This is due to the consensus of the Shari'ah scholars on the impact of excessive Gharar on contracts. They have derived this conclusion from cases in which, due to involvement of excessive Gharar, contracts have been nullified by Hadiths (Prophetic traditions).

(2) "*Al-Muntaqa*" by Al-Baji [1: 41].
(3) Related by Muslim in his "*Sahih*" [3: 156] with comments by Al-Nawawi et al; and used by Al-Bukhari as a heading of a chapter in his "*Sahih*": "*'Umdat Al-Qari*" [11: 264].
(4) Al-Nawawi comments, in "*Muslim*" [10: 156].

3) If Gharar is in the primary subject matter of the contract rather than in a corollary: This is based on the *Qa'idah* (Fiqh Principle): "What can be forgiven in corollaries is not so elsewhere". [item (45) of *Qwa'id Al-Majallah*]

noorcentre.com

4) If it is not justified by a Shari'ah-recognizable need: This is because Shari'ah has come for the sake of relieving people from hardship, as Allah, the Almighty, states: ***{"..and has not laid upon you in religion any hardship"}***.[5] This holds true whether the need is public or private, as per the Fiqh Principle which states: "Need, whether public or private, enjoys the same status of necessity". [*Qwa'id Al-Majallah*, item (33)]

- A contract which contains Gharar in its form is null and void because it will remain unconcluded. Gharar in this case tends to make finalization of the contract probable rather than definite. This has been derived from a number of similar cases on which strict prohibiting texts are available, such as the types of sales referred to in the Standard as well as other cases indicated in Fiqh sources.[6]
- The contract is null and void when its subject matter involves Gharar in its kind, nature, type or characteristics, because Gharar in these aspects is excessive and there are Shari'ah texts which prohibit similar sales. Moreover, such cases involve a great deal of Jahalah (ignorance) and, thus, may lead to dispute. Jahalah here cannot be resolved by offering the buyer the option of viewing for instance.
- The basis for nullity of a contract that involves Gharar in the amount of its subject matter is the consensus of the Shari'ah scholars on denial of ignorance of the amount, whether of the commodity sold or the price. It is also because ignorance of the amount leads to dispute that hinders delivery and receipt.[7] Permissibility of the cases which satisfy the conditions mentioned in this Standard (5/2/1/5 and 5/2), is due to the fact that such conditions make Gharar forgivable.

(5) [Al-Hajj (The Pilgrimage): 78].

(6) *"Bidayat Al-Majtahid"* [2: 153]; *"Fath Al-Qadir"* [5: 196]; *"Al-Mjmu'"* [9: 340]; *"Al-Sharh Al-Kabir"* by Al-Dardir [3: 2]; *"Al-Muqaddimat"* by Ibn Rushd (The Grand Father) [2: 221]; *"Al-Mughni"* [4: 207]; and *"Al-Bahr Al-Zakhkhar"* [2: 293].

(7) *"Hashiyat Ibn Abidin"* [4: 28]; and *"Al-Bada`i'"* [5: 158].

- Invalidity of the contract when its duration is unknown rests on the fact that it could generate dispute. Prohibition has been reported about a sale contract known as "*Bay' Habal al-Habalah*", which denotes a type of sale in which the price is postponed until the fetus of the camel is born and has given birth to another camel. The Qur`an has also indicated that indebtedness should have a specific duration: ***{"O you who believe! when you contract a debt for a fixed period, write it down"}.***(8)

noorcentre.com

- The nullity of the contract due to Gharar that relates to failure in delivery can be justified in terms of the excessive degree of Gharar it involves. A sale contract is meant to safeguard the rights of both parties (the seller and the buyer). If, instead, the seller is to get the price, while the buyer is unable to get the sold object, this will violate the very objective of the contract.
- impermissibility of the act of someone selling what he does not own stems from the Hadith which states: "*The Prophet, peace and blessings be upon him, has forbidden people from selling things that they do not own*".(9) Prohibition of selling non-possessed property is also due to the excessive Gharar that failure in delivery could comprise. Gharar relating to failure in delivery is, in fact, the reason behind prohibition of selling a property which the seller does not hold, even legally. This has been derived from a Hadith(10) in this connection. Moreover banning sale of non-possessed property comes under the Fiqh Principle which states: "Any property that neither existent at present nor does its existence in the future is ensured should not be sold". In this regard also, many scholars have explicitly mentioned that sale of nonexistent property falls under Bay' al-Gharar (aleatory sale).(11)
- The Shari'ah basis of the details mentioned in this standard about sale of a nonexistent asset is the degree of Gharar involved therein. Gharar in this type of sale can be avoided only if the asset in question is well des-

(8) [Al-Baqarah (The Cow): 282].
(9) Related by Al-Tirmidhi in "*Al-Sunan*" [1: 159].
(10) Related by Muslim in his "*Sahih*" (1529) in the following words "*If you purchase food, do not sell it until you hold it*".
(11) "*Nayl Al-Awtar*" [5: 244]; "*Al-Bahr Al-Zakhkhar*" [3: 381]; "*Al-Majmu' Sharh Al-Muhadhdhab*" [9: 258]; and "*Al-Muhadhdhab*" by Al-Shirazi.

cribed; otherwise absence of viewing may hinder the conclusion of the contract. The Hanafi scholars argue that the buyer should have the option of viewing so that the risk of Gharar can be avoided.

noorcentre.com

- The ruling that Gharar does not affect Rahn contracts is based on the fact that the Rahn (Mortgage) contract is not meant in itself, since it is a corollary contract signed for documentation.
- Similarly, the ruling that Gharar does not affect agency in the strict Shari'ah sense is based on the same reasons mentioned in the case of mortgage, besides the fact that agency is primarily based on donation.
- Suretyship is permissible with Gharar because suretyship is a corollary contract based on delegation of the right of disposal. However, if suretyship is paid for, it becomes an exchange-based contract and, thus, affected by Gharar.
- Nullity of a contract which involves Gharar in any of its conditions originates from what has been discussed above about aleatory contracts.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Ghurur and Taghrir (Deception)

The difference between Gharar, and (Ghurur or Taghrir) is that the latter results from a statement, or an act, or a position which a person resort to for the sake of deceiving others, whereas Gharar does not involve any deception.

Jahalah (Ignorance)

The difference between Gharar and Jahalah is that Jahalah refers to lack of knowledge about the details of something, in spite of knowledge about its occurrence. In this sense, Gharar is more comprehensive than Jahalah. Therefore, all things that are unknown involve Gharar, whereas not all things that involve Gharar are unknown.

Qimar (Gambling), Murahanah (Betting) and Gharar

Gharar is similar to Qimar and Murahanah in that it entails a result which could be accomplished or not. However, Gharar does not resemble Qimar and Murahanah in constituting a means that each party uses for acquiring money from the other party. Therefore, Qimar is more specific than Gharar, because not all Gharar is Qimar.

Definition of the Mudaf (Postponed)

Idafah (postponement), refers to delay of the contract's effectiveness to a specific time in the future, and hence Idafah does not involve uncertainty like Gharar.

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (32)

Arbitration

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 793

Statement of the Standard 794

1. Scope of the Standard 794
2. Definition of Arbitration 794
3. Forms of Resorting to Arbitration and Arbitration Parties. 794
4. Permissibility of Arbitration 794
5. Shari'ah Status of Arbitration 795
6. Basic Elements of Arbitration 795
7. Scope of Arbitration (What Should Be Resolved Through Arbitration in Shari'ah) 795
8. Characteristics and Appointment of the Arbitrator 796
9. Arbitration Document 797
10. Methods of Judgment, Procedures and Proving in Arbitration 798
11. Issuance of the Arbitration Verdict 799
12. Communication and Validity of the Arbitration Decision 801
13. Implementation of the Verdict (the Form of Implementation), or Its Revocation 801
14. Arbitration Expenses and the Arbitrator's Fees 802
15. Date of Issuance of the Standard 802

Adoption of the Standard 803

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 804

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 806

Appendix (c): Definitions 807

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to define Arbitration and indicate its conditions and scope. It also discusses the Shari'ah status of arbitrators, arbitration document and verdicts, methods of initiating and implementing arbitration, and how arbitration is implemented in Islamic financial institutions (Institution/ Institutions).(1)

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers arbitration as practiced in financial transactions and other activities and relationships which take place among institutions, or between Institutions and their clients or employees or other parties; whether inside or outside the host country of the institution.

2. Definition of Arbitration

2/1 Arbitration is an agreement between two parties or more to designate an external party for resolving a dispute between them through issuance of a binding verdict.

2/2 Arbitration in this standard refers to (Islamic Arbitration) which observes the rules and conditions of Shari'ah.

3. Forms of Resorting to Arbitration and Arbitration Parties

3/1 Arbitration can be sought through agreement of the two parties at the time of dispute, or in fulfillment of a previous agreement between them to seek arbitration instead of resorting to law. Arbitration can also be legally imposed on the two parties.

3/2 Seeking Islamic arbitration should be stipulated in the agreements in which the two parties cannot be forced to resort to laws that contradict with Shari'ah.

3/3 Arbitration parties are the two (or more) conflicting parties who seek arbitration.

4. Permissibility of Arbitration

Arbitration is permissible whether it is sought by two natural or legal persons, or by a natural person and a legal person.

5. Shari'ah Status of Arbitration

5/1 Arbitration is binding in the following cases:

noorcentre.com

a) When it is stipulated as a condition in the contract

b) When the two parties agree on seeking arbitration on dispute, and pledge to observe its verdicts.

5/2 Arbitration is not binding for an arbitrator who is not entitled to remuneration. Such an arbitrator can terminate himself after accepting the task. If the arbitrator is paid for his job, arbitration becomes binding for him. In this latter case, if the arbitrator terminates himself after accepting the task, he should bear any actual harm that may result from his act. [see Shari'ah Standard No. (34) on Hiring of Persons]

6. Basic Elements of Arbitration

6/1 The basic element of arbitration is its form, which refers to the process of exchange of offer and acceptance between the two parties seeking arbitration, and the arbitrator.

6/2 Valid arbitration has to fulfill the following requirements:

6/2/1 Existence of dispute between two parties or more, around a permissible right.

6/2/2 Agreement between the two parties on arbitration, and their mutual consent on accepting the verdicts of the arbitrator.

6/2/3 Acceptance of the arbitrator to do the arbitration task.

7. Scope of Arbitration (What Should Be Resolved Through Arbitration in Shari'ah)

7/1 Arbitration is permissible in whatever a party is entitled to relinquish his right in.

7/2 Arbitration is impermissible in the following cases:

7/2/1 What constitutes a right of Allah, Glory be to Him, such as Hudud (Shari'ah penalties).

7/2/2 Cases that entail proving or disproving of a verdict that concerns a third party.

noorcentre.com

7/3 When the arbitrator issues a verdict on an issue that should not be resolved through arbitration; his verdict is null and void.

8. Characteristics and Appointment of the Arbitrator

8/1 An Arbitrator shall have the full eligibility for performing his task.

8/2 In principle, an arbitrator shall be a Muslim. However, a non-Muslim arbitrator could be appointed when acute need so requires, in order to arrive at a Shari'ah-accepted verdict (in this regard, item 11/1 below shall be observed).

8/3 It is permissible to appoint one arbitrator or more, and – preferably – the number of arbitrators is to be odd, otherwise, the two parties (the seekers of arbitration) may appoint a chairman for the arbitration panel, whose vote shall be the casting vote when other votes are equal.

8/4 Each of the dispute parties may appoint one arbitrator, and the appointed arbitrators may appoint a final arbitrator if they are permitted to do so by the disputing parties.

8/5 When any of the two parties refrains from appointing an arbitrator from his own side as per the contract, the other party has the right to resort to the judiciary for appointing an arbitrator to represent the refraining party, provided that the arbitration condition in the contract does not specify another way for appointing such arbitrator.

8/6 The arbitrator has no right to appoint an alternate arbitrator to replace him, without the permission of the party that appointed him, because he has been accepted as an arbitrator in person. However, the arbitrator could have this right if arbitration is assigned to an Institution or an arbitration committee whose members are appointed with due consideration for its declared conditions of selection.

8/7 An agent or a Mudarib does not have the right of accepting arbitration, except with the consent of the principal for the agent and the owners of

the capital for the Mudarib, or on the basis of a clause in the Mudarabah conditions such as conditions in investment accounts. No one should become part of the arbitration on behalf of an institution that has a legal personality except its official representative.

noorcentre.com

9. Arbitration Document

9/1 The arbitration document originates from agreement of the two parties of the dispute on arbitration, and acceptance of the arbitrator to perform the task, and is called (the arbitration contract) or (the arbitration agreement).

9/2 The arbitration document should include the names of the two parties of the dispute, the name of the arbitrator, the overall subject of dispute, the date specified for arbitration and the fees payable to the arbitrator if any.

9/3 The arbitration condition is the commitment of the two parties of the arbitration contract or agreement to resolve their disputes through arbitration. If such condition is stipulated in any agreement or contract, there will remain no need for agreement on arbitration at the time of dispute.

9/4 The arbitrator should apply the rulings of Shari'ah. If he is obliged to apply a certain law, he should still not violate the rulings of Shari'ah.

9/5 The two parties of the arbitration have the right to impose any permissible limitation on the arbitration so as to serve a permissible purpose of their own. Permissible limitations may include, for instance: issuance of the verdict within a specific time limit or in view of a certain School of Fiqh or a certain law that does not contradict the Shari'ah; or consultation with exerts specified in name or by description. In the latter case, however, the arbitrator is not bound to accept the viewpoints of the experts.

9/6 When the period specified for arbitration expires without issuance of the verdict, the arbitrator becomes terminated, unless the two parties agree on extending the period. The arbitration period starts at the

time when the arbitration document has been signed by all the parties seeking arbitration, and ends up at the time when the arbitration verdict has been signed by all these parties.

noorcentre.com

9/7 It is permissible to conclude a verbal arbitration contract, however, Institutions should document the arbitration verdict in writing.

9/8 Acceptance of arbitration does not require attestation in the arbitration document, though such attestation is preferable.

10. Methods of Judgment, Procedures and Proving in Arbitration

10/1 The arbitrator is free to use any legally accepted method of judgment, such as confession, evidence (attestation), oath taking, or refraining from oath (Nukul), while he should not make judgment on the basis of his own opinion. When the arbitrator rejects an attestation, his rejection should not constitute a reason for denial of that attestation in other arbitrations or in the judiciary, unless the same attestation is also rejected by the judiciary.

10/2 The arbitrator has the right to request all the documents and proofs relating to the dispute, or copies of such documents verified in comparison to originals. He has to show such documents to the two parties so as to seek their opinions on them. The arbitrator has also the right to request verbal or written statements from the two parties of the dispute or the witnesses, and to consult experts if needed.

10/3 The Arbitrator is neither required to follow the procedural rules of the judiciary, nor is he obliged to observe laws, unless such laws are part of public order.

10/4 The arbitrator is not supposed to stick to the legally stipulated rules of evidence. Instead, he has the right to make use of any other evidence, provided that the acceptance of that evidence does not contradict with the rules of Shari'ah.

10/5 The arbitration verdict is issued by consensus or majority and in the case of equal votes the party which includes the chairman is considered to have the casting vote, unless some other arrangements are proposed in the arbitration document or the rules of the arbitrating entity.

11. Issuance of the Arbitration Verdict

11/1 A valid arbitration decision should lead to a verdict that conform to the rules of Shari'ah.

noorcentre.com

11/2 The final arbitration decision should resolve all points of dispute and lead to fair specification of the rights of the arbitration parties. When arbitration ends up with partial resolution of the points of dispute, arbitration is incomplete since it has not enabled the disputing parties to avoid resorting to legal suing. In this case, the disputing parties have the right to demand a further decision from the arbitrator so as to resolve the remaining points of dispute.

11/3 Arbitration should not go beyond the subject matter of dispute, because tackling of any further issue does not fall within the mandate of the arbitrator, unless the two parties of the dispute agree to add it.

11/4 The arbitrator has the right, subject to his own discretion or on request of the disputing parties, to issue a commentary on the arbitration decision, or introduce corrections for any material mistakes that might be involved therein.

11/5 The arbitrator can issue his decision in a number of preparatory or partial decisions, or identify the responsibility without estimating indemnification.

11/6 It is preferable that the Shari'ah or basis of the arbitration decision be mentioned (reasoning), yet this does not constitute a condition for valid arbitration, unless the law so requires.

11/7 In principle the arbitration decision is to be issued in a session attended by the arbitrators if they are many (or most of them, after invitation). It can also be issued by circulation among members after being prepared by the final arbitrator, or the chairman of the arbitration panel, or any other authorized member. In the case of issuance by circulation, consensus among members should be reached.

11/8 The arbitration decision is to be issued under the signature of all members of the arbitration panel (when they are many) including those who raise objections against it, and objecting members should be allowed to state their objections on the document. The arbitration decision may also be issued under the signature of most of the members, after indicating the reasons that made some members refrain from signing. Nevertheless, the decision has to be issued at the knowledge of all members as per the minutes of the session convened for that purpose.

noorcentre.com

11/9 The arbitration decision includes: the text of the verdict; names, identities and addresses of the two parties of the dispute; reference to the date and number of the arbitration document; summary of the subject matter of dispute; claims of the two parties of the dispute and the supporting documents; names of witnesses and experts whose help was sought if any; names of arbitrators, date and place of issuing the verdict; signatures of arbitrators; signatures of the parties of dispute if possible; and reasons of the decision reached unless the arbitration document comprises exemption from such reasoning and there is no legal condition to that effect.

11/10 The arbitration decision should not necessarily be issued in the presence of the two parties of the dispute, although it is better to be so for shortening the procedure of communicating it to them.

11/11 It would be better to include in the conclusion of the arbitration decision a request or a recommendation to the judiciary or the concerned legal authorities to use every permissible means for its implementation.

11/12 The arbitration decision should not necessarily meet the consent of the two parties of the dispute. It should spontaneously be binding to them, unless it is revoked for being counter to the rules of Shari'ah or public order.

11/12 The arbitration decision can be issued on the basis of reconciliation as prescribed by Shari'ah or on the basis of consensual agreement.

12. Communication and Validity of the Arbitration Decision

noorcentre.com

12/1 The arbitration decision shall be communicated to the two parties of the dispute through the normal procedures, unless a specific way of communication is identified in the arbitration document or by any other legal authority.

12/2 The validity of the arbitration decision does not require attestation of witnesses on communication of the decision to the two parties of the dispute or the consent of these parties to it, although such attestation is recommendable for avoiding conflict.

12/3 The validity of the arbitration decision does not require its official registration or submission to the concerned court, yet this has to be done if it is required for legitimizing the implementation of the decision. In that case, the date specified for finalization of such procedure should be observed.

12/4 If the arbitration decision is written in more than one language, the language to be adopted in case of dispute should be specified.

12/5 A signed copy of the arbitration decision shall be handed over to each of the two parties of the dispute, while each one of the arbitrators (if many) shall retain a signed copy as well.

13. Implementation of the Verdict (the Form of Implementation), or Its Revocation

13/1 In principle, the two parties of the dispute should implement the arbitration verdict willingly. In case one party refrains from doing so, the other party has the right to present the verdict to judiciary for execution. Therefore, arbitration should not be resorted to if its verdict cannot be implemented.

13/2 For legitimizing the execution of the arbitration verdict, it is permissible to approach courts that do not observe the rules of Shari’ah.

13/3 The arbitrator does not have the right to retreat from his verdict, unless when he declares that he has committed a mistake in it.

However, in case of committing a mistake, the arbitrator can cancel or amend his verdict in view of the rules of the Islamic Shari’ah and in the way that would ensure justice.

noorcentre.com

14. Arbitration Expenses and the Arbitrator’s Fees

14/1 It is permissible for the arbitrator, if he is not a volunteer or a government employee designated for doing arbitration, to receive fees for the task. The amount or percentage of such fees should be indicated in the conditions of arbitration in case of Institutional arbitration, or agreed upon in the arbitration document.

14/2 When the arbitration process leads to incurring of any expenses, such as transportation expenses for the arbitrator, witnesses and experts, or typing expenses, or fees payable to the arbitrator, the arbitration decision must specify the party that should bear them. It should be noted here that the expenses pertaining to the application of any of the disputing parties should be borne by that party alone, whereas common expenses are to be shared by the dispute parties, unless it is proved that one party has been deliberately intending to cause harm to the other through such expenses. In this latter case, the party that has been intending to cause harm should bear such expenses. All these preceding points hold true in the absence of a prior agreement which assigns the payment of the expenses to a specific party or to the condemned party.

15. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 30 Sha’ban 1428 A.H., corresponding to 12 September 2007 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Arbitration in its meeting No. (19) held on 26-30 Sha'ban 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., in Makkah Al-Mukarramah, Kingdom of Saudi Arabia.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 12 Rajab 1427 A.H., corresponding to 6 August 2006 A.D., the Shari'ah Board decided to issue a standard on Arbitration.

On 21 Sha'ban 1427 A.H., corresponding to 14 September 2006 A.D., a joint meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) was held in the Kingdom of Bahrain, and discussed the study. The meeting requested the consultant to introduce necessary amendments in the light of the discussions and observations of the joint committee members. The meeting discussed also the Standard on Arbitration which was ready in the same session, and introduced necessary changes in it, in the light of the discussions that took place.

In its meeting No. (17) held in Makkah Al-Mukarramah, on 27 Shawwal – 1 Dhul-Qa'dah 1427 A.H., corresponding to 18-23 November 2006 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes in the standard which had been made by the joint meeting of Shari'ah Standards Committees (1) and (2), and introduced changes that it deemed necessary.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 18 Safar 1428 A.H., corresponding to 8 March 2007 A.D. More than 30 participants attended the session as representatives of central banks, institutions, and accounting firms. The session was also attended by Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session, and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

In its meeting No. (19) held in Makkah Al-Mukarramah, on 26 Sha'ban – 1 Ramadan 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments that had been suggested in the public hearing, introduced changes that it deemed necessary and adopted the Standard.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the Standard

- In one sense, arbitration seems like agency on behalf of the two parties, although it also seems to involve private custodianship in another sense.
- According to Shari’ah arbitration could take place verbally, yet it is preferable – for Institutions in particular – to document it in writing. In order to be legally accepted, arbitration needs to be written and signed by the arbitrators and the parties of the dispute.
- In principle, selection of arbitrators should be subject to the same Shari’ah conditions for selection of judges including non-partiality. In case of necessity, some of these conditions could be dropped such as the condition that the arbitrator should be a Muslim. Nevertheless, a non-Muslim arbitrator should not issue a verdict that contradicts with Shari’ah.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Sulh (Reconciliation)

It refers to a request of relinquishment of what the arbitrators consider to be the right of one of the two parties of the dispute. Such request shall not be made to a party who is an agent, unless he is delegated to do reconciliation. Preferably, the issuance of a reconciliation decision is to be based on a clear clause in the arbitration document indicating that arbitrators have the right to pursue reconciliation.

Consensual Settlement

It refers to the case when the two parties of the dispute agree, outside the arbitration task, on a settlement which they both accept, and request the arbitrators to issue a decision based on that settlement. The arbitrators in this case shall concur to the request of the two parties, unless the proposed settlement is impermissible, or contrary to public order.

Arbitration Document

It is a document signed by the two parties to pursue arbitration on a dispute which has arisen between them.

Arbitration Agreement

It is a prior condition or a contract stipulating resort to arbitration when dispute arises.

Material Mistakes

It refers to unintentional mistakes in names or numbers, when proofs or documents indicate the aspects which need correction.

Institutional Arbitration

It is the selection of an Institution that comprises competent arbitrators to resolve the dispute. In this case, there is no need for designating the arbitrator in name.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (33)

Waqf

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 813

Statement of the Standard 814

1. Scope of the Standard 814
2. Definition, Shari'ah Rulings, Rationale of Permissibility and Types of Waqf 814
3. Basic Elements of Waqf 815
4. Condition in Waqf 819
5. Supervision and Management of Waqf 820
6. Controls on Leasing of Waqf Assets 823
7. Application of Modes of Investment for Development of Waqf Income and Assets 824
8. Maintenance, Renovation and Replacement of Waqf Assets 825
9. *Istibdal* (Exchange) of Waqf Assets 826
10. Date of Issuance of the Standard 827

Adoption of the Standard 828

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 829

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 831

Appendix (c): Definitions 836

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This standard aims at indicating the basic Shari'ah rulings on Waqf, which constitute the basis for practical application in this area. The standard also indicates the role of Islamic financial Institutions (Institution/Institutions)[1] in supervision, management and investment of Waqf properties.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard presents the definition of Waqf and discusses its types, Shari'ah rulings, basic elements, and the conditions that pertain to each of these elements. It also covers the conditions required in the Waqf and the Waqif (donor), and illustrates the appropriate methods for Waqf utilization, investment, supervision and management. Furthermore, the standard covers the crucial role that Islamic financial Institutions could play in the development of Waqf, and the appropriate methods of Waqf investment.

This standard, however, does not cover other philanthropic Institutions such as Irsad (allocation of public property for public utilities) and financial trusts which resemble Waqf in some aspects.

2. Definition, Shari'ah Rulings, Rationale of Permissibility and Types of Waqf

2/1 Definition of Waqf

In Arabic language the word Waqf or Habs means preventing something from movement. In Shari'ah terminology, Waqf refers to making a property invulnerable to any disposition that leads to transfer of ownership, and donating the usufruct of that property to beneficiaries.

2/2 Shari'ah status of Waqf

Waqf is permissible in Shari'ah, as has been emphasized by the Sunnah (Prophetic traditions) and Ijma' (consensus of Fuqaha). Waqf is also a binding commitment, and, therefore, declaring a property as Waqf would spontaneously deprive its donating owner the right of ownership.

2/3 Permissible types of Waqf

noorcentre.com

There are several types Waqf of which most important is the charitable Waqf (*al-Waqf al-Khayri*), the family Waqf (*al-Waqf al-Ahli*), the joint Waqf (*al-Waqf al-Mushtarak*) and self-dedicated Waqf (*al-Waqf ’Ala al-Nafs*).

2/3/1 Waqf is said to be charitable when its income/usufruct is dedicated for a charitable purpose.

2/3/2 A family Waqf is the Waqf in which the income/usufruct is reserved for specifically described persons, usually family members and relatives. The income/usufruct of such Waqf goes to a charitable purpose when none of these persons is existent.

2/3/3 Joint Waqf refers to the case in which the property is donated to family as well as charitable purposes, and the income/usufruct here is shared accordingly.

2/3/4 In case of self-dedicated Waqf the donor retains the income/usufruct of the donated property for himself as long as he is alive, and indicates the charitable purpose which shall be entitled to the income/usufruct of the Waqf after his death.

3. Basic Elements of Waqf

The basic elements of Waqf include: The form of donation, the Waqif (the donor) and the donated property.

3/1 The form of the Waqf

3/1/1 The form of the Waqf comprises “offer” only, as it does not necessitate “acceptance”. When a legally competent beneficiary rejects a Waqf that has been earmarked for him, his rejection has to be concurred to, yet the Waqf shall still remain valid. In this case the Waqf- or the share of the rejecting beneficiary if beneficiaries are many - should go to charitable purposes.

3/1/2 Formation of Waqf can take place verbally, in writing, or in any form of disposition which is normally considered as indicating it.

3/1/3 Waqf can be declared as effective starting from a future date, as when the donor declares his property to become Waqf starting from next year.

noorcentre.com

3/1/4 In principle Waqf should be eternal. Nevertheless temporary Waqf is also permissible when the donor desires to get back his property after a specific period.

3/2 The Waqif (donor)

3/2/1 The Waqif can be a natural or a legal person. If the Waqif is a legal person, the Waqf decision should be made by the general assembly and not the board of directors.

3/2/2 The Waqif must be legally eligible for disposing of his property.

3/2/3 The Waqf decision of a person whose legal competence is restricted because of irrationality is invalid, except when he declares his property as Waqf for himself as long as he is alive. The validity of the Waqf decision of a person whose legal competence is restricted because of indebtedness depends on confirmation by his creditors. When the creditors refrain from confirming the Waqf of the indebted person, the Waqf becomes invalid.

3/3 The beneficiary

3/3/1 The Waqf should not be made for an impermissible purpose, although it may not be for a charitable purpose since the very beginning of its inception.

3/3/2 It is permissible to make Waqf for the benefit of non-Muslims, provided that the cause to be served does not involve a sin. It is also permissible to make Waqf for the benefit of the rich.

3/3/3 The Waqf beneficiary need not be present at the time of declaring the Waqf.

3/3/4 When the beneficiary/beneficiaries of the Waqf is/are no longer existent, the benefits of the Waqf should go to charity purposes.

3/4 The Waqf property

3/4/1 The Waqf property should fulfill the following conditions:

noorcentre.com

a) It shall be a Shari’ah-accepted property

b) It shall be known

c) The Waqif shall be the sole owner of the property in which nobody else should have a right of disposition at the time of establishing the Waqf. If the Waqif himself has the option of disposing of the property, the Waqf shall become valid, and the option is spontaneously cancelled.

3/4/2 The Waqf has a legal personality and financial liability which make it capable of giving and accepting commitment. The legal personality of the Waqf is quite separate from the personality of its manager.

3/4/3 Types of Waqf properties

3/4/3/1 Waqf is permissible in real estate along with permanent furniture and fittings.

3/4/3/1 Waqf is permissible in movable assets, whether such movable assets are part of a real estate or independent.

3/4/3/2 Waqf is permissible in money. The income generated from utilization of the money is to be spent, while retaining the principal amount. Utilization may include, for instance, Shari’ah-based lending as well as permissible and safe investments like Mudarabah where the profit share owned by the Waqf goes to beneficiaries.

3/4/3/4 Waqf is permissible in Shari’ah-accepted shares and Sukuk. In this case, the income earned by these shares or Sukuk is to be spent on the Waqf beneficiaries. In case of liquidation the Shari’ah rulings on *Istibdal* (exchange of Waqf property) should be applied.

3/4/4 Waqf in common property

3/4/4/1 Waqf can be a common property, whether such property is divisible or not. The whole common property in this

case (not shares or Sukuk), can be leased and the Waqf gets its respective share of the rent.

noorcentre.com

Alternatively, the share of the Waqf in the common property can be leased, so that the usufruct can be utilized through time-based and place-based Muhaya`h (succession), while the rental income goes to the beneficiaries of the Waqf.

3/4/4/2 When the Waqf superintendent or the Waqf partner asks for the division of an indivisible Waqf, the refraining party should be forced to accept selling. The income obtained from selling the Waqf in this manner should be used for purchasing a Waqf property of the same kind.

If such request for division is made in case of a divisible Waqf, the refraining party should be forced to accept division.

3/4/5 Waqf as a floor in a building, and easement eights (*Irtifaq* or *Ta'alli*)

Waqf can be a floor in a building. It can also enjoy easement rights (*Haqq al-Irtifaq*) in a building that has not yet been constructed. In this case the Waqf can enjoy the right of *Ta'alli* (transcendence) when the upper floor is declared as Waqf while the owner of the lower floor is unable to perform construction. The lower floor in such case can be built at the cost of the Waqf (on permission of the concerned authorities) and the cost reimbursed to the Waqf from the income generated through its leasing.

3/4/6 Waqf as a usufructs

Waqf can be a usufruct of an asset which the Waqif acquires through rent. The Waqif can lease the asset once again, and the proceeds go to the Waqf beneficiaries. The Waqf, in this case, is to be made temporary according to the period of the original

rent. Waqf can take place in this manner when the owner of the property does not deprive the lessee the right of subleasing.

noorcentre.com

4. Condition in Waqf

4/1 Conditions pertaining to the Waqf contract

4/1/1 The Waqif has the right to make his Waqf subject to all conditions which do not contradict with Shari'ah, and his conditions shall be as enforceable as Shari'ah conditions. The conditions of every Waqif must be understood with due consideration to the prevailing norms in his environment. Such conditions may include, for example, designating a certain superintendent for the Waqf and specifying his remuneration package. The designated superintendent could be an individual, a group of people, or an institution.

4/1/2 Regarding the form of the Waqf, the Waqif can make a condition that his debts should be settled from the Waqf income; after his death, or he may stipulate a condition that the income of his Waqf should go to him first as long as he is alive, then to his family, and finally to charitable purposes. Another condition of the Waqif could be that the Waqf income has to be spent first on any member of his family who becomes poor, and then on charity purposes.

4/1/3 A condition stipulated by the Waqif is invalid when it comprises an impermissible element, or when it violates the Shari'ah rulings on Waqf or cause harm to the Waqf property. In such cases the condition should be rejected and the Waqf shall remain valid. Examples of invalid conditions include: absolute forbiddance of *Istibdal* (exchange) of the Waqf, or forbiddance of the dismissal of the Waqf superintendent for any reason.

A condition stipulated by the Waqif also becomes invalid when it tends to hinder the interests of the Waqf, or jeopardize the process of benefiting from it. The example of this is a condition which requires starting - at all times - with distribution of the

Waqf income among the beneficiaries, even if the Waqf is in need of maintenance or renovation.

noorcentre.com

4/1/4 When the Waqif stipulates a condition that the Waqf should be benefited from through residence, the Waqf can be benefited from either in that manner, or through leasing, and vice versa.

5. Supervision and Management of Waqf

5/1 Controls on supervision and management of Waqf

Supervision and management of Waqf should observe the Shari'ah rulings on Waqf, then the conditions of the Waqif which do not contradict with Shari'ah or hinder the interests of the Waqf as perceived by the judiciary.

5/2 Tasks of the Waqf superintendent

The Waqf Superintendent should perform the following tasks, among others:

5/2/1 Management, maintenance and development of the Waqf.

5/2/2 Leasing of the assets or usufructs of the Waqf (through operating-lease contracts), and leasing of the Waqf lands.

5/2/3 Development of the Waqf properties either directly in Shari'ah-sanctioned methods of investment, or through Islamic financial institutions.

5/2/4 Increasing the Waqf money by investing it through Mudarabah and other similar forms.

5/2/5 Changing the operational form of the Waqf assets with the aim of maximizing the benefit that results to the Waqf and its beneficiaries. This may include, for instance, converting a residential building into a commercial building, or constructing buildings for rent on an agricultural land, provided that this would satisfy the demand of the people, generate more income for the Waqf and is done with the permission of the concerned authorities.

5/2/6 Defending the rights of the Waqf, ensuring its sustainability, payment of fees to agents in case of law suits filed against the Waqf, and payment of expenses for documentation of the assets and the rights of the Waqf.

noorcentre.com

5/2/7 Settlement of the debts of the Waqf.

5/2/8 Payment of the entitlements of beneficiaries

5/2/9 Replacement of the Waqf either by selling it for a cash amount and purchasing a new asset, or exchanging it with a new asset, subject to the conditions of *Istibdal* (exchange). [see item 9]

5/2/10 Safeguarding the Waqf properties against occupation or seizure by others.

5/2/11 Using solidarity insurance to safeguard the Waqf assets, whenever possible.

5/2/12 Preparation of the Waqf accounts, and submission of statements and reports on them to the concerned authorities.

5/3 What shall not be done by the Waqf Superintendent

The Waqf superintendent shall not do the following:

5/3/1 Neglecting the conditions of the Waqif.

5/3/2 Leasing the Waqf to himself or to one of his dependant sons - even if such leasing is at more than the normal rent – except through the judiciary. He should not also lease the Waqf to one of his direct relatives (Usul and Frua') or to his spouse, for less than the normal rent of similar property. In this case, minor injustice (Ghabn) is not forgivable, although it is forgivable in leasing to nonrelatives.

5/3/3 Using the Waqf income for increasing the Waqf properties, except when this is done in fulfillment of a condition stipulated by the Waqif.

5/3/4 Mortgaging the Waqf assets for a debt to be obtained for the Waqf or the beneficiaries.

5/3/5 Lending the Waqf assets, and if he does so, the borrower has to pay the normal rent for similar assets.

noorcentre.com

5/3/6 Borrowing for the Waqf, except in fulfillment of a condition stipulated by the Waqif, or on permission of the legal authorities, and in case of necessity. In borrowing for the Waqf the following should be observed:

5/3/6/1 Establishing a debt obligation on the Waqf is permissible through permissible means of borrowing, or deferred payment purchase, or any other permissible mode of financing. Establishing the debt through any of these modes has to be for the sake of maintaining and developing the Waqf, as per a condition stipulated by the Waqif, or on permission of the legal authorities, and due to necessity. In establishing the debt, due consideration shall also be given to the ability of the Waqf to bear such debt and sufficiency of its income for repayment. These restricted forms of establishing debt obligations on the Waqf do not include the case when the Waqf superintendent pays a certain amount of money from his own sources for an interest which concerns the Waqf, and the Waqf has sufficient income to be resorted to for settlement of such debt.

5/3/6/2 Cases which justify borrowing for the Waqf, when borrowing is not sanctioned by a condition stipulated by the Waqif:

a) Need for maintenance or necessary development of the Waqf and absence of sufficient Waqf income for that.
b) Payment of financial commitments – if any – when the Waqf does not have sufficient funds.
c) Inability to pay the wages of the employees working in the Waqf or those who serve its purposes, and fear from endangering the benefits of the Waqf.

5/3/6/3 Borrowing should not be for the sake of spending on the beneficiaries of the Waqf.

noorcentre.com

5/4 Spending the excess income of the Waqf of a mosque

In principle the income of the Waqf of a specific mosque is to be spent on its own interests. If there is still an excess amount of income which has not been spent, it is permissible to transfer such amount to another mosque that does not have enough income to cover its expenses, or the cost of its maintenance and renovation.

5/5 Judicial supervision on Waqf management

5/5/1 By virtue of public guardianship, the judiciary has the authority of overseeing the supervision and management of the Waqf, preservation of its assets, and development of its sources. The judiciary has also the right of investigating the overall status of the Waqf, looking into any complaints raised against the Waqf superintendent or any other party, and subjecting the Waqf superintendent to disciplinary action.

6. Controls on Leasing of Waqf Assets

6/1 In principle, a long period of leasing should not be the normal practice for Waqf assets, except for obvious interest, and provided that a variable rent, linked to an accurate and well known index, is going to be sought. [see Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek, item 5/2/3]

6/2 The normal rent of similar property as a condition

Waqf assets or usufructs should not be leased at less than the rent of similar property. When leasing at a lower rent is inevitable it should be considered in view of the actual necessity, and hence, excessive injustice (*Ghabn Fahish*) can be accepted. If there happen to be a new tenant who can pay the rent of similar property, the Waqf superintendent has the right to terminate the previous contract, unless the old tenant accepts the rent increment. If the normal rent for the Waqf in question has risen because of developing the Waqf

land and constructing a new building on it at the cost of the Waqf, the tenant is obliged to accept rent increment. If land development and construction of the building is done at the cost of the tenant, he is not bound to accept the rent increment.

noorcentre.com

6/3 Some permissible forms of Waqf leasing

6/3/1 Signing a lease contract with the aim of keeping the Waqf land in the hands of the tenant as long as he pays the normal rent for similar property as it changes according to circumstances. This type of contract is known as (*Hikr*) and is subject to the following conditions:

6/3/1/1 The Waqf has no income to be used for its development.

6/3/1/2 There is no person who is willing to have fixed-term rent and make advance payment so as to be spent on developing the Waqf.

6/3/1/3 *Istibdal* (exchange) of the Waqf is not possible

6/3/2 *Haqq al-Qarar* (right to stay) which a tenant deserves when he pays at the time of signing the lease contract a lump sum amount, known as (*Kardar*) for development of the Waqf, and a rent which is below the rent of similar property. This form of Waqf leasing is permissible when dictated by necessity, and if there is no tenant who is willing to pay the normal rent for similar property along with a lump sum amount for development of the Waqf. In some countries, this contractual form is known as (*al-Khulu*).

7. Application of Modes of Investment for Development of Waqf Income and Assets

7/1 It is permissible to invest Waqf income, in the following cases:

1- As per a condition stipulated by the Waqif.

2- During the waiting period (prior to identification of beneficiaries).

3- Excess income, after payment to beneficiaries.

Investment in these cases should be through permissible methods such as Mudarabah, Musharakah, Murabahah, Ijarah, and Salam, and in low risk investments.

noorcentre.com

7/2 For development of the Waqf land, the following is permissible:

7/2/1 Application of the Istisna'a through B.O.T. contracts. [see Shari'ah Standard No. (11) on Istisna'a and Parallel Istisna'a, item 3/2/1]

7/2/2 Application of diminishing Musharakah, where the Waqf and the financing partner construct the building through joint financing (excluding the Waqf land), and the Waqf gradually owns the building. [see Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakh) and Modern Corporations, item 5/8]

7/2/3 Application of Ijarah Muntahia Bittamleek for a specifically described property to be delivered in the future. In this case, the Waqf land is leased to the financier who constructs a building on it and delivers it to the Waqf to execute the lease contract. At the end of the contracting period, the Waqf becomes the owner of the building. [see Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek, item 3/5]

7/3 All appropriate means should be adopted for development of Awqaf, with due consideration to Shari'ah rulings on Waqf and the conditions stipulated by the Waqifs, as well as present day requirements.

7/4 Help in this regard should be sought from Islamic financial institutions, specialized in Waqf investments.

8. Maintenance, Renovation and Replacement of Waqf Assets

8/1 Maintenance and renovation of Waqf assets, and allocation of reserves for that purpose

8/1/1 Spending on maintenance, reparation and renovation of the Waqf assets should precede distribution of the Waqf income among beneficiaries. In this connection, due consideration shall be given to the technical schedules of periodical maintenance.

Maintenance and reparation of Waqf assets also do not require a prior condition to be stipulated by the Waqif.

noorcentre.com

8/1/2 Maintenance and renovation requirements (maintenance reserve) shall be retained from the Waqf income every year even if the Waqif has not stipulated such a condition. The reserve, thus deducted, can be invested in a safe and easy to liquidate form of investment, and the returns be added to the principal amount. The beneficiaries shall have no right on the maintenance reserve, unless part of it turns out to be in excess of actual needs.

8/1/3 In the absence of sufficient amounts for maintenance and renovation of a leased Waqf asset, the Waqf superintendent has the right to allow the tenant to make such maintenance and renovation, against having the priority to continue as a tenant of the Waqf asset until getting full repayment of his debt.

8/1/4 Solidarity insurance shall be used for maintenance or renovation of the Waqf assets.

8/2 Making allocations for replacement of Waqf assets

It is permissible to deduct from the Waqf income (after distribution to beneficiaries) periodical amounts commensurate to the economic lifetime of the depreciating Waqf assets, so as to use the accumulated amount for replacement of these assets (depreciation allowance).

9. *Istibdal* (Exchange) of Waqf Assets

9/1 *Istibdal* refers to the process of selling the Waqf asset and purchasing a new one instead, so as to maximize the interest of the Waqf.

9/2 *Istibdal* can take place according to a condition stipulated by the Waqif, or when the Waqf becomes ruined (even if prevented by the Waqif). *Istibdal*, in such cases, takes place by selling the Waqf property and purchasing a new one instead, so as to maintain the Waqf as it was before.

Istibdal is also permissible when there is no way of benefiting from the Waqf (e.g., the Waqf has become in a deserted area), or because of fear from seizure of the Waqf by others, or when benefiting from the Waqf becomes extremely difficult.

noorcentre.com

9/3 *Istibdal* should be subject to the following conditions:

9/3/1 The Waqf must have reached the stage of generating no income, while there is no money for its development.

9/3/2 There should be no excessive injustice in the sale price.

9/3/3 *Istibdal* should meet the satisfaction and interest of the Waqf.

9/3/4 *Istibdal* should be permitted by the judiciary.

9/3/5 If the Waqf is a real estate it should also be exchanged for a real estate. When there is no risk of misuse, a real estate Waqf can be sold for cash, and the money kept with the judiciary until a new real estate is purchased.

10. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 28 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 2 July 2008 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Waqf in its meeting No. (21) held on 24-28 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 28 June – 2 July 2008 A.D., in Dar Al-Taqwa Hotel, Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 5 Rabi’ I, 1427 A.H., corresponding to 4 April 2006 A.D., the Secretariat General decided to assign to a Shari’ah consultant the preparation of a study on Waqf.

On 8-9 Rabi’ I, 1427 A.H., corresponding to 6-7 April 2006 A.D., a joint meeting of the Shari’ah Standards Committees (1) and (2) was held in Makkah Al-Mukarramah, and discussed the study. The meeting requested the consultant to introduce necessary amendments in the light of the discussions and observations of the joint committee members.

On 19 Shawwal 1427 A.H., corresponding to 10 November 2006 A.D., the Shari’ah Standards Committee (2) held a meeting in Manama (Kingdom of Bahrain) in which it discussed the draft of the standard and requested the consultant to introduce necessary amendments in the light of the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (17) held in Makkah Al-Mukarramah on 26 Shawwal – 1 Dhul-Qa’dah 1427 A.H., corresponding to 18-23 November 2006 A.D., the Shari’ah Board discussed the changes in the Standard which had been made by the joint meeting of Shari’ah Standards Committees (1) and (2), and introduced changes that it deemed necessary.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 18 Safar 1428 A.H., corresponding to 8 March 2007 A.D. More than 30 participants attended the session as representatives of central banks, Institutions, and accounting firms. The session was also attended by Shari’ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session, and duly responded to by the members of the Shari’ah Standards Committees (1) and (2).

In its meeting No. (19) held in Makkah Al-Mukarramah on 26 Sha'ban – 1 Ramadan 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments that had been suggested in the public hearing, introduced changes that it deemed necessary and adopted the Standard.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for considering Waqf (in principle) as a permissible and recommendable practice (Mandub) is the Quranic Verses which instruct people to do good and spend on charitable causes, and also the Hadith (Prophetic tradition) which indicates: *"When a person dies his rightful deeds will stop except in three respects: An ongoing charity "Sadaqah Jariyah..."*. Waqf is considered to be the ongoing charity referred to in the Hadith, because the beneficiary does not own the Waqf asset, and accordingly, cannot dispose of it.
  Moreover, there is the Hadith about the piece of land in Khybar which Umar donated as Waqf, when the Prophet (peace be upon him) advised him to do so.

  Again, permissibility of Waqf is supported by the practice of the Sahabah (Prophet's Companions) like Uthman and Abu Talhah, in addition to Ijma' (consensus of Fuqaha). Waqf for charitable purposes can also be justified through Qiyas (analogical deduction) in comparison to Waqf for mosques.

  Enforceability of the Waqf when it is indicated by a donor in his will, stems from the fact that according to Shari'ah a will should be executed, and its alteration or cancelation is strictly prohibited.
- Family Waqf (*Waqf ahli* or *Dhurri*) is permissible on the basis of the Hadith about Umar's Waqf, and because family Waqf is, in fact, a charitable Waqf since it will finally become so.
- Acceptance of the Waqf is not a condition for its validity when the beneficiary is not specified, because acceptance cannot be expected in this case. In case of a specific beneficiary, acceptance can be obtained from him even if implicitly when he keeps silent. The ruling that when the beneficiary rejects the Waqf his rights in the Waqf shall be dropped, whereas the Waqf should still remain valid, is based on the viewpoint of

the Hanafi School of fiqh. The justification here is that the beneficiary can drop his own rights in the Waqf, but he cannot nullify the Waqf itself.

noorcentre.com

- Waqf inception can be subject to any form of disposition which traditionally indicates it, because traditions are usually recognizable, when they do not contradict with Shari'ah rulings.
- Permissibility of temporary Waqf is based on the viewpoints of the Maliki and the Imami Schools of Fiqh, in addition to what has been reported about the viewpoint of Abu Yusuf of the Hanafi School. Such viewpoint is based on the fact that a temporary Waqf can also fulfill its charitable objectives and result in two benefits: one of them is the benefit generated from Waqf throughout its specified period, and the other is the benefit to the Waqif since he may need his property in the future. Moreover, permissibility of temporary Waqf could encourage Waqf practicing, and, hence, contribute to fulfillment of the present need for charitable institutions.
- Permissibility of declaring Waqf as effective starting from a future date can be viewed in terms of analogy between Waqf and *Wasiyyah* (will).
- The ruling that the Waqif should have full legal competence is based on the fact that Waqf in its very essence is a donation (*Tabarru'*), and therefore, the Waqif should have full legal competence.
- Prohibition of Waqf by a person who is legally restricted for irrationality, aims at safeguarding his creditors, his own self, and his dependants. There is no harm, however, when the irrational person declares the Waqf for himself. As regards the Waqf by a person who is suffering a fatal illness, it should be subject to the rulings applicable to the will of such person.
- Permissibility of retreating from Waqf, unless it is a mosque, is the Hadith that has been narrated by Abdullah Ibn Umar and Umar's Hadith, as well as Qiyas (analogical deduction) to 'Ariyah (a lent thing).
- The basis of the ruling that Waqf should not be for an impermissible purpose while it can be for non-charitable purposes, is that Waqf is a donation (*Tabarru'*), and therefore, the only Shari'ah condition to be observed in it is permissibility of the purpose for which the donation is made. This viewpoint belongs to the Maliki School, whereas the Hanafi School is of the opinion that the Waqf purpose should be charitable.

noorcentre.com

- The ruling that Waqf can be made for a person who is nonexistent at the time of establishing the Waqf, is based on the Hadiths narrated about Waqf for progeny, and on the fact that Waqf is an ongoing charity and therefore it should include those who will exist in the future.
- Waqf is said to have a legal personality and financial liability which are quite independent from those of its superintendent, because Waqf can give and take commitments. When, for instance, the Waqf superintendent borrows money for the Waqf, the debt obligation does not fall on him but rather on the Waqf itself. Similarly, when the beneficiary fails to fulfill his obligation towards the Waqf, he becomes indebted to the Waqf, rather than to the Waqf superintendent. Therefore, in this case, the Waqf superintendent has no right to relief the debtor from the debt.
- The ruling that Waqf donation should not exceed one third of the donor's wealth, is based on the analogy between Waqf and *Wasiyyah* (will), where part of the wealth should be left to the inheritors of the deceased (the obligatory entitlement as per Shari'ah). This has been explicitly referred to in the Egyptian Law of Awqaf.
- Permissibility of making Waqf in the form of moveable property, regardless of its nature and even if such property is not survivable, is based on the ruling practice during the era of the Prophet (peace and blessings be upon him) and the orthodox caliphs with respect to making Waqfs for mosques. The majority of Fiqh scholars also support this viewpoint; whereas the Hanafi scholars hold that Waqf of moveable property is permissible only when it is the normal practice.
- Money can be donated as a Waqf because this is the original form of Waqf, as emphasized by Muhammad Ibn Abdullah Al-Ansari the companion of Imam Zafar and supported by Ibn Taymiyyah. Shares and Sukuk come under this type of Waqf.
- A usufruct can be donated as Waqf, because it is wealth, and hence it should be subject to the general rules of Waqf. The fact that a usufruct is temporary does not affect this ruling since Waqf can also be temporary as has been indicated earlier.
- The ruling that permissible conditions of the Waqif shall be observed (including the ten conditions), is based on the Hadith which states:

"Muslims are bound to the conditions they make". In the last part of it, this Hadith implies that the donor's condition which has to be observed should not be in contradiction with the Shari'ah *"…except a condition that permits what has been prohibited or prohibits what has been permitted (by Shari'ah)."*

noorcentre.com

- The basis for appointing a superintendent for the Waqf is the Hadith which indicates that: *"There is no misdemeanor (Junah) on the one who is in charge of it"*, and because interest necessitates the presence of someone who takes care of the investments of the Waqf assets, collection of the Waqf's income and distributing it among beneficiaries.
- The Waqf superintendent has to observe the conditions of the Waqif because Waqf is a donation (*Tabarru'*), and therefore, it can be subject to conditions according to Shari'ah. As regards observation of the rules of Shari'ah, the reason is obvious.
- The basis for depriving the Waqf superintendent the right of leasing the Waqf to himself or his son (without resorting to legal authorities) is the fear from favoritism which is part of human nature, and therefore prohibition of such leasing arrangement would minimize the chance for neglecting the interest of the Waqf.
- The ruling that a Waqf property shall not be lent is based on the fact that lending the property will reduce the chances for its investment.
- Borrowing for the Waqf is restricted to the case of acute need, and not allowed for spending on the beneficiaries, because borrowing is meant to safeguard the Waqf against the harm of being useless, whereas refraining from payment to beneficiaries when there is no Waqf income does not involve such harm.
- Permissibility of combining Waqf resources is based on the fact that it could lead to the benefit of the Waqf, and that all Waqf properties are devoted for the Sake of Allah, Glory be to Him. However, appropriate allocation to the different beneficiaries of the combined Waqf assets should be duly observed so as not to cause harm to such beneficiaries. The General Council of Fatwa of Kuwait issued a Fatwa (Shari'ah opinion) permitting transference of the excess income of a mosque to other mosques.
- The condition pertaining to the need for judiciary supervision on the Waqf is based on the desire to ensure the achievement of the interests of the

stakeholders, and perform the role of *Hisbah* (a Shari'ah regulatory body). The first person who arranged judiciary supervision on the Waqf was Tawbah Ibn Namir, the judge of Egypt in the early Islamic era.

noorcentre.com

- The ruling that Waqf assets should not be leased for less than the normal rent of similar assets (while minor injustice could be accepted) is based on the desire to avoid favoritism and waste of Waqf income. This viewpoint enjoys unanimous agreement of Muslim Fiqh scholars. The viewpoint regarding termination of the contract when the normal rent of similar property increases and the Waqf tenant refuses rent increment belongs to the Hanafi School, contrary to the Maliki and Shafi'i Schools who hold that the contract should not be terminated if the lease contract is for a specific period.
- Permissibility of the forms of Waqf leasing which have been indicated in Fiqh references is based on the desire to preserve the interests of the Waqf as well as the interests of all its tenants, without causing injustice to any party or neglecting the interest of the Waqf property.
- Permissibility of application of modern financing techniques which have been developed by Institutions rests on the fact that such forms are in conformity with the usual forms of land leasing and cultivation. Such modern forms could even generate more income than the traditional ones, and achieve the goals of preservation and security of the Waqf assets.
- Permissibility of making a reserve fund for maintenance and renovation of the Waqf is based on the desire to preserve the Waqf assets and their ability to generate income, as has been emphasized by a number of Fiqh scholars.
- *Istibdal* (exchange of the Waqf asset) is permissible because it achieves the interest of the Waqf, through its development and maximization of its income.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Waqf

Making a property invulnerable to any disposition, and donating its income for charitable causes. The term Waqf is also used to describe the property donated in this manner.

Waqf Ahli (Family Waqf)

The income of the donated assets or usufructs goes in this case to the Waqif himself, his children, a certain number of people, or a specific entity, for a specific period.

Waqf Khayri (Charitable Waqf)

The income of the donated assets or usufructs goes to charitable purposes without specifying a certain entity or a specific group of people as beneficiaries. The Waqf could be eternal or temporary.

Waqf Assets

The property used for generating income, while it cannot be disposed of.

Hikr or Tahkir

A lease contract according to which the Waqf land is kept in the hands of the tenant to build on it or cultivate it as long as he pays the normal rent for such property. *Hikr* or *Tahkir* can also take place through utilization of the Waqf land by leasing it for a specific purpose without specifying the period, and thus, the tenant obtains the right to stay, subject to a valid contract. A third form of *Hikr* or *Tahkir* can take place implicitly when the land is leased for a specific period, and then the tenant build on it or cultivate it after obtaining the permission for that. In this latter case, when the lease period expires, and the tenant wishes to stay and pay the rent equivalent to that of similar property, he can be allowed to do so, in order not to cause harm to

him. *Hikr* or *Tahkir* is an alternative to *Istibdal* (exchange of the Waqf land), when the latter is not possible. These two methods constitute a financial right which cannot be inherited.

noorcentre.com

Irsad or Takhsis (Allocation)

Irsad refers to the case when the government authorities allocate a publicly owned piece of land for public utilities such as schools, hospitals and charitable activities. This is not considered as Waqf because, in this case, the land is allocated by someone who does not own it.

Haq Al-Qrar (Right to Stay)

Preference right to build on or cultivate the Waqf land. A certain type of this contractual arrangement is sometimes known as *Kadak*, and is applicable to leasing of shops and factories.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (34)

Hiring of Persons

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	843
Statement of the Standard	844
1. Scope of the Standard	844
2. Definition of the Term "Hiring of Persons"	844
3. Pledge to Hire a Service	844
4. Concluding a Contract for Hiring of Persons	845
5. Subject Matter of Hiring Contract	847
6. Guarantees for Provision of the Pay and the Service	850
7. Commitments of the Employee and the Employer	851
8. Emergencies, Termination, Expiry and Renewal of Hiring Contracts	852
9. Date of Issuance of the Standard	853
Adoption of the Standard	854
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	855
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	857

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to indicate the Shari'ah rulings on hiring of persons in its two distinct forms which include: hiring in the sense of obtaining the services of a private employee (*Ajir Khas*), as well as hiring in the sense of obtaining the services of a shared employee (*Ajir Mushtarak*). The service could also be either a defined task, or a future service which needs to be specified through detailed terms of reference. The standard also covers the relevant controls that Islamic financial institutions (Institution/Institutions)(1) should observe when the institution is the employee and when it is the employer.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers hiring of the service/work of persons between the institution and other institutions or individuals. The standard covers the cases when the institution is the employee and when it is the employer. However, the standard does not cover other contracts such as Mudarabah, investment agency, Musaqat, Muzara’ah, Mugharasah, and Istisna’a.

2. Definition of the Term “Hiring of Persons”

It refers to the contract through which a service/work of a natural or a legal person is obtained against a specific amount of pay. The service thus obtained could be specific or a future one that needs to be specified through detailed terms of reference, such as educational, health and consultancy services.

3. Pledge to Hire a Service

3/1 There is no Shari’ah prohibition against having a framework agreement to regulate the process of hiring between the institution and the client. Such agreement may comprise the general conditions which govern the relationship between the two parties, whereas there should be a separate hiring contract for each operation, signed by both parties. Under such framework agreement the two parties may also perform operations through exchange offer and acceptance with due reference to the general conditions stipulated in the agreement.

3/2 The institution has the right to ask the client who pledges to hire its services to pay a specific amount to be retained by the institution as a guarantee for the seriousness of the client in executing his pledge and honoring any commitments that may result from it. In case of withdrawal from the part of the client the deduction from this guarantee amount should not exceed the actual harm caused to the

institution. The guarantee amount can either be kept as a deposit with the institution without being disposed of, or invested on behalf of the client through Islamic Mudarabah or investment agency, or frozen in a current account owned by the client and guaranteed by the institution. The institution and the client may also agree at the time of signing the contract to consider the guarantee amount as a prepaid installment of the cost payable by the client. [see Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek, item 2/3]

noorcentre.com

4. Concluding a Contract for Hiring of Persons

4/1 A contract for hiring of persons can take place in any form that normally indicates it. It can be concluded verbally, in writing or through modern means of communication.

4/2 The two parties of the contract (the employer and the employee) should be legally competent (capable of awarding and accepting agency), otherwise the contract cannot be concluded.

4/3 A private employee, who works for and under the supervision of a single employer, has no right to work, at the same time, for anyone else, except on permission of his former employer. Unlike a private employee a shared employee who works for more than one person and who is not supposed to work for a specific person at a specific time, is not subject to such restriction.

4/4 The private employee should be informed about the hiring period and the type of work he is supposed to do in general, while the shared employee should be informed about the work, its type, and specifications. The specific period within which the work has to be done could also be added, and in that case the employee has to do the work within that specific period. When no specific period for doing the work is referred to in the contract, resort should be to normal practice.

4/5 A private employee is not responsible for damage, unless it is due to his own transgression, negligence, or breach of a stipulated condition.

noorcentre.com

4/6 A shared employee is absolutely responsible for damage, unless it is caused by an evitable factor. This, however, does not hold true in the case of an investment agent who is permitted to utilize the money. Unlike the shared employee who has to guarantee what he is paid to work on, the investment agent does not guarantee, except in case of transgression or negligence.

4/7 The contract for hiring of persons is a binding contract, which none of the two parties can terminate or amend without the consent of the other, except in case of contract breaching, or due to an emergent excuse, or because of inevitable circumstances.

4/8 For a private employee, the beginning of the hiring period should be specified. The hiring period should start at the time of signing the contract, except when the two parties agree on a specific date for its beginning. Hiring in the latter case is known as (deferred hiring), or hiring that has to be executed in the future.

4/9 When a private employee fails to report to work on the date specified in the hiring contract he shall be entitled to no pay for the period between the specified and actual dates of work commencement (the pay for the absence period should be deducted from his total pay). The employer in this case shall have the right to terminate the contract, unless the two parties agree on a compensatory period at the end of the contract period.

4/10 For a shared employee, a certain period for performing the work may be specified. When the shared employee fails to do the work during that period, the employer has the right to terminate the contract or a new period can be agreed upon.

4/11 There is no Shari'ah prohibition for any of the two types of employees (private and shared) to receive 'Arboun (Earnest Money) at the time of signing the contract. If the hiring contract is implemented, the amount of earnest money should become a prepaid part of the employee's pay, otherwise the earnest money should go to the employee. However, when the contract is not executed the employee

is preferably supposed to take from such earnest money only the portion which compensates the actual harm caused to him.

noorcentre.com

5. Subject Matter of Hiring Contract

The subject matter of the hiring contract is the service/work and the pay.

5/1 Rulings pertaining to the service/work

5/1/1 The service/work of the employee which constitutes a subject matter of the contract should be well known, accomplishable and permissible in Shari'ah.

5/1/2 It is permissible to determine service in terms of a specific work to be done or a specific period of service, or in terms of both. If the employee is able to do all the work within the specified period, he becomes entitled to the whole pay. If he is able to do only part of it during the period, his entitlement to the pay will depend on two probable outcomes. If the part of the work he has done during the period is in fact useless and cannot be benefited from the employee shall become entitled to no pay. If the accomplished part of the work is useful and can be benefited from, and the employer is unwilling to extend the period, the employee shall become entitled to the amount normally paid for similar work (*Ajr al-Mithl*).

5/1/3 When a person is hired for doing a specific service/work, the employer has no right to hire out the service/work of such person to a sub-employer, unless the contract permits sub-hiring, or this has been agreed upon by the two parties. If the hired service/work is specifically defined and has to be delivered in the future, the employer in this case has the right to hire out to someone else an identical service/work (Parallel hiring). [see Shari'ah Standard No. (17) on Investment Sukuk, item 5/2/10]

5/1/4 The employer should stick to utilizing the work/service of the hired person as per the permissible conditions that have been agreed upon.

noorcentre.com

5/1/5 When the hiring contract relates to a specific service, the employee (the institution) should own the service and have the ability to deliver it. Hence, it is impermissible for the institution to sign a contract with the client before it possesses the service and becomes in a position to perform actual or constructive delivery.

5/1/6 Hiring can be for performing a future service that is well described and specified to the extent which leaves no room for ambiguity and dispute. In that case the employer does not have to own the required service before signing the contract. Consequently, an agreement may be reached for performing the service at a specific time in the future, with due consideration to the ability of the employee to own the service and become able to deliver it on time, by himself or through someone else. The pay for the service here should not necessarily be made in advance, unless the contract is a Salam or Salaf contract. If the employee happens to deliver a service that does not conform to what has been agreed upon, the employer has the right to reject it and insist on having a service that conforms to specifications.

5/2 Rulings pertaining to the pay

5/2/1 The pay, whether in cash, or in-kind or in the form of a service, should be well known to the extent that leaves no room for dispute. It can be either fixed or variable according to a method which is well known to the two parties.

5/2/2 The pay can be determined for the work as a whole so that the employee becomes entitled to it after doing all the work, or it can be determined in installments and the employee becomes entitled to each installment at the relevant stage of the work done. The pay can also be determined on the basis of a specific period, after which the employee becomes entitled to it, or such period can be divided into sub-periods and the pay determined accordingly. Furthermore, the pay can be determined on the basis of both the work and the period,

and the employee becomes entitled to it when he performs the work within the specified period. [see item 5/2/9]

noorcentre.com

5/2/3 The pay becomes obligatory when the two parties sign the contract, and payable on delivery of the service/work or making it available (when the employee puts himself at the disposal of the employer even if the employer has not yet assigned a task to him). After signing the contract, there is no Shari'ah prohibition against forwarding the pay as a lump sum amount, or in installments.

5/2/4 The pay can be variable, yet the amount of pay for the first period should be known. Following the first period, it is permissible to use an accurate indicator for predetermination of the pay for the successive periods. However, such indicator should be known to both parties and mutually agreed upon, for avoidance of dispute. This indicator which replaces the specifically determined pay for the period should have an upper and a lower limit.

5/2/5 It is permissible, on the consent of the two parties, to amend the pay of future periods (the periods in which benefiting from the service has not yet taken place), whereas the unpaid amounts of pay that relate to past periods become a debt obligation owed by the employer, and hence it is impermissible to stipulate a condition for increasing such amounts (rescheduling).

5/2/6 The pay can be determined as a percentage of the output (e.g., 10%) or a part of the thing to be made.

5/2/7 It is permissible to stipulate in the contract that in case of default by the employer in the settlement of any installment, or when he refrains from doing so without a reasonable excuse and after a sufficient period of notification; all other installments shall become due and eligible for premature settlement. However, the employee in this case does not own the prepaid installments finally until he completes the work of the whole hiring period. [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah, item 5/1]

5/2/8 It is impermissible to make a condition which leads to any increment in the pay agreed upon, in case of default by the employer. Nevertheless, the contract may include a pledge by the employer to donate, in case of default, a percentage of the pay for charitable purposes. Such donation should entirely go to charitable purposes, under the supervision of the Shari'ah Board of the institution.

noorcentre.com

5/2/9 It is permissible to agree upon more than one rate of pay, as when the two parties agree that if the work is done within a certain period the pay will be this much, and if it is done in another (shorter) period the pay will increase to that much. Similarly, two different rates of pay can also be linked to two different places, types, or specializations, of the work to be done.

6. Guarantees for Provision of the Pay and the Service

6/1 The employee has the right to obtain the permissible guarantees in their different forms so as to document his eligibility for receiving the pay. Likewise, the employer has also the right to obtain such guarantees for receiving indemnity in case of any transgression or negligence or breach of the contract from the part of the employee. The ruling here is, in fact, similar to that on documentation and collateralization (Rahn), suretyship (Kafalah) transfer of right (*Hawalat al-Haqq*) and set-off (Maqassah). [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees, item 2/3]

6/2 It is permissible to state in the contract that the pay has to be made in advance, deferred, or in installments. In case of premature termination of a contract in which the pay has already been made in advance, the two parties should resort to settlement. When the employee accepts any period of delay for a pay that has to be settled in advance, such acceptance should be considered as a respite which the employee has willingly granted to the employer, and hence it can by no means be considered as a right of the latter. Due attention shall be given here to item 5/2/2.

7. Commitments of the Employee and the Employer

7/1 Commitments of the employee

noorcentre.com

7/1/1 The private employee has to render his service to the employer and observe the period of hiring during which he should not be absent, except on permission of the employer, or to perform a recognizable duty. Similarly, the shared employee has to perform the work as agreed upon, and within the stipulated period, if any.

7/1/2 In principle, the employee is supposed to do the work by himself since he has been hired to perform a specific work required from him, unless the contract stipulates otherwise. This, however, does not hold true in case of hiring someone to do a future service/ work that has been specifically defined. In this latter case, what needs to be catered for is observation of all the specifications mentioned in the contract.

7/1/3 In hiring of persons, it is permissible to stipulate a penalty code indicating a specific amount which the employee should pay to the employer in case of delay in performing the work/service within the specified period. The amount to be thus paid has to be determined with due consideration to normal practice as well as justice.

7/2 Commitments of the employer

7/2/1 The employer shall observe the following:

a) Payment of the pay in advance, on deferred payment basis, or in installments as agreed upon. In the absence of agreement on a specific form of payment, the due pay should be paid after rendering the complete service to the employer, or on expiry of the hiring period in case of private employment. When a due pay is delayed by the employer in spite of notification the employee has the right to stop work or prevent the employer from utilizing the service that has already been done.

b) Provision of facilities/requirements to the employee, if the work to be done so requires, or when provision of such facilities and requirements is stipulated in the contract.

noorcentre.com

8. Emergencies, Termination, Expiry and Renewal of Hiring Contracts

8/1 Emergencies of hiring

8/1/1 A private or shared hiring contract which relates to the employee in person as per normal practice, shall be terminated on the death of the employee, or when the employee loses his entire legal competence, or when - due to injury or sickness - he becomes unable to work anymore or for a period which is normally considered to be too long for the employer to tolerate. Such contract shall also be terminated when the employee-institution encounters liquidation, bankruptcy, or freezing of activities.

8/1/2 When the employee refrains from delivery of the service as required, and fails to present the suitable alternative as agreed upon, the employer has the right to terminate the contract and demand indemnification for the actual harm caused to him by the act of the employee.

8/2 Termination, expiry and renewal of hiring contracts

8/2/1 In specific hiring, when the service/work becomes completely useless the contract becomes null and void; whereas when it is partially useless the employer has the right to terminate the contract. If, instead, the service/work that has become useless pertains to hiring on the basis of future delivery of a well defined service, the contract shall remain valid, and the employee, in this case, has to deliver a similar service.

8/2/2 The hiring contract can be terminated on the consent of its two parties, yet none of them has the independent right of its termination, except for a contingent excuse or *force majeure* situation. The employer has the right to terminate the contract on the existence of a defect that makes the service useless. The

contract can also be terminated on the basis of a conditional option (*Khiyar al-Shart*), by the party who has stipulated such option, and within its specified period.

noorcentre.com

8/2/3 The employee has the right to stipulate termination of the contract when the employer fails to make or delay payment of the pay agreed upon, or when the employer does not pay one installment or more of such pay (*Khiyar al-Naqd*).

8/2/3 On the consent of the two parties, the hiring contract can be terminated before its effectiveness.

8/2/3 Hiring comes to an end at the end of the contract period, yet it remains when it is needed for a reasonable excuse or for avoidance of harm. In case of continuation, hiring shall be for a pay to be agreed upon between the two parties, otherwise the normal pay for similar services should be applied.

8/2/6 The hiring contract can be renewed for another period, whether renewal is to be declared before expiry of the original contract, or to take place spontaneously. For spontaneous renewal, a condition is to be stated in the contract indicating that the contract shall spontaneously become renewed on the commencement of a new period, if none of the two parties notifies the other about his disinterest in renewal.

9. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 28 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 2 July 2008 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Hiring of Persons in its meeting No. (21) held on 24–28 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 28 June – 2 July 2008 A.D., in Dar Al-Taqwa Hotel, in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (14) held on 21-23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D., the Shari'ah Board decided to issue a Shari'ah standard on Hiring of Persons (usufructs of services).

On 29 Jumada I, 1426 A.H., corresponding to 6 July 2005 A.D., the Secretariat General decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a study on Hiring of Persons (usufructs of services).

A joint committee composed from Shari'ah Committees (1) and (2) held a meeting in the Kingdom of Saudi Arabia, on 7 Jumada I, 1427 A.H. corresponding to 3 June 2006 A.D. The joint committee discussed and cleared the study, and asked the consultant to prepare the draft of the standard.

In a further meeting of the joint committee, held on Thursday 21 Sha'ban 1427 A.H., corresponding to 14 September 2006 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the draft of the standard was discussed and the consultant was requested to introduce necessary amendments in the light of the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (19) held in Makkah Al-Mukarramah on 26–30 Sha'ban 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the standard and introduced the changes that it deemed necessary.

In its meeting No. (20) held in the Kingdom of Bahrain, on 4-8 Safar 1429 A.H., corresponding to 11-15 February 2008 A.D., the Shari'ah Board discussed once again the draft standard and introduced further changes.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 8 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 12 June 2008 A.D. More than 30 participants attended the session as representatives of central banks, institutions, and accounting firms. The session was also attended by Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session, and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

noorcentre.com

In its meeting No. (21) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 24–28 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 28 June – 2 July 2008 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft standard, introduced the changes that it deemed necessary and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Hiring of persons is permissible according to Qur`an, Sunnah (Prophetic Traditions) and Ijma' (consensus of Fuqaha). In Qur`an this is emphasized in the Verse stating: ***{"Then if they give suck to the children for you, give them their due payment"}***.[2]

  As far as Sunnah is concerned, permissibility of hiring of persons can be derived, for instance, from the Hadith of the Prophet (peace be upon him) in which he said: *"The most eligible of whatsoever you have got a pay for, is the Book of Allah"*.[3] This in addition to many other Hadiths. In this regard, Al-Bukhari presented a whole chapter on Ijarah (hiring) which comprises 22 sections, and so did Abu Dawud, as well as other Sunnah scholars who referred to several Hadiths on the subject within other chapters.

  Similarly, Ijma' (consensus of Fuqaha) on permissibility of hiring of persons is said to have been reached since the time of the Sahabah (companions of the Prophet, peace be upon him), as well as the time of their successors and the founding leaders of the schools of Fiqh. In this respect Al-Kasani said: "As regards Ijma' of the Ummah (Muslim Nation) it had been reached before the existence of the deaf……..".[4]

- Permissibility of a pledge which is binding to only one party is supported by a number of Shari'ah proofs which support honoring of contracts, pledges and promises, in addition to what has been emphasized by some Shari'ah scholars. On this regard, the International Islamic Fiqh Academy issued its

---

(2) [Al-Talaq (Divorce): 6]; and see: *"Jami' Al-Bayan"*, by Al-Tabari, verified by Mahmoud Shakir, Dar Ibn Hazm, [28: 181].

(3) *"Sahih Al-Bukhari"* with *"Fath Al-Bari"* [4: 452–453].

(4) *"Bada`i' Al-Sana`i'"*, Muassasat Al-Tarikh Al-Arabi, Beirut, 1421 A.H. [4: 16].

resolution No. 40-41 (2/5 & 3/5) on Enforceability of Pledge in Murabahah.[5] The rulings stated in that resolution also hold true in the case of pledge in hiring and other similar dispositions.

noorcentre.com

- Permissibility for the institution to receive an amount from the party who pledges to hire its services (seriousness margin), is based on need and interest. A similar Fatwa (Shari'ah opinion) has been issued in this regard by the Unified Shari'ah Supervisory Board of Al Baraka Group.[6] That Fatwa is relevant to the case of hiring.
- Enforceability of the hiring contract is derived from the verses and Hadiths which instruct people to honor contracts, as when Allah, the Almighty, says: ***{"O you who believe! Fulfill (your) obligations..."}***.[7] besides the general consensus among fiqh scholars on enforceability of hiring,[8] since it is a contract which facilitates ownership through exchange of two objects.
- The ruling that the period of hiring should be specified stems from the fact that non-specification could result in prohibited Gharar (uncertainty) and Jahalah (ignorance) which lead to dispute. Prohibition of sales which involve Gharar (uncertainty) has been emphasized by well verified Hadiths.[9] Therefore hiring of persons shall not involve Gharar, because, in essence, it is a sale of service/work.
- Permissibility of hiring of persons for doing deferred services is based on the practice of the Prophet (peace be upon him) when he and Abu Bakr hired a man from Bani Al-Dail to serve them as a guide, after three days.[10] Moreover, hiring is a time-based contract and therefore its object can be delivered in the future.
- Permissibility of taking 'Arboun (Earnest Money) is derived from what Omar did in the presence of Sahabah (companions of the Prophet, peace

---

(5) The Journal of the Academy, Issue No. (5), Vol. (2), (pp. 754 and 965).
(6) Fatwa No. (9/10) of the Unified Shari'ah Board of Al Baraka.
(7) [Al-Ma'idah (The Table): 1].
(8) *"Al-Fatawa Al-Hindiyyah"* [4: 410]; *"Al-Sharh Al-Kabir"* [2: 4]; *"Al-Rawdah"* [5: 173]; and *"Al-Mughni"* with *"Al-Sharh Al-Kabir"* [6: 20].
(9) *"Sahih Muslim"* [5: 3]; and *"Sunan Abu Dawud"* (H: 3376).
(10) *"Sahih Al-Bukhari"* with *"Al-Fath"* [4: 443], Al-Matba'ah Al-Salafiyyah.

be upon him), and adopted by Ahmad. On this regard, The Islamic Fiqh Academy of Makkah Al-Mukarramah has also issued its resolution No. 72 (3/8).

noorcentre.com

- Sub-hiring is permissible because when the employer owns the service/work he becomes able to transfer it to someone else.
- The ruling that a hiring contract can be conditional is based on the Hadith of the Prophet (peace be upon him) which indicates: *"Muslims are at their conditions, except a condition that permits what has been prohibited or prohibit what has been permitted."*[11]
- The ruling that hiring for a specific service is impermissible before owning and possessing the service, is reached by analogy to prohibition of selling things that one does not own, and the Hadith which has been narrated by Hakim Ibn Hizam stating: *"Don't sell what you do not have"*.[12]
- Permissibility of signing a hiring contract for a service to be delivered in the future, is judged by analogy to Salam, and because that does not lead to dispute. According to the Shafi'i and Hanbali scholars the pay should not necessarily be made in advance.
- A private employee should not guarantee what he works on, except in case of transgression, negligence, or breach of a condition. This is actually the general principle in trust-based contracts; in addition to that, the contract comprises an interest for the employee since he will receive the pay. In case of transgression, negligence, or breach of condition the act results in harm, and hence the employee has to indemnify the employer, as per the directives of the Prophet (peace be upon him) who said: *"No harm, and no reciprocal harm"*.[13]
- The ruling that a shared employee has to guarantee what he works on, is based on what has been reported about some of the Sahabah (companions of the Prophet – peace be upon him) who emphasized that this has to be so,

(11) Related by Al-Bukhari: *"Fath Al-Bari"*, *"Kitab Al-Ijarah"* [4: 451]; and *"Abu Dawud"* with *"'Awn Al-Ma'bud"* [9: 516].

(12) Related by Abu Dawud in his *"Sunan"* (H: 3530); Al-Nasa`i in his *"Sunan"* [2: 225]; Ibn Majah in his *"Sunan"* (H: 2187), and Ahmad in his *"Musnad"* [3: 42].

(13) Related by Malik in *"Al-Muwatta'"*, *"Kitab Al-Aqdiyah"* [1: 464]; Ahmad in his *"Musnad"* [1: 313] and [5: 327]; and Ibn Majah in his *"Sunan"* [2: 784].

because the shared employee will be doing what he has been paid to do in the absence of the owner, besides the fact that the employee in this case is working for many employers rather than for a particular employer.(14)

noorcentre.com

- The hired service shall be permissible because what is prohibited by Shari'ah cannot be an object of a Shari'ah-recognizable contract. Moreover, impermissible hiring entails provision of support to wrongdoing and misbehavior; whereas Allah, the Most High, says: ***{"Help you one another in Al-Birr and Al-Taqwa (virtue, righteousness and piety, but do not help one another in sin and transgression"}***.(15)
- The pay for future hiring periods can be adjusted on mutual consent of the two parties, because such adjustment constitutes contract renewal for a coming period. No pay has yet become payable to the employee for that future period so that it can become a debt owed the employer, and consequently lead to prohibited rescheduling of debt. When, instead, such adjustment is done for an unsettled amount of pay which belongs to past periods, so as to extend the repayment period against an increase in the amount to be paid, adjustment in this case will lead to Riba (usury). The 11th Seminar of Al Baraka has already issued a Fatwa in this connection.(16)
- The ruling that the pay can be composed of two parts is based on Tradi (mutual consent), in addition to the fact that such arrangement neither violates the contract rulings nor does it encounter a Shari'ah prohibition.
- The pay can be in the form of a common share, because the pay in this form can be known, and will not lead to dispute or Gharar (uncertainty).
- Permissibility of stipulating in the contract that all outstanding installments of the pay shall become due in case of default by the employer in the settlement of any installment is based on Tradi (mutual consent), besides the fact that such a condition neither violates the contract nor does it encounter Shari'ah prohibition. The Prophet (peace be upon him) said: *"Muslims are*

---

(14) *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [4: 210]; *"Hashiyat Al-Dusuqi"* [4: 23]; *"Mughni Al-Muhtaj"* [2: 351]; and *"Al-Mughni"* with *"Al-Sharh Al-Kabir"* [6: 115].

(15) [Al-Ma'dah (The Table): 2].

(16) The Book on Resolutions and Recommendations of Al Baraka Seminar (11/2).

bound by the conditions the make".[17] In this regard the International Islamic Fiqh Academy has also issued its resolution No. 64 (2/7).[18]

noorcentre.com

- Impermissibility of stipulating a condition for increasing pay overdues is based on the fact that any increment in such amounts (against extension of settlement period) is Riba (usury). In this connection, The International Islamic Fiqh Academy issued its resolution No. 133 (7/14).[19]
- Permissibility of applying two rates of pay (so that the employer would become entitled to the higher rate when he performs the work in the shorter period and vice versa) stems from the fact that such arrangement does not lead to Gharar (uncertainty) or Jahalah (ignorance). In addition to that, such arrangement had been Traditionally resorted to, and approved by a number of Fiqh scholars.[20]
- Permissibility of seeking payment guarantees, is similar to permissibility of Kafalah (suretyship) and *Tawthiqat* (documentations) in Islamic jurisprudence, besides the fact that request for guarantees here does not violate the rulings of the contract but rather confirms them, since guarantees are suitable for debt contracts.
- The contract becomes null and void when the service is completely or partially useless, because the outcome of the contract has not been accomplished, and the contract has not achieved its objectives. In addition to all that, the pay is supposed to be made against the benefit. In this respect, the International Islamic Fiqh Academy issued its Resolution No. 13 (1/3).[21] If, instead, the contract relates to a specifically defined service which has to be delivered in the future, the contract does not become null and void because the service in question will still remain as a debt, and the employee should be asked to provide a service that has the same specifications.
- The ruling that hiring will come to an end on expiry of the contract period or on the consent of the two parties, is based on the fact that a hiring contract

(17) Reference has been referred to earlier.
(18) The Journal of the Academy, No. (6), (P. 193) and No. (7), Vol. (2), (P. 9).
(19) The Journal of the Academy, No. (14), Vol.(4), (P. 687).
(20) See: "*Al-Fatawa Al-Hindiyyah*" [4: 445] and "*Al-Mughni*" by Ibn Qudamah [5: 442].
(21) See: the Journal of the Academy, No. (2), Vol. (2), (P. 527) and No. (3), Vol. (1), (P. 77).

is a time-based contract and therefore, it expires at the end of the period. Similarly, a hiring contract is a consensual contract which starts and ends on the consent of the two parties.
noorcentre.com

- Permissibility of spontaneous renewal of the contract when it is stipulated as a condition or when agreed upon between the two parties, stems from the fact that such condition does not violate the rulings of the contract. The Prophet (peace be upon him) said: *"Muslims are bound by the conditions the make"*.[22]
- The basis for the commitments of the employee and the employer is that such commitments constitute essential requisites of the contract for hiring of persons. Moreover, such commitments are based on the agreement of the two parties. Both of these two justifications are unanimously accepted by Shari'ah scholars.[23]
- The ruling that a hiring contract which relates to the employee in person becomes null and void on the death, loss of legal competency or persistent sickness of the employee, is based on the fact that the object of contracting will, thus, become no longer existent. Consequently, there will also be no pay since the pay is to be made in exchange of the benefit. In addition to all that, this ruling conforms to normal practice.
- The ruling that a contract which relates to a future service does not become null and void on the death of the employee, is based on the fact that in this case the service, as a debt, is considered as existent.
- The pay shall become due even if the employer could not benefit from the employee who had put himself at his disposal. This ruling is based on the fact that the employee is entitled to the pay since he has been able to fulfill the condition of putting himself at the disposal of the employer, while the employer has no excuse for not benefiting from the services.
- Permissibility of terminating the hiring contract in case of contingencies is based on observation of need and necessity of avoiding hardship, in addi-

(22) Reference has been referred to earlier.
(23) See: *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [4 :210]; *"Tabyin Al-Haqa`iq"* [5: 124]; Al-Dusuqi in *"Al-Sharh Al-Kabir"* [4: 23]; *"Mughni Al-Muhtaj"* [2: 351; and *"Al-Mughni"* with *"Al-Sharh Al-Kabir"* [6:115].

tion to normal practice. A Fatwa in this regard has been issued by the Board of Fatwa and Shari'ah Supervision of the Kuwait Finance House.[24]

noorcentre.com

- Permissibility for the employee to state a condition for termination of the contract when the pay is delayed is based on the fact that such condition is fair, and does not violate the rulings of the contract. The Prophet (peace be upon him) said: *"Muslims are at their conditions"*.[25]

(24) Fatwa No. (232) and No. (252).
(25) Reference has been referred to earlier.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (35)

Zakah

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 869
Statement of the Standard 870
1. Scope of the Standard 870
2. Procedural Rulings 870
3. General Rulings 872
4. Fixed Assets 874
5. Zakatable Assets 876
6. Liabilities 888
7. Provisions 891
8. Reserves 894
9. Eight Heads of Zakah Disbursement 896
10. Rulings Relating to Zakah Disbursement 896
11. *Nisab* and Zakah Rate for Livestock (An'am) 898
12. Date of Issuance of the Standard 899
Adoption of the Standard 900
Appendices
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 901
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 903
Appendix (c): Definitions 904

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This standard aims to identify the Zakah base for Islamic financial Institutions (Institution/Institutions),[1] and indicate the different types of zakatable assets and the liabilities (debts of the Institution) and allocations that have to be deducted from them. The standard also aims to illustrate the payable Zakah rates, and indicate the specific heads of Zakah disbursements.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers identification of the Zakah base for Institutions (including Islamic insurance companies) as well as the subsidiary and the mother company of the Institution (the company). This will be done through identification of the items of financial statements that should or should not be included in calculation of the Zakah base, and the liabilities or allocations that should or should not be deducted from Zakatable assets. The standard also covers payable Zakah rates, disbursement of Zakah funds on the eight categories of Zakah recipients, and the rulings pertaining to disbursement.

2. Procedural Rulings

2/1 Methods of calculation of Zakah base

There are two methods for calculation of Zakah base: the first is the method of net assets, and the second is the method of net investment assets. The two methods have different bases of assessment, yet if such difference is well recognized the final outcome will be the same. This standard is based on the net assets method.

Net Assets Method

2/1/1 Calculation of Zakah base by using the net assets method is done as follows:

Zakah base = Zakatable assets – (liabilities payable during the financial year as at the date of the balance sheet + all installments of liabilities of the financial year which will become due during the coming financial period + rights of the holders of non-restricted investment accounts + minority rights +sovereign rights +waqf rights + charitable rights + rights of non-profit-earning organizations that have no specific owner).

Zakatable assets include: cash and the like, receivables (minus) doubtful debts, assets prepared for trading (such as goods, financial papers and real estate), and financing assets (Mudarabah, Musharakah, Salam, Istisna'a…..). Deductions from financial assets include fixed assets relating to them as well as deductible allocations as shown in item 7.

noorcentre.com

2/1/2 Assets prepared for trade are to be assessed in terms of their expected cash value (selling market value) at the time when Zakah is due.

2/1/3 In determination of zakatable assets in agriculture and livestock other than articles of trade, application of the ratios and rates specified by Shari'ah should be observed.

2/2 Direct payment of Zakah by the institution

2/2/1 The institution or the company is committed to pay Zakah under the following cases:

a) Enactment of an enforceable Zakah law.

b) Stipulation of commitment to pay Zakah in the articles of association.

c) Issuance of a Zakah commitment resolution by the general assembly.

2/2/2 When the Institution accepts agency for payment of Zakah on behalf of all or some of its equity holders or the holders of investment accounts, funds should be available - or submitted by the principals of such agency - for payment of Zakah on their behalf.

2/2/3 There should be coordination between the mother Company and its subsidiaries with regard to payment of Zakah so as to avoid double payment.

2/2/4 In case of establishing a Zakah fund, or preparing Zakah accounts, clearance by the Shari'ah Board of the institution or the company should be obtained. Clearance by the Shari'ah

Board is particularly required for disbursement of the Zakah funds, when performed directly by the institution/company, or through an accredited Zakah agency. Moreover, a comprehensive report on Zakah disbursements should be presented to the Shari'ah Board on annual basis.

noorcentre.com

2/2/5 In the absence of any of the conditions indicated in item (2/2/1) above, payment of Zakah shall become the responsibility of shareholders and holders of the investment accounts. In this case the Institution or the company has to indicate the amount of Zakah payable per share or per a given balance of an investment account.

2/3 Zakah-related financial statements

2/3/1 The Balance sheet

Due to the fact that Zakah relates to ownership of zakatable assets, what matters to the Institutions in Zakah calculation is the financial data included in the balance sheet of the institution (the budget), which comprises assets, liabilities, and their related allocations.

2/3/2 Income statement

Income statement (profit and loss account) does not form a basis for Zakah calculation, yet it is referred to for knowing the income or profit of the income-earning fixed assets. In order to pay Zakah the Institution should not necessarily be making profits. Incurring losses by the Institution does not prevent Zakah from becoming due. The Institution is still committed to pay Zakah, except when its liabilities (debtors) absorb all its assets.

3. General Rulings

3/1 Shari'ah definition of Zakah, status (Hukm) of Zakah in Shari'ah, and Zakatable funds

3/1/1 Zakah is a right which becomes due in certain types of wealth, and disbursable to specific categories of recipients. It is an in rem duty when its conditions are satisfied.

noorcentre.com

3/1/2 Zakah is obligatory on gold, silver, currencies, trade articles, livestock (camels, cows and goats), agricultural produce, minerals and *Rikaz* (treasures).

3/1/3 Zakah is not obligatory on wages, salaries and income from free occupations at the time of receiving such income; whereas it is obligatory on that portion of such income which remains unexpended for a whole year.

3/1/4 Zakah is not obligatory on fixed assets which generate income and which are not acquired for trade, such as leased assets. Nevertheless, at the end of the year, Zakah is obligatory on the remaining portion of the income generated by these assets.

3/1/5 Zakah is not obligatory on public wealth (public sector) or the insurance funds of public institutions.

3/1/6 Zakah is not obligatory on the charitable Waqf (*al-Waqf al-Khayri*). As regards the family Waqf (*al-Waqf al-Ahli*) the beneficiaries should pay Zakah, at the end of the year, from that portion of the Waqf income which remains unexpended.

3/1/7 The above ruling which relates to exemption of charitable Waqf from Zakah is also applicable to trust funds as well *Irsad* (allocation) of public funds and properties for (non-profiteering) educational, charitable, and social Institutions, which have no specific owner, even if such institutions make profits.

3/2 Conditions for Zakah obligation

3/2/1 Full ownership

Full ownership materializes when nobody else has a right in the asset in question, the owner can dispose of the asset the way he likes, and the owner of the asset is the sole owner of the income generated from the asset. In this case, no matter if the asset is

allocated for any specific purpose other than settlement of debts (for instance, no matter if it is allocated for implementation of investment projects).

noorcentre.com

3/2/2 *Nisab* (Zakatable wealth stratum)

The *Nisab* for gold regardless of its form is 85 grams of pure gold or its equivalent in currency (paper or coins), and the same *Nisab* is also applicable to articles of trade after valuation, as well as to extracted minerals. For silver, the *Nisab* is 595 grams of pure silver. The *Nisab* which is widely recognized as applicable to articles of trade is that of gold. *Nisab* for Zakah on livestock is shown at the end of this standard.

3/2/4 Al-Hawl (Zakah year)

The Zakah year for cash and commercial assets as well as livestock is a lunar year (354 days). In case of adopting the solar year for cash and commercial assets, the Zakah rate becomes 2.577%.[2] As regards agricultural products no consideration is to be given to the Hawl (Zakah year) because what matters is harvesting. Similarly what should be considered for minerals and Rikaz (treasures) is their extraction.

3/3 Applicable Zakah rate

The rate of Zakah applicable to gold, silver, currencies and articles of trade is 2.5% - with due consideration to item 3/2/3 above - , whereas the rate applicable to agricultural produce is one tenth (10%) for the produce of non-irrigated lands, half of the tenth (5%) for the produce of irrigated lands, and three quarters of the tenth (7.5%) for the produce of partially irrigated lands. Zakah rates applicable to livestock are shown at the end of this standard.

4. Fixed Assets

4/1 Operational fixed assets

Zakah is not obligatory on operational fixed assets such as the premises of the institution and its equipments; or on intangible assets such

(2) In a leap year the rate is 2.5775

as patent rights, trademarks and computer software. Zakah is also not obligatory on moveable assets acquired for operation (other than those prepared for trade) such as spare parts and tools used for further production, even when such assets are kept in the warehouses.

noorcentre.com

4/2 Income-generating fixed assets

There is no Zakah on fixed assets which generate income like *Mustghallat* (leased assets), if such assets are not acquired for trade. Nevertheless, Zakah is obligatory, at the end of the year, on the unexpended portion of the income generated by such assets, by adding that portion of income to the other zakatable assets and applying the Zakah rate.

Income-earning fixed assets appear in the financial statements under the following items:

4/2/1 Mustaghallat (leased assets such as real estate properties, transportation vehicles..etc.). At the end of the year, the unexpended rental of these assets is to be subjected to Zakah by adding it to other zakatable assets.

4/2/2 Real estate investments: At the end of the year, the unexpended income of these assets is to be subjected to Zakah by adding it to other zakatable assets.

4/2/3 Capital projects under implementation (which are not for trading)

If a project of this type happens to generate income at some of its stages of implementation, Zakah is obligatory on the unexpended part of that income, after adding it to zakatable assets at the end of the year. If such projects are being implemented for trading purposes. [see item (5/2/6/3)]

4/2/4 Investments in shares with the aim of retaining them (*Nama'*)

If it is possible to know through the company what is the exact amount of Zakatable assets (cash, articles of trade and repayable debts) per share, Zakah can be levied on that amount, otherwise Zakah is to be levied on the portion of zakatable assets per share,

which has to be reached through estimation. If the company has no zakatable assets, Zakah is obligatory on the remaining part of the net income at the end of the year.

noorcentre.com

As far as shares owned for non-trading purposes are concerned, no allocation for deterioration in the value of share investments should be made from the zakatable assets. Regarding shares acquired for trading purposes, the ruling on articles of trade (item 5/2) should be applied.

4/2/5 Investment in the shares of subsidiaries

In, accounting, a subsidiary is the entity in which the mother company owns 50% of the shares. The process of Zakah payment in this case starts with calculating the Zakah of the subsidiary independently, and then the mother company pays its share of Zakah in proportion to its shareholding in the subsidiary. The remaining part of the Zakah of the subsidiary is to be paid by the other parties (minority rights). Such arrangement holds true when the subsidiary does not pay its Zakah directly.(3)

5. Zakatable Assets

5/1 Liquid or easy-to-liquidate current assets

Such assets which include cash assets and assets which can be converted into cash (quasi cash), are shown in the financial statements under the following items:

5/1/1 Cash in hand: Zakah has to be paid from these funds. If such funds are in foreign currency Zakah should be paid from the equivalent amount in local currency as per the prevailing exchange rate on the date when Zakah is due.

5/1/2 Gold and silver assets in any form: Zakah on such assets is to be assessed on the basis of their net weight or cash value.

---

(3) From a Shari'ah point of view, the same ruling is applicable when the mother institution owns less than 50% of the shares of the subsidiary.

5/1/3 Bank balances: bank balances constitute the following items in the financial statements:

noorcentre.com

5/1/3/1 Current accounts

Institutions and companies should pay Zakah from their current accounts with other Institutions, because such accounts constitute debts that will certainly be settled. Current accounts include those with the central bank as well as those with other banks. When the Institution obtains interest in such accounts (though it is prohibited) it should pay Zakah from the principal amounts and donate the whole amount of the interest for charitable purposes. For the banks or the Institutions which receive such deposits current accounts constitute liabilities. [see item 6/3/1]

5/1/3/2 Investment accounts

a) The owners of these accounts should pay Zakah from the investment balances as well as the profits, whether such accounts represent short or long term deposits, and even if drawing from the account is restricted by the investment Institution or the owner. If these accounts are invested through permissible modes, what really matters is their share in the investment assets, rather than their share in the invested amounts. Consequently due consideration has to be given to the nature of the assets representing the invested amounts.

   As for the institutions in which the accounts are invested, an account of this type represents a trust (Amanah) rather than a liability, and therefore these Institutions should pay Zakah only on their share of the profits or their commissions, as part of their cash assets.

b) When the investment accounts earn interests (though prohibited) Zakah is payable from the principal, while the entire amount of interest should be donated for charitable purposes. As for the banks in which these interest bearing accounts are deposited, the principal amounts (excluding interest) represent liabilities. [see item 6/3/2]

noorcentre.com

5/1/4 Bonds, Sukuk and funds

5/1/4/1 Bonds and treasury bills (which represent debts and involve interest – though prohibited): Zakah from the principal of the bond (cost of the bond) should be paid, whereas the entire amount of interest should be donated for charitable purposes. As regards the issuing banks, the nominal value of these bonds and bills represent a liability. [see item 6/3/2]

5/1/4/2 Investment Sukuk of different types: Their owners should pay Zakah on the basis of the underlying assets of these Sukuk, and as indicated in this Standard. As for the Institutions which manage the assets or keep the investment Sukuk, the Sukuk represent a trust (Amanah) rather than a liability, and therefore these Institutions should pay Zakah only on their share of the profits or their commissions, as part of their cash assets.

5/1/4/3 Investment Funds in their different forms: Zakah has to be paid on the basis of the underlying assets of the fund, and as indicated in this Standard.

5/1/5 Amounts retained for documentation of the deal

5/1/5/1 *Hamish Jiddiyyah* (security deposit): This refers to the advance amount which the client pays in order to confirm his binding pledge. Such amount is supposed to cover any harm caused by recoiling of the client from completion of the deal: Zakah on such amount

shall be paid by the client. If the amount is deposited in a current account it shall become subject to the rulings shown in item 5/7/3/1 and if it is deposited in an investment account it shall become subject to the rulings indicated in item. [5/1/3/2]

noorcentre.com

5/1/5/2 The initial security for entering bids as well as implementation security: are to be ducted from the zakatable assets of the Institution which receives them, while the owner of such amount has to pay Zakah it annually as part of his assets, unless he has not been enabled to invest it before refund. When several years elapse before refund, Zakah for one year has to be paid. If such amounts are deposited in an investment account it shall become subject to the rulings stipulated in item. [5/1/3/2]

5/1/5/3 Cash security charged to individuals and Institutions for obtaining certain services such as telephone and electricity services, or security paid on renting shops and equipments: Zakah should be paid by the owner of such amount on refund, and for one year, unless he has been enabled to invest the amount before refund. If the owner of the amount has been enabled to invest it before refund Zakah has to be paid subject to the rulings stated in item. [5/1/5/2]

5/1/5/4 'Arboun (Earnest Money): To be deducted from the zakatable assets of the buyer, while the seller should pay Zakah from it as part of his Zakatable assets, since he will get the amount if the contract is concluded or not.

5/2 Commodity current assets (Articles of Trade)

5/2/1 Articles of trade include anything offered for sale such as real estate and moveable assets, whether the good is being sold in

its current state or after manufacturing, and when it is acquired through buying or otherwise. To be subject to Zakah payment such goods should not necessarily be obtained through buying, the mere intention to offer them for sale is quite sufficient.

noorcentre.com

5/2/2 Articles of trade should be valued at selling market price in the place where they exist, and according to the method of their sale (retail, or wholesale, or if both whichever the predominant). Articles of trade should not be valued at cost or market price whichever the less. However, when other methods of valuation are extremely difficult, valuation at cost can be used for Zakah purposes. When there is a price change during the period between the date of accrual and date of payment of Zakah, the price at the date of Zakah accrual should be adopted.

5/2/3 When the articles of trade are subject to another type of Zakah treatment (e.g., when the articles of trade are livestock or agricultural produce) they should become subject to Zakah on articles of trade only.

5/2/4 In principle, Zakah on articles of trade is to be paid in cash, yet in case of trade recession it can be paid in kind (from the same articles of trade), provided that the interest of Zakah recipients could, thus, be achieved.

5/2/5 Zakah has to be paid on the goods earmarked for the buyer after concluding the contract, even if he has not yet possessed them.

5/2/6 Applications relating to commodity current assets in the items of financial statements

5/2/6/1 Commodity stocks prepared for Trade, raw materials in their different forms, and goods for sale in their original form or after being manufactured by adding them to other materials: To be valued for Zakah purposes at selling market price.

If a good of this type is defective it shall be valued at its selling market price and as per the method of its sale (retail, or wholesale, or if both whichever the predominant). If the good in question is a slow-moving item it can be valued for Zakah at its market price and in its current form. When an allocation is made for such goods it should not be deducted from zakatable assets.

noorcentre.com

5/2/6/2 Goods in process: To be valued for Zakah at their current market price on the day of Zakah accrual, and if it is not possible to know their market value, they could be valued at cost.

5/2/6/3 Works under implementation (constructions): To be valued for Zakah in their current state on the day of Zakah accrual.

5/2/6/4 Industrial accessories (spare parts) used in production equipment: are not part of Zakatable assets.

5/2/6/5 Goods in transit: To be valued for Zakah at market price in the place where they are found.

5/2/6/6 Goods to be sold by others on commission (by agency): To be valued for Zakah at market price in the place where they are found.

5/2/6/7 Goods imported through documentary credits covered by the Institution, including the expenses of opening the credit and the amounts retained by intermediary banks: Zakah should be paid on the amounts retained for the credit, and not the expenses. When the goods are owned Zakah has to be paid from them on the basis of their market value.

5/2/6/8 Goods prepared for export through documentary credits to the benefit of the Institution: The amounts retained

for the credit, are neither subject to Zakah nor are they deductable from zakatable assets, since they have not yet been possessed. However, Zakah has to be paid on the goods that are still held by the Institution as part of its finished goods or goods in process.

noorcentre.com

5/2/7 Intangible rights prepared for trade such as copy right, patent right, trademarks, and computer software: should be subject to Zakah on articles of trade.

5/2/8 End of the year stock of raw materials (primary materials) which are normally used as ingredients and remain as components of the goods manufactured for trade: Should be valued for Zakah at their market value before entering the process of manufacturing. No Zakah is payable on supporting materials which do not represent ingredients of or remain as components of the manufactured goods, such as fuel and cleaning materials.

5/2/9 Finished goods and goods in process being manufactured for trade: are subject to the same rate applicable to Zakah on articles of trade. Finished goods and goods in process should be valued in their current state and at market price.

5/2/10 Rapping and packing materials: are not to be included in valuation of goods for Zakah if such materials are not prepared for trade separately. Nevertheless, if such materials increase the value of the goods they should be included.

5/3 Receivables of the institution or the company

5/3/1 If the debt owed to the Institution is a cash amount the Institution should pay Zakah on it annually - whether such debt is due or not - since the Institution will certainly receive it. As for bad debts (non-repayable debts) and doubtful debts the Institution does not have to pay Zakah except for one year after collection of such debts, and as per the rulings indicated in item 6/2.

5/3/2 The institution can postpone Zakah on its outstanding debts until full or partial collection. On collection, the Institution has to pay Zakah for the whole past period. When a specific debt is partially doubtful, and an allocation is made for doubtful debts, the doubtful part of the debt can be deducted from Zakatable assets, if the total amount of such debt has initially been included in the these assets.

noorcentre.com

5/3/3 When the debt owed to the institution by another party comprises interest that has arisen from the process of lending and borrowing or from rescheduling of the debt; the Institution should pay Zakah on the principal only and donate the whole amount of interest for charitable purposes. It should, however, be noted that interest bearing deposits and loans as well as discounting of receipt papers are strictly prohibited dealings which should be avoided.

5/3/4 Applications relating to Receivables in the items of financial statements

5/3/4/1 Debtors: Zakah shall be paid on the amounts payable to the Institution against goods or services sold on debt. In this respect, due consideration should be given to the above-mentioned items.

5/3/4/2 Loans, overdraft accounts, and debt bonds including discounted bonds (zero coupon) and accepted bills (discounted bills): Zakah is payable on the value paid for purchasing the bond, whereas interest – though prohibited – should become subject to the rulings indicated in item 5/3/4.

5/3/4/3 Receipt papers (bills and promissory notes): Zakah shall be paid on the principal of the debt (amount of the paper), including the increment added to the price, if the paper relates to a commodity sold on debt. It shall be noted here that the case will remain the same whether

the debt represented by the paper is due or not, since no difficulty is going to be encountered in its collection. If the paper comprises interest the rulings indicted in item 5/3/4 regarding interest should be observed.

noorcentre.com

5/3/4/4 Amounts retained from contracts: Such guarantee amounts are held by the clients to ensure that the Institution is going to honor its commitments. If the Institution has not been enabled to invest these retention amounts it should not pay Zakah on them. However, on receipt of the amounts the Institution has to pay Zakah on them for only one year.

5/3/4/5 Advance payments on signing contracts: No Zakah shall be paid on them, since they are no longer owned by the Institution.

5/3/4/6 Prepaid expenses: No Zakah is payable on such amounts which represent expenses of forthcoming financial periods, since they are no longer owned by the Institution.

5/3/4/7 Accrued income: It represents income of the current period which has not yet been received, and it shall be subject to Zakah on debts as indicated in item 5/3/1.

5/3/4/8 Legal deposit: It refers to the amount retained by a bank on request of the concerned authorities for the sake of awarding license to the Institution. The Institution cannot withdraw or dispose of such amount except on permission of the concerned authorities. If the institution has not been enabled to invest the retained amount it shall pay Zakah on it for only one year at the time of refund. If such deposit involves interest (though prohibited) the rulings indicated in item 5/3/4 should be applied.

5/3/4/9 Murabahah debtors: It indicates the amounts owed by purchasers. Zakah in this case is payable on total price including profits, as indicated in item 5/3/1.

5/3/4/10 Debtors of Salam goods purchased by the Institution and not yet received: the Institution should pay Zakah on Salam capital if the goods have been purchased for trading purposes. When the goods are purchased for operating or income generating purposes the rulings indicated in item 4/1 and 4/2 should be applied. As regards the Salam capital received by the seller of the goods, such income is subject to Zakah as part of the seller's cash assets.

noorcentre.com

5/3/4/11 Debtors of Istisna'a goods sold by the institution: This item represents the balance of amounts due to the Institution as per delivery dates of the Istisna'a commodity. Such amounts are part of Zakatable assets, and Zakah has to be paid on them under the category of current assets, because they constitute cash amounts.

5/3/4/12 Debtors of Istisna'a goods purchased by the institution: When such goods are purchased for the sake of trading, the debt relating to them (the price which the Institution is committed to pay to the seller) should be included in zakatable assets, and subjected to Zakah as per item 5/3/1.

5/3/4/13 Investment in shares for the sake of trading: Should become subject to the Zakah rate applicable to articles for trade. Valuation has to be at market price, yet in the absence of any market for such shares, valuation can be made by experts.

5/3/5 Debtors in an insurance portfolio

As indicated in the Shari'ah standard on Islamic Insurance the contributions of policyholders constitute a fund which has an independent financial liability, and the contributor is supposed to have given the premium as a donation. Consequently, the insurance fund is not committed to pay back any excess amounts to policyholders [items 2 and 5/5 of the Shari'ah Standard No.

(26) on Islamic Insurance]. In view of this no Zakah is payable by the insurance portfolio.

noorcentre.com

5/4 Zakah on agricultural produce and fruits

5/4/1 The *Nisab* for agricultural produce and fruits is 653 kilograms. No consideration should be given to the *Hawl* (Zakah year) because what matters here is harvesting. The applicable Zakah rate is one tenth (10%) for the produce of non-irrigated lands, half of the tenth (5%) for the produce of irrigated lands, and three quarters of the tenth (7.5%) for the produce of partially irrigated lands.

5/4/2 In calculation of the *Nisab* different types of the same kind of produce can be added together, such as the different types of the same kind of grain or fruit, whereas different kinds of produce or fruits cannot be added together. Each kind of produce or fruit should have its separate *Nisab*. It makes no difference when the agricultural produce or fruits owned by the same Institution or company are in different geographical locations.

5/4/3 *Khars* (estimation by experts) can be adopted when the agricultural products or fruits are ripe. One fourth or one third can be deducted and left to the owner and the rest becomes subject to Zakah on the basis of *Khars* after the produce is dried. Zakah can also be paid in terms of value.

5/4/4 Works under implementation (constructions) relating to agriculture are not part of Zakatable assets.

5/4/5 Production requirements such as fertilizers and insecticides are not part of zakatable assets, and should not be deducted from the Zakah base unless they have been obtained through debt.

5/4/6 Rapping and packing materials are not part of zakatable assets.

5/4/7 Expenses relating to irrigation, land development, irrigation channels and soil woks shall not be deducted from zakatable assets.

5/4/8 Cost of delivery to recipients shall be deducted from zakatable assets.

noorcentre.com

5/4/9 Zakah on the produce of a rented agricultural land should be paid by the tenant. In case of Muzara’ah or Musaqat, Zakah shall be paid by the two parties proportionately.

5/4/10 Subsidies and concessions related to agriculture: Cash subsidies shall be included in the Zakah base as part of liquid assets subject to item 5/3/1, whereas free-of-charge land and equipment should not.

5/5 Zakah on minerals

5/5/1 Minerals here include all stuffs of this kind extracted from the earth or the sea whether in liquid, solid or gaseous form.

5/5/2 The *Nisab* for minerals is what has reached in value 85 kilograms of gold. *Nisab* is to be assessed for quantities extracted continuously. If extraction is suspended for an abnormal period assessment of *Nisab* shall start at the time when extraction is resumed again. The Zakah rate applicable to minerals is 2.5%. If the extracted minerals are owned by the state no Zakah shall be paid on them, otherwise minerals are the property of their extractor, and he should pay Zakah on them. [see Shari’ah Standard No. (22) on Concession Contracts]

5/5/3 Pearl, coral and fish extracted from the sea for trade should become subject to the Zakah rate applicable to articles of trade.

5/6 Zakah on livestock

Nisabs and Zakah rates for livestock (camels, cows and goats) are shown at the end of this standard. Livestock that reaches the *Nisab* is subject to Zakah, whether owned for milk or progeny. The animals shall become subject to the Zakah rate on livestock, only if they are fed through free grazing, most of the year. If the animals are owned for trade they shall become subject to the Zakah rate on articles of trade.

5/6/1 It makes no difference if the animals which belong to the same owner are found in the same place or different places. Mixed ownership can also be recognized so that the animals owned by more than one person are treated as if they are owned by a single person, when such animals share the same facilities.

noorcentre.com

5/6/2 Animals owned for trade should become subject to the Zakah rate on articles of trade. Valuation has to be at selling market price.

5/6/3 Working animals, such as animals used in land plowing, irrigation and carrying are not part of zakatable assets.

5/6/4 Animals other than camels, cows and goats are not subject to Zakah payment, unless they are owned for trade. If such animals are used for production rather than trade they should not be included in zakatable assets.

5/6/5 When animal products such as milk and wool are owned for trade they should become subject to Zakah on articles of trade.

5/6/6 Zakah is not payable on horses, mules, donkeys and all other animals used for work or adornment, unless owned for trade.

5/6/7 Zakah is not obligatory on chickens acquired for production, which should be treated in the same way as Mustaghallat (productive assets such as leased properties). [see item 4/2]

5/6/8 Chickens, milk and stocks of animals are subject to Zakah on articles of trade when they are owned for trade purposes.

6. Liabilities

6/1 Classification of liabilities

Liabilities in financial statements comprise items which are not debts owed by the Institution in the strict sense of Shari'ah. Such items include for instance the capital of the company, the reserves and the profits. The debts included under the item of liabilities comprise the following:

6/1/1 Non-current (long term) liabilities which refer to debts that become due after one year. Such debts usually arise from purchase of fixed assets on debt, in addition to other long term entitlements.

noorcentre.com

6/1/2 Current (short term) liabilities which refer to debts that become due within one year.

6/2 Debts owed by the institution

6/2/1 If the debts owed by the Institution have arisen from obtaining current zakatable assets for the purpose of trade they should be deducted from the Zakah base.

6/2/2 If the debts owed by the Institution have arisen from obtaining non-zakatable fixed assets, they should not be deducted from the Zakah base.

6/2/3 When it is difficult to know the amount of debt that has arisen from acquiring zakatable assets, the ratio of zakatable assets to total assets should be used for assessment of such debt which has to be deducted from the Zakah base. If, for instance, zakatable assets constitute 40% of total assets, 40% of total debts should be deducted from the Zakah base.

6/2/4 If the debt owed by the Institution has arisen from a Shari'ah-banned practice such as borrowing with interest, unpaid interests should not be deducted from zakatable assets, because impermissible commitments cannot lead to a Shari'ah-recognizable debt.

6/3 Applications relating to current liabilities in the items of financial statements

6/3/1 Current accounts: The balances of current accounts should be deducted from the zakatable assets of the Institutions with which such accounts are deposited. Similarly, the principal as well as the profits of investment accounts should be deducted from the zakatable assets of the Institutions entrusted with

investing these accounts to the benefit of their holders. In the case of investment accounts the share of the Mudarib or agency fees earned by the Institution shall be excluded from the deductable amount.

noorcentre.com

6/3/2 Creditors: This item refers to the amounts payable to the creditors of the institution during the Zakah year. Such amounts which usually arise from obtaining goods, equipment, or services on debt should be deducted from zakatable assets.

6/3/3 Creditors of sold goods of Salam: It refers to those who purchased goods from the Institution through Salam and have not yet received them. The goods constitute a debt, because they have not yet been delivered, and therefore, the amount of Salam capital should be deducted from the zakatable assets.

6/3/4 Creditors of sold goods of Istisna'a: The goods constitute a debt because the Institution has entered in a commitment to make them, and it is yet to do so. Hence, such goods shall become subject to the rulings indicated in item 6/3/6.

6/3/5 Creditors of purchased goods of Istisna'a: This indicates the debt commitment of the Institution when it purchases goods through Istisna'a. The balance of this item should be deducted from Zakatable assets.

6/3/6 Payment papers: It includes bills and order bonds issued to importers of deferred goods and services, or bills and order bonds issued for interest free borrowing; if such papers will fall due in the next Zakah year. Such assets should be deducted from zakatable assets.

6/3/7 Short term loans and overdraft accounts shall be subject to the rulings indicated in item 6/3/2.

6/3/8 Accrued expenses: It is the expenses which relate to the current period and is to be paid during the next period. Such expenses should be deducted from zakatable assets.

noorcentre.com

6/3/9 Prepaid income: If such income relates to services which have not yet been provided no Zakah has to be paid on the exact portion of it which relates to the undelivered services; because such income is not finally owned, and the Ijarah (hiring) contract for provision of the services could be terminated on occurrence of an excuse or a *force majeure* situation. Consequently prepaid income for undelivered services should be deducted from zakatable assets.

Nevertheless, cash amounts of earnest money forwarded on conclusion of written or verbal exchange-based (Mu’awadah) contracts are considered to be owned by the Institution or the company, and Zakah has to be paid on them even if the goods in question have not been delivered. That is to say such amounts should not be deducted from zakatable assets.

6/3/10 Due taxes: Tax amounts that relate to the current period, but has to be paid in the next period should be deducted from zakatable assets.

6/3/11 Security amounts paid by clients to guarantee fulfillments of their commitments and settlement of periodical bills should be deducted from zakatable assets.

6/3/12 Minority rights which refer to other shareholders’ equity in the subsidiary, and which appear in the consolidated financial statements should become subject to the rulings indicated in item 4/2/5.

7. Provisions

7/1 Definition of provisions

Provisions represent the amounts retained from revenues at the end of the financial period so as to cater for probable shortage of assets, or to meet imprecisely determined or unforeseen commitments of the Institution. Since provisions are estimates of probable loss amounts and unspecified commitments, they have to be totally or partially returned back to the profit and loss account (income statement), if

the debt is collected or the commitment is fulfilled, or if the provision amount is more than it should have been.

noorcentre.com

7/2 Classification of provisions

Regarding provisions, the following should be observed:

7/2/1 Provisions relating to fixed assets: Such provisions are nondeductible from Zakah assets, since fixed assets are not part of the Zakah base.

7/2/2 Provisions relating to current assets: Since Zakah is calculable on the basis of market value, provisions relating to current assets are not considered as part of liabilities to be deducted from zakatable assets. If, for any reason, current assets are valued for Zakah calculation at book value which happens to be more than exchange value, the difference between book value and market value pertinent to provisions should be deducted from Zakatable assets.

7/2/3 Provisions relating to liabilities: Liability provisions which aim to cover imprecisely determined commitments of the company such as provisions for: end of service benefits, staff leaves, taxation, and indemnities, shall be reasonable so as not to become secret reserves. Whenever exaggeration in such provisions is discovered, the excess amount should be removed.

7/2/4 In the cases when the provision is deductable from assets interest should not be deducted if it happens to be involved in it. Deduction from assets in this case should include only the Shari'ah-recognizable commitment. It should, however, be noted that interest bearing deposits and loans are strictly prohibited by Shari'ah. [see item 6/2/3]

7/3 Applications relating to provisions

7/3/1 Provision for redemption of pre-operating expenses: It is the cumulative amount of the redeemed part of pre-operating expenses. This provision is not deductable from zakatable assets.

noorcentre.com

7/3/2 Provision for deterioration in the value of investments in shares purchased for acquisition: This provision is meant to cater for price decline in financial markets, or book value, below cost; in case of valuation at cost or market value whichever the less. Such provision is not deductable from zakatable assets.

7/3/3 Provision for perishable or slow moving goods: In case of slow moving goods the provision is to cover probable declines in value due to expiry, obsolescence of type, or slow marketing. This provision is not deductable from zakatable assets.

7/3/4 Provision for probable declines in the prices of goods or financial papers: This provision is usually made to cater for declines which actually take place, and it is not deductable from Zakatable assets.

7/3/5 Provision for leaves: It is the amount deducted from revenues so as to cater for the commitment of the institution to compensate staff for leave entitlements. This provision is not deductable from Zakatable assets.

7/3/6 Provision for end of service and retirement benefits or pension salary of staff: It refers to the amounts deducted from revenues for meeting payment of such obligations. Such amounts are not deductable from Zakatable assets because they are allocated for disbursement, but not yet disbursed. They can be deducted only when they are actually paid or when they become due for payment during the current year, but not yet settled.

7/3/7 Provision for indemnity: It refers to the estimated amounts deducted from revenues in order to cater for a confirmed commitment relating to an initial legal verdict (before appeal) stipulating the payment of a specific amount as indemnity to a certain party. Such provision is estimated according to the amounts mentioned in the verdict, and it should not be deducted from Zakatable assets until it becomes due for payment by virtue of a final verdict.

7/3/8 Provision for maintenance: It is an amount allocated for spending, but not yet spent. It is not deductable from Zakatable assets.

7/3/9 Provision for insurance of fixed assets: This provision refers to the amounts charged to the revenues of the company to substitute the premiums that will be paid to insurance companies. This provision is estimated as per the amounts of its components. It should not be deducted from Zakatable assets because it comprises amounts that have been allocated for spending, but still owned by the company.

noorcentre.com

7/3/10 Provision for decrease in the price of currencies: It is the amount charged to the revenues of the company to cater for probable decline of the prices of foreign currencies against the price of the currency used in the financial statements of the company. It is assessed on the basis of the difference between the two prices (purchase price and market price). Such provision is not deductable from zakatable assets, because what matters is the prevailing exchange price at the time of valuation of Zakatable assets.

7/3/11 Provision for taxes: It refers to the estimated amounts deducted from the revenues of the company for settlement of the unpaid taxes of the current year. Such provision is assessed according to size of activity during the current financial period, besides the tax level in the previous financial periods. This provision is not deductable from Zakatable assets.

8. Reserves

8/1 Definition of reserves

Reserves are amounts deducted from profits by virtue of law (statutory reserves), or as required by articles of association of the Institution, or on the basis of a decision by the general assembly (voluntary reserves). Reserves provide necessary funds for many purposes such as future expansion, facing probable losses, distribution of profits in the years when no profits are realized, and distribution of the accumulated amounts of the reserves when they are no longer needed.

8/2 Nature and Shari'ah status (Hukm) of reserves

8/2/1 Both types of reserves (statutory and voluntary) are not deductable from zakatable assets, because in Shari'ah they are not considered to constitute debt obligations owed by the company, although it is referred to under liabilities. Since reserves are owned by the company they should be subject to Zakah as part of Zakatable assets, in case of applying the net assets method of Zakah assessment.

noorcentre.com

8/2/2 In spite of the fact that the capital account and the issuance premium provide sources of funding for the company they are not considered to be part of its debt obligations, even if capital is usually referred to under liabilities. Therefore, capital account and issuance premium are not deductable from Zakatable assets.

8/3 Applications relating to reserves

8/3/1 Revaluation reserve (capital reserves): It results from revaluation of fixed assets at current market value, and since fixed assets are not subject to Zakah, such reserve is not deductable from Zakatable assets.

8/3/2 Income reserve: It refers to that part of distributable profit which is retained by an administrative decision in provision for future need. It is not a debt obligation owed by the Institution, and therefore should not be deducted from Zakatable assets.

8/3/3 Reserve of profits earned from share purchasing operation (institution's treasury shares): This reserve results from the act of the Institution when it purchases and sells its own shares. It is not deductable from Zakatable assets, since it is part of the profits.

8/3/4 Reserve of profits declared for distribution: It refers to the profit declared by the board of directors, but the decision for its distribution has not yet been taken.

8/3/5 Reserve of retained profits: This reserve comprises the profits earmarked for transference to forthcoming years. It constitutes one type of income reserves, and is not deductable from Zakatable assets.

noorcentre.com

9. Eight Heads of Zakah Disbursement

The heads of Zakah disbursement are the eight categories specified by the Verse which states: ***{"As-Sadaqat (here it means Zakat) are only for the Fuqara' (poor), and Al-Masakin (the poor) and those employed to collect (the funds); and for to attract the hearts of those who have been inclined (towards Islam); and to free the captives; and for those in debt; and for Allah's Cause (i.e., for Mujahidun - those fighting in the holy wars), and for the wayfarer (a traveller who is cut off from everything); a duty imposed by Allah. And Allah is All-Knower, All-Wise."}***(4) Shari'ah Supervisory Boards of the institutions may specify the meaning and appropriate way of application, for each one of these categories.

10. Rulings Relating to Zakah Disbursement

10/1 The Zakah payer (institution) cannot discharge of his Zakah commitment by relieving his debtors from their debt obligations. This, however, does not mean that Zakah recipients cannot repay their debts out of the Zakah amounts which they receive from their creditors, provided that such arrangement does not involve collusion or a pre-stated condition.

10/2 In principle, Zakah is to be paid as soon as it is due, yet it can be delayed - for not more than one year – due to shortage of funds, or if its distribution is made according to a certain time schedule, or for any other obvious interest.

10/3 Institutions should establish a special fund or account for Zakah.

10/4 In principle, Zakah should be spent on its eight heads, yet if need arises Zakah funds can be utilized in investment projects.

(4) [Al-Tawbah (Repentance): 60]

noorcentre.com

However, such projects should, at the end, be owned by the Zakah recipients, or put under the supervision of the competent Shari’ah body entrusted with collection and distribution of Zakah. Nevertheless, investment of Zakah funds should be after fulfilling the urgent needs of Zakah recipients, and on availability of sufficient safeguards against losses.

10/5 Zakah does not cease to be valid by prescription.

10/6 Zakah can be paid before its due time, subject to specific conditions on which Shari’ah boards should be consulted.

10/7 Zakah can permissibly be paid in terms of the equivalent value of the subject commodity.

10/8 Zakah should not necessarily cover all the eight heads of its disbursement. It can permissibly be confined to some of them.

10/9 Zakah funds can be transferred from place of payment to another place due to an obvious interest to be judged by the Shari’ah boards of the institutions.

11. *Nisab* and Zakah Rate for Livestock (An'am)

11/1 *Nisab* and Zakah rate on camels

noorcentre.com

From	To	Obligatory Zakah Rate
1	4	Nothing
5	9	1 goat
10	14	2 goats
15	19	3 goats
20	24	4 goats
25	35	Bint Makhad camel (at the second year of age)
36	45	Bint Labun camel (at the third year of age)
46	60	Hiqqah camel (at the fourth year of age)
61	75	Jaza'ah camel (at the fifth year of age)
76	90	2 Bint Labun
91	120	2 Hiqqah
121	129	3 Bint Labun
130	139	1 Hiqqah + 2 Bint Labun
140	149	2 Hiqqah + 1 Bint Labun
150	159	3 Hiqqah
160	169	4 Bint Labun
170	179	1 Hiqqah + 3 Bint Labun
180	189	2 Hiqqah + 2 Bint Labun
190	199	3 Hiqqah +1 Bint Labun
200	209	4 Hiqqah or 5 Bint Labun
210	219	1 Hiqqah + 4 Bint Labun
220	229	2 Hiqqah + 3 Bint Labun
230	239	3 Hiqqah + 2 Bint Labun
240	249	4 Hiqqah + 1 Bint Labun

For more than 249, one Hiqqah for every 50 camels and one Bint-labun for every 40 camels.

11/2 *Nisab* and Zakah rate on cows

noorcentre.com

From	To	Obligatory Zakah Rate
1	29	Nothing
30	39	Tabee'a or Tabee'ah (at 2nd year of age)
40	59	Musinnah (at 3rd year of age)
60	69	2 Tabee'a or 2 Tabee'ah
70	79	Musinnah + Tabee'a or Tabee'ah
80	89	2 Musinnah
90	99	3 Tabee'a or 3 Tabee'ah
100	109	Musinnah + 2 Tabbee'a or 2 Tabee'ah
110	119	2 Musinnah + Tabee'a or Tabee'ah
120	129	3 Musinnah or 4 Tabee'a or 4 Tabee'ah

For more than 129, one Tabee'a or one Tabee'ah for every 30 cows and one Musinnah for every 40 cows.

11/3 *Nisab* and Zakah rates on goats

From	To	Obligatory Zakah Rate
1	39	Nothing
40	120	1 goat
121	200	2 goats
201	399	3 goats
400	499	4 goats

For more than 499, one goat for every 100 goats.

12. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 30 Dhul-Qa'dah 1429 A.H., corresponding to 28 November 2008 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the draft of the Standard on Zakah in its meeting No. (22) held in the Kingdom of Bahrain on 28–30 Dhul-Qa'dah 1429 A.H., corresponding to 26-28 November 2008 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (13) held on 26-30 Sha'ban 1425 A.H., corresponding to 10-15 October 2004 A.D., in Makkah Al-Mukarramah, The Shari'ah Board decided to issue a Shari'ah standard on Zakah.

On 1 Ramadan 1425 A.H., corresponding to 16 October 2004 A.D., the Secretariat General decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a study on Zakah.

A joint committee composed from Shari'ah Committees (1) and (2) was held on Thursday 8 Rabi' I, 1427 A.H., corresponding to 6 April 2006 A.D., in Makkah Al-Mukarramah. In that meeting the committee discussed the study, cleared it, and asked the consultant to introduce necessary changes in the light of the observations and suggestions made in the meeting.

In its meeting No. (17) held in Makkah Al-Mukarramah, on 26 Shawwal – 1 Dhul-Qa'dah 1427 A.H., corresponding to 18-23 November 2006 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments made by the joint committee and introduced the changes that it deemed necessary.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 18 Safar 1428 A.H., corresponding to 8 March 2008 A.D. More than 30 participants attended the session as representatives of central banks, institutions, and accounting firms. The session was also attended by Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session, and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

In its meeting No. (18) held on 12–16 Jumada II, 1428 A.H., corresponding to 27 June – 1 July 2007 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah, the

Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the public hearing, and introduced the changes that it deemed necessary.

noorcentre.com

In its meeting No. (20) held in the Kingdom of Bahrain, on 4-8 Safar 1429 A.H., corresponding to 11-15 February 2008 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes introduced by the joint meeting of Shari'ah Committees (1) and (2), and introduced necessary changes.

In its meeting No. (22) held in the Kingdom of Bahrain, on 28-30 Dhul-Qa'dah 1429 A.H., corresponding to 26-28 November 2008 A.D., the Shari'ah Board adopted the Standard after discussing it and introducing necessary changes.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the Standard

It is impossible to imagine a debt arising from commodities purchased through Salam, because the capital (price) has to be paid in advance. The Salam buyer has to pay Zakah on the Salam capital which he receives.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions[5]

Method of Net Investment Assets

Paid-up Capital + Reserves + Provisions which have not been deducted from assets + Retained Profits + Net Income + Liabilities which are not payable during the current financial period as at the date of the Balance Sheet + Total installments of the coming financial period + net fixed assets and additional investments which are not for trade such as real estate for leasing + carried forward losses.

(5) For easy reference, most of the terms have been defined in the text of the rulings indicated in this standard.

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (36)

Impact of Contingent Incidents on Commitments

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 909

Statement of the Standard 910

1. Scope of the Standard 910
2. Definition of Contingent Incidents 910
3. Types of Contingent Incidents 910
4. Contingencies Leading to Amendment of the Contract 910
5. Contingencies Which Constitute External Reasons for Termination of the Contract 911
6. Date of Issuance of the Standard 913

Adoption of the Standard 914

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 915

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 917

Appendix (c): Definitions 918

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to illustrate the contingent incidents which come suddenly upon commitments and cause deviation from stipulated results.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the contingent incidents encountered in honoring the commitments that stem from application of Islamic modes of financing and investment by Islamic financial institutions (Institution/ Institutions).[1] It also covers the effects of such incidents on commitments.

The Standard, however, does not cover defects of will or the conducts that result from mutual consent of the two parties.

2. Definition of Contingent Incidents

Contingent incidents in this standard refer to those incidents which occur suddenly and cause significant influence on commitments that are properly stipulated. Therefore, contingent incidents are different from defects of will, which exist since the time of signing the contract, although their impact occurs later on. Contingent incidents are also different from termination of commitments on mutual consent of the two parties or as per the desire of any of them; when a party is entitled to such right by virtue of the contract.

3. Types of Contingent Incidents

From the standpoint of its influence, a contingent incident can be either of the type that necessitates amendments in the contract, or the type which constitutes an external reason for termination of the contract.

4. Contingencies Leading to Amendment of the Contract

The impact of such contingencies is confined to necessitating amendments in the contract rather than leading to its complete termination. Practical examples of such contingencies include the following among others:

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

4/1 Levy of custom duties or taxes after signing the contract. Such incident affects the commitment of the party who has to bear the new obligations by virtue of law or as per the stipulations of the contract.

noorcentre.com

4/2 Change in the prices of the commodities used in implementation of a contract in a way that subjects the contractor to serious harm. Actual harm in this case can be removed through reconciliation, arbitration or legal arrangements.

4/3 Prevention of importation of the goods to be delivered in fulfillment of a Murabahah or Ijarah contract. The actual harm caused to the client or the Institution can, in this case, be removed by resort to reconciliation, arbitration or law.

4/4 Change in laws leading to more financial commitments to be borne by one of the two parties. Determination of the party who shall bear the additional burden can be reached by resort to law or as per the stipulations of the contract.

5. Contingencies Which Constitute External Reasons for Termination of the Contract

This type of contingencies leads to termination of commitments without intervention of any of the two parties. Bearing of the consequences in this case is to be assigned to the competent party, as when an owner has to bear the consequences relating to what he owns. Examples of such contingencies include, among others:

5/1 When delivery becomes impossible or useless

In this case the fulfillment of the commitment becomes impossible or of no use; as when the commitment to supply the requirements of a conference could not be fulfilled before holding the conference. In such case the commitment shall become null and void if:

5/1/1 Failure to honor the commitment is absolutely inevitable.

5/1/2 Failure to honor the commitment originates from objective rather than personal reasons.

5/1/3 Failure to honor the commitment is caused by an external party.

5/2 Total or partial damage of the object of commitment

noorcentre.com

If the object of commitment is damaged before being delivered to the committing party, the loss should be borne by the committed party. Similarly, when the commitment object is completely damaged due to an act of the committing party, that party should bear the loss. In case of partial damage of the object of commitment before actual or legal delivery to the committing party, and if the damage is caused by a heavenly factor (Sabab Samawi) which the committed partly can by no means avoid, the committing party should have the right of option.

5/3 Entitlement to the object of commitment

If the object of commitment turned out to be owned by someone else other the committed party, the committing party becomes entitled to compensation. If the object of commitment is partly owned by someone else the commitment in that part becomes null and void, and the committing party shall have the right of option with regard to accepting or declining the remaining part of the commitment object. The committing party may choose to accept the remaining part as part of his compensation or he may terminate the contract due to fragmentation of delivery.

5/4 Termination of commitment due to excuses

When the emergence of an incidental excuse in Ijarah leads to abnormal harm, the harmed party has the right to terminate the contract. The party who encounters the incident may also terminate the contract if his excuse is obvious. If acceptability of the excuse is doubtful the issue may be resolved by mutual agreement, or resort to law. [see Shari’ah Standard No. (9) on Ijarah or Ijarah Muntahiah Bittamleek; and Shari’ah Standard No. (34) on Hiring of Persons]

5/5 Jawa`ih (calamities)

The term Jawa`ih refers to any incident (other than human acts) which cannot be avoided even if known. The effects of such incidents are – originally - noticeable in selling of fruits and other agricultural products, where the occurrence of an incident of this type leads to discounting the

price in proportion to the damage in the product. An example of this can also be seen in the "Ijarah Muntahia Bittamleek Contract". In this case the amount of rent in excess of the normal rent of similar property is dropped when ownership cannot be transferred to the lessor for a reason which the lessee cannot stop. [see Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah or Ijarah Muntahia Bittamleek, item 8/8]

noorcentre.com

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 15 March 2009 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Impact of Contingent Incidents on Commitments in its meeting No. (23) held in the Kingdom of Bahrain on Thursday – Saturday 15-17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 12-13 March 2009 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (14) held on 21–23 Rabi’ I, 1426 A.H., corresponding to 30 April - 2 May 2005 A.D., in Dubai (U. A. E.), the Shari’ah Board decided to issue a Shari’ah Standard on Impact of Contingent Incidents on Commitments.

On 29 Jumada I, 1426 A.H., corresponding to 6 July 2005 A.D., the Shari’ah Standards Committee decided to commission a consultant to prepare a study on Impact of Contingent Incidents on Commitments.

The study was discussed in a joint meeting of the Shari’ah Standards Committees (1) and (2), held in Makkah Al-Mukarramah on 8–9 Rabi’ I, 1427 A.H., corresponding to 6-7 April 2006 A.D. The Joint Committee then advised the consultant to introduce the necessary changes in the Standard, in the light of the discussions and observations of the meeting.

The revised draft of the Standard was discussed in another joint meeting of the Shari’ah Standards Committees (1) and (2), held in the Kingdom of Bahrain, on Thursday 21 Sha’ban 1427 A.H., corresponding to 14 September 2006 A.D. The consultant was again advised to introduce changes in the Standard as per the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (20) held in the Kingdom of Bahrain, on 4-8 Safar 1429 A.H., corresponding to 11-15 February 2008 A.D., the Shari’ah Board discussed the Changes in the Standard which had been made by the joint meeting of Shari’ah Standards Committees (1) and (2), and introduced changes that it deemed necessary.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 24 Safar 1430 A.H., corresponding to 19 February 2009 A.D.

More than 30 participants attended the session as representatives of central banks, Institutions, and accounting firms. The session was also attended by Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session, and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

noorcentre.com

In its meeting No. (23) held in the Kingdom of Bahrain on Thursday – Saturday 15-17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 12-15 March 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments that had been suggested in the public hearing, introduced changes that it deemed necessary and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the Standard

- Permissibility of amending the commitment to absorb the impacts of contingent incidents is based on the fact that in such cases Muslims should strive for appropriate disposition without rushing to termination of the commitment. This rule is adopted by the various schools of Fiqh with regard to external incidents which take place without the intervention of any of the two parties.
- The ruling that the commitment shall become null and void if its fulfillment has become useless is based on the fact that implementation of a useless commitment is an act of futility, while there is no room for futility in Shari’ah legislation as indicated by Al-Shatibi and others.
- The basis for the ruling that commitment shall become ineffective when the object of the contract turns out to be owned by someone else other than the committed party, is that unlawful seizure is unrecognizable as a basis of ownership. The Prophet (peace be upon him) is reported to have said: *“An extorter is indebted with what he takes until he returns it back”*.[2]
- The basis for the rulings relating to Jawa`ih (calamities) is the Hadith[3] (Prophetic tradition) which states: *“The Prophet (peace be upon him) has forbidden Bay’ al-Sinin (sale of agricultural produce for many years to come), and permitted value discounts on calamities”*. Therefore, rulings can be derived from this Hadith for similar cases when the object of the contract is lost due to an inevitable incident.

(2) Related by Ahmad in his *“Musnad”*; *“Ashab Al-Sunan”*; and Al-Hakim in his *“Mustadrak”*, quoting Samrah, and *“Al-Fath Al-Kabir”* [2: 232].

(3) This Hadith has been related by Muslim, Abu Dawud and Al-Nasa`i: *“Majma’ Al-Zawa`id”* [1: 703].

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Contingencies Relating to Legal Competence

Incidental change in personal traits which leads to loss of competence and induce mal-disposition.

Defects of Will

Hidden matters which coincide with the inception of the contract and entail amendments of rights and duties when they occur.

Al-Jawa`ih

Catastrophes which hit the produce and damage it partially or totally, such as storms and the like.

Contingent Incidents (*force majeure*)

Abnormal incidents which justify procedures that are not allowed under normal circumstances. Examples of such incidents include wars, internal unrest, and natural catastrophes.(4) Describing such incidents as "heavenly" is to indicate the inability of human beings to avoid them. Examples of such incidents include, for instance, insanity forgetfulness and unconsciousness,

Heavenly Incidents

Incidents which human beings cannot avoid. It includes also the strict directives of Shari'ah in which the slaves of Allah, the Almighty, have no room for choice.(5)

(4) *"Mu'jam Mustalahat Al-Shari'ah Wa Al-Qanun"*, Dr. Abdul-Wahid Karam (P. 676).
(5) *"Mu'jam Mustalahat Usul Al-Fiqh"*, Dr. Qutb Mustafa Sano (P. 305).

Istihqaq (Entitlement)

noorcentre.com

Occurrence of the fact that someone else has the full right of total or partial ownership on the sold property.(6) It can also be defined as existence of other verifiable claims of right on the property which one party pledged to deliver to the other.(7)

(6) *"Al-Khiyar Wa Atharuh Fi Al-'Uqud"* (P. 478).
(7) *"Mu'jam Mustalahat Al-Shari'ah Wa Al-Qanun"* (P. 37).

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (37)

Credit Agreement

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	925
Statement of the Standard	926
1. Scope of the Standard	926
2. Definition of Credit Facilities	926
3. Types of Credit Facilities	927
4. Shari'ah Status of Offering Credit Facilities	930
5. Shari'ah Rulings on Credit Facilities	930
6. Obtaining Guarantees on Credit Facilities	934
7. Date of Issuance of the Standard	934
Adoption of the Standard	935
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	936
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	938
Appendix (c): Definitions	940

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to indicate the various types of credit facilities and their most important applications as well as the returns and commissions which result from them. The Standard also covers the Shari'ah rulings pertaining to credit facilities so as to be observed by Islamic financial institutions (Institution/Institutions).[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers credit facilities and the returns and commissions arising from them, whether such facilities are practiced between the Institution and its clients or between the institution and other institutions.

2. Definition of Credit Facilities

2/1 The term credit refers to the financial transaction according to which one of the two parties becomes indebted to the other. Indebtedness in such transactions can arise at the beginning of the transaction, and this is known as direct cash credit such as loans and discounting of commercial papers. Instead, indebtedness could be only probable at the end of the transaction, and that is incidental credit, such as bank suretyship, letters of guarantee, bills of acceptance, and letters of documentary credit. The term "credit facilities" is used to denote credit in both cases. The concepts of credit and credit facilities are more comprehensive than the concept of financing which relates to the case of actual deferment of one of the two transacted objects.

2/2 According to this standard, credit facilities in institutions can be divided into the following types:

2/2/1 Cash facilities: This type includes the transactions in which the Institution presents funds, whether in the form of cash - as is the case in *Qard Hasan* (benevolent loan), Musharakah and Mudarabah; or in the form of an asset or usufruct - as is the case in Murabahah and lease financing. It should be noticed here that Musharakah and Mudarabah do not result in a debt owed by the client except in case of transgression or negligence.

2/2/2 Incidental facilities: This type includes the transactions which result in an incidental commitment owed by the Institution such as suretyship and letters of guarantee.

2/3 Transactions that entail instant delivery of the transacted objects are not considered as part of credit facilities.

noorcentre.com

2/4 The decision of granting credit facilities:

It refers to the approval of the Institution to enter into a credit facility with a specific client. The approved facility will be subject to a specific financial limit that can be used during a specific period of validity and subject to a certain date of maturity. The credit facility would also comprise specific conditions relating to guarantees, method of repayment and regulatory requirements. The decision of granting the facility is usually issued in the form of a letter addressed from the Institution to the client, indicating that the letter does not constitute any commitment from the part of the Institution unless transactions are actually commenced. Similar to letters of granting facilities, letters for renewal or extension of the period of already approved facilities also carry the same conditions.

2/5 Using credit facilities

It refers to commencement of the client to utilize the facility by submitting a request for a letter of guarantee or a letter of credit, or making a pledge to purchase a commodity or hire an asset through the Institution.

3. Types of Credit Facilities

3/1 Types of traditional credit facilities used by banks:

3/1/1 Loans

Loans refer to facilities payable on a specific date agreed upon between the traditional financial Institution and the client. Loans can be extended directly to the client, or through participation with other traditional financial Institutions, or through acquisition of bonds issued by the client.

3/1/2 Overdraft

Overdraft is a facility which the traditional financial institution puts at the disposal of the client to draw from it on need, up to a specific limit and within a given period.

3/1/3 Discounted papers

noorcentre.com

Discounted papers comprise commercial papers and bonds to order discounted in the traditional financial institution.

3/1/4 Issued credit cards

In this traditional form of credit facility, the indebtedness which can arise from using the credit card is determined for each client within a certain limit, and he can repay it in installments along with the interest.

3/1/5 Documentary credits

Documentary credits are among the facilities which traditional financial Institutions extend to their clients. In this case the Institution assumes the commitment to pay to beneficiaries the value of the credits opened for its client, whether the value of such credits is due on sight of the documents or on a date thereafter.

3/1/6 Bank acceptances

This type of facilities which traditional financial Institutions offer to their clients entails a commitment from the Institution, for the benefit of a client or for its own benefit, to pay to beneficiaries the value of the accepted papers when they are due.

3/1/7 Bank guarantees

Traditional financial Institutions offer this type of facility to their clients. In such facility the bank, upon request of its client, undertakes to pay to a third party the amounts indicated in the guarantees, on request and within a specific period.

3/1/8 Foreign exchange operations

Foreign exchange operations constitute a traditional facility offered to clients in deferred contracts of buying and selling foreign currency.

3/2 Types of Islamic credit facilities used by institutions

3/2/1 Murabahah and Musawamah

noorcentre.com

Murabahah and Musawamah are two types of sale transactions which constitute methods of financing used by Islamic financial institutions to cater for client needs for owning moveable as well as immovable assets. Contrary to Musawamah, in Murabahah the cost incurred by the Institution for obtaining the good must be indicated. [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

3/2/2 Mudarabah

Mudarabah is a method of financing which institutions use for financing various economic activities. According to this method the institution enters the deal as the partner who subscribes the funds (Rab al-Mal) while the other partner (Mudarib) subscribes the work and performs the managerial duties. The two parties agree, within the contract, on a specific method for profit sharing, while the entire loss has to be borne by Rab al-Mal, unless it is due to transgression or negligence of the Mudarib. [see Shari'ah Standard No. (21) on Financial Papers: Shares and Bonds]

3/2/3 Permanent Musharakah and diminishing Musharakah

Musharakah is a method of financing in which the institution joins the client as a shareholder in the capital of a certain project or operation. In this case the two parties share the profits and losses according to a predetermined method specified in the contract.

3/2/4 Operational-cum-financing Ijarah

It is a method used for financing clients' needs for usufructs and assets. According to this method the institution purchases the assets and rents them to clients for specific periods, against periodical amounts of rent stipulated in the contract. [see Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek]

3/2/5 Istisna'a

noorcentre.com

Istisna'a is a method through which the institutions provide finance to their clients. In this case the institution assumes the commitment of manufacturing the equipment or the good, or constructing the buildings or the different types of capital assets according to the specifications agreed upon. The institution which provides finance in this manner has the right to sign a Parallel Istisna'a contract with another party to manufacture the asset in question.

3/2/6 Salam

Salam is a method of financing which institutions use for extending finance to owners of farms and merchants who want to spend on their business as well as on their personal needs. Under this mode of financing the Institution has the right to arrange Salam with another party through a parallel Salam contract.

3/2/7 Other financing operations

Finance can also be extended to clients through other financing operations which include among others: *Qard Hasan*, customer overdraft balances, letters of guarantee and letters of credit.

4. Shari'ah Status of Offering Credit Facilities

The decision to offer a credit facility and the facility agreement are considered as means of mutual understanding and exchange of non-binding promises for entering into transactions. The Shari'ah status of actual utilization of the facilities depends on the type of contract to be used.

5. Shari'ah Rulings on Credit Facilities

5/1 It is impermissible to use any of the traditional facilities mentioned in item 3/1 if it involves interest or would lead to an interest-bearing loan as is the case in guarantees and uncovered credits, or it would result in deferment of one of the two transacted objects as is the case in currency exchange contracts. [see Shari'ah Standard No.

(14) on Documentary Credit; Shari'ah Standard No. (2) on Debit, Charge and Credit Cards; and Shari'ah Standard No. (1) on Trading in Currencies]

noorcentre.com

5/2 The institution is not committed to pay any compensation to the client on rejection of his application to utilize the approved facilities, whereas the client also is free to use the facilities within the specified period or not. When the client refrains from using the facilities, he is not committed to pay any compensation to the Institution.

5/3 Returns and commission on credit facilities

5/3/1 First type: Commissions and returns which arise before contracting

5/3/1/1 Commission for credit study

The institution is permitted to take commission for the credit study it prepares internally or through an external party, so as to know the credit worthiness of the client and his ability to honor his commitments within the period agreed upon. Entitlement of the Institution to such commission is due to fact that the client has benefited from the study regardless of whether the study has led to acceptance or rejection of his request. The study shall become the property of the client who has the right to take it.

5/3/1/2 Commission for offering credit facilities

This commission refers to the amount which the Institution charges against allocating and specifying the limit of the facility. The institution usually charges such commission whether the deal is finalized or not. However, it is impermissible for the Institution to obtain commission for offering credit facilities, because the mere indication of willingness to enter into a lending and borrowing transaction does not justify remuneration. [see item 2/4/2 of Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

5/3/1/3 Commission for renewal or extension of credit facilities

noorcentre.com

This type of commission should be treated in the same way like commission for offering credit facilities. [see item 5/3/1/2 above and Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

5/3/1/4 Cost of preparing the contracts and forms pertaining to the transaction

5/3/1/4/1 The cost of preparing the contracts to be signed between the Institution and the client should be shared between the two parties, unless the contract indicates otherwise. Such charge should be fair and commensurate with the actual work load so as not to comprise an implicit fee for commitment or for offering the credit facility.

5/3/1/4/2 When Murabahah (or any other mode of financing) is used through syndicated financing the arranging Institution has the right to charge arrangement fees which has to be borne by the participants of the syndication. [see items 2/4/3 and 2/4/4 of Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

5/3/1/5 Cost of the feasibility study of the project

The institution has the right to charge the cost of the feasibility study it prepares, when the client requests such a study for his own interest, and the cost of the study is agreed upon beforehand. [see item 2/4/5 of Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

5/3/1/6 *Hamish Jiddiyyah* (security deposit)

The institution may charge the seriousness margin which refers to an amount of earnest money forwarded by the client at the stage of offering his binding pledge in Murabahah. In case of retreatment of the client

from concluding the contract the amount of actual harm caused to the institution shall be deducted from the seriousness margin. [see item 7/8/2 of Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees]

noorcentre.com

5/3/2 Second type: Commissions and returns which arise on signing of the contract

5/3/2/1 Commitment fee

The institution should not charge the commitment fee which relates to traditional facilities of interest-bearing loans, whether in the case of direct loans or the indebted-current (overdraft) loans. Such fee which traditional institutions charge to the client even if he has not used the facility, is also known as the "loan fee", or the "indebted-current facility fee", or the "financing fee". [see item 2/4/1 of Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

5/3/2/2 'Arboun (Earnest Money)

It is permissible for the institution to charge such earnest money which constitutes part of the price paid in advance in sale and lease contracts. Such amount is owned by the seller or the landlord when the buyer or the tenant uses his right of terminating the contract. [see item 7/8/3 of Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees]

5/3/2/3 Guarantee return

The institution should not obtain any returns on the guarantee relating to documentary credits, letters of guarantee, and bank suretyship, except actual expenses, whereas it can obtain returns for agency in documentary credits. [see item 7 of Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees; and item 3/3 of Shari'ah Standard No. (14) on Documentary Credit]

5/3/2/4 Return on debt rescheduling

noorcentre.com

5/3/2/4/1 The institution should not obtain returns against extending the date of repayment of debts in all credit facilities. It should charge only the actual expenses of the rescheduling transaction. [see item 5/7 of Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah; Shari'ah Standard No. (3) on Procrastinating Debtor, and item 3/3/1 of Shari'ah Standard No. (14) on Documentary Credit]

5/3/2/4/2 Renewal and extension of facilities should be done by entering into new contracts, rather than by extending the duration of the ongoing ones.

6. Obtaining Guarantees on Credit Facilities

The institution has the right to use permissible forms of guarantee in order to ascertain the fulfillment of the commitments of its client. [see item 3/4/1 of Shari'ah Standard No. (14) on Documentary Credits, and item 4/1/1 of Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees]

7. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 15 March 2009 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Credit Agreement in its meeting No. (23), held in the Kingdom of Bahrain, on Thursday – Saturday 15–17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 12-15 March 2009 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (14) held on 21–23 Rabi' I, 1426 A.H., corresponding to 30 April – 2 May 2005 A.D., in Dubai (U. A. E.), the Shari'ah Board decided to issue a Shari'ah Standard on Credit Agreement.

On 24 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 20 June 2006 A.D., the Secretariat General decided to commission a consultant to prepare a study on Credit Agreement.

The study was discussed in a joint meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), held in the Kingdom of Bahrain, on 19 Shawwal 1427 A.H., corresponding to 10 November 2006 A.D. The Joint Committee then advised the consultant to introduce the necessary changes in the Standard, in the light of the discussions and observations of the meeting.

The revised draft of the Standard was discussed in another joint meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), held in the Kingdom of Bahrain, on 15 Jumada I, 1428 A.H., corresponding to 31 May 2007 A.D. The consultant was again advised to introduce changes in the standard as per the discussions and observations of the meeting.

The draft of the standard was discussed once again in a joint meeting of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2), held in the State of Kuwait, on 21 Jumada I, 1428 A.H., corresponding to 7 June 2007 A.D. Further changes were introduced in the document in the light of the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (19) held in Makkah Al-Mukarramah, on 26-30 Sha'ban 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes in the standard which had been made by the consultant and introduced changes that it deemed necessary.

In its meeting No. (20), held in the Kingdom of Bahrain, on 4-8 Safar 1429 A.H., corresponding to 11-15 February 2008 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes introduced by the joint meeting of the Shari'ah Standard Committees (1) and (2), and introduced the changes which it deemed necessary.

noorcentre.com

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 34 Safar 1430 A.H., corresponding to 19 February 2009 A.D. More than 30 participants attended the session as representatives of central banks, institutions, and accounting firms. Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties also attended the session. Several observations were made and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

In its meeting No. (23) held in the Kingdom of Bahrain, on Thursday – Saturday 15–17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 12-15 March 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments that had been suggested in the public hearing, introduced changes which it deemed necessary and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the Standard

Shari’ah Basis for Charging a Fee for Preparation of the Credit Study

The credit study is a detailed study on the financial and credit position of the client so as to facilitate assessment of his credit worthiness and ability to honor commitments. According to Shari’ah, this task as such can constitute a remunerable service apart from the financing contract. The institution can even stipulate a condition that the study should be prepared by a third party. Charging the client for the credit study is also justified by the fact that the benefit from the study is shared between the financier and the financed party, rather than confined to the former only. The fee for the study should not necessarily be equal to the actual cost of its preparation, since it is a service which can be performed independently within the contract. Therefore, the credit agreement fee is considered as a fee payable for the effort exerted in preparation of the study as an independent service, irrespective of its results.

In this regard, the Shari’ah Board of Aayan Company for Leasing and Finance issued a Fatwa (Fatawa Aayan: 189), indicating permissibility of charging such fees. The text of that Fatwa runs as follows:

> “When the clients of Aayan Company wish to sign with Aayan Company permissible investment or financing contracts through Mudarabah, Musharakah or any other mode of financing, and if Aayan Company, for that purpose, needs to conduct a study on the financial status of these clients and their legal eligibility for concluding such contracts, it is permissible for Aayan Company to sign special contracts with these clients so that Aayan Company prepares the required study. For preparation of the study, Aayan Company may charge a fee to be paid by the clients on the basis of

the special contracts which should be completely separate from the financing and legal contracts pertaining to the deals in question. The prepared study should become the property of the client once he pays the cost of its preparation, and therefore Aayan Company should not deprive him the right of obtaining it. Aayan Company should handover the study to the client so that he can be able to use it in his deals with Aayan Company or with any other party".

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Financing

Financing takes place only when one of the two objects of the transaction is deferred such as loan, discounting of bills, simple credit, Murabahah, Salam and Istisna'a. Financing may not take place in suretyships, letters of guarantee, letters of documentary credits and bank acceptances. Therefore, the term financing is more special than the term credit. That is to say, any financing is credit, but any credit does not always lead to financing.

Indebted-Current

This is one of the traditional forms of extending loans to customers. In this case the customer (borrower) is given access to draw from an account opened for this purpose (the indebted-current account) up to a certain maximum limit which constitutes the amount of the loan, and within a specific period. A maximum date will also be specified for repayment of the drawn amounts. Such account is usually made subject to the following terms:

- The customer has to pay interest on the amounts he draws actually.
- The customer should pay a commitment fee calculable as a percentage of the total amount of the loan. Such amount is paid in addition to interest and is considered as Riba (usury).

The indebted-current account differs from the direct loan in that interest in the case of the former is paid at the end of the transaction's period. In the indebted-current account also interest is calculable on the basis of the amounts that have been actually used by the customer (the debit balance).

Facility Limits

The maximum limit of the facility is the total amount of the facility that has been approved by the institution. Such amount is extended through a specific mode of financing (Murabahah, Ijarah, letter of guarantee, documentary

credit ….etc.). It constitutes the maximum exposure limit for the institution with regard to the specific client.

noorcentre.com

Credit Policy

Credit policy refers to the precautionary measures adopted by the Institution with the aim of safeguarding its funds in the light of rules and regulations and in view of the resolutions of its Shari'ah Supervisory Board and the prevailing principles and traditions in the field of its activities.

Credit Study

The credit study is the process of identifying the credit worthiness of the client and his ability to honor his commitments within the specified period. It also aims to assess the suitability of the type, size and currency of the requested financing to the activity to be financed, and to what extent the financing is commensurate with the resources and capabilities of the client in general. Moreover, the credit study indicates - subject to the nature of financing operations - the suitable guarantees to be requested from the client, whether for the debts and entitlements stemming from the operations or against transgression and negligence from his part. The final result of the study presents a clear recommendation on whether the client is to be offered the facility subject to certain conditions, or his application should be rejected on the basis of specific reasons.

The credit study covers the financial standing, cash flow, activity results, income, and expenses of the client. It also covers other various aspects such as past experience of the institution with the same client, image of the client, and his ability to manage his activity and stand any difficulties he may encounter while practicing such activity.

Facility Agreement

This agreement is signed between the client who applies for the facility and the institution when the decision to offer the facility is issued. The agreement indicates the type and amount of the facility as well as the guarantees and profit margin, or profit sharing ratio in case of Musharakah in Islamic transactions. Such agreement is not considered to be binding for the client before entering into the actual contracts.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (38)

Online Financial Dealings

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 947

Statement of the Standard.. 948

1. Scope of the Standard 948
2. Launching Commercial Websites for Contractual Dealings 948
3. Provision of Online Access Services 948
4. Contract Signing Session (*Majlis al-'Aqd*) for Concluding Online Financial Contracts 949
5. Expressing Offer and Acceptance in Online Financial Contracts 950
6. Time of Commencement of an Online Contract 951
7. Possession (Qabd) in Online Financial Contracts 951
8. Protection of Online Financial Dealings 951
9. Date of Issuance of the Standard 954

Adoption of the Standard... 955

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard............. 956

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard................................. 958

Appendix (c): Definitions... 962

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to indicate the Shari'ah rulings relating to conclusion of contracts and financial dealings online, and illustrate what the Institution/ Institutions[1] should observe in this respect.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers the Shari'ah rulings relating to conclusion of financial contracts online, either by launching commercial websites, or by provision of online access services. The standard aims to indicate the various aspects pertaining to this subject such as the Shari'ah status of the contracts concluded in this manner, determination of the time of contract inception, permissible procedures of possession after signing the contract, and Shari'ah rulings relating to protection of online financial dealings.

2. Launching Commercial Websites for Contractual Dealings

2/1 It is permissible in Shari'ah to launch commercial websites, provided that such sites do not involve any impermissible act, such as promotion of impermissible goods and services, or using impermissible means to promote pemissible goods and services.

2/2 It is permissible in Shari'ah to conclude online contracts, provided that the contracts thus concluded between the institution and its clients observe the general rules of financial transactions as prescribed by the Shari'ah, regarding for instance, opening of the accounts, performing remittances and signing commercial contracts.

3. Provision of Online Access Services

3/1 Shari'ah permits institutions to provide online access services to users on the basis of subscription contracts or any other similar arrangement, and against a specific fee.

3/2 The contract for provision of online access service by the institution is a shared-hiring contract "*Ijarah Mushtarakah*" signed between the institution and the beneficiary. Therefore, it should become subject to the conditions and rulings of the contract for hiring of persons in general, and those of the contract for hiring of a shared employee in

particular. [see Shari'ah Standard No. (34) on Hiring of Persons and Shari'ah Standard No. (9) on Ijarah and Ijarah Muntahia Bittamleek]

noorcentre.com

3/3 The institution which provides such service should take all necessary precautions and measures to prevent impermissible use of the internet by the beneficiaries to whom the Institution provides the access service.

4. Contract Signing Session (*Majlis al-'Aqd*) for Concluding Online Financial Contracts

4/1 When the contract is concluded through audio or audiovisual communication between the two parties, it should become subject to the same Shari'ah rulings on contracts signed in the presence of the two parties. Consequently it should satisfy the rulings relating to this type of contracts which include, for instance: simultaneous presence of the two parties (*Itihad al-Majlis*), non-existence of any indication of disinterest from any of the two parties, succession of offer and acceptance (as per normal practice), and all the other rulings.

4/1/1 The contract signing session in this case is the time of communication between the two parties if the conversation relates to the contract. If the conversation is over or disconnected, or the two parties shifted to another subject, the contract signing session is considered to have stopped (unless disconnection of the conversation is for a reasonably short while).

4/2 When the contract is concluded through written communication, by e-mail, or through access to site, it shall become subject to the rulings applicable to contracts signed in the absence of the two parties, because such deal is similar to message contracting.

4/2/1 The contract signing session in the case indicated in item 4/2 above starts from the moment of communicating the offer to the concerned party up to issuance of acceptance. The contract signing session may also be discontinued when the offering party retreats from his offer before an acceptance decision is made by the other party.

4/2/2 When the offering party specifies a certain period for validity of his offer, the time allowed for acceptance should cover the whole period. The offering party has no right to withdraw from his offer during that period.

noorcentre.com

4/3 When the contract is concluded through online bidding the highest bidder should not retreat from his bid until the bidding process is over. The highest bidder should also not retreat from his offer after finalization of the bidding process if the seller had made a condition that the offer should remain binding for a certain period, or if the normal practice necessitates validity of the offer for such period.

5. Expressing Offer and Acceptance in Online Financial Contracts

5/1 Expression of offer and acceptance in online contracts can be in any form that indicates the consent of the two parties to conclude the contract.

5/2 When the offering party sends through website or e-mail a message containing all the rights and commitments pertaining to the contract in question without retaining the right of withdrawal if the message is accepted, that message is considered as an offer.

5/3 When the offering party sends the electronic message through website or e-mail without indicating all the rights and commitments relating to the contract in question, or when he stipulates a condition that he should have the right of withdrawal even if the message is accepted, the message is considered to be an announcement or an invitation for contracting rather than an offer. In this case a process of offer and acceptance has to be done.

5/4 When the contract is concluded through website, clicking on the acceptance icon is considered as acceptance in the strict Shari'ah sense if the system in the website does not require confirmation of acceptance. If the system in the website requires confirmation of acceptance in any way, acceptance does not take place without making such confirmation.

5/4/1 The Institution which provides its services on website should include in the system a step for acceptance confirmation as a precautionary measure against dealers' mistakes.

noorcentre.com

6. Time of Commencement of an Online Contract

Irrespective of the method of contracting, an online contract is considered to be valid since the time when the other party accepts the offer and whether the offering party has come to know that or not.

7. Possession (Qabd) in Online Financial Contracts

7/1 Regarding online contracts, possession in the strict Shari'ah sense takes place through all accepted methods of actual and constructive possession. [see Shari'ah Standard No. (18) on Possession (Qabd), items 3 and 5]

7/2 If the sold commodity is computer software or the like, possession in the strict Shari'ah sense takes place when the purchaser, after signing the contract, downloads the software or the data or any good of this type from the website to his personal computer.

7/3 When the sold commodity is a currency, gold, silver or any other commodity in which instant exchange (Taqabud) is required, instant exchange of the two objects of the contract should be ascertained during the contract's signing session.

8. Protection of Online Financial Dealings

8/1 Protection of commercial sites and dealers data against being trespassed

8/1/1 Commercial websites are considered as private properties of their owners, and therefore their trespassing could necessitate compensation.

8/1/2 The institution should use all possible measures of website protection, so as to safeguard its own rights as well as the rights of its clients.

8/1/3 Trespassing of dealers' online data is impermissible. It is strictly prohibited to sell such data or transmit it to others without the permission of its owners.

noorcentre.com

8/1/4 Verification of trespassing of commercial sites and data stealing should be done by referring to the prevailing traditions and regulating rules which do not encounter the rules and principles of Shari’ah.

8/1/5 The compensation due in case of trespassing should comprise direct financial loss as well as actual loss of earnings. Expert advice for assessment of compensation can also be sought when need arises.

8/1/6 Compensation shall become due only when it is claimed, whereas claiming compensation does not have a specific time limit after the incident of trespassing is known. In this regard relevant rules and regulations should be observed provided that they do not contradict with the rules and principles of Shari’ah.

8/1/7 In case of stealing money or confidential data from a protected website the responsibility should rest with the person who committed the theft directly. If it is not possible, for a permissible reason, to charge the person who committed the act of theft directly, the responsibility should rest with the one who facilitated the act. The owner of the site is by no means chargeable for such act, if he has taken all possible measures to protect his site, and unless he has pledged to shoulder such responsibility under all circumstances.

8/2 Verification of dealers’ identities

8/2/1 In order to safeguard its own interests, the Institution should take all possible precautions and measures to verify the identities of its website dealers, and make sure that they are legally competent for concluding valid contracts.

8/2/2 It is acceptable in Shari’ah to adopt the electronic signature as a means of verifying the identities of dealers, provided that such means is adoptable by virtue of the prevailing rules and regulations.

8/2/3 When forgery or an error is committed with regard to the personality or characteristics of one of the two parties, the other party has the right to terminate the contract.

noorcentre.com

8/2/4 For verification of forgery or error recourse should be to the general rules of evidence.

8/3 Protection of dealers from adhesion contracts (*'Uqud al-Iz'an*)

8/3/1 It can be noticed that in a big part of the online contracts the offer is addressed to the public in general and the contract has uniform details. In such contracts also the offering party alone has the right of stipulating the terms and conditions of the contract, while the other party does not have the right to change such terms and conditions. A contract of this type is considered as an "adhesion contract" when it relates to a commodity or usufruct that nobody can do without, and the offering party assumes actual and legal monopoly or face only meager degree of competition in its supplying.

8/3/2 According to Shari'ah, online adhesion contracts should be subject to state control so as to protect dealers by endorsement of what is equitable and elimination of what is inequitable in these contracts, before launching them to dealers.

8/3/3 If the price in the online adhesion contract is fair, and the terms and conditions of the contract do not entail any injustice for the adhering party, the contract is considered to be permissible and binding to its two parties.

8/3/4 If the price in the online adhesion contract is unfair (comprises excessive injustice), or the contract includes an unjust condition for the adhering party, the latter has the right to resort to law for nullification of the contract or amending its conditions for the sake of relieving him from the consequent injustice.

8/4 If the online contract is concluded on the basis of describing the sold object, or depending on the fact that the buyer has previously seen the object, or on presentation of a model resembling the object,

whereas at the time of delivery the sold object is found to be different, the buyer should have the choice between concluding the contract, terminating it, or negotiating with the seller appropriate means of settlement.

noorcentre.com

9. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued 17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 15 March 2009 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Online Financial Dealings in its meeting No. (23) held in the Kingdom of Bahrain, on Thursday – Saturday 15–17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 12-15 March 2009 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 7-12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3-8 June 2006 A.D., the Shari'ah Board decided to issue a Shari'ah standard on Online Financial Dealings.

On 12 Rajab 1427 A.H., corresponding to 6 August 2005 A.D., the Secretariat General decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a study on Online Financial Dealings.

A joint committee composed from Shari'ah Committees (1) and (2) held a meeting in the Kingdom of Bahrain, on 18 Safar 1428 A.H., coresponding to 8 March 2006 A.D. The joint committee discussed the study, and asked the consultant to introduce necessary changes in the light of the discussions and observations of the meeting.

In a further meeting of the joint committee, held in the Kingdom of Bahrain on 24 Rabi' II, 1428 A.H., coresponding to 11 May 2007 A.D., the draft of the standard was discussed and the consulted was requested to introduce necessary amendments in the light of the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (19) held in Makkah Al-Mukarramah, on 26–30 Sha'ban 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments made by the joint committee meeting and introduced the changes which it deemed necessary.

In its meeting No. (20) held in the Kingdom of Bahrain, on 4–8 Safar 1429 A.H., corresponding to 11–15 February 2008 A.D., the Shari'ah Board discussed once again the draft standard and introduced further changes.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 24 Safar 1430 A.H., coresponding to 19 February 2009 A.D. More than 30 participants attended the session as representatives of central banks, institutions, and accounting firms. The session was also attended by Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session, and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

noorcentre.com

In its meeting No. (23) held in the Kingdom of Bahrain, on Thursday – Saturday 15–17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 12-15 March 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments suggested by the public hearing, introduced the changes that it deemed necessary and adopted the standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for permissibility of launching commercial websites if such sites are free from impermissible practices is the fact that in principle, transactions in any form are allowed, unless they lead to commitment of an impermissible act. Moreover, launching of such sites serves the interests of a large number of people in this era, and thus, conforms to the underlying mission of Shari'ah.
- Permissibility of concluding online financial contracts is due to the fact that such contracts do not involve any impermissible aspect. They carry no difference from traditional contracts except in that the means used for their conclusion is different. If, in principle, contracts as such are allowed as long as they observe the rules of transactions in Shari'ah, it is only natural that the means whereby these contracts are concluded become allowed as long as they conform to permissible rules of contracting.
- Concluding online contracts through audio or audiovisual communication between the two parties is classified under the category of contracts concluded in the presence of the two parties, because in such online contracts both parties are in fact present at the same time, although not in the same place. Therefore, simultaneous presence of the two parties in terms of time, which constitutes the prerequisite meant by coincidence of presence,(2) is fulfilled at the time of exchanging offer and acceptance. In this connection the International Islamic Fiqh Academy issued a resolution about the Shari'ah ruling on concluding contracts through the modern means of communication. The text of the resolution is as follows: "If any two parties enter into a contract at the same time while they are in different places – this includes contracting through

(2) See: *"Fath Al-Qadir"* [3: 190–192]; *"Hashiyat Al-Dusuqi 'Ala Al-Sharh Al-Kabir"* [3: 5]; *"Mughni Al-Muhtaj"* [2: 5]; *"Al-Mughni"* [3: 481]; and see *"Al-Madkhal Al-Fiqhi Al-'Am"* [1: 348].

telephone and wireless devices – contracting between these two parties is considered as contracting between two present parties".[3] Needless to say, there is no difference between contracting through a telephone call, and contracting through online voice communication.

noorcentre.com

- When the contract is concluded through written communication, by e-mail, or through access to site, it shall be classified as a contract signed in the absence of the two parties. This ruling is based on the fact that exchange of offer and acceptance in this case takes place without simultaneous presence of the two parties. In this regard the Al Baraka Seminar on Islamic Economics issued a resolution stating that "According to Shari'ah, when an online contract is signed between two parties who are not in the same place, it is considered as a contract between two absent parties if neither of the two parties can hear the voice of the other. Consequently such contract should become subject to the Shari'ah rulings on message contracting".[4]
- The ruling that the offering party does not have the right to retreat from his offer within the period specified by the seller for validity of the offer is based on the viewpoint of some Maliki scholars who believe that if an offer is announced to be valid for a specific period it should remain valid throughout that period. This viewpoint has been emphasized by Al-Hattab quoting Abu Bakar Al-Arabi.[5] In this regard also The International Islamic Fiqh Academy issued a resolution emphasizing the following: "When the offering party issues a term-offer through these devices, he is committed to keep his offer during the specified period. He does not have the right to retreat from it."[6]
- When the offering party sends the electronic message through website or e-mail without indicating all the rights and commitments relating to the contract in question, or when he stipulates a condition that he should have the right of withdrawal even if the message is accepted, the

(3) Resolution No. 52 (3/6).

(4) The 19th Al Baraka Seminar on Islamic Economics, held in Makkah Al-Mukarramah, on 6–7 Ramadan 1420 A.H., corresponding to 2-3 December 2000 A.D.

(5) See: "*Mawahib Al-Jalil*" by Al-Hattab [4: 241]. This viewpoint has been adopted by a number of civil laws, and is known as "Term Offer". See article (98) of the Jordanian Civil Law and article (93) of the Syrian Civil Law.

(6) Resolution No. 52 (3/6).

message is not considered as an offer, because from a Shari'ah point of view an offer should be categorically obvious and cannot bear any other meaning.(7)

noorcentre.com

- The ruling that irrespective of the method of contracting an online contract is considered to be valid since the time when the other party accepts the offer and whether the offering party has come to know that or not, is based on the fact that Shari'ah scholars define contract as "the concordance of two wills". Therefore as soon as the accepting party declares his consent concordance between the two wills takes place and the contract becomes valid.(8) A resolution issued in this regard by the International Islamic Fiqh Academy states: "When a contract is to be signed, through a written message or a messenger, between two absent parties who are not in the same place and neither of them can see or hear the other - a case which includes contracting through telex, fax and PC screens - the validity of such contract starts as soon as the concerned party receives and accepts the offer".(9)
- The ruling that possession in the strict Shari'ah sense takes place when the purchaser, after signing the contract, downloads the computer software or the data or any other good of this type from the website to his pc, is based on the fact that possession takes place actually and constructively when the sold object is released and disposition is facilitated for the buyer. Possession of objects differs according to the type of the object in question and how its possession is normally perceived. In this respect a resolution has been issued by the International Islamic Fiqh Academy regarding possession and its forms, especially the recent ones.(10)
- Prohibition of trespassing commercial websites and data theft is derived from prohibition of all forms of encroaching upon rights of others because Allah, the Almighty, says: ***{"...but transgress not the limits. Truly, Allah likes not the transgressors."}***.(11) Moreover, websites have financial worth, and are considered as private rights of their owners. Trespassing of such

(7) See: *"Fath Al-Qadir"* [3: 190-92]; *"Hashiyat Al-Dusuqi 'Ala Al-Sharh Al-Kabir"* [3: 5]; *"Mughni Al-Muhtaj"* [2: 5]; and *"Al-Mughni"* [3: 481].
(8) See: *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [6: 2994] and *"Hashiyat Ibn 'Abidin"* [7: 26].
(9) Resolution No. 52 (3/6).
(10) Resolution No. 53 (4/6).
(11) [Al-Baqarah (The Cow):190].

sites may result in financial harm for their owners. In this regard the International Islamic Fiqh Academy issued a resolution emphasizing prohibition of transgression against trade name, trade address, trademark and all other similar rights.(12)

noorcentre.com

- Acceptability of adopting the electronic signature as a means of verifying the identities of dealers if such means is recognizable by the prevailing rules and regulations is based on the need to avoid the harm that could arise from online forgery in the dealers' identities. In addition to that, adopting electronic signature does not constitute an impermissible practice. In fact Shari'ah encourages the use of technological means to preserve peoples' wealth, because preservation of wealth constitutes one of the main five aims (*Maqasid*) of Shari'ah.
- The ruling that when forgery or an error is committed with regard to the personality or characteristics of one of the two parties, the other party has the right to terminate the contract is based on the fact that such an incident can influence the consent of the deceived party. According to Shari'ah the consent of the two parties is the fundamental prerequisite of contracting. This fact has been emphasized by the majority of Shari'ah scholars.(13)
- The ruling that the state has to assume control upon online adhesion contracts - which are characterized with launching of public offers, uniform details, imposed terms and conditions, provision of indispensible commodities or usufructs and monopoly of supply - is based on the general texts of Shari'ah which instruct people to avoid harm and achieve justice.
- If a contract is concluded on the basis of describing the object sold, or depending on the fact that the buyer has previously seen the object, or on presentation of a model resembling the object; whereas at the time of delivery the sold object is found to be different, the buyer should have the option of terminating the contract for false description. This ruling is based on the need for preservation of the rights of the two parties of the contract, as has been emphasized by the majority of Fiqh scholars.

---

(12) Resolution No. (5), 5th Session 1408 A.H. – 1988 A.D.

(13) See: *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah"*, the term *Rida*, Vol. (22).

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Internet

A cross-border devise of communication between computer networks.

Website

Information stored in the form of pages, while each page contains a set of certain type of information formed up by a page designer by using special symbols. For browsing of the pages, software of internet browser is requested, so as to resolve the symbols and issue orders for page display.

Internet Service Provider

The service provider is the party (institution) which provides lines of internet access to beneficiaries on the basis of subscription contracts or any other arrangement, against a specific fee.

Electronic Signature

The electronic signature is data in the form of letters, figures, symbols, signs or any other form, embodied in or attached to or liked with an information message through electronic, digital, phonic or any other format. The electronic signature has a style which allows specification of the distinct identity of the signatory, so that the signature can be verified and the content of the message is approved.

Electronic Message

The data and information published or exchanged through electronic devices such as internet, telex, fax and other similar means.

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (39)

Mortgage and Its Contemporary Applications

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	967
Statement of the Standard	968
1. Scope of the Standard	968
2. Definition of Mortgage	968
3. Shari'ah Rulings on Mortgage	968
4. Mortgage of Financial Papers and Sukuk	973
5. Mortgage of Current Accounts and Cash Securities	974
6. Mortgage of Investment Units and Investment Accounts	974
7. Mortgage of What Will Be Owned	975
8. Insurance of the Mortgaged Asset	975
9. Zakah on the Mortgaged Asset	975
10. Date of Issuance of the Standard	975
Adoption of the Standard	976
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	977
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	979

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This standard aims to indicate Shari'ah rulings on mortgage and its contemporary applications in Islamic financial institutions (Institution/ Institutions).(1)

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This standard covers mortgages requested by the Institution with the aim of documenting the debts and commitments owed to it by other individuals and Institutions. It is also covers the mortgages presented by the Institution to other parties in order to document the debts and commitments it owes to them. Furthermore, the standard covers the mortgages which the Institution, in its capacity as a notary or agent, keeps for the benefit of other parties.

2. Definition of Mortgage

To mortgage means to make a financial asset or so tied to a debt so that the asset or its value is used for repayment of the debt in case of default.

3. Shari'ah Rulings on Mortgage

3/1 Mortgage is permissible in Qur`an, Sunnah (Prophetic tradition) and Ijma' (consensus of Fuqaha).

3/1/1 The mortgage contract is binding for the mortgagor once it is concluded, and the mortgagor does not have the right to revoke it from his own side, whereas the mortgagee has the right to do so.

3/1/2 Possession of the mortgaged asset takes place on the basis of the same requirements for possession of a sold property. It could be actual possession by putting a hand on the property, which is known as seizure mortgage; or possession could be legal through registration and documentation, which is known as security or formal mortgage. Both types of mortgages are subject to the same rulings.

3/1/3 The mortgagee has the right to appoint an agent to possess the mortgage on his behalf. The agent, thus appointed, should have

the same rights of disposition which the principal has. The mortgage can also be put in the hands of the mortgagee or in the hands of a third party known as the notary, to be agreed upon between the two parties. When the mortgage is kept by a notary neither of the two parties has the right to transfer it to any other location.

noorcentre.com

3/1/4 The mortgagee has the right to stipulate a condition that the mortgagor should appoint him or his representative as an agent who can sell the mortgaged asset and repay the debt out of its value in case of default, without resorting to judiciary. The mortgagor does not have the right to retreat from such agency once agreed upon.

3/1/5 The death of the mortgagor or the mortgagee has no effect on the validity of the mortgage contract. The respective inheritors shall substitute the dead party.

3/1/6 The mortgage contract is no longer valid when the mortgaged asset perishes unless a compensation for it is obtained (through solidarity insurance, for instance). The mortgage contract can also cease to be valid for other reasons such as termination of the contract by the mortgagee, settlement of or relief from the debt, or relinquishment of the mortgage right. Furthermore, the validity of the mortgage contract can also expire as a result of transfer of the ownership of the mortgaged asset (through sale, gift or will) on permission of the mortgagee; unless the new owner accepts to keep the mortgage contract. [see item 3/2/6]

3/1/7 The mortgagee has the right to keep the whole mortgaged asset for any part of the debt, unless he accepts partial releasing of the mortgage. On repayment of the debt the mortgagee has no right to keep the mortgaged asset as a collateral for a new debt for which the asset is not mortgaged, except when the two parties agree to keep the mortgaged asset as a collateral for any debt between them within a specific period.

3/2 Rulings relating to the mortgaged asset

noorcentre.com

3/2/1 The mortgaged asset should be a Shari’ah-permissible property. It should also be well specified (through pointing, naming or description) and can possibly be delivered.

3/2/2 In principle, the mortgaged object should be a tangible asset, yet it can be a debt, a cash amount, a fungible asset or a consumable commodity. Perishable objects can also be mortgaged as they can be sold and replaced by their value. Moreover, a mortgaged object can be a share of common property which can be identified and sold separately.

3/2/3 The same asset can be mortgaged to more than one mortgagee. If all mortgages are of the same rank the consent of all the parties has to be sought, and the mortgage right in the asset is to be shared among them in proportion to their respective debts. If the mortgages are ranked in such a way that a succeeding mortgagee should get his debt repaid only when his precedent mortgagee does, the consent of the succeeding mortgagee alone has to be sought.

3/2/4 The mortgaged asset is a trust in the hands of the mortgagee, the notary or the agent and is still owned by the mortgagor as long as it is mortgaged. Therefore when the mortgaged asset perishes in the hands of the mortgagee, the notary or the agent, for a reason other than transgression or negligence, no responsibility shall rest with him, and the debt shall still remain valid. If the perish of the mortgaged asset is due to transgression or negligence of the mortgagee, the agent or the notary he shall be held responsible for compensation at the value of the asset on the date of its perish, whereas the debt shall remain valid. In this case the two parties have the right to perform clearance arrangements between the debt amount and the value of the perished mortgage asset.

3/2/5 The mortgagor can mortgage an asset that is owed to him by the mortgagee, whether the asset is kept by the mortgagee

as a trust (such as deposited or lent assets and investment accounts); or as a guaranteed asset (such as current accounts and assets retained after nullification of contracts). In the latter case the status of the mortgagee will consequently change from keeping the asset on guarantee basis to keeping it on the basis of trust.

noorcentre.com

3/2/6 The mortgagor can mortgage a borrowed asset (borrowed mortgage), or a rented asset (rented mortgage), on permission of the owner in both cases. If a borrowed or rented mortgage is used for repayment of the defaulted debt, the owner of the asset should have the right of recourse on the mortgagor for compensation; in kind if the mortgaged asset is a fungible asset, or in value if otherwise. When a borrowed or rented mortgage asset perishes in the hands of the mortgagor, the mortgagor has to compensate the owner of the borrowed asset, whereas for the rented asset compensation is deserved only if the perish of the mortgaged asset is due to transgression or negligence of the mortgagor.

3/2/7 In a sale contract the seller has the right to stipulate a condition that the buyer, after actual or constructive possession of the good, should mortgage it to him against the deferred price.

3/2/8 Appreciation in the value of the mortgaged asset as well as its income is considered to be mortgaged along with the principal, unless the two parties agree otherwise.

3/2/9 The mortgagor can benefit from the mortgaged asset on permission of the mortgagee, whereas the mortgagee has no right at all to enjoy free of charge benefit from the mortgaged asset with or without the permission of the mortgagor. However, on permission of the mortgagor the mortgagee can utilize the mortgaged asset against the normal pay for similar assets. [see items 3/3/ and 4/3]

3/2/10 The mortgagor should bear all actual expenses relating to reparation of the mortgaged asset and its preservation against

decay. When the mortgagee pays such expenses with or without the permission of the mortgagor he has the right of recourse on the mortgagor for compensation or he may obtain compensation in terms of an equivalent period of benefiting from the mortgaged assets. The mortgagee should bear all the expenses relating to safekeeping, documentation and selling of the mortgaged asset, except when the two parties agree that the mortgagor should bear such expenses.

noorcentre.com

3/2/11 With due consideration to item (5), it is permissible to mortgage debt, whether such debt is owed by the mortgagee or anyone else.

3/2/12 Possession of a mortgaged debt takes place by possession of the debt's document or by attestation of the debt at the time of its mortgaging. When a debt is mortgaged, the mortgagee becomes more entitled to it than anyone else.

3/3 Rulings relating to the debt for which the mortgage is signed

3/3/1 The debt for which the mortgage is signed should be a permissible debt such as sale income, guarantee against damage, Salam commodity, Istisna'a commodity or an owed usufruct. Concluding a valid mortgage contract need not necessarily be preceded by establishing the debt. The mortgage contract can be signed before or at the same time of signing the debt contract. The debt for which the mortgage is signed should not be a impermissible debt (such as a usurious loan); or a non-debt deal (such as a specific price, the usufruct of a specific asset, and a spot sale commodity that is still in the hands of the seller).

3/3/2 It is impermissible to stipulate mortgage as a condition in trust-based contracts such as agency, deposit, Musharakah, Mudarabah and leasing contracts. If mortgage in such contracts is to be confined to indemnity in case of transgression, negligence or breach of the contract, then it is permissible. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees, item 2/2/1]

3/4 Execution of the mortgage

3/4/1 With due consideration to item 3/1/4, the mortgagee has the right to claim the sale of the mortgaged asset in case of default. After repayment of the mortgagee's debt the remaining value of the mortgaged asset should be given to the mortgagor by virtue of the mortgage contract. If the sale value of the mortgaged asset happened to be less than the due debt, the difference shall be subject to Shari'ah rulings on normal debt, and the mortgagee should have the right of recourse on the mortgagor for settlement of such difference.

noorcentre.com

3/4/2 The mortgagee does not have the right to stipulate a condition that he should own the asset in case of default. Nevertheless, there is no prohibition for the mortgagee to purchase the mortgaged asset from the mortgagor at market value, and take the portion of the value to which he is entitled.

3/5/3 When the mortgagor is bankrupt, the mortgagee should have the priority over other debtors, for getting his debt repaid from the sale value of the mortgaged asset. If the sale value of the mortgaged asset is less than the mortgagee's debt, he becomes in the same standing with other debtors with regard to the excess indebtedness.

4. Mortgage of Financial Papers and Sukuk

4/1 It is permissible to mortgage the financial papers and Sukuk which can be issued and transacted according to Shari'ah, such as Islamic Sukuk and shares of Islamic financial Institutions. The shares of the companies whose original activities are permissible can also be added to this category. [see Shari'ah Standard No. (21) on Financial Paper: Shares and Bonds, item 3/4]

4/2 It is permissible to mortgage usufruct-based Sukuk which represent common shares in the usufructs of specific assets, or assets in the form of a specific indebtedness. This should be taken with due consideration to Shari'ah Standard No. (17) on Investment Sukuk, item 5/1/5/2.

4/3 It is impermissible to mortgage the financial papers and Sukuk that should not be issued or transacted according to Shari'ah, such as interest-based bonds, preference shares and enjoyment shares [see Shari'ah Standard No. (21) on Financial Paper: Shares and Bonds, items 2/6 and 2/7]. Such financial papers include also traditional investment certificates, certificates of traditional investment deposits and shares of the companies that pursue impermissible activities like manufacturing of alcohols, swine trade and dealing in Riba [see Shari'ah Standard No. (21) on Financial Paper: Shares and Bonds, item 2/1 and Shari'ah Standard No. (14) on Documentary Credit, items 3/4/1 and 3/4/2]. Among these financial papers also are shares of traditional financial Institutions, shares of traditional financial companies, shares of traditional insurance companies and shares of companies which originally pursue permissible activities, yet Riba-based and other prohibited dealings constitute a predominant part of their activities.

noorcentre.com

5. Mortgage of Current Accounts and Cash Securities

When a current account is mortgaged for the benefit of the same institution with which it is opened, the institution should not use the account unless an agreement is reached between the two parties to transfer the account to an investment account, and thus, make it subject to the rulings on Mudarabah instead of the rulings on loan. This is so because the institution, as a mortgagee, has to avoid making free of charge benefit from the mortgaged account. On transference of the account to an investment account, the account holder becomes entitled to his profit share as the owner of the capital (Rab al-Mal), while the institution becomes entitled to its profit share as the worker (Mudarib).

6. Mortgage of Investment Units and Investment Accounts

6/1 The Institution can accept mortgage in the form of investment units in Islamic investment funds. In this case the Institution as a mortgagee can suspend the right of the client to get back or draw from the account, absolutely or in proportion to the amount of the debt, whichever is more suitable.

6/2 The income and growth earned by the units or the account are considered to be mortgaged along with the principal. This should hold true whether the contractual relationship between the client and the Institution or the fund is Mudarabah or investment agency, unless the two parties agree on other arrangement.

noorcentre.com

7. Mortgage of What Will Be Owned

It is permissible to mortgage an income which is still to be owned if the principal (income earning asset) is specified. The contract in this case is valid whether such income is to be mortgaged along with the principal or independently.

8. Insurance of the Mortgaged Asset

The mortgagee has the right at the time of signing the contract to request from the mortgagor to arrange Islamic insurance for the mortgaged asset whenever it is possible. When the mortgagor accepts to do so the compensation to be received on the damage of the mortgaged asset shall replace it. If the compensation is received in the form of a cash amount such amount shall be mortgaged along with its returns by depositing it in a frozen investment account owned by the mortgagor. [see Shari'ah Standard No. (5) on Guarantees, item 4/8]

9. Zakah on the Mortgaged Asset

9/1 The owner of the mortgaged asset should pay Zakah if it is payable on the asset and its income or on its income only. The fact that the owner cannot dispose of the mortgaged asset does not relief him from payment of Zakah.

9/2 Zakah is payable on all cash mortgages such as current accounts, cash securities, units of investment funds, frozen investment accounts, Sukuk, Salam debts, and Istisna'a debts, subject to stipulations of Shari'ah Standard No. (35) on Zakah, items 5/1, 5/2 and 5/3.

10. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 15 March 2009 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Board adopted the standard on Mortgage and its Contemporary Applications in its meeting No. (23) held in the Kingdom of Bahrain, on Thursday – Saturday 15–17 Rabi’ I, 1430 A.H., corresponding to 12-15 March 2009 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 7-12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3-8 June 2006 A.D., the Shari'ah Board decided to issue a Shari'ah standard on Mortgage and Its Contemporary Applications.

On 12 Rajab 1427 A.H., corresponding to 6 August 2005 A.D., the Secretariat General decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a study on Mortgage and Its Contemporary Applications.

A joint committee composed from Shari'ah Standards Committees (1) and (2) held a meeting in the Kingdom of Bahrain, on 24 Rabi' II, 1428 A.H., corresponding to 11 May 2007 A.D., the joint committee discussed the study, and asked the consultant to introduce necessary changes in the light of the discussions and observations of the meeting.

In a further meeting of the joint committee, held in the State of Kuwait on 21 Jumada I, 1428 A.H., corresponding to 7 June 2007 A.D., the draft of the standard was discussed and necessary amendments were introduced in the light of the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (22) held in the Kingdom of Bahrain, on 28–30 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 26-28 November 2008 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments made by the joint meetings of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) and introduced the changes which it deemed necessary.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 24 Safar 1430 A.H., corresponding to 19 February 2009 A.D. More than 30 participants attended the session as representatives of central

banks, institutions, and accounting firms. The session was also attended by Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the session, and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

noorcentre.com

In its meeting No. (23) held in the Kingdom of Bahrain, on Thursday – Saturday 15–17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 12-15 March 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments introduced by the public hearing, introduced the changes that it deemed necessary and adopted the standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Shari'ah Rulings on Mortgage (item 3)

- Mortgage is permissible when the debt transaction takes place while the two parties are on travel because Allah, the Almighty, says: ***{"I And if you are on a journey and cannot find a scribe, then let there be a pledge taken (mortgaging)..."}***.(2) Mortgage is also permissible when the contracting parties are not on travel, because Anas is reported to have said: "*The Prophet (peace be upon Him) mortgaged his armor plate to a Jew in Al-Madinah and took some barley from him to his family*". In this regard Ibn Al-Mundhir said: "I do not know anyone, except Mujahid, who held a different interpretation for the Verse: ***{"...if you are on a journey ...etc"}***. Traveling (adds Ibn Al-Mundhir) is referred to in the Verse as the predominant case where mortgage is needed, since traveling parties would most probably be in lack of a scribe. Hence the verse, although it mentions traveling, it does not stipulate it as a condition for concluding mortgage contracts. Mortgage is also not obligatory, a fact which - to my knowledge - has encountered no dispute. The emphasis on mortgage in the Verse indicates guidance rather than obligation, because Allah, the Almighty, says: ***{"and if one of you deposits a thing on trust with another"}***.(3)
- According to the Hanbali,(4) Hanafi(5) and Shafi'i scholars mortgage is valid and binding when it is stipulated as a condition in a sale contract. The Hanbali(6) scholars believe that it is one of the conditions that serve

(2) [Al-Baqarah (The Cow): 283].

(3) Muhammad Ibn Abdul-Wahhab, "*Mukhtasar Al-Insaf Wa Al-Sharh Al-Kabir*" [1: 506], Matabi' Al-Riyadh, Riyadh, First Edition, Abdul-Aziz Ibn Zayd Al-Rumi et al (eds.). Electronic Copy, Al-Jami' Al-Kabir Program.

(4) Ala` Al-Din (Al-Mardawi), "*Al-Insaf*", op. cit, [11: 206–207].

(5) Ala` Al-Din Al-Samarqandi, "*Tuhfat Al-Fuqaha`*", op. cit, [2: 70].

(6) Ministry of Awqaf – Kuwait, "*Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah*", the letter Ba, Bay' Wa Shurut, item 28.

the interest of the contract, whereas the Hanafi scholars consider it as one of the conditions that suit and conform to the contract, since it entails contract documentation.(7) In elaborating their standpoint the Hanafi scholars indicate: "In Shari'ah, mortgage as well as price suretyship serve the purpose of debt documentation. Stipulating mortgage as a condition in the contract is just like stipulating a condition that relates to quality of the price, hence it is an explicit condition for what the contract implicitly aims at".(8) Mortgage is one of the conditions needed when the deal is to be concluded with someone who insists on them. If a condition of this type is not fulfilled the concerned party will have the right of option. One of the cases that justify having the right of option, according to the Hanafi scholars, is "Refraining from honoring a valid condition like the mortgage condition or suretyship for an outstanding debt".(9)

- Keeping the mortgaged asset in the hands of a notary is permissible. According to the Shafi'i scholars it is permissible "because the right belongs to the two parties, so they can agree on that".(10)
- According to the Hanbali School when the seller stipulates a condition that he shall keep the sold object until he receives the price, his condition is considered to be valid and observable. To the Hanbali scholars, such type of condition is neither part of the contract's necessities nor does it serve the contract's interest, yet it does not run counter to the contract's objectives. Nonetheless, such condition (as perceived by the Hanbali scholars) entails some benefit for the seller or the buyer.(11)
- The seller does not have the right to stipulate a condition that he shall retain the ownership of the sold commodity until he receives the price which is deferred for a certain period.(12) The seller does not have such right be-

(7) Mustafa Ahmad Al-Zarqa, *"Al-Madkhal Al-Fiqhi Al-'Am"*, published 1968, [1: 477-478].

(8) Ala` Al-Din Al-Samarqandi, *"Tuhfat Al-Fuqaha`"*, op. cit, [2: 70].

(9) Muhammad Al-Hajjar, *"Fath Al-'Allam Bi-Sharh Murshid Al-Anam Fi Al-Fiqh 'Ala Madhab Al-Sadah Al-Shafi'yyah"* [5: 19], Dar Ibn Hazm, Beirut, First Edition, 1418 A.H.

(10) Ibrahim Ibn Ali Ibn Yusuf Al-Shirazi Abu Ishaq, *"Al-Muhadhdhab Fi Fiqh Al-Imam Al-Shafi'i"* [1: 310], Dar Al-Fikr, Beirut. Electronic copy: Al-Jami' Al-Kabir Program.

(11) Ministry of Awqaf – Kuwait, *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah"*, the letter Ba, Bay' Wa Shurut, item 28.

(12) Ministry of Awqaf – Kuwait, *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah"*, the letter Ba, Bay', *"Ahkam Mushtarakah Bayn Al-Mabi' Wa Al-Thaman"*, item 60/D.

cause he has willingly relinquished his right in spot payment of the price; therefore, he has no right to cancel the right of the other party (to get the sold commodity).(13) This viewpoint is adopted by the Hanbali School.(14)

noorcentre.com

Rulings Relating to the Mortgaged Asset (item 3/2)

- The mortgaged asset should be a Shari'ah-permissible property because the underlying objective is to sell this asset for settlement of the debt in case of default. Therefore if the mortgaged asset is an impermissible property of the mortgagor, it cannot be sold. In this regard the Hanafi scholars indicate that "Mortgage is for settlement of debt, and a Muslim cannot repay debts or get debts repaid to him in terms of Shari'ah-banned objects such as alcohol and swine".(15) In *"Al-Insaf"* the Hanbali viewpoint is indicated as follows: "It is permissible to mortgage any asset that can be sold".(16)
- The mortgaged asset can be a debt,(17) a cash amount,(18) a common pro-

(13) Ala` Al-Din Al-Samarqandi, *"Tuhfat Al-Fuqaha`"*, op. cit, [2: 56].

(14) Ala` Al-Din (Al-Mardawi), *"Al-Insaf"*, op. cit, [11: 491]

(15) Ala` Al-Din Al-Samarqandi, *"Tuhfat Al-Fuqaha`"*, op. cit, [3: 53-54]

(16) Muhammad Ibn Abdul-Wahhab, *"Mukhtasar Al-Insaf Wa Al-Sharh Al-Kabir"* [1: 511], Al-Riyadh Press, Riyadh, First Edition, Abdul-Aziz Ibn Zayd Al-Rumi et al (eds.).

(17) In *"Al-Insaf"* Mortgage is defined as "documentation of a debt by an asset so that the debt can be repaid from the sale value of the asset when repayment from other sources is not possible". Al-Zarkashi said: "Mortgage is documentation of a debt by an asset or a debt". This viewpoint of Al-Zarkashi is reported by Ala` Al-Din (Al-Mardawi) in *"Al-Insaf"* printed with *"Al-Muqni'"*; *"Al-Sharh Al-Kabir"* and *"Al-Insaf"* [12: 359], Hujar Press, First Edition, 1995.

(18) According to the Shafi'i scholars "It is permissible to lend cash so as to be mortgaged. When the debt is due, if the debtor made repayment the case is obvious, otherwise the cash can be used for purchasing the asset required for settlement, or the same cash amount can be paid for settlement of the debt if it is a cash debt", Muhammad Al-Hajjar, *"Fath Al-'Allam"*, op. cit, [5: 27]. Permissibility of selling the mortgaged asset and mortgaging its value instead of it has also been indicated by the Hanbali scholars in several cases as when they state that "It is permissible to mortgage perishable objects for an outstanding debt, so that the sale income of such objects can be mortgaged", Shamsul-Din (Ibn Qudamah), *"Al-Sharh Al-Kabir"*, op. cit, [12: 368]. The Maliki scholars state that "It is impermissible to mortgage dinars, or dirhams or filses, or food stuffs in the form of mixed ingredients or what is measured in terms of volume and weight, without imprinting a mark on it so that the mortgagee would not be able to use the mortgaged object and return back a similar one", Abu Abdullah Muhammad Ibn Muhammad (Al-Maghribi), *"Mawahib Al-Jalil Li-Sharh Mukhtasar Khalil"*, Dar Al-Fikr, Second Edition, 1978, [5: 5].

perty,[19] a borrowed asset or a rented[20] asset.

- The mortgage is a trust in the hands of the mortgagee and is owned by the mortgagor. The mortgagor should bear all the expenses relating to maintenance of the proper state of the mortgage object including all necessary outlays such as feeding, clothing, safekeeping, veterinary services and the likes. In this regard, the Prophet (peace be upon him) is

noorcentre.com

(19) The Shafiee scholars emphasized permissibility of mortgaging the asset that can permissibly be sold (even if common property, that can be sold), Muhammad Al-Hajjar, *"Fath Al-'Allam"*, op. cit, [5: 25]. The Hanafi scholars emphasize prohibition of mortgaging "common property…….., because delivery cannot take place", Ala` Al-Din Al-Samarqandi, *"Tuhfat Al-Fuqaha`"*, op. cit, [3: 54]. It has been stated in *"Al-Sharh Al-Kabir"* : "Mortgage of common property is permissible as emphasized by Ibn Abu Layla, Al-Nakh'i, Malik, Al-Awza'i, Al-Aniri, Al-Shfiee and Abu Thur. According to Ashab Al-Ra'y, it is impermissible except when a partner mortgage his share to his counter partner, or the two partners together mortgage their common property to one person, or one person mortgages his asset to two person so that they can possess it together", Shamsul-Deen (Ibn Qudamah), *"Al-Sharh Al-Kabir"*, op. cit, [12: 369–370].

(20) Ibn Al-Mundhir said: All our precedent scholars from whom we learnt unanimously agreed that when someone borrows an object from someone else so as to mortgage it for obtaining a specific amount of money from a specific person for a specific period, his act is permissible. Ibn Al-Mundhir has also reported a unanimous agreement among Fiqh scholars that if the person (in the preceding example) borrowed the object according to the above stated conditions, but he mortgaged something else, his act is impermissible. If such person mortgaged the borrowed object for a debt amount that exceeds what he had stated when borrowing the object, the mortgage becomes null and void either for the whole amount of the debt as emphasized by Al-Shafiee, or for the excess part only, on the basis of deal fragmentation. According to Al-Qadhi when the object to be mortgaged is borrowed without restrictions, the process of borrowing is permissible and the borrower can mortgage the borrowed object for any amount. This viewpoint is one of two viewpoints supported by Al-Shafi'i. The other viewpoint emphasized by Al-Shafiee is that mortgage of a borrowed asset is impermissible without knowledge of the amount, nature and maturity of the debt to be mortgaged for. When the borrowed mortgage asset perishes the guarantee resets with the mortgagor, since a borrowed property has to be guaranteed by the borrower. There is also the case when the person from whom the mortgaged asset is borrowed releases the mortgaged asset without resorting to the mortgagor, and whether he should resort to the mortgagor in this case or not. Fiqh scholars are divided between two standpoints concerning this issue, as they do with regard to the case of someone who repays the debt of someone else without his permission, Shamsul-Deen (Ibn Qudamah), *"Al-Sharh Al-Kabir"*, [5: 148]. Electronic copy: Al-Jammi' Al-Kabir Program. As indicated in *"Al-Insaf"*, It is permissible to borrow or rent something so as to mortgage it, on permission of the owner in both cases", Ala` Al-Din (Al-Mardawi), *"Al-Insaf"*, op. cit, [5: 148-149]. Electronic copy: Al-Jami' Al-Kabir Program.

reported to have said: *"The one who mortgages the asset should get its benefits and bear its expenses."* Since the mortgaged asset belongs to the mortgagor he should, therefore, bear its expenses as if it is still in his hands.(21) According to the Hanafi School "expenses of a mortgaged asset are of two types: the first type includes all the expenses which relate to maintenance of the proper state of the asset and its preservation against decay, and such expenses should be borne by the mortgagor. The second type comprises expenses such as those relating to safekeeping of the asset, or returning it back to mortgagor, or returning back part of it which has been damaged by an accident; and such expenses have to be borne by the mortgagee". Furthermore, the Hanafi scholars indicate: "When the mortgagee without the permission of the competent authority bears the expenses that should have been borne by the mortgagor, he is considered to have done so in donation, whereas when he does so on permission of the competent authority he has the right of recourse on the mortgagor for repayment. Similarly, the mortgagor is considered as a donor when he bears the expenses that should have been borne by the mortgagee without the permission of the concerned authority, and should have the right of recourse on the mortgagee when he does so, on permission of the competent authority".(22)

- The mortgagee does not have the right to make free of charge benefit from the mortgaged asset, because otherwise he will be committing Riba.

Rulings Relating to the Debt for Which the Mortgage Is Signed (item 3/3)

- The mortgage contract can be signed before, along with or after the debt contract. In this regard the Hanbali scholars indicate that "signing of the mortgage contract can be visualized in terms of three cases: it can take place after signing of the debt contract and in this case it is permissible as per the unanimous viewpoint of Fiqh scholars, because the debt is already

(21) Abdullah Ibn Qudamah Al-Maqdisi Abu Muhammad, *"Al-Kafi Fi Fiqh Al-Imam Al-Mubajjal Ahmad Ibn Hanbal"*, Al-Maktab Al-Islami – Beirut, [2: 146]. Electronic copy: Al-Jami' Al-Kabir Program.

(22) Ala` Al-Din Al-Samarqandi, *"Tuhfat Al-Fuqaha`"*, Ihya` Al-Turath Al-Islami – Qatar, [3: 59-61].

noorcentre.com

there and it needs documentation. The second case is when the mortgaged contract is signed at the same time of signing the debt contract, as when – for instance – one party says to the other: I sell to you this garment of mine for ten dinars payable after a month provided that you mortgage to me your slave Saad, and the other party responses: I agree to that. The mortgage contract in this second case is also valid, according to Al-Shafi'i and Ashab Al-Ra`y, because it is needed. The third case is when the mortgage contract is signed before the debt contract, as when - for instance – one party says to the other: I mortgage this slave of mine to you against lending me ten dinars. In this third case the mortgage contract is invalid according to the prevailing view point of the Hanbali School, while Al-Shafi'i considers it to be valid. The proponents of the validity of the contract in this case include also Abu Al-Khattab, Malik and Abu Hanifah. It is argued that the mortgage contract in this case is a documentation of a valid right and therefore it can precede it, similar to the case of guarantee. A further justification given by Fiqh scholars in this connection is that the mortgage contract in this case is signed for something which will take place in the future, and therefore it is similar to a darak guarantee (guarantee against occurrence of third party claim on the asset)".(23)

noorcentre.com

Execution of the Mortgage (item 3/4)

- Foreclosure: According to Hadith: *"Mortgage should not be foreclosed from its owner who should get its benefit and bear its expenses"*. The meaning of this Hadith is that the failure of the mortgagor to redeem his mortgaged asset does not make the mortgagee entitled to that asset. This was, in fact, the practice during the Pre-Islamic period (Jahiliyyah) when the mortgagee used to seize the mortgaged asset in case of default.(24)

Contemporary Applications of Mortgage

- Holding the documents which represent the ownership of the goods as a mortgage is permissible, because possession of the documents is

(23) Muwaffaq Al-Din (Ibn Qudamah), *"Al-Mughni"*, op. cit, [6: 444–445]. Darak guarantee is a "Guarantee given to the purchaser against the case when the purchased asset turns out to be owned by a third party". See: Muhammad Al-Hajjar, *"Fath Al-'Allam"*, op. cit, [5: 44].

(24) Mohammad Al-Hajjar, *"Fath Al-'Allam"*, op. cit, [5: 25].

considered as possession of the goods themselves. The possessor of the documents will become authorized to dispose of the goods like an owner.

noorcentre.com

- It is permissible to mortgage shares because shares represent a common share of Shari'ah-permissible assets (cash, tangible assets, usufructs, rights and debts – item 3/1 of Shari'ah Standard on Financial Papers). As shown in item (7) above, some of the Fiqh scholars indicate that mortgaging of common property is permissible.
- It is permissible to mortgage Sukuk because, similar to shares, they represent common shares in Shari'ah-permissible assets (cash, debts, usufructs, tangible assets). The only difference between shares and Sukuk is that Sukuk can be a common share of only one type of these assets (cash, or debts or usufructs or tangible assets), [see Shari'ah Standard on Investment Sukuk]. As we have seen previously Fiqh scholars indicate that it is permissible to mortgage common property as well as cash, tangible assets and debts. Although there is no Shari'ah or Fiqh text that permits or prohibits mortgaging of usufructs, yet I can see no Shari'ah restriction against it, if such usufructs are Shari'ah-acceptable and their mortgaging could achieve the Shari'ah objective of "Preservation of rights and documentation of debts, through sale of the mortgaged asset and repayment of the debt in case of default". Achievement of such objective appears to be possible through mortgaging of the Sukuk issued against usufructs of assets (in hand and with debtors). [see Shari'ah Standard on Investment Sukuk, 5/1/5/2]
- Permissibility of freezing the balances of current accounts and the like as mortgages is based on the fact that this is similar to mortgaging of assets which are previously held under the guarantee of the mortgagee (assets in the hands of the mortgagee), which is permissible.(25)

(25) According to the majority of Fiqh scholars (except the Shafi'i School) the account in this case becomes kept by the institution on trust basis, rather than on guarantee basis. As can be understood from what has been stated by Imam Ahmad, the mortgage becomes binding once the contract is signed. The Hanbali scholars elaborate on this issue by stating: "When someone mortgages an asset which is already in the hands of the mortgagee, whether the mortgagee has obtained such asset through borrowing, on trust basis, or forcibly …etc, the mortgage is valid, because the asset is owned by the mortgagor and can be possessed, hence, it can be mortgaged, as if it is in =

- It is permissible for the Institution to retain investment accounts and investment units as mortgage because this is considered as mortgaging of common property which is permissible as has been indicted earlier in this standard. Permissibility of such mortgages can also be based on the fact that an investment account or unit usually comprises cash, or assets, or debts, or most often a mixture of all that. As we have seen earlier mortgaging of any of these items is permissible. Furthermore, mortgaging of investment accounts and units can be seen as similar to mortgages that comprise a forgivable degree of gharar, due to the changing nature of real assets as a com-

noorcentre.com

= the hands of the owner. Therefore what can be understood from this statement by Imam Ahmad is that the mortgage here becomes binding by virtue of the same contract with no need for any further act (i.e., what changes is the ruling only). According to Al-Qadi and his companions as well as Al-Shafi'i the mortgage does not become valid without the elapse of sufficient time for possession", Shamsul-Din (Ibn Qudamah), *"Al-Sharh Al-Kabir"*, op. cit, [12: 406]. The author of *"Al-Insaf"* has also discussed this issue and added mortgaging of an asset held by the mortgagee on the basis of a nullified contract (Ala` Al-Din Al-Mardawi, Electronic copy: Al-Jami' Al-Kabir Program). An important point to be noted here is what has been quoted in *"Mukhtasar Al-Insaf"* and *"Al-Sharh Al-Kabir"* on the discussion about the status of the mortgagee who is already holding the asset on guarantee basis. The quoted statement comprises the following: "When someone mortgages an asset which is already seized or borrowed by the mortgagee, the mortgage is valid and the guarantee of the mortgagee is cancelled according to Malik and Abu Hanifah. Al-Shafiee said that the guarantee should not be cancelled and the mortgage is valid because there is no contradiction between the two. According to Al-Shafiee even in the mortgage arrangement the mortgagee is committed to guarantee in case of transgression. To me, the mortgagee has the right to hold the asset as a mortgage and he is no longer to be seen as a transgressor, yet the assertion that there is no contradiction between holding the asset as a mortgage on the one hand, and holding it through borrowing or seizure on the other, is objectionable, because a borrower or someone who takes the asset by force has to guarantee the asset whereas a mortgagee is supposed to keep the asset on trust basis rather than under guarantee. Moreover, on mortgaging the asset there will remain no reason which justifies continuation of the guarantee. If the mortgagee is to be held responsible later on for transgression against the mortgaged asset, that will be for his transgression rather than for his status as a borrower or someone who has taken the asset by force", Muhammad Ibn Abdul-Wahhab, *"Mukhtasar Al-Insaf Wa Al-Sharh Al-Kabir"*, [1: 508] – Electronic copy: Al-Jami' Al-Kabir Program. The Shafiee scholars [Muhammad Al-Hajjar, *"Fath Al-'Allam"*, op. cit, [5: 29] indicate: "The mortgaged asset is a trust in the hand of the mortgagee except in eight cases: (I) An extorted asset changed to a mortgage in the hands of the extorter, =

ponent of such accounts and units. As we have seen before, such mortgages are permissible according to the Maliki scholars who argue that "since the mortgagee has the right to lend his money without documentation, it is only logical that he can accept documentation with some Gharar. In the final analysis something is better than nothing".[26] Moreover, it can be argued that the unknown aspects of the transaction are later on going to be known.

noorcentre.com

Contemporary Applications of Debt Mortgaging

- It is permissible to issue documentary credit for a client on guarantee of a debt owed to this client by a third party, and documented by a letter of credit, a guarantee, a receipt, a commercial paper, a bond, or Islamic Sukuk, because it is permissible to mortgage debt as we have seen earlier.
- It is permissible to issue documentary credit to a client against another documentary credit (Back-to-back credit and transferable credit), be-

= (II) A mortgaged asset changed to an extorted asset, (III) A borrowed asset changed to a mortgage, (IV) An asset offered for sale changed to a mortgage, (V) An asset sold through a false contract changed to a mortgage, (VI) A sold asset changed to a mortgage after termination of the contract by the buyer, and (VII) An amount payable by the husband on divorce changed to a mortgage before being received by the wife. The justification for guarantee in these cases is the presence of the reason which necessitates it. That is to say relaxation of guarantee because of mortgage is overruled by a Shari'ah requisite for guarantee because of borrowing or seizure; contrary to the case of on-trust deposit (Wadi'ah) where there is a Shari'ah prohibition against guarantee. Regarding the same issue of mortgaging an asset that is already in the hands of the mortgagee, the following has also been stated by Fiqh scholars "when the mortgaged asset is already in the hands of the mortgagee such as a borrowed or an extorted asset, the mortgage is valid and the guarantee is cancelled according to Malik and Abu Hanifah. Al-Shafiee argues that the guarantee should not be cancelled and the mortgage is valid because there is no contradiction between the two. According to Al-Shafi'i even in the mortgage arrangement the mortgagee is committed to guarantee in case of transgression, and therefore the mortgage is valid along with the guarantee."; Shamsul-Din (Ibn Qudamah), *"Al-Sharh Al-Kabir"*, op. Cit, [12: 407]. Ibn Qudamah then discussed the proposition advocated by Al-Shafi'i that there is no contradiction between holding the asset as a mortgage on the one hand, or holding it through borrowing or seizure on the other. Ibn Qudamah emphasized that a borrower or someone who takes the asset by force has to guarantee the asset whereas a mortgagee is supposed to keep the asset on trust basis rather than under guarantee. See: *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah Al-Kuwaytiyyah"*, the term Al-Rahn, item (9).

(26) See: *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah Al-Kuwaytiyyah"*, the term Al-Rahn, item (9).

cause a documentary credit results in a debt owed by the bank to the client, and such debt can be mortgaged for obtaining a new debt.

noorcentre.com

Insurance of the Mortgaged Asset

- Insurance of the mortgaged asset is permissible because if such asset is damaged the compensation received can be used for replacing the mortgage; and thus continuation of the vital role of mortgage in preservation of rights, documentation of debts and facilitation of debt repayment and collection is ensured.

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (40)

Distribution of Profit in Mudarabah-Based Investment Accounts

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	993
Statement of the Standard	994
1. Scope of the Standard	994
2. Investment Accounts (Demand Deposits)	994
3. Realization of Profit	998
4. Entitlement to Profit	1000
5. Distribution of Profit	1002
6. Other Rulings on Investment Accounts	1003
7. Date of Issuance of the Standard	1004
Adoption of the Standard	1005
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1006
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1008
Appendix (c): Definitions	1012

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to indicate the controls and rulings on distribution of profits of investment accounts in Islamic financial institutions (Institution/ Institutions).[1] In this regard the standard covers three major aspects including: realization of profit, entitlement to profit and profit distribution.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers investment accounts managed on the basis of Mudarabah and the principles and conditions of realization and entitlement to profit. The Standard also covers how profits are to be distributed between the institution as a Mudarib and the holders of investment accounts as Arbab al-Mal, and to discuss the procedural aspects of profit realization such as determination of the expenses to be charged to investment accounts and the allocations and reserves to be deducted from the profits. The standard does not cover the accounts managed on the basis of investment agency because such accounts require a separate standard.

2. Investment Accounts (Demand Deposits)

2/1 Definition and types of investment accounts

These are the amounts which the institution receives from investors on the basis of participatory Mudarabah (al-Mudarabah al-Mushtarakah). The holders of such accounts delegate the institution to invest their funds through Mudarabah. Investment accounts can be divided into two types. The first type is investment accounts that are managed on the basis of unrestricted Mudarabah where the Mudarib is delegated to invest the Mudarabah funds in any field of investment he deems suitable. The second type is investment accounts which are managed on the basis of restricted Mudarabah, where the Mudarib has to invest the Mudarabah funds in a specific type of investment to be determined by Rab al-Mal (owner of the capital). The relationship between the holders of these accounts and the institution is the typical relationship between the Mudarib (the work provider) and Rab al-Mal.

2/1/1 Unrestricted investment accounts

noorcentre.com

These are the amounts received from investors who authorize the institution to invest their funds on the basis of Mudarabah without restricting the investment of such funds to a specific project or investment program. The holders of the accounts and the institution share the profit, if any, according to the ratio specified for each of them either in the Mudarabah contract or in the application for opening the account. The holders of the accounts bear all the losses in proportion to their respective shares in the capital, except losses arising from transgression, negligence or breach of the contract, which have to be borne by the institution.

2/1/2 Restricted investment accounts

These are the amounts whose owners authorize the institution to invest them on the basis of Mudarabah in a specific project or investment program[(2)]. The holder of the account and the institution share the profit, if any, according to the ratio specified for each of them either in the Mudarabah contract or in the application for opening the account. The holder of the account bears all the losses in proportion to his share in the capital, except losses arising from transgression, negligence or breach of contract, which have to be borne by the institution.

2/1/3 Equality in investment opportunities

In principle, equality in investment opportunities should be ensured between shareholders' funds and the funds of the holders of the investment accounts in participatory Mudarabah. In case a different policy is to be adopted, the institution should disclose that before disposition, with due consideration to the relevant regulatory restrictions and the conditions of opening the accounts.

---

(2) Restricted investment accounts can be managed on the basis of investment agency.

2/2 The difference between an investment account and a current account and its likes

noorcentre.com

2/2/1 The current accounts are the amounts which the institution receives from clients who are not seeking investment. Such amounts represent loans which the institution has to guarantee their repayment on demand without any increment. The institution has the right to dispose of such amounts and invest them for its own benefit and under its own responsibility, preferably after indicating this in the application for opening the account.(3) As regards investment accounts, these are the amounts deposited with the institution on trust basis, and hence the institution is not committed to guarantee their repayment, except in case of transgression, negligence or breach of the contract.

2/2/2 The institution should guarantee full repayment of the amounts of the current accounts to their holders, whereas it should not assume the commitment to pay any fixed or variable increment on the principal amounts of such accounts, because such payment constitutes usurious interest. The institution is not committed to guarantee investment accounts. It is only committed to distribute their profit or loss among their holders as per the ratios agreed upon.

2/2/3 Saving accounts which carry no authorization for investing them to the benefit of their holders shall become subject to the rulings on current accounts, whereas those which carry such authorization shall become subject to the rulings on investment accounts.

2/2/4 The institution may charge fees (commissions) for the services of opening investment accounts. Such fee has to be a lump

(3) For more rulings on current accounts as regards, for instance, charging fees for keeping such accounts or distribution of prizes to them see Shari'ah Standard No. (19) on Loan (Qard).

sum amount which should preferably not exceed the average actual cost, and should be charged once at the time of opening the account.

noorcentre.com

2/2/5 In case of depositing coins or paper money by handing them over to the cashier the institution may charge a fee for transportation, storage and counting of the deposited amounts. This, however, does not include amounts transferred to the account of the institution.

2/2/6 In transference of money between accounts constructive possession is sufficient, whether for the same currency or different currencies, because the process involves exchange and transference. [see Shari'ah Standard No. (1) on Trading in Currencies]

2/2/7 The funds which the institution fails to transfer to owners because of change of address shall be kept in a suspended account for the specified period before being added to the charity account. If the addresses of the owners of such funds came to be known later on the funds should be paid out to them from the charity account. In this regard, a clause should be added to the conditions for opening the accounts indicating that the holders of the accounts agree to donate for charitable purposes any amounts which could not be transferred to them within a specific period due to change of address.

2/2/8 In principle, the institution should resort, through exchange of correspondence, to holders of the accounts when there is any change in the conditions or profit sharing ratios. However, due to the difficulty and cost involved in such process the institution may send notifications, or advertise the new changes in its website so that the implicit acceptance of the concerned parties is obtained if no protest is received from them within a specific period. The changes in question, which shall become effective starting from the beginning of the next period, should be incorporated in the conditions of the

accounts, with due reference to the procedure followed for their adoption.

noorcentre.com

2/2/9 It is permissible to stipulate the authoritative status of the documents and financial statements of the institution, unless such documents and statements are proved to be wrong by the accountholder. If dispute arises the two parties should resort to experts, arbitration or law.

2/2/10 The cost of proving the accusation shall be borne by the accountholder when he files the claim against the institution.

3. Realization of Profit

Realization of distributable profits should be subject to the following:

3/1 Safety of the capital

3/1/1 Realization of profit in investment accounts does not take place before protecting the capital. Any amount of profit distributed before ensuring such protection is considered as an advance payment, rather than realized profit [see item 5/3]. The profit authorized for investment at the end of the investment period is considered as part of the capital in the next period.

3/1/2 Actual and constructive liquidation

Realization of profit in investment accounts does not take place before the following steps:

3/1/2/1 Liquidation of Mudarabah assets, which can be either actual liquidation where all the assets are converted into cash and all debts are collected, or it can be constructive liquidation where, in addition to cash amounts, noncash assets are valued by experts, along with valuation of all debts with regard to possibilities of collection and appropriate allocations for bad debts.

3/1/2/2 Covering of the following expenses:

a) Expenses relating to utilization of the balances of the investment accounts by charging each operation with the direct expenses incurred in its execution.

b) The share of the balances of the investment accounts from shared expenses, excluding expenses relating to the institution's own activities.

Investment accounts should also not be charged with the expenses of the tasks which have to be performed by the Mudarib. Such expenses include the expenses of the investment departments and the bodies which endorse their decisions as well as the expenses of the follow-up and accounting departments. It is also permissible to specify a ceiling for the expenses above which all the expenses are to be borne by the Mudarib.

noorcentre.com

3/1/2/3 Deduction of the allocations and reserves relating to the investment, from investment income so as to arrive at distributable profit. In this case, allocations for bad debts and reserve for rate of returns have to be deducted from gross profit, whereas reserve for investment risks has to be deducted after deduction of the Mudarib's share.

3/2 In realization of the profit the following should be observed

3/2/1 When loss is incurred in one Mudarabah operation it can be covered from the profits of other operations, and if it exceeds the profits it should be covered from capital. What should really matter is the final result of liquidation at the end of the financial period specified by the institution. The loss of a certain financial period should not be covered from the profits of another period, except in the case of covering losses from reserves.

3/2/2 Due to the fact that unrestricted investment accounts of continuous participatory Mudarabah lack coincidence in the beginning and end of the process of depositing funds in the accounts, the profit from the operations which extend to succeeding periods has to be distributed over the whole period of such operations in proportion to the duration of each operation.

noorcentre.com

4. Entitlement to Profit

4/1 The method of profit distribution should be well known so that no room is left for uncertainty and dispute. Distribution of profits should also be in terms of ratios, and not at all by specifying a lump sum amount or a percentage of the capital for any party, or any other method that could lead to avoidance of sharing of the profit between the two parties.

4/2 Specification of profit ratios for the two parties should not be postponed beyond the time of signing the contract. When the two parties do not specify such ratios at the time of signing the contract normal practice can be sought - if any - as when, for instance, profit is normally shared on equal basis. If there is no normal practice to resort to the Mudarabah contract becomes null and void, the Mudarib is entitled to the wage normally paid for similar work, and the whole profit goes to Rab al-Mal.

4/3 The institution can specify different ratios for distribution of profits between itself and different categories of holders of investment accounts, or it can specify a unified ratio for all. The ratios for distribution of profits among the holders of the investment accounts can also be unified or varying on the basis of certain weights.

4/4 When one of the two parties stipulates a lump sum amount for himself the Mudarabah contract becomes null and void. This restriction, however, does not include the case when the two parties agree that if the profit exceeds certain limit or index the excess amount should be taken by one of them. If the profit is at that limit/index or below it shall be shared as agreed upon between the two parties.

4/5 It is impermissible to earmark the profit of a specific type or portion of the capital or the assets into which capital is converted, for one of the two parties. It is also impermissible to allocate the profit of a certain financial period or a specific transaction for one party, and the profit of another financial period or a specific transaction for the other.

4/6 The method agreed upon for distribution of profit can be fixed for the whole period, or variable according to specific sub-periods of partial liquidation.

noorcentre.com

4/7 When the Mudarib mixes the Mudarabah funds with his own funds, he becomes a partner by subscribing his funds and a Mudarib for the Mudarabah funds of the other party. In this case the profit has to be divided between the two amounts of capital, so that the Mudarib can get the profit of his work as well as the profit of his funds as a partner. The profit share of the Mudarib as a partner shall become subject to the same treatment of the shares of the holders of investment accounts. [see item 4/3]

4/8 In principle, the profit belongs to the institution and the holder of the account, yet the two parties can agree on allocation of a certain part of the profit to the benefit of a third party. [see Shari’ah Standard No. (13) on Mudarabah, item 8]

4/9 It is permissible for the accountholder to exit from the Mudarabah with all his funds or part of them. Such exit represents the desire of the accountholder to redeem his share in the Mudarabah assets without withdrawing the total amount deposited in his account or part of it. It is permissible for the institution in this case to specify the amount relating to the exit so that it can earn no profit, or less than the profit it would have earned in the absence of exit. Such arrangement constitutes exit on the basis of supply and demand, rather than deprivation from profit.

4/10 The ratios of the amounts deposited in the investment accounts which the institution retains for liquidity purposes – may be stated in the conditions of the accounts - has to be treated as follows:

4/10/1 The case could be that the bank never invests such amounts because they are withheld in the accounts of the central bank or the bank’s treasury for the sake of meeting requests for withdrawal from investment accounts, hence there is no return for which a ruling can be indicated here.

noorcentre.com

4/10/2 Or the case may be that the bank utilizes such funds in short term or easy-to-liquidate investments so as to cater for applications for withdrawal from investment accounts - although the bank sometimes stipulates in the conditions of the accounts that such funds are allocated for liquidity purposes. In this case it is permissible for the bank to invest such funds without obtaining the consent of the holders of the accounts, because the bank is authorized for any disposition that serves the interest of the two parties of the unrestricted Mudarabah contract. When a return is earned from such investment it should be added to the investment base. The holders of the account will be entitled to a share in this profit in their capacity as Arbab al-Mal, and the bank is entitled to its share as a Mudarib, subject to the ratios agreed upon. If, instead, a loss is incurred from investment of the amounts, without any transgression or negligence from the side of the bank, it should be borne by the holders of the accounts in their capacity as Arbab al-Mal.

5. Distribution of Profit

5/1 Application of scoring method of profit distribution:

With due consideration to items 4/3 and 4/4, the scoring method for distribution of profit among the participants of general investment accounts can be used. Such method takes into account the amount contributed by each investor and the period of its stay in the investment (currency unit x time unit). Each account is given a certain number of scores depending on its amount and the period of stay of that amount in the investment even if depositing and withdrawal have repeatedly been done and the amount varied from time to time. The holders of the accounts are considered to have implicitly exchanged mutual relief from commitment (Mubara`ah) for any aspects that practically cannot be catered for.

5/2 There is no prohibition against setting an expected rate of return which is not considered to be binding if not achieved, even if it is

reached through a feasibility study. However, final distribution of profits should be based on realization of profit after actual or constructive liquidation, rather than on such expected rate of return.

noorcentre.com

5/3 It is permissible to pay advance amounts to the holders of the accounts before actual or constructive liquidations so that final settlement can be made later on. After actual or constructive liquidation the institution is committed to make necessary additions to, or deductions from, the advanced amounts so that each holder of an investment account receives his exact share of the profit.

5/4 Mutual relief from commitments (Mubara`ah) in case of exit should be stipulated in the contracts of the Mudarabah-based investment accounts. The stipulation should indicate that the exiting party reliefs the holders of the accounts (the depositors) from commitment towards his rights in any undistributed or non-apparent profit, as well as his rights in the remaining part of the reserves for investment risks and rate of return, and the remaining part of allocations for debts. Similarly, the stipulation should state that the holders of the accounts relief the exiting party from commitment towards any losses that have not yet become apparent. The stipulation should also indicate that on liquidation of the investment base the remaining parts of the above mentioned reserves and allocations shall be devoted to charitable purposes.

5/5 Institutions should liquidate Mudarabah and distribute the realized profit between the Mudarib and the holders of the investment accounts according to the conditions of the Mudarabah contract.

5/6 When the shareholders in their capacity as the Mudarib, decide - after liquidation of the Mudarabah and preparation of the profit and loss account - to relinquish part of their profit share to the benefit of the accountholders, the institution should disclose that.

6. Other Rulings on Investment Accounts

The rulings which have not been stipulated in this Standard can be seen in Shari'ah Standard No. (13) on Mudarabah.

7. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 26 Jumada II, 1430 A.H., corresponding to 19 June 2009 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Board adopted the Standard on Investment accounts and Profit Distribution on its meeting No. (24), held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 25–26 Jumada II, 1430 A.H., corresponding to 18-19 June 2009 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (10) held on 2–7 Rabi' I, 1424 A.H., corresponding to 3-8 May 2003 A.D., in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia, the Shari'ah Board decided to issue a Shari'ah Standard on bank deposits and distribution of profits .

On 7 Dhul-Hajjah 1424 A.H., corresponding to 29 January 2004 A.D., the Shari'ah Standards Committee (1) decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a study on bank deposits and distribution of profits.

In its meeting No. (16) held on 8–9 Jumada I, 1426 A.H., corresponding to 15-16 June 2005 A.D., in the Kingdom Of Bahrain, the Shari'ah Standards Committee (1) discussed the draft of the Standard and introduced necessary changes.

In its meeting No. (17) held on 8–9 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 8-9 September 2005 A.D., in the Kingdom of Bahrain, the Shari'ah Standard Committee (1) discussed the draft of the Standard and introduced necessary changes.

In its meeting No. (15) held on 22 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 30 September 2005 A.D., in Makkah Al-Mukarramah, the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, and decided, in the light of the discussions and observations of the meeting, to send the draft of the Standard to Shari'ah Standards Committee (1) for study.

In a meeting held in the Kingdom of Bahrain, on 1 Safar 1427 A.H., corresponding to 1 March 2006 A.D., the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) discussed the draft of the Standard and introduced necessary changes in the light of the observations of the meeting.

In its meeting No. (17) held in Makkah Al-Mukarramah, on 26 Shawwal 1427 A.H., corresponding to 18 November 2006 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments suggested by the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) and introduced necessary changes.

noorcentre.com

In its meeting No. (22) held in the Kingdom of Bahrain, on 28–30 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 26-28 November 2008 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard and introduced necessary changes.

The Secretarial General of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 6 Rabi' II, 1430 A.H., corresponding to 2 April 2009 A.D. More than 30 participants attended the public hearing as representatives of central banks, institutions, and accounting firms. The public hearing was also attended by Shari'ah scholars, university teachers and other interested parties. Several observations were made in the public hearing, and duly responded to by the members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2).

In its meeting No. (23) held in the Kingdom of Bahrain, on 15–17 Rabi' I, 1430 A.H., corresponding to 12-15 March 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard and introduced necessary changes.

In its meeting No. (24) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 25–26 Jumada II, 1430 A.H., corresponding to 18-19 June 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, introduced necessary changes and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The current account is considered as a loan because the bank has to guarantee its repayment on demand. In this regard the International Islamic Fiqh Academy issued its resolution No. 86 (9/3) which stipulates that "Demand deposits (current accounts) whether in Islamic or traditional banks are loans in the strict Shari'ah sense. The receiving bank holds such deposits under guarantee and is committed by Shari'ah to repay them on demand. The fact that the receiving bank is solvent does not affect this ruling"

Rulings and Conditions relating to Profit

- Profit has to be known because it constitutes the object of contracting, and therefore ignorance about it nullifies the contract.
- It is impermissible in Mudarabah to specify the return for any of the two parties in terms of a lump sum amount or a certain percentage of the capital, because such specification eliminates profit sharing which constitutes a fundamental aspect of the Mudarabah contract. By such specification, the very essence of partnership will be lost when, for instance, the profit earned is just equal to the lump sum amount or percentage of the capital earmarked for one party.
- Permissibility of applying the scoring method of profit distribution is based on the fact that the funds of the participants in the same investment base have all contributed to achievement of the return as per their respective amounts and periods of stay in the accounts. The scoring method is the most equitable method of accounting in hand that can be used for assigning profit shares commensurate to the amounts and their periods of stay in the accounts. However, entering into investment on such basis necessitates mutual relief from commitments (Mubara'ah) among investors with regard to any part of entitlement that could not be catered

for through this method. It is a well established principle in Figh literature that much more exemptions can be allowed in partnership-based dealings (*Musharakat*) than in exchange-based dealings (Mu'awadah) and that division (Qismah) through approximation of shares is based on mutual consent.

noorcentre.com

- Charging the Mudarabah expenses in the way shown in the Standard takes into consideration what should be done by the Mudarib for the sake of carrying out his investment decisions on receipt of the funds, and his commitment to do the work which entails having the bodies required for that purpose. A resolution to this effect has also been issued by the Al Baraka Seminar (4/1).
- Impermissibility of charging interest for loans is based on the fact that such charge constitutes Riba. In this regard the international Islamic Fiqh Academy issued its resolution No. (10/2) stipulating that "whether such increment is charged for postponement of a defaulted debt, or as an interest on the loan stipulated since the time of signing the contract, both increments are forms of Shari'ah-prohibited Riba".
- Impermissibility of postponing specification of profit ratios for the two Mudarabah parties until the profit is earned is based on the fact that such postponement leads to Jahalah (ignorance) which could lead to dispute. On the contrary, agreement between the two parties - at time of distribution - on changing the ratios agreed upon or donating part of the profit is a right that the two parties may permissibly exercise.
- Impermissibility of final distribution of the profit between the stakeholders of the company before deduction of expenses, allocations and reserves is the Shari'ah principle that no profit is to be sought before preservation of the capital.
- Permissibility of distributing the profit on the basis of constructive liquidation and after ensuring the safety of the capital is based on acceptance of valuation in Shari'ah[4] in several applications including Zakah

(4) See the Forth Resolution of the Muslim World League in its 15th Session, held in Makkah Al-Mukarramah, on 21–26/10/1422 A.H.; Resolution No. 30(5/4) of the International Islamic Fiqh Academy; and Fatwa No. (2/8) of the 8th Seminar of the Al Baraka, Fatawa Al Baraka, (P. 134).

as well as theft incidents. In this context, the Prophet (peace be upon him) is reported to have said: *"When someone liberates a slave he owns with other parties, he should pay partners from his money, and if he has no money, the slave has to be equitably valued for him".* [5]

noorcentre.com

- The Shari'ah basis for the ruling that no profit has to be sought in Mudarabah before preservation of the capital is the Hadith of the Prophet (peace be upon him) who said: *"A prayer performer is just like a merchant who obtains profit only after preserving his capital. Similarly a prayer performer cannot get his Nafilah (voluntary prayer) accepted before he performs Faridah (obligatory prayer)".*[6] This Hadith indicates that profit sharing is inacceptable before preservation of the capital. This is so because profit is an increment which cannot be obtained before obtaining the principal.
- The Mudarabah contract becomes null and void when the two parties refrain from specifying profit sharing ratios and fail to find any established normal practice of profit sharing applicable to their case. This ruling is based on the fact that ignorance about profit, which constitutes the contracting object, must nullify the contract.
- Profit sharing ratios can be commensurate to shareholding ratios or not, because profit is deserved for contribution of funds, work or guarantee. When any of these three aspects is fulfilled there is no Shari'ah prohibition for the partners to specify profit sharing ratios on mutual consent. This viewpoint is adopted in the Hanbali School.[7]
- The Shari'ah basis for impermissibility of agreement between the two parties on charging the whole loss to one of them or using disproportionate ratios for loss distribution is the statement of Ali Ibn Abu Talib who is reported to have said: "Profit is to be distributed as per the agreement of

(5) *"Sahih Muslim"* [2: 1140].

(6) Related by Al-Bayhaqi in *"Al-Sunan"* quoting Ali Ibn Abu Talib. Al-Bayhaqi mentioned that the chain of transmission of this Hadith includes a weak narrator: *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah"* [38: 74].

(7) *"Al-Hidayah Sharh Al-Bidayah"* by Al-Mirghinani, [3: 3-8], Al-Maktabah Al-Islamiyyah; *"Bada`i' Al-Sana`i'"* by Al-Kasani, [6: 62-63]; and *"Al-Mubdi'"* by Ibn Muslih [5: 4], Al-Maktab Al-Islami, Beirut, 1400 A.H.

the two parties, whereas loss should be borne according to the ratios of contribution to the capital".[8] A condition which stipulates that the loss of one party should be borne by the other party is invalid because it is oppressive and would lead to reaping of unlawful gain by one party at the expense of the other.

noorcentre.com

- It is permissible for the two parties to stipulate a condition that when profit exceeds certain limit or index the whole additional amount should be taken by one of them, because such condition is permissible according to Shari'ah if it happens to be stipulated.
- It is impermissible to agree on earmarking the profit of a specific portion of the capital for one party and the profit of the remaining portion for the other, because such arrangement could jeopardize the process of profit sharing and lead to oppression.
- Permissibility of agreement between the two parties to change profit sharing ratios at any time, stems from the fact that the two parties are the sole owners of the profit, and agreement between them to change its distribution ratios does not entail a Shari'ah-prohibited act, such as discarding away the principle of profit sharing.[9]
- Permissibility of agreement on fixed or variable ratios of profit distribution is based on the validity of such agreement since it has been the result of mutual consent. The only restriction is that such agreement should observe the Shari'ah ruling that neither of the two parties should be deprived from his share in the profit.
- Regarding constructive liquidation a resolution has been issued by the Islamic Fiqh Academy of Makkah Al-Mukarramah.[10]

---

(8) Related by Ibn Abu Shaybah in his *"Musannaf"* [4: 268], Maktabat Al-Rushd Press, Riyadh.

(9) See the proceedings of the 10th Al Baraka Seminar – Fatwa No. (8) and the 4th Al Baraka Seminar - Fatwa No. (5). This viewpoint is also supported by a Fatwa issued by the Shari'ah Board of the Faisal Islamic bank of Sudan (P. 107) and published in the Manual of Shari'ah Fatawa of the Center of Islamic Economic of the International Islamic Bank , (P. 53).

(10) The 4th Resolution of the 16th Session, held by the Islamic Fiqh Academy of the Muslim World League. This viewpoint has also been adopted by the 8th Al Baraka Seminar (Fatwa No. 2).

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Deposit (Wadi'ah)

Funds given to someone for safekeeping

Bank Deposit

Funds which individuals and institutions entrust the bank to keep, provided that the bank assumes the commitment to repay such funds or their equivalent to depositors or any other specific person, on demand or subject to the conditions agreed upon.

Demand Deposit (Current Deposit)

Demand deposit is the means whereby a current account is established. The current account can be defined as: The funds deposited by their owners with the bank so as to be ready for withdrawal on need. The bank assumes the responsibility of immediate repayment of such funds on demand, and without any type of prior notification.

Savings Deposit (Savings Account)

Small cash deposits which individuals cut from their incomes and pay to the bank so as to open saving accounts for them. The owners of such accounts have the right to withdraw the whole or part of the balances of their accounts at any time.

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (41)

Islamic Reinsurance

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 1017

Statement of the Standard 1018

1. Scope of the Standard 1018
2. Definition of Reinsurance 1018
3. Shari'ah Status of Reinsurance 1018
4. Key Methods of Reinsurance 1019
5. Key Forms of Reinsurance Requests 1019
6. Controls on Reinsurance with Traditional Reinsurance Companies ... 1019
7. Shari'ah Status of Compensations and Commissions Presented to Islamic Insurance Companies by Traditional Reinsurance Companies ... 1020
8. Shari'ah Controls on Practicing Islamic Reinsurance by Islamic Reinsurance Companies 1021
9. Financial Gains Received from Islamic Reinsurance Companies...... 1021
10. Date of Issuance of the Standard 1022

Adoption of the Standard 1023

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard........ 1024

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard........ 1026

Appendix (c): Definitions........ 1034

Appendix (d): A Model Reinsurance Agreement Issued by Islamic Insurance Company – Jordan........ 1036

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to illustrate the rules and principles of Shari'ah that govern Islamic reinsurance and indicate the controls which Islamic insurance and reinsurance companies as well as Islamic financial institutions (Institution/Institutions)[1] should observe in dealing with traditional insurance and reinsurance companies. The overall objective of the standard is to facilitate transference of risks and increasing of insurance capacity.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers Islamic reinsurance and participation with traditional insurance or reinsurance companies. The Standard does not cover Islamic insurance which has already been covered in a separate standard.

2. Definition of Reinsurance

2/1 Islamic Reinsurance refers to the agreement among insurance companies, on behalf of the insurance funds under their management, to devise a mechanism for the avoidance of part of the risks which the insurance funds may encounter. On the basis of such agreement a reinsurance fund which has a distinct legal personality and independent financial liability is formed up through making contributions out of the insurance funds paid by the insurance clients on the basis of donation. The reinsurance fund, thus formed, assumes the task of covering part of the risks encountered by the insurance funds.

2/2 Reinsurance, as described above, constitutes the Islamic alternative for the reinsurance provided by traditional reinsurance companies, which is based on exchange of the reinsurance premiums and compensation, rather than on donation commitments.

3. Shari'ah Status of Reinsurance

3/1 Shari'ah status of Islamic reinsurance:

3/1/1 It is permissible to reinsure with Islamic reinsurance companies.

3/2 Shari'ah status of reinsurance with traditional reinsurance companies:

It is impermissible for Islamic insurance companies to reinsure with traditional reinsurance companies, except when such reinsurance is sought as a transitional arrangement stemming from public need which amounts to necessity.

4. Key Methods of Reinsurance

noorcentre.com

With regard to the scope of commitment of the reinsurer, reinsurance can take place through one of the following two forms:

4/1 Selective reinsurance: In this case the insurance company presents the individual risk which constitutes the subject matter of reinsurance to the reinsurer along with a summary of all the information related to it, so that the reinsurer can study the information and decide whether to accept the risk or not. The reinsurance company (insurer) becomes committed to what it accepts.

4/2 Comprehensive reinsurance (reinsurance agreement): In this case the reinsurance company assumes the commitment to accept all the risks which fall within the scope of the agreement signed with the insurance company.

5. Key Forms of Reinsurance Requests

5/1 Risk sharing reinsurance: The insurance company in this case seeks reinsurance for a percentage of the insurance policies it issues (50% or 25%), whether such coverage is within or in excess of its own insurance capacity.

5/2 Excess risk reinsurance (beyond risk tolerance): The insurance company keeps all the insurance policies which it can easily tolerate their risks and seeks reinsurance for those which involve risks that it cannot tolerate.

5/3 Loss reinsurance: According to this type of reinsurance the reinsurance company assumes the responsibility of bearing the losses beyond the specific limit agreed upon. This form of reinsurance is widely used in the insurances which involve big amounts. The insurance company bears, for instance, the first 20 thousand dollars of compensation for the accident, while the reinsurance company bears the rest.

6. Controls on Reinsurance with Traditional Reinsurance Companies

In reinsuring with traditional reinsurance companies, Islamic insurance companies should observe the following controls:

6/1 Islamic insurance companies should reinsure first with Islamic reinsurance companies, to the largest possible extent.

noorcentre.com

6/2 Islamic insurance companies should not keep any cash reserves for ongoing risks, that belong to traditional reinsurance companies and on which interest has to be paid. Nevertheless, an agreement can be reached between the Islamic insurance company and the traditional reinsurance company in order to specify a certain portion of the premiums payable to the traditional reinsurance company to be retained by the Islamic insurance company. The Islamic insurance company can invest retained funds through Mudarabah or investment agency, where the Islamic insurance company assumes the role of the Mudarib and the traditional reinsurance company assumes the role of Rab al-Mal. When profit is distributed as per the ratios agreed upon, the share of the traditional reinsurance company is to be added to its account with the Islamic insurance company, whereas the share of the profit earned by the Islamic insurance company for performing the investment as an independent personality is to be added to the account of the participants.

6/3 The periods of the reinsurance agreements sought by Islamic insurance companies from traditional reinsurance companies should be commensurate to the actual need.

6/4 Before signing agreements with traditional reinsurance companies, Islamic insurance companies should seek the approval of their Shari'ah Supervisory Boards.

6/5 Islamic insurance companies should stick to the minimum size of reinsurance with traditional reinsurance companies, and Shari'ah Boards should undertake follow-up in this connection.

7. Shari'ah Status of Compensations and Commissions Presented to Islamic Insurance Companies by Traditional Reinsurance Companies

7/1 It is permissible for Islamic insurance companies to receive the amounts of the insurance coverage from traditional reinsurance companies.

7/2 It is impermissible for an Islamic insurance company to receive reinsurance commission from a traditional reinsurance company. Nevertheless, the Islamic insurance company has the right to seek premium discounts from the traditional reinsurance company.

noorcentre.com

7/3 Islamic insurance companies should not accept any redistributions of insurance surplus forwarded by traditional reinsurance companies. Nonetheless, Islamic insurance companies can request premium discounts from traditional reinsurance companies.

8. Shari'ah Controls on Practicing Islamic Reinsurance by Islamic Reinsurance Companies

8/1 Islamic reinsurance companies should observe the Shari'ah controls on the activities of Islamic insurance companies indicted in Shari'ah Standard No. (26) on Islamic Insurance, with due consideration to the fact that the participants in this case are the insurance companies.

8/2 Formation of a Shari'ah Supervisory Board to supervise the process of establishing the Islamic reinsurance company, verify its contracts and documents, overview its applications and submit Shari'ah reports on its activities.

8/3 It is permissible for the Islamic reinsurance company to provide reinsurance services to traditional insurance companies, subject to the following conditions:

1. The contract to be used should be the Islamic reinsurance contract.
2. There should be no linkage.
3. Reinsurance should not involve a Shari'ah prohibited object.

9. Financial Gains Received from Islamic Reinsurance Companies

All financial gains which Islamic insurance companies receive from Islamic reinsurance companies are considered as lawful gains and should be credited to the account of policyholders (the participant companies of the reinsurance scheme), as part of revenues.

10. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 2 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 21 October 2009 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the draft of the Standard on Islamic Reinsurance in its 25th meeting held during the period of 2-4 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 21-23 October 2009 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A) Brief History of the Preparation of the Standard

In its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawarah, during the period of 7-12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3-8 June 2006 A.D, the Shari’ah Board decided to issue a Shari’ah Standard on Islamic Reinsurance.

On 12 Rajab 1427 A.H., corresponding to 6 August 2005 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari’ah consultant to prepare a juristic study on Islamic Reinsurance and Participation with Traditional Companies.

In a joint meeting held in the Kingdom of Bahrain, on 18 Safar 1428 A.H., corresponding to 8 March 2007 A.D., the Shari’ah Standards Committees (1) and (2) discussed the study, approved it and required the consultant to prepare the exposure draft of the Standard.

In a further joint meeting held in Manama, the Kingdom of Bahrain, on 15 Jumada I, 1428 A.H., corresponding to 31 May 2007 A.D., the Shari’ah Standards Committees (1) and (2) discussed the draft of the Standard and necessary amendments were made in the light of the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (19) held in Makkah Al-Mukarramah, during the period of 26-30 Sha’ban 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., the Shari’ah Board discussed the draft of the Standard and made the amendments which it deemed necessary.

The General Secretariat held a public hearing in the Kingdom of Bahrain, on 8 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 12 June 2008 A.D. The public hearing was attended by more than thirty participants

representing central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in this field. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) duly responded to several comments and observations that were made in the public hearing.

noorcentre.com

In its meeting No. (25) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 2-4 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 21-23 October 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, incorporated the necessary amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Impermissibility of commercial reinsurance is based on the fact that the idea of commercial reinsurance depends on the idea of commercial insurance and involves Shari'ah-prohibited Gharar. As related by Muslim, Ashab al-Sunan and others, quoting Abu Hurayrah, the Prophet (peace be upon him) prohibited *Bay' al-Gharar*(2) (aleatory sale). Gharar, as defined by several Fiqh scholars, indicates uncertainty about the outcomes, or the consequences, or end result of something.(3) According to some contemporary Fiqh scholars Gharar is similar to or part of betting or gambling.(4) A number of resolutions on prohibition of Gharar have also been issued by Islamic Fiqh Academies including the Resolution of the Islamic Fiqh Academy -Makkah Al-Mukarramah in its 1398 A.H. Session, endorsing the Resolution of the Supreme Council of the Ulema of the Kingdom of Saudi Arabia in its 10th Session held in Riyadh on 4 Rabi' II, 1397 A.H., and Resolution No. (9) 9/1 of the International Islamic Fiqh Academy.
- Permissibility of cooperative insurance stems from the fact that cooperative insurance companies are based on cooperation and donation rather than on exchange-based dealings. It is a well-known as Fiqh axiom that Gharar does not affect donation-based contracts. Permissibility of cooperative insurance can also be derived from several Verses of the Glorious Qur`an

(2) *"Sahih Muslim"*, *Kitab Al-Buyu'* [3: 115]; *"Sunan Abu Dawud"* [2: 22]), (H: 3376); *"Sunan Al-Nasa`i"* [2: 21]; *"Sunan Ibn Majah"* [2: 73]; *"Sunan Al-Tirmizi"* [3: 532]; *"Sunan Al-Darami"* [2: 16]); *"Al-Muwatta`"* [2: 66]); *"Musnad Ahmad"* [1: 201, 2: 367 and 397]; *"Sunan Al-Bayhaqi"* [5: 22]; and *"Musnnaf Ibn Abu Shaybah"* [8: 19], Part 2.

(3) See: *"Sharh Al-'Inayah Ma'a Fath Al-Qadir"* [5: 192]; *"Tabyin Al-Haqa`iq"* [4: 46]; *"Al-Taj Wa Al-Iklil"* [4: 36]; *"Fath Al-'Aziz Bi Hamish Al-Majmu'"* [8: 127]; *"Matalib Uli Al-Nuha"* [3: 25]; *"Al-Qawa'id Al-Nuraniyyah"*, (P. 166); and *"Nazariyyat Al-'Aqd"*, (P. 224). See also Sheikh Siddiq Al-Darir: His valuable book on *"Al-Gharar Wa Atharuhu Fi Al-Uqud"*, Salih Kamil Lil-Rasa`il Al-Jami'iyyah, (P. 54).

(4) See: Dr. Hussein Hamid: *"Al-Gharar"*, (P. 72).

and Prophetic Hadiths which instruct people to cooperate. In this regard, a number of resolutions have been issued by the Islamic Research Academy of Al-Azhar in addition to the Resolution of the Islamic Fiqh Academy -Makkah Al-Mukarramah and Resolution No. (9) 9/1 of the International Islamic Fiqh Academy which states: "Indeed, the contract which respects the origins of Islamic dealings is the cooperative insurance contract which is based on donation and cooperation…" Moreover, permissibility of cooperative insurance contract has never encountered dispute from any contemporary Fiqh scholar.[5]

noorcentre.com

In addition to what has been stated above, the underlying reasons for permissibility of solidarity reinsurance and impermissibility of commercial reinsurance can be summarized in the following essential differences between the two systems:

a) The commercial reinsurance company is an exchange-based financial contract which aims to make profit out of the reinsurance itself, and therefore should become subject to the rulings on exchange-based financial contracts which can be affected by Gharar. In the contrary, in solidarity reinsurance the contract is based on donation and cooperation and thus cannot be affected by Gharar when the contract involves it.

b) The company in the Islamic reinsurance contract is an agent of the reinsurance account, whereas in commercial reinsurance the company is a principal party who signs the contract in his own name.

c) The company in commercial reinsurance owns the reinsurance premiums against commitment to pay the reinsurance amount, while in Islamic reinsurance the company does not own the contributions, which are owned by the reinsurance account.

d) In Islamic reinsurance the remaining part of the contributions and the returns on it -after expenses and compensations- go to the account of the policyholders (such amounts represent the surplus distributed among participants), whereas this cannot be imagined in commercial

(5) A Fatwa issued by the Shari'ah Board of the Al Rajhi Banking Company for Investment, Fatwa No. (40).

reinsurance, because the contributions are owned by the company by virtue of the contract and through actual possession. The contributions in the case of commercial reinsurance are even considered as revenue and profit.

noorcentre.com

e) In Islamic reinsurance the returns earned from investment of the principal amount of the contributions go to the account of the policyholder after deduction of the Mudarib's share by the company, whereas in commercial reinsurance such returns go to the company.

f) Islamic reinsurance aims to achieve cooperation among the participating companies rather than profit, whereas commercial reinsurance aims to achieve profit from the reinsurance process itself.

g) In Islamic reinsurance the company makes profits by investment of its funds in addition to its share in the Mudarabah, as it assumes the role of the Mudarib and the reinsurance account assumes the role of Rab al-Mal.

h) In Islamic reinsurance companies the participant and the reinsurance client are in fact the same person even if legally considered as separate personalities, while in commercial reinsurance companies they are completely different.

i) An Islamic reinsurance company observes the rules of the Islamic Shari'ah and the Fatwas issued by its Shari'ah Supervisory Board, whereas the case is not so for commercial reinsurance companies.

j) When the allocations deducted from the solidarity reinsurance fund remain unpaid until the time of liquidation they are spent on charitable purposes and are not given to the participants, whereas in commercial reinsurance companies such funds go to participants.

- The Islamic reinsurance contract is considered as a binding donation contract, because it is analogous to Munahadah (contribution of travelers to a pool of food victuals) or to pledge of donation. Both of the Islamic Fiqh Academy of the Muslim World League and the International Islamic Fiqh Academy stipulated in their resolutions referred to earlier that Islamic reinsurance is based on donation.

The fact that the Islamic reinsurance contract is binding can also be derived from what has been emphasized by Imam Malik about donation. According to Imam Malik a gift in general becomes valid before possession, and this was also said to have been the viewpoint of Ali and Ibn Masood. The Hanbali scholars hold that a gift is binding even if it is not possessed, except in things that are measured in terms of volume and weight.(6) Ibn Rushd (the grandson) said: "Scholars were in disagreement regarding possession…Malik said: "The contract is valid on acceptance, and possession of the gift should be enforced quite like the case in sale…"(7)

noorcentre.com

Ali and Ibn Mas'ud are reported to have said: *"Gift is permissible if it is known, whether it is possessed or not"*. It is also reported that Abu Bakar and Omar considered the gift to be binding only when it is possessed.(8) Therefore, Malik seems to have taken all these viewpoints into consideration. He derived from the viewpoint of Ali, Ibn Masood and the others that the contract as such is binding, whereas he took the viewpoint of Abu Bakar and Omar to mean that possession is a necessary condition for completion of the contract so as to leave no room for the Dhari'ah (excuse) mentioned by Umar.(9)

The fact that a pledge of donation is binding can also be derived from the Hadith of the Prophet (peace be upon him) who said: *"The person who retreats from a gift that he offers is like the dog which licks up its vomit"*.(10)

- The ruling that the company, which assumes the role of the agent in Islamic reinsurance, should not guarantee is based on the unanimous agreement among Fiqh scholars that an agent should not guarantee except in case of transgression, negligence or breach of the contract.
- The necessity of mentioning the nine principles of Islamic reinsurance in the articles of association of the company stems from the need for reinforcing the donative nature of the contract and laying the Shari'ah foundation

(6) *"Bidayat Al-Mujtahid"* [2: 53]); *"Al-Mughni"* by Ibn Qudamah [5: 64]). See also: *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [8: 3960]; and *"Al-Ghayah Al-Quswa"* [2: 655].
(7) *"Bidayat Al-Mujtahid"* [2: 534].
(8) See: *"Al-Muwatta'"* [2: 46]; and *"Nasb Al-Rayah"* [4: 12].
(9) "Bidayat Al-Mujtahid" [2/53]).
(10) *"Sahih Al-Bukhari"* [5: 19]; and *"Sahih Muslim"* (H: 1622).

for this important aspect of the company. In the absence of emphasis on these principles which distinguish Islamic reinsurance from commercial reinsurance, Islamic reinsurance may become an exchange-based reinsurance contract, and hence becomes vulnerable to nullification by Gharar, as has been indicated earlier. For illustration of these distinguishing principles of Islamic reinsurance, several Fatwas have been issued including: Fatwa No. (12/11) issued by the 12th Al Baraka Seminar on Islamic Economics, and Fatwa No. (42/3) issued by the Shari'ah Supervisory Board of Al Rajhi Company, as well as the Fatwas of the Shari'ah Supervisory Board of Faisal Islamic Bank, Islamic Insurance company –Jordan-(11) and Islamic Insurance Company of Qatar.

- The basic elements and conditions of the Islamic reinsurance contract are derived from its nature as a contract which is binding to the two parties in addition to the special nature of the insurance contract with regard to the subject matter of insurance.
- The reinsurer and the client should honor their commitments because the reinsurance contract is binding to both parties. According to Shari'ah, the two parties should honor what they agree upon as long as it does not contradict with the rules and principles of Islamic Shari'ah. This can be derived from the Quranic Verses and Hadiths which instruct people to observe commitments and conditions they agree upon, including the Verse: ***{"O you who believe! Fulfill (your) obligations"}***(12) and the Hadith of the Prophet (peace be upon him) who said: *"Muslims are at their conditions"*.(13)
- The basis of the ruling that the reinsurance company may assume the responsibility of managing the reinsurance account against a fee or free of charge is the nature of the agency (Wakalah) contract which Fiqh scholars unanimously declare as permissible with or without remuneration. This point of view is supported by the 12th Al Baraka Seminar on Islamic

(11) See: *"Fatawa Al-Ta`min"*, Dallah Al Baraka Group, reviewed by Dr. Abd Al-Sattar Abu Guddah and Dr. Ezz Al-Din Mohammad Khojah, (pp. 99-108).

(12) [Al-Ma`dah (The table):1].

(13) Related by Al-Bukhari with dogmatizing comments from his side: *"Fath Al-Bari"* [4: 251]; *"Al-Tirmidhi"* - with *"Tuhfat Al-Ahwazi"* [4: 584] and he said a good and authentic Hadith.

Economics (Fatwa No. 12/11), the Islamic Fiqh Academy of the Muslim World League (Fatwa No. 961) and the Supreme Council of Ulama of the Kingdom of Saudi Arabia (Fatwa No. 51).

noorcentre.com

- Permissibility for the company to invest the funds of the reinsurance account is based on the Mudarabah contract which Fiqh scholars unanimously declare as permissible. Such contract entails prior specification of profit sharing ratios so that the reinsurance account can get its share of the profit as indicated by a number of Fatwas including: Fatwa of the Shari'ah Supervisory Board of Faisal Islamic Bank,[14] Fatwa No. 12/11 of the 12th Seminar of Al Baraka and Shari'ah Standard No. (13) on Mudarabah.
- Necessity of observing conditions in general, including commitment of the company to present Qard Hasan (benevolent loan) to the reinsurance account, is based on the commitment to honor pledges that are binding to only one party of the contract. Honoring such pledges is emphasized by a number of distinguished Fiqh scholars, and is well supported by Shari'ah Texts and Traditions. One of these texts is the Verse: ***{"O you who believe! Fulfill (your) obligations"}***, which is taken to mean any Shari'ah-acceptable commitment. Several Hadiths have also indicated enforceability of honoring contracts, pledges and promises.[15] In this respect also Fiqh Academies and Shari'ah Supervisory Boards have issued resolutions including: Resolution No. (40-41) 2-3/5[16] of the International Islamic Fiqh Academy, and the Fatwa of the Shari'ah Supervisory Board of the Islamic Insurance Company –Jordan.[17]
- The ruling that the participant should bear the burden of proving, is based on application of the general rules of evidence which state that evidence is to be provided by the alleger. This rule is supported by explicit indications from the Qur`an and the Sunnah and the viewpoints of knowledgeable Fiqh scholars. A Fatwa in this regard has also been issued by the consolidated Shari'ah Supervisory Board of Al Baraka (Fatwa No. 14/6).

---

(14) See: The Book titled *"Al-Mudarabah Fi Kutub Al-Madhahib Al-Fiqhiyyah"*; and *"Al-Mawsu'ah Al-Kuwaytiyyah"*, the term Mudarabah.

(15) For more details see: *"Mabda` Al-Rida Fi Al-'Uqud"*, a comparative study [2: 1161] and its reliable references.

(16) See the Journal of the Academy, No. (5) 2/754-965.

(17) *"Fatawa Al-Ta`min"*, (P. 106).

noorcentre.com

- The basis of permissibility of the two types of reinsurance is the various evidences of permissibility of insurance and the Fatwas issued by the 2nd Seminar of Al Baraka (Fatwa No. 2/9), the 10th Seminar of Al Baraka (Fatwa No. 10/3/5), and the Fatwas of the Shari'ah Supervisory Boards of Dubai Islamic Bank, Faisal Islamic Bank, Kuwait Finance House, Qatar Islamic Bank and the Islamic Insurance Company.(18)
- The basis of the rulings relating to the Islamic insurance and reinsurance contract is the general principles of contracts in the Islamic Shari'ah such as forbiddance of cheating and fraud, and necessity of commitment to the time specified for implementation of contracts. In addition to these general principles, the insurance and reinsurance contracts are also based on specific rulings pertaining to insurance coverage indicated by the Resolutions and Fatwas issued by the Islamic Fiqh Academy of the Muslim World League, the Supreme Council of Ulema and the Shari'ah Supervisory Boards of Islamic banks and Islamic insurance companies.(19)
- The jurisdictions of the company are based on its articles of association, the documents which regulate the contract, the general principles of contracts and conditions, insurance practices and the Fatwas issued by Shari'ah Supervisory Boards.(20)
- The rulings that relate to regulation of the relationship between the company and the policyholders are based on the articles of association of the company which specify whether the contract is a fee-based agency or not, in addition to the Mudarabah contract regarding the reinsurance fund.
- The reinsurance coverage is based on the general texts affirming the Hadith which states: *"No harm and no reciprocal harm"*(21) and the general rules and principles of Islamic Fiqh which stipulate that coverage should be for the actual harms and not at all for making a wealth out of it. The reinsurance coverage is also governed by the donative nature of the Islamic reinsurance contract and the Fatwas issued by competent bodies such as

---

(18) *"Fatawa Al-Ta`min"*, (pp. 193 -206).
(19) Ibid.
(20) Ibid.
(21) This is a Hadith narrated by Malik in *"Al-Muwatta`"*, *Kitab Al-Aqdiyah*, (P. 464); *"Musnad Ahmad"* [1: 313 and 5: 527]; and Ibn Majah in his *"Hashiyah"* [2: 784].

Fatwa No. (3) of the 10th Seminar of Al Baraka and the Fatwas issued by the Shari'ah Supervisory Boards of Islamic banks and insurance companies.(22)

noorcentre.com

- The reinsurance surplus is based on the nature of the donation-based contract and what has been reported by Al-Bukhari about the practice of the Sahabah (companions of the Prophet, peace be upon him) in the case of Munahadah.(23)
- Permissibility of reinsurance with traditional reinsurance companies is based on the practical necessity arising from lack for Islamic reinsurance coverage and the dire public need which ranks up as necessity. Shari'ah recognition for necessity and dire public need is supported by a number of Texts in the Qur`an and the Sunnah. In this respect also a Fatwa has been issued by Faisal Islamic Bank of Sudan (Fatwa No. 5/3).

(22) *"Fatawa Al-Ta`min"*, (P. 153).

(23) Al-Bukhari stated in his *"Sahih"* with *"Fath Al-Bari"* [5: 12]), *Bab Al-Sharikah Fi Al-Ta'am Wa Al-Nihd Wa Al-'Urud* …because Muslims did not see any harm in Nihd, of which each of them used to eat a part, and he mentioned some Hadiths indicating what he had stated. In his Book *"Fath Al-Bari"* [5: 129], Ibn Hajar said: "Nihd is a practice in which all the people in companionship (on travel) provide the food. Each of them contributes the same quantity, yet some may consume more than others, even though, the remaining food is shared among them if they do not decide to keep it for another journey". This is exactly the reinsurance surplus, or quite similar to it.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Reinsurance

The reinsurance contract is a contract according to which the insurance company transfers part of the risks of its insurance commitments to the reinsurance company. The insurance company, therefore, undertakes to pay to the reinsurance company part of the insurance premium paid by the participants, against commitment of the reinsurance company to bear part of the claims as per an agreement between the two parties. Islamic reinsurance has the distinctive characteristic of being based on the same principles of solidarity insurance, as indicated in Shari'ah Standard No. (26) on Islamic Insurance.

Special Need

Something that concerns a certain group of people, or the employees of a certain profession, as for instance the need for insurance for the employees in trade and industry sectors.

Public Need

Something that does not concern a certain group of people, or a certain country. Public need is the need that concerns everybody such as the need for Istisna'a.

Reinsurance Commission

A percentage amount of the contributions payable to the reinsurance company, paid to the Islamic insurance company for the efforts it exerts in mobilizing the reinsured insurance contracts.

Reinsurance Profit Commission

A percentage amount of the realized increase of revenues over expenses in the reinsurance agreement, paid to the Islamic insurance company as

a bonus for its excellent performance in managing the insurance operations in general, and the reinsured risks in particular.

noorcentre.com

Risk-Sharing Reinsurance

The process of sharing the insured risk between the Islamic insurance company and other insurance companies, either due to lack of sufficient insurance capacity for such risk, or because of regulatory requirements of risk sharing with regard to the magnitude of the risk in question.

Financial Gains of Islamic Insurance Companies from Traditional Reinsurance Companies

Reinsurance agreements between traditional reinsurance companies and Islamic insurance companies lead to the following financial gains to Islamic insurance companies:

- **Compensations for harms**; the reinsurance company bears a percentage of the risk cover -when the harm materializes- commensurate to the percentage of its share from insurance contributions.
- **Reinsurance commission**; which is a percentage amount of the contributions payable to the reinsurance company, paid to the Islamic insurance company for the efforts it exerts in mobilizing the reinsured insurance contracts.
- **Reinsurance profit commission**; which refers to a percentage amount of the realized increase of revenues (reinsurance contributions) over expenses in the reinsurance agreement (coverage), paid to the Islamic insurance company as a bonus for its excellent performance in managing the insurance operations in general and the reinsured risks in particular, and providing the best services to its customers. Such amount is paid in the form of an agreed upon percentage of the profits of the reinsurance company, as per the reinsurance agreement signed between the two companies. When the reinsurance company earns profits from the reinsurance contracts signed between the two companies, the reinsurance company pays the part of the profits agreed upon to the insurance company.

noorcentre.com

Appendix (D)
A Model Reinsurance Agreement Issued by Islamic Insurance Company – Jordan

1. The insurance company agrees with the reinsurance company on signing annual agreements with the aim of transferring part of the risk borne by the insurance company, to the reinsurance company.
2. The insurance company assumes beforehand commitment to transfer to the reinsurer the agreed upon part of the reinsured risk, and the reinsurer offers his acceptance. According to the conditions of the reinsurance agreements, the commitment of the reinsurer becomes valid since the time of signing the original insurance contract with the insurance client.
3. The insurance company assumes the commitment to pay the reinsurance contribution against the commitment of the reinsurer to pay its share of the claims, in addition to the commissions agreed upon for the contracts within the signed agreements. It can also be stipulated in the agreement that the insurance company shall obtain a share in the profits achieved by the reinsurer under the signed agreements.
4. The insurance company retains a percentage of the reinsurance contributions (40%) for fire agreements, general accidents and marine and health insurance, as a guarantee for honoring commitments from the side of the reinsurer. The amount thus retained is to be released after one year within the reinsurance agreement. During the period of its retention, the amount is to be invested with the Islamic Bank of Jordan through Shari’ah-acceptable modes of investment, and the reinsurer be given the part of the return agreed upon.
5. The return thus obtained by the reinsurer becomes part of his accounts, and is deductable from the commissions to be received from him, on the

basis of the fact that such amount is part of the cost of the reinsurance operation.

noorcentre.com

6. The reinsurer assumes the commitment to pay commission to the insurance company. Such commission is determined as a certain percentage of the reinsurance contributions. This amount does not represent a commission in the strict sense of the word. It is rather a contribution from the part of the reinsurer in the direct expenses borne by the insurance company, and which relate to the reinsured risks.

7. Such commissions enter into the accounts of policyholders as part of revenues in the account of the cooperative insurance fund.

8. The reinsurance agreement normally stipulates the right of the insurance company to obtain a specific percentage of the net profits achieved by the reinsurer under the reinsurance agreement.

9. Reinsurance profit commission is calculated at the end of the agreement period, and enters into the accounts of the policyholders as part of revenues.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (42)

Financial Rights and How They Are Exercised and Transferred

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 1043

Statement of the Standard 1044

1. Scope of the Standard 1044
2. Definition of Financial Rights 1044
3. Types of Financial Rights 1044
4. Rights Resulting from Ownership 1046
5. Easements 1046
6. Financial Rights Arising from Neighbourhood 1046
7. Right of Shuf'ah (Preemption) 1047
8. Right of Occupancy 1048
9. Right of Tahjir 1049
10. Transfer of Rights for Consideration 1049
11. How Rights Are Exercised and Transferred 1050
12. Protection of Rights 1050
13. Some Rules Governing Contemporary Applications of the Transfer and Exercise of Financial Rights 1051
14. Date of Issuance of the Standard 1051

Adoption of the Standard 1052

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 1053

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 1054

Appendix (c): Definitions 1058

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to describe the rules relating to financial rights, how they are exercised and transferred and the mechanisms used to protect them as well as to highlight certain rights exercised in the transactions of Islamic financial institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard provides a description of financial rights, their types, rules, conditions, parameters, the way they are exercised and transferred and the mechanisms used to protect them. It also addresses the most important rights exercised in the transactions of financial institutions.

This Standard does not cover non-financial rights; *Khiyarat* (options to terminate a contract); e.g., *Khiyar al-Shart* (an option stipulated by the parties giving one or both of them the right to revoke the contract within a specified period of time) and *Khiyar al-Naqd* (an option giving the seller the right to revoke the contract for non-payment within a specified time etc.); or rights relating to Waqf (endowments), as they have already been covered in separate standards.

2. Definition of Financial Rights

A financial right is the prerogative of a (natural or artificial) person recognized by the Shari'ah to have rights and responsibilities and the legal capacity to enter into transactions.

3. Types of Financial Rights

Financial rights are of three types:

3/1 Personal rights (rights in personam): These are rights arising from the liability of another person, such as debts payable by a debtor.

3/2 Proprietary rights (rights in rem): These are rights attached to specific property conferring to the owner direct authority over it without interference from another person, whether such rights are primary or secondary.

3/2/1 Primary proprietary rights, such as rights arising from full and complete ownership, are independent rights that do not rely on the existence of any other right.

3/2/2 Secondary proprietary rights; these are proprietary rights that have no purpose of their own except to protect the fulfillment of personal rights, such as the rights of a creditor in security provided by an obligor.

noorcentre.com

3/2/3 The distinction between proprietary and personal rights: The owner of a proprietary right is able to directly enforce his right to specific property using permissible means. The owner of a personal right, on the other hand, cannot enforce his right by claiming any specific property.

3/3 Rights to intangible assets:

3/3/1 These are financial rights to intangible assets, whereby the owner is exclusively entitled to their output.

3/3/2 Types of rights to intangible assets: Rights to intangible assets are of many kinds, including rights to trade name, trading addresses, trademarks, commercial licenses; intellectual property, technical and industrial know-how, patents and copyrights.

3/3/3 Rules governing rights to intangible assets:

3/3/3/1 Rights to trade names, trading addresses, trademarks, copyrights, inventions and patents are the rights of their respective owners. These possess recognised monetary value in contemporary business and commercial custom. Since these rights are recognised and protected by the Shari'ah , it is not permissible to violate them.

3/3/3/2 Since rights to intangible assets are recognised as financial rights, it is permissible to dispose of or transfer them for consideration provided that such transactions are free of Gharar (ambiguity), deception and fraud.

3/3/3/3 Commercial license: A commercial license is a right given by the relevant authority to certain businesses to engage in specified activities. It is permissible for the license holder to dispose of it for or without consideration unless specifically prohibited by law.

3/4 Financial rights can be acquired by contract, stipulated conditions, inheritance or court order. Financial rights may be established by long-standing continuous use without objection or first use subject to fulfillment of all the Shari'ah conditions required for the acquisition of such rights.

noorcentre.com

4. Rights Resulting from Ownership

4/1 Ownership of an asset or usufruct gives the owner the right of complete disposition, either by a complete transfer or the transfer of usufruct only, for or without consideration, except what is prohibited by the Shari'ah.

4/2 Ownership of usufruct entitles the owner to use it (whether directly or indirectly through another person) subject to compliance with the terms stipulated by the owner of the asset and bearing liability for the asset in case of misuse, negligence or breach of condition.

4/3 Ownership of a license to use gives the licensee the right to personal use only which cannot be transferred to a third party.

5. Easements

5/1 Private easements are established rights attached to one real estate property over another, such as irrigation rights, watercourse rights, drainage rights and rights of passage.

5/2 Public easements are the rights of the general public to benefit from public utilities provided by the state and similar entities.

5/2/1 The right of an individual to a public easement is restricted to personal use only.

6. Financial Rights Arising from Neighbourhood

6/1 The rights of neighbourhood based on the ownership of different floors of a building prohibit each owner to act in a manner that will definitely or most likely cause harm to others.

6/2 Since the owners of different floors of a building co-ownership in the underlying land, the following apply:

6/2/1 If a lower storey collapses due to any fault of its owner, he is liable to reconstruct it so that the owners of the upper-storeys are not harmed.

noorcentre.com

6/2/2 If the owner of the lower storey is not responsible for the collapse, the courts have decisive authority to settle the matter in the best interests of both parties and to avert harm from them.

6/2/3 The owners have the right to enjoy use of common facilities and services.

7. Right of Shuf’ah (Preemption)

7/1 Definition of Shuf’a (preemption): Shuf’a is the right given to a neighbour or co-owner of real estate property to acquire a sold property from its buyer with or without their consent for the price at which it was sold.

7/1/1 The right of Shuf’ah exists only in relation to immovable property or movable property attached to it.

7/1/2 The right of Shuf’ah enjoyed by a neighbour is applicable only when the two properties share common easement rights.

7/2 Rules of Shuf’ah

7/2/1 The Shafi’ (preemptor) takes the place of the buyer and, subject to circumstances being equal, enjoys the right to purchase the property on the same terms as contracted with the buyer, such as deferred payment. The Shafi’ (preemptor) assumes all also the liabilities of the buyer such as the usual conveyancing costs.

7/2/2 If in a jointly owned property, there are more than one Shufa’a` (preemptors), each has the right of Shuf’ah proportionate to his share in the property.

7/2/3 Rights of Shuf’a are not extinguished upon the death of the Shafi’ (preemptor) but are inherited by his heirs.

7/2/4 Rights of Shuf'ah must be claimed immediately upon becoming aware of the sale in accordance with custom or law, failing which they lapse.

noorcentre.com

7/2/5 The Shafi' (preemptor) is entitled to invalidate all the dispositions of the preempted property that were made prior to the exercise of the right of Shuf'ah , even if it has changed hands.

7/2/6 There is no right of Shuf'ah where ownership is transferred without a sale or a transaction having the effect of a sale. Therefore, there is no right of Shuf'ah where transfer is effected by inheritance, bequest or gift without consideration.

8. Right of Occupancy

Occupancy is a right based on the right of the tenant to retain his tenancy in property or commercial unit.

Occupancy has a number of forms:

8/1 The Shari'ah does not prohibit the owner and the tenant agreeing that the tenant will pay a lump sum of money over and above the periodic rental amount, on condition that it is considered part of the agreed rent for the entire lease period. If the lease is terminated early, the rules applicable to rental payments apply to this amount.

8/2 It is permitted by the Shari'ah for the owner and the tenant to agree during the lease period that the owner will pay an amount to the tenant in exchange of the tenant waiving his contractual right to the ownership of the usufruct for the remaining period on the basis that such payment compensates the tenant for waiver of his right to the usufruct that he purchased from the owner. However, if the lease period expires and the contract is not renewed, either expressly or by operation of a provision for automatic renewal, then it is not permitted to take payment for vacating the premises, and the owner has the right to take back his property after expiry of the term.

8/3 The Shari'ah permits an agreement between the incumbent tenant and a new tenant during the lease period to assign the lease for an amount exceeding the regular rental amount for release of occupancy subject to the requirements of the terms and conditions of the original lease

contract and applicable laws that are compliant with the rules of the Shari'ah.

noorcentre.com

In long-term lease contracts, contrary to contractual terms that are based on what is permitted by the laws of some jurisdictions, the Shari'ah does not permit the tenant to sub-lease or assign the property to another tenant in return for payment except with the agreement of the owner.

If the incumbent tenant agrees to hand over occupancy to a new tenant after the end of the lease period, the Shari'ah does not permit him to take any payment because the right of the incumbent tenant in the usufruct has expired.

9. Right of Tahjir

9/1 Tahjir means taking possession of a piece of land and marking it with certain recognised markers with the permission of the government.

9/2 Tahjir results in exclusivity and priority over others, but it does not on its own confer ownership.

9/3 A person who has carried out Tahjir on a piece of land is permitted to waive his entitlement in favour of another person for consideration, but he is not allowed to sell the land as he does not yet own it.

9/4 The right of Tahjir expires if the land is not utilised for three years, or as provided by applicable regulations.

10. Transfer of Rights for Consideration

10/1 It is not permissible to take consideration for transfer of put or call option rights, whether by means of sale or otherwise.

10/2 It is not permissible to take consideration for transfer or waiver of rights granted only to prevent harm, such as the right of Shuf'ah (preemption).

10/3 It is permissible to take consideration for transfer or waiver of easement rights, by means of sale or otherwise.

10/4 It is permissible to sell rights to use and rights arising from first use.

noorcentre.com

11. How Rights Are Exercised and Transferred

11/1 All financial rights are in principle disposable, and the owner of a financial right has the absolute right to exercise and transfer his right in accordance with the rules and principles of the Shari’ah and in particular, the following:

11/1/1 Rights should not be exercised in a manner abuse to others.

11/1/2 The public interest is given priority when it conflicts with the exercise of a private property right.

11/2 Subject to the provisions of this Standard, the constructive methods of disposal of rights include all types of contracts of exchange, donations, waivers, partnerships, and assignments of rights. [see Standard No. (7) on Hawalah]

12. Protection of Rights

12/1 Rights are to be protected from any violation.

12/2 In addition to the provisions of Shari’ah Standard No. (5) on Guarantees, the methods of protecting financial rights include:

a) Rights do not extinguished by passage of time but there can be a limitation period after which a claim cannot be made in court.

b) Right of lien: A creditor has the right to retain the debtor’s property already in his possession until he receives payment of the due debt from the debtor. This may take several forms:

I. The right of the seller to retain the sold item until he receives the due price.

II. The right of a manufacturer or worker to retain the product of their work until they receive the payment due.

III. The right of the lessor to retain the lessee’s property inside the leased asset until he receives the rent due, because the lessor has possession of the leased asset which contains the lessee’s property.

IV. The right of a courier to retain the dispatched property until he receives his fees.

V. The right of a bailee to retain the bailed property until he receives his fee.

noorcentre.com

VI. The right of an agent to retain the property of the principal until he receives his agency fee.

c) If the buyer of an item becomes insolvent and the seller finds that specific item in the insolvency assets, the seller has a priority proprietary right to it if the applicable regulations of a jurisdiction allow it. Refer to Shari'ah Standard No. (43) on Insolvency.

13. Some Rules Governing Contemporary Applications of the Transfer and Exercise of Financial Rights

13/1 It is permitted for corporate bylaws to give existing shareholders priority over third parties to subscribe for shares upon a decision to increase the company's share capital. Each shareholder is entitled to subscribe in proportion to his respective share prior to the share issuance.

13/2 It is permissible to assign a right of priority referred to in item 13/1 to a third party without consideration, subject to the provisions of the law and the rules of company supervisory bodies.

14. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 4 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 23 October 2009 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Board has adopted the Standard on Financial Rights and How they are Exercised and Transferred in its meeting No. (25) held during the period of 2-4 Dhul-Qa’dah 1430 A.H., corresponding to 21-23 October 2009 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 13 Shawwal 1425 A.H., corresponding to 25 November 2004 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Financial Rights and How They Are Exercised and Transferred.

In its meeting held on 4 Sha'ban 1426 A.H., corresponding to 8 September 2005 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the draft of a Shari'ah Standard on on Financial Rights and How They Are Exercised and Transferred and made necessary amendments.

The revised draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (16) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia, during the period of 7-12 Jumada I, 1427 A.H., corresponding to 3-9 June 2006 A.D. It became clear that the issue needed further study to deal with some Shari'ah aspects.

The General Secretariat commissioned a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Financial Rights and Their Disposition (to be presented) on 14 Jumada II, 1430 A.H., corresponding to 7 June 2009 A.D.

The General Secretariat held a public hearing, and all the comments made in the public hearing were listened to, and the members of the Shari'ah Board answered these comments and made commentary on them.

In its meeting No. (25) held in Bahrain during the period of 2-4 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 21-23 October 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, incorporated the necessary amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for the recognition of financial rights is recognised jurisprudential evidences from the Qur`an, Sunnah, Ijma' and Qiyas that indicate the right of ownership.
- The basis for the rules governing rights to intangible assets is the Resolution of the International Islamic Fiqh Academy No. (43) 5/5 affirming, from established proofs, their existence and the rules governing them, which are the basis for the resolution.
- The basis for the distinction between proprietary rights and personal rights is the view of contemporary jurists that Islamic jurisprudence has recognised this distinction in all matters that require such distinction.(2)
- The basis for the recognition of rights, whether to tangible or intangible assets is the saying of the Prophet (peace be upon him): *"No harm and no reciprocal harm"*.(3)
- The basis for the right of Shuf'a enjoyed by a partner or a neighbour is the practice of the Prophet (peace be upon him). Jabir Ibn Abdullah (may Allah be pleased with him) narrated: *"Allah's Messenger (peace be upon him) ruled in favor of the right of Shuf'ah so long as the property is not divided"*.(4) Abu Salamah Ibn Abdul-Rahman narrated: *"The Prophet (peace be upon him) ruled in favor of the right of Shuf'ah in property that has not been divided among the partners. If boundaries have been assigned between them and the paths have been demarcated, then there is no right of Shuf'ah"*.(5) In the narration related by Muslim: *"The Prophet (peace be upon him) ruled in favor of the right of Shuf'ah in any undivided co-ownership, whether in a*

(2) See Mustafa Al-Zarqa: *"Al-Madkhal Ila Nazariyyat Al-Iltizam"*.
(3) The Hadith has been related by Malik in *"Al-Muwatta`"* (P. 464); *"Musnad Ahmad"* [1: 313], and *"Sunan Ibn Majah"* [2: 784].
(4) *"Sahih Al-Bukhari"*, (H: 2257).
(5) *"Al-Muwatta"*, (H: 1420).

piece of land or an orchard. A co-owner is not allowed to sell his share unless permitted by the other co-owners. If the co-owner wants, he can buy it. If he wants, he can leave it. But if one co-owner sells it without permission of the other co-owners, then they have a greater right to it".(6) Qatadah narrated that the Prophet (peace be upon him) said: *"The neighbour of the house has a greater right to the house"*.(7) These two Hadiths are reconciled by ascribing the last Hadith to a neighbour who is also a co-owner or shares easement rights.

noorcentre.com

- The basis for the right to a share of water is Allah's Statement in the Qur`an: ***{"Here is a she-camel: It has a right to drink (water), and you have a right to drink (water), (each) on a day, known"}***.(8) There is also Allah's Statement in the Qur`an: "And inform them that the water is to be shared between them. Each one should drink in turn".(9) In Shari'ah, it means a turn to utilise water for land or trees or crops. Related Shari'ah terms are the right of Shirb, which is specifically for watering crops and trees; the right of Shafah, which is specifically the right of humans and animals to drink as well as using water for purposes like ablution, bathing, etc.(10) There is a special set of rules for water in the Shari'ah based upon the statement of the Prophet (peace be upon him): *"People share in three things: water, pasturage and fire"*.(11)
- The basis for the right of Tahjir and the rights established by first use is the Sunnah. Ibn Qudamah states: "Anyone who carries out Tahjir of previously unappropriated land and begins to make it productive but did not complete it, he is more entitled to it than others, based upon the statement of the Prophet (peace be upon him): *"Anyone who first uses what no other Muslim has previously used is more entitled to it"*. If he transfers it to someone else, then the second person is more entitled to it than others because the first owner of the right has granted it to him. If the owner of the right dies, it transfers to his heirs, based on the statement of the

(6) *"Sahih Muslim"* (H: 1608).
(7) *"Sahih al-Bukhari"* with *"Fath Al-Bari"* [12: 345].
(8) [Al-Shu'ara (The Poets): 155].
(9) [Al-Qamar (The Moon): 28].
(10) Al-Kasani, *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [6: 188-192].
(11) *"Musnad Ahmad"* [5: 364].

Prophet (peace be upon him): *"The heirs of a deceased person inherit his estate"*. However, it is not permitted for the owner of a right of Tahjir to sell it because his entitlement is confined to his personal use like the right of Shuf'ah (preemption). [An alternative view is that] its sale could be considered valid because he is more entitled to it.(12) Al-Mardawi states: "Anyone carrying out Tahjir over previously unappropriated land will not own it…but he is more entitled to it than others, as well as his heirs after him and whomever he transfers it to, without any dispute. However, he cannot sell it, and this is the position of our School. It has also been said that he may sell it. Abu Khattab mentioned it as a possibility, and he referred to its permissibility as the correct position without any qualification in *"Al-Muharrar"*, *"Al-Ri'ayatayn"* and *"Al-Hawi Al-Saghir"*.(13)

noorcentre.com

- The basis for the prohibition of abusive exercise of rights is deduction from the Qur`an and Sunnah. There are many Verses in the Qur`an which indicate the obligation of justice, fairness and refraining from exercising one's rights in a way that harms others. Allah commands: ***{"Show forgiveness, enjoin what is good, and turn away from the foolish"}***.(14) As for the Sunnah, we find the following Hadith: *"May Allah bless the person who is lenient in selling and buying and when demanding his right"*.
- The basis for the invalidity of a condition stipulating that the seller retains ownership in a sale contract is that the transfer of ownership is a legal effect of the sale contract. Therefore, it is not permissible for a sale to take place without it. This has also been stressed in Resolution No. (51) 6/2 of the International Islamic Fiqh Academy held in Jeddah, which states: "The seller is not entitled to retain ownership of the sold item after the sale, but it is permissible for him to stipulate a condition on the buyer to retain possession of the item as security against deferred installments."
- The basis for the right of retention is the Qur`an and Sunnah. As for the Qur`an, it is stated by Allah: ***"And if you punish, then punish them with the like of that with which you were afflected. But if you endure patient-***

(12) Ibn Qudamah, *"Al-Kafi"* [2: 394].
(13) Al-Mardawi, *"Al-Insaf"* [6: 373 and 374].
(14) [Al-A'raf (The Heights):199].

ly, verily, it is better for those who are patient".(15) The Glorious Verse indicates the permissibility of reciprocal treatment. Based on this, it is permissible for a person to retain his property unless he receives his own rights from others. As for the Sunnah, it was narrated that the Prophet (peace be upon him) said: *"The best amongst you is the one who is best in settlement of his obligations"*.(16)

noorcentre.com

- The basis for the impermissibility of taking consideration for sale or transfer of put or call options is Resolution No. (63) 7/1 of the International Islamic Fiqh Academy, which is based on recognised evidences.
- The basis for the impermissibility of selling the abstract rights mentioned in item 10 is the lack of monetary value [according to Shari'ah] as well as the presence of Gharar (uncertainty)and Jahalah (ambiguity).

(15) [Al-Nahal (The Bees): 126].
(16) *"Sunan Al-Nasai"*, printed with Suyuti's Commentary, (P. 318).

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Right of Easement

It is the established right over one piece of real estate for the benefit of another piece of real estate.

Right of Irrigation (Shirb)

Shirb literally means a share in water. The Shari’ah definition is a turn to irrigate land or trees or crops.

Right of Watercourse (Majra)

It is the right of an owner of land distant from a watercourse to bring it via the property of his neighbour to his land to irrigate it.

Right of Drainage (Masil)

It is the right of a person to get rid of excess water in his property via the property of another person. Watercourse is different from drainage in that watercourse is in order to bring water whereas drainage is to get rid of water not needed for the land.

Right of Way Easement (Murur)

It is the right of the owner of an interior piece of land (land surrounded by other persons’ lands) to access his land by means of a road/path. It makes no difference if the road/path is public, not owned by anyone, or is privately owned by someone.

Right of Ascendancy (Ta’alli)

The right of ascendancy means one person’s right to have his structure be physically located above the structure of another person. This happens in multi- storey buildings in which one person owns a unit in a lower storey and another owns a unit in the storey above it.

Preemption

Preemption in the terminology of jurists means the entitlement of the partner to buy what his partner has sold for the price at which he sold it.

noorcentre.com

Intangible Rights

Intangible right is the authority of a person over something that is abstract, e.g., ideas and inventions. The International Islamic Fiqh Academy, headquartered in Jeddah, issued its Resolution No. (43) 5/5 on the subject of intangible rights, which include; Trade Name, Title, Trademark, Authorship, and Invention. The Academy considered these to be rights particular to their respective owners which have established financial value. Consequently, these rights are recognized by the Shari'ah and they should not be violated.

Right of Utilization (Intifa')

The right of utilization is a juridical concept that refers to a person's temporary right over the asset of another person, who authorizes him to use it, exploit it, and dispose of its usufruct, but not the asset itself, during the period of utilization. The majority of jurists, including the Shafi'is, Malikis and Hanbalis, distinguish between the ownership of usufruct (Manfa'ah) and ownership of utilization (Intifa'). Granting ownership of utilization (Intifa') only allows a person to directly utilise [the asset]. Granting ownership of usufruct (Manfa'ah) is more general and comprehensive; it allows its owner to use the asset himself or to enable others to use it, either for compensation, as in a lease, or without compensation, as in gratuitous lending of the asset.

Right of Exclusive Lease (Hikar)

Hikar is the right to lease the land of an endowment for a long period of time. The Mustahkir (exclusive lessee) makes an advance payment to the endowment which is nearly equal to the price of the land that is used to develop it or for the maintenance of its premises. Another, insignificant, amount is arranged to be paid annually to the endowment by the Mustahkir (exclusive lessee) or by whosoever this right has been transferred to.

Right of Priority in Subscribing to an Increase in a Company's Capital

It is the stipulation that the existing shareholders will have the right of priority in subscribing to an increase in the company's capital by purchasing shares at their nominal value

noorcentre.com

Vacating Houses or Shops

It refers to the right to stay in a house or shop.

Business License

It is a right granted by the authorities to some traders to deal in specific activities.

Right of Demarcation

It means taking possession of a piece of land and marking it with markers or a wall. Demarcation confers privilege and precedence over others. It means that whosoever demarks land is more entitled to develop it; however, it does not confer ownership.

Disposal

Disposal is the competence approved by the Shari'ah , or custom, or law that enables the owner of rights to dispose of them. This disposal can either be by transferring his right to others for recompense; e.g., sale or barter, or without recompense; e.g., gift, will, or by relinquishment.

Abusive Use of a Right

It the use of a right in such a way that it is likely to cause serious extraordinary harm to another.

Expiry

It is the lapse of a right due to the passage of time. However, in the Shari'h, rights do not lapse due to the mere passage of time.

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (43)

Insolvency

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1065
Statement of the Standard	1066
1. Scope of the Standard	1066
2. Definitions of Insolvency and the Declaration of Insolvency	1066
3. Shari'ah Ruling on Insolvency	1066
4. Stages of Insolvency	1066
5. Consequences of Insolvency	1068
6. Right of Claw-Back of an Item Sold to the Debtor Prior to the Declaration of Insolvency (the Right of Claw-Back)	1069
7. Sale of the Sequestered Assets and Allowances Made for the Insolvent Debtor	1070
8. Distribution of the Insolvent Debtor's Assets Among the Creditors	1070
9. Rules Specific to Institutions	1071
10. Revoking the Declaration of Insolvency	1072
11. Date of the Issuance of the Standard	1073
Adoption of the Standard	1074
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1075
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1077
Appendix (c): Definitions	1081

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to describe the rules of insolvency and the circumstances that precede it, whether they are faced by the institutions, companies or individuals, both businessmen and non-businessmen, with whom financial institutions[1] deal.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the Shari’ah rules relating to the causes and consequences of insolvency, whether faced by an institution or its institutional or individual business and non-business customers. It also addresses the judicial declaration of insolvency over an institution and its consequences, and in particular, the sale of its assets, the distribution of the proceeds among the creditors and how insolvency is revoked.

It does not cover financial difficulties (as defined by Islamic jurisprudence), liquidity shortfalls or delays in payment that do not lead to a declaration of insolvency.

2. Definitions of Insolvency and the Declaration of Insolvency

Insolvency (Iflas): When the debt due of a person exceeds his assets.

Declaration of insolvency (Taflees): A judge’s declaration that a debtor is insolvent, preventing him from disposing of his assets.

3. Shari’ah Ruling on Insolvency

3/1 A person whose debts exceed his assets has a moral obligation in Shari’ah to refrain from any action that may harm the creditors, even if he has not been declared insolvent.

3/2 The competent authorities should declare a person insolvent when his debts exceed his assets and sequester his assets if his creditors demand it, subject to the conditions mentioned in item 4/3.

3/3 When a debtor is declared insolvent, the declaration must be documented and certified as required by official procedures.

4. Stages of Insolvency

4/1 First stage: The creditors make a demand upon the debtor to pay the debt due to the creditors pro-rata and to refrain from making

donations, providing loans or disposing of or acquiring assets preferentially. The creditors can seek the assistance of concerned authorities in this regard.

noorcentre.com

4/2 Second stage: If the debtor refuses to pay what he owes to the creditors, the creditors are entitled to file a claim against him as a step towards seeking a declaration of insolvency. They can petition the competent authorities to seek to:

4/2/1 Prevent the debtor from making donations;

4/2/2 Prevent the debtor from providing loans;

4/2/3 Prevent the debtor from giving preferential treatment (for example to certain creditors or in the disposal or acquisition of assets);

4/2/4 Prevent the debtor from admitting financial liability to those who may be the subject of preferential treatment such as his blood relatives connected by up to four vertical steps (for example, a first cousin, who is connected vertically via the grandparents); and such as affiliates, subsidiaries and group entities of institutions;

4/2/5 Prevent the debtor from pre-paying debts that are not yet due;

4/2/6 Prevent the debtor from transferring any of his assets to some of the creditors or selling to or purchasing from them preferentially; and

4/2/7 Prevent the debtor from travel that causes harm to the creditors without appointing a surety to ensure his attendance if required, providing guarantors.

4/3 A declaration of insolvency requires:

4/3/1 An application made by creditors demanding that a debtor whose due debts exceed his assets be declared insolvent, subject to item 5/5; or

4/3/2 An application made by the debtor himself, except when the competent judicial authority considers his application to be fraudulent.

4/4 The creditors are not required to prove that they are the sole creditors. If another creditor appears before the distribution, he is entitled to a pro-rata share of the distribution. If a creditor appears after the distribution, the rule set out in item 8 shall apply subject to statutory procedures so long as they are not inconsistent with the rules and principles of Shari'ah.

noorcentre.com

4/5 The court has the sole authority to declare a person insolvent.

5. Consequences of Insolvency

Declaration of a debtor's insolvency gives rise to the following consequences:

5/1 An admission by a debtor, who has been declared insolvent, of any liability to another person relating to his sequestered assets has no legal effect, whether such admission relates to a debt incurred before or after the declaration of insolvency, unless the creditors accept that such debt was incurred before the declaration of insolvency.

5/2 The debts owed to creditors are attached to the existing property of the debtor at the time of sequestration as well as to any property that accrues to him without his dealing, such as gifts. All his property remains in his ownership until it is determined that such property be sold and that the proceeds be distributed among the creditors.

5/3 The debtor's acts of sale, gift or endowment subsequent to the declaration of insolvency have no legal effect, with the exception of acts relating to previous transactions, such as terminating a defective contract and exercising an option to terminate. Such lack of legal effect applies during the period of uncertainty that precedes the declaration of insolvency, as assessed by the competent authority.

5/4 After declaration of insolvency, all the debtor's subsequent acts of sale, purchase, admission (of liability) or guarantee, are attached to his future liability and not to the sequestered assets. He can be required to discharge such subsequent liabilities after revocation of the sequestration. Those whose rights attach to his liability are not entitled to share the sequestered assets with the creditors.

5/5/1 All of the debtor's undue debts become due despite the creditors of such undue debts having no present right to demand a declaration of his insolvency. The creditors of undue debts are entitled to share the sequestered assets with the creditors of due debts.

noorcentre.com

5/5/2 If the lessee becomes insolvent during the Ijarah term, the lessor shall be entitled, on a pro-rata basis along with other creditors, to the amount of rent corresponding to the period during which the usufruct was enjoyed. For the remaining period, the lessor shall have the option either to terminate the Ijarah contract or to carry on with it so that he has claims on the insolvency assets for the rent of the remaining period, while enabling the lessee to enjoy the usufruct unless the court considers continuity of the Ijarah to be in the interest of creditors, in which case the lessor shall receive the rent amount in full.

5/6 It is permissible, with the approval of the creditors, to agree to reduce undue debt that was accelerated by the declaration of insolvency and guarantors are liable to pay the reduced amount, rather than the amount originally guaranteed.

5/7 Undue debts owed to the insolvent debtor do not become due upon insolvency; all outstanding debts owed to the insolvent debtor before the declaration of insolvency (even if not yet due) are included in the insolvency assets (and are distributed to the creditors as and when they are paid).

5/8 After distribution, creditors have no legal right to demand any unpaid debt from the debtor. However, the debtor has a moral obligation in Shari'ah to pay all the debts in full.

6. Right of Claw-Back of an Item Sold to the Debtor Prior to the Declaration of Insolvency (the Right of Claw-Back)

The right of claw-back gives a creditor who sold an item to the insolvent debtor the right to demand return of the specific item if it is among the

sequestered assets or to have claims on these assets. This right shall be established for the seller who has not received any part of the selling price.

noorcentre.com

7. Sale of the Sequestered Assets and Allowances Made for the Insolvent Debtor

7/1 The concerned authorities will order the sale of the sequestered assets -other than the assets described below- whether they are in currencies different to the currency in which the insolvency is being administered, fungibles, stocks, commodities (goods or merchandise) or real estate. A reasonable period of time should be allowed before selling real estate assets, and assets should be sold in the order provided above. A survey of market prices should be conducted to ensure that a better price could not be achieved at auction. If the price offered is less than the value of the asset, the auction should be repeated to obtain the value of the asset. Otherwise, it should be sold at whatever price is achieved on the third auction. If possible, it is recommended to make the sale subject, for a reasonable period of time, to an option to reverse the sale.

7/2 Excluded from the sale are the insolvent debtor's tools of trade; whatever he needs to continue his business; a suitable home and basic expenses for him and his dependents. If his home exceeds his requirements, it should be sold and replaced by one that is suitable for him. The same applies mutatis mutandis to institutions.

7/3 The debtor is not required to earn or take out a loan if the proceeds of sale are not sufficient to pay off his debts.

8. Distribution of the Insolvent Debtor's Assets Among the Creditors

8/1 It is preferable to expedite the distribution but not with such excessive haste that it harms the insolvent debtor. It is not necessary to delay the distribution until all insolvency assets are sold. The proceeds may be distributed as and when they are received, which is required if the creditors demand it, taking into consideration the statutory procedures of insolvency provided that they do not conflict with the rules and principles of the Shari'ah are observed.

8/2 The judge should start the distribution with assets that are of the same denomination as the debt.

noorcentre.com

8/3 The following order should be observed during distribution:

8/3/1 Priority should be given to paying the fees of the administrators and their assistants who manage the process of sale and distribution.

8/3/2 Next in order should be secured creditors, as per the rules of granting security.

8/3/3 Non-employee contractors (such as tradesmen) and lessors of transport vehicles are entitled to declare a lien over any of the insolvent debtor's property in their possession in order to recover their full fees from the insolvency assets, and such property reverts to the insolvency assets once the fees are paid.

8/3/4 A person who finds a specific item of his property in the insolvency assets has a preferred claim over it. Such property may include safety deposits, portfolios, investment funds, the capital of Mudarabah or investment agency, and the share of a non-insolvent partner in a partnership managed by the institution declared insolvent and the insolvency assets in the case of an insolvent partner.

8/3/5 The rest should be distributed among the creditors, with each creditor receiving an amount pro-rata to his share of the total debt.

8/3/6 If a debt is discovered after the distribution, the new creditor should obtain his share from each of the existing creditors, either by mutual consent or through litigation.

9. Rules Specific to Institutions

9/1 The following items are included in the insolvency assets:

9/1/1 Current accounts held with the institution, because these are liabilities of the institution which must be borne by it alone and which should not be borne by the investment accountholders;

noorcentre.com

9/1/2 All debts outstanding against the institution.

9/2 Investment vehicles that are independent of an (insolvent) institution in their fund sources and revenues are not part of the insolvency assets. Such investment vehicles include restricted deposits, funds, portfolios and *Sukuk* assets that are not wholly or partially owned by the institution and in which the institution's responsibility is limited to managing on a paid agency or Mudarabah basis.

9/3 Any assets held by the institution as custodian, such as securities belonging to third parties and safety deposit boxes, are not part of the insolvency assets.

10. Revoking the Declaration of Insolvency

10/1 Upon distribution of the insolvent debtor's assets to the creditors, the declaration of insolvency is revoked by the court and announced according to the requirements of convention or statute.

10/2 After the declaration of insolvency is revoked, if an asset is discovered that came into the ownership of the insolvent debtor prior to the declaration of insolvency without reciprocal consideration, such as a gift, it is sequestered to be distributed among the creditors whose debts were outstanding before the declaration of insolvency. If statute restricts applications for a declaration of insolvency unless after expiry of a limitation period, the outstanding debt remains a liability of the debtor based on morality/religious credence.

10/3 If the insolvent debtor enters into a credit transaction after revocation of his declaration of insolvency and then owns property through new transactions, and is thereafter declared insolvent a second time, the creditors of the first insolvency are not entitled to a share of the assets of the second insolvency. If however, the new property came into his ownership without reciprocal consideration, such as a gift, the creditors of the first insolvency are entitled to a share of the assets of the second insolvency based on morality/religious credence.

11. Date of the Issuance of the Standard

This Standard was issued on 14 Jumada II, 1431 A.H., corresponding to 28 May 2010 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Board adopted the Standard of Insolvency in its meeting No. (27) held in the Kingdom of Bahrain during the period of 12-14 Jumada II, 1431 A.H., corresponding to 26-28 May 2010 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 14 Jumada II, 1430 A.H., corresponding to 7 June 2009 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Insolvency.

In its meeting held in Dubai, United Arab Emirates, on 20 Shawwal 1430 A.H., corresponding to 9 October 2009 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the draft of a Shari'ah Standard on Insolvency and made necessary amendments.

The revised draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (25) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 2-4 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 21-23 October 2009 A.D. The amendments that were deemed appropriate were included.

The General Secretariat held a public hearing in the Kingdom of Bahrain, on 27 Safar 1431 A.H., corresponding to 11 February 2010 A.D. All the comments made in the public hearing were listened to, and a member of the Shari'ah Board answered these comments and made commentary on them.

In its 26th meeting held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 24-26 Rabi' I, 1431 A.H., corresponding to 10-12 March 2010 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the participants in the public hearing and incorporated the amendments that it considered suitable.

In its meeting No. (27) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 12-14 Jumada II, 1431 A.H., corresponding to 26-28 May 2010 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, incorporated

the necessary amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

noorcentre.com

In its meeting held in the United Arab Emirates on 7 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 25 May 2015 A.D., the Shari'ah Standards Review Committee reviewed this Standard. After deliberation, the committee approved necessary amendments, and the Standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the Standard

- The basis for prohibiting a person overwhelmed by debts from disposals that harm the creditors is the Hadith, *“Allah will pay (the debts of) a person who takes the wealth of others with the intention of repaying it. But the one who takes it with the intention of destroying it, Allah will destroy him”*.
- The basis for the obligatory ruling of insolvency and interdiction against the one who has more debts than he can pay is the act of the Prophet (peace be upon him), who interdicted Mu’adh Ibn Jabal (may Allah be pleased with him) and sold his property for the debts against him and distributed it among his creditors.[2] This is the stance of the majority, who include Abu Yusuf and Muhammad. This is also the formal legal opinion of the Hanafis as against Abu Hanifah.
- The multiplicity of three stages is the Maliki opinion, and this is what the (modern) legal codes also uphold. In insolvency, it is essential to consult these rules and the ruling of the court.
- The basis for the requirement that the insolvency should be demanded by the owners of due debts is that there is no demand (warranted) for undue debt. Even if such a demand is made of the debtor, he does not have to pay it because the deferred period has a share in the price.
- The basis for the right of a debtor to request a declaration of his own insolvency is the Shafi’i opinion and the fact that it is in his interest to stabilize his financial situation. The Standard excludes fraudulent insolvency according to the satisfaction of the court.
- The basis for the requirement of a judicial ruling for insolvency is the act of the Prophet (peace be upon him) in the case of Mu’adh. Also, in-

(2) This has been related by Al-Bayhaqi by both *muttasil* (fully connected) and *mursal* (incomplete) chains of transmission, but the mursal narrations are more correct: *“Sunan Al-Bayhaqi”* [6: 48]; and *“Talkhis Al- Habir”* [3: 37], as in *“Al-Mawsu’ah”* [5: 301].

solvency needs consideration and Ijtihad; therefore, a judicial decision is required for it.

noorcentre.com

- The basis for non-enforcement of an insolvent's confession regarding the right of others to his property -except with the approval of the creditors- and the non-enforcement of his dispositions that transfer ownership is that they prevent harm to the creditors, as per the Hadith: *"No harm and no reciprocal harm"*.
- The basis for the attachment of new dispositions to the liability of the insolvent is that the right of the creditor is attached to the property existing at the time of insolvency. Thus there is no harm in the attachment of new dispositions to the liability of the debtor because his liability is fit for such a commitment.
- The basis for the view that gives the creditor the right to reclamation -a view accepted by the Malikis, Shafi'is, Hanbalis and some of the earliest scholars (the Salaf) as well as the majority of (modern legal) systems- is the Hadith related by Al-Bukhari and Muslim[3] that affirms the right to recourse for the seller when he finds the exact commodity with the insolvent buyer. He has the option to take it or to leave it and become a partner of the creditors in the distribution of the price. It is subject to the following conditions:
  a) The insolvent should be alive at the time of recourse. In the case of an institution or company, it should remain existent.
  b) The insolvent remains liable for all of the compensation due. If the seller has received part of it, he will be given an option regarding the remainder.
  c) The whole asset should remain in the ownership of the insolvent. If all or part of it has been destroyed, or if it has left his ownership through sale, or gift, or endowment, the right to reclamation will be cancelled regarding the remaining part except when the transaction involves multiple parties.
  d) The asset should not be in a condition where it is mingled with something from which it cannot be distinguished, nor can its characteristics have changed to the point that the original name for it no longer applies or that its value has been reduced.

(3) See: *"Fath Al-Bari"* [5: 66]; and *"Sahih Muslim"* [3: 1193].

e) The right of another person should not relate to it, e.g., when the insolvent has pledged it as security, except when the owner of the right (the mortgagee) renounces his right to the mortgage.

noorcentre.com

The right to reclamation is the cancellation of the sale. It can take place verbally or by a substitute means. It takes place immediately and does not need the decision of a judge, or the knowledge of the competent authority, or the ability to deliver.

Besides that, if the asset or its value or its feature decreased, or an inseparable increase occurred in it, like an increase in the weight of livestock, and he chose reclamation, he will only have that. But if the increase is separate, it would belong to the insolvent.

The right to reclaim land is not precluded by any building built on it by the insolvent nor by any trees he planted on it. The creditor will be given an option between having the insolvent remove the building and the trees, with the creditor bearing liability for any damage (to what is moved), or taking the building and trees and paying their price. In case of cultivated land, the crop will remain until harvest, free of any charge.

- The basis for the other view, which does not recognize the right to reclamation, is that the Hadith related by Al-Bukhari and Muslim contravenes the implication of a Shari'ah principle; i.e., the liability of the insolvent remains operative and the creditor's right regarding that liability remains stable. This group cited the Hadith: *"Anyone who died or went insolvent, and some of his creditors found exactly their property, they are on a par with the other creditors"*.[4]

  Mursal Hadiths are valid evidence according to those who take this view. They are Hanafis and some of the Salaf.[5]

- The basis for non-inclusion of all types of deposits of safekeeping in the insolvency assets is that they are not the property of the insolvent; inter-

(4) This has been related by Al-Daraqutni by a mursal chain of transmission. See also *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyyah"* [5: 311].

(5) See: *"Al-Mawsu'ah Al-Fiqhiyah"* [5: 311], for the documentation of the reference works of the madhhabs that affirm the right of reclamation and for the details related to the right of reclamation.

diction only occurs regarding his property, not the property of others entrusted to him.

noorcentre.com

- The basis for the requirement of a court ruling to rescind the interdiction of an insolvent is that it demands due consideration and Ijtihad, just as with a declaration of insolvency.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

I'sar

The present inability to discharge the financial obligations established in one's liability.

Prudential or Precautionary or Preventive Interdiction

Expedited and streamlined interdiction aiming at placing the debtor's assets under judicial supervision so that the creditor precludes the existence of a threat to his receipt of the full payment of his debt.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (44)

Obtaining and Deploying Liquidity

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1087
Statement of the Standard	1088
1. Scope of the Standard	1088
2. Definition of Liquidity and Liquidity Management	1088
3. Need to Utilise Liquidity in Institutions	1088
4. Obtaining and Deploying Liquidity	1088
5. Liquidity Should Only Be Deployed Using Shari'ah-Compliant Modes	1090
6. Date of the Issuance of the Standard	1091
Adoption of the Standard	1092
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1093
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1094
Appendix (c): Definitions	1095

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to define liquidity and the methods of obtaining, deploying and utilising it within Institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers what is meant by liquidity and the permissible means of obtaining and deploying it.

2. Definition of Liquidity and Liquidity Management

2/1 Liquidity refers to cash or that which can be easily converted to cash.

2/2 Liquidity management means achieving a balance between obtaining liquidity as swiftly and cheaply as possible and investing and deploying it effectively.

Liquidity is achieved in various ways depending on where it is being utilised. For example, in institutions it is the ability to cover withdrawals; in the money market it is the ability to swiftly convert securities into cash; and with Sukuk and investment funds, it is the ability to redeem or sell them in the secondary market.

3. Need to Utilise Liquidity in Institutions

Institutions need liquidity to meet numerous requirements, such as:

3/1 To distribute profits, which may rely on the liquidation of assets, see Shari'ah Standard No. (40) on Distribution of Profit in Mudarabah-Based Investment Accounts.

3/2 To discharge liabilities by selling inventory assets and converting them to cash to pay what is owed to creditors, to face contingent liabilities, or liquidate investment vehicles or the institution itself, and similarly to expand its activities, or to achieve capital adequacy or to improve its credit rating, see Shari'ah Standard No. (43) on Insolvency.

4. Obtaining and Deploying Liquidity

4/1 Obtaining and deploying liquidity through interest-bearing loans is prohibited by the Shari'ah, whether transacted directly or through

overdrafts or interest-bearing or commission-based facilities. Any liquidity support made available by supervisory or regulatory bodies (such as central banks) must be provided only through Shari’ah-compliant modes, such as Mudarabah and investment agency.

noorcentre.com

4/2 Permissible modes of obtaining liquidity include:

4/2/1 Selling commodities on a Salam (deferred delivery) basis, receiving payment up-front, and then purchasing the relevant commodities for delivery on the maturity date. It is permitted to secure a promise to sell (from a third party commodity broker) to mitigate the risk of fluctuation between the sale price and purchase price. [see Shari’ah Standard No. (10) on Salam and Parallel Salam]

4/2/2 Istisna’a concluding an Istisna’a-based sale contract stipulating advance payment -although advance payment is not obligatory- and concluding a parallel Istisna’a-based purchase contract stipulating deferred or installment payment. [see Shari’ah Standard No. (11) on Istisna’a and Parallel Istisna’a]

4/2/3 The institution selling some of its assets for immediate cash and then, if required, leasing the asset back on rent payable in arrears, taking into consideration what has been stated in Shari’ah Standard No. (9), item 5/8, on Ijarah and Ijarah Muntahiah Bittamleek.

4/2/4 Financing working capital to expand the institution’s activities

This involves the institution inviting investors to participate in financing its working capital on a Mudarabah or Musharakah basis for a specified period of time determined by its liquidity requirements and with the ability to liquidate the Mudarabah or Musharakah at the end of such period. The investors enter into the Mudarabah or Musharakah by contributing their capital while the institution contributes its current assets, after valuation, as its share of the capital of the Musharakah or Mudarabah. The institution’s fixed assets do not form part of

the Musharakah; rather, fixed assets are either lent or leased to the venture and rental payments are accounted as expenses of the Mudarabah or Musharakah.

noorcentre.com

4/2/5 Issuing investment Sukuk to expand the institution's activities

This involves issuing the types of investment Sukuk explained in Shari'ah Standard No. (17) on Investment Sukuk in order to obtain funds from Sukuk investors and undertake projects required of the institution. The institution may securitise some of its assets by selling them to Sukuk subscribers, managing the assets on their behalf and promising to purchase them at the market price or at a price to be agreed. If the institution is only the lessee and not the manager of the Sukuk assets, it may promise to purchase them at face value.

4/2/6 Tawarruq

This should be done in accordance with Shari'ah Standard No. (30) on Tawarruq.

4/2/7 Interest-free loan

An application of interest-free loans is outlined in Shari'ah Standard No. (26) on Islamic Insurance in item 10/8 regarding loans given by the Takaful operator to the Takaful fund.

5. Liquidity Should Only Be Deployed Using Shari'ah-Compliant Modes, which include:

5/1 Purchasing commodities in cash and selling them for deferred payment through Musawamah or Murabahah contracts.

5/2 Leases, lease contracts that end in ownership and forward leases, whether for tangible assets or services.

5/3 Purchasing commodities on a Salam basis (immediate payment for deferred delivery), then selling them after taking physical or constructive delivery, whether personally or by appointing the seller, in a separate contract, to sell the commodities to his customers.

5/4 Istisna'a and parallel Istisna'a, which involve the institution commissioning the manufacture of products or projects on an Istisna'a basis with immediate payment for deferred delivery upon completion and then selling the same manufactured products to a third party through a second Istisna'a contract for deferred price and delivery, without linking the two contracts, or procuring the sale by appointing the manufacturer as an agent, through a separate contract, to sell the manufactured product or project to his customers.

noorcentre.com

5/5 Musharakah and Mudarabah which involve the institution as the capital provider.

5/6 Investment agency, which involves the institution appointing another institution or those with whom it deals to act as its agents.

5/7 Subscription to purchase Shari'ah-compliant stocks, investment Sukuk or shares in investment funds.

5/8 International commodity trading in the financial markets in accordance with Shari'ah.

5/9 Currency trading in accordance with Shari'ah.

6. Date of the Issuance of the Standard

This Standard was issued on 14 Jumada II, 1431 A.H., corresponding to 28 May 2010 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Board adopted the Standard of Obtaining and Deploying Liquidity in its meeting No. (27) held in the Kingdom of Bahrain during the period of 12-14 Jumada II, 1431 A.H., corresponding to 26-28 May 2010 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 24 Dhul-Qa'dah 1428 A.H., corresponding to 3 December 2007 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Obtaining and Deploying Liquidity.

In its 25th meeting held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 2-4 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 21-23 October 2009 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the draft of a Shari'ah Standard on Obtaining and Deploying Liquidity and made the necessary amendments.

The General Secretariat held a public hearing in the Kingdom of Bahrain, on 27 Safar 1431 A.H., corresponding to 11 February 2010 A.D. All the comments made in the public hearing were listened to, and a member of the Shari'ah Board answered these comments and made commentary on them.

In its meeting No. (26) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 24-26 Rabi' I, 1431 A.H., corresponding to 10-12 March 2010 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the participants in the public hearing and incorporated the amendments that it considered suitable.

In its meeting No. (27) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 12-14 Jumada II, 1431 A.H., corresponding to 26-28 May 2010 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, incorporated the necessary amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

In its meeting held in the United Arab Emirates, on 7 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 25 May 2015 A.D., the Shari'ah Standards Review Committee reviewed this Standard. After deliberation, the committee approved necessary amendments, and the Standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for the definition of liquidity as referring to cash and whatever is easily converted into cash is that the traditional terminology for liquidity is Tandid (literally, to convert to cash), actually or by estimation. Actual Tandid means converting commodities into cash by selling them. Tandid by estimation means evaluating commodities in order to arrive at the expected monetary value that can be realized from them.
- The basis that profit distribution depends on the availability of liquidity is that there cannot be any profit except after the protection of the capital, and this protection is realized by liquidating the assets.
- The basis for the prohibition of procuring liquidity through interest-based loans is the prohibition of any type of Riba (usury). The supervisory bodies are the entities most responsible for overseeing that the institutions' liquidity is compliant with Shari'ah. This is because it is these bodies that have licensed the institutions to operate by Shari'ah-compliant procedures and prohibited them from that which violates the Shari'ah.
- The basis for the Shari'ah-compliant methods of obtaining liquidity is provided in the Shari'ah standard for each method.
- The basis for the Shari'ah-compliant methods of deploying liquidity is provided in the Shari'ah standard for each method.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Diversification of Liquidity

The deployment of liquidity in various instruments; for example, purchasing short-term, medium-term and long-term Sukuk to protect investments from sharp fluctuations in the returns.

Liquidity Preference

It means to hold on to cash instead of deploying it. That is for the purpose of financing current purchases, or investing it in securities whose prices are expected to decline, or paying for contingent expenses.

Liquidity Balance

It means reconciling the need to obtain liquidity and the need to deploy it.

Liquidity Surplus

The availability of liquidity exceeding the institution's needs.

Liquidity Deficit

The need for liquidity in order to meet financial requirements.

Good Liquidity

It is based on two principles: The best price and the shortest period for obtaining it.

Liquidity Risk

It is the risk of having to sell commodities or securities at a loss in order to procure liquidity.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (45)

Protection of Capital and Investments

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1101
Statement of the Standard	1102
1. Scope of the Standard	1102
2. Definition of Capital and Investment Protection and the Difference Between Protection and Guarantee	1102
3. Shari'ah Ruling	1102
4. Shari'ah Compliant Means for Protecting Capital	1103
5. Shari'ah Non-Compliant Means for Protecting Capital	1106
6. Date of Issuance of the Standard	1106
Adoption of the Standard	1107
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1108
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1110
Appendix (c): Definitions	1114

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims at explaining the most important ways of protecting capital and investments in Islamic financial Institutions.[1] It also aims to explain what is permissible according to the Shari'ah and what is not permissible as well as the Shari'ah basis for it.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the instruments and methods used to protect capital and investments from loss, decrease and destruction.

2. Definition of Capital and Investment Protection and the Difference Between Protection and Guarantee

Protection of capital and investments means using available methods to prevent loss, decrease or destruction. It is wider than a guarantee of invested capital, as a guarantee is an undertaking by a particular party to bear any loss, decrease or destruction of the capital. On the other hand, protection refers to the safeguarding of capital.

3. Shari'ah Ruling

3/1 Protecting capital by permissible means is desirable in Shari'ah as it serves the objectives of Shari'ah with regard to wealth.

3/2 It is compulsory for an investment manager, whether he is a Mudarib, an investment agent or a managing partner, in his fiduciary capacity, to exercise due diligence to protect the funds from loss, decrease or destruction. If he fails to do so using usual means of protection, he is liable (for loss), taking into consideration items 4/1 and 7/1.

3/3 It is permissible to use Shari'ah-compliant instruments and processes to protect investment from risks that it may be exposed to whether they are risks relating to a loss of capital, depreciation in value, inflation, or the fluctuation of exchange rates, etc.

3/4 The investment manager acts in a fiduciary capacity with regard to the funds. He is not liable for loss of capital except in case of his wilful misconduct, negligence or breach of contractual terms and conditions.

3/5 The efforts exerted by the investment manager to grow the capital must be suitable for the nature of the relevant investment. It is also incumbent on him to take professional measures that normally provide suitable protection for the funds. Otherwise, he will be deemed negligent.

noorcentre.com

3/6 It is not permissible to stipulate in an investment agreement that the investment manager is unconditionally liable for any loss of capital in cases other than willful misconduct, negligence and breach of contractual terms and conditions.

3/7 If a loss occurs caused by the Mudarib's wilful misconduct, negligence or breach of contract, the capital provider may hold the Mudarib liable for the loss of capital but not the loss of profit. However, if it is determined through actual or constructive liquidation that the investment accrued profit which was added to the capital and then suffered a loss due to the Mudarib's wilful misconduct, negligence or breach of contract, the Mudarib is liable to idemnify for loss of that profit as it has become a part of the capital. If destruction of the whole or a part of the capital is caused by the Mudarib's wilfil misconduct, negligence or breach of contract, the Mudarib is liable for the value of the capital.

4. Shari'ah Compliant Means for Protecting Capital

4/1 Instruments and processes used to protect capital and investments must fulfill the following conditions:

4/1/1 The investment partners should bear the risks and losses according to their respective shares in the capital.

4/1/2 The objective should not be to hold the investment manager liable in cases other than willful misconduct, negligence or breach of contract.

4/1/3 The means adopted for capital protection must not be a non-Shari'ah compliant contract and should not be a pretext to achieve an objective violating Shari'ah.

4/2 Some permissible methods of protecting capital include:

noorcentre.com

4/2/1 Takaful (Islamic insurance) for the investment to protect the capital or cover the risks of willful misconduct, negligence, breach of contract, procrastination, death or bankruptcy. Takaful coverage may be obtained either by the investors themselves or through the investment manager on their behalf.

4/2/2 Obtaining Takaful cover for the leased assets underlying the Sukuk or other instruments against the risk of destruction and for major maintenance.

4/2/3 An undertaking provided by Takaful institutions to guarantee exports and investments.

4/2/4 A voluntary undertaking by a third party acting in the public interest, such as the state, or relevant public interest authorities, such as a guardian, executor or father, to indemnify against a loss of capital without any right of recourse to the investment manager, such as a government pledge in respect of an investment project. In order for this undertaking to be valid, the third party should be administratively independent of the investment manager and there should be no direct or indirect ownership relationship of more than a half between the investment manager and the third party.

4/2/5 An undertaking by a third party to indemnify against a loss of capital resulting from the investment manager's wilful misconduct or negligence without receiving consideration for providing such a guarantee. However, the guarantor has the right of recourse to the investment manager.

4/2/6 Creating reserves to protect the capital through deductions from the investors' share of profits but not from the investment manager's share of profits due to him in his capacity as the Mudarib.

4/2/7 Diversifying the investment assets to achieve an appropriate return and minimize risks. This may include:

a) Combining real assets, such as real estate and commodities with financial assets (such as stocks and *Sukuk)* or combining assets denominated in two different currencies.

noorcentre.com

b) Dividing the capital into two parts by deploying the capital in Murabahah and Musharakah contracts, respectively.

The first part is used in Murabahah contracts with parties that have strong credit ratings in a way that the combination of the principal amount and the profit of Murabahah protect the initial capital and the second part is invested in Musharakah contracts.

c) Dividing the capital into two parts by deploying the capital in Ijarah and Musharakah contracts respectively.

The first part is used in Ijarah contracts with parties that have strong credit ratings in a way that the combination of the principal amount and the rental amount protect the initial capital and the second part is invested in Musharakah contracts.

d) Dividing the capital into two parts and deploying them in Murabahah and 'Arboun contracts respectively.

The first part is used in Murabahah contracts with parties that have strong credit ratings in a way that the combination of the principal amount and the profit of Murabahah protect the initial capital. The second part is used in 'Arboun contracts to purchase assets. If the value of the assets rises, the purchase contracts are completed and the assets are sold for a profit. If the value of the assets declines, the purchase contracts are not completed and the loss is limited to the amount of the 'Arboun, while the capital is protected by the Murabahah contracts. It is compulsory in this method to observe the Shari'ah rules relating to 'Arboun. This includes the requirement to reserve the assets sold under the 'Arboun contract from the time of contract conclusion until the settlement date and the impermissibility of trading in 'Arboun contracts. [see Shari'ah Standard No. (53) on 'Arboun]

4/2/8 Taking security and guarantees in Murabahah, Salam or Istisna'a contracts to ensure that debts are paid.

noorcentre.com

4/2/9 A sale with an option to terminate due to non-payment (*Khiyar al-Naqd*).

4/2/10 It is permissible to use other permissible instruments and processes with the consent of the investor to protect the capital from risks, whether those risks are related to the destruction of the original investment capital, depreciation in value, inflation or the fluctuation of exchange rates, etc.

4/2/11 If the investor has required the investment manager to adopt certain Shari'ah-compliant ways to protect the capital, the manager is obligated to do so. If he does not do so, he is liable for any resulting loss of capital, in accordance with item 4/4.

5. Shari'ah Non-Compliant Means for Protecting Capital

It is not permissible to protect the capital by Shari'ah-non-compliant means or means that result in violations of the Shari'ah, such as:

5/1 Stipulating that the investment manager is liable for loss of capital.

5/2 An undertaking by a third party to indemnify for loss of capital in the cases other than wilful misconduct or negligence of the investment manager with a right (of the third party) to have recourse to the investment manager.

5/3 A commitment by or obligating the investment manager to purchase the investment assets at their nominal price or at a price that was initially agreed upon.

5/4 An undertaking by a third party to guarantee the capital for a fee. This is a form of conventional insurance.

5/5 Protecting the capital by use of conventional hedging contracts such as futures, options and swaps.

6. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 24 Dhul-Qa'dah 1431 A.H., corresponding to 30 November 2010 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted this Standard in its meeting No. (28) held in the Kingdom of Bahrain during the period of 22-24 Dhul-Qa'dah 1431 A.H., corresponding to 27-29 May 2011 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 24 Dhul-Qa'dah 1428 A.H., corresponding to 20 December 2007 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Protection of Capital and Investments.

In its meeting held in Kuwait, on 20 Shawwal 1430 A.H., corresponding to 9 February 2009 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the draft of a Shari'ah Standard on Protection of Capital and Investments and made necessary amendments.

The revised draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (24) held in the Kingdom of Saudi Arabia, during the period of 25-27 Jumada II, 1430 A.H., corresponding to 18-20 June 2010 A.D. The amendments that were deemed appropriate were included.

The General Secretariat held a public hearing in the Kingdom of Bahrain, on 27 Safar 1431 A.H., corresponding to 11 February 2010 A.D. All the comments made in the public hearing were listened to, and a member of the Shari'ah Board answered these comments and made commentary on them.

In its meeting No. (26) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 24-26 Rabi' I, 1431 A.H., corresponding to 10-12 March 2010 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the participants in the public hearing and incorporated the amendments that it considered suitable.

In its meeting No. (28) held in the Kingdom of Bahrain during the period of 22-24 Dhul-Qa'dah 1431 A.H., corresponding to 28-30 November 2010 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, incorporated

the necessary amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

noorcentre.com

In its meeting held in Al-Madinah Al-Minawwarah, on 30 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 17 June 2015 A.D., the Shari'ah Standards Review Committee reviewed this Standard. After deliberation, the committee approved necessary amendments, and the Standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for capital protection being a desirable objective is the Divine Command to adopt ways and means to protect wealth like having witnesses and documentation of the financial contracts and securing debt with mortgages and the like. Protection of wealth is one of the essential objectives that the Shari'ah has taken care of.
- The basis for the obligation of the manager to take due diligence to protect the investment is that his role regarding the investment is that of a fiduciary. This means that he should manage the investment in a way that serves the interest of the capital provider in his capacity of his fiduciary representative. He should thus use prudent means consistent with accepted standard practice to increase the funds.
- The basis for using permissible means to protect the investment is that all (financial) contracts are permissible by default unless proved otherwise. Furthermore, these instruments achieve the intent of the Shari'ah to safeguard wealth.
- The basis for the investment manager not being liable for the loss of the capital, except in cases of his wilful misconduct and negligence is the consensus of Muslim jurists.(2) That is because he takes the capital with the owner's permission and deals with it in the interest of the capital provider. He is thus the capital provider's representative in terms of possessing and managing the capital. This means that the loss or destruction of the capital in his possession is just like its loss or destruction while in the possession of its owner because he took it with his permission. Moreover, no person, including the manager is liable to anything without a specific command by Shari'ah.

(2) *"Al-Bahr Al-Ra'iq"* [6: 313]; *"Al-Bahjah Sharh Al-Tuhfah"* [2: 217]; *"Mayyarah 'Ala Al-'Asimiyyah"* [2: 131]; and *"Al-Mughni"* [7: 76].

- The basis for the impermissibility to stipulate an absolute guarantee to be provided by the manager, is that this condition strips partnership (Mudarabah and Musharakah) and agency contracts of their essential content, and turns them into a guaranteed loan contract. Moreover, these contracts are based upon trusteeship, and this condition violates their nature and implications; hence, it is void. Ibn Qudamah said, "The third type (i.e., of invalid conditions) is to stipulate what is not in the interest of the contract nor consistent with its nature and implications; e.g., stipulating that the partner is liable for the capital or for a share of the loss."(3) There is no disagreement among the jurists that this condition is void.(4)
- The basis for the opportunity cost not being compensated in the events of wilful misconduct or negligence is that it is non-existent wealth which has not been realised yet. However, realized profit after actual or constructive liquidation is treated like capital.

Shari'ah-Compliant Means for Protecting Capital

- The basis for stipulating equality among the partners in bearing loss is that partnership is based on equality between the partners. Stipulating that some partners should bear the loss more than others should violates the nature and implications of a partnership contract. Bearing the portion of loss that is supposed to be borne by another partner causes the latter partner to gain profit from that for which he has assumed no liability. The jurists agree that loss sharing in the partnership contract should be proportional to capital (contribution).(5)
- The basis for the permissibility to protect the capital with Takaful against any type of investment risks is that Takaful is an undertaking to make donations between the participants. It is not a contract to exchange counter-values (Mu'awadah). Its purpose is to achieve cooperation and solidarity among the participants. Hence, the Shari'ah prohibitions that apply to (conventional) commercial insurance do not apply to it.
- The basis for the permissibility of a third party's undertaking to bear the loss without the right of recourse to the manager is that, according to the

(3) *"Al-Mughni"* [5: 41].

(4) *"Al-Mabsut"* [15: 84]; *"Al-Bahjah Sharh Al-Tuhfah"* [2: 217]; *"Al-Hawi Al-Kabir"* [9: 113]; and *"Al-Mughni"* [7: 179].

(5) *"Bada'i' Al-Sana'i'"* [7: 517]; *"Hashiyat Al-Dusuqi"* [3: 353]; *"Tuhfat Al-Muhtaj"* [5: 292]; and *"A-Furu'"* [4: 403].

Shari'ah, this is an undertaking to make a voluntary donation. Therefore, it is permissible by the Shari'ah provided that the third party is independent from the manager so that his undertaking does not result in the manager becoming the guarantor.

noorcentre.com

- The basis for permissibility of deducting reserve amounts (from the profits) is that it is done with the consent of the relevant parties and is in the investors' interest as it strengthens the investment's financial situation. No deduction should be made from the manager's share because the liability for loss is borne by the capital providers, not by the manager.
- The basis for the permissibility of diversifying investment assets is that diversification achieves the interest of the investors. It does not fall under the prohibition of combining contracts in one contract because each contract is conducted independently of the other, whereby the manager divides the capital into parts and each part is invested independently in one type of contract or investment asset that differs from what the other portion of the capital is invested in. This is for the purpose of mitigating risks and diversifying returns. The parameters for each of these contracts may be sought by referring to the relevant Shari'ah Standard.
- The basis for the permissibility of obtaining securities and guarantees for deferred payment contracts is the Quranic Verse: ***{"And if you are on a journey and cannot find a scribe, then (you may resort to holding something as) mortgage, taken into possession"}***,[6] and ***{"…who produces it is (the reward of) a camel load; I guarantee it"}***.[7]
- The basis for the liability of the manager to bear the loss if he violates the Shari'ah-compliant conditions stipulated by the capital provider is the Quranic Verse: ***{"O you who believe! Fulfil (your) obligations"}***.[8]
- Fulfilling contractual obligations requires the fulfilment of the conditions stipulated in them. The Prophet (peace be upon him) said, *"Muslims are*

(6) [Al-Baqarah (The Cow): 283].
(7) [Yusuf (The Prophet Joseph): 72].
(8) [Al-Ma`idah (The Table): 1].

bound by their conditions (stipulated in contracts and undertakings)".[9] Breaching these conditions amounts to negligence from the manager. Hence, it is compulsory upon him to bear any loss arising from this breach.

noorcentre.com

Shari'ah Non-Compliant Means for Protecting Capital

- The basis for the prohibition of a third party's undertaking to bear the loss with the right of recourse to the manager is that this condition results in making the manager liable for the loss, which is prohibited by the Shari'ah.
- The basis for prohibiting the manager from undertaking to buy the investment assets at their face value or at a value initially agreed upon is that this condition results in the manager undertaking to bear the partial or complete loss of the assets' value, which is a forbidden condition as aforementioned.
- The basis for the prohibition of a third party's guarantee for a fee received in exchange for the guarantee is that it firstly entails excessive ambiguity because the extent of the loss is unknown at the inception of the contract, and because giving a guarantee in exchange for a fee, is prohibited by the Shari'ah.
- See Shari'ah Standard No. (20) on Sale of Commodities in Organized Markets for the basis of the prohibition of trading in options, futures and swaps.[10]

(9) Related by Al-Tirmidhi from the Hadith of Amr Ibn 'Awf, may Allah be pleased with him, in *"Kitab Al-Ahkam"*, Chapter on *"Ma Dhukira 'An Rasuli Allah, peace be upon him, Fi Al-Sulh"*, No. (1272); it is related also by Abu Dawud from the Hadith of Abu Hurayrah, may Allah be pleased with him, in *"Kitab Al-Aqdiyah"*, Chapter on *"Bab Fi Al-Sulh"*, No. (3120); also it is related by Al-Darqutni from the Hadith of 'A`ishah, may Allah be pleased with her, with the addition of "…that which is consistent with the truth", [2: 3]. It is an authentic Hadith when all its chains of transmission are taken into consideration; *"Taghliq Al-Ta'liq"* [3: 280]; and *"Fath Al-Bari"* [4: 451].

(10) See Resolution No. (63) 1/7 of the International Islamic Fiqh Academy regarding Financial Markets.

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

Wilful Misconduct by the Manager

Wilful misconduct by the manager that renders him liable is to do what he is not allowed to according to the dictates of the Shari'ah, or the contract, or customary practice.

Negligence by the Manager

Negligence by the manager that renders him liable is to fail to do what it is required of him by the Shari'ah, or the contract, or customary practice.

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (46)

Al-Wakalah Bi Al-Istithmar (Investment Agency)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 1119
Statement of the Standard 1120
1. Scope of the Standard 1120
2. Definition of Investment Agency and Its Permissibility 1120
3. Investment Agency: Integral Parts (Arkan) and Its Key Types 1120
4. Characteristics of Investment Agency 1121
5. Agency Fee 1121
6. Amount, Term and Profit of the Investment 1122
7. Liability of an Investment Agent 1123
8. Rights and Obligations of the Contracts Executed by the Agent 1123
9. Appointment of a Sub-Agent 1123
10. Restrictions Stipulated in Investment Agency 1123
11. Rules of Investment Agency 1124
12. Contemporary Applications of Investment Agency 1124
13. Date of Issuance of the Standard 1126
Adoption of the Standard 1127
Appendices
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 1128
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 1130

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to explain the rules of Investment Agency applicable to Islamic financial institutions,[1] the conditions for its validity, its types, its implications and its contemporary applications.

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers Investment Agency in various fields, or parts thereof, and the powers and responsibilities of the principal and the investment agent. It does not cover Agency in general or the acts of Uncommissioned Agent (Fodooli) as they are covered by Shari'ah Standard No. (23) on Agency and the Acts of an Uncommissioned Agent (Fodooli).

2. Definition of Investment Agency and Its Permissibility

2/1 Investment Agency means appointing another person to invest and grow one's wealth, with or without a fee.

2/2 Investment Agency is permissible subject to the relevant Shari'ah rules.

3. Investment Agency: Integral Parts (Arkan) and Its Key Types

3/1 The integral parts (Arkan) of a valid investment agency are offer and acceptance, the subject matter of the contract, and the two contracting parties (the principal and the agent). [see Shari'ah Standard No. (23) for the conditions that are required for a valid agency and the rules relating to the acts of the uncommissioned agent (Fodooli)]

3/2 It is permissible to make the appointment of an agent contingent agency upon the fulfillment of certain conditions or to cause to take effect on a specified future date. It is also permissible to stipulate conditions/restrictions that are compliant with Shari'ah. For further details, see Shari'ah Standard No. (23).

3/3 It is permissible for the investment agency to be restricted to a particular kind of investment, or a specific place or be subject to other restrictions. It is also permissible that it be unrestricted, in which case it would still be restricted by customary practice and that the agent acts in the principal's best interests.

3/4 It is not permissible for any one of the parties to unilaterally amend the restrictions in the agency contract. [see Shari'ah Standard No. (23) for the types of agency]

noorcentre.com

4. Characteristics of Investment Agency

4/1 Investment agency contracts, whether remunerated or unremunerated, are binding on institutions because they are invariably fixed term contracts in which both parties agree not to terminate within a specified period.

4/2 Where the parties agreed to terminate for a specified period, it is permissible for the contract to stipulate the right of one of the parties to terminate the contract unilaterally in specific circumstances.

4/3 When the term of an agency expires, the agent is required not to enter into new investment activities, but may not liquidate ongoing existing investments.

5. Agency Fee

5/1 If the agency is remunerated, the agent's fee should either be a fixed amount or a percentage of the amount invested. It is also permissible to link the fee to an established index/benchmark that is known to both parties and is referred to before every investment period after the fee of the first period has been determined. It should, however, be capped and floored (by assigning it maximum and minimum limits).

5/2 If the fee was not specified in the contract and the agent customarily charges a fee as is normal practice in institutions then the agent will be entitled to a fee which is prevalent in the relevant markets. This also applies when the agent does not complete the task required after starting and realizing returns that are beneficial to the principal.

5/3 The principal is required to pay the investment agent's fees in accordance with stipulated time and manner.

5/4 It is permissible to stipulate that the agent, in addition to his fee, is entitled to all or part of any amount over and above the expected profit as a performance incentive.

6. Amount, Term and Profit of the Investment

6/1 The amount and term of the investment should be determined, irrespective of whether the amount is paid as a lump sum or in installments.

noorcentre.com

6/2 The principal is responsible for any expenses related to the investment such as transportation, storage, taxes, maintenance and insurance. It is not permissible to require the agent to pay them from the agent's own funds, or to defer any reimbursement due to the agent where he has paid them on behalf of the principal or to make such reimbursement subject to the yield of the investment. And the investment agent is liable, as a legal entity, for any expenses related to its employees or equipment.

6/3 The agent may start investment activity before receiving the funds (from the principal), and with the principal's permission, by:

6/3/1 Incurring a debt on behalf of the principal by purchasing on credit;

6/3/2 Advancing a loan to the principal by purchasing something on his behalf.

6/4 Any loan advanced by the agent is construed as an interest free loan which may not bring any benefit to the agent as creditor. The agent is entitled to its fee and performance incentive, without consideration to the loan advanced.

6/5 The profit in its entirety is the right of the principal unless it is stipulated that the agent shall be entitled to all or part of any excess above the expected profit as a performance incentive in addition to its fixed fee.

6/6 It is permissible for the agent, with the principal's consent, to set aside a portion of the profit to create a profit equalisation reserve for the benefit of the principal.

6/7 Upon liquidation, the balance of the profit equalisation reserve is returned to the principal without affecting the agent's entitlement to the fixed fee or performance incentive for the period in which the reserve was set aside.

7. Liability of an Investment Agent

noorcentre.com

7/1 The agent acts in a fiduciary capacity in relation to the investment and therefore is not liable for any loss in cases other than willful misconduct, negligence, or breach of contract unless the breach happens to be advantageous to the principal such as selling an asset for a price higher than the price required by the principal. In situations where the agent is held liable for loss of capital, such liability is limited to the capital amount and the agent is not liable for loss of expected profit whether the capital was invested immediately or delayed or not invested at all.

7/2 If the investment results in profit or capital gain in case of a breach that is advantageous to the principal, then such profit or capital increase belongs to the principal without affecting the agent’s right to its performance incentive.

8. Rights and Obligations of the Contracts Executed by the Agent

The results of the contract (like transfer of ownership and entitlement to the fee) belong to the principal. However, the rights and obligations (like pursuit of payment or delivery including litigation) belong to the agent.

9. Appointment of a Sub-Agent

9/1 The investment agent is not permitted to appoint a sub-agent for the prescribed investment activities except for activities outside its area of expertise, or what is normally outside the capacity of the agent or its employees or where the principal grants the agent permission to subcontract.

9/2 The sub-agent appointed by the agent with the consent of the principal cannot be dismissed by the agent but can only be dismissed by the principal. However, if the principal authorizes the agent to appoint any sub-agent at his will, the agent is entitled to dismiss the sub-agent.

10. Restrictions Stipulated in Investment Agency

10/1 The investment agent must adhere to a restriction requiring it to consult the principal before any investment and if any breach by the agent results in loss, the agent shall bear it.

10/2 If the Investment Agency is restricted to activities that yield a minimum specified profit margin and the agent does not find such an investment, then it should seek the principal's consent before investment. If it invests in lower-yielding transactions, it is liable to compensate the principal for the difference between the profit earned and the average profit prevalent in the market (if it is less than the stipulated amount/percentage). It is not liable for the minimum profit margin specified for the investment by the principal. [see Shari'ah Standard No. (23) on Agency and the Acts of an Uncommissioned Agent (Fodooli), item 6/3/2]

noorcentre.com

11. Rules of Investment Agency

If the agent co-mingles his own funds with the principal's funds or with the funds that he manages, he may not then purchase, for his own account any assets from the assets owned by the co-mingled funds without giving notice on each occasion. This is to establish the transfer of ownership and liability for the asset from the co-mingled funds to the agent's account. This requirement is impracticable in relation to investment accounts (and therefore this requirement may be waived). [see items 7/1/2 and 7/1/3]

See also Shari'ah Standard No. (23) on Agency and the Acts of an Uncommissioned Agent (Fodooli).

12. Contemporary Applications of Investment Agency

12/1 Co-mingling the funds of an unrestricted agency with Mudarabah funds or with the agent's funds.

12/1/1 It is permissible to co-mingle funds on the basis of Investment Agency with funds from Mudarabah investment accounts. Such funds are treated as if they were extra funds provided by a capital provider in a Mudarabah investment or shareholder funds when they are co-mingled with funds in Mudarabah investment accounts. Allocation of profits is calculated by the standard prorated method (usually daily weighted

average method) for funds invested in Mudarabah which takes into account each investor's amount and the tenor of the investment. All the profits of the invested funds in Murabahah belong to the principals and the agent is entitled to his fee and any performance incentive stipulated. The agent is not entitled to any profits generated from the Mudarabah accounts he invested.

noorcentre.com

12/2 Investment agency for the financing of working capital[(2)]

Investment agency can be used as a substitute for an overdraft. The amount provided to the client is regarded as the institution's undivided share in the working capital of the client. It is permissible for the client to use the withdrawn amount to settle the client's liabilities relating to his activities or his employees' salaries. The client is entitled to a fee for his service and profit from his portion of the working capital and losses occurring after the agency, if any, are borne by both parties on a pro-rata basis. If the client has any interest-bearing deposits or loans, the institution should stipulate that the client is solely responsible for them.

When the client does not require financing anymore, then the relationship may be terminated on the basis of Takharuj which means that either the joint account is distributed between them pro-rata or one party will purchase the share of the other at a price agreed upon at that time.

12/3 Appointing conventional banks by the institutions as their investment agents and vice versa

12/3/1 It is permissible for institutions to appoint a conventional bank as an investment agent, provided that the relevant contracts are compliant with Shari'ah approved by the institution's Shari'ah Supervisory Board, and that the conventional banks have among their activities Shari'ah-compliant modes of financing and investment with proper Shari'ah supervision

(2) As an alternative to an overdraft, its application requires precise accounting treatment.

and Shari'ah audit without violating the requirements of the regulatory authorities.

noorcentre.com

12/3/2 It is permissible for the institution to accept funds based on Wakalah from conventional banks and invest them in its activities which have been approved by its Shari'ah Supervisory Board, provided that the contract is free from conditions and restrictions that are prohibited by the Shari'ah.

12/4 Expiry of the investment agency term before collecting amounts receivable

If the agency expires and the receivables are yet to be collected, and the agency is not mutually renewed, the investment agent is required to collect the receivables and take necessary actions against the debtors or other counter-parties delaying their payments.

The agent is not entitled to any fee for such collection unless agreed otherwise. It is not permissible for the agent to use such funds received for his personal use or to re-invest them. The agent is not required to pay to the principal such receivables from his own personal funds, or to seek financing like Tawarruq for this purpose.

12/5 In the event of early termination of the agency either by mutual agreement, or by one party unilaterally exercising its right to terminate or by early settlement of the amounts due (from the obligors), it is permissible (if mutually agreed upon) to reduce the performance incentive stipulated for the agent, if any, in proportion to the tenor of the investment.

13. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 29 May 2011 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari’ah Board adopted this Standard in its 30th meeting held in the Kingdom of Bahrain during the period of 24-26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 27-29 May 2011 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 23 Muharram 1430 A.H., corresponding to 20 January 2009 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Investment Agency.

In its meeting held in Kuwait, on 6 Rabi' I, 1431 A.H., corresponding to 20 February 2010 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the draft of a Shari'ah Standard on Investment Agency and made necessary amendments.

The revised draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its 28th meeting held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 12-14 Dhul-Qa'dah 1431 A.H., corresponding to 20-22 October 2010 A.D. The amendments that were deemed appropriate were included.

The revised draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its 29th meeting held in Makkah Al-Mukarramah, during the period of 28-30 Rabi' I, 1432 A.H., corresponding to 3-5 March 2010 A.D. The amendments that were deemed appropriate were included.

The General Secretariat held a public hearing in the Kingdom of Bahrain, on 25 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 28 May 2011 A.D. All the comments made in the public hearing were listened to, and a representative of the Shari'ah Board answered these comments and made commentary on them.

In its meeting No. (30) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 24-26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 27-29 May 2011 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the participants in the public hearing and incorporated the amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

In its meeting held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 30 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 17 June 2015 A.D., the Shari'ah Standards Review Committee reviewed this Standard. After deliberation, the committee approved necessary amendments, and the Standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for the differentiating between investment agency and agency in general is that the former is in order to increase wealth, and it is similar to Mudarabah and Musharakah in this respect. However, the difference between investment agency and Mudarabah and Musharakah is that Investment Agency is a form of Ijarah (hiring), while Mudarabah and Musharakah are forms of partnership. As for the general agency, it is an authorization to perform specific tasks such as payment etc. Even if the authorization is to engage in a sale/purchase, such as the authorization of the client in a Murabahah contract, its main purpose is to acquire ownership for the institution rather than investment on its behalf.
- The basis for the permissibility of investment agency is the Hadith stating: *"Engage in trade with the wealth of orphans so that it will not be consumed by Zakah"*(3) as well as numerous Verses of the Qur`an on seeking sustenance, striving and earning.
- The basis for the binding nature of the investment agency is that it is entered into for a specific period; i.e., there is an agreement between the counterparties that neither of them can unilaterally dissolve the contract except in certain circumstances specified in the contract.
- The basis for allocating for the investment agent any profit amount in excess of the expected profit is that it is a type of conditional gift and is an incentive.
- If the agency contract stipulates a certain percentage of profit and the agent invests in lower-yielding transactions, the agent is liable to compensate the principal for the difference between the profit earned and the average

(3) Related by Al-Tabrani in *"Al-Awsat"* and graded authentic (*sahih*) by Al-'Iraqi. Ibn Hajar graded it as good (*hasan*). *"Fayd Al-Qadir"* [1: 108]. It is found in *"Al-Muwatta`"* as a statement of Umar (may Allah be pleased with him).

profit prevalent in the market (if it is less than the stipulated amount/percentage), because he is in breach of the conditions of the Agency. However, the agent is not liable for the specified percentage stipulated in the contract if it is higher than the prevalent market rate, because it will be tantamount to acquiring another's wealth by illegitimate means.[4]

noorcentre.com

- The basis for the permissibility of employing the agency's funds in the Mudarabah portfolio is that the authorization granted by the investment agency includes such employment when the agency is unrestricted.
- The basis for the principle that the agent, in a situation where the agency's funds are employed in a Mudarabah portfolio, is entitled to the agency commission and not to Mudarabah profit is that his contract with the institution is that of agency and not of Mudarabah. Even if the agent has employed the funds in a Mudarabah portfolio, the profit entitled to the institution is generated from the Mudarabah portfolio and not on the basis of agency.

(4) See *"Al-Mughni"*, vol. 5, (P. 135).

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (47)

Rules for Calculating Profit in Financial Transactions

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1137
Statement of the Standard	1138
1. Scope of the Standard	1138
2. Definition of Profit and Methods of Calculation	1138
3. Permissible and Impermissible Profit	1138
4. Determining the Profit Rate in Transactions	1138
5. Increasing the Profit Rate for Credit Sales over Cash Sales	1139
6. Determining Profit in Amounts or Percentages	1139
7. Setting Different Ratios or Rates for Profit Distribution in Mudarabah Financing	1139
8. Profit Distribution in Shari'ah-Compliant Deferred Transactions	1139
9. The Institution Must Disclose Its Method of Profit Calculation	1140
10. It Is Permissible to Adopt Shari'ah-Compliant Customary Accounting Practices to Calculate Profit	1140
11. It Is Permissible for the Institution to Grant Its Client a Rebate for Early Payment	1140
12. Contractual Relationship Between the Institution and Its Client Is Not Affected by the Method Adopted in Booking Its Profits	1140
13. Date of Issuance of the Standard	1141
Adoption of the Standard	1142
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1143
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1144

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to explain the rules and methods of calculation and distribution of profits in financing or investment activities of Institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers profit, its validity in Shari'ah and rules and methods of calculating and distributing it. It also explains who is entitled to profit earned from the financing and investment activities of the institutions. This Standard does not cover profit distribution in investment accounts because that is provided in a separate Standard.

2. Definition of Profit and Methods of Calculation

In the context of this Standard, Profit means the amount generated in excess of the original capital or of the cost in the operations of financing and investment activities. Calculation of profit refers to the methods used to determine the amount of profit in the institution's operations.

3. Permissible and Impermissible Profit

3/1 Permissible profit is that which results from a permissible transaction such as a sale, lease or partnership, in compliance with Shari'ah rules relating to contracts.

3/2 Impermissible profit is that which results from a prohibited transaction such as interest-based contracts, trade in forbidden commodities and/or invalid contracts.

4. Determining the Profit Rate in Transactions

4/1 There is no upper limit for profits, provided that the transaction is based on mutual consent, with due consideration for values of kindness, contentment and clemency.

4/2 In principle, it is impermissible for a regulator to cap profits. However, in monopoly situations, extraordinary circumstances and cases of clear public interest, it is permissible to fix the profit rate, provided it is not prejudicial.

5. Increasing the Profit Rate for Credit Sales over Cash Sales

noorcentre.com

It is permissible to increase the profit in credit sales as compared to cash sales, provided that it is incorporated into the price and that the amount of debt is not increased due to any late payment.

6. Determining Profit in Amounts or Percentages

6/1 The profit in a Murabahah contract may be stipulated as a fixed amount added to the cost price, or as a percentage of the cost price.

6/2 It is permissible to resort to a well-established benchmark/index mutually agreed upon between the parties in determining the profit during the undertaking stage (Wa'd) or when concluding the transaction. In all cases, the total price, the dates and amounts of the installments, if any, must be stipulated and must not vary with the movement of the benchmark/index. [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah, item 4/6]

7. Setting Different Ratios or Rates for Profit Distribution in Mudarabah Financing

7/1 In Mudarabah financing it is permissible to set different profit ratios or rates as per the different tenors of the Mudarabah. The different rates may also be triggered upon the profit of either party reaching a specified hurdle rate. In all cases, no party to a Mudarabah contract may be totally deprived of profit. [see Shari'ah Standard No. (13) on Mudarabah, item 8/5]

7/2 It is permissible for the capital provider to stipulate that the mudarib does not employ the funds in investment activities where the expected profit rate falls below a specific percentage, taking into consideration that it is not permissible to either guarantee the capital, or the profit or both. [see Shari'ah Standard No. (46) on Investment Agency]

8. Profit Distribution in Shari'ah-Compliant Deferred Transactions

8/1 It is permissible to adopt customary accounting practices that are required by supervisory and/or regulatory bodies for calculating and distributing profit in deferred transactions across several financial

periods, provided they are in accordance with Shari'ah. Whenever possible, AAOIFI's Accounting Standards shall be adopted in this process.

noorcentre.com

8/2 When preparing their financial statements, institutions must avoid any methods of profit calculation or distribution that are misleading or deceptive.

9. **The Institution Must Disclose Its Method of Profit Calculation** and allow its clients to inquire about such methods. Likewise, it must disclose such methods when mentioning profit in its advertising campaigns and product marketing brochures in order to prevent any deception. In contracts, Institution must disclose the total price or the cost price and the profit, either as a lump sum or as a percentage of the cost price. Where profit rate is time-bound, it is impermissible to re-schedule debt obligations through increasing the profit and/or total amount by extending the duration.

10. **It Is Permissible to Adopt Shari'ah-Ccompliant Customary Accounting Practices to Calculate Profit** based on the length of the financing period such as a calculation method that determines profit for the entire period on the basis of an annualised percentage of the total amount of financing provided or a calculation method that determines profit on the basis of an annualised percentage of the amount of financing outstanding according to an amortised payment schedule, provided that it does so transparently and with full disclosure and that the total sale price is stated as a fixed amount.

11. **It Is Permissible for the Institution to Grant Its Client a Rebate for Early Payment** provided that this rebate was not stipulated in the contract, taking into consideration regulatory directives.

12. **Contractual Relationship Between the Institution and Its Client Is Not Affected by the Method Adopted in Booking Its Profits** in its internal records, as in separating the profit account from the expense account. Institutions should regularly upgrade their systems and computer software in order to be consistent with Shari'ah standards and rulings.

13. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 29 May 2011 A.D.

noorcentre.com

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted this Standard in its meeting No. (30) held in the Kingdom of Bahrain during the period of 24-26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 27-29 May 2011 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 14 Rabi' I, 1429 A.H., corresponding to 20 April 2008 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Calculating Profit in Financial Transactions.

In its meeting held in Kuwait, on 24 Ramadan 1431 A.H., corresponding to 28 January 2010 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the draft of a Shari'ah Standard on Calculating Profit in Financial Transactions and made necessary amendments.

The revised draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its 28th meeting held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 12-14 Dhul-Qa'dah 1431 A.H., corresponding to 20-22 October 2010 A.D. The amendments that were deemed appropriate were included.

The General Secretariat held a public hearing in the Kingdom of Bahrain, on 25 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 28 May 2011 A.D. All the comments made in the public hearing were listened to, and a representative of the Shari'ah Board answered these comments and made commentary on them.

In its meeting No. (30) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 24-26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 27-29 May 2011 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the participants in the public hearing and incorporated the amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

In its meeting held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 30 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 17 June 2015 A.D., the Shari'ah Standards Review Committee reviewed this Standard. After deliberation, the committee approved necessary amendments, and the Standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for not stipulating a maximum profit limit is the Quranic Verse: ***{"…except it be a trade amongst you, by mutual consent"}***.[2] This ruling is also confirmed by Resolution No. (46) 5/8 of the Islamic Fiqh Academy, which states: "There is no fixed specific profit rate that traders are bound by."
- The basis for the permissibility of increased profit/price in a deferred/credit sale is the Quranic Verse: ***{"Allah has permitted sale"}***[3] as referring to the deferred sale in order for the comparison between it and interest, which also involves an increase, to be valid. Accounting Standard No. (20) has been issued on deferred sales.
- The basis for the permissibility of using different rates in Mudarabah transactions is because such a provision does not disrupt the sharing of profits by all parties.

(2) [Al-Nisa` (The Women): 29].
(3) [Al-Baqarah (The Cow): 275]

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (48)

Options to Terminate Due to Breach of Trust (Trust-Based Options)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 1149

Statement of the Standard 1150

1. Scope of the Standard 1150
2. *Khiyar Al-Taghrir* (Option to Revoke on Grounds of Deception) 1150
3. *Khiyar Al-Tadlis* (Option to Revoke on Grounds of Deceptive Conduct) 1151
4. *Khiyar Al-Ghabn* (Option to Revoke on Grounds of Price Gouging)... 1152
5. Date of Issuance of the Standard 1154

Adoption of the Standard 1155

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard............. 1156

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard.......... 1158

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard covers the rules relating to options of buyers to revoke contracts where such options exist by operation of a Shari'ah rule as opposed to stipulation of the parties and which arise from the seller deceiving the buyer by statement or action or grossly overcharging him. It also covers the applications of such options to revoke in the activities of financial institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the rules relating to options of buyers to revoke contracts that arise immediately upon the seller deceiving the buyer by statement or conduct or grossly overcharging him in specific circumstances. It does not cover *Khiyarat al-Tarawwi* (options to reconsider) or *Khiyarat al-Salamah* (options to revoke due to incomplete performance) as they have separate Shari'ah Standards dedicated to them.

2. *Khiyar Al-Taghrir* (Option to Revoke on Grounds of Deception)

2/1 Definition of *Khiyar al-Taghrir*

The option to revoke on grounds of verbal deception is the right of a buyer to revoke a contract due to deception by the seller or a colluding party, inaccurately describing the sale item so that the buyer purchases it at a price higher than the market price.

2/2 Examples of verbal deception (*Taghrir*)

a) Deliberate misinformation regarding the original cost price or expense incurred in a Murabahah (markup), *Tawliyah* (sale at cost) or *Hatitah* (sale below cost) sale. [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

b) Increasing the bid in an auction sale phantom bidding which is known as Munajashah or Najsh.

c) Inaccurate statements to mislead the buyer into thinking that the sale item meets his requirements, or falsely claiming that it is no longer available elsewhere in the market.

d) Deceptively inaccurate announcements about a company's performance in order to entice the public to buy its shares.

2/3 Causes

noorcentre.com

2/3/1 The buyer has the option to revoke the contract in the event of being verbally deceived.

2/3/2 The buyer may return the item within a period customarily acceptable for revocation.

2/4 Lapse of the option

2/4/1 The option to revoke on grounds of verbal deception lapses if the item is destroyed or consumed by the buyer before the deception is discovered, or if an impediment arises preventing return, or if the buyer fails to return it despite being able to do so.

2/4/2 If this option lapses, the sell is entitled to the full price of the item and the buyer is not entitled to any refund.

2/4/3 The seller is liable for expenses relating to the return of the item to the place of sale.

2/5 Transfer of the option

Khiyar al-Taghrir does not transfer to the heirs of its holder upon death of the owner.

3. *Khiyar Al-Tadlis* (Option to Revoke on Grounds of Deceptive Conduct)

3/1 Definition

Khiyar al-Tadlis is the option of a buyer to revoke a contract on grounds of deceptive conduct by the seller or a colluding party. Such conduct would be to portray the sale item different than its actual condition, inducing the buyer to think that it is in a better condition.

3/2 Prerequisites

3/2/1 The deception must result from the seller's conduct or instructions. If caused by something that is beyond the seller's control or by unforeseen circumstances, the option is invalid.

3/2/2 The buyer must be unaware of the deception.

3/2/3 The deception must be continuing. If the seller engages in a deceptive conduct but the sale item's condition eventually improves (to a condition not less than the original specification) before the contract is revoked, the buyer has no right of revocation.

noorcentre.com

3/3 Examples of deceptive conduct

3/3/1 False branding of products using counterfeit labels to promote sales.

3/3/2 Painting an old car to hide its age and give the impression that it is new.

3/3/3 Adding lubricants or other substances so that the product appears in a better condition.

3/4 Causes of *Khiyar al-Tadlis*

3/4/1 A buyer who is enticed by deceptive conduct may return the sale item or retain it.

3/4/2 The buyer may return the item within a period customarily acceptable for return.

3/4/3 The buyer is not entitled to compensation if he decides to retain the sale item.

3/5 Lapse of the option

The option to revoke on grounds of deceptive conduct lapses if the item is destroyed or consumed by the buyer after the deception is discovered, or if the buyer fails to return it despite being able to do so.

3/6 Transfer of the option

Khiyar al-Tadlis does not transfer upon death to the heirs of its owner.

4. *Khiyar Al-Ghabn* (Option to Revoke on Grounds of Price Gouging)

4/1 Definition

Khiyar al-Ghabn is a buyer's right to revoke a contract or accept it if it is discovered that the price paid exceeds the highest estimate given by experts in the market. The price gouging that triggers this

option is that which, according to the opinion of certified valuators, is deemed excessive in commercial custom.

noorcentre.com

4/2 Prerequisite

The buyer must be unaware of price gouging at the inception of the contract.

4/3 Examples of price gouging

4/3/1 Sale to a *Mustarsil*; i.e., a purchaser who does not negotiate the price because he trusts the seller not to overcharge him.

4/3/2 Collusion between brokers and sellers that leads to price spikes or increases of prices above fair market levels.

4/3/3 Exploiting the ignorance of exporters using deceptive statements in order to purchase items from them at a price lower than the prevalent price in the importer's country.

4/3/4 Acting as an intermediary between sellers and other market participants in order to sell items in the market for more than the prevalent price.

4/4 Causes of *Khiyar al-Ghabn*

4/4/1 The party deceived by price gouging has the right to revoke the contract; he may also accept it without recourse to refund.

4/4/2 If the party deceived by price gouging accepts the contract, then he is not entitled to seek any compensation. It is permissible for the two parties (the party deceived by price gouging and the seller) to mutually agree upon an indemnification amount instead of revocation.

4/5 *Khiyar al-Ghabn* lapses in the following situations

a) Destruction or consumption of the sale item or the occurrence of any change or defect in it. The attachment of a third-party right over the sale item has the same legal effect as its consumption.

b) Inaction of the buyer during the period enabling him to revoke, and after discovering price gouging in the sale item.

c) Any disposal of the sale item, by the buyer, after discovering price gouging.

noorcentre.com

4/6 Transfer of the option

Khiyar al-Ghabn does not transfer upon death to the heirs of its owner.

5. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 29 May 2011 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Trust-Based Options in its meeting No. (30) held in the Kingdom of Bahrain during the period of 24-26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 27-29 May 2011 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 18 Jumada II, 1431 A.H., corresponding to 2 April 2010 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Trust-Based Options.

In its meeting held in Dubai, on 24 Ramadan 1431 A.H., corresponding to 3 September 2010 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the draft of a Shari'ah Standard on Trust-Based Options and made necessary amendments.

The revised draft of the Shari'ah Standard was presented to the Shari'ah Board in its meeting No. (29) held in the Makkah Al-Mukarramah, during the period of 28-30 Rabi' I, 1432 A.H., corresponding to 3-5 March 2010 A.D. The amendments that were deemed appropriate were included.

The General Secretariat held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 25 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 28 May 2011 A.D. The public hearing was attended by a number of representatives from central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in this field. All the comments made in the public hearing were listened to, and; the members of the Shari'ah Standards Committee then answered or commented on them and decided to accept some of them.

In its meeting No. (3) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 24-26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 27-29 May 2011 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, incorporated the necessary amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

In its meeting held in the United Arab Emirates, on 7 Sha'ban 1436 A.H., corresponding to 25 May 2015 A.D., the Shari'ah Standards Review Committee reviewed this Standard. After deliberation, the committee approved necessary amendments, and the Standard was adopted in its current amended version.

noorcentre.com

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Options to revoke sales on grounds of breach of trust are either permissible in Shari'ah by default or by stipulation in the contract.
- The basis for permissibility is that sale contracts should by default be free from defect.
- If then it is discovered that this was not the case and there was deception, verbally or by conduct or there was price gouging, the buyer has the right to revoke the contract.
- The basis for the permissibility for the option to revoke on the grounds of verbal deception because it contradicts the basic pillar of valid contracts in Shari'ah, which is mutual consent. That is because, without the verbal deception, the buyer would not have proceeded with the purchase. The same basis applies for deceptive conduct being a ground for revocation.
- The basis for the permissibility of revoking contracts on the grounds of price gouging with a trusting buyer is the Hadith stating: *"Overcharging a trusting buyer (Mustarsil) is forbidden"*.(2) A variant narration states: *"Overcharging a trusting buyer is Riba (usury)"*.(3)
- The basis for the lapsing of the option to revoke due to the disposal of the sale item by the buyer after having discovered the deception, verbally or by conduct, is that this disposal is equivalent to an explicit consent to waive this option.

(2) Related by Al-Tabarani (H: 3410)
(3) Related by Al-Bayhaqi (H: 10924 and 10925)

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (49)

Unilateral and Bilateral Promise

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1163
Statement of the Standard	1164
1. Scope of the Standard	1164
2. Definitions of Unilateral and Bilateral Promises	1164
3. Types of Promises and the Shari'ah Rules Applicable to Them	1164
4. Types of Bilateral Promise and the Rules Applicable to Them	1166
5. Permissible Applications of Promises and Bilateral Promises	1168
6. Impermissible Applications	1168
7. Date of Issuance of the Standard	1168
Adoption of the Standard	1169
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1170
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1172
Appendix (c): Definitions	1173

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to explain the concepts of unilateral promise/undertaking (promise) and bilateral promise/undertaking (bilateral promise); their various types and the enforceability of each type; the Shari'ah rules that govern them and the most important contemporary applications of each type in the activities of Islamic financial institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers promises (unilateral and bilateral) given by certain parties for the purpose of concluding a contract or effecting a disposal, and explains when such instruments are binding and when they are not, the jurisprudential rules that govern them, and the most important contemporary applications of each type in the activities of Islamic financial institutions.

2. Definitions of Unilateral and Bilateral Promises

2/1 For the purpose of this Standard, a unilateral promise is given when a party informs another of its resolute intention (undertaking) to act in the future in the interest of the other, with the other having the option to avail itself of the promise. The party undertaking the promise is called the 'promisor', the party receiving the promise is called the 'promisee' (the beneficiary of the promise) and the action is called the 'promised action'.

2/2 Bilateral promise in this Standard refers to the exchange of two back-to-back promises between two parties, each promising to perform an act in the future relating to the same subject matter.

3. Types of Promises and the Shari'ah Rules Applicable to Them

3/1 Promising to perform an act that impermissible by the Shari'ah is prohibited, and fulfilling such a promise is also prohibited. Examples of such promises are those intended to be a ruse to circumvent the prohibition of interest-bearing (Riba) transactions.

3/2 Any promise in a loan contract that procures benefit for the lender, over and above the repayment of the debt, is prohibited by the Shari'ah even if the promise is granted in a document separate from the loan contract.

3/3 Any promise in a sale contract made by the buyer or the seller that results in a repurchase contract ('Inah) is prohibited by the Shari'ah, whether the promise is part of the sale contract or is given prior or subsequent to it, such as purchasing an item on credit and promising to sell it back on spot for a lower price or selling an item on credit and promising to buy it back on spot for a lower price (reverse 'Inah). The same prohibition applies if the parties collude with a third party to act as an intermediary in the repurchase.

noorcentre.com

3/4 It is permissible to promise to perform an action or a financial transaction and it is then a religious obligation to fulfill it, meaning that breaking a promise without an excuse is a sin. However, a promise is not legally binding except when there is a real need for it to be enforced, such as when the promisor causes the promisee to incur a liability as a result of the promise. For example, if a person instructs a merchant to purchase a specific item and then resolutely promises the merchant that he will buy this item from him. If the merchant purchases the item solely in reliance on the promise, the promisor is legally bound to purchase the item from him, failing which the promisor is required to indemnify the promisee (merchant/seller) for any actual loss suffered such that if the merchant is unable to sell the item for a price that covers the cost of the item, the promisor is required to make up the difference between the cost of the item and the price obtained by the merchant for it. Actual loss does not include opportunity cost.

3/5 A legally binding promise, as explained in item 3/4 above, is enforceable only against the promisor and is not enforceable against the promisee who has the option either to demand performance from the promisor or to waive it.

3/6 Fulfilling a benevolent promise (such as a promise to make a gift or lend an item) is a religious obligation but is not binding legally, except if the promise is conditional upon the promisee performing an action that causes the promisee to incur a liability, in which case it is legally binding. For example, if the promisor says to the promisee: "If you

buy this item from me, I will give you a gift of another specified item", fulfilling such a promise is a religious obligation and is legally binding.

noorcentre.com

3/7 It is permissible for a party to promise to enter into a commutative contract in the future and for the promisee to promise the first party to enter into a separate commutative contract with a different subject matter from that of the first promise. For example, the first party says, "I promise to sell you this item", and the other party says, "I promise to lease to you such and such property", neither of the two promises is legally binding except if a promisor causes a promisee to incur a liability, in which case such promise is binding. [see item 3/5]

3/8 When a promise is made to enter into a contract in the future, such contract is not effected automatically. The contract must be entered into at the relevant time by the exchange of offer and acceptance. Where the promise is legally binding, if the offer is made by the promisee, the promisor is bound religiously and legally to accept it. And if the offer is made by the promisor, the promisee has the option to accept or reject it.

4. Types of Bilateral Promise and the Rules Applicable to Them

4/1 A bilateral promise to perform an act that is prohibited by the Shari'ah is itself prohibited such as a bilateral promise to enter into one or more contracts with the intention to circumvent the prohibition of interest (Riba); e.g., a bilateral promise to enter into a sale and repurchase ('Inah) contract and a bilateral promise to enter into a sale and a loan.

4/2 Fulfilling a bilateral promise to perform an act that is permitted but not binding under the Shari'ah is a religious obligation on both parties but is not legally binding except in situations where an actual commercial transaction is not possible without a binding bilateral promise owing either to legal requirements or to general commercial custom, and the objective is not merely to provide financing, such as:

4/2/1 Bilateral promises in international trade conducted by means of documentary credits.

4/2/2 Bilateral promises in supply agreements.

4/3 The binding bilateral promises referred to in item 4/2 are not future contracts, which means that the promised contract is not effected automatically upon the promised date. The contract must be entered into at the relevant time by exchanging notices of offer and acceptance. Since the bilateral promise is binding on both parties, if any party makes an offer, the other party is religiously and legally bound by it. If one party defaults in fulfilling the promise, the other party can obtain a court injunction requiring them to conclude the contract. If it is not possible to conclude the contract and the promisee needs to mitigate his loss by concluding the same contract with a third party but is not able to recover his cost by means of such contract, the defaulting party is liable to indemnify him for actual loss suffered (not to include opportunity cost) if the price obtained under the new contract (with the third party) is lower than price promised by the defaulting party.

noorcentre.com

4/4 It is permissible for the two parties to enter into a master agreement for future transactions where each party has the option whether or not to enter into the future transaction. If the parties enter into a transaction, then the terms and conditions agreed in the general framework (master agreement) apply. An agreement containing a general framework (a master agreement) is a bilateral promise that does not bind any of the parties to enter into those transactions. For example, an institution and a client wishing to enter into Murabahah transactions can agree on a general framework which explains the transaction process and the terms and conditions. A general framework (a master agreement) is not considered to be a concluded transaction and the client is not required upon signing the framework to enter into a Murabahah contract. Rather, each party has an option. When the parties enter into the Murabahah contract by exchanging notices of offer and acceptance, the contract becomes subject to all the terms and conditions agreed upon in the general framework (master agreement) which are expressly reconfirmed and incorporated in every contract. [see Shari'ah Standard No. (37) on Credit Agreement]

5. Permissible Applications of Promises and Bilateral Promises

noorcentre.com

5/1 The promise given by the client in the Murabahah transactions conducted by institutions is legally binding by virtue of item 3/5 of this Standard. [see Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

5/2 The promise given by the institution in Ijarah Muntahia Bittamleek transactions to grant the leased asset to the lessee as a gift conditional on that he pays all the lease installments is legally binding as in item 3/6 of this Standard. [see Shari'ah Standard (9) on Ijarah Muntahia Bittamleek]

The promise given by the institution in diminishing Musharakah transactions that it will lease its share of the asset to the other co-owner is legally binding and the promise given by the client that he will buy units of the institution's share at stipulated intervals are legally binding by virtue of item 3/5 of this Standard. [see para 5 of Shari'ah Standard No. (12) on Sharikah (Musharakah) and Modern Corporations]

6. Impermissible Applications

It is impermissible to enter into back-to-back bilateral promises for the purpose of circumventing the prohibition by Shari'ah of certain transactions, such as back-to-back derivatives as in items 3/1 and 3/7 of this Standard. [see para 5 of Shari'ah Standard No. (20) on Sale of Commodities in Organized Markets]

7. Date of Issuance of the Standard

This Standard was issued on 21 Safar 1434 A.H., corresponding to 4 January 2013 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the Standard on Unilateral and Bilateral Promise in its meeting No. (34), held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 20-21 Safar 1434 A.H., corresponding to 3-4 January 2013 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 14 Jumada II, 1430 A.H., corresponding to 7 June 2009 A.D., the General Secretariat decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Unilateral and Bilateral Promise.

In a joint meeting held in the Kingdom of Bahrain, on 18 Safar 1428 A.H., corresponding to 8 March 2007 A.D., the Shari'ah Standards committees (1) and (2) discussed the study, approved it and required the consultant to prepare the exposure draft of the Standard.

In a further joint meeting held in Manama, the Kingdom of Bahrain, on 15 Jumada I, 1428 A.H., corresponding to 31 May 2007 A.D., the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) discussed the draft of the Standard and necessary amendments were made in the light of the discussions and observations of the meeting.

In its meeting No. (19) held in Makkah Al-Mukarramah, during the period of 26-30 Sha'ban 1428 A.H., corresponding to 8-12 September 2007 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of this Standard and made the amendments which it deemed necessary.

The General Secretariat held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 8 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 12 June 2008 A.D. The public hearing was attended by a number of representatives from central banks, institutions, accounting firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in this field. The members of the Shari'ah Standards Committees (1) and (2) duly responded to several comments and observations that were made in the public hearing.

In its meeting No. (21) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, during the period of 21-48 Jumada II, 1429 A.H., corresponding to 28 June -2 July

2008 A.D., the Shari'ah Board discussed the amendments proposed by the participants in the public hearing and incorporated the amendments that it considered suitable.

noorcentre.com

In its meeting No. (25) held in the Kingdom of Bahrain, during the period of 2-4 Dhul-Qa'dah 1430 A.H., corresponding to 21-23 October 2009 A.D., the Shari'ah Board discussed the draft of the Standard, incorporated the necessary amendments that it deemed appropriate, and adopted the Standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari’ah Basis for the standard

The International Islamic Fiqh Academy resolved: “In situations where a sale contract cannot be concluded because the seller does not own the commodity and there is a public interest in obligating both parties to sign a contract in the future by virtue of law or otherwise, or according to international norms and customs, as in the case of opening letters of credit for importing goods, bilateral promise can be made binding to the two parties”. [Resolution No. (157) 6/17 on Bilateral Promise and Collusion in Contracts (Islamic Fiqh Academy Magazine), Issue No. (17), Vol. 3, (P. 681)]

noorcentre.com

Appendix (C)
Definitions

General Framework (Master Agreement)

An agreement representing mutual understanding and the exchange of non-binding bilateral promises to enter into transactions.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (50)

Irrigation Partnership (Musaqat)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1179
Statement of the Standard	1180
1. Scope of the Standard	1180
2. Definition of Irrigation Partnership (Musaqat)	1180
3. Permissibility and Description of the Contract	1180
4. Elements of Irrigation Partnership	1180
5. Conditions of Validity (Prerequisites)	1180
6. Duties of the Worker (Irrigator)	1181
7. Duties of the Owner of the Trees	1181
8. Joint Duties of the Worker (Irrigator) and the Owner of Trees	1181
9. Division of Produce	1183
10. Contingencies in Irrigation Partnerships	1183
11. Trees Belonging to Third Parties and Usurped Trees	1183
12. Termination of Irrigation Partnership Contract (Musaqat)	1184
13. Revocation of Irrigation Partnership Contract (Musaqat)	1184
14. Zakah Due on Irrigation Partnership (Musaqat)	1185
15. Some Applications of Irrigation Partnership (Musaqat) in Financial Institutions	1185
16. Date of issuance of the standard	1185
Adoption of the Standard	1186
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1187
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1189

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to explain the Shari'ah rules and requirements for Irrigation Partnership (Musaqat) and its applications in the activities of Islamic financial Institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the Shari’ah rules and requirements for Irrigation Partnership (Musaqat) and its applications in the activities of Islamic financial institutions. It does not cover other forms of agricultural partnership as they have separate Shari’ah standards dedicated to them.

2. Definition of Irrigation Partnership (Musaqat)

A contract between the owner of an orchard or its usufruct and a worker (irrigator) agreeing to share the produce according to specific ratios stipulated at the time of contract.

3. Permissibility and Description of the Contract

Irrigation Partnership (Musaqat) is a permissible contract that becomes binding on commencement of the work or if mutually agreed between the two parties not to terminate the contract before its expiry.

4. Elements of Irrigation Partnership

4/1 Offer and acceptance should be exchanged explicitly or implicitly by means of a recognised form of indication.

4/2 Each of the two parties should be legally competent.

4/3 The relevant trees should be identified, arable (productive), and in need of irrigation and plant husbandry.

5. Conditions of Validity (Prerequisites)

5/1 The contract should stipulate for each party a predetermined, defined, indivisible share of the produce.

5/2 The work should be restricted to the husbandry of the crop and trees. The owner may not (in this contract) demand any additional work from the worker (irrigator).

5/3 The contract is valid until the time of harvest or for a defined period in which the crop is normally enough for harvest.

noorcentre.com

6. Duties of the Worker (Irrigator)

6/1 The worker (irrigator) is obligated to care for the trees and crops as per agreement with the owner and customary requirements, including:

6/1/1 Carrying out plant husbandry by watering, pollinating, fertilising, weeding, maintaining and cleaning irrigation channels, pruning, controlling pests, harvesting and performing seasonal work that is usually required for each type of tree.

6/1/2 Not commissioning or subcontracting a third party to carry out his work without the permission of the owner. If he does so, the owner of the trees has the option to ratify the third party contract or reject it.

6/2 The worker (irrigator) may employ others to assist him to carry out part or all of the contracted work.

6/3 The worker (irrigator) acts in a fiduciary capacity and is not liable for any loss arising from other than wilful misconduct, negligence or breach of the terms of the contract. In such a case, he is liable to indemnify the owner against any actual loss caused, but remains entitled to his share of the crop.

7. Duties of the Owner of the Trees

The owner should facilitate for the worker (irrigator) full access to the trees (subject of contract), and remove any impediments which may hinder the work of the worker (irrigator).

8. Joint Duties of the Worker (Irrigator) and the Owner of Trees

8/1 After harvesting, the worker (irrigator) and the owner are obligated to take care of the crop, each in proportion to his share. Prior to harvesting, the worker (irrigator) is obligated to take care of the crop unless custom or a term of the contract dictates otherwise.

8/2 The worker (irrigator) and the owner are responsible for the expenses of the Irrigation Partnership in proportion to their shares, including any Takaful insurance, unless they agree otherwise.

noorcentre.com

8/3 The worker (irrigator) is solely responsible for performing the work customarily undertaken by workers (irrigators) in similar Irrigation Partnerships and such work does not entitle him to any increase in his share of the crop as he is already contractually obligated to carry it out. If he hires others to perform his work, their wage is his sole responsibility and should not be taken from the overall crop. The worker (irrigator) may hire, on the account of the Irrigation Partnership, others to perform work that is customarily beyond the scope of his duties.

8/4 If the worker (irrigator) refuses to complete the term of the Irrigation Partnership after commencing work or entering into the contract, the owner should demand performance from him. If the worker (irrigator) stops working before the crop materializes he is not entitled to any share. If he stops working after the crop materializes but before it is ready for harvest, a third party should be hired to complete the work and his wage should be deducted from the worker's (irrigator's) share after the crop is harvested and sold. If the worker's (irrigator's) share is not sufficient to pay the third party's wage, the worker (irrigator) must make up the difference. If the worker's (irrigator's) share of the crop is more than the third party's wage, he keeps the difference.

8/5 In an Irrigation Partnership (Musaqat) that is due to terminate when the crop materializes or is ready for harvest, if the owner does not enable the worker, and this occurs before the crop materializes, then the owner shall be requested to enable the worker (irrigator) to complete his work. If the owner does not enable the worker (irrigator), then the worker (irrigator) shall be entitled to a wage at the market rate for similar work. If this occurs after the crop materializes, the worker (irrigator) is entitled to his stipulated share of the crop.

9. Division of Produce

noorcentre.com

9/1 In principle, all recurring produce of the trees should be shared as part of the crop, such as fruits, palm leaves etc. unless the parties agree to restrict their sharing arrangement to just the fruits.

9/2 The worker (irrigator) is entitled to his share of the crop on an indivisible basis as soon as it materializes.

10. Contingencies in Irrigation Partnerships

10/1 If the crop does not materialize at all or is completely destroyed by a natural disaster, the worker (irrigator) is not entitled to anything. If the natural disaster destroys only part of the crop, the parties divide what remains according to their stipulated shares.

10/2 If the crop does not materialize during the stipulated term, the worker (irrigator) has the option either to stop working or to continue his work without a wage until the crop materializes and thereafter takes his share. If he stops working without a valid excuse, he foregoes his right to a share of the crop when it materializes. If he has a valid excuse, he is entitled to the portion of his share that corresponds to the period of time worked in proportion to the total time the crop took to materialize.

11. Trees Belonging to Third Parties and Usurped Trees

11/1 If it transpires that the trees belong to a third party, the crop will then belong to him (the third party). In this case, the worker (irrigator) is entitled to a wage or compensation from the other party (the usurping party) at the market rate for similar work but not exceeding (what would have been) his share of the crop.

11/2 If the worker (irrigator) enters into an Irrigation Partnership (Musaqat) with a party who, unbeknown to the worker (irrigator), has usurped the trees, then the produce, if any, will belong to the owner of the trees and the worker (irrigator) will be entitled to a wage at fair market rate. But if the worker (irrigator) knew that the trees were usurped, then he is not entitled to any remuneration.

12. Termination of Irrigation Partnership Contract (Musaqat)

noorcentre.com

The Irrigation Partnership (Musaqat) contract terminates upon the occurrence of any of the following:

12/1 Harvest and division of the crop, if the Irrigation Partnership was linked to the produce of a specific season.

12/2 Completion of the agreed term and division of the crop in accordance with Item 10/2.

12/3 Death of the worker (irrigator) or liquidation of the institution carrying out the work if the Irrigation Partnership (Musaqat) contract stipulates that the work is non-assignable. If there is no such stipulation, the successor has the option to complete the work on the same terms, either himself or by hiring workers (irrigators), in return for the deceased's (or liquidated institution's) share of the crop. If the successor chooses not to complete the work, the owner may complete the work himself or by hiring others and upon materialization of the crop, the successor of the worker (irrigator) is entitled to receive a wage at the market rate for similar work for the period of time worked by the deceased (or liquidated institution) but not exceeding his (or its) stipulated share of the crop.

12/4 Death of the trees that are the subject matter of the contract or inability of the trees to bear fruit.

12/5 Passing of a season without any fruit.

13. Revocation of Irrigation Partnership Contract (Musaqat)

13/1 Irrigation Partnership (Musaqat) contract is revocable by mutual consent of the two parties (Iqalah).

13/2 The owner can revoke the contract in the following situations:

13/2/1 When the worker (irrigator) is unable to perform the work, in which case the following apply:

13/2/1/1 If the worker (irrigator) is unable to work for a reason outside his control, such as an illness, he is entitled to receive a wage

at the market rate for similar work for the period of time worked.

noorcentre.com

13/2/1/2 If the worker (irrigator) is unable to work for a reason within his control, he is entitled to receive a wage at the market rate for similar work for the period of time worked. He is also liable to indemnify the owner for actual loss suffered, as determined by experts.

13/2/2 When the worker (irrigator) stops working and it is not possible to enforce him (to fulfil the terms of the contract).

13/3 The worker (irrigator) is entitled to revoke the contract if the owner refuses to allow him to work. [see item 8/5]

14. Zakat Due on Irrigation Partnership (Musaqat)

See Shari'ah Standard No. (35) on Zakat, item 5/4/9.

15. Some Applications of Irrigation Partnership (Musaqat) in Financial Institutions

15/1 The institution may enter into Irrigation Partnership (Musaqat) contracts with the owners of trees and then hire workers (irrigators) to carry out the work.

15/2 The institution can own trees and enter into Irrigation Partnership (Musaqat) contracts with other parties to carry out the work.

16. Date of Issuance of the Standard

This Shari'ah Standard was issued on 21 Safar, 1434 A.H., corresponding to 4 January 2013 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah standard on Irrigation Partnership (Musaqat) was adopted by the Shari'ah Board in its meeting No. (34) held during the period of 20-21 Safar, 1434 A.H., corresponding to 3-4 January 2013 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 24 Dhul-Qa’dah 1431 A.H., corresponding to 30 November 2010 A.D., the Secretariat of AAOIFI decided to commission a Shari’ah consultant to prepare a juristic study on Irrigation Partnership (Musaqat).

In its meeting No. (30) held in the Kingdom of Bahrain, on 24-26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 27-29 May 2011 A.D., the Shari’ah Board discussed the exposure draft of the standard and introduced the changes it deemed suitable.

In its meeting No. (31) held in the Kingdom of Bahrain, on 22-24 Dhul-Qa’dah 1432 A.H., corresponding to 20-21 October 2011 A.D., the Shari’ah Board also discussed the exposure draft of the standard and introduced the changes it deemed suitable.

In its meeting No. (32) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 8-9 Rabi’ II, 1433 A.H., corresponding to 1-2 March 2012 A.D., the Shari’ah Board continued its discussions on the draft exposure of the standard and introduced the changes it deemed suitable.

The Secretariat of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 16 Jumada II, 1433 A.H., corresponding to 7 May 2012 A.D. The public hearing was attended by representatives of central banks, institutions, auditing firms, Shari’ah scholars, academics and others interested in this field. The members of the Shari’ah Board and the Shari’ah Standards Committee responded to a number of observations and comments raised by the participants.

In its meeting No. (33) held in Makkah Al-Mukarramah on 19-21 Shawwal 1433 A.H., corresponding to 6-8 September 2012 A.D., the Shari’ah Board

discussed the changes proposed at the public hearing and introduced the changes it deemed suitable to the draft exposure of the standard.

noorcentre.com

In its meeting No. (34) held in the Kingdom of Bahrain on 20-21 Safar 1434 A.H., corresponding to 3-4 November 2013 A.D., the Shari'ah Board discussed the exposure draft of the standard, introduced the changes that it deemed suitable and adopted the standard.

In its meeting No. (35) held in Al-Madinah Al-Munwwarah on 22-23 Shawwal 1434 A.H., corresponding to 29-30 September 2013 A.D., the Shari'ah Board continued its discussions on the exposure draft of the standard, and introduced the changes it deemed suitable, and adopted the standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Permissibility of Musaqat and Its Rationale

- The basis for the permissibility of Musaqat is the Sunnah, Ijma' and common sense. From the Sunnah, there is the Hadith narrated by Ibn Umar that the Prophet Muhammad (peace be upon him) gave the land of Khaybar to its inhabitants to work on and cultivate in return for half of its yield (fruits and plants).(2)

  Based on Ijma', the companions (may Allah be pleased with them) practiced Musaqat in Khaybar until Umar (may Allah be pleased with him) evacuated them therefrom, without any objection from whosoever. Ijma' or consensus (by Four Schools of Fiqh) as to permissibility of Musaqat was cited by prominent scholars Al-Bisyawi, Ibn Hazm and Al-'Utabi, Muwaffaq Al-Din Ibn Qudamah, Shams Al-Din Ibn Qudamah and Al-Shamakhi, the author of *"Ghayat Al-Bayan"*, Ibn Muflih and Al-Buhuti.(3)

  On the basis of common sense, Musaqat fulfils the interest of both parties, and is associated with no harm.

  Its permissibility may also be deduced in analogy with Mudarabah.

- The basis for bindingness of Musaqat once it has been entered into or undertaken is the overarching Quranic Verse: ***{"O you who believe! Fulfil (your) obligations"}***.(4)

---

(2) Related by Al-Bukhari, Chapter on Muzara'ah for half of the produce, and so on. Also, related by Muslim, Chapter on Musaqat for part of the fruits and plants.

(3) See *"Al-Mukhtasar"*, Al-Bisyawi, (P. 291); *"Al-Jami'"*, Abu Al-Hasan, [49: 4]; *"Al-Muhalla"*, [8/230]; *"Al-Diya"*, [18: 245]; *"Al-Mughni"*, [5: 549-552]; *"Al-Sharh Al-Kabir"*, [5: 557]; *"Al-Idah"* [6: 233]; *"Al-Bahr Al-Ra`iq"* [8: 64]; *"Al-Mubdi'"* [5: 46]; and *"Kashf Al-Qina'"* [3: 533].

(4) [Al-Ma`idah (The Table): 1].

noorcentre.com

Elements of Musaqat Contract

- The basis for stipulating legal competency in a Musaqat contract is the Prophet's Hadith: "*The Pen has been lifted from writing the deeds of three: The one who is asleep until one wakes up, the child until he/she becomes pubescent and the insane until he/she becomes sane*".[5]
- The basis for the necessity for identification of trees (subject matter of the contract), and the stipulation of the trees being arable (productive) in usual circumstances is avoidance of Gharar. Trees that are not arable (productive) do not fit the purpose of Musaqat.
- The basis for the stipulation of irrigation and cultivation of trees is that work is one of the requisite elements of the contract (Arkan), and Musaqat is invalid in the absence of one of its requisite elements.

Prerequisites of Validity

- The basis for specification of a predetermined, common share for both parties to the contract is the Hadith narrated by Ibn Omar that the Prophet (peace be upon him) gave the land of Khaybar to its inhabitants to work on and cultivate in return for half of its yield (fruits and plants). The specification of lump-sum compensation will divert the contract away from the features of Musaqat. The determination of a known compensation is meant to avert impermissible obscurity (Jahalah).
- The basis for the confinement of work to fruit growing and tree cultivation is that this what entails work in Musaqat; if another form of work is stipulated in the contract, such a stipulation shall contradict the very nature of the contract, as it only fulfils the interests of one party at the expense of the other.
- The basis for making the term of Musaqat equal to the period ending with the time the produce materializes or over a term enough for the produce to materialize is the rules of justice in Shari'ah so that the trees owner does not exclusively benefit from the produce while the worker receives nothing. The produce is what the contract is meant to achieve after all, and therefore it is impermissible that the worker is devoid of his/her rights by shortening the term of Musaqat.

(5) Related by Abu Dawud in the Chapter on an insane stealing or becoming liable to punishment.

Obligations of the Worker (Irrigator)

- The basis for the worker's obligation to undertake normal care of the trees and for the produce of fruits is that the people of Khaybar were entrusted with the work, without anyone else being sent by the Prophet (peace be upon him) to take up some of Musaqat works.
- The basis for the prohibition of sub-contracting in Musaqat without prior permission is that the trees are not the property of the worker (irrigator), nor the worker is authorized by the owner of trees to do so. And notwithstanding, the owner may not accept that the worker (irrigator) assigns the Musaqat contract to a third-party irrigator.
- The basis for the permissibility of using the services of hired hands or the like by the worker (irrigator) is the general condition cited by the Prophet (peace be upon him) to the people of Khaybar that "they may seek the services of hired hands, but only at their own expense". However, the worker's responsibility/liability shall not cease to exist.(6)
- The basis for the Musaqat worker acting in a fiduciary capacity (rather than a position of liability) is that he/she is an agent on behalf of the owner in preservation and care of trees and fruits.

Obligations of Trees Owner

- The basis for the necessity to enable unfettered disposal of the trees for the worker is to allow the worker to perform his duties as per the contract.

Joint Obligations of the Worker and the Owner of Trees

- The basis for the joint responsibility of the owner of trees and the worker for the preservation of fruits before harvesting is that the owner may take the fruits after harvesting, However, before harvesting, the worker alone shall be responsible for the trees and fruits because the owner has granted him unfettered access to the trees.
- The basis for the division of expenses between the owner and the worker (from their respective shares) is that it is more just (closer to justice) so that no harm is inflicted upon either party because of the other.
- The basis for obligating the worker to complete the work is that Musaqat is a contract that becomes binding upon commencement of work, so that

(6) Related by Muslim, Chapter on Musaqat for part of the fruits and plants. Also, related by Abu Dawud, Chapter on Musaqat.

neither party shall have the right to revoke it unilaterally. And the basis for the non-entitlement of the worker to any compensation in case he stopped the work before materialization of the produce is that he abandoned his obligation toward completion of work and is thus not entitled to receive a share of the produce before materialization. And if the produce materializes, then another hand may be hired to complete the work at the expense of the worker because in such a case the worker (Al-Musaqi) is entitled to receive a share and shall not be deprived of it, and he shall complete the work, and such an obligation shall not be considered fulfilled unless work is completely carried out. Otherwise, the wage of the hired hands shall be deducted from the share of the worker (Al-Musaqi).

noorcentre.com

- The basis for obligating the owner of trees, in case he prevented the worker from carrying out the work of Musaqat, to completely fulfil the contract is that the Musaqat contract becomes binding upon commencement of work or upon commitment of non-revocation (of the contract). And in the event that the owner revokes the contract before the produce materializes, the basis for obligating the owner to pay out the prevailing market wages is that the time and effort of the worker shall have to be compensated. And in the event that the owner revokes the contract after the produce materializes, then the worker is only entitled to his share in the produce (but not the prevailing market wages).

Division of the Produce

- The basis for the inclusivity of division of recurring produce is that the worker contributes with his work to the produce and thus shall not be deprived of his respective share. This roughly conforms to the standpoint of Ibadis and Malkis jurists, and coincides with the opinion of some of Hanifis. It has reported that Abu Said Al-Khudri opined that the worker deserves a share in the palm racemes and cotton straws, unless there is a customary practice (’Urf) or a condition (Shart) to the contrary. Abu Amr Al-Qurtubi also said: “Torn palm leaves and fibers and cords shall be shared by both parties according to their respective shares in the fruits”, and this conforms to the law of equity. (7)

(7) *“Bayan Al-Shar’”* [40: 292 and 296]; and *“Al-Kafi”* [2: 107].

noorcentre.com

- The basis for specification of the worker's share as a common share is the Hadith narrated by Rafi' on the authority of Hanzhalah Ibn Qays Al-Ansari who said: *"I asked Rafi' Ibn Khadij about paying the rental of a land in gold and silver. He answered: 'There is no objection to it, as people in the times of the Prophet (peace be upon him) used to pay rental for plants growing on water ravines/flumes/gullies and high points of streams and some sorts of plants. However, the Prophet (peace be upon him) prohibited such practices because the produce was not properly identified: Some of it used to grow and some used to perish, and people, at that time, were confined to this kind of rentals".*[8]
- The basis for the entitlement of the worker to his respective share upon materialization of the produce is that he has contributed to the materialization. It is the opinion of some of Shafis and the majority of Hanbalis, and it is also followed by Imamis.[9]

Contingencies in Musaqat

- The basis for non-entitlement of the worker to anything (reward or compensation) if the produce perished or destroyed by a natural disaster is that one of the effects of partnership entails that the subject-matter of division is the produce. Therefore, if the produce perished or destroyed, then there shall be no division. The same applies to the division of remaining produce in case of partial destruction due to a natural disaster.
- The basis for granting the worker the option, in case of non-materialization of the produce during the predetermined period of time, either to carry on his work gratis, or to stop working and lose his share in the produce, is as dictated by the rules of equity . The owner of trees benefits through keeping his trees, even if there is no produce. Any worker with an acceptable excuse is an exception, where he shall be entitled to his share for the worked period of time, as dictated by the rules of equity.

Trees Belonging to Third Parties and Usurped Trees

- The basis for the owner of trees being entitled to the fruits if it transpires that the trees belong to a third party is that in essence ownership of fruits shall

---

(8) Related by Muslim, Chapter on rental of lands, payment in gold and silver.

(9) *"Kashf Al-Qina'"* [3: 538]; *"Al-Mughni"* [5: 576]; *"Al-Mubdi'"* [5: 54]; *"Al-Rawdah"* [5: 160]; and *"Jami' Al-Maqasid"* [7: 376].

remain in the hands of the owner unless by virtue of a contract. However, the contract, in this case, is void. The basis for obligating the party who contracted with the worker to pay out the prevailing wage to the maximum of his stated share is that he worked on a commutative basis, and the contract was doubtful (not properly evidenced or documented); it is impractical to pay him the agreed compensation due to the ownership of the third party, who shall be entitled to the compensation; i.e., the prevailing wage, up to a maximum of his stated share because the contracting party did not commit to pay him more than his share, especially that no transgression was premeditated.

noorcentre.com

- The basis for entitlement of the owner of trees to take the fruits in case an usurper (Ghasib) of the trees contracted with someone else to carry out Musaqat works is that the fruits remain, in essence, owned by the owner unless by a contract to the contrary. And the contract here is void. The basis for obligating the usurper (Ghasib) to pay the worker who was unaware of usurpation is that it is tantamount to a paid work (work on a commutative basis) associated with a doubtful contract; it is impossible to pay him the agreed compensation because it belongs to someone else, who shall be entitled to the compensation; i.e., the prevailing wage. The worker shall be deprived of any payment if he is aware of usurpation because in such a case he becomes a transgressor, and he is among those referred to in the Hadith: *"Ill-gotten sapling shall have no right therein"*.[10]

Termination of Musaqat Contract

- The basis for termination of Musaqat contract upon completion of produce and division of the crop or passing of the agreed period of time or of a season without any fruit is the application of the contract that entered into by the two parties.
- The basis for termination of Musaqat contract upon the death of the worker or liquidation of the institution carrying out the work if Musaqat was subject to the condition of work commencement solely by him or the institution is that the condition was not met. The basis for granting the heirs (either through inheritance, in general, or by transfer of ownership, in particular)

(10) Related by Al-Bukhari, Chapter on wasteland rehabilitation. Also related by Malik, Chapter on building on wasteland.

the option either to carry on the work as per the set conditions or to stop it is that the heirs or the owners of the institution have had legally inherited this right. The basis for their entitlement to the prevailing wage is that their testator was entitled to the compensation by virtue of his efforts. So if he had died before the produce materialized, then he shall be entitled to the compensation. The basis for limiting the compensation, which is the prevailing wage, to a maximum of the testator's share in the produce is that the owner of trees did not commit to pay more than the worker's share. And if continuation of work by the heirs does not entitle them to more than the share of their testator in the produce, then how shall they deserve more without work?

noorcentre.com

- The basis for termination of Musaqat contract upon perishing of trees, subject matter of the contract, or inability of the trees to bear fruit is the Hadith stating: *"There should be neither harm nor malice"*, because the worker will be excessively harmed if he is obligated to work gratis (without compensation).

Revocation of Musaqat Contract

- The basis for revocation of Musaqat contract by mutual consent of the two parties is the Hadith of Prophet Mohammad (peace be upon him) stating: *"Anyone who consents to revoke the contract upon the request of a regretting counterparty, Allah shall forgive his regretful sins on the Day of Judgment"*.[11]
- The basis for obligation to pay the prevailing wage if the worker is unable to perform the work due to a reason out of his control is that the worker did exert an effort under a contract, therefore he shall be entitled to a compensation against that work, and that the work has not been performed in its entirety, and thus he is paid the prevailing market wage.
- The basis for liability of the worker to indemnify the owner for actual loss suffered for a reason within his control is that he caused such a loss, and therefore shall be liable.

(11) Related by Ibn Hibban, Chapter on Iqalah.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (51)

Options to Revoke Contracts Due to Incomplete Performance

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1201
Statement of the Standard	1202
1. Scope of the Standard	1202
2. Option to Revoke Due to Defect	1202
3. Option to Revoke Owing to Deal Fragmentation	1204
4. Option to Revoke Due to Breach of Description	1205
5. Date of Issuance of the Standard	1206
Adoption of the Standard	1207
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1208
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1210

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to explain the situations in which buyers have the option to revoke contracts due to reasons of defect, deal fragmentation and breach of description and how such options are exercised in the activities of Institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers options to revoke contracts due to reasons of defect, deal fragmentation and breach of description. It does not cover options to revoke arising from breach of trust (dishonest inducement, deception and overcharging) or options of due diligence (cooling-off options, and options to revoke due to non-payment) as they have separate Shari'ah standards dedicated to them.

2. Option to Revoke Due to Defect

2/1 Definition

It is the option of a buyer to revoke or continue with the contract arising from a hidden defect that the buyer did not notice at the time of contract.

2/2 Conditions applicable to options to revoke due to defect

An option to revoke due to defect is subject to the following conditions:

2/2/1 Appearance of a material defect in the subject matter of the contract.

A material defect is a defect that renders the item defective according to custom, makes it unfit for purpose or diminishes its value.

2/2/2 The defective item being incapable of repair except by incurring cost.

2/2/3 The buyer being unaware of the hidden defect at the time of contract, irrespective of the seller's awareness of the defect at the time of the contract.

2/2/4 The contract not containing a clause excluding the seller's liability for defect (*Bay' al-Bara`ah*- sale on the basis of as is

where is). It is prohibited for the seller to exclude liability due to defect in Ijarah and Istisna'a contracts.

noorcentre.com

2/2/5 The hidden defect not being caused by the buyer.

2/3 Scope of the option to revoke due to defect

Options to revoke due to defect exist in commutative financial contracts such as sales, money exchange, division of wealth, settlement of debt by payment in kind and gift conditional upon receipt of consideration (*Hibat al-Thawab*).

2/4 Time limit

Defective items should be returned, after taking delivery of the object of sale and discovering the defect therein, within the period of time customarily allowed for revocation on such grounds.

2/5 Consequences of options to revoke due to defect

The buyer has the option either to revoke the contract and return the item or continue with the contract. If the buyer chooses to return the item after taking delivery, revocation is effected by mutual consent or court order. If the buyer has not taken delivery, and he has been aware of the defect before taking delivery, he can unilaterally revoke the contract by giving notice to the seller and is entitled upon revocation to a refund of the whole price by mutual consent or court order.

2/6 Conditions applicable to the return of sold items

Return of the item is subject to the following conditions:

2/6/1 Return of the item not resulting in the fragmentation of a package deal to which the seller does not consent. And the buyer shall be entitled to compensation against inferiority due to the defect (Arsh).

2/6/2 The item not being damaged or destroyed in the possession of the buyer, in which case the buyer is entitled only to compensation for the defect and is not entitled to return the item unless the seller accepts return of the damaged item.

noorcentre.com

2/6/3 There being nothing added to the item attached to it but did not grow out of it, which necessities a price rebate, such as the erection of a building on land. Return of the item is not prevented, if the addition to the item is physically connected to it and grows out of it; or is physically separate from it whether it grows out of it, such as dividends on shares and rent from leased assets, or does not grow out of it.

2/6/4 In cases where return due to the defect is impossible (impractical), the buyer shall be entitled to compensation against inferiority caused by the defect.

2/7 Impediments preventing the return of sold items

The option to return the sold item is impeded by the non-fulfilment of any of the conditions provided in item 2/2.

2/8 Abating (of the option)

The option to revoke due to defect ceases (abates) in the following situations:

2/8/1 If the defect ceases before the buyer returns the item or payment of Arsh (compensation against inferiority due to the defect).

2/8/2 If the buyer expressly waives his option to revoke.

2/8/3 If the buyer expressly accepts the defective item.

2/8/4 If the buyer's conduct implicitly indicates that he has accepted the defective item, such as continuing to use the item, delaying return of the defective item longer than is customarily acceptable and without an excuse, exploiting or benefitting from the defective item or transferring ownership of the item after discovering the defect.

2/8/5 If the defective item is destroyed by the buyer.

3. Option to Revoke Owing to Deal Fragmentation

3/1 Definition

The option to revoke a contract owing to deal fragmentation is the option of the buyer to revoke a contract (a package deal) that no

longer includes everything that was contracted for, resulting in the package deal becoming fragmented.

noorcentre.com

3/2 Conditions applicable to the option to revoke owing to deal fragmentation

The option to revoke a contract owing to deal fragmentation is subject to the buyer not knowing that the deal would become fragmented.

3/3 Types of deal fragmentation in which the option to revoke is granted

3/3/1 When a person sells his own property along with the property of another person in one package without the consent of the other person or when a partner sells the partnership property in one package without the consent of the other partner.

3/3/2 When it transpires that part of the sold item(s) is the property of a third party.

3/3/3 When part of the sold item(s) is destroyed before delivery (actual or constructive).

3/3/4 When part of the sold item(s) in a Salam contract is not available on the delivery date. [see Shari'ah Standard No. (10) on Salam, item 5/8]

3/4 Prerequisites

Deal fragmentation entitles the buyer either to revoke the contract or accept what remains of the deal and pay the portion of the price corresponding to it. The buyer is not entitled to any compensation unless there is a defect in what remains of the sold item(s).

4. Option to Revoke Due to Breach of Description

4/1 Definition

The option to revoke due to breach of description is the option of a buyer to revoke the contract if the sold item does not meet a condition stipulated in the contract, explicitly or implicitly, such as a car having a specific color.

4/2 Requirements of valid descriptions

4/2/1 The description must be permissible by the Shari’ah.

noorcentre.com

4/2/2 The description must be specific and free from ambiguity (Gharar).

4/2/3 The description must relate to the purpose of the buyer or be the basis of an increase in price or of greater quality in the item, such as a requirement that a car be automatic.

4/2/4 The breach of description must occur at or before the time of delivery (actual or constructive) and must not be a subsequent occurrence.

4/3 Consequences of the option to revoke for breach of description

4/3/1 If the item fails to correspond to the minimum requirements of a description, the buyer is entitled to return the item or accept it for its full price without any entitlement to compensation.

4/3/2 If it is not possible to return the item, the buyer is entitled to a partial refund for the breach of description equal to the difference in price between an item that fulfills the description and one that does not.

4/4 Timing and cessation of options to revoke due to breach of description

The option to revoke for breach of description, like the option to revoke for defect, is granted immediately subject to custom and ceases in the circumstances in which the option to revoke due to defect ceases. [see item 2/7]

4/5 Transfer

The option to revoke for breach of description can transfer to all types of successors and assignees.

5. Date of Issuance of the Standard

The Shari’ah Board issued this standard on 21 Safar1434 A.H., corresponding to 4 January 2013 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the standard on Options to Revoke Contracts Due to Incomplete Performance in its meeting No. (34) held in the Kingdom of Bahrain on 20–21 Safar 1434 A.H., corresponding to 3–4 January 2013 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 14 Rabi' II, 1429 A.H., corresponding to 20 April 2008 A.D., the Secretariat of AAOIFI decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Options to Revoke Contracts Due to Incomplete Performance.

In its meeting held on 29 Jumada II, 1431 A.H., corresponding to 12 June 2010 A.D., the Shari'ah Standards Committee, discussed the study and approved it and assigned to the Shari'ah researcher the preparation of the exposure draft of the standard.

In its meeting held in Dubai (United Arab Emirates) on 24 Ramadan 1431 A.H., corresponding to 3 September 2010 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the exposure draft of the standard and made some changes in the light of the comments and remarks of the members.

In its meeting No. (32) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, on 8–9 Rabi' II, 1433 A.H., corresponding to 1-2 March 2012 A.D., the Shari'ah Board discussed the exposure draft of the standard and introduced the changes it deemed suitable.

The Secretariat of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 16 Jumada II, 1433 A.H., corresponding to 7 May 2012 A.D. The public hearing was attended by representatives of central banks, institutions, auditing firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in this field. The members of the Shari'ah Board and the Shari'ah Standards Committee responded to a number of observations and comments raised by the participants.

In its meeting No. (33) held in Makkah Al-Mukarramah on 19-21 Shawwal 1433 A.H., corresponding to 6-8 September 2012 A.D., the

Shari'ah Board discussed the changes proposed at the public hearing and introduced the changes it deemed suitable to the draft exposure of the standard.

noorcentre.com

In its meeting No. (34) held in the Kingdom of Bahrain on 20-21 Safar 1434 A.H., corresponding to 3-4 November 2013 A.D., the Shari'ah Board discussed the exposure draft of the standard, introduced the changes that it deemed suitable and adopted the standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Option to Reconsider Due to Defect

- The basis for permissibility of the option to reconsider due to defect is the Hadith narrated by 'A`ishah (may Allah be pleased with her) that a man purchased a young serf, and then set him to work, then he found him to be "flawed" or "defective", so he returned him back (to the seller) on the grounds of the defect. Thereupon, the Prophet (peace be upon him) said: *"No yield without risk taking" and in another narration: "No gain without risk taking"*.(2) Also, there is the Hadith on a sheep whose udder is tied up in order to look like a one full with milk. If the defect, lack of milk, is unveiled, then the buyer shall have the option either to keep it or to return it along with a Sa' of dates. All Schools of Fiqh (Madhahib) embraced this option, and that the key principle in the contracts of sale is freedom from defects.
- The basis for the stipulation of freedom from defects is what the companions (may Allah be pleased with them all) used to practice, and Othman (may Allah be pleased with him) issued a rule in favor of using this option in presence of the companions.(3)
- The basis for the effect of the option either to return the subject matter or keep the entire price –which is the standpoint of Hanafis and Shafis- is that the buyer has the right to return the subject-matter due to defect and the absence of intactness as generally dictated by the contract. The basis for non-entitlement to compensation (Arsh) in the case where the buyer keeps the subject-matter is that descriptions (features) are not considered to form part of the price in this case, and because the buyer did not consent that the sold item was transferred for a less than its stated price. The Han-

(2) Related by Abu Dawud and Al-Tirmidhi.

(3) Related by Malik in *"Al-Muwatta`"*; and Al-Bayhaqi in *"Al-Sunan Al-Kubra"* and he rendered it as an authenticate: *"Jami` Al-`Usul"* [2: 34].

balis were of the opinions that in case of return, the buyer shall have the right to request Arsh, corresponding to the inferiority caused by the defect.

noorcentre.com

Option of Deal Fragmentation

- The basis for permissibility of deal fragmentation is that it is a type of defect (some Fiqh references categorized it under the option to reconsider due to defect) and it becomes binding upon returning of a part of the object of sale.(4)
- The basis for the stipulation that the buyer shall not harbor prior knowledge about the deal coming into a point of defragmentation is that his knowledge is viewed as evidence to consent, and that the defect is not hidden or concealed.
- The basis for the effect of the option of defragmentation being either termination or holding into the remainder of his share in the price is that discounting an amount from the price for the whole deal in lieu of the missing part of the deal represents compensation, and no more than it, because the price (compensation) is for the two parts and is divided between them both.

Option of Breach of Description

- The permissibility of this option is the opinion of the majority of Fuqaha, while other Fuqaha categorized this option under option of deception (*Khiyar al-Tadlis*).
- The basis for the establishment of compensation due to incorrect description is that it is practically similar to the option of freedom from defect, in the case of objection to return the object of sale. And in the case where the buyer accepts to keep the object of sale, then he will possess it for the entire price -without application of Arsh- because what is missing here is a description, and descriptions do not have their corresponding part of the price in this instance.
- The basis for transferability of this option upon death to heirs, whether general or special, is that it falls in the category of physical asset ('Ayn) ownership.(5)

---

(4) *"Al-Fatawa Al-Hindiyyah"* [3: 83].

(5) *"Fath Al-Qadir"* [5: 1345]; and *"Al-Bahr Al-Ra`iq"* [6: 19].

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (52)

Options to Reconsider (Cooling-Off Options, Either-Or Options, and Options to Revoke Due to Non-Payment)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject **Page**

Preface 1217

Statement of the Standard 1218

1. Scope of the Standard 1218
2. Cooling-Off Options 1218
3. Option to Revoke Due to Non-Payment 1222
4. Either-Or Options 1222
5. General Rules Relating to Option to Reconsider 1224
6. Date of Issuance of the Standard 1224

Adoption of the Standard 1225

Appendices

Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard 1226

Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard 1228

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to explain the Shari'ah rules relating to options to reconsider which contracting parties stipulate in their contracts (cooling-off options, either-or options, and options to revoke due to non-payment) and the application of such options in the activities of Institutions.(1)

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers options to reconsider (cooling-off options, either-or options, and options to revoke due to non-payment) that are stipulated by the parties to grant them time to reconsider the transaction. It does not cover options to revoke contracts due to incomplete performance (defect, deal fragmentation and breach of condition or description) or options to revoke contracts due to breach of trust (dishonest inducement, deception and overcharging) as they have separate Shari'ah Standards dedicated to them.

2. Cooling-Off Options

2/1 Definition of cooling-off options

Cooling-off options give one or both of the parties or a third party the right either to continue with the contract or to revoke it within a stipulated period of time. It is effected by any phrase indicating that it is non-binding and revocable during the period of the option.

2/2 Conditions of validity

Cooling-off options are subject to the following conditions:

2/2/1 The option must be stipulated in the contract unless it is implied by a pre-existing custom or the parties agree to subsequently include it in the contract.

2/2/2 The option must have a stipulated time limit. The option is not valid if a time limit is not stipulated or if it is unspecified, such as a stipulation to refer to an expert without stating a time limit, or if the time limit is indeterminate, such as stipulating that the option will end when a certain index reaches a particular value. There is no minimum or maximum time limit except if

it is contrary to what is customarily acceptable in relation to the subject matter of the contract.

noorcentre.com

2/2/3 The stipulated cooling-off period must coincide with the beginning of the contract period.

2/2/4 If the contract relates to several items, it must specify those items to which the option relates, as provided in item 2/8/3.

2/2/5 The subject matter must remain in the condition it was initially in when it was sold, in accordance with item 2/6.

2/3 Scope

Cooling-off options apply to binding financial contracts, such as sale, lease, transfer of debt, guarantee, division of wealth and Waqf. They do not apply to non-binding contracts such as unpaid agency or contracts which require payment in advance, such as Salam or which require spot payment of both countervalues such as currency exchange.

2/4 Consequences of cooling-off options

2/4/1 The owner of the option has the right to confirm the contract or revoke it during the stipulated period. If he does not revoke it during this period, the option lapses and the contract become binding.

2/4/2 The owner of the option may test the sold item and does not thereby lose his right to revoke the contract except if he does so repetitively without need or conducts himself as the owner of the sold item in a manner that is contrary to the terms of the contract and/or custom.

2/4/3 Where there is a cooling-off option, the parties are not required to make payment or delivery (the sold item to the buyer and the price to the seller) unless they agree otherwise. One or both parties may voluntarily make payment or delivery and the option does not lapse as a result, except if the conduct of the parties towards the countervalues indicates the intention to give or take ownership. If one party makes payment or

delivery, the other is entitled to hold back, in which case the first party is entitled to demand return of what they have paid/ delivered.

noorcentre.com

2/4/4 The owner of the option may offer the item to which the option relates for sale to third parties, and the option does not lapse until the sale is completed.

2/5 Effect of options to cool-off on ownership

2/5/1 If the option to cool-off is owned by both parties or just the seller, there is no transfer of ownership in either countervalue and legal rights related to the subject matter remain solely with the seller to the exclusion of the buyer.

2/5/2 If the option is owned by just the buyer, ownership of the sold item transfers from the seller to the buyer and the buyer's conduct as the owner of the sold item serves as confirmation of the contract.

2/5/3 If an item sold under option is destroyed while in the possession of the seller, it is the seller's loss. If it is destroyed in the possession of the buyer while the buyer owns the option, he is liable to pay its price. If it is destroyed in the possession of the buyer owing to his negligence or violation while the seller owns the option and decides to revoke the contract, the buyer is liable to pay its cost. If it is destroyed in the possession of the buyer without there being any negligence or violation on his part, he has no liability.

2/6 Rules relating to increase in the sold item during the option period

2/6/1 Anything that is physically connected and grows out of the original, such as agricultural produce (crops) or animal produce (livestock) belongs to the buyer if the buyer owns the option and confirms the contract. And it belongs to the seller of the seller owns the option, whether he confirms the contract or revokes it.

2/6/2 Anything that is physically separate and does not grow out of the original, such as compensation for damage to the sold item caused by a third party during the option period, belongs to the buyer if he chooses to conclude the contract. If he chooses to revoke the contract, it belongs to the seller.

noorcentre.com

2/6/3 Anything that is separate but grows out of the original, such as dividends on shares and rent from leased assets belongs to the seller.

2/7 Cessation and lapsing of cooling-off options

2/7/1 When the option period expires, the contract becomes binding.

2/7/2 When the owner of the option exercises his option to revoke the contract, then the contract terminates. It is required for the other party to know of the revocation for the revocation to be valid. If the owner of the option concludes the contract, whether expressly or implicitly, the contract becomes binding.

2/7/3 If the sold item is destroyed before physical or constructive delivery, the contract terminates.

2/8 Some applications of cooling-off options

2/8/1 The institution, whether as a seller or buyer, stipulates an option to reconsider whether or not it is worth selling or buying an item.

2/8/2 The institution stipulates an option to reconsider when purchasing items from suppliers in order to offer them to its clients without obtaining a binding promise from them to purchase the items. If the clients do not wish to purchase the items, the institution returns the items to the seller.

2/8/3 The institution stipulates an option to reconsider in relation to the whole or a part of a single deal. If the various items being sold are different from each other, the items to which the option relates must be specified. If they are fungible, such as wheat or rice, the percentage to which the option relates must be specified.

2/8/4 It is not permissible to use cooling-off options as a ruse to synthesise the effect of a benefit enjoyed by the lender in exchange for a giving a loan, which can occur if the buyer pays for an item purchased under option, uses the item during the option period and then returns it before the option period expires to receive his money back.

noorcentre.com

2/8/5 It is not permissible to use cooling-off options to avoid price fluctuations during the option period.

3. Option to Revoke Due to Non-Payment

3/1 Definition of option to revoke for non-payment

Options to revoke due to non-payment are options stipulated by sellers or buyers to enable them to revoke contracts if the other party fails to make payment of price or rent on the due date. Such options are not valid unless they are expressly stipulated.

3/2 Scope of option to revoke for non-payment

Options to revoke for non-payment are permissible in contracts that do not require spot payment at time of contract. They are not permissible in Salam and currency exchange contracts.

3/3 Prerequisites

The seller is entitled to revoke the contract if the buyer does not pay the price within the specified period.

3/4 Transfer

Options to revoke due to non-payment lapse upon the death of the owner of the option (whether it is the seller or the buyer).

4. Either-Or Options

4/1 Definition

4/1/1 Either-or options entitle the buyer to conclude the contract to purchase one or more item out of several items specified by the contract during a stipulated period of time. Such options are created by stipulation of the parties.

4/1/2 It is not required for the items being sold to be fungible or for their prices to be equal. If their prices are different, the price of each item must be specified.

noorcentre.com

4/1/3 The agreed option period must be specified and there is no minimum or maximum time limit.

4/2 Prerequisites

4/2/1 Either-or options make ownership attached to one or more of several items to which the option relates but not to any item or items in particular. If the buyer takes delivery of all of them, he is liable to pay for one of them and holds the remaining items on trust. If one of them is destroyed or damaged in his possession, he must purchase it for its price. If all items are destroyed and their prices are different, the buyer is liable to pay the average price of the items for the number of items purchased. For example, if there are three items and he purchased one of them with an option to choose which one, he is liable to pay one third of the price of each item.

4/2/2 If the items to which the either-or option relates are destroyed by an act of the seller after the buyer has taken delivery, the buyer is not liable.

4/2/3 If the option period expires without the buyer choosing which item or items he wishes to confirm, he is legally obligated to do so unless the seller chooses to revoke the contract.

4/2/4 If the buyer treats one of the items in which he has an option as though he owns them, his conduct is deemed to be confirmation of the contract for those items.

4/3 Transfer

Either-or options transfer to the heirs of the owner of the option upon his death who in which case enjoy all the rights of the original owner of the option.

5. General Rules Relating to Option to Reconsider

5/1 It is not permissible to sell or transfer options to reconsider.

noorcentre.com

5/2 It is permissible to have two or more options to reconsider in one contract.

6. Date of Issuance of the Standard

The Shari'ah Board issued this standard on 23 Shawwal 1434 A.H., corresponding to 30 December 2013 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the standard on "Options to Reconsider" in its meeting No. (35) held in Al-Madinah Al-Munawwarah, Kingdom of Saudi Arabia, on 22-23 Shawwal 1434 A.H., corresponding to 29-30 September 2013 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 14 Rabi' II, 1429 A.H., corresponding to 20 April 2008 A.D., the Secretariat of AAOIFI decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Options to Reconsider.

In its meeting held on 14 Safar 1430 A.H., corresponding to 9 February 2009 A.D., the Shari'ah Standards Committee, discussed the study, approved it, and assigned to the Shari'ah researcher the preparation of the exposure draft of the standard.

In its meeting held in Dubai, United Arab Emirates, on 24 Ramadan 1431 A.H., corresponding to 3 September 2010 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the exposure draft of the standard and made some changes in the light of the comments and observations of the members.

In its 30th meeting held in the Kingdom of Bahrain, on 24-26 Jumada II, 1432 A.H., corresponding to 27-29 May 2011, the Shari'ah Board discussed the exposure draft of the standard and introduced the changes it deemed suitable.

In its meeting No. (31) held in the Kingdom of Bahrain, on 22-24 Dhul-Qa'dah 1432 A.H., corresponding to 20-22 October 2011 A.D., the Shari'ah Board continued its discussions on the exposure draft of the standard, and introduced the changes it deemed suitable.

The Secretariat of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 6 Jumada II, 1434 A.H., corresponding to 16 April 2013 A.D. The public hearing was attended by representatives of central banks, institutions, auditing firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in this field. The members of the Shari'ah Board and the Shari'ah

Standards Committee responded to a number of observations raised by the participants.

noorcentre.com

In its meeting No. (35) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 22-23 Shawwal 1434 A.H., corresponding to 29-30 November 2013 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes proposed at the public hearing and introduced the changes it deemed suitable to the exposure draft of the standard, and adopted the standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

Cooling-Off Option

- The basis for cooling-off option is the Hadith narrated by Habban Bin Munqidh, attributed to the Prophet (peace be upon him), saying: *"If you are concluding a deal say: 'There shall be no Khalabah (misleading marketing or showcasing of products), then you shall have a 3-day option'"*.(2)
- The basis for consideration of all expressions that imply the cooling-off option is the opinion of the Four Schools of Fiqh (Madhahib).(3) Imam Al-Nawawi said: "This expression (as mentioned in the Hadith related by Ibn Hibban: *"There shall be no Khalabah..."* is neither considered to be a kind of literal worship, nor a Shari'ah ruling that a religiously accountable person shall be aware of it".(4)
- The basis for the stipulation of timing for cooling-off conditions is that an untimed option results in Jahalah (obscurity or ambiguity) which may lead to dispute. This is the opinion of the majority of Fuqaha.
- The basis for the stipulation of attaching the option to the contract is that detachment contradicts the prerequisites of the contract, which entails that it takes effect immediately.(5)
- The basis for the stipulation of attaching the option to a binding contract is that its usability comes into existence only when attached to such a contract. The basis for invalidity of the stipulation of such an option in contracts that entail taking possession (Qabd) is that it contravenes Qabd stipulated in Sarf and in Salam.

(2) It has been related by Ibn Hibban. It is a Hadith with acceptable authenticity.
(3) *"Al-Fatawa Al-Hindiyyah"* [3: 39]; *"Al-Mughni"* [3: 529]; and others.
(4) *"Al-Majmu'"* [9: 210].
(5) *"Al-Mughni"* [3: 502]; *"Bada`i' Al-Sana`i'"* [5: 300]; and *"Al-Majmu'"* by Al-Nawawi, [9: 191].

- The basis for permissibility (but not the obligability) of delivery of the two countervalues is that delivery serves both selection and reconsideration, which are literally the purpose of the option.
- The basis for the situation where the option does not abate upon offering it for sale is that such a practice is meant to probe the fairness of the price. However, it does abate in case of actual sale because this serves as a testimony to acceptance, as the disposal of the object underlying the option is considered to be as the disposal by owners.
- The basis for effecting ownership upon sale is that the price does not change if the two parties opted for continuity of ownership, and this conforms to the Hanafi School, as opposed to Hanbalis.

  If the option is rested with one party, then the position of this standard is based on a variety of perspectives. [see applications in the Shari'ah Standard No. (8) on Murabahah]

noorcentre.com

Option to Revoke Due to Non-Payment

- The basis for permissibility is Qiyas (analogical deduction) to the cooling-off option and reports dating back to the time of the companions. It was taken up by Hanafis, Malikis and Hanbalis. The wisdom behind its permissibility is the need for the buyer to reconsider/re-evaluate his knowledge about prices and for the seller to ensure that the proper price is quoted in order to avoid procrastination by the buyer.
- The basis for impermissibility in contracts in which taking possession (Qabd) is a stipulation –such as Sarf and Salam- is that it is inconsistent with the stipulations of their validity.
- The basis for abating of the option upon the death of its owner is that it constitutes a readiness and willingness to act, and therefore is not transferable to heirs.

Either-Or Option

- The basis for permissibility of the either-or option is Qiyas (analogical deduction) to the cooling-off option; since it conforms to Shari'ah injunctions- i.e., the cooling-off option- so it was permissible based on it, and due to the need of the buyer to employ it in case of hesitancy as to selection of the most needful from amongst a number of objects. The majority of Fuqaha adopted it though with different views on definition and scope.

- The basis for all issues pertaining to ownership is the application of the rules relating to Daman (liability) and destruction (of objects of sales) and to treat both parties according to rules of equity in relation to the price that needs to be paid if the subject-matter of the option is destroyed.
- The basis for the transferability of the option to heirs is that a testator has an established ownership in the objects subject matter of the option, and as such heirs shall need to identify their selection.
- The basis for impermissibility of sale and tradability of either-or options is that such options are construed to be mere readiness and willingness (to contract), which cannot be transferred or traded.
- The basis for combination of two options or more is that such combination does not contradict their prerequisites -i.e., the effectuating of sale on an immediate basis.

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari’ah Standard No. (53)

’Arboun (Earnest Money)

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1235
Statement of the Standard	1236
1. Scope of the Standard	1236
2. Definition of ’Arboun (Earnest Money)	1236
3. Permissibility of Earnest Money	1236
4. Option Period Arising from ’Arboun (Earnest Money) Payment	1237
5. Lapsing of the Option Arising from ’Arboun (Earnest Money) Payment	1237
6. Ownership and Liability for the Sold Item During the Option Period	1237
7. Delivery of the Sale Item During the Option Period	1237
8. Increase in the Sold Item During the Option Period	1238
9. Disposal of the Sale Item Under ’Arboun (Earnest Money) Arrangement	1238
10. Stipulating Refund of Earnest Money in the Contract	1239
11. Date of Issuance of the Standard	1239
Adoption of the Standard	1240
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1241
Appendix (b): The Shari’ah Basis for the Standard	1242

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to explain the Shari'ah rules relating to the payment of 'Arboun (Earnest Money) in sale contracts and its application in the activities of Institutions.[1]

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the definition of 'Arboun (Earnest Money), the rules applicable to it and its applications in the activities of institutions in commutative financial transactions that do not require spot delivery of countervalues. It does not cover payments made prior to contract such as refundable security deposits, commissions or advance payments made subsequent to contracts that are not subject to options.

2. Definition of 'Arboun (Earnest Money)

2/1 Earnest money is paid by the buyer to the seller[2] at the time of contract on the basis that the buyer has the option to revoke the contract during an agreed period of time. If he confirms the contract, the earnest money is credited towards the price. If he does not confirm the contract or fails to pay the remaining price during the stipulated time, the seller is entitled to forfeit 'Arboun (Earnest Money).

2/2 An agreement to execute a contract in the future (an agreement to sell) is a promise and not a contract. If money is paid with the promise, it is not considered to be earnest money ('Arboun).

2/3 'Arboun (Earnest Money) can be paid in cash, in kind and with a usufruct.

3. Permissibility of Earnest Money

3/1 It is permissible to pay 'Arboun (Earnest Money) in commutative contracts that do not require spot payment of one or both countervalues whether the sale item is identified or is sold by description

(2) What applies to the buyer also applies to the lessee and the purchaser in an Istisna'a contract, and what applies to the seller also applies to the lessor and the seller in an istisna'a contract, etc.

for future delivery (*Ijarah Mawsufah Fi al-Dhimmah*), such as sales, Istisna'a contracts, leases of identified assets and of assets leased by description for a future date.

noorcentre.com

3/2 Payment of 'Arboun (Earnest Money) is not permissible in Salam and currency exchange contracts.

4. Option Period Arising from 'Arboun (Earnest Money) Payment

The option period arising from the payment of 'Arboun (Earnest Money) must be specified either by express stipulation of the parties, or by custom if there is an existing custom that specifies the option period.

5. Lapsing of the Option Arising from 'Arboun (Earnest Money) Payment

5/1 The buyer loses his right to revoke the contract if he informs the seller that he has confirmed the contract or disposes the sold item in a manner that indicates confirmation. The contract may stipulate conduct that indicates lapsing of the option and confirmation of the contract in order to avoid dispute. [see Shari'ah Standard No. (52) on Options to Reconsider]

5/2 If the option period expires without the buyer paying the remaining price to the seller and without the seller having agreed an extension, the contract is considered revoked and the buyer is not entitled to recover the 'Arboun (Earnest Money).

6. Ownership and Liability for the Sold Item During the Option Period

Prior to delivery, the seller is liable for any loss to the sale item. If it is destroyed or damaged before delivery to the buyer or delivery is not possible, the contract is void and the earnest money must be returned to the buyer. After delivery, the buyer is liable for the sale item. If it is destroyed or damaged after delivery to the buyer, the buyer's option is canceled and he is required to pay the balance (unpaid part of the price) to the seller.

7. Delivery of the Sale Item During the Option Period

The buyer may take delivery of the sale item during the option period, which does not on its own indicate confirmation of the contract unless the buyer's conduct indicates that he has accepted the sale item.

8. Increase in the Sold Item During the Option Period

8/1 Increase that is physically connected to the original is considered part of the original.

noorcentre.com

8/2 In principle, any growth in (increase to, and/or yield of) the sale item that is physically separate from it, which occurs during the option period whether prior to delivery or after delivery is considered part of the sale item. It is permissible for the party who is liable for the sale item to stipulate that any increase that is physically separate should belong to him, even if ultimate ownership of the sale item is not vested in him.

9. Disposal of the Sale Item Under 'Arboun (Earnest Money) Arrangement

9/1 If the sold item is identified, the seller is not entitled to dispose of it. If the seller does dispose of it by sale or lease or otherwise, his actions are subject to the rules relating to uncommissioned (Fodooli) disposals. If the buyer ratifies the seller's actions, he loses his option and is liable for the remainder of the price to the first seller. The first seller's disposal becomes binding and the first buyer is entitled to receive the sale price. If the first buyer does not ratify the seller's actions, the second disposal is void. [see Shari'ah Standard No. (23) on Agency and Acts of Uncommissioned Agent (Fodooli)]

9/2 If the sale is related to an identified item, the seller cannot deliver a different item even with same specifications, except with the consent of the buyer, in which case what the buyer has paid remains 'Arboun (Earnest Money).

9/3 If the buyer stipulates that he will offer the sale item to his clients during the option period and the seller accepts this, the buyer's right to revoke the contract remains valid during the option period, even after offering the item to his clients. The conclusion of a sale to one of his clients is deemed to be confirmation of the contract.

9/4 It is not permissible to negotiate/trade options arising from payments of 'Arboun (Earnest Money). [see Shari'ah Standard No. (20) on Sale of Commodities in Organized Markets]

10. Stipulating Refund of Earnest Money in the Contract

It is permissible for the buyer to stipulate a condition in the contract providing for a refund of earnest money in specific situations, such as the buyer's failure to obtain licenses from the relevant authorities.

noorcentre.com

11. Date of Issuance of the Standard

The Shari'ah Board issued this standard on 15 Muharram1435 A.H., corresponding to 8 November 2014 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the standard on 'Arboun (Earnest Money) in its meeting No. (39) held in the Kingdom of Bahrain on 13-15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 6-8 November 2014 A.D.

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 19 Rabi' I, 1433 A.H., corresponding to 12 March 2012 A.D., the Secretariat of AAOIFI decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on 'Arboun (Earnest Money).

In its meeting No. (35) held in Al-Madinah Al-Munawwarah on 22-23 Shawwal 1434 A.H., corresponding to 29-30 September 2013 A.D., the Shari'ah Board discussed the exposure draft of the standard and introduced the changes it deemed suitable.

In its meeting No. (37) held in the Kingdom of Bahrain on 19-21 Jumada I, 1435 A.H., corresponding to 20-22 March 2013 A.D., the Shari'ah Board continued its discussions on the exposure draft of the standard, and introduced the changes it deemed suitable.

In its meeting No. (38) held in the Kingdom of Bahrain on 28 Sha'ban – 1 Ramadan 1435 A.H., corresponding to 26-28 June 2014 A.D., the Shari'ah Board continued its discussions on the exposure draft of the standard, and introduced the changes it deemed suitable.

The Secretariat of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Saudi Arabia (Riyadh) on 28 Dhul-Hajjah 1435 A.H., corresponding to 22 October 2014 A.D. The public hearing was attended by representatives of central banks, institutions, auditing firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in this field. The members of the Shari'ah Board and the Shari'ah Standards Committee responded to a number of observations raised by the participants.

In its meeting No. (39) held in the Kingdom of Bahrain on 13-15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 6-8 November 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes proposed at the public hearing and introduced the changes it deemed suitable to the exposure draft of the standard, and adopted the standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- The basis for permissibility of 'Arboun (Earnest Money) is a narration that Nafi' Ibn Abdul-Harith purchased a building in Mecca to be used as a prison from Safwan Ibn Umayyah, provided that if Umar (may Allah be pleased with him) approves the sale, then the sale is considered to be effected by him (Umar) and on his behalf (Umar's), and if not, then Safwan shall be paid 400 dinars.

  Also, there is a narration that Ibn Sirin said: "A man said to a lessor of ride camels: prepare your camels, so that if I did not leave with you on so and so day, you get 100 dirhams. Then he did not leave with him". And Shurayh said: "He who voluntarily makes it incumbent upon himself to do something (with a condition and without coercion), then he shall have to honor the condition". Hence, 'Arboun is similar, where a buyer pays part of the price and says: "If I did not confirm the sale, the 'Arboun is yours to keep". Payment of the 'Arboun either at time of contract or later at the time of relinquishing it is valid.

- The basis for impermissibly of 'Arboun in *Sarf* and Salam contracts is that 'Arboun is embedded with a cooling-off option (*Khiyar al-Shart*), which according to the majority of Fuqaha (of the Four Schools of Fiqh) is impermissible in Sarf contracts (currency exchange transactions). This rule was deduced from the Hadith: *"Gold for gold, silver for silver... like for like, equal for equal, and hand to hand. If these types differ, then sell them as you find proper, provided it is hand to hand"*.

  Ibn Umar (may Allah be pleased with both of them) is reported to have said: "O, Messenger of Allah, hold on that I may ask you a question: I sell camels in Baqi', so that I sell for dinars and receive dirhams, and I sell for dirhams and receive dinars. I take so and so of this and pay so and so of that? Then the Prophet (peace be upon him) said: *"No harm that you apply*

the market rate unless you (you and the counterparty) leave the transaction session without settlement of dues". Therefore, this was an evidence on the requirement to take possession of both countervalues (Qabd) at the contracting session (*Majlis al-'Aqd*).

noorcentre.com

'Arboun is also impermissible in Salam contract, because in Salam, payment of the price (capital of Salam) shall be settled at the contracting session. The Prophet (peace be upon him) said: "*Whoever pays money in advance for dates (to be delivered later) should pay it for a known specified weight and measure (of the dates)....*". This implies that unless the price is paid in full before the two parties leave the contracting session, the transaction is not deemed to be Salaf (or Salam).

- The basis for determination of a specific term for 'Arboun is to avoid Gharar that may result from an unknown term (Jahalah that involves 'Arboun term).
- The basis for the seller being liable for the object of sale before delivery and for the buyer being liable for it after delivery is the Shari'ah maxim: "Ownership (title) shall be established upon the conclusion of the contract, while liability is contingent upon delivery (Qabd)".
- The basis for attributing growth connected to the original is that it represents an integral part of it.
- The basis for attributing growth and yields, separate from the object of sale, to the object of sale is the saying of the Prophet (peace be upon him): "*Al-Kharaj Bi al-Daman*" (i.e., entitlement to revenue is based on bearing liability for the revenue-generating asset).

noorcentre.com

noorcentre.com

Shari'ah Standard No. (54)

Revocation of Contracts by Exercise of a Cooling-Off Option

noorcentre.com

noorcentre.com

Contents

Subject	Page
Preface	1249
Statement of the Standard	1250
1. Scope of the Standard	1250
2. Definition of Cooling-Off Options to Revoke	1250
3. Form of Cooling-Off Options to Revoke	1250
4. Permissibility of Cooling-Off options to Revoke	1250
5. Causes Triggering Revocation Rights	1250
6. Conditions of Valid Revocation	1251
7. Impediments to Revocation	1251
8. Consequences of Revocation	1251
9. Waiver of Revocation Rights	1251
10. Payment for Waiver of Revocation Rights	1252
11. Application of Cooling-Off Options to Revoke	1252
12. Date of Issuance of the Standard	1253
Adoption of the Standard	1254
Appendices	
Appendix (a): Brief History of the Preparation of the Standard	1255
Appendix (b): The Shari'ah Basis for the Standard	1257

noorcentre.com

IN THE NAME OF ALLAH, THE ALL-MERCIFUL, THE MOST MERCIFUL

All praise be to Allah, the Lord of all the worlds, and blessings and peace be upon our master, Muhammad, and his household and all his companions

noorcentre.com

Preface

This Standard aims to define contract revocation and in particular, revocation by exercise of a cooling-off option (*Khiyar al-Shart*), to distinguish it from other types of contract termination that resemble it, to explain its causes and conditions, impediments to it and its application in the activities of Islamic financial institutions.(1)

(1) The word (Institution/Institutions) is used here to refer, in short, to Islamic financial institutions including Islamic Banks.

noorcentre.com

Statement of the Standard

1. Scope of the Standard

This Standard covers the stipulation of revocation of valid and binding contracts and the causes and consequences of and impediments to such revocation. It does not cover the expiry of contracts at the end of their contractual terms or nullification owing to the absence of a condition required by the Shari'ah.

2. Definition of Cooling-Off Options to Revoke

Revocation by exercise of a cooling-off option refers to the termination of a valid and binding contract by virtue of a stipulation in the contract giving one of the parties the option to revoke the contract.

3. Form of Cooling-Off Options to Revoke

A cooling-off option to revoke can be stipulated in the contract in any form that indicates it, and it is not required to use any specific word with the meaning of revocation.

4. Permissibility of Cooling-Off Options to Revoke

4/1 It is permissible for both parties to stipulate an option for one or both of them to revoke the contract in specific situations agreed in the contract, without violating Shari'ah rules.

4/2 Revocation by exercise of a cooling-off option is valid if its causes exist, its conditions are satisfied and there are no impediments. It is invalid if its causes do not exist, any of its conditions is not satisfied, if there is an impediment or it is contrary to Shari'ah.

5. Causes Triggering Revocation Rights

The cause that triggers the cooling-off option is the existence of one of the situations stipulated in the contract, the occurrence of which gives one or both parties a conditional right to revoke.

6. Conditions of Valid Revocation

isoorcentre.com

The following conditions must be fulfilled for revocation to be valid:

6/1 Existence of the cause triggering the option to revoke at the time of the revocation.

6/2 Absence of any impediments.

6/3 Notification of the revocation given by the owner of the cooling-off option to the other party according to the requirements of custom.

6/4 Exercise of the cooling-off option to revoke by the owner of the option.

7. Impediments to Revocation

Revocation cannot take place in the following situations:

7/1 Destruction of the sale item caused by a natural disaster after delivery.

7/2 Destruction of the sale item caused by the buyer whether before or after delivery.

7/3 Conduct that transfers ownership and creates rights for third parties, such as selling or gifting the sale item resulting in ownership passing to a third party.

7/4 Expiry of the period specified in the contract for exercise of the cooling-off option.

8. Consequences of Revocation

Revocation nullifies the contract at the moment of revocation. Any growth in the sale item that is physically attached to it is considered part of it. Any growth in the sale item that is physically separate from it and occurs between the time of contract and revocation and before the buyer takes delivery belongs to the seller. If it occurs after deliver, it belongs to the buyer.

9. Waiver of Revocation Rights

If the owner of a cooling-off option chooses not to exercise his right to revoke and there is no specific recurring harm attributable to the cause

triggering the option, the buyer is deemed to have permanently waived the option. If the harm attributable to the cause triggering the option is recurring or continuous, the option is not waived. For example, if a leased asset breaks down and the buyer chooses not to revoke the contract and repairs the asset and then the asset breaks down again, the buyer is still entitled to exercise his option to revoke.

noorcentre.com

10. Payment for Waiver of Revocation Rights

10/1 It is not permissible to stipulate payment for waiver of revocation rights in a sale contract. In contracts that run for specified terms, such as leases (Ijarah), Istisna'a, debt transfer (*Hawalat al-Dayn*), share cropping (Muzara'ah), tree planting partnership (Mugharasah) and agency (Wakalah), it is permissible for one of the parties to waive their rights to the remaining period of the contract in return for a consideration agreed at the time of waiver.

10/2 Unforeseen circumstances resulting in non-exercise of a right to revoke are excluded from the above rule.

11. Application of Cooling-Off Options to Revoke

11/1 Cooling-off options to revoke may be stipulated in credit facility agreements to be triggered by events of default relating to solvency, potential insolvency before it occurs or breach of a restrictive covenant in the contract.

11/2 If the lessor stipulates in a lease contract that he is entitled to add a supplementary rental amount at the beginning of each lease period to cover the costs of maintenance, insurance and taxes levied on owners, and the lessee refuses to accept that, the lessor is entitled to revoke the contract. If the lessee has given a prior promise to purchase the leased asset, the lessor can exercise his rights under the promise and demand performance from the lessee provided that the supplementary rent for that lease period is not added to the purchase price.

11/3 A creditor is entitled to stipulate the right, after notifying the debtor, to accelerate all installments and the right to revoke the contract or

one of them in the event that the debtor fails to pay two or more instalments despite being solvent.

noorcentre.com

11/4 If the seller stipulates that the buyer provides security or surety or any other form of guarantee and the buyer fails to provide it, the seller is entitled to revoke the contract.

11/5 For other situations of revocation that apply in options to reconsider, options to revoke for incomplete performance and options to revoke for breach of trust, see the relevant Shari'ah Standards.

12. Date of Issuance of the Standard

The Shari'ah Board issued this standard on 15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 8 November 2014 A.D.

noorcentre.com

Adoption of the Standard

The Shari'ah Board adopted the standard on Revocation of Contracts by Exercise of a Cooling-Off Option in its meeting No. (39) held in the Kingdom of Bahrain on 13-15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 6-8 November 2014 A.D,

noorcentre.com

Appendix (A)
Brief History of the Preparation of the Standard

On 1 Sha'ban 1431 A.H., corresponding to 13 July 2010 A.D., the Secretariat of AAOIFI decided to commission a Shari'ah consultant to prepare a juristic study on Revocation of Contracts by Exercise of a Cooling-Off Option.

In its meeting held on 9 May 2012 A.D., the Shari'ah Standards Committee discussed the study and the exposure draft of the standard and introduced the changes it deemed suitable in the light of the comments and observations of the members.

In its meeting No. (34) held in the Kingdom of Bahrain on 20-21 Safar 1434 A.H., corresponding to 3-4 January 2013 A.D., the Shari'ah Board discussed the exposure draft of the standard, and introduced the changes it deemed suitable.

In its meeting No. (35) held in Al-Madinah Al-Munwwarah on 22-23 Shawwal 1434 A.H., corresponding to 29-30 September 2013 A.D., the Shari'ah Board continued its discussions on the exposure draft of the standard, and introduced the changes it deemed suitable.

In its meeting No. (37) held in the Kingdom of Bahrain on 19-21 Jumada I, 1435 A.H., corresponding to 20-22 March 2013 A.D., the Shari'ah Board continued its discussions on the exposure draft of the standard, and introduced the changes it deemed suitable.

The Secretariat of AAOIFI held a public hearing in the Kingdom of Bahrain on 6 Jumada II, 1434 A.H., corresponding to 16 April 2013 A.D. The public hearing was attended by representatives of central banks, institutions, auditing firms, Shari'ah scholars, academics and others interested in this field. The members of the Shari'ah Board and the Shari'ah Standards Committee responded to a number of observations raised by the participants.

In its meeting No. (38) held in the Kingdom of Bahrain on 28 Sha'ban - 1 Ramadan 1435 A.H., corresponding to 26-28 June 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the changes proposed at the public hearing, and introduced the changes it deemed suitable to the exposure draft of the standard, and adopted the standard.

noorcentre.com

In its meeting No. (39) held in the Kingdom of Bahrain on 13-15 Muharram 1435 A.H., corresponding to 6-8 November 2014 A.D., the Shari'ah Board discussed the exposure draft of the standard and introduced the changes it deemed suitable, and adopted the standard.

noorcentre.com

Appendix (B)
The Shari'ah Basis for the Standard

- Stipulation of cooling-off options apply only to binding contracts because nonbinding contracts are by their nature revocable by one or both parties.
- The validity of revocation by any form of language, that indicates it, is based on the general Shari'ah maxim: "Contracts are interpreted according to intent and inherent meaning of the parties and not by the words or forms used" (Maxims of Al-Majallah Al-'Adliyyah) and the statement of some jurists that the use of the technical word "Revocation" is designated by jurists and what is important is its meaning.(2)
- The existence of the cause triggering the option to revoke is required because revocation is contrary to the norm and rule that contracts are generally binding and that in principle consequences must flow necessarily from their causes, and that the cause must exist at the time of revocation.(3)
- The requirement that the other party be notified of revocation is based on the opinion of Abu Hanifah and Muhammad Ibn Al-Hasan, contrary to the opinion of the majority of jurists, because notification averts harm from the other party who, unaware of the revocation, may conduct themselves to their detriment.
- The four impediments to the exercise of cooling-off options are based variously on the following rationale: (I) Revocation would contradict the basic elements of the contract which have been validly established; or (II) revocation would contradict consent implied by conduct (implied terms have the same legal effect as express ones); or (III) revocation is impossible because the term of the contract has expired; or (IV) the subject matter of the option to revoke is deemed by law to have ceased to exist.

---

(2) *"Sharh Al-Minhaj Wa Hashiyat Al-Qalyubi"* [2: 195]

(3) *"Al-Furuq"* by Al-Qarafi [3: 269]; and *"Al-Qalyubi"* [2: 189]

- The basis for the ruling on the effect of revocation and that revocation nullifies the contract immediately, is the prevailing viewpoint of the Shafi'i and Hanbali schools. Revocation invalidates ownership in sale contracts. This ruling holds true for the asset sold (subject-matter of the contract), whereas increments in the asset sold (separate growth) from time of contracting until revocation and before delivery to buyer, belong to the seller who becomes the owner at or just prior to time of revocation.[4] When the buyer takes possession of the asset sold, any separate growth belongs to him.
- The basis for the rulings stated in item 9 regarding waiver of revocation right is the viewpoint which Al-Zarkashi has indicated in his book titled *"Al-Manthur Fi Al-Qawa'id"*.[5]
- The basis for impermissibility of stipulating compensation in the contract as a condition for waiver of revocation right, is based on analogy to Iqalah, which is considered as one form of contract revocation and has to be performed without any increase or decrease in considerations. Similarly, Shari'ah prohibits waiver of some rights (such as pre-emption and demarcation rights) against compensation.
- The basis for permissibility of stipulating, in the contract, compensation for waiver of the remaining periods of revocation right, in case of continuous contracts such as leasing, is the fact that the party who waives his right owns a benefit that makes him entitled to remuneration.
- The basis for applications of conditional revocation is the rulings indicated in the Shari'ah standard that relates to each application, because rulings on these applications are derived from these preceding standards.

(4) *"Ibn Abidin"* [4: 108] and *"Nihayat Al-Muhtaj"* [3: 434]
(5) *"Al-Manthur Fi Al-Qawa'id"* [2: 151]

noorcentre.com

SABB ساب

Islamic Financial Services

Overview: Publication Sponsor

Islamic Financial Services in SABB Bank

Banks have become very important for all people and businesses all over the world. They are the backbone of any financial or economic system at both the local and international levels. Due to their importance, banks are highly regulated by most countries. This is because the country's economy depends totally on the activities of its banks. The stronger and more effective the banks are, the more likely it is that the economic and financial systems may be more stable and effective. All this explains why the countries normally pay much attention to monitoring and regulating systems for their banks and financial institutions as a means to maintain and increase the efficiency of their banking and financial operations.

The increasing number of economic and financial activities and transactions in the world in general and in the Islamic community in particular highlights the need for more Islamic banking services. This is why the Islamic banks, in a highly competing market, do their best to provide their customers with high-quality Islamic banking services that help them manage their financial transactions in a Shariah-compliant way.

The Saudi British Bank (SABB) is one of the banks that offer such Islamic banking services. In 2001, the Bank opened a new section, Amanah, to provide services and products compatible with Shariah standards under the supervision of an independent Shariah Committee. In 2012, the name of this section has been changed to "Islamic Financial Services".

SABB has a network consisting of 102 branches including 18 ladies' section branches. All SABB branches provide Islamic financial services. The bank provides Islamic financial services and solutions as well as treasury services for both personal and corporate customers.

noorcentre.com

For Personal Customers:

1. Personal finance based on the concept of Tawarruq and Murabahah

a) Tawarruq product (MAL)

MAL is a personal financing product based on Tawarruq. It is one of the sales types compatible with Shariah principles and approved by SABB Shari'ah Committee whereby the bank owns the metal purchased from the international metal market and then sells it to the customer at a fixed profit margin and the value thereof is payable over a maximum period of 5 years.

b) Murabahah product (SAHAM)

SAHAM is personal finance product based on Murabaha. It is one of the sales types compatible with Shariah principles and approved by Shariah Committee at SABB whereby the bank purchases Shariah compatible local shares from the Tadawul and then sells it to the customer at a fixed profit margin and the value thereof is payable over a maximum period of 5 years.

2. Real estate finance

Real Estate Finance is based on the concept of Ijarah with the promise to transfer ownership. It is a Shariah-compliant transaction whereby SABB purchases the house and then leases it to the customer with the promise to transfer ownership at monthly installment and finance period up to 25 years.

For Personal and Corporate Customers:

1. Murabahah commodity investment account:

Murabahah Commodity Investment Account is an alternative product for conventional fixed deposits product and it is an investment vehicle for customers wishing to gain attractive returns at low risks in short and medium terms.

For Corporate Customers:

1. Islamic cash line

noorcentre.com

Islamic Cash Line is a product approved by Shariah Committee at the Bank as the first alternative solution to the conventional overdraft. The product is structured by combining:

a) Murabahah liquidity/Tawarruq.
b) Mudarabah investment account.

2. Tawarruq

Tawarruq product provides companies with Shariah-compliant solutions for satisfying liquidity requirements for working capital or expansion projects. The product concept is based on the customer's purchase of metals owned by the bank on deferred payment including agreed profit margin. Upon ownership of the metals, the customer can authorizes SABB TSY to sell the goods on his behalf and receive the proceeds accordingly.

3. Import documentary credits

Import Documentary Credit is a Shariah-compliant product based on Murabahah concept, i.e., selling at cost price plus profit. The bank, upon the customer's request, opens a D/C and purchases the goods from origin. Upon the bank's taking constructive possession of the goods as per documents (arrival of documents) or physical possession (arrival of goods), it sells the goods to the customer at cost price plus profit.

Treasury Services Include:

1. Islamic rate hedge against fluctuation of finance cost

Hedging against fluctuations of finance is a treasury tool used to limit or minimize the effects of interest rate/profit margin fluctuation, allowing companies to manage their floating rates obligations against fixed rate through SABB Hedge SWAP.

2. Promise to exchange

Promise to Exchange is an alternative Islamic solution to conventional options, which provides protection against the risk of adverse exchange

rates movements in the future and allows the customer to make use of such movements.

noorcentre.com

To ensure their compliance with Shariah standards, all newly developed or proposed Islamic products are presented first to Shariah Committee. IFS department gathers and classifies all issues that the bank, its customers or employees seeks Shariah opinion thereon.

In addition to arranging the procedures for adopting Islamic products, IFS also monitors/supervises the practical application of products and ensure actual compliance with the Shariah resolutions and regulations by conducting periodic visits to the various departments of the bank that offer Islamic financial products.

The visit reports are then submitted periodically to the Shariah Committee for obtaining its directions and recommendations on the reported issues.

noorcentre.com

SHARI'AH STANDARDS

The volume of Shari'ah Standards has become the most prominent compilation of contemporary Fiqh reasoning in the area of Fiqh al-Mua'amalt (Jurisprudence of Financial Transactions) around the globe. The standards cover a large array of Islamic financial contracts and products, including those pertaining to banking, Islamic insurance, investment banking, capital markets, financing, and so on.

These standards are widely popular in the global Islamic finance industry, and are deemed the most outstanding Shari'ah reference for that industry, including legislative bodies, regulatory authorities, and financial institutions, and other professional entities such as law firms, accounting and consultancy firms, in addition to universities, academic institutions and research centers and Fatwa issuing bodies.

Currently, AAOIFI standards are officially adopted by a number of central banks and financial authorities on a mandatory basis or as guidance. Hence, these standards are rightfully a major hallmark for the Islamic finance industry and one its principal accomplishments.

ISBN 978-603-8100-80-6
9 786038 100806 >

Sponsored By

SABB ساب

الخدمات المصرفية الاسلامية